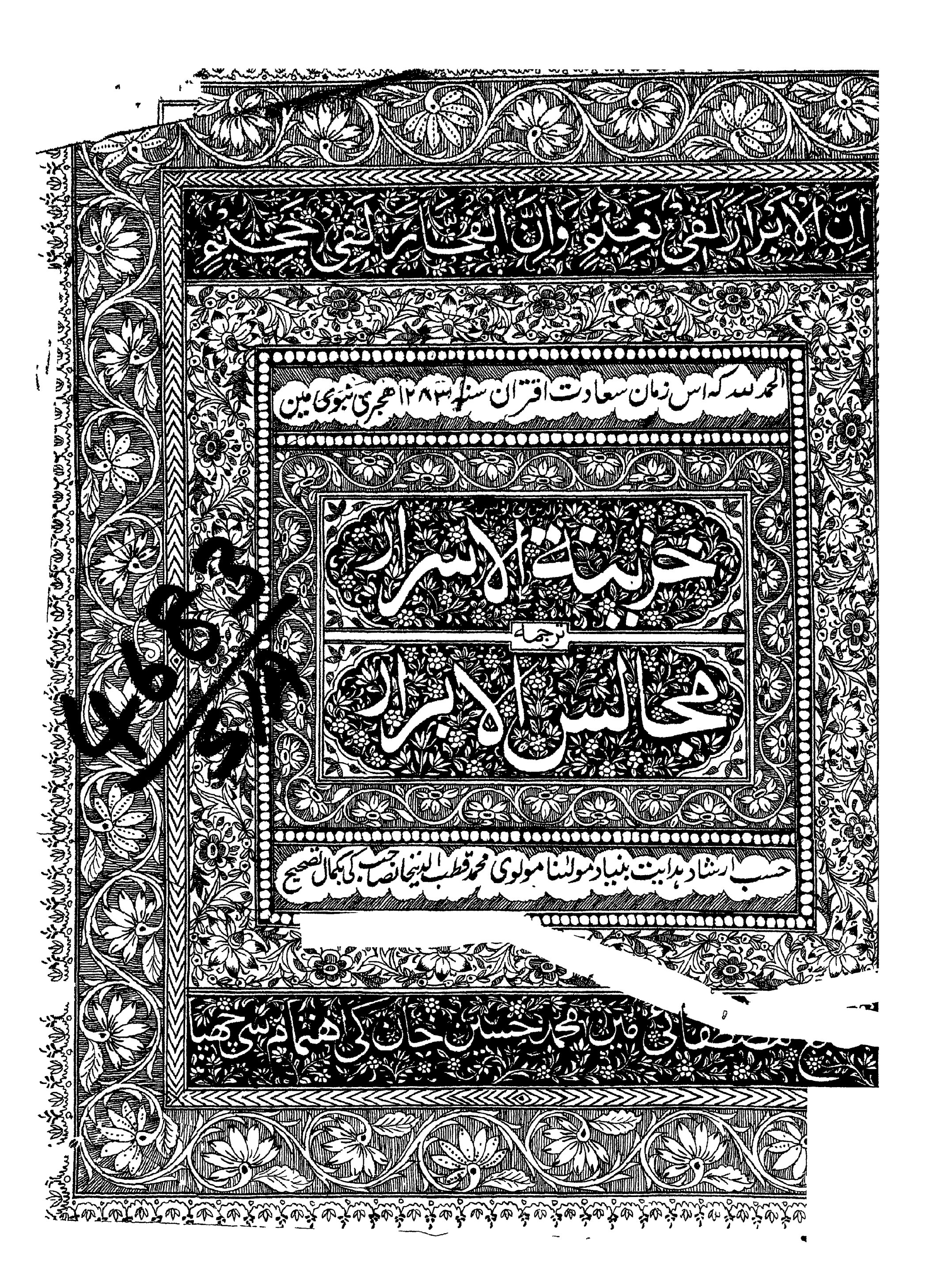




إن الأبرار لفي نعيم وإن الفجار لفي جحيم
الحمد لله کہ اس زمان سعادت اقتران سنہ ۱۲۸۳ ہجری نبوی مین
خزینۃ الاسرار
ترجمہ
مجالس الابرار
حسب ارشاد ہدایت بنیاد مولنا مولوی محمد قطب الدینخان صاحب کی بکمال تصحیح
مصطفائی مین محمد حسن خان کی اہتمام سی چھپا



بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہون مین ساتھ نام الله بخشش کرنیوالی مہربان کی

الحمد لله الذی رفع اقدار العلماء بمقدار معرفة کتابه المحکم ثم هدی المحدثین بمصابیح

سب تعریف ہی اوس خدا کی لئی کہ بلند کین قدرین علماء کی موافق معرفت کتاب اپنی کی جو مضبوط ہی پہر ہدایت کیا محدثان کو ساتھ چراغون

المصابیح من شبه الظلم وجعل علم الکتاب کالعلم لمن تقدم من اصحاب الامم واصبغ

روشن کی ایسی حدیثون کی تاریک شبہات سی اور گردانا علم کتاب کو مانند نشان کی اونکی لئی کہ آگی گذری امتون مین اور پہنچائی

علیهم سوابغ النعم بعرفانه بمصابیح السنة والعرفان المقدم واعزهم فی الدارین

اونکو پوری نعمتین اپنی معرفت کی سنت کی چراغون اور عرفان پہلی گذری ہوئی ہی اور اونکو عزت دی دونون جہان مین [illegible]

واکرم واحترم علی العلمین فی سابق القدم بالقران الاحکم فقال الذین یجتنبون

اور اکرام کیا اور حرمت بخشی تمام عالم پر ازل مین قرآن استوار سی اور ارشاد کیا جو لوگ بچتی ہین

کبائر الاثم والفواحش الا اللمم فسبحان من یعلم الحکم فیمن اخر وقدم احمده حمد عاجز

بڑی گناہون اور بیحیائی کی کامون سی مگر کچہ صغیرہ سو پاک ذات ہی جو سکہاتا ہی حکمتین پہلون اور پچہلون کو مین اوسکی حمد کرتا ہون عاجز کیسی

شکرما اولاه من عظیم النعم واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان محمدا

کہ شکر ادا کری اسکی کہ عنایت کین اوسکو بڑی نعمتین اور گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود نہین سوای الله کی وہ اکیلا ہی اوسکا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد

عبده ورسوله الاکرم المبعوث الی جمیع الامم نسئل الله ان یختم لی کتاب العمل بما اذ ختم صلی

اوسکا بندہ ہی اور اوسکا بزرگ رسول ہی بہیجا ہوا تمام امتون کی طرف ہم الله سی مانگتی کہ پوری کری ہماری عمل [illegible] ختم کرین رحمت

الله تعالی علیه وعلی اله وصحبه وسلم الذین هم اولو الفضل والحکم ما عبد الله احمد احترم هذه

نازل کری الله تعالی اوسپر اور اوسکی آل پر اور اوسکی یارون پر اور سلام کہ اہل فضل اور صاحب حکمت ہین جب تک الله کی بندگی ہو جو محمود ہی اور حرمت دی [illegible]

المکتوب بالقلم شرح بعض اصحاب الحدیث المعظم وبعض الحسان المفخم من

کتاب لکہی ہوئی قلم کی شرح چند صحیح حدیثون بزرگ کی اور چند حسن حدیثون بزرگ کی کتاب مصابیح

الظلم دافع الهم والالم جمعته لبعض اخوان الاخرة مع [illegible]

الظلم مین سی دور کرنیوالی ہم اور الم کی ہی جمع کی اسکو واسطی بعضی بہائیون اخروی کی اور اور [illegible] ملا کر جمع کیا

من التفسیر والحدیث والفقه والکلام وتصوف الخیرة وابین ما فیه من الاعتقادات

تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نیک لوگون کی تصوف کی اور بیان کرون کا اوسمین صحیح اعتقادات

[illegible] الاخرة واحترز ما فیه من استمداد القبور وغیره من فعل الکفرة واهل

[illegible] آخرت کی اور برائی بیان کرونگا اسمین قبرون سی مدد مانگنی کی اور سوا اوسکی افعال کفار اور اہل

الضلالة المضلة الفجرة لما رأيت كثيرا من الناس في هذا الزمان جعلوا بعض القبور

جو گمراہ کرنیوالی بدکار ہین جب مین نی اس زمانہ کی اکثر لوگون کو یہہ دیکھا کہ اونہون نی بعضی قبرون کو

كالاوثان يصلون عندها ويذبحون القربان ويصدر منهم افعال واقوال لا تليق باهل

بت بنالیا ہی کہ وہان نماز پڑہتی ہین اور قربانیان ذبح کرتی ہین اور اونسی وہ افعال اور اقوال پیدا ہوتی ہین جو ایمان والون کو

الايمان فاردت ان ابين ما ورد به الشرع في هذا الشان حتى يتميز الحق من الباطل عند

سزاوار نہین اسلیی مین نی یہہ ارادہ کیا کہ جو اس باب مین حکم شرعی ہی وہ بیان کردون تاکہ حق باطل سی جدا ہوجاوی

من يريد تصحيح الايمان والخلاص من كيد الشيطان والنجاة من عذاب النيران والدخول

اوسکو کہ ارادہ درستی ایمان کا اور شیطان کی مکر سی رستگاری کا اور آگ کی عذاب سی بچنی کا اور جنت مین

في دار الجنان والله الهادي وعليه التكلان ولم ابال ما فيه من التكرار لما وقع في

جانی کا ہو اور اللہ رستہ دکہانیوالا ہی اور اوسی پر بہروسا اور مکرر جو اسمین ہوگیا ہی اسکی کچہہ پرواہ نہین کی کیونکہ الیسا

نصيحة الابرار وانبه ما فيه من الاحوال الذي يسميه الناس الخير والشر والطيرة والفال

بزرگون کی نصیحت مین ہوتا ہی اور سب حالات بیان کرونگا جسکو لوگ خیر اور شر اور شگون اور فال کہا کرتی ہین

وسميته مجالس الابرار ومسالك الاخيار ومحائق البدع ومقامع الاشرار ورتبته

اور اسکا نام مین نی مجالس الابرار ومسالک الاخیار ومحائق البدع ومقامع الاشرار رکہا اور مینی اسکو

على مائة مجلس المجلس الاول في تمثيل من يذكر ربه ومن لم يذكره بالحي والميت وفي بيان

سو مجلسون پر مرتب کیا پہلی مجلس مثال بیان کرنی مین اوس شخص کی کہ یاد کرتا ہی اپنی رب کو اور اوسکی کہ نہین یاد کرتا ساتہہ زندہ اور مردی کی اور بیان

معرفة ذكر الله تعالى المجلس الثاني في بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه

معرفت ذکر خدا تعالی کی دوسری مجلس بیان مین افضلیت ذکر کی جملہ اعمال حسنہ سی اور اوسکی اقسام کی بیان مین

المجلس الثالث في بيان فضيلة الايمان ومن المجلس الرابع في لزوم محبة النبي صلى

تیسری مجلس بیان مین فضیلت ایمان کی اور مؤمن کی چوتہی مجلس بیچ لازم کرنی محبت نبی صلی

الله عليه وسلم زيادة من والده وولده والناس اجمعين المجلس الخامس في لزوم الايمان

اللہ علیہ وسلم کی زیادہ اپنی ماباپ اور فرزند اور سب لوگون سی پانچوین مجلس بیچ لازم ہونی ایمان کی

[illegible] النبي صلى الله عليه وسلم ولا يجوز المخالفة فيه المجلس السادس في بيان من

رضي بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان المجلس

کہ راضی ہوا اللہ کی رب ہونی پر اور اسلام کی دین ہونی پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی ہونی پر اوسنی چکہا مزہ ایمان کا ساتوین مجلس

السابع في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاصح وتفصيلا عند البعض

بیچ بیان اون چیزون کی کہ ایمان لایا جاوی اونپر اور بیچ بیان لازم ہونی ایمان کی ساتہہ اونکی بطریق اجمال کی بحسب صحیح روایت کی اور بطریق تفصیل کی نزدیک بعض کی

المجلس الثامن في بيان من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام والمخالف له

آٹہوین مجلس بیچ بیان اوسکی کہ داخل ہوگا جنت مین اور اوسکی کہ نہین داخل ہوگا اوسمین یعنی فرمان بردار رسول علیہ السلام کا اور اونکا مخالف

المجلس التاسع في لزوم الاتباع للنبي صلى الله عليه وسلم فيما جاء به وفيه تحقيق المجلس العاشر

نوین مجلس بیچ لازم ہونی اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ اوس چیز کی کہ لای حضرت اوسکو اور اسمین کچہہ تحقیق لکہی ہی مجلس دسوین

فی بیان الفرق بین المؤمن والمسلم وبین المجاهد والمهاجر المجلس الحادی عشر
بیچ بیان فرق کی درمیان مؤمن اور مسلم کی اور درمیان مجاہد اور مہاجر کی مجلس گیارہوین

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء المجلس الثانی عشر فی بیان اسعد الناس بشفاعة
بیچ بیان افضل ذکر اور افضل دعا کی مجلس بارہوین بیچ بیان بڑی سعادتمند لوگون کی قیامت کی دن

النبی صلی الله علیه وسلم یوم القیمة المجلس الثالث عشر فی بیان اخلاص التوحید
نبی صلی الله علیه وسلم کی شفاعت سی ہی مجلس تیرہوین بیان مین اسکی کہ خالص توحید

سبب لحرمة النار المجلس الرابع عشر فی بیان ایمان المنجی لصاحبه یوم القیمة المجلس
سبب ہوتی ہی حرام ہونی آگ جہنم کی مجلس چودہوین بیچ بیان ایمان نجات دینی والی کی روز قیامت کی مجلس

الخامس عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرة الاسلام وفیه تفصیل المجلس السادس عشر
پندرہوین بیان مین اسکی کہ ہر بچہ پیدا کیا جاتا ہی لیاقت واستعداد ایمان پر اور اسمین تفصیل ہی مجلس سولہوین

فی تحقیق السعید والشقی وبیان اقسام الکفر وغیره المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز
بیچ تحقیق نیکبخت اور بدبخت کی اور بیان اقسام کفر وغیرہ کی مجلس سترہوین بیچ بیان نہ جایز ہونی

الصلوة عند القبور والاستمداد من اهلها واتخاذ السرج والشموع علیها المجلس الثامن عشر
نماز کی پاس قبرون کی اور نہ جایز ہونی مدد مانگنی کی مردون سی اور نہ جایز ہونی چراغ اور شمع روشن کرنی قبرون پر مجلس اٹھارہوین

فی اقسام البدع واحکامها وغیرها من الامور المهمة المجلس التاسع عشر فی بیان بدعیة
بیچ قسمون بدعتون کی اور احکام اونکی اور سوا اونکی امور ضروریہ سی مجلس انیسوین بیچ بیان بدعت ہونی

صلوة النوافل بالجماعة کالرغائب وغیرها المجلس العشرون فی بیان فضائل الحج المبرور وبیان
نماز نفل کی جماعت سی مانند صلوة رغائب[ه] وغیرہ کی مجلس بیسوین بیچ بیان فضیلتون حج مقبول کی اور بیچ بیان

البدعة فیه المجلس الحادی والعشرون فی بیان فضائل الزکوة وغوائل ترکها المجلس الثانی والعشرون
بدعت کی حج مین مجلس اکیسوین بیچ بیان فضائل زکوۃ کی اور خرابیون ترک اوسکی کی مجلس بائیسوین

فی بیان فضائل الصوم مطلقا المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضیلة صوم شعبان المجلس
بیچ بیان فضائل مطلق روزی کی[ع] مجلس تیئیسوین بیچ بیان فضیلت روزی شعبان کی مجلس

الرابع والعشرون فی بیان فضیلة احیاء لیلة البراة علی وجه السنة والاحتراز عن البدعة المکروهة
چوبیسوین بیچ بیان فضیلت جاگتی رہنی کی شب برات مین بطریق سنت کی اور پرہیز کرنی کی بدعت مکروہہ سی

المجلس الخامس والعشرون فی لزوم طلب رویة هلال رمضان وکراهة صوم یوم الشک[له]
مجلس پچیسوین بیچ لازم ہونی تلاش رویت چاند رمضان کی اور کراہت روزی یوم شک کی

المجلس السادس والعشرون فی بیان فضیلة رمضان ورعایة حقه وتعظیم شانه المجلس
مجلس چھبیسوین بیچ بیان فضیلت رمضان کی اور اوسکی حق کی رعایت مین اور تعظیم شان مین مجلس

السابع والعشرون فی بیان کیفیة النیة وما یفسد الصوم وما لا یفسد وما یلزم به الکفارة
ستائیسوین بیچ بیان کیفیت نیت روزی کی اور اوس چیز کی کہ توڑتی ہی روزی کو اور جو نہین توڑتی اوسکو اور جو مستلزم ہی کفارہ کو

وما لا یلزم المجلس الثامن والعشرون فی بیان کیفیة التراویح وفضیلتها المجلس التاسع والعشرون
اور جو نہین مستلزم مجلس اٹھائیسوین بیچ بیان کیفیت تراویح کی اور فضیلت تراویح کی مجلس انتیسوین

[ه] صلوة رغایب رجب کی پہلی تاریخ کی شب مین بعضی پڑھتی ہین جماعت سی وہ بدعت ہی ۱۲ منہ

[ع] خواہ نفل ہو خواہ فرض ہو ۱۲ منہ

[ه] یعنی زیادہ سعادت مند شفاعت کا کون شخص ہی ۱۲ منہ

[له] یعنی شعبان کی انتیسوین شب مین ... جو ابر کی سبب سی چاند ... ۱۲ منہ

فی

یعنی پڑہنی مین بعض اوقات خطاء واقع ہوتی ہی اوسکی اقسام بیان کی ہین ۱۲ منہ

دفضیه

في

المجلس الاول فی بیان تمثیل من

حق شناسی اپنی خاوند کی بی بی کو اور بیان سزا کا جب کہ یہہ نہووی پہلی مجلس بیچ مثال بیان کرنی اوس شخص کی

یذکر ربه ومن لم یذکره بالحی والمیت وفی بیان معرفة ذکر الله تعالی قال رسول

کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکی یاد نہین کرتا ساتھہ زندہ اور مردہ کی اور بیان مین ذکر الله کی فرمایا رسول

الله صلی الله علیه وسلم مثل الذی یذکر ربه والذی لا یذکر ربه کمثل الحی والمیت هذا الحدیث

خدا صلی الله علیه وسلم نی حال اوس شخصکا کہ ربکی یاد کرتا ہی اور اوس شخصکا جو اپنی رب کی یاد نہین کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه ابو موسی الاشعری فانه علیه السلام جعل فیه الذاکر مثل الحی مع

مصابیح کی صحاح مین ہی ابو موسی اشعری کی روایت سی سو پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی اسمین یاد کرنیوالی کو مانند زندہ کی ٹہرایا باوجودیکہ

کونه حیا لان المراد بالحی من له حیوة حقیقیة ابدیة وهی انما تحصل بذکر الله تعالی لان

وہ زندہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ زندہ سی وہ مراد ہی جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الٰہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ یہ

الذکر یحیی قلوب الذاکرین ویوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الی الحیوة الابدیة

ذکر ذاکرین کا دلون کو زندہ کردیتا ہی اور بالضرور اونکی لئی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کردیتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لایق بنادیتا ہی

فی دار النعیم ومن کان خالیا عن الذکر فهو بمنزلة المیت لکونه خالیا عما یحیی قلبه وعما یوجب

اور جو شخص یاد الٰہی نہین کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہوئی اور خدا کی

له المعرفة والحيوة الابدية لان شرف الانسان وفضيلته التي بها فاق جميع اصناف الخلق
معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسی تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہو رہا ہی

ليست الا باستعداده لمعرفة الله تعالى وانما يستعد لمعرفة الله تعالى بقلبه لا بجارحة من
بجز استعداد معرفت الٰہی کی نہیں ہی اور استعداد معرفت الٰہی کی دل ہی سی علاقہ رکھتی ہی ہاتھہ پانو وغیرہ

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم يستخدمها استخدام الملك للرعايا ويستعملها استعمال
اعضا سی کچہ علاقہ نہیں بلکہ تمام اعضا دل کی تابع اور خدمت گذار ہین اور ان اعضا سی اسطور کام لیتا ہی جیسی بادشاہ رعیت سی اور ایسی برتتا ہی

السيد للعبيد وهو انما يطمئن بذكر الله تعالى كما قال الله تعالى الا بذكر الله تطمئن
جیسی مولی غلامون کو اور دل کو طمانینت صرف یاد الٰہی سی ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی یاد رہی اللہ ہی کی یاد سی دل چین پاتی ہین

القلوب وافضل الذكر على ما ورد في الحديث لا اله الا الله فلا بد للعبد المكلف ان يشتغل
اور سب سی بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا اله الا الله ہی اب بندہ عاقل بالغ کو ضرور ہی کہ اس ذکر مین

بهذا الذكر حتى يطمئن قلبه ويستعد لمعرفة الله تعالى لكن قبل اشتغاله به يجب عليه
مشغول رہی تا کہ اوسکا دل اطمینان پکڑی اور معرفت الٰہی کی استعداد حاصل کری لیکن اس شغل سی پہلی اوسپر واجب ہی

ان يحصل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز
کہ اتنا علم عقاید سیکھی جس سی اسکا اعتقاد موافق اہل سنت وجماعت کی ٹہیک ہو جاوی اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مكدرا بظلمة البدعة الاعتقادية لا يبدو انوار
اہل بدعات کی شبہات سی بچ جاوی کیونکہ جبتک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی مین مکدر رہتا ہی تو اوسمین طاعت کی روشنی نہین چمکتی

الطاعات ويجب عليه ايضا ان يحصل من علم الفقه ما يصح به اعماله على وفق الشريعة المطهرة
اور اوسپر یہہ بھی واجب ہی کہ اتنا علم فقہ بھی سیکھہ لی جس سی اوسکی اعمال موافق شریعت پاک کی صحیح اور

والا فالتقدم لمعالي الامور قبل اتقان وصولها وضبط طرقها عجلة شيطانية وشهوة نفسانية
اور نہین تو بڑی کام کر بیٹھنا بغیر محکم کرنی اصول کی اور ٹھیک دریافت کرنی طریقون کی شیطانی جھپٹ اور نفسانی شہوت مین

توجب لصاحبها الفضيحة في الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتخيلات النفسانية
داخل ہی جو ایسی شخص کو دنیا اور آخرت دونو مین ذلیل کر چھوڑتی ہی اس لئی کہ ایسا جاہل کبھی فریب مین آکر نادانی سی خیالات نفسانی

والتلبيسات الشيطانية ويظنها كرامات وهي في الحقيقة استدراج وزيادة له في انواع
اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہی اور اصل مین وہ استدراج ہوتا ہی اور اوسکی حق مین طرح طرح کی

الضلالات لان من اشتغل بالذكر والرياضة قبل ان يحصل من علم الكلام ما يصح به الاعتقاد
گمراہی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ جو شخص مشغول ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہی بدون سیکھی علم عقاید کی کہ جتنی مین اوسکا اعتقاد

على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما يصح
اہل سنت وجماعت کی مذہب پر صحیح ہو جاوی اور بدعتیون کی شبہات سی بچ جاوی اور بدون سیکھی علم فقہ کی جتنی مین

به اعماله على وفق الشريعة المطهرة لا يبعد ان يقع له كشف حسي لبعض الاشياء او امر خارق
اوسکی اعمال مطابق شریعت پاک کی صحیح اور درست ہو جاوین تو کیا بعید ہی کہ اوسکو بعضی محسوسات کا کشف ہونی لگی یا کوئی بات کرامت کی سی

من خوارق العادات بمقتضى الرياضة او اراءة الشيطان كما حكي كثير من ذلك عن بعض الكفرة
خلاف عادات مین سی ریاضت کی موافق یا شیطانی دہکہی سی ہو جاوی چنانچہ ایسی بہت کہانیان بعضی کفار

سی نقل ہین

للرياضين فيظن انه ولاية وكرامة وهو في الحقيقة مكر واستدراج لا كرامة ولا ولاية

ریاضت منش کی مشہور ہین پہر یہہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل مین وہ مکر اور استدراج ہوتا ہی نہ کرامت ہی اور نہ ولایت

اذ قد يحصل الكشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغيرهم ممن يعتنون بزيادة الرياضات

اسلئے کہ کشف اور امر خارق کبہی کبہی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی بہی ہوجاتا ہی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہین

مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالى قد جعل الرياضة سببا لتصفية

باوجودیکہ اونکی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہین پہر اسکا کیا اعتبار ہی اسلئے کہ اللہ تعالی بیشک ریاضت سے اون کو ایسا صاف کردیتا ہی

القلوب بحيث يوصل بها الى الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى

کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہونی لگتی ہین اور اس سی اللہ تعالی کی یقینی رضامندی

بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مختصة بالمعجزة والكرامة

اوس سبب پر معلوم نہین ہوتی اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچہہ معجزہ اور کرامت ہی سی خصوصیت نہین ہی

بل قد تكون استدراجا ايضا فمتى صدرت ممن فيه خلل عملي واعتقادي يحكم بكونها

بلکہ بعضی وقت استدراج بہی ہوتا ہی پہر اگر یہہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہووی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تو وہ

استدراجا لا كرامة لان الكرامة ظهور امر خارق للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه

استدراج ہی سمجہا جاویگا کرامت نہین ہوگی کیونکہ کرامت تو وہ ہی کہ امر عادت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتہہ سی ہو جسکی نیک کرداری ظاہر ہو رہی ہو

وهذا القيد الاخير للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة على يد الاشقياء

اور یہہ پچہلی قید استدراج سی احتراز کی لئی ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیا کی ہاتہہ پر پیدا ہو

كالدجال وفرعون والجهلة الضالين المضلين فان الخوارق كما تظهر على يد الاتقياء تظهر

جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی کیونکہ خوارق جیسی پرہیزگاروں کی ہاتہہ پر ہوتی ہین

على يد الاشقياء ايضا فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يصير

اشقیا کی بہی ہاتہہ پر ہوجاتی ہین سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو

سببا لمزيد مجاهدته في عبادته وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع

اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑہا دیگا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع نہین

يصير سببا لمزيد بعده وغروره ولا يزال الشيطان يغويه حتى يخلع ربقة الاسلام

تو اوسکو اور بہی دوری اور غرور بڑہیگا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکاتا رہیگا آخرکو اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر

من عنقه بانكار الحدود والاحكام والحلال والحرام فعلى هذا يجب على العبد الذاكر

حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر بنادیگا اسلئے بندہ ذاکر کو یہہ واجب ہی

ان يجعل جميع اعماله موافقا لاحكام الشرع ما دام حيا عاقلا ولا يجوز له ان يعمل عملا مخالفا

کہ اپنی تمام اعمال جبتک ہوش حواس مین ہی احکام شرعی کی موافق رکہی اور اوسکو یہہ جایز نہین ہی کہ کبہی بہی کسی وقت کوئی عمل

للاحكام الشرع في وقت من الاوقات واحكام الشرع على قسمين قسم يتعلق بالظاهر وهو البدن

احکام شرعی کی مخالف عمل میں لاوی اور شرع کی احکام دو قسم پر ہین ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن سی علاقہ رکہتی ہین

وقسم يتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمين على نوعين احدهما يجب فيه الفعل

اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل سی علاقہ رکہتی ہین اور یہہ دونو قسمین دو طرح کی ہین ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی

والاخر یجب فیه الترك فجملة احكام الشرع اربعة فمن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب
دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوئی پہر وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا عمل مین لانا واجب ہی

فیه الفعل التكلم بكلمتی الشهادة واقامة الصلوة وایتاء الزكوة وصوم رمضان وحج
دونو کلمی شہادت کی پڑہنی اور نماز قایم رکہنی اور زکوٰۃ اداکرنی اور رمضان کی روزی اور

البیت وجهاد الكفار والامر بالمعروف والنهی عن المنكر وغیر ذلك من الفرائض والواجبات
کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سی روکنا اور سوا اسکی اور فرائض اور واجبات

ومن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب الترك القتل والزنا واللواطة والسرقة وشرب الخمر
اور وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا ترک واجب ہی خون ریزی اور بدکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری

والغیبة والنمیمة والكذب والنظر الی ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغیر ذلك من
اور غیبت اور سخن چینی اور جہوٹہہ بولن اور دیکہنا ایسی چیز کا جسکا دیکہنا حرام ہی اور ایسی آوازسنی جسکا سننا حرام ہی اور سوا اسکی

المحرمات والمكروهات ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الفعل التوبة والاخلاص
اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص

والتوكل والصبر والشكر والخوف والرجاء وغیر ذلك من الاخلاق الحمیدة والخصال الجمیلة
اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امیدواری اور سوا اسکی اور نیک عادتین اور پسندیدہ خصلتین

ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الترك الكبر والعجب والریاء والحسد وغیر ذلك
اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریا یعنی دکہلاوا اور حسد اور سوا اسکی

من الاخلاق الذمیمة والخصال القبیحة فمن خالف حكما واحدا من هذه الاحكام الاربعة
اور بد خوئیان اور قبیح خصلتین سو جو شخص خلاف کری کسی ایک حکم کا ان چاروں حکموں مین سی

عصی الله تعالی واستحق عذابه فلا یكون من اهل الولایة والكرامة وبعض الناس فی هذا
وہ خدا کا نافرمان ہی اور اوسکی عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کب ہوسکتا ہی اور بعضی لوگ اس

الزمان یدخلون الخلوة ثلثة ایام او اكثر ثم یخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتین
زمانی مین تین دن کا یا زیادہ کا چلہ کہینچ کر پہر فارغ ہوجاتی ہین اور جب ایک یا دوبار چلہ کر چکی

یدعون نیل الاحوال والوصول الی مقامات الرجال مع انهم یرتكبون ما یخالف الشرع الشریف
تو دعوی کرنی لگی کہ ہمکو سب حالات کہل گئی اور عمدہ لوگوں کا درجہ پا لیا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کی جاتی ہین

واذا انكر علیهم ما ارتكبوه یقولون حرمة ذلك فی العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
اور جب اونسی اونکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہنی لگتی ہین میاں یہہ علم ظاہر مین حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہین سو یہہ امر

حلال فیه وان الوصول الی الله تعالی لا یكون الا برفض العلم الظاهر وانكم تاخذون من
اوس علم مین حلال ہی اور قربت الہی بدون چہوڑنی علم ظاہری کی نہین ملتی تم

الكتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشیخ نصل الی الله تعالی فینكشف لنا العلوم فلا نحتاج
قرآن اور حدیث سی فائدہ لیتی ہو اور ہم چلہ اور پیر کی مدت سی خدا کی درگاہ مین جاتی ہین پہر ہم پر سب علوم کہل جاتی ہین ہمکو

الی مطالعة الكتاب والقراءة علی الاستاذ واذا صدر منا مكروه او حرام ننهی عنه فی المنام
کتابوں کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑہنی کی کچہہ حاجت نہین ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام عمل مین آجاتا ہی تو خواب مین ہمکو ممانعت ہوجاتی ہی

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه فی المنام فعلمنا انه لیس بحرام

سو ہم حلال اور حرام کو سمجھ لیتی ہین اب جسکو تم حرام بتاتی ہو ہمکو اوس سی خواب مین منع نہین کیا سو ہمنی جان لیا کہ یہہ حرام نہین ہی

ونحو ذلک من الترهات التی کلها الحاد وضلال اذ فیه ازدراء للملة الحنیفیة والشریعة

اور اسیطرح کی خرافات باتین جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہین بکتی ہین کیونکہ اسمین ملت حنفی اور شریعت نبوی

النبویة وعدم الاعتماد علی الکتاب والسنة واجماع الامة فالواجب علی کل من سمع

کی حقارت ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی

امثال تلک الاقاویل الباطلة الانکار علی قائله والجزم ببطلان کلامه بلا شک ولا تردد

کہ بلاشک اور بی تردد اور بغیر توقف قائل کی اس کلام کو بیہودہ واہیات سمجھی

ولا توقف والا فهو یکون من جملتهم ویحکم علیه بالزندقة فانهم لما کانوا فی الاعتقاد

اور نہین تو وہ بہی اوسی گروہ مین داخل ہی اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگونکا اعتقاد جب

بهذه المرتبة کان بینهم وبین الشیطان مناسبة فیریهم فی بعض الازمان اشیاء

اس نوبت کو پہنچا تو انمین اور شیطان مین ایک رابطہ پیدا ہوگیا پہر وہ شیطان اونکو بعضی دفعہ کچہہ تجلی وغیرہ دکہاتا ہی

من الانوار وغیرها فیغترون بها ویظنون انهم محسنون وعند الله مکرمون ولا یعلمون

پس یہہ قوم دہوکہا کہا کر یہہ خیال کرتی ہین کہ ہم کیا خوب عمل کرتی ہین اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہین اور بیخبر ہی

ان الشیطان لایزال یحسن لاهل الخلوة وارباب الریاضة ان یعملوا بخواجسهم ورؤیاهم

کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظرونمین یون پکا دیتا ہی کہ اپنی توہمات اور خوابون کی موافق

من غیر تحکیم الشرع فیها فیقولون القلب اذا کان محفوظا مع الله تعالی یکون خواطره

بدون موافقت شرع کی عمل کیا کرین پہر یہہ کہتی ہین کہ دل جب اللہ کی طرف سی محفوظ ہوتا ہی تو اوسکی سب خطرات خطا سی

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم کید العدو فیهم لان الخواطر ثلثة انواع رحمانیة

بچی ہوئی ہوتی ہین اور یہہ اونکی حق مین دشمن کا بڑا ہی دہوکہا ہی کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہین رحمانی

وشیطانیة ونفسانیة فلو بلغ الانسان ما بلغ من الریاضة والمجاهدة فمعه شیطانه

اور شیطانی اور نفسانی پہر انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کری پہ شیطان

ونفسه لایفارقانه الی الموت والشیطان یجری منه مجری الدم والعصمة لیست

اور نفس اوسکی ساتہہ ہی رہتی ہین مرتی دم تک جدا نہین ہوتی اور شیطان اوسمین ایسی پہرتا ہی جیسی بدنمین خون اور عصمت صرف

الا للرسل الذین هم وسائط بین الله تعالی وبین خلقه فی تبلیغ امره ونهیه ووعده

انبیا صلوات اللہ علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کی واسطہ ہین واسطی پہنچادینی امر اور نہی اور جزا

ووعیده ومن عداهم لیس بمعصوم ومن ظن انه یستغنی عما جاء به الرسول بما یلقی

اور سزا اور سوا انبیاء کی کوئی معصوم نہین ہی اب جو شخص یہہ خیال کری کہ مجکو احکام نبوی کی کچہہ حاجت نہین مجکو وہ ہی کافی ہی

فی قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس کفرا لان ما یلقی فی القلب یحتمل ان یکون من

جو دلمین خطرات آتی ہین سو وہ بڑا ہی کافر ہی اسلئی کہ دلمین جو خطرہ آتا ہی تو شاید کہ

القاء النفس او الشیطان فلا عبرة به ولا التفات الیه حتی یعرض علی ما جاء به الرسول

وہ نفس یا شیطان کی طرف سی آیا ہو پہر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اودہر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہوسکی

ویشھد لہ بالموافقۃ اذ لیس کل ما یراہ الانسان فی النوم او الیقظۃ صحیحا بل قد تکون بعضہ
اور اوسکی لئی موافقت کا شاہد چاہئی کیونکہ آدمی جو جو خواب یا بیداری مین معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہین ہو اکرتا بلکہ بعضی

من الخواطر النفسانیۃ وبعضہ من الوساوس الشیطانیۃ وبعضہ من اللہ تعالی بالھام
خطرات نفسانی ولبعضی وسوسہ شیطانی ہوتی ہین اور بعضی اللہ کی طرف سی بواسطہ

ملک الرؤیا فلابد من التمیز بین ھذہ الثلثۃ لیعلم ان ما یراہ من ای نوع ھو فاذا تعین
فرشتہ خواب کی بہی ہوتی ہین پہر ان تینون مین تمیز کرنی ضرور چاہئی جس سی معلوم ہو کہ یہہ خطرہ کس قسم کا ہی جب یہ ثابت ہو جاوی

انہ من اللہ تعالی فلابد من عالم یعلم المراد منہ فان المراد منہ ان کان ظاھرا لایحتاج
کہ اللہ کی طرف سی ہی تب ایسا عالم چاہئی کہ اوسکی مراد کو سمجھی کیونکہ اوسکی مراد اگر ظاہر ہی تو

الی التاویل بل انما یحتاج الی التنبیہ وان کان غیر ظاھر یحتاج الی التاویل فیاول بتاویل
تاویل کی کچہہ حاجت نہین بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہین ہی تو تاویل کی حاجت ہی پہر صحیح تاویل کرنی چاہئی

صحیح کما ان الکتاب والسنۃ لاشبھۃ فی کونھما من اللہ تعالی ورسولہ لکن المراد منھما
چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کی کلام ہین پر اونکی مراد

قد یکون ظاھرا فلا یحتاج الی التاویل وقد یکون غیر ظاھر فیحتاج الی التاویل وقد صرح
بعضی جگہہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچہہ حاجت نہین ہوتی اور بعضی جگہہ مراد ظاہر نہین ہوتی تو وہان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور

العلماء بان الھام وکذلک الرؤیا فی المنام لیس شیء منھما من اسباب المعرفۃ بالاحکام
علماء صاف کہہ چکی ہین کہ الہام اور ایسی ہی نیند کی خواب ان دونو سی معرفت احکام کی حاصل نہین ہوتی

خصوصا اذا خالف کل منھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ علیہ الصلوۃ والسلام فان عمر
علی الخصوص جبکہ یہہ دونو کتاب اللہ اور سنۃ رسول سی برخلاف ہون حضرت عمر

بن الخطاب رضی اللہ عنہ مع کونہ سید الملھمین والمحدثین کان اذا وقع فی قلبہ الخواطر لایلتفت
بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوا تہی تو بہی جب اونکی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اوسپر توجہ

الیھا ولا یحکم بھا ولا یعمل بھا حتی یعرضھا علی الکتاب والسنۃ فھؤلاء الجھلۃ قد یری
نکرتی اور نہ اوسپر یقین کرتی اور نہ اوسکی موافق عمل کرتی جب تک اوسکو کتاب اور سنت کی مطابق نکر لیتی اور یہہ جہال جب

احدھما ادنی شیء فیحکم فیہ خواطرہ علی الکتاب والسنۃ ولا یلتفت الیھما والمحققون من
کوئی ادنی بات معلوم کرتی ہین تو اوسہی پر اپنی خطرات کو پکا لیتی ہین اور کتاب اور سنت کیطرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور طریقت کی محقق

علماء الطریقۃ قد تمسکوا بالکتاب والسنۃ ووزنوا بھما افعالھم ومجاھداتھم ومکاشفاتھم
علماء کتاب اور سنت ہی سی سند لیتی تہی اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو انسی تول کر پورا کرتی تہی

فما وجدوہ غیر موزون بھذین المیزانین وغیر ثابت بھذین الشاھدین لم یعتبروہ ولم یلتفتوا
پہر جس عمل کو ان دونو ترازو یعنی کتاب وسنت مین کم وزن پایا اور ان دونو شاہد عدل کی گواہی سی ثابت نہوا تو اوسکا اعتبار نہین

الیہ قال ابو سلیمان الدارانی ربما یقع فی قلبی نکتۃ من نکتۃ القوم فلا اقبلھا الا بشاھدین عدلین
ابو سلیمان دارانی فرماتی ہین اس قوم کی نکات مین سی اکثر میری دلمین ایک نکتہ آتا ہی سو مین اوسکو بدون گواہی دو شاہد عدل

من الکتاب والسنۃ وقال ابو سعید الخراز کل باطن یخالفہ الظاھر فھو باطل وقال ابو حفص
کتاب اور سنت کی نہین مانتا اور ابو سعید خراز کہتی ہین جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کبیر فرماتی ہین

الکبیر

الکبیر من لم یزن افعاله واقواله واحواله بمیزان الکتاب والسنة ولم یتهم خواطره فلا تعدوه

جو شخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولی اور اپنی دل کی خطروں کو بیجا نہ جانی تو اوسکو

فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتم الی رجل اعطی انواعا من الکرامات حتی تربع

مردوں میں شمار مت کرو اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتیں دیکھو اتنا کہ وہ ادہر میں

فی الهواء او مشی علی الماء فلا تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه عند الامر والنهی وحفظ

پالتی ماری بیٹھا ہو یا پانی پر پہرتا ہو تو بہی اوسکی فریب میں نہ آؤ جبتک یہہ نہ جانچ لو کہ امر اور نہی اور حفظ

الحدود واداء احکام الشریعة وقال الجنید البغدادی الطرق الی الله تعالی بعدد انفاس

حدود اور احکام شرعی میں کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہیں اللہ کی ان کی رستی اتنی ہیں جتنی نفوس

الخلائق وکلها مسدودة علی الخلق الا علی من اقتفی اثر الرسول وحکی انه افتی بقتل الحلاج

خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہیں بجز اوسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہیں کہ جنید نی حلاج کی قتل کا

لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ایها العاقل الطالب للحق ان هؤلاء الکرام مع

فتوی انا الحق کی کہنی پر دیا تہا اب ای ہوشیار حق کی طالب دیکہہ تو کہ ان تمام بزرگوں نی با

کونهم عظماء مشائخ الطریقة وکبراء ارباب الحقیقة قد تمسکوا بالشریعة ولم یخالفوها

وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشایخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہیں کیسا شریعت سی تمسک کیا اور کسی بات میں

فی شیء اصلا فعلی هذا یجب علی العبد المشتغل بالذکر ان یتمسک بالشریعة فی جمیع اقواله

اصلا مخالفت نہیں کی بایں لحاظ شخص ذاکر مشاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت سی تمسک

وافعاله واحواله ولا یخالفها فی شیء اصلا لکن ینبغی ان یعلم ان المؤثر النافع من الذکر هو الذکر

کیا کریں اور شریعت کی اصلا مخالفت نکیا کریں لیکن یہہ بہی سمجھہ لینا چاہیی کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہی جو

علی الدوام مع حضور القلب فاما الذکر مع ذهول القلب فهو قلیل الجدوی لان للذکر

ہمیشہ اور دائمی دلکی توجہ سی ہو اور جو ذکر دلکی غفلت کی ساتہہ ہوتا ہی وہ فائدہ خوب نہیں دیتا کیونکہ ذکر کا

اولا واخرا اوله یوجب الانس والحب واخره یوجبه الانس والحب والمطلوب ذلک الانس

ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا میں ذکر سی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا میں ذکر کو انس اور محبت پیدا ہوجاتی ہی اور مقصود یہہ ہی انس

والحب لان الذاکر فی ابتداء امره یکون متکلفا فی صرف قلبه عن الوساوس الی ذکر الله تعالی

اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذاکر اول حال میں تو اپنی دل کو بزور و تکلف وسوسوں سی ہٹا کر ذکر کی طرف لگاتا ہی

فان وفق للمداومة انس به وانغرس فی قلبه حب المذکور وصار مضطرا الی کثرة ذکره

پہر اگر اوسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو اوسی مانوس ہوجاتا ہی اور اوسکی دلمیں وہ محبت جڑ پکڑ لیتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بیقرار ہوجاتا ہی

بحیث لا یصبر عنه لان من احب شیئا اکثر ذکره ومن اکثر ذکر شیء ولو تکلفا یقع فی

ایسا کہ ذرہ صبر نہیں آتا کیونکہ جو شخص کسی شئی کو محبوب رکہتا ہی تو اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شئی کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف سی ہو

قلبه حبه والحاصل ان اول الذکر یکون بالتکلف الی ان یثمر الانس بالمذکور والحب له ثم

اوسکی دلمیں محبوب ہوجاتی ہی حاصل یہہ ہی کہ ابتداء میں ذکر تکلیف سی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہوجاتا ہی کہ

یمتنع الصبر عنه فیصیر الموجب موجبا والثمر مثمرا ثم اذا حصل للذاکر الانس بذکر الله تعالی

اوس سی صبر دشوار ہوجاتا ہی پہر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہوجاتا ہی اور طالب مطلوب پہر جب ذاکر کو یاد الہی سی محبت ہوجاتی ہی

ينقطع عن غير الله ويجد كمال فائدته بعد الموت لانه يفارق ماسوى الله تعالى عند الموت

تو غیر اللہ سی الگ ہوجاتا ہی اور اوسکا کامل فائدہ موت کی بعد حاصل ہوتا ہی کیونکہ مرتی دم تمام ماسوی اللہ سی الگ ہوجاتا ہی

ولا يبقى معه في القبر اهل ولا مال وانما يبقى معه فيه ذكر الله تعالى فان كان قد انس به

اور اوسکی ساتھہ گور مین نہ اہل ہوتا ہی اور نہ مال وہان صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہی سو اگر یہہ ذاکر اوسی مانوس تھا

يتمتع به ويتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنه لان ضرورات الحاجات كانت تصده

تو فائدہ دیکھیگا اور مزہ پاویگا کہ وہ تعلقات جو ذکر اللہ سی باز رکھتی تھی جاتی رہی کیونکہ ضروری کاروبار بیشک ذکر اللہ سی باز رکھتی تھی

عن ذكر الله تعالى ولا يبقى بعد الموت عائق فكانه خلى بينه وبين محبوبه وتخلص من

اور موت کی بعد کوئی روکنی والا باقی نہین رہتا اب گویا اوسکو محبوب کی ساتھہ خلوت ملی اور ایسی

السجن الذي كان فيه ممنوعا عما به انسه وبهذا الانس يتلذذ العبد بعد الموت الى ان

قید سی چھوٹ گیا جسمین اپنی محبوب سی روکا جاتا تھا اور اس انس سی موت کی بعد آدمی مزا اوٹھا کر آخر

ينزل في جوار الله تعالى ويترقى من الذكر الى اللقاء اذ لا مقصود له بقوله لا اله الا الله

جوار الہی مین جا پہنچتا ہی اور ذکر سی مرتبہ بڑہ کر نوبت دیدار کی ملجاتی ہی کیونکہ غرض تو اوسکو لا الہ الا اللہ کی ذکر سی

سوى الله تعالى اذ كل مقصود معبود وكل معبود اله وبالملازمة على ذكر لا اله الا الله

سوائی اللہ تعالی کی اور کچھ نہین تھی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہی وہ معبود ہی اور جو معبود ہی وہ الہ ہی اور لا الہ الا اللہ کی دائمی ذکر سی

ينتفي جميع المعبودات الباطلة ولذلك فضل على سائر الاذكار وذكر المطلق في بعض

تمام باطل معبود جاتی رہتی ہین اسہی واسطی اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہی اور بعضی روایت مین مطلق ذکر مذکور ہی

المواضع وفي بعضها مقيد بالصدق والاخلاص كما روى عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة و

اور بعضی روایت مین صدق اور اخلاص کی قید ہی چنانچہ زید بن ارقم روایت کرتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ و

السلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة ومعنى الاخلاص مساعدة الحال

سلم نی فرمایا جسنی لا الہ الا اللہ اخلاص سی کہا وہ بہشت مین داخل ہوا اور اخلاص کی معنی مطابق ہونا حال کا

للمقال فمن قال لا اله الا الله بلسانه ولم يساعد حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من

قول سی پہر جسنی لا الہ الا اللہ زبان سی تو کہا اور اسکا حال مطابق قول کی نہوا تو اوسمین ذرہ بہی

الاخلاص فيكون امره في مشية الله تعالى ولا يؤمن في حقه الحظر

اخلاص نہین ہی اوسکا معاملہ مشیت الہی مین ہی اندیشہ سی صاف نہین ہی

المجلس الثاني

دوسری مجلس

في بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه قال رسول

ذکر کی فضیلت مین تمام نیک اعمال سی اور اقسام کی بیان مین فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم الا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليككم وارفعها في درجاتكم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کہو تو بتادون تمکو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور مین بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنیوالا

وخير لكم من انفاق الذهب والورق وخير لكم من ان تلقوا عدوكم فتضربوا اعناقهم

اور تمہاری حق مین بہتر سونا چاندی اللہ بانٹنی سی اور تمہاری حق مین بہتر جہاد سی کہ دشمن سی مقابلہ کرکی تم اونکی سر کاٹو

ويضربوا اعناقكم قالوا بلى يا رسول الله قال ذكر الله هذا الحديث من حسان المصابيح

اور وہ تمہاری سر کاٹین عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایا اللہ کا ذکر یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابو الدرداء وانما كان ذكر الله تعالى من سائر العبادات ارفع وخيرا من انفاق الذهب
ابو الدرداء کی روایت سی اور ذکر الله تمام عبادات سی بهتر اور سونا

والفضة وملاقات العدو والمقاتلة معهم لان سائر العبادات وسيلة الى ذكر الله تعالى
چاندی بانٹنی اور جهاد سی خوشتر اسلئی هی که تمام عبادات ذکر الله کا وسیله هین اور اصل مین

وذكر الله تعالى هو المطلوب الاعلى والمقصود الاقصى الا انه ينقسم الى قسمين احدهما
اعلی مطلوب اور عمده مقصود ذکر الله هی هی لیکن اسکی دو قسم هین ایک تو

ذكر باللسان والآخر ذكر بالجنان اما الذكر باللسان فهو ذكر ملفوظ باللسان مسموع بالاذان
ذکر زبانی اور دوسرا ذکر دل سی پهر زبانی ذکر تو صرف زبانی الفاظ هوتی هین کانون سی سنی جاتی هین

يحصل بالحرف والصوت واما الذكر بالجنان فهو غير ملفوظ باللسان ولا مسموع بالاذان
حروف اور آواز سی مرکب هوتی هین اور دلی ذکر نه تو زبان پر الفاظ آتی هین اور نه کانون سی سنا جاتا هی

بل هو فكر وملاحظة القلب وهو اعلى مراتب الذكر ولا يبعد ان يكون المراد بالذكر ههنا هذا
بلکه وه فکر اور دلکی سوچ هی اور یهه هی ذکر اعلی مرتبه کا هی اور کیا بعید هی که مراد ذکر سی اس حدیث مین یهه هی

الذكر القلبي الفكري لانه هو الذي له هذه الفضيلة الزائدة على بذل المال والنفس لما
دل کا ذکر اور فکر هو کیونکه جان اور مال دینی پر یهه هی ذکر فایق هی اسواسطی

جاء في الخبر تفكر ساعة خير من عبادة سبعين سنة وهو لا يحصل الا بمداومة العبد
که حدیث مین آیا هی که ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سی بهتر هی اور ذکر کا یهه رتبه جب حاصل هوتا هی

على الذكر باللسان مع حضور القلب حتى يتمكن الذكر في قلبه ويستولى عليه بحيث يحتاج
که ذاکر لسانی ذکر حضور دل سی بلا ناغه کرتا رهی تاکه ذکر اوسکی دل مین جگهه پکڑ جاوی اور اوسپر اتنا غالب هو جاوی که دلکو ذکر سی اور

في صرفه عنه الى غيره الى تكلف كما كان في ابتدائه يحتاج في قراره فيه الى تكلف لكن حصوله
طرف پهیرنی مین تکلف کرنا پڑی جیسا که ابتداء حال مین ذکر کی طرف دل لگانی کیواسطی تکلف کرنا پڑتا تها لیکن ذکر دل مین

فيه بهذا الوجه موقوف على معرفة الله تعالى لان من لا يعرف الله تعالى كيف يمكن
ایسا قرار پکڑنا معرفت الهی پر موقوف هی کیونکه جو شخص الله هی کو نهین پهچانتا تو اوسکا ذکر

ذكره بقلبه ولسانه وطريق معرفة الله تعالى من وجهين احدهما طريق اهل النظر
دل اور زبان سی کب کریگا اور طریق معرفت الهی کا دو وجه پر هی ایک طریق مناظره

والاستدلال وثانيهما طريق اهل الرياضة والمجاهدة فالسالكون طريق اهل النظر و
اور برهان کا اور دوسرا طریق اهل ریاضت اور مجاهده کا پهر وه مناظره اور

الاستدلال ان التزموا ملة من ملل الانبياء فهم المتكلمون والا فهم الحكماء المشاؤن
برهان والی اگر کسی دین کی سماوی دینون مین سی معتقد هین تو وه متکلم کهلاتی هین اور نهین تو حکماء مشائی هین

وهم قوم من الفلاسفة اختاروا طريق ارسطو وماله من البحث والبرهان ولم يكونوا
یهه مشائی فلاسفه مین سی ایک قوم هی جنهون نی ارسطو کی وضع پر بحث و برهان اختیار کر رکهی هی یهه لوگ

من اهل الايمان والسالكون طريق اهل الرياضة والمجاهدة ان وافقوا في رياضتهم
صاحب ایمان نهین هین اور ریاضت اور مجاهده والی اگر موافق احکام شریعت کی ریاضت

ومجاهدتهم احكام الشريعة فهم الصوفية المتشرعون والا فهم الحكماء الاشراقيون وهم
اور مجاہدہ کرتی ہیں تو وہ صوفی باشرع ہیں نہیں تو حکماء اشراقی ہیں اشراقی ہی

قوم من الفلاسفة اختاروا طريق افلاطون وما له من الكشف والعيان ولم يكونوا من
ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہوں نی طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی یہہ لوگ بھی

اهل الايمان فعلى هذا يكون لكل طريق طائفتان فيكون المؤمنون العارفون بالله قسمين
صاحب ایمان نہیں ہیں اس بیان کی موافق ہر ایک طریقہ میں دو طرح کی لوگ ہیں سو مؤمن عارف باللہ دو قسم کی ہوئی

احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانيهما اهل المشاهدة والعيان لان عرفانهم به تعالى
ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلئی کہ معرفت الٰہی

ان كان بالاستدلال بالدلائل العقلية والنقلية فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان
اگر دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم ظاہر اور برہان والی ہیں

وان كان عرفانهم به تعالى بالمشاهدة بعين البصيرة فهم من اهل العلم الباطن والعيان
اور اگر معرفت الٰہی چشم بصیرت کی مشاہدہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم باطنی اور عیان والی ہیں

وحاصل الطريق الاول الاستكمال بالقوة النظرية والترقي في مراتبها ومحصول الطريق الثاني الاستكمال بالقوة
اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی امداد سی کمال حاصل کرنا اور اوسکی درجات میں ترقی کرنی اور حاصل دوسری طریق کا قوت عملی کی زور سی کامل ہونا

العملية والترقي في درجاتها فهذه هي الكرامة الحقيقية التي تظهر من اولياء الله تعالى اذ غاية الكرامة
اور اوسکی درجات میں ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہہ ہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سی ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انجام کرامت کا تو

حصول الاستقامة والوصول الى كمالها والله تعالى لو يعط العبد من الكرامة مثل ان يعنيه
یہہ ہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پورا کرنا ہی اور اللہ تعالی نی کسی بندہ کو اس سی بہتر کرامت نہیں دی کہ تقوی

على ما يحبه ويرضاه من التقوى والاستقامة واما الكرامة بمعنى ظهور امر خارق للعادة فلا عبرة
اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کی موافق اعانت فرمادی اور رہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہوجایا کریں سو

به عند المحققين من اولياء الله تعالى لظهوره من الكفرة المرتاضين وغيرهم من اهل الرياضة
محقق اولیاء اللہ کی نزدیک اسکا کچھہ اعتبار نہیں ہی کیونکہ ایسی امور تو کفار ریاضت کیش وغیرہ سی جو ریاضت کیا کرتی ہیں ہوجاتی ہیں جنکی عمل ٹھیک ہوتی

مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك على ما ذكره بعض المدققين انه تعالى قد وضع اسبابا واناط بها
نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اسکا سبب موافق بیان بعضی مدققین کی یہہ ہی کہ اللہ تعالی اسباب پیدا کرکی اونکی ساتھہ

مسبباتها واجرى عادته ان لا يتخلف مسبب عن سببه كالاحتراق عند النار ومن جملة
ات متعلق کردیتی ہیں اور عادت یوں جاری رکھی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سی جدا نہو وی ساتھہ ہی رہی جیسی جلانا آگ کی ساتھہ ہی

الرياضة فانه تعالى جعلها سببا لتصفية القلوب واناطها بها بحيث يوصل بها الى
ریاضت ایک سبب ہی کہ اوسکو اللہ تعالی نی صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اسی پہہ متعلق کردیا ہی

ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى بذلك السبب الذي هو الرياضة
وغیرہ خوارق پیدا ہوجایا کریں پر اس کشف وغیرہ سی رضامندی اللہ تعالی کی اس ریاضت پر ثابت نہیں ہوتی

معلوم قطعا ان الخوارق ليست مقتصرة على المعجزة والكرامة بل قد تكون استدراجا
معلوم ہی کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سی کچھہ خصوصیت نہیں ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج بھی ہوتا ہی

ایضا فمتی صدرت ممن ادخل فی عمله واعتقاده یحکم بکونه استدراجا لان الکرامة ظهور امر خارق

پھر اگر ایسی شخص سی پیدا ہووی کہ جسکی عمل اور اعتقاد مین خلل ہی تو استدراج ہی کہلاویگا کیونکہ کرامت تو ایسی مرد صالح کی ہاتھہ پر

للعادة علی ید عبد صالح ظاهر صلاحه وبهذا القید الاخیر یخرج الاستدراج لانه ظهور امر خارق

پیدا ہوتی ہی جسکا تقوی ظاہر ہووی اور اس پچھلی قید سی استدراج الگ ہوگیا کیونکہ استدراج وہ خارق

للعادة علی ید الاشقیاء کالدجال وفرعون والجهلة الضالین المضلین فان الخوارق کما تقع من الاتقیاء

عادت ہوتا ہی جو اشقیا کی ہاتھہ پر ہووی جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی بیشک خوارق جیسی اتقیا سی ہوتی ہین

تقع من الاشقیاء فما یظهر من ذلك علی ید من کان تحت سیاسة الشرع یعتبر سببا لمزید مجاهدته فی عبادته

اشقیا سی بھی ہوتی ہین پھر جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا

وما یظهر من ذلك علی ید من لم یکن تحت سیاسة الشرع یصیر سببا لمزید بعده

اور جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع نہین ہی تو شرع سی اور دور ہوتا جاویگا

ولا یزال الشیطان یغویه حتی یخلع ربقة الاسلام من عنقه بانکار الحدود والاحکام

اور شیطان اوسکو بہکاتا رہیگا آخر اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر حدود اور احکام

والحلال والحرام ولهذا قال ابو یزید البسطامی لو ان رجلا مشی علی الماء او تربع فی الهواء فلا

اور حلال اور حرام کا منکر کر چھوڑیگا اور اسیلئی ابو یزید بسطامی فرماتی ہین اگر کوئی شخص پانی پر رستہ چلی یا ہوا مین چارزانو بیٹھی تو

تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه فی الامر والنهی ومراعات الشریعة وقیل له فلان

بھی اوسکی فریب مین نہ آؤ جبتک اوسکو امر و نہی اور رعایت شرعی مین نہ جانچ لو کسیتی اونسی عرض کیا فلانا

یمر فی لیلة الی مکة فقال الشیطان یمر فی لحظة من المشرق الی المغرب وهو فی لعنة الله تعالی

ایک رات مین مکہ چلا جاتا ہی آپ نی فرمایا شیطان لحظہ بھر مین مشرق سی مغرب تک چلا جاتا ہی پھر بھی وہ ملعون ہی

فعلی هذا کل من یظهر فیه شیء من الخوارق لا یجوز ان یظن انه من اولیاء الله تعالی لانه

اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھہ خوارق ظاہر ہوا کرین تو اوسکو اولیاء اللہ مین سی تصور کرلینا نہین چاہئی کیونکہ

لما یجوز ان یکون من اولیاء الله تعالی یجوز ان یکون من اعداء الله تعالی لاحتمال کون ظهورها

خوارق تو جیسی اولیا سی ہوتی ہین ویسی ہی کفار دشمنان خدا سی بھی ہوتی ہین شاید کہ یہہ

فیه بمقتضی الریاضة او اراءة الشیطان فان الشیطان یخیل للانسان الامور بخلاف ما هی

بباعث ریاضت اور شیطانی دہوکی کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکہا دیتا ہی

علیه ویریه الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمنهم من یاتیهم بعض الاشخاص فیخاطبهم

اور امر باطل کو حق کی صورت مین بنا دیتا ہی بعضی ایسی شخص ہین کہ اونکی پاس انسان کی صورت بن کر باتین کرتا ہی

ویتمثل لهم ویظنونها ملائکة وهی الجن والشیاطین وکان اول من ظهر له من هؤلاء

وہ اوسکو فرشتہ خیال کرتی ہین اور حقیقت مین وہ جن یا شیطان ہوتی ہین پہلی پہل اسلام مین ایسا شخص

فی الاسلام المختار ابن ابی عبد الله الثقفی الذی اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام فی الحدیث

مختار ابن عبد اللہ ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صحیح حدیث مین

الصحیح وقال سیکون فی ثقیف کذاب وقیل لابن عمر وابن عباس ان المختار یزعم

ثابت ہوئی ہی آپ نی فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف مین ایک جہوٹا پیدا ہوگا کسی نی ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہہ کہتا ہی

انه ينزل عليه فقال لاصدق قال الله تعالى ان الشيطين ليوحون الى اوليئهم ليجادلوكم
کہ مجھہ پر وحی آتی ہی جواب دیا جھوٹھا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی اور شیطان دلین ڈالتی ہین اپنی دوستون کی کہ تمسی جھگڑا کرین

وقال الله تعالى هل انبئكم على من تنزل الشيطين تنزل على كل افاك اثيم وكثير ممن ينسب
اور فرمایا اللہ تعالی نی مین بتاؤن تمکو کسپر اوترتی ہین شیاطین اوترتی ہین ہر جھوٹھی گنہگار پر اور بہت لوگ

الى الاسلام في الظاهر وهو بريء منه في الباطن يكون له نصيب من هذه الاحوال الشيطانية
ظاہر کی مسلمان اور باطن مین اسلام سی بی بہرہ ہین کہ اونکو ایسی ایسی شیطانی حالات مین سی

بحسب موالاته للشيطان ومعاداته للرحمن ويصير فتنة بين الانام وبعضهم وان كانوا
موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمانی کی حصہ ملا ہی اور خلقت کو فتنہ مین مبتلا کرتی ہین اور بعضی شخص اگرچہ

صادقين في معاملتهم وكان لهم عبادة واجتهاد في العمل لكنهم لقلة علمهم بحقائق الايمان
اپنی معاملہ مین سچی ہین اور عبادت اور مجاہدہ عملی بجا کرتی ہین لیکن چونکہ حقایق ایمانی سی کم واقف ہین

وعدم تمييزهم ما هو من احوال الشيطان وامور الرحمن يلتبس عليهم الامر ويقعون في شبكة
اور حالات شیطانی اور امور رحمانی مین فرق نہین کرسکتی لاچار اونپر وہ لطیفہ پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی جال مین پھنسکر

الشيطان ويدعون كشفا يناقض العقل والشرع ويقولون قد ثبت عندنا في الكشف
ایسی کشف کا دعوی کرنی لگتی ہین جو نہ عقل مین آوی اور شرع کی برخلاف ہو اور کہتی ہین کہ ہمکو کشف مین وہ امر ثابت ہوا ہی

ما يناقض صريح العقل والشرع وهم قوم لا يتعمدون الكذب لكن يخيل اليهم اشياء يتفق
جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہہ وہ لوگ ہین جو عمدا جھوٹھ نہین بولتی پر اونکی خیالات مین وہ چیزین آتی ہین

وجودها في الخارج ويظنونها من كرامات الصالحين ولا يعرفون انها من تلبيسات الشياطين
جو خارج مین نادر الوجود ہین گاہی گاہی ہوتی ہین اوسکو صلحا کی کرامات سمجھہ لیتی ہین اور یہہ نہین سمجھتی کہ یہہ شیطانون کی دغابازیان ہین

فان كثيرا من الناس يظنون انهم من اولياء الله تعالى وهم ليسوا من اولياء الله تعالى بل هم
بیشک اکثر لوگ یون گمان کربیتی ہین کہ وہ اولیاء اللہ ہین اور وہ اولیا اللہ نہین ہوتی بلکہ

من اولياء الشيطن فان اولياء الله تعالى هم الذين وصفهم الله تعالى في كتابه وقال الا ان
شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہین جنکی اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین یہہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ

اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون وقال في اية اخرى ان
اللہ کی دوست ہوتی ہین نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کہاوین جو لوگ ایمان لائی اور پرہیزگاری کرتی رہی اور ایک اور آیت مین فرمایا نہین ہین

اولياءه الا المتقون فبين سبحانه وتعالى في هاتين الايتين ان اولياءه هم المتقون وليس
دوست اوسکی سوای پرہیزگارون کی سو اللہ سبحانہ تعالی نی ان دونو آیتون مین بیان فرمادیا کہ اوسکی اولیاء پرہیزگار ہوتی ہین اور

لهم في الظاهر من الامور المباحة شئ يتميزون به عن الناس فلا يتميزون بلباس دون لباس
ظاہر مین مباح چیزون مین سی کوئی ایسا نشان نہین ہی جس سی فرق کرکر اور لوگونسی الگ پہچان لین نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی جب لباس کی سب

اذا كان كل منهما مباحا بل يوجدون في جميع اصناف امة محمد اذا لم يكونوا من اهل البدعة
مباح ہووین بلکہ وہ لوگ یعنی اولیاء امت محمدی کی تمام اقسام مین ہوتی ہین اگر بدعتی

واهل الفجور وليس من شرط الولي ان يكون معصوما بحيث لا يغلط ولا يخطأ وهذا لا يجوز
اور بدکار نہون اور ولی کی شرط کچھہ معصومیت نہین ہی کہ اوس کہین نہ غلطی ہو نہ خطا اور ایسی کی اوسکو یہہ جایز نہین ہی

له ان یعتمد علی ما یلقی الیه فی قلبه ولا علی ما یقع له مما یراه الهاما او خطابا من الحق بل یجب

کہ جو اوسکی دل پر خطرہ گذری یا جو اوسکو بطور الہام کی معلوم ہو یا حق کی طرف سی خطاب ہو اوسپر اعتماد کر لیا کری بلکہ

علیه ان یعرض ذلك کله علی ما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فان وافقه یقبله

واجب ہی کہ اوس تمام کو احکام شرعی سی مطابق کری پہر جو موافق نکلی اوسکو تسلیم کری

وان خالفه لا یقبله وان لم یعلم انه موافق او مخالف یتوقف فیه والناس فی هذا الباب

اورجو مخالف ہو اوسکو رد کری اور اگر موافق اور مخالف کچہہ معلوم نہو تو اوسمین توقف کری انکار اقبال اس باب مین اکثر لوگ غلطی کہا جاتی ہین

یغلطون کثیرا ویظنون فی شخص انه ولی ویعتقدون ان الولی یقبل منه کل ما یقول

بعضی شخصکو ولی قرار دی کر یہہ اعتقاد کر لیتی ہین کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہی اور کیا کرایا سب

یسلم الیه فی کل ما یفعل وان خالف الکتاب والسنة ویوافقون ذلك الشخص ویخالفون من

مسلم ہی اگرچہ قرآن و حدیث سی مخالف ہوا کری پہر اوس شخصکی تو مطیع ہو جاتی ہین اور

بعث الله به رسوله الذی فرض علی جمیع الخلق تصدیقه فیما اخبر وطاعته فیما امر فیجزهم

رسول کی ارشادات سی خلاف کرتی ہین جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہو چکی ہی پہر اوسکو

مخالفتهم للرسول وموافقتهم لذلك الشخص اولا الی البدعة والعصیان واخرا الی الکفر والطغیان

رسول کی مخالفت اور اوس ولی موہوم کی موافقت پہلی تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کہینچ لیجاتی ہی اور آخرکو نوبت کفر اور سرکشی کی ہوتی ہی

ویکونون من الذین قال الله تعالی فیهم ویوم یعض الظالم علی یدیه یقول یلیتنی اتخذت مع

پہر وہی لوگ ہو جاتی ہین جنکی حق مین اللہ تعالی یہہ ارشاد فرماتا ہی اور جسدن کاٹ کاٹ کہاویگا گنہگار اپنی ہاتہہ کہیگا کسیطرح مین نی پکڑی ہوتی

الرسول سبیلا یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان

رسول کی ساتہہ راہ ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نی فلانی کی دوستی بہکا دیا مجکو نصیحت سی جب کہ مجہہ تک آچکی اور ہی

الشیطن للانسان خذولا بل یکونون مشابهین للنصاری الذین قال الله تعالی فیهم اتخذوا

شیطان آدمی کو دغا دینی والا بلکہ وہ لوگ نصاری کی مثال ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی ٹہرایا

احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله قال عدی بن حاتم للنبی علیه الصلوة والسلام ما عبدوهم

اپنی عالمون اور درویشون کو خدا سواء اللہ کی عدی بن حاتم نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا نصاری عبادت تو نہین کرتی

فقال النبی علیه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فیما لم یاذن به الله تعالی فقد عبده

سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جواب مین فرمایا نصاری نی اونکی اطاعت کی اور جس شخص نی برخلاف حکم الہی کی کسیکی اطاعت کی اوسنی اوسکی عبادت کی

واتخذه ربا فاذن کل من خالف شیئا مما جاء به الرسول مقلدا فی ذلك لمن یظن انه ولی وان الولی

اور اوسکو اپنا رب بنایا سو اب جسنی شرع نبوی کا کچہہ بہی خلاف کیا کسیکی پیروی کی لحاظ سی ولی جان کر اس وہم سی کہ ولی کی کہی اور کئی کا

لا یخالف فی شیء مما یصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعمدة هؤلاء فی ذلك انهم یرون

خلاف نہین ہو سکتا سو وہ بڑا گمراہ ہی اور بڑا تعجب یہہ ہی کہ یہہ لوگ بعضی اوقات

قد یقع من شخص مکاشفة فی بعض الحالات او شیء من خوارق العادات مثل ان یطیر فی الهواء او یمشی

کسی شخص سی بعضی حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکہتی ہین جیسی ہوا مین اوڑنا یا

علی الماء ویخبرهم بحال غائبهم او بما سرق لهم او غیر ذلك ویستدلون بهذه الامور علی ولایته

پانی پر چلنا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا بتا دینا اور اور سواء اسکی اور ایسی باتون سی اونکو ولی سمجہہ کر

ولا یجوّزون مخالفته مع ان تلك الامور وامثالها قد توجد فی شخص لا یطهر الطهارۃ الشرعیۃ

اونکی مخالفت جایز نہین جانتے باوجودیکہ ایسی ایسی باتین کبھی ایسی شخص سی ہوجاتی ہین جسکو استنجا کرنیکا شعور نہین ہوتا

ولا ینظف النظافۃ الدینیۃ وقد روی انه علیه السلام قال ان الله نظیف یحب النظافۃ

اور نہ موافق دین مذہب کی پاک ہوتا ہی اورحال یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یہہ روایت ہی کہ اللہ پاکیزہ ہی دوست رکہتا ہی پاکیزگی کو

وفی حدیث اخرانه علیه الصلوۃ والسلام قال ان الله طیب لا یقبل الا طیبا وذلك الشخص

اور اور روایت مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ نی فرمایا اللہ پاک ہی سوای پاکی کی قبول نہین کرتا اور وہ شخص ولی موہوم

لا یغتسل ولا یتوضا ولا یصلی الصلوۃ المکتوبۃ بل یکون ملابسا للنجاسات ومعاشر للکلاب

نہ تو نہائی اور نہ کبھی منہہ دہوئی اور نہ کبھی فرض نماز اداکری بلکہ نجاست مین لتہڑا ہوا اور کتون مین ملاجلا

ویاوی المزابل والمواضع النجسۃ التی یحبها الجن والشیاطین فکیف یکون ولیا فان الولی علی ما

اور کوڑی وغیرہ نجس مکانات مین پڑا ہوا جسی سوای جن اور شیاطین کی کوئی پسند نہ کری بہلا وہ شخص کیونکر ولی ہوسکتا ہی ولی تو موافق

ذکر فی الکتب الکلامیۃ هو العارف بالله وصفاته المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی

مضمون کتب عقائد کی وہ ہی جو خدا کو اور اوسکی صفات کو جانی مدامی عبادت کری اور گناہوں

والمحرمات المعرض عن الانهماك فی اللذات والشهوات لا الملابس للنجاسات ولا المعاشر للکلاب

اور محرمات سی بچتا رہی لذات اور شہوات سی نفرت کری ولی وہ نہین ہی جو نجاسات مین بہرا کتون مین ملاجلا رہی

ولا التارك للصلوۃ وسائر العبادات ولا المجنون المعدوم العقل المکشوف العورۃ العاری عن

اور بی نماز اور بی عبادت اور نہ سڑی بیہوش بی ستر ننگ دھڑنگ بدن پر کپڑا

الثیاب وبسبب عدم التمیز بین اولیاء الله تعالی والمتشبهین بهم من اولیاء الشیطن وقع

نہ لتا اور چونکہ اولیاء اللہ اور اولیاء شیطان مین تمیز اور فرق نہین کرتی اسلئی ایک عالم

الناس فی البلاء فحسبوا کل خارق کرامۃ وولایۃ ولم یفرقوا بین کرامات الاولیاء وما یشبهها من

اس بلا مین مبتلا ہی کہ ہر خارق کو کرامت اور ولایت سمجہہ لیا ہی اور اولیاء کی کرامت اور اوسکی مثل

الاحوال الشیطانیۃ ولا بد من فرق بینهما لئلا یقع الناس فی البلاء وهو ان کرامات الاولیاء

شیطانی احوال مین فرق نہین سمجہا اور ان دونو مین امتیاز اور فرق کرنا ضرور ہی تاکہ خلق بلا مین نہ آوی اور فرق یہہ ہی کہ اولیاء کی کرامت

سببها الایمان والتقوی علی ما فهم من قوله تعالی الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

ایمان اور پرہیزگاری سی ظاہر ہوتی ہی چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی دیکہو جو لوگ اللہ کی دوست ہین نہ ڈر ہی اونپر اور نہ وہ غم کہاوین

الذین امنوا وکانوا یتقون واما احوال الشیطانیۃ فسببها ارتکاب ما نهی الله تعالی ورسوله

جو لوگ ایمان لائی اور پرہیزکرتی رہی اور شیطانی احوال بسبب اختیار کرنی خلاف خدا اور رسول کی ہوتی ہین

فان الخوارق اذا کانت لا تحصل الا بما یحبه الشیطان من امور التی فیها الشرك او الظلم او فعل

کیونکہ خوارق جب بدون عمل امور محبوبہ شیطانی کی جسمین شرک اور ظلم اور

الفواحش فهی من الاحوال الشیطانیۃ لا من الکرامات الرحمانیۃ فان اولیاء الله تعالی هم المؤمنون

فحش ہوتا ہی نہوسکی تو وہ بیشک حالات شیطانی ہین کرامات رحمانی نہین ہی اسلئی کہ اولیاءنو مؤمن

المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فیفعلون ما امر وینتهون عما زجر ولهم کرامات و

متقی عارف باللہ رسول مقبول کی امر کی تابع اور نہی سی بیزار ہوتی ہین اونہین ہی کرامت ہوتی ہی اور

کرامانهم حجة فی الدین حیث یکون حصولها ببرکة اتباع رسول رب العلمین وهی فی الحقیقة
یہہ ہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت سی حاصل ہوتی ہی اور یہہ ہی کرامت حقیقت میں
یکون من معجزاته علیه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشیطانیة فانها انما تحصل باتباع
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی برخلاف شیطانی حالات کی سو یہہ جن اور شیاطین کی اتباع سی
الجن والشیاطین کما حصلت لکثیر ممن حکیت عنهم هذه الاحوال منهم عبد الله بن صیاد
ہوتی ہین چنانچہ یہہ حالات بہت شخصوں سی ظاہر ہوئی ہین انہین سی ایک عبد اللہ بن صیاد ہی
الذی ظهر فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبی
جو نبی صلی اللہ علیہ کی زمانہ مین تہا بعضی صحابہ نی اوسکو دجال خیال کیا تہا اور نبی
علیه الصلوة والسلام فی امره حتی تبین له انه لیس الدجال وانما هو من جنس الکهان والکهان یکون
صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی حال مین توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہین ہی کاہن ہی اور کاہنون مین سی
لاحدهم قرین من الجن یخبره بکثیر من المغیبات مما یسترقه من السمع مع خلط الصدق بالکذب
کسیکا یار جن ہوتا ہی اکثر چوری چوری سنکر کچھہ سچ کچھہ جہوٹ ملا کر غیب کی خبرین بتایا کرتا ہی
ومنهم الاسود بن العنسی الذی ادعی النبوة وکان له من الجن من یخبره ببعض الامور الغائبة فلما
اور ایک اسود بن العنسی جسنی نبوت کا دعوی کیا اوسکی پاس بہی ایک جن تہا بعضی خبرین غیب کی اوسکو بتا دیتا تہا جب
قاتله المسلمون لیقتلوه خافوا من الشیاطین ان یخبروه بما یقولون فیه حتی اعانت علیه امرأته
مسلمان اوسکی قتل کی لئی مقابلہ پر گئی تو شیاطین سی یہہ خوف ہوا کہ یہان کی گفتگو سی اوسکو مطلع نہ کر دین آخر اوسکی جورو کو
حین تبین لها کفره فقتلوه ومنهم مسیلمة الکذاب الذی کان معه من الجن من یخبره من
جب معلوم ہوا کہ یہہ کافر ہی تو اوسنی مدت کی تب اوسکو قتل کیا اور ایک مسیلمة الکذاب ہی اسکی پاس بہی ایک جن تہا جو پوشیدہ باتین اوسکو
المخفیات ویعینه علی بعض الحاجات ومنهم الحارث الدمشقی الذی خرج بالشام فی زمن عبد الملك
جتا دیتا تہا اور اوسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تہا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک مین عبد الملک بن مروان کی عہد مین ظاہر ہوکر
بن مروان وادعی النبوة وکان شیطانه یخرج رجله من القید ویمنع السلاح ان ینفذ فیه وکا
نبوت کا دعوی کیا اسکا یار شیطان پانوں مین سی زنجیر الگ کر دیتا تہا اور کوئی ہتیار اوسکی بدن پر اثر نکرتا تہا اور
یری الناس اشخاصا رکبانا فی الهواء ویقول هی الملئکة وانما هی الجن والشیاطین فلما امسکه
ہوا مین سوار دکہا کر کہتا یہہ فرشتی ہین اور حقیقت مین وہ جن اور شیاطین ہوتی تہی جب اوسکو
المسلمون لیقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ینفذ فیه الرمح فقال له عبد الملك انك لم تسم الله تعالی
مسلمانون نی قتل کی لئی گرفتار کیا تو ایک شخص نی اوسکی برچھی ماری ذرہ بہی اثر نکیا تب عبد الملک نی کہا تو نی بسم اللہ پڑہ کر نہ ماری
فسمی الله تعالی فطعنه فقتله ومن غیر هؤلاء المذکورین من یحمله شیطانه عشیة عرفة الی
پہر اوسنی بسم اللہ پڑہ کر ماری تو ایک کوچہ مین مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوا ایک اور شخص تہا کہ شیطان اوسکو شب عرفہ کو
عرفات ولا یحج الحج الشرعی الذی امر الله ورسوله به حیث لا یحرم عند المیقات ولا یلبی فیها
عرفات پر پہنچا دیتا تہا پہر وہ شخص موافق شرع کی جسطور خدا اور رسول کا حکم ہی ادا نہین کرتا تہا کیونکہ نہ تو میقات پر سی احرام باندہتا اور نہ لبیک پکارتا
ولا یقف بمزدلفة ولا یطوف بالبیت ولا یسعی بین الصفا والمروة ولا یرمی الجمار بل یقف بثیابه ثم
اور نہ مزدلفہ پر وقوف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مروہ کی بیچ مین سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تہوڑا سا توقف کر کر

يرجع من ليلته وهو بصير كمن يحضر الجمعة ويصلي بلا وضوء ومنهم من يستغيث بالمخلوق
اوسیہی شب میں پہنچکر چلا آتا اوسکا حال ایسا تہا جیسی کوئی جمعہ میں تو جاوی پر نماز بی وضو پڑہی اور بعضی وہ لوگ ہیں جو مخلوق سی

سواء كان المخلوق حيا او ميتا او مسلما او غير مسلم ويتصور الشيطان بصورته ويقضي
زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہیں پہر شیطان اوسکی صورت بنکر مستغیث کا کام پورا کر دیتا ہی

حاجة من يستغيث به فيظن تلك المسلمين انه من استغاث به وليس كما ظن بل انما هو
ان مسلمانونکو اس شبہ میں ڈالتا ہی کہ یہہ وہ شخص ہی جس سی مین نی حاجت چاہی تہی اور اوسکا یہہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ

الشيطان اضله لما اشرك بالله فان الشيطان يضل بني ادم بحسب قدرته فانه اذا اعانهم
شیطان گمراہ کرنیوالا ہی جب اوسنی اللہ کا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آوی راہ سی بہکاتا ہی پہر شیطان جب اونکی

على مقاصدهم فهو يضرهم اضعاف ما ينفعهم فان من كان منتسبا الى الاسلام اذا استغاث
مقصد پوری کرتا ہی تو اوسی زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پہر جو شخص مسلمان ہو کر

بمن يحسن به الظن من شيوخ المسلمين يجئ اليه الشيطان في صورة ذلك الشيخ فان الشيطان
اپنی پیر مسلم معتقد فیہ سی فریاد کرتا ہی تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو

كثيرا ما يجئ على صورة الصالحين ولا يقدر ان يتمثل بصورة رسول رب العلمين ثم ان ذلك
اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ہان پر یہہ قدرت نہین ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پہر وہ

الشيخ المستغاث به ان كان ممن له علم لا يخبره الشيطان باقوال اصحابه المستغيثين به
پیر جس سی فریاد کی تہی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسی مرید فریاد کرنیوالی کا حال بیان نہین کرتا

وان كان ممن لا علم له يخبره باقوالهم وينقل اليهم كلامه فيظن اولئك الجهلة ان الشيخ سمع
اور اگر بی علم ہوتا ہی تو اوسی حال کہدیتا ہی اور بعینہ کلام نقل کر دیتا ہی وہ جاہل مرید یون سمجھتی ہین کہ ہماری پیر نی اتنی دور سی

اصواتهم واجابهم مع بعد المسافة وليس كذلك بل انما هو بتوسط الشيطان وقد روى عن
ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت مین یہہ سب غلط ہی بلکہ یہہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ

بعض المشائخ الذين قد جرى لهم مثل ذلك بصورة المكاشفة والمخاطبة انه قال يرى لي شيء براق
بعضی مشائخ سی کہ اونکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت مین پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہین کہ مجکو کوئی چمکتی چیز

مثل الماء والزجاج ويمثل لي فيه ما يطلب مني من الاخبار فاخبر الناس به وبهذا الوجه
جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اوسکی اندر جو چیز مجہی مطلوب ہوتی ہی منقش ہو جاتی ہی سو مین لوگون کو بتا دیتا ہون اور اسی طور

يصل الي كلام من يستغيث بي من اصحابي فاجيبه فيصل اليه جوابي وكثير من هذه
مرید مستغیث کی بات مجہہ تک آجاتی ہی اور مین جو جواب دیتا ہون تو اوس مرید کو معلوم ہو جاتا ہی ایسی ایسی

الخوارق يحصل لكثير من الشيوخ الذين لا يعلمون الكتاب والسنة ولا يعملون بهما فان
خوارق اکثر مشائخ کو جو کتاب سنت سی ناواقف ہوتی ہین اور نہ اون پر عمل کرتی ہین پیش آتی ہین کیونکہ

الشيطان كثيرا ما يلعب بالناس ويريهم الاشياء الباطلة في صورة الحق فمن كان بصيرا بحقائق
شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہیلا سیان کرتا ہی اور باطل کو حق کی صورت مین بنا کر دکہا دیتا ہی پہر جو شخص حقائق ایمان سی

الايمان وخبيرا بشرائع الاسلام يعلم انه من مكر الشيطان ويستعيذ بالله تعالى عنه
واقف اور اسلامی احکام سی آگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہہ سب شیطان کا مکر ہی اور خدا سی پناہ مانگتا ہی

ومن لم یکن من اهل المعرفة والیقین یغتر به ویکون من الهالکین واعظم ما یقوی به
اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہین ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جن باتون سی یہہ شیطانی حالات مضبوط اور

الاحوال الشیطانیة سماع الغناء اذ هو سماع المشرکین الذین قال الله تعالی فی حقهم وما
راسخ ہوجاتی ہین وہ غنا کا مشغلہ ہی کیونکہ سماع اون مشرکین کا کام ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور

کان صلاتهم عند البیت الا مکاء وتصدیة قال ابن عباس وغیره من السلف التصدیة
اونکی نماز کچھہ نہ تھی کعبہ کی پاس مگر سیٹیان اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتی ہین تصدیہ کی معنی

التصفیق بالید والمکاء الصفیر وکان هذا مما اتخذه المشرکون عبادة فمن یؤثر سماع
تالی بجانی ہاتھہ سی اور مکاء کی معنی سیٹی مشرکون نی یہہ عبادت مقرر کر رکھی تھی بس جسنی راگ سننا اختیار کیا

الغناء فهذا من علامة کونه من اولیاء الشیطان لا من اولیاء الرحمن اذ لم یجمع النبی
تو یہہ نشانی اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

علیه السلام واصحابه علی استماع الغناء قط بل جمیع الصحابة والتابعین وسائر اکابر ائمة
وسلم کو اور صحابہ کو کبھی غنا سننی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ

الدین لم یجعلوا هذا طریقا الی الله تعالی ولم یعدوه من القرب والطاعات بل عدوه من
دین مین سی کسینی غنا کو طریق اللہ کا نہین ٹھہرایا اور اسکو تقرب اور عبادت مین شمار نہین کیا بلکہ

البدعة والمنکرات حتی قال ابن مسعود الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل فمن
بدعت اور گناہون مین داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود نی فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلکی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو پہر جو شخص

کان من اهل المعرفة التی هی کمال الولایة یعرف ان للشیطان فیه نصیبا وافرا ومن کان من
اہل معرفت کامل ولایت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمین شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص

المعرفة ابعد یکون فیه نصیب الشیطان اکثر فانه بمنزلة الخمر یؤثر فی النفوس اکثر من
معرفت سی دور ہی اوسمین اور بہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی لئی شراب سی زیادہ

تاثیر الخمر ولهذا اذا قوی سکر اهله ینزل الیهم الشیطان ویتکلم علی السنة بعضهم ویحمل
تاثیر کرتا ہی اسیلئی غنا سکر جب لوگ مین مست ہوجاتی ہین تو وہ بشر شیطان آ چڑھتا ہی بعضی کی زبانون سی بولنی لگتا ہی اور کسیکو

بعضهم فی الهواء ویظن الجهال ان هذا من کرامات الاولیاء ولیس کذلک بل انما هو من
ادہر مین اوٹھائی پہرتا ہی جاہل سمجھتی ہین کہ یہہ اولیاء کی کرامت ہی یون نہین بلکہ شیطانی

الاحوال الشیطانیة ولذلک اذا قرئ هناک ما یطرد الشیطان مثل آیة الکرسی وغیرها
حالات ہین اسیلئی اگر اوسوقت وہان وہ پڑہو جسی شیطان بہاگ جاتا ہی جیسی آیة الکرسی وغیرہ

ینصرف عنه فیسقط کما جری ذلک لغیر واحد فان التوحید یطرد الشیطان حتی حکی ان بعضهم
تو شیطان بہاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر پڑتا ہی چنانچہ بہت لوگون کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بہگا دیتی ہی کہتی ہین کہ ایک شخص کو

حمل فی الهواء فقال لا اله الا الله فسقط فلما کان الخوارق کثیرا ما ینقص بها درجة الرجل کان
ادہر مین اوٹھا لیا اوسکی زبان سی لا اله الا الله نکلا وہ تڑپ کر گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی اکثر درجہ آدمی کا پست ہوجاتا ہی

کثیر من الصالحین یفر منها ویستغفر الله ویتوب الیه کما یستغفر من الذنوب ویتوب
تو اکثر صلحاء اس سی گریز اور اللہ سی ایسی استغفار اور توبہ کرتی ہین جیسی کوئی گناہ سی توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد كان تعرض على بعضهم فيسال زوالها والمشائخ كلهم كانوا ينفرون المريدين السالكين

اور بعضون کو جو ایسی حالت پیش آئی تو اونسی دعا کی کہ یہہ امر موقوف ہوجاوی اور تمام مشایخ اپنی مریدون کو ان خوارق سی

غاية التنفير من الميل اليها فان السالك القاصد لرؤية الاشياء وحصول الخوارق واقع فى

کمال نفرت دلاتی رہی ہین کیونکہ جو سالک ارادہ غیب دانی وغیرہ خوارق کا رکہتا ہی وہ

شبكة الشيطان فاللازم له ان يخلص نفسه من الميل اليها اذ لا طائل تحتها بل اذا وقعت

شیطان کی جال مین پہنستا ہی پس لازم ہی کہ اس آرزو سی اپنی دلکو بچاوی کیونکہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہی بلکہ اوسکو اگر یہہ حالت

له بلا طلب منه يخاف عليه الاستدراج ولهذا قال بعض الكبار اذا دخل سالك فى بستان

بلا طلب پیش آوی تو استدراج کا اندیشہ ہی اور اسیلئی بعضی بزرگون نی فرمایا ہی جب کوئی سالک باغ مین جاوی

وقالت طيور اشجار ذلك البستان بالسنة فصيحة السلام عليك يا ولى الله فان لم يتفطن

اور اوس باغ کی درختون پرسی جانور صاف زبان سی یہہ کہین السلام علیک یا ولی اللہ پہر وہ اوسکو مکر نہ سمجہی

انه مكر به فقد مكروا بهم بيشعر وهذا التنفير من المشائخ عند ظنهم انها كرامات فكيف اذا تعين كونها من

تو بی خبر فریب مین آگیا اور مشایخ کی یہہ روک ٹوک تب ہی کہ اسکو کرامات جانتی ہون اور اگر یہہ ثابت ہووی

الجن والشياطين وكثير من الناس لا يعرفون انها من الجن والشياطين بل يظنون انها من كرامات الصالحين فيفتنون بها ويكونون

کہ جن اور شیاطین کی طرف سی پہر تو کیسی روک ہوگی اور بہت لوگ یہہ نہین جانتی کہ یہہ جن اور شیطان کی طرف سی ہی بلکہ اوسکو صلحاء کی کرامت جان کر فتنہ مین پہنستی ہین اور

من الخاسرين ولا يعلمون الكرامة الحقيقية انما هو حصول الاستقامة والوصول الى كمالها

وبال اوٹہاتی ہین اور حقیقی کرامت سی واقف نہین ہوتی کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدا کرنا ہی

ومرجعها الى امرين صحة الايمان بالله تعالى واتباع ما جاء به من رسول ظاهرا وباطنا فالواجب

اور اوسکی بنا دو چیز پر ہی ایک تو صحت ایمان کی اللہ پر دوسری رسول کا اتباع ظاہر در باطن سی سو آدمی کو لازم ہی

على العبد ان لا يحرص الا عليهما ولا يكون له همة الا فى الوصول اليهما واما الكرامة بمعنى ظهور امر

کہ سوای ان دو نو چیز کی اور کچہہ خواہش نہ کری اور اپنی ہمت صرف انہین کی پیدا کرنی مین صرف کری رہی کرامت یعنی خرق عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هى حيض الرجال وليس من لا يحصل له شئ منها اقل مرتبة ممن يحصل له شئ منها

سو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ وہ مردون کا حیض ہی اور جسکو ذرہ بہر بہی امر خارق حاصل نہو وہ ہرگز مرتبہ مین کمتر نہین ہوتا اوسی کہ جسکو

بل هو افضل واولى اذ لا يحتاج اليها الا من كان ضعيف اليقين فانه اذا حصل له شئ منها يقوى يقينه واما من كان

بلکہ وہ ہی شخص افضل و اولی ہوتا ہی اس لئی کہ امور خارق کا وہ ہی شخص آرزو مند ہوتا ہی جسکو یقین کامل نہین ہوتا تاکہ اس وسیلہ سی اوسکا یقین قوی ہوجاوی اور جو شخص

كامل اليقين فلا يلتفت اليها لاستغنائه عنها ولذلك كانت الخوارق فى التابعين اكثر مما كانت

کامل یقین والی ہین اونکو ادہر توجہ نہین ہوتی اونکو کیا حاجت ہی اسہی لئی طبقہ تابعین مین بہ نسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوتی تہی

فى الصحابة

المجلس الثالث فى فضيلة الايمان ومن امن مطلقا

قال رسول الله

تیسری مجلس ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت مین فرمایا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة يتراءون اهل الغرف من فوقهم كما تتراءون الكوكب الدرى

صلی اللہ علیہ وسلم نی بیشک اہل جنت کو نظر آوینگی غرفہ والی اوپر سی جیسا چمکتا ستارہ

الغابر فى الافق من المشرق او المغرب ليتفاضل ما بينهم قالوا يا رسول الله تلك منازل الانبياء لا يبلغها

انتہا کنارہ مشرق یا انتہا کنارہ مغرب مین تاکہ فضیلت معلوم ہوجاتی جو اونمین ہی عرض کیا یارسول اللہ یہہ درجی سوای انبیا کی اور کون پا سکتا ہی

غیرہم قال بلی والذی نفسی بیدہ رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین ھذا الحدیث من صحاح
فرمایا کیوں نہیں قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ مین میری جان ہی وہ لوگ ہین جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولوں کی تصدیق کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح
المصابیح رواہ ابوسعید ومعناہ ان اھل الجنۃ ینظرون الی اصحاب المنازل الرفیعۃ العالیۃ من
حدیثوں مین ہی ابوسعید کی روایت سی مراد یہہ ہی کہ اہل جنت دیکہین گی بلند مرتبہ والوں کو
فوقہم کما تنظرون انتم الی الکواکب المضحیۃ الباقی فی الافق من جھۃ المشرق او المغرب بعد انتشار
اوپر سی جیسی تم دیکہتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب مین جب صبح کہل جاتی ہی
الصبح لتزائد درجاتہم علی غیرہم فانہ علیہ الصلوۃ والسلام لما بین مراتبہم بھذا الوجہ قال
بسبب بلندی مرتبہ کی غیروں پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا
الحاضرون من الصحابۃ یارسول اللہ تلک الغرف منازل الانبیاء لا یبلغہا غیرہم فاجاب بان
تو صحابہ نی جو وہاں موجود تہی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ مراتب انبیاؤں کی ہوں گی جنکو اور کوئی نہین پا سکتا سو جواب دیا
تلک المنازل یبلغہا رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لایجاب النفی وانما قرنت
یہہ اون لوگوں کی مراتب ہین جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولوں کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کر دیتا ہی اور قسم اسو اسطی
بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفیہ اشارۃ الی ان الواصلین
یاد فرمائی کہ وہ لوگ بہت بعید جانتی تہی کہ مؤمنوں کو انبیا کا مرتبہ میسر ہو اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ
الی منازل الانبیاء ھم المؤمنون من ھذہ الامۃ لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منہم لا ممن
انبیا کا درجہ وہ لوگ پاوینگی جو اس امت کی مؤمن ہین کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اسی امت مین پائی جاتی ہی جو
مضی قبلہم وعلم من ھذا ان الایمان باللہ الذی اتصف بہ المؤمنون من ھذہ الامۃ مرکب من
پہلی لوگ گذری اونسی یہہ نہین ہوئی اس سی معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مؤمنین کی صفت ہی
جزئین الاول الایمان باللہ تعالی والثانی الایمان بجمیع الرسل والمراد من الایمان باللہ تعالی العلم
دو جز سی مرکب ہی اول ایمان اللہ پر دوسری ایمان تمام انبیاء پر اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ یقین کری
لوجودہ وقدمہ وکونہ واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ وسائر ما یلیق بہ من
اللہ موجود ہی اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو صفات اسکو
الصفات فان العلم بوجودہ تعالی وان کان ثابتا فی فطرۃ بنی آدم من مبدأ خلقتہم بمقتضی قولہ تعالی
سزا وار ہین اور علم وجود الہی کا اگرچہ بنی آدم کی طبایع ہین ابتداء پیدایش سی ثابت ہوتا ہی جیسی مضمون آیت
فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لکنہ تعالی قد ارشدھم الی وجودہ بآیات منہا قولہ تعالی ان فی خلق
یہہ تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگوں کو پر توبہی اللہ تعالی نی اپنی وجود کی طرف کئی آیتوں مین راہ بتائی ہی ایک یہہ تحقیق
السموات والارض واختلاف الیل والنہار لایات وقولہ تعالی افرأیتم ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن
آسمانوں اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا بدلتی آنا البتہ نشانیاں ہین اور ایک یہہ بہلا دیکہو جو پانی ٹپکاتی ہو اب تم اوسکو بناتی ہو یا ہم
الخالقون وقولہ تعالی افرأیتم ما تحرثون ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون وقولہ تعالی افرأیتم
بنانیوالی ہین اور یہہ بہلا دیکہو جو بوتی ہو کیا تم اوسکو کرتی ہو کہیتی یا ہم ہین کہیتی کرنیوالی اور یہہ بہلا دیکہو تو
الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون وقولہ تعالی افرأیتم النار التی تورون ءانتم انشأتم
پانی جو پیتی ہو کیا تمنی اوتارا اوسکو بادل سی یا ہم ہین اوتارنیوالی اور یہہ بہلا دیکہو تو جو آگ سلگاتی ہو کیا تمنی اوٹہایا

شجرتها ام نحن المنشئون وغیرها من الایات التی تدل علی وجوده تعالی فان من یتامل
اوسکا درخت یا ہمین اوٹھانیوالی اورسوا اسکی اوربہت آیتین ہین جو وجود الٰہی پر دلالت کرتی ہین بیشک جو شخص ان آیات کی

مضمون هذه الایات ویدبر فکره فیما ذکر فیها من خلق السموت والارض وما فیهما من عجائب المخلوقات
مضمون مین یعنی آسمان اورزمین کی پیدایش اورجو جو اوسکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہین غور اورتامل کری وہ خود بخود یقین کریگا

یضطر الی الحکم بان هذه الامور لا یستغنی شیٔ منها عن صانع یوجده ویدبره وعلی هذا الاعتقاد
کہ یہہ تمام اشیا صانع پیدا کرنیوالی اورمدبر سی بی پرواہ نہین ہین بلکہ محتاج ہین کہ پیدا کر کر اوسکو کری اورتمام بنی آدم کیا مسلم کیا

جمیع الناس کما یدل علیه قوله تعالی ولئن سالتهم من خلق السموت والارض لیقولن الله وانما کفر
یہہ ہی اعتقاد رکہتی ہین چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اورجو تو پوچھی اونسی کسنی بنائی آسمان اورزمین توکہینگی اللہ نی پہر

من کفر بالاشراک ولذلک کان شان الانبیاء دعوة الخلق الی التوحید لیقولوا لا اله الا الله لا
جو لوگ کافر ہوگئی ہین وہ شرک کی شامت سی ہین اسیلئی تمام انبیا علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتی تہی تاکہ لا الٰہ الا اللہ کی قائل ہون

الی ان یقول للعالم اله فاذن فی فطرة الانسان ودلالة ایات القران ما یغنی عن اقامة البرهان
یہہ نہین سکہاتی تہی کہ یہہ کہا کرو عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اوردلالت آیات قرآنی نی وجود الٰہی پر برہان قایم کرنی کی کچہہ ضرورت نہین رکہی

علی وجوده تعالی لکن العلماء بینوا لاثبات وجوده تعالی دلیلا عقلیا وقالوا الدلیل علی وجوده تعا لی
لیکن علماء نی توبہی واسطی اثبات وجود الٰہی کی عقلی دلیل بیان کی ہی کہتی ہین کہ دلیل وجود الٰہی کی یہہ ہی

حدوث العالم فبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة بذواتها
حدوث عالم کا ہی پہر حدوث یون معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہین یا اعراض اعیان سی مراد اجسام ہین جو بذات خود قایم ہین

والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفک عنها وکل منهما
اوراعراض سی مراد صفات ہین جو اپنی ذات مین آپ قایم نہین رہ سکہتین بلکہ اجسام کی سہارہ سی اوراجسام کو لازم ہین کبہی الگ نہین ہوتی اوریہہ سب

حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة
حادث ہین اعراض مین سی بعضی کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اوراوجالا بعد اندہیری کی

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضداد ما ذکر واما الاجرام
اورسیاہی بعد سفیدی کی اوربعضی کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان مذکورات کی ضدون پر اوراجسام کی

فدلیل حدوثها انها لا یخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن
حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اجسام حوادث سی کبہی خالی نہین ہوتی اورجو شئ حوادث سی خالی نہووی وہ بہی حادث ہوتی ہی اوراجسام کا حوادث سی خالی ہونا

الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرک بالبدیهة والاضطرار فلا یحتاج فیه
یون ثابت ہی کہ اجسام حرکت اورسکون سی خالی نہین ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی اوسمین کچہہ تکرار اورتامل کی حاجت نہین

الی تامل وافتکار فان من عقل جسما لا ساکنا ولا متحرکا کان عن نهج العقل ناکبا ولمتن الجهل راکبا
کیونکہ جو شخص ایک ایسا جسم خیال کری کہ نہ متحرک ہو نہ ساکن تو وہ شخص عقل کی رستہ سی گمراہ ہی اورجہالت کی پشت پر سوار

والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء کل منهما عند وجود الاخر وذلک
اورحرکت اورسکون دونو حادث ہین انکی حدوث پر انکا آگی پیچہی پیدا ہونا دلالت کرتا ہی اورجب ایک پیدا ہوتا ہی تو دوسرا فنا ہوجاتا ہی

مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلک فما من ساکن الا والعقل یقتضی بجواز حرکته وما من
یعنی حرکت سی سکون اورسکون سی حرکت فنا ہوتی ہی یہہ حال بعضی اجسام مین تو مشاہدہ ہوتا ہی اورجہان نہین ہی تو یہہ کہہ سکتی ہین کہ ہر ساکن باعتبار تجویز عقل کی متحرک ہو

متحرك الا والعقل يقتضي بجواز سكونه فالطاري منهما حادث بطريانه والسابق حادث اذ لو كان

اور ہر متحرک باعتبار تجویز عقل کی ساکن ہو سکتا ہی کیونکہ اب پیدا ہوا اب تو پیدا تو حادث ہی اور موجود سابق بھی حادث ہی کیونکہ اگر

قديما لاستحال عدمه واما كون ما لا يخلو عن الحوادث حادثا فلانه لو لم يكن حادثا لكان قديما

قدیم ہوتا تو اوسپر عدم ہرگز نہ آتا اور جو شی حوادث سی خالی نہو اوسکی حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہوگا تو بیشک قدیم

ثابتا في الازل فيلزم ثبوت الحادث في الازل وهو محال اذ يلزم ان يكون قبل كل حادث حوادث مرتبة

اور ازل میں ثابت ہوگا اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون ازل میں ثابت ہو اور یہہ امر محال ہی کیونکہ اس سی یہہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی بی انتہا حوادث

لا اول لها كما يقول الفلاسفة في حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرها فانهم ومن تبعهم

جنکا ابتدا نہ پایا جاوی موجود ہوں جیسی فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ میں قائل ہوئی ہیں فلاسفہ اور جو نام کی مسلمان

ممن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم العلوي قديم بذاته وصفاته

اونکی تابع ہیں اور اسلام سی بی نصیب وہ کہتی ہیں کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات میں

الا الحركات فانها حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا حركة الا وقبلها حركة لا الى اول واما العالم

سواء حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہیں اور کلی قدیم ہیں یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم

السفلي الذي هو عالم الكون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا ان هيولاه قديمة وكل ما فيه من

سفلی کہ عالم کون اور فساد کہلاتا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی سو اوسمیں یہہ کہتی ہیں کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی

الصور والاعراض حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا من والد ولا بيضة الا من دجاجة

صور اور اعراض جزئی سب حادث ہیں اور کلی نوعی قدیم ہیں پس جو بیٹا ہی سو باپ سی ہی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی ہی

ولا دجاجة الا من بيضة ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غير النهاية فيلزم على قولهم ان يوجد حوادث

اور جو مرغی ہی سو انڈی سی ہی اور جو نبات ہی سو بیج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت تک اب اونکی قول کی مواقف یہہ لازم آتا ہی کہ ایسی حوادث موجود

لا اول لها اذ ما من حادث على قولهم الا وقبله حادث لا الى اول وعلى تقدير وجود حوادث لا اول لها

جنکا ابتدا نہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا جسکا ابتدا نہ ملی اور جب حوادث غیر متناہی ہوئی

يلزم ان يكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرها حوادث مرتبة

تو ہر ہر حرکت فلکی سی اور ہر ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہونگی جسکا

لا اول لها فما لم ينقض تلك الحوادث بجملتها لا تنتهي النوبة الى وجود الحادث الحاضر لان الحركة

ابتدا نہیں پھر جب وہ تمام حوادث بالکل نگذر چکیں گی نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہیں آویگی اسواسطی کہ حرکت

اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك

یومیہ مثلا آج کی جب ہو سکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی تمام حرکتیں گذر لیں اور ایسی وہ حرکت جو اوس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہو سکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی سب گذر لیں

وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بيانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الى ما قبله

اور اسیطرح ہر ہر حرکت اور تمام ہو چکنا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری پھر اوسکی ما قبل کو

ولاحظته وهلم جرا على الترتيب لا يفضي الى نهاية حتى تجد طريقا الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان

لحاظ کری اور اسیطرح اوس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملیگی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووی اس سی لازم آتا ہی

يكون وجود الحادث الحاضر محالا لكن وجود الحادث الحاضر ثابت فيبطل وجود حوادث لا اول لها

کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہی

فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها یبطل کون ما لا یخلو عن الحوادث قدیما ثابتا فی الازل فاذا بطل کونه

پہر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو ان اشیاء کا جو حوادث سی خالی نہین ہین قدیم اور ازلی ہونا بہی باطل ہی پہر جب اون اشیا کا

قدیما ثابتا فی الازل یثبت کونه حادثا فاذا ثبت کونه حادثا ثبت کون العالم بجمیع اجزائه من

قدیم اور ازلی ہونا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا پہر جب وہ حادث ہوئی تو یہہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزاء

السموٰت وما فیها ومن الارض وما علیها حادثا محتاجا الی محدث یخرجه من العدم الی الوجود وذلك

آسمان اور جو جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور پیدا کرنیوالی کی محتاج ہین کہ نیست سی موجود کری اور وہ

المحدث یلزم ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن قدیما

پیدا کرنیوالا ضرور ہی کہ قدیم واحد قدیر صاحب ارادہ علم والا حی ہو اس لئی کہ اگر قدیم نہو وکا

بل کان حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل الذی هو وجود حوادث لا اول لها

بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل کہ وہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی

وکلاهما محالان ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم

اور یہہ دونو محال ہین اور اگر واحد نہو دی بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو اونمین جہگڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جسی وجود عالم کا معدوم ہی

ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان

اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک عالم کی پیدا کرنی مین عاجز ہوویگا کیونکہ

الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء یقتضی ارادة ذلك الشیء وارادة ذلك الشیء یقتضی

ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین جب ہوتا ہی تب اوسکا ارادہ کری اور ارادہ اوس شی کا

العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلثة یقتضی

اوسکی علم پر موقوف ہی کیونکہ ایجاد کرنا کسی شی کا بغیر جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینون صفات بدون حیات کی نہین ہوسکتین

الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قاطعا علی وجوده تعالی

اسلئی کہ حیات امنین شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود الہی

وکونه قدیما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع ولهذا کان بعض اهل النظر یقولون استدلالا

اور قدم اور وحدت پر کہ ان چارون صفات سی موصوف ہی اسیلئی بعضی اہل نظر اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کر

بالاثر علی المؤثر ما راینا شیئا الا ورایناالله بعده فان کل ذرة من ذرات الکائنات من حیث حدوثها

یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جب کسی چیز کو دیکہا فورًا اوسکی بعد اللہ کو دیکہا کیونکہ ہر ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کی

وافتقارها الی من یوجدها لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا

موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی جسمین نہ حرف ہی اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون

قدرت والا ارادہ والا علیم حی تمام سزاوار صفات والا یہہ کلام سب سماعت والی سمجہتی ہین

ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا

اور وہ نہین سنتی جو سمجہہ سی بیکار ہین اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمین نہ حرف ہو اور نہ

صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتتشارك فیه البهائم الانسان

آواز عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہین ہی جسی سواء آواز کی کچہہ نہین معلوم ہوتا اور اسمین بہایم بہی انسان کی شریک ہین

اذ لا قدر لشیٔ تشارک فیه البهائم الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا

اسلئے کہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ انسان بزور عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کرسکتا ہی

ما دل علیه افعاله فما لم یدل علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی

جسپر اللہ کی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات

تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها

کبہی دلیل عقلی سی ثابت کرتی ہین اور کبہی دلیل نقلی سی دلیل عقلی اول صفات کی ثبوت کی تو یہہ ہی کہ یہہ یعنی سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی

صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب

نقصان کی صفتین ہین اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی پس

اتصافه تعالی بتلک الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد

اب موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سی واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب وسنت

ورد بثبوتها له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل

انکی ثبوت پر ناطق ہی سو اب انکا ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی

لان تلک الصفات لا تتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی

کیونکہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین. تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اللہ کی ذات

لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم

کسیکو معلوم نہین ہی تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حق مین صفات کمال ہین انکا ثبوت ضروری ہی نہین تو

ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیٔ بالنسبة

انکی ضدین لازم آوینگی اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ صفات کمال ہین تو کمال البتہ ہماری حق مین ہی اور ہماری حق مین کمال ہونی سی کیا ضرور ہی یہہ نسبت

الینا کمالا ان یکون کمالا فی حقه تعالی الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان

ذات الٰہی کی بہی کمال ہو کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین اور اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین

علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلک الصفات له تعالی التمسک

کیونکہ یہہ اجسام کی اوصاف ہین اس بیان کی موافق لازم ہی کہ ان صفات کی اثبات کی لئی دستاویز

بالنقل عن الانبیاء الذین تثبت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی

انبیاء علیہم السلام سی نقل کیجاوی جنکی نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی

جو میری طرف سی احکام پہنچاتا ہی سب سچہ مین برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سی ہو کیونکہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی

لرسوله لکونها فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعوی

رسول کی حق مین فعلی تصدیق ہی اسلئی کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح رسالت کی دعوی مین رسول کی

الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق

تصدیق کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالی نی جب کوئی امر خارق رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو یہہ ایسا ہی کہ فرمادیا

رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلک ان رجلا

میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول ہی ہو یا فعل سی ہو یا سکوت سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک یبعثنی الیکم بکذا وکذا من التکالیف

بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یون کہی کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بہیجا ہی

فطلبوا منه الحجة تدل علی صدقه فقال اٰیة صدقی انی اطلب من الملک ان یخالف عادته ویقوم

پہر اس جماعت نی تصدیق کی لئی اوسی حجت طلب کی اوس شخص نی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ اپنی خلاف عادت

من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا ریب ان ذلک الفعل من الملک

اپنی جگہہ سی تین بار کہڑا ہوجا اور بیٹہہ جا پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی

قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد

جیسی زبانسی کہدیا کہ یہہ شخص سچہ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ سی جسنی یہہ کام مشاہدہ کیا تو اوسکو ایسا یقینی علم

ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شک ان هذا المثال مطابق

حاصل ہو کہ جسمین دلیل کی کچہہ حاجت نہین ہی جسکو دیکہنی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی بہت آدمیون سی بالتواتر یہہ حال سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال

لحال الرسل علیهم الصلوة والسلام فی افادة معجزاتهم العلم الضروری بصدقهم لمن شاهدها ولمن

انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی بہی دیکہنی والون کو اور

لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان کل من اٰمن بالله وصدق الرسلین

تواتر سی سنی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی جب تو یہہ سمجہہ چکا تو یاد رکہہ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاکر اور نبیون کی تصدیق کر

اذا اراد ان یکون من اهل الغرف لا بد له ان یشتغل بالطاعات ویحترز عن السیئات لان الایمان وحده

یہہ آرزو کری کہ اہل غرف مین داخل ہو تو اوسکو ضرور ہی کہ عبادت مین مشغول اور ممنوعات سی بچتا رہی اسلئی کہ نرا ایمان

وان کان ینجیه من العذاب المؤبد لکن لا یکفیه فی الفوز بالدرجات بل لا بد له من ضم العمل

اگرچہ دائمی عذاب سی نجات دیگا پر حصول درجات کی لئی کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتہہ نیک اعمال بہی چاہئین

الصالح الیه کما یدل علیه اٰیات القراٰن من جملتها قوله تعالی وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم

چنانچہ کئی آیات قرآنی سی معلوم ہوتا ہی منجملہ اونکی ایک یہہ آیت ہی اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہین کہ نزدیک کردی

عندنا زلفی الا من اٰمن وعمل صالحا فاولئک لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات اٰمنون فدلت الاٰیة

ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بہلا کام کیا سو اونکو ہی بدلا دونا اونکی کئی پر اور وہ جہروکون مین بیٹہی ہین خاطر جمع سی اس آیت سی معلوم ہوتا

علی ان العمل الصالح لکونه اقبالا علی الله تعالی واشتغالا بطاعته یقرب العبد الی الله تعالی واما الاموال

کہ عمل صالح کہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اوسکی طاعت کا شغل ہی بندہ کو اللہ تعالی سی نزدیک کردیتا ہی رہی مال

والاولاد فلکون کل منهما یشغل الانسان عن الله تعالی لا یقرب احدا الی الله تعالی الا المؤمنین

اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالی سی غافل کرتی ہین کسیکو خدا سی نزدیک نہین کرتی بجز صلحاء مؤمنین کی

الصالحین الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله ویعلمون اولادهم الخیر ویربونهم علی الصلاح فانهم

جو اپنا مال خدا کی رستہ مین خرچ کرتی ہین اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکہاتی ہین اور نیک اطوار پر پرورش کرتی ہین ایسی لوگون کی لئی

باتصافهم بما ذکر یکون لهم جزاء الضعف بان یضاعف حسناتهم ویکون الواحدة عشرا فما فوقها وهم فی غرفات

جو ان اوصاف سی موصوف ہین دونا ثواب ہی اسطور کہ اونکی حسنات بڑہتی ہین ایک سی دس گونہ ہوتی ہین اوس سی بہی زیادہ وہی لوگ

الجنة اٰمنون من جمیع المکاره بما عملوا من الصلحٰت یسرنا الله تعالی بلطفه وکرمه المجلس الرابع

اعمال صالح کی سبب غرفات مین تمام مکروہات سی بچی رہینگی الٰہی اپنی لطف وکرم سی ہمپر آسان کر چوتہی مجلس

فی لزوم محبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادۃ من والدہ وولدہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرنیمیں باپ اور اولاد

والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ

اور تمام لوگون سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہین ہووینگا کوئی تم مین سی جبتک کہ ہولوںمین اوسکو محبوب تر

من والدہ وولدہ والناس اجمعین ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ انس ولیس المراد بالحب ھھنا

اوسکی باپ اور اولاد اور تمام لوگونسی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی انس کی روایت سی اور محبت سی مراد اسجگہہ

الحب الطبیعی التابع للشہوات النفسانیة لانہ خارج عن حد الاختیار فلا یواخذ بہ الانسان

محبت طبعی نہین ہی جو شہوت نفسا کی تابع ہوا کرتی ہی کیونکہ یہہ محبت اختیاری نہین ہوتی سو بی اختیاری مین انسانکی کچھہ پکڑ نہین ہی

لقولہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا بل المراد بہ الحب العقلی الاختیاری الذی ھو ایثار ما یقضی

خدا فرماتا ہی تکلیف نہین دیتا اللہ کسیکو مگر جتنا اوس سی ہوسکی بلکہ عقلی اختیاری محبت مراد ہی یعنی اختیار کرنا اوس امر کا جسکو

العقل رجحانہ ویستدعی اختیارہ وان کان علی خلاف الطبع الا تری ان المریض یکرہ الدواء المر وینفر

عقل غالب سمجہی اور اوسکی اختیار کو پسند کری اگرچہ طبیعت کی برخلاف ہو تو جانتا نہین کہ بیمار کو کڑوی دوا سی نفرت ہوتی ہی

عنہ طبعہ ومع ذلک یمیل الیہ باختیارہ ویقصد تناولہ بمقتضی عقلہ لعلمہ وظنہ ان صحتہ

اور اوسکی طبیعت کو بری لگتی ہی پہر بہی باختیار خود اپنی عقل سی یہہ سمجہہ کر کہ میری صحت اسہی مین ہی خواہش کر کر پیتا ہی

فیہ وکذلک المؤمن اذا علم ان الرسول لا یامر ولا ینہی الا بما فیہ صلاحہ فی الدنیا والاخرۃ

ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہہ جان لیتا ہی کہ رسول وہ ہی فرماتا ہی جسمین دین دنیا کی بہلائی ہی

یرجح جانب الرسول علی جمیع الناس فیمتثل امرہ ویجتنب نہیہ وھذا مما لا یحصل الایمان الا بہ

پہر خواہ مخواہ تمام لوگون پر رسول کی جانب غالب رکہہ کر اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کرتا ہی اور یہہ تو اتنا امر ہی کہ جس بغیر ایمان ثابت نہین ہوتا

لان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشریعة بمعنی التصدیق مقیدا

اس لئی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شریعت مین مطلق تصدیق نہین ہی

بامر مخصوص وھو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ الصلوۃ والسلام

بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات مین

والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترک یطلق علی المعنیین احدھما عدم الشک فکل علم

اور تصدیق مین یقین معتبر ہی اور یقین مشترک لفظ ہی اسکی دو معنی ہین ایک تو شک نہونا سو جو علم

یکن فیہ شک فھو یقین وعلی ھذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوۃ والضعف لعدم التفاوت

مشکوک نہو وہ یقینی ہوتا ہی اس اعتبار سی یقین قوی اور ضعیف نہین ہوتا کیونکہ شک کی نفی مین کچھہ تفاوت نہین

فی نفی الشک فمن کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الشک فی شیء مما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ السلام

پہر جس شخصکی دلمین ذرہ بہر بہی شک ہووی بہ نسبت دینی ضروریات کی ہی

لا یکون مؤمنا البتة بل لابد فیہ من یقین ھذا المعنی لیحصل لہ المحبة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہرگز مؤمن نہین بلکہ ان ضروریات کا یقین ہونا ضرور رہا ہی تاکہ اوسکو نبی کی محبت حاصل ہووی

ویمتثل امرہ ویجتنب نہیہ لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معہ احتمال النقیض

اور اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کری لیکن بعضی وقت ایسی ظن غالب کو بہی جسکی ساتہہ احتمال نقیض کا دلمین نہ آوی

بالبال فی حکم الیقین فی کونه ایمانا حقیقیا فان ایمان اکثر العوام من هذا القبیل وتحقیقه علی
قایم مقام یقین کا ٹہرا کر حقیقی ایمان کا حکم دیتی ہین کیونکہ اکثر عوام کا ایمان ایساہی ہوتاہی اوراس مقام کی تحقیق

ماذکره الامام الغزالی فی الاحیاء ان میل النفس الی التصدیق له اربع مقامات الاول استواء
موافق بیان امام غزالی کی احیا مین یہہ ہی کہ نفس کا میلان تصدیق مین چار درجہ پر ہوتاہی اول یہہ کہ

الطرفین عندك کما اذا سالت عن شخص مجهول الحال عندك هل یعاقب فی الاخرة ام لا
تیری رای مین دونو جانب برابر ہون جیسی کسی شخص کا حال جسکو تو نہین جانتا تجہسی پوچہین بتا اوسکو آخرت مین عذاب ہوگا یا نہین

فانك لا تمیل الی الحکم علیه بشیء من نفی او اثبات بل یستوی عندك امکان الامرین ویعبر
اب تو یقینے کچہہ نہین کہہ سکتا نہ انکار اور نہ اثبات بلکہ تیری عندیہ مین دونو امر ممکن ہین ایسی حالت کو

عنه بالشك والثانی رجحان احد الامرین عندك مع الشعور بامکان نقیضه امکانا لا یمنع
شک کہتی ہین دوسرا درجہ یہہ ہی کہ تیری رای مین ایک جانب کا غلبہ ہو پر اوسکی ساتہہ دوسری جانب بہی ایسی ممکن معلوم ہوں سی جانب

ترجیح الاول کما اذا سئلت عن شخص تعرفه بالصلاح انه ان مات علی هذا الحال هل یعاقب
اول کا غلبہ فوت ہوجاوی جیسی تجہسی ایسی شخص کا حال پوچہین جسکو تو پرہیزگار جانتاہی کہ اگر یہہ شخص اسی حال پر موا تو بتا اسکو آخرت مین عذاب ہوگا

فی الاخرة ام لا فانك تمیل الی انه لا یعاقب اکثر من میلك الی عقابه لظهور علامات صلاحه
یا نہین اب تیری رای ثواب کی طرف زیادہ ہوگی بہ نسبت عذاب کی کیونکہ تیری عندیہ مین صلاح کی نشانیاں ظاہر ہین

عندك ومع هذا یجوز اختفاء امر موجب للعقاب فی باطنه وهذا التجویز غیر دافع لرجحانه و
تو بہی یہہ شبہہ ہوتاہی کہ کوئی بات اسکی دلمین ایسی پوشیدہ ہو جس سی عذاب ہوجاوی لیکن یہہ شبہ اوسکی غلبہ کو نہین اوٹہاتا

یسمی جانب الراجح ظنا وجانب المرجوح وهما والثالث میلك الی الحکم بشیء بحیث یغلب علیك
ایسی وقت جانب غالب کو ظن کہتی ہین اور جانب مغلوب کو وہم تیسرا یہہ درجہ ہی کہ تجکو کسی شی کا ایسا یقین حاصل ہو کہ اوسکی نقیض

ذلك الحکم ولا یخطر ببالك نقیضه ولو خطر لنابت عن قبوله لکن لیس ذلك الحکم عن معرفة
تیری دلمین ہرگز نہ آوی اور اگر نقیض کا خیال آوی بہی تو اوسکو تو نہ مانی لیکن یہہ یقین معرفت حقیقی سی نہو

محققة بل عن مجرد السماع ویسمی هذا اعتقادا مقارنا للیقین وهو اعتقاد العوام فی الشرعیات
بلکہ صرف سنی سنای سی پیدا ہوا ہو اس طرح کی حالت اعتقاد مقارن للیقین کہلاتی ہی یعنی یقین سی ملا ہوا عوام کا اعتقاد تمام شرعیات مین

کلها اذ رسخ فی نفوسهم بمجرد السماع حتی ان کل احد یثق بصحة مذهبه واصابة امامه ولو
ایساہی ہوتاہی جب کہ سنتی سنتی اونکی دلمین بیٹہہ جاتاہی چنانچہ ہریک شخص اپنی مذہب کی صحت اور اپنی امام کا صواب پر ہونا یقینی جانتاہی اگر

ذکر له امکان خطأ امامه ینفر عن قبوله لکنه لو احسن التامل لاتسعت نفسه الی قبوله والرابع
کوئی کہی کہ امام سی بہی غلطی ہوسکتی ہی تو الگ بہاگ جاوی کبہی نہ مانی لیکن اگر وہ خوب سوچ بچار کرین تو البتہ انکا دل قبول کرسکتاہی چوتہا درجہ یہہ ہی

میلك الی الحکم بشیء علی طریق الجزم الذی لا یوجد معه الشك ولا یتصور فیه التشکیك فکل
کہ توکسی شی کا ایسا یقین بالجزم کری کہ اصلا اوسکی ساتہہ شک باقی اور کسیکی شک دلانی کا بہی تصور نہ ہی پس جو

علم کان علی هذا الوجه یسمی یقینا لان شرط اطلاق اسم الیقین علی العلم عدم الشك فکل علم
علم اس درجہ کا ہوتاہی اوسکو یقین کہتی ہین کیونکہ یقینی کہنی کی یہ ہی شرط ہی کہ شک اصلا باقی نہو پس ہر علم مین

انتفی عنه الشك فهو یقین سواء حصل بالحس کالعلم بوجود الاشیاء المحسوسة او بغریزة العقل
شک ہوگا وہ ہی یقین ہی برابر ہی کہ بواسطہ حس کی حاصل ہوا ہو جیسی علم اشیاء محسوسہ کی وجود کا یا بواسطہ طبیعت عقلی کی

كالعلم باستحالة حدوث حادث بلا سبب او بالتواتر كالعلم بوجود مكة او بالتجربة كالعلم بكون

جیسی علم محال ہونا وجود حادث کا بدون محدث کی یا تواتر سی جیسی علم وجود مکہ شریف کا یا بار بار آزمایش سی جیسی علم

المطبوخ مسهلا او بالدليل كالعلم بوجود شئ قديم كما اذا قيل لك هل فى الوجود شئ قديم لا يمكنك

مطبوخ کی دست آور ہونیکا یا دلیل سی جیسی علم ایک ذات قدیم کی موجود ہونیکا چنانچہ اگر تجہسی پوچہین کیا کوئی ذات قدیم موجود ہی تو تجہسی فوراً حکم کر دینا

الحكم به بداهةً لان القديم ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن الحكم بوجوده بالحس ولا ضروريا مثل

کیونکہ قدیم آفتاب مہتاب کی طرح تو محسوس نہین کہ اوسکو دیکہہ کر کہدی ہان موجود ہی اور نہ ایسی بدیہی ہی جیسی

كون الواحد نصف الاثنين حتى يمكن الحكم بوجوده بالضرورة بل حق غريزة العقل ان يتوقف عن

ایک کو دو کا آدہا جانتی ہین تاکہ اس بداہت سی اوسکی وجود کا حکم کیا جاوی بلکہ حق طبیعت عقلی کا یہہ ہی ہی کہ

الحكم بوجوده بالبداهة ثم من الناس من يحكم بوجوده بالسماع حكما جزما ويستمر عليه وهذا

ازروی بداہت کی حکم کرنہین توقف کری پہر بعضی شخص تو صرف سنکر یقین بالجزم کر لیتی ہین اور اوسہی پر قایم رہتی ہین اوسیکو

هو الاعتقاد وهو حال جميع العوام ومن الناس من يحكم بوجوده بالبرهان مثل ان يقول لو لم يكن

اعتقاد کہتی ہین اور تمام عوام کا تو حال اعتقاد مین ایسا ہی ہوتا ہی اور بعضی شخص برہان سی اوسکی وجود کا یقین کرتی ہین اسطور پر کہ اگر

فى الوجود قديم بل كانت الموجودات كلها حادثة لكان حدوثها بلا سبب وهو محال والمؤدى الى

موجودات مین کوئی ذات قدیم نہوی بلکہ تمام موجودات حادث ہون تو وہ حادث بی سبب پیدا ہونگی یہہ امر محال ہی اور جس بات سی محال

المحال محال بيانه ان الحادث لا يتصور وجوده بنفسه بل يحتاج فى وجوده الى غيره وهو ظاهر

لازم آتاہی وہ بہی محال ہی تقریر اسکی تفصیل یہہ ہی کہ حادث خیال مین نہین آتا کہ خود بخود پیدا ہوجاوی بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہی اتنی بات تو ظاہر ہی

وكذا لا يتصور ايجاده لغيره لانه فرع وجوده فلو انحصر الوجود فى الحادث يلزم ان لا يوجد شئ من

اور ایسی ہی ایک حادث کا دوسری حادث کو پیدا کرنا متصور نہین کیونکہ پہلی وہ آپ تو پیدا ہولی پس موجودات اگر سب حادث ہی ہون تو لازم آتا ہی کہ اصلا موجودات پیدا نہون

الموجودات اصلا فبالضرورة يلزم ان يحكم العقل بوجود شئ قديم موصوف بالقدرة والارادة و

اب عقل صاف یقین کرتی ہی کہ ایک ذات قدیم ہی جو صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور

العلم والحيوة حتى يتأتى منه احداث المحدثات كلها لانه لو لم يكن فيه تلك الصفات لكان

علیم اور حی ہی تاکہ اوسی تمام محدثات کا پیدا کرنا ہوسکی کیونکہ اوسمین اگر یہہ صفات نہونگی تو

عاجزا عن ايجاد شئ من الكائنات لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة فى شئ من الاشياء يتوقف

کائنات مین سی ایک شی بہی پیدا نہ کرسکیگا کیونکہ ایجاد تو قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی مین

على ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يتوقف على العلم به لان القصد الى ايجاد شئ من غير العلم به

بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہوتا اور ارادہ کسی شی کا بدون علم اوس شی کی نہین ہوتا کیونکہ قصد کسی شی کی پیدا کرنیکا بی جانی بوجہی

محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يتوقف على الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم

محال ہی اور یہہ تینون صفتین بدون حیات کی نہین ہوسکتین کیونکہ حیات انمین شرط ہی اب اس بیان کی موافق وجود عالم کا

من السموات وما فيها ومن الارض ومن عليها دليلا قطعيا على وجود شئ قديم موصوف بهذه الصفات

ساری آسمان اور جو انمین ہی اور زمین اور جو اوسپر ہی یقینی دلیل ہی ایک ایسی ذات قدیم کی وجود پر جس مین یہہ

الاربع وهو الله سبحانه تعالى ولهذا كان بعض اهل اليقين يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما رأينا

چارون صفات پائی جاوین وہ ہی ہی اللہ سبحانہ تعالی اسہی لئی بعضی اہل یقین اثر سی مؤثر پر استدلال جاری کرتی ہوی کہتی ہین کہ ہمنی

شیئا الا رأینا الله بعده فان کل ذرة من ذرات العالم لکونها حادثة مفتقرة الی من یحدثها لا تزال

جب کسی چیز کو دیکھا تو فورا اوسکی بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہی ہمیشہ زبان حال سی

تنطق بکلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم

یہہ کلام جسمین نہ حرف ہی نہ آواز بولتا ہی کہ ہمارا موجد ہی قدیم یگانہ قدرت والا صاحب ارادہ علیم

والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون

حی اور تمام سزاوار صفات والا اور اونکی یہہ کلام سمجھنی والی سب سنتی ہین فقط وہ لوگ نہین سنتی جو سمجھہ سی بیکار ہین

والمراد من السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر

اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہین ہی

الذی لا یسمع به الا الاصوات وتشارک فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشیٔ تشارک فیه البهائم

جسی سوای آواز کی کچھہ نہین معلوم ہوتا اور اوسمین بہایم بھی شریک ہین انسان کی کیونکہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان برابر ہون

الانسان والحاصل ان العقل لا یعرف من صفاته تعالی الا ما یدل علیه افعاله واما ما لا یدل

حاصل یہہ ہی کہ عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کر سکتی ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جس صفت پر

علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فیستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه

اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کبھی تو عقلی دلیل سی ثابت کرتی ہین اور کبھی نقلی دلیل سی

الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان

عقلی دلیل اونکی ثبوت پر تو یہہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی ضدین نقصان کی صفتین ہین

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی

اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی اب اللہ تعالی کا

بتلک الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها

ان صفات سی موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب وسنت سی یہہ صفات صاف ثابت ہین

له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلک

اب انکو ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی کیونکہ ان

الصفات لا تتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته لم یکن معلوما

صفات پر افعال تو موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہین ہی

للبشر حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف

تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حقمین صفات کمال ہین انکا ثبوت واجب ہی نہین تو انکی ضدین لازم آوینگی

باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالاضافة الینا ولا یلزم من کون الشیٔ بالاضافة الینا

اور یہہ صفات ہماری حق مین البتہ کمال کی ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا

کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما بالاضافة الینا کمالا ممتنعان

کہ اللہ کی واسطی بھی کمال کی ہون کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین

علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام نعم هذا یلزم فی اثبات تلک الصفات له تعالی

اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین کیونکہ اجسام کی صفات ہین اس بیان کی موافق ضرور ہی کہ ان صفات کی ثبوت کی لئی

التمسك بقول الرسول الذی ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی
دست آویز ایسی رسول کی قول سی پیجاوی جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو میرا بندہ

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی
جو میری طرف سی احکام بتاتا ہی سب سچہ ہین برابر ہی کہ وہ بتانا قول سی ہو یا فعل سی یا چپ رہنی سی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی رسول کی حق مین فعلی تصدیق

لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله
ہوتی ہی اسلئی کہ معجزہ خدا کی طرف سی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف وصریح رسالت کی دعوی مین رسول کی تصدیق کرتا ہی

فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خارق رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا

صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته
تو یہہ ایسا ہی کہ فرمایا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی

قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام فی مجلس الملك بحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی
علماء نی اسکی مثال یہہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یہہ بیان کری کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجکو

الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال آیة صدقی انی اطلب
تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بہیجا ہی اوس جماعت نی تصدیق کی لئی اوس سی حجت طلب کی اوسنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین

من الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه
بادشاہ کو کہتا ہون کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کہڑا ہو جا اور بیٹہہ جا پہر بادشاہ اوسکی کہنی سی اوٹہا بیٹہا

فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید
اب بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی زبانی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور یہ بات ایسی ہی

للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
جسنی یہہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہوکہ جسمین حاجت دلیل کی نہین اور جسکو دیکہنی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی متواتر بہت آدمیون سی

بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن
سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سننی یا دیکہنی والون کو

شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر والمعنی الثانی للیقین ان لا یلتفت
اور تواتر سی سننی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہہ ہین کہ شک کی نہونی کا کچہہ دہیان نہو

الی عدم الشك بل الی استیلائه وغلبته علی القلب بحیث یصیر هو المتصرف فیه بالتحریض والمنع و
بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دلکی لگاؤ اور ممانعت مین اوسیکا تصرف ہو

علی هذا المعنی یوصف الیقین بالقوة والضعف حتی یقال لمن لا یستعد للموت فلان ضعیف
ان معنون کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہوسکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان مین غفلت کری تو اوسکو موت کا ضعیف

الیقین بالموت مع عدم شکه فیه اذ لا ریب فی کون الناس سواء فی القطع بالموت وعدم الشك
الیقین کہتی ہین باوجودیکہ موت مین اصلا شک نہین ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہونی مین تمام بنی آدم برابر ہین

فیه لکن فیهم من لا یلتفت الیه ولا یستعد له کانه لا یؤمن به ومنهم من یستولی خوفه
پر بعضی اوسکی طرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور نہ اوسکا کچہہ سامان کرتی ہین گویا وہ لوگ موت کا یقین نہین کرتی اور بعضی ایسی ہین جنکی دل پر موت کا خوف

على قلبه ويستغرق همه بالاستعداد له ولا يغادر فيه متسعا لغيره كما هو شان من يخاف عن
ایسا غالب ہوتا ہی اور اوسکی ہمت موت کی تیاری میں ایسی لگتی ہی کہ اوسکی دل میں کسی چیز کی اصلا گنجایش نہیں رہتی یہہ حال اون لوگون کا ہی جو دوزخ سی

النار ويرجو الدخول في دار القرار فعلى هذا يلزم للعاقل ان يصرف العناية الى تحصيل اليقين بالمعنيين جميعا
ڈرتی ہین اور بہشت مین جانی کی آرزو کرتی ہین اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ ہمت اودہر لگاوی کہ یقین باعتبار دونو معنون کی حاصل ہو

وهما نفي الشك عن النفس اولا ثم تسليط اليقين عليها ثانيا لكن ينبغي ان يعلم ان نفي الشك
یعنی پہلی نفس مین سی شک جاتا رہی پہر آخر کو یقین غالب آجاوی لیکن سمجھنا چاہئی کہ شک کا رفع ہونا

وتسليط اليقين لا يحصل الا بعد معرفة متعلقاته ومجاريه وهي المعلومات التي جاء بها النبي
اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور ٹہکانون کی نہین ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی اللہ

عليه الصلوة والسلام من عند الله تعالى فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا الايمان ان انتفى
علیہ وسلم خدا کی طرف سی لائی ہین پہر جسنی اونکی تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر

عن قلبه امكان الشك فهو موقن بالمعنى الاول وان غلب على قلبه فهو موقن بالمعنى الثاني وبه
اوسکی دل مین سی احتمال شک بہی جاتا رہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اوسکی دل پر غلبہ ہوگیا تو موقن باعتبار دوسری معنون کی ہوا

يحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواهي فان من غلب على قلبه ان من يعمل مثقال
اطاعت اوامر کی اور منہیات سی اجتناب اسہی سی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر پرتوہ اس آیت کا چہاتا ہی سو جسنی ذرہ بہر

ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وتيقن ان نسبة الطاعات الى الثواب كنسبة الطعام
بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہہ لیگا اور اوسکو یہہ مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہین جیسی کہانا

الى الشبع لا شك انه كما يحرص على تحصيل الطعام للشبع ويحفظ قليله وكثيره كذلك يحرص على
واسطی شکم سیری کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرتا ہی پیٹ بہرنی کی واسطی اور اوسکا قلیل اور کثیر محفوظ رکہتا ہی ایسی ہی

تحصيل الطاعات للثواب ويحفظ قليلها وكثيرها ومن تحقق له ان نسبة المعاصي الى العقاب
طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کریگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ رکہیگا اور جسکو یہہ ثابت ہوا کہ نا فرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی

كنسبة السموم الى الهلاك لا شك انه كما يجتنب عن قليل السم وكثيره خوفا عن الهلاك كذلك
جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سی موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی

يجتنب عن قليل الذنوب وكثيرها وكبيرها وصغيرها خوفا من العقاب فان سبب ارتكاب المعاصي
نا فرمانی کی قلیل اور کثیر سی اور صغیرہ اور کبیرہ سی عذاب کی ڈر کا مارا بچیگا کیونکہ باعث معاصی

والفجور ليس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما في المعاصي من المضرة حقيقة العلم لا يؤثرها الا ترى
اور فجور کی اختیار کرنی پر سوای فساد علم کی اور کچہہ نہین ہی اسلئی کہ معاصی کی مضرت جسکو حق الیقین کی مرتبہ مین ثابت ہی وہ معاصی کو کبہی نہین اختیا

ان من علم من طعام لذيذ انه مسموم لا يقدم على تناوله فيعلم من هذا ان الايمان الحقيقي هو
کہانا کیسا ہی مزہ دار لذیذ ہو جب معلوم ہو کہ اسمین زہر ملا ہی تو کبہی نہین کہائیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان وہ

الايمان الذي يحمل صاحبه على فعل ما ينفعه في الاخرة وعلى ترك ما يضر فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه
ہوتا ہی جو مؤمن کو اوس کام کی رغبت دی جسسی آخرت مین نفع ہو اور اوس کام سی روکی جو آخرت مین ضرر دی پہر اگر ایسی نافع کو عمل مین نہ لاوی

فيها ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايما
اور ایسی مضر کو نہ چہوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہین ہی بلکہ صرف زبانی ہی دلی نہین ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حتی کانه یرها لا یسلك طریقها الموصل الیها فضلا عن السعی فی تحصیل دخولها وان المؤمن بالجنة حقیقة الایمان

گویا دوزخ سامنی نظر آتا ہی اوسکی رستہ بجو دوزخ مین گرادی · کبھی نہین چلیگا چہ جائیکہ اوسکی وصول مین کوشش کری ایسی ہی ایسا حقیقی مؤمن جنت کا

حتی کانه یرها لا یترك طلبها بل یسعی فی تحصیل دخولها وهذا امر یجده الانسان فی نفسه عند سعیه

گویا جنت سامنی نظر آتا ہی اوسکی طلب مین کبھی قصور نکریگا بلکہ اوسکی دخول کی کوشش کریگا اور یہہ بات ہر شخص اپنی دل مین جانتا ہی

فی امور الدنیا فی دفع ما یضره وجلب ما ینفعه یسرنا الله من الاعمال ما یوافق رضاه

جب امور دنیاوی مین مضر باتون سی کیسا اجتناب اور مفید باتون مین کیسی کوشش کرتا ہی اللہ تعالی ہمپر وہ کام آسان کری جو اوسکی رضا کی موافق ہین

المجلس الخامس

پانچوین مجلس

فی لزوم الایمان بما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز المخالفة فیه

ایمان کی لازم ہونی مین اون احکام پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائی ہین اور اونکی مخالفت جائز نہین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفس محمد بیده لا یسمع بی

فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ مین محمد کی جان ہی جو سنیگا میری

احد من هذه الامة یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بما ارسلت به الا کان من اصحاب

نبوت کو اس امت مین سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پہر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی ہوگا

النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة ولیس المراد بالامة ههنا امة الاجابة بدلیل

یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجگہہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہین ہی اسلئی

کون الیهودی والنصاری مذکورا فیه بل المراد بها امة الدعوة فعلی هذا یدخل فیه جمیع اهل الملل

کہ اس حدیث مین یہودی اور نصرانی کا بہی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت مین تمام باطل مذاہب والی بہی داخل ہین

الباطلة وتخصیص الیهود والنصاری بالذکر لیعلم انهما مع کونهما اهلی کتاب وصاحبی شریعة

اور یہود اور نصاری کا خاص جو نام لیا تو اسلئی کہ یہہ دونو اہل کتاب اور صاحب شریعت ہوکر

اذا کانا من اهل النار بترك الایمان بما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فغیرهما ممن لم یکن له کتاب

جب شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانی سی دوزخی ہوی تو باقی جن کی پاس نہ کتاب ہی

ولا شریعة اولی بذلك فکانه علیه الصلوة والسلام قال اقسم بالله الذی نفسی بقدرته

اور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہونگی تو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا کہ قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ مین میری جان ہی

ان کل من یسمع بنبوتی ولا یؤمن بما جئت به من عند الله تعالی حتی یموت یکون من اهل النار

کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سنیگا اور میری شریعت پر مرتی دم تک ایمان نہ لائیگا تو وہ دوزخی ہوگا

ویعلم منه ان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنه فی الشریعة تصدیق الرسول

اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شرع مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو

فی کل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر کونه من دینه علیه الصلوة والسلام بحیث

کہتی ہین ہر ایک احکام مین جو صاف معلوم ہوئی ہین کہ یہہ احکام خدا کی طرف سی لائی ہین اور دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین ٹہر چکی ہین ایسا کہ

یعلم کل احد من غیر افتقار فی معرفته الی الاستدلال اصلا لا بدلیل العقل ولا بدلیل النقل وان کان

ہر شخص بدون استدلال کی سمجہہ لی غایت ظہور سی نہ عقلی دلیل کی حاجت ہو نہ نقلی دلیل کی اگرچہ

فی نفسه یتوقف معرفته علی الاستدلال علیه بدلیل من دلیلی العقل والنقل کوجود الصانع

نفس الامر مین اوسکی معرفت عقلی یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

ووجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الآخرة فلكل واحد منها وان كان فى نفسه يتوقف

اورنمازکا وجوب اورشراب کی حرمت اورآخرت کی احوال [illegible] طالب کی معرفت اگرچہ نفس الامرمین

معرفته على الاستدلال عليه اما بدليل العقل كوجود البارى تعالى وصفاته او بدليل النقل

استدلال پر موقوف ہی یا تو عقلی دلیل پر جیسی باری تعالی کا وجود اوراوسکی صفات یا نقلی دلیل پر

كوجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الآخرة لكن كونه من دينه عليه الصلوة والسلام

جیسی نمازکا وجوب اورشراب کی حرمت اورآخرت کی احوال لیکن ہریک کو صاف معلوم ہی کہ یہہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین

معلوم بالضرورة لكل احد من غير احتياج فى معرفته الى الاستدلال عليه بدليل ويكفى

اسکی معرفت مین اصلا کسی دلیل کی حاجت نہین ہی اورجواحکام

الاجمال فيما يلاحظ اجمالا ويشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلا حتى ان من لم يصدق بوجوب

مجمل لحاظ کی جاتی ہین وہان اجمال کفایت کرتا ہی اورجہان ملاحظہ تفصیلی چاہئی وہان تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جوشخص وجوب

الصلوة عند السوال عنها وبحرمة الخمر عند السوال عنها لا يكون مؤمنا بل يكون كافرا لكون

نماز اورحرمت شراب کی تصدیق نکری وہ مؤمن نہین ہی بلکہ کافر ہوویگا کیونکہ

كل منهما مما علم بالتواتر انه من دينه عليه الصلوة والسلام والحاصل ان من اراد ان

یہہ دونو حکم تواترسی معلوم ہوچکی ہین کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سی ہین اورحاصل یہہ ہی کہ جوشخص ایمان لایا چاہی

يكون مؤمنا وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه يكون مؤمنا

اوراپنی زبان سی لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہی اوردلسی اسکی معنون کی تصدیق کری وہ مؤمن ہوجاتا ہی

وان لم يعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قيل له الصلوات الخمس فى كل يوم وليلة فرض عليك فان

اگرچہ اوسکو فرایض اورمحرمات معلوم نہون پہراگراوسی کہا جاوی کہ ہررات دن مین پانچ نمازین تجہہ پر فرض ہین پہر اگر

صدقها وقبلها يكون ثابتا على ايمانه وان انكرها ولم يقبلها يكون خارجا عن الايمان وكذلك

اوسنی اوسکی تصدیق کی اورمان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اوراگرانکارکیا اورنہ مانا تو ایمان سی خارج ہوا اورایسی ہی

سائر الفرائض والمحرمات الثابتة بدليل قطعى من الكتاب والسنة واجماع الامة وان اشكل

اورتمام فرایض اورمحرمات جو دلیل قطعی کتاب اورسنت اوراجماع امت سی ثابت ہوچکی ہین اوراگر

عليه مسئلة من مسائل الايمان يجب عليه فى الحال ان يعتقد على الاجمال ما هو الصواب عند الله تعالى

کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل مین سی اوسپر مشتبہ ہوجاوی تو اوسپر بالفعل تو یہہ واجب ہی کہ مجمل یہہ اعتقاد کری کہ جواللہ کی نزدیک

بان يقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالى وهذا القدر يكفى الى ان يجد عالما يعلم مسائل

حق ہی مین نی قبول کیا اورزبان سی کہی کہ جواللہ کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مجملا اتنا اعتقاد تب تک کفایت کرتا ہی کہ کوئی عالم دینی مسائل کا میسر آوی

الايمان فيسأله عما اشكل عليه ولا يجوز له تاخير الطلب لقوله تعالى فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

اورسکہاوی پہراوس سی وہ مسئلہ مشتبہ پوچہہ لی اورجائز نہین کہ اوسکی تلاش مین تاخیرکری کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پوچہہ لو یاد رکہنی والون سی اگرتم نہین جانتی ہو

ولا يكون معذورا بالتوقف فيما اشكل عليه بل يكون كافرا بالتوقف ان كان ما اشكل عليه من ضروريات

اوراوس مسئلہ مشتبہ مین توقف کی باب مین معذور نہین ہوگا بلکہ اگروہ مسئلہ ضروریات دینیہ سی ہی تو مجرد توقف کرنی سی کافر ہوجاویگا

الدين لان التوقف فى المؤمن به يمنع التصديق فيكون كفرا مثلا من اشكل عليه وحدانية الله تعالى

کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات مین تصدیق مین خلل پیدا کرتا ہی سویہہ کفرہی مثلا کسی شخصکو اللہ کی وحدانیت مین

او قدرته علی شئ او علمه بکل شئ من الکلیات والجزئیات او حشر الاجساد او حدوث العالم
یا اوسکی قدرت مین کسی شی پر یا اوسکی علم مین تمام کلیات اور جزئیات پر یا ابدان کی پیدایش مین بعد مرنی کی یا عالم کی حادث ہونی مین

او نحو ذلک فقال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی یثبت ایمانه الاجمالی لوجود التسلیم والقبول
یا ایسی ہی کسی اور بات مین شبہ واقع ہوا پہر یہہ قایل ہوا جو خدا کی نزدیک حق ہی مین نی مانا تو اوسکا اجمالی ایمان ثابت رہیگا کیونکہ اجمالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی

اجمالا لکن ان لم یسل عما اشکل علیه من هذه المذکورات بل انه اخر الطلب او لم یطلب اصلا
لیکن اگر اوسنی اوس مشتبہ مسئلہ کو ان مذکورات مین سی ڈال رکہا دیر مین پوچہا یا کبہی بہی نہ پوچہا تو اتنی تسلیم

لا یبقی مؤمنا بقوله اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی بل یکون کافرا بترک السؤال و
اجمالی سی کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مؤمن نہین رہیگا بلکہ بسبب ترک سوال اور

الطلب لان هذه المذکورات من ضروریات الدین یعلمها کل عاقل نشا بین المؤمنین والحاصل
تلاش کی کافر ہوجاویگا کیونکہ یہہ تمام مذکورات ضروریات دین سی ہین انکو ہر ایک عاقل جو مسلمانون مین پیدا ہوا ہی جانتا ہی خلاصہ یہہ ہی

ان من اشکل علیه کون اله العالم واحدا او متعددا ولم یمل قلبه الی واحد منهما یجب علیه
کہ جس شخص پر یہہ مسئلہ مشتبہ ہوجاوی کہ پروردگار عالم کا ایک ہی یا کئی ہین اور اوسکی دل مین کوئی ایک جانب راسخ نہو تو اوسپر واجب ہی

ان یقول فی الحال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی ثم یجب علیه الطلب والسؤال بلا توقف
کہ فورًا یہہ کہی مین نی مانا جو اللہ کی نزدیک حق ہی پہر اوسپر سرعت بلا توقف تلاش اور دریافت کرنا واجب ہی

ولا تاخیر حتی لو اخر الطلب او ترکه ولو یعتقد کون اله العالم واحدا لا یکون مؤمنا بل یکون
اتنا کہ اگر اسنی اس تلاش کو ڈال رکہا یا چہوڑ دیا اور پروردگار عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہوگا بلکہ کافر ہوگا

کافرا وکذا من توقف فی یوم القیمة او فی الجنة او فی النار او فی المیزان او فی الحساب او فی الصراط
ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا پل صراط

او فی الصحائف التی کتب فیها اعمال العباد او فی شفاعة الشافعین لا یکون مؤمنا بل یکون کافرا
یا نامۂ اعمال جسمین بندون کی اعمال لکہی جاتی ہین یا شفاعت شافعین مین توقف کری مؤمن نہین ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی

لان التوقف والتردد ینافی التصدیق المفسر به الایمان وتحقیقه ان الایمان فی اللغة التصدیق وهو
اسلئی کہ توقف اور سوچ بچار اوس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہین اسکی تحقیق یہہ ہی کہ ایمان لغت مین تصدیق کو کہتی ہین اور وہ

اذعان حکم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ینقل فی الشرع الی معنی اخر بدلیل
یقین کر کر مان لینا مخبر کی حکم کا اور اوس مخبر کو سچا جان کر سچا ٹہرانا اور شرع مین تصدیق کو اس معنی سی اور معنی کی طرف نقل نہین کیا دلیل یہہ ہی

انه علیه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتثل منهم من امتثل من غیر استفسار ولا
کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی عرب سی گفتگو مین تصدیق طلب کی اور جو اونمین سی مطیع ہوا تو اوسنی تصدیق کی نہ معنی پوچہی نہ

افتقار الی بیان الا بحسب المتعلق وهو ما یجب الایمان به فبینه علیه الصلوة والسلام وفصله
بیان طلب کیا ہان متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جسپر ایمان لانا چاہی سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو بیان فرمایا اور کچہہ تفصیل کی

بعض التفصیل حین جاءه جبرئیل علیه السلام علی صورة رجل غریب وسأله عن الایمان فقال یا محمد اخبرنی
جب کہ جبریل علیہ السلام نی ایک مرد مسافر کی صورت مین اکر ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ

عن الایمان فقال علیه الصلوة والسلام الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه ورسله الی اخر الحدیث
ایمان کیا ہی آپ نی فرمایا ایمان یہہ ہی کہ تو یقین کری اللہ کا اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون کا اور رسولون کا آخر حدیث تک

فانه علیه الصلوة والسلام بین فیه معنی الایمان بهذا اللفظ تعویلا علی ظهور معناه عندهم

سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو ان الفاظ سے بیان فرمایا اس بہروسے پر کہ اسکے معنوں کو وہ خوب جانتے ہین

ثم قال هذا جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم فلو کان الایمان نقل الی معنی غیر التصدیق تبین نقله

پہر آپ نے فرمایا یہہ جبریل تہا تمکو دین سکہانے آیا تہا پس اگر ایمان کے معنی سوای تصدیق کے اور کچہہ منقول ہوتے تو وہ مشہور ہوتے

کما تبین نقل الصلوة والزکوة ونحوهما والا لکان هذا خطابا لهم بما لم یفهموه ولما صح ان یکون تعلیما لهم

جیسے منقول معنی صلوٰة اور زکوٰة وغیرہ کے مشہور ہین اور نہین تو یہہ ارشاد اس امر کا ہوتا جسکو وہ نہین سمجہتے اور یہہ تعلیم کب ہوتی

ولما صح امتثالهم من غیر استفسار فظهر ان الایمان لم یعتبر فیه شرعا الا الخصوص باعتبار

اور وہ لوگ بغیر پوچہے کیونکر مان لیتے اب ظاہر ہوگیا کہ ایمان مین باعتبار شرع کے لغوی معنوں مین یعنی تصدیق مین صرف خصوصیات

متعلقه بعد ما ارید به التصدیق بالمعنی اللغوی وهو ما یعبر عنه فی الفارسیة بگرویدن وفی الترکیة

متعلقات کی ہی معتبر ہے جسکو فارسی مین گرویدن اور ترکی مین

بانانمق ثم التصدیق من ضرورته المعرفة والیقین فعلی هذا لا یتحقق تصدیق الرسول الا بعد

بانانمق کہتے ہین پہر تصدیق مین معرفت اور یقین ضرور چاہیے اسکے موافق رسول کی تصدیق ثابت نہوگی

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون المعجزة

جبتک اوسکی رسالت معجزہ سے جو اوسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہولی اور معجزہ کی دلالت رسول کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارق للعادة اظهره علی ید رسوله عند دعائه الرسالة تصدیقا له فانه تعالی

ایک فعل ہے افعال الٰہی سے عادت کی برخلاف کہ اوسکو اللہ تعالی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتہہ پر وقت دعوی رسالت کی تصدیق کے واسطے ظاہر کرتا ہے سو اللہ تعالی

باظهار المعجزة علی یده صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله

یہہ معجزہ رسول کے ہاتہہ پر ظاہر کرکر گویا یہہ فرماتا ہے میرا رسول سچا ہے تمام احکام مین جو میری طرف سے پہنچادے برابر ہے کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے

او سکوته وقد مثل العلماء ذلک بشخص قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی

یا سکوت سے علما نے اسکی یہہ مثال بیان کی ہے مثلا ایک شخص بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنے کہڑا ہو کر کہے کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجکو

الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال آیة صدقی انی اطلب من

تمہاری حق مین فلانا فلانا حکم دیا ہے پہر اوس جماعت نے اوسکی صداقت کی سند طلب کی اوسنے کہا میری صداقت کی یہہ نشانی ہے کہ مین بادشاہ سے کہتا ہون

الملک ان یخالف عادته بقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا شک ان

کہ برخلاف اپنی عادت کی میری کہنے سے تین بار اوٹہے اور بیٹہے پہر بادشاہ نے اوسکی کہنے سے وہ ہی کیا تو بیشک

ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الشخص فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری

بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہے جیسے اوسنے یہہ کہا کہ یہہ شخص جو میری طرف سے بیان کرتا ہے سب سچ ہے اسے اوسکی صداقت کا بدیہی علم حاصل ہوگا

بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا ریب ان

اونکو جنہون نے بادشاہ سے یہہ حرکت اپنی آنکہہ سے دیکہی اور جس شخص نے نہین دیکہا اوسکو اور لوگون سے سنتے سنتے حاصل ہوگا اور بیشک

هذا المثال مطابق لحال الرسول علیه الصلوة والسلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه

یہہ مثال رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی حال سے مطابق ہے کہ معجزہ دیکہنے والون کو صداقت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے

لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر وقد وصل الینا بالتواتر

اور جو نہ دیکہے گا اوسکو تواتر سے سنکر حاصل ہوگا اور ہمکو تواتر سے یہہ خبر آچکی ہے

انه علیه الصلوة والسلام ادعی النبوة واظهر المعجزة حتی جری ذلک مجری الشمس فی الظهور فوجب
کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعوی کیا اور معجزہ ایسا ظاہر کیا کہ آفتاب کی مانند روشن ہے سو

علینا تصدیقه فی جمیع ما جاء به من عند الله تعالی من الاحکام التکلیفیة التی هی وجوب الواجبات
ہمپر اونکی تصدیق تمام احکام تکلیفی مین جو جو خدا کی طرف سے لائے ہین واجب ہے اور وہ احکام یہہ ہین واجبات کا واجب ہونا

وندب المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وکراهة المکروهات ومنه امور الاخرة التی اول
اور مندوبات کا ندب اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہیت اور بعضی انہین امور اخروی ہین جنکی

منزل من منازلها القبر واحیاء المیت فیه وسوال منکر ونکیر ثم کونه اما روضة من ریاض الجنة
منزلون مین سے پہلی منزل قبر ہے اور اوسمین مردہ کا جینا اور منکر نکیر کا سوال پہر وہ قبر یا چمن ہے جنت کے باغ کا

او حفرة من حفر النار ثم البعث منه یوم القیمة الی العرصات ثم اعطاء الکتب التی کتب فیها اعمال
یا گڑہا ہے دوزخ مین کا پہر وہان سے قیامت کے دن محشر کے میدان مین جانا پہر نامۂ اعمال کا دینا جسمین تمام عمل بندون کے لکھے ہونگے

العباد فیؤتی کتاب بعضهم بیمینه وکتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب
پہر کسیکو دہنے ہاتہہ مین دیا جاویگا اور کسیکو بائین ہاتہہ مین یا پس پشت سے پہر حساب کا ہونا پہر

المیزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سیاته فهو فی عیشة راضیة ومن خفت
ترازو کہڑی کرنی اعمال تولنے کے لئے پہر جسکی نیکیان بہاری یعنی زیادہ اور گناہ ہلکے یعنی کمتر ہونگے وہ تو اچہے جین مین رہا اور جسکی نیکیان کمتر

حسناته وثقلت سیاته فامه هاویة ثم وضع الصراط علی متن جهنم لمرور الناس علیه فمر بعضهم
اور گناہ زیادہ ہوئے تو اوسکا ٹہکانا گڑہا ہے پہر دوزخ کے اوپر صراط کا تان دینا آدمیون کے چلنے کے لئے پہر کوئی تو

کالبرق الخاطف وبعضهم کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی
مثال چمکتی بجلی کی اور کوئی مانند تند ہوا کی اور کوئی مثل دوڑنے گہوڑے کے اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا

مشیا وبعضهم یحبو حبوا وبعضهم یسقط الی النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل والاغلال نسال الله تعالی
اور کوئی گہسٹتا ہوا جاویگا اور کوئی دوزخ مین گر پڑیگا اور دوزخ کے موکل اوسکو ترت زنجیرون اور طوق مین قید کرینگے الٰہی ہمکو

ان یحفظنا من جمیع هذه الاهوال وقد تبین جمیع ما ذکر ان تصدیق الرسول علیه الصلوة والسلام لم یتحقق
ان تمام ہولون سے محفوظ رکہیو اس تمام تقریر سے ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق

الا بعد اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون تلک المعجزة
بدون ثبوت رسالت کی معجزہ سے جو اوسکی صدق پر دلالت کرتا ہو متحقق نہین ہوتی اور معجزہ کی دلالت اوسکی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ یہہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی والعلم بکونها فعلا من افعاله تتوقف علی العلم بوجوده تعالی وکونه قدیما واحدا
ایک فعل ہے افعال الٰہی سے اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الٰہی سے اس علم پر موقوف ہے کہ اللہ تعالی موجود قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانها لکونها فعلا من افعاله تعالی یتوقف وجودها علی وجوده
قدرت والا ارادہ والا علیم حی ہے کیونکہ معجزہ جب فعل ٹہرا افعال الٰہی سے تو بیشک اوسکا عمل مین آنا وجود الٰہی

وکونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالی لا یمکن ان یحصل بالحس لانه تعالی لیس محسوسا کالشمس
اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالی کا حواس کے وسیلہ سے حاصل ہونا ممکن نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی آفتاب اور مہتاب کی طرح

والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده ضروریا کالعلم بکون الاثنین اکثر من الواحد حتی یعلم
تو محسوس نہین ہے جو حواس کے وسیلہ سے معلوم ہوجاوے اور نہ علم وجود الٰہی کا ایسا بدیہی ہے کہ جیسا ہم دو کو ایک سے بڑہتے جانتے ہین تاکہ بداہت سے

وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روي ان
معلوم ہو جاوی یا بہ بجز استدلال کی مصنوع سی صانع پر اور اثر سی مؤثر پر کوئی طریق نہین ہی چنانچہ روایت

اعرابيا سئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحمير وآثار الاقدام
کہ ایک اعرابی سی ایسی دلیل پوچہی جس سی وجود الہی ثابت ہو جاوی اوسنی جواب دیا کہ مینگنی اونٹ پر اور لید گدہی پر اور پانوکا نشان

على المسير افلا تدل سماء ذات ابراج وارض ذات فجاج وبحار ذات امواج على الصانع القدير وروي ان ابا
چلنی والی پر دلالت کرتا ہی پہر کیا برجون والا آسمان اور رستون والی زمین اور موج مارتا دریا صانع قدیر پر دلالت نہین کرتی اور روایت ہی کہ

حنيفة كان سيفا حادا على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة ليقتلوه فبينما هو قاعد في المسجد يوما
امام ابو حنیفہ دہریون کی حق مین مثل تیز تلوار کی تہی اور دہریہ اونکی قتل کی لئی فرصت کی تاک مین رہتی تہی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد مین بیٹہی تہی

وحده اذ هجم عليه جماعة منهم بسيوف مسلولة فهموا بقتله فقال لهم اجيبوني عن مسئلة ثم افعلوا
ناگاہ دہریون کا غول ننگی تلوارین کہینچکر قتل کی لئی جڑہ آیا امام صاحب نی کہا میری ایک بات کا جواب دیدو پہر جو چاہو

ما شئتم فقالوا ما مسئلتك فقال لهم ما تقولون في رجل يقول اني رايت سفينة مشحونة بالاحمال
سو کرنا بولی وہ کیا بات ہی امام نی کہا کیا کہتی ہو ایسی شخص کو جو یہہ کہتا ہی مین نی ایک کشتی مال اسباب کی بہری ہوئی دیکہی ہی

مملوة بالاثقال قد احتوشتها في لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهي من بينها تجري مستوية
کہ دریا کی اندر موجون کا طباچہ اور مختلف ہواؤن کا صدمہ اوسپر پڑتا تہا پر وہ کشتی

من غير ملاح يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا في العقل قالوا لا هذا شيء لا يقبله العقل فقال
بدون ملاح کی جو تدبیر سی اوسکی خبرداری کری برابر ہی کہنکہ چلی جاتی تہی آیا یہہ بات عقل کی نزدیک ہو سکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہین کرتی پہر

الامام ابو حنيفة يا سبحان الله ان سفينة اذا لم يجز في العقل ان تجري مستوية من غير ملاح
امام صاحب نی کہا سبحان اللہ جب ایک کشتی عقل کی نزدیک بدون ملاح کی

يدبر امرها في جريانها فكيف يجوز في العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتغير اعمالها
جو تدبیر سی اوسکی چلی برابر سیدہی درست نہین چل سکتی تو کیونکر عقل یہہ قبول کرتی ہی کہ دنیا جسکی احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعة اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه
اطراف وسیع کنارے الگ الگ بغیر صانع کی جو اوسکی حال کو سنبہالی اور حفاظت کری قایم رہی یہہ کلام سنتی ہی

بكوا جميعا فقالوا صدقت واغمدوا سيوفهم وتابوا واسلموا بين يديه وروي ان بعض الزنادقة انكر الصانع
سب کی سب روئی اور بولی آپ سچ فرماتی ہین اور اپنی تلوارین میان کرلین اور توبہ کر کر اونکی سامنی مسلمان ہو گئی اور روایت ہی کہ کسی زندیق نی

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبت البحر قال نعم قال هل رايت اهواله قال نعم قال هاجت
حضرت جعفر صادق کی آگی خدا کا انکار کیا حضرت جعفر نی فرمایا تو نی دریا کا سفر ہی کیا ہی بولا ہان پہر فرمایا اوس سفر کی سختیان بہی بہگتی مین بولا ہان

يوما ريح هائلة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عني ذلك
ایکروز ایسی تند آندہی چلی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملاح ڈوب گئی مین ایک تختہ پر چمٹا رہ گیا پہر وہ تختہ بہی چہوٹ گیا

اللوح وانا مدفوع في تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة
اور مین موجون مین غوطہ کہاتا ہوا کنارہ جا لگا حضرت جعفر نی فرمایا تجہکو پہلی تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك
اور ملاح پر بہروسا تہا پہر اوس تختہ پر بہروسا کہ یہہ بچا لیگا پہر جب تیری ہاتہہ سی یہہ سب چیزین چہوٹ گئین تو بول کیا تو نی اپنی جان موت کی حوالہ کی تہی

ام کنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال ممن کنت ترجوها فسکت الرجل فقال جعفر
یا پہر بہی نجات کی امید باقی تہی بولا نجات کی امید باقی تہی فرمایا پہر امید کسنی تہی اب وہ زندیق چپ ہورہا پہر امام جعفر نی فرمایا

ان الصانع هو الذی ترجوه فی ذلک الوقت من غیر شعورک به وهو الذی انجاک من الغرق فلما
وہ ہی ہی خدا جسنی تو اوسوقت بہی نجات کی امید رکہتا تہا گو تجکو معلوم نہتا اور اوسہی نی تجکو ڈوبنی سی بچایا جب

سمع ذلک الرجل هذا الکلام منه قبل قلبه فاسلم بین یدیه فقد علم من هذا ان طریق معرفة
اوس شخص نی یہہ بات سنی دل سی مان اوٹہا اور اونکی سامنی مسلمان ہوگیا اس سی معلوم ہوا کہ معرفت الٰہی کا طریق

الله تعالی بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانه تعالی امر به فقال
استدلال ہی ہی یعنی دلیل مین غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی

قل انظروا ماذا فی السموٰت والارض فمن ترکه یکون آثما لانه تعالی اعطی الانسان نعمة العقل
توکہہ نظر کرد کیا ہی آسمانون مین اور زمین مین پہر جو شخص استدلال نکری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نی انسان کو عقل کی نعمت اسہی لئی دی ہی

لیستدل به علی وجوده تعالی وقدمه ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة و
کہ وجود الٰہی پر اور اوسکی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الٰہی سی ثابت ہوتی ہین یعنی قدرت اور

الارادة والعلم والحیوة فاذا لم یستدل به لا یکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون آثما فان لم یغفر
ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری پہر جب استدلال نہ کیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا سو یہہ شخص گنہگار ہوگا اگر اوسکو اللہ نہ بخشی

الله له فانه وان کان عاقبته الجنة لکن بعد ان یعذب بقدر ذنبه فعلی هذا یجب علی کل مؤمن
تو اختیار ہی یہہ شخص اگرچہ اوسکا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہگت کر ایسی تقریر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی

ان یعتنی فی معرفة الله تعالی ومعرفة ما یجب علیه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتی یخرج
کہ معرفت الٰہی اور تمام اعتقادی امور مین نظر اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سی

من التقلید ویکون من اهل الیقین لان المقلد لا یقین له اصلا لانه هو الذی لم یتفکر فی خلق
نکل کر اہل یقین مین داخل ہوجاوی کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کبہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہی جو

السموٰت والارض واختلاف اللیل والنهار حتی یعرف خالقه وسائر ما یجب علیه اعتقاده بل اخبره
آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین غور اور فکر نہین کرتا تاکہ اپنی خالق کو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کری بلکہ اوسکو

احد بها وصدقه فیها ففی صحة ایمانه اختلاف بین العلماء واما الذین نشأوا فی دار الاسلام وسمعوا
کسینی کچہہ بتادیا اوسنی تسلیم کرلیا سو ایسی شخص کی ایمان مین علماء اختلاف کرتی ہین کہ صحیح ہی یا نہین اور جو لوگ دار اسلام مین پیدا ہوئی ہین اور

معجزات النبی علیه الصلوٰة والسلام وتفکروا فی خلق السموٰت والارض واختلاف اللیل والنهار فلا اختلاف
معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتی ہین اور آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین فکر کرتی ہین سو

فی صحة ایمانهم لکونهم من اهل النظر والاستدلال ولا یشترط الاقتدار علی التقریر والتحریر ومجادلة
اونکی ایمان مین اصلا اختلاف نہین ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہین اور تقریر اور تحریر اور

الخصوم ودفع شبهاتهم

المجلس السادس فی بیان من رضی بالله ربا وبالاسلام

بی دین کی ساتہہ مناظرہ کرنا اور اونکا شبہ دفع کرنا کچہہ شرط نہین ہی چہٹی مجلس اس بیان مین کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو

دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا ذاق طعم الایمان قال الرسول
دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجہہ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکہا فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا ھذا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایمان کا مزہ اوس شخص نی چکھا جسنی خوشی سی مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہہ

الحدیث من صحاح المصابیح رواہ العباس بن عبد المطلب ومعناہ ان من اطمئن قلبہ بکون

حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عباس بن عبد المطلب کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ جسکی دل مین طمانینت ہوگئی خدا کی

اللہ تعالی ربہ ولم یطلب ربا غیرہ واکتفی بکون الاسلام دینہ ولم یطلب دینا غیرہ وقنع بکون محمد

ربوبیت پر اور سوا اوسکی دوسرا رب تلاش نکری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نکری اور رسالت محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ ولم یطلب رسولا غیرہ یتحقق فیہ الایمان ومن لم یرض بواحد منہا لا

صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کر کر دوسرا رسول تلاش نکری ایسی شخص مین ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور مین سی کسی ایک پر بہی

یوجد فیہ الایمان لان الایمان فی الشریعۃ ھو التصدیق بالمعنی اللغوی وھو اذعان حکم المخبر وقبولہ

راضی نہوگا اوسمین ایمان کا پتا نہین کیونکہ شریعت مین ایمان سی مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی مخبر کی حکم کا یقین کرنا اور مان لینا

وجعلہ صادقا بعد العلم بصدقہ لا مجرد العلم بصدقہ اذ یلزم ان یکون کل عالم بصدق النبی علیہ

اور اوسکو سچا جان کر صادق ٹہرانا نرا علم صداقت کا مراد نہین ہی نہین تو جسکو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا کری

الصلوۃ والسلام مؤمنا ولیس کذلک لان کثیرا من الکفار لم یؤمنوا بہ مع کونھم عالمین بصدقہ

وہ مؤمن ہوا کری اور یہہ امر غلط ہی اسلئی کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہین لائی اور نبی کو سچا جانتی تہی

کما یدل علیہ قولہ تعالی فی حق بعض الکفرۃ والذین اتینٰھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم فدل

چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد جو بعضی کفار کی حق مین نازل ہوا ہی اس دعوی پر دلالت کرتا ہی جنکو دی ہمنی کتاب وہ جانتی ہین اوسکو جیسی جانتی ہین اپنی بیٹون کو

النص علی ان التصدیق لیس مجرد العلم بل ھو اذعان لما علم وقبولہ لہ بترک الجحود والعناد وبناء الاعمال

اس آیت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہین ہی بلکہ تصدیق کیا ہی یقین کرنا احکام معلومہ کا اور مان لینا انکار اور مخالفت چہوڑ کر اور اسی پر اعمال

علیہ وھذا امر زائد علی العلم لا یحصل فی الغالب الا بعد العلم والعلم ھو الجزم المطابق لما فی نفس الامر

کی بنا ہی اور یہہ امر علم سی جدا ہی اکثر اوقات یہہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کیا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق

بشرط ان یحصل ذلک الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغیر سبب فلیس بعلم بل ھو اعتقاد وتحقیق

بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین کہ بی دلیل حاصل ہوتا ہی اوسکو علم نہین کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق

ذلک علی ما ذکرہ الامام التنوسی ان الحکم الحادث ینشأ عن امور خمسۃ علم واعتقاد وظن ووھم

موافق تقریر امام تنوسی کی یہہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سی نفی کرنی پانچ طرح پر ہوتا ہی علم اور اعتقاد اور ظن اور وہم

وشک لان الحاکم بامر علی امر ثبوتا ونفیا اما ان یجد فی نفسہ جزما بذلک الحکم اولا والاول الذی

اور شک کیونکہ حکم کرنیوالا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اوسکی دل مین اوس حکم کا یقین جزمی ہی یا نہین ہی پہلی صورت مین

ھو وجود الجزم ان کان بسبب من ضرورۃ امر او برھان فھو علم ویسمی معرفۃ ویقینا ایضا وان کان بغیر

یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام بداہت سی حاصل ہوا ہی جیسی محسوسات کا یا دلیل سی حاصل ہوا تو ان دونو صورت مین یہہ حکم علم ہی اور اوسکو معرفت اور یقین بہی کہتی

سبب بل بتقلید محض فھو اعتقاد والثانی الذی ھو عدم وجود الجزم ان کان راجحا علی مقابلہ فھو ظن

دلیل سی حاصل نہین ہوا بلکہ صرف تقلید سی تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت مین یعنی اوسکی دل مین یقین کامل نہین تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر اپنی مقابل پر غالب ہی

وان کان مرجوحا فھو وھم وان کان مساویا فھو شک فالایمان ان حصل من الاقسام الثلثۃ الاخیرۃ

اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی اب ایمان اگر ان تین پچہلی قسم سی حاصل ہوا ہی جو سوا یقین کامل کی ہین

لغیر الجزم وهی الظن والوهم والشك فالاجماع علی بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمی الجزم وهو
یعنی ظن اور وہم اور شک تو یہہ بالاتفاق باطل ہی اور اگر پہلی قسم جزم کی دونو قسم سی یعنی بہ بداہت یا بدلیل حاصل ہو جو
العلم والمعرفة فالاجماع علی صحته فاما القسم الثانی من القسم الجزم وهو الاعتقاد فینقسم الی قسمین احدهما مطابق لما فی نفس الامر ویسمی اعتقادا صحیحا کاعتقاد
علم اور معرفت ہی تو بالاتفاق صحیح ہی اور جزم کی دوسری قسم جو اعتقاد ہی اوسکی دو قسم ہین ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہ تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی
عامة المؤمنین المقلدین لائمة الدین والثانی غیر مطابق لما فی نفس الامر ویسمی اعتقادا فاسدا وجهلا مرکبا
عام مسلمانون کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہین اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتی ہین
کاعتقاد کافة الکفرة المقلدین لائمة الکفر فالفاسد اجمعوا علی کفر صاحبه وکونه مخلدا فی النار
جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشواؤن کی مقلد ہین پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی
واختلفوا فی الاعتقاد الصحیح الذی یحصل بمحض التقلید والصحیح ان صاحبه یکون مؤمنا لکنه یکون
اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد مین جو نری تقلید ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ
عاصیا بترك النظر والاستدلال فیبقی فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب
نظر اور استدلال کی ترک کرنی سی گنہگار ہوتا ہی پس یہہ الله تعالی کی مشیت مین ہی چاہی معاف کرکر بلا عذاب جنت مین داخل کری
وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یتعلم کل مسئلة من
اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی پہر جنت مین داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر ہر مسئلہ ایمان کا
مسائل عقائد الایمان بدلیل واحد حتی یکون فی دینه علی بصیرة لان العقائد الحاصلة بالتقلید
ایک ہی دلیل سی سیکہی تاکہ اپنی دین مین صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقاید تقلید سی حاصل ہوتی ہین
یخشی علی صاحبها الشك عند عروض الشبهات فان التصمیم علی العقائد من غیر تحصیلها بالدلائل
اوسمین یہہ خوف ہی کہ اگر کچہہ شبہات پیش آوین تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو جاوی کیونکہ تصمیم عقائد کی بدون دلایل کی جب ذرہ بہر شبہ پیش آوی
لا یامن صاحبها من زوالها عند عروض ادنی شبهة وعلی تقدیر ان یقابل ذلك الشك والزوال
تو یقین نہین ہی کہ زوال سی بچی اور یہہ مانا کہ شک اور زوال کی مقابلہ مین
بالتصمیم اللسانی فانی ینفعه والقلب الذی هو محل الایمان متحیر یقول لا ادری فیدخل فی زمرة
تصمیم زبانی عمل مین آوی پر کیا فائدہ جس حالین کہ دل جو ایمان کا گہر ہی حیران ہو کر یہہ کہی مین کیا جانو پہر تو منافقین کی زمرہ مین داخل
المنافقین الذین یقولون بافواههم ما لیس فی قلوبهم ولذلك قیل النفاق نوعان احدهما نفاق یعرفه
جو منہہ سی ایسی باتین بنایا کرتی ہین جو اونکی دلمین نہین ہوتی اسہی لئی کہتی ہین کہ نفاق کی دو قسم ہین ایک تو وہ نفاق جو منافق
صاحبه من نفسه وهو نفاق الذین یظهرون الاسلام بین الناس ویضمرون الکفر فی قلوبهم کنفاق الذین
بہی دلمین سمجہتا ہی یہہ نفاق اون شخصون کا ہی جو ظاہر مین اورون کی سامہنی اسلام ظاہر کرتی ہین اور دلمین کفر چہپا رکہتی ہین جیسی نفاق اونکا
کانوا فی عهد النبی علیه الصلوة والسلام ومن فی معناهم من الزنادقة والملاحدة والثانی نفاق لا یعرفه
جو نبی صلی الله علیہ وسلم کی عہد مین تہی اور اور زندیق اور ملحد اونکی مثل دوسرا وہ نفاق ہی کہ اوسکو
صاحبه من نفسه وهو نفاق الذین یولدون بین المؤمنین فیسمعون منهم کلمات الایمان فیقولون
منافق دلمین تمیز نہین کرتا یہہ اونکا نفاق ہی جو مسلمانون مین پیدا ہوتی ہین پہر اونسی ایمان کی باتین سن سناکر جیسی سنی
مثل ما سمعوا اتباعا وتقلیدا حتی انهم لو ولدوا بین الیهود والنصری لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل
ویسی ہی تقلیدا بولنی لگی اتنا کہ اگر اتفاقا یہود یا نصاری مین پیدا ہوتی تو اونکی سی کہا کرتی اور ویسا ہی کیا کرتی

فعلهم اتباعاً وتقليداً من غير ان يلاحظوا من اى شئ خلقوا ولاى شئ خلقوا ليعرفوا خالقهم وما امرهم به
اور کس لئے پیدا ہوئے تاکہ اپنے خالق کو جانے اور اوسکے امر کہ ہم کہاں سے پیدا ہوئے یہہ لحاظ نہیں ہوتا

وما نهاهم عنه بانزال الكتب وارسال الرسل فيكونون من الذين يقولون اذا ماتوا ووضعوا فى القبر
اور نہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل بھیجی ہیں پہچانے پہر وہ اون لوگوں میں ہیں کہ جب مرکر قبر میں جاوینگے

وسالهم منكر ونكير لا ندرى سمعنا الناس يقولون قولا فقلناه فانهم اذا تاهم الملكان فى القبر ينطقون
اور منکر نکیر اونسے سوال کرینگے تو جواب دینگے ہم کچہہ نہیں جانتے ہم تو جو اوروں سے سنتے تہے وہی ہم بہی کہتے تہے کیونکہ انکے پاس گور میں جب دو فرشتے آوینگے

بما عندهم من غير زيادة ولا نقصان لان الانسان فى ذلك المحل لا يترك كما فى الدنيا ان يتكلم بما ليس فى
تو بے کم وکاست وہی بول اوٹھینگے جو دل میں تہا اسلئے کہ انسان گور میں ایسا مختار نہوگا جیسا دنیا میں تہا کہ زبان پر کچہہ اور اور دل میں کچہہ

قلبه بل ان كان عالما بالحق ينطق به وان كان شاكاً فيه غير عالم به يقول لا ادرى كما كان يقول بقلبه
بلکہ اگر حق جانتا تہا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر اوسکو شک تہا تو کہیگا میں نہیں جانتا جیسے کہ جیتے جی دل میں کہتا تہا

فى حال حيوته لا ادرى وقد روى انه عليه السلام قال اذا كان يوم القيمة ينادى منادٍ من كان يعبد
میں نہیں جانتا اور روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن منادی پکاریگا جو شخص جسکو پوجتا تہا

شيئاً فليتبعه فمن عبد الشمس اتبعها ومن عبد القبر اتبعه ومن عبد الطواغيت اتبعها فيبقى هذه الامة
اب اوسکے ساتہہ رہے پہر جو آفتاب کی پوجا کرتا تہا اوسکے ساتہہ ہوگا اور جو گور پوجتا تہا گور کے ساتہہ ہوگا اور جو بتوں کی پوجا کرتا تہا اونکے ساتہہ ہوگا پہر یہہ امت

وفيهم منافقوهم والمراد بالمنافقين فى هذا الحديث ليس الذين عبدوا الاصنام فى منازلهم سراً واظهروا للناس
معہ اپنے منافقوں کی باقی رہ جاویگی منافق سے مراد اس حدیث میں وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنے گہروں کے اندر پوشیدہ بت پرستی کرتے تہے اور مسلمانوں کے

الاسلام فانهم يتبعون الطواغيت بمن اتبعها لانهم كانوا يعبدونها فيذهبون فى جهنم معها بل المراد بهم
سامنے اسلام ظاہر کرتے تہے یہہ لوگ تو بتوں کے ساتہہ ہونگے کیونکہ یہہ تو بتوں کو پوجتے تہے سو اونکے ساتہہ دوزخ میں جاوینگے بلکہ منافق سے مراد

الذين كان الريب فى قلوبهم وهم لا يعرفون ذلك لغلبة التقليد عليهم فان اكثر العوام بل كثير ممن كان
وہ لوگ ہیں جنکے دلمیں تردد تہا اور تقلید کی غلبہ سے اوسکو نہ سمجہے بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ میں اکثر ایسے شخص

فى شكل العلماء فى هذا الزمان لا يعرف حال نفسه فيظن انه فى درجة المعرفة واليقين مع انه لم ينقن ايمانه
جو علماء کی صورت میں ہیں اپنے حال سے خبردار نہیں ہیں وہ یہہ سمجہتے ہیں کہ ہمکو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہورہا ہے اور اصل میں انکا یہی

ولو بدرجة التقليد بل بعض المقلدين ينطق بكلمتى الايمان من غير ان يعرف معناهما ولا ان يميز بين
اگرچہ تقلید کی درجہ کا ہو بلکہ بعضے مقلد دونو کلمے ایمان کے زبان سے تو پڑہتے ہیں پر اونکے معنوں سے واقف نہیں ہیں اور نہ اللہ میں

الله ورسوله لان اكثر الناس فى هذا الزمان ليسوا فى درجة الاعتقاد التقليدى الصحيح المطابق بل هم
اور اوسکے رسول میں تمیز کرتے ہیں کیونکہ اس زمانہ کے اکثر لوگوں کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوتے حاصل نہیں ہے بلکہ اونکو

فى درجة الاعتقاد التقليدى الفاسد الغير المطابق لما فى نفس الامر وما ذلك الا لاندراس العلماء الراسخين
تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کے حاصل ہے اور یہہ تمام خرابی اسکی ہے کہ علماء جنکا علم راسخ تہا

فى العلم وكثرة الضالين المضلين من الدجاجلة الذين ينتمون الى التصوف لقطع طريق الدين على المسلمين
ہوچکے اور خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالے دجال صفت متصوف بن کر بہت پہیل گئے شیطانی جال بچہا کر دین کی مسلمانوں پر

بنصب حبائل الشياطين لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال يكون فى اخر الزمان دجالون كذابون
رہزنی کرتے ہیں چنانچہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں دجال کی مانند جہوٹے پیدا ہونگے

یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم فانہ

ایسی حدیثین روایت کرینگی کہ نہ تمنی سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سو تم دور رہو اونسی اور دور کرو اونکو اپنی سی ایسا نہو کہ تمکو گمراہ اور فتنہ مین مبتلا

علیہ السلام بین فی ھذا الحدیث ان جماعۃ من اھل المکر والتلبیس یخرجون فی اخر الزمان

اس حدیث مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ مین جماعت مکار و فریب باز

بزی العلماء والمشائخ ویقولون للناس نحن علماء ومشایخ نعلمکم دینکم ونرشدکم الی

علماء اور مشایخ کی وضع پر پیدا ہونگی کہینگی کہ ہم عالم اور شیخ وقت ہین ہم تمکو دین سکہاتی ہین اور راہ حق بتاتی ہین

الحق وھم کذابون یحدثونکم بالاحادیث الکاذبۃ یعلمونکم اعتقادات فاسدۃ ویبتدعون

اور اصل مین جہوٹی ہونگی اور وضعی حدیثین روایت کرینگی اور فاسد عقیدی تمکو سکہاوینگی اور نئی باطل

لکم احکاما باطلۃ فاحذروا عنہم ولا تقربوا منہم کیلا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنۃ فعلی

احکام تمہاری لئی گڑہ دینگی سو اونسی بچو اونکی پاس نہ جاؤ مبادا تمکو گمراہ کردین اور فتنہ مین نہ پہنسا دین اس

ھذا کل من لم یجاھد نفسہ فی ھذا الزمان لتعلم علم الایمان یموت علی انواع البدع والکفریات

مضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ مین علم دین کیواسطی جان سی کوشش نہ کریگا تو وہ بیخبر طریق بدعت اور کفریات پر مریگا

وھو لا یشعر بہا ویکون من الذین یقولون یوم القیمۃ ما حکی اللہ تعالی عنہم بقولہ یوم یقول

اور اوس زمرہ مین داخل ہوگا جنکی قول کی قیامت کی دن اللہ جل شانہ حکایت کرتا ہی جسدن کہینگی

المنٰفقون والمنٰفقٰت للذین اٰمنوا انظرونا نقتبس من نورکم فانہم یقولون ذلک لکونہم

منافق مرد اور عورتین ایمان والوں کو ٹہرو ہم بہی لیلین تمہاری روشنی سی سو یہہ لوگ یہہ ہی کہینگی کیونکہ یہہ

مشاۃ وکون المؤمنین علی رکاب تسرع بہم الی الجنۃ ونورہم بین ایدیہم وبایمانہم کما قال اللہ تعالی

پیادہ پا ہونگی اور مؤمنین گہوڑوں پر سوار کہ دوڑی جنت مین لئی جاتی ہونگی اور اونکی سامنی اور داہنی روشنی ہوگی چنانچہ اللہ تعالی

یوم تری المؤمنین والمؤمنٰت یسعی نورہم بین ایدیہم وبایمانہم واختلف فی ذلک النور فقیل

جسدن تو دیکہی ایمان والی مرد اور عورتوں کو دوڑی چلتی ہی اونکی روشنی اونکی آگی اور اونکی داہنی اور اختلاف ہی اوس نور مین کوئی کہتا ہی

المراد بہ الضیاء الذی یستضیئون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رض انہ قال یؤتون

نور سی مراد روشنی ہی جس سی صراط پر روشنی ہوجاویگی ابن مسعود سی یہہ روایت ہی یہہ کہتی ہین کہ اونکو

نورہم علی قدر اعمالہم فمنہم من یؤتی نورہم کالنخلۃ ومنہم من یؤتی نورہ کالرجل القائم وادناہم

اعمال کی موافق روشنی ملی گی بعضوں کو برابر کہجور کی درخت کی اور بعضوں کو بمقدار قد آدم اور کم سی کم

نورا من یکون نورہ علی ابہام رجلہ ینطفی تارۃ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفۃ اللہ تعالی

نور مین وہ ہوگا کہ اوسکی پاؤن کی انگوٹہی پر روشنی ہوگی کبہی چمکتی کبہی بجہی ہوئی اور کوئی کہتا ہی نور سی مراد اللہ تعالی کی معرفت ہی

فمقادیر الانوار یوم القیمۃ علی حسب مقادیر المعارف الالھیۃ المکتسبۃ فی الدنیا فلا نور

پہر قیامت کی دن روشنی باندازہ معارف الٰہی کی ہوگی جسقدر دنیا مین حاصل کی ہوگی سو

فی عرصۃ القیمۃ الا نور الایمان والطاعات التی اکتسب فی الدنیا باستعمال الالات البدنیۃ والقوی

قیامت کی میدان مین سوا نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا مین بوسیلہ اعضاء بدنی اور قوی

الجسمانیۃ من الحواس الظاھرۃ والباطنۃ لتحصیل المعارف الربانیۃ فکل احد یعطی من النور یوم

جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کئی ہونگی کوئی اور نور نہین ہوگا پہر ہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاویگا

القیمة مقدار ما اکتسبه فی الدنیا من المعارف الیقینیة ومن لم یکتسب فی الدنیا شیئا من المعارف

جتنی اوسنی دنیا مین یقینی معارف حاصل کی ہونگی اور جسنی دینی معارف مین سی کچہہ حاصل نکیا ہوگا

الدینیة یبقی یوم القیمة فی ظلمة بلا نور علی ما روی عن ابی امامة انه قال یغشی الناس یوم القیمة

تو وہ قیامت کی دن اندہیری مین بی نور رہ جاویگا چنانچہ ابو امامہ سی روایت ہی وہ کہتی ہین قیامت کی روز لوگون کو

ظلمة شدیدة ثم یقسم النور بینهم فیعطی کل مؤمن نوره بقدر علمه بالله تعالی وعلمه له ویترك

تاریک اندہیرا ڈہانپ لیگا پہر اونمین نور تقسیم ہوگا سو ہر مؤمن کو بقدر معارف الٰہیہ کی نور ملیگا اور جو اللہ کی علم مین ہوگا اور

الکافر والمنافق فی ظلمة لا یعطیان شیئا من النور بل یحال بینهما وبین المؤمنین بان یضرب بینهم

کافر اور منافق تاریک اندہیری مین رہ جاوینگی کچہہ نور نہ ملیگا بلکہ اونکی اور مؤمنین کی بیچ مین

سور دون جسر جهنم وفی الایة السابقة اشارة الی ان المراد بالمنفقین المذکورین فیها هم الشاکون

ایک دیوار جسر جہنم سی وری فاصل ہوجاویگی اور پہلی آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ منافقین سی مراد وہ لوگ ہین جو شک اور تردد مین گرفتار

المرتابون الذین یصلون فی المساجد ویدخلون مع اهل الایمان فی مداخل الاسلام ولذلك قال الله تعالی

اور مسجدون مین نماز ادا کرتی تہی اور ایمان والون کی ساتہہ اسلامی مکانات مین آتی جاتی تہی اسی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی

ینادونهم الم نکن معکم قالوا بلی ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء

یہہ اونکو پکارینگی کیا ہم نہ تہی تمہاری ساتہہ وہ کہینگی البتہ پر تمنی بچلادیا آپ کو اور راہ دیکہتی رہی اور دہوکی مین پڑی اور بہکی امیدون پر آخر آگیا

امر الله وغرکم بالله الغرور فدلت الایة علی انهم لم یعبدوا اصناما بل کانوا مع المؤمنین لکن لم یکونوا

حکم اللہ کا اور تمکو بہکادیا اللہ کی نام سی غرور نی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ وہ لوگ بت پرست نہین تہی بلکہ مؤمنین کی ہمراہ رہتی تہی پر انہون نی

عارفین بما وجب علیهم معرفته حتی جاءهم امر الله الذی هو الموت فقال لهم یوم القیمة فالیوم

جو اونپر واجب تہا وہ معرفت الٰہی حاصل نکی آخر حکم الٰہی یعنی موت آگئی اونکو قیامت کی دن یہہ حکم ہوگا سو آج

لا یؤخذ منکم فدیة ولا من الذین کفروا ماوٰکم النار هی مولٰکم وبئس المصیر فاذا کان کذلك ینبغی

تمسی نہین قبول فدیہ اور نہ کافرونسی تمہارا ٹہکانا دوزخ ہی وہی تمہارا رفیق ہی اور بری بازگشت پس جب مراد یہہ ہوئی تو

للمؤمن المقلد ان لا یفتر ویستدل بقوة تصمیمه وکثرة عبادته انه علی الحق لتوجه النقض علیه

مقلد مؤمن کو لایق ہی کہ ہرگز سستی نکری اور نہ اپنی تصمیم کی قوت اور کثرت عبادت سی یہہ استدلال کری کہ مین حق پر ہون کیونکہ اسپر یہہ اعتراض ہوگا

بتصمیم الیهود والنصاری علی اباطیلهم تقلید الابائهم الضالین المضلین فان تصمیم المقلد علی کون

کہ یہود اور نصاری بہی جہوٹی باتون پر اپنی باپ دادا ضالین مضلین کی تقلید سی جم رہی ہین اس لئی کہ مقلد کی تصمیم کسی

شئ حقا وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونه فی دینه علی بصیرة لان جزمه

شی کی حقیقت پر اور اوسی نہ ٹلنا اگرچہ آرہ سی چیرا جاوی یہہ دلالت نہین کرتی کہ وہ اپنی دین مین بصیرت پر ہی کیونکہ اوسکا جزم

وتصمیمه علی کون شئ حقا لیس من حیث معرفته بکونه حقا بل من حیث نشاته بین قوم یدینون

اور تصمیم کسی شی کی حقیت کا باعتبار معرفت یقینی حقیت کی نہین ہی بلکہ اس سبب سی ہی کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس شی کو

به وللنشاة والمخالطة اثر عظیم فی تصمیم کون شئ حقا سواء کان حقا او لم یکن الا تری ان مثل هذا

اور پیدایش اور ملاپ کو اشیا کی حقیت مین بڑا اثر ہوتا ہی برابر ہی کہ وہ حق ہو یا ناحق دیکہو ایسی ایسی

التصمیم یوجد عامة من ذوی الجهل المرکب کالیهود والنصاری ولهذا قال بعض العلماء من جزم فی

تصمیم تمام جہل مرکبون مین ہوتی ہی جیسی یہود اور نصاری اسہیلئی بعضی علماء کہتی ہین جو شخص

به يكون شئ حقا ولم يدرك لك الجزم سببا خاصا يرجع اليه فليس له في دينه بصيرة
ہین کسی شئ کو حق یقین کرلی اوراوس یقین کی ایسی خاص دلیل معلوم نہو جسکی طرف رجوع کرین تو اوسکو دین کی اندر بصیرت نہین ہی

لاملازمة بين الجزم الاعتقادي وكون ما جزم به حقا فاذا لم يكن بينهما ملازمة يجب عليه ان
کیونکہ اس اعتقادی یقین مین اور اوس شئ کی حقیقت مین کوئی علاقہ نہین ہی جب اون دونوں مین علاقہ نہوا تو پہر اوسپر واجب ہی کہ

ياتي بما يكون به بينهما ملازمة ليتميز ما كان عليه من الدين اهو حق ام لا حتى يكون في دينه على
اون دونوں مین علاقہ پیدا کری تاکہ اوسکو یہہ تمیز ہو کہ آیا میرا دین حق ہی یا نہین تاکہ اوسکو دین کی

بصيرة وانما يحصل ذلك بالنظر الصحيح بالبراهين لا بالضرورة اذ قد جرت عادة الله تعالى
بصیرت پیدا ہو اور یہہ تمیز بجز نظر صحیح اور برہان کی بداہت سی نہین ہوتی کیونکہ عادت الٰہی یون جاری ہی

ان يحصل بالبرهان لا بالضرورة اذ لو كان حصوله بالضرورة لادركه جميع العقلاء ويكفي في
کہ دلایل سی ہو بداہت سی نہو اگر یہہ تمیز بداہت سی حاصل ہوا کرتی تو تمام عقلا حاصل کرلیا کرتی اور مکلف کو

خروج المكلف من التقليد الدليل الجملي الذي يحصل له به في الجملة العلم والطمانينة بعقائد
تقلید سی پاک ہونی مین مجمل دلیل ہی کافی ہی جسی کچھہ علم اور طمانیت عقاید ایمان مین حاصل ہوجاوی

الايمان بحيث لا يقول بقلبه لا ادري سمعت الناس يقولون قولا فقلته ولا يشترط القدرة على
اتنا کہ اپنی دل مین یون نہ کہی کہ مین نہین جانتا لوگوں سی جو بات سنتا رہا وہی مین بہی کہتا رہا اور یہہ شرط نہین ہی کہ اوس دلیل کو

ترتيبه على الوجه الذي يرتبه العلماء ولا القدرة على دفع الشبهة الواردة عليه من جهة المبتدعة
علماء کی طور پہ موافق قواعد منطقی کی مرتب کری اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتیونکی شبہات دفع کرنیکی استعداد ہو

ولا القدرة على التعبير عنه بل اذا فهمه بحيث يخرج به عن التقليد فهو عارف وان لم يقدر ان
اور نہ یہہ شرط ہی کہ اوسکو صاف بیان کری بلکہ جب اوسکو اتنا سمجہہ لیا کہ تقلید سی پاک ہوجاوی تو پہر وہ عارف ہی اگرچہ اوس مجمل دلیل کو

يعبر عما في ضميره من ذلك الدليل الجملي ولا ان يرد شبهة يوردها مبتدع عليه لان كثيرا من
دل سی زبان پر نہ لاسکی اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتی جو شبہات وارد کرین رد کیا کری کیونکہ اکثر

العلماء يعجزون عن التعبير عما في ضمائرهم من العلوم المحققة عندهم فكيف بالعامة والحاصل
علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرنی سی عاجز ہوا کرتی ہین پہر عوام کی تو کیا اصل ہی حاصل یہہ ہی

ان من اراد ان يعلم قدر نفسه من عقائد الايمان هل هو في مرتبة المعرفة ام في مرتبة التقليد
کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقاید ایمانی مین آیا مجہکو مرتبہ معرفت کا ہی یا ابہی مرتبہ تقلید مین ہوں اور آیا مین اپنی عقاید مین

وهل هو مصيب في عقائده ام غير مصيب فيها يلزمه ان يسئل عن حقيقة المعرفة وعن حقيقة
صواب پر ہوں یا خطا پر تو اوسکو لازم ہی کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت

التقليد ليميز احدهما عن الاخر ويعلم ايهما حاصل له فالمعرفة هي الجزم الموافق لما عند الله تعالى
دریافت کری تاکہ ایک کو دوسری سی تمیز کری اور جان لی کہ مجکو دونوں مین سی کیا حاصل ہی سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الٰہی کی

بشرط ان يحصل ذلك الجزم بدليل واما الجزم الحاصل بغير دليل فلا يسمى معرفة بل يسمى اعتقادا
بشرطیکہ وہ یقین دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین بی دلیل حاصل ہوا ہو تو اوسکو معرفت نہین کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی

سواء كان موافقا لما عند الله تعالى او لم يكن والتقليد هو الجزم بقول الغير من غير دليل سواء كان
برابر ہی کہ موافق علم الٰہی کی ہو یا نہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلادلیل برابر ہی

حقا او باطلا فالمقلد لا معرفة عنده وانما عنده الجزم بقول الغير خاصة سواء كان حقا او باطلا
کہ حق ہو یا باطل سو مقلد کو معرفت کبھی نہیں ہوتی اوسکو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہی برابر ہی کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتين الحقيقتين ثم نظر الى ضميره ايهما حاصل له فيه فانه يعرف ما هو الحاصل له منهما
اب جو شخص ان دونو حقیقت کو سمجھی پھر اپنی دلین سوچی تو جان لیگا کہ اوسکو دونوں مین سی کونسا مرتبہ حاصل ہی

فان كان الحاصل له منهما هو التقليد لا المعرفة يجب عليه اولا اقامة البرهان لتحصيل المعرفة
پس اگر اوسکو مرتبہ تقلید کا ہی معرفت کا مرتبہ نہیں ہی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی دلیل قایم کری تاکہ معرفت ایمانی

في عقائد الايمان وثانيا البحث عن العقائد الصحيحة حتى يعلم هل كان مصيبا في عقائده ام
عقائد کی حاصل ہو پھر صحیح صحیح عقاید کی بحث کری تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقاید مین حق پر تہا یا نہین

لم يكن فان وجد نفسه على الصواب فيها يشكر الله تعالى على هذه النعمة العظيمة التي لا يكافيها
پھر اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جسکی برابر کوئی دنیا کی متاع نہیں ہی شکر اللہ تعالی کا ادا کری

من متاع الدنيا وان لم يجدها على الصواب فيها يفترض عليه ان يسعى في تصحيح اعتقاده بالبرهان
اور اگر صواب پر نہ پاوی تو اوسپر فرض ہی کہ واسطی صحت عقاید کی دلایل مین کوشش کری

حتى يحصل له النجاة من عذاب النار والدخول في دار القرار يسرنا الله تعالى بفضله المجلس السابع
تاکہ اوسکو دوزخ کی عذاب سی نجات ملی اور بہشت مین جانا میسر ہو الہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کر ساتوین مجلس

في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاصح وتفصيلا
اون چیزون کی بیان مین جن پر ایمان لانا چاہئی اور اون پر ایمان مجملا لازم ہی موافق مذہب اصح کی اور تفصیلا

عند البعض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبرئيل عليه السلام حين جاءه على
بعض کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جبرئیل سی فرمایا جب اونکی پاس

صورة رجل غريب وسئله عن الايمان الايمان ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم
ایک مرد مسافر کی صورت مین آئی اور پوچہا ایمان کیا ہی ایمان یہہ ہی کہ تو ایمان لاوی اللہ پر اور اوسکی فرشتون اور کتابون اور رسولون پر اور قیامت کی

الاخر وتؤمن بالقدر خيره وشره هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن الخطاب وهو
دن پر اور تو یقین کری نیک و بد کی تقدیر کا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی عمر بن الخطاب کی روایت سی اس حدیث مین

جامع لاصول الدين وما يصح الاعتقاد عليه فان الاصل في الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما
تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہئی سب مذکور ہین البتہ اصل تمام اعتقادیات مین مبدا اور معاد کی معرفت ہی اور

ذكرت الملئكة وما عطف عليه ليتوصل الى معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضيها العقول
ملائکہ کا جو موہ معطوفات کی ذکر ہی تو واسطی معرفت معاد کی ہی اسلئی کہ مبداء کی معرفت کو تو سلیم عقلین پا لیتی ہین

السليمة لكونها ثابتة في فطرة بني ادم من مبدأ خلقتهم بمقتضى قوله تعالى فطرة الله التي
واسطی کہ بنی آدم کی اصل فطرت مین ابتداء پیدایش سی ثابت ہی موافق قول اللہ تعالی کی تراش اللہ کی جسپر

فطر الناس عليها واما معرفة المعاد والاستعداد له فلا سبيل اليها الا بتوفيق من الله تعالى
کہ تراشا آدمیوں کو اور رہی معرفت معاد کی اور اوسکا سامان سو اوسکا کوئی راہ نہین ہی بجز توفیق الہی کی

بواسطة الانبياء الذين وصل اليهم علم ذلك بارسال الرسل من الملئكة بانزال الكتب فلذلك
بوسیلہ انبیا علیہم السلام کی جنکو اوسکا علم بواسطہ فرشتون کی اور بوسیلہ کتب منزلہ کی حاصل ہوا ہی اسی لئی یہہ

دخل جميع ذلك فی مفهوم الايمان وذكر كله فی هذه الحديث فلابد لطالب معناه من الاستكشاف

یہہ سب ایمان کی مفہوم مین داخل ہین اوراس حدیث مین سب مذکور ہین سو جو اسکی معنی کا طالب ہو اوسکو ضرور ہی کہ حقیقت

عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون فی دينه على بصيرة

ایمان کی تہہ کو ان چہون اشیاء مذکورہ کی تفصیل سی دریافت کری تاکہ دین مین بصیرت ہو

الاول مما يجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه

اول ایمان اللہ پر واجب ہی اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ اللہ کو موجود اور قدیم اور

واحدا ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم

واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی اور تمام صفات لائقہ سی موصوف جانی لیکن اوسکی

بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده

وجود کا علم حواس سی حاصل ہونا ممکن نہین کیونکہ اللہ تعالی مانند آفتاب اور مہتاب کی نظر نہین آتا تاکہ اوسکا وجود حواس کی وسیلہ سی

بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم وجوده بالضرورة

معلوم ہوجاوی اور نہ علم اوسکی وجود کا ایسا بدیہی ظاہر ہی جیسا دو کا عدد ایک سی زیادہ ہی تاکہ اوسکا علم بالبداہتہ خود بخود آجاوی

بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث

بلکہ علم اوسکی وجود کا دلیل سی حاصل ہوتا ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ عالم حادث ہونی کی سبب پیدا کرنیوالیکا محتاج ہوکر

يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لابد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم

دلالت کرتاہی کہ اوسکا کوئی پیدا کرنیوالا ہی اور وہ پیدا کرنیوالا بالضرور قدیم واحد قدرت والا ارادہ والا علیم

والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل وكلاهما

اور حی ہونا چاہئی اسواسطی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو پہر وہ خود محدث کا محتاج ہوویگا آخر یا دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو

محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضى لعدم وجود العالم

محال ہین اور اگر واحد نہووی بلکہ کئی ہون تو آپسمین روک ٹوک واقع ہوگی جس سی عالم کا وجود نہوسکی

ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شیء من العالم لان

اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم نہووی تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم مین سی کوئی شی بہی پیدا نہ کرسکی اسلئی

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة فی شیء من الاشياء يقتضی ارادة ذلك الشیء وارادة ذلك الشیء

کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کی تاثیر کسی شی مین بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہوسکتی اور ارادہ اوس شی کا

يقتضی العلم به لان القصد الى ايجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث

بدون علم کی نہین ہوسکتا اسلئی کہ پیدا کرنا کسی شی کا بی جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینون صفتین بدون

يقتضی الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا

حیات کی نہین ہوسکتین اسلئی کہ حیات انمین شرط ہی اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی

على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات الاربع اذ لا يعرف من صفاته تعالى

اوسکی وجود اور قدم اور وحدت پر اور ان چارون صفات سی موصوف ہونی پر اس لئی کہ اوسکی صفات

بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله واما ما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان

عقل سی وہی معلوم ہوسکتی ہین جنپر اللہ کی افعال موقوف مین اور جن پر افعال موقوف نہین جیسی سمع اور بصر اور کلام سو جایز ہی

يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى

کہ انکی ثبوت پر کبہی عقلی دلیل قایم کرین اور کبہی نقلی دلیل عقلی انکی ثبوت کی تو یہہ ہی

بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات النقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال

کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور انکی ضدین صفتین نقصان کی ہین اور اسد تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال سی

وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه

اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی لازم آیا کہ اسد تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها

نقلی دلیل انکی ثبوت کی یہہ ہی کہ شرع سی ان صفات کا ثبوت ثابت ہی سو انکی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی

له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها

اور اس مسئلہ مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی اس لئی کہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین

افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لاحد حتى يعلم

تاکہ اون افعال سی ان صفات کو ثابت کرین اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہین ہی جس سی یہہ معلوم ہو

انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها

کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی کمال کی ہین اسد کا موصوف ہونا ضرور ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد پیدا ہونگی

وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة الينا كمالا ان يكون

اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو تو یہہ ہماری حق مین ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا کہ

في حقه تعالى كمالا والثاني مما يجب الايمان به الايمان بالملئكة والمراد من الايمان بها العلم

اسد کی ذات مین کمال ہون دوسری جسپر ایمان لانا چاہئی ملائکہ ہین اور ملائکہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی

بوجودها لكن لا سبيل الى اثبات وجودها بدليل العقل بل هو مما انعقد عليه الاجماع ونطق به

کہ ملائکہ کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل سی کسی راہ ثابت نہین ہوتا بلکہ انکی وجود پر اجماع ہو چکا ہی اور

الكتاب والسنة فان ظاهر الكتاب والسنة يدل على وجودهم وكونهم اجساما لطيفة نورانية

کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی یہہ ہی دلالت کرتی ہین کہ فرشتی موجود ہین لطیف اور نورانی جسم

كاملة في العلم قادرة على الافعال الشاقة وعلى التشكل باشكال مختلفة ولا يوصفون بالذكورة

علم مین کامل دشوار سی دشوار کار کر سکتی ہین اور مختلف صورتین بدل سکتی ہین اور نہ نر ہین

ولا الانوثة شانهم الطاعات ومسكنهم السموات وهم رسل الله على انبيائه وامناؤه على وحيه

اور نہ مادہ شغل اونکا عبادت اور مکان اونکا آسمان اور وہ ہی اسد کی طرف سی انبیاء کی پاس بہیجی ہوئی آتی ہین اور وحی پر امین ہین

فمن ثبت تعيينه باسمه كجبرئيل وميكائيل واسرافيل وعزرائيل يجب الايمان به تفصيلا ومن

اور جن فرشتون کی تعیین نام سی ثابت ہی جیسی جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اون پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور

لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والثالث مما يجب الايمان به الايمان بالكتب والمراد من الايمان

جنکا نام معلوم نہین اون پر اجمالی ایمان واجب ہی اور تیسری شی جسپر ایمان واجب ہی کتابین ہین اور کتابون پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی

بها العلم بكونها كلام الله تعالى انزل على انبيائه وجملتها مائة واربعة كتب انزل منها على آدم عليه السلام

کہ یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پر نازل کیا ہی اور تمام کتابین ایک سو چار ہین اونمین سی حضرت آدم پر

عشر صحائف وعلی شیث علیه السلام خمسون صحیفة وعلی ادریس ثلثون صحیفة وعلی ابرهیم

دس صحیفہ نازل ہوئی اور حضرت شیث پر پچاس اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت ابراہیم پر

علیه السلام عشر صحائف وعلی موسی علیه السلام التورٰیة وعلی داود علیه السلام الزبور وعلی

علیہ السلام پر دس اور حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور

عیسی علیه السلام الانجیل وعلی محمد علیه الصلوة والسلام القران فما ثبت تعینه باسمه یجب

حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعیین نام سی ثابت ہی

الایمان به تفصیلا ومالم یعرف اسمه یجب الایمان به اجمالا والرابع مما یجب الایمان به الایمان

تو اوسپر تفصیلی ایمان واجب ہی اور جسکی تعیین نام سی نہین ہی اوسپر اجمالی ایمان واجب ہی اور چوتھی جسپر ایمان لانا واجب ہی

بالرسل والمراد من الایمان بهم العلم بکونهم صادقین فیما اخبروا به عن الله فانه تعالی بعثهم

رسول ہین اور مراد رسولون پر ایمان لانی سی یہہ ہی کہ یقین کری کہ وہ اپنی اپنی خبرون مین جو خدا کی طرف سی لائی ہین سچی ہین بیشک اونکو اللہ تعالی نی

الی عباده لیبلغوهم امره ونهیه ووعده ووعیده وایّدهم بالمعجزات الدالة علی صدقهم اولهم

اپنی بندون کی پاس بھیجا تاکہ اوسکا امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچادین اور معجزات سی اونکی مدد کی جو اونکی صداقت پر دلالت کرتی ہین سب

ادم علیه السلام واخرهم محمد علیه الصلوة والسلام ولم یبین فی القران عددهم کلهم بل المذکور

آدم علیہ السلام ہین اور سب سی آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مین اونکی گنتی نہین ہی کتنی ہین بلکہ قرآن مین

فیه منهم باسمه العلم علی ما ذکره بعض المفسرین ثمانیة وعشرون وهم ادم وادریس ونوح وهود

نام معین لیکر بعض مفسرین کی قول کی موافق اٹھائیس کا ذکر ہی وہ یہہ ہین آدم اور ادریس اور نوح اور ہود

وصالح وابرهیم واسمعیل واسحٰق ویعقوب ویوسف ولوط وموسی وهرون وشعیب وزکریا

اور صالح اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسی اور ہارون اور شعیب اور زکریا

ویحیی وعیسی وداود وسلیمٰن والیاس والیسع وذا الکفل وایوب ویونس ومحمد وذو القرنین وعزیر

اور یحیی اور عیسی اور داود اور سلیمن اور الیاس اور الیسع اور ذالکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذو القرنین اور عزیر

ولقمٰن علی القول بنبوة هذه الثلثة الاخیرة صلوٰت الله وسلامه علیهم اجمعین قال بعض

اور لقمان بموجب قول ان تینون کی نبوت کی جو آخر مین ہین رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضی

العلماء یجب علی المؤمن ان یعلم صبیانه ونسائه وخدمه اسماء الانبیاء الذین ذکرهم الله تعالی فی

علماء کہتی ہین کہ ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی بچون اور عورتون اور غلامون کو ان انبیا کا نام جنکا ذکر اللہ تعالی نی

کتبه حتی یؤمنوا بهم ویصدقوا بجمیعهم ولا یظنوا ان الواجب علیهم الایمان بمحمد علیه الصلوة والسلام

اپنی کتاب مین کیا ہی سکہاوی تاکہ وہ ان سب پر ایمان لاوین اور سب کی تصدیق کرین اور یہہ خیال نہ کرین کہ ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب ہی

فقط لا غیر فان الایمان بجمیع الانبیاء سواء ذکر اسمه فی القران اولم یذکر واجب علی المکلف فمن

اور کا نہین کیونکہ ایمان تمام انبیا پہ لانا قرآن مین اونکا نام مذکور ہو یا نہو مکلف پر واجب ہی پھر جسکی

ثبت تعیینه باسمه یجب الایمان به تفصیلا ومن لم یعرف اسمه یجب الایمان به اجمالا والخامس

تعیین نام سی ہوگئی ہی اوسپر تفصیلی ایمان لانا چاہی اور جسکا نام معلوم نہین اوسپر اجمالی ایمان لانا چاہی اور پانچوین شی

مما یجب الایمان به الایمان بالیوم الاخر والمراد من الایمان به العلم بما یکون فیه من احوال

جسپر ایمان لانا واجب ہی قیامت کا دن ہی اور قیامت کی دن پر ایمان لانی سی مراد ہی یقین کرنا اون حالات

الآخرة التي اول منزل من منازلها القبر واحياء الميت فيه وسوال منكر ونكير وهما ملكان

آخرت کا جو اوس روز گذرینگی جسکی منزلوں میں سی پہلی منزل قبر ہی اور اوسمیں زندہ کرنا مردہ کا اور سوال منکر نکیر کا اور یہہ دونو فرشتی ہیں

مهيبان يُقعدان العبد في قبره ويسألانه عن ربه وعن دينه وعن نبيه ويقولان له من

ہیبت ناک صورت قبر میں مردہ کو بٹہا کر اوس سی پوچہتی ہیں پروردگار کو اور دین کو اور نبی کو اور اوس سی کہینگی کون ہی

ربك وما دينك ومن نبيك وسوالهما اول فتنة بعد الموت فمن وُفّق الى الجواب يكون قبره

تیرا رب اور کیا ہی تیرا دین اور کون ہی تیرا نبی اور اونکا یہہ سوال موت کی بعد پہلا فتنہ ہی سو جسکو جواب کی توفیق ہوئی تو اوسکی گور

روضة من رياض الجنة ومن لم يوفق الى الجواب يكون قبره حفرة من حفر

ایک چمن ہی بہشت میں کا اور جسکو جواب کی توفیق نہوئی تو اوسکی گور ایک گڑہا ہوگا دوزخمین کا

النار ثم اذا بعث الناس من قبورهم الى الموقف قاموا فيه

پہر جب بنی آدم کو قبروں میں سی اوٹہا کر موقف میں لیجاینگی اور وہ اوسجگہہ کہڑی رہینگی

ماشاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب يؤمر بالكتب التي كتبها الكرام الكاتبون لان

جسقدر مرضی اللہ کی ہوگی ننگی پانو ننگی بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمال نامی دینی کا جو کراما کاتبین نی لکہہ رکہی ہیں اسلیئی

الناس اذا بعثوا من قبورهم لا يكونون ذاكرين لاعمالهم فيؤتون كتبهم ليقفوا على اعمالهم فمنهم من

کہ بنی آدم جب اپنی قبروں میں سی اوٹہائی جاوینگی تو اونکو اپنی اعمال کچہہ یاد نہونگی اسواسطی اونکو نامۂ اعمال دیئی جاوینگی تاکہ اپنی اعمال سی خبردار ہوجاینی

يؤتى كتابه بيمينه وهو من السعداء لان اخذ الكتاب باليمين علامة دخول الجنة وعدم الخلود

نامۂ اعمال داہنی ہاتہہ میں ملیگی وہ تو سعید ہونگی کیونکہ نامۂ اعمال کا داہنی ہاتہہ میں لینا بہشت میں جانی کی اور دوزخ میں ہمیشہ کو

في النار ومنهم من يؤتى كتابه بشماله او من وراء ظهره وهو من الاشقياء فاذا وقف الناس

نرہنی کی نشانی ہی اور بعضوں کو نامۂ اعمال بائیں ہاتہہ میں ملینگی یا پیٹہہ کی طرف سی اور وہ شقی ہونگی جب بنی آدم اپنی احوال سی خبردار

على اعمالهم يحاسبون بها فاذا انقضى الحساب ينصب الميزان لوزن الاعمال اذ الحساب

ہوجاوینگی تو پہر اوسی حساب ہوگا پہر جب حساب ہوچکیگا تو اعمال تولنی کیواسطی ترازو قایم کی جاویگی اسلیئی کہ حساب سی

يعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال

معلوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملوں میں سی کونسا مقبول ہی اور کونسا مردود ہی اور کونسا اعمال بد میں سی معاف ہوا

السيئة وما هو المؤاخذ بها وبالوزن يطلع على ما يتوجه اليه من الثواب والعقاب ويعلم مقدار

اور کونسی پر سزا ہوگی اور تولنی سی معلوم ہوگا کس عمل پر ثواب ملیگا اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا اندازہ

ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المؤاخذ من الاعمال السيئة ولذلك يكون

ثواب کا اعمال نیک میں سی مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد میں سی قابل دارگیر کا اسیلیئی

بعد الحساب نصب الميزان وقد ورد في الخبر ان احدى كفتيه من نور واخرى من ظلمة فالكفة

میزان بعد حساب کی قایم ہوگی اور حدیث میں مذکور ہی کہ ترازو کا ایک پلڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندہیر کا یعنی سیاہ پس وہ

النيرة للحسنات والكفة المظلمة للسيئات والناس في الآخرة على ما قال علماءنا ثلثة اصناف

روشن پلڑا واسطی نیکیوں کی ہی اور سیاہ پلڑا واسطی بدیوں کی اور بنی آدم آخرت میں موافق قول ہماری علماء کی تین قسم ہونگی

كفار ومتقون ومخلطون اما الكفار فيوضع كفرهم في الكفة المظلمة فلا يوجد لهم حسنة حتى

نری کفار بد اور نری متقی پرہیزگار اور ملی جلی پہر کفار کا کفر سیاہ پلڑی میں رکہا جاویگا اور کوئی عمل نیک اونکا نہوگا

توضع فی الکفۃ الاخری فتبقی فارغۃ فترفع لفراغہا وخلوہا عن الخیر فیامر اللہ تعالی بہم الی
پلڑی مین رکہا جاوی تا چارہ خالی رہ جاویگا پہر اوپر کو اٹہا ہوگا ہلکا اور عمل نیک سی خالی ہوکر تب حکم ہوگا اللہ تعالی کا

النار واما المتقون فہم الذین لا کبائر لہم فتوضع حسناتہم فی الکفۃ النیرۃ وصغائرہم ان کانت
اونکی حق مین دوزخ کا اور پرہیزگار شخص جس سی گناہ کبیرہ نہین ہوئی اونکی حسنات روشن پلڑہ مین رکہی جائینگی اور اونکی گناہ صغیرہ اگر

لہم الصغائر فی الکفۃ الاخری فلا یجعل اللہ تعالی لتلک الصغائر وزنا وتثقل الکفۃ النیرۃ حتی
بالفرض ہون گی تو دوسری پلڑہ مین سو اللہ تعالی اون صغائر کو ہلکا ہی وزن کردیگا اور وہ روشن پلڑہ ایسا بہاری ہوجاویگا

لا تبرح من مکانہ وترفع الکفۃ المظلمۃ ارتفاع الفارغ الخالی واما المخلطون وہم الذین ارتکبوا
کہ اپنی جگہہ سی نہین اُبہریگا اور سیاہ پلڑہ ایسا بلند ہوجاویگا جیسی ہلکا خالی ہو اور مؤمن گنہگار شخص جو کہ کبیرہ گناہ کرتی ہی

الکبائر ولم یتوبوا عنہا فتوضع حسناتہم فی الکفۃ النیرۃ وسیاتہم فی الکفۃ المظلمۃ فیکون
اور توبہ نکی سو اونکی حسنات تو روشن پلڑہ مین رکہی جاوینگی اور اونکی اعمال بد سیاہ پلڑی مین اوسہ

لکبائرہم ثقل فمن کانت حسناتہ اثقل ولو بصؤابۃ یدخل الجنۃ ومن کانت سیاتہم اثقل و
اونکی کبائر مین بوجہہ ہوویگا سو جسکی حسنات بوجہل ہون گی۔ اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ بہشت مین جاوینگی اور جسکی بدیان بوجہل ہونگی

لو بصؤابۃ یدخل النار الا ان یعفو اللہ تعالی لان مذہب اہل الحق ان العبد اذا اتی بطاعات
اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ دوزخ مین جاویگا یا اللہ معاف فرماوی کیونکہ مذہب اہل حق کا یہہ ہی کہ بندہ اگر عبادات

کامثال الجبال ثم کانت لہ مخالفۃ واحدۃ فہو فی مشیۃ اللہ تعالی ان شاء یعاقبہ علیہا ثم
پہاڑ کی برابر اداکری پہر اوسکی اعمال مین کوئی گناہ بہی ہو تو وہ مشیت الٰہی مین ہی اگر چاہی اوس گناہ پر عذاب دیکر پہر

یعطیہ ثواب طاعاتہ وان شاء یغفرہا لہ ولا یعاقبہ علیہا ہذا اذا کانت الکبائر فیما بینہ وبین
اوسکو ثواب عبادات کا عطا کری اور اگر چاہی معاف کردی اور کچہہ عذاب نکری یہہ کیفیت جب ہی کہ وہ کبایر حقوق الٰہی ہون

اللہ تعالی واما اذا کانت علیہ تبعات وکانت لہ حسنات کثیرۃ فبقدر جزاء التبعات ینقص
اور اگر اوسکی ذمہ پر حقوق العباد ہون اور اوسکی حسنات کثرت سی ہون تو پہر موافق مقدار بدلہ حقوق عباد کی

من ثواب حسناتہ فاذا لم یبق لہ حسنۃ لکثرۃ ما علیہ من التبعات یحمل علیہ من اوزار من ظلم
ثواب حسنات کا گہٹایا جاویگا پہر جب اوسکی پاس کوئی حسنہ نہ بچی گا بسبب کثرت حقوق عباد کی تو اوسپر مظلومون کا بوجہہ ڈالا جاویگا

ثم یعذب علی الجمیع اذ قیل لو کان لرجل ثواب سبعین نبیا ولہ خصم واحد بنصف دانق لا یدخل
پہر سب کی بدلہ عذاب کہینچیگا اسلئی کہ کہتی ہین اگر ایک شخص کی پاس ستر نبیون کا سا ثواب ہو اور اوسکا ایک مدعی ہو آدہی دانق کا تو وہ بہشت مین

الجنۃ حتی یرضی خصمہ وقیل یوخذ بدانق قسط سبعمائۃ صلوۃ مقبولۃ فتعطی للخصم ذکر القشیری
نہین جاسکتا بدون راضی کئی مدعی کی اور کہتی ہین لیا جاویگا بعوض ایک دانق کی ثواب ستر مقبول نمازون کا پہر اوس مدعی کو دیدینگی قشیری نی

فی التحبیر اذا تقرر ہذا فالصنفان الاولان ہما المذکوران فی القرآن لانہ تعالی لم یذکر فی آیات الوزن
تحبیر مین ذکر کیا جب یہہ بات ٹہرچکی تو دونو پہلی قسمین وہ ہی قرآن مین مذکور ہین اسلئی کہ اللہ تعالی نی نہین ذکر کیا وزن کی آیتون مین

الا من ثقلت موازینہ ومن خفت موازینہ وقطع لمن ثقلت موازینہ بکونہ من المفلحین
سوا اوسکی جو بوجہل ہون وزن اوسکی اور جو ہلکی ہون وزن اوسکی اور طی کردیا جسکی وزن بوجہل ہون کہ سعادت مند وہی ہی

وفی العیشۃ الراضیۃ ولمن خفت موازینہ بخلودہ فی النار بعد ان وصفہ بالکفر وبقی الذین
اور آرام پسندیدہ مین ہی اور جسکی وزن ہلکی ہون کہ ہمیشہ کو دوزخی ہی بعد اسکی کہ بیان کیا اوسکا کفر اور باقی رہی وہ لوگ

یوخذ بدانق قسط سبعمائۃ صلوۃ مقبولۃ

خلطوا عملا صالحا واخر سیئا فبینهم النبی علیه السلام حیثما ذکر انفا ثم ینصب الصراط علی جهنم
جنہون نی اعمال نیک اور بد کو ملادیا سو اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کیا ابہی ذکر آچکا پہر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دینگی

قال بعض العلماء یکون طرفه الاول فی ارض القیمة وطرفه الاخر فی ارض الجنة وارض القیمة تکون
بعضی علماء یہہ کہتی ہین کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان مین ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین مین ہوگا اور قیامت کا میدان

علی النار ویکون اجتماع الخلائق باسرہم علیها وتفور النار حتی تعلو من جوانبها وتحیط باهل المحشر
دوزخ کی اوپر ہوگا اور انبوہ تمام خلقت کا اوسی جگہہ ہوگا اور جوش مین آویگی آگ اتنا کہ اوبہر جاویگی ہر طرف سی اور گہیر لیگی اہل محشر کو

حتی لا یبقی للجنة طریق الا الصراط فلا یکون الذهاب الی الجنة الا علی الصراط وقد ورد فی الحدیث
اتنا کہ جنت مین جانیکا کوئی راستہ نہ بچیگا سوای صراط کی سو کوئی صورت جنت مین جانیکی نہوگی سوائی ظاہر کو اور حدیث مین آیا ہی

انه ادق من الشعر واحدّ من السیف ویجوزه الناس بقدر اعمالهم یجوز بعضهم کالبرق الخاطف وبعضهم
کہ صراط بال سی زیادہ باریک ہی اور تلوار سی زیادہ تیز اوسپر کو لوگ گذرینگی اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضی ایسی گذر جاوینگی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی

کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی مشیا حتی یکون اٰخر
مانند آندہی تند کی اور بعضی مانند تیز رو گہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہوئی گی اور بعضی چپتی ہوئی جاتی ہون گی ایسا کہ سب سی پچھلا

من یجوزه یحبو حبوا فیقول یا رب ابطات بی فیقول الرب تعالی لم ابطئ بك انما ابطئ بك عملك وبعضهم
جاویگا گہسٹتا ہوا یہہ عرض کریگا یا رب تو نی مجکو دیر لگادی پہر اللہ تعالی فرماویگا مین نی تجھکو دیر نہین لگائی تجھکو تیری اعمال نی دیر لگائی اور بعضی

یجر رجلاه ویتعلق یداه وبعضهم یسقط علی وجهه الی جهة النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل
اپنی پانو کہینچتی ہون گی دونو ہاتہون سی پکڑی ہوی اور بعضی منہہ کی بل دوزخ کی اندر گر پڑین گی اور دوزخ کی موکل اوسکو زنجیر

والاغلال ویقولون له اما نهیت عن کسب الاوزار اما حذّرت من عذاب النار فتفکر یا مسکین اذا
اور طوق مین جکڑ لینگی اور اوسی کہینگی کیا تجکو کسینی منع نہین کیا تہا اعمال بد سی کیا تجھکو ڈرایا نہین تہا دوزخ کی عذاب سی اب تصور کرلی او مسکین جب

نظرت الی جهنم وانت علی الصراط مع ضعف حالك وثقل اوزارك علی ظهرك والخلائق بین یدیك
تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہہ گناہون کا تیری کمر پر اور تمام خلق تیری سامنی

کیف ینزلون وینکبون فتعلو رجلهم وتسفل رءوسهم الی جهة النار ومما یکون فی الیوم الاخر من احوال الاخرة
کیونکر اوترین گی اور گرینگی پہر پانو اوپر کو ہوجاوینگی اور سر نیچی کو دوزخ کی طرف اور منجملہ حالات اخروی کی جو قیامت کی دن پیش آویگا

الشرب من الحوض فان لکل نبی حوضا یشرب منه مع امته وحوض نبینا علیه الصلوة والسلام اکبر
حوض مین سی پانی پینا ہی ہر ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمین سی پانی پیویگا اپنی امت کی ساتہہ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سی بڑا

من غیره متسع الجوانب والزوایا مقدار مسیرة شهر کما روی عن عبد الله عمرو بن العاص انه علیه
ہوگا کہلی ہوی کناری اور کونی بمقدار سفر ایک مہینی کی چنانچہ روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن عاص سی کہ فرمایا

الصلوة والسلام قال حوضی مسیرة شهر وزوایاه سواء وماءه ابیض من اللبن واحلی من العسل و
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض برابر سفر ایک مہینہ کی ہی کونی اوسکی برابر یعنی قائمہ ہین اور اوسکا پانی دودہ سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیرین

ریحه اطیب من المسك وکیزانه کنجوم السماء من یشرب منه فلا یظمأ ابدا فقد دل هذا الحدیث
اور اوسکی خوشبو مشک سی زیادہ پاکیزہ اور اوسکی آبخورہ برابر گنتی آسمان کی ستارون کی جسنی اوسمین سی پیا کبہی پیاسا نہوگا یہہ حدیث یہہ دلالت کرتی ہی

علی ان من شرب منه لا یعذب بالعطش ابدا لکن یزاد عنه من بدّل وغیّر لما روی عن سهل بن
کہ جسنی اوسمین سی پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبہی نہو دیگا لیکن ہٹادئی جاوینگی حوض پر سی وہ لوگ جنہون نی دین کو بدلا اور بدعت پیدا کی اسلئی کہ روایت ہی سہل بن

سعد انه علیه الصلوة والسلام قال انا فرطکم علی الحوض من مر علیّ یشرب ومن شرب لا یظمأ ابدا
سعد سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میں تمہارا میر منزل ہوں حوض پر جو شخص میری تک آویگا سو پیویگا اور جو شخص پیویگا کبہی پیاسا نہوگا

لیردن علیّ اقوام اعرفهم ویعرفوننی ثم یحال بینی وبینهم فاقول انهم منی فیقال لا تدری ما احدثوا
البتہ آوینگی مجہہ تک وہ قوم کہ میں اونکو پہچانونگا وہ مجھی پہچانینگی پہر میری اور اونکی بیچ میں ہٹ جائیگا میں کہونگا یہہ تو میری ہی ہیں جواب آویگا آپ کو خبر نہیں انہوں نی

بعدك فاقول سحقا سحقا لمن غیّر بعدی فانه علیه السلام انما یعرف امته فی ذلك الیوم لورودهم
بعد آپ کی پہر میں کہونگا دور دور جسنی دین کو بدلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسّی پہچانینگی اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آوینگی آپکی پاس

علیه غرا محجلین من اثر الوضوء کما روی عن حذیفة انه علیه السلام قال حوضی لهو اشد بیاضا
ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی چنانچہ روایت ہی حذیفہ سی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض البتہ بہت سفید ہی

من الثلج واحلی من العسل وانیته اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنه کما یصد الرجل ابل
برف سی اور بہت شیرین ہی شہد سی اور اوسکی برتن یعنی کوزہ بہت زیادہ ہیں ستارونکی گنتی سی اور میں البتہ روکونگا غیر لوگون کو جیسی روکتا ہی کوئی شخص

الناس عن حوضه قالوا یا رسول الله انعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیماء لیست لاحد من الامم
غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سی پوچہا یا رسول اللہ کیا تم پہچانوگی ہمکو اوس روز فرمایا ہاں تمہاری چہرہ ایسی ہونگی جو کسیکی تمام امتوں میں سی نہونگی

تردون علیّ غرا محجلین من اثر الوضوء فهذه الاحادیث قد دلت علی کون الحوض یوم القیمة حقا لکن
تم میری پاس آؤگی ہاتہہ منہہ چمکتی ہوئی وضو کی اثر سی ان حدیثوں سی معلوم یہہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی لیکن

اختلف فیه هل هو قبل الصراط او بعده وهل هو قبل المیزان او بعده فقال بعضهم انه یکون بعد الصراط
اختلاف اسمیں ہی کہ آیا وہ صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد اور آیا وہ میزان سی پہلی ہیں یا پیچہی سو بعضی کہتی ہیں کہ حوض صراط کی بعد ہوگی

اذ لو کان فی الموقف لما دخل النار من شرب منه لانه علیه السلام قال من شرب منه لا یظمأ ابدا وقد
کیونکہ اگر وہ موقف میں ہوتی تو دوزخ میں کبہی نہ جاتا جو اوسمین سی پی لیتا اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی جو اوسمین سی پیویگا کبہی پیاسا نہوگا اور

ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنین یدخلون النار ثم یخرجون منها بسبب الایمان فمتی یکون
بیشک یہہ ثابت ہی کہ بعضی گنہگار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاوینگی پہر اوسمین سی نکلینگی بسبب ایمان کی پہر اونکو پینا کب میسر ہوگا

شربهم منه وهذا القول لیس بصحیح بل الصحیح انه یکون فی الموقف قبل الصراط وقبل المیزان لان
اور یہہ قول صحیح نہیں ہی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلئی

الناس یخرجون من قبورهم عطاشا فذلك یقتضی ان یکون الحوض قبلهما وقد روی البخاری عن
کہ بنی آدم قبرون میں سی پیاسی نکلینگی اسّی معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونو سی پہلی ہوگا اور بخاری نی روایت کی ہی

ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال بینا انا قائم علی الحوض اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل
ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک وقت میں حوض پر کہڑا ہونگا چانچک ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا تو

من بینی وبینهم فقال لهم هلم فقلت الی این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعدك
میری اور اونکی بیچمین ایک شخص آجاویگا وہ شخص کہیگا اونسی چلو میں پوچہونگا کدہر کو کہیگا دوزخ میں قسم خدا کی میں کہونگا انکا کیا حال ہی کہیگا یہہ لوگ پہر گئی تہی بعد آپ کی

علی ادبارهم قهقرے ثم اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بینی وبینهم فقال لهم هلم فقلت
پہر پشت اولٹی پانوون پہر چانچک ایک گروہ ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا پیدا ہوویگا ایک شخص بیچمین میری اور اونکی وہ اونسی کہیگا چلو میں پوچہونگا

الی این قال الی النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا علی ادبارهم فلا اری یخلص منهم الا مثل
کدہر کو وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہونگا کیا حال ہی انکا وہ کہیگا یہہ پہر گئی تہی پس پشت اپنی سو معلوم نہیں ہوتا مجہی کہ بچی کوئی اونمیں سی مگر مانند

همل النعم یعنی ان من ینجو منهم قلیل قلة النعم الضالة علی ان الهمل بفتحتین جمع هامل وهو الضال

گم گشتہ اونٹ کی مراد یہہ ہی کہ جو بچین گی اونمین سی تہوڑی ہونگی جیسی اونٹ گم گشتہ کیونکہ ہمل ساتہہ زبر ہا اور میم کی ہامل کی جمع ہی اور اوسکی معنی کہوئی ہوا

من الابل قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه هذا الحدیث مع صحته ادلّ دلیل علی کون

اونٹ قرطبی اپنی تذکرہ مین اپنی اوستادسی نقل کر کر کہتا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور بڑی قوی دلیل ہی اسکی

الحوض فی الموقف قبل الصراط لان الصراط ممدود علی جهنم یجاز علیه فمن جازه یسلم من النار فلا یکون

کہ حوض موقف مین صراط سی پہلی ہوگی اسلئی کہ صراط دوزخ کی اوپر بچہایا ہوا ہوگا اوسپر کو گذر کر جاوینگی پہر جو شخص اوسپر سی گذر گیا تو دوزخ سی نجات پا گیا

له رجوع الیها ابدا فکیف یصح ان یدعی الیها وکذا حیاض الانبیاء تکون فی الموقف لما روی عن ابن عباس

پہر وہ کب ہٹ کر آویگا حوض پہ پہر کیونکر ہوسکتا ہی کہ اوسکو حوض پہ بلادین اور ایسی ہی حوضین اور نبیون کی موقف ہی مین ہون گی اسلئی کہ ابن عباس

انه علیه الصلوة والسلام سئل عن الوقوف بین یدی الله تعالی هل فیه ماء قال والذی نفسی بیده

روایت کرتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا حال وقوف کا سامنی اللہ تعالی کی آیا اوسجگہہ پانی ہی فرمایا قسم اوس ذات کی جسکی قبضہ مین

ان فیه الماء وان اولیاء الله لیردون حیاض الانبیاء ویبعث الله تعالی سبعین الف ملك بایدیهم

بیشک وہان پانی ہی اور بیشک دوست خدا کی نبیون کی حوضون پہ پانی پیوین گی اور اللہ تعالی ستر ہزار فرشتی بہیجیگا اونکی ہاتہون مین

عصیّ من النار یذودون الکفار عن حیاض الانبیاء وهذا الحدیث یدل علی کون حیاض الانبیاء فی

آگ کی لاٹہیان ہونگی کفار کو نبیون کی حوضون پرسی ہٹاوینگی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ حوض تمام نبیون کی

الموقف فیلزم منه ان یکون حوض نبینا فی الموقف ایضا وما ذکر من انه لو کان فی الموقف لما دخل

موقف مین ہونگی اسئی لازم آتا ہی کہ حوض ہماری صلی اللہ علیہ وسلم کا بہی موقف مین ہو اور یہہ جو کہتی ہین کہ اگر حوض موقف مین ہوتا تو ہرگز

النار من شرب منه فالجواب عنه ان من شرب منه من اهل الکبائر ان دخل النار بمشیة الله تعالی

دوزخ مین نجاتا جو شخص اوسمین سی پانی پی چکتا تو اسکا جواب یہہ ہی بیشک جو شخص اوس حوض مین سی پیوی گا اہل کبیرہ مین سی اگر وہ دوزخ مین داخل ہوگا مشیت الٰہی سی

لا یعذب بالعطش ولا یحرق النار جوفه واما الذین بدلوا وغیروا واحدثوا ما لیس فی شریعته علیه السلام

تو اوسکو پیاس کا عذاب نہین ہوگا اور آگ اندر سی پیٹ کو نہ جلاوی گی اور وہ لوگ جنہون نی دین کو بدلا اور پلٹ ڈالا اور بدعتین پیدا کین جو شریعت نبوی مین نہین ہین

فان کان تبدیلهم فی الاعمال ولم یکن فی الاعتقاد فانهم قد یبعدون عن الحوض فی حال ثم یشربون منه

پس اگر وہ تبدیل صرف اعمال ہی مین ہی اور اعتقاد مین نہین ہی تو ایسی لوگ روکی جاوینگی حوض سی ایک وقت پہر پیوین گی اوس حوض سی

بعد المغفرة وان کان تبدیلهم فی الاعتقاد اختلف فی خلودهم فی النار ومن المعلوم قطعا ان المخلد فی

بعد بخشش کی اور اگر وہ تبدیل اونکی اعتقاد مین ہی تو اختلاف ہی اونکی دائمی دوزخی ہونیمین اور یقینی معلوم ہی کہ دائمی دوزخی

النار لیس الا الکافر وقد ثبت ان المطرودین عن الحوض اصناف المنافقون الذین یظهرون الایمان ویضمرون

سوائی کافر کی کوئی نہین ہی اور بیشک یہہ ثابت ہوچکا ہی کہ حوض پرسی نکالی ہوئی کئی قسم کی لوگ ہون گی ایک تو منافق جو ظاہر مین ایمان جتلاتی تہی اور دلمین

الکفر واهل الکفر والبدع والاهواء والمعلنون بالکبائر والمستخفون بالمعاصی والظلمة واعوانهم علی ما

کفر چہپاتی تہی اور ظاہر کافر اور بدعتی اور ہوا ہوس پرست اور گناہ کبیرہ ظاہر کر بنوالی اور گناہ کو ہلکا جاننی والی اور ظلم پیشہ اور انکی مددگار اسلئی

روی عن کعب بن عجرة انه علیه الصلوة والسلام قال له یا کعب بن عجرة اعیذك بالله من امراء

کہ روایت ہی کعب بن عجرہ سی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو فرمایا ای کعب بن عجرہ تجکو خدا کی پناہ اون امیرون سی

یکون من بعدی فمن غشی ابوابهم فصدقهم فی کذبهم واعانهم علی ظلمهم فلیس منی ولست منه

جو میری بعد ہونگی پس جو شخص اونکی دروازہ پر گیا اور اونکی جہوٹہی باتون کو تصدیق کیا اور ظلم مین شامل ہوکر مددگار بنا نہ وہ میرا اور نہ مین اوسکا

ولا یرد علی الحوض ومن لم یغش ابوابہم ولم یصدقہم فی کذبہم ولم یعنہم علی ظلمہم فہو منی وانا منہ

اور نہ وہ حوض پر آسکیگا اور جو شخص اونکی دروازہ پر نگیا اور نہ اونکی جہوٹھی باتون کی تصدیق کی اونہ ظلم پر اونکی مدد کی پس وہ شخص میرا اور مین اوسکا

ویرد علی الحوض یسرنا اللہ تعالی الورود علیہ والنجاۃ من النار والسادس مما یجب الایمان بہ الایمان

وہی حوض پر آویگا الہی آسان کر ہمپر حوض پر جانا اور نجات دی آگ سی اور چہٹی شی جسپر ایمان لانا واجب ہی ایمان تقدیر کا ہی

بالقدر والمراد من الایمان بہ العلم بکون کل ما یجری فی العالم من الخیر والشر والنفع والضر والاسلام

اور تقدیر پر ایمان لانی سی مراد یہہ ہی کہ یقین کرنا تمام حالات کا جو عالم مین گذرتی ہین نیک اور بد اور فائدہ اور نقصان اور اسلام

والکفر والطاعۃ والعصیان والربح والخسران والارادات والخطرات والحرکات والسکنات بقضاء

اور کفر اور عبادات اور گناہ اور نفع اور ٹوٹا اور ارادہ اور خطرہ دل اور حرکت اور سکون یہہ سب حکم

اللہ تعالی وقدرہ فعلی ہذا کان الظاہر ان یذکر الایمان بالقضاء ایضا وانما لم یذکر لکون الایمان

الہی سی اور اوسکی اندازہ سی ہین اس تقریر کی موافق ایمان قضا پر بہی ذکر کرنا مناسب تہا پہر جو ذکر نہین کیا تو اس لئی کہ ایمان

بالقدر مستلزما للایمان بالقضاء اذ القضاء وجود الموجودات فی اللوح المحفوظ اجمالا والقدر

تقدیر پر لعینہ ایمان قضا پر ہی اسلئی کہ قضا تو وجود ہی تمام موجودات کا لوح محفوظ مین مجملا اور قدر

تفصیل القضاء السابق بایجاد تلک الموجودات فی المواد الخارجیۃ واحدا بعد واحد وقیل القضاء

تفصیل اسی پہلی قضا کی ہی باعتبار پیدایش اوسی موجودات کی مادہ خارجی مین ایک کی بعد ایک آگی پیچہی اور بعضی کہتی ہین قضا نام

ہو الارادۃ الازلیۃ والعنایۃ الالہیۃ المقتضیۃ لنظام الموجودات علی ترتیب خاص والقدر تعلق

ارادہ قدیم کا اور خواہش الہی کا جسی سلسلہ موجودات کا خاص ترتیب سی بنا ہوا ہی اور تقدیر متعلق ہونا

تلک الارادۃ بالاشیاء فی اوقاتہا الخاصۃ بہا قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر سورۃ یوسف اعلم

اوسہی ارادہ کا تمام اشیاء سی اونکی وقتون پر جو اونکی لئی مقرر ہو چکی ہی امام فخر الدین رازی سورۂ یوسف کی تفسیر مین کہتی ہین سمجہ لی

ان الانسان مامور بان یراعی الاسباب فی ہذا العالم فانہ مامور غالبا بان یحذر من الاشیاء المہلکۃ

کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم مین رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ اوسکو حکم ہی اکثر جاکہ بچتا رہی مہلک چیزونسی

والاغذیۃ المضرۃ بان یسعی فی تحصیل المنافع ودفع المضار بقدر الامکان ثم انہ مع ذلک ینبغی لہ

اور ایسی غذاؤن سی جو ضرر کرین اسطرح کہ اپنی مقدور کی موافق کوشش کرکر منفعت کی اشیا حاصل اور مضر چیزون کو دفع کری پہر تو بہی انسان کو لایق یہہ ہی

ان یکون جازما بانہ لا یصل الیہ الا ما قدر اللہ لہ ولا یحصل لہ الا ما ارادہ اللہ لہ فقول یعقوب

کہ یہہ یقین کری کہ مجہکو وہی ملیگا جو اللہ نی میری واسطی اندازہ کیا ہی اور مجہکو کبہی نہین حاصل ہوگا سواء اوسکی جو اللہ نی ارادہ کیا ہی اب قول حضرت یعقوب

النبی علیہ السلام لبنیہ لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقۃ اشارۃ الی رعایۃ

علیہ السلام کا جو اپنی بیٹونسی فرمایا تہا تم سب ایک دروازہ مین سی نہ جانا اور الگ الگ دروازون سی جانا اشارہ ہی واسطی

الاسباب المعتبرۃ فی ہذا العالم وقولہ وما اغنی عنکم من اللہ من شیء اشارۃ الی التوحید المحض

استعمال اسباب ظاہری کی جو اس عالم مین معتبر ہین اور قول اونکا اور مین نہین بچا سکتا تمکو اللہ کی کسی چیز سی اشارہ ہی طرف خالص توحید کی

وعدم الالتفات الی الاسباب وقد ذکر الامام الغزالی فی کتاب الشکر من الاحیاء سوالا وہو ان اللہ تعالی

اور توجہ نکرنا اسباب پر اور امام غزالی نی احیا کی کتاب الشکر مین یہہ اعتراض ذکر کیا ہی کہ اللہ تعالی نی

قد امرنا ان نعمل لہ والا فنحن مذمومون ومعاقبون علی العصیان مع کون الکل من اللہ تعالی

بیشک ہمکو امر فرمایا کہ اوسکی اطاعت کرین اور نہین تو ہم قابل سرزنش اور عذاب کی ہین نافرمانی سی باوجودیکہ یہہ تمام اللہ کی حکم سی ہو سکتا ہی

ولیس الینا شئ فکیف نذم وکیف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعید من الله تعالی سبب لحصول
ہماری اختیار مین کچہہ بہی نہین ہی بہلا کہو ہمکو کیون سرزنش ہی اورکیون عذاب ہوتا ہی پہر اوسنی یہہ جواب دیا کہ اللہ تعالی کی اس دہمکی سی ہمکو اعتقاد حاصل ہوتا ہی

الاعتقاد فینا وحصول الاعتقاد سبب لهیجان الخوف وهیجان الخوف سبب لترك الشهوات وترك
اور اعتقاد حاصل ہونی سی دل پر خوف الہی خوب طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی چہوٹتی ہی اور

الشهوات سبب للوصول الی جوار الله تعالی والله سبحانه وتعالی مسبب الاسباب ومرتبها
شہوات نفسانی کی چہوٹنی سی قرب الہی حاصل ہوگا اور اللہ تعالی ہی تمام اسباب کا بنانیوالا اور آراستہ کرنیوالا ہی

فمن سبق له السعادة فی الازل یتیسر له هذه الاسباب حتی یقوده سلسلتها الی الخیر ومن لم یسبق
پہر جسکو ازل مین سعادت نی جالیا اوسکو یہہ تمام اسباب میسر ہوجاتی ہین آخرکو وہ یہی سلسلہ اوسکو خیر کی طرف کہینچ لیجاتا ہی اور جسکو

له السعادة یکون بعیدا عن سماع کلام الله تعالی وکلام رسوله وکلام العلماء واذا لم یسمع لا یعلم
سعادت حاصل نہوئی تو وہ کلام الہی سنتی اور نہ کلام اوسکی رسول کی مانی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جب اوسنی کچہہ نہ سنا تو اوسکو علم نہ ہوا

واذا لم یعلم لا یخاف واذا لم یخف لا یترك الرکون الی الدنیا وشهواتها واذا لم یترك الرکون الی الدنیا
اور جب بی علم ہوا تو پہر کیا خوف ہوگا اور جب کچہہ خوف ہی نہوا تو دنیا کی رغبت اور اوسکی ہوا ہوس کب چہوڑیگا اور جب دنیا کی رغبت

وشهواتها یکون من حزب الشیطان وان جهنم لموعدهم اجمعین

المجلس الثامن فی بیان

اور اوسکی ہوا ہوس دلین سی نہ گئین تو شیطان کی گروہ مین داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سبکا ٹہکانا ہی مجلس آٹہوین بیان مین

من یدخل الجنة ومن لا یدخلها من المطیع للرسول علیه السلام

اون لوگون کی جو بہشت مین جاوینگی اور جو شخص بہشت مین نہین جاوینگی رسول علیہ السلام کی فرمان بردارون

والمخالفة له قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل امتی یدخلون الجنة الا من ابی قالوا
اور مخالفون مین سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میری تمام امت جنت مین داخل ہوگی سوای اوس شخص کی جو منکر ہوا

ومن ابی یا رسول الله قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی هذا الحدیث من صحاح
منکر کون ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی میرا کہا مانا وہ جنت مین داخل ہوگا اور جسنی میرا کہا نمانا وہ بیشک منکر ہوا یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواه ابو هریرة والمراد بالامة فیه یحتمل ان تکون امة الدعوة فعلی هذا فالابی هو الکافر
صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث مین شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کافر ہی ہین

فیکون المعنی ان کل من امن بما جئت به من عند الله تعالی یدخل الجنة اما قبل دخول النار
پہر معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جو شخص یقین کریگا احکام کا جو مین اسکی طرف سی لایا ہون وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بدون داخل ہونی دوزخ کی

او بعد الخروج منها ومن ابی وامتنع عن الایمان بما جئت به من عند الله تعالی لا یدخل الجنة
یا دوزخ سی نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور باز رہا ایمان سی اون احکام پر جو مین لایا ہون اللہ کی طرف سی تو وہ جنت مین ہرگز نہین جاویگا

اصلا بل یبقی فی النار ابد الاباد ویحتمل ان یکون المراد بالامة امة الاجابة فعلی هذا فالابی هو
بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی مین پڑا رہیگا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہون اس تقدیر پر منکر وہ ہین جو

العاصی من امته علیه الصلوة والسلام فیکون المعنی من اطاعنی بعد ما آمن بی وتمسك بسنتی
گنہ مین مبتلا ہین امت نبوی سی صلی اللہ علیہ وسلم اب معنی حدیث کی یہہ ہین جسنی میرا کہا مانا یہہ پر ایمان لاکر اور میری طریق مسنون پر عمل کیا

وعمل بشریعتی یدخل الجنة ولا یدخل النار اصلا ومن ابی بعد ما امن بی وامتنع عن تمسك بسنتی
اور میری شریعت کو برتا وہ جنت مین داخل ہوگا اور دوزخ مین ہرگز نہین جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لاکر اور باز رہا میری سنت کی عمل سی

والعمل بشریعتی واتبع هواه وضل عن سواء السبیل یبقی فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه

اور میری شریعت کی برتنی سی اور پیچھی لگا اپنی ہوا ہوس کی اور بہکا سیدہی راہ سی تو وہ خدا کی مشیت مین ہی چاہی اوسکو معاف کر کی

ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعذبه فیها بقدر ذنبه ثم یخرجه منها ویدخله

بلا عذاب جنت مین داخل کری اور چاہی اوسکو دوزخ مین داخل کری اور موافق گناہون کی اوسمین عذاب دیکر پہر اوسمین سی نکال کر جنت مین داخل کری

الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شیطانه ودنیاه یکون

اور حاصل یہہ ہی کہ جسنی اپنی مولی کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سی تو

الجنة منزله ومأواه ومن تمادی فی غیه وعصیانه وارخی فی الدنیا زمام طغیانه ووافق

جنت اوسی کا گہر اور ٹہکانا ہی اور جو شخص کہپا رہا اپنی کجی اور نافرمانی مین اور ڈہیلی ڈالدی دنیا مین باگ سرکشی کی اور پیروی کرتا رہا

هواه فی لذاته وشهواته یکون النار اولی به اذ قال الله تعالی فاما من طغی واثر الحیوة الدنیا فان

اپنی خواہش کی لذت اور شہوات مین تو دوزخ اسیکی لئی سزاوار ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی سو جسنی شرارت کی اور بہتر سمجہا دنیا کا جینا سو

الجحیم هی المأوی واما من خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی المأوی وروی عن

دوزخ ہی ہی ٹہکانا اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہی ٹہکانا اور روایت ہی

ابی هریرة انه علیه السلام قال لا یدخل النار الا شقی قیل ومن الشقی یا رسول الله قال من لم یعمل

ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا دوزخ مین کوئی داخل نہوگا سوای شقی کی کسینی پوچہا شقی کون ہوتا ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی

لله بطاعة الله ومن لم یترک له معصیته فهو شقی وروی عن شداد بن اوس انه علیه السلام

خدا کی واسطی طاعت نکی اور جسنی اوسکی خوف سی گناہ کو نچہوڑا وہ شقی ہی اور روایت ہی شداد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا چالاک عاقل

قال الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله فانه

وہ ہی جسنی خدا کی واسطی اپنی جان جہکادی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی پیچہی پڑا رہا اور اللہ سی بیجا آرزو مانگی پہر

علیه الصلوة والسلام بین فی هذا الحدیث ان العاقل من بذل نفسه ویجعلها مطیعة لامر

رسول علیہ الصلوة والسلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خوار کری اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الہی کی تابع بنادی

الله تعالی ویحاسبها فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الاخرة فان وجدها عملت خیرا یشکر الله تعالی

اور اوسکا حساب دنیا مین سمجہ لی آخرت مین حساب ہونی سی پہلی پہر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال خیر عمل مین آئی تو اللہ کا شکر بجالادی

وان وجدها عملت شرا یستغفر الله تعالی ویتوب الیه ویتأسف علی ما ضیع من عمره ویستعد

اور اگر یہہ معلوم ہو کہ اعمال بد کئی ہین تو اللہ سی بخشش طلب کری اور اوسکی طرف رجوع کری اور اپنی عمر کی بربادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی لئی سامان کری

لعاقبة امره بالتوجه الی صالح عمله والتنصل من سالف زلله والاشتغال بعبادة ربه فی جمیع احواله

نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گذری ہوئی لغزشون سی بیزار ہو اور اپنی پروردگار کی عبادت کا ہر وقت شغل رکہی

فهذا هو الزاد لیوم المعاد والاحمق من یقصر فی امر مولاه ویسعی فی تحصیل هواه وهو مع تقصیره

یہہ ہی توشہ معاد کی دن کا اور احمق وہ ہی جو اپنی مولی کی کہا ماننی مین قصور اور ہی خواہش حاصل کرنیمین کوشش کری اور وہ تسپر بہی کہ

فی طاعة ربه واتباع شهوات نفسه یتمنی علی الله تعالی فهذا هو الغرور لانه تعالی امر ونهی ثم

اپنی رب کی طاعت مین قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش مین لگا چلا جاتا ہی اللہ سی آرزوئین مانگتا ہی بس غرور یہہ ہی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی امر بہی کیا اور نہی بہی کی پہر

قال وان لیس للانسان الا ما سعی وروی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال ما من احد یموت

فرمایا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اوسنی کمایا اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایسا کوئی نہین جو مر کر

الا ندم قالوا وما ندامته یا رسول الله قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان

پچتاوی نہین عرض کیا پچتاوا کیا ہوگا یا رسول الله فرمایا اگر وہ شخص نکو کار ہی تو پچتاویگا کہ مینی کیون نہین زیادہ عمل کیا اور اگر

مسیئا ندم ان لا یکون نزع فیا ایها العاقل لا تضیع عمرك فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل امتعة

بدکار ہی تو پچتاویگا کیون نہین باز رہا پس ای شخص ہوشیار غفلت مین اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کی پیدا کرنی مین کوشش کر

الاخرة قبل ان یجیء یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانك عن قریب تعاین ذلك الیوم فتندم

اس سی پہلی کہ وہ دن آ پہنچی کہ پہر تجہکو اوس روز حاصل کرنی کی کچہہ طاقت نرہیگی تو ابہی نزدیک اوس دن کو دیکہہ لیگا پہر

علی ما فات من عمرك ولا ینفعك الندم قال الامام الغزالی فی رسالته المسماة بایها الولد انی رایت

غفلت مین عمر برباد گئی ہوئی پچتاویگا اور اس ندامت سی کچہہ فائدہ نہوگا امام غزالی اپنی رسالہ مین ایہا الولد جسکا نام ہی کہتی ہین مینی

فی الانجیل ان المیت من ساعة ان یوضع علی الجنازة الی ان یوضع الی شفیر القبر یسئله تعالی

انجیل مین دیکہا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ مین کہ اوسکو جنازہ پر رکہہ کر قبر کی کنارہ پر لیجا کر رکہین الله تعالی اپنی عظمت سی

بعظمته اربعین سوالا اوله یقول عبدی طهرت منظر الخلق سنین وما طهرت منظری

چالیس سوال پوچہتا ہی پہلی یہہ ہی فرماتا ہی ای میری بندی پاکیزہ کیا تونی اپنی تن بدن کو برسون تک اور میری نظرگاہ کو

ساعة فانه ینظر فی قلبك کل یوم ویقول ما تصنع بغیری وانت محفوف بخیری اما انت اصم

ایک دم پاک نکیا کیونکہ الله تعالی ہر روز تیری دل کی طرف دیکہتا ہی اور فرماتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی اورون کی واسطی اور تو گہرا ہوا ہی میری انعام سی کیا تو بہرا ہی

لا تسمع وقد قال ابو سلیمان الدارانی لو لم یبك العاقل فیما بقی من عمره علی فوت ما مضی منه

سنتا نہین ابو سلیمان دارانی کہتی ہین اگر عاقل افسوس سی نہ روئی اپنی بقیہ عمر مین بی عبادت غفلت مین گذری ہوئی عمر پر

فی غیر الطاعة لکان خلیقا ان یحزنه ذلك الی الممات قال الامام الغزالی انما قال هذا لان

تو اوسکو لایق ہی کہ مرتی دم تک اسہی غم مین رہی امام غزالی کہتی ہین ابو سلیمان نی یہہ بات اسلئی کہی ہی کہ

العاقل اذا ملك جوهرة نفیسة وضاعت منه فی غیر فائدة یبکی علیها لا محالة فاذا ضاعت

عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر ہاتہہ آجاتا ہی اور پہر وہ اوسکی ہاتہہ سی بی فائدہ جاتا ہی تو بیشک اوسکی غم مین روتا ہی پہر اگر وہ جوہر

منه وصار ضیاعها سببا لهلاکه یکون بکاؤه اشد فکل ساعة من العمر بل کل نفس منه

بی فائدہ گم ہو کر باعث ہوا اوس شخص کی تباہی کا تو اور بہی زیادہ تر روتا رہیگا پس ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر دم عمر کا

جوهرة نفیسة لا خلف لها ولا بدل لها لانها صالحة لان یوصلك الی سعادة الابد وینقذك

ایک نفیس جوہر ہی جسکا نہ کچہہ عوض ہی اور نہ بدلہ کیونکہ وہ عمر اس قابل ہی کہ تجہکو سعادت ابدی مین پہنچادی اور

من شقاوة السرمد وای جوهر انفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعتها فی الغفلة فقد خسرت خسرانا

شقاوت دائمی سی بچادی اور کونسا جوہر اس جوہر سی زیادہ نفیس ہوگا جب تونی اسکو غفلت مین برباد کیا تو تو صاف بڑی ہی ٹوٹی مین

مبینا فاذا صرفتها الی المعصیة فقد هلکت هلاکا مبینا فان کنت لا تبکی علی هذه المعصیة

مبتلا ہوا پہر اگر تونی اوسکو گناہون مین صرف کیا پہر تو ظاہر ہی کہ تو خوب تباہ ہوا پہر اگر تو اس خطا پر افسوس کرکی نہین روتا

فذلك لجهلك فمصیبتك بجهلك اعظم من کل مصیبة لکن الجهل مصیبة لا یعرف صاحبه

تو یہہ تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتون سی بدتر ہی لیکن جہالت ایسی مصیبت ہوتی ہی کہ جاہل اوسکو

کونه مصیبة لان نوم الغفلة یحول بینه وبین معرفته والناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا

مصیبت نہین سمجہتا کیونکہ خواب غفلت حایل ہو کر نہین سمجہی دیتی اور آدمی اب تو سوتی ہین جب مرینگی تو جاگینگی

فعند ذلك ینکشف لکل مفلس افلاسه ولکل مصاب مصیبته فان الناس فی الاخرة ینقسمون الی عدة

اوسوقت ہرمفلس کو اوسکا افلاس کہل جاویگا اور ہر مبتلا کو اوسکی مصیبت معلوم ہوجا ئیگی بیشک بنی آدم آخرت مین کئی قسم پر ہون گی

اقسام القسم الاول قسم الفائزین وهم الذین قال الله تعالی فیهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم

پہلی قسم وہ جواپنی مراد کو پہنچی وہی وہ لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی سو کسی جیکو معلوم نہین جو چہپا دہرا ہی اونکی واسطی

مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قال النبی علیه السلام حکایة عن الله تعالی انی اعددت لعبادی

ٹہنڈک آنکہون کی بدلہ اوسکا جو عمل کرتی تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی طرف سی بطور حکایت کی فرماتی ہین مین نی اپنی نیک کار بندون کی واسطی

الصالحین ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر والقسم الثانی قسم الهالکین وهم

وہ سامان تیار کیا ہی جو نہ کسی آنکہہ نی دیکہا اور نہ کانون نی سنا اور نہ کسی دل پر خطرہ مین گذرا اور دوسری قسم ہالکین کی ہی وہی وہ لوگ ہین

الذین کذبوا بالحق ولم یصدقوا به فان سعادة الاخرة لا تکون الا فی القرب من الله تعالی والنظر الیه

جنہون نی حق کو جہٹلایا اور اوسکی تصدیق نکی بیشک سعادت آخرت کی بجز قرب الٰہی اور خدا کی دیدار کی نہین ہی

وذلك لا یحصل الا بالمعرفة التی یعبر عنها بالایمان والتصدیق وهم لما کذبوا بالحق ولم یصدقوا به

اور یہہ مرتبہ بدون معرفت کی جکو ایمان اور تصدیق کہتی ہین حاصل نہین ہوسکتا ان لوگون نی ازبسکہ حق کو جہٹلایا اور تصدیق نکی

کانوا بعیدا عنه وهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون وکل محجوب عن ربه یکون هالکا معذبا بنار الفراق

تو اس سعادت سی دور ہونگی اور وہ اپنی رب سی اوس روز البتہ اوٹ مین ہونگی اور جو شخص اپنی رب سی اوٹ مین رہا ہلاک ہوویگا جدائی کی آگ مین

ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث فیه قسم المعذبین وهم الذین تحلوا باصل الایمان لکنهم قصروا فی العمل

اور دوزخ کی آگ مین ہمیشہ کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم اسمین وہ جو عذاب دئی جاوینگی وہ لوگ ہین جنہون نی اصل ایمان تو حاصل کیا پر عمل مین جو سزاوار

بمقتضاه فان راس الایمان التوحید وهو نفی الشرك وهو اعتقاد العبد ان الله تعالی واحد فی ذاته وصفاته و

ایمان کی تہا کوتاہی کی کیونکہ جزو اعظم ایمان کا توحید ہی یعنی نفی شرک کی اور وہ یہہ ہی کہ آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات

وافعاله وکل ما یظهر فی العالم لا یظهر الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو فعلی هذا

اور افعال مین اور عالم مین جو گذرتا ہی ہرگز نہین پیدا ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور پرستش کی قابل سوای اوسکی اور کوئی نہین ہی اس تقریر کی موافق

کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول انی اعتقدت انه تعالی واحد فی ذاته وصفاته وافعاله

جو شخص زبان سی کہتا ہی لا الہ الا اللہ گویا وہ کہتا ہی مین نی یقین کیا کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین

ولا یظهر فی العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو وانی التزمت عبادته

اور عالم مین کوئی امر پیدا نہین ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور کوئی نہین سزاوار پرستش کا سوا اوسکی اور میری ذمہ ہی اوسکی عبادت

ولا اعبد الا ایاه وبعد هذا الاعتراف کل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه

اور مین کسیکی عبادت نکرونگا سوای اوسکی اور یہہ اقرار کرکر جو شخص اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی تو اوسنی بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو ٹہرالیا اب وہ شخص فقط زبان سی

فقط والتوحید لا یکمل الا بالاستقامة علیه ومن لم یستقم علیه ولو فی امر یسیر بل اتبع هواه

توحید کا قایل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہین ہوتی اور جو شخص توحید پر قایم نرہی اگرچہ ادنی کام مین بلکہ وہ اپنی ہوا ہوس کی پیچہی پڑی

ولو فی فعل قلیل یکون خارجا عن سواء السبیل وذلك قادح فی کمال التوحید ولعدم خلو بشر عن

اگرچہ چہوٹی سی کام مین وہ سیدہی رستہ سی بیراہ ہی اور اسی کمال توحید کو بٹا لگتا ہی اور اسلیئی کہ اکثر آدمی اکثر اوقات کامل توحید پر

ذلك فی غالب الامر قال الله تعالی وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فیکون ورود کل احد علی النار متیقنا وانما

قایم نہین رہتی اللہ تعالی فرماتا ہی ایسا کوئی نہین جو اوسپر نگذری پس یقیناً آگ سب کی گذرگاہ ہی

الشك فيمن ينجو منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان آخر من يخرج منها يخرج بعد سبعة الاف
شک اسمین ہی کہ کون کون نجات پاویگا بعضی حدیثوں میں ایسا آیا ہی جسنی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سب سی پیچہی دوزخ میں سی نکلنی والا سات ہزار برس کی بعد نکلی گا
سنة وبعضهم يجوز منها كبرق خاطف فلا يكون له فيها لبث وبعضهم يمكث فيها لحظة وبين اللحظة
اور بعضی اوسمین سی ایسی گذر جاوینگی جیسی چمکتی بجلی ایسی شخصکو دوزخ مین ذرہ بہر درنگ نہوگی اور بعضی دوزخ مین لحظہ بہر ٹہرینگی ایک لحظہ سی
وسبعة الاف سنة درجات متفاوتة من اليوم والاسبوع والشهر والسنة والسنتين وسائر العدد
سات ہزار برس کی اندر اندر بہت سی درجہ متفاوت ہین جیسی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ ایک برس دو برس اور باقی تمام گنتی
واما الاختلاف بالشدة فلا نهاية لاعلاه وادناه التعذيب بالمناقشة في الحساب فان اختلاف عذاب
اور رہا حال سختی کا اوسکی اعلی درجہ کا تو کچہہ ٹہکانا نہین اور کم سی کم عذاب حساب کی گرفت ہی سختی سی کیونکہ اختلاف آخرت کی عذاب کا
الآخرة وثوابها بحسب قوة الايمان وضعفه وكثرة الطاعات وقلتها وكثرة الذنوب وقلتها وشواهد
اور ثواب کا موافق ایمان کی قوت اور سستی کی ہی اور باعتبار زیادتی اور کوتاہی عبادت کی اور بلحاظ کثرت اور قلت گناہونکی اور گواہ
هذا في القرآن قوله تعالى اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم وقوله تعالى وان ليس للانسان الا
اسکی قرآن میں ہین قول اللہ تعالی کا آج بدلا دی جاویگی ہر جان جو جو اوسنی کیا تہا آج ظلم نہین ہی اور قول اللہ تعالی کا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی
ما سعى وقوله تعالى فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وغير ذلك مما ورد في كتاب
جو کمایا اور قول اللہ تعالی کا جسنی ذرہ بہر بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہہ لیگا اور سوا اسکی جو اور کتاب مجید مین
الله تعالى وسنة رسوله من كون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلى هذا كل من احكم اصل الايمان
اور سنت رسول یعنی حدیث مین وارد ہی کہ ثواب اور عذاب دونو بدلا کمئی کا ہی بس اس بیان کی موافق جسنی اصل ایمان کو درست اور محکم کیا
واحسن جميع الفرائض التي هي الاركان الخمسة للاسلام باتيان كلمتي الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزكوة
اور تمام فرایض اچہی طرح اداکئی یعنی پانچوں رکن اسلام دونو کلمی شہادت کی پڑہی اور نماز کو قایم رکہی اور زکوۃ ادا کرتا رہا
وصوم رمضان وحج البيت واجتناب الكبائر ولم يصدر منه الا صغائر متفرقة من غير ان يصر عليها
اور روزی رمضان کی رکہی گیا اور حج بیت اللہ کا کیا اور کبیرہ گناہونسی بچتا رہا اور اوسی سوا متفرق صغیرہ بدون اصرار کی یعنی ڈہٹہ جانی کی کوئی عمل مین نہ آیا
وادنى معنى ارتكاب الكبائر والاصرار على الصغائر بمعنى الاكثار فيها سواء كانت من نوع واحد ومن
اور کم سی کم کبیرہ عمل کرنی سی اور صغیرہ پر اصرار کرنیسی مراد یہہ ہی کہ اکثر اوقات اوسمین مبتلا رہی برابر ہی کہ وہ گناہ ایک ہی طرح کا ہو یا
انواع مختلفة يشبه ان يكون عذابه بالمناقشة في الحساب فاذا حوسب يرجح حسناته على سيآته
کئی طرح کی ہوں تو قریب بہ یقین ہی کہ ایسی شخصکا عذاب حساب مین سخت گیری کا ہو پہر جب حساب ہو چکیگا تو اوسکی حسنات کو برائیوں پر غلبہ دیا جاویگا
اذ قد جاء في الحديث ان الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن
اسواسطی کہ حدیث مین آیا ہی کہ بیشک پانچوں نمازین اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک اوتارڈالتی ہین بیچ کی صغیرہ گناہونکو
سوى الكبائر وكذا اجتناب الكبائر مكفر للصغائر بحكم نص القرآن وهو قوله تعالى ان تجتنبوا كبائر
سوای کبیرہ گناہوں کی اور ایسی ہی کبیرہ گناہ سی بچتی رہنا اوتار ڈالتا ہی صغیروں کو قرآن کی صاف حکم سی وہ یہہ قول اللہ تعالی کا ہی اگر تم بچتی رہوگی بڑی عملونسی
ما تنهون عنه نكفر عنكم سيآتكم واقل درجات التكفير ان يدفع العذاب اذا لم يدفع الحساب
جو تمکو منع ہوئی ہین تو ہم اوتار دینگی تمسی گناہ تمہاری اور کم سی کم درجہ معافی کا یہہ ہی کہ عذاب موقوف ہو اگر حساب موقوف نہو
وكل من هذا حاله يكون ممن ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية هذا حال من اجتنب جميع الكبائر
اور ایسی ہی لوگ ہونگی جنکی تولین بہاری ہونگی سو وہ نہایت پسندیدہ ارام مین ہین یہہ حال تو اوسکا ہی جو تمام کبایر سی بچتا رہا

وادی جمیع الفرائض واما من ارتکب بعضا من الکبائر او ترك بعضا من الفرائض فانه ان تاب توبة
اور اوسنی تمام فرایض ادا کئی اور جسنی کچہہ کچہہ کبیرہ گناہ بہی کئی اور کوئی کوئی فرض بہی ادا نکیا تو ایسی شخص نی اگر کامل توبہ کی
نصوحا قبل قرب الاجل یلتحق ممن لم یرتکب ذنبا لان التائب من الذنب کمن لا ذنب له والثوب المغسول
حالت نزع سی پہلی تو یہہ اونہیں شامل ہی جنی کوئی گناہ نہیں کیا اسلئی کہ گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسی بی گناہ اور دہویا ہوا کپڑا ایسا ہوتا ہی
کالثوب الذی لم یتوسخ وان لم یتب بل مات قبل التوبة فامره مخطر عند الموت اذ ربما یکون موته علی
جیسی میلا نہیں ہوا اور اگر توبہ نہیں کی بلکہ توبہ سی پہلی مرگیا تو اوسکی حق مین مرتی وقت کا اندیشہ ہی اسواسطی اکثر اوقات ایسی موت
الاصرار سببا لزوال ایمانه فیختم له بسوء الخاتمة ویبقی فی جهنم ابد الاباد وان لم یختم له سوء الخاتمة
اسرار پر باعث ایمان کی زوال کی ہوجاتی ہی پہر اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہیگا اور اگر اوسکا خاتمہ بد نہوا
بل مات علی الایمان فان لم یعف الله تعالی یعذب عذابا یزید علی عذاب المناقشة فی الحساب ویکون
بلکہ ایمان سی موا پہر اگر اللہ تعالی نی معاف نکیا تو اوسکو ایسا عذاب ہوگا جو حساب مین سخت گیری کی عذاب سی زیادہ ہو اور
کثرة العقاب من حیث المدة بحسب کثرة الاصرار ومن حیث الشدة بحسب شدة قبح الکبائر ومن حیث
افزایش عذاب کی درازی مدت سی باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزایش سختی مین باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور
اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصی وعند انقضاء مدة العقاب ینزل فی درجات اصحاب
تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ویسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گزرجانی مدت عذاب کی وہ شخص اونکی مرتبہ مین شامل ہوویگا جنکو
الیمین وفی الخبر ان اخر من یخرج من النار یعطی مثل الدنیا کلها عشرة اضعاف ولا یخرج من النار الا موحد
اعمالنامہ داہنی ہاتہہ مین ملینگی اور حدیث مین ہی کہ سب سی پیچہی جو دوزخ سی باہر آویگا اوسکو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ مین سی سوا موحد کی
ولیس المراد من الموحد من یقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذی یعبر عنه
کوئی خلاص نہوویگا اور موحد سی مراد وہ شخص نہیں ہی جو صرف زبان سی لا اله الا الله کہا کری اسلئی کہ زبان آلہ اس عالم کا ہی جسکو
بعالم الملك والشهادة فلا ینفع النطق به الا فی هذا العالم حیث یدفع سیف المسلمین عن رقبته وایدی
عالم ملک اور شہادت کہتی ہین سو زبانی کلمہ پڑہنی سی صرف اسی عالم مین فائدہ ہوگا اسواسطی کہ تلوار مسلمانون کی اوسکی گردن سی دور رہیگی اور ہاتہہ
الغانمین عن ماله ومدة الرقبة والمال مدة الحیوة واذا لم یبق الرقبة والمال لا ینفع النطق به وانما ینفع الصدق
غنیمت کرنیوالون کا اسکی مال سی الگ رہیگا اور گردن اور مال تو زندگی بہر ہی پہر جب گردن اور مال نرہیگا یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑہنا کچہہ کام نہ آویگا
فی التوحید وکمال التوحید الاستقامة علی فعل المامورات وترك المنهیات ولا یتاتی ذلك الا بغلبة الیقین
توحید مین صرف تصدیق کام آویگی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قایم رہنی سی ہی اور یہہ تو بن حاصل نہین ہوتی
علی القلب بعد نفی الشك عنه فان من غلب علی ظنه ان من یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة
جبتک دل پر یقین غالب نہو اور شک دل مین سی نجاتا رہی کیونکہ جسکی گمان مین یہہ بات جم گئی کہ جو ذرہ بہر بہلائی کو عمل مین لاویگا وہ دیکہیگا اور جو ذرہ بہر برائی کریگا
شرا یره لا شك ان یحرص علی تحصیل الطاعات ویحفظ قلیلها وکثیرها ویترك الذنوب والسیات
سو دیکہیگا تو بیشک وہ شخص جہان تک بنی عبادت کو حاصل کریگا اور عبادت مین سی تمام چہوٹی اور بڑی کی حفاظت کریگی اور تمام گناہ اور برائیون کو چہوڑیگا
ویجتنب صغیرها وکبیرها وقلیلها وکثیرها وهذا هو الایمان الحقیقی والتوحید الیقینی والناس فی هذا
اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سی اور تہوڑی اور بہت سی بچیگا اور یہہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر
التوحید متفاوتون فمنهم من له توحید مثل الجبال ومنهم من له توحید مثل دینار ومنهم من له توحید
مختلف درجہ کی ہین بعضی وہ ہین جنکی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہین جنکی توحید برابر دینار کی ہی اور بعضی ایسی کہ جسکی توحید

مقدار خردلة وذرة فمن فی قلبه مثقال دینار من الایمان فهو اول من یخرج من النار وآخر من یخرج

برابر دانہ رائی اور ذرہ کی ہی پہر جسکی دل میں ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سی پہلی دوزخ کی اندر سی باہر آویگا اور سب سی پیچھی دوزخ کی

منها من فی قلبه مقدار ذرة من الایمان واکثر ما یدخل الموحدین النار مظالم العباد وقد جاء فی الاثر

اندر سی وہ نکلیگا جسکی دل میں ایمان برابر ذرہ کی ہی اور موحد آدمی اکثر دوزخ میں بسبب حق العباد کی جاوینگی اور حدیث اثر میں آیا ہی

ان العبد لیوقف بین یدی الله تعالی وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لکان من اهل الجنة فیقوم

کہ ایک شخص سامنی الله تعالی کی کہڑا ہوگا اور اوسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہون گی اگر وہ سب اوسکی لئی بچی رہتین تو بیشک جنتی ہوتا پہر اوسکی

اصحاب المظالم فکان قد سب هذا وضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فیقتص من حسناته

مدعی کہڑی ہونگی اوسنی اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا ایک سی خدمت لی تہی کسیکا مال چہین لیا تہا اب ان سبکا بدلہ اوسکی حسنات میں سی

حتی لا یبقی له حسنة فیقول الملئکة یا ربنا قد فنیت حسناته وبقی الطالبون کثیر فیقول الله تعالی

آخر اوسکی پاس کچہہ ہی نہیں بچیگا پہر فرشتی کہینگی یا الہی اوسکی حسنات تو ہو لیئ اور مدعی بہت موجود ہیں الله تعالی فرماویگا

القوا من سیأتهم علی سیأته وصکوا له صکا الی النار وکما یهلک الظالم بسیئة غیره بطریق القصاص

اونکی گناہ اسکی ذمہ پر رکہدو اور اوسکی لئی دروازہ دوزخ کا کہولدو اور جیسی ظالم غیرونکی گناہ سی یعنی بدلہ میں مارا جاتا ہی

فکذلک ینجو المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنته الیه عوضا عما ظلمه به واذا تقرر هذا فالواجب

ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنات سی بچ جاتا ہی جب ظالم کی حسنات ظالم کی بدلہ میں مظلوم کو ملجاتی میں جب یہہ بات ٹہری تو ہر مسلمان پر واجب ہی

علی کل مسلم البدار الی محاسبة نفسه کما روی عن عمر بن الخطاب انه قال حاسبوا انفسکم قبل ان

کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجہہ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہیں اپنا حساب سمجہہ رکہو پہلی

تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا فانکم ان کنتم تحاسبون انفسکم الیوم وتزنونها للعرض الاکبر

حساب دینی سی اور اپنا کیا تول رکہو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج اپنا حساب سمجہہ لوگی اور بڑی وقت کی واسطی تول رکہوگی

یکون الحساب علیکم غدا اهون وتعرضون یومئذ ولا تخفی علیکم خافیة وطریق المحاسبة ان

تو کل کو حساب تم پر بہت آسان ہوئیگا اوسدن سب سامنی ہوگا کوئی بات چہپی نرہیگی اور حساب سمجہنی کا یہہ ڈہب ہی

ینظر المرء فی حواله هل علیه شیء من حقوق الله تعالی وحقوق الناس ام لا فیقضی ما فاته من فرائض

کہ آدمی اپنی حال میں غور کری آیا مجہہ پر کوئی حق الله یا حق العباد باقی ہی یا نہیں پہر چاہئی کہ ادا کری اگر کوئی فرض

الله تعالی ویرد المظالم حبة حبة ویستحل کل من تعرض له بیده ولسانه وقلبه بان اساء له الظن

الہی رہ گیا ہو اور حق العباد کا دانہ دانہ پہیر دی اور معاف کرالی ہر ایک سی جسکو ستایا ہوا ہاتہہ سی اور زبان سی اور دل سی اسطور کہ اوسکی حق میں بدگمانی کی

ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق شیء علیه من حقوق الله تعالی وحقوق العباد ویدخل الجنة بغیر

اور اونکا دل خوش کردی آخر ایسی حال میں مری کہ اوسکی ذمہ پر کوئی حق الله اور حق العباد باقی نہو اور بہشت میں بی

حساب یسرنا الله بفضله المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه

حساب چلا جا الہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کردی نوین مجلس ضروری ہونی میں اتباع نبوی صلی الله علیه

وسلم فیما جاء به وفیه تحقیق قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم

وسلم کی تمام احکام میں جو لائی ہیں اور اسمین تحقیق ہی فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی مؤمن نہیں ہوگا کوئی تم میں سی

حتی یکون هواه تبعا لما جئت به هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص

جبتک ہووی خواہش اوسکی مطابق میری لائی ہوئی کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عبد الله بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناه ان احدکم لا یبلغ درجۃ کمال الایمان حتی یخالف هواه ویتبع الحق ولا یسلط هواه علی الحق

اسکی معنی یہہ ہین کہ البتہ کوئی تم مین سی نہین پاویگا درجہ کمال ایمان کا یہان تک کہ اپنی ہوا ہوس کی خلاف کری اور تابع حق کا ہو اور اپنی ہوا ہوس کو حق پر غالب نکری

بل یکون الحق الذی جئت به مسلطا علی الهوی فان من یعمل بهوی نفسه لا یرید نفسه شیئا الا

بلکہ حق ہی جو مین لایا ہون خواہش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پہر اسکا نفس جو خواہش کریگا

یرتکبه ویخالف مولاه ویجعل هواه الها لنفسه کانه یعبده ولهذا قال النبی علیه السلام ما عُبدَ تحت

سو عمل کریگا اور اپنی مولی کا مخالف ہو کر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا دیگا گویا یہہ اوسکی پرستش کرتا ہی اسہیلئی فرمایا ہی نبی صلی اللہ علیہ نی نہین پوجا گیا آسمان کی

السماء اله ابغض الی الله تعالی من الهوی وفی روایۃ ان ابغض اله عُبد فی الارض عند الله تعالی

تلی کوئی معبود جو بدتر ہو نزدیک اللہ تعالی کی ہوا سی اور ایک روایت مین یہہ ہی بیشک بدتر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نزدیک اللہ کی

هو الهوی وفی الحقیقۃ ان من تامل یعلم ان من یعبد الصنم لا یعبد الصنم وانما یعبد هواه لکون

ہوا ہی اور حقیقت مین جو شخص غور کر کر دیکہی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہین پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ اوسکا

نفسه مائلۃ الی دین ابائه فیتبع ذلك المیل الذی یعبر عنه بالهوی اذ من عادۃ اهل الهوی ان یستحسنوا

دل باپ دادون کی دین پر جہکا ہی سو یہہ شخص اوسہی توجہ دلی کی پیچہی لگا ہوا ہی اسی کو ہوا کہتی ہین اسلئی کہ اہل ہوا کی یہہ عادت ہی کہ جو بات اونکی خوشی کی

کلما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یستقبحوا کل ما یخالف هواهم وان کان جالبا لکل خیر

موافق ہو اوسکو اچہا سمجہین اگرچہ اوسی تمام برائی اور وبال آپڑی اور جو بات اونکی خوشی کی خلاف ہو اوسکو برا سمجہین اگرچہ اوسمین تمام بہلائی

ونوال فالسعید من یخالف هواه ویطیع مولاه والشقی من یتبع هواه ویخالف مولاه ویکون هالکا

اور خوبی ہو سو نیکبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور مولی کی اطاعت کری اور بدبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیچہی مولی کا خلاف کر کر ہلاک

لان من یتبع هواه یفعل ما یضره ویهلك حالا ومالا وهو لا یشعر او یشعر لکن لخفۃ عقله یرجح

اسواسطی جو اپنی ہوای نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کریگا جو اوسکی حق مین مضر ہو دنیا اور آخرت مین ہلاک کردی اور وہ خیال نہین کرتا یا خیال تو کرتا ہی پر بیوقوفی کی

اللذۃ الحاضرۃ التی لا بقاء لها علی العقوبات العظیمۃ التی لا نهایۃ لها ویظن لعمی بصیرته وغایۃ حماقته

حال کی لذت کو جسکو اصلا قیام نہین ہی اون بڑی بڑی عذابونسی جنکی کچہہ انتہا نہین ہی بہتر جانتا ہی اور یہہ کا اندہا اپنی حماقت سی یہہ گمان کرتا ہی

انه ظفر بشیء من اللذائذ ولا یعلم ذلك الاحمق انه یخرج من الدنیا ویری انه لم یظفر بشیء من اللذائذ

کہ مین نی خوب عیش اوڑائی اور احمق یہہ نہین سمجہتا کہ دنیا سی نکلتی ہی یعنی مرتی ہی دیکہہ لیگا کہ اوسکو کچہہ بہی مزہ حاصل نہوا

اصلا لا من لذائذ الدنیا ولا من لذائذ الاخرۃ بل اتبع هواه فیما لیس بشیء لان لذائذ الدنیا عنه تزول

نہ تو دنیا ہی مین مزا اوٹہایا اور نہ آخرت مین کچہہ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتون مین لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہیگا

ولذائذ الاخرۃ لیس له الیه الوصول فیبقی فی حسرۃ وندامۃ حین لا ینفعه الندم وقد قال ابن عباس

اور آخرت کا عیش کبہی میسر نہوگا اب صرف حسرت اور ندامت مین مبتلا رہیگا سو اب ندامت سی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہین

ما ذکر الله الهوی فی القران الا ذمه فانه تعالی قال بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ وقال وَإِنَّ

کہ اللہ تعالی نی قرآن مین جہان ہوا ہوس کا ذکر کیا ہی سب برائی سی کیا ہی اللہ تعالی نی فرمایا ہی بلکہ چلی ہین یہہ بی انصاف اپنی چاؤ پر بن سمجہی اور کہا اور بہت لوگ

كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ وقال وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ فعلم من

بہکاتی ہین اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور اوس سی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ پر بن راہ بتائی اللہ کی

هذه الایات ان اتباع الهوی لا یکون فی الاکثر الا بغیر علم بالحق فلا بد للمؤمن ان یعرف الحق ویمیزه عن

ان آیات سی معلوم ہوا کہ ہوا ہوس مین مبتلا ہونا اکثر اوقات بسبب ناواقفگی امر حق کی ہوتا ہی سو مرد مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کر کر باطل سی

ما ذکر الله الهوی فی القرآن الا ذمه

الباطل ویعمل بالحق ویختاره علی الباطل لان من لم یعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار علیه

اوسکی تمیز حاصل کری پہر حق پر عمل کری اور باطل پر اوسکو پسند کری کیونکہ جو شخص حق کو نہیں پہچانتا وہ گمراہ ہوتا ہی اور جو شخص حق کو تو پہچانی پہر غیر حق کو

غیرہ فهو مغضوب علیه ومن عرفه واتبعه فهو منعم علیه وقد امرنا الله تعالی ان نسئله فی کل یوم

پسند کری تو اوسپر خدا کا غضب ہوتا ہی اور جو حق کو پہچان کر اوسکی اطاعت کری اوسپر خدا کی رحمت ہی اور ہمکو اللہ کا حکم ہی کہ ہم اوس سی یہہ دعا مانگا کرین ہر دن

ولیلة مرات عدیدة ان یهدینا صراط الذین انعم علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین وبین فی

رات مین کئی کئی بار کہ دکہا ہمکو رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی رحمت کی نہ رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی غضب فرمایا اور نہ گمراہونکا اور

ضمنه ان اهل السعادة هم الذین عرفوا الحق واتبعوه وکانوا مهتدین وان اهل الشقاوة هم الذین

اسہی کی ضمن مین بیان کیا کہ سعادتمند وہ لوگ ہوتی ہین جنہون نی حق کو پہچان کر اطاعت کی اور راہ رست پایا اور بدبخت وہ لوگ ہین جنہون نی

لم یعرفوا الحق بل جهلوه وخرجوا منه وکانوا ضالین او عرفوه وخالفوه ولم یتبعوه بل اتبعوا غیره و

حق کو نہ پہچانا اور جہالت کی مارے حق سی خارج ہوکر گمراہ ہوگئی یا حق کو پہچان کر اوسکا خلاف کیا اور اطاعت نکی بلکہ غیر حق کی اطاعت کی اور

کانوا مغضوبا علیهم وقد ثبت فی الحدیث ان المغضوب علیهم الیهود وان الضالین النصری وانما

اونپر غضب نازل ہوا اور حدیث سی ثابت ہی کہ مغضوب علیہم سی مراد یہود ہین اور ضالین سی مراد نصاری ہین اور کیا وجہ ہی

سمی الیهود بالمغضوب والنصری بالضالین مع کون کل واحد منهما ضالا ومغضوبا علیهم لکون

کہ یہود مغضوب علیہم ٹہری اور نصاری ضالین ٹہری باوجودیکہ یہہ دونو گمراہ اور سزاوار غضب کی ہین اسہی وجہ سی

کل واحد منهما مختصا بما غلب علیه من الجهل والعناد فان الیهود کانوا امة عناد فخصوا بالغضب

کہ دونو فرقون کو خصوصیت ہی غلبۂ جہل اور عناد سی سو یہودیون مین تو عناد زیادہ تہا وہ تو سزاوار غضب کی ہوئی

والنصری کانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفیان بن عیینة من فسد من علمائنا

اور نصاری مین جہالت زیادہ تہی وہ گمراہی سی مخصوص ہوئی اسہیلئی سفیان بن عیینہ کہتی ہین کہ ہم مین سی جو عالم ہوکر بگڑ جاوی

ففیه شبه من الیهود لان الیهود عرفوا الحق ولم یتبعوه بل عدلوا عنه وکانوا مغضوبا علیهم

تو وہ یہودیونسی ملتا ہی کیونکہ یہودیون نی حق کو پہچان کر اطاعت نکی بلکہ حق سی الگ ہوگئی پہر قابل غضب الٰہی کی ہوگئی

ومن فسد من عبادنا ففیه شبه من النصاری لان النصاری لم یعرفوا الحق بل جهلوه وکانوا

اور ہم مین سی جو عابد بگڑ جاوی تو وہ نصرانیونسی ملتا ہی کیونکہ نصرانیون نی حق کو نہین پہچانا بلکہ نادانستہ رہی

ضالین فانه تعالی جعل العبادة سببا للثواب والمعصیة سببا للعقاب فمن یرجو الثواب ویخاف

آخر گمراہ ہوئی بیشک اللہ نی عبادۃ کو واسطہ ثواب کا بنایا ہی اور گناہ کو واسطہ عذاب کا بنایا پہر جو شخص آرزو ثواب کی کری اور

العذاب لابد له ان یعرف العبادة والمعصیة لیشتغل بالاولی ویصل الی الثواب ویحترز عن الثانیة

عذاب سی ڈری تو اوسکو لازم ہی کہ عبادت اور معصیت کی حقیقت دریافت کری تاکہ عبادۃ کی شغل سی ثواب پاوی اور گناہ سی پرہیز کرکر

وینجو من العذاب لان من لم یعرفهما ولم یفرق بینهما یضع احدهما مقام الاخری فیکون من الخسرین

عذاب سی بچی کیونکہ جو شخص ان دونون سی خوب واقف نہوگا اور دونون مین فرق نہ کریگا تو ایک کو دوسری کی جگہہ برت لیگا پہر اوسکو بڑا ہی خسارہ ہوگا

وذلک لان فی قلب الانسان قوتین قوة العلم وقوة الارادة وهما لا یتعطلان ابدا ولا یحصل

اور یہہ بات اسلئی کہ انسان کی دل مین دو قوتین ہین قوت علم کی اور قوت ارادہ کی اور یہہ دونو کبہی بیکار نہین ہوتی اور انٔ بدون

عمل الا بهما سواء کان خیرا او شرا لان من یفعل شیئا سواء کان خیرا او شرا لا یفعله ما لم یرد

کوئی عمل نہین ہوسکتا برابر ہی کہ نیک ہو یا بد ہو اسلئی کہ جو شخص کچہہ کام کرتا ہی برابر ہی کہ بہلا ہو یا برا ہو تو بدون ارادہ کی نہین کرسکتا

ولا يريده ما لم يعلمه فكمال الانسان وصلاحه باستعمال هاتين قوتين فيما ينفعه فى الدارين

اور ارادہ اوسکا بدون علم کی نہین ہوسکتا سو تمام خوبی اور بہلائی آدمی کی ان دونو قوتون کو دارین کی منفعت مین استعمال کرنیسی ہی

ويعينه فى نيل الدولتين فلا بد له من استعمال قوة العلم فى ادراك الحق وتميزه عن الباطل

اور ان دونو دولتون کی حصول مین مددگار بنانی سی سو آدمی کو چاہیی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی مین استعمال کرکر حق کو باطل سی جدا کری

واستعمال قوة الارادة فى طلب الحق وايثاره على الباطل لانه اذا لم يستعمل قوته العلمية فى معرفة

اور قوت ارادی کو حق کی تلاش مین استعمال کرکر حق کو باطل پہ اختیار کری کیونکہ جب یہہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان مین استعمال نکریگا

الحق وادراكه فلا جرم انه يستعملها فى معرفة الباطل وما يليق به واذا لم يستعمل قوته الارادية

تو بیشک اوسہی قوت کو باطل کی پہچان مین اور جو اوسکی متعلق ہین استعمال کریگا اور اگر اپنی قوت ارادی کو

فى طلب الحق والعمل به فلا شك انه يستعملها فى طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول

طلب حق مین اور حق کی عمل مین نہین صرف کریگا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اوسکی عمل مین صرف کریگا پہر آدمی کی خلقی عادت ہی

على معرفة صانعه ويقتضى طبعه عبادة خالقه والتقرب اليه بحكم الفطرة التى فطر الناس

کہ اپنی پیدا کرنیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیکی حاصل کری باعتبار اصل پیدایش کی جسپر آدمیون کی پیدایش ہی

عليها لكن لا عبرة بالمعرفة الجبلية والعبادة الطبيعية لانها تكون على مقتضى النفس ومتابعة

پر عادت کی موافق پہچان کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور طبیعی عبادت کی کچہہ اصل نہین کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت

هواها فلا يخلو عن شوب الشرك وانما المعتبر المعرفة والعبادة على وفق الشرع لا على وفق الطبع

ہوا ہوس کی ہوتی ہی سو اسمین ملونی شرک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادة وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہو کری

الا ترى ان ابليس كان فى طبعه السجود لربه حتى عبد الله تعالى فيما يروى ثمانين الف سنة

کیا تجکو معلوم نہین ہی کہ ابلیس بخواہش طبع رب کو سجدہ کرتا تہا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی

وانتظم بكثرة عبادته فى سلك الملئكة المقربين ثم لما امر بالسجود على خلاف طبعه ابى واستكبر وكان

اور اس عبادت کی برکت سی مقرب فرشتون کی جماعت مین شامل ہو گیا تہا پہر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور

من الكفرين فان من يتبع طبعه وهواه فانه لا يفعل شيئا من المعروفات الا ما يوافق هواه ولا يترك

کافر ہو گیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہواء نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنات مین سی بہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور

شيئا من المنكرات الا ما يخالف هواه وقد قال بعض السلف من لم يعمل من الحق الا ما يوافق هواه

منکرات مین سی بہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر مین سی وہ ہی عمل کری جو اوسکی مرضی کی مطابق ہو

ولم يترك من الباطل الا ما يخالف هواه لا يصل اجر ما عمل من الحق ولا ينجو من وزر ما ترك من الباطل

اور باطل مین سی وہ ہی کام چہوڑی جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پہ عمل کرنیکا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بچی

بل يكون هذا سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان لسوء الخاتمة اسبابا يجب على المؤمن

بلکہ اوسکی یہہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بد کا اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کی بہت اسباب ہوتی ہین مومن آدمی پہ واجب ہی

ان يحترز عنها منها الفساد فى الاعتقاد وان كان مع كمال الزهد والصلاح فان من كان له فساد

کہ اونسی بچتا رہی اونمین سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی ساتہہ زہد اور صلاح بہی کامل ہوا کری کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی

فى اعتقاده مع كونه قاطعا متيقنا به لم يخطر له غير ظان انه اخطأ فيه قد ينكشف له فى حال سكرات

باوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہہ گمان نہین ہی کہ مین اسباب مین خطا پر ہون پہر جب نزع کی وقت یہہ ظاہر ہوگا

بطلان ما اعتقده فيظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحقة مثل هذا الاعتقاد باطل
کہ اوسکا یہہ اعتقاد باطل تہا تو اوسکو یہہ خیال ہوگا کہ اوسکی تمام اعتقادات حق ہی مانند اسہی اعتقاد کی باطل ہین

لا اصل له ان لم يكن عنده فرق بين اعتقاد واعتقاد فيكون انكشاف بطلان بعض اعتقاد
انکی کچہہ اصل بنیاد نہین ہی اگر اوسکو ہر ہر اعتقاد مین فرق حاصل نہیں تہا سو اوسکو بعض اعتقاد باطل ظاہر ہوتی ہی

سببا لزوال بقية اعتقاداته فان خرج روحه في هذه الحالة قبل ان يتدارك ويعود الى اصل
سبب اعتقاد زایل ہوجاینگی پہر اگر ایسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی پہلی اسکی کہ اوسکا تدارک اور تلافی کرکر اصل

الايمان يختم له بالسوء ويخرج من الدنيا بغير ايمان فيكون من الذين قال الله تعالى فيهم
ایمان حاصل کرلی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور دنیا سی بی ایمان جاویگا پہر اون لوگوں مین داخل ہوگا جنکی حق مین اللہ یہہ فرماتا ہی

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وقال في اية اخرى قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا
اور نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نہین رکہتی تہی اور فرمایا ایک اور آیت مین کہہ ہم بتادین تمکو کن کی گئی بہت اکارت کام

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا فان كل من اعتقد
جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام بیشک جو شخص کسی شی کو برخلاف واقع

شيئا على خلاف ما هو عليه اما نظرا برأيه وعقله او اخذا ممن هذا حاله فهو واقع في هذا الخطر ولا
یعنی غلط اعتقاد کرلی یا تو صرف اپنی سمجہہ بوجہہ سی یا کسی اور ایسی ہی شخص سی سنکر تو اوسکی حق مین یہہ ہی اندیشہ ہی اور

يدفعه الزهد والصلاح وانما يدفعه الاعتقاد الصحيح المطابق لكتاب الله تعالى وسنة رسوله
زہد اور صلاح سی یہہ اندیشہ دفع نہین ہوسکتا اس اندیشہ کو وہ ہی اعتقاد دفع کرتا ہی جو صحیح اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی مطابق ہو

لان العقائد الدينية لا يعتد بها الا ما اخذت منهما ومنها الاصرار على المعاصي فان من له اصرار
اسواسطی کہ عقاید دینی وہ ہی معتبر ہین جو کتاب اور سنت کی مطابق ہوتی ہین اور اونہین اسباب مین سی ایک سبب ہی گناہوں پر اڑجانا بیشک جو شخص

على المعاصي يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
اڑجاتا ہی تو اوسکی دلمین گناہ کی محبت پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین زندگی بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پس اگر اسکو

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي
رغبت عبادات کی زیادہ ہوگی تو موت کی وقت عبادات بہت یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہوں کی

اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به قبل التوبة
بہت ہوگی تو مرتی وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آوینگی سو اکثر اوقات مرتی وقت توبہ سی پہلی

شهوة من الشهوات ومعصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها ويصير حجابا بينه وبين ربه وسببا
کوئی شہوت شہوات مین سی اور کوئی گناہ گناہوں مین سی اوسپر غالب ہوجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسہی مین لگارہ جاتا ہی وہ ہی اوسمین اور اوسکی رب مین پردہ ہوجاتا ہی

لشقاوته في اخر حيوته لقوله عليه السلام المعاصي بريد الكفر والذي لم يرتكب ذنبا اصلا
آخر دم وہ ہی اوسکی شقاوت کا سبب ہوجاتا ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین اور جسنی کبہی کوئی گناہ نہین کیا یا

او ارتكب وتاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما الذي ارتكب ذنوبا كثيرة حتى كانت اكثر من طاعاته
گناہ تو کیا پر توبہ کی سو ایسا شخص اس اندیشہ سی الگ ہی اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہا ایسا کہ اوسکی عبادات سی زیادہ ہوگئی

ولم يتب عنها بل كان مصرا عليها فهذا الخطر في حقه عظيم جدا اذ قد يكون غلبة الالف بها
اور اونسی توبہ بہی نکی بلکہ گناہ ہی مین مبتلا رہا تو اوسکی حق مین اس خطرہ کا اندیشہ ہی اسلیئی کہ بعضی وقت بسبب غلبہ محبت کی

سببا لان يتمثل فى قلبه صورتها ويقع منه ميل اليها ويقبض روحه عليها فيكون سبب السوء
اوسکی دلمین گناہ کی صورت مجسم ہوجاتی ہی اوراس شخصکو اوسکی طرف رغبت آتی ہی اوراسیہی حالت مین اوسکی جان نکل جاتی ہی یہہ ہی سبب ہوتا ہی اوسکی

خاتمته ويعرف ذلك بمثال وهو ان الانسان لا شك انه يرى فى منامه من الاحوال التى الفها طول
خاتمہ بدکا یہہ بات مثال سی خوب سمجہہ مین آتی ہی مثال یہہ ہی کہ آدمی بیشک سوکر خواب مین وہ حالات دیکہا کرتا ہی جو عمر بہر محبوب ہوتی ہین

عمره حتى ان الذى قضى عمره فى العلم يرى من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذى قضى عمره
اتنا کہ جسنی اپنی عمر پڑہنی لکہنی مین صرف کی ہی تو وہ وہ ہی حالات دیکہتا ہی جو علم اور علما سی متعلق مین یعنی دوات قلم کتاب اور جسنی اپنی عمر

فى الخياطة يرى من الاحوال المتعلقة بالخياطة والخياط اذ لا يظهر فى حال النوم الا ما حصل له
درزی گری مین کہوئی تو وہ وہ ہی حالات دیکہتا ہی جو درزی گری سی متعلق ہین یعنی گز قینچی اسلئی کہ نیند مین وہ سوجہتا ہی جو بسبب کثرت الفت کی

مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان كان فوق النوم لكن سكراته وما يتقدمه من
اوسکی دلسی مناسبت رکہتا ہی اور موت اگرچہ نیند سی بہت برتر ہی پر اوسکی سکرات اور حال جو موت سی پہلی گذرتا ہی

الغشية قريب من النوم فطول الالف بالمعاصى يقتضى تذكرها عند الموت وعودها فى القلب
جیسی غشی یہہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہین اور کثرت الفت کی معاصی سی یہہ ہی چاہتی ہی کہ معاصی موت کی وقت دلمین ہٹ کر یاد آئین

وتمثلها فيه وميل النفس اليها وان قبض روحه فى تلك الحالة يختم له بالسوء ومنها العدول عن
اور دلمین صورت پکڑین اور نفس کو اودہر رغبت ہو ایسی حالت مین اگر اوسکی جان قبض ہوگئی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور اون اسباب مین سی ایک سبب یہہ ہی

الاستقامة فان من كان مستقيما فى ابتدائه ثم تغير عن حاله وخرج مما كان عليه فى ابتدائه يكون
کہ استقامت سی تجاوز کری البتہ جو شخص پہلی تو سیدہا رہا پہر اپنا حال پلٹ کر وہ سیدہا راہ چہوڑ دیا جو ابتدا مین تہا یہہ ہی خاتمہ بدکا

سببا لسوء خاتمته كابليس الذى كان فى ابتدائه رئيس الملئكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا فى العبادة
سبب ہوتا ہی جیسی شیطان کہ پہلی تو تمام فرشتوں کا سردار اور اونکا استاد تہا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا

حتى قيل لم يبق فى سبع سموات وسبع ارضين موضع شبر الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود
اتنا کہ کہتی ہین کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین مین ایک بالشت بہر جگہہ اسکی سجدہ سی خالی نہین تہی پہر جب اسکو حکم ہوا آدم علیہ السلام کی

لادم ابى واستكبر وكان من الكفرين وكبلعام بن باعوراء الذى اتاه الله اياته فانسلخ منها بخلوده
سجدہ کا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور کافر ہوگیا اور جیسی بلعام بن باعورا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیاں دین پر اونسی الگ ہوکر ہمیشگی

الى الدنيا واتباع هواه وكان من الغاوين وكبرصيصا العابد الذى قال له الشيطان اكفر فلما كفر
دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جب اوسی شیطان نی کہا انکار کر پہر جب وہ منکر ہوا

قال انى برىء منك انى اخاف الله رب العلمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه فى العذاب
تو کہا مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ہی ساری جہان کا البتہ شیطان نی اوسکو کفر کی رغبت دلائی جب اوسنی کفر کیا تو اوسی الگ ہوا اس خوف سی کہ ایسا نہو کہ مین ہی اسکی ساتہہ

ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهما انهما فى النار خالدين فيها وذلك جزؤا الظلمين ومنها ضعف الايمان فان من كان
اگرچہ اسکی کچہہ اوسکو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونوں کا یہہ ہی کہ وہ دونوں مین آگ مین سدا رہین اونہیں مین اور یہہ ہی سزا گنہگاروں کی اور اونہی اسباب مین سی ایمان کی سستی ہی

فى ايمانه ضعف يضعف حب الله تعالى فيه ويقوى حب الدنيا فى قلبه ويستولى عليه بحيث لا يبقى فيه موضع لحب الله
ایمان مین سستی ہوگی اوسکو محبت الہی مین سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اوسکی دل مین قوی اور ایسی غالب ہوجائیگی کہ محبت الہی کی لئی ذرہ بہر جگہہ باقی نرہیگی

الا من حيث حديث النفس بحيث لا يظهر له اثر فى مخالفة النفس ولا يؤثر فى الكف عن المعاصى
ہان اگر ہووی تو مثل خیالات نفسانی کی جسکا اثر نفس کی مقابلہ مین کچہہ بہی ظاہر نہو اور نہ گناہوں سی باز رہنی مین اثر کریگا

ولا فی الحث علی الطاعات فینهمك فی الشهوات وارتکاب السیات فیتراکم ظلمات الذنوب
اور نہ طاعات کی رغبت پر پس صرف شہوات مین کہپا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا پہر دل پر تہ برتہ سیاہی گناہون کی

علی القلب فلا تزال تطفیٔ ما فیه من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاءت سکرات الموت
چڑہتی جاویگی پہر جسقدر اوسمین نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہوکر بہجتا چلا جاویگا پہر نزع کی وقت

یزداد حب الله تعالی ضعفا فی قلبه لما یری انه یفارق الدنیا وهی محبوبة له وحبها غالب علیه
حب الٰہی مین اور بہی زیادہ دل مین سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجہسی چلی اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت اوسپر غالب ہی

لا یرید ترکها ویتالم من فراقها ویری ذلك من الله تعالی فیخشی ان یحصل فی باطنه بغضه تعالی
تو چہوڑنی نہین چاہتی اوسکی فراق سی رنجیدہ ہوتا ہی اور اس فراق کو خدا کی طرف سی جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اوسکی دل مین بجای حب الٰہی کی بغض نہ پیدا ہوجاوی

بدل الحب وینقلب ذلك الحب الضعیف بغضا فان خرج روحه فی اللحظة التی خطرت فیها هذه
اور وہ تہوڑیسی محبت جو ہی بغض نہو جاوی اگر اوسکی جان ایسی حالت مین کہ جب یہہ خیالات پیش تہی نکل گئی

الخطر یختم له بالسوء ویهلك هلاکا مؤبدا والسبب المفضی الی هذه الخاتمة حب الدنیا والرکون
تو اوسکا خاتمہ بد ہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہا اور باعث اسکا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت

الیها والفرح بها مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب الله تعالی وهو الداء العضال قد عم
اور دنیا کی خوشی ہی تسپر سستی ایمان کی جسی محبت الٰہی مین سستی آگئی اور یہہ ہی بیماری سخت ہی جو

اکثر الخلق فان من یغلب علی قلبه عند الموت امر من امور الدنیا ویتمثل ذلك الامر فی قلبه ویستغرقه
تمام خلق کو لگ رہی ہی کیونکہ جسکی دل پر مرتی دم کوئی بات دنیا کی چہا جاوی اور وہ ہی بات اوسکی دل مین تصویر کی طرح صورت بکڑ کر اوسکو ایسا

حتی لا یبقی لغیره متسع فان خرج روحه فی تلك الحالة یکون راس قلبه منکوسا الی الدنیا ووجهه
کہ غیر کی لئی کچہہ گنجایش نرہی پہر اگر ایسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی تو اوسکا دل دنیا ہی کی طرف جہکا ہوا اور اوسکا منہہ دنیا ہی

مصروفا الیها ویحصل بینه وبین ربه حجاب ولا یمکنه ان یکتسب بعد الموت صفة اخری
کیطرف متوجہ رہیگا اور اوسمین اور اوسکی رب مین پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہین کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری

تضاد صفة الغالبة علیه اذ لا تصرف فی القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها
جسی وہ صفت جاتی رہی جو اوسپر غالب تہی اسواسطی کہ دل پر تصرف بدون اعضاء جسمانی کی نہین ہوسکتا اور مرنی سی اعضاء جسمانی سب باطل اور اونکی اعمال

ولا مطمع فی الرجوع الی الدنیا حتی یمکن التدارك ویبقی فی حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه
اور اب یہہ بہی توقع نہین کہ دنیا مین ہٹ کر آویگی تاکہ اوسکا عوض ہوسکی اب سواء حسرت اور ندامت کی کچہہ نہین ہی پس جو شخص اس ہلاکت سی بچا چاہی

الورطة فعلیه بعد اخراج حب الدنیا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصی وقلبه عن الفکر
تو اوسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دلمین سی دور کری اور اپنی اعضا کو گناہون سی اور اپنی دل کو دنیا کی فکر سی بچاوی

فیها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ایضا یؤثر فی قلبه ویصرف فکره الیه
اور دنیا اور اہل دنیا کی دیکہنی سی پرہیز کری کیونکہ یہہ بہی دلمین اثر کر کر اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی

ان یواظب علی الطاعات لکونها ثمرة محبة الله تعالی ولا یتصور محبة الله تعالی الا بعد معرفته تعالی
پہر عبادات بر مداومت کری کیونکہ محبت الٰہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الٰہی بدون معرفت الٰہی کی نہین ہوسکتی

اذ لا یحب الانسان ما لا یعرفه وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله تعالی وعرف ان جمیع النعم الواصلة
اس لئی کہ آدمی نا معلوم چیز کو محبوب نہین رکہتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو پہر جسنی اللہ کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتین جو مجہکو ملین

الیه والی غیره لیس الا منه تعالی لاجرم یحبه فاذا احبه یسعی فی تحصیل مرضاته بالاحتراز

یا اور دل کو ہین سب اللہ ہی کی عنایت ہی تو خواہ مخواہ اوسکو دوست رکہیگا پہر جب اوسکو اپنا محبوب بنایا

عن الافعال القبیحة والاشتغال بالاعمال الحسنة فعلم من هذا ان المقصود من العلوم والاعمال

تو افعال بد سی پرہیز کر کر اور نیک اعمال مین مشغول ہو کر اوسکی رضامندی حاصل کریگا اسی معلوم ہوا کہ مقصود اصلی علوم اور اعمال سی

معرفة الله تعالی حتی یثمر المعرفة المحبة اذ لا ینبغی لاحد ان یفارق الدنیا الا محبا لله تعالی و

اللہ تعالی کے معرفت ہی تا کہ معرفت سی محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہہ ہی کہ جو کوئی دنیا سی جدا ہو تو خدا کی محبت مین اور

محبا للقائه فان من احب لقاء الله تعالی احب الله لقاءه ومن قدم علی محبوبه یعظم سروره

اوسکی ملاقات کی شوق مین جدا ہو اسلئی کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوگا تو خدا اوسکی ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوب پاس جاتا ہی

بقدر محبته لا محبا للدنیا لانه یفارقها ومن یفارق محبوبه یشتد المه وعذابه فمهما کان

تو اوسکی بقدر محبت کی عزت ہوتی ہی دنیا کی محبت مین جان ندی اسلئی کہ دنیا سی تو جدا ہوتا ہی اور جو شخص اپنی محبوب سی جدا ہوتا ہی تو اوسکو بڑا ہی رنج ہوتا ہی جبتک

الغالب علی القلب حب الولد والمال والمسکن والعقار فهذا رجل جمیع محابه فی الدنیا والدنیا

دلپر محبت اولاد اور مال اور گہر باہر کی غالب ہوتی ہی تو یہہ ایسا شخص ہی کہ اسکی تمام محبوب دنیا مین ہین اور دنیا ہی

جنته فموته خروج من الجنة وحیلولة بینه وبین محبوبه ولا یخفی الم من یحال بینه وبین

اسکی لئی بہشت ہی پس موت اسکو جنت سی نکالتی ہی اور اسکو اسکی محبوبون سی دور کرتی ہی اور ظاہر ہی جسکا محبوب چہوٹتا ہی اسکو کیسا رنج والم ہوتا ہی

محبوبه واما اذا لم یکن له محبوب سوی الله تعالی فالدنیا سجنه فموته خروج من السجن ولقی

اور وہ شخص جسکا محبوب سوای ذات الٰہی کی کوئی نہو تو دنیا اسکی حق مین دوزخ ہی سو اسکی موت گو یا دوزخ سی نکل کر اپنی محبوب سی

محبوبه فهذا اول ما یلقاه کل من یفارق الدنیا عقیب موته من الفرح والالم فضلا عما اعده

ملتا ہی پس یہہ پہلی خوشی اور الم ہی جو دنیا سی مر کر جانی والون کو حاصل ہونیوالا ہی پہر آگی کیا کہنا ہی جو

الله تعالی من النعیم المقیم لعباده الصالحین ومن العذاب الالیم للذین استحبوا الحیوة الدنیا و

اللہ تعالی نی صلحاء کی واسطی عیش دائمی اور دنیا کی زندگی اور تازگی پسند کرنیوالون کی واسطی جو

رضوا بها ولم یستعدوا للقاء الله تعالی وحکی ان سلیمن بن عبد الملك لما دخل

اللہ تعالی کی ملاقات کا سامان نکرتی تہی عذاب دردناک تیار کر رکہا ہی بیان کرتی ہین کہ سلیمان بن عبد الملک حج کی ارادہ

المدینة حاجا قال هل بها رجل ادرك عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل الیه فلما اتاه

مدینہ شریف مین آیا تو پوچہا یہان کوئی ایسا مرد ہی جسنی کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ہان ابو حازم ہی آدمی بہیجکر اوسکو بلایا جب وہ آئی

قال یا ابا حازم ما لنا نکره الموت قال انکم عمرتم الدنیا وخربتم الاخرة فتکرهون الخروج من

تو کہا ای ابو حازم ہمکو موت کیون بری لگتی ہی جواب دیا تمنی دنیا کو آباد کیا ہی اور آخرت کو اوجاڑا ہی سو تم آبادیسی اوجاڑ مین

العمران الی الخراب قال صدقت ثم قال لیت شعری ما لنا عند الله تعالی غدا قال اعرض عملك

جانا برا سمجہتی ہو کہا تو نی سچ کہا پہر پوچہا کاشکی ہمکو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہان ہمارا کیا حال ہونیوالا ہی جواب دیا اپنی اعمال کو

علی کتاب الله تعالی قال فاین اجده قال فی قوله تعالی اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ قال

قرآن کی مطابق کر کی معلوم کر لی پوچہا کس جا مقابلہ ہو سکتا ہی جواب دیا اس آیت مین بیشک نیک لوگ عیش مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین پوچہا

فاین رحمة الله قال ان رحمت الله قریب من المحسنین قال لیت شعری کیف العرض علی الله تعالی

پہر رحمت اللہ کی کہان ہوگی جواب دیا بیشک اللہ کی رحمت قریب ہی نیکی والون سی پوچہا کاشکی معلوم ہوتا کہ کل کو کسطور اللہ کی سامنی جانا ہوگا

غدا قال اما المحسن فکالغائب الذی یقدم علی اهله واما المسئ فکالابق یقدم علی مولاه فبکی
جواب دیا نیکی والا تو جیسی بچھڑا ہوا اپنی اہل کی پاس آتا ہی اور بدکار جیسی غلام بھاگا ہوا اپنی مولی کی سامنی آتا ہی پھر سلیمان

سلیمن حتی علا صوته واشتد بکاؤه ثم قال اوصنی قال ایاک ان یراک الله حیث نهاک
رو پڑا اور آواز بلند ہوئی اور بہت ہی رویا پھر کہا مجکو وصیت کر جواب دیا بچتا رہ کہ تجھکو اللہ دیکھی ایسی جگہ جہاں سی منع کیا ہی

ویفقدک حیث امرک المجلس العاشر فی بیان الفرق بین المؤمن والمسلم
اور نہ دیکھی جس جگہہ امر فرمایا ہی دسوین مجلس فرق کی بیان مین مؤمن اور مسلم مین

وبین المجاهد والمهاجر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المؤمن من امنه الناس
اور مجاہد اور مہاجر مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن وہ ہی جسکی ہاتہہ سی لوگ

علی دمائهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده والمجاهد من جاهد نفسه
اپنی جانین اور مال بچالین اور مسلم وہ ہی کہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتہہ سی سلامت بچ رہین اور مجاہد وہ ہی جسنی اپنی جان کو

فی طاعة الله تعالی والمهاجر من ترک الخطایا والذنوب هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه
اللہ تعالی کی فرمان برداری مین کھپایا اور مہاجر وہ ہی جو خطا اور گناہون کو ترک کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی

فضالة بن عبید ومعناه ان المؤمن لیس من یدعی الایمان فقط بل المؤمن الکامل فی ایمانه
فضالہ بن عبید کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ مؤمن وہ نہین ہی جو ایمان کا صرف دعوی کیا کری بلکہ کامل مؤمن اپنی ایمان مین وہ ہی

هو الذی ظهر امانته واستقامته بحیث یکون الناس منه امینا لا یخافونه علی سفک دمائهم
جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہووی کہ خلق اللہ اوسکو امین جان کر یہہ خوف نکرین کہ ہمکو ناحق مار ڈالیگا

واخذ اموالهم ظلما والمسلم لیس من یتکلم بکلمتی الشهادة فقط بل المسلم الکامل فی اسلامه
یا لوٹ لیگا اور مسلم وہ نہین ہی کہ صرف دونو کلمہ شہادت کی پڑہا کری بلکہ کامل مسلمان اپنی اسلام مین

هو الذی لا یؤذی احدا من المسلمین لا بلسانه بالشتم والغیبة والنمیمة والبهتان ولا بیده بالضرب
وہ ہی جو کسیکو مسلمانون مین سی ایذا نہ دی نہ تو اپنی زبان سی کالی گلوزدی کر اور غیبت کر کر اور سخن چینی کر کر اور تہمت لینی سی اور نہ اپنی ہاتہہ سی مار کر

والقتل واخذ ماله بغیر حق وانما خص الید واللسان بالذکر من بین سائر الاعضاء مع الایذاء
یا قتل سی اور ناحق مال چہین کر اور تمام اعضا مین سی صرف ہاتہہ اور زبان کو کس لئی خاص کر ذکر کیا ہی باوجودیکہ ایذا

کما یکون بهما یکون بغیرهما من الاعضاء کالعین والاذن والرجل اذا نظر الی بیت الغیر او استمع
جیسی زبان اور ہاتہہ سی ہوتی ہی ایسی ہی اور اعضا سی بہی ہوتی ہی سوا زبان اور ہاتہہ کی جیسی آنکہہ اور کان اور پانو جب جہانکی بیگانہ گہر مین یا کان لگا

قولهما لا برضاه او دخل ملکه بغیر اذنه لان اکثر الایذاء یحصل بهما واما الجمع بینهما فلان
کسی بات پر اوسکی بی مرضی یا جا گہسی اوسکی ملک مین بی اجازت اسلئی ذکر کیا کہ اکثر ایذا انہین دونو سی ہوتی ہی اور دونو کو جمع اسلئی کیا ہی

کف الید یحتمل ان یکون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم الیه کف اللسان یتعین
کہ ہاتہہ کا روکنا شاید کہ بسبب ناتوانی کی ہو کہ اتنی طاقت نہین ہی اور جب زبان کو اوسکی ساتہہ روکا تو یہہ مقرر ہو گیا

ان کف الید کان للاسلام والمجاهد لیس من یقاتل الکفار فقط بل المجاهد الکامل من یقاتل
کہ ہاتہہ کا روکنا اسلام ہی کی جہت سی ہی اور مجاہد وہ نہین ہی کہ صرف کفار سی جنگ کیا کری بلکہ مجاہد کامل وہ ہی جو اپنی نفس سی جنگ کر کی

نفسه ویحملها علی طاعة الله تعالی ویمنعها عن معصیته تعالی لان نفس الانسان اشد عداوة
اللہ تعالی کی فرمان برداری پر لگا دی اور اللہ کی نافرمانی سی اوسکو روک دیتا اس لئی کہ نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

معه من الکفار لکون الکفار فی ابعد مکان منه لاینفق تلاحقہم به وتقاتلہم معه الاحیانا

دشمن ہوتا ہی اسلئی کہ کفار تو اوس سی دور مسافت پر ہوتی ہین اونسی اتفاقا کبہی کبہی مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہی

بعد حین واما نفسه فانہا ابدا تلازمه وتقاتله وتمنعه عن الخیرات والطاعات وتحمله علی

رہا یہہ نفس یہہ تو ہر وقت اسکی ساتھہ لگا ہوا لڑتا رہتا ہی اور خیرات اور طاعات سی روکی جاتا ہی اور

المعاصی وانواع الفسادات ولاشك ان القتال مع العدو الملازم اہمّ من القتال مع العدوّ

گناہ اور طرح طرح کی فساد پر رغبت دئی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشوار ہوتی ہی جنگ دور کی دشمن سی

البعید یشہد لہذا قوله یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ فانه تعالی امر المؤمنین

یہہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑتی جاؤ اپنی نزدیک کی کافروں سی کیونکہ اللہ تعالی مؤمنوں کو

ان یبتدؤا بقتال الکفار الذین کانوا اقرب منہم فاذا فرغوا من الاقرب فلیقاتلوا الابعد والمہاجر

یہہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال اون کفار سی کرین جو اونسی پاس ہین جب پاس کی کفار سی فارغ ہوجاوین تو دور کی کفار سی لڑین اور مہاجر

لیس من ہاجر من مکة الی المدینة قبل فتح مکة فقط حتی تنقطع الہجرة بعد فتح مکة بل الہجرة

وہ ہی نہین ہی جو گہر چہوڑ کر مکہ سی مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ سی پہلی پہلی کہ بعد فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت

باقیة الی یوم القیمة لانہا انتقال من الکفر الی الایمان ومن دار الحرب الی دار الاسلام ومن

قیامت تک ہوتی رہی گی اسواسطی کہ ہجرت تو یہہ ہی کفر کو چہوڑ کر ایمان حاصل کرنا اور کافروں کی ملک سی مسلمانوں کی ملک مین جانا اور

السیئات الی الحسنات وہذہ الاشیاء باقیة مادام التکلیف باقیا فالمہاجر الکامل ہو الذی

گناہوں کو چہوڑ کر حسنات پر عمل کرنا اور یہہ امور تو باقی رہینگی جبتک خطاب الٰہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو

یترك جمیع مانہی اللہ تعالی من المعاصی ویشتغل بما امر اللہ تعالی من محاسن الاعمال کما جاء

تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالی کی امر بجالانی مین مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ

فی حدیث اخر انه علیه الصلوٰة والسلام قال المہاجر من ہجر مانہی اللہ تعالی عنه فانه علیه الصلوٰة

ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالی نی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ

والسلام بیّن فی ہذا الحدیث ان الہجرة الکاملة التامّة ہی ہجران الفواحش والمنکرات والجد فی

وسلم نی اسحدیث مین بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کی چہوڑنی اور

الطاعات والعبادات لکن ینبغی ان یعلم صحة الطاعات والعبادات موقوفة علی صحة الاعتقاد

طاعت اور عبادت مین کوشش کرنیسی ہوتی ہی لیکن یہہ سمجہنا ضرور چاہئی کہ طاعات اور عبادات کبہی صحیح اور درست نہین ہوتی جبتک اعتقاد درست نہو

لان الایمان اصل والعمل فرع والعبد اذا لم یعرف ما الایمان والہدایة لایعرف ما الکفر والضلالة

اسواسطی کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہہ ہی خبر نہین کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہی کیا ہی

فتارة تجری علی لسانه کلمة التوحید علی طریق الاعتیاد لابالعلم والاعتقاد وتارة یتلفظ

پہر تو کبہی اوسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجاویگا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کبہی کلمہ

بالفاظ الکفر ویدخل فی حیز الارتداد ومن کان فی الاعتقاد بہذہ المرتبة لوبقی الف سنة

کفر کا بک دیگا جسی مرتد ہو جاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک

فی الصوم والصلوٰة لن ینفعه ذلك الاعتقاد یوم العرض الاکبر ومصیرہ الی النار ومن زعم انه مسلم

روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد پیشی کی دن کچہہ فائدہ نہ دیگا آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہہ گمان کری کہ وہ مسلم ہی

وتقاعد من تعلم قدر ما هو فرض عین علیه من عقائد الایمان لا یوجد فیه من الایمان الا

پہر سستی کرے سیکھنے میں عقاید ایمان کی جسقدر اوسپر فرض عین ہی تو اوسمین ایمان کا صرف دعوی ہی دعوی پایا جاتا ہی

مجرد الدعوی وهذا النوع من الایمان انما یظهر فائدته فی الدنیا حیث لا یوخذ منه الجزیة کما

ایسی ایمان کا فائدہ صرف دنیا ہی میں ہوجاتا ہی اسلئے کہ اوسی خراج نہیں لیا جاویگا جیسی

توخذ من الکفار لکن یتعذر له الوصول فی العقبی الی درجة الابرار فان العبد بمجرد الاتیان بکلمتی

اور کفار سی لیا جاتا ہی لیکن اسکو درجہ صلحاء کا آخرت میں ملنا بہت دشوار ہی کیونکہ آدمی صرف کلمہ شہادت کا پڑھ کر

الشهادة وتقریر الفاظ الایمان علی طریق العادة وعد نفسه من المؤمنین من غیر فهم معناها

اور عادت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اور اپنی آپ کو مؤمنین میں شمار کرکر بدون سمجھنی معنوں کی

لا یصیر مؤمنا بینه وبین الله تعالی حتی یصدق بقلبه جمیع شرائعه وینقاد فی جمیع احکامه

خدا کی علم میں مؤمن نہیں ہوسکتا یہان تک کہ اپنی دل سی تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اور تمام احکام کا مطیع ہووی

ولا یتشکك ولا یتردد فی شیء منها ولوجود هذا التصدیق والانقیاد فی القلب علامات منها ان

اور کسی بات میں اصلا شک اور تردد نہ لاوی اور بہت نشانیان ہیں کہ جنسی یہہ تصدیق اور انقیاد دل میں موجود معلوم ہو ایک یہہ ہی

لا یفرغ عن امر دینه بل یسعی فی اصلاحه بتعلمه من اهله والعمل به ومنها ان لا یشق علی قلبه

کہ دین کی معاملہ سی نکما ہو کر نہ ہو بیٹھی بلکہ دین کی درستی میں کوشش کرتا رہی اپنی اہل کو سکہلاوی اور عمل کرتا رہی اور ایک علامت یہہ ہی کہ اوسکی دل پر دشوار نگذری

اذا اخبر عن شیء من امر دینه ولا یتهاون به ولا یتکبر عنه بل یقبله ویطیعه وان کان ذلك الامر

جب امور دینی میں سی کوئی سا حکم سنی اور اوسکو حقیر نہ سمجھی اور اوسی گردن کشی نکری بلکہ اوسکو مان لی اور اطاعت کری اگرچہ وہ حکم کیسا ہی

فی غایة الصعوبة والمخبر فی غایة الحقارة ومنها ان لا یکون له هواه امیرا والشرع تابعا له بان

سخت دشوار ہو اور وہ حکم سنانیوالا کیسا ہی ذلیل وخوار ہو اور ایک یہہ نشانی ہی کہ اوسکی ہوا نفسانی حاکم نہو جاوی اور شرع اوسکی تابع نہ بنی اسطرح

لا یاخذ من الشرع شیئا الا ما یوافق هواه بل یجب ان یکون له الشرع امیرا وهواه اسیرا له فلا یاخذ

کہ شرعی احکام میں سی وہ ہی اختیار کیا کری جو اوسکی مرضی کی موافق ہو بلکہ واجب ہی کہ شرع ہی اوسکی حاکم اور اوسکی ہوا وہوس مقید ہو پہر

من هواه ومراده شیئا الا باذن الشرع وان کان فیه نقصان المال والجاه والعرض کما اخبر به النبی

اپنی خواہش میں سی بدون اجازت شرع کی کچھہ اختیار نہ کرسکی اگرچہ اسمیں مال اور مرتبہ کا نقصان ہوجا اور عزت بگڑ جاوی چنانچہ نبی صلی الله

علیه السلام وقال لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد فی العبد تلك العلامات

علیہ وسلم نی خبر دی ہی فرمایا کہ کوئی تم میں سی مؤمن نہو گا جبتک کہ اوسکی مرضی تابع میری احکام کی نہو جاوی جب آدمی میں یہہ علامات موجود ہو جاوین

کان مؤمنا حقا وهذا هو الایمان المنجی من العذاب الابدی لکن بشرط التحفظ من جمیع ما یهدم هذا

تو وہ بیشک مؤمن حقیقی ہی اور یہہ ہی ایمان ہی جو عذاب ابدی سی نجات دیتا ہی لیکن بشرطیکہ بچا رکہی تمام ایسی حالات سی جو اس تصدیق کو

التصدیق وینافیه مما یجری علی قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما یوجب الکفر فان الایمان لا یزول الا

بگاڑ دیں اور کہو دیں وہ خطرات دلی اور زبانی اور تمام اعضا کی ہیں جن جن سی کفر لازم آجاوی کیونکہ ایمان بدون کفر کی نہیں گم ہوتا

بالکفر والکفر ثلثة انواع النوع الاول کفر جهلی وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التامل

اور کفر تین قسم کا ہوتا ہی پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہی اوسکا سبب یہہ ہی نہ سننا اور توجہ نکرنی اور غور اور فکر نہ کرنا

فی الایات والدلائل مثل کفر العوام فان اکثرهم لا یعرفون ما وجب علیهم معرفته من عقائد الایمان

آیات میں اور دلائل میں جیسی کفر عام لوگون کا کیونکہ اکثر عوام یہہ بہی نہیں جانتی کہ اونپر کون کون سی عقاید ایمانی کا سمجھنا واجب ہی

بل بعضهم ینطق بکلمتی الشهادة لکن لا یعرف معناهما ولا یمیز بین الله تعالی ورسوله والنوع الثانی
بلکه بعضی لوگ شہادت کی دونو کلمی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنی نہین جانتی اور الله مین اور اوسکی رسول مین تمیز نہین کرتی دوسری قسم کفر

کفر جحودی وسببه اما الاستکبار مثل کفر فرعون وملائه او خوف زوال الریاسة وعدم الوصول
انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسی کفر فرعون اور اوسکی امرا کا یا خوف ریاست کی جاتی رہنی کا اور سرداری میسر نہونی کا

الیها مثل کفر هرقل او خوف الذم والتعییر مثل کفر ابی طالب والنوع الثالث کفر حکمی وهو الذی
جیسی کفر ہرقل کا یا خوف بدنامی کا اور شرم جیسی کفر ابوطالب کا اور تیسری قسم کفر حکمی ہوتا ہی یہہ وہ کفر ہی

جعله الشرع من علامات التکذیب کشد الزنار وسجود الصنم او کان عن استخفاف ما یجب تعظیمه
جسکو شرع نی نشانی تکذیب کی مقرر کی ہی جیسی جنیئو کا گلی مین ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اون چیزون کی جنکی شرع مین تعظیم ہی

کالقاء المصحف فی المزبلة واستهزاء العلم والعلماء وما هو من امور الدین او عن استحلال ما حرم
نعوذ بالله جیسی مصحف کوڑی مین ڈالدینا اور علم اور علماء اور اور امور دینی کا ٹھٹھا کرنا یا حرام لعینہ کو جسکی

لعینه وثبت حرمته بدلیل قطعی کالزنا وشرب الخمر ومن فعل شیئا من ذلك یحبط جمیع اعماله
حرمت دلیل یقینی سی ثابت ہوچکی ہو حلال سمجھنا جیسی زنا اور شراب کا پینا اور جسنی اس مذکورات مین سی کوی سا کیا اوسکی تمام عمل سوخت ہوجاتی ہین

الدینیة فیلزم تجدید النکاح وتکرار الحج ان کان قادرا بعد التوبة واما غیر تلك الذنوب صغیرة
پہر نئی سر سی نکاح کرنا چاہیی اور حج پہر ادا کرنا چاہیی اگر بعد توبہ کی مقدور رکہتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی کی گناہون سی

کانت او کبیرة فلا یخرج المؤمن بفعلها من الایمان بل یکون فاسقا لکن یخاف علیه امر عظیم
صغیرہ ہون یا کبیرہ تو مرد مؤمن کسی گناہ کی شامت سی ایمان سی خارج نہین ہوتا بلکہ فاسق ہوجاتا ہی لیکن اوسپر مرتی دم بڑا اندیشہ ہی

عند النزع ان کان مصرا علیها ولو یتب عنها لما روی انه علیه السلام قال المعاصی برید الکفر
اگر وہ شخص گناہ پر جم رہا تہا اور توبہ نہین کی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی الله علیه وسلم نی گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین

فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یتوب عن الذنوب کلها فی الحال لان التوبة عن الذنوب صغیرة کانت
اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہون سی ابہی فی الحال توبہ کری کیونکہ توبہ کرنا گناہون سی صغیرہ ہون

او کبیرة واجبة علی الفور اما وجوبها فلقوله تعالی وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ ولقوله تعالی
یا کبیرہ فی الفور ترت واجب ہی وجوب توبہ کا اس آیت سی ثابت ہی توبہ کرو الله کی آگی سب ملکر ای ایمان والو اور اس آیت سی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا فانه تعالی قد امر فی هاتین الآیتین بالتوبة والامر للوجوب
ای ایمان والو توبہ کرو الله کی طرف صاف دلکی توبہ بیشک الله تعالی نی ان دونو آیتون مین توبہ کا حکم فرمایا اور امر واسطی وجوب کی ہوتا

فیکون التوبة واجبة واما وجوبها علی الفور فلئلا یلزم بالتاخیر الاصرار المحرم الذی یؤدی الی الهلاك
سو توبہ واجب ہوگئی اور توبہ کا ترت واجب ہونا اسلئی ہی تاکہ تاخیر کرنیسی اصرار حرام نہوجاوی جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی

لما روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال هلك المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب وفی حدیث
اسلئی کہ روایت ہی ابن عباس رض سی کہ فرمایا پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی ہلاک ہوئی دیر اور تاخیر کرنیوالی اور مسوف اوسکو کہتی ہین جو یہہ کہا کری ابہی توبہ کرونگا اور

اخر انه علیه الصلوة والسلام قال کل بنی ادم خطاء وخیر الخطائین التوابون فلا بد للمؤمن
کہ نبی صلی الله علیه وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم بڑی ہی خطاوار ہین اور خطاوارون مین سی اچہی وہ ہین جو بہت توبہ کرتی ہین پس مؤمن کو

ان یداوم علی التوبة لیکون من التوابین فانه تعالی دعا عباده المؤمنین بعد ما اذنبوا الی التوبة
لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہی تاکہ ثواب مین داخل ہووی کیونکہ الله تعالی نی اپنی مؤمن بندون کو بعد گناہ کرنی کی توبہ کی ہدایت کی ہی

وامرهم بها وسماهم المؤمنين ثم بين ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى ربكم ان يكفر عنكم
اور توبہ کا حکم کیا ہی اور انکو مؤمن کہکر پکارا ہی پھر بیان فرمایا جو اونکی لی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری

سيئاتكم ويدخلكم جنت تجري من تحتها الانهر وقال في اية اخرى والذين اذا فعلوا فاحشة
برائیان اور داخل کری تمکو باغون مین جنکی نیچی بہتی نہرین اور فرمایا ایک اور آیت مین اور وہ لوگ جب کر بیٹھین کچھ کھلا گناہ

او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا على ما
یا برا کرین اپنی حق مین تو یاد کرین الله کو اور بخشش مانگی اپنی گناہون کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوای الله کی اور نہ اڑجاوین اپنی

فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجري من تحتها الانهر خلدين
کئی پر جانتی ہوئی اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہ پڑی اونمین

فيها ونعم اجر العملين ثم اخبر انه يحبهم لتطهرهم بالتوبة عن انجاس الذنوب فقال ان الله يحب
اور خوب مزدوری ہی کام کرنیوالون کی پھر یہہ خبر دی کہ اوسکو پسند ہی کہ اونکو پاک کری توبہ کرا کر گناہون کی نجاست سی سو فرمایا بیشک الله کو خوش آتی ہین

التوابين ويحب المتطهرين فاذا كان كذلك فكيف لا يشتغل المؤمن بالتوبة وكيف ينفك عنها لكن
توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستہرائی والی جب یہہ ٹہرا تو مؤمن ہو کر توبہ کیونکر نکریگا اور توبہ سی کیسی جدا ہوگا لیکن

لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم بالقلب على فعل من الذنوب في
توبہ کی چار شرطین ہین اگر ایک بہی شرط جاتی رہی گی تو توبہ کا پتا نہین پہلی دل سی شرمندہ ہونا گناہون کی کرنی پر

الماضي والثاني ترك المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع
زمانہ گذشتہ مین دوسری فورًا گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آیندہ کو پھر کبھی ایسی حرکت نکرونگا چوتھی

ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى لا لامر اخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع
یہہ کہ تینون امر الله تعالی کی خوف سی ہون کسی اور سبب سی نہون کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اوسکو ترک کیا اسلئی کہ اوسی سر درد ہوتا ہی

وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا شرعا ولا ينال الثواب الموعود للتائبين وكذلك
اور بہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعًا یہہ شخص تائب نہین ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقرر ہی یہہ نہین پاویگا اور ایسی ہی

من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار مقا
جسنی زبان سی کہا استغفر الله اور دل اوسکا گناہ پر اڑا رہا تو ایسی توبہ سی شرمندہ ہو کر توبہ کرنی چاہئی

بالندم لما روي ان عليا راى رجلا قد فرغ من صلاته وقال سريعا اللهم اني استغفرك واتوب اليك
کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی نی ایک کو دیکہا کہ اوسنی نماز سی فارغ ہوتی جلدی سی یہہ کہا الہی مین بخشش مانگتا ہون اور تیری طرف رجوع کرتا ہون

فقال علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين وتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن
پس حضرت علی نی کہا ای شخص جلدی سی زبان توبہ پر چلانی جہوٹہون کی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی . اور حسن

البصري انه قال استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في هذا الزمان
بصری سی روایت ہی کہ کہتی تہی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتی ہین یہہ قول حسن بصری کا اونکی زمانہ مین ہی پس اس زمانہ کا تو کیا حال ہی

الذي يرى الانسان فيه مكبا على الظلم حريصا عليه ولا يقلع عنه والسبحة في يده يزعم انه يستغفر
کہ ہم دیکہتی ہین انسان کو کہ حرص کا مارا ظلم پر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہین آتا اور تسبیح ہاتہ مین لی ہوئی ہی اس خیال پر کہ توبہ کریگا

منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روي انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على
اب یہہ ٹہٹہا چہل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا کہ زبانی توبہ کرنیوالا گناہ پر لگا ہوا

الذنب

الذنب کالمستهزی بربه وانما التوبة ان یستغفر بلسانه وینوی بقلبه ان لا یعود الی الذنب اصلا
گویا اپنی رب سی ٹھٹھا کرتا ہی اور توبہ یہہ ہوتی ہی کہ زبان سی بخشش مانگی اور دل سی یہہ نیت کری کہ پہر کبہی نا فرمانی نکرونگا

فاذا فعل ذلك یغفر الله له ذنبه وان کان ذنبه عظیما اذ لیس ذنبا اعظم من الکفر وقد قال الله تعالی
جب ایسی توبہ کرتا ہی تو اللہ تعالی اوسکی خطا معاف کر دیتا ہی کیسا ہی بڑا گناہ ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی اور اللہ کافرون کی حق مین

فی حق اهل الکفر قُلْ لِلَّذِینَ كَفَرُوا إِنْ یَنْتَهُوا یُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ فما ظنك فیما دونه من المعاصی
یہہ فرماتا ہی تو کہدی کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہوا اونکو جو ہو چکا پہر تو کیا سمجہتا ہی کفر سی کمتر گناہون کو

وقد روی انه علیه السلام قال لو اخطأ احدکم حتی یملأ ما بین السماء والارض ثم تاب تاب الله علیه
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر تم مین سی کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جاوی میدان آسمان اور زمین کا پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسپر رحمت کرتا ہی

وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه یعنی انه اذا
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اقرار کرتا ہی پہر توبہ کرتا ہی تو اوسپر اللہ تعالی رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی

اقر بکونه مذنبا ثم ندم علی ما فعل من الذنوب وعلی ما اکتسب من السیات وعزم ان لا یعود الی مثله
کہ اپنی تئین خطاوار کہہ کر پہر گناہ کئی ہوی پر اور برائی کمائی ہوی پر شرمندہ ہووی اور آگی کو یہہ عزم کری کہ پہر ایسی حرکت نکرونگا

یقبل الله تعالی توبته ویتجاوز عن سیاته لکن ینبغی ان یعلم ان الذنب علی نوعین ذنب بینه و
تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطا سی درگذر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجہنا چاہئی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہین ایک تو صرف حقوق الٰہی

بین الله تعالی وذنب بینه وبین العباد فالذنب الذی بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الاستغفار
دوسری حقوق العباد پہر جو گناہ صرف حقوق اللہ کی ہین تو اوسمین کفایت کرتی ہی توبہ

باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود فاذا فعل ذلك لا یبرح من مکانه حتی یغفر له ذنبه
زبان سی اور ندامت دل سی اور یہہ عزم کرنا کہ پہر کبہی نکرونگا جب ایسی توبہ کر چکا تو فورًا اوسی جگہہ اوسکی خطا معاف ہو جاتی ہی

الا ان یکون علیه شئ من فرائض الله تعالی فان الشرع لا یکتفی فیه بمجرد التوبة بل اضاف الی ذلك
ہان اگر اوسکی ذمہ کچہہ فرائض الٰہی مین سی بہی ہو تو اس صورت مین شرع نی صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ

فی البعض قضاء کالصلوة والصوم وغیرهما وفی البعض کفارة واما حقوق الادمیین فلابد من ایصالها
بعضی فرائض کا قضا چاہئی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی مین کفارہ چاہئی رہی حق العباد اسمین ضرور ہی کہ وہ حق مستحق کی پاس

الی مستحقها فان لم یوجدوا یلزم تصدقها عنهم بنیه ان یکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها
پہنچادی اور اگر وہ مستحق نہ ملین تو لازم ہی کہ اوسکو اونکی طرف سی خیرات کردی اس نیت سی کہ اللہ تعالی یہہ امانت قیامت کی دن

الی اصحابها یوم القیمة فمن لم یجد سبیلا لخروجه عما علیه من التبعات لاعساره فعلیه ان یکثر
انکی مستحق کو پہنچادی اور جو شخص ماری تنگدستی کی کوئی راہ نپاوی حقوق العباد کی ادا کا تو اوسکو یہہ لازم ہی

من الاعمال الصالحت ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنت فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل
کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلومون مؤمن مرد اور مؤمن عورتون کی لئی اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب یہہ عمل کریگا

کذلك یرجی من فضل الله تعالی ان یرضی خصماءه یوم القیمة بلطفه وکرمه

المجلس الحادی عشر

تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو اپنی لطف اور کرم سی راضی کردی

گیارہوین مجلس

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء

افضل ذکر اور افضل دعا کی بیان مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

افضل الذکر لا الٰه الا الله وافضل الدعاء الحمد لله هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه جابر

سب ذکروں میں سی بہتر ہی لا الٰہ الا اللہ اور سب دعاؤں میں سی بہتر ہی الحمد للہ یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سی ہی جابر کی روایت سی

وانما جعل فیه الحمد لله من افضل الدعاء لان الدعاء عبارة عن ذکر العبد ربه وسواله عنه فضله

اور الحمد للہ سب دعاؤں سی افضل اسلئی ٹہری کہ دعا اسکو کہتی ہیں کہ بندہ اپنی رب کو یاد کرکر اوس سی فضل کا سوال کری

ففی الحمد لله هذا المعنی موجود اذ فیه ذکر الرب وطلب المزید لانه راس الشکر والعمدة فیه لقوله علیه السلام الحمد لله راس الشکر ما شکر الله عبد لم یحمده

سو الحمد للہ میں یہہ معنی موجود ہیں اسواسطی کہ اسمیں رب کی یاد ہی اور ترقی کی طلب ہی اسلئی کہ الحمد للہ اصل ہی شکر میں اور عمدہ ہی اسلئی فرماتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

والشکر یستلزم المزید لقوله تعالی لئن شکرتم لازیدنکم فمن قال الحمد لله یصیر کانه سئله عنه

اور شکر سی ترقی ہوا کرتی ہی واسطی فرمود اللہ تعالی کی اگر حق مانوگی تو اور دونگا تمکو پھر جسنی الحمد للہ کہا گویا اوسنی اللہ تعالی سی

تعالی زیادة فضله بعد الثناء علیه واما کون لا اله الا الله من افضل الاذکار فلان فیه معنی لا یوجد

ثنا کرکر فضل کی ترقی طلب کی اور لا الٰہ الا اللہ جو تمام ذکروں میں افضل ہی تو اسلئی کہ اسمیں وہ معنی ہیں

فی ذکر غیره وبمعرفة ذلك المعنی یحصل للمکلف جمیع ما یجب علیه معرفته فی حقه تعالی وذلك المعنی

جو اور ذکروں میں نہیں پائی جاتی اور ان معنوں کی دریافت کرنی سی مکلف کو حاصل ہوجاتی ہیں جو جو واجب ہی دریافت کرنا بہ نسبت ذات باریتعالی کی اور وہ معنی

اثبات الالوهیة له تعالی ونفیها عما عداه ویندرج فی معنی الالوهیة جمیع ما یجب علی المکلف معرفته

ربوبیت کا ثابت کرنا واسطی اللہ تعالی کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوا اللہ سی اور الوہیت کی معنوں میں تمام باتیں آگئیں جنکا جاننا مکلف کو ضرور ہی

مما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له لان الالوهیة تشتمل علی معنیین احدهما

اوصاف الٰہی سی جو واجب ہیں اور جو محال ہیں اور جو جایز ہیں اللہ تعالی کی حق میں اسلئی کہ الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو

استغناؤه تعالی عن جمیع ما سواه والثانی افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی فعلی هذا یکون معنی کلمة

اللہ کا بی نیاز ہونا تمام اپنی ماسوا سی اور دوسری تمام ماسوا کا محتاج ہونا اللہ تعالی کی طرف اس تقریر کی موافق معنی کلمہ

التوحید لا مستغنی عن جمیع ما سواه ولا مفتقر الیه جمیع ما عداه الا الله تعالی اما استغناؤه تعالی

توحید کی یہہ ہیں کہ نہیں ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا اپنی سی اور نہیں ہی کوئی محتاج الیہ تمام ماسوا اپنی کا سوا اللہ تعالی کی اللہ تعالی کی بی نیازی

عن جمیع ما سواه فیوجب له تعالی الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم تجب له تعالی هذه الصفات

تمام ماسوا سی جو ہی اسی واجب ہوا کہ اللہ تعالی موجود اور قدیم اور باقی ہی اسلئی کہ یہہ صفتیں اگر اللہ تعالی کو بضرورت ثابت نہوجاویں

لکان محتاجا الی محدث لان انتفاء شئ عن هذه الصفات یستلزم الحدوث وکل حادث مفتقر

تو بیشبہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اسواسطی کہ ان صفتوں میں سی جونسی نہوگی تب ہی حدوث لازم آویگا اور ہر حادث محدث کا محتاج

الی محدث وکذا یوجب له تعالی التنزه عن النقائص ویدخل فی التنزه عن النقصان وجوب السمع و

ہوتا ہی اور ایسی ہی واجب ہوا اللہ تعالی کا بری ہونا نقصان سی اور نقصان سی بری ہونی میں آگئی واجب ہونا سمع اور

البصر والکلام اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان متصفا بالنقائص ومحتاجا الی من یدفع

بصر اور کلام کا اسلئی کہ اللہ تعالی کو اگر یہہ صفتیں واجب نہونگی تو البتہ اوسمیں نقصان کی باتیں پائی جائینگی اور محتاج ہوگا ایسی کا جو اوس

عنه تلك النقائص وکذا یوجب له تعالی التنزه عن الاغراض فی افعاله واحکامه اذ لو لم یجب

نقصان کو دور کردی اور ایسی ہی واجب ہوا پاک ہونا اللہ تعالی کا غرض سی افعال اور احکام میں اسلئی کہ اگر واجب نہو

له تعالی التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل به غرضه وکذا یوجب له تعالی ان لا یجب

اللہ کا پاک ہونا غرض سی تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئی کا جس سی اوسکی غرض حاصل ہو ایسی ہی ضرور ہوا اللہ تعالی ذمہ پر کچھہ واجب نہوتا

علیه فعل شیٔ من الممکنات ولا ترکه اذ لو وجب علیه شیٔ منهما لکان محتاجا الی ذلک الشیٔ
کسی فعل کا ممکنات میں سی کرنا اور نہ کرنا اسلئی کہ اگر واجب ہو اوسکی ذمہ پر کچھہ ان دونوں میں سی تو البتہ محتاج ہوگا اوس شئی کا

لیکمل به اذ لا یجب له تعالی الا ما هو کمال واما افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی فیوجب له تعالی
تاکہ اوس شئی کامل بن جاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی کو صفات کمال ہی واجب ہوتی ہین اور تمام ممکنات ماسوی اللہ کی محتاج ہونی سی اللہ کی طرف واجب ہوا

القدرة والارادة والعلم والحیوة اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان عاجزا عن ایجاد شیٔ
اللہ تعالی کا قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اس لئی کہ یہہ چارون صفت اگر اللہ تعالی کو واجب نہون تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کرنی سی

من الممکنات وکذا یوجب له الوحدانیة اذ لو لم یجب له تعالی الوحدانیة بل کان معه غیره فی
عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بھی واجب ہوتی ہی اسلئی کہ اگر وحدانیت نہو بلکہ اوسکی ساتہہ ایک اور اللہ سوای اوسکی ہو

الالوهیة لم یفتقر الیه شیٔ من الممکنات للزوم عجزهما ویوخذ من افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی
تو پہر کوئی شئی ممکنات میں سی اوسکی محتاج نہوگی کیونکہ ہر ایک تو کی دونو عاجز ہو جائینگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اللہ کی

حدوث العالم باسره اذ لو کان شیٔ منه قدیما لکان مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر الیه ویوخذ منه
اوسکی محتاج ہوئین تو اس سی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلئی کہ عالم میں سی کچھہ بھی اگر قدیم ہو تو وہ اللہ تعالی سی بی پرواہ ہوگا اوسکی طرف محتاج نہوگا اور یہہ بھی

ایضا ان لا یؤثر شیٔ من المخلوقات فی اثر ما اذ لو کان فی شیٔ من المخلوقات تاثیر فی اثر ما لکان ذلک الاثر مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر
معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں سی کسی امر میں کچھہ اثر نہو اسلئی کہ اگر مخلوقات میں سی کسی شئی کو کچھہ اثر مستقل ہوتا تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی کا محتاج نہو

الیه فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول لا واجب الوجود الا الله تعالی ولا واجب
بلکہ بی نیاز ہوتا اس تقریر کی موافق جو شخص لا اله الا الله پڑھتا ہی گویا کہ وہ یہہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہین سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی واجب

القدم والبقاء الا الله ولا قادر علی ایجاد الممکنات کلها الا الله ولا عالم بما لا یتناهی من المعلومات
القدیم اور باقی سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدائش پر سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات بی انتہا کا

الا الله ولا منزه عن جمیع النقائص ولا عن الاغراض فی افعاله واحکامه الا الله ولا مؤثر فی شیٔ من
سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی بری تمام نقصانوں سی اور نہ غرض سی اپنی افعال اور احکام مین سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی اثر کرنیوالا کسی شئی مین

المخلوقات الا الله وعلی هذا القیاس کل ما وجب فی حقه تعالی واستحال علیه وجاز له فقد
مخلوقات میں سی سوای اللہ تعالی کی اسیطرح جو جو صفات اللہ تعالی کو واجب ہین اور جو جو اوسکی حق مین محال ہین اور جو جو جائز ہین

ظهر من هذا ان فهم معنی کلمة التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالی ومعرفة الله تعالی
اس سی ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنون کو سمجھنا معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی

لیست ضروریة حتی یحصل بالبداهة کمعرفة کون الواحد نصف الاثنین بل انما تحصل
بدیہی یعنی ظاہر نہین ہی تاکہ خود بخود معلوم ہو جاوی جیسی ایک کو دو کا آدہا جانتی ہین بلکہ استدلال سی

بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانه تعالی امر به وقال انظروا ماذا
معلوم ہوسکتا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہین پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ اللہ تعالی نی بہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکہو کیا کیا

فی السموت والارض فمن ترکه یکون اثما لانه اعطی الانسان نعمة العقل فیستدل به علی وجوده
موجود ہی آسمانون اور زمین مین پہر جسنی استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسلئی کہ اللہ تعالی نی آدمی کو عقل کی نعمت اسی واسطی عطا کی ہی کہ اوسکی ذریعہ سی ثبت کری

وقدمه ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة والارادة والعلم والحیوة
اللہ کا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم یستدل به لایکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون اثما فیبقی فی مشیة الله تعالی

پہر اگر اسنی اوس عقل سی استدلال نکیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا پس یہہ گنہگار ہوگا پہر مشیت الٰہی مین رہیگا

ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة

چاہی اسکو معاف کرکر جنت مین بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اوسکی خطا کی موافق اوسکو عذاب دیکر جنت مین داخل کری

فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یعتنی فی معرفة الله تعالی حتی تیسر له فهم معنی کلمة التوحید

اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الٰہی مین کوشش کیا کری تاکہ اوسکو سمجہنا کلمہ توحید کی معنون کا سہل ہوجاوی

التی هی ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد نص العلماء علی لزوم فهم معناها

جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سی رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گذری مین کہ سمجہنا معنون کا لازم ہی

والا لاینتفع بها متلفظها فی الانقاذ من الخلود فی النار اذ لیست فضیلتها بازاء تحریک اللسان

اور نہین تو زبانی پڑہنی سی اصلا فائدہ نہین ہی کہ دائمی آگ کی عذاب سی بچی اسواسطی کہ اوسکی فضیلت زبان ہلانی سی نہین ہوتی ہی

بها من غیر حصول معناها فی القلب بل فضیلتها بازاء حصول معناها فی القلب بسبب

جبتک کہ اوسکی معنی دلمین نہ حاصل ہون بلکہ اوسکی فضیلت یہہ ہی کہ اوسکی معنی بسبب معرفت الٰہی کی دلمین متیقن ہون

معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی لیست معلومة

اور معرفت الٰہی سی مراد یہہ نہین ہی کہ اوسکی ذات کو دریافت کری اسلئی کہ اوسکی ذات تو بشر کو معلوم نہین ہوسکتی

للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له لیعلم من

بلکہ معرفت سی یہہ مراد ہی کہ یہہ دریافت کری کہ اللہ تعالی کی حق مین کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جائز ہی تاکہ دریافت کرلی

ینطق بها ما نفی عن غیره تعالی وما اثبت له فانها مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من

کلمہ پڑہنی والا کیا صفت نفی کیا چاہی غیر اللہ سی اور کیا ثابت کیا چاہی اللہ تعالی کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر ہر فرد

افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلک الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی

معبود حقیقی کا ہی سوای ذات الٰہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی مین سی کہ وہ ذات الٰہی ہی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق

الٰہ کی یہہ ہی ہین کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہین کہ صرف باعتبار ادراک کی ہوسکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق

علی کثیرین لکن الدلیل القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلک

آوی پر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمین محال ہی اور یہہ صفت خاص ہی ذات الٰہی کو اور وہ

الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له موجدا قدیما واحدا

دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہہ عالم حادث محدث کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اوسکا ایک موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی

اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہوگا

محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما

پہر دور یا تسلسل لازم آویگا اور یہہ دو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو بیشک اونکی آپسمین

التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان

روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہوسکی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک

عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شئ من الاشیاء
عالم میں سی ہر ہر ذرہ کی ایجاد سی عاجز ہوگا اسلئے کہ ایجاد کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور تاثیر قدرت کی کسی شئ میں اوس شئ کی ارادہ کرنی پر
یتوقف علی ارادة ذلک الشئ وارادة ذلک الشئ یتوقف علی العلم به لان القصد الی ایجاد شئ
موقوف ہی اور ارادہ اوس شئ کا بدون علم اوس شئ کی نہیں ہوسکتا اس لئے کہ ارادہ کسی شئ کی ایجاد کا
مع عدم العلم به محال ولا اتصاف بهذه الصفات الثلثة یتوقف علی الحیوة لکونها شرطا فیها
بدون علم اوس شئ کی محال ہی اور یہہ تینوں صفتیں کب ہوسکتی ہیں بدون حیات کی کیونکہ حیات شرط ہی
فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل جزء من اجزائه دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی وکونه
اس بیان کی مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا اوسکی اجزاء میں سی یقینی دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر کہ وہ
قدیما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا کان
قدیم اور واحد ہی اور موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سی اور دلیل ہی اسکی کہ ان صفات کا خلاف محال ہی اسیلئے
بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما راینا شیئا الا راینا الله تعالی بعده فان
بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں کہ ہمنی جب کسی شئ کو دیکھا تو اوسکی ساتھہ ہی اللہ تعالی کو دیکھا بیشک
کل جزء من اجزاء العالم لکونه حادثا محتاج الی من یوجده ویربیه لا یزال یتکلم بکلام لا حرف فیه
ہر ہر ذرہ عالم کی اجزاء کا چونکہ حادث اور محتاج ہی اپنی پیدا اور پرورش کرنیوالی کا ہمیشہ ایسی کلام سی جسمیں نہ حرف ہیں
ولا صوت ان له موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة یسمع کلامه
اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا پیدا کرنیوالا قدیم ہی واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تمیزوالی
السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع
اوسکی کلام سنتی ہیں اور بی تمیز جنکی سمجھہ بیکار ہی نہیں سنتی اور سماعت سی مراد سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی
به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتشارک
جسمیں حرف اور آواز نہو اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی یہہ سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جسی سوائی آواز کی کچھہ معلوم ہو اور چوپایہ
فیه البهائم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارک فیه البهائم الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من
اور انسان اوسمیں شریک ہیں کیونکہ اوس شئ میں کیا خوبی ہی جسمیں چوپایہ اور انسان یکساں ہوں حاصل یہہ ہی کہ آدمی مکلف
صفاته تعالی بالعقل الا ما یتوقف علیه افعاله وما لم یتوقف علیه افعاله تعالی کالسمع والبصر
صفات الہی میں سی بزور عقل وہ ہی جان سکتا ہی جن صفات پر افعال موقوف ہیں اور جن صفات پر افعال موقوف نہیں ہیں جیسی سمع اور بصر
والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو
اور کلام ان صفات کی ثبوت پر کبہی تو استدلال عقلی کرتی ہیں اور کبہی استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہہ ہی
انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه
کہ یہہ صفتیں کمال کی ہیں اور اونکی ضدیں صفتیں نقصان کی ہیں اور اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی
بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلک الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان
بری ہونا واجب ہی اس سی لازم آتا ہی کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور استدلال نقلی یہہ ہی کہ
الشرع قد صرح بثبوتها له تعالی فوجب الجزم بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة
شرع سی ان صفات کا ثبوت صاف ظاہر ہی پس یقین کرنا انکی ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی

اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها
بہتر ہی عقلی دلیل سی اسلئی کہ ان صفات پر افعال الٰہی تو موقوف ہین نہین تاکہ اون افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی
له تعالی وذاته لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث
اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمال ہی ین انکا ثبوت ہی چاہئی ہونا ایسا
لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم
کہ اگر یہہ صفتین موجود نہون گی تو انکی اضداد موجود ہونگی اور ان صفات کا کمالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچہہ لازم نہین
من کون الشیء بالنسبة الینا کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما
کہ جو صفت ہماری حق مین باعث کمال کا ہو تو یہہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہو کیا تجہکو معلوم نہین ہی کہ لذت اور الم باوجودیکہ
بالنسبة الینا کمالا یمتنعان علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات
ہماری حق مین کمال ہین اللہ تعالی پر ممتنع ہین اسواسطی کہ جسمون کی عوارض سی ہین اس بیان کی موافق لازم یہہ ہی کہ
تلك الصفات له تعالی التمسك بالنقل عن الانبیاء الذین ثبت صدق کل واحد منهم و
ان صفات کی باب مین دست آویز نقلی بیان کی جاوی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر ہر کا اور
امانته ونبوته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء
امانت اور نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہوچکی ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی
کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله لکونها
کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا چپ رہنی سی اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ معجزہ
فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة قائما مقام صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعواه الرسالة
ایک فعل ہی افعال الٰہی سی خلاف عادت کی قایم مقام صاف ارشاد کی ہی رسول کی تصدیق کی لئی رسالت کی دعوی مین
فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق رسولی
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی
فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلك ان
تمام احکام مین جو میری طرف سی اداکری برابر ہی کہ وہ تبلیغ رسول کی قولی ہو یا فعلی ہو یا چپ رہنی سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی
رجلا اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم بکذا وکذا
ایک شخص بادشاہ کی مجلس مین ایک جماعت کی روبرو کہڑا ہوکر کہی مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجہکو تمہاری پاس فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی
من التکالیف وطلبوا منه حجة تدل علی صدقه وقال ایة صدقی انی اطلب من الملك ان
اور وہ جماعت اوسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ
یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك
اپنی خلاف عادت اپنی جگہہ سی تین دفعہ کہڑا ہوا اور بیٹہہ جاوی پہر وہ بادشاہ اوسکی کہنی سی یہہ کر بیٹہی تو بیشک
ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم
یہہ کار بادشاہ کا قایم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسی علم
الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
بدیہی اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جو شخص نہ دیکہی گا بلکہ اوسکو تواتر سی یہہ خبر پہنچیگی

بالتواتر

بالتواتر ولاریب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام فی افادۃ معجزتہم العلم
اور بیشک یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی اونکی

الضروری بصدقہم لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیہ خبرها بالتواتر واذا ثبت
صداقت کا علم بدیہی حاصل ہوتا ہی دیکھنی والون کو اور جنہون نی نہین دیکھا تواتر سی سنکر جب اونکا صدق ثابت ہو چکا

صدقہم بدلالۃ المعجزۃ وجب تصدیقہم فی کل ما جاء وابہ من عند اللہ تعالی وافضلہم
معجزہ کی دلالت سی تو واجب ہوئی اونکی تصدیق تمام احکام مین جو اللہ تعالی کی طرف سی لای ہین اور تمام انبیا مین افضل

نبینا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فانہ تعالی قد بعثہ الی اهل الارض کافۃ لیبلغہم امرہ ونہیہ ووعدہ
اور برتر نبی اور صاحب ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین بیشک اللہ تعالی نی اونکو تمام اہل روی زمین کی طرف بہیجا تاکہ اونکو اللہ کا حکم اور ممانعت اور جزا

ووعیدہ وایدہ بمعجزات کثیرۃ لا حصر لها لیصدقوہ فوجب علیہم تصدیقہ فی کل ما اخبر
اور سزا پہنچاوین اور اونکی تائید کی بہت معجزات سی جنکا انتہا نہین تاکہ اونکی تصدیق کرین سو واجب ہی اون سب پر تصدیق اونکی تمام خبرون مین

وطاعتہ فی کل ما امر والانتهاء عن کل ما زجر فمن لم یصدقہ فیما اخبر ولم یطعہ فیما امر ولم ینتہ
اور واجب ہی طاعت اونکی تمام حکمون مین اور باز رہنا جس چیز سی ممانعت کرین پہر جو شخص تصدیق نکری اونکی خبرون مین اور طاعت نکری اونکی حکم کی اور باز نہ آوی

عما زجر یکون من الذین قال اللہ تعالی فیہم فی القران العظیم الذی هو افضل معجزاتہ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ
منع کی ہوئی سی تو وہ اون لوگون مین ہی جنکی حق مین اللہ تعالی قرآن شریف مین جو اونکا سب سی بڑا معجزہ ہی فرماتا ہی وہ جیسی چوپایہ

بَلْ هُمْ اَضَلُّ فانہ تعالی شبہہم بالبهایم فی کون مشاعرهم متوجهۃ الی اسباب الدنیا ومقصورۃ
بلکہ اونسی زیادہ بیراہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایون سی مشابہت دی اسباب مین کہ انکی عقلین دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہین اور دنیا ہی پر

علیها وعدم التفکر فیما یقرع اذانہم من الایات القرانیۃ والاحادیث النبویۃ وعدم الالتفات بہا
ٹہر گئین اور ہرگز تامل نہین ہی اوسمین جو سنتی ہین آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور اصلا اور ہرگز توجہ نہین ہی

بل جعلہم اضل منها لانها تدرک ما من شانها ان تدرک من المنافع والمضار وتجهد غایۃ جهدها
بلکہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایہ سی بیراہ زیادہ کہا کیونکہ چوپایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہین اور خوب کوشش کرتی ہین

فی جلب ما ینفعها وسلب ما یضرها وتنقاد لصاحبها وتمیز من یحسن الیها ممن یسیئ الیها وهؤلاء
اپنی منفعت کی پیدا کرنی مین اور ضرر کی دفع کرنی مین اور اپنی مالک کی اطاعت کرتی ہین اور تمیز کرتی ہین درمیان اونکی جو اونکی ساتھ احسان کری اور ضرر پہنچاوی

لیسوا کذلک حیث لا یمیزون بین المنافع والمضار ویجتهدون غایۃ جهدهم فی جلب ما یضرهم
ایسی نہین ہین اسلئی کہ اصلا نفع اور ضرر مین فرق نہین کرتی اور ضرر رسان چیز مین مرکہپ کر کوشش کرتی ہین اور منفعت سی الگ بچتی ہین

وسلب ما ینفعہم ولا ینقادون لربہم وخالقہم ورازقہم ولا یعرفون احسانہ الیہم ویقدمون علی
اور اطاعت نہین کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کرنیوالی اور روزی دینی والی کی اور نہین سمجہتی کہ اون پر اوسنی کیا کیا احسان کیا اور عذاب

العذاب الالیم ولا یقدمون علی النعیم المقیم ویکونون من الذین قال تعالی فیہم یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا
دردناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہین اور دائمی عیش کی طرف نہین جاتی پہر وہ اون لوگون مین ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہین اوپر اوپر

مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ یعنی انہم یعلمون ظاهرا حقیرا خسیسا من الدنیا
دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سی خبر نہین رکہتی یعنی یہہ لوگ یہہ ہی ظاہر کی نکمی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہین

وهو ما یشاهدونہ من زخارفها وملاذها وسائر احوالها الموافقۃ لشہواتہم الملائمۃ لاهوائهم
اور یہہ جو کہ اونکو نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور لذات اور تمام احوال جو اونکی شہوات کی موافق اور اونکی ہوا وہوس کی مطابق ہین

وهم غافلون عن الآخرة التی هی المطلب الاعلی والمقصد الاقصی ولا یخطرون ببالهم ولا یتفکرون
اور وہ آخرت سی جو کہ بڑا مطلب ہی اور عین مدعا ہی بالکل غافل ہین اور اونکی دلہین خطرہ نہین آتا اور نہین سوچتی

من احوال الدنیا ما یؤدی الی معرفتها فان العلم بامور الآخرة موقوف علی العلم بوجود الباری تعالی
دنیا کی حالات کو اسطور کہ اوس سی آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امورات اخروی کا علم وجود باری تعالی

وقدرته وارادته وعلمه وحیوته وذلک العلم لا یحصل الا بالنظر الی المصنوعات والتفکر فیها
اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم نہین حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات مین

والاستدلال بتغیرها علی حدوثها واحتیاجها الی موجد قدیم واحد متصف بالقدرة و
اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہونی سی حادث ہین اور محتاج ہین طرف پیدا کرنیوالی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور

الارادة والعلم والحیوة وهم قصروا النظر علی الظواهر الحسیة کالبهائم ولم یتفکروا فی عجائب
صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم نی اپنی نگاہ ظاہر دیکھنی پر چوپایہ کی طرح کوتاہ کی اور اوسکی عجیب صنعت کو

صنعه لیستدلوا بها علی وجوده وقدمه وقدرته وارادته وعلمه وحیوته فیعلموا ان ما اخبر به
خیال نہ کیا تاکہ اوسی استدلال ہو اوسکی وجود اور قدم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پہر یہہ جانتی کہ جو حدیث مین ہی

من امور الآخرة امور ممکنة یلزم وقوعها وعند وقوعها یکون المکلف فیها بحکم صلاح الاعمال
امورات آخرت مین سی سب ممکن ہین اونکا واقع ہونا ضرور ہی اور جب وہ امور واقع ہونگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک

وفسادها فریقین فریق فی الجنة وفریق فی السعیر نسأل الله تعالی ان یجعلنا من اهل الجنة مع
اور اعمال بد کی دو قسم ہونگی ایک قسم بہشت مین اور ایک قسم دوزخ مین ہم اللہ سی دعا مانگتی ہین کہ ہمکو جنتی کری ہمراہ

الابرار لا من اهل النار مع الاشرار

المجلس الثانی عشر فی بیان اسعد الناس بشفاعة النبی صلی الله علیه وسلم

صلحاء کی دوزخی نہ کری ہمراہ بدکارون کی بارہوین مجلس اس بیان مین کہ بڑا اسعادتمند آدمی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسعد الناس بشفاعتی
قیامت کی دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بڑا اسعادتمند آدمی میری شفاعت سی

یوم القیمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابوهریرة
قیامت کی روز وہ ہی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلسی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی

وقریب منه ما روی عن زید بن ارقم انه علیه السلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة فانه علیه
اور ایسا ہی مضمون ہی جو زید بن ارقم کی روایت کی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دل سی وہ داخل ہوا جنت مین بیشک

الصلوة والسلام قد شرط لنیل ما وعد فی هذین الحدیثین ان یکون فیمن قال لا اله الا الله الخلوص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی شرط کیا ہی واسطی حصول جنت کی جوان دونو حدیثون مین وعدہ کیا ہی کہ لا الہ الا اللہ کہنی والی مین خلوص

والاخلاص ومعنی الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم یساعده
اور اخلاص ہو اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہہ ہین کہ اوسکا حال مقال کی مطابق ہو پہر جسنی لا الہ الا اللہ تو کہا اور اوسکا حال مطابق

حاله لمقاله لا یکون فیه شیء من الخلوص والاخلاص وانما یکون فیه من الخلوص والاخلاص
مقال سی نہوا تو اوسمین اخلاص اور خلوص کچہہ نہین ہی اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہی

اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله علی الطاعات وان لم یمنعه من الذنوب ولم یحمله علی
کہ اوسکو یہہ قول گناہون سی بازرکہی اور طاعات کی رغبت دلائی اور اگر اوسکو گناہ سی نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

الطاعات لا یکون فیه الخلوص والاخلاص ویخاف ان یکون هذا القول فیه عاریة یسترد منه

تو اوسمین خلوص واخلاص کہان ہی اور اندیشہ یہہ ہی کہ یہہ قول اوسمین بطور عاریت کی ہو پہر چہین نجاوی

لان من لم یکن فیه الا اصل الایمان وهو مقصر فی الاعمال ومصرّ علی الذنوب قریب من ان

کیونکہ جس شخص مین سوای اصل ایمان کی کچہہ نہین ہی اور وہ نیک اعمال مین قصور کرتا رہا اور گناہون پر اڑا رہا کیا بعید ہی کہ

ینقلع شجرة ایمانه اذا صادمته الریاح العاصفة التی هی الوساوس الشیطانیة المحرکة لها لان

درخت ایمان کا جڑ سی اوکہڑ جاوی جب اوسکو تند ہوائین صدمہ پہنچائین کہ وہ وسوسی شیطانی ہین جو اوسکو حرکت دیتی رہتی ہین کیونکہ

کل ایمان لم یثبت فی القلب اصله ولم ینتشر فی الاعضاء فروعه ولم یظهر فیها ثمرة لا تثبت

جکی ایمان کی جڑ دل مین خوب نہین بیٹہی اور اوسکی ٹہنیان تمام اعضا مین نہین پہیلین اور نہ اوسکو ابہی کچہہ پہل لگا ہی

عند ظهور ملک الموت ویخاف علیه الزوال وانما یثبت فی القلب اصل الایمان وانما ینتشر فروعه

تو وہ جب ملک الموت آویگا قایم نہین رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی دل کی اندر ایمان کی جڑ جب خوب بیٹہتی ہی اور اوسکی ٹہنیان

فی الاعضاء وانما یظهر ثمرة فیها اذا سقی بماء الطاعات علی توالی الایام والساعات حتی یرسخ

اعضا کی اندر جب پہیلتی ہین اور پہل ایمان کا جب ہی لگتا ہی کہ طاعات کی پانی سی ہمیشہ ہر وقت رات دن سیراب کرتا ہی تا کہ اوسکی جڑ محکم

ویثبت وینتشر فروعه ویظهر ثمرة فهذا امر لا یظهر الا عند الخاتمة واصل ذلک علی ما ثبت

اور ثابت ہو کر اوسکی شاخین پہیلین اور اوسکو پہل لگی یہہ حال وری خاتمہ سی معلوم نہین ہو سکتا اور اصل اسکی جیسی کہ

فی العلوم العقلیة ان تکرار الافعال سبب لحصول الملکة الراسخة فی النفس فمن اصرّ علی

علوم عقلی مین ثابت ہی یہہ ہی کہ ہر فعل بار بار کرنی کرتی نفس مین خوب کامل ہو جاتا ہی پہر جو شخص گناہون پر

الذنوب یحصل فی قلبه الفها وجمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان

اصرار کرتا ہی اوسکی دلمین محبت گناہون کی پیدا ہو جاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین عمر بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پہر اگر اس شخصکو

میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر الطاعات وان کان میله الی المعاصی

رغبت طاعات کی زیادہ تہی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی

اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر المعاصی فربما یقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات

زیادہ تہی تو پہر موت کی وقت اکثر وہ ہی گناہ یاد آوینگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہوتون مین سی

او معصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها وتصیر سببا لسوء خاتمته فاما الذی غلبت ذنوبه

یا کسی گناہ کی گناہون مین سی اوسکی جان نکل جاتی ہی اور اوسکا دل اسمین گرفتار رہتا ہی یہہ ہی سبب اوسکی خاتمہ بد کا ہو جاتا ہی اور جس شخصکی گناہ بہت

وکانت اکثر من طاعاته ولم یتب عنها بل کان مصرّا علیها وقلبه فرحا بها فهذا الخطر فی حقه

اور طاعات سی زیادہ ہون اور توبہ کی نہو بلکہ گناہون پر اڑا رہا اور اوسکا دل اسہی مین خوش رہا تو ایسی شخص کی حق مین اسکا

عظیم اذ قد یکون غلبة الالف سببا لان یتمثل صورة معصیة فی قلبه وتمیل الیها نفسه

بڑا اندیشہ ہی اسواسطی کہ بعضی وقت ماری غلبۂ محبت کی صورت گناہ کی اوسکی دلمین پیدا ہو جاتی ہی اور اوسکا دل اودہر کو مایل ہوتا ہی

ویقبض علیها روحه فذلک هو سوء الخاتمة واما الذی لم یرتکب ذنبا اصلا وارتکب لکن

اور وہین جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد یہی ہی اور جس شخص کوئی ہرگز گناہ نہین کیا یا گناہ تو کیا پہر

تاب فهو بعید عن هذا الخطر فعلی هذا یجب علی کل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله اداء واجب

توبہ کر لی سو وہ اس اندیشہ سی محفوظ ہی اس بیان کی موافق ہر ہر مسلم پر جو لا اله الا الله کہتی ہین واجب ہی کہ جو طاعات

علیہ من الطاعات وحفظ لسانہ وسائر اعضائہ من السیئات لان کثیرا من الناس یقولون
اونکی ذمہ پر واجب ہی اداکیا کریں اور اپنی زبان کو اور تمام اعضا کو گناہونسی بچادیں اسواسطی کہ اکثر لوگ یہہ قول زبانسی کہتی ہیں

ھذا القول ثم ینزع عنہم فی اخر اعمارہم بسبب اعمالہم الخبیثۃ ویخرجون من الدنیا بغیر ایمان
پہر اونسی آخر عمر میں بسبب خبیث عملوں کی چہوٹ جاتا ہی اور دنیا سی بی ایمان مرتی ہیں

وای مصیبۃ اعظم من ھذا ان یکون اسم الرجل فی جمیع عمرہ فی الدنیا من المؤمنین ثم یموت
اب کونسی مصیبت اس سی بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا میں تو عمر بہر مسلمانوں میں درج رہا پہر جب مرا

ویکون اسمہ فی الاخرۃ من الکفرین لیس الحسرۃ علی الذی یخرج من الکنیسۃ ویدخل فی جھنم وانما
تو آخرت میں اوسکا نام کافروں میں درج ہوا افسوس کچہہ اوسکی حال پر نہیں ہی جو بتخانہ سی نکل کر دوزخ میں گری

الحسرۃ علی الذی یخرج من المسجد ویطرح فی جھنم بسبب اعمالہ الخبیثۃ فان الناس فی الایمان
افسوس تو بڑا اوسکی حال پر ہی جو مسجد میں سی نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم میں جا وی بنی آدم باعتبار ایمان کی

علی ضربین منہم من یکون لہ الایمان عاریۃ یسترد منہ ومنہم من یکون لہ الایمان عطاء
دو قسم کی ہیں بعضی ایسی ہیں کہ اونکا ایمان عاریت کا ہی پہر چہن جاویگا اور بعضی ایسی ہیں کہ ایمان اونکو بخشا ہوا ہی

لا یسترد منہ والعلامۃ فی ذلک ان الذی یمنعہ الایمان من الذنوب ویحملہ علی الطاعات
پہر ہرگز نہیں چہنیگا اور نشان اسمیں یہہ ہی کہ جسکو پاس ایمان کا گناہونسی روکتا ہی اور طاعت کی رغبت دیتا ہی

فالایمان لہ عطاء لا یسترد منہ والذی لا یمنعہ الایمان من الذنوب ولا یحملہ علی الطاعات
تو اوسکا ایمان بخشا ہوا ہی اوسی پہر نہیں چہینا جاویگا اور جسکو پاس ایمان کا گناہونسی نہیں روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی

فالایمان لہ عاریۃ یسترد منہ لان ایمانہ لوکان صحیحا خالصا لمنعہ من الذنوب ولحملہ علی
تو اوسکا ایمان عاریت کا ہی وہ چہن جاویگا کیونکہ اگر اوسکا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اوسکو گناہونسی روکتا اور طاعت کی رغبت

الطاعات فلما لم یمنعہ من الذنوب ولم یحملہ علی الطاعات علم ان قلبہ الذی ھو محل الایمان
دیتا پس جب اوسکو گناہونسی روکا اور نہ طاعت پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اسکا دل جو ایمان کا گہر ہی

مریض فان القلب قد یمرض ویشتد مرضہ لکن لا یعرف صاحبہ لغلبۃ الھوی علیہ بل قد
بیمار ہی بیشک دل کبہی بیماری میں سخت مبتلا ہو جاتا ہی لیکن اوس شخصکو بسبب غلبہ ہوا ہوس کی معلوم نہیں ہوتا بلکہ بعضی وقت

یموت قلبہ وھو لا یشعر بموتہ وعلامۃ ذلک ان لا یؤلمہ جراحات الذنوب فان القلب اذا کان
اوسکا دل مرجاتا ہی اور اوسکو موت کی خبر نہیں ہوتی اسکا نشان یہہ ہی کہ دلمیں گناہ کی زخم سی الم نہیں ہوتا کیونکہ دل جبتک

فیہ حیوۃ یتالم بقدر حیوتہ من جراحات الذنوب وقد یشعر بمرضہ صاحبہ لکن لا یتحمل
زندہ رہتا ہی تو اوسکو جتنی اسمیں حیات ہوتی ہی گناہوں کی زخموں سی الم پیدا ہوتا ہی اور کبہی اوس شخصکو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر

مرارۃ الدواء ولا یصبر علیھا فیؤثر بقاء الالم علی مشقۃ الدواء فان دواءہ فی مخالفۃ ھواہ وذلک
بدمزگی دوا کی برداشت نہیں کرتا اور نہ اسپر صبر کرتا ہی پہر وہ الم رہنی دیتی دوا کی مشقت میں شکر کرتا ہی کیونکہ اوسکا علاج تو ہوا ہوس کی مخالفت ہی وسیہ

اصعب شئ علی النفس ولیس لھا شئ انفع من ذلک قال سھل بن عبد اللہ ھواک داؤک فان خالفتہ
نفس پر بڑا ہی دشوار ہی اور اوسکی حق میں اس سی زیادہ کچہہ مفید نہیں ہی سہل بن عبد اللہ کہتی ہیں تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تونی اوسکا خلاف کیا

فذلک دواءک وقال ایضا ترک الھوی مفتاح الجنۃ لقولہ تعالی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ
تو یہہ ہی تیرا علاج ہی اور یہہ بہی کہا ہی ہوا ہوس کا ترک کرنا جنت کی کنجی ہی واسطی ارشاد الٰہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی

وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی فالسعید من یخالف هواه ویطیع مولاه والشقی
اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہی ہی ٹھکانا پس نیک بخت وہ ہی جو اپنی ہواہوس کی مخالفت کرکر اپنی صاحب کی اطاعت کری اور بدبخت

من یتبع هواه ویخالف مولاه فان اتباع الهوی سم قاتل من سموم الدین یفضی الی الهلاك
وہ ہی کہ اپنی ہواہوس کی پیچھی لگا رہی اور اپنی صاحب کی مخالفت کری بیشک اطاعت نفس کی زہر قاتل ہی دین کی زہروں مین سی ہمیشہ کی واسطی مار ڈالتا ہی

الابدی یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ فالخائف من الهلاك فی هذه
جس دن نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرتا ہی موت سی اس

الدنیا الفانیة اذا کان یجب علیه فی کل حال الاحتراز عن السموم وما یضره من المهلکات فالخائف
دنیا فانی مین اوسپر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ زہروں سی اور تمام مہلکات سی بچتا رہی سو جسکو ہلاک

من الهلاك الابدی اولی ان یجب علیه فی کل حال الاحتراز عن المعاصی التی هی سموم الدین فان
ابدی کا خوف ہو تو اوسکو تو ضرور بہتر واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں سی بچتا رہی کہ وہ دین کی حق مین زہر ہین بیشک ان زہروں سی

المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقیة التی لیس اضعاف اعمار الدنیا عشر عشیر مدتها
یہہ ہی اندیشہ ہی کہ آخرت فوت ہو جاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمرین اوسکی سوین حصہ کو نہین ملتی

اذ لیس لمدتها اخر وغایة وفیها النعیم المقیم والملك العظیم وفی فواتها نار الجحیم والعذاب الالیم
کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر نہین ہی اور اوسمین نعمتین دائمی اور ملک بڑا اور اوسکی فوت ہوتی مین دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک

فالبدار البدار الی التوبة والاستغفار قبل ان یعمل سموم الذنوب فی روح الایمان ولا ینفع بعده
پس جلدی کر جلدی طرف توبہ اور استغفار کی پہلی اس سی کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح مین اثر کری پہر نہ تو پرہیز فائدہ کریگا

الاحتماء ولا علاج الاطباء ولا نصح الناصحین ولا وعظ الواعظین ویحق علیه القول انه من
بعد اوسکی اور نہ علاج طبیبوں کا اور نہ نصیحت ناصحوں کی اور نہ وعظ واعظوں کا اور اوسپر یہہ ہی قول ثابت ہو جائیگا کہ یہہ

الکفرین ویدخل تحت عموم قوله تعالی اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ
کافر ہی اور اس قول عام کی بیچ داخل ہو جاوی گا ہم نی ڈالی ہین اونکی گردنوں مین طوق سو وہ ہین ٹھوڑیوں تک پہر اونکی سر الل رہی ہین

ولا یغرنك لفظ الایمان وتقول المراد به الکفرون اذ قد جاء فی الحدیث ان الزانی لا یزنی وهو مؤمن
اور ایمان کی لفظ سی کہٹکا مین نہ آنا کہ تو کہنی لگی آیت مین مراد کافر ہین اسواسطی کہ حدیث مین یہہ آیا ہی نہین ہی کہ زانی زنا کری اور مؤمن بہی ہو

فانه علیه الصلوة والسلام ما اراد به نفی الایمان الذی هو العلم بالله وملئکته وکتبه ورسله
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہہ مراد نہین ہی کہ وہ ایمان جو ہی اللہ تعالی کا اور اوسکی فرشتوں کا اور اوسکی کتابوں کا اور اوسکی رسولوں کا سلب ہو جاتا ہی

فان هذا الایمان لا ینافیه الزنا وسائر الذنوب بل اراد نفی الایمان الذی هو العلم بکون الزنا و
کیونکہ یہہ ایمان تو نہ منافی زنا کا ہی اور نہ منافی تمام اور گناہوں کا بلکہ مراد یہہ ہی کہ وہ ایمان کہ جس سی جانتا تہا کہ زنا اور

سائر الذنوب مبعدا عن الله تعالی وموجبا لمقته فالمحجوب عن هذا الایمان الذی هو فرع
تمام گناہ اللہ تعالی کی درگاہ سی دور کرتی ہین اور باعث بلا کی کا ہین وہ جاتا رہتا ہی سو جو شخص اس فرعی ایمان سی محجوب ہوا

سیحجب فی الخاتمة عن الایمان الذی هو اصل حتی قال بعض العلماء قول العاصی للمطیع انا
تو کیا بعید ہی کہ خاتمہ کی وقت اصل ایمان سی بہی محجوب ہو جاوی بعضی علماء نی کہا ہی کہ عاصی کا یہہ کہنا مطیع سی کہ مین بہی

مؤمن کما انت مؤمن یشبه قول شجرة القرع لشجرة الصنوبر انا شجرة کما انت شجرة وما احسن
ویسا ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہی ایسا کہ کدو کی درخت نی صنوبر سی کہا مین بہی ویسا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی پہر صنوبر نی

ماقالت شجرة الصنوبر لها فی الجواب انك ستعرفین حالك اذا عصفت ریاح الخریف و

کیا ہی خوب جواب دیا جب آندھیان خزان کی چلین گی تو آپ ہی اپنا حال دیکھ لیگا اور

انقلعت اصولك وانتشرت اوراقك فعند ذلك ینکشف غرورك بمجرد مشارکتك ایای فی

تیری جڑ اوکھڑ جاوی گی اور تیری پتی جھڑ کر بکھر جاوینگی تب تیرا یہہ گھمنڈ کھل جاویگا کہ نام مین تو بھی میرا شریک ہی

اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فکذا العاصی سیعرف حاله اذا عصفت

درخت کہلاتا ہی یہہ تجھکو خبر ہی نہین کہ درخت کیونکر قایم رہتی ہین سو ایسی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال سی واقف ہوجاگا جب موت کی

ریاح الاجل وظهرت سکرات الموت فعند ذلك ینکشف غروره بمجرد مشارکته للمطیع فی

آندھی چلی گی اور موت کی سکرات پیدا ہونگی تب کھل جاویگا تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح

اسم المؤمن مع الغفلة من اسباب ثبات الایمان وهذا امر یظهر عند الخاتمة حتی قال بعض

مؤمن کہلاتا تہا بیخبری مین کہ ایمان کسبات سی قایم اور ثابت رہتا ہی اور یہہ حال خاتمہ کی وقت کھل جاتا ہی اتنا کہ بعضی

العارفین اذا ظهر ملك الموت للعبد یعلم ذلك العبد انه لم یبق من عمره شئ فیبدو له حینئذ

عارف کہتی ہین جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہی کہ میری عمر کچھہ باقی نہین رہی اب اوسکو اسقدر

من الحسرة والندامة مالو کانت له من الدنیا بجملتها لکان یبذلها لیضم الی عمره ساعة حتی

حسرت اور ندامت پیدا ہوتی کہ اگر اوسکی قبضہ مین تمام دنیا ہوتی توبیشک خرچ کردیتا تاکہ اوسکی عمر مین ایک گھڑے زیادہ ہوجا

یتدارك تفریطه ولا یجد الی ذلك سبیلا فیتجرع غصة الیأس عن التدارك وحسرة الندامة

کہ اپنی افراط تفریط کا عوض کردی سو اوسکا کوئی سبیل نہوسکیگا سو خوف کی گھونٹ گلہ نگرتی ہوئی تدارک سی لاچار ہوکر پیتا رہیگا

علی تضییع العمر فی ما یضره ولا ینفعه فیجعل روحه یتغرغر فیغلق عنه باب التوبة فیبقی فی

عمر بیکار کہوکر ایسی کاربار مین جو ضرر پہنچاوین اور کچھہ فائدہ ندین پہر اوسکی جان نکلنی کو گلی مین آواز کری گی اور دروازی توبہ کی بند ہوجاوینگی پہر صرف

الحسرة والندامة ولذلك قیل ﴿وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ

حسرت اور ندامت ہی رہ جاوی گی اسیلئی کہا گیا ہی اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین بری کام جبتک سامنی آی ایسی کیسکو

الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ﴾ ﴿وَاِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَی اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ

موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور سو اونکی جو عمل کرتی ہین برا نادانی سی پہر توبہ کرتی ہین

قَرِیْبٍ﴾ والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصیة بان یندم علیها ویمحو اثرها بحسنة یردفها بها قبل

شتاب سی اور مراد قرب سی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی اوسپر شرمندہ ہوکر اوسکا نشان مٹاوی نکوئی سی کہ اوسکی ساتھہ ہی عمل کری

ان یتراکم ظلمتها علی القلب فلا یقبل المحو ولذلك قال النبی علیه الصلوة والسلام اتبع السیئة

اس سی پہلی کہ اوسکی تاریکی دل پر پہیل جاوی کہ پہر وہ تاریکی ہرگز نہ جاسکی اسیلئی فرمایا ہی نبی علیہ الصلوة والسلام نی برائی کی ساتھہ

الحسنة تمحها وقال لقمان لابنه یٰبنیّ لا تؤخر التوبة فان الموت تاتی بغتة فمن ترك المبادرة

نکوئی کر کہ وہ نکوئی اوسکو مٹاویگی اور لقمان نی اپنی بیٹی سی کہا ای بچہ توبہ مین دیر نکرنا کیونکہ موت ناچک آجاتی ہی سو جسنی جلدیسی توبہ نکی

الی التوبة بالتسویف قد یعاجله الموت فلا یجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد فی الخبر

اور دیر کرتا رہا کبھی جلدیسی موت اوسکو آلیتی ہی پہر اوسکو اتنی فرصت نہین ملتی کہ توبہ کری اسیلئی حدیث مین آیا ہی

عن ابن عباس انه علیه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب

ابن عباس کی روایت سی کہ فرمایا ہی علیہ الصلوة والسلام نی ہلاک ہوئی مسوّف یعنی دیر کرنیوالی اور مسوّف وہ ہوتا ہی جو یہہ کہا کری ہان اب توبہ کرونگا

وهو هالك لانه بنى الامر على البقاء الذي لم يفوض اليه ولعله لا يبقى وان بقي فانه كما لا يقدر على ترك
اور وہ شخص ہلاک ہوتا ہے کیونکہ وہ کام کی بنیاد بقا پر رکھتا ہے جو کہ اوسکی سپرد نہیں ہے اور شاید کہ وہ باقی نہ رہے اور باقی بھی رہا تو شاید جیسے کہ گناہ اب نہیں چھوڑ سکتا

الذنب اليوم لا يقدر على تركه غدا لان عجزه عن الترك في الحال ليس الا لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تفارقه
یعنی توبہ نہیں کرتا کل بھی نہ چھوڑ سکے کیونکہ اب غلبہ شہوت کا مارا توبہ نہیں کرتا تو شہوت تو اوس سے جدا نہیں ہوگی

بل تتضاعف وتتأكد بالاعتياد فليست الشهوة التي اكدها الانسان بالاعتياد كالشهوة التي لم يؤكدها
بلکہ بڑھتی جاوے گی اور زیادہ عادت ہوتی جاوے گی سو وہ شہوت جسکی آدمی نے خوب عادت کر لی ہے ایسی نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی

وعن هذا قيل هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون ان الايام متشابهة في
اسی لئے کہتے ہیں کہ دیر کرنے والے جاتے رہے کیونکہ یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دو نظیروں میں فرق ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ دن تمام ایک سے ہیں

كون ترك الشهوات شاقا فيها ابدا فعلى العاقل ان يبادر بالتوبة اذا صدر منه شيء من المنهيات
شہوات کا ترک کرنا ہمیشہ دشوار ہے سو عاقل کو لازم ہے کہ جلد توبہ کرے جب اوس سے کوئی گناہ صادر ہو

لان من عصى الله تعالى في شيء منها ولم يتب عنه على الفور يكون من الظلمين لقوله تعالى ومن
کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالی کی کسی بات میں اور ترت توبہ نہیں کرتا تو وہ ظالم ہے واسطے ارشاد الٰہی کی اور جو

لم يتب فاولئك هم الظلمون والتوبة عبارة عن معنى يحصل من امور ثلثة علم وحال وقصد
توبہ نہیں کرتا وہ ہی لوگ ہیں ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہے جو پیدا ہوتی ہے تین چیزوں سے علم اور حال اور قصد

اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وكونه حجابا بينه وبين محبوبه واما الحال فهو الندم ومعنى
علم تو یہ یقین کرنا کہ معصیت میں بڑا ہی ضرر ہے اور محبوب سے پردہ میں رکھ دیتا ہے اور حال سے مراد شرمندگی ہے اور معنی

الندم تألم القلب وتحزنه عند شعوره بفوات محبوبه واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق
شرمندگی کا یہ ہے کہ دل کو نہایت الم اور حزن پیدا ہو جب یہ سمجھے کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہے اور توبہ متعلق ہے

بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فهو ترك كل محظور هو ملابس به واداء كل فرض
زمانہ حال اور استقبال اور ماضی سے پھر توبہ کو حال سے تو یہ لگاؤ ہے کہ ترک کرے ہر گناہ کو جسمیں مبتلا ہے اور ادا کرے ہر فرض کو

هو متوجه عليه واما تعلقه بالاستقبال فهو دوام فعل الطاعات وترك المنهيات الى اخر
جو اوسکی ذمہ پر ہے اور زمانہ استقبال سے یہ علاقہ ہے کہ آئندہ کو ہمیشہ تمام عمر طاعات میں مصروف رہے اور منہیات سے بچتا رہے

العمر واما تعلقه بالماضي فهو تداركه ما فرط فيه وطريق التدارك ان ينظر الى الطاعات ما ترك
اور زمانہ ماضی سے یہ علاقہ ہے کہ تمام قصوروں کا عوض کرے جو زمانہ ماضی میں گذرے ہیں اور طریقہ تدارک کا یہ ہے کہ طاعات میں غور کر کر دیکھے کیا کیا

منها والى المعاصي ما فعل منها فان كان ترك شيئا من الطاعات يتداركه بالقضاء فاذا قضى ما عليه
ہوئیں ہیں اور معاصی میں تامل کرے کہ کیا کیا عمل ہوئے ہیں پھر اگر اسنے کوئی طاعت ترک کی ہے تو اوسکا تدارک قضا کر کر کردے پھر جب تمام فرائض

من الفرائض والواجبات ينظر في معاصيه فما كان منها بينه وبين الله تعالى يكفي فيه الندم بالقلب
اور واجبات اپنی ذمہ کی ادا کر چکے تو اپنی معاصی میں غور کرے معاصی میں جو جو صرف حق اللہ ہیں تو اوسمیں فقط دل سے ہی شرمندہ ہوتا

والاستغفار باللسان والعزم على ان لا يعود اليه ابدا واما حقوق الخلق فما علم صاحبه يرده اليه
اور زبان سے استغفار کرنی کافی ہے اس عزم سے کہ پھر کبھی ایسی حرکت ہرگز نہ کرونگا اور حقوق العباد میں سے جسکا مالک معلوم ہو تو اوسکا حق اوسکو ادا کردے

ان كان من الحقوق المالية وان كان من الحقوق الغير المالية يستحل منه وان لم يجعل في حل يبقى
اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہو تو اوس سے معاف کرادے اور اگر وہ معاف نہ کریگا تو اوسپر وبال باقی رہیگا

علیه مظلمته فعلیه ان یحسن الیه ویسعی فی مهماته حتی یستمیل به قلبه الیه ویجعله فی
اب اسکو یہہ لازم ہی کہ اوسکی ساتہہ بہلائی سی پیش آوی اور اوسکی کاروبار مین کوشش کری تاکہ اوسکا دل اوسپر نرم ہوجا اور معاف

حل فان الانسان عبید الاحسان وقد روی عن ابن مسعود رضی الله عنه انه علیه الصلوة والسلام قال
کردی کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی

جبلت القلوب علی حب من احسن الیها وعلی بغض من اساء الیها فکل من نفر قلبه بسیئة
عادت ہی دلون کی کہ اپنی محسن کی دوست خیرخواہ ہوتی ہین اور اپنی آزار رسان کی بدخواہ ہوتی ہین پہر جسکا دل اوسکی بدی کی سبب سی بیزار ہوگیا ہی

یطیب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بکثرة الاحسان الیه والسعی فی مهماته یؤمل ان یجعله
تو بہلائی سی خوش ہوجاگا پہر جب اوسکا دل بسبب کثرت احسان کی اور اپنی کاروبار مین ساعی دیکہہ خوش ہوگا تو امید ہی کہ اوسکو

فی حل وان ابی الا الاصرار یکون احسانه الیه وسعیه فی مهماته من جملة حسناته التی یمکن
معاف کردی اور اگر وہ ثانی سوای بدلا لینی کی تو اوسکی بہلائیان اوسکی ساتہہ اور اسکی کوشش اوسکی کاروبار مین یہہ بہی ایسی حسنات ہین کہ ممکن ہی

ان یجبرها جنایته یوم القیمة فینبغی ان یکون قدر سعیه فی فرحه وسرور قلبه بالاحسان الیه
کہ قیامت کی دن اوسکی خطا کا بدلہ ہوجاوین اب لایق یہہ ہی کہ اوسکی خوشی اور دل راضی کرنی مین احسان سی

والسعی فی مهماته کقدر سعیه فی ایذائه حتی اذا قاوم احدهما الاخر او زاد علیه یاخذ ذلك منه
اور کاروبار مین سعی کرنی سی اتنی محنت اوٹہاوی کہ جتنی اوسی تکلیف دی تہی یہان تک کہ اگر دونو برابر کیجاوین تو اوسکی محنت برابر نکلی یا زیادہ بڑہ جاکہ وہ اپنا اوس سی

عوضا یوم القیمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه فی الحقوق الغیر
قیامت کی دن بدلہ لیلی اور اگر وہ حق والا غایب ہوا یا مرگیا ہو اور ظالم اوسی معاف نہین کرا سکتا حقوق غیر مالیہ کو

المالیة او کان فقیرا غیر قادر علی التصدق بمقدار ما علیه من الحقوق المالیة یجب علیه ان
یا ظالم مفلس ہو قدرت نہین ہی کہ جتنا اوسکی ذمہ پر اسکا حق مالی ہی اوسکی بدلہ خیرات کرسکی تو اب اسپر یہہ واجب ہی

یکثر ما قدر علیه من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر
کہ نیک اعمال بہت کیا کری اور ہر وقت مظلوم کی حق مین دعا مغفرت کی کیا کری مؤمن مرد ہو وہ مظلوم یا مؤمن عورت

الاوقات فانه اذا فعل کذلك یرجی من فضل الله تعالی وکرمه ان یرضی خصمه یوم القیمة لما روی
جب اس ظالم نی یہہ عمل کیا تو خدا تعالی کی فضل اور کرم سی امید ہی کہ اوسکی مدعی کو قیامت کی دن راضی کردی کیونکہ روایت ہی

عن ابی هریرة انه قال بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم جالس اذ ضحك حتی بدت ثنایاه
ابو ہریرہ رضی الله عنہ سی کہ ایک وقت رسول الله صلی الله علیه وسلم بیٹہی ہوی تہی چنانچہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک نظر انی لگی

فقیل له مم تضحك یا رسول الله قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فقال احدهما
کسینی پوچہا کیون ہنستی ہو یا رسول الله فرمایا دو شخص میری امت کی سامنی رب العزت کی آبیٹہی ایک نی کہا

یا رب خذ لی مظلمتی من هذا فقال الله تعالی اعط اخاك مظلمته فقال یا رب لم تبق من
یا الہی میرا بدلہ اس سی لی دی الله تعالی نی فرمایا کہ اپنی بہائی کا حق ادا کردی اوسنی عرض کیا یا الہی میری حسنات مین سی

حسناتی شیء فقال الله تعالی ما تصنع باخیك لم تبق من حسناته شیء فقال یا رب فلیحمل
تو کچہہ نہین بچا پہر الله تعالی نی فرمایا اب تو کیا کریگا اپنی بہائی کی ساتہہ کہ اوسکی حسنات مین سی کچہہ باقی نہین رہا پہر عرض کیا یا الہی تو میری گناہ

عنی من اوزاری ففاضت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال ان ذلك الیوم لیوم
اوسپر رکہدی پہر یہہ پڑہین دونو آنکہین رسول الله صلی الله علیه وسلم کی پہر فرمایا بیشک یہہ وہ دن ہی کہ وہان

يحتاج الناس فيه الى ان يحمل عنهم اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك فانظر

يہہ حاجت ہوگی آدمیوں کو کہ اونکی گناہ اونپر پڑجاوین پہر فرمایا کہ پہر اللہ تعالی یہہ فرماویگا اوسکو جو حق مانگتا تہا اپنی آنکہہ اوٹہاکر

الى الجنان فيرفع بصره فيرى من الخير والنعمة ما يعجبه فيقول لمن هذا يا رب فيقول لمن يعطيني

بہشت کی طرف تو دیکہہ پہر وہ اپنی آنکہہ اوٹہاکر ایسی خیر اور نعمتین دیکہیگا کہ اوسکو بہت پسند آوینگی پوچہیگا یا رب یہہ کسکی ہین اللہ فرماویگا جو شخص اسکی قیمت دی

فيقول من يملك ثمنه فيقول انت فيقول بماذا يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب

وہ عرض کریگا اسکی ثمن کی کسکو طاقت ہی فرماویگا تجہکو پہر عرض کریگا کیونکر یا رب اللہ تعالی فرماویگا بعوض معاف کرنی کی اپنی بہائی سی پہر وہ عرض کریگا الہی مین نی اوسکو معاف کیا

فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك فادخله الجنة هذا اذا لم يكن صاحب الحق كافرا واما اذا

پہر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑ کر جنت مین لیجا یہہ کیفیت جب ہی کہ مدعی کافر نہو اور اگر

كان كافرا يكون الامر مشكلا جدا لانه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا يوجد طريق

مدعی کافر ہوگا تو پہر بڑی مشکل کی بات ہی کیونکہ نہ تو وہ کافر قابل دخول جنت کی ہی اوسکی راضی کرنیکا کوئی طریقہ نہین ہی

لارضائه ولا لاعطاء ثواب المؤمن اليه ولا لتحميل اثم الكفر على المؤمن ولا يرجى منه العفو

اور نہ مؤمن کا ثواب اوسکو دی سکتی ہین اور نہ اوسکا کفر کا گناہ مؤمن پہ ڈال سکتی ہین اور معافی کی ہی کافر سی امید نہین ہی

فيكون خصومته اشد وكذا اذا كان الحق للبهائم بان ضربها بغير ذنب او ضرب وجهها

سو کافر کی خصومت بڑی سخت ہی اور ایسی ہی جب بہایم کا حق ہوگا کہ اوسکو بی خطا مارا ہو یا خطا ہی پر اوسکی چہرہ پر مارا ہو

بذنب او حملها فوق طاقتها او لم يتعاهد علفها وماءها تكون خصومتها يوم القيمة اشد

یا اوسکی طاقت سی زیادہ لادا ہو یا اوسکی چارہ پانی کی خبر نلی ہو تو اوسکی بہی خصومت قیامت کی دن بڑی سخت ہوگی

اذ لا ذنب لها فيحمل عنها ذنبها وليست اهلا لاخذ الحسنات فتعين العقاب المجلس

اسلئی نہ بہایم خطادار ہوتی ہین کہ اونکی گناہ اسکی ذمہ پر ڈالدین اور نہ وہ اسی لایق ہی کہ حسنات اوسکو دیدین پہر عذاب ہی قایم رہا

الثالث عشر في بيان اخلاص التوحيد سبب لحرمة النار قال رسول الله

تیرہوین مجلس اس بیان مین کہ توحید اخلاص دل سی دوزخ کی آگ حرام کردیتی ہی فرمایا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه

صلی اللہ علیہ وسلم نی جو کوئی یہہ گواہی دی کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی اور بیشک محمد اللہ کی رسول ہین سچی دل سی

الا حرمه الله على النار هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه معاذ بن جبل وظاهره يقتضي

حرام کردیگا اللہ تعالی اوسکو آگ پر یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی معاذ بن جبل کی روایت سی ظاہر معنی اسکی یہہ ہین

ان لا يدخل النار كل من ياتي بكلمتي الشهادة وان لم يمتثل بالاوامر ولم ينته عن النواهي وليس

کہ دوزخ مین نہ جاویگا جو شخص کلمہ شہادت کا پڑہتا ہی اگرچہ اوامر کو بجا نہ لاوی اور مناہی سی باز نرہی اور حقیقت مین

كذلك لان معناه ان كل من يشهد بوحدانية الله تعالى وبرسالة رسوله ويجري على موجب

یہہ نہین کیونکہ اسکی معنی یہہ ہین کہ جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دیتا ہی اور اپنی

شهادته بامتثال الاوامر واجتناب النواهي حرمه الله تعالى على النار يشير الى هذا المعنى

شہادت کی رستہ پر چلا جاتا ہی اوامر پر عمل کرکر اور منہیات سی اجتناب کرکر اوسکو اللہ تعالی آگ پر حرام کردیگا ان معنون کا اشارہ ہی

قوله عليه الصلوة والسلام صدقا من قلبه لان الشهادة اذا كانت عن صميم القلب

اس حدیث مین اس لفظ سی کہ سچی دل سی کیونکہ گواہی جب سچی ارادہ دل سی ہوتی ہی

يتوجه العبد الى طلب رضى مولاه بامتثال الاوامر واجتناب النواهي واذا لم يتمثل بالاوامر ولم
تو آدمی اپنی مولی کی رضا مندی تلاش کرتا ہی اوسکی حکم کو بجا لاکر اور منع سی باز رہ کر اور اگر اوسکی نہ حکم پر عمل کیا اور نہ

ينته عن النواهي يكون شهادته بمجرد اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجمان القلب
روکنی سی رکا تو اوسکی وہ گواہی صرف زبانی ہی دل اور اعتقاد سی نہین ہی اسلئی کہ زبان دل کا اظہار کرنیوالی ہی

والاعضاء شهود على ما يدعيه الانسان باللسان فمن ادعى بلسانه الايمان اذا استعمل
اور ہاتہہ پانو وغیرہ اعضا گواہ ہین انسان کی زبانی دعوی پر پس جو شخص اپنی زبان سی ایمان کا دعوی کری اور وہ اپنی ارکان کو

اركانه على ما يقتضيه الايمان يكون صادقا في دعواه ويثبت ما ادعاه واذا لم يستعمل اركانه
ایمان کی مطابق برتتا ہی تو وہ شخص اپنی دعوی مین سچا ہی اور اوسکا دعوی ثابت ہی اور اگر اوسنی اپنی ارکان ایمان کی

على ما يقتضيه الايمان لا يكون صادقا في دعواه ولا يثبت ما ادعاه وظهر من هذا ان ما يجري
مطابق استعمال نکئی تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو زبان سی کہا کرتی ہین

على اللسان قد لا يكون عن قلب واعتقاد وان كان صادقا في الواقع كقول المنافقين لرسول الله
بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقاد سی نہین ہوتی اگرچہ واقع مین سچی ہو جیسی قول منافقون کا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ فان قولهم هذا كان صدقا في الواقع بدليل قوله تعالى
صلی اللہ علیہ وسلم سی ہم گواہی دیتی ہین کہ بیشک تم اللہ کی رسول ہو تو یہہ قول اونکا واقع مین سچا ہی اس دلیل سی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ لكن لما لم يكن عن قلب واعتقاد كذبهم الله تعالى بقوله وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ
اللہ جانتا ہی کہ تو بیشک اللہ کا رسول ہی لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقاد سی نہین کہتی تہی تو اللہ تعالی نی اونکو جہٹلایا اور اللہ گواہی دیتا ہی

الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ وسبب ذلك ان الشهادة على ما ذكر في الصحاح خبر قاطع وهذا شرط في
کہ منافق بیشک جہوٹہی ہین اور اسکا سبب یہہ ہی کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہین اسیلئی گواہون مین

الشاهد ان يشهد بشيء ثابت عنده بيقين كما قال النبي عليه الصلوة والسلام اذا علمت مثل
یہہ شرط ہی کہ گواہی تب دیا کرین جب وہ شئی اونکی عندیہ مین یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی جب تجہکو آفتاب کی مثال

الشمس فاشهد فمن شهد بشيء غير ثابت عنده بيقين يكون كذبا وان كان صدقا في الواقع
ظاہر معلوم ہو تو گواہی دہ پہر جو شخص ایسی مقدمہ کی جو اوسکی نزدیک یقینا ثابت نہین ہی گواہی دی تو وہ جہوٹہ ہوگی اگرچہ واقع مین سچی ہو

ولذلك اعتبر في الحديث كونه صدقا ناشيا عن مركزه ومنبعه الذي هو القلب ليظهر
اسیہی واسطی حدیث مین یہہ اعتبار کیا ہی کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع سی پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اوسکا اثر

اثره في الاعضاء فعلى هذا كل من ينطق بكلمتي الشهادة يدعي حصول علم اليقين عنده
اعضا مین آوی اس تقریر کی موافق جو شخص کلمی شہادت کی پڑہتا ہی تو وہ دعوی کرتا ہی کہ مجہکو انکی معنی یقینا معلوم ہین

بمعناهما واذا لم يكن عنده العلم بمعناهما لا يكون صادقا في دعواه ولا يتحقق ما ادعاه فكيف
اور اگر اوسکو اونکی معنی معلوم نہون تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی پہر

يكون مؤمنا فان النطق بهما من غير فهم معناهما لا يكفي في حصول حقيقة الايمان
وہ مؤمن کیونکر ہوگا اسلئی کہ زبانی پڑہنی سی بدون معلوم کرنی معنون کی حقیقت ایمان کی کبہی حاصل نہین ہوتی

بل لا بد في حصول حقيقة الايمان ان يكون النطق بهما مع فهم معناهما لان جميع ما يجب
بلکہ ضرور ہی واسطی حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونو کلمی اونکی معنی سمجہہ کر زبان سی پڑہی اسلئی کہ مکلف پر جو جو عقاید

علی المکلف معرفته من عقائد الایمان و فی حقه تعالی وحق رسله متدرج فیهما لان الکلمة الاولی

کہ مکلف پر جو جو عقاید ایمانی ہیں سے بہ نسبت ذات الٰہی اور بہ نسبت رسولوں کی یقین کرنا واجب ہی تمام ان کلموں میں داخل ہی پہلی

منهما مرکبة من نفی واثبات والذی نفی عن غیره تعالی واثبت له تعالی علی طریق الحصر انما هو

کہ پہلا کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی اور جو چیز کہ غیر اللہ سی سلب اور واسطی اللہ تعالی کی ثابت کی گئی ہی حصر کر کر وہ الوہیت ہی

الالوهیة وهی تشتمل علی معنیین احدهما استغناؤه تعالی عن جمیع ماسواه والثانی افتقار جمیع ماعداه

اور الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو اللہ کی بی نیازی تمام ماسوی سی اور دوسری حاجتمند ہونا تمام ماسوا کا

الیه تعالی فعلی هذا یکون معنی قولنا لا اله الا الله لا مستغنی عن جمیع ماسواه ولا مفتقر الیه جمیع

اللہ تعالی کی طرف اس بیان کی موافق معنی کلمہ کی یہہ ہیں نہیں ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا سی اور نہ کوئی محتاج الیہ تمام

ماعداه الا الله تعالی اما استغناؤه تعالی عن جمیع ماسواه فیوجب له تعالی الوجود والقدم و

ماسوا کا سواء اللہ تعالی کی بی نیازی اللہ تعالی کی تمام ماسوا سی واجب کر دیتی ہی واسطی اللہ تعالی کی وجود اور قدم اور

البقاء اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان محتاجا الی محدث لان انتفاء شئ من هذه

بقا کو اسلئی کہ اگر نہ واجب ہوں واسطی اللہ تعالی کی یہہ صفتیں تو پہر وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا اسواسطی کہ گم ہونا کسی ایک صفت کا ان

الصفات یستلزم الحدوث وکل حادث یحتاج الی محدث وکذا یوجب له تعالی التنزه عن النقائص

صفات میں سی لازم کر دیتا ہی حدوث اور حادث تمام محدث کی محتاج ہوتی ہیں اور ایسی ہی واجب ہو جاتا ہی پاک ہونا اللہ تعالی کا تمام نقصانوں سی

ویدخل فی التنزه عن النقایص وجوب السمع والبصر والکلام اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان متصفا بالنقائص

اور نقصان سی پاک ہونی میں یہہ بہی داخل ہی کہ بالضرور سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہو اسواسطی کہ اگر یہہ صفات نہوں گی تو پہر اوسمیں نقصان پایا جاویگا

ومحتاجا الی من یدفع عنه تلك النقائص وکذا یوجب له تعالی التنزه عن الاغراض فی افعاله واحکامه

اور حاجت مند ہوگا ایسی امر کا کہ جسنی وہ نقایص دفع ہوں اور ایسی ہی واجب ہوتا ہی واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا اللہ تعالی کا غرض سی افعال اور احکام میں

اذ لو لم یجب له تعالی التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل به غرضه وکذا یوجب له تعالی

اسواسطی کہ اگر نہ واجب ہو واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا غرضوں سی تو وہ حاجت مند ہوگا ایسی امر کا جسنی وہ غرض حاصل ہو اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی

ان لا یجب علیه فعل شئ من الممکنات ولا ترکه اذ لو وجب علیه شئ منهما لکان محتاجا الی ذلك

کہ اوسکی ذمہ کوئی امر واجب نہو کرنا کسی امر ممکن کا یا نکرنا اوسکا اسواسطی کہ اگر واجب ہووی اللہ تعالی پر کوئی کار تو وہ حاجتمند ہوگا اوس کار کا

الشئ لیتکمل به اذ لا یجب له تعالی الا ما هو کمال واما افتقار جمیع ماعداه الیه تعالی فیوجب له تعالی

تاکہ کامل ہو جاوی اسلئی کہ اللہ تعالی کو وہ صفات واجب ہوتی ہیں جو کمال کی ہیں اور جمیع ماسوا کی محتاج الیہ ہونی سی واجب ہو جاتی ہی واسطی اللہ تعالی کی

القدرة والارادة والعلم والحیوة اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان عاجزا عن ایجاد شئ

قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اسواسطی کہ اگر واجب نہوں واسطی اللہ کی یہہ صفتیں تو عاجز ہوگا کائنات میں سی ہر شئی کی

من الکائنات وکذا یوجب له تعالی الوحدانیة اذ لو لم یجب له تعالی الوحدانیة بل کان معه ثان

پیدا کرنی سی اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی وحدانیت اسلئی کہ اگر اللہ تعالی واحد نہو بلکہ اوسکی ساتھہ ایک اور دوسرا

فی الالوهیة لم یفتقر الیه شئ من الکائنات للزوم عجزهما ویوخذ من افتقار جمیع ماعداه الیه تعالی

الوہیت میں شریک ہو تو پہر تمام کائنات میں سی کوئی شئ اوسکی محتاج نہو گی اسلئی کہ دونو عاجز ہو جاتنگی اور ظاہر ہوتا ہی تمام ماسوا کی احتیاج سی طرف اللہ تعالی کی

حدوث العالم باسره اذ لو کان شئ منه قدیما لکان مستغنیا عنه تعالی غیر محتاج الیه تعالی

کہ تمام عالم حادث ہی کیونکہ اگر کوئی شئ عالم میں سی قدیم ہوتی تو وہ اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتی حاجت مند اللہ کی نہوتی

ویوخذ منه ایضا ان لا یؤثر شئ من المخلوقات فی اثرما اذ لو کان فی شئ من المخلوقات تاثیر
اسی سی ظاہر ہوتا ہی کہ مخلوقات میں سی کسی چیز کو کسیطرح کا کچھ اثر نہیں ہی کیونکہ مخلوقات میں سی اگر کسی چیز میں اثر ہوتا

فی اثرما لکان ذلک الاثر مستغنیا عنه تعالی غیر مفتقر الیه تعالی فعلی هذا کل من یقول لا اله
تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا اللہ تعالی کا حاجت مند نہوتا اس بیان کی موافق جو شخص لا الہ الا اللہ

الا الله بصیر کانه یقول لا واجب الوجود الا الله ولا واجب القدم والبقاء الا الله ولا قادر علی
کہتا ہی وہ شخص گویا یہہ کہتا ہی کوئی نہیں واجب الوجود سواء اللہ کی اور نہ کوئی قدم اور بقاوالا سواء اللہ کی اور نہ کوئی تمام

ایجاد الممکنات کلها الا الله ولا عالم بما لا یتناهی من المعلومات الا الله ولا متنزه عن جمیع النقائص
ممکنات کا پیدا کرنیوالا سوائی اللہ کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات غیر متناہی کا سوای اللہ کی اور نہ کوئی پاک تمام نقصانوں سی

ولا عن الاغراض فی افعاله واحکامه الا الله ولا مؤثر فی شئ من المخلوقات الا الله وعلی هذا القیاس
اور نہ پاک غرضوں سی افعال اور احکام میں سواء اللہ کی اور نہ کوئی مخلوقات میں اثر کرنیوالا سوای اللہ کی اور اسی قیاس پر

کل ما وجب فی حقه تعالی واستحال علیه وجاز له فقد ظهر من هذا ان فهم معنی کلمة
جو جو صفات اللہ تعالی کی لئی واجب ہیں یا اوسکی نسبت محال ہیں اور جایز ہیں اس سی خوب ظاہر ہوا کہ سمجھنا کلمہ توحید کی معنوں کا

التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی
معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی سی مراد یہہ نہیں ہی کہ ذات الہی کا ادراک کری اسلئی کہ ذات الہی

لیست معلومة للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له
کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد معرفت اون صفات کا جو خدا کی لئی واجب ہیں اور جو اوسپر محال ہیں اور جو جایز ہیں

لیعلم الموحد عند التکلم بها ما ینفی عن غیره تعالی وما یثبت له تعالی فالمنفی فیها کل فرد من
تاکہ موحد کو کلمہ پڑھتی ہوئی معلوم ہووی کہ کونسی صفت کو غیر اللہ سی سلب کری اور کیا کیا اللہ تعالی کو ثابت کری سو مسلوب اس کلمہ میں ہر فرد ہی

افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلک الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی
افراد حقیقۃ الہ کی سی سوائی اللہ تعالی کی اور مثبت ایک فرد ہی اوس حقیقت میں سی یعنی اللہ تعالی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق
الہ کی واجب الوجود سزاوار پرستش کا اور یہہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں

علی کثیرین لکن الدلیل العقلی القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وعلی کونه خاصا بذات الله تعالی
پر دلیل عقلی یقینی دلالت کرتی ہی کہ زیادہ ایک سی محال ہی اور خاص ہی ذات پاک الہی سی

وذلک الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلک المحدث
اور وہ دلیل یہہ ہی عالم کا وجود ہی یہہ عالم حادث ہونی سی محدث کا محتاج ہوکر یہہ دلالت کرتا ہی کہ اس عالم کا کوئی محدث ہی اور وہ محدث

لا بد ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان
ضروری ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرۃ اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ

حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان
حادث ہو تو خود محتاج محدث کا ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہو بلکہ

اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة
ایک سی زیادہ ہوں تو اونمیں آپسمیں روک ٹوک واقع ہوگی جسکی وجود عالم کا پیدا نہو سکی اور اگر صاحب قدرت اور ارادہ

والع

والعلم والحيوة لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ
اورعليم اورحي نهو توسراسر عاجز هوگا عالم مين سى كچهه پيدا كرسكيگا اسليئ كه ايجاد قدرت كا اثر هوتا هى اوراثر قدرت كا كسى شئ مين

من الاشياء يتوقف على ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ تتوقف على العلم به لان القصد الى
اشياء سى بدون اراده اوس شئ كى نهين هوسكتا اورارادہ شئ كا بدون علم كى نهين هوسكتا اسليئ كه اراده كسى شئ كى

ايجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يتوقف على الحيوة لكونها
پيدا كرنيكا بى جانى بوجهى محال هى اوريهه تينون صفتين بغير حيات كى نهين هوسكتين كيونكه حيات انهين شرط هى

شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا على وجوده تعالى
اس بيان كى موافق وجود عالم كا بلكه وجود هرهر ذره كا عالم كى ذرات مين سى يقينى دليل هى وجود الهى

وقدمه وكونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا
اورقدم پر كه وه واحد هى موصوف هى ان چارون صفات مذكوره سى اوران صفات كى ضدين محال هين اسهى لئى

كان بعض اهل التوحيد يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا الا راينا الله بعده فان
بعضى اهل توحيد اثر سى مؤثر پر استدلال كركر يهه كهتى هين همنى جب كسى شئ كو ديكها تو بعد اوسكى الله كو ديكها بيشك

كل ذرة من ذرات العالم من حيث حدوثها واحتياجها الى من يوجدها لاتزال تتكلم بكلام لاحرف
هر ذره عالم كى ذرات كا اس سبب سى كه وه حادث هين اوراپنى موجد كى محتاج هميشه زبان حال سى يهه كلام كرتى هين جسمين نه كوئى حرف

فيه ولاصوت ان لها موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة يسمع
اورنه كچهه آواز كه هماراموجد قديم واحد صاحب قدرت صاحب اراده عليم حى هى

كلامها السامعون ولايسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذى
اونكى كلام كوسمجهه والى سب سنتى هين اوروه لوگ نهين سنتى جنكى سماعت بيكار هى اورسماعت سى مراد وه سماعت باطنى هى جسنى

يسمع به كلام ليس بحرف ولاصوت ولاعربي ولاعجمي لاالسمع الظاهر الذي لايسمع به غير الاصوات
وه كلام سنى جاتى جسمين نه كوئى حرف هو نه كچهه آواز اورنه عربى هو نه عجمى هو سماعت ظاهرى مراد نهين هى جس سى حرف آواز سنى جاوى

وتشارك فيه البهايم الانسان اذلاقدر لشئ تشارك فيه البهائم الانسان والحاصل ان الانسان
اوراوسمين بهايم بهى انسان كى شريك هون كيونكه اوس چيزمين كيا خوبى هى جسمين آدمى اورچوپايه يكسان هون حاصل يهه هى كه انسان

لايعرف من صفاته تعالى بالعقل الا مادل عليه افعاله تعالى فما لم يدل عليه افعاله تعالى
صفات الهى مين سى عقل كى زورسى وه هى جان سكتاهى جن پر اوسكى افعال دلالت كرتى هين اورجن صفات پر افعال دلالت نهين كرتى

كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه
جيسى سمع اوربصر اوركلام توان صفات كى ثبوت پر واسطى الله تعالى كى كبهى استدلال عقلى كيا جاتا هى اوركبهى نقلى

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهوانها صفات كمال واضدادها صفات نقصان
استدلال عقلى ان صفات كى ثبوت پر واسطى الله تعالى كى يهه هى كه يهه صفتين كمال كى هين اورانكى ضدين صفتين نقصان كى

واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى
اورالله تعالى كا موصوف هونا صفات كاليه سى اوربرى هونا صفات نقصان سى واجب هى پس واجب هوا موصوف هونا الله تعالى كا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهوان الشرع قدصرح بثبوتها
ان صفات سى اوراستدلال نقلى ان صفات كى ثبوت پر واسطى الله تعالى كى يهه هى كه شرع نى ثبوت ان صفات كا صاف ظاهرى

له تعالى فوجب العلم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسألة اولى من دليل العقل لان تلك
واسطی اللہ کی پس واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی بہتر ہی دلیل عقلی سی اسلئی

الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن
کہ افعال الہی ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ اون افعال سی استدلال کیا جاوی اوپر ثبوت ان صفات کی اللہ تعالی کو اور ذات اللہ تعالی کی کسیکو

معلوما لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم
معلوم نہیں تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی لیئ صفات کمالیہ ہیں ان صفات سی موصوف ہونا ہی ضرور ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہو

ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة
تو انکی ضدین پائی جاویگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق میں کمالیہ ہیں اور ہماری حق میں کمالیہ ہونی سی یہہ لازم نہیں آتا

الينا كمالا ان يكون في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة الينا
کہ اللہ تعالی کی واسطی بھی کمالیہ ہوں کیا تجھکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں اللہ تعالی کی نسبت کرکر محال ہیں

في حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الكلمة الاولى من كلمتي الشهادة
کیونکہ یہہ دونو صفات جسمانی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ پہلی کلمہ میں دونو شہادت کی کلموں میں سی

تضمنت الاقسام الثلثة التي يجب على المكلف معرفتها في حقه تعالى وهي ما يجب في حقه تعالى
تینوں قسمیں مندرج ہیں جنکی معرفت واسطی اللہ تعالی کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی

وما يستحيل عليه وما يجوز له والمراد بما يجب في حقه تعالى صفاته الثبوتية وبما يستحيل
اور جو اوسپر محال ہی اور جو جایز ہی اور صفات واجبہ سی مراد صفات ثبوتیہ ہیں اور محال سی مراد

عليه صفاته السلبية وبما يجوز له صفاته الفعلية واما الكلمة الثانية فقد حكم فيها بكون
صفات سلبیہ ہیں اور جایز سی مراد صفات فعلیہ ہیں اور دوسری کلمہ میں یہہ حکم ہی کہ

محمد صلى الله عليه وسلم رسولا من عند الله ولا بد في معرفة ذلك من دليل وذلك الدليل ظهور
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بھیجی ہوئی ہیں اور اسکی معرفت کی واسطی کوئی دلیل ضرور چاہیی اور وہ دلیل ظاہر ہونا

المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لانها فعل
معجزہ کا رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی فعلی تصدیق ہی واسطی اپنی رسول کی اسلئی کہ وہ معجزہ ایک فعل

من افعاله تعالى خارق للعادة قائم مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعواه الرسالة فانه
ہی اللہ تعالی کی افعال میں سی خلاف عادت کی گویا صاف ارشاد ہی واسطی تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی میں کیونکہ اللہ تعالی نی

لما خلق امرا خارقا للعادة على يد رسوله حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق رسولي في كل
جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کا دعوی کرتی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی

ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام
جو جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ وہ بیان قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علماء کہتی ہیں اسکی مثال یہہ ہی کہ ایک شخص

في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا
بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی کہڑا ہوکر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجھکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی اوس جماعت نی

منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم من
اوس سی ایسی حجت طلب کی جس سی اوسکا صدق معلوم ہو اوس شخص نی کہا نشان میری صدق کا یہہ ہی کہ بادشاہ سی میں کہتا ہوں کہ اپنی عادت کی خلاف تین دفعہ کہڑا ہوکی

مقامه ويقعد ثلث مرات فيفعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله

اور بیٹھ جاوی پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی یہہ ہی کیا پس تو بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس قول کی ہی

صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ويفيد العلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من

یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو میری طرف سی بیان کرتا ہی تو اس سی علم ضروری اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی بادشاہ کی یہہ حرکت دیکہیگا

الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق لحال الرسول

اور اوسکو جو نہین دیکہیگا بلکہ اوسکو بطریق تواتر کی خبر پہنچیگی اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول علیہ السلام کی حال سی

عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل

کہ معجزہ سی بدیہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہی دیکہنی والی کو اور اوسکو جو نہین دیکہتا بلکہ

اليه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما كانت تصديقا فعليا من الله تعالى لرسولنا محمد صلى الله عليه

اوسکو بطور تواتر کی خبر ملتی ہی پہر جب معجزہ تصدیق فعلی ثابت ہوا اللہ تعالی کی طرف سی واسطی ہماری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

سلم لزم ان يكون تصديقا فعليا منه تعالى لغيره من الانبياء لانهم في معناه فيجب في حق جميعهم

تو لازم ہی کہ تصدیق فعلی ہو اللہ کی طرف سی واسطی اور انبیاء کی بہی کیونکہ وہ بہی نبوت مین یکسان ہین پس سبکی حق مین

الصدق والامانة وتبليغ ما امروا بتبليغه للخلق ويستحيل في حقهم اضداد هذه الصفات وهي الكذب

صدق اور امانت اور تبلیغ تمام احکام کی واسطی خلق کی واجب ہی اور اونکی حق مین خلاف ان صفات کا محال ہی یعنی جہوٹہ

والخيانة وكتمان شئ مما امروا بتبليغه للخلق ويجوز في حقهم من الاعراض البشرية ما لا يؤدي الى نقص مراتبهم

اور خیانت اور چہپا لینا کسی حکم تبلیغی کا واسطی خلق کی اور جایز ہی اونکی نسبت حالات بشری جس سی مرتبہ مین کچہہ عیب نہ لگتا ہو

كالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الكذب عليهم فلانه تعالى يصدقهم بالمعجزة القائمة

جیسی بیماری وغیرہ لیکن واجب ہونا صداقت کا اونکی لئی اور محال ہونا دروغ کا اونپر اسلئی ہی کہ اللہ تعالی اونکی تصدیق معجزہ سی کرتا ہی جو قایم

مقام صريح القول فلو لم يجب لهم الصدق بل جاز عليهم الكذب لجاز على الله تعالى لان تصديق

مقام صاف ارشاد کی ہی پہر اگر صدق واجب نہو بلکہ اونپر کذب جایز ہو تو پہر اللہ تعالی پر جایز ہوگا اسلئی کہ

الكاذب كذب والكذب على الله تعالى محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخيانة عليهم فلانهم

جہوٹی کی تصدیق بہی جہوٹہہ ہی ہوتی ہی اور کذب اللہ تعالی پر محال ہی اور امانت کا واجب ہونا اونکی لئی اور خیانت کا محال ہونا اونپر اسواسطی ہی

لو خانوا بفعل شئ مما هو محرم او مكروه لانقلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالى امر الخلق بالاقتداء

کہ اگر وہ خیانت کرین کسی کار مین کہ وہ حرام ہو یا مکروہ تو البتہ وہ کار پلٹ کر طاعت ہوجاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی خلقت کو یہہ حکم فرمایا ہی

بهم في افعالهم واقوالهم وسكوتهم والله تعالى لا يامر بما هو محرم او مكروه فلو علم منهم خيانة لما امر

کہ انبیاء کی افعال اور اقوال اور سکوت مین پیروی کرین اور اللہ تعالی حرام یا مکروہ کا حکم نہین فرماتا سو اگر علم الہی مین انبیاء سی خیانت سرزد ہوسکتی تو

الخلق بالاقتداء بهم فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شئ مما هو محرم او مكروه فلا يقع منهم

خلقت کو کبہی اونکی اقتدا کا حکم نہوتا اس سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو تمام محرمات اور مکروہات سی معصوم پیدا کیا ہی پس اونسی وہ ہی

الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق ان افعالهم دائرة

کار عمل مین آتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال ہی بلحاظ کیفیت اوس کار معمول کی اور اگر خیال کیجئی انبیاء کی طرف تو حق یہہ ہی کہ اونکی افعال محصور ہین

بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوات بل انما يقع منهم

درمیان فقط وجوب اور مستحب کی مباح بہی اونسی عمل مین نہین آتا جیسی اور عوام سی موافق شہوات کی عمل مین آتا ہی بلکہ اونسی سوای

بنية صالحة يصير بها طاعة واقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا يجب على كل مؤمن
نیت نیک کی عمل مین نہین آتا کہ جس سی وہ مباح طاعت ہوجاتا ہی اورکم سی کم بارادۂ تعلیم غیرون کی جب یہہ ثابت ہوچکا تو ہر مؤمن پر واجب اور لازم ہی
ان يكون على حذر عظيم ووجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان يصغى باذنه او يلتفت
کہ بہت پرہیز کرتا رہی اورخوب ڈرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا ایمان اوسکا سلب ہوجاوی اس سی کہ سنی اپنی کانونسی اور توجہ کری
بعقله الى خرائف ينقلها فى حقهم خذلة المورخين ويتبعهم فى بعضها بعض الجهلة من المفسرين
اپنی عقل سی طرف بیہودہ نقلون کی جو بعضی مورخ نابکار اونکی حال مین بیان کرتی ہین اور اونکی ساتہہ بعضی جاہل مفسر بہی ہوگئی ہین
فانهم لقلة تحصيلهم وعدم تحقيقهم ربما يفترون فى ذلك بظواهر من الكتاب والسنة ولهذا
یہہ لوگ بسبب بی علمی کی بی تحقیق بعضی وقت اس بات مین مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی افترا کر بیٹہتی ہین اسہیلئی
قيل التمسك فى معرفة الله تعالى ومعرفة رسوله بمجرد ظواهر الكتاب والسنة اصل من اصول
کہتی ہین کہ حجت کرنی معرفت الٰہی اور معرفت رسول مین صرف ظاہر کتاب اور سنت سی اصل کفر کی جڑ ہی
الكفر قال الامام السنوسى وكذلك تلقى هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصحفين والمتفقهين
امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابون اور مشایخ تصحیف کار اور فقہاء
بلا تحقيق واما وجوب التبليغ لهم واستحالة الكتمان عليهم فلانهم لو كتموا شيئا مما امروا بتبليغه لكان الناس
بی تحقیق سی کفر کی جڑ ہی اور واجب ہونا تبلیغ کا انبیاء پر اور محال ہونا چہپانا کسی امر کا اسلئی ہی کہ اگر انبیاء کوئی مسئلہ تبلیغی چہپالین تو عوام بہی مامور ہونگی
مامورين بالاقتداء بهم فى كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور
اونکی پیروی کی درباب چہپا لینی بعضی مسائل تبلیغی کی جیسی بہلی بات حاجتمند سی اور یہہ کب خیال مین آسکتا ہی
ذلك فان الكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ
کیونکہ چہپانا حرام ہی اور چہپانیوالا مردود موافق مضمون اس آیت کی جو لوگ چہپاتی ہین جو کچہہ ہمنی اوتارا
الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ
صاف حکم اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگون کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی
واما جواز الاعراض البشرية فى حقهم فلانها لا تضر فى رسالتهم وعلو منزلتهم بل هى مما تزيد فى
اور جایز ہونا حالات بشری کا انبیاء کی حق مین اسلئی ہی کہ اسمین کچہہ رسالت کا ضرر اور بلند منزلت مین کچہہ خلل نہین ہی بلکہ اسمین اور بہی مرتبہ اونکا بڑہتا ہی
مراتبهم باعتبار تعظيم اجرهم من جهة ما يقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على
باعتبار عظمت ثواب کی کہ اونکو حاصل ہوتا ہی طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالی کو قدرت ہی
ايصاله اليهم ذلك الثواب العظيم بلا مشقة تلحقهم لكن بعظيم حكمته اختار ان يوصل اليهم
کہ وہ تمام ثواب عظیم اونکو بدون مشقت مرض غیرہ کی عنایت کری پر اپنی حکمت کاملہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو
ذلك الثواب مع تلك الاعراض رفقا بضعفاء العقول لئلا يعتقدوا فيهم الالوهية وفيها ايضا اعظم
وہ ثواب بعد عارض ہونی اون عوارض کی عنایت کری واسطی رحمت کی ضعیف عقلون پر تا کہ ضعیف الاعتقاد انبیاء مین اعتقاد خدائیکا نہ کرلین اور اسمین بہی
دليل على صدقهم وكونهم مبعوثين من عند الله تعالى وكون ما ظهرت على ايديهم من الخوارق مخلوقة
اونکی صداقت پر اور مبعوث ہونی پر خدا کی طرف سی بڑی دلیل ہی اور اسپر کہ جو خوارق یعنی امور خلاف عادت معجزات اونکی ہاتہہ پر پیدا ہوتی ہین
لله تعالى من غير ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لدفعوا عن انفسهم
وہ سب خدا کی پیدا کئی ہوتی ہین انبیاء کو کچہہ اوسمین دخل نہین ہی کہ پیدا کرلین اسلئی کہ اگر اونکو قدرت ہوتی معجزہ پیدا کرنی کی تو بیشک اپنی اوپر سی

ماهو

ما هو ايسر منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة
آسان کر دیتی رفع کر دیتی بیماری بھوک کہ پیاس تکلیف گرمی سردی کی ایذا خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بھی یہہ بڑا فائدہ ہی

عظيمة وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرف احكام السهو في الصلوة من سهوه عليه السلام
کہ خلقت کی واسطی وہ احکام جو عوارض سی متعلق ہین جاری ہوجاتی ہین جیسی نماز مین سہو کرنی کی مسائل پیغمبر خدا کی سہو کرنی سی معلوم ہوگئی

وكيفية اداء الصلوة في حال المرض والخوف من فعله عليه الصلوة والسلام وهيئة اكل الطعام و
اور کیفیت نماز پڑھنی کی بیماری اور خوف مین پیغمبر صلی الله علیه وسلم ادا کرنی سی معلوم ہوئی اور طریق کہانا کہانیکا اور

شرب الماء ونحوه من اكله وشربه عليه الصلوة والسلام فقد ظهر من هذا ان كلمتي الشهادة
پانی پینی کا اور مانند اسکی آپ کی کہانی پینی سی معلوم ہوا اس سی معلوم ہوا کہ دونو کلمی شہادت مین

مع اختصارهما متضمنتان لجميع ما يجب على المكلف معرفته في حقه تعالى وحق رسله من عقائد
باوجود اختصار کی جو جو مکلف پر درباب معرفت الہی اور معرفت رسل کی عقاید

الايمان ولذلك جعلهما الشرع دليلا على ما في القلب من عقائد الايمان حتى لا يقبل من احد
ایمانی مین سی واجب ہی سب داخل ہی اسی واسطی شرع نی انکو دلیل ٹہرائی ہی عقاید ایمانی پر جو دلمین ہوتی ہین یہان تک کہ ایمان کسیکا مقبول نہین ہی

الايمان الا بهما فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يستحضر معناهما ثم يشتغل بذكرهما صباحا ومساء حتى
بدون ان کلموں کی اسکی موافق عاقل کو لازم ہی کہ انکی معنی یاد رکہی پہر انکو رات دن پڑہا کری یہان تک

يمتزج معناهما بلحمه ودمه يسر الله المداومة على ذكرهما مع فهم معناهما ولا حول ولا قوة
کہ وہ دونو معنی اسکی گوشت اور خون مین ملجاوین الہی ہمپر آسان کر مداومت ذکر کی مع فہم معانی کی اور نہ پہرنا گناہ سی اور نہ طاقت عبادت کی

الا بالله العلي العظيم

المجلس الرابع عشر في بيان ايمان المنجي لصاحبه يوم القيمة

سوا الله تعالی برتر اور بزرگ کی چودہوین مجلس بیان مین اوس ایمان کی جو قیامت کی دن نجات دیگا ایماندار کو

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك
فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی جو بندہ لا اله الا الله کہی پہر مرجاوی اوسی اعتقاد پر

الا دخل الجنة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو ذر وظاهره يقتضي ان يدخل الجنة
داخل ہوگا جنت مین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ذر کی روایت سی اسکی ظاہر معنی یہہ کہتی ہین کہ

كل من ياتي بكلمة الاولى من كلمتي الايمان وان لم يات بالكلمة الثانية منهما وليس كذلك لانه
جو شخص پہلا کلمہ دونو کلموں ایمان مین کا پڑہی وہ جنت مین داخل ہو اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑہی اور حقیقت مین یون نہین ہی کیونکہ رسول

عليه السلام وان لم يذكر فيه احدى كلمتي الايمان لكنها مراده لان قول من يقول لا اله الا الله لا يستلزم
صلی الله علیه وسلم نی اگرچہ اس حدیث مین دوسری کلمہ ایمان کا ذکر نہین فرمایا پر وہ مراد ہی اسواسطی کہ جو شخص صرف لا اله الا الله کہتا ہی کچہ لازم نہین ہی

دخول الجنة ما لم يضم اليه قوله محمد رسول الله اذ لا يتم الايمان الا بهما ثم انه عليه الصلوة والسلام
کہ جنت مین داخل ہو جبتک اوسکی ساتہہ محمد رسول الله نہ ملاوی اسواسطی کہ ایمان بدون دونو کلموں کی پورا نہین ہوتا پہر رسول علیه السلام نی

اشار بقوله ثم مات على ذلك الى لزوم الثبات على الايمان الى الموت لان من لم يثبت على الايمان بل
اشارہ اس لفظ سی پہر اوسی پر مری یہہ ارشاد فرمایا کہ مرتی دم تک بدستور ایمان پر قایم رہی اسواسطی کہ جو شخص ایمان پر ثابت نہ رہیگا بلکہ

مات على الكفر لا ينفعه ايمانه الذي كان قبل ذلك وانما ينفعه الايمان الذي يكون ثابتا الى الموت
وہ کفر پر مری تو اوسکی حق مین پہلا ایمان کچہ فائدہ نہ کریگا ایمان وہ ہی فائدہ کرتا ہی جو دم مرگ تک قایم رہی

حیث یکون سببا لدخول الجنة وان کان له ذنوب کثیرة لم یتب عنها فان من مات علی الایمان
وہی سبب ہوتا ہی واسطی دخول جنت کی اگرچہ وہ بڑاہی گنہگار ہو اور توبہ بہی نکی ہو کیونکہ جو شخص ایمان سی اٹہتا ہی
مع کونه مصرا علی الذنوب غیر تائب عنها یکون فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله
اگرچہ وہ شخص گناہوں پر جما رہا اور گناہوں سی توبہ بہی نکی وہ خدا کی مرضی میں ہی اگر چاہی اللہ تعالی اوسکو معاف کرکر
الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه بقدر ذنوبه ثم یدخل الجنة ولو بعد حین لکن ینبغی ان یعلم
بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی گناہوں کی برابر سزا دیکر پہر جنت میں داخل کری اگرچہ دم بہر کی بعد اب لایق ہی یہہ سمجہنا
ان کلمتی الایمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لابد ان
کہ دونو کلمہ ایمان میں چونکہ اثبات ذات الہی کا ہی اور اوسکی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلئی ضرور ہوا
یکون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غیر معرفة معناهما لا یکفی فی حصول
کہ ان کلموں کا پڑہنا انکی معانی سمجہ کر ہونا چاہیئ کیونکہ انکی پڑہنی سی بدون سمجہنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہیں ہی
حقیقة الایمان لان الایمان مبناه علی هذه الارکان الاربعة فاذا لم یتحقق العلم بما تضمنتاه
اسواسطی کہ اصل ایمان کی ان چاروں رکن پر قایم ہی پہر اگر اوسکو علم ہی نہوا اونکی مضمون کا
لا یکون لهما طائل ولا محصول اذ لیست فضیلة هاتین الکلمتین بازاء تحریك اللسان من
پہر زبانی پڑہنی سی کچہہ فائدہ نہ حصول اسلئی کہ ان کلموں میں کچہہ زبان ہلانی کی بزرگی نہیں ہی جبتک دل میں
غیر حصول معناهما فی القلب بل فضیلتهما بازاء هذه المعرفة التی هی حقیقة الایمان فعلی هذا
انکی معنی نہ آوین بلکہ انکی بزرگی اسہی معرفت سی ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی موافق
یجب علی کل مؤمن ان یعتنی بشانهما فی معرفة معناهما اذ هما ثمن الجنة وسبب الخلاص من المهالك
ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ جہان تک بن آوی انکی معنی دریافت کرلی اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاریکا
فی الدنیا والاخرة وقد نص العلماء علی لزوم معرفة معناهما والا لا ینفع بهما متلفظهما فی الانقاذ
دنیا اور آخرت کی آفات سی یہہ ہی ہین اور علماء صاف کہہ چکی ہین کہ سمجہنا انکی معنوں کا پر ضرور ہی نہیں تو انکا زبانسی پڑہنا دائمی آگ سی
من الخلود فی النار فان کثیرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ینطق بکلمتی الایمان ویصلی ویصوم
نجات دینی میں کچہہ فائدہ ندیگا کیونکہ اکثر پیشوا دین سی پوچہا گیا ایسی شخصکی حال سی جو دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی اور نماز و روزہ ادا کرتا ہی
ویفعل انواعا من العبادات لکن نطقه وعبادته لیس الا علی الاتیان بمجرد صور الاقوال والافعال
اور اور عبادتین کرتا ہی پر اوسکا کلمہ پڑہنا اور عبادت کرنی یہہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل
علی حسب ما یری الناس یفعلون ویقولون حتی انه ینطق بکلمتی الایمان لکن لا یفهم منهما معنی ولا
ویسی ہی عمل میں لاتا ہی جیسی اور لوگوں کو کرتی اور بولتی دیکہتا ہی اتنا کہ دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی پر اونکی معنی نہیں سمجہتا اور نہ
یدری معنی الاله ولا معنی الرسول ولا ما نفی ولا ما اثبت وربما یتوهم ان الرسول نظیر الاله وهل
معنی اللہ کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجہتا ہی اور نہ یہہ جانی کیا نفی کیا ہی اور کیا ثابت کیا کبہی اوسکو یہہ وہم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ کی ہی آیا
ینتفع هذا الشخص بما صدر عنه من صور الاقوال والافعال وهل یصدق علیه حقیقة الایمان
فائدہ دیگا اس شخصکو جو جو اوسی ظاہر میں اقوال اور افعال عمل میں آتی ہین اور آیا اوسپر حقیقت ایمان کی صادق ہی
فیما بینه وبین الله تعالی ام لا فاجابوا جمیعا بان مثل هذا الشخص لیس له من الاسلام نصیب
خدا کی نزدیک یا نہیں سو سب نی یہہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخصکو اسلام میں سی کچہہ نصیب نہیں ہی

وان صدر عنه من صور اقوال الایمان وافعاله ماذکر قال الامام السنوسی هذا الذی ذکره

اگرچہ اوسی ظاہری قول اور فعل مذکور ایمان کی سی عمل میں آتی ہیں امام سنوسی کہتی ہیں یہہ جو اس شخص کی

فی حق ذلک الشخص ظاهر ای ظاهر جلی غایة الجلاء لا یمکن ان یختلف فیه احد من العلماء فعلی

حق میں ذکر کیا ہی سب ظاہر ہی یعنے بہت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کرسکتا

هذا یجب علی کل من یرید النجاة من العذاب المؤبد والدخول فی الجنة ان یسعی فی معرفة معناهما ثم ینطق

اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سی بچا چاہی اور جنت میں داخل ہونا چاہی اوسپر واجب ہی کہ پہلی کوشش کرکر انکی معنی دریافت کرکی پہر معنی سمجہکر

بهما مع فهم معناهما لیوجد فیه اقرار باللسان وتصدیق بالجنان ویحصل له حقیقة الایمان

زبان سی پڑہی تاکہ اوسمیں زبانی اقرار اور دلی تصدیق پائے جاوی اور حقیقت ایمان کی اوسکو حاصل ہو

فالکلمة الاولی من هاتین الکلمتین مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من افراد حقیقة الاله

پس پہلا کلمہ ان دونو میں سی نفی اور اثبات سی مرکب ہی سو منفی تو ہر ہر فرد معبود حقیقی کا ہی

سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلک الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی الاله هو الواجب الوجود

سوا ذات الٰہی سی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت میں سی یعنی اللہ تعالی اور معنی اللہ کی واجب الوجود

المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق علی کثیرین لکن الدلیل العقلی القطعی

سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں پر دلیل عقلی یقینے

یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلک الدلیل وجود العالم فانه لکونه

دلالت کرتی ہی کہ کئی اللہ محال ہیں اور صرف ذات الٰہی سی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ یہہ عالم

حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلک المحدث لابد ان یکون واحدا قدیما متصفا

حادث اور موجد کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک پیدا کرنیوالا ہی اور وہ محدث ضرور ہی کہ واحد قدیم صاحب قدرت

بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی

اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئے کہ اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہوں تو بیشک اونکی آپسمیں روک ٹوک ایسی واقع ہوگی

لعدم وجود العالم ولو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان مفتقرا الی محدث فیلزم الدور والتسلسل وکلاهما

جس سی وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو

محال ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان

محال ہیں اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو یہہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کوئی شی نہ پیدا کرسکی اسلئے

الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء یقتضی ارادة ذلک وارادة ذلک الشیء تقتضی

کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز میں جب ہوتا ہی کہ اوسکا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اوس شی کا بی جانی بوجہی

العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یقتضی

نہیں ہوسکتا کیونکہ قصد ایسی شی کی ایجاد کا کہ اوسکو جانتا نہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینوں صفات سی بدون

الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قاطعا علی وجوده تعالی

حیات کی نہیں ہوتا کیونکہ حیات انمیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینے دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر

وکونه واحدا قدیما متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة ولهذا کان بعض اهل التوحید یقولون

اور اوسکی وحدت اور قدم پر اور موصوف ہونی پر ان چاروں صفات مذکورہ سی اسیلئی بعضی اہل توحید

استدلالا بالاثر على المؤثر ما رأينا شيئا الا رأينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث
اثر سے موثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں ہمنی جب کسی شئ کو دیکہا تو دیکہا ہمنی الله کو بعد اسکی بیشک ہر ہر ذرہ عالم کی ذرات میں سے
حدوثها وافتقارها الى من يوجدها لا تزال تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا واحدا
حادث اور موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سے یہہ کلام کرتی ہیں جسمیں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد ہی واحد
قديما متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون
قدیم قدرت والا ارادہ والا علم والا حیات والا اور تمام سزاوار صفتوں والا اونکی یہہ کلام سمجہنے والی سب سنتی ہیں
ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف
وہ لوگ نہیں سنتی جنکی سمجہ بیکار ہی اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنتی ہیں جسمیں نہ حرف ہوں
ولا صوت ولا عربي ولا عجمي لا السمع الظاهر الذي لا يجاوز الاصوات وتشارك فيه البهائم الانسان والحاصل
اور نہ آواز اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جو سوا آوازکی نہ سن سکی اور اوسمیں چوپایہ اور انسان یکساں ہوں خلاصہ یہہ ہی
ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما دل عليه افعاله فما لم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر
کہ مرد مکلف عقل سے صفات الہیہ میں سے وہی جان سکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال نہیں دلالت کرتی جیسی سمع اور بصر
والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
اور کلام انکی ثبوت پر کبہی عقلا استدلال کرتی ہیں اور کبہی نقلا یہہ استدلال عقلی ان صفات پر واسطی الله تعالی کی
بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه بصفات الكمال وعدم اتصافه
یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان کی اور الله تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا
بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
صفات نقصان سی واجب ہی سو موصوف ہونا الله تعالی کا ان صفات سی واجب ہی اور استدلال نقلی ان صفات پر
بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة
کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا واسطی الله تعالی کی ثابت ہی سو یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی الله تعالی کی واجب ہوا اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں
اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى
عقلی دلیل سی بہتر ہی اسلئی کہ افعال الہیہ ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ اون افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی
وذاته تعالى لم يكن معلوما للبشر حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف
اور ذات الله تعالی کی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی جس سی معلوم ہو کہ بہ نسبت ذات باری کی یہہ صفات کمالیہ میں ضرور موصوف ہو تا چاہیئی ایسا کہ اگر یہہ صفات نہونگی
بها يلزم ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة
تو انکی ضدین موجود ہونگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق میں کمالیہ ہیں اور یہہ کچہہ لازم نہیں ہی کہ جو صفت
الينا كمالا ان يكون كمالا في حقه تعالى الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما بالنسبة الينا كمالا ممتنعان في
ہماری حق میں کمالیہ ہو وہ بہ نسبت ذات باری تعالی کی بہی کمالیہ ہو کیوں نہیں سمجہتا کہ لذت اور علم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں بہ نسبت باری تعالی کی ممتنع
حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام هذا تحقيق الكلمة الاولى من كلمتي الايمان واما الكلمة الثانية
ہیں کیونکہ یہہ دونو کیفیات جسمانیہ سی ہیں یہہ تحقیق ایمان کی پہلی کلمہ کی ہی اور دوسرا کلمہ
من هاتين الكلمتين فقد حكم فيها بكون محمد رسولا من عند الله تعالى ولا بد في اثبات ذلك من دليل
ان دونو کلموں میں سی اوسمیں یہہ حکم ہی کہ محمد صلی الله علیہ وسلم رسول ہیں الله تعالی کی طرف سی اور اسکی بہی ثبوت کی کوئی دلیل چاہیئی

وذلك

وذلك الدلیل ظهور المعجزة علی یدہ عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہونا رسول کی ہاتھہ پر بروقت دعوی رسالت کی ہی کیونکہ معجزہ تصدیق فعلی ہوتی ہی اللہ تعالی کی طرف سی داعی رسول کی

لانها فعل من افعاله تعالی خارقا للعادة نازل منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعواہ
کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی درباب تصدیق رسول کی رسالت کی دعوی مین

الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یدہ حین ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہاتھہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا میرا رسول سچا ہی

رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلك علی ما ذکرہ العلماء ان
جو جو میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ اوسکی تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہہ ہی

رجلا اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم بکذا وکذا من التکالیف
کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار مین کہڑا ہو کر ایک جماعت کی سامنی کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجھکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی

فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال ایة صدقی انی اطلب من الملك ان یخالف عادته ویقوم
اس جماعت نی اوسی سند طلب کی جسسی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی عرض کرتا ہون کہ اپنی عادت کی

من سریرہ ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
تین بار اپنی تخت پر سی کہڑا ہو جا اور بیٹھ جا وی پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس حکم کی ہی

قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری بصدقه بلا فرق بین من شاهد ذلك
کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی کہتا ہی اور اس سی علم بدیہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اسمین کچہہ فرق نہین کہ کسی نی بادشاہ کی اس حرکت کو

الفعل من الملك ولم یشاهدہ بل بلغه خبرہ بالتواتر ولا ریب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله
بچشم خود دیکھا اور کسینی نہ دیکھا لکہ خبر متواتر سی سنا اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حال سی اس باب مین

علیه السلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه بلا فرق بین من شاهدها ومن لم یشاهدها
کہ معجزہ سی علم بدیہی صداقت کا حاصل ہوتا ہی اسمین کچہہ فرق نہین ہی کہ کسینی اوس معجزہ کو بچشم خود دیکھا اور کسینی نہ دیکھا

بل بلغه خبرها بالتواتر فعلی هذا کل من یتکلم بکلمتی الایمان بعد معرفة معناهما بما ذکر من الدلائل یحصل
بلکہ خبر متواتر سی سنا اس بیان کی موافق جو شخص دونو کلمہ ایمان کی دلائل مذکورہ سی معنی سمجھہ کر پڑہتا ہی اوسکو حقیقت ایمان کی

له حقیقة الایمان ویجب علیه ان یحفظه مما یضرہ بامتثال الاوامر واجتناب النواهی لان الایمان
حاصل ہوئی اور اوسپر واجب ہی کہ ایمان کو مضرات سی بچا وی اوامر کو عمل مین لاکر اور نواہی سی پرہیز کرکر اسواسطی کہ ایمان

یشبه السراج وامتثال الاوامر واجتناب النواهی یشبه المحافظة علیه کجعله فی فانوس ووساوس
چراغ کی مانند ہی اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سی بچنا یہہ اوسکی محافظت ہی جیسی چراغ کا فانوس مین رکہدینا اور شیطانی

الشیطان تشبه الریاح العاصفة فمن اوقد سراج الایمان فی قلبه ولم یحفظه ولم یجعله فی فانوس
وسوسی اور توہمات ایسی ہین جیسی تند آندہیان پہر جسنی ایمان کا چراغ اپنی دل مین روشن کرکر اوسکی حفاظت نکی اور اوسکو طاعات کی فانوس مین نرکہا

الطاعات باتیان المامورات وترك المنهیات یخاف علیه انطفاء سراج ایمانه عند هبوب الریاح العاصفة
مامورات پر عمل کرکر اور منہیات سی بچکر تو اسپر اندیشہ یہہ ہی کہ اوسکی ایمان کا چراغ بروقت چلنی آندہی

التی هی الوساوس الشیطانیة ولذلك قال بعض العلماء ایاك والذنب فان الذنب کحجر یوضع علی المنجنیق
وسوسہ شیطانی کی بجہہ نجاوی اسہیلئی بعضی علماء کہتی ہین یار بچتی رہنا گناہ سی بیشک گناہ ایسا ہی جیسی پتہر جو گوپہہ مین رکہکر

فيضرب به حائط الطاعات ويحصل فيه ثلمة ويدخل منه ريح الهوى وتطفى سراج الايمان فان

طاعات کی دیوار مین مارین اور اوسکی دیوار مین سوراخ پیدا ہوجاوے اور راستہ سی ہوا ہوس کی باد اندر جاکر ایمان کا چراغ بجہاوے بیشک

زوال الايمان لايكون الا لمن كان له فساد في قلبه واصرار على المعاصي يدل على ذلك قوله عليه السلام

ایمان ایسی ہی شخص کا جاتا رہتا ہی جسکی دل مین کچہ فساد ہوتا ہی اور گناہون پر جما رہتا ہی اس مدعا پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی

المعاصي بريد الكفر فان الاصرار على الصغائر يفضي الى الكبائر والاستمرار عليها يؤدي الى الكفر يشير الى هذا

کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین کیونکہ گناہ صغیرہ پر اڑنا کبیرہ ہوتا ہی اور کبیرہ گناہ پہ اڑی رہنا کفر تک پہنچا دیتا ہی اس آیت سی معلوم ہوتا ہی

قوله تعالى في حق اليهود وضربت عليهم الذلة والمسكنة وباءو بغضب من الله ذلك بانهم

جو یہود کی حق مین وارد ہی اور ڈالی اونپر ذلت اور محتاجی اور کما لائی غصہ اللہ کا یہہ اوسپر کہ وہ

كانوا يكفرون بايت الله ويقتلون النبيين بغير الحق ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون فانه

تہی نہ مانتی حکم اللہ کی اور خون کرتی نبیون کا ناحق یہہ اس سی کہ بی حکم تہی اور حد پر نہ رہتی تہی اللہ تعالی نی

تعالى بين في هذه الاية ان العصيان والعدوان جرهم الى الكفر وقتل الانبياء وحكاية مثل ذلك في

اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ گناہ اور سرکشی اونکو کفر کی طرف اور قتل انبیاء کی طرف کہینچ لائی اور ایسی حکایت بیان کرنی

كتابه لطف منه بنبيه وامته ليسمعوه ويحترزوا عنه فانه عليه السلام لما كان خير الخلق وافضلهم

اپنی کتاب مین اللہ کی مہربانی ہی اپنی نبی پر اور اوسکی امت پر تاکہ سنکر ایسی حال سی بچتی رہین کیونکہ نبی علیہ السلام جو تمام بنی آدم سی بہتر اور افضل ہین

كان امته خير الامم وافضلهم فلا ينبغي لمن كان من خير الامم وانتسب الى خير الخلق ان يرضى لنفسه

تو اونکی امت بہی تمام امتونسی بہتر اور افضل ہی ہرگز لائق نہین ہی کہ کوئی شخص افضل امت مین ہوکر اور بہترین خلق کی طرف منسوب ہوکر پہر وہ پسند کری

ان يكون من شر الناس بارتكاب المعاصي بل ينبغي له ان يسعى في اصلاح نفسه بالايمان والعمل

کہ تمام لوگون مین بدتر ہوجاوی گناہ اختیار کرکر بلکہ اوسکو یہہ لائق ہی کہ کوشش کرکر اپنی حال کو ایمان اور نیک عمل سی درست کری

الصالح حتى يكون من خير الناس كما قال الله تعالى ان الذين امنوا وعملوا الصلحت اولئك هم

تاکہ اچہی لوگون مین داخل رہوی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وہ لوگ جو یقین لائی اور کئی بہلی کام وہ ہی لوگ

خير البرية وقال النبي عليه السلام خير الناس من طال عمره وحسن عمله وشر الناس من طال عمره

بہتر سب خلق کی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی سب آدمیونسی اچہا وہ شخص جسکی عمر دراز ہو اور اعمال اوسکی نیک ہون اور بد آدمیونمین وہ ہی جسکی عمر بڑی ہو

وساء عمله وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خيركم من يرجى خيره ويؤمن شره وشركم من لا يرجى

اور اعمال بد ہون اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم مین سی بہتر وہ ہی جس سی بہلائی کی امید ہو اور برائی کا اندیشہ نہو اور تم مین سی بدتر وہی

خيره ولا يؤمن شره وفي حديث اخر انه عليه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من تركه الناس

جس سی بہلائی کی امید نہو اور برائی کا اندیشہ ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بدتر آدمیون مین اللہ کی نزدیک مرتبہ مین وہ ہی جسکو چہوڑ دین لوگ

اتقاء شره وفي رواية اتقاء فحشه وروي ان اعمال الامة تعرض على نبيها في البرزخ فليستحي العبد ان

بدی سی بچنی کو اور ایک روایت مین بدزبانی سی بچنی کو اور روایت ہی کہ ہر امت کی عمل اوسکی نبی پر عالم برزخ مین پیش ہوتی ہین سو شرم کرنی چاہی آدمی کو

يعرض على نبيه من عمله ما نهاه عنه وقيل من اذنب ذنبا فجميع الخلائق من الانس والدواب والوحوش

کہ اوسکی نبی کی سامنی اوسکا وہ عمل پیش ہو جس سی اوسکو منع کیا ہو اور کہتی ہین جب کوئی شخص گناہ کرتا ہی تو تمام خلقت انسان اور چوپایہ اور جنگل کی جانور

والطيور والذر خصماؤه يوم القيمة لانه تعالى يمنع المطر بشوم المعصية فيتضرر بذلك اهل البر

اور پرندہ اور چیونٹیان قیامت کی روز اوسکی دشمن ہونگی اسلئی کہ اللہ تعالی مینہہ بند کردیتا ہی گناہ کی نحوست سی اس لئی تمام خشکی اور

البحر جميعاً فعلى المؤمن ان يحترز عن جميع المعاصي يسر نا الله الاحتراز عنها المجلس الخامس
تری والوں کو نقصان ہوتا ہی پس مؤمن کو لازم ہی کہ تمام گناہوں سی پرہیز کرتا رہی آپی ہمپر آسان کر بچنا گناہوں سی پندرہوین مجلس

عشر في بيان ان كل مولود يولد على فطرة الاسلام قال رسول الله صلى الله عليه
اس بیان مین کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہی اسلام کی طور طریقہ پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ما من مولود الا يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه كما ينتج البهيمة
وسلم نی جو بچہ ہی سو پیدا ہوتا ہی اوپر طریقہ اسلام کی پہر ماباپ اوسکو یہودی کر دیتی ہین اور نصرانی کر دیتی ہین اور مجوسی کر دیتی ہین جیسی چوپایہ پورا بچہ

بهيمة جمعاء هل تجدون فيها من جدعاء حتى تكونوا انتم تجدعونها ثم قال فطرة الله التي فطر
جنتا ہی آیا اسمین کوئی کان ناک کٹا بہی ہوتا ہی آخر تم اوسکی کان ناک کاٹ دیتے ہو پہر فرمایا وہ ہی تراش اللہ کی

الناس عليها هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان كل مولود من البشر لا يولد الا
جسپر تراشا لوگونکو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ ہر یک بچہ آدمی کا سرشت نیک اور ایسی ہیئت پر

على الجبلة السليمة والهيئة المستعدة لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيه من
پیدا ہوتا ہی کہ استعداد معرفت الہی کی اور فرق کرنیکی حق اور باطل مین رکہتا ہو بزور اوس عقل

العقل القويم والوضع المستقيم ولو لم يعترضه من الخارج آفة من فساد التربية وتقليد الابوين و
درست اور وضع راست کی جو اوسمین پیدا کی ہی اور اگر اوسکو نہ پیش آتا اوپر سی پرورش کا فساد اور اطاعت ماباپ کی اور

الانهماك في الشهوات ونحو ذلك من الآفات لصرف فطرته الى ما نصب لمعرفة الله تعالى من الدلائل
کہپ جانا ہوا وہوس مین اور مانند اسکی اور آفتین تو البتہ وہ اپنی اصلی طبیعت کو دلایل قایم کرنی مین واسطی معرفت الہی کی صرف کرتا

واستدل بها على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما
اور استدلال کرتا اللہ تعالی کی وجود اور قدم پر اور وحدت پر کہ موصوف ہی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات سی اور تمام اور صفات سی

يليق به من الصفات لكن يصده عن ذلك ما ذكر من الآفات كما ان البهيمة تولد سوية الاطراف سليمة من
جو اوسکو سزاوار ہین پر اوسکو روک دیتی ہین یہہ آفات مذکورہ جیسی چوپایہ کا بچہ ہاتہ پانوسی سالم پیدا ہوتا ہی

الجدع الذي هو قطع الانف والاذن والشفة فلو لم يتعرض الناس لها بالكي وقطع شيء مما ذكر لبقيت سليمة
اور بچا ہوا جدع سی کہ اوسکی معنی کتر دینا ناک اور کان اور لب کا پس اگر آدمی اوس بچہ کو داغ نہ دیتی اور کچہ ناک کان لب نہ کاٹتی تو اچہا بہلا چنگا

كما كانت فانه عليه السلام شبه ولادة الطفل على الفطرة السليمة بولادة البهيمة سليمة غير ان المراد
رہتا جیسا پیدا ہوا تہا پہر علیہ السلام نی آدمی کی بچہ کی پیدایش کو اوپر طبیعت درست کی مشابہ فرمایا ہی ساتہ پیدایش پوری بچہ چوپایہ کی اتنا ہی فرق ہی کہ مراد

بالسلامة في البهيمة سلامتها عن العيوب الظاهرة وفي الطفل سلامة عن العيوب المعنوية المانعة عن
سلامتی سی چوپایہ کی بچہ مین سلامتی ظاہر کی عیبوں سی ہی اور آدمی کی بچہ مین مراد سلامتی معنوی عیبوں سی ہی جو معرفت الہی سی روک دین

معرفة الله تعالى وقبول امره ونهيه ثم انه عليه السلام بعد ما بين ان الناس كلهم يولدون على الفطرة
اور امر اور نہی قبول کرنی سی باز رکہین پہر پیغمبر خدا نی بعد اس بیان کی کہ آدمی تمام ساری درست طبیعت پر پیدا ہوتی ہین

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيهم من العقول حثهم
کہ وہ استعداد قابل معرفت الہی کی اور تمیز کر میان حق اور باطل کی ہی عقل کی زور سی جو انکی اندر رکہی گئی ہی انکو اسکی رغبت دی

عليها فقال على طريق الاقتباس فطرة الله التي فطر الناس عليها فانه في قوة ان يقال الزموا فطرة الله
سو فرمایا بطور صنعت اقتباس کی تراش اللہ کی جسپر تراشا آدمیوں کو پس یہہ قول بمنزلہ اس قول کی ہی اپنی ذمہ پر لازم پکڑو

التی هی الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل فعلی هذا کان الواجب علی کل
فطرت اللہ کی استعداد ہی قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کی درمیان حق اور باطل کی اس تقریر کی موافق ہر

مکلف ان لا یضیع تلک الفطرة بل ینبغی له ان یستعملها فی تحصیل معرفة الله تعالی والتمیز بین الحق
مکلف پر واجب ہی کہ اس فطرت کو ضایع نہ کری بلکہ اوسکو لایق ہی کہ اوس فطرت کو معرفت الٰہی میں اور تمیز کرنیمین درمیان حق

والباطل ولیس المراد بمعرفة الله تعالی معرفة ذاته تعالی لان ذاته تعالی لیست معلومة للبشر بل المراد
اور باطل کی استعمال کری اور معرفت الٰہی سی مراد معرفت ذات الٰہی کی نہیں ہی اسلیے کہ ذات الٰہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد

بها معرفة صفاته وصفاته نوعان سلبیة وثبوتیة اما السلبیة فتنزیهه تعالی عن جمیع ما لا یلیق
معرفت صفات الٰہی کی ہی اور صفات الٰہی دو قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اللہ تعالی کا بری ہونا تمام ایسی صفات سی جو اوسکی بارگاہ کی لایق

به مما یشعر بالاحتیاج والنقصان واما الثبوتیة فهی قسمان القسم الاول الصفات التی یتوقف علیها افعاله
لایق نہیں ہیں جن صفات سی نیاز مندی اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم ہیں پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الٰہی موقوف ہیں یعنی قدرت

وهی القدرة والارادة والعلم والحیوة والقسم الثانی الصفات التی لا یتوقف علیها افعاله وهی السمع والبصر
اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہیں جن پر افعال الٰہی موقوف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر

والکلام وتحقیق ذلک انه تعالی لیس محسوسا کالشمس والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده
اور کلام اور تحقیق اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی ذات محسوس نہیں ہی جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اوسکا وجود دیکہہ کر معلوم کرلیں اور نہ اوسکا وجود بدیہی کا

ضروریا کالعلم بکون الواحد نصف الاثنین حتی یعلم وجوده بالضرورة بل انما یعلم وجوده بالدلیل
جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدہا جانتی ہیں تاکہ اوسکا وجود بداہت سی معلوم ہو بلکہ اوسکی وجود کا علم دلیل سی حاصل ہوتا ہی

وذلک الدلیل حدوث العالم وبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة
اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان سی مراد اجسام ہیں جو اپنی آپ

بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا ینفک عنها وکل
بی سہاری قایم ہیں اور اعراض سی مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات میں بی سہاری قایم نہیں ہوتی بلکہ اجسام کی ساتہہ قایم ہوتی ہیں اجسام کی ساتہہ رہتی ہیں

منهما حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة
یہہ دونو حادث ہیں اعراض میں سی بعضوں کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندہیری کی

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضداد ما ذکروا اما
اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضوں کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی اور وہ آجانا عدم کا جیسی اونکی ضدوں میں اور

الاجرام فدلیل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم
اجسام کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ اجسام حوادث سی کبہی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سی خالی نہو سو وہ حادث ہوتی ہی

خلوها عن الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرک بالبدیهة والاضطرار
اجسام کا حوادث سی خالی نہونا تو اسلیے ہی کہ حرکت اور سکون سی خالی نہیں ہوتی اور یہہ ظاہر بدیہی بضرورت نظر آتا ہی

فلا یحتاج فیه الی تأمل وافتکار والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء
اسمیں کچہہ تامل اور فکر کی حاجت نہیں کا اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکا حدوث انکی آگی پیچہی پیدا ہونی سی ثابت ہی اور

کل منهما عند وجود الآخر وذلک مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلک فما من ساکن الا
ایک گذر جاتا ہی جب دوسرا پیدا ہوتا ہی اور یہہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہی اور جن اجسام میں یہہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہہ دلیل ہی کہ جو ساکن ہی

والعقل یقضی بجواز حرکته وما من متحرک الا والعقل یقضی بجواز سکونه فالطاری منهما حادث
عقل اوسکو متحرک تجویز کرتی ہی اور جو متحرک ہی اوسکو عقل ساکن تجویز کرتی ہی پس جو حرکت اور سکون مین سی اب پیدا ہوگا وہ حادث ہی

بطریانه والسابق حادث اذ لو کان قدیما لاستحال عدمه واما کون ما لا یخلو عن الحوادث حادثا
کہ اب پیدا ہوا اور پہلا بہی حادث ہوگا اسواسطی کہ اگر قدیم ہوتا تو اوسکا عدم محال ہوتا کبہی نہو سکتا اور جو چیز حوادث سی خالی نہو تو وہ اسلئی حادث ہوتی ہی

فلانه لو لم یکن حادثا لکان قدیما ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم
کہ اگر وہ حادث نہو تو پہر بیشک قدیم اور ازل مین ثابت ہوگی اس سی لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل مین اور یہہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان یکون قبل کل حادث حوادث مرتبة لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاک واشخاص
کہ ہر حادث سی پہلی حوادث مرتب موجود ہوں جنکا ابتدا نہ نکلی جیسی فلاسفہ یونان حرکات افلاک اور اشخاص

الحیوانات وغیرها فانهم ومن تبعهم ممن ینسب نفسه الی الاسلام ولیس له منه نصیب قالوا ان العالم
حیوانات وغیرہ مین قائل ہین تمام فلاسفہ اور جو اونکی تابع ہی کہ اپنی تئین اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور اوسکو اسلام سی کچہہ نصیب نہین کہتی ہین کہ عالم

العلوی قدیم بذاته وصفاته الا الحرکات فانها حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا حرکة الا
علوی یعنی افلاک اپنی ذات اور صفات مین قدیم ہی مگر حرکات فلکی جزئیات البتہ حادث ہین اور انواع کلیہ قدیم ہین پس جو حرکت ہی

وقبلها حرکة لا الی اول واما العالم السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلک القمر فقالوا
اوس سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جسکو عالم کون وفساد کہتی ہین یعنی فلک قمر کی نیچی اسمین یہہ قول ہی

ان هیولاه قدیمة وکل ما فیه من الصور والاعراض حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا ولد الا
کہ اسکا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتین اور اعراض جو جو اوسمین موجود ہین جزی جزی حادث ہین اور باعتبار اپنی نوع کی قدیم ہین یعنی جو بچہ ہی

من والد ولا بیضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضة ولا زرع الا من بزر وهکذا الی غیر النهایة
سو باپ سی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی اور جو مرغی ہی سو انڈی سی اور جو کہیتی ہی سو بیج سی اسیطور غیر نہایت تک

فیلزم علی قولهم ان یوجد حوادث لا اول لها اذ ما من حادث علی قولهم الا وقبله حادث لا الی اول و
پس انکی قول پر لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہوں جنکا ابتدا نملی اسلئی کہ انکی قول پر جو حادث ہی اوسکی پہلی حادث ہی بی انتہا اور

علی تقدیر وجود الحادث لا اول لها یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاک واشخاص الحیوانات
اوپر تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلی ہر ہر حادث حرکات فلکی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی

وغیرها حوادث مرتبة لا اول لها فما لم ینقض تلک الحوادث بجملتها لا انتهی النوبة الی وجود الحادث
حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جبتک وہ سب کی سب حوادث نگذر چکین گی تو نوبت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال مین موجود ہی نہین

الحاضر لان الحرکة الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وکذلک الحرکة التی قبلها وجودها
آویگی اسلئی کہ حرکت آج کی بدون گذر چکنی تمام پہلی حرکات کی نہین ہوسکتی اور ایسی ہی وہ حرکت جو اس سی پہلی ہی وہ بہی بدون گذر چکنی پہلی

مشروطة بمثل ذلک وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بیانه انک اذا لاحظت الحادث الحاضر
حرکات کی نہین ہوسکتی اسیطور کہینچ جا اور تمام ہو چکنا غیر متناہی کا محال ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ جب تو خیال کری حادث حاضر یعنی موجود کو

ثم انتقلت منه الی ما قبله ولاحظته وهلم جرا علی الترتیب لا تنقضی الی نهایة حتی تجد طریقا
پہر تو خیال کری اوس سی پہلی کو اور اسیطرح ترتیب سی تو کبہی تو انتہا کو نہین پہنچیگا تاکہ طریقہ پیدایش

الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان یکون وجود الحادث الحاضر محالا لکن وجود الحادث الحاضر ثابت
اس حادث موجود کا ہاتہہ آوی اس سی لازم آتا ہی کہ پیدایش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی

فیبطل وجود حوادث لا اول لها فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها بیطل کون ما لا یخلو عن الحوادث

پس باطل ہوا وجود حوادث غیر متناہی کا پھر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو ان اجسام کا جو حوادث سے خالی نہیں ہیں

قدیما ثابتا فی الازل فاذا بطل کونه قدیما ثابتا فی الازل یثبت کونه حادثا فاذا ثبت کونه حادثا

قدیم اور ازل میں ثابت ہونا بھی باطل ہوا پھر جب اوسکا قدیم اور ازل میں ثابت ہونا باطل ہوا تو اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا جب اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا

لثبت کون العالم بجمیع اجزائه من السموٰت وما فیها ومن الارض وما علیها حادثا محتاجا الی

تو پھر یہہ ثابت ہوا کہ عالم مع تمام اجزا کی آسمان اور جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنیوالیکا محتاج

محدث یخرجه من العدم الی الوجود وذلك المحدث یلزم ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرة

کہ اوسکو عدم سی پیدا کری اور وہ محدث ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرت

والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور

اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہیں ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر یا تو دور لازم آویگا

او التسلسل الذی هو وجود حوادث لا اول لها وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد

یا تسلسل جسمیں وجود حوادث غیر متناہی کا ہی اور یہہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہو

لوقع بینهما التمانع الموجب لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة

تو بیشک اون دونوںمیں روک ٹوک واقع ہوگی جس سی وجود عالم کا پیدا نہو سکی اور اگر اوسمیں قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات نہو

لکان عاجزا عن ایجاد شیٔ من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیٔ من الاشیاء

تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کچھہ پیدا نکر سکی اسلئی کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شیٔ میں

یقتضی ارادة ذلك الشیٔ وارادة ذلك الشیٔ یقتضی العلم به لان القصد الی ایجاد شیٔ مع عدم العلم

بدون ارادہ اوس شیٔ کی نہیں ہوسکتا اور ارادہ اوس شیٔ کا بدون علم اوس شیٔ کی نہیں ہوسکتا اسلئی کہ قصد کسی شیٔ کی ایجاد کا بی سمجھی بوجھی

به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یقتضی الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود

نہیں ہوسکتا اور یہہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات انمیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود

العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی وکونه قدیما واحدا متصفا

عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود پر اور اوسکی قدامت اور وحدت

بهذه الصفات الاربع ولهذا کان بعض اهل النظر یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رأینا شیئا

اور چاروں صفتوں کی اتصاف پر اسی لئی بعضی صاحب نظر اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں کہ ہمنی جو کوئی شیٔ دیکھی

الا رأینا الله بعده فان کل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها وافتقارها الی من یوجدها

اوسکی ساتھہ ہی اللہ کو دیکھا بیشک ہر ہر ذرہ عالم میں سی باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی

لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة

یہہ کلام کرتا ہی جسمیں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی

والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون ولا یسمعها الذین هم عن السمع

اور علم اور حیات والا اور تمام صفات والا جو اوسکی لایق ہیں اونکی کلام سننی والی سب سنتی ہیں وہ ہی نہیں سنتی جنکی سماعت بیکار رہی

لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی

اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمیں نہ حرف ہو نہ آواز نہ عربی ہو نہ عجمی

لا السمع الظاهر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتشارک فیه البهائم الانسان اذ لا تدرک الشیٔ تشارک فیه البهائم

ظاہری مراد نہین ہی جس سی سواے آواز کی کچھہ نہین معلوم ہوتا اور اسمین جانور اور انسان برابر ہین اس لئی کہ اوس شی مین کیا خوبی ہی جسمین جانور

الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فالذی لم یدل

اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ آدمی صفات الٰہی مین سی بزور عقل وہ ہی معلوم کرسکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر

علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل

اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام تو انکی ثبوت پر کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبھی نقلی

اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان

استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہین اور انکی ضدین صفات نقصان ہین

واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی

اور موصوف ہونا اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا

بتلک الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالی

ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع سی انکا وجود واسطی اللہ تعالی کی ثابت ہی

فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اقوی من دلیل العقل لان تلک الصفات

تو واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ مین دلیل عقلی سی بہت بہتر ہی اسلئی کہ ان صفات پر

لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی لم یکن معلوما لاحد

افعال الٰہی موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین ہی

حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها حتی لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها

تاکہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی واسطی کمالیہ ہین موصوف ہونا ضرور چاہئی اگر ان صفات سی موصوف نہ ہوگا تو انکی اضداد سی موصوف ہوگا

وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیٔ بالنسبة الینا کمالا ان یکون

اور کمالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچھہ لازم نہین ہی کہ جو شئی ہماری حق مین کمالیہ ہو

فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان علی الله تعالی

وہ بہ نسبت ذات باری کی بہی کمالیہ ہو کیا تجہی نظر نہین آتا کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین پر بہ نسبت اللہ تعالی کی محال ہین

لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلک الصفات له تعالی التمسک بالنقل

اسواسطی کہ یہہ کیفیت جسمانیہ ہین اس بیان کی موافق ان صفات کی ثبوت کیواسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہی

عن الانبیاء الذین ثبتت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی فی

انبیا سی جنکی نبوت معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ سچ کہتا ہی

کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی

جو جو میری طرف سی حکم بیان کرتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا خاموشی سی ہو اسلئی کہ معجزہ اللہ تعالی کیطرف سی فعلی تصدیق ہی

لرسوله لکونها فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله

اپنی رسول کی کیونکہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الٰہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق کی

فی دعوی الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یدیه عند ادعائه الرسالة صار کانه

واسطی رسالت کی دعوی مین بیشک اللہ تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت اسی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کی وقت پیدا کیا تو گویا

قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلک علی ما

یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی پہنچاتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا خاموشی ہو اسکی مثال موافق

ذکره العلماء ان رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم

بیان علماء کی یہہ ہی کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار مین روبرو ایک جماعت کی کہڑا ہوکر یہہ کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجھکو تمہاری پاس

بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال اٰیة صدقی انی اطلب من

فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی اس جماعت نی اوس سی سند طلب کی جس سی اوسکی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی کہا میری صداقت کا نشان یہہ ہی کہ مین بادشاہ

الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا ریب

کہتا ہون کہ میری کہنی سی اپنی عادت کی خلاف تین بار کہڑا ہو اور بیٹھ جاوی پہر بادشاہ اسکی کہنی سی وہ ہی کرتا تو بیشک

ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری

یہہ حرکت بادشاہ کی قایم مقام اس بات کی ہی کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کرتا ہی اس سی علم بدیہی

بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا شك

اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جسکو دیکہنا میسر نہین ہوگا بلکہ اوسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور اسمین کیا شک ہی

ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیهم الصلوٰة والسلام فی افادة معجزتهم العلم الضروری

کہ یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی اس باب مین کہ اونکی معجزہ سی علم بدیہی اونکی صداقت کا حاصل ہوتا ہی جو جو کہ اونکا معجزہ

بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر فاذا ثبت صدقهم

دیکہتی ہین اور جو نہین دیکہتی بلکہ اونکو متواتر خبر ملتی ہی جب انبیا کا صدق ثابت ہوا

یجب الایمان بهم ولا یحصل الایمان بهم الا بمعرفة ما یجب فی حقهم وما یستحیل علیهم وما یجوز

تو اونپر ایمان لانا واجب ہوا اور اونپر ایمان لانا معتبر نہین ہوتا بدون دریافت کرنی اون احوال کی جو اونکی حق مین واجب ہین اور اونپر محال ہی اور جو اونپر

لهم فما یجب فی حقهم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه وما یستحیل علیهم اضداد هذه

جایز ہی سو جو اوصاف اونکی حق مین واجب ہین صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو اونپر محال ہی ضدین ان صفتون کی

الصفات وهی الکذب والخیانة وکتمان ما امروا بتبلیغه وما یجوز لهم الاعراض البشریة التی لا تؤدی

یعنی جہوٹہ اور خیانت اور چہپانا امر معروف کا اور جو اونکی حق مین جایز ہی حالات بشری جس سی اونکی بلند مرتبہ مین

الی نقص فی مراتبهم کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق فی حقهم واستحالة الکذب علیهم فلان معجزتهم

نقصان عاید نہو جیسی بیماری اور مانند اسکی اور واجب ہونا صدق کا اونکی حق مین اور محال ہونا جہوٹہ کا اسلئی ہی کہ انکا معجزہ

قد دلت علی صدقهم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما

انکی صداقت کی دلیل ہی پس اگر اونکو جہوٹہ بولنا بہی جایز رہی تو اس سی دلالت معجزہ کی جو صدق پر تہی باطل ہو جاویگی اور یہہ محال ہی اور

وجود الامانة فی حقهم واستحالة الخیانة علیهم فلانهم لو خانوا بفعل شئ مما هو حرام او مکروه

اور واجب ہونا امانت کا اونکی حق مین اور محال ہونا خیانت کا اونپر اسواسطی کہ انبیاء اگر خیانت کرین کوئی امر حرام یا مکروہ عمل مین لاکر

لکنا مامورین باتباعهم فیه لانه تعالی امر الخلق باتباعهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم فلو علم الله

تو ہمکو بہی اونکی اطاعت کا اوس باب مین حکم ہوتا اسلئی کہ الله تعالی نی تمام امت کو اونکی اتباع کا حکم دیا افعال او اقوال اور سکوت مین پس اگر الله تعالی کی علم مین

منهم خیانة لما امر الخلق باتباعهم فثبت بذلك انه تعالی عصمهم [illegible] فعل شئ مما هو حرام او مکروه

اونسی خیانت ہوسکتی تو ہرگز خلق کو اونکی اتباع کا حکم نفرماتا اس سی ثابت ہوا کہ الله تعالی نی اونکو معصوم بنایا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سی

فلا یقع منہم الا ما ھو واجب او مندوب او مباح ھذا بالنظر الی نفس الفعل و اما بالنظر الیہم فالحق

سو اونسی وہ عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہہ ہی

ان افعالہم دائرۃ بین الوجوب و الندب لا غیر لان المباح لا یقع منہم کما یقع من غیرہم بمقتضی الشہوۃ

کہ افعال اونکی صرف واجب ہین یا مستحب اور کچہہ نہین اسلئی کہ انبیاء سی مباح بہی نہین واقع ہوتا جیسی اور عوام سی باعتبار شہوت نفس کی

بل انما یقع منہم بنیۃ صالحۃ یصیر بہا عبادۃ و اقل ذلک قصد التعلیم لغیرہم اذا ثبت ھذا

ہوتا ہی بلکہ اونسی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت سی ہوتا ہی تا کہ وہ عبادت ہو جاوی اور کم سی کم بارادۂ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہہ بات ثابت ہوئی

فالواجب علی کل مؤمن ان یکون علی حذر عظیم و وجل شدید علی ایمانہ ان یسلب منہ بان

تو ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا رہی اور بہت خوف کرتا رہی اپنی ایمان پر مباد اسلب ہوجا اس سبب سی

یصغی باذنہ و یلتفت بذہنہ الی خرائف ینقلہا فی حقہم کذبۃ المورخین و یتبعہم فی بعضہا بعض

کہ سنی کان لگا کر اور متوجہ ہو اپنی فکر سی اون خرافات کی طرف جو اونکی حق مین جہوٹی مورخ بیان کرتی ہین اور بعضی بات مین جاہل مفسر

الجہلۃ من المفسرین فانہ لقلۃ تحصیلہم و عدم تحقیقہم ربما یفترون فی ذلک بظواہر من الکتاب

بہی اونکی تابع ہو گئی ہین یہہ لوگ بسبب کم علمی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب مین کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار سی افترا کر بیٹہتی ہین

والسنۃ و لہذا قیل التمسک فی عقائد الایمان بمجرد ظواہر الکتاب والسنۃ من غیر تفصیل

اسہی لئی کہتی ہین کہ سند کرنی عقاید ایمان مین صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی سی بدون تفصیل کی

بین ما یستحیل ظاہرہ منہما و بین ما لا یستحیل فلا خفاء فی کونہ اصلا من اصول الکفر

درمیان اون امور کی جو حقیقت میں وہ ظاہر معنی دونو کی محال ہین یا محال نہین ہین سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی جڑ ہی

والبدعۃ قال الامام السنوسی و کذا تلقی ھذا العلم من مجرد الکتب و المشائخ المصحفین والمتفقہین

امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی مان لینا اس علم کا صرف مشایخ غلط کاروں کی کتابوں سی اور فقہا سی بی تحقیق

بلا تحقیق و اما وجوب التبلیغ فی حقہم و استحالۃ الکتمان علیہم فلانہم لو کتموا شیئا مما امروا بتبلیغہ

اور امر معروف کی تبلیغ اسلئی واجب ہی اور محال ہونا چہپانی کا کہ اگر انبیاء علیہم السلام چہپا لیتی کچہہ بہی امر معروف مین سی

لکان الناس مامورین باتباعہم فی کتمان بعض ما امروا بتبلیغہ من العلم النافع لمن اضطر الیہ و کیف یتصور

تو امت کو بہی اونکی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چہپا لینی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم مفید ہو حاجتمند کو اور کب تصور مین آسکتا ہی

ذلک والکتمان حرام ملعون فاعلہ بشہادۃ قولہ تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ

حال یہہ کہ چہپانا حرام ہی چہپانیوالا ملعون ہی اس آیت کی گواہی سی جو لوگ چہپاتی ہین جو کچہہ ہمنی اوتارا صاف حکم

وَالْہُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُہُمُ اللہُ وَیَلْعَنُہُمُ اللّٰعِنُوْنَ و اما جواز

اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگون کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی اور

الاعراض البشریۃ لہم فلانہا لا تضر فی رسالتہم و علو منزلتہم بل ھی مما یزید فی مراتبہم باعتبار تعظیم

حالات بشری اونکی لئی اسواسطی جایز ہین کہ اونکی رسالت اور علو مرتبہ مین اصلا مضر نہین ہین بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور بڑہاتی ہین باعتبار عظمت

اجرہم من جہۃ ما یقارنہا من طاعۃ صبرہم فانہ تعالی کان قادرا علی ایصالہ الیہم ذلک الثواب

ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک اللہ تعالی قادر ہی کہ اونکو یہہ ثواب

العظیم بلا مشقۃ یلحقہم لکن تعظیم حکمتہ اختار ان یوصل الیہم ذلک الثواب مع تلک الاعراض

عظیم بی مشقت پہنچائی عنایت کرتا پر اپنی حکمت عظیمہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو یہہ ثواب بعد اوس مشقت کی عنایت ہو

رفقاً بضعفاء العقول كيلا يعتقدوا فيهم الالوهية وفيها ايضا اعظم دليل على صدقهم وكونهم
واسطے نرمی کی ضعیف عقلوں پر تا کہ انبیا کو معبود نہ سمجھ لیں اور اسمیں بھی اونکی صداقت کی بڑی دلیل ہی اور اسکی کہ وہ اللہ کی طرف سی بھیجی ہوی

مبعوثين من عند الله تعالى وكون ما ظهرت على ايديهم من الخوارق مخلوقة لله تعالى من غير
آئی ہیں اور جو جو معجزہ اون کی ہاتھ پر ظاہر ہوئی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کی ہوئی ہیں

ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لدفعوا عن انفسهم ما هو يسير
اونکو اون معجزات کی جاری کرنی مین کچھ دخل نہیں ہی اسواسطی کہ اگر اونکو ان معجزات پر قدرت ہوتی تو وہ البتہ اپنی جان پر سی اوس سی آسان کو دور کر دیتی

منها من المرض والجوع والعطش والحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة عظيمة
یعنی بیماری بھوک پیاس تکلیف گرمی جاڑی کی تکلیف دہی خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بھی بڑا فائدہ ہی

وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرف في شريعتنا احكام السهو في الصلوة من سهو
وہ جایز ہونا احکام کا واسطی عوام کی جو ایسی حالات سی متعلق ہیں چنانچہ ہماری شریعت مین احکام سہو کی نماز مین معلوم ہوگئی

نبينا عليه السلام في الصلوة وكيفية اداء الصلوة في حال المرض والخوف من فعله عليه السلام
ہماری نبی کی سہو کرنی سی نماز مین اور کیفیت نماز ادا کرنی کی بیماری اور خوف مین نبی علیہ السلام کی فعل سی معلوم ہوئی

وهيئة اكل الطعام وشرب الماء ونحو ذلك من اكله وشربه المجلس السادس عشر في
اور وضع کہانا کہانی اور پانی پینی کی اور مانند اسکی آپ کی کہانی اور پینی سی سولوین مجلس

تحقيق السعيد والشقي وبيان اقسام الكفر وغيره قال رسول الله صلى الله عليه
نیکبخت اور بدبخت کی تحقیق مین اور کفر وغیرہ کی قسمین بیان کرتی ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ان العبد يعمل عمل اهل النار وانه من اهل الجنة ويعمل عمل اهل الجنة وانه من اهل النار
وسلم نی بیشک بعضا بندہ عمل کرتا ہی دوزخیون کی سی اور وہ ہوتا ہی اہل جنت سی اور عمل کرتا ہی بہشتیون کی سی اور وہ ہوتا ہی دوزخی

وانما الاعمال بالخواتيم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه سهل بن سعد وليس فيه دلالة
اعمال خاتمہ کیطرف معتبر ہوتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی سہل بن سعد کی روایت سی اسحدیث مین عمل

على ترك العمل بل فيه حث للعبد على مواظبة الطاعات واجتناب السيئات في كل وقت من
ترک کرنیکی دلیل نہیں ہی بلکہ اس حدیث مین بندہ کو واسطی دائمی طاعات کی اور گناہونسی اجتناب پر رغبت ہی ہر ہر وقت

اوقات العمر خوفا من ان يكون ذلك الوقت اخر عمره وفيه ايضا زجر له عن العجب والفرح بالاعمال
تمام عمر اس خوف سی کہ مبادا عمر کا یہہ ہی آخری وقت ہو اور اسمین زجر بھی ہی اعمال پر تکبر اور خوش ہونی سی

لانه لا يدري ماذا يصيبه في العاقبة اذ رب شخص يعمل عمل اهل الجنة من الايمان والطاعات وفي
اسلئے کہ اسی کیا خبر ہی کہ عاقبت کو کیا حال ہوگا اسواسطی کہ بعضی شخص عمل بہشتیون کی سی کرتی ہین ایمان اور عبادات اور

تقدير الله تعالى انه من اهل النار فيتحول في اخر عمره من الايمان والطاعات الى الكفر والمعاصي فيموت
تقدیر الٰہی مین وہ دوزخی ہی سو آخر عمر مین وہ ایمان اور طاعات سی کفر اور معاصی کی طرف متوجہ ہو جاویگا پھر

على الكفر والمعاصي فيدخل النار ورب شخص يعمل عمل اهل النار من الكفر والمعاصي وفي تقدير الله تعالى
کفر اور معاصی پر مر کر دوزخ مین داخل ہوگا اور بعضی شخص عمل کرتی ہین دوزخیون کی سی کفر اور معاصی اور تقدیر الٰہی مین

انه من اهل الجنة فيتحول في اخر عمره من الكفر والمعاصي الى الايمان والطاعات فيموت على الايمان والطاعات
وہ جنتی ہی سو وہ آخر عمر مین کفر اور معاصی سی بچکر ایمان اور طاعات کی طرف متوجہ ہو جاویگا پس ایمان اور طاعات پر مر کر

فيدخل الجنة فلذلك قال النبي عليه السلام انما الاعمال بالخواتيم يعني ان اعمال العبد

جنت مین داخل ہوگا اسیی لئی فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ اعمال خاتمہ پر معتبر ہین مراد یہہ ہی کہ اعمال آدمی کی

متعلقة في السعادة والشقاوة باخر العمر وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اعملوا فكل

سعادت اور شقاوت مین آخر عمر سی متعلق ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہی عمل

مُيسّر لما خلق له اما من كان من اهل السعادة فسييسّر لعمل اهل السعادة واما من كان من اهل

آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوا ہی یعنی جو شخص سعادتمند ہی اوسکو اعمال سعادتمندون کی میسر ہونگی اور جو شخص

الشقاوة فسييسر لعمل اهل الشقاوة فانه عليه الصلوة والسلام بيّن في هذا الحديث ان كل احد

بدبخت ہی اوسکو بدبختون کی سی عمل آسان ہونگی پس نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا

مهياء وموقف للذي خلق لاجله من الخير والشر فمن خلق وقدرانه من اهل الجنة يجري الله

سامان اور ٹھکانا تیار ہی جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہی نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اللہ تعالی

على يديه اعمال اهل الجنة وييسرها عليه حتى يموت ويدخل الجنة ومن خلق وقدرانه من اهل النار

اوسکی ہاتہہ پر اعمال جنتیون کی جاری کرکر اوسپر آسان کردیتا ہی آخر مرکر جنت مین چلا جاتا ہی اور جو شخص پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ وہ دوزخی ہی

يجري الله على يديه اعمال اهل النار وييسرها عليه حتى يموت ويدخل النار فالعمل دليل يغلب الظن

تو اللہ اوسکی ہاتہہ پر دوزخیونسی عمل پیدا کرکر آسان کردیتا ہی آخر مرکر دوزخ مین چلا جاتا ہی پس عمل باعتبار ظن غالب کی اوسکی دلیل ہی

ان الشخص من اي الصنفين يكون ومن هذا كان الواجب على ان لايكون خاليا عن العمل الصالح

کہ آدمی دونو قسم مین سی کونسا ہی اس بیان سی واجب ہی کہ آدمی کبھی کسی وقت تمام عمر مین سی نیک عمل سی خالی نہ رہا کری

في وقت من الاوقات لانه لايدري متى ياتيه الموت اذ ليس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض معلوم قطعي

کیونکہ کیا معلوم ہی کہ اوسکو موت کب آجاویگی اسلئی کہ موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہیں ہی اور نہ کوئی بیماری مقرر ہی

لمن رزقه الله تعالى الفهم واليقظة من نوم الغفلة والتفكر في امر الخاتمة واسال الله ان يجعلنا

شخص ہین جنکو اللہ تعالی نی فہم اور بیداری عنایت کی ہی خواب غفلت سی اور سوچ دی ہی خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگتا ہون اللہ تعالی سی کہ موت

في خير مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالى عند الموت كما قال الله تعالى انّ الذين

اچھی وقت بشارت کی ساتہہ دی بیشک مؤمن کو اللہ کی طرف سی موت کی وقت بشارت ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق جنہون نی

قالوا ربنا الله ثمّ استقاموا تتنزل عليهم الملئكة الّا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم

کہا رب ہمارا اللہ ہی پہر اسیی پر ٹہری رہی اون پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو

توعدون فانه تعالى بين في هذه الاية ان الذين اقروا بربوبيته واعترفوا بوحدانيته ثم استقاموا

وعدہ تہا اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا ہی کہ جس نی اوسکی ربوبیت کا اقرار کیا اور وحدانیت کو مان لیا پہر وہ اوسی اقرار

على ذلك الاقرار والاعتراف الى الموت باتيان جميع المامورات واجتناب جميع المنهيات اذ لا يتحقق

اور قبولیت پر موت تک قایم رہا اسطور کہ تمام احکام بجا لاتا رہا اور تمام منہیات سی پرہیز کرتا رہا کیونکہ پوری

الاستقامة بدون ذلك بل يحصل الاعوجاج بترك شئ من المامورات وارتكاب شئ من المنهيات

استقامت بدون اسکی نہیں ہوتی بلکہ استقامت مین جنبش آجاتی ہی ماموارت کی ترک اور منہیات کی عمل سی

تتنزل عليهم الملئكة من جهته تعالى عند الموت بالبشارات التي هي قولهم ان لا تخافوا ولا تحزنوا

تو ایسی لوگون پر اللہ کی طرف سی موت کی وقت فرشتی یہہ بشارت لیکر آتی ہین کہ اب مت ڈرو اور نہ غم کرو

وابشروا بالجنة التی وعدکم الله تعالی بها علی لسان نبیکم وقال لاعدائه فتمنوا الموت ان کنتم صدقین
اور خبر سنو بہشت کی جو اللہ تعالی نی تمسی وعدہ کیا تہا تمہاری نبی کی زبان پر اور اوسکی دشمنوں کی حق مین یہہ فرمایا تو منا ؤ مرنی کو اگر تم سچی ہو
ولا یتمنونه ابدا بما قدمت ایدیهم والله علیم بالظلمین فبین سبحانه وتعالی فی هذه الایة
اور کبہی نہ منا وینگی مرنا اسواسطی کہ آگی بہیج چکی ہین اونکی ہاتہہ اور اللہ کو خوب معلوم ہین گنہگار اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ بیان فرمایا
ان الصدقین فی اقرارهم لکونهم مستعدین للموت یتمنونه ولا یفرون منه لکون عملهم حسنا واما
کہ جو سچا اقرار کرنیوالی ہین موت کی سامان جو کرتی رہی ہین تو موت کو مناتی ہین اور اوس سی بہاگتی نہین اسلئی کہ اونکی عمل نیک ہین اور
الظلمون فلعدم کونهم مستعدین للموت لا یتمنونه بل یفرون منه لکون عملهم سوءا فان العمل السوء
ظالم چونکہ سامان موت کا نہین کرتی رہی تو موت کو نہین مناتی بلکہ اوس سی بہاگتی ہین کیونکہ اونکی عمل بد ہین کیونکہ عمل بد
وان لم یخرج المؤمن عن الایمان الا انه سبب لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان سوء الخاتمة لا یکون
اگرچہ مؤمن کو بی ایمان تو بالفعل نہین کر دیتا پر وہ سبب ہوتا ہی خاتمہ بد کا اور عاقبت منحوس کا اسواسطی کہ بد خاتمہ اوسی کا ہوتا ہی
الا لمن کان له فساد فی الاعتقاد او اصرار علی المعاصی او عدول عن الاستقامة او ضعف فی الایمان
جسکی اعتقاد مین فساد ہوتا ہی اور گناہوں پہ اصرار رہتا ہی یا استقامت سی ٹل جاتا ہی یا اوسکا ایمان سست ہوتا ہی
اما الفساد فی الاعتقاد فبان یکون فی قلبه شیء من انواع الشرک فان انواع الشرک ستة احدها شرک
پہر فساد اعتقاد کا یہہ ہی کہ اوسکی دلمین کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمین چہہ ہین ایک شرک
استقلال وهو اثبات الهین مستقلین کشرک الثنویة فانهم قالوا نجد فی العالم خیرا کثیرا وشرا
بالاستقلال یعنی سخت وہ یہہ ہی کہ دو اللہ مستقل ثابت کری جیسی ثنویہ کرتی ہین وہ یہہ کہتی ہین کہ ہم عالم مین بہلائی بہت دیکہتی ہین اور برائی ہی
کثیرا والواحد لا یکون خیرا وشریرا بالضرورة فلا بد ان یکون لکل منهما فاعل علی حدة ثم انهم
بہت دیکہتی ہین اور ظاہر ہی کہ ذات واحد سی خیر اور شر نہین ہو سکتا پس بالضرور دونو کا فاعل الگ الگ ہوگا پہر اس فرقہ کی
انقسموا قسمین القسم الاول المانویة والدیصانیة فانهم قالوا فاعل الخیر النور وفاعل الشر الظلمة والقسم
دو قسم ہوئین پہلی قسم تو مانویہ ہی اور دیصانیہ انکا یہہ قول ہی کہ خیر کا فاعل تو نور ہی اور شر کا فاعل تاریکی ہی دوسری
الثانی المجوس فانهم قالوا فاعل الخیر یزدان وفاعل الشر اهرمن یعنون به الشیطان ثم اختلفوا فی ان
قسم مجوس ہین یہہ بہی کہتی ہین فاعل خیر کا یزدان ہی اور شر کا فاعل اہرمن ہی یعنی شیطان پہر اہرمن کی حق مین اختلاف کیا ہی
اهرمن قدیم کیزدان او حادث منه والثانی من انواع الشرک شرک تبعیض وهو جعل الاله مرکبا
آیا وہ یزدان کی مانند قدیم ہی یا اوسکا پیدا کیا ہوا حادث ہی اور دوسری قسم شرک کی شرک تبعیض ہی اور وہ مرکب کرنا اللہ کا
من الهة کشرک النصاری فانهم اثبتوا الاقانیم الثلثة التی هی الوجود والعلم والحیوة وحکموا
کئی اللہ سی جیسی شرک نصاری کا نصاری نی تین اصول ثابت کئی ہین وجود اور علم اور حیات پہر ان تینوں پہ
علیها بانها الهة ثلثة واعتقدوا ان الاله جوهر فرد مرکبة من هذه الثلثة وقالوا مجموع هذه الثلثة
یہہ حکم کیا ہی کہ تینوں خدا ہین اور یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ اللہ جوہر فرد ان تینوں سی مرکب ہی اور کہتی ہین کہ مجموعہ ان تینوں کا ملکر
اله واحد وجعلوا الذات الواحدة ثلث صفات وذلک غیر معقول العاقل والثالث من انواع
اللہ واحد ہی ایک ذات واحد کو تین صفات ٹہرائین اور یہہ عاقل کی نزدیک معقول نہین ہی تیسری قسم شرک کی
الشرک شرک تقریب وهو عبادة غیر الله تعالی لیقرب الی الله تعالی کشرک متقدمی عبدة الاصنام
شرک تقریب ہی اور وہ پوجنا غیر کا سوای اللہ تعالی کی تاکہ اللہ سی نزدیک کردی جیسی شرک متقدمین بت پرستوں کا

فانهم

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولى العظيم على ما هم عليه من غاية الدناة ونهاية الحقارة سوء
انکی خیال مین جب یہہ آیا کہ ہمارا عبادت کرنا مولی بزرگ کو اس حال مین کہ ہمکو دناءت حاصل ہی اور ہم بڑی حقیر ہین بری

ادب عظيم يقربوا اليه بعبادة من هو اعلى منهم عنده كالملئكة والشمس والقمر والنجوم و
بی ادبی ہی اسلئی قرب الہی کی واسطی پوجنا اون چیزوں کا شروع کیا جو اونکی خیال مین بہتر تہی جیسی فرشتی اور سورج اور چاند اور ستارہ اور

النار ونحوها ثم انهم لما راوا غيبة من اختاروا عبادته عنهم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب
آگ اور مانند اسکی پہر انہون نی جب دیکہا کہ جنکی ہم عبادت کرتی ہین وہ ہماری سامنی سی غایب ہوجاتی ہین تو اونکی صورت کی بت بنالی جب کوئی اونکا معبود انمین سی

عنهم من معبوداتهم واشتغلوا بعبادتها ونيتهم فى ذلك ان يتقربوا الى ما جعلوه مثالا له
غایب ہوجاتا تو اون بتون کو پوجنی لگتی اور غرض اونکی اس سی یہہ تہی کہ نزدیک ہوجاوین اوس سی جسکا بت بنایا ہی

وقصدهم من جميع ذلك ان يتقربوا الى المولى العظيم لكن تلاعب الشيطان بعقولهم واوقعهم
اور اس سب سی یہہ مراد تہی کہ مولی بزرگ سی قریب ہوجاوین پر شیطان نی اونکی عقلون کو کہلونا بناکر

فى الضلال والرابع من انواع الشرك شرك تقليد وهو عبادة غير الله تعالى تقليدا للغير كشرك
گمراہ کردیا اور چوتہی قسم شرک کی شرک تقلید ہی اور وہ پوجنا غیر اللہ کا اوروں کو دیکہہ کر جیسی شرک

متاخرى عبدة الاصنام فانهم لما وجدوا اباءهم واجدادهم مشتغلين بعبادتها قلدوهم فيها
پچہلی بت پرستون کا انہوں نی اپنی باپ دادوں کو جو بت پوجتی دیکہا بت پرستی مین اونکی تابع ہوگئی

وقالوا انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون وهم كاباءهم فى ضلل مبين والخامس
اور کہنی لگی ہمنی پائی اپنی باپ دادی ایک راہ پر اور ہم اونہی کی قدموں پر چلتی ہین اور وہ اپنی باپ دادا کی مانند صریح گمراہی مین ہین

من انواع الشرك شرك الاسباب وهو اسناد التاثير للاسباب العادية كشرك الفلاسفة والطبايعين
پانچوین قسم شرک کی شرک اسباب ہی اور وہ نسبت کرنا تاثیرات کا اسباب کی طرف جو موافق عادت کی ہین جیسی شرک حکماء یونان اور طبیعیوں کا

ومن تبعهم على ذلك من جهة المؤمنين فانهم لما راوا ارتباط الشبع باكل الطعام وارتباط الرى
اور جو اونکی ساتہہ ہین اس باب مین اسلامیوں مین سی انہوں نی جب دیکہا کہ ربط شکم سیری کا کہانا کہانی سی اور ربط تازگی کا

بشرب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثياب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلك مما لا ينحصر فهموا
پانی پینی سی اور ربط ستر پوشی کا کپڑا پہننی سی اور ربط روشنی کا سورج سی ہی اور مانند اسکی بی قیاس تو

بجهلهم ان تلك الاشياء هى المؤثرة فيما ارتبط وجوده معها اما بطبعها او بقوة وضعها الله فيها وهو
اپنی جہالت سی ایسا سمجہی کہ یہہ ہی چیزین مستقل تاثیر رکہتی ہین اپنی اپنی مسببات مین یا تو اپنی طبع کی تاثیر سی یا بزور قوت کی کہ اللہ تعالی نی اونمین پیدا کی ہی اور یہہ

غلط وسبب غلطهم قياسهم ادراك الحس بادراك العقل فان الذى شاهدوه انما هو تاثر شئ
سب غلط ہی اور سبب غلطی کا یہہ ہوا کہ محسوسات پر معقولات کو قیاس کرلیا ہی کیونکہ جو یہہ دیکہتی ہین تو یہہ ہی اثر لینا ایک چیز کا

عند شئ وهذا هو حظ الحس واما تاثيره فيه فلا يدرك بالحس بل انما يدرك بالعقل والسادس من
پاس کی چیز مین سی یہہ ہی محسوس ہوتا ہی اور تاثیر اصلا حواسوں ہوتی ہی سو وہ صرف عقل سی دریافت ہوسکتی ہی چہٹی قسم

انواع الشرك شرك الاغراض وهو العمل لغير الله تعالى كشرك المرائين فانهم عند عملهم المامور به
شرک کی وہ شرک اغراض ہی اور وہ عمل کرنا واسطی غیر اللہ کی جیسی شرک ریاکاروں کا جب یہہ ریاکار کوئی مامور بہ

من واجب ومندوب وعند تركهم المنهى عنه من محرم او مكروه ليس مقصودهم طلب رضاء الله تعالى
واجب یا مستحب ادا کرتی ہین یا جب کبہی منہی عنہ حرام یا مکروہ سی احتراز کرتی ہین تو اونکو مقصود رضا مندی خدا تعالی کی نہین ہوتی

بل مقصودهم مجرد نیل مدح من بعض عبیده او حب منه له او ریاسة من عنده او ظفر بماله
بلکہ انکی مراد صرف تعریف کرانی بعض بندگان الٰہی سی ہوتی ہی یا محبت اپنی اونکی دلمین یا بڑائی اونکی نزدیک یا اونسی کچہہ مال حاصل کرنا
من قبله او صرف مذمة یخافها منه ومثله العمل لمجرد الظفر بالحور والقصور ونعیم الجنان
یا دور کرنا بد نامی کا جو اونکی طرف سی خوف ہو اور ایسا ہی ہی عمل کرنا صرف واسطی حاصل کرنی حورون اور محلون اور نعمتون بہشت کی
والسلامة من النیران والسبب الحامل لهم علی ذلك نسیانهم توحیده تعالی حتی توهموا امکان
اور واسطی بچنی کی آگ سی اور یہہ سب فساد نیت اسلئی ہی کہ خدا کی توحید کو بہول جاتی ہین یہان تک کہ اونکو یہہ وہم ہوا کہ
حصول نفع او ضر من غیره تعالی وتوهموا کون الخلق قادرین علی النفع والضر حتی راعوهم
نفع اور ضرر سواء اللہ تعالی کی اورسی بہی ہوسکتا ہی اور یہہ وہم ہوا کہ خلقت کو نفع اور ضرر کی قدرت ہی کیونکہ
فی طاعتهم وتوهموا کون طاعتهم مؤثرة فی استجلاب نفع او دفع ضر فی الدنیا والاخرة
اپنی طاعت مین اونکی رعایت کرنی لگی اور یہہ وہم ہوا کہ ہماری عبادت کو اثر ہی نفع پیدا کرنی مین اور ضرر دفع کرنی مین دنیا اور آخرت کی
ولیس کذلك بل لو انهم احضروا فی ذهنهم انفراده تعالی بخلق جمیع الکائنات بلا واسطة
اور حقیقت مین یہہ نہین ہی بلکہ اگر یہہ لوگ وحدانیت اللہ تعالی کی اپنی ذہن مین قایم رکہتی کہ پیدا کرنیوالا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہ ہی ہی
وعدم تاثیر لکل ما سواه فی اثر ما ومن جملة ذلك طاعتهم لکانوا لا یقصدون بطاعتهم
اور کسی امر مین کسیکو اصلا کچہہ تاثیر نہین ہی اور اسہی مین اونکی طاعت بہی داخل ہی تو کبہی اپنی طاعت سی جسکی اونکو توفیق ہوئی ہی
التی وفقوا لها الا مجرد الامتثال لامر الله تعالی ثم لطمعوا عندها فیما وعد به الله تعالی من
سواء اطاعت امر الٰہی کی کچہہ غرض نرکہتی پہر بعد طاعت کی خواہش کرتی جو اللہ تعالی نی وعدہ فرمایا ہی
الخیر معها بمحض فضله من غیر وجوب ولا استحقاق وحکم الاربعة الاولی التی هی شرك
نعمت کا اوسکی محض فضل سی کہ نہ اوسپر واجب ہی نہ اسکا کچہہ حق ہی اور حکم شرک کی پہلی چارون قسم کا کہ وہ شرک
استقلال وشرك تبعیض وشرك تقریب وشرك تقلید الکفر بالاجماع وحکم السادس الذی هو
استقلال ہی اور شرک تبعیض ہی اور شرک تقریب ہی اور شرک تقلید ہی بالاتفاق کفر ہی اور حکم چہٹے قسم کا
شرك الاغراض المعصیة بالاجماع وحکم الخامس الذی هو شرك الاسباب التفصیل
جو شرک اغراض ہی بالاتفاق معصیت کا ہی اور حکم پانچوین قسم کا جو شرک اسباب کا ہی اس تفصیل پر ہی
وهو ان اهل هذا الشرك فی اعتقادهم التاثیر لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من یعتقد ان تلك
کہ ایسی مشرک اپنی اعتقاد مین تاثیر ان اسباب کی اسبابات مین کئی طرح پر جانتی ہین بعضی یہہ اعتقاد رکہتی ہین کہ
الاسباب تؤثر بطبعها وحقیقتها فی الاشیاء التی تقارنها ولا خلاف فی کفر من یعتقد هذا ومنهم
تاثیر ان اسباب کی جن اشیاء سی یہہ ملتی ہین طبعی اور حقیقی ہی ایسی اعتقاد والون کی کفر مین کسیکو خلاف نہین ہی اور بعضی
من یعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقیقتها بل بقوة اودعها الله فیها ولو نزعها منها
یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ یہہ اسباب باعتبار طبیعت اور حقیقت کی اثر نہین کرتی بلکہ بزور ایک قوت کی کہ اللہ تعالی نی ان اسباب مین پیدا کی ہی اور اگر اس قوت کو
لا تؤثر وقد تبعهم فی هذا الاعتقاد کثیر من عامة المؤمنین ولا خلاف فی بدعة من یعتقد هذا
تو اثر باقی نرہی اس اعتقاد مین اکثر عوام مسلمان بہی اونکی شامل ہین ایسی اعتقاد والون کی بدعتی ہونی مین خلاف نہین ہی
وانما الخلاف فی کفره فمن کان فیه شیء من هذه المذکورات ولم یسع فی ازالته عن نفسه واصلاح
خلاف ہی تو کفر مین ہی پس جس شخص مین کوئی سا اعتقاد ہوان مذکورات مین سی اور وہ اوسکی دور کرنی مین سعی نہ کری اور اپنا اعتقاد درست نکری

شانه بختم له بالسوء وان كان مع كمال الزهد والصلاح لان زهده وصلاحه انما ينفعه
تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اگرچہ کمال سے ہو اور صلاح رکہتا ہو اسواسطی کہ زہد اور صلاح اوسکو جب فایدہ دیگا

اذا كان مع الاعتقاد الصحيح الموافق لكتاب الله وسنة رسوله واما اذا لم يكن مع الاعتقاد
کہ تب ساتہہ اعتقاد صحیح کی موافق کتاب الله اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتہہ اعتقاد

الصحيح الموافق لهما بل كان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لهما فلا ينفعه واما الاصرار على المعاصي
صحیح کی نہو کہجو موافق کتاب اور سنت کی ہی بلکہ ساتہہ اعتقاد فاسد کی کتاب اور سنت سی مخالف سو کچہہ فائدہ نہ دیگا اور معاصے پر ایسی اڑ کرنی

فبان يحصل في قلبه الفها فان جميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
کہ اوسکی دل مین معاصی کی محبت پیدا ہو جاوی تو انسان اپنی زندگی بہر مین جو جو محبوب رکہتا ہی مرتی وقت وہ یاد آتی ہین پہر اگر

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر الطاعات وان كان ميله الى
اسکی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہو گی تو مرتی وقت اکثر طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکی رغبت

المعاصي اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به
معاصی کی طرف زیادہ ہو گی تو مرتی وقت معاصی یاد آوینگی پس بعضی وقت نزع کی حال مین

قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتصير حجابا بينه وبين
توبہ سی پہلی کوئی شہوت تمام شہوات مین سی یا کوئی گناہ گناہوں مین سی دل پر غالب آجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسی مین الجہا رہتا ہی اور وہ اوسمین اور اوسکی

ربه وسببا لشقاوته في اخر حياته لقوله عليه السلام المعاصي بريد الكفر واما الذي لم يرتكب
رب مین پردہ ہوکر آخر وقت مین شقی بنا دیتا ہی واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین اور جسنی اصلا کوئی گناہ

ذنبا اصلا او ارتكب لكن تاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
نہین کیا یا گناہ تو کیا پر توبہ کر لی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سی پاک ہی اور استقامت سی ٹل جانا

فبان يظهر فيه الاعوجاج فان من كان مستقيما في ابتدائه ثم تغير عن حاله وخرج عما كان
اسطور پر کہ اوسمین کجی پیدا ہو جاوی اگر یہہ شخص ابتدا مین مستقیم تہا پہر اپنی حال سی بدل گیا اور جس اوصاف پر

عليه في ابتدائه يكون سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته كابليس الذي كان في ابتدائه رئيس
ابتدا مین تہا اوس سی الگ ہوگیا تو یہہ سبب خاتمہ بد اور عاقبت منحوس کا ہی جیسی ابلیس کہ ابتدا مین فرشتون کا سردار

الملئكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة حتى قيل لم يبق في سبع سموت وسبع ارضين
اور اونکا اوستاد اور عبادت مین بڑا ساعی تہا یہان تک کہ کہتی ہین کہ ساتون آسمان اور زمین مین

موضع شبر الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود لادم النبي عليه السلام ابى واستكبر وكان من
کہین بالشت بہر جگہ اسکی سجدہ سی خالی نہین رہی تہی پہر جب اوسکو آدم کی لئی سجدہ کا حکم ہوا تو نہ مانا اور تکبر کیا اور وہ تہا

الكفرين وكبلعام بن باعور الذي اتاه الله تعالى اياته فانسلخ منها بخلوده الى الدنيا واتباع هواه و
منکرون مین کا اور جیسی بلعام باعور کا بیٹا جسکو الله تعالی نی اپنی نشانیان عنایت کین پروہ اونسی الگ ہوگر دائمی دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی ہوا و ہوس کی

كان من الغوين وكبرصيصا العابد الذي قال له الشيطن اكفر فلما كفر قال اني بريء منك اني اخاف
گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جسکو شیطان نی کہا منکر ہو جا جب وہ منکر ہوا تو کہا مین تجہسی الگ ہون مجکو اندیشہ ہی

الله رب العلمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه في العذاب
الله کا جو پروردگار ہی عالم کا بیشک شیطان نی اوسکو کفر پر برانگیختہ کیا جب وہ کافر ہوا تو اوس سی الگ ہوگیا اس خوف کا مارا کہ اوسکی عذاب مین شریک ہو جاوی

ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهما انهما في النار خالدين فيها وذلك جزاء

اور اس سی شیطان کو کچھہ فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونوں کا یہہ ہی کہ وہ دونوں ہیں آگ میں سدا رہیں اوسمیں اور یہہ ہی سزا

الظلمين واما الضعف في الايمان فبان يكون حب الله تعالى في قلبه ضعيفا فان من كان في

گنہگاروں کی اور ایمان کی سستی اسطور پر کہ اللہ تعالی کی محبت اسکی دلمیں ضعیف ہو جب اسکی

ايمانه ضعف يستولي على قلبه حب الدنيا بحيث لا يبقى فيه لحب الله تعالى شئ الا من حيث

ایمان میں سستی ہوتی ہی تو اوسکی دل پر دنیا کی محبت استیلا پا جاتی ہی کہ اوسمیں محبت الہی کی کچھہ گنجایش نہیں رہتی مگر یہہ ہی کچھہ

حديث النفس على وجه لا يظهر له اثر في مخالفة الهوى ولا يؤثر في الكف عن المعاصي ولا في الحث

جیسی دہیمی بات ہوا لیسی کہ ہوا کی مخالفت میں اوسکا کچھہ اثر ظاہر نہیں ہوتا اور نہ کچھہ اثر معاصی سی رکنی میں ہو اور نہ کچھہ اثر

على الطاعات فينهمك في الشهوات وارتكاب السيئات فيتراكم ظلمات الذنوب على قلبه ولا تزال

عبادت کی رغبت میں ہو سو شہوات اور بدیوں کی کرنیمیں ڈوبا رہتا ہی اور تاریکی گناہوں کی تہ بر تہ اوسکی دل پر چڑھ جاتی ہی اور ہمیشہ

تطفئ ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاء اليه سكرات الموت وعلم انه يفارق الدنيا وهي

نور ایمان کا جو اوسمیں ہوتا ہی بجھتا چلا جاتا ہی باوجودیکہ ضعیف ہی جب اوسکو نزع کی حالت آتی ہی اور جانتا ہی کہ اب دنیا سی چلا اور دنیا

محبوبة له وحبها غالب عليه حتى لا يريد تركها ويتألم من فراقها يرى ذلك من الله تعالى فيختلج

اوسکی محبوب ہتی اور اوسکی محبت اوسپر ایسی غالب ہتی کہ اوسکا چھوڑنا نہیں چاہتا اور اوسکی فراق سی رنج اوٹہاتا ہی سمجہتا ہی کہ یہہ فراق اللہ تعالی کی طرف سی ہی اسلئی

عليه ان يحصل في قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان اتفق خروج روحه في تلك اللحظة

یہہ ہی کہ اسکی دلمیں خدا کی طرف سی محبت کی جگہہ کینہ پیدا ہو جاوی اگر اتفاقاً اوسی حالت میں جان نکل گئی

يختم له بالسوء ويهلك هلاكا ابديا والسبب المفضي الى هذه الورطة حب الدنيا والركون

تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو گیا گذرا ہوا اور سبب اس بلا کا یہہ ہی دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذي

اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سی محبت الہی سست ہو جاوی اور یہہ بڑی سخت بیماری ہی جسمیں

عم اكثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وتصحيح

اکثر خلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سی بچا چاہی اوسکو لازم ہی کہ اول دنیا کی محبت دل سی دور کری پھر اپنا عقیدہ

اعتقاده ان يحترز عن المعاصي عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها وان يواظب على الطاعات

درست کرکر گناہوں سی پرہیز کری کہ نہ گناہوں کی طرف خیال کری اور نہ گنہگاروں کی طرف ور طاعات دائمی اختیار کری

التي هي ثمرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا يحب الانسان ما لا يعرفه

کہ وہ محبت الہی کا پہل ہی اور محبت الہی نہیں ہو سکتی بدون معرفت الہی کی اسواسطی کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہیں رکہتا

وانما يحب ما يعرفه فمن عرف الله بما يجب عليه معرفته وعرف ان جميع النعم الواصلة اليه والى

محبوب اوسی کو رکہتا ہی جسکو جانتا ہی پس جو شخص خدا کو پہنچانیگا اون اوصاف سی جو اوسکو واجب ہیں اور یہہ سمجہی کہ جتنی نعمتیں مجکو اور اوروں کو حاصل ہیں

غيره ليس الا منه تعالى لا جرم يحبه فاذا احبه يسعى في تحصيل رضائه ويحترز عن موجبات

سب اللہ ہی کی طرف سی ہیں تو بیشک اللہ کو دوست رکہیگا پہر جب اوسکو اپنا محبوب کیا تو اوسکی رضامندی میں کوشش کریگا اور اوسکی غصہ سی بچتا رہیگا

سخطه فيكون لائقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده يسرنا الله تعالى

پہر تو یہہ اوسکی احسان کی قابل اور جنت میں جانی کی لائق اوسکی وعدہ کی موافق ہو ویگا خدا ہمکو آسان کیجو

المجلس

المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوٰة عند القبور والاستمداد

سترہوین مجلس اس بیان مین کہ قبرون مین نماز ادا کرنی جایز نہین اور اہل قبور سی مدد لینی

من اہلہا واتخاذ السروج والشموع علیہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور قبرون پر روشنی کرنی اور چراغ جلانی جایز نہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

لعنة اللہ علی الیہود والنصری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد ہذا الحدیث من صحاح المصابیح

لعنت خدا کی یہود اور نصاری پر کہ انہون نی اپنی نبیون کی قبرین مسجدین بنالین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی

روتہ ام المؤمنین عائشة وسبب دعائہ علیہ الصلوٰة والسلام علی الیہود والنصری باللعنة انہم کانوا

ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنیکا یہود اور نصاری پر یہہ ہی کہ وہ سب

یصلون فی المواضع التی دفن فیہا انبیاءہم اما نظرا منہم بان السجود لقبورہم تعظیم لہم وہذا شرک

نماز پڑہتی تہی ایسی مکانون مین جہان انکی انبیا مدفون تہی یا تو اس لحاظ سی کہ قبرون کو سجدہ کرنا انبیا کی تعظیم ہی اور یہہ تو ظاہر شرک ہی

جلی ولہذا قال النبی علیہ السلام اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد اوظنا منہم بان التوجہ الی قبورہم

اسیلیئے نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ الٰہی میری قبر کو بت نہ بنائیو کہ اوسکی پرستش ہوا کری یا اس خیال سی کہ وہ سمجہتی تہی کہ قبرون کا طرف

حالة الصلوٰة اعظم وقعا عند اللہ تعالی لاشتمالہ علی امرین عبادة لہ تعالی وتعظیم انبیائہ و

متوجہ ہونا وقت ادا نماز کی اللہ کی نزدیک بڑا ثواب ہی کیونکہ اسمین دو بات ہین خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور

ہذا شرک خفی ولہذا نہی النبی علیہ السلام امتہ عن الصلوٰة فی المقابر احترازا عن مشابہتہم

یہہ شرک خفی یعنی پوشیدہ ہی اور اسی لئی پیغمبر خدا نی اپنی امت کو قبرون مین نماز پڑہنی سی منع کیا تاکہ یہود اور نصاری کی مشابہت سی بچی رہین

بہم وان کان القصدان مختلفین وقال من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد ولا تتخذوا

اگرچہ نیت دونونکی الگ الگ ہی اور فرمایا جو امتین تمسی پہلی تہین وہ اپنی انبیا کی قبرون کو مسجدین بناتی تہین تم قبرون کو

القبور مساجد انی انہکم عن ذلک قال بعض المحققین والصلوٰة فی المواضع المتبرکة من مقابر

مسجد نہ بنائیو تمکو اس حرکت سی منع کرتا ہون بعض محقق کہتی ہین کہ نماز پڑہنی متبرک مکان مین جہان صلحاء کی

الصالحین داخلة فی ہذا النہی لاسیما اذا کان الباعث علیہا تعظیم ہؤلاء لما فی ذلک من الشرک

قبرین ہون اسی نہی کی بیچ داخل ہی خاصکر ایسی وقت کہ اون صلحاء کی تعظیم کی واسطی پڑہی اسلئی کہ اس نماز مین شرک

الخفی فان مبتدا عبادة الاصنام کان فی قوم نوح النبی علیہ السلام من جہة عکوفہم علی القبور

خفی ہوتا ہی کیونکہ ابتدا بت پرستی کا حضرت نوح کی امت مین ہی تہا کہ وہ لوگ قبرون پر بیٹہی رہتی تہی

کما اخبر اللہ تعالی فی کتابہ بقولہ قَالَ نُوحٌ رَّبِّ اِنَّہُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْہُ مَالُہٗ وَوَلَدُہٗ

چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین خبر دیتا ہی کہا نوح نی ای رب میری انہون نی میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسی کا جسکو اوسکی مال اور اولاد نی

اِلَّا خَسَارًا وَمَکَرُوْا مَکْرًا کُبَّارًا وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِہَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ

اور بڑہا ٹوٹا اور داو کیا ہی بڑا داو اور بولی نہ چہوڑیو اپنی ٹہاکرون کو اور نہ چہوڑیو ودکو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو

وَنَسْرًا قال ابن عباس وغیرہ من السلف کان ہؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیہ السلام

اور نہ نسر کو ابن عباس وغیرہ متقدمین کہتی ہین کہ یہہ یعنی ود وغیرہ نیک لوگ تہی حضرت نوح علیہ السلام کی امت مین

فلما ماتوا عکف الناس علی قبورہم ثم صوروا تماثیلہم ثم طال علیہم الامد فعبدوہم وہذا ہو مبتداء

جب یہہ مرگئی تو لوگ انکی قبرون پر بیٹہی پہر رفتہ رفتہ انکی صورتون کی بت بنالی پہر مدت گذر گئی تو انہی کو پوجنی لگی اور یہہ ہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابن القیم فی اغاثتہ نقلا عن شیخہ ان ہذہ العلة التی لاجلہا نہی الشارع
بت پرستی کی جاری ہونیکا اور ابن قیم اپنی کتاب اغاثہ میں اپنی استاد سی نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سی شارع نی قبروں کو مسجد بنا
اتخاذ القبور مساجد ہی التی اوقعت کثیرا من الناس اما فی الشرک الاکبر او فیما دونہ من الشرک فان الشرک
بنانی سی منع فرمایا ہی اسیئی بہت لوگوں کو یا تو بڑی شرک میں یا کچھ کمتر شرک میں مبتلا کیا بیشک شرک
بقبر الرجل الذی یعتقد صلاحہ اقرب الی النفوس من الشرک بشجر او حجر ولہذا تجد کثیرا
صالح مرد کی قبر کا دلوں میں بہت جلد آتا ہی بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسیئواسطی ہم بہت
من الناس عند القبور یتضرعون ویخشعون ویخضعون ویعبدون بقلوبہم عبادة لایفعلون
لوگوں کو دیکھتی ہیں کہ قبروں پر جا کر روتی ہیں اور گڑگڑاتی ہیں اور سر جہکاتی ہیں اور دلوں سی ایسی عبادت کرتی ہیں
مثلہا فی بیوت اللہ تعالی ولا فی وقت السحر ویرجون من برکة الصلوٰة عندہا والدعاء لدیہا ما
کہ ویسی مسجدوں میں کبہی نہیں کرتی اور نہ صبح کی وقت کرتی ہیں اور قبروں کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگکر اتنی
لایرجون فی المساجد فلحسم مادة ہذہ المفسدة نہی النبی علیہ الصلوٰة والسلام عن الصلوٰة فی
امید رکہتی ہیں کہ نہیں رکہتی مسجدوں میں یہہ ہی مادہ فساد کا قطع کرنیکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مطلقا قبروں میں نماز پڑھنی سی منع فرمایا
المقبرة مطلقا وان لم یقصد المصلی بصلوتہ فیہا برکة البقعة کما نہی عن الصلوٰة وقت طلوع
اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھنی سی برکت اوس جگہ کی مقصود نہو جیسی منع فرمایا نماز سی عین طلوع
الشمس ووقت غروبہا ووقت استوائہا لانہا اوقات یقصد المشرکون الصلوٰة للشمس فیہا فنہی
آفتاب پر اور عین غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہہ وہ وقت ہیں کہ مشرک اسمیں آفتاب کو پوجتی ہیں سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی
امتہ عن الصلوٰة فیہا وان لم یقصد ما قصدہ المشرکون واذا قصد الرجل الصلوٰة عند المقبرة
اپنی امت کو ان وقتوں میں نماز سی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھنی سی
تبرکا بالصلوٰة فی تلک البقعة فہذا عین المحادة للہ تعالی ولرسولہ والمخالفة لدینہ وابتداع
برکت اوس جگہہ کی حاصل کیا چاہی تو اللہ اور اوسکی رسول کی عین مخالفت ہی اور اوسکی دین کی برخلاف نیا دین
دین لم یاذن بہ اللہ تعالی فان العبادات مبناہا علی الاستنان والاتباع لا علی الہواء والابتداع
احداث کرنا ہی جسکا اللہ نی حکم نہیں فرمایا بیشک عبادات کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہوا ہوس اور بدعت پر نہیں
فان المسلمین اجمعوا علی ما علموہ من دین نبیہم ان الصلوٰة عند المقبرة منہی عنہا لان فتنة
بیشک مسلمانوں نی بالاتفاق اپنی دین نبوی کی علم کی موافق یہہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبروں کی پاس ممنوع ہی اسواسطی کہ فساد
الشرک بالصلوٰة فیہا ومشابہة عبادة الاصنام اعظم کثیرا من مفسدة الصلوٰة حین طلوع
شرک کا بسبب نماز کی قبروں میں اور مشابہت کا بت پرستوں سی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع
الشمس وحین غروبہا وحین استوائہا فانہ علیہ السلام لما نہی عن تلک المفسدة سدا للذریعة
آفتاب کی اور وقت غروب کی اور وقت برابری کی یعنی زوال پر ہو کیونکہ نبی علیہ السلام نی جب اس فساد کی بند کرنیکی واسطی مشابہت کی وسیلہ سی منع فرمایا ہو
التشبیہ التی لاتکاد تخطر ببال المصلی فکیف بہذہ الذریعة التی کثیرا ما تدعو صاحبہا الی الشرک
کہ جسکا خطرہ بہی مصلی کی دلمیں نہیں آتا تو اس وسیلہ سی کیونکر ممانعت نہوگی جو اکثر اوقات اس عمل والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتا ہی
بدعاء الموتی وطلب الحوائج منہم واعتقاد ان الصلوٰة عند قبورہم افضل من الصلوٰة فی المساجد
کہ یاد کرکر مردوں کو پکاری اور ان سی حاجتیں طلب کری اور یہہ اعتقاد کری کہ نماز انکی قبروں کی پاس مسجدوں کی نماز سی بہتر ہی

وغير ذلك مما هو محادة ظاهرة لله تعالى ولرسوله قال ابن القيم في اغاثة من جمع بين سنة
اور سوا اسکی اور عقاید کہ صاف مخالفت ہی اللہ کی اور اوسکی رسول کی ابن قیم اپنی اغاثہ مین کہتا ہی جو شخص جمع کرکر دیکھی درمیان طریق

رسول الله عليه السلام في القبور وما أمر به وما نهى عنه وما كان عليه الصحابة والتابعون
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرونکی باب مین اور جو امر فرمایا اور جو منع فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تھا

وبين ما كان عليه اكثر الناس اليوم رأى احدهما مضادا للآخر ومناقضا له بحيث لا يجتمعان ابدا فانه
اور درمیان اوس طریق کی جسپر اکثر لوگ آج کل چلتی ہین تو ایک کو دوسرا کا برخلاف اور اولٹا پاویگا ایسا کہ ہرگز کبھی جمع نہین ہوسکتی کیونکہ پیغمبر

عليه السلام نهى عن الصلوة عندها وهم يخالفون ويصلون عندها ونهى عن اتخاذ المساجد
علیہ السلام نی قبرون کی پاس نماز سی منع فرمایا اور یہہ لوگ خلاف کرکر قبرون کی پاس نماز پڑھتی ہین اور قبرون پر مسجدین بنانی سی منع فرمایا

عليها وهم يخالفونه ويبنون عليها مساجد ويسمونها مشاهد ونهى عن ايقاد السرج عليها وهم
اور یہہ خلاف کرکر اون پر مسجدین بناتی ہین اور اونکا نام مشاہد رکھتی ہین اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی سی اور یہہ

يخالفون ويوقدون عليها القناديل والشموع بل يقفون لذلك اوقافا ونهى عن تجصيصها والبناء
خلاف اوسکی روشنی کی واسطی قندیلین اور شمعین جلاتی ہین بلکہ اوسکی واسطی وقف خرچ مقرر کردیتی ہین اور منع فرمایا گچ گیری سی اور عمارت بنانی

عليها وهم يخالفونه ويجصصونها ويعقدون عليها القباب ونهى عن الكتابة عليها وهم
اور یہہ خلاف کرکر قبرون پر چونہ کی عمارت بناکر برج بناتی ہین اور منع فرمایا قبرون کی اوپر لکھنی سی اور یہہ

يخالفونه ويتخذون عليها الالواح ويكتبون عليها القرآن وغيره ونهى عن الزيادة عليها غير ترابها
اوسکی برخلاف اونپر تختی لگاکر اوسپر قرآن وغیرہ دعائین شعر لکھتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون مین زیادہ اوپری مٹی مت ڈالو

وهم يخالفونه ويزيدونه عليها سوى التراب الآجر والاحجار والجص ونهى عن اتخاذها عيدا و
اور یہہ مخالفت کرکر سوای اصلی مٹی کی پکی اینٹین اور پتھر اور چونہ زیادہ کرتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون کو عید مت بناؤ

هم يخالفونه ويتخذونها عيدا ويجتمعون لها كما يجتمعون للعيد او اكثر والحاصل انهم مناقضون
اور یہہ مخالفت کرکر اونکو عید بناکر اسپر انبوہ عرس کرتی ہین جیسی عید مین جمع ہوتی ہین یا اوس سی بھی زیادہ اور حاصل یہہ ہی کہ یہہ لوگ بالکل

لما امر به النبي عليه السلام ونهى عنه ومحادون لما جاء به وقد آل الامر بهؤلاء الضالين المضلين
نبی علیہ السلام کی حکم سی اور ممانعت سی مخالف ہین اور خلاف کرتی ہین اونکی احکام سی اب یہہ حال ہوگیا ہی اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالی کا

الى ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا له مناسك حتى صنف بعض غلاتهم في ذلك كتابا وسماه مناسك
کہ قبرون کا حج کرنا شروع کیا ہی اور اوسکی آداب اور طریقی مقرر کئی ہین یہان تک کہ بعضی کٹرون نی اس باب مین کتاب تصنیف کرکر اوسکا نام مناسک

حج المشاهد تشبيها منه للقبور بالبيت الحرام ولا يخفى ان هذا مفارقة لدين الاسلام ودخول
حج المشاہد رکھا ہی اوسنی قبور کو بیت الحرام کی مشابہہ ٹھرایا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ اعتقاد گویا دین اسلام سی الگ ہوکر بت پرستون کی

في دين عباد الاصنام فانظر الى ما بين ما شرعه النبي عليه السلام في القبور من النهي عما تقدم ذكره
دین مین داخل ہونا ہی اب دیکھیہ تو سہی کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کی قبونکی باب مین کہ منع فرمایا ہی مذکورات بالا سی

وبين ما شرعه هؤلاء وما قصدوه من التباين العظيم ولا ريب ان في ذلك من المفاسد ما يعجز
اور درمیان طریقہ اس گروہ کی اور جو یہہ ارادہ کرتی ہین کتنا بڑا فرق ہی اور بلا شبہ اسمین اتنی فساد ہین

الانسان عن حصره منها تعظيمها الموقع في الافتتان بها ومنها تفضيلها على المساجد التي هي
کہ انسان گنتا ہوا تھکتا ہی ایک یہہ کہ قبرون کی اتنی تعظیم کرنی جس سی لوگ فتنہ مین پڑین ایک یہہ کہ قبرون کی فضیلت مسجدون پر دینی جو

خير البقاع واحبها الى الله فانهم اذا قصدوا القبور يقصدونها مع التعظيم والاحترام والخضوع والخشوع
تمام مکانون سی بہتر اور اللہ تعالی کی محبوب ہین کیونکہ یہہ لوگ جب قبرون پر جاتی ہین تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انکسار اور خوف
ورقة القلب وغير ذلك مما لا يفعلونه في المساجد ولا يحصل لهم فيها نظيره ولا مثله ومنها اتخاذ
اور نرمی دل کی کرتی ہین اتنی کہ مسجدون مین نہین کرتی اور نہین پیدا ہوتا اونکو مساجد مین ایسا نظیر اور نہ مثل اور ایک یہہ کہ قبرون پر
المساجد والسرج عليها ومنها العكوف عندها وتعليق الستور عليها واتخاذ السدنة لها حتى
مسجدین بناتی ہین اور روشنی کرتی ہین اور ایک یہہ کہ قبرون پر چلہ کشی کرتی ہین اور قبرون پر غلاف چڑہاتی ہین اور مجاور بیٹھاتی ہین یہان تک
ان عبادها يرجحون المجاورة عندها على المجاورة عند المسجد الحرام ويرون سدانتها افضل من
کہ گور پرست قبرون کی مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سی بہتر سمجھتی ہین وہ جانتی ہین کہ قبرون پر بیٹھے رہنا مسجد کی
خدمة المساجد ومنها النذر لها ولسدنتها ومنها زيارتها لاجل الصلوة عندها والطواف بها
خدمت کرنی سی بہتر ہی اور ایک یہہ کہ قبرون کی اور اونکی مجاورون کی منتین مانتی ہین اور ایک یہہ کہ قبرون پر جانا واسطی نماز کی اور اونکی گرد پہر کر قربان ہونا
وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبرون کی مٹی اوٹہا کر منہہ پر ملنی اور اون مردون کو پکارنا اور اونسی مدد مانگنی
وسوالهم النصر والرزق والعافية والولد وقضاء الديون وتفريج الكربات وغير ذلك من
اور اونسی نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتون کی کشادگی اور سوا اسکی
الحاجات التي كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم وليس شئ منها مشروعا باتفاق ائمة
اور حاجتین طلب کرنی جو جو کہ بت پرست اپنی بتون سی مانگتی تہی اور اسمین سی کوئی بات جایز نہین نزدیک کسی امام
المسلمين اذ لم يفعل شيئا رسول رب العالمين ولا احد من الصحابة والتابعين وسائر ائمة الدين
اہل اسلام کی اسلئے کہ اسمین سی رسول رب العالمین نی کچہہ نہین کیا اور نہ کسی نی صحابہ اور تابعین مین سی اور نہ کسی امام دین نی
ومن المحال ان يكون شئ منها مشروعا وعملا صالحا ويصرف عنه القرون الثلثة التي شهد
اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات مین سی کوئی امر جایز اور عمل صالح ہو اور تینون عہد اوس سی خالی گذر جاوین جن عہدون کی صدق
فيهم النبي عليه السلام بالصدق والعدل ويظفر به الخلوف الذين شهد فيهم النبي عليه السلام
اور عدالت پر نبی علیہ السلام نی گواہی دی ہی اور اوس امر کو متاخر لوگ عمل مین لاوین جنکی لئی نبی علیہ السلام نی
بالكذب والفسق فمن كان في شك من هذا فلينظر هل يمكن بشر على وجه الارض ان ياتي
کذب اور فسق کی گواہی دی ہی جسکو اسمین کچہہ شک ہو تو وہ دیکہہ لی آیا ہوسکتا ہی کہ کوئی آدمی روی زمین پر سی
عن احد منهم بنقل صحيح او ضعيف انهم كانوا اذا بدا لهم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندها وتمسحوا
کسی ایک کی اونمین سی نقل صحیح یا ضعیف لا سکتا ہی کہ وہ لوگ ایسی تہی کہ جب اونکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبرون پر جاکر دعائین مانگتی اور قبرون کو چہوتی تہی
بها فضلا ان يصلوا عندها او يسئلوا حوائجهم منها كلا لا يمكنهم ذلك بل انما يمكنهم ان ياتوا بكثير
چہ جای کہ قبرون پر وہ نماز پڑہین یا اونسی اپنی حاجتین مانگین ہرگز یہہ نہین ہوسکتا بلکہ یہہ ہوسکتا ہی کہ اکثر
من ذلك عن الخلوف التي خلفت من بعدهم ثم كلما تاخر الزمان وطال العهد كان ذلك اكثر حتى
ان امورات کی سند متاخرین سی لاسکین جو اونکی پیچہی پیدا ہوی ہین پہر جتنا زمانہ ٹہرتا گیا اور مدت دراز ہوتی گئی وہ امور بہی بڑہتی گئی یہان تک
وجدت من ذلك عدة مصنفات ليس فيها عن النبي عليه السلام ولا عن خلفائه الراشدين ولا عن
کہ چند کتابین ایسی ملین کہ جنمین نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی اور نہ اونکی خلفاء راشدین سی اور نہ

للصحابة والتابعين حرف واحد بل فيها من خلاف ذلك كثير من الاحاديث المرفوعة التي من جملتها
اور نہ اور صحابہ سے اور تابعین سے ایک ہی حرف نہین بلکہ اونمین اسکی برخلاف بہت حدیثین مرفوع ہین جنمین کی

قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر فلا تقولوا هجرا اي فحشا
ایک یہہ حدیث ہی کہ مینی تمکو منع کیا تہا قبروں کی زیارت سی اب جسکا دل زیارت کو چاہی تو زیارت کری پر فحش زبان پر مت لاؤ

واي فحش اعظم من الشرك عنده قولا وفعلا واما الآثار من الصحابة فاكثر من ان يحاط بها فمن جملتها
اور کونسا فحش بڑا ہوگا شرک کرنیسی قبروں کی پاس باعتبار قول وفعل کی اور آثار صحابہ کی تو شمار سی زیادہ ہین منجملہ اونکی

ما في صحيح البخاري ان عمر بن الخطاب راى انس بن مالك يصلي عند قبر فقال القبر القبر قال ابن
ایک وہ جو صحیح البخاری مین ہی کہ عمر بن الخطاب نی انس بن مالک کو دیکہا کہ قبر کی پاس نماز پڑہتی ہین عمر نی کہا دیکہہ قبر ہی قبر ہی ابن

القيم في اغاثته هذا يدل على انه كان من المستقر عندهم ما نهاهم عنه نبيهم من الصلوة عند
قیم کہتا ہی اپنی کتاب اغاثہ مین اس سی معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک وہ ہی مقرر تہا جو کہ اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی قبر کی نزدیک نماز پڑہنی سی منع فرمایا

القبور وفعل انس لا يدل على اعتقاده جوازه اذ يحتمل ان لم يره او لم يعلمه انه قبر او ذهل عنه
اور انس کی نماز پڑہنی سی یہہ نہین ثابت ہوتا کہ اونکی نزدیک جایز تہا اسواسطی شاید کہ انس نی قبر نہ دیکہی ہو یا اونکو نہ معلوم ہو کہ یہان قبر ہی یا خیال نہ رہا ہو

فلما نبهه عمر تنبه ومنها اتخاذها عيدا كما اتخذ المشركون من اهل الكتاب قبور انبيائهم
جب عمر نی اونکو جتلایا تو خبردار ہوئی اور ایک یہہ کہ قبروں کو عید بناتی ہین جیسی اہل کتاب کی مشرکون نی اپنی انبیاء

وصلحائهم عيدا فانهم كانوا يجتمعون لزيارتها ويشتغلون باللغو والطرب فيها فنهى النبي عليه
اور صلحاء کی قبروں کو عید بنایا تہا بیشک وہ مشرک زیارت کی واسطی جمع ہو کر لغو اور خوشی مین مشغول رہتی تہی سو نبی علیہ

السلام امته عن ذلك كما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا تجعلوا قبري عيدا فصلوا
السلام نی اپنی امت کو اس سی منع کیا چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی میری قبر کو عید مت بنالینا میری واسطی درود

علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم فان قبره عليه السلام مع كونه سيد القبور وافضل قبر
پڑہو بیشک تمہاری درود میری پاس پہنچیگی جہانسی پڑہو گی بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبروں سی بہتر اور افضل ہی

على وجه الارض اذا وقع النهي عن اتخاذه عيدا فقبر غيره كائنا من كان اولى بالنهي ثم انه عليه
جب ممانعت واقع ہوئی عید بنانی سی تو اور قبرین چاہی کسی کی ہو اگر ی واسطی ممانعت کی لایق تر ہی پہر پیغمبر علیہ

السلام اشار بقوله فصلوا علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم الى ان ما يناله من امته من
السلام نی بطور اشارہ کی اس قول سی درود پڑہو میری اوپر پس درود تمہاری مجھکو پہنچتی ہی جہانسی پڑہوگی پہنچایا کہ امت کی طرف سی

الصلوة والسلام عليه يحصل له مع قربهم من قبره وبعدهم عنه فلا حاجة لهم الى اتخاذه
درود اور سلام آپ کو حاصل ہوتا ہی قبر سی نزدیک ہوں یا دور ہوں پہر کیا حاجت ہی کہ آپکی قبر کو

عيدا لان في اتخاذ القبور عيدا من المفاسد ما لم يعلمه الا الله تعالى فان غلاة متخذيها
عید بناوین اسواسطی کہ قبروں کو عید بنانی مین وہ فساد ہین جسکو خدا کی سوا کوئی نہین جانتا بیشک کٹی گورپرست جو قبروں کو

عيدا اذا راوها من مكان بعيد ينزلون عن دوابهم ويكشفون رؤسهم ويضعون جباههم على الارض
عید بناتی ہین جب اوس قبر کو دور سی دیکہتی ہین تو سواری پر سی پیادہ ہو جاتی ہین اور ننگی سر ہو کر سجدہ مین گر پڑتی ہین

ويقبلون الارض ثم انهم اذا وصلوا اليها يصلون عندها ركعتين ثم ينتشرون حول القبر
اور زمین چومتی ہین پہر جب پاس جاتی ہین تو دو رکعت نفل ادا کرتی ہین پہر قبر کی گرد قربان ہوتی ہین

طائفین به تشبیها له بالبیت الحرام الذی جعله تعالی مبارکا وهدی للانام ثم یلحدون

قبر کو بیت اللہ کی مانند سمجھ کر جسکو اللہ تعالی نے برکت والا اور خلقت کی لئے ہدایت بنایا ہے پھر

فی التقبیل والاستلام کما یفعل الحجاج فی المسجد الحرام ثم یعفرون جباههم وخدودهم

بوسہ دینا اور چومنا شروع کرتے ہیں جیسے حاجی مسجد الحرام میں کرتے ہیں پھر رگڑتے ہیں مٹی اپنے چہروں اور گالوں کو لگاتے ہیں

ثم یکملون مناسك حج القبر بالحلق والتقصیر ثم یقربون لذلك الوثن القرابین فلا یکون

پھر تمام آداب حج قبر کی سر منڈا کر اور لٹ کٹوا کر پوری کرتے ہیں پھر اوس بت پر قربانیاں ذبح کرتے ہیں پس

صلاتهم ونسکهم وقربانهم وما یراق هناك من العبرات ویرفع من الاصوات ویطلبه من

اونکی نمازیں اور آداب حج اور قربانیاں اور اونکا آنسو بہانا اور چیخ کر رونا اور پکارنا اور حاجتیں

الحاجات ویسئل من تفریج الکربات واغناء ذوی الفاقات ومعافات اولی العاهات والبلیات

مانگنی اور سوالات کشایش سختیوں کی اور غنی کرنا فاقہ کشوں کا اور درگذر کرنی صاحب مصیبت اور بلیات سی

لله تعالی بل للشیطان فان الشیطان لبنی ادم عدو مبین یصدهم بانواع مکائده عن

واسطی اللہ تعالی کی نہیں ہیں بلکہ واسطی شیطان کی ہیں بیشک شیطان بنی آدم کا کھلا دشمن ہی طرح طرح کی مکروں سی بنی آدم کو

الطریق المستقیم ومن اعظم مکائده ما نصبه للناس من الانصاب التی هی رجس من عمل

سیدہی راہ سی روکتا ہی اور اوسکا بڑا مکر یہہ ہی کہ واسطی بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام

الشیطن وقد امر الله المؤمنین باجتنابها وعلق فلاحهم بذلك الاجتناب فقال یا ایها

شیطان کا اور اللہ تعالی نی حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سی بچنی کا اور مراد ملنی اوس بچنی پر متعلق کی ہی فرمایا ای

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ

ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسی گندی کام ہیں شیطان کی سو اونسی بچتی رہو

لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ فالانصاب جمع نصب بضمتین او جمع نصب بالفتح والسکون وهو کل ما نصب

شاید تمہارا بھلا ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتھہ پیش نون اور صاد کی یا جمع نصب کی ساتھہ زبر نون اور سکون صاد کی اوسکی معنی جو چیز کہ

وعبد من دون الله تعالی من شجر او حجر او قبر او غیر ذلك والواجب هدم ذلك کله ومحو اثره

واسطی عبادت کی سوا اللہ تعالی کی مقرر کیجاوی درخت ہو یا پتھر یا قبر یا سوا انکی اور ان سبکا مسمار کر دینا واجب ہی اور اوسکا نشان مٹا دینا

کما ان عمر لما بلغه ان الناس یاتون الشجرة التی بویع تحتها بالنبی علیه السلام ارسل الیها

جیسے حضرت عمر نی جب سنا کہ لوگ ہر وقت آتی جاتی ہیں اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بیعت کی تہی تو آدمی بہیجکر

فقطعها فاذا کان عمر فعل هذا بالشجر التی بایع الصحابة رسول الله علیه السلام تحتها و

کٹوا ڈالا پس جب حضرت عمر نی یہہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہ نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی تہی اور

ذکر الله تعالی فی القران حیث قال لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اللہ تعالی اوسکو قرآن میں یاد کرتا ہی بیشک اللہ خوش ہوا ایمان والوں سی جب ہاتھہ ملانی لگی تجسی اوس درخت کی نیچی

فما ذا یکون حکمه فیما عداها من هذه الانصاب التی قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلیة

پس کیا حکم ہونا چاہئی سوا اوس درخت کی ان انصاب کا جنکی سبب سی کتنا بڑا فتنہ اور کیسی سخت بلا ہی

بسببها وابلغ من ذلك انه علیه السلام هدم مسجد الضرار ففی هذا دلیل علی هدم ما هو اعظم

اور اس سی بہی بڑہ کر یہہ بات ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی مسجد ضرار کو گروا دیا اسمیں دلیل ہی واسطی گرا دینی اوسکی جسکا بڑا فساد ہو

فساداً منه كالمساجد المبنية على القبور فان حكم الاسلام فيها ان ينهدم كلها حتى يساوى بالارض
اوسکی جسکا بڑا فساد ہو جیسی مسجدیں جو قبروں پر بنائی گئی ہیں بیشک حکم اسلام کا اس باب میں یہہ ہی کہ ان سبکو ڈھا کر زمین سی برابر کر دیں

وكذا القباب التى بنيت على القبور يجب هدمها لانها اسست على معصية الرسول ومخالفته وكل
اور ایسی ہی گنبد اور برج کہ قبروں پر بنائی گئی ہیں سبکا ڈھا دینا واجب ہی اسواسطی کہ سبکی بنیاد رسول کی نا فرمانی اور مخالفت پر ہی اور جو

بناء اسس على معصية الرسول ومخالفته فهو بالهدم اولى من مسجد الضرار لانه عليه السلام نهى البناء
عمارت کہ بنیاد رکھی جاوی رسول کی نا فرمانی اور مخالفت پر اوسکا گرا دینا بہتر ہی مسجد ضرار کی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی قبروں پر

على القبور ولعن المتخذين عليها مساجد فيجب المبادرة والمسارعة الى هدم ما نهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم
منع فرمایا ہی اور لعنت کی ہی جو قبروں پر مسجدیں بناویں پس واجب ہوا جلدی شتاب گرا دینا عمارت کا جس سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی منع فرمایا ہی

ولعن فاعله وكذلك يجب ازالة كل قناديل وسرج وشمع اوقدت على القبور لان فاعل ذلك ملعون بلعنة رسول
اور اوسکی بنانیوالی کو لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی دور کرنا قندیل اور چراغ اور شمع کا جو قبروں پر روشن کیجاویں اسواسطی کہ روشنی کرنیوالا ملعون ہی رسول اللہ

الله عليه السلام فكل ما لعن فيه رسول الله عليه السلام فهو من الكبائر ولهذا قال العلماء لا يجوز ان ينذر
علیہ السلام کی لعنت سی اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی لعنت کی ہی وہ گناہ کبیرہ ہی اسی واسطی علما کہتی ہیں کہ منت ماننی

للقبور شمع ولا زيت ولا غير ذلك فانه نذر معصية لا يجوز الوفاء به بل يلزم الكفارة مثل كفارة اليمين
قبروں پر روشنی کی اور تیل بتی کی اور نذر اسکی جایز نہیں ہی کیونکہ یہہ منت گناہ کی ہی اسکا پورا کرنا جایز نہیں بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہی

ولا ان يوقف عليها شئ من ذلك فان هذا الوقف لا يصح ولا يحل اثباته وتنفيذه وقال الامام ابو بكر الطرطوسى
اور نہ وقف کیجاوی قبروں کی واسطی کچہ ایسی سی بیشک یہہ وقف صحیح نہیں اور نہ ثابت رکھنا حلال اور نہ جاری کرنا اور امام ابو بکر طرطوسی کہتی ہیں

انظروا رحمكم الله تعالى اينما وجدتم شجرة يقصدها الناس ويعظمونها ويرجون البرء والشفاء من
خیال کرو تمپر خدا کی رحمت ہو جسجگہ تمکو ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اوسپر تعظیم کرکی آتی ہیں اور صحت اور شفا اوسکی وسیلہ سی امید رکھتی ہیں

قبلها ويضربون بها المسامير والخرق فهى ذات انواط فاقطعوها وذات انواط شجرة للمشركين كانوا
اور اوسمیں میخیں گاڑتی ہیں اور چیتڑی باندھتی ہیں پس وہ ذات انواط ہی اوسکو کاٹ ڈالو اور ذات انواط مشرکوں کا درخت تہا

يعلقون عليها اسلحتهم وامتعتهم ويعكفون حولها كما روى البخارى فى صحيحه عن ابى واقد الليثى
اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا کر اوسکی گرد چلہ کشی کرتی تہی چنانچہ بخاری اپنی صحیح میں ابو واقد لیثی سی روایت کرتا ہی

انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله وسلم قبل حنين ونحن حديث عهد بالاسلام وللمشركين سدرة
کہ وہ کہتا ہی کہ ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حنین کی طرف چلی اور ہم نئی نئی مسلمان تہی اور مشرکوں کا ایک درخت بیری کا تہا

يعكفون حولها وينوطون بها اسلحتهم وامتعتهم يقال لها ذات انواط فمررنا بسدرة فقلنا يا رسول الله
اوسکی گرد چلہ کیا کرتی تہی اور اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا دیتی تہی اوسکا نام ذات انواط تہا جب ہم اوس درخت پر گذری تو عرض کیا یا رسول اللہ

اجعل لنا ذات انواط كما لهم ذات انواط فقال النبى صلعم الله اكبر هذا كما قال بنو اسرائيل اجعل لنا الها كما لهم
ہماری واسطی بہی ذات انواط مقرر کرو جیسی ان کا ذات انواط ہی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اللہ اکبر یہہ ایسا قول ہی جیسی بنی اسرائیل نی کہا تہا ہماری واسطی معبود مقرر کرو

الهة ثم قال انكم قوم تجهلون لتركبن سنن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ هذه الشجرة لتعليق الاسلحة
جیسی انکی معبود ہیں پہر یہہ کہا تم جاہل قوم ہو البتہ اختیار کروگی تم دستور اگلی لوگوں کا جب صرف درخت کا مقرر کرنا لٹکانی ہتیاروں کی اور گرد جا بیٹہنی کی واسطی برابر معبود مقرر کرنی

والعكوف حولها اتخاذ اله مع الله تعالى مع انهم لا يعبدونها ولا يسئلونها شيئا فما الظن بغيرها مما يقصده الناس
کی ساتہہ اللہ تعالے کی باوجودیکہ نہ یہہ اوس درخت کو پوجتی تہی اور نہ کچہ حاجت مانگتی تہی پہر تو اور کا کیا خیال کرنا جسکا قصد لوگ کرتی ہیں

من شجر او حجر او قبر ویعظمونه ویرجون منه الشفاء ویقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر
درخت ہو یا پتہر یا قبر اور اوسکی تعظیم کرتی ہین اور امید شفا کی رکہتی ہین اور کہتی ہین کہ یہہ درخت یا یہہ پتہر یا یہہ قبر

یقبل النذر الذی هو عبادة وقربة ویتمسحون بذلك النصب ویستلمونه ولقد انكر السلف التمسح بحجر المقام الذی
منتین قبول کرتی ہین کہ جو عبادت اور قربت ہین اور اوس بت پر ہاتہہ ملتی ہین اور اوسکو ہاتہہ یا لب سی چومتی ہین اور منع کیا ہی سلف نی ہاتہہ ملنی سی مقام ابراہیم

امر الله تعالی ان یتخذ منه مصلی كما ذكره الازرقی عن قتادة فی قوله تعالی وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ
کی پتہر پر جسکا اللہ تعالی یہہ حکم کرتا ہی کہ اوسکو نماز کی جگہ بنائی جاوی چنانچہ ازرقی قتادہ سی روایت کرتا ہی تفسیر مین اس آیت کی اور پکڑو مقام ابراہیم سی

مُصَلًّی قال انما امروا ان یصلوا عنده ولم یؤمروا ان یمسحوه بل اتفق العلماء علی انه لا یستلم ولا یقبل الا
نماز کی جگہ کہتا ہی کہ لوگوں کو یہہ حکم ہی کہ اوسکی پاس نماز پڑہین یہہ حکم نہین ہی کہ اوسپر ہاتہہ ملین بلکہ علماء کا اسپر اتفاق ہی کہ نہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور نہ بوسہ دیا جاوی سوای

الحجر الاسود واما الرکن الیمانی فالصحیح انه یستلم ولا یقبل وهذا الشیطان فی کل حین وزمان ینصب لهم قبر رجل
حجر اسود کی اور رکن یمانی مین صحیح یہہ ہی کہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور بوسہ نہ دیا جاوی اور یہہ شیطان دمبدم اونکی لئی کہ کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ

معظم یعظمه الناس ثم یجعله وثنا یعبد من دون الله تعالی ثم یوحی الی اولیائه ان من نهی عن عبادته
تعظیم کرتی ہون نصب بنا دیتا ہی پہر رفتہ رفتہ اوسکو بت بنا کر پرستش کراتا ہی سوای اللہ تعالی کی پہر گور پرستون کی دلین یہہ پیدا کرتا ہی کہ جو شخص گور پرستی سی

وعن اتخاذه عیدا وعن جعله وثنا فقد تنقصه وهضم حقه فیسعی الجاهلون فی قتله وعقوبته ویكفرونه
اور گور کو عید بناتی سی اور بت بنانی سی منع کری وہ بیحرمتی کرتا ہی اور حق تلفی کرتا ہی پہر جاہل لوگ اوسکی قتل اور ایذا مین کوشش کرتی ہین اور اوسکو کافر کہتی ہین

وما ذنبه الا انه امر بما امر به الله تعالی ورسوله ونهی عما نهی الله تعالی ورسوله عنه والذی اوقع عباد القبور فی
اور سوا اسکی اوسکی کیا خطا ہی کہ اوسنی وہ ہی حکم کیا جو اللہ اور اوسکی رسول نی فرمایا اور اوسہی سی منع کیا جو اللہ اور اوسکی رسول نی منع فرمایا اور گور پرستون کی فتنہ مین

الافتتان بها امور منها الجهل بحقیقة ما بعث الله تعالی به رسوله من تحقیق التوحید وقطع اسباب
پڑنی کی کئی سبب ہین ایک تو جہالت حقیقت بعثت کی کہ اللہ تعالی نی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب

الشرك فالذین قل نصیبهم من ذلك اذا دعاهم الشیطان الی الفتنة بها ولم یكن لهم ما یبطل دعوته
شرک کی بہیجا ہی پہر جو لوگ کم نصیب ہین جب اونکو شیطان پکارتا ہی گوروں کی فتنہ کی طرف اور اونکو اتنا علم نہین جس سی شیطانی وسوسہ کو باطل کرین

استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل ویعصموا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احادیث مكذوبة
تو اوسکو مان لیتی ہین اپنی اپنی جہالت کی موافق اور بچ جاتی ہین اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک یہہ سبب ہی کہ جہوٹہی بہت حدیثین

وضعها علی رسول الله صلی الله علیه وسلم اشباه عباد الاصنام من المقابریة وهی تناقض ما جاء به
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستون کی مانند گور پرستون نی وضع کی ہین اونکا مضمون سراسر دین سی

من دینه كحدیث اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور وحدیث اذا اعیتكم الامور فعلیكم
خلاف ہی جیسی یہہ حدیث جب تم حیران ہو جاؤ کسی امر مین تو مدد چاہو اہل قبور سی اور یہہ حدیث جب تہک جاؤ تم کسی امر مین تو لازم پکڑو

باصحاب القبور وحدیث لو حسن احدكم ظنه بحجر نفعه وامثال هذه الاحادیث التی هی مناقضة
اصحاب قبور کو اور یہہ حدیث جو کوئی تم مین سی نیک اعتقاد کری پتہر کی ساتہہ تو فائدہ دیوی اور ایسی ہی اور حدیثین جو دین اسلام سی سراسر خلاف ہین

لدین الاسلام وضعها اشباه عباد الاصنام من المقابریة وراجت علی الجهال والضلال والله تعالی
یہہ سب گور پرستون بت پرستون کی مانند نی وضع کین ہین اور جہال اہل ضلال کو ہاتہہ آگئین بہت اور حال یہہ ہی کہ اللہ تعالی نی

انما بعث رسوله لقتل من حسن ظنه بالاحجار والاشجار فانه علیه السلام جنب امته من الفتنة بالقبور
بہیجی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگون کی بہیجا ہی جو پتہرون اور درختون کو پوجا کرین کیونکہ علیہ السلام نی اپنی امت کو قبرون کی فتنہ سی ہر طرح سی بچایا ہی

بکل طریق ومنها حکایات حکیت عن اهل تلك القبور ان فلانا استغاث بالقبر الفلانی فی شدة فخلص
اور یہہ سبب ہی کہ کہانیان گور پرستون کی مشہور ہین کہ فلانی نی فلانی کی گور سی مدد مانگی سختی کی وقت سو اوس سختی سی نجات پائی

منها وفلان نزل به ضر فاستدعی صاحب ذلك القبر فکشف ضره وفلان دعاه فی حاجة فقضیت حاجته
اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اوس مصیبت زدہ نی فلانی قبر والی سی استدعا کی سو اوسنی مصیبت دفع کردی اور فلانی کو حاجت کی وقت پکارا سو اوسکی حاجت پوری کی

وعند السدنة والمقابریة بشیء من ذلك یطول ذکره وهم من اکذب خلق الله علی الاحیاء والاموات و
اور مجاورون اور گور پرستون کی پاس ایسی بہت قصی ہین جنکا ذکر دراز ہی اور تمام خلقت سی یہہ بڑی جہوٹہی ہین زندون پر بہی اور مردون پر بہی اور

النفوس مولعة بقضاء حوائجها وازالة ضرورتها لاسیما من کان مضطرا ینشبث بکل سبب وان کان
طبایع انسانی واسطی ادائی حاجتون کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہین خاص کر گہبراہٹ مین تو ہر چیز کا سہارا چاہتا ہی اگرچہ

فیه کراهة ما فاذا سمع احد ان قبر فلان تریاق مجرب یمیل الیه فیذهب فیه ویدعوا عنده بحرقة وذلة و
کیسا ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آزمودہ تریاق ہی تو اوسکی طرف متوجہ ہوگا پہر وہان جاویگا اور اوسکو ذلت اور خواری اور

انکسار فیجیب الله تعالی دعوته لما قام بقلبه من الذلة والانکسار لا لاجل القبر فانه لو دعا کذلك فی الحانة
انکسار سی پس اللہ تعالی اوسکی دعا قبول کرلیتا ہی کیونکہ اوسکی دلمین خواری اور انکسار پیدا ہوتا ہی کچہہ قبر کی جہت سی نہین قبول کرتا کیونکہ اگر یہہ شخص اسی طور دکان

والحمامة والسوق لاجابه فیظن الجاهل ان للقبر تاثیرا فی اجابة تلك الدعوة ولا یعلم ان الله تعالی یجیب دعوة
یا حمام یا بازار مین دعا کرتا تو بہی قبول کرلیتا پس جاہل آدمی خیال کرتا ہی کہ قبر مین تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہہ نہین سمجہتا کہ اللہ تعالی بیقرار کی دعا

المضطر ولو کان کافرا فلیس کل من اجاب الله تعالی دعاءه یکون راضیا عنه ولا محبا له ولا راضیا لفعله
قبول ہی کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہہ بات نہین ہی کہ اللہ تعالی جسکی دعا قبول کرتا ہی اوس سی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوسکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوسکی کام سی راضی ہوتا ہی

فانه یجیب دعاء البر والفاجر والمؤمن والکافر یسرنا الله تعالی من الدعاء والعمل ما یکون موافقا لرضائه
بیشک اللہ تعالی دعا قبول کرتا ہی نیک اور بدکار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالی ہمکو آسان کری ایسی دعا اور عمل جو اوسکی رضا کی موافق ہو

بلطفه وکرمه المجلس الثامن عشر فی اقسام البدع واحکامها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اپنی لطف اور کرم سی اٹہارہوین مجلس بدعتون کی اقسام اور اونکی احکام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

اما بعد فان خیر الحدیث کتاب الله وخیر الهدی هدی محمد وشر الامور محدثاتها وکل محدث بدعة
پہر بعد حمد کی تحقیق تمام باتون مین اچہی کتاب اللہ کی ہی اور اچہی ہدایت ہدایت محمد کی اور کامون مین بدتر نو پیدا ہین نکالی ہوئی یعنی بدعتین اور ہر محدث بدعت ہی

وکل بدعة ضلالة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه جابر وفی حدیث اخر رواه عرباض بن ساریة
اور ہر بدعت گمراہی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث مین عرباض بن ساریہ کی روایت سی ہی

انه علیه السلام قال من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء
کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو شخص جیتا رہیگا میری بعد سو قریب ہی کہ دیکہیگا بہت اختلاف سو لازم پکڑو اپنی اوپر میری سنت اور سنت خلفاء

الراشدین المهدیین من بعده تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدث
راشدین مہدیین کی بعد اوسکی سند کرو اور دانتون سی مضبوط پکڑو اور بچاؤ اپنی تئین نئی باتون سی کیونکہ ہر محدث

بدعة وکل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذکورة فی هذین الحدیثین البدعة السیئة التی لیس لها من
بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور مراد بدعت سی جو ان دونو حدیثون مین مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل

الکتاب والسنة اصل وسند ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط لا البدعة الغیر السیئة التی یکون علی
اور سند کتاب اور سنت سی نہین نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظون سی یا مضمون سی سمجہی جاوی بدعت حسنہ مراد نہین ہی جسکی

اصل وسند ظاهر او خفي فانها لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كاستعمال المنخل والمواظبة
اصل اور سند ظاہر یا خفی نکلتی ہی کیونکہ ایسی بدعت گمراہی نہیں ہوتی بلکہ ایسی بدعت کبہی مباح ہوتی ہی جیسی استعمال چہنی آٹی کا اور پیٹ بہر کر

على اكل لب الحنطة والشبع منه وقد تكون مستحبة كبناء المنارة وتصنيف الكتب وقد تكون
روٹی گیہوں کی ہمیشہ کہانی اور کبہی مستحب ہوتی ہی جیسی منارہ کا تعمیر کرنا اور کتابین تصنیف کرنی اور کبہی واجب ہوتی ہی

واجبة كنظم الدلائل لرد شبه الملاحدة والفرق الضالة لان البدعة لها معنيان احدهما لغوي
جیسی آراستہ کرنا دلایل کا واسطی دفع کرنی شبہات ملحدون اور گمراہ فرقون کی اسلئی کہ بدعت کی دو معنی ہین ایک تو معنی لغوی عام ہین

عام وهو المحدث مطلقا سواء كان من العادات او من العبادات والثاني شرعي خاص وهو الزيادة في
یعنی محدث مطلق برابر ہی کہ عادات مین ہو یا عبادات مین ہو اور دوسری معنی شرعی خاص ہین یعنی دین مین کچہہ بڑہانا

الدين او النقصان منه بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لا صريحا ولا اشارة
یا دین مین سی کچہہ گہٹانا بعد عہد صحابہ کی بدون اجازت شرعی کی کہ نہ تو قولی ہو اور نہ فعلی اور نہ صریح اور نہ اشارہ

فانها في الحديثين وان كانت عامة تشتمل جميع المحدثات لكن عمومها ليس بحسب معناها اللغوي العام
پس بدعت دونو حدیثون مین اگرچہ عام ہی اور شامل تمام محدثات کو پر عموم اور شمول باعتبار لغوی معنون کی مقصود نہین ہی

بل عمومها بحسب معناها الشرعي الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات
بلکہ عموم باعتبار معنون شرعی خاص کی مراد ہی پہر یہہ عادات کو بالکل شامل نہین ہی بلکہ اسمین بعضی اعتقادات

وبعض صور العبادات لانه عليه السلام لم يبعث لتعليم امر الدنيا وانما بعث لتعليم امر الدين يدل عليه
اور بعضی صورتین عبادات کی داخل ہین کیونکہ نبی علیہ السلام واسطی تعلیم امر دنیا کی نہین آئی وہ صرف واسطی تعلیم امر دین کی آئی ہین اس حدیث سی

قوله عليه السلام انتم اعلم بامور دنياكم اذا امرتكم بشيء من امر دينكم فخذوا به ثم البدعة في الاعتقاد
سمجہا جاتا ہی کہ تم خوب جانتی ہو اپنی دنیا کی کاربار جب مین تمکو دین کی بات بتایا کرون تو لیلیا کرو پہر بدعتین اعتقاد کی

بعضها كفر وبعضها ليس بكفر لكنها اكبر من كل كبيرة حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر والبدعة في
بعضی کفر ہین اور بعضی کفر نہین ہین مگر تمام کبایر سی سخت ہین یہان تک کہ قتل اور زنا سی بہی اور اوس سی زیادہ درجہ کفر ہیکا ہی اور بدعت

العبادة وان كانت دونها لكن فعلها عصيان وضلال لا سيما اذا صادمت سنة موكدة واما البدع
عبادت مین اگرچہ اوس سی کمتر ہی پر اوسکا عمل کرنا نافرمانی اور گمراہی ہی خاص کر جب کہ سنت موکدہ کی مقابل ہو اور بدعت

في العادة فليس في فعلها عصيان وضلال بل ترك الاولى فتركها اولى اذا تقرر هذا فالمنارة عون
عادات کی اسکی کرنیمین کچہہ نافرمانی اور گمراہی نہین ہی بلکہ ترک اولی ہی سو اسکا بہی ترک اولی ہی جب یہہ ٹہر چکا تو منارہ سی مدد ہوتی ہی

لاعلام وقت الصلوة وتصنيف الكتب عون للتعليم والتبليغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة
واسطی خبر دینی وقت نماز کی اور کتابون کا تصنیف کرنا مددگار ہی واسطی تعلیم اور تبلیغ امر معروف کی اور آراستہ کرنا دلائل کا واسطی دفع شبہات ملحدون

والفرق الضالة هي عن المنكر وذب عن الدين فكل منها ماذون فيه بل مامور به لان البدعة الغير السيئة
اور گمراہ فرقون کی بازرکہنا ہی منکر سی اور دفع کرنا ہی شبہات کا دین سی سو ہر ایک انمین سی رخصت ہی بلکہ تعمیل کا حکم ہی اسلئی کہ بدعت حسنہ

ما لم يحتج اليه الاوائل ثم الاحتاج اليه الاواخر وراوه حسنا على سبيل الاجماع بلا خلاف ولا نزاع
وہ ہی کہ متقدمین کو اوسکی حاجت نہوی پہر متاخر اوسکی حاجتمند ہوئی اور سبکو بلا خلاف و نزاع پسند آئی

وبعد الاستقراء لا توجد تلك البدعة الغير السيئة في العبادات البدنية المحضة كالصوم والصلوة
و بعد تلاش کی بدعت حسنہ عبادات خالص بدنیہ مین نہین پائی جاتی جیسی روزہ اور نماز

وقراءة القرآن واوظاف كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم وقوع الفعل في الصدر الاول
اور تلاوت قرآن کی اور وظیفے کی تمام عبادتوں بدنیہ سی ہوں بلکہ انمیں ہمیشہ بدعت سیئہ ہی ہوتی ہی اسلئے کہ نہونا کسی کار کا قرن اول مین

ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع منه او لعدم التنبيه له او للتكاسل عنه او لكراهة وعدم مشروعية
یا تو لسبب نہونی حاجت کی یا لسبب موجود ہونی مانع کی یا لسبب بی خبری کی یا ماری کاہلی کی یا لسبب مکروہ اور ناجایز ہونی کی ہی

والاولان منتفيان في العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا تنقطع
دونو پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ مین نہین ہوسکتی اسلئی کہ حاجت قربت الٰہی کی عبادت سی منقطع نہین ہوتی

وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم يكن منها مانع وكذا عدم التنبه لها والتكاسل عنها منتف ايضا
اور بعد ظاہر ہونی اسلام او غلبۂ اہل اسلام کی اوس سی کوئی مانع نہین تہا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی بہی نہین ہوسکتی

اذ لا يجوز ان يظن ذلك للنبي عليه السلام وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة
اسواسطی کہ کہان جایز ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اونکی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوی پہر سوا بدعت مکروہہ اور ناجایز ہونی کی کوئی سبب

وهذا المعنى اراد عبد الله بن مسعود لما اخبر بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل
اور یہہ ہی غرض ہی عبد اللہ بن مسعود رض کی جب اونکو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹہا کرتی تہی اور انمین ایک شخص

يقول كبروا الله كذا وكذا وسبحوا الله كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع
کہتا جاتا اللہ اکبر کہو اتنی اتنی بار اور سبحان اللہ کہو اتنی اتنی بار اور الحمد للہ کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتی جاتی سو عبد اللہ ابن مسعود اونکی پاس آئی اور وہ سنکر

ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء او لقد
جو کہتی تہی کہڑی ہوکر کہا مین عبد اللہ بن مسعود ہون پس قسم ہی اللہ کی جو نہین معبود سوا اوسکی بیشک تم بدعت کرتی ہو نہایت سیاہ یا

فقتم على اصحاب محمد عليه السلام علما يعني ان ما جئتم به اما ان يكون بدعة ظلماء او انكم تداركتم
تم فائق ہوگئی ہو محمد علیہ السلام کی اصحاب پر علم مین مراد اونکی یہہ ہی تم جو یہہ کرتی ہو یا تو یہہ بدعت تاریک ہی یا تمنی ایسی بات پیدا کی

على الصحابة ما فاتهم لعدم تنبههم له او لتكاسلهم عنه فغلبتموهم من حيث العلم بطريق العبادة
جو صحابہ کی ہاتہ نہ آئی اونکی بی خبری سی یا سستی سی طریق عبادت کی علم مین تم اوسی غالب ہونکلی

والثاني منتف فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى في العبادة البدنية المحضة
اور دوسری بات نہین ہوسکتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت سیاہ ہی مقرر رہی یہہ ہی جاری ہوسکتی ہی ہر یک کی حق مین درباب عبادت خالص بدنیہ کی

بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المبتدع يقتضي كونه بدعة حسنة
ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت مین نہین تہا اسواسطی کہ اگر عبادت کا وصف افعال محدثہ کو بدعت حسنہ بنادیا کری

لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة على ما صرح العلماء
تو عبادات مین بدعت مکروہہ کبہی نہوا کرتی اور حال یہہ ہی کہ عبادات مین بدعت مکروہہ ہوتی ہی چنانچہ علماء نی

في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والترضية والتامين في اثناء الخطبة
اپنی تصانیف مین صاف کہا ہی جیسی نماز رغائب کی اور اوسمین جماعت اور جیسی صلی اللہ کہنا اور رضی اللہ کہنا اور آمین کہنا خطبہ پڑہتی مین

وانواع النغمات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجنازة وقدام العروس
اور اقسام ترنم جو خطبہ مین اور آذان مین اور تلاوت قرآن مین کرتی ہین اور ذکر پکار کر جنازی کی آگی اور دلہن کی آگی

في الطرقات وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبل
راستہ مین اور سوا اسکی اور نکمی بدعتین جو عبادات مین ہوتی ہین اور کیا طاقت ہی کسیکی کہ کہی یہہ امور بدعات سیئہ

البدعة السيئة المكروهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعض الاشياء المحدثة
اور مکروہہ نہین ہین بلکہ قسم بدعت حسنہ مشروع سی ہی اس دلیل سی کہ بعضی چیزین نواحداث
بعد الصحابة حسنا كبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخيرات التي لم تعهد في عهد الصحابة
بعد قرن صحابہ کی حسن ہین جیسی مدرسی بنانی اور خانقاہ اور سرای اور مانند اسکی انواع خیرات کی جو صحابہ کی وقت مین اونکی رسم نہ تہی
اذ يقال له ما ثبت حسنه بالادلة الشرعية الصحيحة فهو اما ان لا يكون بدعة فيبقى عموم العام في
اسواسطی کہ جواب یہہ ہی جس کا حُسن دلائل شرعیہ صحیحہ سی ثابت ہو پس وہ یا تو اصلا بدعت نہین ہی اب عام کا عموم
الحديثين على حاله او يكون مخصوصا من هذه العام والعام الذي خص منه البعض دليل فيما عدا المخصوص
دونو حدیثون مین اپنی حال پر باقی ہی یا مخصوص ہوگا اس عام مین سی اور جو عام کہ اوس سی بعض فرد خاص ہوجاوی وہ دلیل ہوتا ہی بجز فرد مخصوص کی
فمن ادعى ثبوت حسن العبادة المحدثة وكونها مخصوصة من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون
اب جو شخص عبادات نواحداث کی حُسن کا دعوی کری اور اوسکو مخصوص بتادی اس عام مین سی تو حاجت ہوگی ایسی دلیل کی جو قابل
مخصصا لان عادة اكثر البلاد وقوله كثير من الزهاد والعباد ليس مما يصلح ان يكون معارضا
تخصیص کی ہووی اسواسطی کہ چلن اکثر شہرون کا اور اقوال زاہدون اور عابدون کی اس قابل نہین ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سی معارض
لكلام الرسول عليه الصلوة والسلام وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب و
ہوسکین اور ایسی ہی دلیل مخصص وہ دلیل ہوتی ہی جو موافق شرع کی اور ماخوذ کتاب اور
السنة والاجماع الذي هو مختص باهل الاجتهاد ومن ليس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم
سنت اور اجماع سی ہو جو خاص اجتہاد والون سی ہو اور جو زاہد اور عابد کہ صاحب اجتہاد نہین ہین وہ عوام لوگون مین
العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا للاصول والكتب المعتبرة وهذه قاعدة دلت عليه السنة
داخل ہین اونکی بات کا اس باب مین اعتبار نہین ہان اگر اونکی کلام اصول اور کتابون معتبرہ سی مطابق ہو تو معتبر ہی اور یہہ وہ قاعدہ ہی کہ سنت
والاجماع مع ان في كتب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهو انه تعالى قال ام لهم شركٰؤا شرعوا لهم من
اور اجماع سی ثابت ہی باوجودیکہ کتاب اللہ مین بہی اسطرف اشارہ ہی وہ یہہ آیت ہی فرمایا کیا اونکی اور شریک ہین جو راہ ڈالی ہی اونہون نی
الدين ما لم يأذن به الله فمن احدث شيئا يتقرب به الى الله تعالى من قول او فعل من غير ان يشرعه
اونکی واسطی دین کی جسکا حکم نہین دیا اللہ نی پہر جو کوئی نئی بات عبادت کی واسطی تقرب الہی کی پیدا کری قولی ہو یا فعلی بدون مقرر کرنی
الله تعالى فقد شرع في الدين ما لم يأذن به الله تعالى فمن تبعه فقد اتخذه شريكا ومعبودا كما قال
اللہ تعالی کی تو اوسنی دین مین ایسا نیا طریق نکالا کہ جسکا اللہ تعالی نی حکم نہین دیا پہر جو اوسکا تابع ہوا اوسنی گویا شریک اور معبود بنیا کیا چنانچہ
الله تعالى في حق اهل الكتاب اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله فقال عدي بن حاتم
اللہ تعالی نی اہل کتاب کی حق مین کہا ہی ٹہرائی ہین اپنی عالم اور درویش خدا اللہ کو چہوڑ کر پس عدی بن حاتم نی
للنبي عليه السلام ما عبدوهم فقال عليه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا في دين لم يأذن به الله تعالى
نبی علیہ السلام سی عرض کیا اونہون نی عبادت تو نہین کی آپ نی فرمایا اونکی اطاعت کی اور جو شخص کسیکی اطاعت کری دینی امر مین بدون حکم اللہ تعالی کی
فقد عبده واتخذه ربا فعلم من هذا ان كل بدعة في العبادات البدنية المحضة لا تكون الا سيئة و
تو اوسنی گویا عبادت کی اور اوسکو اپنا رب مقرر کیا اس سی معلوم ہوا کل بدعتین عبادات بدنیہ خالص مین سیئہ ہی ہوتی ہی اور
ربما لا يفرق كثير من الناس بين الحسنة والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنه نفوسهم ومال اليه
بعضی وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ مین تمیز نہین کرتی وہ یہہ سمجہہ لیتی ہین کہ جو بات دلکو پسند آوی اور طبیعت اوسکی طرف متوجہ ہو

طباعهم حسنا (یکون) فیعدون السیئة من الحسنة فقد خبطوا خبط الخبط عشواء لا یفرق بین الطریق
وہ ہی حسن ہی پہر وہ سیئہ کو بہی حسن تصور کرتی ہین سو وہ رستہ بھلی جیسی اندہی اونٹنی کہ اپنی چلنی مین مہلک رستہ

المهلکة والجادة المنجیة فی مشیها والضابط فی هذا ان یقال الناس لا یحدثون شیئا الا انهم یرونه
اور صاف رستہ بچانی والا نہین پہچانتی اور قاعدہ اسکا یہہ ہی کہ یون کہین کہ بنی آدم نئی بات نہین کرتی جب تک اوسمین کچہہ مصلحت

مصلحة اذ لو اعتقدوا فیه مفسدة لم یحدثوه فما راه الناس مصلحة ینظر فی السبب فان کان
نہین دیکہتی کیونکہ اگر اوسمین کچہہ برائی سمجہین تو کیون پیدا کرین پہر جس امر مین وہ لوگ مصلحت دیکہتی ہین اوسکی باعث مین تامل کرنا چاہئی پس اگر وہ

السبب امرا قد حدث بعد النبی صلی الله علیه وسلم فح یجوز احداث ما تدعو الحاجة الیه کنظم
سبب ایسا امر ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوا ہی تو اب حاجت کی موافق اوسکی اصلاح کی واسطی جو کری جایز ہی جیسی قایم کرنا

الدلائل فان السبب الداعی الیه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم یظهروا فی عهده علیه السلام
دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا گمراہ فرقون کا ہی وہ گمراہ فرقی چونکہ نبی علیہ السلام کی زمانہ مین نہین تہی

لم یحتج الیه وان کان المقتضی لفعله موجودا فی عصره علیه السلام لکن ترک لعارض زال بموته
تو دلائل کی بہی حاجت نہین تہی اور اگر سبب مقتضی اوس امر کو احداث کا نبی علیہ السلام کی عہد مین موجود تہا مگر کسی عارضہ کی باعث متروک تہا کہ وہ عارضہ بسبب موت

فکذلک یجوز احداثه کجمع القران فان المانع منه فی حیاته علیه السلام کون الوحی لا یزال ینزل
تو بہی ایسی امر کا احداث کرنا جایز ہی جیسی قران کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات مین بلا ناغہ وحی آتی تہی پہر اللہ تعالی

فیغیر الله تعالی ما یشاء فزال ذلک المانع بموته علیه السلام واما ما کان المقتضی لفعله فی عهده علیه السلام
جو چاہتا تہا سو بدل دیتا تہا پہر بسبب موت حضرت کی یہہ مانع جاتا رہا اور جس امر کا مقتضی یعنی باعث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی

موجودا من غیر وجود المانع منه ومع ذلک لم یفعله علیه السلام فاحداثه تغییر لدین الله تعالی
موجود تہا اور مانع اوسکا نہین تہا اور تو بہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس امر کو نہین کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی

اذ لو کان فیه مصلحة لفعله علیه السلام او حث علیه ولما لم یفعله علیه السلام ولم یحث علیه
اسواسطی کہ اگر ایسی امر مین کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک اوسکو بہی علیہ السلام کرتی یا اوسپر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو اوسکو کیا اور نہ اوسپر رغبت دی

علم انه لیس فیه مصلحة بل هو بدعة قبیحة سیئة مثاله الاذان فی العیدین فانه لما احدثه
تو معلوم ہوا کہ اسمین کچہہ خوبی نہین ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ ہی جیسی عیدین مین اذان کا پڑہنا اس اذان کو جب

بعض السلاطین انکره العلماء وحکموا بکراهته فلو لم یکن کونه بدعة دلیلا علی کراهته لقیل
بعضی سلاطین نی مقرر کی تو اوسپر علماء نی انکار کر کر اعتراض کیا اور مکروہ ٹہرایا پہر اگر وہ اذان بدعت ہو کر کراہیت کی دلیل نہوتی تو البتہ کوئی کہنیوالا یون

هذا ذکر الله تعالی ودعاء الخلق الی عبادة الله تعالی فیقاس علی اذان الجمعة او یدخل فی العموم
کہتا کہ صاحب یہہ تو خدا کا ذکر ہی اور اوسکی خلقت کو عبادت کی واسطی بلاتی ہین یہہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی

التی من جملتها قوله تعالی واذکروا الله ذکرا کثیرا وقوله تعالی ومن احسن قولا ممن دعا الی الله
کہ انہین سی یہہ آیت ہی اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس سی بہتر کسکی بات جسنی بلایا اللہ کی طرف

لکن لم یقولوا ذلک بل قالوا کما ان فعل ما فعله علیه السلام کان سنة کذلک ترک ما ترکه علیه السلام
لیکن یہہ جواب کسینی نہین دیا بلکہ یہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کار کا جسکو پیغمبر علیہ السلام نی کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا ہی اوس کار کا جسکو پیغمبر صلی

مع وجود المقتضی وعدم المانع منه کان سنة ایضا فانه علیه السلام لما امر بالاذان فی الجمعة
اللہ علیہ وسلم نی باوجود ہونی مقتضی اور نہونی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

دون العيدين كان ترك الاذان فيهما سنة وليس لاحد ان يزيده ويقول هذا زيادة العمل الصالح
اور عيدين ميں ارشاد فرمايا تو عيدين ميں اذان كا ترك كرنا سنت ہوا اور كسيكو طاقت نہيں كہ اسكو زيادہ كا قائل ہوكر يہہ كہوى يہہ عمل صالح كى افزائش ہى
لا يضر زيادته اذ يقال له هكذا تغيرت اديان الرسل وتبدلت شرائعهم فان الزيادة في الدين
ايسى زيادتى كا كيا ڈر ہى اسواسطى كہ اسكا يہہ جواب ہى كہ اسيطرح رسولوں كى دين متغير ہوگئى اور اونكى شريعتيں متبدل ہوگئيں بيشك دين ميں اگر بڑھانا جايز ہوتا
لو جازت لجاز ان يصلى الفجر اربع ركعات والظهر ست ركعات ويقال هذا زيادة عمل صالح لا يضر
تو البتہ جايز ہوتا كہ صبح كى فرض نماز ميں چار ركعتيں ادا كيا كريں اور ظہر كى فرض ميں چھہ ركعتيں پڑھا كريں اور كہا كريں يہہ عمل صالح كى زيادتى ہى
زيادته لكن ليس لاحد ان يقول ذلك لان ما يبديه المبتدع من المصلحة والفضيلة ان كان ثابتا
اسميں كيا نقصان ہى ليكن يہہ بات كوئى نہيں كہہ سكتا اسواسطى كہ جس امر كو بدعتى نيك اور افضل جانتا ہى اگر وہ امر
في عصره عليه السلام ومع هذا لم يفعله عليه السلام فيكون ترك مثل هذا الفعل سنة مقدمة
پيغمبر عليہ السلام كى وقت ميں ثابت تہا اور پہر بہى اوسكو نہيں كيا تو ايسى كام كا چھوڑنا ہى سنت ہى ہر عموم
على كل عموم وقياس فمن عمل به مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا غير مبتدع وان
اور قياس سى سابق ہى پس جو شخص ايسى امر كو عمل ميں لاوى دين كى اندر ناجايز اعتقاد كركر تو وہ فاسق غير مبتدع ہى اور اگر
عمل به مع اعتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدعا لان الفسق اعم من البدعة فكل
اوسكو عمل ميں لاوى دين كى اندر جايز جان كر تو وہ فاسق اور بدعتى ہوگا اسواسطى كہ فسق بدعت سى عام ہى پس جو
بدعة فسق من غير عكس وكذلك قيل البدعة شر من الفسق فان من يفعل البدعة فهو ينقض
بدعت ہى وہ فسق ہى ہى بدون عكس كى يعنى بعضى فسق بدعت نہيں ہيں اور ايسى ہى كہتى ہيں كہ بدعت فسق سى بدتر ہى كيونكہ جو شخص بدعت كو عمل ميں لاتا ہى تو وہ رسول
الرسول وان كان في زعمه انه يعظمه بالبدعة حيث يزعم انها خير من السنة واولى بالصواب
صلى الله عليه وسلم كى بات كو نقض كرتا ہى اگرچہ اپنى گمان ميں اوس بدعت سى تعظيم سمجھتا ہى كيونكہ اونكا قول ہى كہ يہہ امر سنت سى بہتر ہى اور صواب ميں اولى ہى
فيكون منافيا لله ولرسوله لاستحسانه ما كرهه الشرع ونهى عنه وهو الاحداث في الدين وانه تعالى
پس وہ مقابلہ كرتا ہى اللہ اور اوسكى رسول كا اسواسطى كہ نيك جانتا ہى جكو شرع نى مكروہ ٹہرايا اور اوس سى منع فرمايا اور يہہ ہى دين ميں بدعت نكالنا اور بيشك اللہ تعالى
قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل دينهم واتم عليهم نعمته كما اخبر به في كتابه الكريم
اپنى بندوں كى واسطى ايسى عبادات مقرر كرچكا ہى جسميں اونكى لئى كفايت ہى اور دين كامل كرچكا اور اپنى نعمت پورى دى چكا چنانچہ اسكى خبر اپنى كتاب كريم ميں
وقال اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ فالزيادة على الكمال نقصان واختلال
دى ہى فرمايا آج ميں پورا دى چكا تمكو دين تمہارا اور پورا كيا ميں نى تم پر احسان اپنا پس كامل كى اوپر اور بڑہانا ايسا نقصان اور خلل ہوتا ہى
بمنزلة الاصبع الزائدة وقد تقرر في الاصول ان حسن الافعال وقبحها عند اهل الحق انما يعرفا بالشرع
جيسى چھٹى اونگلى اور اصول ميں ثابت ہو چكا ہى كہ اہل حق كى نزديك بھلائى اور برائى صرف شرع سى معلوم ہوتى ہى
لا بالعقل فكل فعل امر به في الشرع فهو حسن وكل فعل نهى عنه في الشرع فهو قبيح وقال الامام الغزالي في
عقل سى نہيں معلوم ہوتى پس جس كام كا شرع نى حكم فرمايا ہى وہ ہى نيك ہى اور جس كام سى شرع ميں منع كيا ہى وہ ہى برا ہى امام غزالى
كتاب الاربعين في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك وتقول كل ما كان خيرا ونافعا فهو افضل
كتاب اربعين في اصول الدين ميں كہتى ہيں اس سى بچتى رہنا كہ تو عقل كى پيروى كركر كہنى لگى جو امر خير اور نفع رسان ہى وہ ہى افضل ہى
وكل ما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما ينعقلها قوة النبي عليه السلام
اور جو امر اكثر ہوتا ہى وہ نفع رسان ہوتا ہى كيونكہ تيرى عقل نہيں جا سكتى ہى طرف بہيد امور الہى كى اوس بہيد كو صرف قوت نبى عليہ السلام كى دريافت كرسكتى ہى

فعليك

فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس وما ترى كيف ندبت الى الصلوة ونهيت عنها
تجھکو اتباع ہی لازم ہی بیشک خواص امور قیاس سی نہین معلوم ہوتی دیکھتا نہین کہ نماز کی باب مین کیسی ترغیب ہی بااینہمہ

في جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى قدر
تمام اجزا نہار مین ممانعت ہی اور تجھکو حکم ہی نماز نہ پڑہنی کا بعد صبح اور عصر کی اور وقت طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کی اور یہہ سب ملکر تخمیناً

ثلث النهار وقال في الاحياء فكما ان العقول تقتصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل
تہائی دن ہوتا ہی اور احیاء مین کہا ہی جیسی عقل قاصر ہی منفعت دواؤن کی دریافت کرنی سی باوجودیکہ اسمین تجربہ کو دخل ہی

اليها كذلك تقتصر عن ادراك ما ينفع في الآخرة مع ان التجربة غير متطرق اليها وانما يكون ذلك لو رجع
ایسی ہی عقل قاصر ہی دریافت کرنی اون امور کی سی جو آخرت مین نافع ہون باوجودیکہ تجربہ کو ادہر کوئی راہ نہین ہی یہہ حال جب معلوم ہو سکتا ہی اگر

الينا بعض الاموات واخبرنا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك مما لا مطمع فيه
ہمارے پاس کوئی مردہ چلا آوی وہ اگر ہمکو بتاوی کونسا عمل اللہ تعالی سی نزدیک کرتا ہی اور کونسا دور کرتا ہی سو یہہ ہرگز نہین ہو سکتا

وقال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبانة اراد ان يصلي قبل صلوة العيد
صاحب مجمع البحرین نی اوسکی شرح مین بیان کیا ہی ایک شخص نی عید کی دن مصلی مین ارادہ کیا کہ عید کی دوگانہ سی پہلی نماز پڑہی

فنهاه علي فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة فقال علي واني اعلم ان
سو علی نی اوسکو منع کیا اوس شخص نی کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑہنی پر عذاب نہین کریگا پہر علی نی فرمایا مین جانتا ہون کہ

الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعله رسول الله عليه السلام او يحث عليه فيكون صلاتك عبثا
اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک اوسکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرلین یا اوسکو امر فرماوین اب تیری یہہ نماز عبث ہی

والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به بمخالفتك لنبيه وقال صاحب الهداية يكره ان يتنفل بعد
اور عبث حرام ہی پس شاید کہ اسکی بدلہ اللہ تعالی تجھکو عذاب دی بسبب مخالفت نبی علیہ السلام کی اور صاحب ہدایہ کہتی ہین مکروہ ہین نفلین پڑہنی بعد

الفجر اكثر من ركعتي الفجر لانه عليه السلام لم يزد عليهما مع حرصه على الصلوة فانظر كيف جعل عدم
طلوع صبح صادق کی سوا دو رکعت سنت فجر کی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی ان دو سی زیادہ نہین پڑہین باوجود محبوب ہونی نماز کی اب دیکھہ نبی علیہ السلام کی

فعله عليه السلام في باب العبادات دليلا على الكراهة وقال ابن الهمام ما تردد من العبادات بين الواجب
نماز نہ پڑہنی کو باب عبادات مین کیسی دلیل کراہت کی ٹہرائی ہی ابن ہمام کہتا ہی جو عبادت کہ واجب

والبدعة ياتي به احتياطا وما تردد بين البدعة والسنة يتركه لان ترك البدعة لازم واداء السنة
اور بدعت کی بیچ مین مشکوک ہو تو اوسکو احتیاطا عمل مین لاوی اور جو عبادت بدعت اور سنت کی بیچ مین مشکوک ہو تو ترک کری اسواسطی کہ بدعت کا چہوڑنا

غير لازم وفي الخلاصة مسئلة تدل على ان البدعة اشد ضررا من ترك الواجب حيث قال اذا
کچہہ ضرور نہین اور خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بدعت کا ترک واجب سی بہی بڑا ضرر ہی جس جگہہ کہا ہی اگر

شك في صلاته هل صلاها ام لا ان كان في الوقت فعليه ان يعيدها وان خرج الوقت ثم شك
شک واقع ہو نماز مین ایا ادا کی ہی یا نہین اگر ابہی وقت باقی ہی تو اوسپر اعادہ ہی اور اگر وقت جاتا رہا پہر شک ہوا

لا شيء فيه ولو كان الشك في صلوة العصر يقرأ في الركعة الاولى والثالثة ولا يقرأ في الثانية
تو اسمین کچہہ نہین اور اگر عصر کی نماز مین شک ہو تو اعادہ مین پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین قرات ادا کری اور دوسری رکعت اور

الرابعة فتعين الاوليين للقراءة في الفرض واجب وقد امر بتركه حذرا عن احتمال وقوع النفل بعد العصر
چوتھی مین قرات نہ پڑہی پس پہلی دو رکعتون کا معین کرنا واسطی قرات کی فرضون مین واجب ہی سو حکم ہوا اوسکی ترک کا اسی احتیاط کی لئی مبادا بعد عصر کی نفلین

وهو بدعة مکروهة وروی عن سفیان الثوری انه کان یقول البدعة احب الی ابلیس من کل

کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی　اور سفیان ثوری سی روایت ہی　کہ کہتی تہی　کہ ابلیس کو بدعت تمام معاصی سی زیادہ تر محبوب ہی

المعاصی لان المعاصی یتاب عنها والبدعة لا یتاب عنها وسبب ذلك ان صاحب المعاصی یعلم

اسواسطی کہ معاصی سی تو توبہ ہو سکتی ہی اور بدعت سی توبہ نہیں ہوتی　اسکا سبب یہہ ہی　کہ معاصی کرنیوالا تو جانتا ہی

بکونه مرتکب المعاصی فیرجی له التوبة والاستغفار واما صاحب البدعة فیعتقد انه فی طاعة وعبادة

کہ میں بڑا خطاوار ہوں تو اوسی توبہ　اور استغفار کی امید ہی　اور بدعتی تو یہہ جانتا ہی کہ میں عبادت کرتا ہوں اور طاعت میں ہوں

ولا یتوب ولا یستغفر وهذا ما حکی عن ابلیس انه قال قصمت ظهور بنی ادم بالمعاصی والاوزار وقصموا

تو یہہ شخص نہ تو توبہ کریگا نہ استغفار　اور　ابلیس سی حکایت ہی کہ کہتا ہی میں نی پشت بنی آدم کی　معاصی　اور گناہوں سی توڑدی اور بنی آدم نی

ظهری بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم ذنوبا لا یستغفرون منها ولا یتوبون عنها وهی البدع

میری پشت توبہ　اور استغفار سی توڑدی سو میں نی اونکی لئی ایسی گناہ نکالی ہیں کہ اوس سی نہ استغفار کریں اور نہ توبہ کریں اور وہ بدعتیں ہیں

فی صورة العبادة فان قیل قد اعتاد کثیر من الناس ان یستدلوا علی عدم کراهة ما اعتادوه

عبادت کی لباس میں　اگر کوئی کہی عادت ہی اکثر لوگوں کی کہ استدلال کرتی ہیں بدعات کی جواز پر جنکی عادت کرلی ہی

من البدعة بحدیث شایع بینهم وهو ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون

اس حدیث سی جو اونمیں مشہور ہی یہہ کہ جسکو　مسلمان نیک جانیں　تو وہ اللہ کی نزدیک بہی نیک ہی اور جسکو مسلمان

قبیحا فهو عند الله قبیح وهل یصح هذا الاستدلال منهم ام لا یصح فالجواب علی ما ذکره بعض الفضلاء

برا جانیں سو وہ اللہ کی نزدیک بہی قبیح ہی آیا یہہ استدلال اونکا　صحیح ہی یا صحیح نہیں پس اسکا جواب موافق بیان بعضی فضلاء کی

ان هذا الاستدلال لا یصح والحدیث حجة علیهم لا لهم لانه بعض حدیث موقوف علی ابن مسعود

یہہ ہی کہ یہہ استدلال صحیح نہیں ہی　اور یہہ حدیث اونکی حق میں مضر ہی مفید نہیں کیونکہ یہہ ٹکڑا ایسی حدیث کا ہی جو موقوف ہی ابن مسعود پر

رواه احمد والبزار والطبرانی والطیالسی وابو نعیم هکذا ان الله تعالی نظر فی قلوب العباد فاختار

روایت کیا اوسکو احمد اور بزار اور طبرانی اور طیالسی　اور ابو نعیم نی　اسطور پر کہ اللہ تعالی نی دیکہا　اپنی بندوں کی دلوں کو　پہر پسند کیا

محمدا فبعثه برسالته ثم نظر فی قلوب العباد فاختار له اصحابا فجعلهم انصار دینه ووزراء نبیه

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بہیجا اوسکو اپنی رسالت پر پہر دیکہا بندوں کی دلوں کو پہر پسند کئی اونکی لئی اصحاب پہر اونکو مقرر کیا دین کی مددگار اور اپنی نبی کی وزیر

فما راه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون قبیحا فهو عند الله قبیح ولا شك ان

پس جس چیز کو دیکہیں مومن حسن　پس وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی　اور جو چیز دیکہیں اوسکو مسلمان قبیح پس وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور بیشک

اللام فی المسلمین لیس لمطلق الجنس لان الحدیث حینئذ یکون مخالفا لقوله علیه السلام ستفترق امتی

لام　مسلمین کی لفظ میں　مطلق جنس کی لئی نہیں ہی اسلئی کہ یہہ حدیث اب اس حدیث سی مخالف ہوجاویگی　قریب ہی کہ میری امت میں

علی ثلث وسبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة لان کلا من فرق الامة مسلم یری مذهبه حسنا فیلزم

تہتر فرقی ہوجاوینگی　وہ سب دوزخی ہیں سوای ایک کی　اسواسطی کہ تمام فرقی امت کی مسلم ہیں اور اپنی اپنی مذہب کو نیک جانتی ہیں اس سی یہہ لازم آتا ہی

ان لا یکون فرقة منها فی النار وکذا بعض المسلمین یری شیئا حسنا وبعضهم یراه قبیحا فیلزم ان لا یتمیز

کہ کوئی فرقہ بہی دوزخی نہو　اور ایسی ہی بعضی مسلمان ایک بات کو نیک جانتی ہیں　اور بعضی اوسکو قبیح جانتی ہیں اب یہہ لازم آتا ہی کہ

الحسن عن القبیح بل هو اما للعهد والمعهود ما ذکر فی قوله فاختار له اصحابا فیکون المراد بالمسلمین

حسن اور قبیح میں تمیز نرہی بلکہ وہ لام یا تو واسطی عہد کی ہی اور معہود مراد وہ لوگ ہیں جو اس قول میں مذکور ہیں پسند کئی واسطی اوسکی اصحاب اب مراد مسلمین سی

الصحابة فقط او للاستغراق خصائص الجنس فیراد بالمسلمین اهل الاجتهاد الذین هم الکاملون فی صفة
صحابہ ہین فقط یا لام واسطے استغراق خصائص جنس کی ہی پھر مراد مسلمین سے اجتہاد والی علماء ہین جو صفت اسلام مین کامل ہین
الاسلام صرفا للمطلق الی الکامل لان المطلق عند عدم القرینة ینصرف الی الفرد الکامل وهو المجتهد
واسطے صرف مطلق کی طرف کامل کی اسلئے کہ جب مطلق قرینہ سے خالی ہوتا ہی تو اوسکو فرد کامل کی طرف لیجاتی ہین اور فرد کامل مجتہد ہی
فیکون المعنی ما راه الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وما راه الصحابة او اهل الاجتهاد
اب یہہ معنی ہوئی جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد حسن جانی سو وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جسبات کو صحابہ یا علماء مجتہد
قبیحا فهو عند الله قبیح ویجوز ان یکون للاستغراق الحقیقی فیکون المعنی ما راه جمیع المسلمین حسنا
قبیح سمجھین سو وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور وہ لام استغراق حقیقی کا بھی ہوسکتا ہی اب یہہ معنی ہونگی جسبات کو تمام مسلمان حسن جانی
فهو عند الله حسن وما راه جمیع المسلمین قبیحا فهو عند الله قبیح وما اختلف فیه فالعبرة للقرون
سو وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جسبات کو تمام مسلمان قبیح جانی سو وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور جسبات مین اختلاف پڑی پھر اعتبار قرون ثلثہ کا
المشهود لهم بالخیر لا للقرون المشهود لهم بالکذب وعدم الاعتماد فی قوله علیه السلام خیر القرون قرنی
جسکی حق مین شہادت خیر کی ہی باقی قرون کا اعتبار نہوگا جنکی حق مین شہادت کذب اور بے اعتباری کی ہی اس حدیث مین سب قرنون مین بہتر میرا قرن ہی
الذی بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشو الکذب فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم ولا ریب
جسمین مین مبعوث ہوا ہون پھر جو اسی متصل ہین پھر جو اسی متصل ہین پھر ان کذب پھیل جاویگا پھر نہ اونکی اقوال کا اعتماد کیجئیو نہ افعال کا اور بے شک
ان الصحابة والتابعین والائمة المجتهدین کانوا یرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قبیحا فهو عند الله
صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین جانتے تھی کہ جو بدعت قدر ضرورت سی بڑھ جاوی وہ قبیح ہی پس وہ اللہ کی نزدیک بھی
قبیح ومثل قوله علیه السلام لا تجتمع امتی علی الضلالة فان المراد بالامة فی هذا الحدیث اهل الاجماع
قبیح ہی اور جیسی یہہ حدیث نہین متفق ہوگی میری امت گمراہی پر بیشک مراد امت سی اس حدیث مین وہ اہل اجماع ہین
الذی هو کل مجتهد لیس فیه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق یورث التهمة ویسقط العدالة وصاحب
جنمین ہر ایک ایسا مجتہد ملا ہو کہ اصلا اوسمین نہ فسق ہو نہ بدعت اسواسطے کہ فسق سی تہمت پیدا ہوتی ہی اور عدالت جاتی رہتی ہی اور
البدعة یدعو الناس الی البدعة ولا یکون من الامة علی الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل
بدعتی لوگون کو بدعت کی طرف بلاتا ہی اور مطلق امت مراد نہین ہی اسواسطے کہ امت مطلقہ سی مراد اہل
السنة والجماعة وهم الذین طریقتهم طریق النبی علیه السلام واصحابه دون اهل البدع والضلال
سنت والجماعت ہین وہ وہ لوگ ہین جنکا طریقہ بعینہ طریقہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کا ہی اہل بدعت اور اہل ضلال مراد نہین ہین
کما قال النبی علیه السلام امتی من استن بسنتی ویصح ان یراد بامتی جمیع الامة بناء علی ان الاضافة
چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتی ہین میری امت وہ ہی جو طریقہ پکڑی میری سنت کو اور ہوسکتا ہی کہ امت سی تمام امت مراد ہو اسواسطے کہ اضافت
کاللام قد تکون للاستغراق فیکون المعنی لا یجتمع جمیع امتی فی زمان من الازمنة علی الضلالة کما
مانند لام کی کبھی واسطے استغراق کی ہوتی ہی اب یہہ معنی ہو جاوینگی نہین متفق ہوگی میری تمام امت کبھی کسی زمانہ مین گمراہی پر جیسی
اذا اجتمع الیهود والنصاری بعد نبیهم علی الضلالة فیکون هذا الحدیث موافقا لقوله علیه السلام
یہود اور نصاری اپنی اپنی نبی کی بعد گمراہی پر متفق ہوگئی ہین پس یہہ حدیث موافق ہوگی اس حدیث سی
لا یزال طائفة من امتی قائمین بامر الله لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر الله اذ تقرر
ہمیشہ رہیگی ایک گروہ میری امت کی قایم اوپر امر الہی کی نہ ضرر دیگا اونکو جو قطع کری اونکو اور نہ جو اونسی مخالف ہو یہانتک کہ آجاوی حکم الہی جب یہہ ثابت ہو چکا

هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات

تواس زمانہ مین ہر ہر مسلمان پر واجب ہی کہ پرہیز کرتا رہی فریب مین آنی اور توجہ سی طرف کسی بدعت اور محدثات کی

ويصون دينه عن العوايد التي استانس بها وتربي عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها و

اور عوارض سی اپنی دین کو بچا رہی جن سی انس رکھتا ہی اور اونہین پرورش پائی ہی کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سی آدمی کم بچتا ہی اور

ظهر له الحق معها الا ترى ان قريشا لاجل العوائد التي الفتها نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم

اسمین امر حق کم ظاہر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ قریش نی فوایدہی کی ماری جسمین اونکی دل لگی ہوئی تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سی انکار کیا

ماجاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم حتى قالوا في حقه عليه السلام

کہ جو سراسر ہدایت اور بیان تہی اسی سبب سی وہ کافر ہوی اور طاغی ٹہری یہان تک کہ نبی علیہ السلام کی حق مین کہا سو کہا

ماقالوا بسبب ما تربوا عليه ونشئوا فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع

واسطی اوس امر کی جسمین پرورش پائی تہی اور جوان ہوئی تہی اسی لئی ابن مسعود کہا کرتی تہی بچو نواحداث بدعات سی

فان الدين لا يذهب من القلوب بمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان

کیونکہ دین دلون کی اندر سی ایک ہی دفعہ نہین جاتا رہیگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان

من قلوبكم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه على شئ وكثرة عبادته به انه

تمہاری دلون سی نکلا اوسیگا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ دہوکا نہ کہاوی کہ استدلال کرنی لگی قوت تصمیم سی کسی چیز پر اور کثرت عبادت سی کہ

على الحق فان تصميمه عليه وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشير لا يدل على كونه على الحق في دينه

مین حق پر ہون کیونکہ اوسکی تصمیم اور باز نہ آنا اوس چیز سی اگرچہ دفتر و ہیچ لکہا جاوی پر دین کی حقیت پر دلالت نہین کرتا

لان جزمه وتصميمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث نشأته بين قوم يدينون به و

اسواسطی کہ اسکا جزم اور تصمیم اوس چیز پر حقیت کی جہت سی نہین ہی لیکن اس جہت سی ہی کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ اوسکو دین سی جانتی ہین اور

للنشأة والمخالطة اثر عظيم في تصميم شئ حقا كان او باطلا الا ترى ان مثل هذا التصميم يوجد

نشو و نما اور صحبت کو اشیاء کی حقیت اور ابطال مین بڑا اثر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ ایسی تصمیم تمام

تامة من ذوي الجهل المركب كاليهود والنصارى ومن في معناهم فالحذر الحذر من هذا السم القاتل

جہل مرکب والون مین پائی جاتی ہی جیسی یہود اور نصاری اور جو لوگ انکی طرح کی ہین بس بچو بچو اس زہر قاتل سی

وكن طالبا للحق مستيقظا لخلاص مهجتك بالاتباع وترك الابتداع فان الاتباع افضل عمل يعمله

اور متوجہ ہو حق کی طرف واسطی خلاصی اپنی جان کی اتباع کی فیض اور بدعت کی چھوڑنی سی بیشک اتباع سنت کا آدمی کی واسطی

المرء في هذا الزمان لشيوع العمل على خلاف السنة منذ زمان طويل فلا بد لك ان تكون شديد التوقي

اس زمانہ میں تمام اعمال سی بہتر ہی اسواسطی کہ مدت دراز سی عمل بدعت برخلاف سنت پہیل رہا ہی سو تجہکو ضرور ہی کہ بدعات اور محدثات امور سی بہت ہی

من البدع [illegible] انفق عليه الجمهور فلا يغرنك اتفاقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي

بچتا رہی اگرچہ اوس بدعت پر بہت خلقت نی اتفاق کیا سو سواونکی اتفاق سی بدعات پر جو بعد صحابہ کی نکلی ہین فریب نہ کہانا بلکہ تجہکو

[illegible] التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم

[illegible] اونکی حالات اور عملون کی تلاش مین [illegible] کیونکہ سب مین بڑا عالم اور مقرب الہی وہ ہی جو اونسی زیادہ مشابہت رکہتا ہی

[illegible] اصول [illegible] الشريعة عن صاحب الشرع وقد جاء في الحديث

[illegible] شریعت کی نقل مین صاحب شرع سی اور حدیث مین آیا ہی

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم والمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف

کہ جب آدمیوں میں اختلاف پڑی تو لازم پکڑو انبوہ کثیرہ کو اور اس سی مراد لازم کر لینا حق کا اور اتباع اوسکا ہی اگرچہ متمسک بہ قلیل ہو اور مخالف

له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل بعدهم وقد قال فضيل بن

کثیر ہو اسواسطی کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ تھی اور بعد صحابہ کی انبوہ باطل کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور فضیل بن عیاض نی

عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال

یہہ مضمون بیان کیا ہی اختیار کر طریقہ ہدایت کا اور تجھکو کچھ نقصان نہیں ہی کوتاہی سالکین سی اور بچیارہ گمراہی کی رستی سی اور فریب مین مت آنا ہلاک ہونیوالوں کی کثرت سی اور

بعض السلف اذا وافقت الشريعة ولاحظت الحقيقة فلا تبال وان خالف رايك جميع الخليقة وقال ابن

بعض متقدمین نی کہا ہی اگر تو شریعت کی موافق ہی اور حقیقت کو دیکھ چکا تو پھر کچھ پرواہ نہیں ہی اگرچہ تیری رائی کا تمام عالم مخالف ہو اور ابن مسعود نی

مسعود انتم في زمان خيركم المسارع في الامور وسياتي زمان بعدكم خيرهم فيه المثبت المتوقف لكثرة

کہا ہی تم ایسی زمانہ مین ہو کہ تم مین بہتر وہ ہی جو جلدی کری کاموں مین اور تمہاری بعد زمانہ آتا ہی اوس زمانہ مین بہتر سب سی ثابت رہنی والا توقف کرنیوالا ہی بسبب کثرت

الشبهات قال الامام الغزالي ولقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان ووافق الجماهير فيما هم فيه وخاض

شبہات کی امام غزالی کہتی ہین البتہ سچ کہا ہی اسواسطی کہ جو اس زمانہ مین قایم نہ رہا اور انبوہ کی ساتہہ ہو گیا جسمین وہ لگی ہوئی تہی اور اونکی سی

فيما خاضوا فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة و

باتین بنانی لگا تو ہلاک ہوگا جیسی وہ ہلاک ہوئی کیونکہ دین کی اصل اور خوبی اور درستی عبادات اور تلاوت کی کثرت سی اور

المجاهدة بالجوع وغيره وانما هو باحرازه من الافات والعاهات التي تاتي عليه من البدع والمحدثات

بہوکہ کی مشقت اوٹہانی سی نہیں ہی بلکہ دین کی خوبی آفات اور صدمات سی بچانی مین ہی جو اوسپر بدعتین اور نئی نئی مقدمات کرتی ہی

فانها لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فيا ليتنا

البتہ یہہ بدعتین اس کثرت سی پہیلی ہین کہ گویا دین کا نشان ہو گئین یا ایسی کہ گویا ہماری اوپر فرض ہین کاشکی ہم

كنا نباشرها على انها بدعة اذ لو كان كذلك نرجى من التوبة والاستغفار ولكنا اخذناها طاعة

یہہ بدعات بدعت ہی جان کر عمل مین لاتی اگر ایسا ہوتا تو البتہ ہمسی توبہ اور استغفار کی امید ہوتی پر ہمنی تو بدعات کو طاعت

وعبادة وجعلناها دينا لنا مقتفين في ذلك اثار من سهي او غلط او غفل من بعض من تقدمنا

اور عبادت اور اپنا دین بنا لیا ہی اسی سبب سی ہمنی پیروی متقدمین مین سی اون لوگوں کی کی ہی جنہوں نی سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی

وجعلناه قدوة في ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ما ارتكبناه من تلك الامور فان كان ممن له توقير

اور ہمنی اونکو اپنی دین کا پیشوا ٹھہرا لیا اب اگر کوئی آکر ہمپر ان بدعات کی کرنی پر اعتراض کری یا برا بتا دی پہر اگر وہ معترض ایسا ہی کہ جسکی ہماری دلمین

في قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الى جوازه فلان وتذكر له بعض من تقدمنا ممن سهي او غلط

عزت ہی تو اوسکو یہہ جواب دینگی صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا شخص اسکی جواز کا قائل ہوا ہی اور اوسہی کا نام لیدینگی جو ہم سی پہلی سہو کر چکا ہی یا غلطی کہا چکا ہی

او غفل وان كان ممن لا توقير له في قلوبنا يسمع منا ما لا يظنه ولا يخطر باله كل ذلك بسبب الجهل

یا غفلت کی ہی اور اگر وہ معترض ایسا ہی کہ ہماری دلونمین اوسکی عزت نہیں تو ہمسی وہ دہتکار سنیگا کہ نہ اوسکی گمان مین تہی نہ دلمین خیال تہا یہہ سب بسبب ہماری جہل

المركب فينا لانا لو رابينا على انفسنا على ما هي عليه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الى الحق وما اتينا

مرکب ہونی کی ہی اسواسطی کہ ہم اگر اپنی جہل مرکب ہونی کو جانتی سو البتہ ہم جواب اوس شخص کا جسنی ہمکو راہ حق بتلایا مان لیتی اور اوس شخص کی بات کو

من سهي او غلط او غفل حجة في ديننا اذ لا يجوز ان يقلد الانسان في دينه الا من هو معصوم وهو صاحب الشريعة

جس نی سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی اپنی دین مین حجت قایم کرتی اسواسطی کہ جایز نہیں کہ آدمی اپنی دین مین مقلد ہو سوائی معصوم کی کہ وہ صاحب شریعت کا ہی

او من شهد له صاحب الشريعة بالخير وهم القرون الثلثة الذين اقتضت حكمة الشارع ان
یا جسکی حق مین صاحب شریعت نی شہادت خیر کی دی ہو اور وہ تینون قرن ہین جنہین سی موافق اقتضا حکمت شارع کی
يختص كل قرن منهم بفضيلة فالقرن الاول خصهم الله بمزية لا سبيل لاحد ان يلحقهم فيها فانه
ہر ہر قرن ایک ایک فضیلت سی مخصوص ہی پس قرن اول کو اللہ تعالی نی خاص کیا ہی ایسی فضیلت سی کہ اوسمین کوئی اونکی برابری نہین کرسکتا کیونکہ اللہ
تعالى خصهم لرؤية نبيه وبمشاهدة نزول القران عليه والهمهم حفظه حتى لا يكون حرف واحد منه
تعالی نی انکو خاص کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سی اور نزول قرآن کی مشاہدہ سی اور انکو الہام کیا قرآن کی حفاظت کا یہان تک کہ اوسمین سی ایک حرف
ضايعا فجمعوه ويسروه لمن بعده فحفظوا احاديث نبيهم في صدورهم واثبتوها على ما ينبغي فحصل لهم
ضایع نہین ہوا اور اوسکو جمع کرکر پچھلون پر آسان کیا پھر یاد کیا فرمودہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی دلون مین اور ثابت رکھا جیسا کہ بایدوشاید سو اونکی واسطی
في اقامة هذا الدين حظ كثير لا يمكن الاحاطة به ولا يصل احد اليه فجزاهم الله تعالى عن امة نبيهم
اس دین کی قایم رکھنی مین بڑا ہی ثواب حاصل ہوا کہ احاطہ سی باہر ہی اور کوئی اونکی مرتبہ کو نہین پاسکتا اونکو اللہ تعالی امت نبی علیہ السلام کی طرف سی
خير جزاء ثم عقبهم التابعون فجمعوا ما كان من الاحاديث ومسائل الدين متفرقا وانقلوا الاحكام
اچھی جزا عنایت کری پھر اونکی بعد تابعین پیدا کئی اونہون نی تمام حدیثین اور دینی مسائل متفرقہ جمع کئی اور احکام دین
والتفسير من الصحابة حتى كان احدهم يرتحل في طلب الحديث الواحد والمسئلة الواحدة مسيرة
اور تفسیر صحابہ سی روایت کی یہان تک کہ بعضا واسطی تلاش ایک حدیث اور ایک مسئلہ کی
شهر او شهرين وضبطوا امر الشريعة اتم ضبط فحصل لهم في اقامة هذا الدين ايضا فضل كثير ثم عقبهم
ایک ایک دو دو مہینی کا سفر کرتا تہا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو بہی دین کی قایم کرنی مین بڑی فضیلت حاصل ہوئی پھر اونکی بعد
تابعو التابعين الذين ظهر فيهم الفقهاء المرجوع اليهم في النوازل فوجدوا القران مجموعا ميسرا و
تابعیون کی تابع پیدا ہوئی جنمین فقہاء ظاہر ہوئی جنکی سامنی حوادثات پیش کئی جاوین اونکو قرآن جمع کرایا آسانی سی ہاتھ آیا اور
وجدوا الاحاديث قد احرزت وضبطت فتفقهوا في القران والاحاديث على مقتضى قواعد
احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پائین سو اونہون نی احکام موافق اقتضاء قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سی
الشريعة واستنبطوا منهما احكاما على مقتضى الاصول وعينوا وجوه الدلالات ويسروها على الناس
استنباط کئی اور اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دلالت کی طریقی مقرر کئی اور اوسکو اور لوگون پر آسان کردیا
وانتظم الحال واستقر دين الامة المحمدية بسببهم فحصل لهم في اقامة هذا الدين خصوصية
اور اونکی سبب سی حال منتظم اور دین امت محمدی کا درست ہوگیا ان صاحبون کو بہی اس دین کی اقامت سی ایک خصوصیت حاصل ہوئی
ايضا فلما مضوا لسبيلهم اتى من بعدهم فلم يجدوا وظيفة يقوم بها بل وجد الامر على اكمل الحالات
جب یہ لوگ بہی گذرچکی تو اونکی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تو اونکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جسکی درستی مین لگین بلکہ انکو دین کامل تر حالات پر ملا
فلم يبق له الا ان يحفظ ما استنبطوه وبينوه ولا يحصل له خير الا باتباعهم وتقليدهم وبقائه في
اونکا اتنا ہی کام رہی کہ جو پہلی لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئی ہین اوسکو یاد اور محفوظ رکہین انکی حق مین بہتر یہہ ہی کہ اونکی رستہ پر چلین اور انکی مقلد اور اونکی
ميزانهم فان ظهر لهم فقه غير فقههم فهو مردود عليه الا ان يكون مما لم يفهم بيانه في زمانهم لا بالفعل و
وضع پر قایم رہین اگر یہہ کوئی حکم اونکی احکام کی مخالف ظاہر کرین تو سب مردود ہی ہان اگر ایسی حادثہ کا ہو کہ جسکا بیان اونکی زمانہ مین نہین ہوا نہ فعل سی اور
لا بالقول ثم ينبغي له ان ينظر فيه على مقتضى قواعدهم في الاحكام الثابت عنهم فاذا كان على مقتضى
نہ قول سی اب یہہ چاہئی کہ اوس حکم مین اونکی قواعد کی موافق جو احکام مین ثابت کرگئی ہین غور اور تامل کرین پہر اگر وہ حکم اونکی

اصولهم

اصولهم یقبل عنه والا فلا لان کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة انها مستحبة ثم یاتی علی ذلک بدلیل

قاعده اوراصل کی موافق ہو تو مقبول اور منظور ہی اور نہین تو نہین اسواسطی جو انکی بعد پیدا ہوتا گیا ہی بدعت کو مستحسن کہتا رہا ہی پہر وسپر ایک دلیل اونکی

خارج عن اصولهم فذلک غیر مقبول منه لان التقلید والاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن انما یجوز

اصول سی مخالف قایم کردیتا ہی سو یہہ دلیل اونکی مقبول نہین ہی اسواسطی کہ تقلید اور پیروی غیر کی صرف نیک گمان سی

لمن کان مجتهدا عدلا لا لمن کان مقلدا لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طویل فحصر طریق

مجتہد عادل ہی کی جایز ہی مقلد کی جایز نہین ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت درازسی نہین ہی تو طریقہ

معرفة مذهب المجتهد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء لمن کان قادرا علی استخرجه

مجتہد کی مذہب دریافت کرنیکا بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء مین مستعمل ہوتی رہی ہو ایسی کی نی جو اوسکی استخراج پر قادر ہو

او اخبار عدل موثوقا به فی علمه وعمله لمن لم یکن قادرا علی استخراجه فلا یجوز العمل بکل کتاب

یا بواسطہ بیان عادل کی ہی جسکی علم اور عمل پر اعتماد ہو پہر ایسی کی واسطی جو قدرت استخراج کی نرکہتا ہو سو ہر کتاب پر عمل جایز نہین ہی

اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال من غیر معرفة بحقیقة الحال ولا بقول کل عالم

اسلئی کہ اس زمانہ مین بہت کتابین ایسی ہین کہ جو ضعیف لوگون نی بدون دریافت حقیقت حال کی جمع کین ہین اور نہ ہر عالم کی کہنی پر عمل جایز ہی

اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة فالمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة

اسواسطی کہ بعد قرون ثلثہ کی لوگون مین فسق غالب ہوگیا ہی پس مرد مستور الحال بہی فاسق کی مثال ہی پس ضروری ہی کہ عدالت صدق کو غالب کرنیوالی

لجانب الصدق ثم ههنا قاعدة مقررة لا بد من معرفتها وهی ان المسئلة الفقهیة اذا نقلت

موجود ہو پہر یہان ایک قاعدہ ٹہرا ہوا ہی اوسکا دریافت کرنا ضرور ہی وہ یہہ ہی کہ کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی

ینبغی ان ینظر فیها فان کان ماخذها معلوما مشهورا من الکتاب والسنة والاجماع فلا نزاع

تو اوسمین نظر کرنی چاہئی پہر اگر اوسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع سی تو اوسمین کسیکو

فیها لاحد وان لم یکن ماخذها معلوما بل کانت اجتهادیة فان کان ناقلها مجتهدا یلزم علی من

کچہہ خلاف نہین ہی اور اگر اوسکا ماخذ معلوم نہین ہی بلکہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو پہر اگر اوسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی

کان مقلدا ان یتبعه ولا یلزم علیه ان یطلب منه دلیلا لان کلام المجتهد دلیل له وان لم یکن

کہ اوسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہین ہی اس لئی کہ مجتہد کا قول ہی اوسکی دلیل ہی اور اگر

ناقلها مجتهدا بل کان مقلدا فان نقلها من المجتهد فاثبت نقله منه یلزم الاتباع فیها ایضا

اوسکا ناقل مجتہد نہین بلکہ مقلد ہی پہر اگر اوسنی کسی مجتہد سی نقل کیا ہی اور نقل بہی ثابت کردی تو اوسمین بہی اتباع لازم ہی

وان لم ینقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد اخر او اطلق فان بین فیها دلیلا شرعیا

اور اگر مجتہد سی نقل نہین کیا بلکہ اپنی طرف سی نقل کیا ہی یا اور مقلد سی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہین لیا پہر اگر اوسمین کوئی دلیل شرعی

فلا کلام فیها حینئذ وان لم یبین ینظر ان کان کلامه موافقا للاصول والکتب المعتبرة ولم یکن فیها خلاف

بیان کی ہی تو اوسمین اب بہی کچہہ کلام نہین ہی اور اگر دلیل نہین بیان کی تو اوسمین تامل کیا چاہئی اگر اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مطابق ہی اور اوسمین خلاف بہی نہین ہی

یجوز العمل بها لکن ینبغی للعامل بها ان لا یقف فی مقام تقلیده بل یطلب منه دلیلا علی ما نقل وان کان

تو اوسپر بہی عمل جایز ہی لیکن عمل کرنیوالی کو چاہئی کہ صرف تقلید پر نہ رہ جاوی بلکہ اوس منقول پر اوس سی دلیل طلب کری اور اگر

کلامه مخالفا للاصول والکتب المعتبرة فلا یلتفت الیه اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا یعلم

اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مخالف ہو تو اوس طرف کچہہ توجہ نہین ہی اسواسطی کہ علما صاف کہہ چکی ہین جس مسئلہ کی صحت معلوم نہو

صحته لا یصح اتباعه وان لم یعلم بطلانه فضلا عما علم بطلانه المجلس التاسع عشر فی

اوسکا اتباع صحیح نہین ہی اگرچہ بطلان بہی نہ معلوم ہو چہ جائیکہ اوسکا بطلان معلوم ہو انیسوین مجلس

بیان بدعیة صلوة النوافل بالجماعة کالرغائب وغیرها قال رسول الله صلی

اس بیان مین کہ نفلین جماعت سی ادا کرنی بدعت ہی جیسی صلوة رغایب وغیرہ فرمایا رسول اللہ صلی

الله علیه وسلم فی خطبة یوم النحر فی حجة الوداع ان الزمان قد استدار کهیئته یوم خلق السموات

اللہ علیہ وسلم نی لیوم النحر کو حجۃ الوداع کی خطبہ مین بیشک زمانہ اوس ہیئت پہ پہنچگیا کہ جس دن پیدا کیا اللہ نی آسمانون

والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلث متوالیات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب

اور زمین کو سال بارہ مہینہ کا ہی اونمین سی چار مہینی حرام یعنی عزت کی ہین تین تو پی در پی ہین ذیقعد اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب

مضر فرد الذی بین جمادی وشعبان هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو بکرة ومعناه ان الزمان

مضر والا اکیلا ہی جو درمیان جمادی الثانی اور شعبان کی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو بکرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ زمانہ

الذی انقسم الی الشهور والاعوام عاد الی ما کان علیه ورجعت السنة الی اصل الحساب الذی اختاره

جسکی مہینی اور برس مقرر کرکہی ہین جیسی کہ اصل مین تہا پہیر ہوگیا اور سال بہی اوسہی اصلی حساب پر ہوگیا جو اللہ تعالی نی اختیار کیا ہی

الله تعالی یوم خلق السموات والارض وعاد الحج الی ذی الحجة بعد ما کان اهل الجاهلیة ازالوه من محله

جس دن کہ آسمانون اور زمین کو پیدا کیا تہا اور حج بہی ماہ ذیحجہ مین ہوگیا بعد ازان کہ کفار جاہلیہ نی اوسکی محل سی سرکا دیا تہا

بالنسیء الذی احدثوه وهو النسیء الذی ذکره الله تعالی فی کتابه وقال انما النسیء زیادة فی الکفر

نسیء کا نیا طریقہ نکال کر یہہ وہ ہی نسی ہی جسکو اللہ تعالی اپنی کتاب مین ذکر کرتا ہی اور فرمایا یہہ جو مہینہ ہٹا دینا ہی سو بڑہانا ہی کفر مین

ومعناه تاخیر تحریم شهر الی شهر اخر فانهم فی الجاهلیة کانوا یعظمون الاشهر الحرم وراثة من ابرهیم

اسکی معنی ٹلا دینا ایک مہینی کی تحریم کا دوسری مہینی پر یہہ کفار جاہلیت مین اشہر حرام کی تعظیم ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی عہد سی

واسمعیل علیهما السلام وکانوا یحرمون فیها القتال حتی احدثوا النسیء فغیروا التحریم لانهم بسبب کون

کرتی چلی آتی تہی پشت در پشت اور ان مہینون مین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی یہان تک کہ اون کفار نی نسیء کا طریقہ نکالا اور تحریم کو بدل ڈالا کیونکہ اکثر گذران

عامة معاشهم من الغارة کانوا اصحاب حروب وغارات فاذا جاء شهر حرام وهم فی حرب کان یشق علیهم

اور معاش اونکی لوٹ پر تہی اس لئی بڑی لڑنی والی اور لٹیری تہی جب مہینہ حرام آجاتا اور وہ لڑائی پر ہوتی تو اونکو اوس لڑائیکا ترک کرنا دشوار ہوتا تہا

ترک الحرب فیحلونه ویحرمون مکانه شهر اخر حتی رفضوا خصوص الاشهر واعتبروا مجرد العدد وربما

پہر اوس مہینہ کو حلال کر لیتی تہی اور اوسکی جگہہ اور مہینہ کو حرام ٹہرا دیتی تہی یہان تک کہ خصوصیت ان مہینون کی ترک کردی صرف گنتی کا اعتبار رکہا اور بعضی وقت

زادوا فی عدد شهور السنة وجعلوها ثلثة عشر واربعة عشر لیتسع لهم الوقت ولذلک ورد التنصیص

گنتی برس دن کی مہینون کی بڑہا ایک برس کو تیرہ مہینہ کا اور چودہ مہینہ کا ٹہرا دیتی تاکہ وقت مین گنجایش ہوجا اسہی واسطی حدیث مین کہول کر

علی العدد فی الحدیث فانه علیه السلام بین فیه ان السنة اثنا عشر شهرا وانها فی شرعه مقدرة

گنتی کو بیان کیا پس حضرت علیہ السلام نی فرمایا کہ برس دن بارہ مہینہ کا ہوتا ہی اور ہماری شرع مین اندازہ

بسیر القمر لا بسیر الشمس کما یفعله اهل الکتاب ومن هذه الاشهر القمریة اربعة حرم ثلث منها متوالیات

چاند کی رفتار کا ہی آفتاب کی رفتار کا نہیں جیسا اہل کتاب کرتی ہین اور انہین قمری مہینون مین سی چار مہینہ حرام ہین تین اونمین سی پی در پی ہین

وهی ذو القعدة وذو الحجة والمحرم وواحد فرد وهو رجب وانما اضیف الی مضر فی الحدیث لان قبیلة

یعنی خالی دہ ایعرہ عید اور دہا اور ایک اکیلا ہی یعنی مریم روزہ اور حدیث مین اس مہینہ کو مضر کی طرف اس لئی نسبت کیا ہی کہ قبیلہ مضر

کان

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها
اسکی تعظیم اور حرمت بہت کرتا تہا اسیلئے اونکی طرف منسوب ہوگیا اس مہینہ مین اہل جاہلیت کی بہت احکام تہی ایک یہہ حکم تہا

انهم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جاريا في ابتداء الاسلام واختلف
کہ اسمین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی چنانچہ اوپر گذرا اور یہہ تحریم ابتداء اسلام مین بہی جاری تہی اور اسکی قایم رہنی مین علماء کو

العلماء في بقائه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي عليه السلام
اختلاف ہی جمہور کی نزدیک منسوخ ہی اس دلیل سی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام کی فتح بلاد مین مشغول رہی

بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال في شيء من الاشهر
اور قتال اور جدال برابر کرتی رہی کسی سی یہہ منقول نہین ہوا کہ اشہر حرام مین سی کسی مہینی مین جنگ مین توقف کیا ہو

الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا في الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمونها
یہہ دلالت کرتا ہی کہ بالاجماع تحریم منسوخ ہوئی اور ایک یہہ حکم تہا کہ کفار جاہلیت مین اسمین قربانی ذبح کرتی تہی اسکا نام عتیرہ رکہہ چہوڑا تہا

عتيرة واختلف العلماء في حكمها بعد الاسلام فالاكثرون على ان الاسلام ابطلها لما ثبت في
اوسکی حکم مین بہی بعد اسلام کی علماء نی اختلاف کیا ہی اکثر علماء کا یہہ قول ہی کہ اسلام نی اسکو باطل کردیا چنانچہ

الصحيحين عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتحتين اول ولد تلده الناقة
صحیحین مین ابوہریرہ کی روایت سی ثابت ہی کہ آپ نی فرمایا نہ فرع ہی اور نہ عتیرہ اور فرع ساتہہ زبر فا اور را کی پہلا بچہ جو اوٹنی جنی

وكان اهل الجاهلية يذبحونه لالهتهم في الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح
اور اہل جاہلیت اوسکو اپنی بتون کی نام پر برکت کی واسطی جاہلیت مین ذبح کیا کرتی تہی اور عتیرہ ایک قربانی تہی

في العشر الاول من رجب وتسمى رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية في الجاهلية واهل الاسلام
جو رجب کی پہلی دہی مین ذبح کرتی تہی اسکا نام رجبیہ تہا اہل جاہلیت جاہلیت مین اسکو ثواب جانتی تہی اور اہل اسلام بہی

في صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روي عن الحسن انه قال ليس في الاسلام
ابتداء اسلام مین پہر یہہ اس حدیث سی لا فرع ولا عتیرہ منسوخ ہوگیا اور حسن سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا اسلام مین عتیرہ نہین ہی

عتيرة وانما كانت العتيرة في الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتر فيه وشبه الذبح فيه
عتیرہ جاہلیت ہی کہ مین تہا بعضا اونمین سی رجب مین روزہ رکہتا اور عتیرہ ذبح کرتا اور رجب مین ذبح کرنیکو تشبیہ دی ہی

باتخاذه موسما وعيدا وروي عن طاؤس انه قال لا تتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا
کہ گویا موسم اور عید بنایا ہی اور طاؤس سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور نہ کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہہ ہی

ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاءت الشريعة باتخاذه عيدا
کہ مسلمانون کو جایز نہین ہی کہ کسی وقت کو وقتون مین سی عید ٹہرالین سوا اوسکی جو شریعت مین عید ٹہر چکا ہی یعنی ہر ہفتہ مین

وهو في الاسبوع يوم الجمعة وفي العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق واما ما عدا ذلك
جمعہ کا دن اور ہر سال مین دن عید الفطر کا اور دن بقرہ عید کا اور ایام تشریق کی اور جو ان دنونکی سوا ہین

فاتخاذه عيدا وموسما بدعة لا اصل له في الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم
سو اونکا عید اور موسم ٹہرانا بدعت ہی شریعت محمدی مین اوسکی کچہہ اصل نہین ہی بلکہ مشرکون کی عید ہی اور مشرکون کی

اعياد زمانية واعياد مكانية فلما جاء الاسلام ابطلها الله تعالى وعوض عن اعيادهم الزمانية
بہت عیدین تہین زمانی بہی اور عیدین مکانی بہی جب اسلام آیا تو اللہ تعالی نی سب باطل کردی اور عوض مین اونکی زمانی عید کی

عيد الفطر وعيد النحر وايام التشريق ومن اعيادهم المكانية الكعبة وعرفات والمنى والمزدلفة

عید الفطر اور بقر عید اور ایام تشریق مقرر کردی اور اونکی مکانی عید کی بدلے کعبہ اور عرفات اور منی اور مزدلفہ ٹھیرا دیا

وليس من هذه المواسم موسم ولا من هذه الاماكن مكان الا وفيه لله تعالى وظيفة من وظائف

اور ان موسموں میں سی نہ کوئی موسم اور نہ ان مکانوں میں کوئی ایسا مکان کہ جسمیں وظیفہ الہی اور وظیفہ طاعت مقرر نہو

طاعاته يتقرب بها اليه ولطيفة من لطائف نفحاته يصيب بها من يشاء من عباده بفضله و

کہ سبب ہو تقرب کا طرف اللہ تعالی کی اور لطیفہ نہو لطایف خوشبو سی دیوی جسکو چاہی اپنی بندوں میں سی اپنی فضل اور

رحمته فالسعيد من اغتنم هذه المواسم والاماكن وتقرب فيها الى مولاه بما شرع فيها من وظائف

رحمت سی پس نیک بخت وہ شخص ہی جو غنیمت جانی ان موسموں اور مکانوں کو اور تقرب حاصل کری اپنی مولا سی بوسیلہ اون وظیفوں

الطاعات حتى يصيبه نفحة من تلك النفحات ويامن بها من عذاب النار وما فيها من النفحات و

طاعات کی جو اون موسم اور مکانوں میں مشروع ہوئی ہیں یہاں تک کہ ایک لپٹ اوس خوشبو کی حاصل ہو اور اوسکی سبب سی آگ کی عذاب سی اور جو اوسکی اندر صدمات ہیں بچی اور

اما الصوم فيه فقد ورد فيه احاديث من جملتها ما رواه البيهقي في شعب الايمان عن انس انه عليه السلام

رجب میں روزہ کی بہت حدیثیں آئی ہیں اونہیں سی ایک وہ حدیث ہی جو بیہقی نی شعب الایمان میں انس سی روایت کی ہی کہ آپ نی فرمایا

قال في الجنة نهر يقال لها رجب اشد بياضا من اللبن واحلى من العسل من صام يوما من رجب

جنت کی اندر ایک نہر ہی اوسکا نام رجب ہی دودھ سی زیادہ سپید اور شہد سی زیادہ شیریں جو شخص ماہ رجب میں کسی دن روزہ رکھیگا

سقاه الله تعالى من ذلك النهر هذا في صيام بعضه واما صيام كله فلم يصح فيه بخصوصه شئ

اوسکو اللہ تعالی اوس نہر میں سی پانی پلاویگا یہہ سند ہی رجب کی تہوڑی روزوں کی اور رہا تمام کامل مہینی کی سو خاص رجب کی باب میں کوئی سند

عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه وانما ورد في صيام الاشهر الحرم كلها ورجب احدها فيلزم ان لا ينهى

نبی علیہ السلام سی اور اصحاب سی ثابت نہیں ہی اور سند ہی تو تمام اشہر الحرام کی اس میں ہی اور ہمیں کا ایک رجب بھی ہی اب لازم یہہ ہی کہ رجب کی

[illegible] وقد روى عن ابي قلابة انه قال في الجنة قصر لصوام رجب قال البيهقي ابو قلابة من

[illegible] اور ابی قلابہ سی روایت ہی کہ کہتی تہی جنت میں ایک محل ہی رجب کی روزہ داروں کی لئی بیہقی کہتا ہی ابو قلابہ

كبار التابعين لا يقول مثله الا عن بلاغ عمن فوقه ممن سمع عن النبي عليه السلام نعم قد روى عن

[illegible] ایسا شخص ایسی بات بدون سنی اپنی سی مقدم کی کہ اونسی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہو نہیں کہہ سکتا ہی ہاں ابن عباس کی روایت ہی

ابن عباس انه كره ان يصام رجب كله وكرهه امام احمد ايضا وقال يفطر منه يوما او يومين وحكى

[illegible] تہی کہ تمام رجب کی روزہ رکھی جاویں اور مکروہ جانتی تہی امام احمد بہی امام احمد کہتی ہیں کہ ایک یا دو دن افطار کر دی اور حکایت ہی

[illegible] ابن عباس لكن تزول كراهة صومه بان يصوم معه شهرا آخر وقد قال الماوردي في الاقناع

[illegible] ابن عباس سی لیکن جاتی رہتی ہی کراہت تمام رجب کی روزوں کی اسطور کہ اسکی ساتھہ ایک اور مہینی کی روزی رکھی اور الماوردی اقناع میں کہتا ہی

يستحب صوم رجب وشعبان واما الصلوة فيه فلم يثبت فيه صلوة مخصوصة يختص به فعلى هذا

[illegible] رجب اور شعبان کی اور نماز ماہ رجب کی اندر سو کوئی نماز خاص رجب ہی کی ثابت نہیں ہوئی ہی جو رجب ہی خصوصیت رکھتی ہو اس بیان کی رو

فينبغي لمن كان له ديانة واذعان ان لا يلتفت الى ما اكب عليه الناس في هذا الزمان ولا يغتر بشيوعه

[illegible] دیانت اور یقین ہو اسی کہ متوجہ ہووی اوس نماز پر کہ [illegible] پڑی ہیں اوسپر تمام لوگ اس زمانہ میں اور دہوکہ میں نہ آجاوی

في دار الاسلام وكثرة وقوعه في البلاد العظام من صلوة الرغائب في ليلة الجمعة الاولى منه

دار الاسلام میں مشہور ہونی سی اور بڑی بڑی شہروں کی اندر عمل کرنی سی یعنی صلوۃ الرغائب جو رجب میں پہلی جمعہ کی شب میں پڑھتی ہیں

لما روي

المروي انه عليه الصلوة والسلام قال وايا كم ومحدثات الامور فان كل محدث بدعة وكل بدعة ضلالة

اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بچتے رہو نئی نئی باتوں سے کیونکہ ہر محدث یعنی نوایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے

وفي حديث اخر انه عليه السلام قال شر الامور محدثاتها وكل محدث بدعة وكل بدعة ضلالة فكل

اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا سب کاموں میں بدتر نوایجاد ہیں اور ہر محدث بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اب

من هذين الحديثين يدل على كون تلك الصلوة في هذه الليلة بدعة وضلالة لكونها من محدثات

یہہ دونو حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہہ نماز اس رات میں بدعت اور گمراہی ہے اسواسطے کہ نوایجاد ہے

الامور لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين ولا في عهد الائمة المجتهدين بل حدثت بعد

نہ صحابہ کے عہد میں تھی اور نہ تابعین کے زمانہ میں اور نہ ائمہ مجتہدین کے وقت میں بلکہ ہجرت نبوی سے

المائة الرابعة من الهجرة النبوية ولذلك لم يعرفها المتقدمون ولم يتكلموا فيها وقد ذمها العلماء من اعيان

چوتھی صدی کے بعد پیدا ہوئی ہے اسی لئے متقدمین اسکو نہیں جانتے تھے اور نہ اسمیں کچھ کلام کی ہے اور عمدہ علماء

المتاخرين وصرحوا بانه بدعة قبيحة مشتملة على منكرات وقالوا الاحاديث الواردة فيها موضوعة

متاخرین نے اسکی برائی بیان کی اور صاف کہا ہے کہ یہہ نماز بدعت قبیحہ ہے اسمیں کئی منکرات ہیں اور کہا ہے کہ تمام حدیثیں اس باب کی وضعی ہیں

والمتهم بوضعها ابن جهضم وبعد هذا التصريح لا اعتداد بكونها مذكورة في بعض الكتب والرسائل لانا انما نعرف

اور انکا واضع ابن جہضم کو کہتے ہیں اور جب علماء یہہ تصریح کر چکے تو پھر اسکا کیا اعتبار ہے کہ بعضی کتابوں اور رسالوں میں مذکور ہے اسواسطے کہ ہمکو

الدين وحصول الثواب والعقاب من الشارع لعدم استقلال العقل فيه فتلك الصلوة في هذه الليلة

دین اور حصول ثواب اور عقاب کا شارع سے معلوم ہوا ہے کیونکہ عقل اسباب میں مستقل نہیں ہے پس یہہ نماز اس رات میں

لم يصلها النبي عليه السلام ولا احد من الصحابة ولم يحث عليها فلا يحصل فيها الثواب بل يكون فعلها

نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اور نہ کسی نے اصحاب میں سے اور نہ کسی اور کو تعلیم کی پس اسمیں ثواب نہیں حاصل ہوگا بلکہ اسکا پڑھنا

عبثا يخشى منه العقاب كما قال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبانة اراد

عبث ہوگا اسمیں اندیشہ عقاب کا ہے چنانچہ صاحب مجمع البحرین اپنی شرح میں کہتا ہے کہ ایک شخص نے عید کے دن عیدگاہ میں

ان يصلي قبل صلوة العيد فنهاه علي فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة

دوگانہ عید الفطر سے پہلے نماز پڑھنی کا ارادہ کیا سواسکو حضرت علی نے منع کیا اس شخص نے کہا یا امیر المؤمنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالی نماز پڑھنے پر عذاب

فقال علي واني اعلم ان الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم او يحث عليه

پس علی نے کہا میں یہہ خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہیں دیتا جبتک کہ اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل میں نہ لاویں یا اور کو تعلیم کریں

فيكون صلاتك عبثا والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به وبمخالفتك لرسوله وقال ابن همام ما

اب تیری نماز عبث ہے اور عبث حرام ہے شاید کہ اللہ تعالی اس نماز پر تجھکو عذاب دے اور تیری اس مخالفت پر اپنے رسول سے ابن الہمام کہتا ہے جو عبادت

تردد من العبادات بين الواجب والبدعة ياتي به احتياطا وما تردد بين السنة والبدعة يتركه لان ترك

مشکوک ہو درمیان واجب اور بدعت کی تو اوسکو واسطے احتیاط کی ادا کرے اور جو عبادت مشکوک ہو درمیان سنت اور بدعت کی تو اوسکو ترک کرے اسلئے کہ

البدعة لازم واداء السنة غير لازم فتلك الصلوة مما تردد بين ما دون السنة والبدعة فتعين تركها ولا

بدعت کا ترک ضروری ہے اور ادا سنت کا ضرور نہیں ہے اب یہہ نماز یعنی صلوة الرغائب ایسی ہے جو مشکوک ہے درمیان میں کمتر کی سنت اور بدعت کی تو اسکو

يحل لاحد فعلها لا منفردا ولا جماعة لان الجماعة فيها بدعة ايضا اذ ادنى مرتبتها ان يكون نفلا

چاہیئے کسیکو اسکا پڑھنا حلال نہیں ہے نہ اکیلے اور نہ جماعت سے اسواسطے کہ اسمیں جماعت بھی بدعت ہے اسلئے کہ انکا ادنی مرتبہ یہہ ہے کہ نفل ہو اور کتب معتبرہ میں

في الكتب المعتبرة كالكافي وغيره ان الفقهاء اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل عدا التراويح والكسوف والخسوف
جیسی کافی وغیرہ صاف مذکور ہی کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہین کہ سوای تراویح اور صلوۃ کسوف اور خسوف
والاستسقاء اذا كان سوى الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما يكره اذا كان على سبيل التداعي بان
اور استسقاء کی نفلون کی جماعت مکروہ ہی اگر سوای امام کی چار آدمی ہوجاوین اور کہتی ہین کہ نوافل جماعت سی جب مکروہ ہین کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا
يجتمع جماعة فوق الثلثة ويقتدوا بواحد واما لو اقتدى واحد او اثنان بواحد لا يكره وفي الثلثة اختلاف و
کہ تین سی زیادہ جمع ہوکر ایک کو امام کرلین اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہین ہی اور تین مقتدی ہون تو اسمین اختلاف ہی
في الاربعة يكره اتفاقا وقد ثبت في الاصول ان الاداء بالجماعة فيما شرعت فيه الجماعة كالمكتوبات والجمعة و
اور چار مقتدی ہون تو بالاتفاق مکروہ ہی اور اصول مین ثابت ہوچکا ہی کہ ادا کرنا نماز کا جماعت سی جن نمازون مین جماعت جایز ہی جیسی فرایض پنجگانہ اور نماز جمعہ
العيدين والتراويح والوتر في رمضان اداء كامل و في غيرها عيب و نقصان بمنزلة الاصبع الزائدة وتلك الصلوة
اور عیدین اور تراویح اور رمضان مین وتر یہہ اداء کامل ہی اور انسی سوا اور نمازین جماعت سی عیبدار اور ناقص ہین جیسی چھٹی اونگلی اور یہہ نماز
ليست منها فتكون الجماعة فيها عبثا ونقصانا ولو بعد النذر لان التنفل بالجماعة مكروه ومعصية والنذر
اون نمازون مین داخل نہین ہی پس جماعت اس نماز کی عیب اور نقصان ہی اگرچہ منت مانی ہو اسلئی کہ نفلین جماعت سی مکروہ اور گناہ ہی اور منت کرنی
بالمعصية لا يجوز ولا يلزم الوفاء به لما ثبت في صحيح البخاري عن عائشة انه عليه السلام قال من نذر
گناہ کی جایز نہین ہی اور اوسکا پورا کرنا بہی لازم نہین ہی اسواسطی کہ صحیح بخاری مین حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی طاعت
ان يطيع الله فليطعه ومن نذر ان يعصي الله فلا يعصه فهذا الحديث يدل على ان النذر انما يجب الوفاء به اذا
الٰہی کی منت مانی تو لازم ہی کہ پوری کری اور جسنی معصیت کی منت مانی معصیت ہرگز پوری نکری تو یہہ حدیث اسپر دلالت کرتی ہی کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتی ہی کہ
كان في طاعة الله تعالى والمراد بطاعة الله ههنا ما ليس بواجب ولا معصية لان النذر مفهوم الشرعي ايجاب
طاعت الٰہی کی ہو اور مراد طاعت سی اسباب مین وہ ہی جو واجب نہو اور نہ معصیت ہو اسواسطی کہ شرع مین نذر کی معنی واجب کرلینا
المباح فلا ينعقد في الواجب ولا في المعصية بل ان وقع في المعصية يحرم الوفاء به ويلزم الكفارة كما في اليمين
مباح کا بس امر واجب اور گناہ مین نذر ذمہ پر نہین آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مانی تو اوسکا پورا کرنا حرام ہی اور کفارہ لازم ہوجاتا ہی جیسی قسم مین
لان حكمه حكم اليمين عند كثير من العلماء منهم ابو حنيفة واصحابه وحجتهم ما روى عن عايشة انه
اسواسطی کہ نذر اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہی امام ابو حنیفہ اور انکی یارون کا یہی مذہب ہی اور دلیل انکی وہ ہی حدیث ہی عائشہ کی روایت سی
عليه السلام قال لا نذر في معصية وكفارته كفارة يمين وفي حديث اخر رواه ابن عباس انه عليه السلام
کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین ہی نذر معصیت مین اور اوسکا کفارہ مانند کفارہ قسم کی ہی اور ایک اور حدیث مین ابن عباس کی روایت سی ہی کہ آپ نی فرمایا
قال من نذر نذرا في معصية فكفارته كفارة يمين فان قيل صلوة التسبيح اصلها ثابت عن النبي عليه
جسنی کہ کوئی منت گناہ کی مانی تو اوسکا کفارہ کفارہ قسم کا سا ہی اگر کوئی پوچھی صلوۃ التسبیح کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت ہی
فهل يجوز اداؤها بالجماعة بعد النذر في هذه الليلة فالجواب ان الجماعة في النوافل لما كانت مكروهة كراهة تحريم
پس اسکا بہی جماعت سی ادا کرنا منت کی بعد اسی رات مین جایز ہی یا نہین اسکا جواب یہہ ہی جب نفلون مین جماعت مکروہ تحریمی ٹھہری
لكونها بدعة كان النذر بها مكروها ايضا فلا يجوز ارتكابه لا سيما مع وجود تخصيص الوقت بل تجب على الخلق
بسبب بدعت ہونی کی تو اسکی نذر بہی مکروہ ہی تو اب اسطور پر ادا کرنا جایز نہین ہی خاص ایسی حال مین کہ وقت بہی خاص کررکہا ہو بلکہ خلق کی ذمہ
اتباع الحق وان لم يدركوا ما فيه من المصالح والاحتراز عن البدع والمحدثات وان لم يفهموا ما فيها من المفاسد
اتباع حق کا واجب ہی اگرچہ اوسکی خوبیونسی واقف نہون اور بدعت اور محدثات سی احتراز کرنا واجب ہی اگرچہ اوسکی مفاسد کو نہ سمجہتی ہون

فان مفاسدها کثیرة من جملتها ان کل ما احدث من الاعمال فی یوم من الایام او فی لیلة من اللیالی

کیونکہ اسکی مفاسد بہت ہین چنانچہ انمین سی ایک یہہ ہی کہ ہر بدعت عمل مخصوص کسی دن مین تمام ایام مین سی یا کسی رات مین تمام راتون مین سی

لابد ان یکون من یعمل به معتقدا ان ذلك الیوم افضل من سائر الایام والعمل فیه افضل من العمل فی سائر

ضرور اوسکی عمل کرنیوالیکا یہہ عقیدہ ہوگا کہ یہہ دن تمام دنون مین افضل ہی اور اسدن مین عمل تمام اعمال سی جو اور دنون مین ہو افضل ہی

الایام وان تلك اللیلة افضل من سائر اللیالی والعمل فیها افضل من العمل فی سائر اللیالی اذ لولا هذا الاعتقاد فی قلبه لما اقدم علی تخصیص

اور یہہ رات تمام راتون مین افضل ہی اور اس رات مین عمل اور راتون کی اعمال سی افضل ہی اسوسطی کہ اگر یہہ عقیدہ اوسکی دل مین ہوتا تو کیون روزہ اوسدن کا خاص

ذلك الیوم بصیام وتلك اللیلة بقیام لان النبی علیه السلام نهی عن تخصیص بعض الاوقات بصلوة او صیام ورخص فی ذلك اذا لم یکن علی وجه التخصیص

کرتا اور کیون اوس رات کا جاگنا خاص کرتا اسلئی کہ منع کیا ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی خاص کر لینا بعضی وقت کا واسطی نماز کی یا روزہ کی اور اگر روزہ اور نماز کی خصوصیت کی ساتھہ

کما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال لا تخصوا لیلة الجمعة بقیام من بین اللیالی ولا تخصوا

اسوسطی کہ روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ جمعہ کی رات کو واسطی جاگنی کی تمام راتون مین سی مت خاص کرو

یوم الجمعة بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومه احدکم فعلم من هذا ان الفساد انما نشأ من تخصیص

روز جمعہ کو واسطی روزہ کی تمام دنون مین سی مت خاص کرو مگر یہہ کہ آجاوی دن جمعہ کی وہ روزہ جسکو رکھا کرتا ہو اس سی معلوم ہوا کہ یہہ فساد اسی سی پیدا ہو کہ خاص کیا

ما لا اختصاص له فی الشرع وهذا المعنی موجود فیما نحن فیه لان الناس انما یخصون تلك اللیلة بما

ایسی وقت کو جسکی شرع مین کچھہ خصوصیت نہین ہی اور یہہ ہی خصوصیت جس نماز مین ہم بحث کرتی ہین موجود ہی یعنی رغائب اسوسطی کہ اوس شب کو اس نماز کی واسطی

یفعلونه فیها لاعتقادهم ان فیما یفعل فیها فضیلة زائدة علی ما یفعله فی غیرها فلما لم یکن فیه فضیلة منعوا

اسی اعتقاد سی خاص کرتی ہین کہ جو عبادت یا نماز اس رات مین ادا ہو گی اوسکو بڑی فضیلت ہی اوس عبادت پر جو اور راتون مین ادا ہوا اور اوس سب مین جو کہ یہہ فضیلت

عن التخصیص اذ لا ینبعث التخصیص الا عن اعتقاد الاختصاص فمن قال اعتقادی ان الصلوة فی تلك

تو خصوصیت سی منع کر دیا اسلئی کہ خصوصیت خصوصیت کی اعتقاد سی پیدا ہوتی ہی اب جو شخص کہی کہ میری اعتقاد مین اس رات مین نماز

اللیلة والصوم فی ذلك الیوم کما فی غیرهما ومع ذلك انی خصهما بالصوم والصلوة فلا بد ان یکون باعثه

اور اس دن مین روزہ ایسا ہی ہی جیسی اور رات دنون مین پہر بہی مین اون دونو رات اور دن کو واسطی روزہ اور نماز کی خاص کر رکہا ہی پس ضرور ہی کہ اسکا باعث

اما موافقة اهل الدنیا لحاجته عندهم او خوف اللوم او اتباع العادة او نحو ذلك وفساد الکل ظاهر لان کل

یا اہل دنیا کی موافقت ہو گی اونسی کار برائی کی لئی یا اندیشہ طعنہ زنی کا یا پیروی عادت کی یا ایسا ہی کوئی اور امر ہو گا اور ان سب باتون کا فساد ظاہر ہی

ریاء والریاء بالعبادة حرام مع ان من یعمل ما هو بدعة مع اعتقاده انه غیر مشروع فی الدین یکون فاسقا

ریاء کی باتین ہین اور عبادت مین ریا کرنی حرام ہی اور یہہ بہی کہ بدعت کا عمل کرنیوالا اس اعتقاد سی کہ یہہ عبادت دین کی اندر جایز نہین ہی فاسق

غیر مبتدع وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع فی الدین یکون فاسقا ومبتدعا فکثیر من اهل الزمان یصلون

غیر بدعتی ہوتا ہی اور اگر عمل کری اس اعتقاد سی کہ یہہ دین کی اندر جایز ہی تو فاسق اور بدعتی ہوتا ہی پس اس زمانہ کی اکثر آدمی یہہ نماز

تلك الصلوة فی هذه اللیلة بجمع کثیر مع اعتقادهم انها مشروعة فی الدین فیلزم ان یکونوا بفعلهم هذا فساقا

اس شب مین بڑی بڑی جماعت سی ادا کرتی ہین اس اعتقاد سی کہ دین کی اندر جایز ہی اب لازم آتا ہی کہ وہ لوگ اس نماز پڑہنی سی فاسق

مبتدعین لعملهم البدعة مع اعتقادهم انها عبادة مشروعة فی الدین وقد کان من عادتهم اذا انکر علیهم

اور بدعتی ہونگی اس بدعت کی عمل کرنی پر اس اعتقاد سی کہ یہہ عبادت دین کی اندر جایز ہی اور اونکی یہہ عادت ٹہری ہوئی ہی کہ جب اونکو منع کرین

ان یقولوا هذا خیر من الاشتغال بالمعاصی فی مثل هذه اللیلة فان هؤلاء المساکین لو تاملوا تامل الانصاف

تو کہنی لگتی ہین یہہ عبادت ایسی رات مین گناہ کرنی سی تو بہتر ہی بیشک یہہ مساکین اگر تامل کر کر انصاف کرتی

لو جدوا هذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصی لان من یفعل المعاصی یعلم حرمة ما فعل فربما یستغفر عنه

توجانتی که یهه عمل معاصی سی ضرر مین سخت تر هی اسواسطی که جو شخص گناه کرتا هی توجانتا هی که جیسی گناه واقع هوا تو اکثر اس سی توبه کرکر مغفرت مانگتا هی

ویندم علیه ویحصل له الذلة والانکسار بخلاف هؤلاء فانهم باعتقادهم انها قربة وعبادة مشروعة

اور اوسپر شرمنده هوتا هی اور اوسکو ذلت اور انکسار حاصل هوتا هی برخلاف اس گروه کی یهه گروه اس اعتقاد کی سبب که یهه ثواب اور عبادت مشروعه هی

فی الدین لا یستغفرون منها ولا یندمون علیها بل یحصل لهم المباهاة والافتخار وهذا ما یذکر عن ابلیس

دین مین نه تو استغفار کرتی هین اور نه اسپر شرمنده هوتی هین بلکه اونکو ادرتاز اور افتخار حاصل هوتا هی یهه هی جو ابلیس سی حکایت کرتی هین

انه قال قصمت ظهور بنی ادم بالمعاصی والاوزار وقصموا ظهری بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم

که کهتا هی مینی بنی آدم کی پیٹھ معاصی اور گناه کی بوجهه سی توڑ دی اور بنی آدم نی میری پیٹھ توبه اور استغفار سی توڑ دی مینی اونکی لئی

ذنوبا لا یستغفرون منها ولا یتوبون عنها وهی البدع فی صورة العبادة ولذلک قیل البدعة شر من الفسوق

ایسی گناه تجویز کئی هین که نه اوس سی استغفار کرین اور نه اوس سی توبه کرین یعنی بدعتین ظاهر مین عبادت اسی لئی کهتی هین که بدعت فسق سی بدتر هی

فان من یفعل البدعة یزعم انه فی طاعة وعبادة فیکون شاقا لله تعالی ولرسوله لاستحسانه ما کرهه

کیونکه بدعتی اپنی تئین طاعت اور عبادت مین مصروف جانتا هی سو یهه الله تعالی پر اور اوسکی رسول پر دشوار گذرتا هی کیونکه یهه نیک سمجهتا هی جسکو

الشرع ونهی عنه وهو الاحداث فی الدین فانه تعالی قد شرع لعباده من العبادات ما فیه کفایة لهم واکمل

شرع نی برا جانا اور منع کیا یعنی بدعت دین کی باب مین بیشک الله تعالی مقرر کرچکا هی اپنی بندون کی لئی اتنی عبادات جنمین انکو کفایت هی اور کامل کرچکا هی

دینهم واتم علیهم نعمته کما اخبر به فی کتابه اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ فالزیادة

اونکا دین اور پوری کرچکا هی اونپر اپنی نعمت چنانچه اپنی کتاب مین اسکی خبر دی هی آج کامل کیا مینی واسطی تمهاری دین تمهارا اور پوری کی تمپر اپنی نعمت پس کامل پر

علی الکمال نقصان واختلال ولیس لاحد ان یقول تلک الصلوة وان کانت بدعة الا ان فیها الاذکار وقراءة

کچهه زیاده کرنا نقصان هوتا هی اور عیب اور نهین هوسکتا که کوئی یهه کهی یهه نماز اگرچه بدعت هی پر اس نماز مین الله کا ذکر هی اور قرآن کی

القرآن فیرجی الثواب فی مقابلة تلک الاذکار والقراءة اذ یقال له ان تلک الصلوة لما کانت بدعة وضلالة کان الاذکار والقراءة

تلاوت هی پس امید هی کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا تو ثواب هو اسواسطی که جواب یهه هی یهه نماز جب بدعت اور گمراهی ٹهری تو تمام ذکر اور تلاوت جو

الواقعة فیها من قبیل خلط الطاعات بالمعصیة فهو معصیة اخری اشد استقباحا من الاولی فیجب الاحتراز عنها وکذا لیس لاحد ان یقول لا منع من تلک

اوس نماز مین هی ایسی هی گویا طاعات مین معصیت ملا جلا دی اب یهه ایک اور معصیت هی پهلی سی بهی بدتر سو اس سی احتراز هی کرنا چاهئی ایسی هی نهین هوسکتا جو کوئی یهه کهی

الصلوة لقوله تعالی اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ولا ان یستدل علی خیریتها بما روی انه علیه السلام

اس نماز سی بنا پر اس آیت کی ممانعت نهین تو نی دیکها وه جو منع کرتا هی بندی کو جب نماز پڑهی اور نه یهه مجال که کوئی استدلال کری اسکی خوبی پر اسی حدیث سی که آپ نی

قال الصلوة خیر موضوع اذ یقال له ما قلت انما هو فی صلوة لا یخالف الشرع بوجه من الوجوه وتلک

فرمایا نماز خوب هی وضع کی هوئی اسواسطی که یهه جواب هی که یهه حدیث ایسی نماز کی حق مین هی جو کسی وجه سی شرع کی خلاف نهو اور یهه

الصلوة مخالفة للشرع من وجوه علی ما ذکره العلماء فی تصانیفهم منها الاعتماد علی الحدیث الموضوع

نماز شرع کی خلاف کئی وجه سی هی چنانچه علماء نی اپنی تصانیف مین ذکر کیا هی ایک یهه که وضع حدیث پر اعتماد کیا

فانه اذا ثبت کونه موضوعا یخرج من المشروعیة ویکون مستعملة من خدام الشیطان ومنها فعلها

کیونکه جب اوسکا وضعی هونا ثابت هوا تو مشروعیت سی خارج هوئی اب اوسپر عمل کرنیوالا شیطان کا خادم هی اور ایک یهه که

بالجماعة ... ان الجماعة فی النوافل مکروهة فکیف فیها ومنها تخصیصها بلیلة الجمعة وقد ورد النهی عن تخصیص

جماعت ... ادا کرنا ... جماعت مطلق نفلون مین مکروه هی انمین کیون نهو اور ایک یهه که خصوصیت شب جمعه کی اور حال یهه که نهی آچکی خاص کرنی

ليلة الجمعة بقيام ويومها بصيام ومنها اسراج السرج الكثيرة لاجلها وذلك لا يجوز لكونه تبذيرا
شب جمعہ سی واسطی جاگنی کی اور خاص کرنی دن جمعہ کی سی واسطی روزہ رکہنا اور ایک یہہ کہ اسکی لئی روشنی خوب کرتی ہین اور یہہ جایز نہین ہی کہ اسراف ہی

والتبذير حرام بنص القران ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل كثير من العوام يعتقدون فرضا
اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی ثابت اور ایک یہہ کہ عوام اوسکو مسنون سمجہتی ہین بلکہ اکثر عوام فرض جانتی ہین

حتى انهم يتركون الفرائض ولا يتركونها بل يعدونها راس جميع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
یہان تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کردین اور اس نماز کو نہ چہوڑین بلکہ اسکو تمام فرض نمازونسی افضل شمار کرتی ہین کیونکہ اوسکو پڑہتی ہین اور اوسمین

بعض من الاكابر ممن لا يحضر الجماعة في المكتوبات ومنها اتخاذها وظيفة من وظائف الدين وشعيرة من
وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہین جو فرایض کی جماعت مین حاضر نہین ہوتی اور ایک یہہ کہ اسکو ایک وظیفہ دین کی وظیفون مین سی اور ایک نشان

شعائر المسلمين حتى ان الحكام ينبهون الائمة والمؤذنين ان لا يغفلوا عنها في هذه الليلة بل يظهرون النداء
مسلمانی کی نشانیون مین سی مقرر کیا ہی یہان تک کہ حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کردیتی ہین کہ ایسا نہو غفلت سی اس رات مین قضا ہو جاوی بلکہ منادی کرتی ہین

بان من لا يصليها يضرب ضربا شديدا ويعزلون الامام الذين يتخلف عنها كما جرى كل ذلك في بعض
کہ جو شخص اس نماز کو نہین پڑہیگا تو خوب پٹی گا اور امام کو موقوف کردیتی ہین جو اتفاقا نہ پڑہی چنانچہ یہہ تمام حال بعضی وقتون مین

الاوقات في بعض البلاد فيا ليتهم فعلوا مثل ذلك في الفرائض والواجبات وهذه هي الفتنة التي قال فيها
بعضی شہرون مین گذرا ہی پس کاشکی ایسی تاکید فرایض اور واجبات مین کرتی اور یہہ وہ ہی فتنہ ہی جسکی باب مین

ابن مسعود كيف انتم اذا لبستكم فتنة يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجري على الناس يتخذونها سنة
ابن مسعود نی کہا ہی تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ گہیرلی کہ بڑہا ہوجاوی اوسمین کبیر اور جوان ہوجاوی اوسمین صغیر عادت ہی لوگون کی کہ اوسکو سنت ٹہرالیتی ہین

اذا غيرت قيل غيرت السنة او هذا منكر وكان يقول ايضا اياكم وما يحدث من البدع فان الدين لا يذهب
جب تونی بدلا تو کہین تونی سنت کو تبدیل کیا یا یہہ بیجا ہی اور ابن مسعود یہہ بہی کہتی تہی بچتی رہو نو احداث بدعتون سی کیونکہ دین ایک بار ہی

من القلوب بمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان من قلوبكم فعلى هذا يجب على
دلون مین سی نہین نکلیجاویگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان تمہاری دلون مین سی نکل جاویگا اس بیان کی موافق ہر ہر مسلمان پر

كل مسلم ان يحذر من الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات ويصون دينه عن العوائد التي استأنس
واجب ہی کہ بچتا رہی فریفتگی اور غفلت اور توجہ سی طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادات سی بچاوی جس مین الفت پکڑی

بها وتربى عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلاوة في قلوب اهلها
اور پرورش پالی بیشک یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفات سی کم بچتی ہین اور اسکی ساتہ حق کبہی نہین ظاہر ہوتا اسلئی کہ اسکا مزہ بدعتیون کی دل مین ایسا آیا ہی

يستحسنها طباعهم فلا يتركونها ولذلك كان هشام بن عروة يقول لا تسئل الناس عما احدثوه فانهم قد
کہ اونکی دل اسکو پسند کرتی ہین سو کبہی نہ چہوڑین گی اسی لئی ہشام بن عروہ کہتی تہی کہ لوگونسی کیا پوچہتی ہو بدعات کو اسکا تو اونہون نی

اعدوا له جوابا لكن اسئلوهم عن السنة فانهم لا يعرفونها يسرنا الله اليوم العمل بالسنة والاحتراز عن البدعة
جواب تیار کر رکہا ہی لیکن اونسی یہہ پوچہو سنت کیا ہی یہہ سنت کو نہین جانتی الله تعالی ہمکو آج سنت پر عمل آسان کری اور بدعت سی بچاوی

المجلس العشرون في بيان فضائل حج المبرور وبيان البدعة فيه قال رسول الله صلى الله عليه

بیسوین مجلس بیان مین فضایل حج مبرور کی اور بیان حج کی بدعتون کا فرمایا رسول الله صلی الله علیہ

وسلم من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
وسلم نی جسنی حج کیا واسطی اسکی پہر نہ فحش کہا سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری کی ایسا پاک ہوجاویگا جیسا جنا تہا اوسکی ماں نی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

ابراہیم [illegible]

ومعناہ ان من حج واجتنب جمیع ما فیہ اثم من القول والفعل غفرت ذنوبہ والمراد من الذنوب الصغائر
اسکی معنی یہہ ہین کہ جسنی حج کیا اور بچا تمام گناہون قولی اور فعلی سی اوسکی گناہ معاف ہوجاوینگی اور گناہونسی مراد صغیرہ گناہ ہین

لان الکبیرۃ لا یکفرہا الا التوبۃ واما الصغیرۃ فلہا مکفرات کثیرۃ ورد بہا السنۃ کالصلوات الخمس
اسلئے کہ کبیرہ گناہ کا کفارہ سوای توبہ کی کچھہ نہین ہی اور گناہ صغیرہ کی جہوڑانیوالی بہت چیزین ہین یہہ حدیث مین آیا ہی جیسی نماز پنجگانہ

والجمعۃ وصوم رمضان وغیرہا فان کل واحد من مبانی الاسلام یکفر الذنوب والخطایا فیہدمہا
اور نماز جمعہ اور روزی رمضان کی اور سواء اسکی بیشک ہر ہر اصول اسلام مین سی گناہ اور خطا کا کفارہ ہی کہ سب برابر کردیتا ہی

فکلمۃ لا الہ الا اللہ لا تبقی ذنبا ولا یسبقہا عمل والصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ ورمضان الی
پس کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی گناہ باقی نہین چہوڑتا اور نہ اس سی کوئی عمل فایق ہی اور نمازین پنجگانہ اور روز جمعہ سی جمعہ تک اور رمضان سی

رمضان مکفرات لما بینہن ما اجتنب الکبائر والصدقۃ تطفی الخطیئۃ کما یطفی الماء النار والحج
رمضان تک کفارہ ہین درمیان کی گناہونسی جبتک کہ کبیرہ سی بچتا رہی اور صدقہ خیرات خطاؤن کو بجہا دیتا ہی جیسی پانی آگ کو بجہا دیتا ہی اور حج

الذی لا رفث فیہ ولا فسق یخرج صاحبہ من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ لما روی انہ علیہ السلام قال
جسمین نہ فحش ہو سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری تو حاجی گناہونسی ایسا پاک ہوجاتا ہی جیسی اوسکی مانی جنا تہا کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا

من قضی نسکہ وسلم المسلمون من یدہ ولسانہ غفر ما تقدم من ذنبہ وما تاخر وفی الصحیحین انہ علیہ السلام
کہ جسنی تمام لوازم حج کی ادا کئی اور تمام مسلمان اوسکی ہاتہہ اور زبانسی سلامت رہی تو اوسکی تمام گناہ پہلی اور پچہلی معاف ہوئی اور صحیح مسلم اور بخاری مین ہی کہ آپ نی

قال الحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ واختلف العلماء فی کون الحج المبرور مکفر الکبائر والصحیح انہ لا یکفرہا
فرمایا کہ جزاء حج مبرور کی سواء جنت کی اور نہین اور علماء نی اختلاف کیا ہی آیا حج مبرور کبیرہ گناہون کا کفارہ ہوتا ہی یا نہین صحیح یہہ ہی کہ کفارہ نہین ہوتا

ومن قال انہ یکفرہا لیس مرادہ انہ یسقط عن مرتکبہا قضاء ما لزمہ من العبادات والدیون والمظالم
اور جو قایل ہی کہ کبیرہ کا کفارہ ہوتا ہی تو اوسکی مراد یہہ نہین ہی کہ مرتکب کبیرہ کی ذمہ سی قضا عبادات اور قرضون اور حقوق کی جو اوسپر لازم ہین ساقط ہوجاتی ہی

وانما مرادہ انہ یکفر عنہ تاخیر قضاء ما لزمہ فانہ اذا فرغ منہ یطالب بفعل ما لزمہ فان لم یفعل
اوسکی مراد یہہ ہی کہ جو اوسکی ذمہ ہی اوسکی تاخیر قضا کا کفارہ ہوتا ہی بیشک جب وہ اس سی فارغ ہوچکیگا تو جو اوسکی ذمہ ہی اوسکی ادا کا مطالبہ ہوگا اگر اسنی

مع قدرتہ علیہ یکون مرتکبا للکبیرۃ الان والحج المبرور ہو الذی لا یخالطہ اثم وقیل ہو المقبول وہذا
باوجود قدرت کی ادا نکیا تو مرتکب کبیرہ کا اب ہوگا اور حج مبرور وہ ہوتا ہی جسمین کوئی گناہ نہ ملی اور کہتی ہین وہ حج مقبول ہوتا ہی اور یہہ

المعنی قریب من الاول وعلامۃ کون الحج مبرورا ان یترک صاحبہ سیئ ما کان علیہ من عملہ ویتوجہ الی
معنی پہلی ہی سی معنی ہین اور حج مبرور ہونی کی نشانی یہہ ہی کہ حاجی تمام اعمال بد جو کرتا تہا سب ترک کردی اور اپنی رب کی طاعت مین

طاعۃ ربہ ویسعی فی اصلاح نفسہ وقیل علامۃ کون حج الانسان مقبولا ان یزداد بعد الحج خیرا ولا یعاود
مصروف ہو رہی اور اپنی اصلاح نفس مین سعی کرتا رہی اور کہتی ہین کہ حج کی مقبول ہونی کی علامت یہہ ہی کہ حج کی بعد نیکوکاری زیادہ ہوجاوی اور گناہ کو چہوڑکر

المعاصی بعد الرجوع ویترک قرباء السوء فان من استلم الحجر فقد بایع اللہ تعالی ان یجتنب معاصیہ
پہر کبہی عمل مین نہ لاوی اور بد ہمنشینون کو ترک کردی بیشک جسنی حجر اسود کو بوسہ دیا اوسنی اللہ تعالی سی بیعت کی کہ اوسکی نافرمانی نہ کریگا

ویقوم بحقوقہ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا
اور اوسکی تمام حقوق ادا کریگا پہر جو کوئی قول توڑی سو توڑتا ہی اپنی بری کو اور جو کوئی پورا کری جسپر قرار کیا اللہ سی وہ دیگا اوسکو عوض بڑا

یشیر الی ہذا ما روی عن ابن عباس انہ قال الحجر الاسود یمین اللہ تعالی فی الارض فمن استلمہ وصافحہ فکانما
اسی کی طرف اشارہ کرتی ہی روایت ابن عباس کی کہ فرمایا حجر اسود اللہ تعالی کا زمین مین داہنا ہاتہہ ہی جسنی اوسپر بوسہ دیا اور مصافحہ کیا گویا

صافح الله تعالى وقبّل يمينه وقال عكرمة الحجر الاسود يمين الله تعالى في الارض فمن لم يدرك بيعة

اللہ تعالیٰ سی مصافحہ کیا اور اوسکا ہاتھ چوما اور عکرمہ کہتا ہی حجر اسود داہنا ہاتھ ہی اللہ تعالیٰ کا زمین میں جسکو بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

رسول الله فمسح الركن فقد بايع الله ورسوله وورد في الحديث ان الله تعالى لما استخرج من ظهر آدم

میسر نہیں ہوئی پھر اوسنی رکن کو ہاتھ سی چھوا تو اوسنی بیشک خدا اور اوسکی رسول سی بیعت کی اور حدیث میں آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ نی جب آدم کی پشت میں سی

ذريته واخذ عليهم الميثاق كتب ذلك في رق ثم استودعه هذا الحجر الاسود وقيل فمن حج اذا استلم الحجر فانه

اوسکی اولاد کو نکالا اور اونسی عہد لیا الست بربکم کا اوسکو پوست آہو پر لکھ کر اس حجر اسود میں امانت رکھدیا اور کہتی ہیں کہ حاجی جب حجر اسود کو بوسہ دیتا ہی تو گویا

يجدد البيعة ويلتزم الوفاء بالعهد المتقدم فينبغي له اذا رجع من الحج ان يحافظ ما عاهد الله عليه

از سر نو بیعت کرتا ہی اور اگلی عہد کا پورا کرنا اپنی ذمہ پر لیتا ہی اب یہہ ہی لائق ہی کہ جب حجر اسود کی پاس سی جدا ہو تو اللہ سی جو عہد کیا ہی

عند استلام الحجر اذ يقبح هذا لمن كمل مباني الاسلام ان يشرع في نقض ما بني بالمعاصي فان علامة

وقت بوسہ دینی حجر اسود کی اوسکی حفاظت کری کتنا برا ہی کہ مبانی اسلام کی پورا کرکر اون مبانی کا نقض معصیت سی شروع کری کیونکہ نشانی

قبول الطاعة ان توصله بطاعة اخرى بعدها وعلامة ردها ان توصل بمعصية بعدها وما احسن

طاعت مقبول ہونی کا یہہ ہی کہ اوس طاعت کی بعد اور طاعت کرکر ملاتا جاوی اور نشانی مردود ہونیکا یہہ ہی کہ بعد اوسکی معصیت ہونی لگی اور کیا خوب ہی

الحسنة بعد الحسنة وما اقبح السيئة بعد الحسنة فقد قيل ذنب بعد التوبة اقبح من سبعين ذنبا

طاعت بعد طاعت کی اور کیا برا ہی بدی بعد طاعت کی کیونکہ کہتی ہیں ایک گناہ توبہ کی بعد بدتر ہی ستر گناہ سی

قبلها فان النكث صعب من المرض الاول فالحاج اذا كان حجه مبرورا يغفر له ولمن استغفر له

توبہ کی پہلی کیونکہ دوبارہ مرض کا عود کرنا اول مرض سی سخت ہوتا ہی پس حاجی اوسکا حج مبرور ہوتا ہی تو وہ بخشا جاتا ہی اور جسکی واسطی مغفرت مانگی

واذا رجع يرجع وذنبه مغفور ودعائه مستجاب ولذلك يستحب تلقيه والسلام عليه وطلب الاستغفار

اور جب وہ ہٹتا ہی تو اس حال میں کہ اوسکی گناہ معاف اور اوسکی دعا مقبول ہی اسہی لئی مستحب ہی اوس سی ملنا اور سلام علیک کرنی اور اوس سی مغفرت کی دعا کرانی

منه لما روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال اذا لقيت الحاج سلم عليه وصافحه ومره ان يستغفر

موافق روایت ابن عمر کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب تو کسی حاجی سی ملی تو سلام علیک کر اور مصافحہ کر اور عرض کر کہ تیری لئی اپنی گھر میں جانی سی پہلی

لك قبل ان يدخل بيته فانه مغفور له وروى عن الحسن انه قال اذا خرج الحاج فشيعوهم وزودوهم الدعاء

مغفرت مانگی کیونکہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہی اور حسن سی روایت ہی کہ کہتی تہی جب حاجی حج کی لئی روانہ ہوں تو اونکی ساتھ جاکر رخصت کرو اور دعا کا

فاذا فعلوا فالقوهم وصافحوهم قبل ان يخالطوا الذنوب فان البركة في ايديهم لكن من قليل يكون حجه مبرورا

توشہ دو پہر جب وہ حج کرکر آویں تو اونسی ملو اور مصافحہ کرو پہلی اس سی کہ وہ گناہوں میں مبتلا ہوں کیونکہ اونکی ہاتھوں میں برکت ہی پر بہت کم شخص ہیں جنکا حج مبرور ہوتا ہی

قيل لابن عمر ما اكثر الحاج فقال وما اقلهم وقال ايضا الركب كثير والحاج قليل وانما قال ذلك لظهور البدع

کسی نی ابن عمر سی کہا حاجی کتنی بہت ہیں اونسی جواب دیا کہ حاجی بہت تہوڑی ہیں اور یہہ بہی کہا سوار تو بہتیرے ہیں پر حاجی تہوڑی ہیں یہ اسہی لئی کہا کہ حجاج میں بدعات

والمنكرات الكثيرة بين الحجاج فاعظمها فتنة واكبرها مصيبة واكثرها وقوعا وبلية ترك اكثرهم الصلوة

اور منکرات بہت ہوتی ہیں پس بڑا فتنہ اور بڑی معصیت اور بڑی بلا جو اکثر واقع ہوتی ہی یہہ ہی کہ اکثر حاجیوں کی نماز چھوٹتی ہی

ومن لم يتركها يضيع وقتها ويجمعها على غير الوجه الشرعي وذلك حرام بالاجماع ومن علم انه اذا خرج

اور جو نماز نہیں ترک کرتا تو وقت کو کہو دیتا ہی اور برخلاف وجہ شرعی کی جمع کرکر ادا کرتا ہی اور یہہ بالاتفاق حرام ہی اور جو جانتا ہی کہ جب وہ حج کی لئی جاویگا

الى الحج تفوته صلوة واحدة يحرم عليه الحج رجلا كان او امراة لان من يترك صلوة واحدة لا يكفرها اقل

تو اوسکی ایک نماز فوت ہوگی تو اوسکو حج کو جانا حرام ہی مرد ہو یا عورت اسواسطی کہ جسکی ایک نماز قضا ہوتی ہی تو اوسکا عوض ستر حج سی کم میں

من سبعين حجة فيكون كمن ضيّع الف دينار في طلب درهم واحد فاذا كان كذلك فعلى الحاج ان يلازم
نہین ہوتا پہر یہہ شخص ایسا ہی کہ ایک درہم کی واسطی ہزار دینار خراب کئی جب حال یہہ ہی تو حاجیون کو ضرور ہی کہ نمازین

الصلوة في وقتها بالجماعة عند التيسير وبالانفراد عند التعسر مع الاحتياط عن التيمم حال كفاية
وقت پر آسانی مین جماعت سی اور تنگی کہ وقت تنہا ادا کیا کرین پر تیمم سی احتیاط کرین اگر پانی غلبۂ ظن مین

الماء للوضوء والشرب له ولرفيقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوة قبل وقتها
واسطی وضوء اور پینی اسکی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضوء کی ناپاک پانی سی اور احتیاط نماز کی وقت کی پہلی سی

ومع الاجتهاد في امر القبلة في موضع الاشتباه ومن منكرات الحاج تزيين الجمل بالحلي من الذهب و
اور کوشش کرین سمت قبلہ مین اشتباہ کی مقام مین اور حاجیون کی بدعات مین سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گہنی سی

الفضة والقلائد والاساور والباس الحرير وتزيين المشاعل بذلك ايضا يفعلون ذلك عند خروجهم
اور قلادہ اور کنگن سی اور حریر پہنا کر سنگار کرنا اور ایسی ہی زیب و زینتون سی مشعلین روشن کرنی ہی اور یہہ سانگ جب اپنی شہر سی رخصت

من بلدهم ورجوعهم اليه وعند دخولهم مكة والمدينة وهم اثمون في جميع ذلك ويشاركهم في الاثم
ہوتی ہین اور جب پہر اپنی شہر مین داخل ہوتی ہین اور جب مکہ اور مدینہ مین داخل ہوتی ہین تو کیا کرتی ہین اور وہ سب ان بدعات کی کرنی پر گنہگار ہوتی ہین

من يتطاول لروية ذلك ويستحسنه او يسكت عنه ومن منكراتهم ايضا خروج النساء عند ذهابهم
جو دیکہنی کو جاتی ہین اور اوسکو نیک سمجہتی ہین یا چپ ہو کر منع نہین کرتی اور حاجیون کی بدعات مین سی یہہ بہی ہی کہ عورتین اونکی جاتی وقت

وعند مجيئهم فان الواجب على المراة قعودها في بيتها وعدم خروجها من منزلها وعلى الزوج منعها عن
اور آتی وقت ساتہہ نکلتی ہین کیونکہ عورتون پر اپنی گہر مین بیٹہی رہنا اور اپنی رہنی کی مقام سی باہر نجانا واجب ہی اور شوہر پر اونکا روکنا نکلنی سی

الخروج ولو اذن لها وخرجت كانا عاصيين والاذن قد يكون بالسكوت فهو كالقول لان النهي عن
واجب ہی اور خاوند نی اگر اوسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی زبانسی کہا اسوسطی کہ باز رکہنا

المنكر فرض وان خرجت بغير اذن زوجها يلعنها كل ملك في السماء وكل شئ يمر عليه الا الانس والجن وقد
بد سی فرض ہی اور اگر وہ بغیر اجازت خاوند کی نکلی تو اوسپر تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر کو گذرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہین اور

جاء في الحديث انه عليه السلام قال ما تركت بعدي فتنة اضر من النساء فخروج النساء في هذا الزمان
حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مینی کوئی فتنہ اپنی بعد بدتر عورتون سی نہین چہوڑا سو نکلنا عورتون کا اپنی گہرون مین سی

من بيوتهن من اكثر الفتن لا سيما الخروج المحرم كخروجهن خلف الجنازة ولزيارة القبور وعند خروج الحجاج
اس زمانہ مین بڑا ہی فتنہ ہی جیسے حرام وجہ سی نکلنا بدتر ہی جیسا جانا عورتون کا جنازہ کی پیچہی اور قبرون کی زیارت کو اور حاجیون کی رخصت کی وقت

ومجيئهم والخير لهن قعودهن في بيوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن الا ترى انه تعالى امر خير نساء الدنيا و
و اونکی آتی وقت اونکی حق مین گہرون کی اندر بیٹہی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہین جانتا کہ اللہ تعالی دنیا مین سی بہترین عورتون کو

هن ازواج النبي عليه السلام بعدم الخروج من بيوتهن فقال وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وهذا النظم الكريم وان نزل فيهن
کہ وہ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین گہرون مین سی نکلنی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پکڑو اپنی گہرون مین اور یہہ آیت بزرگ اگرچہ ازواج مطہرات کی حق مین

الا ان حكمه يعم الجميع لما تقرر ان خطابات القران تعم الموجودين وقت نزوله ومن سيوجد الى يوم القيمة
پر اسکا حکم سب کی حق مین عام ہی کیونکہ اصول مین ثابت ہو چکا ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور اونکو جو قیامت تک پیدا ہونگی

ومن منكراتهم ايضا ان بعض من لا يجب عليهم الحج من الفقراء يخرجون معهم بلا زاد ويقولون نحن متوكلون
اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ جن بی مقدورون پر حج فرض نہین ہی وہ بہی اونکی ساتہہ ہو جاتی ہین بی توشہ خالی ہاتہ اور کہتی ہین کہ ہم توکل پر ہین

جنکو

فیکونون کلّا علی الناس ونثقل علیهم غیر منفکین عن ابرامهم بالسؤال والسلام وهم یرتکبون
پہر وہ لوگون پر بہاری پڑتی ہین اور دستور ہوتی ہین اونکی بہیک مانگنی ہمین جہوٹ تی اور حال یہہ ہی کہ مانگنا حرام ہی اور وہ اس حرام کو امر واجبکی ن
ذلك الحرام لاداء ما یجب علیهم بل یترکون کثیرا من الصلوات الخمس ویقعون فی انواع المعاصی فیکون
اداکی لئی اختیار کرتی ہین بلکہ اکثر اوقات نمازین پنجگانہ مین سی ترک کرتی ہین اور قسم قسم کی معاصی مین گرفتار ہوتی ہین پہر وہ ہی
سبب کمالهم وزیادتهم سببا لنقصانهم وخسرانهم وقد قال بعض المفسرین یاتی علی الناس زمان یحج اغنیاؤهم
سبب جو اونکی خوبی اور زیادت کا ہی باعث اونکی نقصان اور خسارہ کا ہوجاتا ہی اور بعضی مفسرون نی کہا ہی لوگون پر ایسا زمانہ آویگا جسمین دولتمند تو
للتنزه واوساطهم للتجارة وقراؤهم للریاء والسمعة وفقراؤهم للمسئلة ولا یبعد ان یقال وسراقهم للسرقة
حج کرینگی واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی ریاء اور کہلاوی کی اور فقرا واسطی مانگ کہانی کی اور بعید نہین کہ یہہ بہی کہین اور چور
والحاصل ان الحج قد صار فی هذا الزمان فتنة ومحنة لکثیر من الناس حیث لا ینظرون فیما اوجبه الله تعالی
اور حاصل یہہ ہی کہ حج اس زمانہ مین بہت لوگون کی حق مین فتنہ اور محنت ہوگیا ہی اسواسطی کہ وہ بہی نگاہ نہین کرتی کہ اللہ تعالی نی اونپر کیا کیا
علیهم فیه من حقوقه وحقوق عباده فانه تعالی اوجب علیهم الحج بشرط الاستطاعة وهی تقتضی
اپنی حق اور اپنی بندون کی حق واجب کئی ہین بیشک اللہ تعالی نی اونپر حج اس شرط سی فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی
القدرة علی ما یکفی الانسان مما یحتاج الیه مدة ذهابه ومجیئه من ماکول ومشروب ومرکوب
قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی لئی جانی اور آنی کی مدت مین کفایت کرجاوی کہانی کو اور پینی کو اور سواری کو
فمن الناس من یخرج الی الحج بلا زاد وراحلة لفقره فربما یهلك فی الطریق عند حاجته الی الاکل والشرب
پہر بعضی لوگ جو حج کی واسطی ناداری کی خالی ہاتہہ بی توشہ اور سواری روانہ ہوجاتی ہین تو اکثر راستہ کی اندر کہانی اور پینی
والرکوب فیموت عاصیا لان الله تعالی نهاه عن السفر علی تلك الحالة ومن خرج الی الحج من غیر ان
اور سواری کی محتاج ہوکر تباہ ہوتی ہین پہر گناہگار ہوکر مرتی ہین اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ایسی حالت مین سفر سی منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوی بدون
یملك ما یکفیه وقصد فی خروجه ان یسئل الناس ما یحتاج الیه فی وقت ضرورته من اکل وشرب ورکوب
اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور ارادہ کری کہ یہانسی نکلتی ہی لوگونسی حاجت کی چیز کہانا پینا سواری ضرورت کی وقت مانگ لینی کی
فقد اساء اکبر اساءة لان الغالب من حال الحجاج ان یتزود کل واحد منهم قدر کفایته لمشقة الحمل وبعد
تو اوسنی بہت ہی برا کیا اسواسطی کہ اکثر حاجیون کا حال یہہ ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی باربرداری اور درازی راہ کی لیکر جاتی ہین
الطریق فمن سافر معهم بلا زاد فانه یضایقهم فی زادهم فیکون سفره هذا اذی لنفسه ولغیره واکثر من
پہر جو خالی ہاتہہ اونکی ساتہہ ہوجاوی تو اونسی اونکی توشہ مین مہمانی مانگی کا پہر اوسکا یہہ سفر وبال ہوگا اوسکو بہی اور اورونکو بہی اور اکثر ایسا کام
یفعل هذا هم الذین لا یعرفون شرائط الدین واحکام الاسلام ولا یقصدون طاعة الله تعالی وطاعة
وہ ہی کرتی ہین جو شرائط دین کی اور احکام اسلام کی نہین جانتی اور نہ اونکو طاعت الہی اور اتباع رسول سی کچہہ غرض ہوتی ہی
رسوله بل یقصدون قضاء ما تشتهیه نفوسهم من رؤیة الاماکن البعیدة الغریبة ورؤیة مکة
بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہین دیکہنا عجیب و غریب دور کی شہرون کا اور دیکہنا مکہ
والمدینة والتفرج علی الناس فی مجامعهم اذ یأتون من کل فج عمیق وان یقال له الحاج لا همة له الا
اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگون کی مجلسون کا اسواسطی کہ وہان دور دور کی لوگ آتی ہین اور حاجی کہلائین اسکی اتنی ہی ہمت تہی
ذلك ومنهم من یزین له الشیطان صحبة الرکب ولا مقصود له الا اخذ اموال الناس من سرقة
اور بعضون کی دلمین شیطان ڈالدیتا ہی اونکا مقصود صرف یہہ ہی ہوتا ہی کہ لوگون کا مال چورا کر

او غصب او کیف یمکن فان الشیطان یجتهد دائما فی ایقاع بنی ادم فی الشر فیفتح له بابا من الخیر لیوقعه
یا چہین کر یا جسطرح بنی بیجی کیونکہ شیطان ہمیشہ یہہ کوشش کرتا رہتا ہی کہ بنی آدم کو برائی مین مبتلا کری پہر اونکی لئی ظاہر مین دروازہ خیر کا کہول کر

فی انواع المعاصی والمحرمات فی السر ومن منکراتهم ایضا انهم فی اکثر الاحوال یضیعون حقوق میتهم اذ قد
در پردہ قسم قسم کی معاصی اور حرام اور برائی مین مبتلا کر دیتا ہی اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ وہ اکثر حال مین اپنی مردہ کا حق تلف کر دیتی ہین

یموت واحد من رفقائهم حین کونهم نازلین فلا یغسلونه ولا یکفنونه ولا یصلون علیه بل یرتحلون
جب کوئی اونکا رفیق منزل مین اوترتی ہوئی مرجاتا ہی پہر اوسکو نہ تو نہلا دین اور نہ کفن دین اور نہ اوسپر نماز جنازہ کی پڑہین بلکہ وہانسی کوچ کرتی ہین

ویترکونه هناک ضایعا بلا دفن ویقعون فی الآثام لان کل واحد من هذه الامور من فروض الکفایة التی
اور مردہ کو اوسی جگہہ بی دفن ڈال جاتی ہین اور گناہ مین پہنستی ہین کیونکہ یہہ سب باتین فرض کفایہ ہین اگر کوئی ایک بہی

اذا ترک واحد منها یاثم الکل وقد یموت حین کونهم ذاهبین فی الطریق فیرمونه فی مکان قفر بلا دفن ویاکله
متروک ہو تو سب گنہگار ہون اور بعضی وقت رستہ مین چلتی ہوئی مرجاتا ہی تو پہر اوسکو یونہین جنگل پتہر مین بی دفن کئی پہینک جاتی ہین اوسکو گیدڑ

السباع وسبب ارتکابهم امثال هذه الجرائم خوفهم ان یاخذ البیت المال ماله ویختارون متاع
بہیڑیی کہا جاتی ہین اور ایسی ایسی یہہ تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہین کہ مبادا اوسکا مال بیت المال مین داخل ہوجا سو یہہ لوگ دنیا کی پونجی کو

الدنیا علی الاخرة ویضیعون امثال هذه الفروض ویقعون فی الآثام فکیف یکون حجهم مبرورا والحاصل
آخرت کی مقابلہ مین پسند کرتی ہین اور ایسی ایسی فرض باتون کو ضایع کر کر گنہ مین مبتلا ہوتی ہین اب کیونکر اونکا حج مبرور ہوگا حاصل یہہ ہی

ان من یرید ان یکون حجه مبرورا یلزمه ان یحج باقامة ارکانه وواجباته وسننه ویحترز فی الاحرام
جو شخص چاہی کہ اوسکا حج مبرور ہووی تو اوسکو لازم ہی کہ حج مین تمام ارکان اور واجبات اور سنن ادا کری اور احرام کی مدت مین تمام

عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصی کلها کبائرها او صغائرها ویتوب قبل الاحرام عن الذنوب کلها
منہیات سی جو احرام مین ہین اور تمام اور معاصی کبابر اور صغایر سی احتراز کری اور احرام سی پہلی تمام گناہون سی توبہ کر کر

باداء الفروض والواجبات وارضاء الخصوم فی حقوق العباد ویکون طعامه وشرابه ولباسه ومرکبه من
فرض اور واجبات ادا کری اور حقوق العباد مین مدعیون کو راضی کری اور اوسکا کہانا اور پینا اور پہرنا اور سواری

الحلال لا من الحرام اذ قد اختلف الفقهاء فیمن یحج بمال حرام هل یصح حجه ام لا فعند الامام احمد لا یصح ویجب
حلال مال مین سی ہو حرام مین سی نہو اسواسطی کہ فقہا مین اختلاف کیا ہی کہ جو شخص حرام مال سی حج کری تو آیا اوسکا حج ادا ہوجاتا ہی یا نہین امام احمد کی نزدیک

علیه ان یحج ثانیا بمال حلال وعند الثلثة یصح حجه ویسقط عنه الفرض ولا یجب علیه الاعادة لکن
اسکا حج صحیح نہین ہوتا اوسپر واجب ہی کہ حج دوبارہ مال حلال سی کری اور تینون امامون کی نزدیک اوسکا حج تو صحیح ہی اور اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہوگیا اور اوسپر حج دوبارہ بہی واجب نہین لیکن

لا یکون حجه مبرورا لان الشرط فی کون الحج مبرورا الاجتناب عن کل ما نهی الله عنه مع اداء الحج بشروطه
اوسکا حج مبرور نہین اسواسطی کہ حج مبرور کی لئی یہہ شرط ہی کہ اللہ کی تمام منہیات سی اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

وارکانه وواجباته وسننه وادابه فشرائطه نوعان شرائط الاداء وشرائط الوجوب اما شرائط الاداء
اور ارکان اور واجبات اور سنن اور آداب کی ساتہہ ادا کری بس اوسکی شرطین دو قسم کی ہین ایک شرط ادا کی ہی اور ایک شرط واجب ہونی کی ہی شرط ادا کی

فهی الزمان والمکان والاحرام وشرائط الوجوب فهی العقل والبلوغ والحریة والاستطاعة وسلامة
تو وقت ہی اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادگی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطریق فیکون امن الطریق من شرائط الوجوب اختلف العلماء فی وجوب الحج فی هذا الزمان
بدنی اور امن رستہ کا پس امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہی اسلئی علماء کو اختلاف پیدا ہوا کہ اس زمانہ مین حج فرض ہی یا نہیں

لارتفاع الامن بظهور القرامطة وغيرهم من الفساق والسراق فقال ابو القاسم الصغاری لاشك

کیونکہ امن رستہ کا جاتا رہا بسبب غلبہ قرامطہ وغیرہ فساق اور چور لٹون کی ابو القاسم صغاری کہتی ہین عورتون کی ذمہ سی

في سقوط الحج عن النساء في هذا الزمان وانما اشك في سقوطه عن الرجال وقال ايضا لا ارى الحج فرضا منذ عشرين

حج کی ساقط ہونی مین اس زمانہ کی اندر کچھہ شک نہین ہی شک اسمین ہی کہ مردون کی ذمہ سی بہی ساقط ہی یا نہین اور یہہ بہی کہا ہی کہ مین حج کو فرض نہین جانتا

سنة منذ خرجت القرامطة والبادية عندي دار الحرب وقال ابو بكر الاسكاف ولا اقول الحج فريضة

بیس برس کی مدت سی جب سی قرامطہ پیدا ہوئی ہین اور بادیہ میری نزدیک دار الحرب ہی اور ابو بکر اسکاف کہتی ہین مین نہین قایل ہون کہ

في زماننا قاله في سنة ست وعشرين وثلثمائة وافتى ابو بكر الرازي ان الحج قد سقط عن اهل بغداد

اب ہماری وقت مین حج فرض ہی یہہ گفتگو سنہ تین سو چھبیس کی ہی اور ابو بکر رازی نی یہہ فتوی دیا ہی کہ حج اس زمانہ مین اہل بغداد کی ذمہ سی

في هذا الزمان وبه قال جماعة من المتاخرين قيل وانما قالوا ذلك لان الحاج لا يتوصل الى الحج الا بالرشوة

بیشک ساقط ہوگیا اور ایسی ہی اور متاخرین کہتی ہین اور کہتی ہین کہ عدم فرضیت کی اسواسطی قائل ہوئی ہین کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رشوت دئی بغیر

الى القرامطة وغيرهم فيكون الطاعة سببا للمعصية فمتى صارت الطاعة سببا للمعصية يرتفع

ہرگز حج نہین کرسکتی اب طاعت سی معصیت ذمہ آئی جب طاعت معصیت کا سبب بنی تو پہر طاعت نہین رہی

الطاعة لكن ذكر في القنية ان من قدر على الحج يجب عليه الحج وان علم انه يؤخذ منه المكس اذ لو سقط

لیکن قنیہ مین یہہ مذکور ہی کہ جسکو حج کی طاقت ہو تو اوسپر حج فرض ہی اگرچہ یہہ جانتا ہو کہ اوس سی خراج لیا جاویگا اسواسطی کہ اگر اتنی خوف سی

الحج به فمتى يعمل بقوله تعالى وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ وسئل ابو الحسن الكرخي عمن لا يحج الى الحج خوفا

حج ساقط ہوجاوی تو پہر اس آیت پر کب عمل ہوویگا اور واسطی اسکی ہی لوگون پر حج بیت اللہ کا ابو الحسن کرخی سی پوچھا حال اوسکا جو ماری خوف

من القرامطة فقال ما سلمت البادية عن الآفات يعني ان البادية لا تخلو عن الآفات لقلة الماء وشدة

قرامطہ کی حج کو نہین جاتا اوسنی جواب دیا بادیہ آفات سی سالم نہین ہی یعنی بادیہ آفات سی کبہی خالی نہین ہی بسبب کوتاہی پانی اور شدت

الحر وهيجان الريح السموم وقال الفقيه ابو الليث ان كان الغالب في الطريق السلامة يجب وان كان

گرمی اور تیزی ہوا لون کی اور فقیہ ابو اللیث کہتی ہین اگر رستہ مین احتمال غالب سلامتی کا ہی تو حج فرض ہی اور اگر احتمال

الغالب خلاف ذلك لا يجب وعليه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة فان فات

غالب تلف کا ہی تو واجب نہین ہی اسی قول پر اعتماد ہی اور فرایض حج کی یہہ ہین احرام اور عرفات پر ٹہرنا اور طواف الزیارۃ اگر ان تینون مین سی

واحد منها يبطل حجه ويجب قضائه في العام القابل وواجباته السعي بين الصفا والمروة والوقوف

ایک بہی فوت ہوگا تو حج باطل ہوجاویگا پہر سال آیندہ مین اوسکی قضا واجب ہوگی اور واجبات حج کی یہہ ہین صفا اور مروہ کی بیچ مین دوڑنا اور

بالمزدلفة ورمي الجمار والحلق او التقصير وطواف الصدر للآفاقي فان ترك شيئا منها يجوز حجه و

مزدلفہ مین ٹہرنا اور جمرات مین کنکر مارنی اور سر منڈانا یا بال کتروانی اور طواف الصدر سوا مکہ والون کی پس اگر کوئی واجب ان واجبات مین سی ترک کیا تو حج تو جایز

عليه الدم وما عدا ذلك سنن وآداب ووقته شوال وذو القعدة وعشر ذي الحجة ويكره الاحرام للحج

ہوگا پر اوسپر ذبح لازم ہی اور سوا ان فرایض اور واجبات کی سنن اور آداب ہین اور حج کا وقت ماہ شوال اور ماہ ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کی ہین اس مدت سی پہلی احرام حج کا باندہنا

قبل ذلك لان الاحرام يطول فربما يقع في الحرام ولا يكون حجه مبرورا فان من احرم للحج والعمرة وارتكب

مکروہ ہی اسلئی کہ مدت احرام کی دراز ہوجاوی کی سو اکثر حرام مین واقع ہوجاتا ہی پہر اوسکا حج مبرور نہوگا کیونکہ جسنی احرام حج کا یا عمرہ کا باندہا پہر کوئی قسم کی

شيئا من محظورات الاحرام بلا عذر يخرج حجه عن ان يكون مبرورا وان تاب الى الفور لان التوبة ترفع

ممنوعات مین سی بی عذر عمل کیا تو اوسکا حج مبرور نہین رہتا اگرچہ فی الفور توبہ کری اسواسطی کہ توبہ سی گناہ معاف ہوجاتا ہی

الاثم ولا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحج لان الشرط فی کون الحج مبرورا ان لا یقع فی حال الاحرام ذنب

اور جو نقصان حج کی ثواب مین ہوگیا وہ نہین موقوف ہوتا اسواسطی کہ شرط حج کی مبرور ہونی کی یہہ ہی کہ احرام کی اندر

من الذنوب بلا عذر والاحرام النیة والتلبیة وهما رکنان فی الاحرام لا یصح الاحرام باحدهما دون الاخر

بلا عذر کوئی گناہ کسی طرح کا نہونی پاوی اور احرام کی دو جز ہین نیت اور تلبیہ یہہ دونو احرام کی رکن ہین احرام ایک سی بدون دوسری کی

فمن اراد الاحرام یتوضأ او یغتسل والغسل افضل وینزع المخیط ویلبس ثوبین ازارا ورداء جدیدین

صحیح نہین ہوتا جو شخص احرام باندہی پہلی وضو کری یا نہاوی اور نہانا افضل ہی سیئین کپڑی اوتار ڈالی صرف دو کپڑی پہن لی تہمد اور چادر نئی ہون

او غسیلین والجدید افضل ویقص شاربه ویقلم اظفاره ویحلق عانته ثم یصلی رکعتین و

یا دہوئی ہوئی نئی ہون تو بہتر ہی موچہین کترو ادی اور ناخون ترشواوی اور موئی نہانی مونڈی پہر دو رکعت نماز ادا کری

یقول بعد السلام اللهم انی ارید الحج فیسره لی وتقبله منی ثم یلبی ویقول برفع الصوت لبیک اللهم

پہر بعد سلام کی یہہ پڑہی الہی مین حج کیا چاہتا ہون سو تو مجہپر آسان کردی اور مجہہ سی قبول کرلی پہر یہہ تلبیہ پکار کر بلند آواز سی کہی حاضر ہوتا ہون الہی

لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک ولا ینقص منها وان زاد

حاضر ہوتا ہون حاضر ہوتا ہون تیرا کوئی شریک نہین بیشک حمد اور نعمت تیری ہی اور ملک تیرا تیرا کوئی شریک نہین اس عبارت مین سی کچہہ کم نکری اگر کچہہ بڑہاوی

یجوز فاذا اتی بالنیة والتلبیة فقد احرم وتبقی محظورات احرامه وهی الرفث والفسوق والجدال

تو جائز ہی پہر نیت کرکرتا ...ہہ پکا تو احرام ثابت ہوگیا اب احرام کی ممنوعات سی پرہیز کری اور وہ باتین بیحیائی کی عورتون کی سامنی اور بدکاری اور لڑائی

وتعرض الصید بالاخذ والاشارة او الدلالة او الاعانة ولا یلبس المخیط قباء او قمیصا او سراویل او

اور شکار کو چہیڑنا پکڑنا یا اشارہ سی بتانا یا ظاہر بتانا یا مدد کرنی اور سیا ہوا کپڑا نہ پہنی قبا یا کرتا یا پائجامہ اور

عمامة او قلنسوة وخفا الا ان یقطع الخف اسفل من الکعبین ولا یاخذ شعرا ولا ظفرا ولا یقتل القمل

پگڑی نہ باندہی ٹوپی نہ پہنی اور موزہ ہان اگر موزہ ٹخنی کی نیچی تک کتر ڈالی تو ڈر نہین پہر نہ بال کتری نہ ناخن کتری نہ جون ماری

ولا یغطی راسه ولا وجهه ولا باس بالاستظلال بالبیت او المحمل ولا یحک راسه الا برفق حتی روی

اور نہ سر ڈہکی اور نہ منہہ ڈہکی اور اسکا ڈر نہین کہ سایہ مین بیٹہی بیت کی یا کجاوی کی اور سر کو نہ کہجاوی مگر نرمی سی یہان تک

عن ابی حنیفة انه یحکه ببطون الاصابع کیلا یوذی شیئا من هوام راسه ویکثر التلبیة برفع

ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ اونگلیون کی پیٹ سی کہجاوی تاکہ کوئی جانور سر مین کا جون وغیرہ ایذا نہ پاوی اور تلبیہ باربار جب نماز پڑہی

الصوت متی صلی او علی شرفا او هبط وادیا او لقی رکبا او اسحر واذا دخل مکة یبدأ بالمسجد وحین

یا اونچی پر چڑہی یا نیچی کو اوتری کسی نالہ مین یا سوار ملین یا صبح ہو پکار کر پڑہی اور جب مکہ مین داخل ہو تو پہلی مسجد الحرام مین جاوی

رای البیت یکبر ویهلل ثم یستقبل الحجر مکبرا مهللا رافعا یدیه کما فی الصلوة ویستلمه والاستلام

اور جب بیت کو دیکہی تو اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑہی پہر حجر اسود کی سامنی تکبیر اور لا الہ الا اللہ کہتا ہوا ہاتہہ اوٹہائی ہوئی جاوی جیسی نماز مین اور اوسکو چومی اور

عند الفقهاء ان یضع کفیه علی الحجر ویقبله بفمه ان قدر بلا ایذاء احد لان الاستلام سنة وترک

فقہا کی نزدیک استلام کی یہہ وضع ہی کہ دونو ہاتہہ حجر اسود پر رکہہ کر منہہ سی چوم لی اگر کسیکو تکلیف دئی بغیر میسر ہوسکی اسواسطی کہ استلام تو سنت ہی اور

الایذاء واجب فالاتیان بالواجب اولی وان لم یقدر علی ذلک یمسه شیئا فی یده ویقبله وان عجز

ایذا دینی واجب ہی اور واجب کا ادا کرنا اولی ہی اور اگر اسپر قابو نہو تو حجر اسود کو کسی چیز سی چہونا پہر اوسکو چوم لی اور اگر یہہ دونو

عنهما ایضا یستقبله رافعا یدیه حذاء منکبیه جاعلا ظاهرهما نحو وجهه وباطنهما نحو الحجر مشیرا

امر نہوسکین تو حجر اسود کی سامنی کہڑا ہوکر دونو ہاتہہ برابر مونڈہون کی اوٹہائی ہوئی پشت ہاتہون کی اپنی موہنہ کی طرف اور اندر اونکی حجر اسود کی طرف اشارہ کرتا ہوا

جعل

بهما اليه مكبرا مهللا حامدا لله تعالى ومصليا على النبي عليه السلام ويطوف للقدوم وراء الحطيم
طرف حجر کی اللہ اکبر کہتا ہوا لا الہ الا اللہ پڑہتا ہوا اللہ کی حمد کرتا ہوا نبی علیہ السلام پر درود پڑہتا ہوا پہر طواف القدوم کری حطیم کو طواف کی اندر لیکر

اخذا عن يمينه مما يلي الباب جاعلا رداءه تحت ابطه اليمنى ملقيا طرفه على كتفه اليسرى
داہنی طرف سی شروع کرکر جسطرف باب سی متصل ہی چادر کو دہنی بغل تلی لیکر اور اوسکی کونی بائین مونڈہی پر ڈال کر

سبعة اشواط يرمل في الثلثة الاول فقط من الحجر الى الحجر وكلما مر بالحجر يفعل به ما ذكر من الاستلام
سات گردشین اکڑکر صرف پہلی تین گردشون مین حجر سی حجر تک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہ ہی استلام کری موافق مذکور بالا کی

ويستلم الركن اليماني وهو حسن ولا يستلم غيرهما ويختم الطواف باستلام الحجر ثم يصلي ركعتين
اور استلام کری رکن یمانی کو یہہ بہتر ہی اور سوا ان دونو کی اور کو استلام نہ کری اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کردی پہر مقام کی پاس دو رکعت نفل

عند المقام او غيره من المسجد ان منعه الزحام وهذه الصلوة واجبة بعد كل اسبوع ثم
ادا کری یا مسجد مین اور جگہ اگر انبوہ کی سبب مقام مین میسر نہ آوی اور یہہ نماز واجب ہی بعد ہر یک پوری طواف یعنی سات گردش کی پہر

يعود ويستلم الحجر ويخرج من المسجد ويصعد الصفا ويستقبل البيت ويكبر ويهلل ويصلي
ہٹ کر حجر کا استلام کری اور مسجد سی باہر آکر صفا پر چڑہ جاوی اور بیت کا طرف منہہ کرکر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑہی اور نبی علیہ السلام پر

على النبي عليه السلام ويرفع يديه ويدعو ما شاء ثم يمشي نحو المروة على هيئته حتى يصل بطن الوادي
درود پڑہی اور ہاتہہ اوٹہاکر جو چاہی دعا مانگی پہر مروہ کی طرف چلی اپنی چال مین یعنی بی تکلف یہان تک کہ بطن وادی پر پہنچی

ثم يسعى بين الميلين الاخضرين فاذا جاوز بطن الوادي يمشي على هيئته حتى ياتي المروة فاذا انتهى
پہر درمیان میلین اخضرین کی دوڑکر چلی جب بطن وادی سی نکل جاوی تو اپنی چال سی چلنی لگی یہان تک کہ مروہ پر جا پہنچی وہان جاکر

يصعد عليها ويفعل ما فعل على الصفا ثم ينزل عنها ويتوجه الى الصفا يفعل هكذا سبعا يبدأ
اوسکی اوپر چڑہی وہان جاکر وہی عمل کری جو صفا پر کیا تہا پہر مروہ سی اوترکر صفا کی طرف چلا جاوی اسی طرح سات دفعہ کری صفا سی شروع کرکر

بالصفا ويختم بالمروة ثم يسكن بمكة محرما ويطوف بالبيت نفلا ما شاء فاذا صلى بمكة فجر ثامن
مروہ پر ختم کردی پہر مکہ مین احرام باندہی ہوی رہنی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کری جسقدر چاہی جب مکہ مین یوم ترویہ یعنی اٹہوین تاریخ

الشهر يخرج الى منى ويمكث بها الى فجر عرفة ثم يروح الى عرفات وكلها موقف الا بطن عرنة فبعد
ذالحجہ کو صبح کی نماز پڑہ چکی منی کو جاوی وہان جاکر نوین تاریخ کی فجر تک ٹہرا رہی پہر عرفات مین جاوی وہ تمام ٹہرنیکی جگہہ ہی سواء بطن عرنہ کی جب

ما صلى الظهر والعصر في وقت الظهر يذهب الى الموقف بغسل سن وبعد الغروب ياتي الى المزدلفة
نماز ظہر اور عصر کی جمع کرکر ظہر کی وقت مین پڑہ چکی تو غسل مسنون کرکر موقف کو جاوی اور دن چہپی مزدلفہ کو چلا جاوی

وكلها موقف الا وادي محسر وينزل عند جبل قزح ويصلي العشائين ههنا باذان واقامة فاذا طلع
وہ تمام ٹہرنی کی جگہہ ہی سواء وادی محسر کی اور جبل قزح کی پاس اوتری یہان مغرب اور عشا ملاکر ایک اذان اور تکبیر سی ادا کری جب صبح صادق

الفجر يصلي الفجر بغلس وهو ظلمة في اخر الليل ثم يقف ويكبر ويهلل ويلبي ويصلي على النبي عليه السلام
کہل جاوی تو فجر کی نماز اندہیری مین پڑہی غلس اندہیرا ہوتا ہی آخر لیل مین پہر ٹہر کر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑہی اور تلبیہ پڑہی اور نبی علیہ السلام پر درود بہیجا کری

ويدعو واذا اسفر ياتي منى ويرمي جمرة العقبة من بطن الوادي من اسفله الى اعلاه سبع حصيات
اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہوجاوی تو منی مین آکر جمرۃ العقبہ کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سی اعلی کی طرف سات کنکرین اونگلی اور انگوٹہی

خذفا ويكبر بكل منها فيقول بسم الله والله اكبر رجما للشيطان وحزبه اللهم اجعل حجي مبرورا وسعيي
اور ہر کنکر پر اللہ اکبر کہتا جاوی اسطور بسم اللہ واللہ اکبر واسطی خاک آلودگی شیطان اور اوسکی گروہ کی الہی تو حج میرا مبرور اور کوشش مبرور

مشکورا وذنبی مغفورا ویقطع التلبیة باولها ثم یذبح ان شاء ثم یقصر والحلق افضل ویحل له کل شیٔ

مشکور اور گناہ میری معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کری پہر قربانی کری اگر چاہی پہر بال کترواوی اور سر منڈانا افضل ہی اور اوسکو ممنوعات احرام مین سی

من محظورات الاحرام الا النساء ثم یطوف للزیارة یوما من ایام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی

سوای جماع کی سب شی حلال ہو جاتی ہین پہر طواف زیارت کسی دن ایام نحر مین سی ساتھ گردشین بدون اکڑ اور سعی کی کری

ان فعل الرمی والسعی قبل والا فبهما وان اخره عن ایام النحر یکره ویجب الدم ثم یاتی منی ویرمی الجمار

اگر رمل اور سعی پہلی کر چکا ہی اور نہین تو اب کری اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سی ٹلادی تو مکروہ ہی اور ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہی پہر منی مین آوی اور

الثلث بعد زوال ثانی النحر یبدا بما یلی مسجد الخیف ثم بما یلیه ثم بالعقبة سبعا سبعا ویکبر بکل

تینون جمرون کو بعد دن ڈہلنی دوسری دن نحر کی کنکر ماری شروع اوس جمرہ سی کری جو مسجد خیف سی نزدیک ہی پہر جو اوس سی پاس ہی پہر جمرة العقبہ کو سات سات ہر کنکر

حصاة ویقف بعد رمی بعده رمی ویدعو ولا یقف بعد الثالثة ولا بعد رمی یوم النحر ثم غدا کذلك

کی ساتھ تکبیر کہتا جاوی اور ٹہری بعد اوس رمی کی کہ پیچہی اوسکی رمی ہو اور دعا مانگی اور بعد تیسری کی نہ ٹہری اور نہ بعد رمی یوم نحر کی پہر اگلی دن اسی طور

وبعد غد کذلك ان مکث ویکره ان لا یبیت بمنی لیالی الرمی واذا اراد الرجوع الی وطنه یطوف للصدر

اور بعد اوسکی اگلی دن بہی ایسی ہی اگر ٹہری اور اگر رمی کی شبون مین منی مین شب کو نہ رہی تو مکروہ ہی اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کری تو طواف الصدر

سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی ثم یصلی رکعتین ثم یشرب من زمزم ثم یاتی البیت ویقبل العتبة

ساتھ گردشین بدون رمل اور سعی کی کری پہر دو رکعت نماز ادا کری پہر آب زمزم نوش کری پہر بیت کی پاس آوی اور آستانہ بوسی کری

ویضع صدره ووجهه علی الملتزم وهو ما بین الحجر والباب ویتشبث بالاستار ساعة ویدعو بجهد

اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکہی اور ملتزم حجر اور باب کی بیچ بیچ مین ہی اور ایک ساعت پردہ کعبہ کا پکڑی رہی اور خوب تضرع سی مانگی

ویبکی علی فراق الکعبة ویرجع قهقری حتی یخرج من المسجد والمراة کالرجل الا انها تلبس المخیط ولا

اور کعبہ کی جدائی پر روئی اور پس پشت ہٹی یہان تک کہ مسجد مین سی نکل آوی اور عورت کا حال بہی مرد کا سا ہی اتنا فرق ہی کہ عورت سیا کپڑا پہنی

تکشف راسها بل تکشف وجهها ولو اسدلت علیه شیئا وجافته عنه یصح ولا ترفع صوتها بالتلبیة

اور اپنا سر نہ کہولی بلکہ منہ کہولی رکہی اور اگر کسی کپڑی سی گہونگہٹ رکہی اور منہ سی کپڑی کو الگ رکہی تو بہی صحیح ہی اور تلبیہ مین پکار کر آواز نہ کری

ولا تقرب الحجر الا عند کونه خالیا ولا ترمل فی الطواف ولا تسعی بین المیلین بل تمشی علی هیئتها ولا

اور حجر کی پاس انبوہ مین نہ جاوی اگر جای خالی ہو تو جاوی اور طواف مین رمل نہ کری اور میلین کی بیچ مین نہ دوڑی بلکہ اپنی طرح پر چلی جاوی اور سر

تحلق بل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغتسل ویکون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة ویفید النظافة

نہ مونڈاوی بلکہ لٹ کتروا ڈالی اور اگر احرام باندہتی وقت حائض ہو جاوی تو نہاوی اور یہہ غسل احرام کی لئی ہی نماز کی واسطی نہین اس سی سوا طواف کی طہارت

لغیر الطواف وهو بعد الرکنین اللذین هما الوقوف بعرفة وطواف الزیارة یسقط طواف الصدر ولا یجب علیها شیٔ

کا فائدہ ہوگا اور حیض بعد دو نو رکن کی کہ وہ وقوف عرفات اور طواف الزیارة ہی طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہی اور اوسکی ترک سی اوسپر کچہہ لازم

بترکه ولا بتاخیر طواف الزیارة عن ایام النحر بسبب الحیض ثم ینبغی ان یعلم ان المراة شابة کانت او عجوزا

نہین آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سی جو ایام نحر سی بسبب حیض کی ہو جا کچہہ لازم آوی پہر جاننی کی بات ہی کہ عورت جوان ہو یا بوڑہی

اذا کان بینها وبین مکة مسیرة سفر لا یثبت لها الاستطاعة الا بمحرم وهو الزوج ومن لا یجوز نکاحها

جب اوسمین اور مکہ مین مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہین جسی حج فرض ہوتا ہی بدون محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہی یا وہ جس سی

علی التابید بنسب او رضاع او صهریة وان لم یکن لها محرم لا یجب علیها ان تتزوج لیحج بها وذکر فی التجنیس

کبہی کسی حال مین نکاح جائز نہین ہی بسبب کی یا دودہ کی یا سمدہانی کی اور اگر اوس عورت کی ساتہہ محرم نہین تو اوسپر یہہ واجب نہین کہ حج کی واسطی خاوند کری اور تجنیس مین مذکور ہی

ان محرمها ان کان فاسقا او مجنونا او صبیا لا یجب علیها الحج ویحرم علیها السفر معه ویشترط لها
کہ اگر اوسکا محرم فاسق ہو یا دیوانہ ہو یا بچہ نابالغ ہو تو اوسپر حج واجب نہین ہی اور ایسی محرم کی ساتھہ سفر حرام ہی اور عورت کی واسطی

ان تکون خالیا عن العدة عند خروجها الی الحج حتی لو کانت فی العدة لا تخرج الی الحج وکذا لو وجب
یہہ بھی شرط ہی کہ جب حج کو چلی تو عدت سی پاک ہو یہان تک کہ اگر عدت مین ہو تو حج کو نہ جاوی اور ایسی ہی اگر اوسپر

لها العدة فی الطریق فی مصر من الامصار وبینها وبین مکة مسیرة سفر لا تخرج عن ذلك المصر ما لم تنقض
عدت رستہ مین کسی شہر مین واجب ہوجاوی کہ اوسمین اور مکہ کی بیچمین مسافت سفر کی ہو تو اوس شہر مین سی عدت کی گذری بغیر نجاوی

عدتها یسرنا الله تعالی اعمالا مطابقا لرضاه بمنه وفضله

الٰہی ہمپر آسان کروہ اعمال جو تیری رضا کی مطابق ہین اپنی احسان اور فضل سی

المجلس الحادی والعشرون

اکیسوین مجلس

فی بیان فضائل الزکوٰة وغوائل ترکها

زکوٰة دینی کی فضائل اور نہ دینی کی سختیون مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من
فرمایا رسول الله علیه وسلم نی نہین کوئی

صاحب ذهب ولا فضة لا یؤدی منها حقها الا اذا کان یوم القیمة صفحت له صفائح من نار
سونی چاندی والا کہ اوسمین سی اوسکا حق یعنی زکوٰة نہ ادا کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہوگا تو اوسکی لئی تختی آگ کی بنائی جاوینگی

فاحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جنبیه وجبینه وظهره وکلما بردت اعیدت له فی یوم
پہر اونکو دوزخ کی آگ مین گرم کرکر اوسکی دونو کروٹین اور پیشانی اور پشت داغ دی جاوی گی اور جب ٹھنڈی ہونگی پہر گرم کی جاوینگی اوس روز

کان مقداره خمسین الف سنة حتی یقضی بین العباد فیری سبیله اما الی الجنة واما الی النار
کہ برابر پچاس ہزار برس کی ہوگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکی پہر دیکہی اوسکا راہ یا جنت کی طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف

هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة فانه علیه السلام ذکر فیه جنسین من المال وهما
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین نبی علیه السلام نی مال کی دو جنس بیان فرمائین

الذهب والفضة ثم افرد الضمیر الراجع الیهما فقال لا یؤدی منها حقها نظرا الی المعنی دون اللفظ
سونا اور چاندی پہر ضمیر جو اونکی طرف پہرتی ہی وہ مفرد بیان کی فرمایا کہ نہ ادا کری اوسمین سی حق اوسکا تو بلحاظ معنی کی لفظ کا لحاظ نہین کیا

لان المراد بهما دنانیر ودراهم وقیل یحتمل ان یراد بهما الاموال لان الحکم عام وتخصیصهما بالذکر لفضلهما
اسواسطی کہ مراد اون دونون سی دنانیر اور دراہم ہین اور کوئی کہتا ہی کہ شاید سونی چاندی سی مراد ہر قسم کا مال ہون اسواسطی کہ حکم تو عام ہی اور خصوصیت چاندی سونی کی

علی سائر الاموال من حیث انهما اصل التمول وثمن الاشیاء وبمثله ورد قوله تعالی والذین یکنزون
ذکر مین واسطی فضیلت کی تمام مالون پر ہی اسلئی کہ اصل مالیت اور قیمت تمام اشیاء کی یہہ ہی دونو ہین اور ایسی ہی قرآن مین وارد ہوا ہی اور جو لوگ گاڑ رکہتی ہین

الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم یوم یحمی علیها فی نار جهنم
سونا اور روپا اور خرچ نہین کرتی الله کی راہ مین سو اونکو خوشخبری سنا دکہہ والی مار کی جسدن آگ دہکاوینگی اوسپر دوزخ کی

فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون
پس داغینگی اوس سی اونکی ماتہی اور کروٹین اور پیٹہین یہہ ہی جو تم گاڑتی تہی اپنی واسطی اب چکہو مزہ اپنی گاڑنیکا

والمراد بعدم اداء حقها وبعدم انفاقها فی سبیل الله عدم اداء زکوٰتها فان الذین یجمعون الاموال
اور حق نہ دینی سی اور راہ الٰہی مین خرچ نہ کرنی سی نہ دینا زکوٰة کا مراد ہی پس جو لوگ مال جمع کرتی ہین

ویدخرونها ولا یعطون زکوٰتها یعذبون یوم القیمة بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذکر فی هذه الایة
اور اوسکو ذخیرہ کرکر رکہتی ہین اور اوسکی زکوٰة ادا نہین کرتی قیامت کی دن طرح طرح کی عذاب دئی جاوینگی ایک تو یہہ جو اس آیت مین

وهذا الحديث وجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعوّد نفسه
اور اس حدیث مین مذکور ہی اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھہ اس عذاب کی یہہ ہی کہ مال والی آدمی کو جب زکوۃ دینی کی عادت نہین ہوتی
اعطاء الزكوة بعد وجوبها بمجيء وقتها فهو اذا رای الفقير الطالب للزكوة يعبس وجهه واذا ساله يغير
اگرچہ زکوۃ واجب ہو اور وقت ہی آپہنچی پس وہ شخص جب فقیر زکوۃ طالب کو دیکھتا ہی تو تیوری چڑہاتا ہی اور وہ اگر مانگتا ہی تو اوس سی منہہ
عنه ويولي اليه جنبه واذا بالغ في السوال يقوم من مقامه ويولي اليه ظهره ويذهب ولا يعطيه
پہیر کر کروٹ موڑ لیتا ہی پہر اگر فقیر نی سوال مین زیادتی کی تو اپنی جگہہ سی اوٹہہ کر اوسکی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہی اور زکوۃ مین سی جو
شيئا من حقه الذي هو الزكوة فتاذى الفقير بكل واحد من هذه الافعال فيعذبه الله تعالى
اوسکا حق ہی کچہہ نہین دیتا پس فقیر کو اوسکی اس ہر ہر حرکت سی ایذا ہوتی ہی سوئ اللہ تعالی اوسکو
بجعل امواله التي هي الدنانير والدراهم الواحا من نار تكوى بها تلك الاعضاء التي اذى بها الفقير
یہہ عذاب دیتا ہی کہ اوسکی تمام مال کو جو دنانیر اور دراہم ہین آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیگا جن سی اوس نی فقیر کو ایذا دی تہی
وروی عن ابن مسعود انه قال لا يوضع دينار على دينار ولا درهم على درهم ولكن يوسع جلده حتى
اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہین رکہا جاویگا ولیکن اوسکی کہال کو فراخ کر کر
يوضع كل دينار ودرهم موضعا على حدة كلما تم ووصل كيها من اولها الى اخرها اعيد ذلك الكي الى
ہر ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہہ رکہی جاوینگی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخر سی ملجاویگا پہر وہ ہی داغ اول سی آخر تک دوہرا کرینگی
اولها حتى يصل الى اخرها هكذا يستمر هذا النوع من العذاب يوم القيمة حتى يحكم بين العباد
اسیطرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوئ چلا جاگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو چکی
فيرى سبيله اما الى الجنة ان لم يكن له ذنب سواه او كان لكن الله تعالى عفى عنه واما الى النار ان كان
پہر دیکہا چاہئی کہ اوسکا راہ جنت کی طرف ہی اگر اوسکا کوئ اور گناہ نہین ہی یا گناہ تو ہی پر اللہ تعالی نی معاف کر دیا ہو یا دوزخ کی طرف ہی اگر اوسکا حال
على خلاف ذلك وفي حديث اخر انه عليه السلام قال من اتاه الله مالا فلم يؤد زكوته مثل له ماله
کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسکو اللہ تعالی نی مال دیا اور اوس نی زکوۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن
يوم القيمة شجاعا اقرع له زبيبتان يطوقه ثم ياخذ بلهزمتيه فيقول انا مالك انا كنزك ثم تلا
اوسکا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہون بن کر اوسکی گلیمین طوق پڑیگا پہر اوسکی دونو جبڑی پکڑ کر کہیگا مین تیرا مال ہون مین تیرا خزانہ ہون پہر آپ نی آیت
وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا
پڑہی اور نہ سمجہین جو لوگ بخل کرتی ہین ایک چیز پر کہ اللہ نی اونکو دی ہی اپنی فضل سی کہ یہہ بہتر ہی اونکی حق مین بلکہ یہہ برا ہی اونکی واسطی آگی طوق پڑیگا اونکی جسمین بخل کیا تہا
بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من اعطاه الله تعالى مالا ولم يؤد زكوة ماله
دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ جسکو اللہ تعالی نی مال عنایت کیا اور اوس نی اپنی مال کی زکوۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالی
يجعل ماله يوم القيمة في صورة الحية التي انحسر شعر راسها من كثرة سمها وطول عمرها ولها فوق
قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دیگا جسکی سر کی بال ماری زہر کی بسبب درازی عمر کی جہڑ گئی ہون اور اوسکی
عينيها نكتتان سوداوان وهي اوحش ما يكون من الحيات وتجعل في عنقه كالطوق ثم ياخذ بشدقيه
دونو آنکہون کی اوپر دو داغ سیاہ ہون یہہ قسم تمام سانپون مین بدتر ہوتی ہی اور اوسکی گردن مین طوق کی مثال ڈالا جاویگا پہر وہ اوسکی دونو کلی پکڑ کر
ويلدغه وتقول له انا مالك الذي جمعته ولم تؤد زكوته فلما كان في منع الزكوة مثل هذا التشديد
کاٹیگا اور کہیگا مین تیرا وہی مال ہون کہ جمع کر کر زکوۃ نہین دی تہی چونکہ زکوۃ کی نہ دینی مین اتنی بڑی سختی ہی

الشدید لزم بیان وجه الحکمة فی ایجابها وهو الامتحان لان التلفظ بکلمة الشهادة التزام التوحید
تو لازم ہوا بیان کرنا کہ اسکی فرض کرنی مین کیا حکمت ہی اور وہ امتحان ہی اسواسطی کہ کلمۂ شہادت کا زبانسی پڑہنا توحید کا ذمہ پر لیناہی
وشهادة بانفراد المعبود وادعاء المحبة فان من یقول اشهد ان لا اله الا الله یصیر کانه قال انی
اور گواہی ہی معبود کی یگانہ ہونی کی اور محبت کا دعوی ہی اسلئی کہ جو شخص کہتا ہی مین گواہی دیتا ہون کہ سوای اللہ کی کوئی معبود نہین ہی گویا یہہ کہتاہی
رایت بقلبی وعلمت بعقلی ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمت عبادته ومحبته ولا اعبد ولا
مین نی دل سی دریافت کیا اور عقل سی جانا کہ نہ کوئی معبود اور نہ کوئی محبوب سوا اللہ کی سو مینی اوسکی عبادت اور اوسکی محبت اپنی ذمہ لی نہ مین پرستش کرون
احب الا ایاه فیلزم الوفاء بما ادعاه من التوحید فی المحبة وتمام الوفاء ان لا یبقی للموحد محبوب
او نہ دوست رکہون سوا اوسکی اب اس دعوی توحید کا پورا کرنا چاہئی یعنی محبت ایک کی اور انجام وفا کا یہہ ہی کہ موحد کی واسطی کوئی محبوب
سوی الفرد الواحد لان المحبة لا تقبل الشرکة والتوحید باللسان قلیل النفع وانما یظهر درجة
سوا ایک ذات کی باقی نہ رہی اسواسطی کہ محبت مین شرکت نہین ہوتی اور زبانی توحید بی فائدہ ہوتی ہی اور درجہ محبت کا جب ہی کہلتاہی
المحبة بمفارقة المحبوبات والاموال محبوبة للخلق لکونها آلة لتنعمهم وقضاء حاجاتهم فی الدنیا
تب تمام محبوبات چہوٹ جاوین اور مال دولت خلق کو اسلئی محبوب ہی کہ اوس ہی دنیا مین اونکی لئی عیش عشرت اور کار روائی ہوتی ہی
وبسببها یانسون بهذا العالم وینفرون من الموت مع ان فیه لقاء المحبوب فامتحنوا فی صدق
اور اوسہی کی سبب سی اس عالم کی الفت پکڑ کر موت سی نفرت کرتی ہین باوجودیکہ موت سی محبوب کی ملاقات ہوگی سو اس مال کی خرچ کرنی سی کہ
دعواهم فی المحبة ببذل المال الذی هو معشوقهم وهم فی بذله ثلثة اقسام القسم [illegible] ول هم الذین
اونکا معشوق ہی یہہ امتحان لیا گیا کہ محبت کا دعوی راست ہی یا نہین اور وہ لوگ مال خرچ کرنی مین تین قسم پر ہین پہلی قسم وہ لوگ ہین
صدقوا فی التوحید وادعاء المحبة وبذلوا جمیع اموالهم ولم یدخروا لانفسهم شیئا [illegible] ابوبکر الصدیق
جو توحید مین اور محبت کی دعوی مین خوب سچی ہین اور اپنا تمام مال خرچ کر ڈالا اور اپنی واسطی کچہہ نہ بچایا چنانچہ ابوبکر صدیق نی یہہ ہی کیا
حیث جاء بماله کله الی رسول الله علیه السلام لینفقه فی سبیل الله تعالی وقال له رسول الله صلی
اسلئی کہ اپنا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لی آئی تا کہ خدا کی رستہ مین خرچ کر دین اور جب اونسی رسول اللہ صلی
الله علیه وسلم فماذا ابقیت لنفسك فقال الله ورسوله فانه وفی بتمام الصدق فلم یبق عنده سوی
اللہ علیہ وسلم نی پوچہا اپنی واسطی کتنا رکہا تو یہہ عرض کیا اللہ اور اوسکا رسول سو ابوبکر نی اپنا صدق پورا کیا سو اونکی پاس سوا
محبوبه الذی هو الله تعالی ورسوله وهذا جائز لمن کان توکله علی الله تعالی تاما کاملا وهذا لما
محبوب کی جو اللہ ہی اور اوسکا رسول کچہہ نہین تہا یہہ بذل اوسکی لئی جایز ہی جسکا توکل اللہ تعالی پر پورا اور کامل ہو اور اسہی لئی جب
سئل رسول الله علیه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانه علیه السلام بین فی هذا
کسی نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا کہ بہتر صدقہ کونسا ہی تو آپ نی فرمایا کوشش مفلس کی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث
الحدیث ان افضل الصدقة ما یتصدقه الفقیر مع احتیاجه الیه واما من لم یکن توکله تاما کاملا
مین بیان فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہی جو فقیر اپنی حاجت روک کر دیتاہی اور البتہ جسکا توکل پورا اور کامل نہو
فلابد له ان یترك قوت نفسه وعیاله ثم یتصدق ما فضل من ذلك لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
تو ضروری کہ اپنا اور اپنی عیال کا کہانا رکہہ لیا کری پہر جو اس سی بچا رہی وہ خیرات کر دی کیونکہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ نبی علیہ السلام نی
قال خیر الصدقة ما کان عن ظهر غنی ولا مخالفة بین هذا الحدیث والحدیث السابق لان الغنی قسمان
فرمایا اچہا صدقہ وہ ہی جو توانگری کی ساتہہ ہووی اور اس حدیث مین اور اوپر کی حدیث مین کچہہ مخالفت نہین ہی اسلئی کہ توانگری دو طرح کی ہوتی

غنى المال وغنى النفس وخير الصدقة ما كان عن احد الغنيين اما عن غنى النفس وعن غنى المال اذ

توانگری مال کی اور توانگری دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہی جو کسی ایک توانگری سی ہو یا دل کی توانگری سی یا مال کی توانگری سی اسواسطی

لابد للمتصدق فيما يبذله ان يستغني عنه اما بسخاوة نفسه وقوة عزيمته ثقة بالله تعالى كما

کہ ضرور ہی کہ خیرات کرنیوالا جو دیتا ہی اوسی بی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت عزیمت سی خدا تعالی پر بہروسا کر کر جیسا

فعله ابو بكر الصديق او بماله الذي بقي في يده بعد البذل اذ لا يجوز لاحد ان يصرف قوت عياله

ابو بکر صدیق نی کیا یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کر کر اسکی پاس بچا ہی اسواسطی کہ کسیکو جایز نہین ہی کہ اپنی عیال کا کہانا بہی فقرا کو

الى الفقراء ويتركهم جياعا الا اذا رضوا به واذنوا له فيه بل لا يجوز له ان يعطي احد الا ما يفضل

بانٹ دی اور اونکو بہوکا ماری ہان اگر وہ راضی ہون اور اسکو اجازت دیدین بلکہ اسکو یہہ جایز نہین کہ سوا بچتی ہوئی کی

عن نفسه وعياله كما جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال خير الصدقة ما ابقت غنى يعني ان

اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کسیکو دیوی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہتر صدقہ وہ ہی جو دئی پر بہی غنا باقی رہی یعنی

المتصدق لا بد له فيما يبذله عن احد الامرين اما ان يستغني عنه بماله او يستغني عنه بحاله وهذا

خیرات کرنیوالی کو چاہئی کہ جو خرچ کرتا ہی دو امر مین سی ایک پر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر بی نیاز رہی یا اپنی دل سی مستغنی ہو ان دونو

افضل اليسارين لما روى في الحديث الصحيح انه عم قال ليس الغنى عن كثرة المال وانما الغنى عن النفس فان الفقير اذا

استغنا مین سی یہہ افضل ہی اسواسطی کہ حدیث صحیح مین روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ توانگری مال کی بہتایت سی نہین ہوتی توانگری وہ ہی جو دل سی ہو بیشک

تصدق ما قدر عليه من قوت يومه وصبر على الجوع يكون صدقته افضل اذ لا شك في كون

خیرات کردی جو اوسکو قوت ایک روز کا میسر ا تا ہی اور آپ بہوک پر صبر کری تو اوسکا صدقہ بہت اچھا ہی اسواسطی کہ بیشک

الصدقة بالشئ مع الحاجة اليه افضل اذا لم يضر ذلك بدينه من ضعفه عن القيام في الصلوة و

صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکہتا ہو افضل ہی اگر یہہ صدقہ اوسکی دین مین نقصان نکری جیسی نماز پڑہنی سی ضعیف ہو جاوی

كشف العورة وقد مدح الله تعالى الانصار على ذلك وقال وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

یا ننگا رہ جاوی اور اللہ تعالی نی اسپر انصار کی تعریف کی ہی اور فرمایا اور ادل رکہتی ہین اونکو اپنی جان سی اور اگرچہ ہو اپنی اوپر بہوک

القسم الثاني هم الذين لا يقدرون على هذه المرتبة بل يمسكون اموالهم لمواقيت الحاجة ومواسم الخيرات

دوسری قسم وہ لوگ ہین جو اس مرتبہ تک نہین پہنچتی بلکہ اپنی مالون کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکہتی ہین

وليس قصدهم في الامساك التنعم والتلذذ بل قصدهم فيه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفاضل الى

اور اس روکنی سی اونکی غرض عیش و عشرت اور حصول لذت نہین ہوتی بلکہ اونکی یہہ مراد ہوتی ہی کہ بقدر حاجت خرچ کر کر پہر بچتی کو اقسام

وجوه الخيرات مهما ظهرت القسم الثالث هم الذين يقتصرون على اداء ما وجب عليهم فلا يزيدون عليه

خیرات مین جب پیش آوین تو لگا دین تیسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو اونپر واجب ہوتا ہی سو ادا کر دیتی ہین نہ اوس سی بڑہتی دین

ولا ينقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلى هذه المرتبة اقتصر اكثر الناس لبخلهم بالمال وميلهم

نہ اوس سی کچہہ کم دین اور یہہ مرتبہ سب سی کم بخل ہی اور اسہی مرتبہ پر اکثر لوگ مارے بخل اور مال کی محبت کی

اليه وضعف حبهم للاخرة وليس بعد هذه المرتبة شئ من المحبة بل من ينزل من هذه المرتبة ينزل في

اور کمتر ہونی محبت آخرت کی اکتفا کرتی ہین اور اس مرتبہ کی بعد اصلا کچہہ محبت نہین ہی بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوتر کر ہوتا ہی

الكذب في ادعاء المحبة ويظهر من نفسه ان ادعاه من المحبة كان من لقلقة اللسان فعلى هذا يجب

تو اوسکا دعوی محبت کا جہوٹہا ہی گویا وہ یہہ ظاہر کئی دیتا ہی کہ میرا دعوی محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی اس بیان کی موافق واجب ہی

على من لا يقدر على المرتبة الاولى والثانية ان لا ينزل من المرتبة الثالثة بل ينبغي له ان يسعى في اداء

کہ جو اول یا ثانی مرتبہ پر قدرت نہیں رکھتی تو تیسری مرتبہ سی تو نہ گر جاوین بلکہ اونکو لایق ہی کہ کوشش کرکر

ما وجب عليه على الفور اظهارا للرغبة في امتثال الامر وايصالا للسرور الى قلوب الفقراء واحترازا

واجب کو ترت ادا کیا کرین تا کہ رغبت فرمان برداری کی ظاہر ہووی اور فقیرون کی دلون کو خوشی پہنچی اور مخالفت کی

عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوري حتى يأثم بالتاخير ويرد شهادته وهي انما تجب اذا

شبہہ سی بچ جاوین اسواسطی کہ بعضی علماء کی نزدیک وجوب زکوۃ کا فوری ہی یعنی ترت چاہیی یہانتک کہ دیر کرنی سی گنہگار ہوتا ہی اور اوسکی شہادت مردود ہی اور زکوۃ جب

تم الحول على النصاب فلكل احد حول يخصه بحسب وقت كونه مالكا للنصاب فاذا تم حوله يجب عليه اخراج

واجب ہوتی ہی کہ نصاب پر برس ان پورا گذر جاوی پہر ہر ایک سال جدا جدا ہوتا ہی جس وقت سی وہ نصاب کا مالک ہوتا ہی جب سال پورا ہو جاوی تو اوسپر زکوۃ نکالنی واجب ہو جاتی ہی

زكوته في اي شهر كان وان عجل زكوته قبل حولان الحول يجوز عند جمهور العلماء سواء كان تعجيله لدخول

کوئی سا مہینہ ہو اور اگر جلدی کرکر اپنی زکوۃ برس پورا گذرنی سی پہلی ادا کردی تو سب علماء کی نزدیک جایز ہی برابر ہی کہ اوسکی جلدی واسطی آجانی

الاشرف من الاوقات التي لا يوجد مثلها عند تمام الحول كشهر رمضان وما قبله من شهر رجب وشعبان

اچھی وقت کی ہو اور وقتون سی کہ ایسا وقت برس کی تمامی پر نہ ملیگا جیسی رمضان کا مہینہ اور اوس سی پہلا مریم روزہ کا اور شب برات کا مہینہ

او لوجود الافضل من المصارف بان يكون من الاتقياء المتجردين لتجارة الاخرة فانهم يستعينون بما اعطاهم

یا اوسکی جلدی واسطی موجود ہونی اچھی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پرہیزگار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسی مرد جو اونکو ملتا ہی اوس سی امداد

على الطاعة فيكون المعطي شريكا لهم في طاعتهم باعانته اياهم فيها او بان يكون من العلماء فان اعطاءهم

طاعت کی حاصل کرتی ہیں پس دینی والا بہی اونکی عبادت مین شریک ہو جاتا ہی کیونکہ عبادت مین اونکا مددگار ہی یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت

معاونة لهم على العلم والعلم اشرف العبادات حتى كان بعض السلف لا يصرف زكوته الا الى اهل العلم ويقول انى لا اعرف

کرنی علم کی امداد ہوتی ہی اور علم سب عبادات مین اشرف ہی یہانتک کہ بعضی اگلی بزرگ اپنی زکوۃ صرف علماء ہی کو دیتی تہی اور کہتی تہی کہ

بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء والمراد من اهل العلم هم الذين يطلبون العلم لاجل الاخرة لا لاجل الدنيا فان الذين

مین بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ سی بہتر نہین جانتا اور علماء سی مراد وہ عالم ہین کہ علم آخرت کی واسطی پڑہتی ہین دنیا کی واسطی نہین پڑہتی اور جو لوگ

يطلبون العلم لاجل الدنيا لا ينبغي للمتصدق ان يعاونهم بصدقته على عصيانهم حتى لا يكون شريكا

علم کو دنیا کی واسطی پڑہتی ہین تو زکوۃ دینی والی کو نہین چاہیی کہ اپنی زکوۃ سی اونکی گناہ کا مددگار بنی تا کہ استحقاق عذاب مین

لهم في استحقاق العقاب ومن افضل المصارف من يكون ذا عيال او مديونا او مريضا او قريبا فان الاعطاء

اونکا شریک نہو جاوی اور بہترین مصارف وہ ہی جو کنبہ والا ہو یا قرضدار ہو یا بیمار ہو یا ناتی دار ہو کیونکہ ناتی دار کو

الى القريب يكون صدقة وصلة ولا يخفى على احد ما في صلة الرحم من الثواب والاصدقاء والاخوان

دینا صدقہ اور صلہ دونو ہوتی ہین اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحم کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور دینی بہائی

في الدين يقدمون على المصارف كما يقدم الاقارب على الاجانب لكن ينبغي ان يعلم ان المتصدق

اور مصارف پر مقدم ہوتی ہین جیسی ناتی دار غیرون پر مقدم ہوتی ہین لیکن یہہ بہی سمجہنا چاہیی کہ زکوۃ دینی والی کو

لا بد له ان يحترز عن ابطال صدقته بالمن والاذى اذ قال الله تعالى لا تبطلوا صدقاتكم بالمن

لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتا کر اور تکلیف دی کر باطل نہ کردی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مت ضایع کر دینی خیرات احسان رکہہ

والاذى وحقيقة المن ان يرى نفسه محسنا الى الفقير فمهما راى نفسه محسنا اليه تفرع عنه

اور ستا کر اور حقیقت مین احسان کرنا یون ہوتا ہی کہ اپنی تئین فقیر کا محسن سمجہی پہر جب اوسنی اپنی تئین محسن جانا تو پہر اس سی بظاہر وہ ہی حرکات

الى ظاهرة افعال ماحية للثواب مثل التحدث به واظهاره وطلب المكافاة منه بالدعاء والثناء
صادر ہونگی جس سے ثواب جاتا رہے جیسے کہتے پہرنا اور ظاہر کرنا اور فقیر سے عوض کا طالب ہونا دعا سے اور تعریف سے
والخدمة والتوقير والتعظيم وكان من حقه ان يرى الفقير محسنا اليه اذ جعل كفه نائبا عن
اور خدمت سے اور توقیر اور تعظیم سے اور حق یہہ تہا کہ فقیر کو اپنا محسن جانتا اسواسطے کہ اوسنے اپنا ہاتھ واسطے قبض حق اسکی
الله في قبضه حقه الذي به نجاته من النار اذ روى عن ابن عباس انه عليه السلام قال الصدقة
اللہ کا نایب بنانا جسمین اوسکی دوزخ سے نجات ہوتی ہے اسواسطے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیرات
تقع بيد الله تعالى قبل ان تقع بيد السائل فليتحقق انه مسلم الى الله تعالى حقه والفقير اخذ من
اللہ کی ہاتھ میں اس سے پہلے پہنچتی ہے کہ سائل کی ہاتھ میں پہنچے سو حقیقت میں خیرات اللہ کا حق ہے اوسکی حوالہ ہوا ہے اور فقیر نے اللہ تعالی سے اپنا رزق لیا ہے
الله تعالى رزقه واما الاذى فظاهره التوبيخ والتعبير والتخشين في الكلام وتقطيب الوجه وهتك الستر
اور ایذا دینا سو ظاہر میں بد مزاجی اور شرمانا اور بد زبانی گفتگو میں اور تیوری چڑہانی اور چہپا کر بے آبروی کرنی
بالاظهار وفنون الاستخفاف وباطنه الذي هو منبعه امران احدهما كراهية اخراج المال عن يده و
اور طرح طرح کی استخفاف اور باطن میں جس سے یہہ حالت پیدا ہوتی ہے دو باتیں ہیں ایک تو اپنی قبضہ میں سے مال نکالنی کا ملال اور دل پر
شدة ذلك على نفسه والثاني رويته انه خير من الفقير وان الفقير بسبب حاجته اخس منه رتبة
اسکی دشواری دوسری یہہ سمجہنا کہ میں فقیر سے بہتر ہوں اور فقیر اپنی حاجتمندی سے مجہسے رتبہ میں بہت کمتر ہے
ومنشأ كل منهما الجهل اما كون كراهية تسليم المال جهلا فلان من كره بذل درهم في مقابلة ما يساوي
اور اصل منشا دونوں کا جہالت ہے یہہ ملالت مال دینی کی اسلیٔے جہالت کی بات ہے کہ جس شخصکو ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار روپیہ کی واسطے دشوار گذرے
الفا فهو شديد الحماقة لانه يبذل المال بطلب رضاء الله تعالى والثواب في الدار الاخرة وهو خير من الدنيا
اس سے زیادہ احمق جاہل کون ہے اسواسطے کہ زکوۃ واسطے رضامندی اللہ تعالی کی دی جاتی ہے اور آخرت میں جو اوسکا ثواب حاصل ہوگا وہ تمام دنیا سے
وما فيها واما كون روية نفسه خيرا منه جهلا فلانه لو عرف فضل الفقر على الغنى وعرف خطر الاغنياء
اور جو دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے اور اپنی تئین فقیر سے بہتر سمجہنا اسواسطے جہالت کی بات ہے کہ اگر یہہ شخص جانتا کہ فقیر کو غنی پر کتنی فضیلت ہے اور جانتا کہ غنی لوگوں کو
في الاخرة لما استحقره بل يتبرك به وتمنى درجته لان صلحاء الاغنياء يدخلون الجنة بعد الفقراء بخمسمائة
آخرت میں کیا کیا خوف و خطر ہے تو فقیر کو ہرگز حقیر نہ جانتا بلکہ اوس سے برکت لیتا اور اوسکی درجہ کی آرزو کرتا اسلیٔے کہ تونگر صلحاء فقیروں سے پانسو برس پیچہے جنت میں
عام وكيف يستحقره وقد جعل الله تعالى خادما له اذ يكتسب المال بجهده ويستكثره منه ويجتهد في حفظه
داخل ہونگے اور کیونکر فقیر کی حقارت کرتا ہے اور حال یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے اسکو فقیر کا خادم بنایا ہے اسواسطے کہ محنت اور کوشش کرکر مال پیدا کرتا ہے اور اوسکو بڑہاتا ہے اور اوسکی محنت سے
وقد كلف ان يسلم الى الفقير قدر حاجته ويكف عنه الفاضل التي يضره لو سلم اليه فالغني مستخدم
پہر اوسکو بزور حکم ہے کہ فقیر کو اوسکی حاجت کی موافق حوالہ کردے اور باقی بچتی کو جسکی دینے سے فقیر کا ضرر ہوتا اپنی پاس محفوظ رکہے پس غنی خدمت گذار ہے
للسعي في رزق الفقير ومتميز عنه بالتزام مشاق الاسفار في البراري والبحار وحراسة الفضلات من الدرهم
کیونکہ فقیر کی رزق کی واسطے سعی کرتا ہے اور فقیر سے ممتاز ہے اسمین کہ جنگلوں اور دریاؤں میں سفر کی مشقت اوٹہاتا ہے اور بچتی درہم
والدينار الى ان يموت ويأكلها الاغيار مع بقاء ما اكتسبه في تحصيلها عليه من الاوزار يسر لنا الله تعالى
اور دینار کی عمر بہر نگہبانی کرتا تامرتا ہے بہر اوسکو بار لوگ کہاتے ہیں اور اوسکی حاصل کرنیمیں جو جو گناہ کیٔے وہ اوسی سر پر باقی لیجاتا ہے الٰہی ہمکو آسان کر
الاعمال الموافقة لرضائه بلطفه وكرمه ومنته

المجلس الثاني والعشرون في بيان فضائل الصوم مطلقا

وہ اعمال جو تیری مرضی کی موافق ہوں اپنی لطف اور کرم اور احسان سے — بائیسویں مجلس مطلق روزہ کی فضیلت میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احصوا هلال شعبان لرمضان هذا الحديث من حسان المصابيح

رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا گنتی رہو شعبان کی مہینے کو رمضان کی واسطے یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے

رواه ابو هريرة فان صوم رمضان لما كان ركنا من اركان الدين وفرضا لازما على المسلمين ولم يعلم مجيئه

ابوہریرہ کی روایت سے کیونکہ روزہ رمضان کا چونکہ دین کی رکنوں میں سے ایک رکن اور مسلمانوں پر فرض لازم ہے اور اوسکا آنا بغیر ضبط کرنے

الا بضبط هلال شعبان امر النبي عليه السلام بضبطه فصار كانه قال اطلبوا هلال شعبان وعدوا ايامه

مہینہ شعبان کی معلوم نہیں ہوتا نبی علیہ السلام نے واسطے ضبط شعبان کی امر فرمایا انجام یہہ ہوا گویا فرمایا تلاش کرو شعبان کی چاند کو اور اوسکی دن گنتی رہو

لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما كان كالمقدمة لرمضان استحب التاهب له فيه بالصوم وقراءة

تاکہ رمضان کا آنا معلوم ہو پھر ماہ شعبان جب رمضان کا مقدمہ ٹھہرا تو شعبان میں رمضان کی تیاری مستحب ہے روزی رکھنی اور قرآن پڑھنی

القرآن حتى ترتاض النفس بذلك على طاعة الله تعالى قبل دخول رمضان فانه عليه السلام كان يصوم

تاکہ نفس کو طاعت الٰہی کی عادت رمضان کی آنی سے پہلی ہو جاوی کیونکہ نبی علیہ السلام شعبان میں اتنی روزی رکھتے تھی

في شعبان ما لا يصومه في غيره من الشهور على ما روي عن عائشة انها قالت ما رأيت رسول الله عليه

کہ وتنی اور کسی مہینہ میں نہیں رکھتی تھی موافق روایت عائشہ کی کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکھا میںنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

السلام استكمل صيام شهر قط الا رمضان وما رأيته في شهر اكثر منه صياما الا في شعبان وفي رواية

وسلم کو کہ کبھی پوری کئی ہوں روزی کسی مہینے کی سوا رمضان کی اور نہیں دیکھا میںنی اونکو کسی مہینہ میں زیادہ روزی رکھتی ہوئی سوا شعبان کی اور ایک روایت

كان يصوم شعبان كله وهذه الرواية موافقة لما روي عن ام سلمة انها قالت ما رأيت النبي عليه السلام

میں یہہ ہے کہ روزی رکھتی تھی تمام شعبان کی اور یہہ روایت ام سلمہ کی روایت سے موافق ہے کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکھا میںنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان وبهذه الرواية اخذ الفقهاء حتى قال قاضيخان في

کہ روزہ رکھتی ہوں دو مہینی کی لگاتار سوا شعبان اور رمضان کی اور فقہا نے اسی روایت کو اخذ کیا ہے یہاں تک کہ قاضیخان نے

فتاواه من صام شعبان ووصله برمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قد يتأكد استحبابه

اپنی فتاوی میں کہا ہے جو شخص شعبان کی روزی رکھ کر اوسکو رمضان سے ملاوی تو یہہ بہتر ہے اور یہہ اسلیے کہ روزہ کبھی استحباب میں

في بعض الاوقات الفاضلة من الشهور والايام ويكون بابا للعبادة كما روي عن ابي الدرداء انه عم

بعضی نیک اوقات میں باعتبار مہینوں اور دنوں کی زیادہ تر قوی اور دروازہ عبادت کا ہو جاتا ہے چنانچہ ابودردا سے روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے

قال لكل شيء باب وباب العبادة الصوم ثم انه ربع الايمان بمقتضى ما جاء في الحديثين اللذين روى احدهما

فرمایا ہر شی کا دروازہ ہوتا ہے اور دروازہ عبادت کا روزہ ہے پھر روزہ ایمان کی چوتھائی ہوتا ہے موافق مضمون اون دو حدیثوں کی جو ایک

عن ابي هريرة وهو قوله عليه السلام الصوم نصف الصبر وروى الآخر عن ابن مسعود وهو قوله عليه السلام

ابوہریرہ سے روایت ہے یعنی قول علیہ السلام کا روزہ آدھا صبر ہے اور دوسری ابن مسعود سے روایت ہے یعنی قول علیہ السلام کا

الصبر نصف الايمان فلما كان الصوم نصف الصبر كان ثوابه متجاوزا عن قانون التقدير والحساب

صبر آدھا ایمان ہے پھر جب روزہ آدھا صبر ہوا تو اوسکا ثواب بھی اندازہ اور حساب کی قاعدہ سے زیادہ ہوگا

لقوله تعالى إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم انه متميز من سائر العبادات بخاصية نسبته

واسطے ارشاد الٰہی کی ٹھیک یہی ہے صبر والوں ہی کو ملتا ہے نیگ اونکا ان گنت پھر روزہ کو تمام عبادات پر بسبب خصوصیت نسبت کی

الى الله تعالى اذ قال الله تعالى فيما اخبر عنه نبيه بقوله كل حسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف الا الصوم

طرف اللہ تعالی کی ایک طرح کی شرافت ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جیسا اوسکا نبی اوسکی خبر دیتا ہے اس قول میں ہر نیکی دس گونہ ہوتی ہے سات سو گونہ تک سوا روزہ

فانه لی وانا اجزی به والکریم اذا اخبر انه یتولی الجزاء بنفسه ولا یکله الی غیره یکون ذلک الجزاء
سو یہہ روزہ میری لئی ہی اور مین ہی اسکی جزا دونگا اور اللہ کریم جب یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی جزا کا ذمہ دار ہون اور کی حوالہ نہوگا تو اس جزا کا
فی غایة العظمة ونهایة الکثرة بحیث لا یکون له حد ولا عد وقد روی عن ابی سعید الخدری
کیا انتہا ہی نہایت عظیم اور بہت کثیر ہوگی ایسا کہ نہ اوسکی کچہہ حد ہی اور نہ کچہہ گنتی اور روایت ہی ابو سعید خدری سی
انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله وجهه عن النار سبعین خریفا
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک دن واسطی اسکی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکی منہہ کو آگ سی ستر برس دور رکہیگا اور ایک
وفی حدیث آخر رواه ابو امامة الباهلی انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله جعل
اور حدیث مین ہی ابو امامہ باہلی کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکدن روزہ واسطی اللہ تعالی کی رکہا تو
الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء والارض یعنی ان من صام یوما لوجه الله ورضائه
اللہ اوسکی اور دوزخ کی بیچ مین ایسی خندق بناویگا جیسی فرق درمیان آسمان اور زمین کی ہی یعنی بیشک جسنی ایکدن کا روزہ واسطی وجہ اللہ کی اور واسطی اوسکی
ینجیه الله من النار عبر عن التنجیة بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شیء بهذا
رضامندی کی رکہا تو اللہ تعالی اوسکو آگ سی نجات دیگا اس نجات کو بطور تمثیل کی بیان فرمایا تا کہ مبالغہ زیادہ تر ہو اسواسطی کہ جو شخص ایک شی سی
المقدار لا یصل الیه البتة وروی عن ابی هریرة انه قال علیه السلام للصائم فرحتان فرحة
اتنی دور پر ہو تو وہ شی بیشک اوس تک نہین پہنچی گی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی
عند فطره وفرحة عند لقاء ربه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان للصائم سرورا مرتین
جب روزہ کہولتا ہی اور ایک خوشی جب اپنی رب سی ملیگا بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ روزہ دار کو خوشی دو مرتبہ ہوتی ہی
احدهما عند افطاره والاخری عند موته ولقاء ربه اما سروره عند افطاره فیما بیننا وله من
ایک تو روزہ کہولتی ہوئی اور دوسری موت کی وقت اپنی رب کی ملاقات پر پہر روزہ دار کا سرور روزہ افطار کرتی وقت تو یہہ ہی کہ اوسکو کہانا
الطعام والشراب والجماع لان النفس مجبولة علی المیل الی ما یلائمها من المطعم والمشرب والمنکح فاذا
پینا جماع میسر آیا کیونکہ طبیعت انسان کی عادت ہی کہ اپنی مرغوب چیز پر جہکتی ہی کہانا ہو یا پینا ہو یا جماع ہو اور جب
منعت من ذلک فی وقت ثم اذن لها فی وقت آخر تفرح بذلک طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة
اوسکو ان امور سی ایک وقت ممانعت ہوی ہو پہر اوسکو دوسری وقت اجازت ملی تو اس سی خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر ایسی وقت کہ ماری ہوک
الیه لتأثیر الجوع والعطش فیها وتقاضیها باحد حاجتها یبین هذا المعنی ما روی عن ابن عمر انه ع م
و پیاس کی نہایت حاجتمند ہو کر اپنی خواہش کا طلبگار ہو یہہ مضمون ابن عمر کی روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام
کان اذا افطر قال ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی مع ان له عند افطاره
جب روزہ افطار کرتی تو فرماتی پیاس بجہگئی اور رگین تر و تازہ ہوگئین اور اجر ثابت ہو چکا ان شاء اللہ تعالی باوجودیکہ روزہ دار کی افطار کی وقت
دعوة مستجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند فطره دعوة مستجابة بل یکون نومه عبادة
دعا مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ روزہ دار کا سونا ہی عبادت ہی
کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان
چنانچہ حدیث مین آیا ہی نیند روزہ دار کی عبادت ہی ابو العالیہ لکہتی ہی روزہ دار ہر وقت عبادت مین ہوتا ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ
نائما علی فراشه فعلی هذا یکون فی لیله ونهاره علی عبادة واما سروره وفرحه عند موته ولقاء ربه
اپنی بستر پر سوتا ہی اسکی موافق تمام رات اور دن عبادت ہی مین رہتا ہی اور روزہ دار کا سرور اور خوشنودی مرتی وقت اپنی رب کی ملاقات پر

فيما يجده مدخرا عند الله تعالى من ثواب صومه فان من ترك لله طعامه وشرابه وشهوته يعوضه

بہہ ہی کہ اللہ کی یہان اپنی روزہ کا ثواب جمع کیا ہوا ایکبار پاویگا کیونکہ جس نی واسطی خدا کی اپنا کہانا اور پینا اور شہوت موقوف کی تو اللہ اوسکو

الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله تعالى وما تقدموا لانفسكم من خير تجدوه عند الله هو خيرا

عوض اوسکا اوس سی بہت اچہا عنایت کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو آگی بہیجو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤ گی اللہ کی پاس بہتر

واعظم اجرا وجاء في الخبر انه عليه السلام قال لرجل انك لن تدع شيئا اتقاء الله تعالى الا اتاك الله

اور ثواب مین زیادہ اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک شخصکو فرمایا بیشک تو کبہی نہین ترک کریگا کوئی چیز اللہ تعالی کی خوف سی مگر تجہکو اللہ تعالی

خيرا منه وروى ان الصائمين يوضع لهم يوم القيمة مائدة تحت العرش ياكلون عليها والناس في الحساب

بہتر اوس سی دیگا اور روایت ہی کہ روزہ دارون کی واسطی قیامت کی دن عرش کی تلی دسترخوان چنا جاویگا اوسپر تناول کرینگی اور اور خلقت ابہی حساب مین مبتلا ہوگی

فيقول الناس ما لهؤلاء ياكلون ونحن في الحساب فيقال لهم انهم كانوا يصومون وانتم تفطرون وفي الصحيحين

پہر کہینگی یہہ کیسی لوگ مین کہ بیٹہی کہاتی ہین اور ہم حساب مین مبتلا ہین کوئی اونکو جواب دیگا یہہ لوگ روزہ رکہتی تہی اور تم روزہ خور تہی اور صحیح بخاری اور مسلم

انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له ريان لا يدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمين

ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہی اوس دروازہ مین سی صرف روزہ دار داخل ہونگی اور روزہ دارون سی مراد یہہ ہی

هم الذين يكثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فيه الري والامان من العطش قبل تمكنهم

کہ جو لوگ اکثر روزہ رکہتی تہی کیونکہ ان لوگون نی جو بہوک اور پیاس کی برداشت کی تو ایسی دروازہ سی مخصوص ہوئی جسمین تازگی اور پیاس کا بچاو

من الجنة هذا كله اذا كان صومهم مع الاحتراز عن كل ما يحرم عليهم والا فهم يكونون من الذين

جنت کی اندر جانی سی پہلی یہہ تمام باتین جب ہین کہ اونکا روزہ تمام ایسی اعمال سی جو اونپر حرام ہین محفوظ ہو اور نہین تو وہ روزہ دار ایسی ہین جنکی حق مین

قال فيهم رسول الله عليه السلام في حديث رواه ابو هريرة كم من صائم ليس له من صيامه الا الجوع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث مین جو ابو ہریرہ سی روایت ہی فرماتی ہین بہت روزہ دار ایسی ہین کہ اونکی لئی روزہ مین سی سوای بہوک

والعطش وفي حديث اخر رواه ابو هريرة كم من صائم ليس له من صيامه الا الظمأ وكم من قائم ليس

اور پیاس کی کچہہ نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی بہت روزہ دار ایسی ہین کہ اونکی لئی روزہ مین سوا پیاس کی کچہہ نہین بہت رات کی عابد ایسی ہین

من قيامه الا السهر فان التقرب الى الله تعالى بترك المباحات لا يتم الا بعد التقرب اليه بترك المحرمات

کہ اونکی لئی رات کی عبادت مین سی سوا بیداری کی کچہہ نہین کیونکہ قرب الہی مباح چیزون کی چہوڑنی سی پورا نہین ہوتا جبتک محرمات کو چہوڑ کر قرب الہی نہ پیدا کری

كما روى عن ابي هريرة انه قال من لم يترك الكذب والعمل بمقتضاه فليس لله حاجة في ان يدع طعامه

چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جو شخص کہ جہوٹہ کو اور جہوٹہ کی مناسب کاربار کو نہین ترک کرتا تو اللہ کو اوسکی کچہہ پرواہ نہین ہی کہ اپنا کہانا

وشرابه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من لا يترك الكذب والعمل بمقتضاه لا يقبل الله صومه

پینا بند کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ جو شخص جہوٹہ کو اور جہوٹہ کی لایق اعمال کو نہین چہوڑتا تو اللہ تعالی اوسکا روزہ

ولا ينظر اليه لانه امسك عما ابيح له ولم يمسك عما حرم عليه والمقصود من الصوم ليس بنفس الجوع و

قبول نہین کریگا اور نہ اوسپر شفقت کریگا اسلیے کہ وہ شخص مباحات سی تو بچا اور محرمات سی نہ بچا اور روزہ سی غرض صرف بہوک اور پیاس کا مارنا نہین ہی

العطش فقط بل المقصود منه كسرة الشهوة وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم يحصل شيء من ذلك

بلکہ روزہ سی غرض شہوت کا توڑنا اور نفس امارہ کا جو برائی کی طرف لیجاتا ہی مغلوب کرنا ہی جب یہہ غرض کچہہ نہ حاصل ہوئی

فاي فائدة في ترك الطعام والشراب فعلى هذا اذا اراد العبد ان ينال الثواب والفضائل التي ذكرها

تو پہر کہانا پینا بند کرنی سی کیا فائدہ اسکی موافق جب کوئی شخص یہہ چاہی کہ مجہکو وہ ثواب اور فضیلت حاصل ہو جسکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی

النبی علیه السلام ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیه بطنه عن الحرام ولسانه عن
ذکر فرمایا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اوسمین اپنی پیٹ کو حرام کہانی سی اور اپنی زبان کو
الکذب والغیبة وقبیح الکلام وجوارحه عن الخطایا والآثام وقلبه عن العجب والکبر وعداوة
جہوٹھ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہون سی اور اپنی دل کو خود بینی اور تکبر سی اور خلقت کی دشمنی سی
الانام ثم انه اذا فعل ذلک ینبغی له ان یکون خائفا من الله تعالی هل یقبل منه ام لا یقبل ویدعو
بچاوی پہر وہ شخص جب یہہ سب کر چکا تو اب اوسکو لائق ہی کہ اللہ تعالی سی یہہ خوف کرتا رہی کہ آیا میرا یہہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہین قبول کرتا اور دعا کری
ان یقبل المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضیلة صوم شعبان کان رسول الله
کہ قبول کری تیئیسوین مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان مین تہی رسول اللہ
صلی الله علیه وسلم یصوم شعبان کله الا قلیلا وفی روایة بل کان یصوم شعبان کله هذا الحدیث
صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکہا کرتی تہی مگر کچہہ تہوڑا سا افطار کرتی اور ایک روایت مین ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکہتی تہی
من صحاح المصابیح رونه ام المؤمنین عائشة وهذه الروایة الاخیرة موافقة لما روی عن ام سلمة
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت سی یہہ پچہلی روایت اوس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ سی روایت ہی
انها قالت ما رایت النبی علیه السلام یصوم شهرین متتابعین الا شعبان ورمضان فان قیل یلزم
کہ وہ کہتی تہین نہین دیکہا مین نی نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینی پوری پی در پی روزی رکہی ہون سوای شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی
علی هذه الروایة ان یکون افضل الصیام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه علیه السلام
کہ اس روایت سی لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہون اور حال یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال افضل الصیام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب ان جماعة من الناس وان اعتقدوا ان
فرمایا ہی اچہی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین سو جواب یہہ ہی کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہہ ہی اعتقاد ہی
صیام المحرم والاشهر الحرم افضل من صیام شعبان لکن الاظهر خلاف ذلک فان صیام شعبان
کہ محرم اور اشہر الحرم کی روزی شعبان کی روزونسی بہتر ہین لیکن اسکی خلاف ظاہر تر ہی بیشک شعبان کی روزی
افضل من صیام الاشهر الحرم یدل علی ذلک ما روی عن انس انه علیه السلام سئل ای الصیام افضل
اشہر الحرام کی روزونسی بہتر ہین دلیل اسکی وہ ہی جو انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی کسی نی پوچہا رمضان کی بعد کونسی
بعد رمضان فقال شعبان لتعظیم رمضان وروی عن اسامة انه کان یصوم اشهر الحرم فقال
روزی افضل ہین آپ نی فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی لئی اور اسامہ سی روایت ہی کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی رکہا کرتی تہی سو
له رسول الله علیه السلام صم شوالا فترک صوم اشهر الحرم فکان یصوم شوالا حتی مات فهذا نص
انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا شوال مین روزی رکہا کر پہر اسامہ نی اشہر الحرم کی روزی چہوڑ دئی پہر شوال مین روزی رکہا کئی آخر مرگئی سو یہہ روایت
فی تفضیل صیام شوال علی صیام اشهر الحرم فاذا کان صوم شوال افضل من صوم الاشهر الحرم
شوال کی روزون کی فضیلت پر نص ہی اشہر الحرم کی روزون سی پہر جب شوال کی روزی اشہر الحرم کی روزون سی بہتر ہوئی
فکون صوم شعبان افضل من صیام الاشهر الحرم [illegible] لصیام النبی علیه السلام له دون [illegible]
تو شعبان کی روزی اشہر الحرم کی روزونسی زیادہ تر افضل ہونگی [illegible] نبی علیہ السلام روزی شعبان مین رکہتی تہی شوال مین نہین [illegible]
وانما کان کذلک لانهما یلیان من بعده ومن قبله [illegible] من هذا ان افضل التطوع من الصیام [illegible]
اور یہہ اس لئی ہی کہ یہہ دونو مہینی یعنی شعبان اور شوال [illegible] بعد اور رمضانسی پہلی اس سی معلوم ہوا کہ نفل روزون مین وہ ہی افضل ہین جو

قریبا من رمضان قبله وبعده فیکون منزلته من الصیام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض

رمضان سی قریب ہون پہلی اور پیچھی پہراسی روزون کا درجہ ایسا ہی جیسی مرتبہ سنتون رواتب یعنی موکدہ کا فریضہ نماز سی

قبلها وبعدها فان السنن الرواتب کما یلتحق بالفرائض فی الفضل وتکون تکملة لنقص الفرائض فکذلك

فریضہ سی پہلی اور پیچھی بیشک سنن رواتب یعنی موکدہ جیسی فضیلت مین فرائض کی ساتھ ہین اور فرائض کی نقصان کو پورا کرتی ہین ایسی ہی

صیام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملتحق فی الفضل بصیام رمضان لقربه منه ویکون قوله علیه السلام

نفل روزی رمضانسی پہلی اور پیچھی یہہ بہی فضیلت مین رمضان کی روزون کی ساتھ شامل ہین کیونکہ رمضانسی متصل ہین اب معنی اس حدیث کی

افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم محمولا علی التطوع المطلق واما ما کان قبل رمضان وبعده

کہ اچھی روزی بعد رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہین مطلق نوافل پر محمول ہونگی اور جو روزی رمضانسی پہلی اور پیچھی ہین

فانه ملتحق به فی الفضل کما ان قوله علیه السلام فی تمام الحدیث وافضل الصلوة بعد المکتوبة

وہ تو فضیلت مین رمضان کی ساتھ شامل ہین جیسی یہہ قول علیہ السلام کا تتمہ حدیث مین اور بہتر نماز بعد فرائض کی

قیام اللیل انما یراد به تفضیل قیام اللیل علی التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء

رات کی نماز ہی اس سی بہی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہی سنن مؤکدات پر نہین ہی

وقد ذکر فی صیام النبی علیه السلام لشعبان دون غیره من الشهور معنی حسنا وهو ما روی عن اسامة

اور در باب روزہ رکہنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان مین سوا اور مہینون کی خوب معنی ذکر کئی ہین اور وہ یہہ ہین کہ اسامہ سی روایت ہی

انه علیه السلام قال ذلك شهر یغفل الناس عنه بین رجب ورمضان فانه علیه السلام اشار الی

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ ایسا مہینہ ہی کہ لوگ اس سی غافل ہین رجب اور رمضان کی بیچمین پس نبی علیہ السلام نی یہہ اشارہ کیا

انه لما اکتنفه شهران عظیمان الشهر الحرام وشهر الصیام اعرض الناس عنه بالاشتغال بهما فصار

کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینون نی گہیر رکہا ہی ماہ محرم اور ماہ صیام نی تو شعبان سی لوگ پہر گئی اون دونون مین مشغول ہوگئی ہین سو یہہ مہینہ

مغفولا عنه حتی ظن کثیر من الناس ان صیام رجب افضل من صیام شعبان لانه شهر حرام ولیس

بہولا ہوا ہوگیا یہان تک کہ اکثر لوگ یہہ گمان کرتی ہین کہ رجب کی روزی شعبان کی روزونسی افضل ہین اسلئی کہ رجب ماہ حرام ہی اور

کذلك لما روی عن عائشة انها قالت ذکر لرسول الله علیه السلام قوم یصومون رجبا فقال واین هم

یہہ بات نہین ہی اسواسطی کہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب مین روزی رکہتی تہی آپ نی فرمایا

عن شعبان وفیه اشارة الی ان بعض ما اشتهر فضله من الازمان والاماکن والاشخاص قد یکون غیره

وہ لوگ شعبان کو چہوڑ کر کدہر گئی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ بعضی دفعہ جو کوئی وقت یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت مین مشہور ہوجاتا ہی کبہی اونکا غیر اونسی

افضل منه اما مطلقا او لخصوصیة فیه لا یتفطن بها کثیر من الناس فیشتغلون عنه بالمشهور

افضل ہوتا ہی یا تو مطلقا یا کسی خصوصیت سی جو اوسمین ہوتی ہی کہ اکثر لوگون کی خیال مین نہین آتی تو وہ اوسکو چہوڑ کر مشہور کی طرف مشغول ہوجاتی ہین

ویفوتون تحصیل فضیلة ما لیس بمشهور عندهم وفیه دلیل علی استحباب عمارة ازمان غفلة الناس

اور اوسکی فضیلت سی جو اونکی نزدیک مشہور نہین ہی محروم رہجاتی ہین اور اسمین دلیل اس مطلب کی ہی کہ عبادت سی معمور کرنا ایسی وقت کا جسمین تمام لوگ غافل

بالطاعة وان ذلك محبوب لله تعالی ولذلك کان طائفة من السلف یستحبون احیاء ما بین

[illegible] مستحب ہی اور یہہ اللہ تعالی کو بہت پسند ہی اسی واسطی ایک جماعت متقدمین سی نماز پڑہتی رہنا درمیان

العشائین بالصلوة ویقولون هی ساعة الغفلة فانه علیه السلام لما خرج علی صحابه وهم ینتظرون

مغرب اور عشا کی بہت پسند کرتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ غفلت کا وقت ہی پس نبی علیہ السلام جب صحابہ کی پاس آئی اور صحابہ عشا کی نماز کی منتظر بیٹہی تہی

صلوة العشاء قال ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم وفي هذا اشارة الى فضيلة التفرد بذكر الله
تو فرمایا اس نماز کا سواء تمہارے روی زمین پر کوئی منتظر نہین ہی اسمین اشارہ ہی کہ تنہا ذکر الٰہی مین مشغول رہنا

في وقت من الاوقات لا يوجد فيها ذاكر ولذلك فضل القيام في وسط الليل لشمول الغفلة عن الذكر فيه
تمام وقتون مین سی ایسی وقت کہ کوئی اوسوقت ذکر نہ کرتا ہو بہت افضل ہی اسیلئی آدہی رات کی وقت جاگنا بہت افضل ہی اسواسطی کہ اوسوقت اکثر لوگ یاد الٰہی

لاكثر الناس وفي احياء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائد منها انه يكون اخفى واخفاء النوافل و
غافل ہوتی ہین اور غفلت کی وقت عبادت کرنی مین بہت فائدہ ہین ایک یہہ کہ یہہ وقت پوشیدہ ہی اور نوافل چھپانا اور

اسرارها افضل لا سيما الصيام فانه سر بين العبد وربه لا يطلع عليه غيره تعالى ولهذا قيل لا يكون
پوشیدہ رکہنا افضل ہوتا ہی خاص نفل روزی کیونکہ روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی راز ہوتا ہی اسپر سوای اللہ تعالی کی کسیکو اطلاع نہین ہوتی اسیواسطی

فيه رياء ومنها انه يكون اشق على النفوس وافضل الاعمال اشقها على النفوس وسبب ذلك ان النفوس
کہتی ہین کہ روزہ مین ریا نہین ہوتی اور ایک یہہ کہ روزہ طبیعتون پر دشوار ہوتا ہی اور اعمال مین افضل وہ ہی ہوتا ہی جو طبیعتون پر دشوار ہو اور سبب اسکا یہہ کہ طبیعتیں

تتاسى بما تشاهد من احوال ابناء الجنس فاذا كثرت يقظة الناس وطاعتهم يكثر اهل الطاعة لكثرة
ہمجنس کی حالات مین سی جو دیکھتی ہین وہ ہی عادت اختیار کرلیتی ہین پس اگر لوگون کی بیداری اور اونکی عبادت کثرت سی ہونی لگی تو اہل طاعت بہی زیادہ ہونگی

المقتدين بهم فتسهل الطاعات عليهم واذا كثرت الغفلة واهلها يتاسى بهم عموم الناس فيشق على
کیونکہ دیکہا دیکہی بہت پیرو ہونگی پہر اونپر عبادت آسان ہوجاوی گی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہونگی تو عام لوگونکی ویسی ہی عادت ہو ویگی اب جاگنی والون پر

نفوس المتيقظين طاعاتهم لقلة من يقتدون بهم فيها ولهذا قال النبي عليه السلام للعامل منهم اجر
عبادت کرنی دشوار ہوگی اسواسطی کہ اسوقت مین ہمراہی کمتر ہین اسیلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اونمین سی ایک عمل کرنیوالی کو اجر

خمسين منكم انكم تجدون على الخير اعوانا ولا يجدون وقال عليه السلام العبادة في الهرج كالهجرة
پچاس آدمیون کا تم مین سی ہی کیونکہ تمکو خیر پر بہت مددگار میسر آتی ہین اور اونکو نہین ملتی اور فرمایا علیہ السلام نی فساد کی وقت عبادت کرنی ایسی ہی جیسی

الي فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان ثواب العبادة في وقت الفتنة واختلاف امور الناس
میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بروقت آشوب اور ابتری چلن آدمیون کی اتنا ہی

كثواب الهجرة من مكة الى المدينة في زمانه عليه السلام قبل فتح مكة وسبب ذلك ان الناس في وقت الفتنة
گویا مکہ سی مدینہ کی طرف پیغمبر علیہ السلام کی عہد مین فتح مکہ سی پہلی ہجرت کی اور اسکا سبب یہہ ہی کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت

يتبعون اهواءهم ولا يتقيدون بدينهم فيكون حالهم شبيها بحال اهل الجاهلية فاذا انفرد من بينهم من
اپنی ہوا ہوس کی تابع ہوجاتی ہین اور اپنی دین کی قید مین نہین رہتی پہر اونکا حال اہل جاہلیت کا سا ہوجاتا ہی پہر اگر اونمین سی ایک شخص الگ ہوجاوی

يتمسك بدينه ويعبد ربه ويتبع امره ويجتنب نهيه يكون كمن هاجر من بين اهل الجاهلية الى رسول الله صلعم
کہ اپنی دین کو ہاتہ سی نہ دی اور اپنی رب کی عبادت کری اور اوسکی امر کا تابع اور اوسکی نہی سی بچتا رہی تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت مین سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

مؤمنا متبعا للاوامر مجتنبا للنواهي وقال عليه السلام بدأ الاسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ
مؤمن اور اوامر کا تابع اور منہیات سی مجتنب ہوکر ہجرت کرگیا اور فرمایا علیہ السلام نی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہوکر اور پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تہا

فطوبى للغرباء يعني ان الاسلام في ابتداء ظهوره كان غريبا لم يوجد الا في احاد من الناس وقلة منهم
سو خوشی ہی غریبون کو مراد یہہ ہی کہ اسلام ابتداء ظہور مین غربت تہا نہین پایا جاتا تہا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر

ثم انتشر وشاع قويا وبعد ذلك سيلحقه نقص واختلال حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم
پہر پہیل گیا اور بہت قوی ہوکر منتشر ہوگیا اور بعد اسکی قریب ہی کہ اوسمین نقصان اور خلل آجاوی یہان تک کہ باقی نہین رہیگا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر بہی

الغرباء فطوبى لهم وقد جاء تفسيرهم في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني انهم الذين كانوا قليلا
غربا ہین سو اونکو خوشی ہی اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث مین آئی ہی کہ وہ قبائل مین کوئی کوئی ہین یعنی غربا وہ ہین جو تہوڑی ہون
فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد والاثنان بل لا يوجد واحد منهم في القبائل والبلدان كما كان كذلك في
ہر ہر قبیلہ مین ایک ایک دو دو سوا نہونگی بلکہ قبیلون اور شہرون مین کوئی نہ ملیگا جیسیکہ ابتداء ظہور اسلام مین
ابتداء ظهور الاسلام وفي حديث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعني انهم قوم صالحون عاملون
یہہ ہی حال تہا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ غربا وہ ہین جو اصلاح پر عمل کرتی ہین اگر آدمیون مین فساد پیدا ہو مراد یہہ ہی کہ غربا قوم صالح ہی
بالسنة في زمان فساد الناس ومنها ان المنفرد بالطاعة بين اهل الغفلة والمعاصي يدفع به البلاء
فساد کی زمانہ مین سنت پر عمل کرنیوالی اور ایک فائدہ یہہ ہی کہ جو تنہا عبادت کرنیوالا ہی غفلت اور معاصی والون مین اوسکی سبب سی لوگون کی بلا دفع ہوتی ہی
عن الناس فكانه يحميهم ويدافع عنهم والاثار في هذا المعنى كثيرة جدا وقد ذكر لصومه عليه السلام لشعبان
گویا وہ شخص اونکا حامی ہی اونکی بلا کو دفع کرتا ہی اس باب مین آثار بہت آئی ہین اور واسطی روزی رکہنی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان مین
معنى اخر وهو انه عليه السلام كان يصوم من كل شهر ثلثة ايام وربما اخر ذلك ليقضيه بصوم شعبان
ایک اور وجہ بہی بیان کرتی ہین وجہ یہہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینی مین تین تین روزی رکہتی تہی اور بعضی وقت تاخیر فرما دیتی تاکہ اوسکا عوض شعبان کی روزون مین
يعني ان صومه عليه السلام ربما كان لا يبلغ ثلثة ايام في بعض الشهور فيكمل ما فاته من ذلك في شعبان اذ
کردین مراد یہہ ہی کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعضی دفعہ بعضی مہینون مین تین تین پوری نہین ہوتی تہی سو جسقدر روزی کا فوت ہو جاتی تہی وہ سب شعبان مین پوری کر دیتی
كان اعماله عليه السلام دائمة فكان اذا دخل عليه شعبان وكان عليه بقية من صيام تطوع لم يصمه
تہی جن روزونکا رکہنا دائمی ہوتا تہا سو آپکا طریقہ یون تہا جب اونکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اونپر کچہہ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکہی ہون
يقضيه في شعبان حتى يكمل نوافله بالصوم قبل دخول رمضان كما كان يقضي ما فاته من سنن الصلوة
تو وہ روزی شعبان مین قضا کر دیتی تہی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آنی سی پہلی پوری ہو جائین جیسا کہ نماز سنتون کو جو رہ جاتی تہی قضا کر دیتی تہی
وكما كان يقضي بالنهار ما فاته من قيام الليل وقالت عائشة ربما اردت ان اصوم فلم اطق حتى
اور جیسا کہ قیام لیل مین سی جو رہ جاتا تہا وہ دنمین پورا کر دیتی تہی اور عایشہ کہتی ہین بعضی وقت مین روزہ رکہنی کا ارادہ کرتی سو نہو سکتا
اذا صام النبي عليه السلام في شعبان صمت معه فانها كانت تغتنم فتقضي ما عليها من
یہان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان مین روزی رکہتی تو مین بہی اونکی ساتہہ روزی رکہتی پس عایشہ اسوقت کو غنیمت جانکر جو جو اونکی ذمہ پہ
صوم رمضان لفطرها فيه بالحيض وكان في غيره من الشهور مشتغلة بالنبي عليه السلام
رمضان کی روزی ہوتی تہی بسبب عارضہ حیض کی سب ادا کر دیتی تہین اور اور باقی کی مہینون مین نبی علیہ السلام کی خدمت مین مشغول رہتی تہین
فان المراة لا تصوم وبعلها شاهد الا باذنه فمن دخل عليها شعبان وقد بقي عليه شيء من
کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنی بی اجازت روزہ نہین رکہہ سکتی پس جس شخصکو ماہ شعبان آجاوی اور اوسپر کچہہ نوافل روزی باقی ہون
نوافل صيامه يستحب له قضاءه فيه حتى يكمل نوافل صيامه بين رمضان ومن كان عليه شيء
تو اوسکو مستحب ہی کہ شعبان مین ادا کر دی تاکہ اوسکی نوافل روزی دونون رمضان کی بیچ مین ادا ہو جاوین اور جسپر کچہہ
من قضاء رمضان يجب عليه قضاءه قبل رمضان اخر مع القدرة عليه ولا يجوز له تاخيره
قضا رمضان کی باقی ہو تو اوسپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سی پہلی اگر قدرت رکہتا ہو تو قضا کر دیگا اور اوسکو یہہ جائز نہین ہی
الى ما بعد رمضان اخر لغير ضرورة وان كان تاخيره لعذر مستمر بين الرمضانين كان عليه قضاؤه
کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی بعد تک تاخیر کری اور اگر یہہ تاخیر بسبب ایسی عذر کی جو دونون رمضان کی بیچ برابر چلا آیا ہی ہو گئی ہو تو اوسپر

بعد رمضان الثانی ولا شیء علیه مع القضاء وان کان ذلک لغیر عذر قیل یقضی ویطعم مع قضاء
بعد دوسری رمضان کی قضا لازم ہوگی اور اوسپر سوا قضا کی اور کچھہ نہیں ہی اور اگر یہہ تاخیر بلا عذر ہوئی ہی تو کہتی ہین کہ قضا کری اور ہر ہر روزہ کی بدلہ
کل یوم ستین مسکینا وهو قول الشافعی ومالک واحمد اتباعا للآثار وردت بذلک وقیل یقضی ولا اطعام
ساٹھہ مسکین کو کہانا دی یہہ قول شافعی اور مالک اور احمد کا ہی موافق اون آثار کی جو اس باب مین آئی ہین اور بعضی کہتی ہین قضا کری اور آدم
علیه وهو قول ابی حنیفة وقیل یطعم ولا یقضی وهو ضعیف وقیل فی صوم شعبان معنی آخر وهو
کہانا نہین ہی یہہ قول ابو حنیفہ کا ہی اور بعضی کہتی ہین کہانا کہلاوی اور قضا نہین ہی یہہ قول ضعیف ہی اور کہتی ہین کہ شعبان کی روزون کی ایک وجہ ہی وہ یہہ
ان صیامه کالتمرن علی صیام رمضان لئلا یدخل فی صیام رمضان علی مشقة وکلفة بل یکون
ہی کہ شعبان کی روزی واسطی مشاقی کی ہین رمضان کی روزون کی واسطی تا کہ رمضان کی روزون مین کچھہ مشقت اور کلفت نہ معلوم ہو بلکہ یہہ حال ہو
قد تمرن علی الصیام واعتاده ووجد بصیام شعبان حلاوة الصیام ولذته فیدخل فی صیام رمضان
کہ روزی کی عادت اور خو پکڑ چکا ہو اور شعبان کی روزون سی روزون کی حلاوت اور لذت اوٹھا چکا ہو پہر رمضان کی روزی
برغبة ونشاط یسرنا الله تعالی عمله بلطفه وتوفیقه المجلس الرابع والعشرون فی بیان فضیلة
اچہی رغبت اور خوشی سی رکہی آلہی ہمپر آسان کر یہہ عمل اپنی لطف اور توفیق سی چوبیسوین مجلس مین بیان
احیاء لیلة البراءة علی وجه السنة والاحتراز عن البدعة المکروهة قال رسول الله
شب برات کی جاگنی کی فضیلت کا بطور مسنون کی اور احتراز بدعت مکروہہ سی رسول الله
صلی الله علیه وسلم ان الله ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر
صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بیشک الله تعالی ماہ شعبان کی پندرہوین شب کو طرف ورلی آسمان کی نزول فرماتا ہی پہر قبیلہ کلب کی بکریون کی بالونسی گنتی مین
غنم کلب هذا الحدیث من حسان المصابیح رونه ام المؤمنین عائشة رض والمراد بلیلة النصف من شعبان
بہت زیادہ بخشدیتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ام المؤمنین عائشہ رضی الله عنہا کی روایت سی اور مراد شعبان کی ادہواڑی کی رات سی
لیلة البراءة وانما خص قبیلة کلب بالذکر لانهم اکثر نفرا وغنما من سائر القبائل والمعنی انه تعالی ینتقل فی
شب برات ہی اور خاص قبیلہ کلب کو اسواسطی ذکر کیا ہی کہ وہ بہ نسبت اور قبیلون کی باعتبار آدمیون اور بکریون کی زیادہ ہی اور معنی یہہ ہین کہ الله تعالی
تلک اللیلة من صفة الجلال المقتضیة لقهر العداوة والانتقام من العصاة الی صفة الجمال المقتضیة
اوس رات مین صفت جلالی سی جو سبب ہی گنہگارون کی انتقام اور عداوت کا طرف صفت جمال کی جو باعث ہی
للرحمة والمغفرة وانما حمل لفظ الحدیث علی هذا المعنی لان النزول والصعود والحرکة والسکون لما کانت
رحمت اور بخشش کا نقل فرماتا ہی اور حدیث کی الفاظ کو ان معنون پر اسواسطی حمل کیا ہی کہ اوترنا اور چڑہنا اور حرکت اور سکون چونکہ
من صفات الاجسام المتحیزة وقد ثبت بالقواطع العقلیة والنقلیة انه تعالی منزه عن الجسمیة والتحیز
یہہ سب صفات اجسام متحیزہ کی ہین اور براہان قطعی عقلی اور نقلی سی ثابت ہو چکا ہی کہ الله تعالی جسمیت اور تحیز وغیرہ صفات اجسام کی
امتنع علیه النزول بمعنی الانتقال من موضع اعلی الی ما هو اخفض منه فیکون المعنی ما ذکره اهل الحق وهو
پاک ہی تو اوسپر نزول بمعنی انتقال بمکان بلند سی طرف مکان پست کی محال ہی پہر معنی حدیث کی وہ ہی ہین جو اہل حق نی ذکر کئی ہین یعنی
نزول رحمته ومزید لطفه ومغفرته علی عباده واجابة دعوتهم وقبول توبتهم کما هو دیدن الملوک الکرماء
رحمت کا اوترنا اور زیادت لطف اور مغفرت اپنی بندون پر فرمانا اور مان لینا اونکی دعا کا اور قبول کرنا اونکی توبہ کا جیسا کہ عادت اور رسم کریم بادشاہون
والسادة الرحماء اذا نزلوا بقرب قوم فقراء محتاجین یحسنون الیهم وهذا المعنی وان کان قد وجد فی سائر
اور رحیم سردارون کی ہوتی ہی کہ جب وہ فقیر محتاجون کی پاس گذرتی ہین تو اونکی ساتھہ احسان کرتی ہین اور اس رات کا اگرچہ اور تمام راتون مین

ہیاء شعبان کی پندرہوین اد ہواڑی کی رات سی شب برات ہی

الليالي ايضا لما روى انه عليه السلام قال ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث

يهى وعده هى موافق اس روايت كى كه پيغمبر عليه السلام نى فرمايا كه ظهور فرماتا هى همارا رب تبارك وتعالى هر شب مين طرف دنيا كى آسمان كى جب پچهلى

الليل الاخير يقول من يدعوني فاستجيب له من يستغفرني فاغفر له من يسئلني فاعطيه الا ان

تهائى رات باقى رهتى هى فرماتا هى كوئى هى دعا كرنيوالا كه مين اوسكى دعا قبول كرون كوئى هى مغفرت مانگنى والا كه مين اوسكو بخشدون كوئى هى سائل كه مين اوسكو عطا كرون پر

النزول في سائر الليالي مقيد بوقوعه حين يبقى من كل ليلة ثلثها الاخير وفي ليلة البراءة ليس هذا

اتنا فرق هى كه ظهور اور تمام راتون مين اس قيد سى هى كه جب پچهلى تهائى رات باقى رهى اور شب برات مين يهه قيد نهين هى

التقييد بل المقصود تخصيص هذه الليلة بمزيد الشرف والفضل لكونها ليلة شريفة عظيمة

بلكه مقصود يهه هى كه اس رات مين خصوصيت شرافت اور فضيلت كى زياده هى كيونكه يهه شب بهت هى شريف هى

كما روي عن عطاء بن يسار انه قال ما من ليلة بعد ليلة القدر افضل من ليلة نصف شعبان

چنانچه روايت هى عطاء بن يسار سى كه كهتى تهى بعد شب قدر كى كوئى رات شب برات سى بهتر نهين هى

وقد ورد في فضلها احاديث اخر متعددة وكان التابعون من اهل الشام كخالد بن معدان ومكحول

اور اس شب كى فضيلت مين اور بهى چند حديثين آئى هين اور اهل شام مين سى تابعى جيسى خالد بن معدان اور مكحول

ولقمان بن عامر وغيرهم يعظمونها ويجتهدون بالعبادة فيها فلما اشتهر ذلك عنهم في البلدان

اور لقمان بن عامر وغيره اس شب كى بهت تعظيم كرتى تهى اور اس شب مين عبادت مين مبالغه كرتى تهى جب اونكا يهه حال ملكون مين مشهور هوا

اختلف الناس في ذلك فمنهم من قبله منهم ووافقهم على تعظيمها لكن اكثر العلماء من اهل الحجاز

تو لوگون مين اختلاف پيدا هو بعضون نى اس امر كو مان ليا اور اونكى موافق هوكر تعظيم كرنى لگى ليكن اكثر علماء اهل حجاز

انكروا ذلك وقالوا كل ذلك بدعة والحق ان المؤمن اذا اشتغل في تلك الليلة الخاصة نفسه بانواع

اسكا انكار كرتى هين اور كهتى هين يهه سب بدعت هى اور حق يهه هى كه مؤمن تنها اگر اس شب مين عبادت مين مشغول هوكر نماز پڑهى

العبادات من الصلوة والتلاوة والذكر والدعاء يجوز ولا يكره واما الاجتماع فيها في المساجد والجوامع

يا تلاوت كرى اور الله كا نام لى اور دعا مانگى تو جايز هى مكروه نهين اور اس شب مين مسجد محله يا مسجد جامع مين

للصلوة النافلة بالجماعة الكثيرة كما هو المعتاد في زماننا فيكره وهذا قول الاوزاعي امام اهل الشام و

جمع هونا اور نفلين پڑهنى جماعت سى ادا كرنى جيسى همارى زمانه مين عادت هوگئى هى سو سب مكروه هى يهه قول اوزاعى كا هى جو اهل شام كا پيشوا اور

عالمهم وفقيههم وكذا اسراج السرج الكثيرة في المساجد وايقاد القناديل الكثيرة في الجوامع في تلك

عالم اور فقيه هى اور ايسى هى مسجدون مين روشنى كرنى اور قنديل متعدد جامع مسجد مين روشن كرنى اس شب مين

الليلة لا يجوز لما ذكر في القنية ان اسراج السرج الكثيرة ليلة البراءة في السكك والاسواق بدعة وكذا

جايز نهين هى اسواسطى كه قنيه مين يهه مذكور هى كه بهت سى چراغ روشن كرنى شب برات كو كوچون اور بازارون مين بدعت هى اور ايسى هى

في المساجد ويضمن القيم بل لو ذكره الواقف وشرطه لا يعتبر ذلك الشرط شرعا وان لم يكن من مال الوقف

مسجدون مين اور مهتمم ضامن هوتا هى بلكه وقف كرنيوالا اگر صريح كركر شرط كردى تو بهى شرعا وه شرط معتبر نهين هى اور اگر مال وقفى نهين هى

بل تبرع به يكون ذلك تبذيرا واضاعة المال والتبذير حرام بنص القران وقد نهى النبي عليه السلام عن

بلكه تبرع هى تو يهه خرچ اسراف مين داخل هى اور مال كا ضايع كرنا هى اور اسراف حرام هى نص قرآن سى اور بيشك نبى عليه السلام نى مال تلف كرنى سى

اضاعة المال واعتقاد ان ذلك قربة من اعظم البدع واقبح السيئات وكذا التنفل في تلك الليلة بالجماعة

منع فرمايا هى اور يهه اعتقاد كرنا كه يهه ثواب هى بڑى هى بدعت اور سخت برائى هى اور ايسى هى اس رات كو بڑى جماعت سى نفلين پڑهنى

الكثيرة بدعة قبيحة يجب الاجتناب عنها لان الفقهاء قد اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل ما عدا التراويح
بڑی بدعت ہی اس بدعت سی بچنا چاہیی اسواسطی کہ فقہاء اسپر سب متفق ہین کہ نفلون کی جماعت سوای تراویح
والاستسقاء والكسوف اذا كان سوى الامام اربعة والصلوة التي تصلى في تلك الليلة بالجماعة الكثيرة و
اور صلوۃ استسقاء اور صلوۃ کسوف کی اگر سوا امام کی چار آدمی جمع ہون تو مکروہ ہی اور وہ نماز جو اوس رات کو بڑی جماعت سے پڑہتی ہین اور
تسمى صلوة البراءة بدعة ايضا لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين بل انما ظهرت بعد المائة
صلوۃ البراءت اوسکا نام رکہہ چھوڑا ہی وہ بہی بدعت ہی اسواسطی کہ صحابہ اور تابعین کی عہد مین نہین تہی بلکہ ہجرت نبوی سی چار سو برس کی بعد
الرابعة من الهجرة النبوية فانها حدثت في المسجد الاقصا سنة ثمان واربعين واربعمائة واصلها على ما
پیدا ہوئی ہی کیونکہ یہہ نماز مسجد اقصا مین سنہ چار سو اڑتالیس مین شروع ہوئی ہی اور اسکی اصل موافق بیان
ذكره الامام الطرطوسي ان رجلا نابلسيا قدم بيت المقدس فقام يصلي ليلة النصف من شعبان في المسجد الاقصا
امام طرطوسی کی یہہ ہی کہ ایک شخص نابلسیا بیت المقدس مین آیا اور مسجد اقصا کی اندر شب برات کو نماز نفل پڑہنی شروع کی
فاحرم خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما ختمها الا وهم جمع كثير ثم جاء في العام الثاني فصلى معه خلق
پہر اوسکی پیچہی ایک مقتدی ہوگیا پہر دوسرا ہوا پہر تیسرا پہر چوتہا ابہی نماز پوری نہ کرنی پایا تہا کہ بڑی جماعت ہوگئی پہر وہ شخص اگلی برس مین آیا تب اوسکی ساتھ
كثير ثم شاعت في المساجد وانتشرت في البلاد واستقرت سنة بين العباد وقد ذمها العلماء من
بہت خلق نی نماز پڑہی پہر اور مسجدون مین مشہور ہوگئی اور ملکون مین پہیل گئی اور خلقت نی طریق مسنون ٹہرالیا اور اسکی برائی عمدہ علماء متاخرین نی
اعيان المتاخرين وصرحوا بانها بدعة قبيحة مشتملة على منكرات فعلى هذا ينبغي للعاجز عن تغيير تلك
بیان کی ہی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بڑی بدعت ہی اسمین بہت منکرات ہین اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو شخص ان منکرات کو دور
المنكرات ان لا يحضر الجماعة في تلك الليلة بل يصلي في بيته ان لم يجد مسجدا سالما من هذه البدع
نہین کرسکتا تو اوس شب مین اس نماز مین شامل ہی نہو بلکہ تنہا اپنی گہر مین نماز پڑہ لی اگر کوئی مسجد ان بدعات سی خالی نہ میسر آوی
لان الصلوة في المسجد بالجماعة سنة وتكثير سواد اهل البدع منهي عنه وترك المنهي عنه واجب وفعل الواجب متعين
اسلئی کہ مسجد مین جماعت کی نماز تو سنت ہی اور بدعتیون کا انبوہ بڑہانا ممنوع ہی اور امر ممنوع کا ترک کرنا واجب ہی اور واجب پر عمل کرنا متعین ہی
لا سيما لمن كان مشهورا بين الناس بالعلم والزهد فان الواجب عليه ان لا يحضر في مسجد يشاهد فيه
خاص ایسی شخصکو جسکی علم اور زہد کی دنیا مین شہرت ہو ایسی شخص پر یہہ ہی واجب ہی کہ جس مسجد مین یہہ بدعات منکر دیکہی تو وہان نجاوی
هذه المنكرات لان حضوره مع عدم الانكار يوهم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب
اسواسطی کہ اوسکا جانا بخوشی خاطر عام لوگون کو اس وہم مین مبتلا کریگا کہ یہہ افعال مباح ہین یا مستحب ہین
اليها فيكون حضوره شبهة عظيمة في ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترك
اوسکا جانا ہی ایسی مقام مین عام لوگون کی گمان مین بڑا شبہ ڈالیگا کہ یہہ افعال ازروی شرع مستحسن ہین جب وہ شخص
عادته ولم يجئ في المسجد تلك الليلة وانكر بقلبه لعجزه عن تغييره بيده ولسانه يسلم من الاثم
اپنی یہہ عادت چہوڑدیگا اور اوس شب کو مسجد مین نہین آویگا اور اپنی دلسی انکار کریگا اگرچہ اور زبانسی نہین روک سکتا تو آپ گناہ سی بچیگا
ولا يغتر به غيره بل يتشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غير مرضية عند الله تع
اور دوسری کو وہم نہین ہوگا بلکہ اوسکی شامل نہونی سی بعضی لوگ یہہ سمجہین گی کہ یہہ افعال خدا تعالی کو پسند نہین ہین
بل هي بدعة لا يسوغها الشرع ولا يرضاها اهل الدين فربما يمتنع بعض الناس عن ذلك فيحصل له الثواب
بلکہ بدعت ہین نہ شرع انکو جایز رکہتی ہی اور نہ اہل دین پسند کرتی ہین پس کیا عجب ہی کہ بعضی لوگ اس سی باز آوین پہر اسکو ثواب حاصل ہو

بعض

بفعل ما يقدر عليه من الانكار بالقلب والامتناع عن الحضور والحاصل ان تلك الليلة وان ورد في
کہ جو اوس سی ہوسکتا تہا یعنی انکار قلبی اور شامل نہونا سو کرچکا خلاصہ یہہ ہی کہ اس رات کی فضیلت مین اگرچہ کئی حدیثین
فضلها احاديث متعددة لكن ليس لاحد ان يعظمها بما ذمه الشرع ونهى عنه مع ان بعض العلماء
آئی ہین ہر کسیکو اختیار نہین کہ اوسکی تعظیم ایسی امور مین کری جسکو شرع برا کہتی ہی اور اوس سی ممانعت کرتی ہی باوجودیکہ بعضی علماء
قالوا لم يثبت في قيامها شئ عن النبي عليه السلام ولا عن اصحابه فعلى هذا يجب على كل مسلم في هذا
یہہ کہتی ہین کہ اس رات کی نماز کی باب مین کچہہ ثابت نہین ہی نہ تو پیغمبر علیہ السلام سی اور نہ اونکی اصحاب سی اس بیان کی موافق اس زمانہ مین ہر مسلم پر واجب ہی
الزمان ان يحذر من الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي اسنا
کہ بدعات کی پیچہی سی اور محدثات کی توجہ سی پرہیز کری اور اپنی دین کو ان اشغال سی جسمین السن بکڑ رکہا ہی
بها وتربي عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها لان البدعة لها حلاوة في
اور پرورش پائی ہی سالم بچاوی بیشک یہہ اشغال زہر قاتل ہین اسکی آفات سی آدمی کم بچتا ہی اور اوسکی ساتہہ حق کمتر ظاہر ہوتا ہی اسواسطی کہ بدعت کا مزہ
قلوب اهلها يستحسنها طباعهم فلا يتركونها وقد روى عن عكرمة وغيره من المفسرين ان الليلة
بدعتیون کی دلمین ایسا رچتا ہی کہ طبیعت اوسکو نیک جانتی ہی سو ہرگز نہین چہوڑتی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سی روایت ہی کہ وہ مبارک رات
المباركة الواقعة في سورة الدخان قد فسرت بليلة نصف شعبان كما ذهب اليه الاكثرون فانها ليلة
جسکا ذکر سورۂ دخان مین ہی وہ شب براءت ہی چنانچہ اکثر مفسرین یہہ ہی کہتی ہین کیونکہ یہہ ایسی رات ہی
يقدر فيها كل امر يكون في تلك السنة لقوله تعالى فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ قال عطاء بن يسار
کہ جو اوس سال مین ہونیوالا ہی سب اوس رات کو اندازہ کیا جاتا ہی اس آیت کی دلیل سی اوسمین جدا ہوتا ہی ہر کام چنانچہ ہوا عطاء بن یسار کہتا ہی
اذا كان ليلة النصف من شعبان يدفع الى ملك صحيفة فيقال له اقبض روح من في هذه الصحيفة
کہ جب شب براءت ہوتی ہی فرشتہ کو نامہ دیکر کہدیتی ہین کہ جن جن کا نام اس کاغذ مین ہی اونکی روح قبض کرلینا
وكم من شخص يبني الدور ويشيد القصور ويغرس الاشجار ويحفر الانهار ويتزوج النسوان ويشتغل في
سو ہنیری شخص گہر بناتی ہین اور محلون کی گچ گیری کراتی ہین اور باغ لگاتی ہین اور نہرین کہودتی ہین اور عورتونسی نکاح کرتی ہین اور عمارت مین کہپتی
البنيان وقد كتب عليهم الموت ودفعت نسخته الى ملك الموت وهو في هواه ولا يعلم منتهاه فيا مغرور
ہین اور اونکی موت لکہی ہوئی ہوتی ہی اور وہ کاغذ ملک الموت کو مل چکتا ہی اور وہ اپنی ہوا ہوس مین بہول رہا ہی اور انجام کی خبر نہین سو ای
بطول الامل ويا مسرور بسرور العيش كن من الموت على الوجل فلا تدري متى ما يهجم عليك الاجل فكم
امیدون کی دیوانہ اور ای اعمال بد کی متوالی موت سی ڈرتا رہ تو کیا جانی کہ موت تجہکو کسوقت آگہیری گی سو بہتیری
من مستقبل يوما لا يستكمله وكم من مؤمل غد لا يدركه يسرنا الله تعالى التدارك للموت قبل هجومه
ادنی سمجہنی والی ایکدن کی اوسکو پورا نہین کرتی اور بہت امیدوار اگلی دن کی کہ اوسکو نہین پاتی الٰہی ہمکو موت کا تدارک اوسکی آنی سی پہلی آسان کر

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب رؤية هلال رمضان

پچیسویں مجلس مین تلاش رمضان کی چاند کی ضرورت

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروا الهلال فان غم عليكم فاقدروا له
رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا روزہ مت رکہو بدون دیکہنی ہلال کی اور نہ افطار کرو بدون دیکہنی ہلال کی اور اگر کہا ہو جاوی تو اوسکو اندازہ کرو
وفي رواية فاكملوا العدة ثلثين هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عمر معناه ان السماء
اور ایک روایت مین ہی تو گنتی تیس دن پوری کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین

اذا كانت مصحية ولم يكن فيها علة فلا تصوموا صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تفطروا

کہ آسمان اگر صاف ہو اور اوسمین کچہہ ابر یا غبار نہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکہنی ہلال رمضان کی مت رکہو اور نہ عید الفطر کی دن

يوم الفطر حتى تروا هلال الفطر فان غم عليكم الهلال ولم تروه فقدروا عدد الشهر الذي كنتم فيه

بدون دیکہنی ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر مین آجاوی اور تمہاری نظر نہ آوی تو مہینہ حال کی گنتی جسمین تم موجود ہو

ثلثين يوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدر شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدر رمضان وذلك

تیس دن کرلو پہر روزہ رکہو اگر وہ ماہ حال جسکا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جسکو اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور یہہ

لان الاصل في كل ثابت بقاءه الى ان يوجد دليل على عدم بقائه والشهر كان ثابتا بيقين فوقع الشك

اسلئی کہ قاعدہ یون ہی کہ ہر شئی ثابت باقی ہی رہتی ہی جبتک کوئی دلیل اوسکی عدم کی نہ ملی اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک اسمین ہی

في خروجه فلا يخرج الا برؤية الهلال او اكمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا

کہ تمام ہوچکا یا نہین تو اوسکا تمام ہونا بدون دیکہنی چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہین ہوسکتا اور دونو مین سی کچہہ نہو تو وہ ہی مہینا باقی رہی گا موافق

الى ما روي انه عليه السلام اشار باصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد بها

اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی اپنی دونو ہاتہہ کی اونگلیان کہول کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ

في الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا وهكذا من غير عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد يكون

انگہوٹہا موڑ لیا یعنی انتیس دن پہر فرمایا مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا ابکی بار انگہوٹہا بند نکیا یعنی تیس دن اس سی معلوم ہوا کہ مہینا کبہی

تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلثين فيقع الشك في دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم

انتیس دن کا ہوتا ہی اور کبہی تیس دن کا اب شبہہ رہتا ہی رمضان کی آنی مین اور تمام ہونی مین اور جس صورت مین کہ رمضان

خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصد انه صوم رمضان اذ يلزم

تمام نہوا ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت مین کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سی مکروہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و

کہ وقت سی پہلی ادا ہوجا سو یہہ حرام ہی اسی واسطی عمار بن یاسر کہتی ہین جو شخص شک کی دن روزہ رکہی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی اور

الشك فيه ان يستوي طرفا العلم والجهل بان يقع الغيم في التاسع والعشرين من شعبان ولا يدري

شک اسمین یہہ ہوتا ہی کہ دونو جانب علم اور جہل کی برابر ہون اسطور کہ شعبان کی انتیسوین تاریخ مین ابر ہوجاوی اور یہہ نہ معلوم ہو

ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغي للناس ان يطلبوا هلال رمضان في التاسع

کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت مین لایق یہہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انتیسوین شعبان کو تلاش کرین

والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكملوا عدد شعبان ثلثين يوما ثم صاموا

پہر اگر دیکہین تو صبح کو روزہ رکہین اور نہ دیکہین تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کردین پہر روزہ رکہین

لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان غم عليكم الهلال فاكملوا عدة شعبان ثلثين

موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکہو چاند دیکہہ کر اور افطار کرو چاند دیکہہ کر پس اگر تمہاری نظر سی ہلال ابر مین ہو تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کردو

واما اليوم الذي يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه

اور وہ دن جسمین یہہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہہ ہی کہ اوس دن کا روزہ مکروہ نہین

اذا كان تطوعا لكونه مستثنى من النهي بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذي يشك فيه انه

اگر نفل ہو اسلئی کہ نہی مین سی اسکو جدا کردیا ہی اس حدیث مین کہ شک کی دن مین جسمین یہہ شک ہو

من

من رمضان الا تطوعا والمراد بالنهی عن الصوم فیه الصوم بنیه صوم رمضان لانه یلزم ان یؤدی
کہ رمضان کا ہی یا نہیں یعنی انتیسوین شعبان کی کوئی روزہ نرکہی مگر نفل اور مراد روزہ کی ممانعت سی وہ روزہ ہی جو رمضان کی نیت سی رکہین اسواسطی کہ یہہ لازم آتا ہی

قبل مجیء وقته وقد مر انه حرام لحدیث عمار بن یاسر مع ما فیه من التشبیه باهل الکتاب فی زیادتهم
کہ اپنی وقت سی پہلی ادا ہوجا اور گذر چکا ہی کہ موافق حدیث عمار بن یاسر کی حرام ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب سی تشبیہ لازم آتی ہی کہ وہ مدت اپنی روزونکی زیادہ کرلیا کرتی تہین

فی مدة صومهم فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان یصبح فی ذلك الیوم منتظرا غیر مفطر ولا عازم علی الصوم
اسکی موافق مؤمن کو یون چاہیی کہ اوسدن کی صبح کو منتظر رہی نہ تو کچہہ کہاوی اور نہ روزہ کی نیت کری

فان ثبت قبل الضحوة الکبری انه من رمضان یعزم علی الصوم لان النیة الی الضحوة الکبری جائزة
پہر اگر پہر بہر دن چڑہی سی پہلی ثابت ہو کہ یہہ دن رمضان کا ہی تو اب نیت روزہ کی کرلی اسلئی کہ نیت پہر بہر دن چڑہی تک رمضان کی روزونمین

فی صیام رمضان وفی صیام النفل ایضا وان لم یثبت ان شاء صام تطوعا وان شاء افطر ولکن ان
اور نوافل روزون مین بہی جایز ہی اور اگر نہ ثابت ہو تو پہر اختیار ہی چاہی نفل روزہ رکہی اور چاہی افطار کری لیکن اگر

وافق یوما کان یصومه بان کان یصوم یوم الاثنین والخمیس والجمعة فوافق یوم الشك فالصوم افضل
وہ دن شک کا وہ ہی دن ہو جسمین یہہ شخص روزہ رکہا کرتا تہا اسطور کہ ہمیشہ روزہ پیر کا اور جمعرات اور جمعہ کا رکہا کرتا تہا سو انمین سی ایکدن وہ شک کا دن آپڑا تو اس

لقوله علیه السلام لا یتقدمن احدکم رمضان بصوم یوم ولا بصوم یومین الا ان یوافق صوما کان
اس حدیث کی موافق رمضان سی پہلی کوئی ہرگز روزہ نرکہی نہ ایک دن نہ دو دن مگر اس صورت مین کہ موافق ہوجاوی یوم شک اوس

یصومه وکذا ان کان یصوم شعبان کله او نصفه الاخیر او ثلثة ایام من اخر کل شهر وان لم یوافق
دن سی کہ روزہ رکہا کرتا تہا اور ایسا ہی جایز ہی اگر یہہ شخص تمام شعبان کی روزی رکہا کرتا ہی یا اخیر کی آدہی شعبان کی یا ہر مہینہ کی آخر مین تین دن کی اور اگر موافق نہو

یوما کان یصومه فقد قیل الفطر افضل احترازا عن ظاهر النهی وقیل الصوم افضل اقتداء بعائشة
اوس دن سی جو یہہ روزہ رکہا کرتا تہا تو بعضی کہتی ہین افطار افضل ہی واسطی احتراز کی ظاہر نہی سی اور بعضی کہتی ہین روزہ افضل ہی واسطی متابعت عائشہ

وعلی فانهما کانا یصومانه ویقولان لان نصوم یوما من شعبان احب الینا من ان یفطر یوما من رمضان
اور علی کی یہہ دونو اوسدن روزہ رکہا کرتی تہی اور یہہ کہتی تہی شعبان کی ایکدن کا روزہ ہمکو بہت محبوب ہی رمضان مین ایکدن افطار کرنی سی

والمختار ان یصوم الخواص کالمفتی والقاضی تطوعا لانهم یعرفون کیفیة النیة ولا یخلطون الکراهة فکان
اور بات پسندیدہ یہہ ہی کہ خاص لوگ جیسی مفتی اور قاضی نفل روزہ رکہا کرین کیونکہ ان لوگون کو نیت کی کیفیت معلوم ہی یہہ لوگ کراہت کو نہ ملنی دینگی

اللایق بهم ان یصوموا بانفسهم ویامر العامة بالانتظار الی وقت الزوال ثم بالافطار ان لم یثبت الهلال
ان لوگون کو لایق ہی کہ آپ تو روزہ رکہا کرین اور عوام کو حکم زوال تک انتظار کا دیا کرین پہر زوال کی بعد اگر ہلال ثابت نہو تو افطار کا حکم دیا کرین

وکل من یعرف کیفیة النیة فهو من الخواص وکیفیتها ان ینوی التطوع ولا یخطر بباله صوم رمضان او
اور جو جو شخص نیت کی کیفیت سی واقف ہون وہ خواص ہین اور نیت کی کیفیت یہہ ہی کہ نفل کی نیت کری اور اوسکی دلمین رمضان کی روزہ کا یا

صوم واجب اخر ولا یتردد فیها فان النیة معرفته بقلبه انه یصوم وهی فی ذلك الیوم علی وجوه احدها
کسی اور واجب کا خطرہ نہ آوی اور اوسمین کچہہ تردد نہ واقع ہو کیونکہ نیت یہہ ہی کہ دل سی جانی کہ مین روزہ رکہتا ہون اور نیت اس دن کی اندر کئی طرح پر ہی ایک یہہ

ان ینوی صوم رمضان وهو مکروه لما مر من حدیث عمار بن یاسر مع ما فیه من التشبیه باهل الکتاب ثم
کہ رمضان کی روزہ کی نیت کری یہہ تو مکروہ ہی چنانچہ عمار بن یاسر کی حدیث مین گذرا ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب کی تشبیہ ہی پہر

ان ظهر انه من رمضان یجزئه لانه نوی ان یکون صومه عن رمضان وکان ذلك الیوم من رمضان
اگر معلوم ہوجاوی کہ وہ دن رمضان ہی کا ہی تو یہہ ہی روزہ کافی ہی اسواسطی کہ نیت کرچکا تہا کہ میرا روزہ رمضان کا ہی اور وہ دن بہی رمضان ہی کا تہا

ہین

صورت میں روزہ رکھنا افضل ہی

فيقع عن المستحق واصل الكراهة لا يمنع الجواز بل يستلزم عدم الاستحباب بلا عكس لان المباحات
سو حق دار ہی کا ہوگا اور اصل کی کراہت جواز کو نہین منع کرتی بلکہ استحباب کو رفع کرتی ہی بدون عکس کی اسواسطی کہ مباحات

لا يتصف بهما وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا ولو افطر لا قضاء عليه لانه في معنى المظنون حيث
ان دونو سی خالی ہوتی ہین اور اگر یہہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوویگا اور اگر افطار کردی تو اوسپر قضا نہین ہی اسواسطی کہ حقیقت مین مظنون

ظن ان عليه صوما وتبين ان ليس عليه صوم والمظنون لا يقضى لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
اس لئی یہہ گمان کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہر ظاہر ہوا کہ اوسپر روزہ نہین تہا اور مظنون کی قضا نہین آتی اسلئی کہ قضا یا تو اپنی ذمہ پر لیلینی سی آتی ہی یا شرع کی لازم کردینی

والثاني ان ينوي عن واجب آخر وهو مكروه ايضا للحديث السابق الا انه ادون في الكراهة لعدم التشبيه
دوسری یہہ کہ ایک اور واجب کی نیت کری اور یہہ بہی مکروہ ہی اوسہی حدیث سابق کی مضمون سی اتنا فرق ہی کہ اسکی کراہت کمتر ہی اسواسطی کہ اسمین

باهل الكتاب لان التشبيه بهم انما يكون اذا صام فيه بنية صوم رمضان ثم ان ظهر انه من رمضان
اہل کتاب کی تشبیہ نہین ہی اسلئی کہ اہل کتاب سی تشبیہ تو جب ہو کہ اوس دن رمضان کی نیت سی روزہ رکہی پہر اگر معلوم ہو کہ رمضان کا دن ہی تو وہ روزہ رمضان

يقع عنه لان صوم رمضان يصح من الصحيح المقيم بمطلق النية وبنية النفل وبنية واجب آخر لكون الوقت
ہی کا ہوگا اسواسطی کہ رمضان کا روزہ صحیح اور مقیم سی مطلق روزہ کی نیت سی درست ہوجاتا ہی اور نفل کی نیت سی ہی اور اور واجب کی نیت سی ہی درست ہوتا ہی

متعينا لهذا الصوم فينتفي شرعية غيره فيه والاطلاق في المتعين تعيين ونية النفل وواجب آخر لغو لان
اسی روزہ کا مقرر ہی سو اس دن مین اور کوئی روزہ جایز نہین ہی اور متعین مین مطلق نیت بہی متعین کی ہوتی ہی اور نیت نفل کی اور اور واجب کی تمام لغو ہی اسواسطی

الوقت لا يحتملهما لعدم مشروعيتهما فيه فاذا بطل الوصف بقي نية اصل الصوم فيكون في حكم المطلق
کہ یہہ وقت اون روزون کا نہین ہی کیونکہ وہ روزی اس دن مین جایز نہیں ہین جب وصف باطل ہو تو اصل روزہ کی نیت باقی رہی اب وہ نیت مطلق کی حکم مین ہی

فينصرف الى المشروع في الوقت ونظيره من كان متوحدا في الدار فانه اذا نودي بيا رجل او باسم غير اسمه يراد به
سو اوس روزہ سی متعلق ہوگی جو اس وقت مین جایز ہی اسکی نظیر یہہ ہی جو کوئی شخص اکیلا گہر مین ہو جب اوسکو کوئی یون پکار کہ ای شخص یا کسی اور کا نام لیکر پکاری

ذلك وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا ولا يكون عما نوى لان الصوم فيه منهي كيوم العيد فلا يتادى
تو وہی شخص مراد ہوگا اور اگر یہہ معلوم ہو کہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوجاویگا اور جسکی نیت کی تہی وہ نہوگا اسواسطی کہ اوس دن روزہ ممنوع ہی جیسی عید کی دن بس کیونکر

به ما وجب كاملا والصحيح انه يكون عما نوى لانه ادى في يوم يصح فيه النفل بخلاف يوم العيد وان لم يستبن
ادا ہوویگا جو کامل واجب ہوا ہی اور نہایت صحیح یہہ ہی کہ جو نیت کی ہی وہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ اسنی ایسی دن روزہ رکہا ہی کہ جسمین نفل جایز ہی عید کی دن کا اور حال ہی اور

لا يسقط الواجب عن ذمته لاحتمال كونه من رمضان والثالث ان يتردد في وصف النية بان ينوي
تو واجب اوسکی ذمہ سی ساقط نہین ہوگا کیونکہ احتمال ہی کہ رمضان کا ہو تیسری یہہ کہ نیت کی وصف مین تردد کری یعنی سطور نیت کری

ان كان الغد من رمضان فانا صائم عنه وان كان من شعبان فمن واجب آخر او عن النفل وهو
اگر کل کا دن رمضان کا ہی تو میرا روزہ بہی رمضان کا ہی اور اگر کل کا دن شعبان کا ہی تو روزہ فلانی واجب سی ہی یا نفل سی . یہہ بہت

مكروه ايضا اما الاول فلتردده بين الامرين المكروهين نية صوم رمضان ونية صوم واجب آخر واما
ہی مکروہ ہی پہلی صورت اسلئی کہ اسکو تردد ہی درمیان دو مکروہ کی نیت رمضان کی روزہ کی اور نیت دوسری واجب روزہ کی اور

الثاني فلكونه ناويا للفرض من وجه ثم ان ظهر انه من رمضان يقع عنه لعدم التردد في اصل النية
دوسری صورت اسلئی کہ ایک وجہ سی فرض کی نیت کی ہی پہر اگر وہ دن رمضان کا ٹہرا تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا اسواسطی کہ اصل نیت مین تردد نہین تہا

وهو كاف وان ظهر انه من شعبان لا يكون عن واجب آخر بل يكون تطوعا في كلا الوجهين ولو افطر لا قضاء
دونو ہی کافی ہی اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہی تو اوس واجب سی نہیں ہوگا بلکہ دونو صورت مین نفل ہوجاگا اور اگر افطار کرڈالی تو اوسپر قضا

عليه

عليه اما فی الاول فلانه كالمظنون واما فی الثانی فلعدم وجود الالتزام من كل وجه والرابع ان ينوی التطوع

نہیں ہی پہلی صورت مین تو اسلئی کہ مظنون سا ہی اور دوسری صورت مین اسلئی کہ ہر طرح سی التزام نہیں ہی اور چوتھی یہہ کہ نفل کی نیت کری

وقد مر انه يصح بنية النفل من غير كراهة فی الصحيح ثم ان ظهر انه من رمضان يقع عنه لما مر انه يصح

اور گذر چکا ہی کہ نفل کی نیت موافق صحیح روایت کی بی کراہت صحیح ہی پہر اگر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہی تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ گذر چکا ہی

بنية النفل وان ظهر انه من شعبان يكون تطوعا وان افطر يلزمه القضاء لانه شرع ملتزما بخلاف

نفل کی نیت سی بہی درست ہو جاتا ہی اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو جاگا اور اگر افطار کریگا تو قضا لازم آویگی اسوسطی کہ اپنی ذمہ پر لیکر شروع کیا تہا

مسئلة المظنون ثم ينبغی ان يعلم ان روية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام

بخلاف مسئلہ مظنون کی پہر سمجہنا چاہئی کہ ہلال کا دیکہنا اگرچہ روزہ کی وجوب اور افطار دونو کا سبب ہی موافق اس حدیث کی

صوموا لرويته وافطروا لرويته لكن العمل به لا يلزم الا بقضاء القاضی ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا

کہ روزہ رکہو ہلال دیکہہ کر اور افطار کرو ہلال دیکہہ کر پر اس حدیث پر بدون حکم قاضی کی عمل نہیں ہو سکتا اسی واسطی قاضی کی سامنی پیش کرنا چاہئی پہر اگر

كان فی السماء علة سواء كانت غيما او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلك يقبل فی هلال رمضان خبر عدل

آسمان مین کچہہ علت ہو برابر ہی کہ گہٹا ہو یا دہوان ہو یا غبار ہو یا بخار ہو یا ایسا ہی کچہہ اور ہو تو رمضان کی چاند مین خبر ایک عادل

مسلم عاقل بالغ حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثی لانه مخبر بامر دينی وهو وجوب الصوم علی الناس فيقبل

مسلمان کی کہ عاقل اور جوان ہو آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مقبول ہی اسوسطی کہ امر دینی کی خبر دیتا ہی یعنی لوگون پر روزہ واجب ہی سو اوسکی خبر مقبول ہوگی

خبره لكن بشرط ان يفسر ويقول رايته خارج البلد او بين خلال السحاب واما بدون التفسير فلا يقبل لمكان

لیکن بشرطیکہ تفصیل بیان کری کہ مینی چاند شہر سی باہر ابر کی اندر دیکہا ہی اور بدون تفصیل کی معتبر نہوگی کیونکہ

التهمة والفاسق اذا ابصر هلال رمضان ينبغی له ان يشهد عند القاضی لاحتمال قبول شهادته لكن

تہمت کی جگہہ ہی اور اگر فاسق ہلال رمضان کا دیکہہ لی تو اوسکو چاہئی کہ قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی شاید کہ اوسکی گواہی مقبول ہو جاوی لیکن

القاضی يرد شهادته لان خبر الفاسق فی الديانات مردود غير مقبول ويشترط العدالة وقال الطحاوی لا يشترط

قاضی اوسکی شہادت کو رد کردی کیونکہ فاسق کی خبر دیانات مین مردود ہوتی ہی مقبول نہیں ہوتی عدالت شرط ہی اور طحاوی نی کہا ہی کہ عدالت

العدالة ومن المشائخ من قال اراد به المستور ولا يشترط الدعوی ولا لفظ الشهادة ويقبل فی هلال رمضان شهادة

شرط نہیں ہی اور بعضی مشائخ کہتی ہین کہ اس سی مراد مستور الحال ہی اور دعوی بہی شرط نہیں ہی اور نہ لفظ شہادت کچہہ ضرور ہی اور رمضان کی ہلال مین

الواحد علی شهادة الواحد ومن رای هلال رمضان فی الرستاق ولم يكن هناك وال ولا قاض فان كان

ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہی اور جسنی رمضان کا ہلال ایسی گانو گون مین دیکہا جہان نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ

الرائی ثقة يصوم الناس بقوله ثم اذا قبل القاضی شهادة الواحد فی هلال رمضان وصام الناس ثلثين

دیکہنی والا ثقہ ہی تو سب لوگ اوسکی کہنی سی روزہ رکہین پہر اگر قاضی نی ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال کی قبول کرلی اور اوسکی موافق تیس روزی

يوما ولم يروا هلال الفطر لا يفطرون فيما روی عن ابی حنيفة وابی يوسف لان الفطر لا يثبت بشهادة الواحد

پوری ہوگئی تو بہی عید کا چاند نظر نہیں آیا تو بہی افطار نکرین موافق روایت ابو حنیفہ اور ابو یوسف کی اسوسطی کہ افطار ایک آدمی کی گواہی سی ثابت نہیں ہوتا

وعن محمد انهم يفطرون ويثبت الفطر فی ضمن ثبوت الرمضانية بشهادة الواحد وان كان لا يثبت ابتداء

اور محمد سی روایت ہی کہ افطار کرین کیونکہ افطار ثبوت رمضان کی ضمن مین ایک ہی آدمی کی گواہی سی ثابت ہو جاتا ہی اگرچہ ابتداءً ثابت نہیں ہوتا

فان فی هلال الفطر اذا كان فی السماء علة لا يقبل الا بشهادة حرين او حر وحرتين لتعلق حق العباد به لانهم

بیشک شوال کی چاند دیکہنی مین اگر آسمان مین ابر یا گرد غبار ہو تو مقبول نہیں بدون گواہی دو آزاد مردون یا ایک مرد آزاد اور دو آزاد عورتون کی اسوسطی کہ اسمین حق العباد

ینتفعون به فیثبت بما یثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع

اس سی فائدہ مند ہوتی ہین سو اوسہی طرح ثابت ہوگا جسطور اونکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہین بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اوس سی صرف حق شرع کا تعلق ہوتا

وهو الصوم فیکتفی بخبر الواحد واما اذا لم یکن فی السماء علة فلا یقبل شهادة الواحد فی هلال رمضان

یعنی روزہ سو ایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہی اور اگر آسمان صاف ہو تو پھر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال مین مقبول نہین ہوگی

ولا شهادة الاثنین فی هلال الفطر وانما یقبل شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم واختلفوا فی مقدار

اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال مین پھر تو اتنی بڑی جماعت چاہیئ جنکی خبر سی یقین حاصل ہوجاوی اور اوس جماعت کی مقدار مین اختلاف ہی

ذلك فقیل لا بد من اهل محلة وقیل لا بد من خمسین رجلا وعن محمد لا بد ان یتواتر الخبر من کل جانب

بعضی کہتی ہین ایک محلہ کی آدمی چاہیین اور بعضی کہتی ہین پچاس آدمی ہون ۔ اور امام محمد سی روایت ہی ہر طرف سی پی در پی خبر کا آنا چاہیئ

والصحیح انه مفوض الی رای الحاکم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم هو العلم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة

اور صحیح یہہ ہی کہ حاکم کی رائ پر حوالہ ہی اسواسطی کہ مراد علم سی جو اونکی خبر سی حاصل ہو وہ علم شرعی ہی جس سی عمل کرنا واجب ہوجا یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنی التیقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهد برؤیة الهلال ثم ففی ظاهر الروایة

علم بمعنی یقین نہین ہی اور اگر ایک شخص شہر کی باہر سی آکر گواہی دی کہ وہان چاند دیکھا ہی ظاہر روایت مین اوسکی گواہی مقبول نہین ہوگی

لا یقبل شهادته لقیام التهمة وذکر الطحاوی ان شهادته مقبولة لقلة المانع فی خارج المصر وکذا لو شهد

کیونکہ شبہ کا مقام ہی اور طحاوی نی ذکر کیا ہی کہ اوسکی شہادت مقبول ہی اسواسطی کہ شہر سی باہر رکاوٹ کم ہوتی ہی اور ایسی ہی اگر چاند

برؤیة الهلال فی المصر علی مکان مرتفع ومن رای هلال رمضان وحده وشهد ولم یقبل شهادته کان علیه

دیکھنی کی شہر کی اندر اونچی مقام پر سی گواہی دی اور جسنی رمضان کا چاند تن تنہا دیکھا اور گواہی دی تو مقبول نہوئی تو بھی اوسکو لازم ہی

ان یصوم لقوله علیه السلام صوموا لرؤیته فانه قد رآه فیلزمه الصوم وان افطر کان علیه القضاء دون

کہ روزہ رکھی اسحدیث کی موافق روزہ رکھو چاند دیکھ کر کیونکہ اسنی چاند دیکھا ہی سو اسکو روزہ رکھنا لازم ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہوگی

الکفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فیه والصحیح ان لا یجب علیه الکفارة والحاکم اذا رای هلال

کفارہ نہین آویگا اور اگر شہادت رد ہونی سی پہلی افطار کر ڈالا تو اس صورت مین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ کفارہ واجب نہین اور اگر حاکم تن تنہا رمضان کا

رمضان وحده یصوم ولا یامر الناس بالصوم ولو ان الناس غم علیهم هلال رمضان واکملوا شعبان

چاند دیکھی تو وہ آپ روزہ رکھی اور اورون کو روزہ کا حکم نہ دی اور اگر لوگون کو رمضان کا چاند بسبب ابر کی نظر نہ آیا اور اونہون نی شعبان کی تیس دن

ثلثین یوما ثم صاموا رمضان ثمانیة وعشرین یوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان کانوا عدوا شعبان

تیس دن پوری کرکی رمضان کی روزی اٹھائیس دن رکھی تھی پھر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر انہون نی گنتی شعبان کی

عن غیر رؤیة قضوا یومین وان کان عدوه عن رؤیة قضوا یوما واحدا فیکون شهر رمضان فی تلك

بی چاند دیکھی پوری کی تھی تو دو روزی قضا کرین اور اگر چاند دیکھ کر گنتی پوری کی تھی تو ایک روزہ قضا کرین اب ماہ رمضان اوس سال مین

السنة تسعة وعشرین یوما حتی انهم لو کانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرین

انتیس دن کا ہوا یہان تک کہ انہون نی اگر عید کا چاند رمضان کی انتیس روزی رکھ کر دیکھا

یوما لا یلزمهم شیء ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرین یوما فشهد جماعة

تو اونپر کچھ لازم نہین آتا اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکھ کر انتیس روزی رکھی پھر ایک جماعت نی قاضی کی پاس

عند القاضی فی الیوم التاسع والعشرین ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی لیلة کذا قبلکم بیوم

انتیسوین تاریخ مین یہہ گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی رات مین تمسی ایک دن پہلی دیکھ کر روزی

وصاموا وهذا الیوم یوم الثلثین من رمضان واهل هذه البلدة لم یروا الهلال فی تلك اللیلة
رکہی ہین اور یہہ آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی اور اس شہر والون نی اوس رات کو چاند نہین دیکہا
والسماء مُصحیة لا یباح لهم الفطر غدا ولا یترك التراویح فی تلك اللیلة لان هذه الجماعة لم یشهدوا
اور آسمان صاف تہا تو اونکو اگلی دن افطار کرنا جایز نہین ہی اور نہ اوس رات مین تراویح ترک کرنی جایز اسواسطی کہ اس جماعت نی چاند دیکہنی کی گواہی
بالرویة ولا علی شهادة غیرهم وانما حکوا رویة غیرهم واما لو کانوا شهدوا عند القاضی ان قاضی بلدة
نہین دی اور نہ غیر کی گواہی پر گواہی دی ہی انہون نی اورون کی دیکہنی کی خبر بیان کی ہی اور اگر وہ جماعت قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی
کذا شهد عنده شاهدان برویة الهلال فی لیلة کذا وقضی ذلك القاضی بشهادتهما جاز لهذا القاضی
سامنی دو گواہون نی فلانی رات مین چاند دیکہنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم دیا ہی تو اب اس قاضی کو جایز ہوتا
ان یقضی بشهادتهما لان قضاء القاضی الاول حجة وهذا علی قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع
کہ انکی گواہی کی موافق حکم دیتا اسواسطی کہ حکم پہلی قاضی کا حجت ہی اور یہہ حکم اوسکی قول کی موافق ہی جو اختلاف مطالع کا اعتبار نہین کرتا
حتی اذا صام اهل بلدة ثلثین یوما للرویة واهل بلدة اخری تسعة وعشرین یوما للرویة ایضا
یہان تک کہ اگر ایک شہر والون نی چاند دیکہہ کر تیس روزی رکہی اور ایک اور شہر والون نی چاند ہی دیکہہ کر انتیس روزی رکہی
فعلی هذا علی من صام تسعة وعشرین یوما قضاء یوم والاشبه علی ما ذکره الزیلعی ان یعتبر لان
تو اس صورت مین جنہون نی انتیس روزی رکہی اون پر ایک روزی کی قضا ہی اور موافق بیان زیلعی کی بہتر یہہ ہی کہ اختلاف مطالع معتبر ہو اسلئی
کل قوم یخاطبون بما عندهم والدلیل علی اعتباره ما روی عن کریب انه قال قدمت الشام واستهل
کہ ہر قوم کو وہ ہی حکم ہی جو اونکی پاس ہی اور یہہ دلیل اختلاف مطالعہ کی اعتبار کی کریب کی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین شام مین وارد ہوا اور مجکو اوس
علیّ شهر رمضان فرایت الهلال لیلة الجمعة ثم قدمت المدینة فی اخر الشهر فسئلنی عبد الله بن عباس
ماہ رمضان کا چاند آگیا سو مینی شب جمعہ کو چاند دیکہا پہر مین مدینہ شریف مین آخر مہینی مین آیا تو مجہی عبد اللہ بن عباس نی پوچہا
فقال متی رایتم الهلال فقلت رایناه لیلة الجمعة فقال نحن رایناه لیلة السبت فلا نزال نصوم حتی
تمنی رمضان کا چاند کب دیکہا تہا مین نی کہا ہمنی چاند شب جمعہ کو دیکہا تہا عبد اللہ بن عباس نی کہا ہمنی ہفتہ کی شب کو دیکہا سو ہم روزی رکہی جاوینگی یہانتک
نکمل ثلثین او نراه فقلت له افلا تکتفی برویة معاویة وصیامه فقال لا هکذا امرنا رسول الله علیه السلام
کہ تیس دن پوری ہو جاوین یا چاند نظر آجاوی پہر مین نی کہا معاویہ کی دیکہنی اور روزہ رکہنی پر کیون نہین اکتفا کرتی پہر کہا نہین ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ حکم دیا ہی
وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس یختلف باختلاف الاقطار کما ان دخول الوقت وخروجه
اور یہہ اسلئی ہی کہ الگ ہونا ہلال کا آفتاب کی شعاع سی بسبب اختلاف مسافت کی مختلف ہو جاتا ہی جیسی ایک وقت کا آنا اور نکلنا
یختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت فی المشرق لا یلزم منه ان تزول فی المغرب بل کلما تحرکت
اختلاف مسافت سی مختلف ہو جاتا ہی کیونکہ آفتاب کو اگر مشرق مین زوال ہووی تو لازم نہین آتا کہ مغرب مین بہی زوال ہو جاوی بلکہ آفتاب جب کوئی درجہ
درجة فذلك طلوع لقوم وغروب لاخرین ونصف لیل لبعض وطلوع فجر لغیرهم وروی ان ابا موسی
قطع کریگا تو وہ ایک کی لئی طلوع ہی اور دوسری کی واسطی غروب ہی اور کسیکو آدہی رات ہی اور کسیکو طلوع فجر ہی اور روایت ہی کہ ابو موسی
الضریر الفقیه قدم الاسکندریة فسئل عمن صعد المنارة فرای الشمس بعد غروبها فی البلدة بزمان طویل
نابینا فقیہہ اسکندریہ مین آئی اونسی کسی نی حال ایسی شخص کا پوچہا کہ اونسی اونچی مینار پر چڑہ کر آفتاب کو دیکہا اور شہر مین بہت دیر پہلی غروب ہو چکا ہی
ایحل له الافطار فقال لا یحل له الافطار ویحل لاهل البلدة لان کل احد مخاطب بما عنده ومن رای هلال
کیا اسکو افطار کرنا درست ہی فقیہہ نی جواب دیا اوسکو افطار حلال نہین ہی اور شہر والون کو درست ہی اسلئی کہ ہر ایک کو وہ حکم ہی جو اوسکی پاس ہی اور جسنی ہلال

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال فی المحیط اختلفوا فی وجوب الکفارة والاکثر
فطر کا عصر کی وقت دیکھا پھر اس خیال سی کہ مدت روزی کی گذر گئی افطار کر ڈالا محیط مین کہا ہی کہ علماء کو درباب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثرون کا مذہب

علی الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهی عن الصوم قبل رمضان بیوم او بیومین لیراد به اغتنام
یہہ ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعضی لوگون کو یہہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ

الاکل والشرب واخذ النفوس شهواتها قبل ان تمنع منها بالصیام وهذا کله خطاء وجهل اذ قد ذکر ان
کہانا پینا اور نفوس کو اپنی شہوات سی متلذذ ہونا اس سی پہلی کہ روزون کی سبب ممانعت ہو جاوی غنیمت ہی یہہ تمام خیالات خطا اور جہالت ہی اسوسطی ذکر

اصل ذلک متلقی من النصاری فانهم عند قرب صومهم یفعلون کذلک فیلزم التشبیه بهم وقد کان
کرتی ہین کہ یہہ اصل مین نصاری سی لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تھی تو ایسا ہی کیا کرتی تھی پھر نصاری سی تشبیہ لازم آتی ہی اور

النهی عن الصوم فی ذلک الوقت لمنع التشبیه بالکافر فیما لا منه بد وهو مذموم شرعا لقوله علیه السلام
نہی روزہ کی اوسوقت مین صرف کفار کی مشابہت کی سبب سی تھی جس جگہہ کہ جسمی مشابہت رفع ہو سکتی ہی اور تشبیہ شرعا مذموم ہی واسطی ارشاد رسول علیہ السلام کی

من تشبه قوما فهو منهم وربما لا یقتصر بعضهم علی الشهوات المباحة بل یتعدی الی المحرمات فمن
جو شخص مشابہ ہوا کسی قوم سی پس وہ انہی مین سی ہی اور کبھی کبھی بعضا شخص شہوات مباح پر حصر نہین کرتا بلکہ محرمات مین داخل ہو جاتا ہی جسکا

کان هذا حاله فالبهائم اعقل منه وله نصیب وافر من قوله تعالی ولقد ذرانا لجهنم کثیرا من
ایسا حال ہو تو اوس سی ڈنگر ہوشیار ہین اوسکا اس آیت مین بڑا حصہ ہی اور ہمنی پیدا کئی ہین دوزخ کی واسطی بہت

الجن والانس لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم اعین لا یبصرون بها ولهم اذان لا یسمعون بها اولئک
جن اور آدمی جنکو دل ہین ادس سی سمجھتی نہین اور آنکھین ہین اونسی دیکھتی نہین اور کان ہین اونسی سنتی نہین وہ لوگ

کالانعام بل هم اضل وبعضهم لا یجتنب کبائر الذنوب الا فی رمضان فیطول علیه ویکره صیامه ویشق
جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بیراہ ہین اور بعضی شخص گناہ کبیرہ سی سواء رمضان کی کبھی نہین باز آتی سو اونکو رمضان دوبھر ہو جاتا ہی اور روزہ بہی کروہ معلوم

علی نفسه مفارقتها کالوفاتها فیعد الایام واللیالی لیعود الی المعاصی وبعضهم لا یصلی الا فی رمضان فیستقل
اور اوسکی دل پر مفارقت کبایر کی دشوار ہوتی ہی جیسی فوت ہو گئی پھر وہ دن رات رات گنتا ہی تاکہ معاصی پھر حاصل کری اور بعضی سواء رمضان کی نماز نہین پڑہتی پھر

رمضان لاستثقال العبادات المشروعة فیه من الصلوة والصیام وبعضهم لا یصبر علی المعاصی فیواقعها
رمضان اون پہ بہاری پڑ جاتا ہی بسبب گرانی عبادات کی جو رمضان مین ہوتی ہین نماز روزی اور بعضون کو گناہون سی صبر نہین سو پہر وہ رمضان مین

فی رمضان وهذا هو الخسران المبین

المجلس السادس والعشرون فی بیان فضیلة رمضان

بہی مبتلا ہوتا ہی اور یہہ ظاہر ٹوٹا اوٹھاتا ہی — چھبیسوین مجلس رمضان کی فضیلت مین

ورعایة حقه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی
اور اوسکی حق کی رعایت مین رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کہل جاتی ہین اور ایک

روایة ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وصفدت الشیاطین هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
روایت مین جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کئی جاتی ہین اور سب شیاطین قید ہو جاتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی

ابوهریرة وهو ان حمل علی معناه الظاهر لا یفید زیادة فائدة لان الانسان ما دام فی الدنیا لا یتیسر له الصعود
ابوہریرہ کی روایت سی اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد لیوین تو کچھ خوب بڑا فائدہ نہین ہی اس لئی کہ انسان جبتک دنیا مین ہی تو اوسکو آسمان پر چڑہنا میسر نہ

الی السماء ولا الدخول فی احدی الدارین فای فائدة فی فتح الابواب واغلاقها الا ان یقال من مات من
ہو سکتا اور نہ بہشت اور دوزخ مین داخل ہو سکتا ہی پھر دروازون کی کہلنے اور بند ہونے سی کیا فائدہ ہوا مگر یون کہین کہ جو شخص صلحاء اہل ایمان والون مین سی

صلحاء اهل الایمان اذا فتحت ابواب الجنة یاتیهم من روحها ونسیمها فوق ماکان یاتیهم قبل الفتح و

تو جب دروازی جنت کی کہلجاتی ہین تواونکو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہی بہ نسبت اوسکی کہ دروازی کہلنی سی پہلی آتی تہی اور مرجاتا ہی

من مات من عصاتهم اذا غلقت ابواب جهنم لا یصیبهم من حرها وسمومها کما کان یصیبهم من حرها

تو اگر دروازی دوزخ کی بند ہوتی ہین تو اونکو اوسکی گرمی اور لپیٹ اوتنی نہین آتی جتنی گرمی جو گنہگار مرجاتا ہی

وسمومها قبل التغلیق وهو بعید لانه انما ذکر لترغیب الناس فیما امر وابه من صوم شهر رمضان وتحریصهم

اور لپیٹ بند ہونی سی پہلی آتی تہی اور یہہ معنی بعید ہین اسواسطی کہ یہہ مضمون صرف واسطی آدمیون کی ترغیب کی ہی جو اونکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزون کا

علیه حتی یستعدوا له وتصیر ابواب الجنان کانها فتحت لهم وابواب النیران کانها غلقت علیهم فیلزم

تاکہ روزی کی واسطی تیار ہوجاوین اور گویا جنت کی دروازی اونکی لئی کہل گئی اور دوزخ کی دروازی گویا اونکی اوپر بند ہوگئی اب کوئی تاویل

الرجوع الی التاویل بان یقال فتح ابواب السماء کنایة عن تواتر نزول الرحمة وتوالی صعود الطاعات لان الباب اذا

کرنی لازم ہی کہ یون کہین کہ کہلنا آسمان کی دروازون کا اشارہ ہی پی در پی رحمت کی آنیکا اور پی در پی عبادت کی چڑہنی کا اسواسطی کہ جب دروازہ

فتح یخرج ما فی داخله متتابعا ویدخل ما فی خارجه متوالیا ویؤید هذا التاویل ما جاء فی روایة اخری فتحت

کہلجاتا ہی تو جو اوسکی اندر ہی فورًا نکل آتا ہی اور جو باہر ہوتا ہی وہ فورًا داخل ہوجاتا ہی اور اس تاویل کی تائید وہ ہی جو ایک اور روایت مین آیا ہی کہلجاتی ہین

ابواب الرحمة وفتح ابواب الجنة کنایة عن حصول ما یؤدی الی دخولها من انواع العبادات وتغلیق

دروازی رحمت کی اور جنت کی دروازون کا کہلنا اشارہ ہی اون امور کی حاصل ہونیکا جو جنت کی اندر پہنچاوین یعنی ہر قسم کی عبادتین اور بند ہونا

ابواب جهنم کنایة عن انتفاء ما یؤدی الی دخولها من انواع السیأت لان الصائم یتنزه عن الکبائر

دوزخ کی دروازون کا اشارہ ہی دور ہونی اون امور کا جو دوزخ مین داخل کردیتی ہین یعنی ہر قسم کی گناہ اسواسطی کہ روزہ دار ایسی کبایر گناہون سی بچتا ہی

التی من جملتها الاصرار علی الصغائر فیغفر له ببرکة الصوم سائر الذنوب کما جاء فی الحدیث الصلوات الخمس

جنکی اندر اڑکرنی صغیرہ گناہون کی بہی داخل ہی سو روزہ کی برکت سی اوسکی تمام گناہ معاف ہوجاتی ہین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ پانچون نمازین

والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن ان اجتنبت الکبائر وتصفید الشیاطین

اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک بیچ کی گناہون کو مٹادیتی ہین اگر کبیرہ گناہون سی پرہیز کی جا اور قید ہونا شیاطین کا

یحتمل ان یکون المراد به ما هو الظاهر من کون الشیاطین مقیدة تعظیما للشهر وعلامة ذلک ان اکثر المنهمکین

احتمال یہہ ہی کہ اس سی مراد وہ ہی معنی ظاہری ہون کہ شیاطین واسطی تعظیم اس مہینی کی قید ہوجاتی ہین اسکی نشانی یہہ ہی کہ اکثر لوگ گناہون مین کہپی ہوئی

فی الطغیان یجتنبون المعاصی ولا یزاد بعد حرصهم علیها ویشرعون فی اقامة الصلوة بعد ما کانوا

گناہون اور بدی سی بچنی لگتی ہین باوجودیکہ گناہون کی بڑی حریص ہوتی ہین اور نماز پڑہنی شروع کردیتی ہین باوجودیکہ نماز مین

یتهاونون بها ویقبلون علی استماع النصیحة وتلاوة القران واما ما یری من بعض الفسقة انهم لا یمتنعون

کاہل سستی کرتی تہی اور وعظ نصیحت سنی پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتی ہین اور یہہ جو فاسق معلوم ہوتی ہین کہ اپنی فسق سی ذرہ باز

عن فسقهم بل ان ترکوا نوعا منه یاتون نوعا اخر فذلک من اثر ما بقی فی نفوسهم الخبیثة من تسویلات

نہین آتی بلکہ اگر ایک قسم ترک کرتی ہین تو دوسری قسم کرنی شروع کردیتی ہین سو یہہ اثر اوس خباثت کا ہی جو اونکی دلونمین وسوسہ شیطانی باقی ہین

الشیاطین وقال بعض العلماء لفظ الشیاطین وان کان عاما الا ان المراد به رؤساءهم یؤیده ما جاء فی بعض

اور بعضی علماء کہتی ہین لفظ شیاطین کا اگرچہ عام ہی پر مراد اس سی شیطانون کی گروکہنٹال ہین اسکی تائید ہی جو اس حدیث کی بعضی

طرق هذا الحدیث وسلسلت مردة الشیاطین فیقع الفساد بتسویلات غیرهم من شیاطین الانس والجن

روایت مین واقع ہوا ہی کہ اور قید ہوجاتی ہین سرکش شیطان پہر فساد اورون کی وسوسہ سی جو شیاطین جن اور انسان کی ہین واقع ہوتا ہی

وقیل هو مجاز عن امتناع نفوس الصائمین عن قبول وساوسهم وذلك لان رمضان اذا دخل یشتغل الناس بالصوم
اور کہتی ہین کہ یہہ مجاز ہی اصل روزہ داروں کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنی سی باز رہتی ہین اسواسطی کہ جب رمضان آتا ہی تو آدمی روزہ مین مشغول ہوجاتی ہین

فتنکسر قوتهم الحیوانیة التی هی مبدء الشهوة والغضب المتداعیین الی انواع الفسوق والفجور وتنبعث قوتهم
سو اونکی قوت حیوانی ضعیف ہوجاتی ہی جو باعث شہوت اور غصہ کی ہو کر ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف لیجاتی تہی اور اونکی قوت عقلی

العقلیة داعیة الی الطاعات ناهیة عن المنکرات فتجعلهم مقبلین علی وظائف العبادات معرضین عن
پیدا ہو کر طاعات کی طرف بلاتی ہی اور منکرات سی منع کرتی ہی پہر اونکو روزمرہ کی مقرری عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سی

اصناف المنکرات فیصیرون کانهم فتحت لهم ابواب الجنان وغلقت علیهم ابواب النیران ولم یبق
بیزار کردیتی ہی پہر وہ ایسی ہوجاتی ہین کو وہ اونکی لئی بہشت کی دروازی کہل گئی اور دوزخ کی دروازی اون پر بند ہوگئی اور

علیهم للشیطان سلطان وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا کان اول لیلة من شهر رمضان
اون پر شیطانون کا اصلا تسلط غلبہ باقی نرہا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہی

صفدت الشیاطین ومردة الجن وغلقت ابواب جهنم فلم یفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم
تو شیاطین اور سرکش جن قید ہوجاتی ہین اور دوزخ کی دروازی بند ہوکر کوئی دروازہ کہلا نہین رہتا اور دروازی بہشت کی کہل جاتی ہین سو

یغلق منها باب فینادی منادیا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر ولله فیه عتقاء من النار وذلك
اونمین سی کوئی دروازہ بند نہین رہتا پہر منادی پکارتا ہی ای طالب خیر کی ادہر آ اور ای حد سی بڑہنی والی شر کی بس کر اور رمضان مین اللہ کی ازاد کئی آگ سی بہت ہین اور یہہ

فی کل لیلة ومعنی هذا الحدیث علم من تاویل الحدیث السابق لکن هنا زیادة لابد من بیان معنی تلك
ہر ہر شب مین ہوتی ہی اور اس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سی معلوم ہوگئی لیکن اسمین کچہہ لفظ زیادہ ہین اونکی معنون کا بیان کرنا ہی ضرور چاہئی

الزیادة وهو ان منادیا ینادی فی لیالی رمضان ویقول یا طالب الخیر تعال اطلب الثواب فانك تعطی
وہ یہہ ہین کہ منادی رمضان کی راتون مین پکارتا ہی یہہ کہتا ہی ای خیر کی طالب یہان آ ثواب لی یہہ ایسا وقت شریف ہی

ثوابا کثیرا بعمل قلیل لشرف الوقت ویا طالب الشر اترك الشر فان عذاب المعصیة فیه اکثر وتب الی الله تعالی
کہ تہوڑیسی کار پر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہوگا اور ای شر کی طالب بدکاسی باز آ کیونکہ رمضان مین معصیت کا عذاب بڑا سخت ہی اور اللہ تعالی کی طرف

فانه تعالی یعتق کثیرا من عبادہ الصائمین من النار ویغفر ذنوبهم الماضیة لحرمة الشهر کما جاء فی
رجوع کر کیونکہ اللہ تعالی اپنی بہت بندی روزہ دار آگ سی ازاد کرتا ہی اور اونکی پچہلی گناہ اس مہینی کی برکت سی معاف کرتا ہی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی

حدیث آخر من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من صامه مصدقا
جسنی رمضان کی روزہ واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ معاف ہوئی مراد یہہ ہی کہ جسنی رمضان کی روزہ اوسکی حقیقت

بحقیته وفرضیته وطالبا لرضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من الناس واستحیاء منهم یغفر له ذنوبه
اور فرضیت تصدیق کرکر اللہ کی مرضی اور ثواب حاصل کرنیکو رکہی نہ کسی شخص کی خوف سی اور نہ کسیکی حیا لاج سی تو اوسکی تمام پچہلی گناہ

المتقدمة وذلك النداء یکون فی کل لیلة من لیالی رمضان وروی عن ابی امامة الباهلی انه علیه السلام
معاف ہونگی اور یہہ ندا رمضان کی راتون مین سی ہر ہر رات کو ہوتی ہی اور ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

قال من صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء والارض وفی حدیث آخر
جسنی ایک روز واسطی خدا کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی دوزخ اور اوس شخص کی بیچ مین ایسی چوڑی خندق کردیگا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک اور حدیث مین

رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله تعالی وجهه من النار
ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی روزہ ایک دن کا واسطی اللہ کی کہا تو اللہ اوسکی چہرہ کو آگ سی ستر برس کی راہ پر دور کریگا

سبعین خریفا یعنی ان من صام یوما فی سبیل الله ورضائه ینجیه الله تعالی من النار عبر عن التنجیة

مراد یہہ ہی کہ جسنی ایک دن کا روزہ واسطی اللہ کی اوسکی رضامندی کی لئی رکہا اوسکو اللہ تعالی آگ سی نجات بخشیگا دوری کو بطور تمثیل کی

بطریق التمثیل لیکون ابلغ لان من کان بعیدا عن شیٔ بهذا المقدار لا یصل الیه البتة والمراد بالخریف

بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہووی اسواسطی کہ جو شخص ایک چیز سی اسقدر دور مسافت پر ہو تو وہ چیز اوس تک ہرگز نہیں پہنچیگی اور خریف سی مراد

السنة ذکر الجزء واریدا الکل وانما عبر عنها به دون غیره من الفصول لکونه وقت بلوغ الثمار وحصول

سال ہی جزء کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو چہوڑ کر خریف کی ساتہہ اسواسطی بیان کیا کہ اس وقت مین پہل پکتی ہین اور عیش

سعة العیش وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال کل ابن ادم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی

فراخ ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم کی حسنات دس گونہ بڑہتی ہین اور دس سی

سبعمائة ضعف قال الله تعالی الا الصوم فانه لی وانا اجزی به یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی

سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی روزہ کی سوا کیونکہ روزہ میری واسطی ہی مین ہی اوسکا بدلہ دونگا کیونکہ اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی ترک کرتا ہی

یعنی ان کل طاعة وخیر اذا لم یکن ریاء ونفاقا فاقل ما یعطی لصاحبه من الاجر عشرة لقوله تعالی مَن

مراد یہہ ہی کہ ہریک عبادت اور خیر اگر بدون ریا اور نفاق کی ہو تو کم سی کم اوسکا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند سی جو

جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وقد یزاد الی سبعمائة واکثر لقوله تعالی مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ

لاوی بہلائی اوسکی واسطی ہی اوس سی دس گونہ اور کبہی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت بڑہ جاتی ہی اس سند سی مثال اونکی جو خرچ کرتی ہین اپنی مال

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ

اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات خوشہ ہر خوشہ مین سو سو دانی اور اللہ بڑہاتا ہی جسکی واسطی چاہی

واما الصوم فثوابه بغیر حساب لانه لا یتادی الا بالصبر وقد قال الله تعالی اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ

اور روزہ کی ثواب کا تو کچہہ حساب ہی نہین کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہین ہوتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون کو ملتا ہی اونکا اجر

بِغَیْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجوده فیه لیس کوجوده فی غیره

بی گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی اور عبادات مین بہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہین ہی جو اور عبادات مین ہوتا ہی

لانه ثلثة انواع صبر علی طاعة الله تعالی وصبر علی محارم الله تعالی وصبر علی الالام والشدائد وکلها

کیونکہ صبر تین طرح پر ہی ایک تو صبر اللہ تعالی کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالی کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیون پر اور روزہ مین

یوجد فی الصوم اذ فیه صبر علی ما وجب علی الصائم من الطاعات وصبر عما حرم علیه من الشهوات

تینون قسم کا صبر موجود ہی اسواسطی کہ روزی مین صبر ہی اوس طاعات پر جو روزہ دار پر واجب ہین اور اون شہوات پر صبر ہی جو اوسپر حرام ہین

وصبر علی ما یصیبه من الم الجوع وحرارة العطش وضعف البدن لان الصائم تعرض بدنه النحول والنقصان

اور اوس الم پر صبر ہی جو بہوک لگتی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن ناتوان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دبلا اور کم زور ہوجاتا ہی

والمفضی الی الهلاك طلبا لرضاء الله تعالی اشیر الیه حیث قیل یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلی

اور واسطی طلبگاری مرضی الہی کی ہلاکت مین پڑتا ہی اسہی کی طرف اشارہ ہی جو مذکور ہی کہ اپنی شہوت اور کہانا پینا میری خاطر چہوڑ دیتا ہی

وایضا ان الصائم بسبب منع نفسه عن الاکل والشرب والجماع یصیر متخلقا باخلاق الله تعالی لکونه تعالی

اور یہہ بہی ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کہانی اور پینی اور جماع سی روک کر خوگیر صفات الہی کا ہوجاتا ہی کیونکہ اللہ تعالی

منزها عن هذه الاشیاء فلما کان فی الصوم هذه المعانی خصه الله تعالی بذاته وتولی جزاؤه بنفسه

ان سب امور سی پاک وصاف ہی اور چونکہ روزہ مین یہہ خوبیان ہوتی ہین تو اللہ تعالی نی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا اپنی ذات

ولو يكله الى غيره فاعطى الصائم من عنده اجرا ليس له حد ولا عد وقيل ان الصوم سر بينه وبين العبد
ذمہ دار ہوا کسی اور پر حوالہ نہ کیا پہر روزہ دار کو اپنی درگاہ سی اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کچہہ انتہا اور شمار نہین اور بعضی یہہ کہتی ہین کہ روزہ ایک راز ہی اللہ اور بندہ کی
يفعله خالصا لوجهه وطالبا لرضائه لا يطلع عليه غيره لكونه نية وامساكا حتى قيل ان الحفظة
بیچ مین کہ اوسکو خالص واسطی اللہ کی اور واسطی اوسکی رضا مندی کی ادا کرتا ہی اوسکی سوا کسیکو معلوم نہین ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور امساک کا ہی یہان تک کہ کہتی ہین کہ
لا تطلع عليه ولا تكتبه بخلاف سائر الطاعات فانها مما يطلع عليه غيره تعالى فلما كان هو العالم به دون
کرام کاتبین کو بہی معلوم نہین ہوتا اور نہ وہ اوسکو لکہتی ہین بخلاف اور عبادات کی کیونکہ اور عبادات کو اور بہی سوا اللہ تعالی کی جان جاتی ہین اور چونکہ روزہ کی خبر
غيره خصه بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يوكله الى غيره كانه تعالى قال الصوم لي ولا يطلع عليه
سوای اللہ تعالی کی اور کو نہین ہوتی تو اوسکو اللہ تعالی نی اپنی ذات سی خاص کر کر آپ ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ نکیا گویا اللہ تعالی نی یہہ ارشاد فرمایا روزہ
غيري وحدي انا اتولى الجزاء عليه ولا اكله الى غيره والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء بنفسه يقتضي ان يكون
ثواب مین ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہون اور پر حوالہ نہین کرتا اور سخی جب یہہ کہی کہ مین آپ اوسکی عوض کا ذمہ دار ہون تو لازم ہی کہ وہ
ذلك الجزاء في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له احصاء ولا حساب وروي عن ابي هريرة انه
عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی مین آوی اور نہ حساب مین اور ابو ہریرہ سی روایت ہی
قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه يعني ان الصائم له سرور مرتين على الفرحة
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی روزہ کہولتی ہوئی اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہہ ہی کہ روزہ دار کو دو دفعہ
مرة من الفرح وهو السرور واما سروره عند لقاء ربه فيما يجده من ثواب الصوم مدخرا عند الله تعالى
فرح سی مشتق ہوا ہی اور سرور کو کہتی ہین اور سرور پروردگار کی ملاقات پر اسبات کا ہی کہ ثواب روزہ کا دفعۃً جمع کیا ہوا اللہ تعالی تعالی کی پاس پاویگا
فان من ترك طعامه وشرابه وشهوته لله تعالى يعوضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله تعالى
اس لئی کہ جسنی اپنا کہانا پینا اور شہوت خدا کی واسطی چہوڑی تو خدا تعالی اوسکا عوض اوس سی بہتر عطا کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی
وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وقال النبي عليه السلام لرجل
اور جو آگی بہیجو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام نی ایک شخص کو
انك لن تدع شيئا اتقاء لله الا اتاك الله خيرا منه وروي ان الصائمين يوضع لهم يوم القيمة مائدة
تو ہرگز نہین ترک کریگا کوئی گناہ خدا کی خوف سی مگر عطا کریگا تجکو اللہ تعالی بہتر اوس سی اور روایت ہی کہ روزہ دارون کی واسطی قیامت کی دن دسترخوان
تحت العرش يأكلون عليها والناس في الحساب فيقول الناس ما هؤلاء يأكلون ونحن في الحساب فيقال انهم كانوا
عرش کی تلی چنا جاویگا اوسپر بیٹہی کہاوینگی اور اور لوگ ابہی حساب مین مبتلا ہونگی وہ لوگ دیکہہ کر یہہ کہینگی یہہ کون لوگ ہین کہ کہانا کہاتی ہین اور ہم حساب ہی مین
يصومون وانتم تفطرون وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له ريان لا يدخل منه
روزی رکہتی تہی اور تم روزہ خور تہی اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہی اوس دروازہ سی
الا الصائمون والمراد بالصائمين هم الذين يكثرون الصوم فانهم تحملوا تعب العطش خصوا بباب فيه الري والامان
صرف روزہ دار ہی داخل ہونگی اور روزہ دارون سی مراد وہ لوگ ہین جو روزی بہت رکہتی ہین کیونکہ انہون نی جو بہوک پیاس کی شدت اوٹہائی تو ایسی دروازہ سی خاص ہوئی
من العطش قبل تمكنهم من الجنة واما سروره عند افطاره فيما يتناوله من الطعام والشراب والجماع لان النفس
کہ جسمین تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت مین داخل ہونی سی پہلی ہی اور افطار کی وقت سرور اسلئی ہوتا ہی کہ کہانا پینا جماع سب حاصل ہوتا ہی کیونکہ آدمی کا جی
مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب والمنكح فاذا منعت من ذلك في وقت من الاوقات ثم اذن
بطور عادت کی اپنی مناسبات کہانی پینی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہی جب اوسکو ان باتون کی کسی وقت مین روک ہو کر پہر دوسری وقت مین

لہا فی وقت اخر یفرح بذلک طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجۃ الیہ لتاثیر الجوع والعطش فیہا وتقاضیہا

تو بہہ خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر جب اوسکو اوسکی بہت حاجت ہووی کیونکہ بہوک لگی ہوتی ہی پیاس کا زور ہوتا ہی دل کو

باخذ حاجتہا یشعر بہذا ما روی عن ابن عمر انہ علیہ السلام کان اذا افطر یقول ذہب الظمأ وابتلت

اپنی حاجت کا تقاضا ہوتا ہی ابن عمر کی روایت سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام افطار کی وقت فرمایا کرتی تہی پیاس بجہگئی اور رگین تازہ ہوئین

العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ تعالی فان اللہ تعالی وان حرم علی الصائم فی نہار صیامہ ان یتناول ہذہ

اور ثواب ثابت ہوگیا ان شاء اللہ تعالی کیونکہ اللہ تعالی نی اگرچہ روزہ دار پر روزہ کی دن مین یہہ حرام کردیا ہی کہ ان شہوت کو عمل مین لاوی

الشہوات لکن اذن لہ ان یتناولہا فی اللیل بل احب منہ تعجیل الفطر فی اول اللیل وتاخیر السحور الی اخر اللیل

لیکن اوسکو اجازت ہی کہ رات کی وقت عمل مین لاوی بلکہ رات کی آتی ہی جلد ہی افطار کرنا اور سحر تاخیر کرکر آخر شب مین کہانی مستحب ہی

لما روی عن ابی ذر انہ علیہ السلام قال لا تزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا الفطر وروی ان اللہ تعالی

ابو ذر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہی گی جبتک سحر کہانی مین تاخیر اور افطار کرنی مین جلدی کرین اور روایت ہی کہ اللہ تعالی

وملئکتہ یصلون علی المتسحرین وان احب عبادہ الیہ اعجلہم فطرا والحاصل ان الصائم یترک شہواتہ

اور اوسکی فرشتی سحر کہانی والون پر رحمت بہیجتی ہین اور بڑی محبوب بندی اللہ کی وہ ہین جو جلدی افطار کرتی ہین حاصل یہہ ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت

بالنہار تقربا الی اللہ تعالی وطاعۃ لہ ویتناولہا فی اللیل تقربا الی اللہ تعالی وطاعۃ لہ فلا یترک الیہا لا بامرہ ولا یعود الیہا

دن کی وقت اللہ تعالی کی طاعت اور قربت کی لئی ترک کرتا ہی اور رات کی وقت اپنی شہوت کو واسطی قربت اور طاعت الہی کی عمل مین لاتا ہی سو اللہ تعالی کی حکم ہی سی

الا بامرہ فہو مطیع فی الحالین فان المؤمن الصائم لما علم ان رضی مولاہ فی ترک شہواتہ قدم رضی مولاہ علی ہواہ فصارت لذتہ فی ترک شہوتہ للہ تعالی

ترک کرتا ہی اور اوسی کی حکم سی اختیار کرتا ہی پس وہ دونو حال مین اللہ تعالی کا فرمانبردار ہی کیونکہ مؤمن روزہ دار نی جب دیکہا کہ خوشنودی میری صاحب کی شہوت

اعظم من لذتہ فی تناولہا بل یکون کراہۃ تناولہا عندہ فی خلوتہ اشد من کراہتہ لالم الضرب لعلمہ

ترک کرنی مین ہی تو خوشنودی اپنی صاحب کی اپنی ہوا ہوس پر مقدم رکہی تو اوسکو واسطی خدا کی شہوت ترک کرنی مین زیادہ لذت ہی بہ نسبت لذت شہوت برتنی کی بلکہ اوسکو شہوت

بکراہتہ مولاہ لفطرہ فیکون لذتہ فیما یرضی مولاہ وان کان مخالفا ہواہ ویکون المہ فیما یکرہہ مولاہ وان کان

کہ روزہ کہانا میری صاحب کو ناپسند ہی پہر اوسکو لذت اس بات مین ہوگی جسمین اوسکا صاحب خوش ہو اگرچہ وہ بات اوسکی خواہش کی برخلاف ہو اور اوسکو رنج و تکلیف اوس

موافقا ہواہ فاذا کان ہذا فیما حرم لعارض الصوم من الطعام والشراب والجماع ینبغی ان یتاکد ذلک فیما

بات مین ہوگی جسکو اوسکا مولی ناپسند کری اگرچہ وہ بات اوسکی مطلب کی ہو جب مؤمن کا یہہ حال اون محرمات مین ہی جو روزہ کی سبب سی ممنوع ہین جیسی کہانا پینا اور جماع

حرم علی الاطلاق کالزنا وشرب الخمر واخذ اموال الناس بغیر حق وکسر اعراضہم فان کل ذلک مما یسخط

تو لایق ہی کہ یہہ حالت زیادہ تر ہووی اون امور مین جو مطلقا حرام ہین جیسی زنا اور شراب خواری اور کسیکا مال ناحق لینا اور کسی کی بی آبروئی کرنی کیونکہ یہہ تمام اعمال ایسی ہین کہ

اللہ تعالی فی کل حین ومکان فاذا کان ایمان المرء کاملا یکرہ ذلک کلہ اشد من کراہتہ لالم الضرب ثم ان

اللہ تعالی انسی ہر وقت اور ہر جگہ بیزار ہوتا ہی جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہی تو ان سبکو چوٹ کہانی کی تکلیف سی بدتر جانتا ہی پہر

المؤمن فی حال صومہ لما علم ان لہ ربا یطلع علیہ فی خلوتہ وقد حرم علیہ ان یتناول شہواتہ التی جبل

مؤمن روزہ دار عین روزہ مین چونکہ یہہ حال جانتا ہی کہ میرا رب میری حال سی خلوت مین بہی خبردار ہی اور میری اوپر تمام شہوت کا عمل کرنا جنکی طرف دل کو رغبت ہی

علی المیل الیہا اطاع ربہ وامتثل امرہ واجتنب نہیہ خوفا من عقابہ ومیلا الی ثوابہ ولہذا کان نومہ

حرام کردیا ہی تو یہہ اپنی رب کی فرمان برداری کرتا ہی اور اوسکی عذاب کی خوف سی اور ثواب کی رغبت سی حکم پر عمل کرتا ہی اور نہی سی بچتا ہی اسی لئی روزہ دار کا سونا بہی

عبادۃ کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادۃ قال ابو العالیۃ الصائم فی العبادۃ ما لم یغتب وان کان نائما

عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کا سونا بہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی روزہ دار جب تک کسیکی غیبت نکری عبادت مین ہی اگرچہ اپنی بچہونی پر

علی فراشه فعلی هذا یکون فی لیله ونهاره علی عبادة وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال لخلوف

سوتا ہو اس قول کی موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی مین ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا البتہ

فم الصائم اطیب عند الله تعالی من ریح المسك یعنی ان الخلوف وهو بضم الخاء رائحة حاصلة فی

روزہ دار کی منہہ کی بو اللہ تعالی کی نزدیک مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مراد یہہ ہی کہ خلوف خا کی پیش سی اوس بو کو کہتی ہین جو

فم الصائم من تصاعد الابخرة لخلو المعدة من الطعام والشراب وان کانت عند الناس مستکرهة

روزہ دار کی منہہ مین معدہ مین سی بخارات چڑہکر پیدا ہوجاتی ہی جب معدہ کہانی پینی سی خالی ہوتا ہی اگرچہ وہ بو آدمیون کو ناپسند ہو

لکنها عند الله احب من ریح المسك حیث کانت ناشئة عن طاعة الله تعالی فلذلك ذهب الشافعی الی

پر اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالی کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسہی واسطی امام شافعی کی مذہب مین

استحباب استدامتها وکراهة ازالتها بالسواك بخلاف الخلوف الذی یحدث من غیر الصوم حیث یلزم

اوس بو کا باقی رکہنا مستحب ہی اور مسواک سی اوسکا دور کرنا مکروہ ہی برخلاف اوس بو کی جو فاقہ مین بدون روزہ کی پیدا ہوجاوی اسواسطی کہ اوسکا

ازالته بالسواك فان من عبد الله تعالی واطاعه وطلب رضاه فنشأ من ذلك العمل اثار مستکرهة للنفوس

دور کرنا مسواک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالی کی عبادت کری اور اطاعت بجالاوی اور اوسکی رضامندی طلب کری اسمین اگرچہ اثار آدمیون کی خلاف طبع

فتلك الاثار غیر مستکرهة عند الله تعالی بل هی محبوبة طیبة عنده ویجعلها فی الاخرة اطیب من

ناپسند پیدا ہوجاوین تو وہ آثار اللہ تعالی کو ناپسند نہین ہین بلکہ وہ اللہ تعالی کی ہان محبوب اور پاکیزہ ہین اور اللہ تعالی اون اثار کو آخرت مین مشک کی زیادہ تر

ریح المسك فان الصوم لکونه سرا بین العبد وربه فی الدنیا یظهر الله تعالی فی الاخرة ویکون علانیة

پاکیزہ کردیگا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کی دنیا مین بہید تہا تو اللہ تعالی آخرت مین ظاہر کریگا پہر سب پر ظاہر ہوجائیگا اور

ویشتهر اهل الصیام بذلك بین الناس لما روی عن انس مرفوعا ان الصائمین یخرجون من قبورهم یعرفون بریح

روزہ دار اس سی تمام خلقت مین مشہور ہوجاوینگی چنانچہ انس سی مرفوعا روایت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبرون مین سی اوٹہینگی تو منہہ کی خوشبو سی پہچانی جاوینگی

افواههم فان ریح افواههم اطیب من ریح المسك والحاصل انه علیه السلام لما اراد ان یبین فضل الصیام

کیونکہ اونکی منہہ کی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت

ودرجة الصائم شبه ما یستکره منه فی الطباع البشریة من الرائحة باطیب ما یرام ویطلب ویستنشق من

اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرماوین تو جو چیز آدمیون کی طبیعت کو ناپسند ہی یعنی منہہ کی بدبو اوسکو اوس پاکیزہ تر خوشبو سی تشبیہ دی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی اور

الروائح والمقصود من هذا التشبیه الثناء علی الصائم وتطییب قلبه لئلا یمتنع عن المواظبة علی الصوم

سونگہی جاتی ہی اور غرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی ثنا اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی مداومت سی جس سی منہہ مین بو پیدا ہوتی ہی بیٹہہ نرہی

الجالب للخلوف وحیث فضل ما یستکره منه علی اطیب ما یستلذ من جنس الطیب لیقاس علیه ما فوقه من الاثار

اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سی لذت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ اثار کو اوس پر قیاس کرلین باوجودیکہ افطار کی وقت

مع ان له عند الافطار دعوة مستجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة

روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی

لکن بشرط ان یکون افطاره علی حلال فان من صام عما احله الله تعالی وافطر علی ما حرمه الله تعالی لا یستجاب

پر اس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کیونکہ جو شخص حلال چیزون سی بند ہوکر روزہ رکہی اور حرام چیز سی افطار کری تو اوسکی دعا قبول نہین ہوتی

دعاءه ولا یقبل صومه لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله

اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اسواسطی کہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص جہوٹہہ بولنا اور اوسپر عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ تعالی

حاجة في ان يدع طعامه وشرابه يعني ان من لم يترك الكذب والعمل بمقتضاه لا يقبل الله تعالى

کیا پرواه ہی اسکی کہ وه اپنا کہانا اور پینا ترک کری مراد یہہ ہی جو شخص جہوٹ بولنا اور باطل اعمال کو نہ چہوڑیگا تو الله تعالی اوسکا روزه مقبول نہین کرتا

صومه ولا ينظر اليه لانه امسك عما يباح له في غير حال الصوم ولم يمسك عما لا يحل له في جميع الاحوال

اور نہ اوسکی طرف توجہ کری اسلئی کہ جو چیزین اوسکو بدون روزه کی مباح تہین اونسی تو باز رہا اور جو چیزین اوسکو ہمیشہ کو حرام تہین اونسی باز نہ آیا

لان المقصود من الصوم ليس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منه ما يتبعه من كسرة الشهوة

کیونکہ روزه سی مقصود صرف بہوک پیاس نہین ہی بلکہ روزه سی مقصود وه ہی جو اوسکی بعد حاصل ہوتی ہین شہوت کا توڑنا نفس اماره کا مغلوب

وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم يحصل شيء من ذلك فاي فائدة في ترك الطعام والشراب فعلى هذا

کرنا جب انمین سی کچہہ بہی حاصل نہوا تو پہر کہانا پینا ترک کرنی سی کیا فائده ہی اس تقریر کی موافق

يكون نفي الحاجة عبارة عن عدم القبول من قبيل نفي السبب وارادة المسبب وفي حديث اخر انه عم

حاجت کی نفی سی مقبول نہونا روزه کا مراد ہی جیسی سبب کی نفی کرکر مسبب کی نفی مراد لیتی ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی الله علیہ وسلم نی

قال الصيام جنة فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد او قاتله فليقل

فرمایا روزه ڈہال ہی جب کوئی تم مین سی کسی روز روزه دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی پہر اگر اوسکو کوئی گالی دی یا لڑائی کری تو لازم ہی کہ کہدی

اني امرء صائم يعني ان الصوم جنة وهي بضم الجيم الترس وانما جعل الصوم ترسا لان الصائم يستتر به

مین تو روزه دار ہون مراد یہہ ہی کہ روزه جنہ ہی اور جنہ جیم کی پیش سی ڈہال کو کہتی ہین اور روزه کو اسلئی ڈہال ٹہرایا ہی کہ روزه دار کو بسبب کثرت ثواب کی

عن النار لكثرة ثوابه ويتحفظ به عن المعاصي ووسوسة الشيطان لانه يضيق مجاري الدم التي هي

آگ سی بچالیتا ہی اور روزه دار روزه کی سبب گناہون اور شیطانی وسوسہ سی بچ جاتا ہی اسواسطی کہ مسامات خون کی جو شیطان کا رستہ ہوتا ہی

مجاري الشيطان فان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم فتنكسر الشهوة ويسكن الغضب لكن ينبغي

بند ہوجاتی ہین کیونکہ شیطان ابن آدم کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی اسواسطی شہوت ضعیف ہوجاتی ہی اور غصہ بجہہ جاتا ہی لیکن

ان يعلم ان الجنة كما لا يكمل الانتفاع بها الا اذا كانت محكمة من غير اختلال كذا الصوم لا يتحقق به

سمجہنی کی بات ہی کہ ڈہال سی جیسی کچہہ فائده حاصل نہین ہوتا جبتک وه پوری اور مضبوط اور بی خلل نہو ایسی ہی روزه سی اوٹ حاصل نہین ہوسکتی

التستر الا على حسب كونه محفوظا عن الخطاء والخلل فان وجد فيه شيء من الخلل ينتقص بمقداره

جبتک کہ وه خطا اور خلل سی صاف محفوظ نہو اگر اوسمین کچہہ خلل ہوگا تو اوتنا ہی ثواب عمل کا کم ہوجاویگا

ثواب العمل ولهذا قال النبي عليه السلام في هذا الحديث فاذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخب

اسہیلئی نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ فرمایا ہی اگر تم مین کوئی کسی روز روزه دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی

والرفث الفحش من القول وما يضاهيه من التصريح مما يجب ان يكنى عنه عن الفاظ الجماع والصخب بالخاء

اور رفث کی معنی بیہوده باتین گالی گلوز وغیره اور جو اوسکی مانند ہو یعنی جماع کی لفظون مین سی صاف کہنا اوس لفظ کا جو اشارة کہا جاوی اور صخب خاء

المعجمة الصياح والخصومة والمعنى ان الصائم عند الخصومة يجب عليه ان لا يتكلم بالفحش ولا يرفع

نقطه دار سی چیخنا چلانا اور جہگڑا کرنا اور مراد یہہ ہی کہ روزه دار کو لازم ہی کہ تکرار کی وقت کلام بیہوده فحش نہ کہی اور نہ بیہوده پکار کر بولی

صوته بالهذيان بل يلزمه ان يكون ممسكا عن جميع المناهي لا من الطعام والشراب فقط فان شتمه

بلکہ اوسکو لازم ہی کہ تمام مناہی سی بند رہی نہ صرف کہانی اور پینی سی پہر اگر کوئی اوسکو گالی دی

احد فليقل بلسانه صيانة لصيامه ويسمع شاتمه اني صائم وليجعل هذا القول جوابا له وقيل يقول

تو چاہی کہ واسطی حفاظت روزه کی اپنی زبان سی گالی دینی والی کو سنادی کہ مین روزه دار ہون اور اوسکی گالی کا یہی جواب سمجہی اور بعضی کہتی ہین

ذلك بغلبه بان یتفکر فی کونه صائما لیرتدع نفسه عن سیئ القول ویقوی علی کظم الغیظ ولا یکافیه
کہ اپنی دلمین یہی اسطور کہ خیال کری کہ مین روزہ دار ہون تاکہ اوسکا نفس سخن بیہودہ سی باز رہی اور غصہ کو پی جاوی اور گالی کی بدلی گالی نہ دی

علی شتمه لئلا یحبط ثواب صومه ویکون من الذین قال النبی علیه السلام فیهم کم من صائم لیس من صیامه
تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہوجاوی پہر اون لوگون مین ہوجاویگا جنکی حق مین نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت لوگ ایسی روزہ دار ہین کہ انکو روزہ مین سی

الا الظمأ وکم من قائم لیس من قیامه الا السهر فان التقرب الی الله تعالی بترك المباحات لا یتم الا بعد التقرب
صرف پیاس ہی ہی بہت رات کی ایسی نمازی ہین کہ اونکو رات کی نماز مین سی صرف بیداری ہی ہی کیونکہ خدا کی قربت مباحات کی ترک سی پوری نہین ہوتی

الیه بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالی فی ترك الطعام والشراب فی نهار صیامه فلیمتثل امره فیما
جبتک محرمات کو چہوڑکر قربت نہ حاصل کری کیونکہ جو شخص روزہ کی دن کہانا پینا چہوڑکر خدا کا حکم بجا لایا تو اوسکو چاہئی کہ محرمات مین بہی

یحرم علیه فی کل وقت ولا یحل له بحال من الاحوال فمن تعجل فیما حرم علیه قبل وفاته یعاقب فی الاخرة
جو اوسپر دایمی حرام ہین اور کسی حالت مین حلال نہین ہین اوسکا حکم مانی سو جو کوئی جلدی کرکر محرمات کو زندگی مین برتی گا تو آخرت مین یہہ عقاب ہوگا کہ اوس شی سی

بحرمانه وفواته وشاهد هذا قوله علیه السلام من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربها فی الاخرة ومن لبس
محروم رہی گا اس دعوی کا شاہد یہہ حدیث ہی جس نی دنیا مین شراب پی آخرت مین نہین پیویگا اور جس نی دنیا مین

الحریر فی الدنیا لم یلبسه فی الاخرة فاتقوا الله یا عباد الله فی اقامة حدود الله اذ کثیر من الناس فی هذا
حریر پہنا آخرت مین نہین پہنیگا سو ای بندگان الٰہی اللہ سی ڈرو اوسکی حدود کو قایم رکہو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ مین

الزمان یمشی علی العوائد الشایعة بین الانام لا علی ما یقتضیه الایمان المجلس السابع والعشرون
اوس راہ ورسم پر چلتی ہین جو خلقت مین مشہور اور مستعمل ہین اوسپر نہین چلتی جو ایمان کی لایق ہی ستائیسوین مجلسمین

فی بیان کیفیة النیة بیستدعیه الاسلام قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من
بیان نیت کی کیفیت کا مطابق اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی

صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما
رمضان کی روزی واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی اوسکی خطائین معاف ہونگی گذری ہوئین اور جسنی رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی شب بیداری کی اوسکی خطائین

تقدم من ذنبه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة وقد ذکر فیه نوعان من العبادة اختص
گذری ہوئین معاف ہونگی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث مین ایسی دو قسم کی عبادت کا ذکر ہی کہ

کل منهما بشهر رمضان احدهما صیام النهار والاخر قیام اللیالی فلا بد من معرفتهما اما الصوم فهو فی
دونو کو ماہ رمضان سی خصوصیت ہی ایک دن کی روزی اور دوسری راتون کا جاگنا اب ان دونو کی معرفت ضرور ہی پس صوم لغت مین

اللغة الامساك مطلقا وفی الشرع الامساك عن المفطرات المعهودة التی هی الاکل والشرب والجماع من
مطلق امساک یعنی روک کو کہتی ہین اور شرع مین کہتی ہین امساک کو مفطرات مقرری سی یعنی کہانی اور پینی اور جماع سی

الصبح الی غروب الشمس مع النیة وهو ثلثة اقسام فرض وواجب ونفل اما الفرض فصوم رمضان اداء وقضاء
فجر سی لیکر آفتاب کی ڈوبنی تک نیت کی ساتہہ اور روزہ کی تین قسم ہین فرض اور واجب اور نفل جسمین فرض تو رمضان کی روزی ہین ادا ہون یا قضا

وصوم الکفارة واما الواجب فالنذر معینا کان او مطلقا واما النفل فما عداها ومن شرع فیه قصدا
اور روزہ کفارہ کی اور واجب نذر کی ہوتی ہین نذر معین ہو یا مطلق نذر ہو اور نفل ان دونو کی سوا اور جسنی قصدا روزہ رکہا

یلزمه اتمامه وان افسده فعلیه قضاؤه ولا یجوز افطاره بلا عذر لانه ابطال العمل وقد قال الله تعالی
تو اوسکا پورا کرنا لازم ہوجاتا ہی اگر توڑیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی اور اوسکا افطار کرنا بلا عذر جایز نہین ہی اسواسطی کہ یہہ عمل کا باطل کرنا ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ولا تبطلوا اعمالكم والضيافة عذر في حق الضيف والمضيف ومن ظن ان عليه صوما فتسحر فتبين

اور نہ باطل کرو تم اپنی اعمال کو اور مہمانی بہی مہمان اور مہماندار کی حق مین ایک عذر ہوتا ہی اور جسنی یہہ خیال کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہر اس خیال سی

ثم علم عدمه فاكل لا يلزمه شيء لانه ظان والمظنون لا يقضي لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام

روزہ رکہا پہر معلوم ہوا کہ نہین ہی پس کہا لیا او سپر کچہہ نہین آتا اسواسطی کہ اسکو یقین نہین تہا اور شبہ کی بدلی قضا نہین آتی اسواسطی کہ قضا یا تو لازم کرنیسی آتی ہی یا لازم

ولم يوجد واحد منهما واشترط لفرضية صوم رمضان الاسلام والعقل والبلوغ ولفرضية ادائه

سو ان دونو مین سی کچہہ نہین ہی اور رمضان کی روزون کی فرض ہونی کی شرط اسلام ہی یعنی کافر پر نہین اور عقل یعنی دیوانہ پر نہین اور بلوغ یعنی بچہ پر نہین اور ادا کی واسطی

الصحة والاقامة فان المريض والمسافر يجوز لهما الافطار ثم القضاء لكن صوم المسافر افضل ولصحة

شرط صحت ہی یعنی بیمار نہو اور اقامت یعنی مسافر نہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی لئی جایز ہی کہ افطار کر کی پہر قضا کرین لیکن مسافر کو روزہ رکہنا افضل ہی اور واسطی صحت

ادائه الطهارة عن الحيض والنفاس لا الطهارة عن الجنابة اذ يجوز صوم من اصبح جنبا او نام واحتلم

ادا کی شرط ہی پاک ہونا حیض اور نفاس سی فقط جنابت سی پاک ہونا شرط نہین ہی اسواسطی کہ اگر جنابت مین صبح ہو جاوی یا دن کو سو گیا اور احتلام ہو گیا

واما الحائض والنفساء فلا يجوز صومهما بل يلزمهما الافطار ثم القضاء لكن الحائض تفطر سرا لا جهرا وكذا كل

تو روزہ جایز ہی اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جایز نہین ہی بلکہ انکو چاہیی کہ افطار کر کر قضا کرین لیکن حیض والی عورت چہپی ہوئی افطار کری ظاہر نکری اور ایسی ہی

من ابيح له الافطار لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهرا يكون متهما عند الناس بالفسق الذي هو اكل رمضان

جس جس کو افطار کرنا مباح ہی اسواسطی کہ اگر کوئی شخص کہاوی اور اوسکا عذر ظاہر نہو تو اور لوگون کی عندیہ مین فسق مین بدنام ہوگا یعنی رمضان مین دن کو کہانا

والاحتراز عن موضع التهم واجب لما روي انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يقفن

اور تہمت کی جگہہ سی پرہیز کرنا واجب ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لاوی تو تہمت کی

مواقف التهم وقد ذكر في البزازية ان من اكل في شهر رمضان شهرة عيانا متعمدا يؤمر بقتله لان صنعه

مقام پر ہرگز نہ کہڑا ہو اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ جو شخص ماہ رمضان مین تمام مہینی برملا قصدا کہایا کری تو اوسکو قتل کرین اسواسطی کہ اوسکا یہہ عمل

دليل الاستحلال ويصح اداؤه بنية من الليل الى الضحوة الكبرى وبنية مطلقة وبنية النفل وبنية واجب اخر

دلیل حلال سمجہنی کی ہی اور رمضان کی روزہ کا رات سی چاشت کی وقت تک نیت کر کر ادا کرنا صحیح ہی اور مطلق نیت سی اور نفل کی نیت سی اور دوسری واجب کی

ثم عندنا لا بد من النية لكل يوم والافضل التبييت وهو النية من الليل ليقع اول جزء من الصوم مع النية

نیت سی بہی صحیح ہی پہر ہماری نزدیک ہر دن کی لئی علیحدہ نیت ضرور ہی اور تبییت افضل ہی یعنی رات سی نیت کرنی تا کہ پہلا جزو روزہ کا بہی نیت سی واقع ہو

والنية ان يعرف بقلبه انه يصوم ولا عبرة بالنية المتقدمة على الغروب وانما الاعتبار للنية المتاخرة

اور نیت یہہ ہی کہ دل مین قصد کر لی کہ مین روزہ رکہونگا اور اوس نیت کا اعتبار نہین ہی جو غروب آفتاب سی پہلی ہو اعتبار اوسی نیت کا ہی جو آفتاب کی ڈوبنی سی

عن الغروب حتى لو نوى قبل ان تغيب الشمس ان يكون صائما غدا ثم غفل الى الزوال من الغد لا يجوز صومه

پیچہی ہو یہان تک کہ اگر آفتاب کی ڈوبنی سی پہلی یہہ نیت کی کہ مین کل روزہ رکہونگا پہر اگلی دن دوپہر تک بہول گیا تو اوسکا روزہ جایز نہین ہی

ولو نوى بعد غروب الشمس يجوز والنذر المطلق لا يصح الا بالنية من الليل واما النذر المعين والنفل فكل

اور اگر آفتاب کی ڈوبنی کی بعد یہہ نیت کی تو روزہ جایز ہی اور نذر مطلق رات سی نیت کئی بغیر جایز نہین ہی اور نذر معین اور نفل دونو

منهما كاداء صوم رمضان يجوز بالنية من الليل الى الضحوة الكبرى لكن النية من الليل افضل كما مر

مانند ادا روزہ رمضان کی رات سی لیکر دوپہر سی پہلی پہلی نیت کرنی سی جایز ہو جاتی ہین پر رات سی نیت کرنی افضل ہی چنانچہ گذر چکا ہی

فكل صوم لا يتادى الا بالنية من الليل اذا نواه مع طلوع الفجر يجوز لان الواجب قران النية بالصوم لا تقدمها

پہر جو روزہ بدون رات کی نیت کی ادا نہین ہوتا اگر صبح صادق کی ساتہہ ہی نیت کر لی تو بہی جایز ہو جاتا ہی اسواسطی کہ نیت کا روزہ کی ساتہہ ہونا واجب ہی نیت کا روزہ سی

علیه ولو نوی بعد طلوع الفجر عن القضاء لا یقع عن القضاء بل یکون تطوعا حتی لو افطر یلزمه القضاء

پہلی ہونا ضرور نہیں ہی اور اگر بعد طلوع صبح صادق کی قضا کی نیت کری تو قضا کا روزہ نہیں ہوتا بلکہ نفل ہوجاتا ہی اگر اب افطار کریگا تو اسکی قضا آویگی

واذا وجب علی احد قضاء یومین من رمضان واحد واراد ان یقضیهما ینبغی له ان ینوی اول یوم

اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کی دو روزی ذمہ پر ہوں اور وہ شخص انکو قضا کرنا چاہی تو اسکو چاہی کہ پہلی نیت پہلی دن کی کری جو اوسپر اس رمضان میں سی

وجب علیه من هذا الرمضان وان لم یعین الاول یجوز وکذا لو کانا من رمضانین ینبغی له ان ینوی

واجب ہوا ہی اور اگر اول روز کو نہیں معین کریگا تو بہی جایز ہی اور اگر دو روزی دو رمضان کی ہوں تو اوسکو چاہی کہ اول نیت

قضاء یوم الرمضان الاول وان لم یعین اختلفوا فیه والمختار انه یجوز ومن افطر عمدا فی یوم من رمضان

قضا پہلی رمضان کی روزہ کی کری اور اگر یوں معین نکری تو اسمین اختلاف ہی اس اختلاف میں سی مختار یہہ ہی کہ جایز ہی اور جسنی عمدًا رمضان کا ایک روزہ

حتی وجب علیه الکفارة وهو فقیر وصام احدی وستین یوما عن القضاء والکفارة ولم یعین

کہا لیا یہاں تک کہ اوسپر کفارہ واجب ہوگیا اور مفلس تہا اور اوسنی اکسٹہ روزی بابت قضا اور کفارہ کی رکہی اور قضا کا روزہ کوئی سا معین نکیا

یوم القضاء یجوز ویصیر کانه نوی القضاء فی الیوم الاول وستین یوما بعده عن الکفارة وتقدیم

تو جایز ہوجاتی ہیں اور یوں ہوجاتا ہی گویا اوسنی پہلی دن قضا کا روزہ رکہا اور پہر بعد اوسکی ساٹہہ روزی کفارہ کی رکہی اور کفارہ کا مقدم کرنا

الکفارة علی القضاء هل یجوز ام لا قال القاضی الامام یجوز والکفارة انما یجب بافساد اداء رمضان

قضا پر آیا جایز ہی یا نہیں قاضی امام کہتی ہیں جایز ہی اور کفارہ ادا رمضان کی فاسد کرنی سی واجب ہوتا ہی

لا بافساد قضائه ولا بافساد اداء غیره او قضائه وهی اعتاق رقبة وان عجز عنه فصیام شهرین

قضا کی فاسد کرنی سی اور ادا کی فاسد کرنی سی یا اور قضا کی فاسد کرنی سی جب نہیں ہوتا اور کفارہ یہہ ہی اول غلام ازاد کرنا اگر یہہ نہوسکی تو روزی دو مہینی کی

متتابعین وان عجز عنه فاطعام ستین مسکینا بان یعطی لکل واحد منهم نصف صاع من

بی درپی بی تخلل اور اگر یہہ بہی نہوسکی تو ساٹہہ مسکینوں کو کہانا دینا اسطور کہ ہر ہر کو اونمیں سی آدہا آدہا صاع

بر او صاعا من شعیر اذا تقرر هذا فلا بد من معرفة ما یفسد الصوم وما لا یفسده وما یوجب الکفارة

گیہوں کا یا پورا پورا صاع جو کا دیوی جب یہہ بیان ہوچکا تو جان لینا چاہی کہ روزہ کیونکر فاسد ہوجاتا ہی اور کیونکر فاسد نہیں ہوتا اور کس صورت میں کفارہ واجب

وما لا یوجبها فاعلم ان من جامع او جومع فی احد السبیلین فی نهار رمضان عمدا یلزمه القضاء والکفارة

ہوجاتا ہی اور کس صورت میں واجب نہیں ہوتا واضح ہو کہ جسنی جماع کیا یا جماع کیا گیا دونوں میں سی کسی رستہ میں رمضان میں دن کو قصدًا تو اوسپر قضا اور کفارہ دونو لازم ہیں

ولا یشترط الانزال فی الجانبین اذا توارت الحشفة وکذا لو اکل او شرب غذاء او دواء عمدا یلزمه القضاء

دونو کی حقمین انزال کا ہونا شرط نہیں ہی اگر سر ذکر غائب ہوجاوی اور ایسی ہی اگر کہاوی یا پیوی غذا یا دوا قصدًا تو قضا اور کفارہ دونو لازم ہیں

والکفارة اما لو اکل او شرب او جامع ناسیا لا یفسد صومه سواء کان فرضا او نفلا ولو ظن ان صومه

ہاں اگر کہاوی یا پیوی یا جماع کری بہول کر تو روزہ فاسد نہیں ہوتا برابر ہی کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر اسنی یہہ گمان کیا کہ روزہ

فسد فاکل عمدا فی رمضان یلزمه القضاء دون الکفارة وکذا لو افطر مخطئا بان کان ذاکر الصوم

جاتا رہا پہر اسنی قصدًا رمضان میں کہا لیا تو اب قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر خطا سی بی اختیار افطار ہوگیا اسطور کہ روزہ تو یاد تہا

وتمضمض فوصل الماء فی جوفه یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة ولو ابتلع البزاق الذی

پر غرارہ کرتی ہوئی پانی حلق میں اُتر گیا تو روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آویگی کفارہ نہیں آتا اور اگر تہوک جو اوسکی منہہ میں

اجتمع فی فیه لا یفسد صومه بل یکره وکذا لو ابتلع المخاط الذی ینزل من راسه الی الفم لا یفسد صومه

جمع ہو رہا تہا نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا پر مکروہ ہی اور ایسی ہی اگر بلغم کو جو سر کی طرف سی منہہ میں آتا ہی نگل جاوی تو روزہ نہیں جاتا

وکذا

وکذا لو بقی فی فیه بعد المضمضة بلل وابتلعه بالبزاق لا یفسد صومه لتعذر الاحتراز عنه وکذا اذا خرج
اور ایسی ہی اگر منہہ کی اندر کلی کی بعد تراوت پانی کی باقی رہی اور اوسکو ہمراہ تہوک کی نگل گیا تو روزہ فاسد نہین ہوتا کیونکہ اس سی بچا نہین جاتا اور ایسی ہی اگر
الدم من بین اسنانه ودخل فی حلقه وابتلعه ان کانت الغلبة للبزاق ولم یجد طعمه لا یفسد صومه
اوسکی دانتون مین سی خون نکل کر حلق مین چلا گیا اور وہ شخص اوسکو نگل گیا اگر تہوک زیادہ تہا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہین ہی
وان کانت الغلبة للدم یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة وکذا لو استویا یفسد صومه
اور اگر خون زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہین آتا اور ایسی ہی اگر تہوک اور خون دونو برابر ہون تو
احتیاطا ولو کان بین اسنانه شیٔ فابتلعه لا یفسد صومه ان کان قلیلا لانه تبع للریق وان کان
احتیاط کی لئی روزہ جاتا رہتا ہی اور اگر اوسکی دانتون مین کوئی چیز رہ گئی تہی اوسکو نگل گیا تو روزہ نہین جاتا اگر وہ چیز تہوڑی ہی اسلئی کہ تہوک مین شامل ہی اور اگر کچہہ
کثیرا یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة وقدر الحمصة فما فوقها کثیر وما دونها قلیل و
زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہین آتا اور چنی کی برابر اور اس سی زیادہ بہت مین داخل ہی اور اس سی کمتر تہوڑا کہلاتا ہی یعنی تہوک مین شامل ہی
الدمع وعرق الوجه اذا دخل فمه وابتلعه ان کان قلیلا کالقطرة والقطرتین لا یفسد صومه وان کا
اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر منہہ مین چلا جاوی اور یہہ نگل جاوی اگر وہ تہوڑا ہی ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہین جاتا اور اگر بہت ہو
کثیرا حتی وجد ملوحته فی جمیع فمه یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة وکذا لو ادخل الابریسم
یہان تک کہ اوسکی نمکینی تمام منہہ مین ہو گئی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم ہوتی ہی کفارہ نہین آتا اور ایسی ہی اگر ابریشم رنگین منہہ مین چلا گیا
المصبوغ فی فیه فخرج لون الصبغ واختلط بالریق وابتلعه یفسد صومه ویلزمه القضاء دون الکفارة
اور اوسکا رنگ اوتر کر تہوک مین مل گیا اور اوسکو نگل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہین آتا
وکذا لو ابتلع شیئا مما لا یتغذی به ولا یتداوی به عادة کالتراب والحجر ونحوهما یفسد صومه ویلزمه
اور ایسی ہی اگر ایسی چیز نگل گیا جو عادت کی موافق نہ غذا ہوتی ہی اور نہ دوا جیسی مٹی اور کنکر اور مانند انکی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم
القضاء دون الکفارة وذکر فی القنیة نقلا عن الفقیه ابی جعفر ان من افطر فی رمضان مرة بعد
آتی ہی کفارہ نہین آتا اور قنیہ مین فقیہہ ابو جعفر سی نقل کر کر ذکر کرتا ہی کہ جو شخص رمضان مین بار بار
اخری بتراب او مدر لاجل المعصیة فعلیه الکفارة زجرا له وکتب غیره نعم والفتوی علی ذلک وبه اخذ
مٹی یا کنکر سی روزہ توڑ ڈالی گناہ کی راہ سی تو اوسپر دہمکی کی راہ سی کفارہ ہی اور اوروں نی لکہا ہی کہ ہان اور اسیہی پر فتوی ہی اور تمام ملک کی
ائمة الامصار وذکر فیها ایضا ان المحترف المحتاج اذا علم انه لو اشتغل بحرفته یلحقه ضرر مبیح للفطر
علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور اسیہی مین یہہ بہی مذکور ہی کہ کار بگر محتاج اگر یہہ جانی کہ اپنا پیشہ عمل کرنی سی ایسی ماندگی ہو جاوی گی جس سی افطار کرنا مباح ہی
یحرم علیه الفطر قبل ان یمرض وذکر فیها ایضا ان الخباز لا یجوز له ان یخبز خبزا یوصله الی ضعف
تو اوسپر ماندگی سی پہلی افطار کرنا حرام ہی اور یہہ بہی مذکور ہی کہ بہٹیارہ کو جایز نہین کہ اتنی روٹیان پکاوی جس سی ضعف ہو کر
مبیح للفطر بل یخبز نصف النهار ویستریح فی النصف وذکر فیها ایضا ان من اتعب نفسه فی عمل حتی
افطار مباح ہو جاوی بلکہ آدہی دن روٹی پکاوی اور آدہی دن آرام کری اور اسمین یہہ بہی مذکور ہی جسنی اپنی جان پر کام کرنی مین اتنی محنت لی
اجهده العطش وافطر یلزمه الکفارة لانه لیس بمسافر ولا مریض بخلاف الامة فانها اذا اصابها ضعف
کہ اوسکو شدت کی پیاس لگ آئی اور افطار کر ڈالا تو اوسپر کفارہ لازم ہی کیونکہ یہہ شخص نہ مسافر ہی اور نہ بیمار ہی بخلاف لونڈی کی کیونکہ لونڈی اگر مولی کا
من عمل السید من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها وخافت علی نفسها وافطرت کان علیه القضاء دون
کار بار کرتی کرتی تہک جاوی سالن روٹی پکاکر اور کپڑی دہو کر اور اور کار بار مین اور اپنی جان پر خوف کر کی روزہ افطار کر دی تو اوسپر قضا آویگی

شامل ہی

الکفارة وکذا الزوجة اذا افطرت لذلک کان علیها القضاء دون الکفارة اذ یجب علیها دیانة ان تفعل

کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی بی بی اگر روزہ افطار کردی ایسی ہی کاربارمین تو اوسپر قضا لازم ہی کفارہ نہیں آتا اسواسطی کہ ازروی دیانت بی بی پرواجب ہی

کل خدمة فی داخل البیت من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل شیئا منها تکون اٰثمة

کہ جو کام اندر گہر کی مانند ہوتی ہین پکانا ریندہنا کپڑی دہونی اور سوا اوسکی جہاڑو وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر بی بی کچہہ بہی کار نکری تو گنہگار ہوگی

وان لم یجبر علیها وکذا الرقیق او الخادم الذی ذهب بسکر النهر او لکریه او لاصلاح المرض وعلیه

اگرچہ اوسپر جبر نہین ہوسکتا ایسی ہی غلام یا خادم جو واسطی بند کرنی پانی نہر کی یا واسطی کہودنی نہر کی یا واسطی درستی فصیل شہر کی جاوی اور

موکل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف علی نفسه الهلاک فانه لو افطر کان علیه القضاء دون

سلطان کی طرف سی اوسپر تعینات ہو اور حرارت کی شدت سی جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہہ شخص افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہی

الکفارة ومن اکل عمدا حتی لزمته الکفارة ثم مرض تسقط عنه الکفارة وکذا المرأة اذا افطرت عمدا

کفارہ نہیں ہی اور جسنی قصدا روزہ توڑ دیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم آیا پہر اوسی روز بیمار ہوگیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط ہوجاتا ہی ایسی ہی اگر عورت قصدا

حتی لزمها الکفارة ثم حاضت یسقط عنها الکفارة لان الکفارة تسقط لعروض الحیض او المرض ومن

روزہ توڑ ڈالی ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوجاوی پہر اوسی دن حائضہ ہوگئی تو اوسکی ذمہ سی کفارہ جاتا رہتا ہی اسلئی کہ کفارہ حیض یا بیماری کی عارضہ سی ساقط

افطر فی اول النهار عمدا حتی لزمته الکفارة ثم سافر باختیاره لا تسقط عنه الکفارة وکذا لو اکرهه السلطان

ہوجاتا ہی اور جس شخص نی اول روز روزہ افطار کیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوا پہر اوسنی اپنی اختیار سی سفر کیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط نہین ہوگا اور ایسی ہی اگر

علی السفر لا تسقط عنه الکفارة فی ظاهر الروایة ومن سافر فی نهار رمضان لا یحل له ان یفطر فی ذلک

بادشاہ نی زبردستی سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت مین کفارہ ساقط نہوگا اور جس نی رمضان مین دن کو سفر کیا تو اوس روز اوسکو افطار کرنا حلال نہین ہی

الیوم لان الوجوب قد ثبت علیه فلا یسقط بفعل باشره باختیاره ولو افطر کان علیه القضاء لا الکفارة

اسواسطی کہ وجوب اوسپر ثابت ہوچکا ہی تو اب وہ وجوب ایسی کار سی جو اپنی اختیار سی کرتا ہی ساقط نہین ہوگا اور اگر افطار کردیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی

ولو لم یفطر حتی تذکر شیئا نسیه فی منزله فرجع الی منزله فاکل شیئا ثم خرج من منزله کان علیه القضاء

کفارہ نہین ہوگا اور اگر ابہی افطار نہین کیا تہا جو اوسکو کوئی چیز گہر مین بہولی ہوئی یاد آئی یہہ ہنگکر گہر مین آیا اب کچہہ کہا لیا پہر گہر سی روانہ ہوا تو اوسپر قضا

والکفارة لکونه مقیما عند الاکل حیث رفض سفره بالعود الی منزله واذا علم المسافر انه یدخل فی

اور کفارہ دونو لازم ہین کیونکہ کہاتی وقت مقیم تہا اسواسطی کہ سفر گہر مین آنی سی قطع ہوگیا تہا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنی شہر مین جا پہنچونگا

یومه مصره یکره له الفطر لاجتماع حکم الاقامة والسفر فی هذا الیوم فیترجح جهة الاقامة ومن

تو اوسکو افطار کرنا مکروہ ہی اسواسطی کہ اوس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہوگیا ہی تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جسکو

غلبه القیء وقاء سواء کان ملأ الفم او دونه لا یفسد صومه سواء کان فرضا او نفلا لقوله علیه السلام

خود بخود قی ہوگئی برابر ہی کہ پر دہن ہو یا کمتر ہو تو روزہ نہین جاتا برابر ہی کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

من قاء لا قضاء علیه وان تقیأ فان کان ملأ الفم یفسد صومه لقوله علیه السلام من تقیأ فعلیه القضاء

جسنی قی کی تو قضا نہین ہی اور اگر آپ سی قی کی تو اگر پر دہن ہوگی تو روزہ جاتا رہیگا واسطی فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نی آپسی قی کی تو اوسپر قضا ہی

وان لم یکن ملأ الفم یفسد صومه ایضا عند محمد لظاهر الحدیث ولا یفسد عند ابی یوسف وینبغی للصائم

اور اگر قی پر دہن نہو تو امام محمد کی نزدیک روزہ جاتا رہیگا واسطی ظاہر معنی حدیث کی اور امام ابو یوسف کی نزدیک روزہ نہین جاتا اور روزہ دار کو چاہی

ان لا یبالغ فی الاستنجاء ولا یتنفس ولا یقوم من مقامه حتی ینشف ذلک الموضع بخرقة لئلا یصل

کہ استنجا کرتی ہوئی مبالغہ نکری کہل کر نہ بیٹہی نہ اوپر کو دم بہری اور اپنی جگہہ سی جبتک موضع استنجا کو کپڑی سی نہ پونچہی کہڑا نہ ہوجا تاکہ پانی اندر

الماء الی باطنه فیفسد صومه فان من بالغ فی الاستنجاء حتی یبلغ موضع الحقنة یفسد صومه

منہ چلا جاوی پہر روزہ جاتا رہیگا کیونکہ جو استنجا میں مبالغہ کری یہان تک کہ حقنہ کی جگہہ پہنچ جاوی تو روزہ جاتا رہیگا

لکن لا یلزم الکفارة هذا حکم الصوم

پر کفارہ نہیں آتا یہہ ہین روزہ کی احکام

المجلس الثامن والعشرون فی بیان کیفیة التراویح وفضیلتها

اٹھائیسوین مجلس تراویح کی کیفیت اور فضیلت کی بیان مین

واما القیام فی لیالی رمضان فالمراد به احیاء لیالیه واحیاء بعض من کل لیلة

اور قایم رہنا رمضان کی راتون مین اس سی تمام تمام راتون کو جاگنا یا ہر یک رات مین سی تہوڑا تہوڑا جاگنا

باداء التراویح فانه علیه السلام کان یرغب الناس فی قیام رمضان من غیر ان یامرهم فیه بعزیمة

واسطی ادار تراویح کی آنحضرت نبی صلی الله علیه وسلم صحابہ کو واسطی قیام رمضان کی رغبت دلاتی تہی لیکن حکم عزیمت کا نہین فرماتی تہی

فیقول من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من قام الی الصلوة فی

یون ارشاد کرتی جو شخص رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی جاگتا رہی تو اوسکی تمام گناہ گذری ہوئی معاف ہونگی مراد یہہ ہی جو شخص رمضان کی راتون مین

لیالی رمضان تصدیقا بحقیته وسنیته وطلبا لرضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من مذمة الناس

اوسکو حق اور مسنون سمجھہ کر واسطی رضامندی الله تعالی کی اور ثواب کی نماز پڑہتا ہی کچھہ خوف لوگون کی برا کہنی کا

واستحیاء منه یغفر له ذنوبه المتقدمة وهذان الشرطان لا ینفك عنهما عمل سواء کان فرضا او

اور لوگون کی شرم نہو تو اوسکی تمام پہلی گناہ معاف ہونگی اور یہہ دونو شرطین تمام اعمال مین معتبر ہین کوئی عمل خالی نہین برابر ہی کہ فرض ہو یا

نفلا اذهما شرطان لقبول کل عمل والله تعالی لا یقبل عملا الا بهما وبعدهما شرط اخر لا بد منه وهو ان

نفل ہو اسواسطی کہ ہر عمل کی مقبول ہونی کی یہہ ہی شرط ہی اور الله تعالی کوئی عمل بدون ان شرطون کی قبول نہین کرتا اور بعد انکی ایک اور بہی شرط ضروری ہی یعنی

یکون العمل موافقا للسنة لان العمل متی کان علی خلاف السنة لا یقبله الله تعالی والسنة فیها الجماعة

عمل سنت کی مطابق ہو اسواسطی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا تو اوسکو الله تعالی قبول نہین فرماتا اور تراویح مسجد مین جماعت سی

فی المسجد لکن علی طریق الکفایة حتی لو ترکها اهل مسجد اساءوا وکانوا تارکین للسنة ولو اقامها

ادا کرنی مسنون ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی یہان تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کرین تو سب گنہگار اور تارک سنت ہونگی اور اگر بعضون نی

البعض فی المسجد بالجماعة وتخلف البعض وصلاها فی بیته فالمتخلف یکون تارکا للفضیلة ولا یکون

مسجد مین جماعت سی ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئی اپنی گہر مین پڑہ لین سو جو جماعت مین شامل نہوا وہ فضیلت سی محروم رہا گنہگار

مسیئا ولا تارکا للسنة لان بعض الصحابة قد روی عنهم التخلف وعن ابی یوسف ان من قدر

اور سنت کا تارک نہین ہوگا اسلئی کہ بعضی اصحاب سی روایت ہی کہ جماعت مین شریک نہین ہوتی تہی اور ابو یوسف رح سی روایت ہی کہ جو شخص

علی ادائها بالجماعة فی بیته مع مراعاة السنة فالصلوة فی بیته افضل والصحیح ان للجماعة

تراویح کو جماعت سی اپنی گہر مین ادا کر سکتا ہی سنت کی رعایت کر کر تو اوسکو گہر مین پڑہنا افضل ہی اور صحیح یہہ ہی کہ گہر کی اندر

فی بیته فضیلة وللجماعة فی المسجد فضیلة اخری فهو حاز احدی الفضیلتین وترك الفضیلة

جماعت کرنی مین ایک فضیلت ہی اور مسجد مین جماعت کرنی مین اور ہی فضیلت ہی سو اوسنی دونو فضیلت مین سی ایک حاصل کی اور فضیلت زائدہ

الزائدة لترك الجماعة فی المسجد وقال صاحب الخلاصة وهکذا الجواب فی المکتوبات واما نفس التراویح

اسلئی نہ ملی کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہہ ہی جواب فرایض مین ہی اور لیکن صرف تراویح

فهو سنة مؤکدة علی الاعیان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاریخ رسول الله علیه السلام

ہر ہر مرد اور عورت پر سنت موکدہ ہین رسول الله صلی الله علیه وسلم کی عہد سی آج تک پچہلی پہلون سی سنتی چلی آئی ہین

الی یومنا هذا فلا ینبغی ترکها والدلیل علی هذا ما روی ان النبی علیه السلام اتخذ فی المسجد حجرة
سو تراویح کا ترک کرنا سزاوار نہیں اور دلیل اسکی یہہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مین حصیر یعنی بوریہ کا حجرہ بنایا تہا
من حصیر لیصلی فیها السنن وکان یخرج من الحجرة ویصلی التراویح للناس بالجماعة فعل هکذا ثلث
تاکہ اوسکی اندر سنتین پڑہا کرین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مین سی باہر آکر تراویح لوگون کی ساتہہ جماعت سی پڑہا کرتی تہی تین رات تک ایسا ہی
لیال فلما کانت اللیلة الرابعة اجتمع ناس کثیر حتی عجز المسجد من اهله فلما رای رغبة الناس دخل الحجرة
اتفاق ہوا جب چوتہی رات آئی تو خلقت بہت جمع ہو گئی کہ مسجد مین تنگی سی جگہہ نملی جب آپنی یہہ انبوہ دیکہا تو فرض پڑہتی ہی حجرہ مین تشریف لیگئی
بعد ما صلی الفریضة ولم یخرج الیهم فما زالوا ینتظرون خروجه وظنوا انه نام فجعل بعضهم یتنحنح لیخرج الیهم
پہر باہر نہ آئی اور یہہ لوگ تشریف لانی کی منتظر بیٹہی رہی آخر یہہ خیال کیا کہ آپ سو گئی پہر کسینی تو کہانسنا شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر تشریف لاوین
وبعضهم یقول الصلوة فخرج الیهم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب
اور کوئی کہتا تہا نماز تیار ہی پہر آپ باہر تشریف لائی فرمانی لگی کہ مین تمہارا یہہ شوق ہمیشہ دیکہی جاتا ہون یہان تک کہ مجہکو یہہ خوف ہوا کہ تمپر فرض ہو جاوین
علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم به فصلوا ایها الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیته الا
اور اگر تمپر فرض ہو جاویگی تو ادا نہ کرو گی سو تم اپنی صاحبو اپنی اپنی گہر مین پڑہ لو کیونکہ آدمی کی نماز سوا فرایض کی گہر مین افضل ہوتی ہی
الصلوة المکتوبة فتوفی رسول الله علیه السلام والامر علی ذلك ثم کان الامر علی ذلك فی خلافة
پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی وفات کی اور حال یہہ ہی رہا پہر حضرت ابو بکر کی خلافت مین بہی حال یون ہی رہا
ابی بکر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر فی ایام خلافته رای الناس یصلون التراویح فی المسجد
اور ابتداء خلافت مین حضرت عمر کی بہی پہر حضرت عمر نی اپنی ایام خلافت مین لوگون کو دیکہا کہ تراویح مسجد مین الگ الگ پڑہتی ہین
منفردین فامرهم ان یصلوها جماعة وامر ابی بن کعب وتمیم الداری لیصلیا بالناس امامة فصلیاها
تو اونکو یہہ حکم کیا کہ جماعت سی پڑہا کرو اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا کہ امام ہو کر اور لوگون کو نماز پڑہاوین سو اون دونونی
بالجماعة والصحابة رضی متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنه وطلحة والزبیر ومعاذ
جماعت کرائی اور اصحاب اوسوقت بہت موجود تہی یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبداللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ
وغیرهم من المهاجرین والانصار وما رد علیه واحد منهم بل ساعدوه ووافقوه وامروه بذلك
اور سوا اونکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تہی سو انمین سی کسینی کچہہ اعتراض نکیا بلکہ اونکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی
وواظبوا علیها حتی ان علیا اثنی علیه ودعا له بالخیر وقال نور الله مضجع عمر کما نور مساجدنا
اور آپ پڑہتی رہی یہان تک کہ حضرت علی نی عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعا مین فرمایا اللہ عمر کی گور روشن کری جیسی اونی ہماری مسجدین روشن کرین
وقد قال النبی علیه السلام علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین من بعدی وهی عشرون رکعة
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا میری سنت اپنی ذمہ پر لازم کر لو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تراویح بیس رکعت ہین
یسمی کل اربع رکعات منها ترویحة مجازا لما فی آخرها من الترویحة التی هی اسم للجلسة وانما سمی بها
ہر چار رکعت کا نام مجازا ترویحہ ہی کیونکہ اوسکی آخر مین ترویحہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لئی ٹہر جاتی ہین ترویحہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو ترویحہ
لان الصحابة کانوا یستریحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامهم فی الصلوة ولکل ترویحة تسلیمتان
اسلئی کہتی ہین کہ صحابہ ہر چار رکعت کی بعد بیٹہہ کر آرام کیا کرتی تہی کیونکہ نماز مین قیام بہت طویل دراز کرتی تہی اور ہر ہر ترویحہ مین دو دو سلام ہین
فتکون التسلیمات عشرا والترویحات خمسا والامام والجماعة یاتون بالثناء فی کل تکبیرة الافتتاح ویجلسون
اس لئی سلام دس ہوئی اور ترویحہ پانچ ہوئی اور امام اور مقتدی تکبیر تحریمہ کی بعد سبحانك اللهم آخر تک پڑہا کرین اور ہر دو ترویحہ کی

بين كل الترويحتين قدر ترويحة واحدة وكذا بين الخامسة والوتر لانه المتوارث من زمن الصحابة

بیچمین بقدر ایک ترویحہ کی بیٹھی رہا کرین اور ایسی ہی پانچوین ترویحہ اور وتر کی بیچمین کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہہ ہی چلا آتا ہی

الى يومنا هذا وهم فى الانتظار مخيرون ان شاءوا سبحوا وان شاءوا هللوا وان شاءوا سكتوا اى

اور مصلیون کو استراحت کی وقت مین اختیار ہی چاہین سبحان اللہ پڑہین اور چاہین لا الہ الا اللہ پڑہین اور چاہین چپکی بیٹھی رہین

ذلك فعلوا فهو حسن لقوله عليه السلام المنتظر للصلوة كانه فى الصلوة واهل مكة كانوا يطوفون

جو کرین سو ہی بہتر ہی واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نماز مین ہی اور مکہ والی ہر دو ترویحہ کی

بالبيت بين كل ترويحتين اسبوعا ويصلون ركعتين للطواف واهل المدينة كانوا يصلون

بیچمین بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تہی اور دو رکعت طواف کی پڑہتی تہی اور مدینہ والی اوسوقت مین

فى ذلك اربع ركعات ثم الافضل فيها استيعاب اكثر الليل بالصلوة والاستراحة ويستحب

چار رکعت پڑہا کرتی تہی پہر افضل تراویح مین یہہ ہی کہ آدہی سی زیادہ رات استراحت اور نماز مین صرف کری اور نماز کی تاخیر

تاخيرها الى انتهاء ثلث الليل ثم الاصح ان وقتها بعد العشاء الى اخر الليل قبل الوتر وبعده لانها

تہائی رات کی تمامی تک مستحب ہی پہر صحیح یہہ ہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پہلی اور پیچھی کیونکہ تراویح

نوافل سنة بعد العشاء وهل يحتاج فى كل شفع ان ينوى التراويح قال بعضهم يحتاج لان كل شفع

نوافل بعد عشا کی سنت ہین اور آیا یہہ حاجت ہی کہ تراویح کی ہر ہر شفع مین جدا جدا نیت کری بعضی کہتی ہین ہان حاجت ہی کیونکہ ہر ہر شفع

صلوة علحدة والاصح انه لا يحتاج لان الكل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضى اصلا

جداگانہ نماز ہی اور صحیح یہہ ہی کہ حاجت نہین ہی اسواسطی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہو جاوین تو اصلا قضا نہین ہی

لا بالجماعة ولا بدونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلى العشاء وحده فله ان يصلى

نہ جماعت سی اور نہ بدون جماعت کی اسواسطی کہ قضا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشا کی نماز علحدہ پڑہی تو اوسکو جایز ہی کہ تراویح

التراويح بالامام ولو تركوا الجماعة فى الفرض لم يصلوا التراويح بالجماعة ومن لم يصل التراويح بالامام

جماعت سی پڑہ لی اور اگر سب نی فرض کی جماعت ترک کی تو پہر تراویح کی لئی جماعت نکرین اور جس نی تراویح جماعت سی نہین پڑہین

يجوز له ان يصلى الوتر به ولو اقاموا التراويح بامامين فصلى كل امام تسليمة قال بعضهم يجوز

تو اوسکو جایز ہی کہ وتر جماعت سی پڑہی اور اگر تراویح مین باری باری دو امام کئی پہر ہر ہر امام نی ایک ایک شفعہ پڑہایا تو بعضی کہتی ہین کہ جایز ہی

والصحيح انه لا يستحب والمستحب ان يصلى كل امام ترويحة فاذا جاز اقامة التراويح بامامين

اور صحیح یہہ ہی کہ مستحب نہین مستحب یہہ ہی کہ ہر ہر امام ایک ایک ترویحہ پڑہی اور جب کہ تراویح کا پڑہنا دو اماموں کی ساتہہ

على هذا الوجه يجوز ان يصلى احدهما الفرض والاخر التراويح ويكره للامام فى هذا الزمان التطويل

اسطور پر جایز ہوا تو جایز ہی کہ ایک امام فرض پڑہا دی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ مین قرارت کو

الزائد عن حد اقل السنة فى القراءة والاذكار على وجه يحصل للجماعة ملل لان ذلك سبب للتنفير

ادنی حد سنت سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سی جماعت کو ملال پیدا ہو مکروہ ہی کیونکہ اسمین لوگ جماعت سی بہاگین گی

عن الجماعة والتنفير عن الجماعة مكروه ولكن لا ينبغى له ان ينقص عن قدر اقل السنة فى القراءة و

اور جماعت سی بہگانا مکروہ ہی لیکن یہہ بہی نہ چاہی کہ سنت کی ادنی مقدار سی قرارت اور

التسبيحات لمللهم لانهم غير معذورين فيه وادنى ما يحصل به السنة فى تسبيحات الركوع والسجود

تسبیحات مین اونکی ملالت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ اونکو اسمین کچہہ عذر نہین ہی اور کم سی کم جسمین سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہو جاوی

ثلث لقوله علیه السلام اذا رکع احدکم فلیقل ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلك ادناه و
تین بارہین واسطی ارشاد علیہ السلام کی جسوقت رکوع کری کوئی تمہارا توچاہیئی کہ سبحان ربی العظیم تین بار کہی اوریہہ ادنی عددہی اور
اذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلك ادناه والمراد به ادنی ما یحصل به السنة
جب سجدہ کری توچاہیی کہ سبحان ربی الاعلی تین بار کہی اوریہہ ادنی عددہی اور مراد اس سی ادنی مرتبہ ہی جسمین سنت حاصل ہوجاوی
ولذلك یکره النقص عن الثلث وکذا یکره للامام التعجیل علی وجه یعجز الجماعة عن اکمال اقل
اسہی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور ایسی ہی امام کو اتنی جلدی مکروہ ہی کہ جماعت کی لوگ کم سی کم عدد مسنون کی پورا کرنی سی رکوع
السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود وعن اکمال قراءة التشهد بل یزید الامام علی التشهد ویاتی
اور سجود کی تسبیحات مین اور قرارت تشہد کی پورا کرنی سی عاجز ہوجاوین بلکہ امام تشہد پر کچہہ زیادہ کری اور
بالصلوة علی النبی علیه السلام ان علم انها لا تثقل علی الجماعة وان علم انها تثقل علیهم لا یاتی بها
نبی علیہ السلام پر درود پڑہی اگرجانی کہ جماعت کی لوگون پر اتنی دیر دشوار نہین ہی اور اگر یہہ جانی کہ یہہ اونپر دشوار ہی تو نہ پڑہی
بل یترکها لکن لا جمیعها بل یقتصر فیها علی قوله اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد لانها وان کانت
ترک کردی لیکن بتمامہ ترک نکری بلکہ اسمین اختصار کرکر اتنا پڑہی اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اسواسطی کہ درود اگرچہ
سنة عندنا الا انها فرض عند الشافعی وبهذا القدر یتاتی القولان ویکره للمقتدی ان یقعد
ہماری مذہب مین سنت ہی پر شافعی کی نزدیک فرض ہی اور اتنی کلمات مین دونو قول ادا ہوجاتی ہین اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ تراویح کی وقت بیٹہا رہی
فی التراویح حتی اذا اراد الامام ان یرکع یقوم ویقتدی لان فیه اظهار التکاسل فی الصلوة والتشبه
یہان تک کہ جب امام رکوع مین جاوی توکہڑا ہوکر نیت کرلی کیونکہ اسمین نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہی اور منافقون سی
بالمنافقین الذین قال الله تعالی فیهم وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَاءُوْنَ النَّاسَ وکذا اذا
مشابہت آتی ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور جب کہڑی ہون نماز کو توکہڑی ہون جی ہاری دکہانی کو لوگون کی ایسی ہی اگر
غلب النوم یکره له ان یصلی بالنوم بل ینبغی له ان ینصرف وینام ولا یصلی حتی یستیقظ لان
نیند غالب ہوجاوی تو مکروہ ہی کہ اونگہتا ہوا نماز پڑہی بلکہ اسکو یون چاہیی کہ جاکر سورہی اور نماز نہ پڑہی جبتک ہوشیار نہو کیونکہ
فی الصلوة مع النوم تهاونا وغفلة وترك التدبر ثم انه ان نام فی القعدة کلها فانه اذا انتبه یفرض
اونگہتی ہوئی نماز پڑہنی مین اہانت اور غفلت اور ترک تدبیر ہی پہر اگر مصلی تمام قعدہ مین سوتا رہا توجب ہوشیار ہوا وسپر فرض ہی
علیه ان یقعد قدر التشهد وان لم یقعد تفسد صلوته لان ما حصل من افعال الصلوة حالة
کہ تشہد کی مقدار بیٹہا رہی اور اگر اتنی قدر قعود نہین کریگا تو اوسکی نماز فاسد ہوجائیگی اسواسطی کہ جتنی ارکان نماز کی نیند کی حالت مین
النوم لا تعتبر لصدورها بلا اختیار فیکون وجودها کعدمها وهذه المسئلة یکثر وقوعها لا سیما
ہوئی ہین اونکا کچہہ اعتبار نہین ہی کیونکہ بی اختیار عمل مین آئی ہین تو اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر
فی لیالی الصیف والناس عنها غافلون ثم اختلف المشائخ فی مقدار القراءة فقال بعضهم یقرأ
گرمی کی راتو نمین اور لوگ اس مسئلہ سی غافل ہین پہر مشایخ مین اختلاف ہی مقدار قرارت مین سو بعضی یہہ کہتی ہین
فی کل شفع مقدار ما یقرأ فی المغرب یعنی انه یقرأ من قصار المفصل وهی من سورة لم یکن الذین کفروا
کہ ہر شفع مین اتنا پڑہی جتنا مغرب کی نماز مین پڑہتی ہین مراد یہہ ہی کہ قصار مفصل مین سی اور وہ سورہ لم یکن سی
الی اخر القرآن لان التطوع اخف من المکتوبة فیعتبر باخف المکتوبات وهی المغرب وهذا القول
آخر قرآن تک ہی اسواسطی کہ نفل فرایض کی نسبت خفیف ہوتی ہین سو اب فرایض مین سی خفیف کا اعتبار ہوگا سو ئی مغرب ہی اور یہہ قول

ليس بصحيح لان بهذا القدر لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك لكسل الجماعة
صحیح نہین ہی اس لیے کہ اتنی قراءت سے ختم قرآن نہین ہوسکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا مسنون ہی جماعت والون کی کسالت کی مارے ترک نکرے
حتى لو قرء الامام بعض القران في سائر الصلوات لئلا يمل الجماعة من طول القراءة في التراويح يكون
یہان تک کہ اگر امام نے کچھہ کچھہ قرآن تمام نمازون مین اسلیئے پڑھا کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قراءت سے ملول نہون
له ثواب الصلوة ولا يكون لهم ثواب الختم وقيل الافضل في زماننا ان يقرء الامام على حسب
تو اونکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہین ہوگا اور کہتے ہین کہ ہماری زمانہ مین یہہ افضل ہی کہ امام جماعت کی
حال الجماعة من الرغبة والنفرة فيقرء قدر ما لا يوجب التنفير عن الجماعة لان تكثير الجماعة
حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سے پڑھا کرے سو اسقدر پڑھے جسمین جماعت سے نفرت نکرین اسواسطے کہ جماعت کا زیادہ ہونا
افضل من تطويل القراءة لكن لا يقتصر بعد الفاتحة على اية قصيرة او ايتين قصيرتين
تطویل قراءت سے بہتر ہی پہر بہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتون چھوٹی چھوٹی پر اقتصار نکرے
لان قراءة ثلث ايات او اية طويلة مع الفاتحة واجبة وذكر في التجنيس ان بعض الناس اعتادوا
اسواسطے کہ تین آیت چھوٹی یا ایک آیت دراز ہمراہ فاتحہ کی پڑھنی واجب ہی اور تجنیس مین مذکور ہی کہ بعضے لوگونکی عادت ہی
قراءة سورة الفيل الى اخر القران مرتين وهو حسن في هذا الزمان اذ روى عن بعض المشائخ
کہ سورۂ فیل سے آخر قرآن تک دوبار پڑھتے ہین اس زمانہ مین یہہ بہت خوب ہی اسواسطے کہ بعضے مشایخ سے روایت ہی
على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان لم يكن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اكثر الناس في هذا الزمان
چنانچہ فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگون کا حال نہپہچانے تو وہ جاہل ہی اسلیئے کہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کی
طبايعهم جامدة صعبة الانقياد ان يروا سبيل الرشد لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه
طبیعتین ایسی بستہ ہین کہ مطیع ہونا دشوار ہی اگر دیکھین راہ ہدایت کی تو وہ نہ ٹھہراوین راہ اور اگر دیکھین راہ الٹی ٹھہراوین اوسکو
سبيلا فانهم قد جعلوا التراويح عادة لا عبادة يتقرب بها الى الله تعالى على ما شرطه رسول الله عم
راہ سو ان لوگون نے تراویح کو عادت کرلی ہی عبادت نہین جانتے جسمین قرب الہی ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فيها من القراءة وغيرها فيتخذون صلوتها خلف امام لا يتم الركوع والسجود والقومة والجلسة
تراویح مین قراءت وغیرہ کی شرط کی ہی سو ایسے امام کی پیچھے نماز شروع کرتے ہین جو نہ رکوع پورا کرے اور نہ سجدہ پورا کرے اور نہ قومہ اور نہ جلسہ
ولا يرتل القران كما امر الله به بل هو من غاية السرعة يقع في اللحن الجلي يترك بعض حروف الكلمة او
اور نہ جیسے حکم الہی ہے قرآن ترتیل کی ساتھہ پڑھے بلکہ وہ جلدی کا مارا صاف راگنی مین پڑھنے لگتا ہی بعضے کلمات کی حرف یا حرکات رہ جاتی ہین
حركاتها وقد ذكر في البزازية ان اللحن حرام بلا خلاف وذكر في الفتاوى ان الامام اذا كان لحانا لا باس
اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ راگنی مین قرآن کا پڑھنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاوی مین مذکور ہی کہ امام اگر راگنی مین پڑھتا ہو تو اگر کوئی شخص
للرجل ان يترك مسجده ويحول الى مسجد اخر فانه لا يأثم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تقي
اوس مسجد کو چھوڑ کر اور مسجد مین جانے لگے تو کچھہ مضائقہ نہین اس سے گنہگار نہین ہوتا اسواسطے کہ یہہ شخص پرہیزگار کی پیچھے نماز پڑھا چاہتا ہی
وقد قال النبي عليه السلام من صلى خلف عالم تقي فكانما صلى خلف نبي من الانبياء وفيه اشارة
اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جسنے نماز عالم پرہیزگار کی پیچھے پڑھی تو گویا نبیون مین سے کسی نبی کی پیچھے پڑھی اسمین یہہ اشارہ ہی
الى انه لو ترك مسجده بلا عذر يكون اثما فكيف يكون حال الذين يتركون مسجدهم بلا عذر ويسرعون
کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد مین جانا چھوڑدے تو گنہگار ہوتا ہی اب اونکا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چھوڑ دیتے ہین اور جلدی سے

الى مسجد يكون فيه انواع من الانغام والالحان ويطلبون اماما لا يتم الركوع والسجود ولا يرتل القران

ایسی مسجد مین جاتی ہین جہان طرح طرح کی نغمی اور راگ ہوتی ہین اور ایسا امام تلاش کرتی ہین جو نہ رکوع تمام کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قرآن کو ترتیل سی پڑھی

بل ربما ينكرون على من يتم الركوع والسجود ويرتل القران وينفرون عنه ويكونون من الذين اتخذوا

بلکہ بعضی وقت ایسی امام پر اعتراض کرتی ہین جو رکوع اور سجدہ پورا کری اور قرآن کو اچھی طرح پڑھی اور اوس سی نفرت کرتی ہین پھر وہ اون لوگون مین ہین جنہون نی اپنی

دِينَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ غٰفِلُوْنَ فان من صلى التراويح بترك القومة

دین کو ہنسی کھیل ٹہرایا اور فریب کہایا دنیا کی زندگی کا اور وہ آخرت سی غافل ہین بیشک جسنی تراویح ایسی طور پر پڑہین کہ نہ قومہ پورا کیا

والجلسة والطمانينة المقدرة بمقدار تسبيحة فيهما يكون عاصيا مستحقا للعذاب بالنار لان هذه

اور نہ جلسہ کیا اور نہ اونمین کی ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو گنہگار ہوتا ہی اور مستحق آگ کی عذاب کا کیونکہ یہہ

الاشياء فرض عند ابی یوسف والشافعی حتى تبطل الصلوة بتركها وواجب عند ابی حنيفة ومحمد فی

سب چیزین امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہین انکی ترک سی نماز باطل ہو جاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک روایت مین

رواية حتى يجب اعادة الصلوة بتركها وفی رواية اخرى سنة وعلى هذه الرواية يكون تاركها مستحقا

واجب ہین یہان تک انکی ترک سی اعادہ نماز کا واجب ہی اور ایک اور روایت مین سنت ہین اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق ہوتا ہی

للعتاب وحرمان الشفاعة فيكون من الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ

اور شفاعت سی محروم پہر اون لوگون مین ہی جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگانی مین اور وہ سمجھتی ہین کہ خوب بناتی ہین

صُنْعًا ومن الذين بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ وهذا هو الخسران المبين والغبن العظيم ثم

کام اور اون لوگون مین سی کہ نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نرکہتی تہی اور یہہ صاف ٹوٹا اور بڑا ہی خسارہ ہی پہر

ان ههنا نكتة لابد من التنبيه عليها حتى يتنصح من كان فيه انصاف وميل الى الحق وهي ان التراويح عشرون

یہان ایک نکتہ ہی اوسکا بیان بہی ضروری ہی تاکہ جسمین انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پند پذیر ہو وہ نکتہ یہہ ہی کہ تراویح بیس رکعتین ہین

ركعة وفی كل ركعة قومة وجلسة وطمانينتهما وفی ترك كل منهما ذنب فلو تركت طمانينة احدهما يكون

اور ہر ہر رکعت مین ایک قومہ اور ایک جلسہ ہی اور دو اونمین اطمینان اور دونو مین سی ہر یک کا ترک کرنا گناہ ہی پس اگر ایک کی طمانینت ترک ہوئی

عدد الذنوب عشرين ولو تركت طمانينتهما يصير عدد الذنوب اربعين ولو تركت انفسهما ايضا يصير

تو گنتی مین بیس گناہ ہوئی اور اگر دونو کی طمانینت ترک ہوئی تو گنتی مین چالیس گناہ ہوئی اور اگر وہ دونو خود بہی ترک ہوئی تو

مجموع الذنوب ثمانين واذا ضم اليه معصية لاظهار يصير مجموعها مائة وستين ذنبا واذا ضم

تمام گناہ استی ہو جاوینگی اور اگر اسکی ساتہہ معصیت ظاہر کرنی کی ملا لین تو تمام گناہ ایک سو ساٹہہ ہو جاوینگی اور اگر اسکی ساتہہ

اليه عدم الاعادة الواجبة يصير المجموع مائة وثمانين ذنبا مع ان ترك هذه المذكورات يكون سببا

اعادہ نکرنا جو واجب تہا ملا یا جاوی تو سب ملکر ایک سو اسّی گناہ ہو جاوینگی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنی سی جو ذکر انتقالات کی اندر

لاتيان الاذكار المشروعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال وفی اتيان الاذكار المشروعة فی الانتقالات

مشروع ہین وہ سب ذکر بعد تمامی انتقالات کی ہو جاتی ہین اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہین اونکو

بعد تمام الانتقال كراهتان تركها عن موضعها وتحصيلها فی غير موضعها فيقع فی كل ركعة اربع مكروهات

بعد تمامی انتقال کی لانی مین دو کراہتین ہین ایک تو اپنی مقام سی ٹلا دینا اور غیر جگہ رکہدینا اب ہر ہر رکعت مین چار چار مکروہ ہونگی

فيلزم منه ترك اربع سنن فان من ترك القومة او الطمانينة فيها يقع سمع الله لمن حمده والتكبير حين الانخفاض

اور اس سی ترک کرنا چار سنتون کا لازم آتا ہی کیونکہ جسنی قومہ یا قومہ کی اندر طمانینت کو ترک کیا تو سمع اللہ لمن حمدہ اور اللہ اکبر جہکتی ہوئی کہنی مین آوینگی

بل یقع التکبیر بعد السجدۃ والسنۃ ان یقع سمع اللہ لمن حمدہ حین رفع الراس من الرکوع والتکبیر حین الانخفاض وکذا
بلکہ اللہ اکبر بعد سجدے کی کہنی میں آویگا اور طریق مسنون یہہ ہی کہ سمع اللہ لمن حمدہ رکوع سے سر اوٹھاتی ہوئی کہی اور اللہ اکبر سجدہ کی طرف جھکتی ہوئی کہی اور ایسی ہی
اذا ترک الجلسۃ او الطمانینۃ فیہا یقع بعض التکبیر الاول حین الانخفاض بل یقع بعض التکبیر الثانی بعد السجود والسنۃ ان
اگر جلسہ کو ترک کری یا جلسہ میں طمانیت کو ترک کری تو کچہہ لفظ پہلی تکبیر کا جہکتی ہوی کہنی میں آویگا بلکہ کچہہ لفظ دوسری تکبیر کی سجدہ کی بعد کہنی میں آوینگی اور طریق مسنون یہہ ہی کہ
التکبیر الاول حین الرفع والثانی حین الانخفاض فیصیر عدد المکروہات فی جمیع الرکعات ثمانین فیلزم منہ ترک ثمانین سنۃ فاذا ضم
کہ پہلی تکبیر سجدہ سے اوٹھتی ہوئی کہی اور دوسری تکبیر جہکتی ہوئی سو اب مکروہات کی گنتی تمام رکعتوں میں اسی ہو جاویگی اور اس سے اسی سنتیں چہوٹ جاتی ہیں اور جب ان مکروہات کو
الی ذلک اظہار کل منہما فان اظہار المکروہ مکروہ ایضا یصیر المجموع مائۃ وستین مکروہا ومائۃ وستین ترک سنۃ وھل یعد من العقلاء
اظہار اسمیں شامل کریں کیونکہ مکروہات کا ظاہر کرنا بہی مکروہ ہی تو تمام مکروہات بہی ایک سو ساٹہہ ہو جاویگی اور ایک سو ساٹہہ سنتیں ترک ہونگی پہر کیا وہ شخص عاقل گنا جاویگا
یفعل فی کل لیلۃ من لیالی رمضان فی اداء التراویح فقط مائتین وثمانین ذنبا ومائۃ وستین مکروہا ومائۃ وستین ترک سنۃ فان فی ترک کل
جو رمضان کی راتوں میں سے ہر رات کو صرف تراویح کی ادا کرتی ہوئی ایک سو اسی گناہ کری اور ایک سو ساٹہہ مکروہ کری اور ایک سو ساٹہہ سنت ترک کری کیونکہ ہر ہر سنت کی ترک
سنۃ عتابا وحرمان الشفاعۃ فھل یرضی العاقل ان یجعل نفسہ محروما من شفاعۃ رسول رب
کرنیمیں عتاب ہوتا ہی اور شفاعت سے محرومی پہر مرد عاقل کب پسند کرتا ہی کہ اپنی تئیں رسول رب العالمین کی شفاعت سے محروم کری
العالمین التی یرجوھا ویطلبہا کل الخلائق حتی الانبیاء والاولیاء والصالحین نسال اللہ تعالی ان لا
جسکی تمام خلق امید اور تلاش رکہتی ہی یہاں تک کہ انبیا اور اولیا اور صلحا ہم اللہ سے چاہتی ہیں کہ ہمکو
یجعلنا من المحرومین المجلس التاسع والعشرون فی بیان فضیلۃ تاخیر السحور وتعجیل
محروم نکری اونتیسویں مجلس میں بیان سحر کہانی میں تاخیر اور فطار میں تعجیل کی فضیلت کا
الافطار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ ھذا الحدیث من صحاح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحر میں برکت ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح
المصابیح رواہ انس والمحفوظ فیہ عند اصحاب الحدیث فتح السین فی السحور وھو اسم لما یوکل فی وقت
حدیثوں میں سے انس کی روایت ہی اور اس حدیث میں محدثین کی نزدیک سحور کی لفظ میں سین کا زبر محفوظ ہی اور طعام کا نام ہی جو سحر کی وقت کہاتی ہیں
السحر الذی ھو اخر اللیل ای سدسہ الاخیر فیحتاج الی مضاف محذوف تقدیرہ ان فی اکل السحور برکۃ
اور سحر آخر شب یعنی چہٹا حصہ پچھلا سو اس کلام میں ایک مضاف محذوف ہی واقع میں یوں ہی کہ سحور کہانی میں برکت ہی
لان البرکۃ لیست فیما یوکل من الطعام بل فی استعمال السنۃ ویجوز فیہ ضم السین فعلی ھذا یکون مصدرا
کیونکہ برکت طعام میں جو کہایا جاتا ہی نہیں ہی بلکہ سنت کی استعمال میں ہی اور اس لفظ میں سین کا پیش بہی جایز ہی اسکی موافق سحور صیغہ مصدر کا ہی
فلا یحتاج الی تقدیر المضاف والمعنی ان فی الاکل وقت السحر برکۃ والمراد بالبرکۃ ھھنا زیادۃ القوۃ علی
اب مضاف پیدا کرنی کی کچہہ حاجت نہیں اور معنی یہہ ہیں کہ سحر کی وقت کہانا کہانی میں برکت ہی اور یہاں برکت سے مراد زیادتی قوت روزہ رکہنی کی
اداء الصوم بدلیل قولہ علیہ السلام استعینوا بقائلۃ النہار علی قیام اللیل وباکل السحور علی صیام
اس دلیل سے کہ حدیث میں آیا ہی دن کی سونی سے نماز کی لئی رات کی جاگنی پر مدد لیلو اور سحر کہانی سے دن کی روزہ پر
النہار ویجوز ان یراد بہا زیادۃ الثواب فی الاخرۃ وقولہ علیہ السلام تسحروا امر واقل مرتبۃ الاستحباب
اور یہہ بہی جایز ہی کہ برکت سے مراد آخرت میں زیادتی ثواب کی ہو اور حدیث کا لفظ تسحروا امر کا صیغہ ہی اور کم سے کم مرتبہ اسمیں استحباب کا ہی
فیکون السحر وھو الاکل فی وقت السحر مستحبا وقد روی عن عمرو بن العاص انہ علیہ السلام قال فصل ما بین
اب سحر یعنی سحر کی وقت طعام کہانا مستحب ہوگا اور روایت ہی عمرو بن عاص سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ہماری روزہ میں

صیامنا وصیام اهل الکتاب اکلة السحر الاکلة بالضمة اللقمة والمعنی ان اللقمة التی تؤکل فی وقت

اور اہل کتاب کی روزہ مین فرق سحر کہانی کا ہی اور اکلہ ہمزہ کی پیش سی لقمہ کو کہتی ہین اور معنی حدیث کی یہہ ہین وہ لقمہ جو سحر کی وقت کہایا جاتا ہی

السحر هو الفارق بین صیامنا وصیام اهل الکتاب لان الله تعالی اباح لنا فی لیلة الصیام ما حرم علیهم

یہہ ہی فرق ہی ہماری روزی مین اور اہل کتاب کی روزہ مین کیونکہ اللہ تعالی نی ہماری لئی رمضان کی راتون مین مباح کر دیا ہی جو جو اونپر حرام کر دیا تہا

فان بنی اسرائیل قبل تغیر دینهم وتبدل شریعتهم کانوا لیلة صیامهم اذا ناموا کان الطعام والشراب

کیونکہ بنی اسرائیل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیل سی پہلی اگر روزون کی راتون مین سو جاتی تو اونپر کہانا پینا

والجماع حراما علیهم کما کان الحکم کذلك فی ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحکم ورخص لنا فی هذه الاشیاء

جماع سب حرام ہو جاتا تہا چنانچہ ابتداء اسلام مین بہی یہہ ہی حکم تہا پہر یہہ حکم منسوخ ہو گیا اور جب تک صبح صادق نہو ان اشیا کی ہمکو اجازت ہو گئی

ما لم یطلع الفجر وکان سبب ذلك امران احدهما ما روی عن عمر رض انه جامع امراته بعد النوم ثم ندم علی

اور اسکا سبب دو چیز ہوئین ایک تو یہہ جو عمر رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ انہون نی اپنی بی بی سی سونی کی بعد جماع کیا پہر اس حرکت سی نادم ہو کر

ما فعل واتی النبی علیه السلام واعتذر الیه فنزل قوله اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ وصارت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی اور عذر کیا پہر یہہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا تمکو روزی کی رات مین بی پردہ ہونا اپنی عورتون سی اور اونکی لغزش

زلته رحمة فی حق جمیع الامة والثانی ما روی عن قیس بن حرمة انه صام ولم یجد وقت الافطار شیئا

تمام امت کی حق مین رحمت ہو گئی اور دوسری وہ جو قیس بن حرمہ سی روایت ہی کہ اونسی روزہ رکہا پہر افطار کی وقت کچہہ ایسا نہ ملا جس سی روزہ افطار

یفطر به فذهبت امراته فی طلب شیٔ فغلب علیه النوم فنام وجاءت امراته بطعام بعد ما کان الطعام

کری پہر اونکی بی بی کچہہ کہانی کی تلاش مین گئی اس عرصہ مین انپر نیند کا غلبہ جو ہوا تو سو گئی اور اونکی بی بی کہانا اوس وقت لائی کہ

علیه حراما فانتبه بعد ما مضی وقت الاکل ولم یاکل شیئا فلما کان نصف النهار من الغد غشی علیه

اونپر حرام ہو چکا تہا پہر ایسی وقت جاگی کہ کہانی کا وقت گذر چکا تہا سو اسنی کچہہ نہ کہایا جب اگلی دن کا دو پہر ہوا تو اونکو غش آ گیا

فقال النبی علیه السلام ما لك فقص علیه القصة فنزل قوله تعالی وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ

نبی علیہ السلام نی پوچہا تیرا کیا حال ہی اونسی تمام قصہ بیان کیا پہر یہہ آیت اوتری اور کہاؤ اور پیو جبتک کہ صاف نظر آوی تمکو دہاری

الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ فانه تعالی لما احل لنا فی لیلة الصیام هذه الاشیاء بعد النوم رغب النبی علیه السلام

سفید جدی دہاری سیاہ سی فجر کی پس اللہ تعالی نی جب یہہ چیزین رمضان کی راتون مین سونی کی بعد حلال کر دین تو نبی علیہ السلام کو

فی اکل السحور قال تسحروا فان فی السحور برکة وبین انه فصل بین صیامنا وصیام اهل الکتاب وهذا

سحور کی کہانی مین رغبت ہوئی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحور مین برکت ہی اور بیان کیا کہ ہماری روزہ مین اور اہل کتاب کی روزہ مین سحر کا فرق ہی اور اسہی لئی

کان مستحبا ومن کان غیر محتاج الیه یستحب له ان یاکل شیئا یسیرا ولو تمرة او تینة او شربة ماء

مستحب ہو گئی اور جسکو سحر کہانی کی حاجت نہو تو اوسکو بہی مستحب ہی کہ کچہہ تہوڑا سا کہا لیا کری اگرچہ ایک چہوارہ ہو یا ایک انجیر یا ایک کہونٹ پانی

عملا بسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم واغتناما لبرکة السحور ویستحب تاخیره ایضا لما روی انه

تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو اور سحور کی برکت غنیمت ہو اور تاخیر سحور کی مستحب ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال ثلث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسواك فان قیل کیف یکون تاخیر السحور

فرمایا کہ تین امر مرسلین کی عادات مین سی ہین افطار مین تعجیل اور سحور مین تاخیر اور مسواک اگر کوئی کہی تاخیر سحور مرسلین کی

من اخلاق المرسلین وهو مخصوص باهل ملتنا فالجواب ان المراد به الاکلة الثانیة فانها کانت تجری

اخلاق مین سی کیونکر ہو سکتی ہی حال یہہ ہی کہ سحور صرف اسہی امت کی واسطی ہی تو جواب یہہ ہی کہ سحور سی مراد دوبارہ کہانا ہی کیونکہ یہہ اونکی حق مین قایم

مجری السحور فی حقهم وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال لا یزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا

مقام سحور کی تہا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نی فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہیگی جبتک سحر مین تاخیر اور افطار مین

الفطر لکن ینبغی ان لا یؤخر علی وجه یقع الشك فی طلوع الفجر فان من شك فی طلوع الفجر فالا فضل له

جلدی کرتی رہینگی لیکن لایق یہہ ہی کہ اتنی تاخیر نکری کہ صبح صادق کی کہلنی مین شک پیدا ہوجاوی کیونکہ جسکو صبح صادق مین شک ہو تو اوسکو یہہ ہی افضل ہی

ان یترك الاکل تحرزا عن الوقوع فی المحرم ولو اکل فصومه تام لان الاصل بقاء اللیل ولا یخرج بالشك وروی

کہ نہ کہاوی ایسا نہو کہ حرام مین واقع ہوجاوی اور اگر اس حال مین کہا لیا تو روزہ پورا ہی اسواسطی کہ اصل تو رات کا باقی رہنا ہی شک سی خارج نہین ہوتی

عن ابی حنیفة انه لو کان فی موضع یتبین له الفجر لا یلتفت الی الشك ولو کان فی موضع لا یتبین فیه

اور ابوحنیفہ سی روایت ہی کہ سحر کہاتا ہو اگر ایسی مقام مین ہو کہ فجر منکشف ہوجاتی ہی تو شک کا کچہہ اعتبار نہین اور اگر ایسی مقام مین ہی جہان فجر ظاہر

الفجر او کانت اللیلة مقمرة او متغیمة او کان ببصره علة تکون مسیئا فی الاکل مع الشك لقوله علیه السلام

نہین ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہتا ہو یا یہہ شخص کم سوجہہ ہو تو اب حالت شک مین کہانا اچہا نہین واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

دع ما یریبك الی ما لا یریبك وان کان اکبر رأئه انه اکل والفجر طالع فالاحتیاط فیه ان یقضی ذلك

چہوڑ اوسکو جسمین شک ہی طرف اوسکی جسمین تجہکو شک نہین اور اگر اسکی رای مین احتمال غالب یہہ ہو کہ کہانا کہاتی ہوئی صبح صادق ہوگئی تو احتیاط اسمین یہہ ہی ہی

الیوم عملا بغالب الرای لان اکبر الرای کالیقین فیما یبنی علی الاحتیاط وعلی ظاهر الروایة لا قضاء علیه

غالب احتمال پر عمل کرنی کو اسواسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہان احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اوسپر قضا نہین ہی

لان الیقین لا یزول الا بمثله والاصل بقاء اللیل ولو ظهر ان الفجر قد کان طالعا یلزمه القضاء

اسواسطی کہ یقین بدون یقین کی نہین جاتا اور اصل یہہ ہی کہ رات باقی ہو اور اگر یہہ معلوم ہوجاوی کہ فجر بیشک ہوگئی تہی تو اوسپر قضا لازم ہی

ولا کفارة علیه لانه یبنی الامر علی الاصل الذی هو بقاء اللیل هذا کله حکم التسحر واما الافطار

اور کفارہ نہین ہی اسواسطی کہ بنا اوسنی اصل پر کی کہ رات باقی تہی یہہ سب احکام سحر کی تہی اور رہا افطار

فیستحب تعجیله قبل طلوع النجوم لما روی عن سهل بن سعد انه علیه السلام قال لا یزال الناس

سو اوسکی تعجیل مستحب ہی ایسا کہ ستاری نکلنی نہ پاوین اسواسطی کہ سہل بن سعد سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہمیشہ خلقت

بخیر ما عجلوا الفطر یعنی ان الناس ما داموا یحفظون هذه الخصلة یکونون علی خیر واذا ترکوها

بہلائی پر رہی گی جبتک افطار مین تعجیل کرینگی مراد یہہ ہی کہ خلقت جبتک اس طریقہ کو نگہ رکہینگی تو بہلائی پر رہینگی اور جب اسکو چہوڑینگی تو

ینقص خیرهم فان السنة ان یعجل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الکتاب

اونکی بہلائی مین نقصان آویگا کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ روزہ دار افطار مین جلدی کری نماز سی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہوچکی اسواسطی کہ اہل کتاب

کانوا یؤخرون الافطار الی اشتباك النجوم ثم صار فی ملتنا شعار الاهل البدعة وسمة لهم وندب

افطار مین اتنی دیر کیا کرتی تہی کہ ستاری خوب روشن ہوجاوین پہر یہہ ہی ہماری امت مین بدعتیون کی عادت ہوگئی اور طریق ٹہر گیا اور افطار مین تعجیل

تعجیله مخالفة لهم وقد روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال قال الله تعالی احب عبادی الی اعجلهم

اونکی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مجکو محبوب تر وہ بندی ہین جو افطار مین

فطرا فان من کان اکثر تعجیلا فی الافطار فهو احب الی الله تعالی لکونه متمسکا بشریعة نبیه ومعرضا

جلدی کرتی ہین سو جو شخص افطار مین جلدی کریگا وہ ہی اللہ تعالی کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوسکی نبی کی شریعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت

عن مخالفها مع انه اذا افطر قبل الصلوة یؤدی الصلوة عن حضور القلب وطمانینة النفس فمن کان

سی وجہ نکی اور یہہ بہی ہی کہ اگر نماز سی پہلی افطار کریگا تو پہر نماز خوب دلکی حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہوگی پہر ایسا شخص

بهذه الصفة فهو احب الی الله تعالی ممن لم یکن کذلك وینبغی ان یفطر علی تمر او ما یقوم مقامه

اللہ تعالی کا محبوب کیوں نہیں ہوگا بہ نسبت ایسی شخص کی جو ایسا نہو اور لایق ہی کہ چہوہارسی افطار کری یا جو شیرینی میں اوسکی قایم

فی الحلاوة کالتین والزبیب وان لم یجده فعلی ماء لما روی عن انس انه علیه السلام کان یفطر قبل

مقام ہو جیسی انجیر یا مویز اور اگر نہ میسر آوی تو پانی اسواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نماز سی پہلی

الصلوة علی رطبات وان لم یکن فتمیرات فان لم یکن حسا حسوات من الماء وقال علیه السلام اذا

تازہ چہوہاری سی افطار کرتی اگر نہوتا تو خشک چہوہاری اگر یہہ بہی نہوتا تو کئی گہونٹ پانی اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نی جب

افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانه برکة فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانه طهور ویدعوا عند الافطار

کوئی افطار کری تو تمر سی افطار کری کیونکہ یہہ برکت ہی اگر نہ پاوی تو پانی سی افطار کری کیونکہ نہایت پاک ہی اور افطار کی وقت

باهم مهماته فانه من مظان الاجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة

اپنی بڑی سی بڑی مطلب کی دعا مانگی کیونکہ اوسوقت ظن قبولیت کا ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہی

وروی عن ابن عباس انه علیه السلام کان اذا افطر قال اللهم لك صمت وبك امنت وعلی رزقك

اور عبد اللہ بن عباس سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتی ہوئی یہہ فرماتی اللہم لک صمت الی آخرہ الہی تیری واسطی میں نی روزہ رکہا اور تیری اوپر ایمان لایا

افطرت ووقت الافطار ما روی عن عمر بن الخطاب انه علیه السلام قال اذا اقبل اللیل من هٰهنا

مینی روزہ کہولا اور وقت افطار کا وہ ہی وقت ہی جو عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب یہاں سی رات سامنی آوی

وادبر النهار من هٰهنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه علیه السلام اتی باسم الاشارة هٰهنا فی

اور یہاں سی دن جلا جاوی اور آفتاب ڈوب جاوی تو روزہ دار نزت افطار کری اس حدیث میں دونو جگہہ لفظ ہہنا اسم اشارہ کا بیان فرمایا ہی

الموضعین واشار بالاول الی جانب المشرق لان ظلمة اللیل تظهر اولا من ذلك الجانب واللیل عبارة

اول مقام میں اشارہ مشرق کی طرف ہی اسواسطی کہ رات کی تاریکی پہلی اوسہی طرف سی ظاہر ہوتی ہی اور رات اوس ہی

عن ظهور ظلمة اللیل من جانب المشرق واشار بالثانی الی جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل

تاریکی کا نام ہی جو مشرق کی طرف سی پیدا ہوتی ہی اور دوسری مقام میں مغرب کی طرف اشارہ فرمایا اسلئی کہ دن کی روشنی جو

من الشمس یذهب الی ذلك الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واذا غربت یذهب النهار وعلی

آفتاب سی ہوتی ہی اوسہی طرف کو جاتی ہی اور آفتاب کی باقی رہنی کو دن کہتی ہیں جب آفتاب ڈوب جاتا ہی تو دن جاتا رہتا ہی

هذا یکون غروب الشمس معلوما من قوله وادبر النهار لان الادبار بمعنی الذهاب ولا حاجة الی قوله

اس حال کی موافق آفتاب کا چہپ جانا تو لفظ ادبر النہار سی معلوم ہوچکا تہا اسواسطی کہ ادبار چلی جانی کو کہتی ہیں اب اس لفظ کی

وغربت الشمس لکن اتی به لبیان کمال الغروب حتی لا یظن ان بغروب بعض الشمس یجوز الافطار

وغربت الشمس کیا حاجت تہی لیکن پہر بہی یہہ لفظ واسطی بیان کمال غروب کی فرمایا کوئی یہہ خیال نکری کہ آفتاب کی آدہی تہائی ڈوبنی پر بہی افطار جایز ہی

والمعنی ان غروب الشمس اذا تم وکمل فقد دخل الصائم فی وقت الافطار فیجوز له الافطار بل یستحب

مراد یہہ ہی کہ آفتاب کا غروب جب خوب پورا ہوچکی تو روزہ دار کو وقت افطار کا آگیا پہر اوسکو افطار جایز ہی بلکہ تعجیل مستحب ہی

تعجیله لکن فی یوم الغیم لا یستحب تعجیله ولا یفطر حتی یغلب علی ظنه غروب الشمس وان اذن

لیکن ابر کی دن تعجیل مستحب نہیں ہی اور افطار ہرگز نہ کری جبتک کہ اسکی گمان غالب میں آفتاب غروب نہولی اگرچہ مغرب کی

للمغرب وان شك فی غروب الشمس لا یحل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعلیه القضاء

اذان ہوچکی اور اگر آفتاب کی غروب میں شک ہو تو افطار حلال نہیں ہی اسواسطی کہ اصل دن کا باقی رہنا ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا ہی

لاسیما اذا افطر واکبر رایه انه افطر قبل الغروب یجب علیه القضاء عملا بالاصل الذی هو بقاء
خاص ایسی وقت کہ افطار کری اور اوسکی رای مین احتمال غالب ہو کہ غروب سی پہلی افطار کیا تو اوسپر قضا واجب ہی تاکہ اصل پر ہو جاوی کہ وہ دن کا

النهار بخلاف ما تقدم فی اکل السحور لان الاصل فیه بقاء اللیل ولو تبین ان الشمس لم تغرب ینبغی ان
باقی رہنا ہی بخلاف گذشتہ کی جو سحور کی حال مین گذرا کیونکہ وہان اصل رات کا باقی رہنا ہی اور اگر ظاہر ہو جاوی کہ آفتاب نہین چھپا تو لایق ہی کہ

یجب الکفارة نظرا الی الاصل الذی هو بقاء النهار وکل من افطر خطأ او بنی علی ظن یفسد صومه
بلحاظ اوس اصل کی جو دنکا باقی رہنا ہی کفارہ واجب ہو جاوی اور جسنی روزہ چوک کر یا گمان سی افطار کیا تو روزہ فاسد ہو جاتا ہی

ویلزمه امساك بقیة یومه ویجب علیه القضاء ولا یجب علیه الکفارة ولا یاثم اما فساد صومه
اور باقی دن پہر امساک لازم ہوتا ہی اور قضا اوسپر واجب ہی اور اوسپر کفارہ نہین آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہی روزہ تو اسلئی فاسد ہو

فلانتفاء رکنه بغلط یمکن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقیة یومه فلقضاء حق الوقت بالقدر
کہ غلطی سی اوسکا رکن فوت ہوا جس سی احتراز ہو سکتا تہا اور مساک باقی دن کا اسلئی لازم ہی کہ وقت کا حق جتنا ہو سکی ادا کرنا چاہئی

الممکن ولنفی التهمة عن نفسه لانه اذا اکل ولا عذر به یصیر متهما عند الناس بالفسق والتحرز
اور تاکہ ذمہ پر تہمت نرہی اسلئی کہ اگر بی عذر کہاوی پیویگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت لگی گی اور تہمت کی جگہ سی

عن مواضع التهم واجب لقوله علیه السلام من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقفن مواقف التهم
بچتی رہنا واجب ہی واسطی ارشاد نبی صلی الله علیه وسلم کی جو شخص الله پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ ہرگز نہ کہڑا ہو

واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذا فات یجب قضاءه واما عدم وجوب الکفارة
اور قضا اسواسطی واجب ہی کہ روزہ ایک حق ہی شرع مین اوسکا بدلہ لیسا ہی چاہئی اگر وہ فوت ہوا تو قضا واجب ہی اور کفارہ اسواسطی واجب نہین ہی

فلکون الجنایة قاصرة غیر کاملة لعدم القصد واذا لم یوجد القصد ینتفی الاثم ایضا لما روی عن
کہ خطا کمتر ہی پوری نہین کیونکہ بلا قصد صادر ہو گئی ہی اور جب قصد نہین ہوتا تو گناہ بہی نہین ہوتا اسواسطی کہ روایت ہی

عمر انه کان جالسا مع اصحابه فی رحبة مسجد الکوفة عند غروب الشمس فی رمضان فاتی بکاس
عمر سی کہ وہ اپنی یارون کی ہمراہ مسجد کوفہ کی صحن مین رمضان مین شام کی وقت بیٹھی تہی سو کوئی شخص

من اللبن فشرب هو واصحابه فامر المؤذن ان یؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة رای الشمس فقال
پیالہ دودہ کا لایا پہر عمر نی اور اونکی اصحاب نی پیا پہر مؤذن کو اذان کا حکم دیا جب مؤذن مئذنہ پر چڑہا تو دیکہتا کیا ہی کہ آفتاب موجود ہی بولا

الشمس یا امیر المؤمنین فقال له عمر بعثناك داعیا لا راعیا ما تجانفنا لاثم نقضی یوما مکانه
یا امیر المؤمنین آفتاب ہی عمر نی جواب دیا تجہکو اذان پڑہنی کو بہیجا ہی یا آفتاب دیکہنی کو ہمنی گناہ کی طرف رغبت نہین کی ایکدن اسکی بدلی

فقضاء یوم علینا یسیر فان هذا الحدیث یدل علی لزوم القضاء وعدم لزوم الکفارة والاثم
قضا کر دینگی ہمپر ایکدن کی قضا آسان ہی بیشک اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ قضا لازم ہی کفارہ اور گناہ کچہ نہین ہی

لان قوله ما تجانفنا لاثم معناه لم نمل الی الاثم وما تعمدنا فی ذلك ارتکاب المعصیة وکذا کل من
اسواسطی کہ اونکا قول ما تجانفنا لاثم اسکی معنی یہہ ہین کہ ہمنی گناہ کی رغبت نہین کی اور ہمنی اس افطار مین عزم معصیت کا نہین کیا اور ایسی ہی جو شخص

کان اهلا للصوم فی اثناء النهار ولم یکن فی اوله کذلك یلزم امساك بقیة یومه کما اذا اسلم الکافر
آخر روز مین روزہ کا اہل ہو اور اول روز مین روزہ کا اہل نہو تو اوسکو امساک باقی دن کا لازم ہی جیسی کہ آخر روز مین کافر مسلمان

وبلغ الصبی وافاق المجنون وقدم المسافر وبرئ المریض وطهرت الحائض والنفساء فان کل واحد منهم
یا بچہ بالغ یا دیوانہ ہوشیار یا مسافر مقیم یا بیمار چنگا یا حیض نفاس والی عورت پاک ہو جاوی تو ہر ایک کو اونمین سی

يلزمه امساك بقية يومه تشبها بالصائمين والاصل في هذا ان من كان في اثناء النهار على صفة
باقی روز کا امساک روزہ داروں کی طرح لازم ہی اور قاعدہ اسمین یہہ ہی کہ جو شخص درمیانہ روز ایسی حالت پر ہو

لو كان عليها في اوله يلزمه الصوم فعليه الامساك ومن لم يكن كذلك لا يجب عليه الامساك
کہ اگر اول روز مین ایسا ہوتا تو اوسپر روزہ واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساک لازم ہی اور جو ایسا نہو تو اوسپر امساک واجب نہین ہی

كمن كان مريضا او مسافرا او حائضا او نفساء فان الامساك لا يجب عليهم لتحقق المانع عنه وهو قيام
جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگون پر امساک واجب نہین ہی اسواسطی کہ روزہ کا مانع موجود ہی یعنی

هذه الاعذار فيهم فانها كما تمنع عن الصوم تمنع عن التشبه اما في الحائض والنفساء فلان الصوم عليهما
اونمین یہہ عذرات باقی ہین ان لوگون پر جیسی روزہ نہین ہی ایسا ہی روزہ دارونکی مشابہت بہی نہین حایضہ اور نفاس والی عورت کو تو اسلئی کہ انپر روزہ

حرام والتشبه بالحرام حرام واما المريض والمسافر فلان الرخصة في حقهما باعتبار الحرج ولو الزمناهما
حرام ہی اور حرام کی ساتہہ مشابہت بہی حرام ہی اور مریض اور مسافر کو اسلئی کہ انکی حقمین باعتبار حرج کی اجازت ہی اور اگر ان پر مشابہت لازم کرین

التشبه عاد الحرج ثم الحائض تاكل سرا لا جهرا وكذا كل من ابيح له الافطار ياكل سرا لا جهرا الا ان يكون
تو وہ ہی حرج کا حرج موجود رہی پہر حایضہ عورت پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہی پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی ہان جسکا

العذر ظاهرا كالمرض والسفر والنفاس لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهرا يصير عند الناس متهما بالفسق
عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کہاوی جیسی بیماری اور سفر اور نفاس اسواسطی کہ اگر یہہ کہاویگا اور عذر ظاہر نہین ہوگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت

الذي هو اكل رمضان والاحتراز عن مواضع التهم واجب كما مر ثم ينبغي ان يعلم ان المريض نوعان نوع
لگی کی یعنی رمضان مین دن کو کہاتا ہی اور تہمت کی جگہ سی احتراز کرنا واجب ہی چنانچہ گذر چکا پہر جاننی کی بات ہی کہ بیمار دو طرحکا ہوتا ہی ایک تو ایسا

لا يضره الصوم بل ينفعه ونوع يضره الصوم وهذا هو الذي يبيح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس
جسکو روزہ ضرر نہین کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہی اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہی ایسی بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہی اسواسطی کہ اجازت افطار کی مطلق نفس

المرض بل بوجود المشقة فلا بد من معرفته وطريق معرفته قد يكون باجتهاد المريض بان يعلم بنفسه
مرض سی نہین ہی بلکہ مشقت کا ہونا چاہئی اب مشقت کو سمجہنا چاہئی اور طریقہ اوسکی پہچان کا بعضی دفعہ بیمار کی سمجہہ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ سی

بالتجربة انه ان صام يزداد المه ووجعه بالصوم وقد يكون باخبار طبيب حاذق مسلم عدل
جان لی کہ اگر مین روزہ رکہونگا تو روزہ رکہنی سی میرا دکہہ اور مرض بڑہ جاویگا اور بعضی دفعہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہی لیکن طبیب دانا مسلمان عادل ہو

لا فاسق لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول بخلاف السفر فان الرخصة يتعلق بنفسه
فاسق نہو اسواسطی کہ فاسق کی خبر دیانات مین مقبول نہین ہی مردود ہی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر مین اجازت صرف سفر ہی سی متعلق ہی

لانه لا يخلو عن المشقة فاقيم مقامها وادير الحكم عليه

المجلس الثلثون في بيان غائلة من افطر يوما من رمضان فيما يجب فيه الكفارة

کیونکہ سفر مشقت سی کبہی خالی نہین ہوتا سو سفر کو قایم مقام مشقت کی ٹہراکر حکم لگادیا تیسوین مجلس سزا کی بیان مین اوس شخص کی جو ایکدن رمضان سی روزہ توڑ دی جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من افطر يوما من رمضان من غير رخصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله هذا الحديث من حسان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی رمضان کا ایک روزہ بی اجازت شرعی اور بیدون بیماری کی توڑ ڈالا تو اوسکا عوض تمام عمر کی روزی نہین ہوسکتی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین

المصابيح رواه ابو هريرة وهو وارد على طريق الانذار والتخويف بما يلحقه من الاثم ويفوته من الاجر
ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور یہہ حدیث برسبیل ڈرانی اور خوف دلانی کی وارد ہوئی ہی کہ روزہ توڑنی مین کتنا گناہ ہی اور کتنا ثواب جاتا رہتا ہی

فانه لا يجد فضيلة الصوم المفروض بصوم الدهر كله نافلة وليس معناه انه لو صام الدهر كله بنية قضاء

کیونکہ فضیلت فرض روزہ کی ساری عمر کی نفل روزونسی نہین حاصل ہوتی اور یہہ مراد نہین ہی کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کی بدلہ

يوم من رمضان لا يسقط قضاء ذلك فان الاجماع على انه يجزيه قضاء يوم مكانه اما مع الكفارة

قضاء کی نیت سی روزی رکہا کری تو اوسکی ذمہ سی قضاء اوس دن کی ساقط نہین ہوتی کیونکہ سبکا اتفاق ہوچکاہی کہ اوسکی بدلہ ایکدن کی قضا کافی ہی یا تو ہمراہ

ان كان افطاره بما يوجب الكفارة بما هو غذاء او دواء او بغير الكفارة ان كان افطاره بما لا يوجب الكفارة

کفارہ کی اگر اوسنی افطار ایسی چیز سی کیا جسمین کفارہ واجب ہوتاہی جیسی غذا اور دواء یا بغیر کفارہ کی اگر ایسی چیز سی افطار کیا جسمین کفارہ واجب نہین ہوتا

مما ليس غذاء ولا دواء من المفسدات للصوم فعلى هذا فالدخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة

جیسی نہ غذا ہو اور نہ دوا یعنی روزہ فاسد کرنیوالی چیزونمین سی اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی

العدوة لاهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص والعوام هل يفسد الصوم ام لا فالجواب فيه ان قول

جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اسمین تمام خلقت خاص وعام مبتلا ہورہی ہین آیا روزہ فاسد کرتا ہی یا نہین سو اسکا جواب یہہ ہی کہ

الفقهاء في عامة الكتب وان كان نصا على ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لا يفسد الصوم لكنهم قالوا في تعليله

فقہاء کا صریح قول عام کتابون مین اگرچہ یہہ ہی کہ مطلق دہوان اگر حلق مین داخل ہوجاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا لیکن اوسکی علت یہہ بیان کی ہی

لانه لا يمكن الاحتراز عنه فان الصائم لا يجد بدا من فتح فمه عند التكلم فيدخل الدخان حلقه والقياس

کہ روزہ اسواسطی فاسد نہین ہوتا کہ دہوئین سی بچاؤ نہین ہوسکتا کیونکہ روزہ دار کو اسکا کیا علاج کہ بات کرنی مین منہہ کہولی اور دہوان حلق مین چلاجاوی اور قیاس

ان يفسد صومه لوصول المفطر الى جوفه بفعله وكونه مما لا يتغذى لا ينافي الفساد كالتراب والحصاة وهذا

مین یہہ آتاہی کہ روزہ جاتا رہی اسواسطی کہ مفطر پیٹ مین اوسکی اختیار سی گیا اور غذا نہونا فساد کی منافی نہین ہی جیسی مٹی اور کنکر سی روزہ فاسد ہوجاتاہی اور یہہ

التعليل يقتضي ان يكون ذلك الدخان مفسدا للصوم لانه يصل الى جوفه بفعله ويدل عليه ما قال قاضيخان

تعلیل چاہتی ہی کہ حقہ کا دہوان روزہ توڑنیوالا ہو کیونکہ یہہ دہوان اختیار سی پیٹ مین جاتاہی اور قول قاضیخان کا فتاوی مین اسی پر دلالت کرتاہی

في فتاواه وان صب الماء في اذنه اختلفوا فيه والصحيح انه هو الفساد لانه وصل الى جوفه بفعله فانظر

اور اگر اوسکی کان مین پانی ڈالین تو اسمین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ روزہ جاتا رہتا ہی اسواسطی کہ اسکی اختیار سی اندر جاتاہی اب دیکہہ تو

كيف اعتبر الوصول الى جوفه بفعله في فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء في اذنه لا يفسد صومه فعلم

اختیار سی اندر جانی کا روزہ ٹوٹنی مین کیسی اعتبار کیاہی کیونکہ اگر نہانی ہوئی پانی کان مین چلا جاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا اس سی معلوم ہوا

من هذا ان لفعله دخلا في فساد صومه بل لو نظر الى ما ادعاه مستعملوه من انه دواء يلزم ان يجب الكفارة

کہ روزہ ٹوٹنی مین اختیار کو دخل ہی بلکہ اگر حقہ نوشونکی دعوی کو خیال کرو کہ حقہ دوا ہی تو لازم آتاہی کہ کفارہ بہی واجب ہو

لان الاصل في وجوبها وصول الغذاء او الدواء الى الجوف من المسلك المعتاد في نهار رمضان على وجه التعمد

اسواسطی کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونیکا یہہ ہی کہ غذا یا دوا اندر کیطرف عادت کی راہ سی رمضان مین دن کو قصدًا داخل ہو

وهذا المعنى على تقدير صدق دعواهم يكون موجودا فيه ثم انه في غير حال الصوم حل استعماله ام لا قد كثر

اور یہہ امر اگر اونکا دعوی سچاہی تو حقہ مین موجود ہی پہر یہہ بات کہ حقہ خالی دنون مین بی روزہ آیا پینا حلال ہی یا نہین تو

فيه الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يترتب عليه فائدة

اسمین بہت گفتگو ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کار جو مکلف کی قصد سی صادر ہو تو اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا

دينية او دنيوية فهو دائر بين العبث واللعب واللهو ولم يفرق بين هذه الثلثة في كتب اللغة ولا بد من الفرق

یا دنیا کا نہو تو وہ کام یا عبث یا لعب اور لہو ہوتاہی اور لغت کی کتابون کی اندر اسمین کچہہ فرق نہین لکہا اور فرق ضرور چاہیی

لعطف بعضها على بعض في القرآن وهو على ما ذكره بعض الفحول وكان حقيقا بالقبول ان العبث الفعل الذي
اسواسطی کہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان بعضی علماء کی جو لایق قبول کرنی کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کار ہوتا ہی

ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذي فيه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ النفس
جسمین نہ کچھہ لذت اور نہ کوئی فائدہ اور جس کار میں لذت ہو پر بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہی اور ایسی ہی لہو ہی پر لہو میں حظ نفس زیادہ ہوتا ہی

بحيث يشتغل به عما يهمها والكل حرام لانها لم تذكر في القرآن الا على طريق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
اسقدر کہ اوسکی شغل میں اور ضرورت کو بہول جاتا ہی اور یہہ سب حرام ہیں اسواسطی کہ قرآن میں جہاں انکا ذکر ہی سو ہجو کی طور پر ہی جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما في اللعب واللهو او في العبث بل هو بالعبث انسب
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت حقہ پینی کی بہی معلوم ہوئی کیونکہ حقہ یا تو لعب ہوگا یا لہو ہوگا یا عبث ہوگا بلکہ حقہ کو عبث سی زیادہ مناسبت ہی

لخلوه عن اللذة التي في اللعب واللهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له بتسويل شيطاني فيدخل
کیونکہ لذت سی خالی ہی جو لعب اور لہو میں معتبر ہی ہان شاید بعضی حقہ نوشون کو شیطانی آراستگی سی لذت حاصل ہوگی سوئی اب

في اللعب او اللهو لكن لا يكون فيه شيء من الفائدة اصلا لا من الفائدة الدينية وهو ظاهر ولا من الفائدة
لعب اور لہو میں داخل ہوگا لیکن حقہ میں کوئی فائدہ ہرگز نہیں ہی نہ تو دین کا یہہ تو ظاہر ہی اور نہ کوئی فائدہ

الدنيوية لانه لا يصلح لشيء من الغذاء او الدواء اصلا بل هو مضر لاطباق الاطباء على ان مطلق الدخان
دنیا کا کیونکہ نہ اسمین ہرگز امکان غذا کا ہی نہ دوا کا بلکہ وہ ضرر رساں ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہیں کہ مطلق دہوان

مضر قال ابن سينا لولا الدخان والقتام لعاش ابن آدم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة
ضرر کرتا ہی شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور غبار نہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیز سی بچنا چاہئی اور چار چیز کا استعمال چاہئی

ولا حاجة لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام
پہر طبیب کی کچہہ حاجت نہیں بچتی رہو دہوئیں اور غبار اور بدبوسی اور استعمال کیا کرو چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام

وذكر في القانون ان جميع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضي وفيه نارية يسيرة قال بعض الفضلاء
اور قانون میں مذکور ہی کہ دہوئیں کی تمام قسمین باعتبار اپنی جوہر ارضی کی مجفف ہیں اور اسمین کچہہ ناریت ہوتی ہی بعضی فاضل کہتی ہیں

فاذا كان مجففا يكون مجففا للرطوبات البدنية فيؤدي الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب
جب دہوان مجفف ہوا تو بدن کی رطوبت کو خشک کریگا پہر اس سی بہت سی بیماریاں پیدا ہونگی تو اسکا برتنا جایز نہیں ہی اسواسطی کہ

صيانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء
ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی دفعہ

قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه
طبیب بعضی بیماریوں کا علاج بعضی قسم کی دہوئیں سی کرتی ہیں پہر اوسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہی تمام قسم کی دہوئوں سی ممانعت کرنی کیونکر صحیح ہی

فالجواب انهم يعالجون به لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التخفيف فان قيل ما ذكر من التجفيف
تو جواب یہہ ہی کہ طبیب دہوئیں سی تہوڑی دیر کی واسطی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی واسطی نہیں کرتی تاکہ خشکی پیدا ہو پہر اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ خشکی جسم

لا يضر في البلغمي لكثرة رطوباته وانتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول لا بد
کہتی ہو سو بلغمی مزاج کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ بلغمی میں رطوبات بہت ہوتی ہیں اور خشکی سی بلغمی کو فائدہ ہوتا ہی پہر ممانعت کیون ہی تو جواب یہہ ہی کہ ہر شخص میں فائدہ لینی کا نا معلوم

في معرفة ذلك من طبيب حاذق [illegible] الذي [illegible] لا [illegible]
ب اسکے دریافت کی واسطی بڑا حاذق طبیب چاہئی جو آدمی کی مزاجون سی واقف ہو اور اوس مقدار کو جانی جسمین نفع ہوتا ہو اور [illegible] تو عمل کرنا ہرگز جایز نہیں ہی

اصلا لوقوع التردد بین السلامة وعدمها فان العدول ممن کانوا استعملوه قد اختلفوا فیه فمنهم
اسواسطی کہ سلامتی اور عدم سلامتی میں شک ہی کیونکہ منصف عادل حقہ نوشوں کو اسمیں اختلاف ہی بعضی اونمیں سی

من یقول بضرره ومنهم من یقول بعدم ضرره ومنهم من یشك فیه لکن الفریق الاغلب الذی جانب الحق
ضرر کی قائل ہیں اور بعضی کہتی ہیں ضرر نہیں ہی اور بعضوں کو ضرر میں شک ہی لیکن اکثر اشخاص کہ حق بات اونکی طرف

الیه اقرب یقول انه فی ابتدائه یحدث قوة فی الجسم وحدة فی البصر وهضما فی الطعام ونشاطا فی الاعضاء
قریب تر معلوم ہوتی ہی یہہ کہتی ہیں کہ حقہ پہلی تو جسم میں قوت پیدا کرتا ہی اور نگاہ میں تیزی اور کہانی کا ہاضمہ اور اعضا میں سرور

فاذا حصلت المداومة یورث غشاوة فی البصر وثقلا فی الاعضاء وامساکا فی الهاضمة وضعفا فی البدن
پہر جب مداومت ہو جاتی ہی تو بینائی پر پردہ گرتا ہی اور اعضا میں گرانی اور ہاضمہ میں امساک اور بدن میں سستی

وذلك لانه کما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فیفعل فی ابتدائه ما ذکره اولا وفی انتهائه ما ذکره ثانیا علی انه
اور یہہ اسلئی کہ جیسا طبیب کہتی ہیں کہ دہواں خشکی کرتا ہی کچہہ حرارت سی سوئی پہلی پہلی وہ ہی اثر کرتا ہی جو پہلی بیان کیا اور آخر کو وہ کرتا ہی جو پہر بیان کیا

علاوہ یہہ ہی

لو تحقق نفعه فبعد النفع یمنع من استعماله لانه ح یکون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا
کہ اگر فائدہ ثابت بہی ہو تو بعد فائدہ کی استعمال کی ممانعت اسلئی ہی کہ حقہ اب دوا ہوا اور دوا کا استعمال بیماری جانی کی بعد جایز نہیں ہی کیونکہ دوا

لم یجد مرضا یزیله یاخذ من البدن فیؤدی الی الضرر وما یؤدی الی الضرر یمنع من استعماله وان کان فیه
اگر بیماری کو نہیں پاتی کہ جسکو دفع کری تو پہر بدن میں اثر کرتی ہی پہر اوس سی ضرر ہوتا ہی اور جس چیز میں ضرر ہوتا ہو اوسکا استعمال کرنا منع ہی اگرچہ اوسمیں

نفع الا تری ان الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القرآن بنفعها کما قال الله تعالی یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ
فائدہ بہی ہو کیا معلوم نہیں کہ شراب جو صریح آیت سی حرام ہی قرآن میں اوسکی فائدہ کی خبر مذکور ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا

قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ لکن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر یحمی جانب الضرر حتی قال الفقهاء
کہہ اسمیں گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہیں لوگوں کو لیکن نفع کی جانب سی اگر ضرر کی جانب مقابل ہو جاتی ہی تو ضرر کی جانب ملحوظ ہوتی ہی یہاں تک فقہاء کہتی ہیں

لو کان فی شئ وجوه شتی توجب الحل والجواز ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة
اگر ایک چیز میں کئی وجوہ ہوں جس سی حلت اور جواز لازم آتا ہو اور ایک وجہ ایسی ہو جس سی حرمت اور عدم جواز لازم آتا ہو تو اب واسطی احتیاط کی

احتیاطا فان قیل ان المستعملین له یدعون انهم یجدون عقیب استعماله خفة فی البدن فکیف یصح القول
حرمت کی جانب کو غالب کہینگی اگر کوئی اعتراض کری کہ حقہ نوش دعوی کرتی ہیں کہ حقہ پینی کی بعد بدن میں خفت پیدا ہوتی ہی پہر کیونکر کہتی ہو

بعدم النفع فیه فالجواب علی ما ذکره بعض المتناولین لتجربة نفعه وضرره ان المستعملین له یحصل لهم
اسمیں فائدہ نہیں ہی پس جواب موافق بیان بعضی حقہ نوشوں کی جنہوں نی اوسکی نفع ضرر کا تجربہ کیا ہی یہہ ہی کہ حقہ نوشوں کو حقہ پینی ہوئی

حال استعماله الم شدید فعند فراغهم عنه ینجون من ذلك الالم ویحصل لهم راحة فیظن هؤلاء المساکین
ایک سخت الم ہوتا ہی جب وہ پی چکتی ہیں تو تب اوس الم سی نجات ہوتی ہی اور ایک طرح کی راحت ملتی ہی سو یہہ بیچاری یہہ جانتی ہیں

ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا یدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله ثم ان
کہ یہہ راحت حقہ پینی سی حاصل ہوئی ہی یہہ نہیں سمجہتی کہ یہہ راحت حقہ موقوف کرنی سی ہوئی ہی پہر

ثانی معرفة حرمة الاشیاء واباحتها وجها حسنا یرجع الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة
ہماری پاس واسطی دریافت اشیا کی حرمت اور اباحت کی ایک خوب وجہ ہی اصول سی متعلق ہی وہ یہہ ہی کہ حق یوں ہی کہ بعثت سی پہلی

ان لا یکون فیها حکم وبعد البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا
اشیاء میں کوئی حکم حلت اور حرمت کا نہیں تہا اور بعثت کی بعد علماء کی تین قول اختلافی ہیں اول یہہ کہ تمام اشیاء حرام مگر

ما دل دليل الشرع على اباحته والثاني انها متصفة بالاباحة الا ما دل دليل الشرع على حرمته والثالث
جسکو دلیل شرعی نے مباح کردیا اور دوسرا قول تمام اشیاء مباح مگر جسکو دلیل شرعی نے حرام کردیا اور تیسرا قول
وهو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنى ان الاصل فيها الحرمة وان المنافع
جو صحیح ہی کہ اشیاء میں تفصیل ہی کہ تمام اشیاء ضرر رسان تو حرام یعنی اصل اونمیں حرمت ہی اور اشیاء نفع مند
متصفة بالاباحة لقوله تعالى هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا فانه تعالى ذكره في معرض الامتنان
مباح ہین واسطی اس آیت کی وہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھ زمین میں ہی سب کیونکہ اللہ تعالی نی یہہ آیت منت دہی کی جگہ پر نازل فرمائی ہی
ولا يكون الامتنان الا بالمنافع المباح فكانه قيل هو الذي خلق لاجل نفعكم جميع ما في الارض من المنافع لتنتفعوا
اور منت دہی بدون منفعت مباح کی نہین ہوسکتی گویا یہہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی وہ ہی جسنی تمہاری فائدہ کی واسطی تمام منفعت کی چیزین جو زمین میں ہین پیدا کین
بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه لو كان نافعا لكان الاصل فيه الاباحة
تاکہ اوس سی منفعت لو اسی تیسری قول سی جو صحیح ہی حقہ کا حکم بھی نکلتا ہی بیشک حقہ اگر مفید ہوتا تو البتہ اصل مین مباح ہوتا
لكن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو في الاجل فيكون الاصل فيه الحرمة بل لو وقع فيه الشك
لیکن حاذق طبیبوں کی خبر دینی سی ثابت ہوچکا ہی کہ حقہ مضر ہوتا ہی اگرچہ انجام میں پھر اصل حقہ مین حرمت ہی بلکہ اگر ضرر کرنی مین شک ہوتا
لغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية فانه عليه السلام قال الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات
تو بھی حرمت کی جانب غالب ہوتی چنانچہ یہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی ان دونوں کی بیچ میں مشتبہات ہین
لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات وقع
جنکو اکثر آدمی نہیں جانتی پھر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور آبرو بچالی اور جو شبہات مین پھنس گیا تو حرام مین واقع ہوا
في الحرام كالراعي يرعى حول الحمى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فذهب بعضهم
جیسی چوپایہ بیڑ کی گرد چرتا چرتا بیڑ کی اندر پھنس جاتا ہی اور علماء نی اختلاف کیا ہی ان مشتبہات کی حکم مین بعضی تو
الى حرمتها لانه عليه السلام قد اخبر في هذا الحديث بان من ترك ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف
اوسکی حرمت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین فرمایا ہی جس شخص نی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم اوسکو معلوم نہوا اور اوسکا حال
امره يكون دينه سالما مما يفسده او ينقصه ونفسه ناجيا مما يعيبه ويلام عليه ومن لم يتركه بل فعل يقع
نکھلا ہو تو اوسکا دین مفسدت اور نقصان سی بچا اور اوسکی جان عیب سی اور ملامت سی بچی اور جس نی ترک نکیا بلکہ عمل مین لایا
في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه
تو حرام مین پھنسا اور حقہ کا بھی حکم صاف معلوم نہین ہی اور اوسکا حال کھلا ہوا نہین ہی پھر جسنی اوسکو ترک کیا نہ پیا تو اوسکا دین
سالما من الفساد والنقصان ناجيا من العيب واللوم بين الانام ومن لم يتركه بل استعمله يقع في الحرام وذهب
فساد اور نقصان سی بچا ہوا ہی خلقت کی طرف سی نہ اوسکو کچھ عیب ہی نہ ملامت اور جسنی ترک نکیا بلکہ پیا حرام مین پھنسا اور
بعضهم الى كراهتها لما جاء في حديث آخر انه عليه السلام قال الامور ثلثة امر تبين لك رشده فاتبعه وامر تبين
بعضی علماء مشتبہات کی کراہت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ اور حدیث مین آیا ہی کہ آپ نی فرمایا تین چیزین ہین ایک وہ جسکی خوبی تجھکو معلوم ہوگئی اوسکی پیروی کر
لك غيه فاجتنبه وامر اختلف فيه فدع ما يريبك الى ما لا يريبك ولا شك ان امر الدخان مما ارتاب واوقع في الاضطراب
عیب تجھکو معلوم ہوگیا تو اوس سی پرہیز کر ایک وہ ہی جسمین اختلاف ہی سو اب چھوڑ مشکوک کو طرف غیر مشکوک کی اور شک نہین کہ حقہ کا حال ایسا ہی جسمین شک اور اضطراب آواقع
واقل مراتبه الكراهة ولا يظن انه ينتهي الى درجة الاباحة بتعلل كثير ممن يتعاطاه انه نافع لكل داء واهم
اوسکا مرتبہ کم سی کم کراہت کا ہی یہہ خیال مین نہین آتا کہ اباحت کی درجہ کو پہنچ جاوی اکثر حقہ نوشوں کی علت بیان کرنی سی کہ حقہ ہر مرض کی دوا ہی

وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم لان ذلک من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه لهم حتی یتولد من تکاثفه فی

ہمنی اوسکو پی کر اپنی بیماریونسی شفا پائی اسواسطی کہ اونپر یہہ شیطانی دہوکہا اور ابلیس کی آراستگی دی ہوئی ہی تا کہ دہوان جمتی جمتی آخر کو

عاقبة امرہ داء لادواء فان تکرارہ یسود مایقابله فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امرہ داء لادواء ثم یلزم

ایسی بیماری پیدا ہو جسکی کچہہ دوا نہین ہی کیونکہ حقہ کا بار بار پینا سامنی کی جگہ کو سیاہ کردیتا ہی پہر اوس سی گرمی پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو ایسا مرض ہوجاتا ہی

علی دعوٰهم ان یکون الناس کلهم مرضیٰ وان یکون مرضهم فی جمیع الفصول الاربعة من نوع واحد وان یکون

جسکی دوا نہین ہی پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام آدمی بیمار ہون اور اونکی بیماری تمام سال چارون فصلون مین ایک ہی قسم کی ہو اور

معالجتهم فیها بشئ واحد علی کیفیة واحدة وبطلانه غیر خفی علی احد من العقلاء ثم فیه اضاعة المال

اونکا علاج بہی ایک ہی دوا سی ایک ہی طریقہ پر ہو اور اسکا بطلان ہر ایک عاقل پر ظاہر ہی پہر اسمین مال کا تلف کرنا ہی

لانه یشتری بثمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم مع نتن ریحه واذیته بشامة الذین لایستعملونه وقد

کیونکہ مہنگی دام سی خریدتا ہی اب اسراف مین جو حرام ہی داخل ہوا اور اوسمین بدبو کہ اون لوگون کی دماغ کو جو نہین پیتی ہین بہت تکلیف دیتی ہی اور

روی انه علیه السلام قال کل مؤذ فی النار وقال الکناسی الرائحة المنتنة تحرق الخیاشیم وتصل الی الدماغ

روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایذا دینی والی سب دوزخی ہین اور کناسی کہتا ہی بدبو ناک کی نتہنون کو جلا دیتی ہی اور دماغ مین جاکر

وتؤذی الانسان ولذلک قال النبی صلی اللہ علیه وسلم من اکل من هذه الشجرة فلا یقرب مسجدنا یؤذینا بریحه والمراد من هذه

آدمی کو ایذا دیتی ہی اسہی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جس نی اس درخت مین سی کہایا ہو تو ہماری مسجد کی پاس نہ آوی کہ ہمکو اوسکی بوسی ایذا دیوی اور حضرت کی

الشجرة کل ماله رائحة کریهة یتاذی منها الانسان بدلیل تعلیله علیه السلام والمعنی ان من اکل شیئا ماله

علت بیان فرمانی سی ثابت ہی کہ مراد اس درخت سی وہ ہی جسمین ایسی بدبو موجود ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہو اور مراد یہہ ہی کہ جو شخص ایسی چیز کہا دی

رائحة کریهة یتاذی منها الانسان فلا یقربن مسجدنا لانه یؤذینا برائحة الکریهة وقد ثبت فی صحیح مسلم

جسمین بدبو ہو کہ انسان کو اوس سی ایذا ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی پاس ہرگز نہ آوی اسلیٔ کہ ہمکو بدبو سی ایذا دیگا اور صحیح مسلم مین ثابت ہو چکا ہی

انه علیه السلام کان اذا وجد من رجل فی المسجد ریح البصل او الثوم امر به فاخرج الی البقیع ولهذا قال الفقهاء

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص مین مسجد کی اندر بوی پیاز یا لہسن کی پاتی تو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اسہی واسطی فقہا کہتی ہین

کل من وجد فیه رائحة کریهة یتاذی بها الانسان یلزم اخراجه من المسجد ولو یجرہ من یدہ ورجله دون

جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہووی تو اوسکا مسجد سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتہہ سی اور پانو سی کہینچکر

لحیته وشعر راسه فعلی هذا یلزم اخراج کثیر من الائمة والمؤذنین من المسجد فی هذا الزمان لوجود رائحة

ڈاڑہی اور سر کی بال پکڑ کر نہین اس روایت کی موافق اس زمانہ مین اکثر امامون اور مؤذنون کا مسجد مین سی نکالدینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمین یہہ ہی

الکریهة فیهم بسبب مداومتهم علی استعمال الدخان الکریهة الرائحة بل هم قد یستعملونه فی داخل المسجد الجامع

بدبو موجود ہوتی ہی کیونکہ ہمیشہ حقہ بودار پئی جاتی ہین بلکہ بعضی دفعہ جامع مسجد کی اندر پیتی ہین

فیکون الکراهة فی حقهم اشد واکثر وقد کتب بعض المالکیة فی الدیار الحجازیة جوابا عن سوال یتعلق بالدخان

انکی حق مین کراہت بہت سخت اور بدتر ہی اور بعضی علماء مالکی مذہب نی ملک حجاز مین ایک سوال کا جو حقہ کی باب مین تہا یہہ جواب لکہا ہی

وهو ان استعمال الدخان حرام کاصله لان اصله الخشبة والنار لکونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء

کہ دہوئین کو استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل اسواسطی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ دہوان لکڑی کا جز ہوتا ہی کچہہ آگ ملی ہوئی سو دہوان

من النار فهو من حیث اجزائه الناریة التی فیه یحرم استعماله لقوله تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی

اسلیٔ کہ اوسمین کچہہ آگ ہوتی ہی استعمال کرنا حرام ہی واسطی قول اللہ تعالی کی جو لوگ کہاتی ہین مال یتیمون کی

ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا فدل النص علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وایضا انه تعالی جعله
ناحق وہ یہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ یہہ آیت آگ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی سو دہوان بہی جو اس سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نی
مما یعذب به حیث قال فی حق قوم یونس النبی علیه السلام لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا
دہوئین کو عذاب کی چیزون مین مقرر کیا ہی چنانچہ قوم یونس کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہول دیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی
فالعذاب المکشوف عنهم کان دخانا وقال فی ایة اخری فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس
سو عذاب جو اونسی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی سو تو راہ دیکہہ جسدن کہ لاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو
هذا عذاب الیم والمراد بالدخان المذکور فی هذه الایة معناه الحقیقی علی قول وعلی هذا القول یکون النظم
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین ایک قول کی موافق حقیقی معنی ہین اور اس قول کی موافق آیت کی عبارت سی
الکریم صریحا فی کون الدخان عذابا الیما وما به التعذیب یحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا علی وجوب
صاف معلوم ہوتا ہی کہ دہوان دردناک عذاب ہی اور جس چیز سی عذاب واقع ہوتا ہو اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء کا اتفاق ہی کہ
الفرار من محل العذاب کبطن محسر فانه علی لفظه اسم الفاعل من التحسیر اسم واد اهلك الله تعالی فیه
جس جگہ کسی امت کو عذاب ہوا ہو اوس جگہ سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن محسر کیونکہ اسم فاعل کی وزن پر تحسیر سی نام ایک وادی کا ہی جہان اللہ تعالی نی
اصحب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولی ثم ان المستعملین له ترئهم
اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا پہر جب عذاب کی جگہ سی بہاگنا واجب ہوا تو عذاب کی چیز سی بہاگنا بہت ضرور ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی
انه یخرج من حلوقهم وانوفهم وفیه تشبه باهل النار وبالذی یهلکون فی اخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الحدیث
کہ دہوان اونکی حلق میں سی اور ناک مین سی نکلتا ہی اور اس حال مین دوزخیون کی موافق اور اونکی برابر ہین جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی
انه یکون فی اخر الزمان دخان یملا الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه کهیئة الزکام واما
کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان پیدا ہوگا کہ تمام روی زمین کو ڈہانپ لیگا لوگون پر چالیس دن تک قایم رہیگا پہر مؤمن شخصون کو تو ایسا ہوگا جیسی زکام ہوتا ہی اور
الکافر فیخرج من منخریه واذنیه وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالراس الحنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن
کافر کی دونو نتہنون مین سی اور دونو کانون مین سی اور دونو آنکہون مین سی دہوان نکلیگا ایسا کہ ہریک کا سر ایسا ہو جائیگا جیسی سر بہنا ہو یعنی سوختہ سو ایسا والون کو
ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمیع
نہیں چاہیئے کہ عذاب والون کا سا حال بنالین اور نہ یہہ چاہی کہ عذاب کی چیزون کو استعمال کرین اور نہ عذاب والون کی سی صورت بناوین اور تمام علماء نی
من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما ثبت فی الحدیث انهما حلیة اهل النار وصح علی ما ذکره الهلالی فی مختصر الاحیاء
لوہی اور تانبی کی انگوٹہی برتنی کو مکروہ کیا ہی کیونکہ حدیث سی ثابت ہو چکا ہی کہ لوہا اور تانبا زیور دوزخیون کا ہی اور موافق بیان ہلالی کی مختصر الاحیاء مین
انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا فهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط
صحیح ہوا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گرم کہانی کو مکروہ جانتی اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی کو نہیں دی سو اب یہہ دہوان کراہت مین زیادہ تر ہی اسواسطی کہ اسمین
باجزاء ناریة کما مر فلو لم یکن فی استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الرائحة والانتان یکفی زاجر العاقل عن
اجزاء ناری ملی ہوئی ہین چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر حقہ پینی مین سوای سیاہی کپڑون اور جسم اور بدبو اور تعفن کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی پینی سی روکنی کو کافی تہا
استعماله بل لو لم یکن فی استعماله الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلا الی اضرار اهل
بلکہ اگر اسکی پینی مین کچہہ نہوتا سوای رواج دینی طریق کفار کی جنہون نی اسکو نکال کر بلاد اسلام مین پہیلایا ہی اہل اسلام کی ضرر رسانی کی لئی
الاسلام لکان باعثا للعاقل علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم خامدة صعبة
تو بہی عاقل کی لئی باعث اجتناب کا تہا اور اسکی اختیار کرنی سی مانع آتا لیکن اس زمانہ کی لوگون کی طبیعتین ایسی بجہی ہوتی ہین کہ صلا مطیع نہین ہوتین

الانقیاد مائلة دائما الی ما لا یعنیہم ان نصحوا لم یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فہموا لم یتفہموا
ہمیشہ بیفائدہ امور کی طرف جھکی رہتی ہین اگر نصیحت کرو تو نہین مانتی اگر سکہاؤ تو نہین سیکہتی اگر سمجہاؤ نہین سمجہتی

وان فہموا ترکوا ما فہموا وہم من الذین ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی
اور اگر سمجہین تو سمجہ کر ترک کرین اور وہ ایسی لوگ ہین کہ اگر دیکہین راہ سنوارنی کی تو نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ اولٹی

یتخذوہ سبیلا نسئل اللہ تعالی ان یوفقنا سبیل الرشد ویبعدنا عن سبیل الغی المجلس الحادی والثلثون
اوسکو ٹہراوین راہ ہم اللہ تعالی سی سوال کرتی ہین کہ ہمکو نیک رستہ کی توفیق دی اور ہمکو کجی کی راہ سی دور رکہی اکتیسوین مجلس

فی بیان سنة الاعتکاف وطلب لیلة القدر فیہ وفضیلتہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بیان مین سنت ہونی اعتکاف کی اور لیلة القدر کی تلاش اور اوسکی فضیلت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

انی اعتکفت العشر الاول بطلب ہذہ اللیلة ثم اعتکفت العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی انہا فی العشر
مین نی رمضان کی پہلی دہہ مین لیلة القدر کی تلاش مین اعتکاف کیا پہر بعد اوسکی بیچ کی دہہ مین اعتکاف کیا پہر مین تیار ہوا آیا تو مجہسی کہا کہ لیلة القدر کو پچہلی عشرہ

الاواخر فمن کان اعتکف معی فلیعتکف فی العشر الاواخر فقد اریت ہذہ اللیلة ثم انسیتہا ہذا الحدیث من صحاح
مین تلاش کرو جسنی میری ساتہہ اعتکاف کیا ہو تو وہ پچہلی عشرہ مین پہر اعتکاف کری مین نی لیلة القدر کو بیشک دیکہا پہر میری دلسی بہلادی یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواہ ابو سعید الخدری واصلہ علی ما فی الصحیحین انہ علیہ السلام اعتکف العشر الاول من
صحیح حدیثون مین ہی ابو سعید خدری کی روایت سی اور اصل اس حدیث کی جیسی کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ہی یون ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ مین

رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة ترکیة ثم اطلع راسہ فقال انی اعتکفت العشر الاول لطلب
اعتکاف کیا پہر بیچ کی دہہ مین ترکی خیمہ کی اندر اعتکاف کیا پہر سر مبارک باہر نکال کر فرمایا کہ مین نی پہلی دہہ مین اس شب کی تلاش مین اعتکاف کیا

ہذہ اللیلة الی آخر الحدیث وفیہ دلیل علی ان المقصود من شرعیة الاعتکاف طلب لیلة القدر فانہا
آخر حدیث تک اور اسمین یہہ دلیل ہی کہ مقصود اعتکاف کی مشروع ہونی سی شب قدر کی تلاش ہی کیونکہ یہہ شب موافق مضمون نص

لکونہا خیرا من الف شہر بالنص یلزم احیاءہا باشرف الاعمال اذ فیہ تفریغ القلب عن امور الدنیا وتسلیم
کی ہزار مہینون سی بہتر ہی تو اس شب مین نیک اعمال کی شغل مین جاگتی رہنا لازم ہی کیونکہ اسمین امور دنیا سی دل کا خالی کرنا ہی اور

النفس الی المولی والتحصن بحصن حصین وملازمة بیت رب العالمین فیکون کمن احتاج الی عظیم
مولی کو جان کا حوالہ کرنا اور پناہ لینی قلعہ مضبوط سی اور ملازمت پروردگار عالم کی گہر کی ہی پہر یہہ ایسا ہی جیسی کوئی ایک تو انگر محتاج ہو کر کسیکی

فلازمہ حتی قضی ماربہ فان قیل اذا کان شرعیة الاعتکاف لطلب لیلة القدر فلم لم یختص باللیل قلنا
دروازی پر یہان تک پڑا رہی کہ اوسکا مطلب بر آوی اگر کوئی اعتراض کری جب مشروعیت اعتکاف کی واسطی تلاش لیلة القدر کی ہی تو پہر اعتکاف رات ہی کی ضرورت ...

ان الشافعی قد نص علی کون الاجتہاد فی یومہا کالاجتہاد فی لیلتہا فی الاستحباب ذکرہ النووی فی الاذکار
کہ امام شافعی نی صاف کہا ہی کہ سعی دن کی اندر ایسی ہی مستحب ہی جیسی رات کو مستحب ہی یہہ نووی نی اذکار مین بیان کیا ہی

وہذا الحدیث یقتضیہ ایضا لانہ علیہ السلام اعتکف العشر الاول من رمضان لطلب تلک اللیلة
اور اس حدیث سی بہی یہہ ہی لازم آتا ہی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ مین لیلة القدر کی تلاش کی لئی اعتکاف کیا

ثم اعتکف العشر الاوسط فلما اتاہ آت من الملئکة فقال انہا فی العشر الاواخر لا فی العشر الاول ولا فی
پہر بیچ کی عشرہ مین اعتکاف کیا پہر جب کہ پورا کر چکی تو ایک فرشتہ نی آکر کہا کہ لیلة القدر پچہلی عشرہ مین ہی نہ تو پہلی عشرہ مین ہی اور نہ

العشر الاوسط فعزم علیہ السلام علی الاعتکاف فی العشر الاواخر وحث علی اعتکافہا فانہ علیہ السلام کان
بیچ کی عشرہ مین تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی پچہلی عشرہ مین اعتکاف کا عزم کیا اور لوگون کو رغبت دی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

يعتكف العشر الاواخر من رمضان حتى يتوفاه الله تعالى ثم اعتكف ازواجه من بعده قال الزهري

رمضان کی پچھلی عشرہ مین ہمیشہ اعتکاف کرتی رہی یہان تک کہ اللہ تعالی نی اونکو وفات دی پہر اونکی بعد ازواج مطہرات کرتی رہین زہری کہتا ہی

عجبا من الناس كيف يتركون الاعتكاف ورسول الله عليه السلام كان يفعل الشئ ويتركه ولم يترك الاعتكاف

لوگونسی تعجب آتا ہی کہ اعتکاف کیسا چہوڑ رکہا ہی اور حال یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام کرتی بہی اور چہوڑ بہی دیتی اور اعتکاف کو

حتى قبض ثم الاعتكاف في اللغة الاقامة على الشئ وحبس النفس عليه وفي الشريعة الاقامة في المسجد واللبث

اخیر دم تک نہین چہوڑا پہر اعتکاف کی معنی لغت مین ایک شی پر قایم رہنا اور اوس شی پر نفس کو روکنا اور شریعت مین نیت کی ساتہہ مسجد مین دیر تک ٹہری

فيه مع النية اما اللبث فركنه واما المسجد والنية فشرطه والمعنى اللغوي موجود فيه مع زيادة وصف

رہنا دیر تک ٹہرنی یعنی ٹہری رہنا تو اعتکاف کا رکن ہی اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرط ہین اور لغوی معنی بہی شرعی معنون مین زیادتی وصف کی ساتہہ

وهو سنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان لانه عليه السلام واظب عليه بعد ما قدم المدينة الى

پائی جاتی ہین اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہی رمضان کی پچھلی عشرہ مین اسواسطی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سی مدینہ شریف مین تشریف لائی تو اعتکاف ہمیشہ کرتی رہی

ان توفاه الله تعالى فان قيل المواظبة من غير ترك دليل الوجوب فلم لم يجب الاعتكاف فالجواب انه عليه السلام

یہان تک کہ اللہ نی اونکو وفات دی اگر کوئی اعتراض کری ہمیشگی ایک عمل کی بدون ترک کی وجوب کی دلیل ہوتی ہی پہر اعتکاف واجب کیون نہین ہوا تو جواب یہہ ہی

كان في حق الواجب بعد المواظبة عليه ينكر على تاركه ولم ينكر على من ترك الاعتكاف فعلم انه ليس بواجب

کہ نبی علیہ السلام عمل واجب کی باب مین بعد مواظبت کی اوس عمل کی تارک کو برا جانتی تہی اور اعتکاف کی تارک پر کبہی انکار نہین کیا اس سی معلوم ہوا کہ اعتکاف

بل هو سنة مؤكدة على طريق الكفاية في العشر الاخير من رمضان وفي غيره من الازمنة نفل وانما يجب

واجب نہین ہی بلکہ سنت مؤکدہ رمضان کی پچھلی عشرہ مین بطور کفایہ کی ہی اور رمضان کی پچھلی عشرہ کی سوا اور وقتون مین نفل ہی اور واجب تب ہوتا ہی

بالنذر والتعليق بالشرط واما ما كان بالشروع فهو تطوع ثم ان اقل الواجب يوم حتى لو نذر اعتكاف يوم

کہ نذر مانو یا کسی شرط سی متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شروع کرنی سی لازم ہوتا ہی سو وہ تطوع ہی پہر کم سی کم مدت اعتکاف واجب کی ایکدن ہی یہان تک کہ اگر اعتکاف

يدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا تخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلك او افسده يقضيه

ایکدن کا نذر مانا تو مسجد مین صبح صادق سی پہلی داخل ہو اور بعد غروب آفتاب کی مسجد سی نکلی سو اگر غروب آفتاب سی پہلی اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کر دیا تو اوسکو

ولو نذر اعتكاف يومين او اكثر يدخل المسجد في ابتداء شروعه قبل غروب الشمس

اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کری تو اعتکاف شروع کرنیکو مسجد مین غروب آفتاب سی پہلی داخل ہو

ولا يخرج عند تمامه الا بعد غروبها ولو مات قبل ان يعتكف يلزمه ان يوصي بان يطعم

اور پورا ہونی کی بعد مسجد سی بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرنی سی پہلی مر جاوی تو لازم ہی کہ وصیت کر دی

عنه لكل يوم نصف صاع من الحنطة ولا يصح ما وجب من الاعتكاف الا بالصوم

کہ ہر ہر دن کی بدلہ آدہا آدہا صاع گیہون کا مساکین کو دیدین اور اعتکاف واجب بدون روزہ کی ادا نہین ہوتا

حتى لو نذر اعتكاف يوم قد اكل فيه لا يصح نذره ولا يلزمه شئ وكذا

یہان تک کہ اگر کسی نی ایکدن کا اعتکاف نذر مانا کہ اوسمین کہا چکا تہا تو اوسکی نذر صحیح نہین ہی اور اوسکی ذمہ کچہہ لازم نہین ہی اور ایسی ہی

لو نذر اعتكاف ليلة لا يصح لان الليل ليس محلا للصوم واما النفل فالصوم

اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہین ہی اسلئی کہ رات کو روزہ نہین ہوتا اور اعتکاف نفلی مین ظاہر روایت کی موافق روزہ

ليس شرطا فيه في ظاهر الرواية وهو قولهما ايضا فعلى هذه الرواية ليس لاقله تقدير حتى ان من

شرط نہین ہی اور صاحبین کا بہی یہی قول ہی اب اس روایت کی موافق کم سی کم مدت اعتکاف کی مقرر نہین ہی یہان تک کہ جو شخص

دخل

دخل المسجد ونوی الاعتکاف الی ان یخرج یکون معتکفا مادام فیہ ویحصل لہ ثواب المعتکفین فاذا خرج
مسجد مین آوی اور نکلنی تک کی وقت مین اعتکاف کی نیت کری تو معتکف ہوجاویگا جبتک مسجد مین رہیگا اور اوسکو اعتکاف والون کا سا ثواب ملیگا اور جب
منہ ینتہی اعتکافہ وروی الحسن عن ابی حنیفۃ ان الصوم شرط الصحۃ فعلی ہذہ الروایۃ اقلہ یوم ثم الاعتکاف
مسجد سی نکلیگا تو اوسکا اعتکاف پورا ہوجاویگا اور حسن امام ابوحنیفہ سی روایت کرتا ہی کہ روزہ صحت اعتکاف کی شرط ہی اس روایت کی موافق کم سی کم مدت ایک دن
لا یصح الا فی مسجد الجماعۃ لہ امام ومؤذن یصلی فیہ الصلوٰت الخمس بالجماعۃ لانہ عبادۃ انتظار الصلوٰۃ
سوا مسجد جماعت کی جسکا امام اور مؤذن معین ہو اور اوسمین پانچون نمازین جماعت سی ہوتی ہون درست نہین ہوتا اسواسطی کہ نماز کی انتظاری عبادت بہی ہی
فیختص بمکان یصلی فیہ ذلک والمرأۃ تعتکف فی مسجد بیتہا ای فی موضع صلوتہا فی بیتہا ولا یخرج منہ
سو اوسہی جگہ ہونا چاہیی جہان وہ نمازین ہوتی ہون اور عورت اپنی گہر کی مسجد مین اعتکاف کری یعنی جس جگہ اپنی گہر مین نماز پڑہتی ہی پہر اوس جگہ سی
اذا اعتکفت فیہ ولیس لہا ان تعتکف فی غیر موضع صلوتہا فی بیتہا وان لم یکن فی بیتہا موضع الصلوٰۃ
اگر اعتکاف کیا تو نہ ٹلی اور عورت کو جایز نہین ہی کہ اپنی گہر مین سوا نماز کی جگہ کی اور کہین اعتکاف کری اور اگر اوسکی گہر مین نماز کی جگہ کوئی معین نہو
لا یجوز لہا الاعتکاف فیہ ولا یخرج المعتکف من المسجد الا لحاجۃ شرعیۃ کالجمعۃ او طبیعیۃ کالبول و
تو اوسکو گہر مین اعتکاف کرنا جایز نہین ہی اور معتکف مسجد سی بدون حاجت شرعی کی باہر نہ نکلی جیسی نماز جمعہ یا بدون حاجت طبیعی کی جیسی پیشاب اور
الغائط واذا خرج لبول او غائط لا یمکث فی منزلہ بعد الفراغ من الطہور ویخرج الی الجمعۃ حین زوال الشمس
پاخانہ اور اگر واسطی پیشاب یا پاخانہ کی مسجد سی باہر آیا تو طہارت سی فارغ ہوکر گہر مین دیر نہ لگاوی اور نماز جمعہ کی واسطی آفتاب ڈہلنی کی وقت روانہ ہو
ان کان معتکفا قریبا من الجامع بحیث لو انتظر زوال الشمس لا یفوتہ الخطبۃ وان کان تفوتہ الخطبۃ
اگر مسجد جامع سی نزدیک معتکف ہوا ایسا کہ اگر آفتاب ڈہلنی کا انتظار کری تو خطبہ نہ فوت ہوجاوی اور اگر جانی کہ خطبہ ہوچکیگا
لا ینتظر زوال الشمس بل یخرج فی وقت یمکنہ ان یاتی الجامع ویصلی اربع رکعات قبل الاذان الذی بین یدی
تو آفتاب ڈہلنی کا انتظار نکری بلکہ ایسی وقت روانہ ہوکی مسجد جامع مین جاکر چار رکعتین نماز کی اوس اذان سی پہلی پڑہ لی جو منبر کی سامنی ہوتی ہی
المنبر وفی روایۃ ست رکعات رکعتان تحیۃ المسجد واربع سنۃ وبعد الجمعۃ یمکث بقدر ما یصلی اربع
اور ایک روایت مین یہی کہ چہہ رکعتین پڑہ لی دو رکعت تحیۃ المسجد کی اور چار سنتین اور بعد نماز جمعہ کی اتنا ٹہری کہ چار رکعتین
رکعات او ست رکعات علی حسب اختلاف الاخبار الواردۃ فی النافلۃ بعد الجمعۃ ولا یمکث اکثر من ذلک
یا چہہ رکعتین پڑہ لی موافق اختلاف حدیثون کی کہ جمعہ کی بعد کی نفلون مین وارد ہوئی ہین اور اسقدر سی زیادہ دیر نہ لگاوی
وان مکث لا یضرہ ولو یوما ولیلۃ لکن لا یستحب لہ ذلک ولا یخرج لعیادۃ المریض ولا لصلوۃ الجنازۃ ولا
اور اگر دیر لگاویگا تو کچہہ نقصان نہین ہی اگرچہ ایک دن رات تک لیکن یہہ خلاف مستحب ہی اور بیمار پرسی کی واسطی نہ جاوی اور نہ واسطی نماز جنازہ کی جاوی اور نہ
لاداء الشہادۃ وہذا کلہ قول ابی حنیفۃ لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعۃ یفسد الاعتکاف عندہ
گواہی دینی جاوی یہہ تمام قول امام ابوحنیفہ کا ہی اسواسطی کہ مسجد مین سی بلا عذر نکلنا اگرچہ ایک ساعت کی لئی ہو اونکی نزدیک اعتکاف کو فاسد کردیتا ہی
وہو القیاس لان الخروج ینافی اللبث وما ینافی فی الشئ یستوی فیہ القلیل والکثیر کالاکل فی الصوم والحدث
اور یہہ ہی قابل قیاس کی ہی اسواسطی کہ باہر نکلنا اندر ٹہرنی کی خلاف ہی اور جو شی کسی شی کی خلاف ہوتی ہی اسمین تہوڑا بہت سب برابر ہی جیسی روزہ مین کہانا
فی الطہارۃ وکذا اذا خرج ساعۃ بعذر المرض یبطل لان الخروج بعذر المرض من حیث انہ لا یغلب وقوعہ لم یکن
اور وضو مین حدث اور ایسی ہی اگر ایک ساعت کی واسطی بیماری کی عذر سی نکلی تو اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اسواسطی کہ بیماری کی عذر سی نکلنا باین اعتبار کہ نادر الوقوع ہی
مستثنی عن الایجاب فصار کانہ خرج من غیر عذر الا انہ لا یاثم بالخروج بعذر المرض وکذا اذا خرج بغیر عذر
کبہی کبہی ہوتی ہی ایجاب سی مستثنی نہین ہوا ہی سو اب گویا بلا عذر باہر نکل آیا ہان اتنا ہی کہ بیماری کی عذر سی نکلنی مین گنہگار نہین ہوتا اور ایسی ہی اگر بلا عذر

ناسیا یبطل اعتکافه وکذا اذا انهدم المسجد وانتقل الی مسجد اٰخر او اخرجه السلطان کرها او اخرجه

بھولکر نکل آوی تو اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اور ایسی ہی اگر مسجد ڈہ جاوی اور معتکف دوسری مسجد میں چلا جاوی یا اوسکو حاکم زبردستی نکال دی یا قرض خواہ نکالدی

الغریم او خرج هو وحبسه الغریم ساعة یبطل اعتکافه وقالا لا یفسد ما لم یخرج اکثر من نصف یوم وهو

یا وہ آپ نکلی اور قرض خواہ ایک ساعت بہر پکڑ رکہی اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اور صاحبین کہتی ہیں اعتکاف باطل نہیں ہوتا جبتک آدہی دن سی زیادہ نکلا نہ ہی

اوسع للناس اذ لا بد لهم من الخروج لاقامة حوائجهم فلو لم یبح القلیل منه لوقعوا فی الحرج ولا حرج فی الکثیر

اس قول میں لوگوں کو بہت گنجایش ہی کیونکہ واسطی اپنی کاربار ضروری کی نکلنا پڑتا ہی پس اگر تہوڑی مدت مباح نہووی تو البتہ حرج ہووےگا اور اس زیادہ سی یعنی آدہی

الذی هو اکثر من نصف یوم ویجوز للمعتکف ان یاکل ویشرب وینام ویبیع ویشتری فی المسجد من غیر

دن سی زیادہ میں کچہہ حرج نہیں ہی اور معتکف کو جائز ہی کہ مسجد کی اندر کہاوی اور پیوی اور سووی اور بیچی اور خریدی بغیر حاضر کرنیکی اسباب مسجد میں

احضار السلعة فیه قال بعض العلماء المراد به ما لا بد منه کالطعام ونحوه واما اذا اراد ان یتخذه متجرا

بعضی علماء کہتی ہیں کہ اس سی مراد ضروری کام ہیں جیسی کہانا وغیرہ اور اگر معتکف چاہی کہ مسجد کو دکان تجارت کی بنالی نہ لارکہی

یکره له ذلک قال الزیلعی وهذا صحیح لانه منقطع الی الله تعالی فلا ینبغی له ان یشتغل فیه بامور

تو یہہ مکروہ ہی زیلعی کہتا ہی کہ یہہ قول صحیح ہی کیونکہ خدا کی واسطی الگ ہو بیٹہا ہی تو اب اچہا نہیں ہی کہ مسجد میں امور دنیا میں مشغول ہو

الدنیا ویکره له الصمت والمراد صمت یعتقده عبادة وهو منهی عنه لکونه شریعة منسوخة ویلازم

اور معتکف کو مکروہ ہی چپکی رہنا اور مراد چپکی رہنا عبادت سمجہ کر اور یہہ ممنوع ہی اسواسطی کہ یہہ طریق منسوخ ہی قرآن کی تلاوت

قراءة القران والحدیث وعلم الدین وسیر النبی وقصص الانبیاء وحکایات الصالحین وکتابة امور الدین و

کی جاوی اور حدیث اور علم دین فقہ وغیرہ اور تاریخ نبی اور احوال انبیاء کی اور حکایات صالحین کی پڑہا کری امور دینی لکہا کری اور رہی

اما التکلم بما لیس بخیر فانه مکروه لغیر المعتکف فی غیر المسجد فما ظنک للمعتکف فی المسجد ویحرم علیه

گفتگو بیجا بیہودہ تو بدون اعتکاف کی مسجد سی باہر بہی مکروہ ہی پہر معتکف کی واسطی مسجد کی اندر تجہکو کیا خیال ہی اور معتکف پر

الوطی بقوله تعالی وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ وکذا دواعیه کاللمس والقبلة ویبطل الاعتکاف

وطی حرام ہی موافق اس آیت کی اور نہ لگو اونسی جب اعتکاف بیٹہی ہو مسجدوں میں اور ایسی ہی وطی کی سامان جیسی چہونا اور بوسہ لینا اور وطی سی مطلقا اعتکاف

بالوطی مطلقا وبالدواعی ان انزل والا فلا ولو اراد ایجاب الاعتکاف علی نفسه ینبغی ان یذکر بلسانه ولا

باطل ہوجاتا ہی اور وطی کی سامان سی اگر انزال ہوگیا تو باطل ہوجاتا ہی اور نہیں تو نہیں باطل ہوتا اور اگر کسی نی اپنی اوپر اعتکاف واجب کرنیکا ارادہ کیا تو چاہیی کہ زبان سی کہی

یکتفی بنیة القلب لان النذر عمل اللسان فلا یکون الا به بخلاف النیة فانها عمل القلب ولو اعتکف رجل

صرف دل کی نیت پر اکتفا نہ کری اسواسطی کہ نذر کرنا زبان کا کام ہی سو زبان ہی سی پورا ہوتا ہی بخلاف نیت کی کیونکہ یہہ دل ہی کا کام ہی اور اگر کسی شخص نی

من غیر ان یوجبه علی نفسه ثم خرج لا شئ علیه فی ظاهر الروایة

بلا وجوب اعتکاف شروع کیا پہر اعتکاف سی خارج ہوا تو ظاہر روایت میں اوسپر کچہہ نہیں آتا

المجلس الثانی والثلثون فی بیان صدقة الفطر واحکام العیدین وبیان البدع فیه

بتیسوین مجلس صدقة الفطر کی بیان اور دونو عیدکی احکام میں اور بیان عید کی بدعتوں کا

فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم زکوة الفطر طهرة للصائم من اللهو واللغو وایضا فعلی هذ للمساکین هذا الحدیث من حسان المصابیح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی زکوة فطر کو فرض کردی ہی روزہ دار کی طہارت کی واسطی لہو اور لغو اور ... یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

رواه ابن عباس وهو یدل علی وجوب صدقة الفطر لان الفرض فی اللغة بمعنی التقدیر وفی الشرع بمعنی

ابن عباس کی روایت سی اس حدیث سی صدقه فطر کا واجب معلوم ہوتا ہی اسواسطی کہ لغت میں معنی فرض کی اندازہ کرنیکی ہیں اور شرع میں ایجاب کی

الايجاب ولفظ الشارع اذا دار بين المعنى الشرعي والمعنى اللغوي يتعين حمله على المعنى الشرعي ما امكن لان

معنی ہین اور شارع کی کلام اگر درمیان معنون شرعی اور معنون لغوی کی دایر ہوتی ہی تو وہ معنی جہان تک ہوسکی شرعی معنون پر حمل کئی جاتی ہین اسواسطی

الغالب من حال النبي عليه السلام تعريف الاحكام دون اللغات فعلى هذا يكون المعنى ان وجوب صدقة الفطر

کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تھی لغات نہین بیان کرتی تھی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ صدقہ فطر کا

على الانسان لفائدتين احدهما كونها كفارة لخطاياه وتطهير له مما صدر عنه في حال الصوم من اللهو واللغو

انسان پر دو فائدہ کی واسطی واجب ہوا ہی ایک تو کفارہ ہی اوسکی خطاؤن کا اور اوسکی پاکیزگی ہی اوس بیجا عمل سی جو روزہ کی حالت مین ہوا ہو لہو اور لغو

الذين ليس في واحد منهما فائدة دينية او دنيوية ومن الرفث الذي هو الكلام القبيح وما يضاهيه من الفاظ الجماع

جنمین کوئی فائدہ نہین ہی نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور طہارت ہی رفث سی یعنی کلام بد اور جو اوسکی مانند ہی الفاظ جماع کی

لان الحسنات يذهبن السيئات والثانية كونها قوتا للمساكين حتى يكون الفقير في هذا اليوم كالغني في

البتہ نیکیان دور کرتی ہین برائیون کو اور دوسرا فائدہ مساکین کی روزی ہی یہان تک کہ فقیر اوس روز قوت حاصل کرکر غنی کی مانند ہو جاتا ہی

وجدان القوة وعدم الاحتياج الى السوال لانه عليه السلام قال اغنوهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم واشار

اور حاجت سوال کی نہین رہتی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا انکو سوال کرنی سی آج کی روز غنی کردو اور یہہ اشارہ ہو

الى ان هذا اليوم انما يكون عيد الفقراء اذا استغنوا فيه عن السوال بوصول صدقة الاغنياء اليهم

کہ یہہ دن فقیرون کی حق مین عید جب ہی ہی کہ توانگرون سی صدقہ لیکر سوال کرنی کی حاجت نرہی

لان الاغنياء مكلفون بانفاق المال في سبيل الخير وسر ذلك التكليف ان المال محبوب الخلق وهم مامورون

اسواسطی کہ توانگرون کو حکم ہی کہ راہ خیر مین مال خرچ کرین اس حکم مین بھید یہہ ہی کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہی اور اونکو محبت الہی کا حکم ہی

بحب الله تعالى وقد ادعوا ذلك بنفس الايمان لان قولهم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان

اور وہ بھی صرف ایمان کی راہ سی محبت کا دعوی کرتی ہین اسلئی کہ اونکا قول لا اله الا الله اسکی یہہ معنی ہین ہمنی جان لیا اور اعتقاد کیا کہ

لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمنا عبادته ومحبته ولا نعبد ولا نحب الا اياه فجعل بذل المال معيارا

نہ کوئی معبود ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سوا اسکی سو ہمنی اوسکی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم اوسکی سوای کسیکی عبادت کرین نہ کسیکو محبوب رکھین سو مال کا خرچ کرنا

لحبهم ومصداقا لصدقهم من حيث ان جميع المحبوبات تبذل في سبيل المحبوب الذي غلب حبه في قلبه

اونکی محبت کا نشان مقرر ہوا ہی اور اونکی سچی دعوی کی تصدیق ہی اس لحاظ سی کہ تمام محبوب چیزین ایسی محبوب کی واسطی کہ اوسکی محبت دل مین زیادہ تر ہو خرچ کر دیا کرتی ہین

فمن بذل فهو من الذين صدقوا ما عاهدوا الله عليه ومن لم يبذل يكون من الذين يقولون بافواههم

سو جسنی مال خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی کہ اللہ سی جو عہد کیا تھا وہ سچ کر دیکھایا اور جسنی مال نہ خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی جو زبانی وہ باتین بناتی ہین

ما ليس في قلوبهم بل ممن اتبع هواه وجعله الها لنفسه حتى كانه يعبده فان من يعمل بهوى نفسه لا

جو اونکی دلمین نہین ہین بلکہ اون مین ہین جو اپنی ہوا کی تابع ہین اور ہوا کو اپنا معبود بنایا ہی گویا اوسہی کی عبادت کرتا ہی کیونکہ جو ہوای نفسانی پر عمل کرتا ہی

يهوى نفسه شيئا الا يرتكبه ويخالف مولاه ولهذا قال النبي عليه السلام ابغض اله عبد في الارض عند

تو پھر اوسکا نفس جو تمنا کرتا ہی سو ہی کرتا ہی اور مولی کی مخالفت کرتا ہی اسہی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدتر معبود کہ زمین کی اوپر پوجا گیا ہی

الله تعالى هو الهوى فعلى هذا يجب على المكلف في هذا ... لان الخروج ... بيد ... ة الاشياء الاول ترك المعاصي فان المعصية

خدا کی نزدیک ہوا ہوس ہی اسکی موافق مکلف پر اس ... دل معاص کا ترک کرنا کیونکہ معصیۃ کا ترک کرنا

وان كان تركها لا ... بعض الازمان الزم واوجب لقوله تعالى ان عدة

اگرچہ ہمیشہ ... اور اجب ہوتا ہی اس دلیل سی مہینون کی گنتی

الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم ذلك الدين
الله کی پاس باره مہینی ہین الله کی حکم مین جبسدن پیدا کئی آسمان وزمین اونمین چار ہین ادب کی یہہ ہی سیدہا

القيم فلا تظلموا فيهن انفسكم يعني ان عدة الشهور القمرية التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية
دین سو اونمین ظلم نکرو اپنی اوپر یعنی گنتی قمری مہینون کی جس سی بہت سی احکام شرعی موافق حکم الہی کی متعلق ہورہی ہین

في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ مذ خلق السموت والارض من تلك الشهور الاثني عشر
وہ تمام باره مہینی ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی الله تعالی نی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہی ان باره مہینون مین سی

اربعة حرم وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الشهور الاربعة المعينة حرما هو الدين
چار معزز ہین یعنی ذیقعدہ خالی اور ذالحج بقرہ عید اور محرم ۱۰ اور رجب مریم روزه اور یہہ چارون معین مہینی جو معزز اور حرم ٹہری ہین یہہ طریق

المستقيم دين ابرهيم واسمعيل عليهما السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك حرمتها وارتكاب المعاصي
راست دین ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا ہی سو تم لوگ ان مہینون کی حرمت توڑکر اور انکی اندر عمل بد کرکر اپنی جان پر ظلم مت اتارو

فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم وزرا من المعصية في غيرهن
کیونکہ نیک کار جیسی ان مہینون کی اندر ثواب مین زیاده ہوتا ہی ایسی ہی گناه ان مہینون کی اندر سزا مین بہ نسبت اور مہینون کی سخت ہوتا ہی

وكذا المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر وايام العيدين ولياليهما
اور ایسی ہی گناه ماه رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین اور دونو عیدکی دن اور انکی راتون مین

اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات ونزول
سزا مین زیاده ہی اسواسطی کہ الله تعالی نی ان اوقات کو یہہ فضیلت بخشی ہی کہ ان وقتون مین خاص خاص عبادتین مقرر فرمائین جو انمین عمل مین آتی ہین اور ثواب عبادات کا

الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها
اور رحمت کا نازل کرنا اور مغفرت کا دینا ان وقتون مین بہ نسبت اور وقت کی واسطی رحمت اس امت کی زیاده مقرر فرمایا ہی پہر جو شخص اس نعمت کی قدر نہ سمجہی جو اسکو ان وقتین

بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى
حاصل ہی بلکہ ان مہینون کی حرمت طرح طرح کی گناه عمل کرکر خراب کری تو بیشک وه شخص سخت تر عذاب کا مستحق ہی اور اسکا عذاب زیاده تر جانہی سو

المؤمن ان يعرف ما انعم عليه ويعظم ما عظمه الله تعالى حتى يكون عند الله عظيما وتعظيم هذه الاوقات
مؤمن کو لازم ہی کہ جو اوسپر الله نی انعام دیا ہی اوسکو پہچانی اور جسکو الله نی عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ الله کی نزدیک اوسکو بہی عظمت ملی اور ان اوقات کی تعظیم

انما يكون بزيادة الاعمال الصـ[illegible] فيها فمن عجز عنها فاقل حاله في التعظيم ان يحترز عما يحرم عليه ويكره له
یہی کہ ان وقتون مین صالح اعمال زیاده تر کیا کری جس سی یہہ [illegible] سکی تو پہر کم سی کم تعظیم اسکی حق مین یہہ ہی کہ محرمات اور مکروه [illegible] گناه کری سو تمام بدعات

[illegible] ات وكثير من الناس في [illegible] ذه الازمان فقد
[illegible] ان امور کی [illegible] کرلیا ہی

[illegible] له فيها من المهيب

[illegible] ب وغيرها من انواع

اور منکرات اور جو بہ [illegible]

اخذ واصل هذا المعنى حيث

سيات بعضهم بالمباشرة وبعضه
چنانچہ ایام عیدین مین راته [illegible]

هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع قربه من جهنم والخامس جفاء من
جو اسکا ہی اوخدا کا دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتھی دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پر ظلم کرنا
هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي جعلها الله تعالى طاهرة والسابع ايذاء الحفظة
جسکو سب سی زیادہ محبوب رکھتا ہی چھٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاک پیدا کیا ہی ساتوین کرام کاتبین کو ایذا دینی
الذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض والليل والنهار على نفسه
جو کہ اسکو نہین ستاتی آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمگین کرنا نوین زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا
والعاشر خيانته لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة هذا فماذا
دسوین تمام عالم کی بدخواہی اسواسطی کہ گناہون کی شامت سی مینہ برسنا بند ہوجاتا ہی جب ایک گناہ مین یہہ حال ہو تو پھر دیکھو
يكون حال من يفعل فنونا من السيئات لا سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على
اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا خاص کر ان مبارک دنون مین باوجودیکہ وعاظ نصیحت کرنیوالی منبرون پر پکار پکار کر
المنابر ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تبخر بالعود انما
کہی جاتی ہین کہ عید اوسکی لئی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسہی کی ہی جو وعید سی پناہ مین رہی عید اوسکی لئی نہین ہی جو خوشبو مین بسی
العيد للتائب الذي لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد
عید اوسہی کی ہی کہ توبہ کرکر پھر نہ پھنسی عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زینت سی آرایش کری عید اوسہی کی ہی جو توشہ تقوی سی آسایش کری عید اوسکی نہین ہی
لمن ركب المطايا انما العيد لمن ترك الخطايا ليس العيد لمن بسط البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال
جو اونٹنیون پر سوار ہو عید اوسہی کی ہی جو خطا سی بیزار ہو عید اوسکی نہین ہی جو فرش فروش بچھاوی عید اوسہی کی ہی جو صراط پر سی سلامت گذر جاوی اور
النبي عليه السلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروي انه عليه السلام
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکی ہین کہ ملاہی کا سننا تو معصیت ہی اور اوسکی عادت کرنا فسق ہی اور اوس سی مزہ لینا کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
ادخل اصبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون
ملاہی کی آواز سنکر کانون مین اونگلیان دیلین تہین اب یہہ لوگ ایسی ایسی کلمات کو سنتی ہین اور اوس روایت کی طرف توجہ نہین کرتی بلکہ اسپر اسلام کا دعوی
الاسلام ومحبة الله ورسوله ومع ذلك يخالفونهما في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام
کرتی ہین اور اللہ و رسول کی محبت جتلاتی ہین اور تمام امر و نہی مین اللہ و رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت
يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على
ان تمام منہیات کو دیکھتی ہین اور اسمین سی ذرہ منع نہین کرتی بلکہ اوسمین اور مدد دیتی ہین اب جو کوئی روئی تو چاہئی کہ اسلام کی
الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما بدأ غريبا نعم ان هذه الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان
غربت پر روئی کیونکہ اسلام اب ویساہی غریب ہوگیا جیسی غریب شروع ہوا تھا ہان یہہ دن فرح اور سرور کی ہین پر یون چاہئی
يكون اظهار الفرح والسرور فيها بما كان مباحا او مستحبا كالاغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب
کہ خوشی اور سرور ایسی اسباب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہووی جیسی نہانا اور خوشبو لگانی اور اچھی اچھی مباح کپڑی پہنی
المباحة التي تكون جديدة او غسيلة على ما سيجئ لا بما كان حراما كلبس الحرير والخوض في الباطل لان العيد
کہ وہ یا نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون چنانچہ آگی آتا ہی حرام سامان سی نہ کری جیسی حریر کا پہننا اور باطل باتون مین گھسنا کیونکہ عید کو
انما سمي عيدا لانه تعالى يعود فيه على المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية والطغيان
اسہی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنون پر [illegible] مغفرت اور احسان کرتا ہی پھر اون پر بہی واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی کنارہ کرین

حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حكي عن بعض العارفين انه

تاکہ سعادت مند اور لایق رضا مندی خدا کی ہوں بدبخت اور ٹوٹی والوں میں نہوں اور بعضی عارفوں سی حکایت کرتی ہیں کہ وہ

مر يوم العيد بقوم يلعبون ويضحكون فقال ان كان قد تقبل من هؤلاء لزمهم ان يشكروا وليس هذا

عید کی دن ایک قوم پاس پہنچی کہ کھیل رہی تھی اور ہنستی تھی فرمایا اگر ان لوگوں کی عید مقبول ہوئی ہی تو اونکو لازم ہی کہ شکر کریں اور یہہ شکرگذار لوگوں کی

فعل الشاكرين وان كان لم تقبل منهم لزمهم ان يخافوا وليس هذا فعل الخائفين ثم ينبغي ان يعلم ان بعض

کام نہیں ہیں اور اگر مقبول نہیں ہوئی تو لازم ہی کہ خدا کا خوف کریں اور یہہ ڈرنیوالوں کی کام نہیں ہیں پہر سمجھنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ

الناس قد زعموا ان ضرب الدف والغناء يوم العيد جائز لما روي عن عائشة ان ابا بكر رض دخل عليها يوم

کہتی ہیں کہ دف دائرہ بجانا اور گانا عید کی دن جایز ہی اسلئی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رض سی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اونکی یہاں عید کی

العيد وعندها جاريتان تغنيان بالدف ورسول الله عليه السلام متغش بثوبه فزجرهما ابو بكر فكشف النبي عم

دن آئی اسوقت اونکی پاس دو لڑکیاں گاتی تہیں اور دف بجاتی تہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہی ہوئی تہی اون لڑکیوں کو ابوبکر نی منع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ

وجهه فقال دعهما يا ابا بكر فان لكل قوم عيدا فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا

وسلم نی منہہ کہولکر فرمایا ابوبکر جانی دی کیونکہ ہر ہر قوم کی عید ہوتی ہی آج ہماری عید ہی اب یہہ حدیث اگرچہ اونکی قول پر جو جایز بتاتی ہیں دلالت کرتی ہی

لكن ليس كما زعموا اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى ومن الناس

پر یوں نہیں ہی جو وہ کہتی ہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک ہی اس حدیث پر عمل نہیں ہی واسطی اس آیت کی ایک لوگ ہیں

من يشتري لهو الحديث فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس

کہ خریدار ہیں کہیل کی باتوں کی کیونکہ مراد لہو الحدیث سی جو آیت میں ہی موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس

وعكرمة وسعيد بن جبير الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير والمراد من اشتراه اختياره والمعنى ان بعضا

اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی غنا ہی اور جو اسکی مثل ہی گانا اور مزمار بجانی اور اشترا سی مراد ہی پسند کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہیں

من الناس يختار الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا

جو غنا کو پسند کرتی ہیں اور اوسکی مثل کو سرود اور مزمار تا بچلاویں اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹہراویں اوسکو ہنسی

اولئك لهم عذاب مهين فدلت الاية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة

وہ جو ہیں اونکو ذلت کی مار ہی یہہ آیت غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور جو اوسکی مثل لہو کی چیزیں ہیں اور حرمت اس سی بہی معلوم ہوتی ہی کہ

بعد بلوغها لم ينقل عنها الا ذم الغناء والمعازف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد صدقة الفطر

حضرت عائشہ رض سی بالغ ہوکر غنا اور معازف کی سوای برائی کی کچہہ منقول نہیں ہی اور دوسری جو اس عید میں انسان مکلف پر واجب ہی صدقۃ الفطر ہی

فانها تجب على كل مسلم حر غني والغنى الذي هو شرط لوجوبها ان يملك نصابا او ما يكون قيمته نصابا فاضلا

صدقۃ الفطر ہر ہر مسلم آزاد توانگر پر واجب ہی اور مقدور جو واسطی وجوب صدقہ فطر کی چاہیئی اتنی ہی ہی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی شئی کا مالک کہ اوسکی قیمت فاضل کی

عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن كانت له دار لا يسكنها فيؤجرها او لا يؤجرها تعتبر قيمتها

برابر ہو حاجت اصلی سی زیادہ ہو اور نامی ہونا یعنی بڑہنی والی چیز ہونا کچہہ ضرور نہیں یہہ زکوۃ میں معتبر ہی سو جسکی پاس ایک گہر ہو کہ جسمیں رہا نہیں کرتا پہر کرایہ دیتا ہو

في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكناه شئ يعتبر قيمة الفاضل في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية

اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر اوسمیں رہتا ہو اور رہنی سی کوئی طبقہ فاضل ہو تو اب اوس فاضل کی قیمت اس غنا میں معتبر ہوگی کیونکہ جتنا اوسکی حاجت میں ہی

لا بد ان يكون مشغولا بها لا بما سيحتاج اليه اذ ما من مال الا وقد يقع الحاجة اليه في وقت من الاوقات حتى

چاہیئی کہ اب اوسکی برتاؤ میں ہو وہ نہیں ہی جسکی آگی کو حاجت پیدا ہوگی اسواسطی کہ جو مال ہوتا ہی سو اوسکی حاجت کبہی نہ کبہی آہی لگتی ہی یہاں تک

لوكان في دار بكراء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم وبنى فيها دارا ليسكنها فهو غني بها لانها فاضلة
کہ اگر کرایہ کی گھر مین رہتا ہو اور ایک اور قطعہ زمین کا دوسو روپیہ کو مول لیکر رہنی کی لئی گھر بنایا تو اب اس گھر کی ملکیت سی غنی ہو ویگا اسلئی کہ یہہ گھر اسوقت اوسکی حاجت سی

عن حاجته الحالية وانما يحتاج اليها في المستقبل ومن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي
فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو زمانہ آیندہ مین ہوگی اور جسکی مکان مین دو مقام ہون گرمی کا اور جاڑی کا

لايكون بها غنيا ولو كان فيها ثلثة بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الثياب لايكون
تو اس سی غنی نہین ہوتا اور اگر اوس مکان مین تین مقام ہون تو تیسری مقام کی قیمت غنا کی لئی اعتبار کی جائیگی اور کپڑون کا مالک

غنيا بثلث دستجات احدها للبذلة والثانية للمهنة والثالثة للجمع والاعياد وكذا بالفراشين
تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا ایک روزمرہ کی پہننی کا اور دوسرا کاروبار کی وقت کا تیسرا جمعہ اور عید کی دنون کا اور ایسی ہی دو بچھونون سی غنی نہین

وما زاد على الدستجات الثلث من الثياب وعلى الفراشين يعتبر قيمته في الغنى والغازي بفرسين
اور جسقدر تین جوڑہ اور دو بچھونون سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی مین اوسکی قیمت حساب مین لیجاویگی اور غازی مجاہد دو گھوڑون سی

لايكون غنيا وان كان له ثلثة افراس يعتبر قيمة احدها في الغنى وما زاد على الواحد من الدواب
غنی نہین ہوتا اور اگر تین گھوڑی ہونگی تو ایک گھوڑی کی قیمت غنی ہونیمین حساب کیجاویگی اور جسقدر ایک چوپایہ سی زیادہ ہوگا

لغير الغازي فرسا كان او حمار الدهقان او غيره او الخادم الواحد يعتبر قيمته في الغنى وكذا كتب
سوای غازی کی اور شخص کی پاس گھوڑا ہو یا گدہا رئیس گانوکی لئی یا اور کسیکی یا ایک خادم سی زیادہ تو غنی ہونی کی لئی اوس زاید کی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی

التفسير والحديث والفقه لاهله ما زاد على نسخة واحدة من رواية واحدة يعتبر قيمته في الغنى
تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی تو ایک روایت مین غنی ہونیکی لئی قیمت اوسکی حساب لیجاویگی

وكذا ما زاد على الواحد من المصاحف لمن يحسن القراءة يعتبر قيمته في الغنى والمزارع بثورين وآلة الحراثة
اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہی اور کسان دو بیلون سی اور کہیتی کی ہتہیار ہل پاتہی سی

لايكون غنيا و كان له ثلثة ثيران يعتبر قيمة احدها في الغنى والبقرة الواحدة يعتبر قيمته في الغنى
غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاویگی

والخباز اذا كان له حنطة او ملح يعتبر قيمتها في الغنى وكذا القصار اذا كان له اشنان او صابون يعتبر
اور نان پز کی پاس اگر گیہون اور نمک ہو تو انکی قیمت واسطی غنا کی معتبر ہوگی اور ایسی ہی دہوبی اگر اوسکی پاس اشنان یا صابون ہوگا تو غنا کی لئی

قيمته في الغنى ومن كان له قوت سنة يساوي نصابا ففيه كلام والظاهر انه لايعد من الغنى ذكره قاضيخان
قیمت انکی لیجاویگی اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو تو اسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہین شمار کیا جاتا یہہ قول قاضیخان نی

في فتاواه والمراة اذا كانت لها جواهر ولآلي تلبسها في الاعياد وتزين بها للزوج يعتبر قيمتها في الغنى وكذا
اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی بہانی کو سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور

ان كانت لها دار تسكن فيها مع زوجها يعتبر قيمتها في الغنى ان قدر الزوج على الاسكان ويتعلق بهذا النصاب
ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی پر اس شرط پر کہ اوسکا خاوند گہر دینی کا مقدور رکہتا ہو اور اسی نصاب سی

حرمة اخذ الزكوة ووجوب صدقة الفطر والاضحية لان الغنى على ثلث مراتب غني يحرم عليه السوال
زکوۃ لینی حرام ہوتی ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہین کیونکہ غنی تین قسم پر ہوتی ہین ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا

واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك نصابا كاملا ناميا وغني
اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہوتی ہی ایسا غنی وہ ہی جسکی ملک مین پورا نصاب کامل نامی بڑہتا ہو اور ایک غنی

يحرم عليه السوال واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية دون الزكوة وهو من
ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوٰۃ واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی

يملك ما قيمته نصاب من غير ان يكون فيه نماء وغني يحرم عليه السوال لا اخذ الصدقة ولا يجب
جسکی پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہو اور ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جایز اور

عليه شئ مما ذكر من صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك قوت يومه وما يستر عورته ثم
اوسپر جو جو اوپر مذکور ہوا کچھہ واجب نہین ہوتا نہ تو صدقہ فطر اور نہ قربانی اور نہ زکوٰۃ وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو

الواجب عندنا نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعير والصاع ما يسع فيه الف واربعون درهما
پہر ہماری نزدیک گیہون کا آدہا صاع واجب ہوتا ہی اور پورا صاع چہواری اور جو کا اور صاع وہ ہوتا ہی جسمین ایک ہزار چالیس درہم آجاوین

وهو صاع عمر رض وكان قد فقد واخرجه الحجاج ولذلك سمي حجاجيا والظاهر انه كان صاع رسول الله صلى الله عليه وسلم
یہہ صاع حضرت عمرؓ والا ہی پہر یہہ گم ہوگیا تہا اور حجاج نی نکالا اسی لئی صاع حجاجی کہلاتا ہی اور ظاہر یون ہی کہ یہہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا

اذ كان عمر لا يخالفه في شئ هذا اذا اعطى صدقة الفطر بالصاع ولو اعطاها بالوزن يجوز ايضا
اسلئی کہ حضرت عمر کسی باب مین اصلا مخالفت نہین کرتی تہی یہہ صاع جب چاہی کہ صدقہ فطر صاع سی ناپ کر ادا کری اور اگر صدقہ فطر تول کر دی تو بہی جایز ہی

لان تقدير الصاع لما كان بالوزن جاز الاعطاء بالوزن والزبيب عند ابي حنيفة كالبر وعندهما كالشعير
اسلئی کہ اندازہ کرنا صاع کا جب وزن سی جایز ہوا تو ادا کرنا بہی وزن سی جایز ہی اور موئز امام ابو حنیفہ کی نزدیک گیہون مین داخل ہین یعنی آدہا صاع دینا چاہی اور

وذكر في الجامع الصغير ان دقيق البر وسويقه كالبر الا ان العلماء قالوا الاولى ان يراعى فيهما القدر والقيمة
اور جامع صغیر مین مذکور ہی کہ گیہون کا آٹا اور گیہون کا ستو گیہون کی مثال ہی یعنی آدہا صاع دینا چاہی پر علما یون کہتی ہین کہ بہتر یہہ ہی کہ آٹی اور ستو مین احتیاط

احتياطا لضعف الاثار الواردة فيهما والمعتبر في الخبز القيمة ولا يراعى فيه القدر اذ لم يرد فيه اثر والاصل
دونو کا لحاظ کرنا چاہی کیونکہ جو آثار انکی باب مین آئی ہین سب ضعیف ہین اور روٹی مین قیمت ہی کا اعتبار ہی اسمین اندازہ کی رعایت نہین ہی اسواسطی کہ اسمین کوئی اثر نہین آیا ہی اور اصل

في هذا الباب ان ما هو منصوص عليه لا يعتبر فيه القيمة وانما يعتبر فيه القدر حتى لو ادى مكان نصف
صدقہ فطر مین وہ ہی جو منصوص علیہ ہی یعنی جسکا صاف ذکر ہی اوسمین قیمت کا اصلا اعتبار نہین ہی اوسمین صرف اندازہ ہی کا اعتبار ہی یہان تک کہ اگر کسی نی گیہون کی آدہی

صاع من بر نصف صاع من تمر لا يجوز وان كان قيمة التمر اكثر من قيمة البر واما ما ليس بمنصوص عليه فانما
صاع کی جگہ آدہا صاع چہواری کا ادا کردیا تو جایز نہین ہی اگرچہ چہواروں کی قیمت گیہون سی بہت زیادہ ہی اور جو اناج صاف مذکور نہین ہین تو وہ

يلحق بالمنصوص عليه باعتبار القيمة لا بالقدر وعن ابي يوسف ان الدقيق اولى من البر لكونه اقرب الى
اوسمین جنکا ذکر آیا ہی قیمت کرکر ملا دیتی ہین اندازہ کی روسی نہین ملاتی اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ آٹا گیہون سی بہتر ہی کیونکہ کہانی مین جلد آسکتا ہی

المقصود والدراهم اولى من الكل لكونها ادفع للحاجة وعلى المكلف الغني ان يودي ما ذكر من القدر او القيمة
اور نقد سب سی بہتر ہی کیونکہ نقد سی بہت خوب حاجتین پوری ہوتی ہین اور مکلف غنی پر لازم ہی کہ فطرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی

عن نفسه وعن ولده الصغير ذكرا كان او انثى ان لم يكن للصغير مال حتى لو كان للصغير مال يؤدي
اپنی طرف سی اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سی لڑکا ہو یا لڑکی جس صورت مین نابالغ کی ملک مین مال نہو ادا کری یہانتک کہ اگر صغیر نابالغ کی پاس مال ہو تو اوسکا

عنه ابوه او وصيه من ماله ولا يجب عليه صدقة ولده الكبير وان كان في عياله ولا صدقة زوجته
باپ یا وصی اوسکی مال مین سی ادا کردی اور اولاد بالغ کی طرف سی صدقہ فطر باپ پر واجب نہین ہوتا اگرچہ اوسکی عیال مین داخل ہی اور نہ صدقہ جورو کا واجب ہی

ولو ادى عنهما بغير امرهما يجوز استحسانا لانه ماذون فيه عادة ويعطي عن مملوكه للخدمة ولو مدبرا
اور اگر اونکی طرف سی اونکی بی کہی ادا کردی تو استحسانا جایز ہی کیونکہ عادت کی موافق اسمین اجازت ہوتی ہی اور اپنی غلام کی طرف سی بہی ادا کری جو خدمت کی واسطی ہی

او

او ام ولد او كافرا ولا يعطي عن عبده للتجارة وعن مملوكه الابق فان عاد مملوكه عن الاباق بعد ما مضى
یا ام ولد ہو یا کافر ہو اور سوداگری کی غلام کی طرف سے دینا لازم نہیں ہے اور نہ بہاگی ہوئی غلام کی طرف سے پہر اگر غلام بہاگا ہوا ایسی وقت حاضر ہو کہ روز فطر کا گذر گیا

يوم الفطر حتى ان من مات من مماليكه واولاده قبله لا يجب صدقته وكذا لو ولد له ولدا وملك عبدا
یہان تک کہ اگر کوئی غلاموں مین سے یا اولاد مین سے صبح صادق سے پہلی مرجاوی تو اوسکا صدقہ واجب نہین رہتا اور ایسی ہی اگر بعد صبح صادق کی بچہ پیدا ہوا

بعده لا يجب عليه صدقته ولو ولد له او ملك عبدا قبله كان عليه صدقته وكذا لو صار غنيا قبله
یا کسی غلام کا مالک ہوگیا تو صدقہ واجب نہین ہوتا اور اگر صبح صادق سے پہلی بچہ پیدا ہوا یا غلام کا مالک ہوا تو اوسکا صدقہ واجب ہوگیا اور ایسی ہی اگر پہلی غنی ہوگیا

وبعده لا والمستحب اداءها قبل صلوة العيد ولا تسقط بتاخيرها وان افتقر وطال المدة لانها
تو واجب ہی اور بعد ہوا تو نہین اور صدقہ عید کی نماز سے پہلی ادا کرنا مستحب ہی اور دیر کرنی سے ساقط نہین ہوتا اگرچہ فقیر ہوجاوی اور اسپر مدت دراز گذر جاوی

متعلقة بالذمة دون المال ويجوز تقديمها عن وقت وجوبها بلا تفصيل فيه بين مدة ومدة في الصحيح
کیونکہ صدقہ فطر ذمہ پر لازم ہوتا ہی کچہ مال پر نہین ہی اور صدقہ فطر وقت وجوب سے پہلی دیدینا صحیح مذہب مین جایز ہی کچہ مدت کم زیادہ کا فرق نہین ہی

ويجب دفع فطرة كل شخص الى فقير واحد حتى لو فرقت الى فقيرين لا يجوز لان المنصوص عليه الاغناء
اور ایک شخص کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دینا واجب ہی یعنی گیہون کی آدہی صاع سے کم نہ دی اگر دو فقیرون کو پاو پاو صاع تقسیم کردیگا تو جایز نہین ہی اسوسطی کہ حدیث کا معنا

لقوله عليه السلام اغنوهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم ولا يستغني بما دون ذلك وقيل يجوز دفعها
لفظ غنی کردینا ہی اس حدیث مین کہ ان فقیرون کو سوال کرنی سے آج کی دن غنی کردو اور اس سے کمتر مین غنی نہین ہوتا اور بعضی کہتی ہین ایک فطرہ

الى فقيرين لكن الاول اولى ويجوز دفع ما وجب على جماعة الى فقير لكن الاولى ان يكون الدفع بدفعات
دو فقیرون کو بہی دینا جایز ہی پر اول مذہب بہتر ہی اور کئی شخصون کا فطرہ ایک فقیر کو دینا جایز ہی پر اولی یہہ ہی کہ کئی بار ایک ایک فطرہ علیحدہ کر کی دی

لا دفعة واحدة لان نصف الصاع من ادنى المقادير يمنع النقصان لا الزيادة فاذا وقع التفريق في
ایک دفعہ ہی نہ دیوی اسواسطی کہ آدہ صاع کم سے کم مقدار ہی سو کمتی سے روکتا ہی زیادت سے نہین منع کرتا سو جب دینی مین علیحدہ علیحدہ کردیا

الدفع يكون الفقير في الدفعة الثانية في حكم مسكين اخر ولا يجوز دفعها الى اصوله وفروعه ومماليكه
تو گویا وہ ہی فقیر دوسری دفعہ مین نیا اور مسکین ہی اور صدقہ فطر کا دینا اپنی اصل یعنی ماباپ وغیرہ کو اور اپنی فرع کو یعنی بیٹا بیٹی کو اور اپنی غلامون وغیرہ کو

وغيرهم ممن لا يجوز دفع الزكوة اليهم ويجوز صرفها الى فقراء اهل الذمة لكن يكره بخلاف الزكوة حيث لا يجوز
دینا جایز نہین ہی جن جن کو زکوۃ کا دینا جایز نہین ہی اور صدقہ فطر ذمی فقیرون کو دینا جایز ہی پر مکروہ برخلاف زکوۃ کی کیونکہ زکوۃ کا دینا

دفع الزكوة اليهم الثالث مما يجب على المكلف في هذا العيد الصلوة وقبل الصلوة يستحب للرجل السواك
ذمیون کو ہرگز جایز نہین ہی تیسری اس عید مین جو مکلف پر واجب ہی نماز ہی اور نماز سے پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنی

والاغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب المباحة بان يكون جديدا او غسيلا لا حريرا فانه حرام
اور نہانا اور خوشبو لگانی اور اچہی کپڑی پہنی جو مباح ہون یعنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حریر نہو کیونکہ حریر

على الرجال حتى الصبيان لكن الاثم على من البسهم والافطار بالحلو واداء صدقة الفطر وصلوة الغداة
مردون پر بچون تک حرام ہی پر گناہ اونپر ہی جو اونکو پہنادین فقط اور میٹہا کہانا اور صدقہ فطر ادا کرنا اشراق کی

في مسجد حيه والتبكير وهو سرعة الانتباه والابتكار وهو المسارعة الى المصلى والتوجه اليه ماشيا
محلہ کی مسجد مین اور تبکیر یعنی جلد تیار ہونا اور ابتکار کی معنی یہان عیدگاہ کی طرف جلد روانہ ہونا اور پیادہ پا جانا

والرجوع من طريق اخر ثم الخروج الى الجبانة سنة وان وسعهم الجامع لكن يستخلف الامام من
اور دوسری رستہ سے آنا پہر جنگل مین جانا مسنون ہی اگرچہ مسجد جامع مین تمام نمازی آسکتی ہون لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی

كان عليه صدقتها مضى وقت وجوبها طلوع الفجر من يوم الفطر

يصلي في المصر بالضعفاء والمرضى بناء على ان صلوة العيد في الموضعين جائزة بالاتفاق بخلاف
جو شہر کی اندر ناتوانوں اور بیماروں کو نماز پڑہادی کیونکہ عید کی نماز ایک شہر میں دو جگہ بالاتفاق جایز ہی بخلاف

الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ينافيه ويستحب التكبير في طريق المصلى لكن عند ابيحنيفة لا يجهر
جمعہ کی جمعہ دو جگہ جایز نہیں ہی کیونکہ جمعہ جماعات کو جمع کردیتا ہی اور تفرقہ اسکی خلاف ہی اور عیدگاہ کی رستہ میں تکبیر پڑہتی ہوئی جانا مستحب ہی یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر

في هذا العيد وعندهما يجهر به وهو رواية عنه ايضا وعن ابي جعفر انه قال لا ينبغي ان يمنع
عید الفطر میں آہستہ آہستہ پڑہی اور صاحبین کی نزدیک پکار کر یہہ بہی امام ابو حنیفہ سی روایت ہی اور ابو جعفر سی روایت ہی کہ عام کو تکبیر جہر سی منع کرنا

العامة عن ذلك لقلة رغبتهم في الخيرات فعلى هذا كان الاولى بهم ان يكبروا لكن لا على هيئة
اچہا نہیں ہی کیونکہ خیرات کی طرف پہلی ہی اونکو توجہ کمتر ہی اس روایت کی موافق یہہ ہی بہتر ہی کہ تکبیر پڑہا کریں پر سبکو ملکر

الاجتماع والاتفاق في الصوت ومراعات الانغام فان ذلك كله حرام بل يكبر كل واحد بنفسه واذا
اور ایک آواز بنا کر راگنی کی تال سم پر نہیں چاہی کیونکہ یہہ تمام طریقی حرام ہیں بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب

بلغ المصلى قطع التكبير وروي عن ابي موسى الرضا انه يكبر في كل عشر خطوات مرة حتى يبلغ الجبانة
عیدگاہ میں جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسی رضا سی روایت ہی کہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک پہنچ جاتی تہی

ولو توجه الرستاقي الى المصلى ليلا من فرسخ ونحوه يبدأ بالتكبير اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة
اور اگر کوئی گرد نواح کا رہنی والا رات کو عیدگاہ میں کوس بہر یا کم زیادہ فاصلہ سی آجاوی تو صبح صادق ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت

وخرج وقت الكراهة بارتفاع الشمس يصلي الامام بالناس ركعتين بلا اذان ولا اقامة يكبر اولا للافتتاح
آجاوی اور وقت مکروہ آفتاب بلند ہونی سی گذر جاوی تو امام لوگوں کی ساتہہ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی

ثم يضع يديه تحت سرته ثم يثني ثم يكبر ثلث تكبيرات يفصل بين كل تكبيرة بقدر ثلث تسبيحات
پہر دونو ہاتہہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللہم پڑہی پہر تین دفعہ تکبیر کہی ہر ہر تکبیر کی بیچ میں بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکہی

لانها تقام بجمع عظيم وبالموالاة يشتبه على من كان بعيدا ويرفع يديه عند كل واحدة من تلك
اسواسطی کہ بڑی انبوہ میں اتفاق ہوتا ہی پی درپی بی فاصلہ کہنی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی ندی اور اپنی دونو ہاتہہ ہر ہر تکبیر کی ساتہہ

التكبيرات الثلث ويرسلهما في اثنائهن ثم يضعهما تحت سرته بعد الثالثة ويتعوذ ويسمي ثم يقرأ
تینوں دفعہ کان تک اوٹہادی اور بیچ میں دونو ہاتہہ چہوڑی رکہی پہر بعد تین بار کی ناف کی تلی دستور کی موافق باندہ لی اور اعوذ باللہ آخر تک پڑہی اور بسم اللہ پڑہ کر

الفاتحة وسورة ثم يكبر ويركع فاذا قام الى الركعة الثانية يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها ثلثا يفصل
سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑہی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرکی پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قرارت قرآن کی شروع کری پہر بعد قرارت کی تین تکبیر کہی

بينهن بقدر ما ذكر انفا ويرفع يديه ويرسلهما عند كل تكبيرة وليس هنا وضع ثم يكبر ويركع فيكون
اونکی بیچمیں بہی اسیقدر فاصلہ رکہی جو اب ذکر کیا ہی اور دونو ہاتہہ اوٹہادی اور ہر تکبیر پر چہوڑی رکہی اسوقت میں ہاتہہ کا باندہنا ثابت نہیں ہی پہر تکبیر کہکر رکوع کری

الركعتين تسعا ثلث منها اصليات تكبيرة الافتتاح وتكبيرتان للركوع وستة منها زوائد ثلث في الركعة
اب تکبیریں دونو رکعت کی نو ہو گئیں تین تو انمیں سی اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دو تکبیریں دونو رکوع کی اور انمیں سی چہہ تکبیریں زاید ہیں تین پہلی رکعت میں

الاولى قبل القراءة وثلث في الثانية بعد القراءة ولو نسي التكبير في الركعة الاولى حتى قرأ بعض
قرارت سی پہلی اور تین دوسری میں قرارت کی پیچہی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہنی بہول گیا اتنا کہ تہوڑی سی

الفاتحة او كلها ثم تذكر يكبر ويعيد الفاتحة وان تذكر بعد قراءة الفاتحة والسورة يكبر ولا يعيد القراءة
یا ساری سورہ فاتحہ پڑہ لی پہر تب یاد آئی تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور اگر فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑہ کر یاد آئی تو صرف تکبیر ہی کہی قرارت کو دوبارہ

لانها تمت وبعد التمام لا یقبل النقض بالاعادة بخلاف الاول والثانی فانها لم تتم فیهما فصار کانه لم یشرع
اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد ثانی سی نقض نہین ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت دونو صورتون مین پوری نہین

فیها فیعیدها رعایة للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیهما بالتکبیر ویفصل بینهما
شروع نہین کی سو قرارت کو ترتیب کی واسطی ہٹادی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو خطبون مین اتنی دیر

بجلسة خفیفة مقدارها ان یستقر کل عضو منه فی موضعه ویسن فیهما ما یسن فی خطبة الجمعة
جلسہ خفیف کری کہ جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاوین اور اس خطبہ مین وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مسنون ہی

ویکره فیهما ما یکره فیها وفی هذه العید یعلم فیها احکام صدقة الفطر ومن لم یدرک صلوة العید مع الامام
اور وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مکروہ ہی اور اس عید یعنی عید الفطر مین خطبہ کی اندر فطرہ کی احکام لوگون کو سناوی اور جسکو عید کی نماز امام کی ساتہ

لا یقضیها ومن ادرک الامام فی الرکوع کبر للافتتاح قائما لان تکبیرة الافتتاح شرع فی القیام المحض ثم
ہاتہ نہ آوی تو اوسپر قضا نہین ہی اور جسنی امام کو رکوع مین پایا تو اول حالت قیام مین تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ صرف حالت قیام ہی مین جایز رکہی گئی

للعید ان ظن انه یدرک الامام فی الرکوع لان المحل الاصلی لتکبیرات العید القیام المحض وان خاف فوت
پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہہ معلوم ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر بہی رکوع مین امام کی ساتہ شامل ہوجاویگا اسلئی کہ اصلی جگہ عید کی تکبیرون کی صرف قیام ہی ہی اور اگر یہہ خوف ہو

الرکوع مع الامام یکبر للرکوع ویرکع ثم یکبر تکبیرات العید فی الرکوع لانها واجبة والاشتغال بها اولی
کہ تکبیرین کہنی مین امام کی ساتہ رکوع ہاتہ نہین آویگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع مین چلا جاوی پہر رکوع مین جاکر تکبیرین عید کی ادا کری اسلئی کہ عید کی

ویترک تسبیحات الرکوع لکونها سنة ولا یرفع یدیه فی الرکوع لان الرفع سنة ووضع الکف علی الرکبة سنة
اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع مین رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا بہی سنت

ایضا ولا وجه لاشتغال سنة فیه ترک سنة اخری واذا رفع الامام راسه فیسقط عنه ما بقی من التکبیرات
ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام کہڑا ہوجاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی رہ گئی ہو ساقط ہوجاتی

فلا یتمها فی الرکوع ولا فی القومة بل یسارع فی متابعة الامام لانها فرض فلا یترک للواجب ولو ادرک الامام
اب اوس تکبیر کو نہ تو رکوع مین پوری کری اور نہ قومہ مین بلکہ امام کی متابعت کی لئی جلد رکوع سی کہڑا ہوجاوی کیونکہ متابعت فرض ہی واجب کی واسطی ترک نہین ہوسکتی اور اگر

فی القومة لا یکبر فیها لانه یقضی تلک الرکعة مع التکبیرات ومن فاتته رکعة اذا قام الی قضاء ما سبق یبدأ
امام کو قومہ مین پایا تو قومہ مین تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ اس رکعت کو معہ تکبیرات قضا کریگا اور جسکی ایک رکعت فوت ہوجاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کو کہڑا ہو تو اول قرارت

بالقراءة ثم یکبر بعدها تکبیرات العید ویرکع ولو ادرک الامام فی التشهد او بعد السلام فی سجدة السهو فانه یقوم
شروع کری پہر بعد قرارت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع مین جاوی اور اگر امام کو التحیات مین پایا یا سلام کی بعد سہو کی سجدہ مین پایا تو اب یہہ کہڑا ہوکر

ویصلی باتیان التکبیر فی محلها ویستحب تاخیر الصلوة فی هذا العید وتعجیلها فی عید الاضحی وفی
نماز پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید کی نماز مین کچہہ تاخیر کرنی مستحب ہی اور عید الاضحی مین شتابی کرنی مستحب ہی اور

القنیة تقدم صلوة العید علی صلوة الجنازة اذا اجتمعا وصلوة الجنازة علی الخطبة وفی البزازیة اذا اجتمع
قنیہ مین ہی کہ جنازہ اور عید کی نماز اگر جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین پہر جنازہ کی پڑہین پہر خطبہ عید کا پڑہین اور بزازیہ مین ہی اگر عید

العید والکسوف یقدم العید لانه واجب کما یقدم علی الجنازة لکون وجوبه عینا ووجوب الجنازة کفایة
اور نماز کسوف جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ عید کی نماز واجب ہی چنانچہ جنازہ کی نماز پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب عینی ہی اور جنازہ کی نماز

ویکره التنفل فی المصلی قبل صلوة العید وبعدها للامام وغیره وان غم هلال الفطر وشهد الشهود بعد الزوال
واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ مین جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہین اور اگر انتیسوین کو عید کا چاند چہپ جاوی اور گواہ آکر

عند الامام برؤية الهلال فانه يصلي بالناس صلوة العيد من الغد لان هذا تاخير بعذر وقد روى
امام کی پاس چاند کی گواہی دین تو اب امام عید کی نماز لوگون کو اگلی دن یعنی دوسری تاریخ پڑہاوی کیونکہ لاچاری مین تاخیر ہوئی اور روایت ہی
ان قوما شهدوا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الزوال برؤية الهلال فامر النبي عليه السلام
کہ ایک قوم نی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر دوپہر ڈہلی چاند کی گواہی دی تہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی حکم فرمایا تہا
بالخروج الى المصلى من الغد واما التاخير بغير عذر فلا يجوز وان حدث عذر يمنع من الصلوة بعد
کہ کل یعنی دوسری تاریخ عیدگاہ مین چلین اور بی عذر تاخیر کرنی جایز نہین ہی اور اگر ایسا عذر پیش آوی کہ جسمین اگلی دن بہی نماز نہو سکی
الغد لا يصلي بعده لان الاصل فيها ان لا يصلي في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحدا لكن قد ورد
تو پہر نماز نہین ہی کیونکہ اصل اسمین یہہ ہی کہ اگلی روز بہی نماز نہ پڑہین کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہی لیکن حدیث شریف مین
الحديث بالتاخير الى اليوم الثاني عند العذر فبقي ما وراءه على قضية القياس ثم ينبغي ان يعلم
اگلی دن تک کی تاخیر عذر کی حالت مین آگئی ہی سو اوسکی بعد قیاس کی مطابق ممنوع ہی پہر سمجہنی کی بات ہی
ان رؤية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا
کہ چاند کی دیکہنی سی اگرچہ روزہ رکہنا ہی اور روزہ افطار کرنا ہی واجب ہوجاتا ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی روزہ رکہو چاند دیکہ کر اور افطار
لرؤيته لكن العمل به لا يلزم الا بعد قضاء القاضي ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء
کرو چاند دیکہ کر پر عمل اس حدیث کی موافق بدون حکم قاضی کی نہین ہوتا اسیواسطی قاضی کی پاس مراجعت کرنی چاہی پہر اگر آسمان مین کچہ
علة سواء كان غيما او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين
رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو یا دہوان ہو یا بخار ہو یا گرد غبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر مین گواہی مقبول نہین ہوگی بدون دو مردون
او رجل وامرأتين وكما يشترط فيه العدد يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لانهم
یا ایک مرد اور دو عورتون کی اور جیسی یہہ عدد شرط ہی ایسی ہی یہہ شرط ہی کہ گواہ ازاد عادل ہون اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس سی حق العباد متعلق ہین
ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو
اسلئی کہ اونکا اسمین نفع ہی سو عید کا چاند اسی طور پر ثابت ہوگا جسطور اونکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہین برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند سی صرف حق شرع کا متعلق ہی
الصوم فيكتفى فيه بخبر الواحد العدل حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علة فلا يقبل
یعنی روزہ سو اسمین ایک شخص عادل کی خبر بہی کافی ہی ازاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ہان اگر آسمان صاف ہو کچہ روک نہو تو اب
شهادة الواحد في هلال رمضان ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر وانما تقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم
گواہی ایک شخص کی رمضان کی چاند مین اور گواہی دو شخصون کی عید الفطر کی چاند مین مقبول نہین ہوگی اب گواہی بہت انبوہ کی مقبول ہو کی جنکی خبر سی یقین آجاوی
واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر
اور اس انبوہ کی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ والی چاہیین اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہیین اور امام محمد سی روایت ہی کہ ہر طرف سی
الخبر من كل جانب والصحيح انه مفوض الى راي الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب
خبر کا پی در پی آنا چاہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسواسطی کہ جو علم اونکی خبر سی حاصل ہوتا ہی تو اوس سی علم شرعی مراد ہی جس سی عمل
للعمل وهو غلبة الظن لا العلم بمعنى اليقين ومن راى هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولم يقبل
کرنا واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب ہوجاوی علم یقین کی درجہ کا مراد نہین ہی اور اگر کسی نی عید کا چاند اکیلی نی دیکہا اور قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی پر اوسکی گواہی
شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضي ولا كفارة عليه ولو راى الامام هلال الفطر وحده لا يفطر
مقبول نہوئی تو اسکو چاہی کہ روزہ رکہی افطار نکری اور اگر افطار کیا تو قضا کری اور اوسپر کفارہ نہین ہی اور اکیلی امام نی اگر عید کا چاند دیکہا تو افطار نکری

ولا یخرج لصلوة العید ومن رای هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال فی المحیط اختلفوا
اور عید کی نماز کو بہی نجاوی اور اگر کسی نی عید کا چاند عصر کی وقت دیکہکر اس خیال سی کہ مدت روزون کی تمام ہوئی روضہ افطار کرڈالا محیط مین کہتا ہی

فی وجوب الکفارة والاکثر علی الوجوب ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان صاموا تسعة وعشرین
کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقیہ کفارہ واجب بتاتی ہین اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکہکر انتیس روزی رکہی تہی

یوما فشهد جماعة عند القاضی فی الیوم التاسع والعشرین ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی
کہ اسمین ایک گروہ نی قاضی کی پاس انتیسوین تاریخ آکر گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی شب مین تمسی ایک دن پہلی

لیلة کذا قبلکم بیوم فصاموا وهذا الیوم یوم الثلثین من رمضان واهل هذه البلدة لم یروا الهلال
دیکہکر روزی رکہی ہین اور آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی فقط اور حال یہہ ہی کہ اس شہر والون کو اوس شب مین چاند نہین نظر آیا تہا

فی تلك اللیلة والسماء مصحیة لایباح لهم الفطر غدا ولا یترك التراویح لان هذه الجماعة لم یشهدوا بالرویة
باوجودیکہ آسمان صاف تہا تواب ان لوگون کو اگلی دن افطار کرنا مباح نہین اور نہ تراویح ترک کرین اسلئی کہ اس گروہ نی نہ چاند دیکہنی کی گواہی دی ہی

ولا علی شهادة غیرهم وانما حکوا رویة غیرهم واما لو کان شهدوا عند القاضی ان قاضی بلدة کذا
اور نہ اورونکی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اورون کی رویت کا حال بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی سامنی

شهد عنده شاهدان برویة الهلال فی لیلة کذا وقضی ذلك القاضی بشادتهما جاز لهذا القاضی ان
دو گواہون نی فلانی شب مین چاند دیکہنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی ادنکی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تواب اس قاضی کو بہی جایز ہوتا کہ انکی گواہی کی موافق

یقضی بشهادتهم لان قضاء القاضی الاول حجة فیجوز العمل به یسر نا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه
حکم کردیتا اسواسطی کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اوسپر عمل کرنا جایز ہی الٰہی ہمپر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور

وکرمه امین یا معین المجلس الثالث والثلثون فی بیان فضیلة صوم شوال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
کرم سی قبول کر یا مددگار تینتیسوین مجلس مین بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام الدهر هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
جس نی رمضان کی روزہ رکہی پہر اوسکی پیچہی چہہ روزہ شوال کی رکہی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ اور

ابو هریرة وابو ایوب الانصاری وانما کان ذلك کصیام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر امثالها
ابو ایوب انصاری کی روایت سی اور یہہ روزی مانند روزون سال کی اسلئی ہین کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہین

فمن صام رمضان بصیر کانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعده ستة ایام من شوال بصیر
پہر جسنی رمضان کی روزی رکہی توگویا دس مہینی کی روزی رکہی پہر اگر بعد اوسکی شوال مین چہہ روزی رکہی تو

کانه صام شهرین فیکون المجموع کاثنی عشر شهرا فان قیل یفهم من هذا الکلام ان المراد من الدهر
گویا دو مہینی کی روزی رکہی پہر سب ملکر گویا بارہ مہینی کی روزی ہوئی اگر اعتراض کرین کہ اس کلام سی یہہ سمجہا جاتا ہی کہ دہر سی مراد

السنة لکن استعمال الدهر بمعنی السنة غیر متعارف فی کلامهم بل هو عند اهل اللغة یطلق علی الابد
ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنون مین عرب کی کلام مین بایا نہین جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ ابدی پر بولتی ہین

وقد اتفق ابو حنیفة وصاحباه علی ان الدهر المعرف باللام یکون للعمر فالظاهر ان یحمل علی مدة العمر
اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہین کہ دہر کا لفظ الف لام کی ساتہہ یعنی الدهر تمام عمر کی معنون مین ہی تو اب ظاہر یون معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر کی

ولا وجه لحمله علی السنة فالجواب ان الحمل علی السنة هو الحمل علی مدة العمر لان المکلف لا بد له ان یصوم
معنی لین ایک سال کی معنون کی کوئی وجہ نہین ہی تو جواب یہہ ہی کہ سال کی معنی لینی یہہ ہی معنی مدت عمر کی ہین اسواسطی کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعده ستة ايام من شوال يكون كمن صام مدة عمره فان قيل
رکہی پہر جب یہہ عادت ہوئی کہ بعد اوسکی شوال مین چہہ روزی رکہا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکہی اگر کوئی اعتراض کری

من صام شهرا كاملا اي شهر كان ثم صام بعده ستة ايام يكون كصيام سنة بمقتضى قوله تعالى
جب کوئی کسی ایک پوری مہینی کی روزی رکہی پہر اوسکی بعد چہہ روزی اور رکہی تو یہہ بہی برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا فما وجه تخصيص رمضان وشوال بالذكر فالجواب ان شهر
جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اوس سی دس گونہ پہر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ رمضان کا

رمضان متعين للصوم وشهر شوال لوقوعه عقيبه كان صيامه كصيامه في الفضل وملحقا به في الشرف
مہینہ روزون کی لئی متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینا چونکہ اوسکی بعد اوس سی متصل ہی تو شوال کی روزی بہی فضیلت مین رمضان کی مانند ہین اور شرافت مین

حتى قيل صيام ستة ايام من شوال يلتحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام
اوسکی ساتہہ ملی ہوئی ہین یہان تک کہ کہتی ہین چہہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزون مین داخل ہین اور جو کوئی شوال کی چہہ روزی ہمراہ رمضان کی ادا کری اوسکو ایسا ثواب

الدهر فرضا فلذلك خصّ ايامهما بالذكر من بين سائر الشهور ثم الافضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر
ہی گویا تمام سال کی فرض روزی ادا کئی اس لئی خاص ان دونو مہینون کا تمام مہینون مین سی ذکر کیا پہر افضل یہہ ہی کہ روزی شوال مین بعد عید الفطر کی

متوالية وحكي عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حذرا عن التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
پی در پی ہون اور بعضی علماء سی مذکور ہی کہ متصلا روزی مکروہ ہین تا کہ اہل کتاب کی مشابہت سی بچی اس باب مین کہ اونہون نی فرض پر بڑہالئی ہین

على الفرض لكن لا كراهة فيه في المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان يعد ذلك من رمضان
لیکن مختار مذہب مین کچہہ کراہت نہین ہی کیونکہ کراہت تب ہی کہ یہہ خوف ہو کہ یہہ روزی رمضان مین شمار کئی جائینگی

ويكون تشبيها بالنصارى في زيادتهم على الفرض وقد زال هذا المعنى لانتفاء الاتصال بفصل يوم
اور مشابہت نصاری کی فرض پہر بڑہا لینی مین ہو جائیگی اور یہہ بات کہان رہی جب کہ عید کا روز بیچمین آجانی سی اتصال جاتا رہا

الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة في حق العوام لا في حق اهل العلم وروي عن ابي حنيفة انه
باوجودیکہ فقہاء کی کلام مین یہہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق مین مکروہ ہی اہل علم کی حق مین مکروہ نہین ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ سی کہ

كرهه متتابعا ومتفرقا والمتاخرون من علماء مذهبه لم يروا به باسا لكنهم اختلفوا في ان الافضل
مکروہ جانتی تہی پی در پی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علماء حنفی مذہب اسمین کچہہ باک نہین جانتی پر اسمین اختلاف کرتی ہین کہ آیا افضل پی در پی ہین

التتابع او التفرق فان فرقها او اخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون ابعد من شبهة
یا جدا جدا اگر جدا جدا رکہی یا اول ماہ سی گذر کر آخر مہینی مین رکہی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجاتی ہی اور اختلاف کی شبہہ سی بہی الگ رہتا ہی

الاختلاف واما ما قيل هذا شيء وضعه الجهال وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغي ان يسمع هذا
اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ بات جاہلون کی گہڑت ہی اور جو جو حدیث اس باب مین مروی ہی وہ سب موضوع ہین تو یہہ طعن سننی کی لایق

الطعن لان هذا الحديث ثابت في صحيح مسلم وكل حديث ثبت في احدى الصحيحين لا يسمع طعن الوضع فيه
نہین ہی کیونکہ یہہ حدیث صحیح مسلم مین موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری مین موجود ہو اوسمین عیب وضعی ہونیکا مسموع نہین ہی

ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يمنا في التزوج في شوال ويتطيرون به وهذا من امر الجاهلية
پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی آدمی شوال مین نکاح کرنیکو مبارک نہین جانتی اسمین بدفالی لیتی ہین سو یہہ بات جاہلیت کی ہی

فانهم كانوا يتشاءمون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع في شوال في سنة
جاہلیت والی شوال مین نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی اسکا سبب یہہ کہتی ہین کہ ایک سال مین ماہ شوال کی اندر وباء طاعون پیدا ہوئی تہی

من السنین ومات فیه کثیر من العرایس فتشاءم به اهل الجاهلیة وقد ورد فی الشرع بابطاله
اور بہت سی دلہنیں مرگئی تھیں سو اہل جاہلیت نے اسکو نحس ٹھہرا لیا اور شرع میں اسکا بطلان ظاہر موجود ہی

کما روی عن عائشة انها قالت تزوجنی رسول الله صلی الله وسلم فی شوال وبنی بی فی شوال فای
چنانچہ عائشہ سے روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے ماہ شوال میں نکاح کیا اور ماہ شوال میں مجھسے مجامعت کی پہر کونسی

نساء رسول الله صلی الله علیه وسلم کان احظی عنده منی قال النووی انها قصدت بهذا رد ما کان علیه
بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھسے زیادہ بہرہ مند تھی نووی کہتا ہی کہ عائشہ کا مقصود اس بیان سے رد کرنا اعتقاد

اهل الجاهلیة من تطیر التزوج فی شوال فانهم کانوا یتشاءمون بشهر شوال فی النکاح فیه خاصة کما کانوا یتشاءمون
اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال میں نکاح کرنیکی بدشگونی کیونکہ اہل جاہلیت ماہ شوال میں صرف نکاح کرنیکو نحس جانتی تھی جیسی ماہ صفر کو

بشهر صفر مطلقا ویقولون انه شهر مشئوم وکثیر من الناس فی هذا الزمان یوافقونهم ویتشاءمون
مطلق سب باب میں منحوس جانتی تھی اور کہتی تھی کہ یہہ مہینہ منحوس ہی اور بہت لوگ اس زمانہ میں بہی انکی ساتھی بنکر ماہ صفر کو منحوس سمجھتی ہیں

بشهر صفر ویمتنعون فیه عن السفر والتزوج وغیرهما فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان کشهر شوال
اور اس مہینی میں سفر اور نکاح وغیرہ نہیں کرتی بیشک خصوصیت نحوست کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہو جیسی ماہ شوال

وغیره غیر صحیح فان الزمان کله من خلق الله تعالی ویقع فیه افعال العباد فکل زمان شغله العبد بطاعة
وغیرہ میں صحیح نہیں ہی کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالی کا پیدا کیا ہوا ہی جسمیں تمام عباد اللہ کاربار کرتی ہیں سو جس زمانہ کو آدمی عبادت میں صرف کری

فهو زمان مبارك علیه وکل زمان شغله العبد بمعصیة فهو زمان مشئوم علیه والشوم والیمن
وہ زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو آدمی معصیت میں صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق میں نحس ہی اور نحس اور مبارک

فی الحقیقة هو المعصیة والطاعة کما قال عدی بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه
حقیقت میں معصیت اور طاعت ہی چنانچہ عدی ابن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑوں میں ہی مراد زبان ہی

وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی الشیء ففیما بین اللحیین یعنی اللسان وما شیء احوج الی طول السجن
اور ابن مسعود کہتی ہیں اگر کسی چیز میں نحوست ہوا کرتی تو اسمیں ہوتی جو دونو کلوں میں ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہیں جو قید کی زیادہ محتاج

من اللسان وروی عن عائشة انه علیه السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم فی الحقیقة الا المعاصی و
ہو اور حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا نحوست بدخلقی ہوتی ہی سو اب حقیقت میں نحوست سوای معاصی اور

الذنوب فانه تسخط الله تعالی فانه تعالی اذا سخط علی عبد یکون ذلك شقیا فی الدنیا والاخرة واذا
گناہوں کی کوئی چیز نہیں ہی کیونکہ گناہ سے اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی اور اللہ تعالی اگر کسی بندہ سے بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں بدبخت ہی اور اگر

رضی عن عبد یکون ذلك العبد سعیدا فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین قد شکی الیه عن
کسی بندہ سے راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں نیکبخت ہی اور بعضی صلحاء کی پاس عام مصیبت کی جسمیں

بلاء وقع الناس فیه فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب فعلی هذا یکون
تمام خلق گرفتار تھی شکایت کی جواب دیا جس بلا میں تم گرفتار ہو مجھکو سوا نحوست گناہوں کی معلوم نہیں ہوتی اس حکایت کی موافق

المعاصی مشئوما علی نفسه وعلی غیره فانه لایؤمن ان ینزل علیه عذاب فیعم الناس
نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو پہر سبکو پکڑلی

خصوصا من لم ینکر عمله فالبعد عنه لازم وکذلك الاماکن التی یفعل فیها المعاصی
خاص اون لوگوں کو جو اوسکی عمل سے انکار نہیں کرتی سو اوس سے دور رہنا لازم ہی ایسی ہی اون مکانوں سے جہاں معاصی عمل میں آتی ہیں

يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من كان فيها كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لاصحابه
دور رہنا اور بہاگنا چاہیئے اس خوف کی مارے کہ مبادا جو جو اوس مکان مین ہین سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی یارون کو
حين مر على ديار ثمود بالحجر لا تدخلوا اماكن هؤلاء المعتدين الا ان تكونوا باكين خشية ان يصيبكم ما اصابهم
منع فرمایا جب وہ حجر مین دیار قوم ثمود پر گذری کہ ان لوگون حد سی بڑہی ہوونکی مکانون مین داخل نہو مگر روتی ہوئی اس خوف کی مارے مبادا تمہپر بہی وہ عذاب
فان هجران اهل العصيان من جملة الهجرة المامور بها التي سبب لمغفرة الذنوب والخطايا الا ترى ان الذي
جو اونپر آیا تہا آجاوی بیشک اہل عصیان سی ملاپ ترک کرنا ہجرت مین داخل ہی جسکا حکم ہی اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہی کیا تجکو معلوم نہین کہ جسنی
قتل مائة نفس من بني اسرائيل سئل عالما من علمائهم هل له توبة فقال له العالم نعم وامره ان ينتقل من
سو آدمی بنی اسرائیل کی قتل کرکی اپنی عالمون مین سی ایک سی پوچہا کہ آیا میری کوئی توبہ ہی عالم نی اوسکو جواب دیا ہان اور اوسکو بتایا کہ مفسد
قرية الفساد الى قرية الصلاح وادركه الموت بينهما واختصم فيه ملئكة الرحمة وملئكة العذاب فاوحى
گانو مین سی صالح گانو مین چلا جا پہر وہ دونو گانون کی بیچین جاتا ہوا مرگیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتون مین جہگڑا ہوا کہ دونون سی اسکو کون لی
الله اليهم ان قيسوا بينهما والى ايهما كان اقرب الحقوه بها فوجدوه الى القرية الصالحة اقرب برمية الحجر فالحقوه
پہر اللہ تعالی نی اونکو وحی بہیجی کہ پیمایش کرکی دیکہو جدہر نزدیک ہو اودہر ملا دو پہر اوسکو صالح گانو کی طرف اتنا نزدیک پایا جتنا ڈہیلا پہینکتی ہین
بها برحمة الله تعالى و مغفرته

المجلس الرابع والثلثون في بيان فضيلة العشر الاول من ذي الحجة

سو اللہ کی رحمت اور مغفرت سی اودہر ہی ملا دیا   چونتیسوین مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشرہ کی فضیلت کی بیان مین
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ايام العمل الصالح فيهن احب الى الله تعالى من هذه الايام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا   کوئی دن ایسی نہین ہین جنمین عبادت اللہ تعالی کو محبوب تر ہو بہ نسبت ان دنون کی
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس والمراد من هذه الايام العشر الاول من ذي الحجة بدليل قوله عم
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد ہذہ الایام سی ذالحجہ کا پہلا دہا ہی اسواسطی کہ اور حدیث مین ارشاد ہی
في حديث اخر ما من ايام احب الى الله تعالى ان يتعبد له فيها من عشر ذي الحجة يعدل صيام كل يوم منها
کوئی دن نہین ہین کہ اللہ تعالی کو اپنی عبادت اونمین محبوب تر ہو بہ نسبت عشرہ ذالحجہ کی کہ اسمین سی ہر روز کا روزہ برس دن کی روزون کی برابر
بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر وانما كان العمل الصالح في هذه الايام افضل لانها ايام
اور ہر شب کا قیام قیام لیلۃ القدر کی برابر ہوتا ہی   اور ان دنون مین عمل صالح اسلئی افضل ہی کہ یہہ دن بیت اللہ
زيارة بيت الله تعالى والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا كان افضل يكون العمل الصالح فيه افضل
اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہین   اور وقت جب افضل ہوتا ہی   تو اسمین عمل صالح بہی افضل ہوتا ہی
وروى عن ابي الدرداء انه قال عليكم بصوم ايام العشر واكثار الدعاء والاستغفار والصدقة فيها فاني
اور ابو درداء سی روایت ہی کہ کہتی تہی اپنی اوپر روزی ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرلو   کیونکہ مینی
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الويل لمن حرم خير ايام العشر وعليكم بصوم اليوم التاسع خاصة فان فيه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی   افسوس ہی اوس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سی محروم رہا اور اپنی اوپر خاص کر نوین تاریخ کا روزہ لازم کرلو کیونکہ اسمین
من الخيرات اكثر من ان يحصيها العادون وروى انه عليه السلام قال يوم عرفة احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة
اسقدر خوبی ہی کہ شمار کرنیوالون کی اندازہ سی بڑہتی ہی   اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا   مین ایسا گمان کرتا ہون کہ عرفہ کا دن ایک سال گذشتہ
التي قبلها والسنة التي بعدها يعني ان من صام يوم عرفة ارجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه الصغائر
اور ایک سال آیندہ کا کفارہ ہو جاوی مراد یہہ ہی کہ جسنی نوین تاریخ ذی الحجہ کو روزہ رکہا تو امید ہی اللہ تعالی سی کہ اوسکی تمام صغیرہ گناہ

للواقعة فی السنة الماضیة ویکون فی حفظ الله تعالی وکنفه من اقتران الذنوب فی السنة بیان فضیلة

جو سال گذشتہ میں ہوئی ہیں معاف ہوجاوین اور سال آیندہ میں اللہ تعالی کی حفاظت میں رہی کہ گناہ اوس سی تمام سد

فی فتاواه ولا باس بصوم یوم عرفة سواء کان فی الحضر او السفر اذا کان یقوی علیه ویکره صوم عرفة وسلم علیها

بیچ فتاوی میں کہتاہی عرفہ کی دن کی روزہ میں کچہہ مضائقہ نہیں ہی برابر ہی مقیم ہو یا مسافر ہو اگر روزہ رکہنی کی طاقت رکہتاہی اور عرفات میں عرفہ کی دن کا

یوم الترویة لانه یعجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ینال الثواب والفضائل التی ذکرها النبی علیه السلام

ذیحجہ کی آٹھوین تاریخ کا روزہ اسلیئی کہ ارکان حج کی اداکرنی سی تھک رہیگا اگر آدمی یہہ آرزو کری کہ وہ ثواب اور فضیلت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ذکر فرمائی ہی

ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیه لسانه عن الکذب والغیبة وقبیح الکلام وجوارحه عن الخطأ

تو اوسکو چاہیئی کہ وقت کی عزت اور شرافت کا لحاظ رکہی اوسمین اپنی زبان کو جہوٹھ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی بند رکہی اور اپنی اعضا آنکہہ ہاتہہ وغیرہ کو خطاسی بچاوی

والاثام وقلبه عن العجب والکبر وعداوة الانام هذا ما بینه النبی علیه السلام من العبادة فی یوم عرفة واما الاجتماع

ورابنی دل کو غرور اور تکبر اور خلقت کی دشمنی سی نگاہ رکہی عرفہ کی دن میں یہہ عبادت ہی جو نبی علیہ السلام نی فرمائی ہی اور اوس دن میں جمع ہوکر

فی ذلک الیوم فی الجامع او فی مکان خارج المصر تشبیها بالواقفین فلیس بشیء لان الوقوف عبادة مخصوصة بعرفات

مسجد جامع میں یا جنگل میں کسی مکان کی اندر انبوہ کرنا عرفات والوں کی مشابہت کی لیئی صرف بی اصل ہی اسواسطی کہ وقوف بعرفات عبادت مخصوصہ عرفات برہی

فلا یکون عبادة فی غیرها کسائر المناسک حتی ان احدا طاف حول المسجد سوی الکعبة یخشی علیه الکفر وروی عن

سو وہ اور کسی جگہہ عبادت نہیں ہوسکتی جیسی حج کی اور احکام یہان تک کہ اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گرد طواف کری سوای کعبہ کی تو کفر کا خوف ہی اور ام سلمہ سی

ام سلمة انه علیه السلام قال اذا دخل العشر واراد ان یضحی فلا یمس من شعره وبشرته شیئا وفی روایة من رای هلال

روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب عشرہ ذی الحجہ کا شروع ہوئی اور قربانی کرنیکا ارادہ ہو تو اپنی بال اور بدن کو کچہہ نہ چہوئی اور ایک روایت میں یون ہی جسنی ذی الحجہ کا چاند دیکہا

ذی الحجة واراد ان یضحی فلا یاخذ من شعره واظفاره قال فی شرح السنة اختلف العلماء فی العمل بظاهر هذا الحدیث

اور قربانی کرنیکا ارادہ ہوا تو بال اور ناخن نہ تراشی شرح السنہ میں مذکور ہی علما اس حدیث کی ظاہر پر عمل کرنی مین اختلاف کرتی ہین

فذهب قوم الی ان من یرید التضحیة لا یجوز له بعد دخول العشر ان یاخذ من شعره وظفره ما لم یذبح وقالوا النهی

سو ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ جو شخص قربانی کا ارادہ کری تو اوسکو ماہ ذی الحجہ شروع ہونی کی بعد قربانی ذبح کرنی سی پہلی اپنی بال یا ناخن تراشنی جائز نہیں ہین اور کہتی ہین کہ ممانعت

فیه للتحریم وکان ابو حنیفة ومالک والشافعی یرون ذلک علی الندب والاستحباب قال فی شرح المنیة یندب لمن

واسطی حرمت کی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اسکو مندوب اور مستحب سمجہتی تہی منیہ کی شرح میں کہتاہی قربانی کرنیوالی کو مستحب ہی

اراد ان یضحی تاخیر تقلیم الاظفار وحلق الراس الی ان یضحی ولا یجب وان استلزم التاخیر الکراهة لا یؤخر وهو ما

کہ قربانی ذبح کرنی تک ناخن تراشنی اور سر مونڈانی میں تاخیر کری اور واجب نہین ہی اور اتنی تاخیر کرنی میں اگر کراہت لازم آتی ہو تو تاخیر نہ کری اور کراہت تبہی ہی

زاد علی الاربعین اذ قد ذکر فی القنیة ان الافضل للعبد ان یقلم اظفاره ویقص شاربه ویحلق عانته وینظف بدنه

کہ چالیس دن سی زیادہ ہوجاوی اسلیئی کہ قنیہ میں مذکور ہی کہ آدمی کو افضل یہہ ہی کہ ہر ہفتہ میں ناخن تراشی اور لبین کترواوی اور موئی نہانی مونڈی اور نہا دہوکر بدن کو

بالاغتسال فی کل اسبوع فان لم یفعل ففی کل خمسة عشر یوما ولا عذر فی ترکه وراء الاربعین فالاسبوع هو الافضل

پاک صاف کری پہر اگر ہر ہفتی میں نہوسکی تو ہر پندرہ دن کی بعد اور چالیس دن کی بعد دیر کرنی میں کوئی عذر نہیں ہی پس ہفتہ تو افضل مدت ہی

والخمسة عشر الاوسط والاربعون الابعد ولا عذر له فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید ثم ان النهی لیس للتشبه

اور پندرہ دن مدت درمیانہ ہی اور چالیس دن انتہا کی مدت ہی پہر چالیس دن کی بعد کوئی عذر نہیں ہی پہر سزاوار وعید کا ہی پہر یہہ ممانعت بال مونڈانی کی اس لیئی نہیں ہی

بالحجاج المحرمین کما ذهب الیه بعض العلماء اذ لو کان للتشبه لشاع فی سائر محظورات الاحرام ولم یختص بالاخذ من اجزاء

کہ حجاج احرام والون سی مشابہت پیدا ہو چنانچہ بعضی علما کا یہہ مذہب ہی کیونکہ اگر ممانعت مشابہت کی لیئی ہوتی تو احرام کی تمام ممنوعات مین یہہ جاری ہوتی جیسی شکار قتل حیوان وغیرہ

البدن بل علة النـ[ـا]هي على ما ذكره التوربشتي ان المضحي يجعل ضحيته فدية يفتدي بها نفسه من عذاب

خاص نہوتی بلکہ نہی کی علت موافق بیان تورپشتی کی یہہ ہی کہ قربانی کرنیوالا اپنی قربانی کو قیامت کی عذاب سی اپنی جان کا عوض دیتا ہی اور اس سی قربت الٰہی

يوم القيمة ويزداد بها قربة الى الله تعالى فكان بما اكتسب من السيئات وبما اتى به في حقوق الله تعالى من

زیادہ حاصل ہوتی ہی سو گویا کہ برائیاں کرکر اور حقوق اللہ مین کوتاہی برت کر

التقصيرات رأى نفسه مستوجبة لاعظم العقوبات وهو القتل غير انه احجم عن الاقدام عليه لانه لم يأذن

اپنی جان کو بڑی سی بڑی عذاب یعنی قتل کا سزاوار جانتا ہی پر اپنی جان کی قتل کرنی سی باز رہا کہ شرع مین اسکی اجازت نہین ہی

له فيه فيجعل قربانه فداء لنفسه فصار كل جزء من قربانه فداء لكل جزء من بدنه فعمت بركة القربان

اب قربانی کو اپنی جان کا بدلہ دیا سو ہر ہر جز قربانی کا اسکے بدن کی ہر ہر جزء کا بدلہ ہی اب قربانی کی برکت تمام اجزاء بدن کو شامل ہوجاتی ہی

جميع اجزاء البدن فلم يخل منها ذرة ولم يحرم منها شعرة فلما كانت هذه الفضيلة ملحقة بالاجزاء المتصلة

کوئی ذرہ بدن کا خالی اور کوئی بال تمام بدن مین سی محروم نہین رہتا اور یہہ فضیلت جبکہ انھین اجزا سی خاص تہی جو قربانی کرنیوالی کی بدن سی متصل ہون

بالمضحي دون المنفصلة عنه رأى النبي عليه السلام ان لا يمس شيئا من شعره وبشرته لئلا يفقد من ذلك

اجزاء منفصل سی نہین ہوتی تو پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ اپنی بال اور بدن کو نہ چھوئی تاکہ کوئی فضیلت بوقت اوترنی رحمت

شئ ما عند نزول الرحمة وفيضان النور الالهي فيتم له الفضائل وينزع عنه النقائص فعلى هذا ينبغي

اور فیضان نور الٰہی کی گم نہو پہر فضائل تمام پوری ہون اور نقصان کچہہ باقی نہ رہی اب لوگون کو چاہیی

للناس ان يطلبوا هلال ذي الحجة ويعدّوا ايامه ليعلموا وقت ذبح الاضحية ويستعدوا لها لكن ثبوت

کہ ماہ ذی حجہ کا چاند تلاش کیا کرین اور اوسکی دن گنتی رہین تاکہ قربانی کی ذبح کا وقت ٹہیک معلوم ہو اور اوسکی تیاری کرین لیکن تقرر

رؤية الهلال لما توقف على حكم القاضي لزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء علة سواء كان غيما

چاند کا قاضی کی حکم پر جو موقوف ہی تو قاضی کی پاس رجوع کرنا لازم ہی پہر اگر آسمان مین کچہہ رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو

او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين في ظاهر الرواية وهو الاصح

یا دہوان یا بخار یا غبار یا ایسا ہی اور کچہہ تو ظاہر روایت مین گواہی جب قبول ہوگی کہ دو مرد ہون یا ایک مرد دو عورتین اور یہہ ہی صحیح ہی

لتعلق حق العباد به بالتوسعة بلحوم الاضاحي ويثبت بما يثبت به سائر حقوقهم وكما يشترط فيه العدد

کیونکہ اسمین حق العباد علاقہ رکہتی ہین قربانیون کی گوشت کی فراخی ہوتی ہی چاند اوسی طور پر ثابت ہوگا جسطور تمام حقوق ثابت ہوتی ہین اور جیسی اسمین عدد کی شرط ہی

يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة وان لم يكن في السماء علة لا يقبل الا شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم

ویسی ہی آزادگی اور عدالت اور شہادت کا لفظ چاہیی اور اگر آسمان مین کوئی روک نہو تو پہر اتنی انبوہ کثیر کی گواہی مقبول ہوگی جنکی خبر دینی سی یقین آجاوی

واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر

اور اوس انبوہ کی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ کی لوگ چاہیین اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہیین اور امام محمد سی روایت ہی کہ پی در پی ہر طرف سی

من كل جانب والصحيح انه مفوض الى رأي الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب للعمل وهو غلبة

خبر کا آنا چاہیی اور صحیح یہہ بات ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسلیئی کہ مراد اوس علم سی جو اونکی خبر سی حاصل ہوتا ہی وہ علم شرعی ہی جس سی عمل واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنى التيقن ولو وقع الشك ان هذا اليوم كان من عاشر ذي الحجة او تاسع ذي الحجة فالاحوط

علم یقینی کی معنون مین نہین ہی اور اگر یہہ شبہہ پڑجاوی کہ آجکا دن ذی الحجہ کی دسوین تاریخ ہی یا نوین تاریخ ہی تو اب احتیاط اسمین ہی

ان يضحي في الغد بعد الزوال ولا يؤخر الذبح بعده الى يوم الثالث لاحتمال ان يقع في غير وقته وان اخر كان

کہ قربانی اگلی روز دو پہر ڈہلی ذبح کری اور اوسکی بعد ذبح مین تیسری دن تک تاخیر نہ کری کیونکہ شاید کہ بی وقت ذبح ہوجاوی اور اگر تیسری دن تک تاخیر کری

المستحب ان يتصدق بجميع لحمه ولا ياكل منه

تو پھر یوں مستحب ہی کہ گوشت سارا صدقہ کرکر بانٹ دی اوسمین سی کہاوی نہین

المجلس الخامس والثلثون في بيان فضيلة هراقة دم القربان في ايام النحر ونوعه وكيفيته

پینتیسوین مجلس بیچ بیان فضیلت قربانی ذبح کرنیکا ایام نحر مین اور اوسکی اقسام اور کیفیت

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما عمل ابن ادم من عمل يوم النحر احب الى الله تعالى من هراقة الدم وانه لياتي يوم القيمة بقرونها واشعارها واظلافها

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کوئی عمل ابن آدم کا یوم نحر مین ایسا نہین ہی کہ اللہ تعالی کو محبوب ہو بجز ریختہ کرنی خون کی اور وہ قربانی قیامت کی روز صحیح سالم مع سینگوں اور بالوں اور سموں کی موجود ہوگی

وان الدم ليقع من الله تعالى بمكان قبل ان يقع على الارض فطيبوا بها نفسا هذا الحديث من حسان المصابيح

اور البتہ وہ خون اس سی پہلی کہ زمین پر گری اللہ تعالی کی ہان قبول ہوجاتا ہی سو اس سی بدل خوش رہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین ہی

روته ام المؤمنين عائشة رض ومعناه ان افضل العبادات يوم النحر اراقة دم القربان وانه لياتي يوم القيمة

حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ عمدہ سی عمدہ عبادت یوم نحر مین قربانی کا ذبح کرنا ہی اور وہ قربانی البتہ قیامت کی دن

كما كان في الدنيا من غير ان ينقص منه شئ ليكون لكل عضو منه اجر ويصير مركبه على الصراط وكل وقت يختص

جیسی دنیا مین تہی بعینہ موجود ہوگی کچھ اسمین سی کم نہوگا تاکہ اوسکی ہر ہر عضو کی بدلہ اجر حاصل ہو اور پلصراط پہ سواری بن جاوی اور ہر ہر وقت مین ایک ایک

بعبادة وهذا اليوم اختص بعبادة فعلها ابرهيم النبي عليه السلام ولو كان شئ افضل منه لما فدى به اسمعيل النبي عم

عبادت ہوتی ہی اور اس دن مین خاص وہ عبادت ہی جسکو ابراہیم نبی علیہ السلام نی کی تہی اور اگر اس سی کوئی اور عبادت افضل ہوتی تو حضرت اسماعیل نبی علیہ السلام کو کیون فدیہ دیتی

ولهذا قال صاحب الخلاصة شراء الاضحية بعشرة وذبحها افضل من التصدق بالف لان القربة التي تحصل

اسیواسطی صاحب خلاصہ کہتا ہی قربانی دس درہم کو خرید کر ذبح کرنا ہزار درہم خیرات کرنی سی بہتر ہی کیونکہ جو ثواب خون بہانی سی حاصل ہوتا ہی

باراقة الدم لا تحصل بالصدقة لكن ينبغي ان يعلم ان اراقة الدم في هذا اليوم وان كانت افضل العبادات

وہ صدقہ دینی سی نہین حاصل ہوتا لیکن سمجہنا چاہئی کہ خون کا بہانا اس دن مین اگرچہ سب عبادات سی افضل ہی

الا ان قوله تعالى لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ يشير الى ان المعتبر ليس مجرد اراقة

پر اس آیت مین اللہ کو نہین پہنچتی اونکی گوشت نہ لوہو لیکن اوسکو پہنچتا ہی تمہاری دل کا ادب یہہ اشارہ ہی کہ صرف خون کا بہانا

الدم واطعام اللحوم بل المعتبر تحصيل التقوى التي هي شرط لقبول الطاعات كلها كما قال الله تعالى إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ

اور گوشت کا کہلانا معتبر نہین ہی بلکہ اصل معتبر تقوی ہی جو تمام عبادات کی مقبول ہونی کی شرط ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی

مِنَ الْمُتَّقِينَ والتقوى لا تحصل الا بالاجتناب عن جميع المنهيات والاتيان بجميع المامورات واذا لم يحصل ذلك لا يغني

ادب والون سی اور تقوی جبہی حاصل ہوتا ہی کہ تمام منہیات سی بچی اور تمام مامورات کو بجالاوی اور اگر یہہ بات نہین ہی

عنهم اراقة الدم والتصدق باللحم وان كثر منهم ذلك فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد عدة اشياء الاول

تو خون بہانا اور گوشت کا خیرات کرنا کچھ کام نہ آویگا کتنا ہی بہت کیا کرو سو اس بیان کی موافق اس عید مین مکلف پر کئی چیزین واجب ہین اول

ترك المعاصي فان المعصية وان كانت قبيحة في جميع الازمنة الا انها في بعض الازمان يكون اكثر قبحا واكثر جرما

معاصی کا ترک کرنا کیونکہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت مین بد ہی پر بعضی وقت زیادہ تر بد اور سخت تر جرم ہوتا ہی

لشرف الزمان فيكون تركها الزم واوجب لقوله تعالى إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ

واسطی شرافت اوس وقت کی اوسوقت مین گناہ کا ترک کرنا بہت لازم اور واجب تر ہی اس دلیل سی مہینون کی گنتی اللہ کی پاس بارہ مہینی ہین اللہ کی حکم مین جدن

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ يعني ان عدد الشهور القمرية

پیدا کئی آسمان و زمین اونمین چار ہین ادب کی یہی ہی سیدھا دین سو اونمین ظلم نہ کرو اپنی اوپر یعنی قمری مہینون کی گنتی

التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية في حكمه تعالى اثنا عشر مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموات
جن پر اکثر شرعی احکام کا مدار ہی حکم الہی مین بارہ مہینے ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی اللہ تعالی نی آسمان

والارض من تلك الشهور الاثنى عشر اربعة حرم هي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الاشهر
اور زمین پیدا کئی اون بارہ مین سی چار اداب اور عزت کی ہین ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یعنی خالی بقرعید دا محرم روزہ اور ان چارون

الاربعة المعينة حرما هو الدين المستقيم دين ابراهيم النبي عليه السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك
معین کا ادب عزت والا ہونا یہہ ہی دین درست دین ابراہیم علیہ السلام کا سو اتین تم اپنی جانون پر ان اوقات کی عزت کہو کر

حرمها وارتكاب المعاصي فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم من
اور انہین معاصی اختیار کرکر ظلم مت اوتارو کیونکہ نیک عمل کا ان مہینون مین جیسی ثواب زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی معصیت ان مہینون مین

المعصية في غيرهن وكذلك المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر
اور وقت کی معصیت سی بدتر ہی اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین

وايام العيدين ولياليها اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل
اور دونو عید کی دن اور انکی راتون مین سزا مین زیادہ تر ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی ان اوقات کو خاص خاص عبادات سی جو ان اوقات مین عمل کی جاتی ہین فضیلت دی ہی

فيها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة وحصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة
اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا نازل فرمانا اور مغفرت کرنی ان اوقات مین بہ نسبت اور اوقات کی زیادہ مقرر فرمایا ہی صرف واسطی رحمت کی

المرحومة فمن لم يعرف النعمة التي كانت عليه فيها بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد
مرحومہ پر اب جو شخص اس نعمت کی قدر جو اسوقت مین اسپر مبذول ہوتی ہی نجانی بلکہ اسوقت کی حرمت اوتارکر طرح طرح کی گناہ عمل کرکر تو بیشک

استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان يعرف النعمة التي كانت عليه ويعظم ما
یہہ شخص سزاوار ہی کہ اسکو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو سو مسلمان کو لازم ہی کہ اس نعمت کی قدر جو اسپر مبذول ہی سمجھی اور جسکو اللہ نی

عظمه الله حتى يكون عند الله تعالى عظيما وتعظيم هذه الازمنة انما يكون بزيادة الاعمال الصالحات
عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک عزت پاوی اور تعظیم ان اوقات کی یہہ ہی صالح اعمال کی کثرت سی ہوتی ہی

فيها فمن عجز عن ذلك فاقل احواله في التعظيم ان يجتنب عما يحرم عليه ويكره له فيترك البدع والمنكرات
پہر جو شخص اعمال صالح سی عاجز ہو تو کم سی کم اوسکی تعظیم یہہ ہی کہ ان اوقات مین تمام محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری بہر تمام بدعات اور منکرات

وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمنة قد ارتكبوا ضد هذا المعنى حيث
اور جو بیہودہ کار اور ممنوع مین ترک کری اور بعضی لوگ کبہی ان اوقات مین اسکی خلاف کر بیٹہتی ہین چنانچہ ایام

كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليهما الى اللهو واللعب وغيرهما من انواع السيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم
عیدین مین شب و روز لہو و لعب وغیرہ اقسام منہیات مین مصروف رہتی ہین بعضی خود عمل کرتی ہین اور بعضی

بالمشاهدة مع ان للسيئة الواحدة عشرة من الضرر على ما ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول اسخاط
تماشا دیکہتی ہین باوجودیکہ ایک گناہ مین موافق بیان فقیہ ابو اللیث کی کتاب تنبیہ الغافلین مین دس ضرر مقرر ہین اول اپنی خالق کو

خالقه عليه بمخالفة امره والثاني تفريح ابليس الذي هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع
اپنی اوپر اوسکی حکم کی مخالفت کرکر آزردہ کرنا دوسری ابلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اللہ کا ہی دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتہی

قربه من جهنم والخامس جفاء من هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي قد خلقها الله تعالى
دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پر جفا کرنا جو سب سی زیادہ محبوب ہی چہٹی اپنی جان کو ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاکیزہ پیدا کیا ہی

طاهرة

طاهرة والسابع ایذاء الحفظة الذین لا یؤذونه والثامن احزان النبی علیه السلام فی قبره والتاسع اشهاد الارض

ساتوین کرام کاتبین کو ستانا اور وہ اسکو نہین ستاتی آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمناک کرنا نوین زمین

واللیل والنهار علی نفسه والعاشر خیانة لجمیع الخلائق لان المطر یقل بالذنب فاذا کان حال من فعل سیئة واحدة

اور رات اور دن کو اپنی گناہ پر گواہ مقرر کرنا دسوین تمام خلق اللہ کی بدخواہی کیونکہ گناہون کی شامت سی مینہ کم برستا ہی یہہ حال اوسکا ہی جسنی ایک گناہ کیا

هذا فما ذا یکون حال من یفعل فنونا من السیئات سیما فی هذه الایام المبارکة مع ان الخطباء ینادون علی المنابر

اب قیاس کیا چاہی اوسکا حال جو قسم قسم کی گناہ کرتا ہی خاص ایسی مبارک ایام مین کیا ہوگا باوجودیکہ نصیحت گر منبرون پر پکار پکار کہتی ہین

ویقولون لیس العید لمن لبس الجدید انما العید لمن امن الوعید لیس العید لمن تبخر بالعود انما العید للتائب الذی

کہ عید اوسکی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسہی کی ہی جو وعید سی محفوظ رہی عید اوسکی نہین جو خوشبو مین بس جاوی عید اوسہی کی ہی جو توبہ کر کر

لا یعود لیس العید لمن تزین بزینة الدنیا انما العید لمن تزود بزاد التقوی لیس العید لمن رکب المطایا انما العید لمن

پہر نہ پہری عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زیب و زینت کری عید اوسہی کی ہی جو تقوی کا توشہ پیدا کری عید اوسکی نہین جو اونٹنی پر سوار ہو عید اوسہی کی ہی

ترک الخطایا لیس العید لمن جلس علی البساط انما العید لمن جاوز الصراط وقال النبی علیه السلام استماع الملاهی معصیة

جو خطا سی باز رہی عید اوسکی نہین جو فرش پر بیٹھی عید اوسہی کی ہی جو صراط پر کو سلامت گذر جاوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی ملاہی سننا تو معصیت ہی

والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفر وروی انه علیه السلام ادخل اصبعیه فی اذنیه عند سماعه وهم یسمعون

اور اوسکی پیچ بیٹہہ رہنا یا پیشہ کرنا فسق ہی اور اوس سی مزا اوٹھانا کفر ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی سماع کی آواز سی اپنی دونون کانون مین اونگلیان دیلین تہین اور یہہ لوگ ایسی ایسی

امثال تلک الکلمات ولا یلتفتون الیها بل یدعون الاسلام ومحبة الله تعالی ورسوله ومع هذا یخالفونهما

کلمات سنتی ہین اور اودہر اصلا توجہ نہین کرتی بلکہ اسلام کا اور خدا اور رسول کی محبت کا دعوی کرتی ہین اور پہر بہی اوامر اور نواہی مین

فی الاوامر والنواهی فیکون الحال مشکلا والحکام یشاهدون امثال تلک المنهیات ولا یمنعون شیئا منها بل

خدا رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت بہی ایسی ایسی حرکات ممنوعہ کو دیکہتی ہین اور ذرہ منع نہین کرتی بلکہ

یساعدون فیها فمن کان باکیا فلیبک علی الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غریبا کما بدأ غریبا نعم ان هذا

اسمین اور امداد کرتی ہین اب جو روی تو چاہیی کہ اسلام اور اوسکی غربت پر روی کیونکہ اب اسلام غریب ہوگیا ہی جیسی کہ شروع ہوا تہا ہان یہہ دن

الایام ایام فرح وسرور لکن ینبغی ان یکون الفرح والسرور فیها بما کان مستحبا او مباحا کالاغتسال والتطیب

خوشیان کرنی کی دن ہین پر یون چاہیی کہ خوشیان ایسی وقت مین یا مستحب ہون یا مباح جیسی نہانا خوشبو لگانی

ولبس احسن الثیاب التی تکون جدیدة او غسیلة لا بما کان حراما او مکروها کلبس الحریر والخوض فی الباطل

اچہی کپڑی بدلنی یعنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حرام یا مکروہ نہون جیسی حریر کا پہنا اور باطل امور مین کہسنا

لان العید انما سمی عیدا لان الله تعالی یعود فیه علی المؤمنین بالمغفرة والاحسان فیجب علیهم ان یجتنبوا المعصیة

کیونکہ عید کو اسہی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنین پر دوبارہ مغفرت اور احسان فرماتا ہی سو مؤمنین پر واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی

والطغیان حتی یکونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان ثم ینبغی ان یعلم ان بعض الناس

اجتناب کرین تا کہ سعادتمند اور اہل رضوان ہو جاوین بدبخت نہون اور ٹوٹا نہ اوٹہاوین پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ کہتی ہین

قد زعموا ان ضرب الدف والغناء به فی یوم العید جائز لما روی عن عائشة ان ابا بکر دخل علیها یوم العید وعندها

کہ دف کا بجانا اور گانا عید کی روز جایز ہی کیونکہ عائشہ سی روایت ہی کہ ابو بکر عید کی روز اونکی ہان آئی اونکی پاس

جاریتان تغنیان بالدف ورسول الله صلی الله علیه وسلم متغش بثوبه فزجرهما ابو بکر فکشف النبی علیه السلام وجهه

دو لڑکیان دف لئی گاتی بجاتی تہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا ڈالی ہوئی تہی سو اون لڑکیون کو ابو بکر نی ڈانٹا پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی منہہ کہول کر

فقال دعهما یا ابابکر فان لکل قوم عید فهذا عیدنا فان هذا الحدیث وان کان یدل علی ما زعموا لکن لیس کما زعموا
فرمایا ابوبکر جانی دی ہر قوم کی لئی عید ہوتی ہی سو یہہ ہماری عید ہی کیونکہ یہہ حدیث اگرچہ اونکی مطلب پر دلالت کرتی ہی لیکن ویسی نہین ہی جو وہ کہتی ہین

اذ قد ذکر فی نصاب الاحتساب ان هذا الحدیث متروک غیر معمول به لقوله تعالی ومن الناس من یشتری لهو
اسواسطی کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک العمل ہی اسپر عمل نہین کرتی اس آیت کی موافق اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کہیل کی

الحدیث فان المراد من لهو الحدیث علی ما ذکر فی معالم التنزیل عن ابن مسعود وابن عباس وعکرمة وسعید بن
کیونکہ موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی لہو الحدیث سی غنا اور جو اوسکی مثل ہی معازف

جبیر الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر والمراد من اشترائه اختیاره والمعنی ان بعضا من الناس یختار
اور مزامیر وغیرہ مراد ہی اور اشترا سی مراد اختیار اور پسند کرنا اور معنی آیت کی یہہ ہین کہ بعضی لوگ

الغناء وما فی معناه من المعازف والمزامیر لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا اولئک لهم عذاب مهین
غنا کو پسند کرتی ہین اور جو اوسکی مثل ہی معازف اور مزامیر وغیرہ تا کہ بچلاوین اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹہراوین اوسکو ہنسی وہ جو ہین اونکو ذلت کی مار ہی

فدلت الایة علی تحریم الغناء وما فی معناه من الملاهی ویدل علی هذا ایضا ان عائشة بعد بلوغها لم ینقل عنها الا
سو یہہ آیت غنا کی اور اوسکی مثل ملاہی وغیرہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور حرمت اسکی اس سی بہی ثابت ہوتی ہی کہ حضرت عائشہ سی بعد بلوغ کی غنا

ذم الغناء والمعازف والثانی مما یجب علی المکلف فی هذا العید الاضحیة فانها تجب علی مسلم حر مقیم موسر
اور معازف مین سوا برائی کی اور کچہہ منقول نہین ہی دوسرا امر جو اس عید مین مکلف پر واجب ہی قربانی ہی سو قربانی مسلم آزاد مقیم تونگر پر واجب ہی

والیسار فیها ان یملک نصابا او ما یکون قیمته نصابا فاضلا عن حاجته الاصلیة ولا یعتبر فیه وصف النماء فمن
اسمین مقدور اتنا ہی چاہئی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی چیز کا کہ اوسکی قیمت حاجت اصلی سی بڑہتی برابر نصاب کی ہو اسمین نامی ہونا کچہہ ضرور نہین ہی جسکی ملک مین

کانت له دار لا یسکنها فیؤجرها یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا اذا سکنها وفضل عن سکناه شیء یعتبر قیمة الفاضل
ایک گہر ہو جسمین رہتا نہین کرایہ دیتا ہی تو مقدور کی لئی اوسکی قیمت کا اعتبار کیا جاویگا اور ایسی ہی اگر اوسمین رہنی لگی لیکن اوسکی رہنی سی کچہہ باقی رہ جاوی تو اوس باقی کی قیمت

فی الغنی لان ما کان من حاجته الاصلیة لا بد ان یکون مشغولا بها لا بما یحتاج الیه اذ ما من مال الا ویقع الحاجة
مقدور کی باب مین لیجاویگی اسواسطی کہ جسقدر اوسکی حاجت اصلی کی لئی ہی تو ضرور ہی کہ اب اوسکی برتاو مین ہو یہہ نہین کہ آیندہ کو برتاو مین آویگا اسواسطی کہ ایسا مال کوئی نہین ہوتا جسکی

الیه فی وقت من الاوقات حتی لو کان فی دار بکراء فاشتری قطعة ارض بمائتی درهم فبنی فیها دارا یسکنها فهو غنی
کبہی نہ کبہی حاجت پیش نہ آجاوی یہان تک کہ اگر ایک شخص کرایہ کی گہر مین رہتا ہو پہر ایک قطعہ زمین کا دو سو درہم کو خرید کر رہنی کی لئی گہر تیار کیا تو اب یہہ شخص اس گہر کی سبب غنی ہی

لانها فاضلة عن حاجته الحالیة وانما یحتاج الیها فیما سیجیء ومن کان له دار فیها بیتان صیفی وشتوی لا یکون
کیونکہ بالفعل اوسکی حاجت سی فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو پہر کبہی ہوگی اور جسکی پاس ایک مکان ہو اور اسکی اندر دو گہر گرمی اور جاڑی کی ہون تو غنی

غنیا وان کان فیها ثلث بیوت یعتبر قیمة الثالث فی الغنی وصاحب الثیاب لا یکون غنیا بثلثة دستجات
نہین ہی اور اگر اوس مکان مین تیسرا گہر ہو تو اوس تیسری گہر کی قیمت غنا کی لئی لی جاویگی اور کپڑون کا مالک تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا

احدها للبذلة والثانیة للمهنة والثالثة للجمعة والاعیاد وکذا بالفراشین وما زاد علی الدستجات الثلث
ایک روزمرہ کی پہنی کا دوسرا کار کرنی کی وقت کا تیسرا جمعہ کی دن اور عیدوں کا اور ایسی ہی دو بچہونی سی غنی نہین ہوتا اور جسقدر تین جوڑی کپڑی

من الثیاب وعلی الفراشین یعتبر قیمته فی الغنی والغازی لا یکون غنیا بفرسین وان کان له ثلثة افراس یعتبر
اور دو بچہونی سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی کی لئی اسکی قیمت حساب مین لیجاویگی اور مجاہد دو گہوڑون سی غنی نہین ہوتا اور اگر تین گہوڑی ہونگی تو ایک

قیمة احدها فی الغنی وما زاد [illegible] فرس [illegible] وحمار للدهقان وغیره وعلی الخادم
گہوڑی کی قیمت غنی ہونی مین حساب کیجاویگی [illegible] زیادہ ہو [illegible] پاس گہوڑا ہو یا گدہا [illegible] اور [illegible] ایک خادم سی زیادہ

الواحد يعتبر قيمته في الغني وكذا كتب التفسير والحديث لاهله ما زاد على نسخة واحدة من رواية واحدة

ہو تو غنی ہو نیکی لئی اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور ایسی ہی تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی ایک روایت سی

يعتبر قيمته في الغني وكذا ما زاد على الواحد من المصاحف لمن يحسن القراءة يعتبر قيمته في الغني والزارع لا يكون

غنا کی بابت اوسکی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور کسان دو بیلون

غنيا بثورين وآلة الحراثين وان كان له ثلث ثيران يعتبر قيمة احدها في الغني والبقرة الواحدة يعتبر قيمتها في

اور کہیتی کی راچہہ ہل پاتہی سی غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک بیل کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاویگی

الغني ومن كان له قوت سنة يساوي نصابا ففيه كلام والظاهر انه لا يعد من الغني ذكره قاضيخان في فتاواه

اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا برابر قیمت نصاب کی ہو تو اوسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہین ہی یہہ قول قاضیخان نی اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی

والمرأة ان كانت له جواهر ولآلي تلبسها للاعياد وتتزين للزوج يعتبر قيمتها في الغني وكذا اذا كان لها دار تسكن فيها

اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی واسطی سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین

مع زوجها يعتبر قيمتها في الغني اذا كان الزوج قادرا على الاسكان ويتعلق بهذا النصاب حرمة اخذ الزكوة ووجوب

گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا کی لئی معتبر ہوگی پر اس شرط پر کہ اوسکا خاوند گہر دینی کی مقدور رکہتا ہو اور ایسی نصاب سی زکوۃ لینی حرام ہوتی ہی اور

صدقة الفطر والاضحية لان الغني على ثلث مراتب غني يحرم عليه السوال واخذ الصدقة ويجب عليه

صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہی اسلیے کہ غنا کی تین درجہ ہین ایک وہ غنی ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ

صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك نصابا كاملا ناميا وغني يحرم عليه السوال واخذ الصدقة

فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہوتی ہی یہہ وہ غنی ہی جسکی ملک مین نصاب کامل نامی بڑہتا ہوا ہو ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا

ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية دون الزكوة وهو من يملك ما قيمته نصاب من غير ان يكون فيه نماء

اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوۃ واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی جسکی ملک مین ایسی شی ہو کہ اوسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہو

وغني يحرم عليه السوال لا اخذ الصدقة ولا يجب عليه شئ مما ذكر من صدقة الفطر والاضحية والزكوة

اور ایک غنی ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جائز اور اوسپر جو جو بیان ہوا کچہہ واجب نہین ہوتا نہ صدقہ فطر نہ قربانی نہ زکوۃ

وهو من يملك قوت يومه وما يستر عورته ثم المعتبر في الفقر والغني آخر ايام النحر فاذا جاء يوم النحر ولا مال له

وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو پہر مفلسی اور تونگری مین آخر ایام نحر یعنی بارہوین تاریخ کا اعتبار ہی جب ایام نحر پیش آوین

ثم استفاد قدر النصاب قبل مضي ايام النحر ولا دين عليه تجب عليه الاضحية وان جاء يوم النحر وهو غني فهلك

ہی پہر اسکو نصاب کی برابر فائدہ ہوگیا اور ابہی ایام نحر تمام نہین ہوئی اور اوسکی ذمہ کچہہ قرض بہی نہین ہی تو اوسپر قربانی واجب ہی اور اگر ایام نحر تونگری کی حالت مین آگئی پہر اسکا

ماله او نقص من النصاب قبل مضي ايام النحر لا تجب عليه الاضحية ومن كان له على الناس ديون مؤجلة لم يكن

مال بالکل جاتا رہا یا نصاب سی کمتی رہ گیا اور ایام نحر ابہی باقی ہین تو اسپر قربانی واجب نہین ہی اور جسکا قرض لوگون پر کبہی کی وعدہ پر آتا ہو اور

في يده ايام الاضحية ما يشتري به الاضحية لا يجب عليه الاضحية وكذا لو كان له دين على مفلس مقر لا يجب

ایام نحر مین اوسکی ہاتہہ مین اتنا نہو کہ قربانی خرید لی تو اوسپر قربانی واجب نہین ہی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض کسی مفلس پر آتا ہو اگرچہ وہ اقرار کرتا ہو تو قربانی

عليه الاضحية ما لم يصل اليه الدين وكذا لو كان له دين على مقر ملي وليس في يده ما يمكنه شرى الاضحية لا يلزمه

واجب نہین ہی جبتک وہ قرض وصول نہو جاوی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض [illegible] اور اسکی ہاتہہ مین اتنا نہین کہ قربانی خرید لی تو اسکو ضرور نہین

ان يستقرض فيضحي ولا قيمتها [illegible]

کہ قرض لیکر قربانی کری [illegible] قیمت قربانی کی [illegible]

يعطيه ولو كان له مال كثير غائب في يد شريكه او مضاربه ومعه ما يشتري به الاضحية من الحجرين

دیدیگا اور اگر بہت سا مال اسکی قبضہ سی باہر ہو شریک یا مضارب کی قبضہ مین اور اوسکی قبضہ مین سونا یا چاندی اتنی ہی کہ قربانی خرید کرلی

او متاع البيت يلزمه الاضحية واول وقتها بعد طلوع الفجر من يوم النحر لكن يشترط تقديم صلوة

یا گہر کا اسباب ہی تو ایسی حال مین قربانی واجب ہی اور اول وقت قربانیکا دسوین تاریخ جسکو یوم نحر کہتی ہین بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہنی والونکی حق مین

العيد عليها في حق اهل الامصار حتى لا يجوز الذبح لمن كان في المصر الا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو

عید کا ادا کرلین یہان تک کہ شہر مین رہنی والی کو قربانی ذبح کی جایز نہین ہی جبتک امام دوگانہ سی فارغ نہولی اور اگر امام کی نماز سی پہلی ذبح کردی تو درست نہین

ضحى قبل صلوة الامام لا يصح ولو خرج الامام بطائفة الى الجبانة وامر رجلا ان يصلي بالضعفاء في

یعنی قربانی اوسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام بہت جماعت کی عیدگاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کہ ناتوانوں کو شہر مین نماز پڑہاویگا

المصر وضحى البعض بعد ما صلى احد الفريقين يجوز استحسانا وان كانت بلدة لا يصلي فيها صلوة

اور بعضی جلدبازون نی قربانی ذبح کردی بعد فراغت نماز ایک شخص امام یا نایب کی تو استحسانا جایز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوسمین عید کی نماز نہین ہوتی

العيد اما لعدم الامام او لغلبة اهل الفتنة يجوز التضحية في اليوم الاول بعد الزوال وفي اليوم الثاني و

یا تو اسلئی کہ امام نہین ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قربانی پہلی دن یعنی دسوین تاریخ دوپہر ڈہلی جایز ہی اور گیارہوین اور

الثالث يجوز قبل الزوال وبعده وقال بعضهم في ذلك المكان يجوز التضحية في اي وقت كان لوقوع الياس

بارہوین مین دوپہر ڈہلنی سی پہلی بہی اور بعد دوپہر کی بہی جایز ہی اور بعضی کہتی ہین کہ ایسی جگہہ قربانی جسوقت کردی ہر وقت جایز ہی کیونکہ نماز کی توقع تو ہی نہین

عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة يوم العيد ينبغي الناس ان يوخروا التضحية الى وقت الزوال ولو خرج

اور اگر امام عید کی روز نماز مین دیر لگاوی تو لوگون کو بہی چاہی کہ قربانی مین دوپہر ڈہلی تک تاخیر کرین اور اگر امام نماز کی لئی

الامام الى الصلوة في الغد او بعد الغد وقد ضحى بعض الناس قبل ان يصلي الامام يجوز لانه فات وقت الصلوة

اگلی دن یا اگلی سی اگلی دن روانہ ہوا اور بعضی لوگون نی امام کی نماز سی پہلی قربانی ذبح کردیکا تو جایز ہی اسواسطی کہ مسنون وقت نماز کا

على وجه السنة ثم المعتبر مكان المذبوح لا مكان المالك حتى لو كانت الاضحية في المصر وصاحبها في السواد

تو جاتا رہا پہر جواز ذبح مین قربانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہین ہی یہان تک کہ اگر قربانی شہر مین ہو اور اوسکا مالک شہر سی دور ہو

فامر رجلا بالذبح فذبح الوكيل قبل الصلوة لا يجوز ولو كانت الاضحية في السواد وصاحبها في المصر وامر

پہر اوس مالک نی کسی شخص کو کہدیا کہ میری قربانی ذبح کردینا اوس شخص نی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز نہوگی اور اگر قربانی شہر سی دور ہو اور مالک شہر مین ہو اور اوسنی

اهله بالذبح فذبح الاهل قبل الصلوة يجوز وكذا لو كان رجل في مصر واهله في مصر اخر وكتب اليهم ان يضحوا عنه

اپنی اہل کو کہدیا کہ ذبح کردینا اور اوسکی اہل نی نماز سی پہلی ذبح کرادی تو جایز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر مین ہو اور اوسکی اہل اور شہر مین ہون اور اوس شخص نی اپنی اہل کو لکہا

يلزمهم ان يذبحوا عنه بعد صلوة الامام في البلد الذي هم فيه اعتبار المكان الذبيحة ومن اراد ان يتعجل

تو اونکی ذمہ پر لازم ہی کہ اوسکی طرف سی وہانکی امام کی نماز کی بعد جسمین وہ آپ رہتی ہین ذبح کرین کیونکہ اعتبار قربانی کی مکان کا ہی اور جسنی جلد سی گوشت کہانا چاہا

له اللحم واخرج اضحيته من المصر وذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدار ما يباح للمسافر قصر الصلوة

اور قربانی کو شہر سی باہر لیجا کر نماز سی پہلی ذبح کرلی تو علماء کہتی ہین اگر اوسنی قربانی کو اتنی دور لیجا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز مباح

فيه يجوز والا فلا هذا كله في حق اهل الامصار واما اهل السواد والقرى فيجوز لهم الذبح بعد الفجر الثاني من

تو جایز ہی اور نہین تو جایز نہین ہی یہہ سب بیان شہر والون کا تہا اور گرد نواح اور گانوون کی لوگون کو دسوین تاریخ ذیحجہ کی صبح صادق کی بعد

اليوم العاشر من ذي الحجة واما اهل البوادي وهم لا يذبحون الا بعد صلوة اقرب الائمة اليهم واخر وقتها

ذبح کرنا جایز ہی اور جنگل کی رہنی والی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک امام کی ذبح نہ کرین اور آخر وقت قربانی کا

فی حق الکل قبیل غروب الشمس من الیوم الثالث من ایام النحر وافضل اوقات التضحیة الیوم الاول وادونها

سب کی حق مین آفتاب ڈوبنی سی کچھہ پہلی تک تیسری دن ایام نحر سی یعنی بارہوین کی اخیر عصر تک ہی اور قربانی کا افضل وقت پہلا روز ہی یعنی دسوین تاریخ اور کمتر وقت

الیوم الاخر ویکره الذبح لیلا وان جاز لاحتمال الغلط فی ظلمة اللیل ولو وقع الشك ان هذا الیوم کان من

سب سی پچھلا دن اور رات کو ذبح کرنا مکروہ ہی اگرچہ جایز ہی شاید کہ رات کی اندہیری مین ٹہیک جگہ ذبح نہو اگر یہہ شبہہ آپڑی کہ آج ذیحجہ کی

عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط ان یضحی فی الغد بعد الزوال قال قاضیخان فی فتاویه فی کتاب

دسوین تاریخ ہی یا ذیحجہ کی نوین ہی تو اب احتیاط یون ہی کہ اگلی دن دوپہر ڈہلی ذبح کری قاضیخان اپنی فتاوی کی کتاب الصوم مین کہتا ہی

الصوم شهر رمضان اذا جاء یوم الخمیس ویوم عرفة جاء یوم الخمیس ایضا کان ذلك الیوم یوم عرفة لا

کہ ماہ رمضان کا چاند اگر جمعرات کی دن ہووی پہر عرفہ بہی جمعرات کی روز کا آپڑی تو وہ روز بیشک عرفہ کا ہی یوم النحر یعنی دسوین تاریخ

یوم النحر حتی لا یجوز التضحیة فی هذا الیوم اعتمادا علی قول علی رض یوم نحرکم یوم صومکم لان ذلك محتمل

نہین ہی اوسدن قربانی ذبح کرنی جایز نہین ہی کیونکہ قول حضرت علی کا اسمین معتمد ہی دسوین ذیحجہ کی پہلی رمضان کی انتی اسواسطی احتیاط کرنی چاہئی

یحتمل انه اراد به ذلك العام دون الابد ثم الاضحیة انما تجوز من اربعة اصناف من الحیوان الابل والبقر

کہ اس قول مین یہہ بہی احتمال ہی کہ آپنی اوسہی سال کا حال ارشاد کیا ہو ہمیشہ کی لئی قاعدہ فرمایا ہو پہر قربانی چار قسم کی حیوان کی جایز ہی اونٹ اور گای

والغنم والمعز ذکورها واناثها الا ان الانثی من الابل والبقر افضل والذکر من الغنم والمعز افضل ثم المعتبر من

اور بکری اور دنبہ نر اور مادہ دونون پر اتنا ہی کہ اونٹنی اور گای کا مادہ افضل ہی اور بکری اور دنبہ سی نر افضل ہی پہر معتبر

هذه الاصناف الاربعة الثنی وهو من الغنم والمعز ما تمت له سنة وطعن فی الثانیة ومن البقر ما تمت له سنتان

ان چارون قسم مین ثنیہ ہی یعنی نوجوان اور نوجوان بکری اور دنبہ مین وہ ہی جسکو ایک سال پورا ہوکر دوسرا سال شروع ہوا ہو اور گای مین وہ ہی جسکو دو برس

وطعن فی الثالثة ومن الابل ما تمت له خمس سنین وطعن فی السادسة ولا یجوز ما دون ذلك من هذه الاصناف

پوری ہوکر تیسرا سال شروع ہوا ہو اور اونٹ مین وہ ہی جسکو پانچ برس پوری ہوکر چہٹا شروع ہوا ہو اور اس عمر سی چہوٹا ان قسمون مین سی کوئی جایز نہین ہی

الا الجذع من الضأن اذا کان عظیما بحیث لو اختلط بالثنیات لم یتمیز من بعید وهو ما کان له الیة وانی

مگر جذع مینڈہی کا اگر کلان راس ہو ایسا کہ اگر ایک برس کی عمر والون مین ملجاوی تو دور سی پہچانا نہ جاوی اور جذعہ وہ ہوتا ہی کہ جسکی چکتی ظاہر ہو اور

علیه ستة اشهر وشئ من الشهر السابع وذکر فی الخلاصة ان التضحیة بالدیك والدجاجة فی ایام النحر ممن

چہہ مہینی پوری ہوکر کچھہ دن ساتوین مہینہ کی گذری ہون اور خلاصہ مین مذکور ہی کہ مرغ اور مرغی کی ایام نحر مین قربانی کرنی جسکو

لا اضحیة علیه بعساره تشبها بالمضحین مکروه لانه من رسوم المجوس ولو اشتری فقیر شاة الاضحیة

افلاس کی سبب سی قربانی واجب نہین ہی قربانی کرنیوالون کی مشابہت حاصل کرنیکو مکروہ ہی اسواسطی کہ یہہ مجوسیون کی رسم ہی اور اگر کسی فقیر نی قربانی کی واسطی بکری مول لی

ولم یضح حتی مضت ایام النحر کان علیه ان یتصدق بتلك الشاة حیة او بقیمتها ولو انه ذبحها بعد ایام

پہر ذبح نکی یہان تک کہ ایام نحر نکل گئی اب اوسپر لازم ہی کہ وہ بکری جیتی خیرات کردی یا اوسکی قیمت دیدی اور اگر بعد ایام نحر کی ذبح کرکر

النحر وتصدق بلحمها یجوز لکن ان کان قیمتها حیة اکثر یلزمه ان یتصدق بالفضل فان اکل منها یغرم

گوشت خیرات کردیا تو بہی جایز ہی لیکن اگر جیتی کی قیمت گوشت سی زیادہ ہو تو جتنی بڑہتی قیمت ہی خیرات کری اور اگر اوسمین سی آپ کہالی

قیمته وان لم یفعل شیئا من ذلك حتی جاء یوم النحر من القابل فضحی بها عن العام الاول لا یجوز لان کون اراقة

تو اوسنی کی قیمت ادا کری اور اگر اوسنی ان امور مین سی کچہہ بہی نکیا یہان تک کہ اگلی سال کا یوم نحر آگیا اب اوسنی پہلی سال کی قضا کی نیت سی ذبح کی تو جایز نہین ہی

الدم قربة عرف اداء لا قضاء ویجوز الابل والبقر من احد الی سبعة اذا اراد کلهم القربة اتفقت جهة القربة او

جو عبادت ہی تو ادا یعنی اپنی وقت پر عبادت ہی بطور قضا نہین ہی اور اونٹ اور گای ایک ہی لیکر سات آدمیون تک جایز ہی اگر اون سبکا ارادہ قربت کا ہو ایک ہی طرح کی عبادت ہو یا

اختلفت كالاضحية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة يمنع الزيادة لا النقصان حتى يجوز
کئی طرح کی ہو جیسی قربانی اور قران اور متعہ اور عقیقہ اور سات تک کی حد باندہنی سی زیادہ کی ممانعت ہوگئی ہی کمتی کی ممانعت نہین ہی یہان تک

عن ستة وخمسة واربعة وثلثة واثنين ان لم يكن لاحدهم اقل من السبع كما اذا مات رجل وترك ابنا وامرأة
کہ چھہ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیون کی طرف سی بہی جایز ہی اگر کسیکا حصہ ساتوین حصہ سی کمتر نہو جیسی ایک شخص مرا اور اوسنی ایک بیٹا اور بیوی وارث

وبقرة وضحيا بها لا يجوز وكذا لو اشترى ثلثة نفر ودفع احدهم اربعة دنانير والاخر ثلثة دنانير والثالث
اور ایک گای ترکہ مین چھوڑی اونہون نی وہ گای قربانی کی تو جایز نہین اور ایسی ہی اگر تین آدمیون نی ملکر قربانی خریدی ایک نی چار دینار دئی اور دوسری نی تین دینار اور تیسری نی

دينارا واشتروا بقرة على ان يكون البقرة بينهم بقدر اموالهم وضحوا بها لا يجوز ولو اشترك سبعة في بقرة
ایکہی دینار دیا پہر گای مول لی اسطور پر کہ دیناروں کی حساب پر شرکت ہی اور ذبح کی تو قربانی جایز نہین ہی اور اگر سات آدمی ایک گای مین شریک ہوی

ونوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم الاضحية لهذه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية يجوز
اور کسی نی نیت نفل کی کی اور کسی نی اوسہی سال کی قربانی کی نیت کی اور کسینی پچھلی سال کی قضا کی نیت کی تو سب جایز ہی

الكل لكن يكون تطوعا عمن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقع عن قضاءه بل يلزمه ان يتصدق
لیکن جسنی پچھلی سال کی قربانی سی قضا کی نیت کی تہی اوسکی نفل ہو جائی گی اوسکی قضا ذمہ سی ساقط نہو گی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ قیمت درمیانہ

بقيمة شاة وسط لما مضى ولو مات احد السبعة وقال ورثته اذبحوها عنه وعنكم يجوز استحسانا
بکری کی بعوض سال گذشتہ کی خیرات کر دی اور اگر ساتون شریک مین سی ایک مر گیا اور اوسکی وارثون نی کہا کہ اوسکی طرف سی بعد اپنی طرف سی ذبح کر لو تو استحسانا جایز ہی

ولو اشترك سبعة وضحوا بقرة واقتسموا اللحم وزنا يجوز ولو اقتسموه جزافا لا يجوز الا ان يضم الى اللحم شيء
اور اگر سات آدمیون نی ملکر گای قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جایز ہی اور اگر انکل سی بانٹا تو جایز نہین ہی ہان اگر گوشت کی ساتہہ کچھہ کچھہ

من الاكارع او الجلد سواء كان في كل جانب شيء من اللحم وشيء من الاكارع او كان في كل جانب شيء من اللحم و
پائہ یا چمڑا ملا لین تو جایز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پر کچھہ گوشت اور کچھہ پائہ یا ہر حصہ پر کچھہ گوشت اور

شيء من الجلد او كان في جانب لحم واكارع وفي اخر لحم وجلد وانما يجوز جزافا للجنس الى خلاف الجنس ولو
کچھہ چمڑا یا ایک حصہ پر گوشت اور پائہ اور دوسری حصہ پر گوشت اور چمڑا اس صورت مین انکل کی تقسیم اسلئی جایز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس سی

لم يضموا الى اللحم شيئا وحلل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لا يجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاع
گوشت کی ساتہہ بدون ملانی پایہ یا چمڑی کی تقسیم کر کی ہر ایک شخص دوسری کو کمتی بڑہتی کی اجازت دی کر حلال کر دی تو جایز نہین اسلئی کہ بڑہتی کا حلال کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہبہ مشاع

فيما يحتمل القسمة لا يجوز وان اقتسموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد على فقير او وهبوا الغني يجوز ولو جعلوا
تقسیم ہونیوالی چیز مین جایز نہین ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چمڑا سب نی ملکر ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخشدیا تو جایز ہی اور اگر

اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزافا يجوز ويجوز الخصي والجماء التي لا قرن لها والثولاء اي المجنونة
گوشت اور چربی کی سات حصہ یعنی ملا کر کئی آپسمین انکل سی تقسیم کر لیا تو جایز ہی اور بدہیا اور منڈا جسکی سینگہہ پیدایشی نہون اور باولی جایز ہی

ولا يجوز العمياء التي ليس لها عينان ولا العوراء التي ليس لها عين واحد ولا العجفاء التي لا مخ في عظمها
اور اندہی جسکی دونو انکہین نہون اور کانی جسکی ایک آنکہہ نہو اور ایسی دبلی جسکی ہڈی کی اندر مغز باقی نہو

ولا العرجاء التي تمشي بثلث قوائم ويجاف الرابعة عن الارض وان كانت تضع الرابعة على الارض وضعا
اور لنگڑی جو تین پاؤن پر چلتی ہو اور چوتہی پاؤن کو زمین پر نہ لگاتی ہو جایز نہین ہی اور اگر چوتہا پانو بہی زمین پہ ہولی سی رکہہ کر

خفيفا وتستعين بها الا انها تتمايل عند المشي تجوز ولا يجوز ما ذهب اكثر من ثلث اذنها او اليتها او عينها
مدد لیتی ہی پر اتنا ہی کہ چلتی وقت جہکتی ہی تو جایز ہی اور جسکا تہائی سی زیادہ کان یا خصیہ یا آنکہہ جاتی رہی ہو تو جایز نہین ہی

وطريق

وطریق معرفة ذهاب الثلث من العین ان یشد عینها المفقودة بعد کونها جائعة فیقرب الیها العلف

اور طریقہ دریافت تہائی آ نکہ جاتی رہنیکا یہہ ہی کہ اول پہوٹی ہوئی آنکہہ بند کر کر بحالت بہوک کی حالت مین اوسکو گہاس دکہاوین

فینظر من ای مکان تری العلف ثم یشد عینها الصحیحة ویقرب الیها العلف فینظر من ای مکان تری العلف

پہر خیال رکہین کتنی دورسی کہاس دیکہہ لیتی ہی پہر اچہی آنکہہ بند کر کر گہاس دکہاوین اب یہہ خیال کرین کہ کتنی دورسی گہاس دیکہہ لیتی ہی

ثم ینظر تفاوت ما بین المکانین فان کان نصفا فالذاهب نصف وان کان ثلثا فالذاهب ثلث وهکذا

اب دونو مکان مین فرق دیکہین کتنا ہی اگر آدہوں آدہ کا فرق ہی تو آدہی آنکہہ نہین ہی اور اگر تہائی ہی تو تہائی آنکہہ نہین ہی اور ایسی ہی حساب پر

والشق فی الاذن والکی لا یمنع جواز الاضحیة وکذا کسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عینها او کسرت رجلها فی

اور چری ہوئی کان اور داغدار ہونی سی قربانی منع نہین ہوتی اور ایسی ہی سینگ ٹوٹنی سی ان اگر مغز تک جا پہنچی تو جایز نہین اور اگر ذبح کرنیکی لئی پچہاڑتی ہوئی آنکہ

معالجة الذبح فانه ان لم یرسلها یجوز وان ارسلها وضحی بها فی وقت آخر فی ذلک الیوم او فی یوم آخر

اگر اوسکو نہ چہوڑا اوسیوقت ذبح کر دیا تو جایز ہی اور اگر اوسوقت چہوڑ دیا اور اور وقت اسہی دن مین یا ایام نحر کی روز اور دن مین

من ایام النحر اختلفوا فیه وعن ابی یوسف انه یجوز وبه اخذ الزعفرانی ولو ولدت الاضحیة کان

ذبح کیا تو اسمین اختلاف ہی امام ابو یوسف کی نزدیک جایز ہی اور یہہ ہی مذہب زعفرانی کا ہی اور اگر قربانی بیا پڑی تو

علیه ان یذبح الولد ایضا وان لم یذبحه حتی مضت ایام النحر فعلیه ان یتصدق به حیا والافضل ان

لازم ہی کہ بچہ کو بہی ذبح کر دی اور اگر بچہ کو ذبح نکیا اور ایام نحر گذر گئی تو لازم ہی کہ وہ بچہ جیتا خیرات کر دی اور افضل یہہ ہی

یذبح اضحیته بیده ان قدر لانه عبادة فالاولی ان یفعلها بنفسه وان لم یقدر یامر غیره ولا یامر

کہ اپنی قربانی اگر ہو سکی تو اپنی ہاتہہ سی ذبح کری کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہی تو اولی یہہ ہی کہ اپنی ذات سی ادا کری اور اگر نہین ہو سکتا تو اور کو کہدی اور

الکتابی لانه قربة وهو لیس من اهلها ولو امره فذبح یجوز لانه من اهل الذکوة والقربة یحصل بانابته و

کتابی شخص کو نہ کہی اسواسطی کہ عبادت ہی اور وہ اس کام کا نہین ہی اور اگر کتابی کو بہی کہدیا اور اوسنی ذبح کر دی تو جایز ہی اسلئی کہ ذبیحہ کتابی کا درست ہی اور عبادت

نیته لکن یکره ویستحب احداد شفرته قبل الاضجاع ویکره بعده لما روی انه علیه السلام مر علی رجل

ہو جاویگی پر مکروہ ہی اور چہری کا تیز کرنا پچہاڑنی سی پہلی مستحب ہی اور بعد پچہاڑنی کی مکروہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ایک شخص کی پاس جا پہنچی

اضجع شاته وهو یحد شفرته وهی تلحظ الیه ببصرها فقال اترید ان تمیتها موتات هلا احددت

کہ وہ بکری پچہاڑ کر چہری تیز کرتا تہا اور بکری اپنی آنکہون سی اودہر دیکہتی تہی سو آپ نی فرمایا تو چاہتا ہی اسکو کئی موت سی مارے پچہاڑنی سی پہلی چہری تیز

شفرتک قبل ان تضجعها ویکره جرها برجلها الی المذبح وترک التوجه الی القبلة ویکره النخع وهو الذبح

کیون نہ کر لی اور قربانی کو ٹانگ پکڑ کر مذبح تک کہینچتی ہوئی لی جانا اور قبلہ کی طرف منہہ نکرنا مکروہ ہی اور نخع بہی مکروہ ہی یعنی ایسا سخت ذبح کرنا

الشدید حتی یبلغ النخاع ویکره السلخ قبل ان یسکن عن الاضطراب ویستحب ان یحضر الانسان اضحیته

کہ نخاع تک نوبت جا پہنچی اور چمڑا چہیلنا ٹہنڈی ہونی سی پہلی مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ آدمی اپنی قربانی کی ذبح ہوتی ہوئی

عند الذبح ولو وضع صاحب الشاة یده مع ید القصاب فی المذبح حتی یکون ذا بح مع القصاب قال الشیخ الامام

پاس حاضر رہی اور اگر قربانی کی مالک نی بہی اپنا ہاتہہ قصائی کی ساتہہ چہری پر رکہہ لیا تاکہ قصائی کی ہمراہ ذبح مین شریک ہو جاوی تو شیخ امام محمد

محمد بن الفضل تجب علی کل واحد منهما التسمیة حتی لو ترک احدهما لا یحل المذبوح لان شرط حلة التسمیة علیه

بن الفضل کہتی ہین کہ اون دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہی یہان تک کہ اگر دونو مین سی کوئی ایک تکبیر ترک کریگا تو مذبوح مردار ہوگا اسواسطی کہ شرط حلال ہونی کی

لقوله تعالی وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فالذابح اذا ترکها عمدا یکون الذبیحة میتة لا یحل اکلها ولو

موافق اس آیت کی اور اوسمین سی نہ کہاؤ جسپر نام نہ لیا اللہ کا پہر ذبح کرنیوالا اگر تکبیر عمداً ترک کریگا تو ذبیحہ مردار ہی اوسکا کہانا حلال نہین ہی اور اگر

ذکر مع اسم اللہ تعالی غیرہ ان کان بالعطف مثل ان یقول بسم اللہ ومحمد رسول اللہ یحرم وان کان بغیر
اللہ تعالی کی نام کی ساتھہ اور کچھہ بہی کہدیا اگر عطف کی ساتھہ کہا اسطور کہا کہ بسم اللہ ومحمد رسول اللہ تو ذبیحہ مردار ہی اور اگر بغیر
العطف لا یحرم بل یکرہ ویکرہ ایضا ان یدعو بشیء بعد التسمیۃ قبل الذبح مثل ان یقول بسم اللہ اللھم
عطف کی کہا تو حرام نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کی بعد ذبح سی پہلی کچھہ اور بات زبان پر لاوی مثلا یون کہی کہ بسم اللہ الٰہی
تقبل منی او من فلان واما بعد الذبح فلا باس بہ لما روی انہ علیہ السلام قال بعد الذبح اللھم تقبل ھذہ
مجھسی اور فلانی سی قبول کرلی پہر ذبح کری ان ذبح کی بعد اسکا کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی بعد ذبح کی فرمایا الٰہی یہہ قربانی قبول کرلی
عن امۃ محمد ممن شھد لک بالوحدانیۃ ولی بالبلاغ وما تداولتہ الالسن عند الذبح بسم اللہ واللہ اکبر
محمد کی تمام امت کی طرف سی جو جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہین اور ذبح کرتی ہوئی جو زبانون پر حسب رواج آتا ہی بسم اللہ واللہ اکبر
لکن ذکر فی القنیۃ ان المستحب ان یقول بسم اللہ اللہ اکبر بدون الواو ومع الواو یکرہ ولو ذبح رجل اضحیۃ
قنیہ مین مذکور ہی کہ مستحب یہہ ہی کہ بسم اللہ اللہ اکبر بدون واو کی کہی اور واو کی ساتھہ مکروہ ہی اور اگر کسی شخص نی غیر کی قربانی
غیرہ بغیر اذنہ یجوز استحسانا ولو کان بین الاثنین شاتان فذبحھما عن نسکھما یجوز ویاکل من لحمھا
بی اجازت ذبح کردی تو استحسانا جایز ہی اور اگر دو آدمیون مین دو بکریان مشترک ہون پہر دونون نی بلا تعین اپنی اپنی طرف سی ذبح کردین تو جایز ہی اور اوسکا
ویوکل غیرہ من الاغنیاء والفقراء ویھب لمن یشاء ولا یعطی اجر الجزار منھا وندب التصدق بثلثھا وندب ترک
اور اور کو کہلاوی غنی ہو یا فقیر اور جسکو چاہی عطا کری اور مزدوری مین قصائی کو اوسمین سی ندی اور تہائی کا خیرات کردینا مستحب ہی اور
التصدق ایضا لذی عیال توسعۃ علیھم ویجوز الانتفاع بجلدھا بان یتخذہ جرابا او غربالا او بساطا او
صاحب عیال کنبہ والی کو خیرات نکرنا بہی مستحب ہی تا کہ عیال پر فراغت ہوجاوی اور اوسکی چمڑی سی فائدہ اوٹھانا جایز ہی کہ تہلا یا توبرہ یا ڈول یا بچھونا
غیرھا ولہ ان یبدلہ بما ینتفع بہ مع بقاء عینہ کالخف ونحوہ لا بما ینتفع بہ الا باستھلاک عینہ کالخل
وغیرہ بنالی اور اوسکو جایز ہی کہ اوسکی بدلہ مین ایسی چیز لیلی جس سی نفع ہووی پر ذات باقی رہی جیسی موزہ اور مانند اسکی ایسی چیز بدلہ مین نہ لیوی جسی بدون ہلاک ذات کی فائدہ
ونحوہ ولا باس ببیعہ بالدراھم لیتصدق بھا علی الفقراء ولیس لہ ان یبیعہ بالدراھم لینفقھا علی نفسہ وعیالہ
وغیرہ اور اسکا ڈر نہین کہ چمڑہ بیچ کر فقیرون کو خیرات دیدی اور یہہ جایز نہین کہ چمڑا بدلہ دراہم کی بیچ کر اپنی اوپر یا اپنی عیال پر خرچ کری
وان فعل ذلک یتصدق بثمنہ ولو اراد ان یبیع لحمھا لیتصدق بثمنہ لیس لہ فی اللحم الا الاکل والاطعام و
اور اگر ایسا کیا تو اوسکا ثمن خیرات کردی اور اگر چاہی کہ گوشت بیچ کر اوسکا ثمن خیرات کردی تو اوسکو گوشت مین اتنا ہی تصرف ہی کہ کہالی اور کسیکو دیدی
لیس علی الرجل ان یضحی عن ولدہ الصغیر فی ظاھر الروایۃ وان کان للصغیر مال قال بعض مشائخنا یضحی عنہ
اور ظاہر روایت مین کسیکا یہہ ذمہ نہین ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سی قربانی کری اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہماری بعضی علماء صدقہ فطر پہ قیاس کر کہتی ہین
ابوہ او وصیہ من مال الصغیر عند ابیحنیفۃ قیاسا علی صدقۃ الفطر وقال الامام السرخسی زعم بعض المشائخ
کہ بچون کا باپ یا وصی صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری اور امام سرخسی کہتی ہین کہ بعضی مشایخ یہہ کہتی ہین
ان علی الاب او الوصی ان یضحی من مال الصغیر عند ابی حنیفۃ علی قیاس صدقۃ الفطر والاصح انہ لیس لہ
کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہی کہ صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ اوسکو
ان یفعل ذلک وان فعل اخذا بقول بعض المشائخ لا یتصدق بشیء منہ بل یاکل منہ الصغیر وما بقی یبدل
قربانی کرنیکا اختیار نہین ہی اور اگر موافق قول بعضی مشایخ کی قربانی کردی تو اوسمین سی کچھہ خیرات نکری بلکہ اوسمین سی وہ ہی صغیر کہاوی اور بچتی کی بدلہ مین
بما ینتفع بہ الصغیر مع بقاء عینہ کالثوب ونحوہ لا بما لا ینتفع بہ الصغیر الا باستھلاک عینہ کالخبز
صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز نہ لیدی جیسی صغیر کو بدون ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہو جیسی روٹی

ونحوه وذلك لان الواجب اراقة الدم واما التصدق فتبرع ومال الصبي لا يحتمل التبرع وانما جاز التبديل قياسا

وغیرہ اسلئے کہ واجب تو صرف ذبح کرنا ہی ہے خیرات کرنا سو وہ احسان ہے اور صغیر کا مال قابل احسان کی نہیں ہے اور تبدیل اسلئے جایز ہے کہ چمڑہ کو آخر تبدیل کرنا درست ہی

على الجلد فان الجلد يجوز ان ينتفع به وان يبدل بما ينتفع به مع بقاء عينه لان البدل يكون في حكم المبدل فيكون

کیونکہ چمڑی سے فائدہ لینا بہی جایز ہے اور بدل لینا نفع رسان چیز کا بہی جایز ہے پر اوسکی ذات باقی رہے کیونکہ بدلہ کی چیز اوس اصل مبدل کی حکم میں ہے ایسا ہی

كالانتفاع بعينه فلما كان الحكم في الجلد هذا قاسوا عليه اللحم اذا كان للصبي ضرورة والثالث مما يجب على المكلف

گویا اصل ہی سے نفع پایا چمڑہ کا جو یہہ حکم تہا اسی پر گوشت کو قیاس کرلیا ہی اگر صغیر کو کچہہ ضرورت ہو اور تیسری شی جو مکلف پہ

في هذا العيد تكبير التشريق فانه عند ابي حنيفة يجب على الاحرار المقيمين في الامصار عقيب كل فريضة اديت

اس عید میں واجب ہی وہ تکبیرات تشریق ہیں سو یہہ تکبیریں امام ابوحنیفہ کی نزدیک ازادوں شہر میں موجود ہونیوالوں پر یعنی جو مسافر نہوں پیچہی ہر فرض نماز کی جو

بجماعة فلا يجب على اهل القرى ولا على المسافر ولا على العبد ولا على المنفرد ولا على المراة الا اذا اقتدى هؤلاء بمن يجب

جماعت سے ادا ہو واجب ہیں گانوکوں والوں پر واجب نہیں اور نہ مسافر پر اور نہ غلام پر اور نہ منفرد پر جو اکیلا نماز پڑہی اور نہ عورت پر ہان اگر یہہ لوگ جنکی ذمہ پر

عليه التكبير فح يكبرون معه تبعا له الا ان المراة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة وغيرها يجهرون به لان

تکبیریں واجب نہیں ہیں مقتدی ہوجاویں جسپر واجب ہیں تو اب اوسکی ساتہہ تکبیریں امام کی تبعیت میں مگر عورت پکار کر نہ پڑہے اوسکو آواز کا بہی چہپانا چاہئے اور اوروں کو

السنة فيه الجهر ولا مانع ولا يجب عقيب صلوة العيد ولا عقيب الوتر ولا عقيب النوافل لان تلك الصلوات ليست بفريضة ويجب

کہ اسمیں آواز کا بلند کرنا مسنون ہے اور کوئی مانع بہی نہیں اور عید کی نماز کی پیچہی واجب نہیں ہے اور نہ پیچہی وتر کی اور نہ پیچہی نفلوں کی کیونکہ یہہ سب نمازیں فرض نہیں ہیں اور نماز

عقيب صلوة الجمعة لانها فريضة وعندهما يجب على كل من يصلي المكتوبة ولو كان قرويا او مسافرا او عبدا او منفردا

جمعہ کی پیچہی واجب ہی کیونکہ جمعہ کی نماز فرض ہے اور صاحبین کی نزدیک ہر شخص پر جو نماز فرض ادا کری واجب ہی اگرچہ گانو میں ہو یا مسافر ہو یا غلام ہو یا اکیلا پڑہتا ہو

او امراة وابتداؤه من فجر يوم عرفة الى عصر يوم النحر عند ابي حنيفة فيكون التكبير عقيب ثمان صلوات

یا عورت ہو اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک شروع تکبیر نویں تاریخ کی فجر سے ہی دسویں کی عصر تک سو تمام تکبیریں آٹہہ نمازوں کی بعد ہوئیں

وعندهما الى عصر اخر ايام التشريق وهو الثالث عشر من ذي الحجة فيكون التكبير عقيب ثلثة وعشرين

اور صاحبین کی نزدیک آخر ایام تشریق کی عصر تک واجب ہیں یعنی ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ تک اب تکبیریں تیئیس نمازوں کی بعد ہوئیں

صلوة والعمل في هذا الزمان على قولهما احتياطا في باب العبادات وكيفيته ان يقول مرة واحدة بعد السلام

اس زمانہ میں واسطے احتیاط کی باب عبادات میں صاحبین کی قول پر عمل ہے اور اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ ایک دفعہ سلام کی بعد

قبل الكلام الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد واصله ان ابرهيم النبي عليه السلام

بولنی سے پہلی کہی اور اوسکی اصل یوں ہے کہ ابراہیم نبی علیہ السلام نی

لما اضجع ولده اسمعيل النبي عليه السلام للذبح امر الله تعالى جبريل عليه السلام ان يذهب بالفداء فلما جاء

جب اسماعیل نبی علیہ السلام کو واسطی ذبح کرنی کی لٹایا تو اللہ تعالی نی جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فدیہ لیجا جب جبریل علیہ السلام

جبريل عليه السلام بالقربان خاف ان يعجل ابرهيم عليه السلام فقال الله اكبر الله اكبر فلما سمع ابرهيم النبي عم

قربانی لیکر آئی تو خوف کیا ایسا نہو کہ ابراہیم علیہ السلام ذبح میں جلدی کر بیٹہیں تو جبریل نی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جب ابراہیم علیہ السلام نی

صوت جبرئيل عليه السلام وقع في قلبه انه يأتيه بالبشارة فهلل وذكر الله تعالى بالوحدانية والكبرياء فقال

جبریل کی آواز سنی تو اونکی دلمیں یہہ خیال آیا کہ جبریل کوئی خوشخبری لاتی ہیں سو انہوں نی لا الہ الا اللہ پڑہا اور اللہ کو وحدانیت اور بڑائی سے یاد کیا یہہ

لا اله الا الله والله اكبر فلما سمع اسمعيل النبي عليه السلام كلاميهما اذ فطن بالفداء فحمد الله تعالى وشكره وقال

کلمات کہی، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر جب اسماعیل علیہ السلام نی دونوں کی کلام سنی تو سمجہہ گئی کہ فدیہ آیا سو اللہ تعالی کی حمد کی اور شکر بجالائے اور کہا

الله اکبر ولله الحمد فصار ذلك منهم میراثا لنا فی هذه الایام وان نسی الامام التکبیر وقام وذهب فما لم یخرج
الله اکبر ولله الحمد اب یہ تکبیریں انکی میراث ہمارے واسطے آج تک چلی آتی ہے اور اگر امام تکبیر کہنی بھول کر کھڑا ہوکر روانہ ہو تو جبتک مسجد میں سے باہر نہیں نکلا

من المسجد یعود ویکبر وان خرج لا یعود ولا یکبر بل یکبر القوم وحدهم ومن ترك صلوة فی هذه الایام وقضاها
تو ہٹ کر تکبیر کہے اور اگر مسجد سے باہر ہوگیا تو نہ ہٹے اور نہ تکبیر کہے بلکہ مقتدی تنہا کہلیں اور اگر کوئی شخص ان دنوں میں نماز ترک کرکے پھر انہیں دنوں میں

فیها یکبر ولو ترکها فی غیرها وقضاها فیها او ترکها فیها وقضاها فی غیرها لا یکبر وکذا لو ترکها فیها وقضاها فیها فی
تو تکبیر کہے اور اگر کبھی کی نماز رہی ہوئی ان دنوں میں قضا کرے یا ان دنوں کی نماز رہی ہوئی اور دنوں میں قضا کرے تو تکبیر نہ کہے اور ایسے ہی اگر ان دنوں کی نماز رہی ہوئی اگلے سال کی

عام اخر لا یکبر ومن احدث عمدا یسقط عنه التکبیر ومن سبقه الحدث یکبر بلا وضوء ولو اجتمع سجود
ایام تشریق میں قضا کرے تو تکبیر نہ کہے اور جسنے قصدا وضو توڑ دیا تو تکبیر اوسپر نہیں رہتی اور جسکا وضو بے اختیار ٹوٹ گیا تو وہ بے وضو تکبیر کہے اور اگر سجدہ سہو کا

السهو والتکبیر والتلبیة یبدأ بسجود السهو لانه یؤدی فی تحریمة الصلوة ثم بالتکبیر لانه یؤدی بعد الصلوة
اور تکبیر تشریق اور تلبیہ جمع ہوجاویں تو پہلے سجدہ سہو کا ادا کرے کیونکہ سجدہ سہو نماز کے اندر ادا ہوتا ہے پھر تکبیر کہے کیونکہ تکبیر نماز کے بعد متصلا ادا ہوتی ہے

متصلا بها ثم بالتلبیة لانها یؤدی خارج الصلوة من کل وجه ولو قدم التکبیر یسجد لانه لا ینافی الصلوة ولو
پھر تلبیہ کہے کیونکہ تلبیہ بہر صورت نماز سے باہر ادا ہوتا ہے اور اگر اسنے تکبیر پہلے ادا کردی تو سجدہ کرلے کیونکہ تکبیر نماز کی منافی نہیں ہے اور اگر

قدم التلبیة یسقط التکبیر والسجود لانها کلام فیقطع الوصل والمسبوق یکبر عقیب قضاء مافاته لا مع الامام
تلبیہ مقدم کیا تو تکبیر اور سجدہ دونوں ساقط ہوجاتی ہیں کیونکہ تلبیہ کلام ہے نماز تمام ہوجاتی ہے وصل کو قطع کردیتا ہے اور مسبوق اپنی نماز فوت کی ہوئی پوری کرکر تکبیر کہے امام کے ساتھ نہ

فانه وان کان یتابع الامام فی سجود السهو الا انه لا یتابعه فی التکبیر والمتطوع اذا اقتدی بالمفترض فی ایام
کیونکہ مسبوق اگرچہ سجدہ سہو میں امام کا تابع ہے پر تکبیر میں امام کا تابع نہیں ہے اور نفلیں پڑھنے والا اگر تکبیر کے دنوں میں فرض پڑھنے والے کا مقتدی ہوجاوے

التکبیر یکبر معه تبعا له والرابع ما یجب علی المکلف فی هذا العید الصلوة وقبل الصلوة یستحب للرجل السواك
تو امام کا تابع ہوکر تکبیر کہے چوتھی جو امر اس عید میں مکلف پر واجب ہے وہ نماز دوگانہ ہے اور نماز سے پہلے مرد کو مستحب ہے مسواک کرنے

والاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب المباحة بان یکون جدیدا او غسیلا لا حریرا فانه حرام علی الرجال
نہانا خوشبو لگانی اچھی کپڑی مباح پہنی نئی ہوں یا دھوئی ہوئی ہوں حریر نہو کیونکہ حریر مردوں کو

حتی الصبیان الا ان الاثم علی من البسهم وصلوة الغداة فی مسجد حیه والتبکیر وهو سرعة الانتباه والا بتکار
بچوں تک حرام ہے پر گناہ اوسکو ہوتا ہے جو بچوں کو حریر پہنادے اور اشراق کی نماز محلہ کی مسجد میں اور تبکیر یعنی صبحدم جلد تیار ہوجانا اور معنی ابتکار کے

وهو المسارعة الی المصلی والتوجه الیه ماشیا والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی المصلی سنة وان وسعهم
جلد سے عیدگاہ کی طرف متوجہ ہوکر پیادہ پا جانا اور دوسرے رستہ سے پھرکر آنا پھر عیدگاہ میں جانا مسنون ہے اگرچہ جامع مسجد میں

الجامع لکن الامام یستخلف من یصلی فی المصر بالضعفاء والمرضی بناء علی ان صلوة العید فی الموضعین جائزة
اتنی گنجایش ہو لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردے جو شہر کے اندر ناتوانوں اور بیماروں کو نماز پڑھادے اسلئے کہ عید کی نماز دو جگہ بالاتفاق جایز ہے

بالاتفاق بخلاف الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ینافیه ویستحب فی هذا العید تاخیر الاکل حتی
برخلاف جمعہ کے کیونکہ جمعہ جماعات کو جمع کرتا ہے اور تفریق اسکی منافی ہے اور اس عید میں کھانے میں اتنی تاخیر کرنی کہ عید کی نماز پڑھ لیں

یصلی صلوة العید قیل هذا فی حق من یضحی لیأکل من اضحیته اولا لان السنة ان یاکل من کبدها اولا واما
مستحب ہے بعضے کہتے ہیں یہہ تاخیر قربانی کرنیوالے کی لئے ہے تاکہ پہلے اپنی قربانی میں سے کھاوے کیونکہ مسنون ہے کہ پہلے قربانی کی کلیجی کھاوے اور اوروں کی

فی حق غیره فلا والاول اصح لما روی ان الصحابة کانوا یمنعون صبیانهم عن الاکل واطفالهم عن الرضاع الی ان یصلی
حق میں نہیں ہے لیکن اول روایت صحیح ہے کیونکہ روایت ہے کہ صحابہ اپنے بچوں کو کھانے سے منع کیا کرتے تھے اور چھوٹے بچوں کو نماز ادا کرنے تک دودھ پینے سے روکتے

ویستحب

ویستحب فی هذا العید ایضا التکبیر جهرا فی طریق المصلی بالاتفاق لا علی هیئۃ الاجتماع والاتفاق فی الصوت

اور اس عید مین یہہ بہی بالاتفاق مستحب ہی کہ عیدگاہ کی رستہ مین تکبیر بلند آواز سی کہتا جاوی پر سبکو ملکر اور ایک آواز بنا کر راگنی کی

ومراعاۃ الانغام فان ذلک کلہ حرام بل یکبر کل احد بنفسہ واذا بلغ الی المصلی یقطع التکبیر وروی عن ابی

تال سم پر نہین چاہیی کیونکہ یہہ سب حرام ہی بلکہ ہریک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب عیدگاہ مین جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابوموسی

موسی الرضا انہ کان یکبر فی کل عشر خطوات مرۃ حتی یبلغ الجبانۃ ولو توجہ الرستاقی الی المصلی لیلا

رضا سی روایت ہی کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایکبار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک چلی جاتی تہی اور اگر کوئی گردنواح کا رہنی والا رات کو

من فرسخ ونحوہ یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوۃ وخرج وقت الکراهۃ بارتفاع الشمس

کوس بہر کی فاصلہ سی عیدگاہ مین آجاوی تو صبح ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت آجاوی اور آفتاب بلند ہونی سی وقت مکروہ گذر جاوی

یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامۃ یکبر اولا للافتتاح ثم یضع یدیہ تحت سرتہ ویثنی ثم یکبر

تو امام لوگون کی ساتہہ دو رکعت بدون اذان اور اقامت کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی پہر دونو ہاتہہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللہم پڑہی پہر تین بار

ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بقدر ثلث تسبیحات لانها تقام بجمع عظیم بالموالاۃ یشتبہ علی من کان

تکبیر کہی ہر ہر تکبیر کی بیچمین بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکہی اسواسطی کہ بڑی انبوہ مین اتفاق ہوتا ہی پی در پی بی فاصلہ کہنی مین دور کی آدمیون کو شاید سنائی

بعیدا ویرفع یدیہ عند کل واحدۃ من تلک التکبیرات الثلث ویرسلهما فی اثنائهن ثم یضعهما تحت سرتہ

ندی اور اپنی دونو ہاتہہ ہر ہر تکبیر کی ساتہہ تینون دفعہ کان تک اوٹہادی اور بیچمین دونو ہاتہہ چہوڑی رکہی پہر دونو ہاتہہ بعد تین بار کی ناف کی نیچی

بعد الثالثۃ ویتعوذ ویسمی ثم یقرأ الفاتحۃ وسورۃ ثم یکبر ویرکع واذا قام الی الرکعۃ الثانیۃ یبدأ بالقراءۃ ثم

اور اعوذ باللہ پڑہی اور بسم اللہ پڑہ کر سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑہی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قرارت قرآن

یکبر بعدها ثلثا یفصل بینهن بقدر ما ذکر انفا ویرفع یدیہ ویرسلهما عند کل تکبیرۃ ولیس هناک وضع ثم

بعد قرارت کی تین بار تکبیر کہی اور اونکی بیچمین اوسیقدر فاصلہ رکہی جو اب ذکر کیا ہی اور دونو ہاتہہ اوٹہادی اور ہر تکبیر پر چہوڑی رکہی اسوقت ہاتہہ کا باندہنا ثابت نہین ہی پہر

یکبر ویرکع فیکون تکبیرات الرکعتین تسعا ثلث منها اصلیات تکبیرۃ الافتتاح والتکبیرتان للرکوع وست

تکبیر کہہ کر رکوع کری اب تکبیرین دونو رکعت کی نو ہوگئین تین تو اونمین سی اصلی ہین یعنی تکبیر تحریمہ اور دونو تکبیرین دونو رکوع کی اور چہہ تکبیرین زاید ہین

زوائد ثلث فی الرکعۃ الاولی قبل القراءۃ وثلث فی الرکعۃ الثانیۃ بعد القراءۃ ولو نسیت التکبیر فی الرکعۃ

تین پہلی رکعت مین قرارت سی پہلی اور تین دوسری رکعت مین قرارت کی پیچہی اور اگر پہلی رکعت مین تکبیر کہنی بہول گیا اتنا کہ

الاولی حتی قرأ بعض الفاتحۃ او کلها ثم یکبر ویعید الفاتحۃ وان تذکر بعد قراءۃ الفاتحۃ والسورۃ

تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑہ لی تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑہ کر یاد آوی تو صرف تکبیر کہی

یکبر ولا یعید القراءۃ لانها تمت وبعد التمام لا تقبل النقض بالاعادۃ بخلاف الوجہ الاول والثانی فانها لم تتم

قرارت کو نہ ہٹادی اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد ہٹانی سی نقض نہین ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت

فیها فصار کانہ لم یشرع فیها فیعیدها رعایۃ للترتیب ثم یخطب بعد الصلوۃ خطبتین یبدأ فیهما بالتکبیر ویفصل

سو یہہ ایسا ہی گویا قرارت ابہی شروع نہین ہوئی اب واسطی رعایت ترتیب کی قرارت کو ہٹادی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو

بینهما بجلسۃ خفیفۃ مقدارها ان یستقر کل عضو منہ فی موضعہ والخطبۃ فی العیدین سنۃ ویسن

خطبون مین اتنی دیر جلسہ خفیف کری کہ تمام جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاوین اور خطبہ دونو عیدون مین سنت ہی اور اس خطبہ مین

فیها ما یسن فی خطبۃ الجمعۃ ویکرہ فیها ما یکرہ فیها ویعلم فی هذا العید احکام الاضحیۃ وتکبیر التشریق ومن

وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مسنون ہی اور اسمین وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مکروہ ہی اوس عید مین احکام اور مسائل قربانی اور تکبیرات تشریق کی

لا يدرك صلوٰة العيد مع الامام لا يقضيها ومن ادرك الامام في الركوع يكبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح
عید کی نماز امام کی ساتھ ہاتھہ نہ آوی تو اسپر قضا نہیں ہی اور جسنی امام کو رکوع مین پایا تو اول کہڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہی اسوسطی کہ تکبیر تحریمہ

شرع في القيام المحض ثم للعيد ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصلي لتكبيرات العيد القيام
صرف حالت قیام مین جایز ہی پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہہ معلوم ہوتا ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر امام کو رکوع مین جا لون گا اسلئی کہ اصلی جگہہ عید کی تکبیرون کی صرف

المحض وان خاف فوت الركوع يكبر للركوع ويركع ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة والاشتغال
قیام ہی ہی اور اگر یہہ خوف ہو کہ تکبیرین کہنی مین رکوع امام کی ساتھہ فوت ہوگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع مین چلا جاوی پہر رکوع مین تکبیرین عید کی ادا کری

بها اولى ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة
اولی ہی اور تسبیحات رکوع کی ترک کر دی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع مین رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا ہی

سنة ايضا ولا وجه لاتيان سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه يسقط ما بقي من التكبيرات
سنت ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام رکوع سی سر اوٹہاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی باقی ہو ساقط

فلا يتمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام
اب اوس تکبیر کو نہ رکوع مین پوری کری اور نہ قومہ مین بلکہ امام کی متابعت مین جلد رکوع سی کہڑا ہو جاوی کیونکہ متابعت فرض ہی سو واجب کی واسطی ترک نہین ہو سکتی اور اگر امام کو

في القومة لا يكبر فيها لانه يقضي تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة واحدة اذا قام الى قضاء
قومہ مین پایا تو قومہ مین تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ یہہ رکعت معہ تکبیرات قضا کرنی ذمہ پہی اور جسکی ایک رکعت فوت ہو جاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کہڑا ہو

ما سبق يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرات العيد ويركع ولو ادرك الامام في التشهد او بعد السلام في
تو اول قراوت شروع کری پہر بعد قراوت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع کری اور اگر امام کو التحیات مین پایا یا سلام کی بعد

سجود السهو فانه يقوم ويصلي ويأتي بالتكبيرات في محلها ويستحب تعجيل الصلوٰة في هذا العيد وتاخيرها
سہو کی سجدہ مین پایا تو اب یہہ کہڑا ہو کر نماز بدستور پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید مین نماز کی تعجیل اور عید الفطر مین تاخیر مستحب ہی

في عيد الفطر وفي القنية تقدم صلوٰة العيد على صلوٰة الجنازة اذا اجتمعتا وصلوٰة الجنازة على الخطبة
اور قنیہ مین ہی کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سی پہلی ادا کرین اگر دونو جمع ہو جاوین اور نماز جنازہ خطبہ سی پہلی ادا کرین

وفي البزازية ان اجتمع العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما تقدم على الجنازة لكون وجوبه
اور بزازیہ مین ہی اگر نماز عید اور نماز کسوف جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ واجب ہی جیسی نماز جنازہ پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب

عينا ووجوب الجنازة كفاية ويكره التنفل في المصلى قبل صلوٰة العيد وبعدها للامام وغيره وان وقع
عینی ہی اور جنازہ کی نماز واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ مین جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہی اور اگر

في هذا العيد عذر يمنع من صلوٰة العيد تصلي من الغد وبعد الغد ولا تصلي بعد ذلك لانها موقتة
اس عید مین کوئی عذر عید کی نماز سی روک دی تو اگلی دن گیارہوین کو پڑہین اور اوس دن سی اگلی دن بارہوین کو پہر بارہوین کی بعد نہ پڑہین کیونکہ اسکا وقت

بوقت الاضحية فتجوز ما دام وقتها باقيا ولا تجوز بعد خروج وقتها ثم العذر ههنا ليس لنفي الجواز بل لنفي الكراهة
وہی اضحیہ کی وقت کا ہی سو جب تک ہی جایز ہی کہ قربانی کا وقت باقی ہو پہر قربانیکا وقت نکلی پیچہی جایز نہین پہر اس عید مین عذر کا ہونا واسطی نفی جواز کی نہین ہی بلکہ واسطی

حتى لو كان تاخيرها الى الغد او بعد الغد بغير عذر يجوز الصلوٰة لكن يلزم الاساءة بخلاف الفطر فان العذر
یہانتک کہ اگر تاخیر اگلی دن تک اور اگلی سی اگلی دن تک بی عذر ہو تو بہی جایز ہی لیکن برائی لازم آتی ہی برخلاف عید الفطر کی کیونکہ اوسمین عذر

فيه لنفي الجواز حتى لو كان تاخيرها الى الغد بغير عذر لا يصح يسر لنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه و
واسطی نفی جواز کی ہی یہانتک کہ اگر اس نماز مین تاخیر اگلی دن تک بی عذر کری تو صحیح نہین ہی آسان کری اللہ تعالی ہمکو اعمال موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور

وكرمه المجلس السادس والثلثون في بيان فضيلة شهر الله المحرم وصوم يوم عاشوراء

اور کرم سے چھتیسوین مجلس ماہ الٰہی محرم اور صوم عاشوراء کی روزہ کی فضیلت میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم هذا الحديث من صحاح المصابيح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل روزے بعد ماہ رمضان کے ماہ الٰہی محرم کے ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہے

رواه ابو هريرة واضافة الشهر الى الله تعالى لتعظيم شان الشهر والمضاف محذوف وتقديره ان افضل الصيام بعد صيام رمضان صيام

ابوہریرہ کی روایت سے اور شہر کی اضافت اللہ کی طرف واسطے تعظیم مرتبہ مہینے کی ہے اور مضاف محذوف ہے اصل مین عبارت یون ہے افضل روزے بعد روزون رمضان

شهر الله المحرم وهو صريح في ان افضل ما تطوع به من الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم لكن يحتمل ان يراد به انه افضل

کی روزے ماہ الٰہی محرم کی ہین اس عبارت سے صاف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ افضل نوافل روزے بعد رمضان کے ماہ الٰہی محرم کے ہین لیکن یہہ بھی احتمال ہے کہ اس سے یہہ مراد ہو افضل

شهر تطوع بصيامه كاملا بعد رمضان واما التطوع ببعض الشهر فقد يكون غيره افضل منه كصيام يوم عرفة او عشر

مہینا جسکی پوری روزے رکھی جادین بعد رمضان کے محرم ہے اور نفل روزے تھوڑے تھوڑے بعضے اور مہینے کی محرم سے افضل ہوتی ہین جیسے روزہ روز عرفہ کا یا دس روزے

ذي الحجة او ستة شوال او نحو ذلك ويشهد لهذا ما روى عن علي ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول

ذی الحجہ کی یا چھہ روزے شوال کی اور مانند اسکی اور اسکی سند وہ روایت علی رضی سے ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوکر پوچھا یا رسول اللہ

الله اخبرني بشهر اصومه بعد رمضان فقال له النبي عليه السلام ان كنت صائما شهرا بعد رمضان فصم المحرم فانه

بتلائیے بعد رمضان کے کس مہینہ مین روزے رکھون آپ نے فرمایا اگر تو تمام مہینے کی روزے بعد رمضان کی رکھا چاہتا ہے تو محرم مین رکھ کیونکہ

شهر الله وفيه يوم تاب الله فيه على قوم ويتوب على اخرين لكن قد كان النبي عليه السلام يصوم شهر شعبان

مہینا اللہ کا ہے اور اس مہینے مین ایک ایسا دن ہے جسمین اللہ تعالی نے ایک قوم کی خطا معاف کی اور اوروں کی خطا معاف کریگا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان مین روزے رکھتے تھے

ولم ينقل عنه انه كان يصوم المحرم وانما كان يصوم منه يوم عاشوراء وقوله عليه السلام في حديث ابن عباس

اور یہہ کسی نے بیان نہین کیا کہ محرم مین روزے رکھتے تھے محرم مین صرف یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث مین

لئن بقيت الى قابل لاصومن التاسع يدل على انه عليه السلام كان لا يصوم التاسع لكن روى انه عليه السلام امر

اگر مین اگلے سال تک جیتا رہا تو البتہ نوین تاریخ روزہ رکھونگا اس سے یہہ ثابت ہے کہ نوین تاریخ مین روزہ نہین رکھتے تھے لیکن روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو فرمایا

رجلا ان يصوم الاشهر الحرم وافضل صيام الاشهر الحرم صيام شهر الله المحرم وافضل شهر الله المحرم عشرة الاول

کہ اشہر حرم مین روزے رکھے اور اشہر حرم مین سے افضل روزے ماہ الٰہی محرم کے ہین اور ماہ الٰہی محرم مین سے افضل روزے پہلی دہی کی ہین

فلما كان هذا الشهر من بين الشهور مضافا الى الله تعالى ناسب ان يختص بعمل مضاف الى الله تعالى وهو الصوم

اور یہہ مہینا تمام مہینوں مین سے جو اللہ کی طرف مضاف ہے تو مناسب یون ہے کہ اس مہینہ مین عمل بھی ایسا ہو جو اللہ کی طرف مضاف ہو سو وہ عمل روزہ ہے

فان الصوم سر بين العبد وربه يفعله خالصا لوجهه طالبا لرضائه ولا يطلع عليه غيره لكونه نية وامساكا

کیونکہ روزہ بندے کا مین اور اوسکی رب مین بھید ہوتا ہے کہ صرف واسطے خدا کی اسکی رضامندی کی لئے رکھتا ہے اور سوا اللہ تعالی کی کوئی اوس سے خبر نہین ہوتا کیونکہ روزہ نیت ہے

حتى قيل ان الحفظة لا يطلع عليه ولا تكتبه بخلاف سائر العبادات فانها مما يطلع عليه غيره تعالى فلكونه هو العالم به

یہانتک کہ کہتے ہین کراما کاتبین کو خبر نہین ہوتی اور نہ وہ لکھتے ہین برخلاف تمام اور عبادات کی کہ وہ سوای اللہ تعالی اوروں کو بھی معلوم ہوتی ہین اور اس لئے کہ روزہ کا اللہ ہی

دون غيره خصه بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يكله الى غيره كما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال كل عمل ابن

کو نہین ہوتا تو اللہ تعالی نے اوسکو اپنی ذات سے خاص کیا اور ذمہ دار اوسکی ثواب کا بذات خود ہوا اور پر حوالہ نکیا چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کی

آدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لي وانا اجزي به

ہر ایک عمل کا ثواب دس گونہ بڑھتا ہے سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہے سوا روزہ کی کہ روزہ میری لئے ہی مین ہی اوسکی جزا دونگا

علم ہو

يدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلي والمعنى ان كل طاعة وخير اذا لم يكن رياء فاقل ما يعطي لصاحبه من الاجر
میری لئی اپنی شہوت کہانا پینا سب چہوڑ دیتا ہی یعنی ہر طاعت اور نیک عمل جسمین ریا نہو توکم سی کم عابد کو اوسکا ثواب دس گونہ ہی

عشرة لقوله تعالى من جاء بالحسنة فله عشر امثالها وقد يزاد الى سبعمائة واكثر لقوله تعالى مثل الذين
واسطی فرمانی اللہ تعالی کی جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اوسکی دس برابر اور کبہی سات سو گونہ اور اس سی زیادہ ہوجاتا ہی واسطی قول اللہ تعالی کی مثال انکی

ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة والله يضعف
جو خرچ کرتی ہین اپنی مال اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات بالین ہر بال مین سو سو دانہ اور اللہ بڑہاتا ہی

لمن يشاء واما الصوم فثوابه بغير حساب لانه لا يتاتى الا بالصبر وقد قال الله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم
جسکی واسطی چاہی اور روزہ کا ثواب تو بی حساب ہی کیونکہ بدون صبر کی ادا نہین ہوسکتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ

بغير حساب ثم الصبر وان كان يوجد في غير الصوم من العبادات لكن وجوده في غيره ليس كوجوده فيه لانه ثلثة
آن گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی تمام عبادات مین بہی ہوتا ہی پر صبر اور عبادات مین اتنا نہین ہوتا جتنا روزہ مین ہوتا ہی

انواع صبر على طاعة الله تعالى وصبر عن محارم الله تعالى وصبر على الالام والشدائد وكلها يوجد في الصوم اذ
قسم پر ہوتا ہی صبر طاعت الہی پر اور صبر اللہ تعالی کی محرمات سی اور صبر رنج اور سختیون پر اور یہہ تینون صبر روزہ مین موجود ہوتی ہین

فيه صبر على ما وجب على الصائم من الطاعات وصبر عما حرم عليه من الشهوات وصبر عما يصيبه من الم الجوع
کیونکہ روزہ مین طاعت پر صبر ہی جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شہوات سی صبر کا جو روزہ دار پر حرام ہوگئی ہین اور بہوک کی تکلیف پر

وحرارة العطش وضعف البدن فانه يعرض بدنه النحول والنقصان الذي يفضي الى الهلاك طلبا لرضائه ثم
اور پیاس کی گرمی پر صبر ہی اور بدن کی سستی پر کیونکہ روزہ دار کی بدن مین لاغری اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جسمین ہلاک ہوجاوی یہہ سبب اللہ تعالی کی رضامندی کی پہر

اشير اليه حيث قيل يدع شهوته وطعامه وشرابه لاجلي بخلاف سائر الطاعات ثم انه بسبب منع نفسه عن
اسی طرف اشارہ ہی یہہ جو کہا ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی چہوڑ دیتا ہی برخلاف اور طاعات کی پہر روزہ دار اپنی نفس کو کہانی

الاكل والشرب والجماع يصير متخلقا باخلاق الله تعالى لكونه منزها عن هذه الاشياء فلما كان في الصوم
اور پینی اور جماع سی بند کرکر گویا باصفات الہی پیدا کرلیتا ہی کیونکہ اللہ تعالی ہی ان تمام صفات سی پاک وصاف ہی یہہ ہی اوصاف جو روزی مین ہوتی

هذه المعاني خصه الله تعالى بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يكله الى غيره والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء
اسہی نظر سی اللہ تعالی نی روزہ دار کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور ذمہ دار اوسکی ثواب کا آپ ہوا اور پر حوالہ نہین کیا اور ذات کریم جو یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی عوض کا

بنفسه يقتضي ان يكون ذلك الجزاء في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث يكون له حد ولا عد وقد روي
تو ضرور ہی کہ وہ عوض بہت ہی بڑا اور اتنی کثرت سی ہو کہ اوسکی نہ کچہہ حد ہو اور نہ کچہہ شمار اور

عن ابي امامة الباهلي انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء
ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکروز روزہ واسطی اللہ کی رکہا تو اللہ تعالی درمیان اوسکی اور دوزخ کی ایک خندق اس فاصلہ پر بنا دیگا

والارض وفي حديث اخر رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بعد الله وجهه
اور زمین کی ہی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو سعید خدری کی روایت سی ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک روز واسطی اللہ کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکا منہہ

عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما لوجهه ورضائه ينجيه الله تعالى من النار عبر عن التنجية
دوزخ سی ستر خریف دور رکہیگا اور معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جسنی ایکروز صرف واسطی رضامندی الہی کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکو دوزخ سی نجات دیگا نجات کو

بطريق التمثيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شيء بهذا المقدار لا يصل اليه البتة والمراد بالخريف السنة
بطور تمثیل واسطی مبالغہ کی اس عبارت مین بیان کیا اسلئی کہ جو شخص کسی شی سی اتنی دور ہوجاوی تو وہ شی اوس تک ہرگز نہ پہنچی گی اور خریف سی مراد سال ہی

ذکر الجزء وارید الکل وانما عبر به عنها دون غیرہ من الفصول لکونه وقت بلوغ الثمار وسعۃ العیش وروی عن
جزکا ذکر کرکی کل مراد لیا ہی اور تعریف خاص کرکی بدون اور فصول کی اسواسطی ذکر کیا کہ یہہ وقت میوون کی پختگی اور عیش کی فراخی کا ہی اور ابوہریرہ

ابی هریرۃ انه علیه السلام قال للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربه ومعنی هذا الحدیث
سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیان ہوتی ہین ایک خوشی روزہ افطار کرتی ہوئی اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی معنی یہہ ہین

ان للصائم سرورا مرتین علی ان الفرحۃ مرۃ من الفرح وهو السرور والمسرور به عند لقاء ربه فیما یجدہ من ثواب الصوم
کہ روزہ دار کو دوبار سرور ہوتا ہی اسواسطی کہ فرحۃ کا لفظ مرت کی واسطی فرح سی مشتق ہوا ہی اور فرح کی معنی سرور کی ہین اب سرور روزہ دار کا رب کی ملاقات کی وقت یعنی سرور روزہ کا یعنی

مدخرا عند الله تعالی فان من ترك لله تعالی طعامه وشرابه وشهوته یعوضه الله تعالی خیرا من ذلك کما قال الله تعالی
اللہ تعالی کی ہان یکبار ذخیرہ کیا ہوا پاویگا کیونکہ جو شخص اللہ کی واسطی اپنا کہانا پینا شہوت بند رکہیگا تو اللہ تعالی اوسکو عوض اوس سی بہتر عطا فرماویگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا وقال النبی علیه السلام لرجل انك
اور جو آگی بہیجوگی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاؤگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور نبی علیہ السلام نی کسی شخص سی فرمایا (اپنی جانون کی واسطی آگی)

لن تدع شیئا اتقاء الله تعالی الا اتاك الله خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمۃ مائدۃ تحت العرش
تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کریگا تب ہی اللہ تعالی تجہکو اوس سی بہتر عنایت کریگا اور مروی ہی کہ روزہ دارون کی واسطی قیامت کی روز عرش کی سایہ مین

یاکلون علیها والناس فی الحساب فیقول الناس ما هؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال لهم انهم کانوا یصومون وانتم تفطرون
اوسپر بیٹہی کہاوینگی باقی لوگ ابہی حساب مین ہونگی سو وہ لوگ کہینگی یہہ کون لوگ ہین کہ بیٹہی کہاتی ہین اور ہم حساب مین گرفتار ہین سو جواب ملیگا یہہ لوگ روزی رکہتی تہی اور تم روزہ خور تہی

وفی الصحیحین انه علیه السلام قال ان فی الجنۃ بابا یقال له الریان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمین
اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہی اوسکو ریان کہتی ہین اوسمین سی صرف روزہ دار ہی داخل ہونگی اور مراد روزہ دارون سی

هم الذین یکثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فیه الری والامان من العطش قبل تمکنهم من الجنۃ
وہ لوگ ہین جو اکثر روزہ دار رہتی ہین کیونکہ ان لوگون نی جو پیاس کی شدت اوٹہائی تو انکی لئی ایسا دروازہ خاص کیا گیا جسمین جنت مین جانی سی پہلی سیرابی اور پیاس کا بچاؤ ہو

واما سرورہ عند افطارہ فیما یتناوله من الطعام والشراب لان النفس مجبولۃ علی المیل الی ما یلائمها من المطعم والمشرب
اور روزی کہولتی وقت اسواسطی خوشی ہوتی ہی کہ کہانا اور پینی کا احتیاج ملتا ہی اسواسطی کہ نفس کی عادت ہی کہ اپنی لایق اشیاء کہاتی اور پینی

والمنکح فاذا منعت من ذلك فی وقت من الاوقات ثم اذن لها فی وقت آخر تفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد
اور نکاح کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت ممانعت ہووی پہر اوسکو اور وقت مین اجازت ہوجاویگا تو خود بخود خوش ہوتا ہی خاص ایسی وقت کہ وہ کو ماری ہوک

الحاجۃ الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضیها باخذ حاجتها یشعر بهذا ما روی عن ابن عمر انه علیه السلام
اور پیاس کی نہایت حاجتمند ہو اور اپنی حاجت کا تقاضا لگ رہا ہو ابن عمر کی روایت سی یہہ مضمون ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کان اذا افطر یقول ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی مع ان له عند افطارہ دعوۃ
افطار کی وقت یہہ فرمایا کرتی تہی بجہگئی پیاس اور تر ہوگئیں رگین اور ثابت ہوگیا ثواب ان شاء اللہ تعالی یہہ بہی ہی کہ افطار کی وقت دعا

مستجابۃ کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطارہ دعوۃ مستجابۃ بل یکون نومه عبادۃ قال ابو العالیۃ
مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ اوسکی خواب بہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی

الصائم فی العبادۃ ما لم یغتب وان کان نائما علی فراشه فعلی هذا یکون فی لیله ونهارہ علی العبادۃ ثم فی صوم المحرم
کہ روزہ دار ہر وقت عبادت مین ہی جبتک غیبت نکری اگرچہ اپنی بستر پر سوتا رہی اس قول کی موافق روزہ دار شب وروز عبادت مین ہی پہر ماہ محرم کی روزہ مین

معنی آخر وهو ان الاشهر الحرم لما کانت افضل الشهور بعد رمضان وکان صومها کلها مندوبا بامر النبی علیه السلام
ایک اور بات ہی یعنی اشہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام مہینون مین افضل ہین اور ان سب مہینون کی روزی مستحب ہین موافق ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

به وکان بعضها ختام السنة الهلالیة وبعضها مفتاحها لزم ان یکون من صام ذی الحجة سوی ایام المحرم فیها
اور اونمین سی بعضا مہینا قمری سال کی تمامی ہی اور بعضا مہینا قمری سال کا ابتدا ہی تو لازم ہی کہ جسنی ذی الحجہ مین سوا چار دن کی جنمین روزی حرام ہین
الصیام وصام المحرم قد ختم السنة بالطاعة وافتتحها بالطاعة فیرجی ان یکتب سنة کلها طاعة وعبادة یسر الله تعالی
روزی رکہی پہر محرم کی روزی رکہی تو اوسنی سال عبادت ہی مین تمام کیا اور عبادت ہی مین شروع کیا اب امید یہہ ہی کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت مین لکہا جاوی الٰہی آسان
عمله بلطفه وکرمه

المجلس السابع والثلثون فی بیان فضیلة یوم عاشوراء وبیان ما یفعل فیه

اعمال اپنی لطف اور کرم سی آسان کری
سینتیسوین مجلس یوم عاشوراء کی فضیلت مین اور اس روز کیا کیا عمل مین آوی
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صیام یوم عاشوراء احتسب علی الله تعالی ان یکفر السنة التی قبلها هذا الحدیث من
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا یوم عاشوراء کی روزی گمان غالب ہی کہ الله تعالی ایک سال گذشتہ کا کفارہ کردی یہہ حدیث مصابیح کی
صحاح المصابیح رواه ابو قتادة ومعناه ان من صام یوم عاشوراء ارجو من الله تعالی ان یغفر ذنوبه التی وقعت فی
صحیح حدیثون مین ہی ابو قتادہ کی روایت سی اور معنی اس حدیث کی یہہ ہین جسنی یوم عاشوراء مین روزہ رکہا تو مین الله تعالی سی امید کرتا ہون کہ اسکی گناہ جو کہ
السنة الماضیة والمراد من الذنوب الصغائر لان الکبیرة لا یکفرها الا التوبة وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة انه عم
سال گذشتہ مین ہوئی ہون معاف کردی اور گناہون سی مراد صغیرہ گناہ ہین اسواسطی کہ گناہ کبیرہ بدون توبہ کی معاف نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی
قال افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم یعنی ان افضل الصیام بعد رمضان صیام شهر الله المحرم وهو
کہ پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہین مراد یہہ ہی کہ افضل روزی بعد رمضان کی روزی ماہ الٰہی محرم کی ہین اور یہہ حدیث
ان کان ظاهرا فی فضیلة صیام شهر الله المحرم بعد صیام رمضان لکن قیل المراد به صیام یوم عاشوراء وانما کان صیام
اگرچہ بظاہر تمام ماہ الٰہی محرم کی روزون کی فضیلت مین ہی بعد روزون ماہ رمضان کی لیکن کہتی ہین کہ مراد اس سی روزہ یوم عاشوراء کا ہی اور اوس دن کا روزہ
ذلک الیوم افضل لکونه فرضا فی اوائل الاسلام ثم نسخت فرضیته بوجوب صوم رمضان والعبادة التی نسخت
اسلئی افضل ہی کہ اوائل اسلام مین فرض تہا پہر جب رمضان کی روزی فرض ہوئی تو اوسکی فرضیت منسوخ ہوگئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ
فرضیتها افضل من العبادة التی لم تکن فرضا اصلا فان قیل قد ذکر فی الاصول ان الجواز یزول بنسخ الوجوب فکیف
ہوجاتی ہی تو وہ ایسی عبادت سی جو کبہی فرض نہ ہوئی ہو افضل ہوتی ہی اگر کوئی کہی کہ اصول مین مذکور ہی کہ وجوب کی نسخ سی جواز بہی زائل ہوجاتا ہی پہر
یکون الصیام فیه افضل فالجواب ان ذلک الیوم لما نسخ وجوب الصیام فیه صار کسائر الایام فی جواز الصیام فیه
یہہ روزی وہ افضل کیونکر ہوسکتی ہین سو جواب یہہ ہی کہ اس دن کی اندر وجوب صیام جب منسوخ ہوا تو وہ روز روزی کی واسطی ایسا ہوگیا جیسی اور ساری دن مین
فیکون افضل قال ابن عباس ما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یتحری صیام یوم فضله علی غیره الا هذا
سو افضل ہی ہوگا ابن عباس کہتی ہین مینی رسول الله صلی الله علیه وسلم کو نہین دیکہا کہ تلاش کرتی ہون روزہ کسی روز کا جسکو اوپر فضیلت دی ہو سوا اس
الیوم یعنی عاشوراء فانه علیه الصلوة والسلام کان یبالغ فی تفضیل صومه ما لم یبالغ فی تفضیل صوم غیره وقال ابن
دن یعنی یوم عاشوراء کی کیونکہ پیغمبر علیه السلام یوم عاشوراء کی فضیلت مین جتنا مبالغہ فرماتی تہی جو اور روزی کی فضیلت مین نہین فرماتی تہی اور ابن
عباس ایضا حین صام رسول الله علیه السلام یوم عاشوراء وامر بصیامه قالوا یا رسول الله انه یوم یعظمه الیهود والنصاری
عباس یہہ بہی کہتی تہی کہ جب رسول الله صلی الله علیه وسلم نی یوم عاشوراء کا روزہ رکہا اور اور صحابہ کو اوس روزہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یا رسول الله یہہ دن ہی کہ اسکی یہود اور نصاری
فقال النبی علیه السلام ان بقیت الی قابل لاصومن التاسع قیل انما اراد ان یضم الیها یوما اخر لیکون هدیه مخالفا
سو نبی صلی الله علیه وسلم نی فرمایا اگر مین اگلی سال تک جیتا رہا تو بالضرور نوین تاریخ کا بہی روزہ رکہونگا کہتی ہین عاشوراء کی ساتہہ ایک اور دن کی ملانی کا اسلئی ارادہ کیا تہا تاکہ
لهدی اهل الکتاب فلم یات العام القابل لا توفی رسول الله علیه السلام فعلم من هذه الاخبار ان یوم عاشوراء
اہل کتاب کی طریق سی الگ رہی وہ سال آنی نہ پایا جو رسول الله صلی الله علیه وسلم کی وفات ہوگئی اب ان حدیثون سی معلوم ہوا کہ یوم عاشوراء

يوم مبارك ينبغي للمؤمن ان يصومه لكن المستحب ان يصوم معه التاسع او الحادي عشر مخالفة لليهود والنصارى

روز مبارک ہی مؤمن کو چاہیئے کہ اوس روز روزہ رکہا کری پر مستحب یہہ ہی کہ اوسکی ساتہہ یہود ونصاری کی مخالفت کی لئی نوین تاریخ یا گیارہوین تاریخ کا بہی روزہ رکہی

ويتصدق على الفقراء بما قدر واما الصلوة في هذا اليوم لارضاء الخصوم على ما وقع في بعض الكتب فقد ذكر في البزازية

اور اپنی مقدور کی موافق فقرا کو خیرات دی اور اوس روز کی نماز مدعیون کی پرچانی کی لئی جو بعضی کتابون مین آئی ہی تو بزازیہ مین مذکور ہی

انها لا تفيد لان خصمه ان كان عافيا فهو لا يؤاخذ بما عليه يوم القيمة فما الفائدة وان كان لم يعف ياخذ من

کہ اس نماز کا کچہہ فائدہ نہین ہی اسواسطی کہ مدعی اگر معاف کرچکا ہی تو اوس سی قیامت کی دن کچہہ مواخذہ نکریگا پہر اب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہین کیا

حسناته يوم القيمة ان كان له حسنات وان لم يكن له حسنات يوخذ من سيات خصمه ويحمل عليه ثم يطرح

تو قیامت کی دن اوسکی حسنات لیلیگا اگر اوسکی پاس حسنات ہونگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہونگی تو اوس مدعی کی گناہ لیکر اوسکی سر رکہدینگی پہر آگ مین پہینک دینگی

في النار كما جاء في حديث رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فينا من لا درهم معه

چنانچہ حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی پوچہا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا ہم مین مفلس وہ ہی جسکی پاس نہ درہم ہو

ولا متاع قال المفلس من امتي من ياتي يوم القيمة بصلوة وزكوة وصيام وياتي قد شتم هذا وقذف هذا وضرب

اور نہ کچہہ اسباب ہو آپ نی فرمایا مفلس میری امت مین وہ ہی جو قیامت کی دن معہ نماز اور زکوۃ اور روزون کی آویگا اور آویگا کہ اوسکو گالی دی تہی اور اسکو تہمت لگائی تہی اور اسکو مارا تہا

هذا واكل مال هذا فيعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضي ما عليه

اور اسکا مال کہا لیا تہا پہر اوسکی کچہہ حسنات اسکو دی جاوینگی اور کچہہ حسنات اوسکو دیئی جاوینگی پہر اگر اوسکی حسنات اس سی پہلی کہ حقوق ادا ہون ہوچکی تو اونکی گناہ لیکر

اخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في النار وفي حديث اخر رواه ابو هريرة ايضا انه عليه السلام قال من

اسکی ذمہ رکہہ کر آگ مین ڈالا جاویگا اور ایک اور حدیث مین بہی ابو ہریرہ ہی کی روایت سی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکی

كانت عنده مظلمة لاخيه من عرض او مال فليتحلل منه اليوم قبل ان يوخذ منه يوم لا دينار فيه ولا درهم ان

ذمہ کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اوس سی معاف کرالی اس سی پہلی کہ وہ ایسی روز مواخذہ کری کہ وہان نہ دینار ہوگا اور نہ درہم اگر

كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم يكن له حسنات يوخذ من سيات صاحبه فيحمل عليه قيل يوخذ

اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق کی موافق لیلیا جاویگا اور اگر حسنات کچہہ نہون گی تو اوس مدعی کی گناہ اسکی ذمہ رکہی جاوینگی کہتی ہین

بقدر دانق وهو سدس درهم سبعمائة صلوة مقبولة اديت بجماعة فيعطى للخصم واما خلط الحوائج في هذا اليوم فقد

کہ ایک دانق کی بدلہ کہ چہٹا حصہ درہم کا ہوتا ہی سات سو نمازین مقبول جو جماعت سی ادا کین ہون لیکر مدعی کو دیدینگی اور کرنا سختیون کا یعنی غمگین ہونا اس دن نہین

ذكر في القنية انه لم يرد فيه اثر قوي لكن لا باس به بل يثاب عليه وكان الاكتحال فيه سنة لكن لما صار علامة

سو قنیہ مین مذکور ہی کہ اس باب مین کوئی روایت قوی وارد نہین ہی پر اسکا کچہہ مضائقہ نہین بلکہ کبہی اسپر ثواب ہوتا ہی اور سرمہ لگانا اس دن مین سنت تہا لیکن جب سی یہہ نشانی

لمبغضي اهل البيت وجب تركه وكره فعله حتى قيل لبعض السلف اهو سنة من غير ذلك يوم عاشوراء فقال انه

دشمنان اہل بیت کی ٹہر گئی ہی تو اسکا ترک واجب ہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی یہان تک کہ کسینی اہل سلف سی پوچہا کیا سرمہ لگانا بغیر بغض اہل بیت کی روز عاشورا مین سنت ہی

سنة المخنثين واما اتخاذه ماتما لاجل قتل الحسين بن علي رض كما يفعله الروافض فهو من عمل الذين ضل سعيهم

یہہ سنت زنانون کی ہی اور اوس دن مین ماتم کرنا واسطی شہادت امام حسین بن علی رض کی جیسی رافضی کرتی ہین سو یہہ اون لوگون کا عمل ہی جنکی جاتی رہی کمائی

في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا لم يامر الله ولا رسوله باتخاذ ايام مصائب الانبياء وموتهم

دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسواسطی کہ نہ اللہ نی امر کیا اور نہ اوسکی رسول نی کہ انبیا علیہم السلام کی ایام مصیبت اور ایام موت کو

ماتما فكيف بمن دونهم والقاص الذي يذكر الناس قصة القتل يوم عاشوراء ويخرق ثوبه ويكشف راسه ويامرهم

ماتم کیا کرو پہر جو انبیاء سی کمتر ہی اونکا تو ماتم کہان اور قصہ خوان جو لوگون کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشورا مین سناتی ہین اور اپنی کپڑی پہاڑتی ہین اور ننگی سر ہوتی ہین

بالقیام والتسبیح تاسّفا علی المصیبة یجب علی ولات الدین ان یمنعوهم والمستمعون لا یعذرون فی الاستماع

کہڑا کرکر تاسف کی حالت میں مصیبت پر کلمات بیہودہ بکتی ہیں دین کی حاکموں پر واجب ہی کہ انکو منع کردیں اور سننی والی بہی معذور نہیں ہیں کہ سنا کریں

قال الامام الغزالی وغیره یحرم علی الواعظ وغیره روایة مقتل حسین وحکایة ما جری بین الصحابیین

امام غزالی وغیرہ فرماتی ہیں کہ واعظوں پر حرام ہی بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا اور بیان کرنا اون حالات کا جو صحابہ رضی میں

التشاجر والتخاصم فانه مهیج علی بغض الصحابة والطعن فیهم وهم اعلام الدین تلقی ائمة الدین عنهم ونلقینا

جہگڑا اور خصومت واقع ہوئی ہیں کیونکہ ایسی کہانیوں سی صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہی اور اون پر طعنہ ہونی لگتا ہی اور حال یہ ہی کہ صحابہ دین کی پیشوا ہیں بزرگان دین نی

من الائمة فالطاعن فیه طاعن فی نفسه ودینه وقال الشافعی وغیره من السلف تلك دماء طهر الله تعالی عنها

اون بزرگوں سی سیکہا سو جو اونکی عیب جوئی کری وہ اپنی آپ اور اپنی دین کو عیب لگاتا ہی اور امام شافعی اور سوا اونکی اور بزرگ سلف کی کہتی ہیں کہ اس خون سی اللہ تعالی نی ہماری ہاتہہ پاک رکہی

ایدینا فلنطهر عنها السنتنا وقد روی عن عبد الله بن مغفل انه علیه السلام قال الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا

تو چاہئی کہ ہم اپنی زبان بہی پاک رکہیں اور عبد اللہ بن مغفل سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خدا سی ڈرو میری یاروں کی حق میں میری بعد انکو

من بعدی ومن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی

نشانہ نہ بناؤ اور جو شخص اونکو محبوب رکہیگا سو میری محبت سی محبوب رکہیگا اور جو انکو دشمن رکہیگا سو میری بغض کا مارا دشمن رکہیگا اور جسنی اونکو ستایا تو اوسنی مجہکو ستایا اور جسنی مجہکو

الله تعالی ومن اذی الله تعالی فیوشك ان یاخذه وفی حدیث اخر رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال لا تسبوا

اللہ کو ستایا اور جسنی اللہ کو ستایا تو قریب ہی کہ اللہ اوسکو پکڑلی اور ایک اور حدیث میں آیا ہی ابو سعید خدری کی روایت سی کہ آپ نی فرمایا میری یاروں کو برا مت کہو اگر

اصحابی فلو ان احدکم لو انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصیفه فعلی هذا یجب علی المؤمن تعظیمهم وذکرهم

کوئی تم میں سی کوہ احد کی برابر سونا خرچ کری تو صحابہ میں سی کسیکی مد کی برابر نہوگا اور نہ آدہی مد کی برابر اب موافق اس حدیث کی ہر مومن پر اونکی تعظیم اور خوبی کی

بالخیر وکف اللسان عن الطعن فیهم اذ بسبب قتل عثمان وقتل حسین جرت فتن کبیرة واکاذیب کثیرة وظهرت

یاد کرنا اور اون پر طعن وطنز سی زبان بند رکہنا واجب ہی اسواسطی کہ بسبب شہادت حضرت عثمان رضی اور شہادت امام حسین رضی کی بڑی بڑی فتنہ کہڑی ہوگئی اور بہت جہوٹی باتیں مشہور ہوگئیں

اهواء وبدع وقع فیها طوائف من المتقدمین والمتاخرین وصارت الاکاذیب والاهواء والبدع لا تزال تزداد حتی

اور بہت مذاہب باطل اور بدعتیں پیدا ہوگئیں جنمیں بہتیری متقدم اور بہتیری متاخر مبتلا ہوگئی اور صدہا جہوٹی قصی اور باطل مذہب اور بدعتیں بڑہتی چلی جاتی ہیں یہانتک

حدثت امور یطول شرحها فمن جملتها ما ابتدعه کثیر من الناس یوم عاشوراء فجعلوه ماتما یظهرون فیه النیاحة

کہ ایسی امور پیدا ہوگئی ہیں جنکا بیان دراز ہی چنانچہ اونمیں سی ایک یہہ بدعت ہی جو بہت لوگوں نی یوم عاشوراء کو ماتم ٹہرا رکہا ہی اوس روز نوحہ کرتی ہیں

والجزع وتعذیب النفوس وسب من مات من اولیاء الله تعالی والکذب علی اهل البیت وغیر ذلك من المنکرات المنهی عنها

اور رونا پیٹنا اور تکلیف اوٹہاتی اور اولیاء اللہ کو جو مرچکی ہیں برا کہنا اور اہل بیت پر جہوٹ بولنا اور سوا اسکی بہت منکرات جو موافق

بکتاب الله تعالی وسنة رسوله واتفاق المسلمین فان الحسین قد اکرمه الله تعالی بالشهادة فی ذلك الیوم وهو واخوه الحسن سیدا

کتاب اللہ اور سنت رسول کی ممنوع اور باتفاق مسلمانوں کی ناجایز ہیں بیشک حضرت امام حسین رضی کو اوس روز اللہ تعالی نی شہادت سی مشرف فرمایا وہ اور اونکی بہائی حسن سردار

شباب اهل الجنة وقتلهما وان کانت مصیبة عظیمة الا انه تعالی شرع للمسلمین عند المصیبة الاسترجاع

جوانان بہشت کی ہیں اور اونکا قتل اگرچہ بڑی مصیبت تہی پر اللہ تعالی نی مسلمانوں کی لئی مصیبت کی وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا مشروع کیا ہی

بقوله تعالی وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیه راجعون اولئك علیهم صلوات من ربهم

اور خوشی سنا ثابت رہتی والوں کو کہ جب اونکو پہنچی کچہہ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسکی طرف پہرجانا ایسی لوگ وہیں شاباشیاں اپنی رب کی

ورحمة واولئك هم المهتدون وروی عن سعید بن جبیر انه قال لم یعط الاسترجاع لامة من الامم الا لهذه الامة ولو اعطی لاعطی

اور مہربانی اور وہ ہی ہیں راہ پر اور سعید بن جبیر سی روایت ہی کہ کہتی ہیں کہ استرجاع تمام امتوں میں سی سوا اس امت کی کسیکو عطا نہیں ہوا ہی اگر عطا ہوتا

بعفو

يعقوب المتفق الاثري انه قال في مقام الاسترجاع يا اسفي وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصاب مصيبة

تو حضرت يعقوب عليه السلام كو عطا ہوتا كيا تو نہيں جانتا كہ حضرت يعقوب نے مقام استرجاع ميں يا اسفي يا افسوس كہا اور صحيحين ميں ہے كہ پيغمبر صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا نہيں ہے كوئی

فيقول انا لله وانا اليه راجعون اللهم اجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها الا اجره الله في مصيبته واخلف له خيرا منها وفي رواية

مسلمان كہ پہونچے اسكو مصيبت پس كہے ہم ملك اللہ كے ہيں اور ہم طرف اوسكی پھرنے والے ہيں الہی مجكو ميری مصيبت كا اجر دے اور اوس سے بہتر بدلا دے مگر اللہ تعالی اوسكی مصيبت كا اجر اور اوسكا اوس سے بہتر بدلہ ديتا ہے اور

الامام احمد وابن ماجة عن فاطمة بنت الحسين عن ابيها الحسين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصاب بمصيبة فيذكرها وان

امام احمد اور ابن ماجہ فاطمہ بنت حسين سے روايت كرتی ہيں وہ اپنے باپ حسين سے روايت كرتے ہيں كہ فرمايا پيغمبر عليہ السلام نے جس مسلمان كو كچھ مصيبت پہونچے پھر ياد اوس مصيبت كو اگرچہ بعد مدت

قدم عهدها فيحدث لها الاسترجاع الا كتب الله له من الاجر مثلها يوم اصيب وهذا الحديث رواه عن النبي عليه السلام

دراز كے ياد كركر انا للہ وانا اليہ راجعون پڑہے تو اللہ تعالی اوسكے واسطے وتنا ہی اجر لكھتا ہے كہ جتنا مصيبت كے دن ديتا تھا اور يہہ حديث نبی صلی اللہ عليہ وسلم سے

الحسين وعنه بنته فاطمة التي شهدت مصرعه وقد ثبت في علم الله تعالى ان المصيبة بالحسين يذكر مع تقدم

امام حسين رض نے روايت كی ہے اور اونسے اونكی بيٹی فاطمہ نے جو كہ اونكی مقتل ميں ہمراہ موجود تھيں روايت كی ہے اور علم الہی ميں ثابت ہو چكا تھا كہ مصيبت حسين كی ہميشہ كو مدتوں تك ياد رہيگی

العهد فكان من محاسن الاسلام ان يجري هذه السنة كلما ذكرت تلك المصيبة بان يسترجع لها فيكون للانسان

سو يہہ اسلام كی خوبيوں ميں سے ہے كہ يہہ طريقہ جاری رہيگا كہ جب وہ مصيبت ياد آوے تو اوسكے لئے انا للہ وانا اليہ راجعون كہا جاوے تو انسان كو اب بھی

من الاجر الذي كان لمن استرجع يوم اصيب المسلمون بها واما من يفعل من تقادم العهد بها ما نهى عنه النبي عليه السلام عن حدثان

وتنا ہی اجر ملے جتنا اوسكو ملا تھا جسنے انا للہ وانا اليہ راجعون كہا تھا جب وہ مصيبت مسلمانوں پر پڑی تھی اب جو شخص اسی مدت دراز تك وہ منكرات كرتا ہے جو پيغمبر عليہ السلام نے

العهد بها فعقوبته اشد مثل لطم الخدود وشق الجيوب ودعوى بدعوى الجاهلية فكيف اذا انضم الى ذلك ظلم المؤمنين

عہد ميں سو اوسكے لئے عقوبت بہت سخت ہے جيسے منہ پيٹنا اور گريبان پھاڑنا اور جاہليت كی عہد كی طرح پكارنا پھر كيا حال ہوگا اگر اوسپر يہہ زيادہ كردے مومنين كا ظلم

ولعنهم وسبهم واعانة اهل الشقاق والالحاد على ما يقصدونه للدين من الفساد وغير ذلك مما لا يحصيه الا الله تعالى

اور مومنين كو لعنت كرنا اور برا كہنا اور اہل شقاق اور ملحدوں كی جو دين ميں فساد كا قصد كرتے ہيں اعانت كرنی اور سوا اسكی اور منكرات جنكو اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہے

فالواجب على كل مسلم ان يجتنب عن حضور هذه المواضع التي يفعل فيها امثال هذه المعاصي والمحرمات والانكار على مرتكبيها

سو ہر مسلمان پر واجب ہے كہ ايسی مقام ميں جہاں ايسی ايسی معاصی اور محرمات عمل ميں آتی ہوں جانے سے كنارہ كرے اور

بقدر الاستطاعة يسر الله تعالى الاجتناب عنها

المجلس الثامن والثلثون في بيان عدم سراية

بقدر طاقت كے اس عمل والوں كو منع كرے اللہ تعالی ہمپر ان معاصی سے بچنا آسان كرے اٹھتيسويں مجلس بيچ بيان [illegible] نہ سرايت كرنی ايك كی

المرض وعدم جواز الطيرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا صفر ولا غول هذا الحديث

بيماری كی دوسری ميں اور نہ جائز ہونی شگون كی رسول اللہ صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا نہ بيماری لگتی ہے اور نہ صفر كی نحوست ہے اور نہ غول ہے يہہ حديث

من صحاح المصابيح رواه جابر والمراد بالعدوى سراية العلة من صاحبها الى من يقارنه من الاصحاء واختلف العلماء ان المنفي

مصابيح كی صحيح حديثوں ميں ہے جابر كی روايت سے اور عدوی سے بيماری كا بيمار ميں سے بھلے چنگے ہمنشين ميں سرايت كرنا مراد ہے اور علماء كو اختلاف ہے كہ منفی آيا

هل هو عين السراية او اضافتها الى العلة فذهب بعضهم الى ان المنفي نفس السراية فانه عليه السلام اراد نفيها وابطالها

عين سرايت ہے يا سرايت بيماری كی ہے سو بعضوں كا يہہ مذہب ہے كہ منفی عين سرايت ہے كيونكہ پيغمبر عليہ السلام نے سرايت كی نفی كی اور باطل كيا

لتخلفها وجودا وعدما اما تخلفها وجودا فلان كثيرا ما يقارن الشخص ممن هو مجذوم او اجرب ولا يتعدى اليه مرضه كما اشير

واسطے نہونے اثر كی وجود ميں اور عدم ميں وجود ميں اثر نہ كرنا تو اس سے ثابت ہے كہ اكثر اوقات كوئی شخص جذامی يا خارشتی سے نزديك ہوتا ہے يعنی ساتھ كھاتا ہے اور وہ مرض اوسميں

اليه فيما روي عن جابر انه عليه السلام اخذ بيد مجذوم فوضعها معه في القصعة واما تخلفها عدما فلان كثيرا ما

جابر كی روايت ميں اسطرح اشارہ ہے كہ پيغمبر عليہ السلام نے ايك مجذوم كا ہاتھ پكڑ كر اپنے ساتھ پيالہ ميں ركھديا اور اوسكا اثر نكرنا عدم ميں اس سے ثابت ہے كہ اكثر اوقات

يمرض هذه الامراض فيما لا احتمال فيه للسراية كما اشير اليه فيما روى عن ابى هريرة ان اعرابيا قال للنبى عليه السلام
یهه بیماریان ایسی جگهه پیدا هو جاتی هین جهان اصلا احتمال سرایت کا نهین هی چنانچه ابی هریره کی روایت مین یهه هی اشاره هی که ایک اعرابی نی پیغمبر صلی الله علیه وسلم کی خدمت
ما بال الابل تكون فی الرمل كانها الظباء فيخالطها البعير الاجرب فيجربها فقال النبى عم فمن اعدى الاول فانه عم اشار بهذا
کیا حال هی اونٹ کا که دوڑتا هی جیسی هرن پهر اوس سی خارشتی اونٹ ملجاتا هی اوسکو بهی خارشتی کر دیتا هی نبی علیه السلام نی فرمایا پهلی اونٹ کو کسنی خارشتی کر دیا پس نبی علیه السلام
القول الى ان الجرب فی البعير الاول ان حصل من بعير اخر اجرب يلزم التسلسل الى ما لا نهاية له وهو محال وان لم
فرمایا که اگر پهلی اونٹ مین بهی خارش دوسری خارشتی اونٹ سی هوئی هی تو تسلسل لازم آویگا جو کهین جاکر نه ٹوٹی یهه تو محال هی اور اگر
يحصل عنه بل بسبب اخر فالذی اوصله الى البعير الاول هو الذی يوصل الى غيره من الاصحاء وهو الله الخالق
دوسری خارشتی اونٹ سی نهین هوئی بلکه کسی اور سبب سی هوئی تو پهر جسنی پهلی اونٹ مین پیدا کر دی هی وه هی پهلی چنگی اچهی بچهی اونٹون مین پیدا کر سکتا هی وه الله هر شئی کا پیدا کرنیوالا
لكل شئ القادر على كل شئ وذهب بعضهم الى ان المنفى ليس نفس السراية لما روى انه عليه السلام قال لا يورد ممرض
اور تمام اشیا پر قدرت رکهنی والا هی اور بعضون کا یهه مذهب هی که منفی عین سرایت نهین هی کیونکه روایت هی که پیغمبر علیه السلام نی فرمایا بیمار اونٹون والا اپنی اونٹ اچهی بچهی
على مصح والممرض صاحب الابل المريضة والمصح صاحب الابل الصحيحة والمراد النهى عن ايراد الابل المريضة على الصحيحة
اونٹون مین نه کهساوی اور ممرض کهتی هین بیمار اونٹون والی کو اور مصح کهتی هین پهلی چنگی اونٹون والی کو اور مقصود بیمار اونٹون کو اچهی بچهی اونٹون مین ملانی سی منع کرنا هی
وفی حديث اخر انه عليه السلام قال فر من المجذوم فرارك عن الاسد فعلم من هذين الحديثين ان المنفى ليس نفس
اور ایک اور حدیث مین هی که پیغمبر علیه السلام نی فرمایا بهاگ مجذوم سی جیسی تو شیر سی بهاگتا هی اب ان دونو حدیثونسی معلوم هوا که منفی عین سرایت نهین هی
السراية بل المنفى اضافتها الى العلة وهذا القول الثانی اولى لما فيه من التوفيق بين الاحاديث الواردة فيه مع ما فيه
بلکه منفی سرایت بنسبت بیماری کی هی اور یهه دوسرا مذهب اولی هی کیونکه اسمین تمام حدیثین جو اسباب مین وارد هین موافق هو جاتی هین
من صيانة الاصول الطبية عن التعطيل بخلاف القول الاول فانه يفضى الى تعطيلها ولم يرد الشرع بتعطيلها بل ورد
اور طبی قاعدی بهی بیکار هونی سی بچ جاتی هین برخلاف پهلی مذهب کی که اسمین قاعدی طبی بیکار هوئی جاتی هین اور شرع نی طب کو بیکار نهین ٹهرایا بلکه
باثباتها واعتبارها على وجه لا يناقض اصول التوحيد فانه عليه السلام اراد ابطال ما كان اهل الجاهلية يعتقدونه
قواعد طبی کو ایسی طرح پر ثابت کر کر اعتبار کیا هی که اصول توحید کی برخلاف نهو سو نبی صلی الله علیه وسلم کی غرض اهل جاهلیت کی عقاید کا باطل کرنا هی وه یون جانتی تهی
من ان العلة تسرى بطبعها فقال لا عدوى وبين بقوله هذا ان الامر ليس كما زعموا بل العلة تحصل بقضاء الله تعالى
که بیماری خود بخود اثر کر جاتی هی سو آپ نی فرمایا که عدوی نهین هی اور شرح کر دی که یون نهین هی جیسی اهل جاهلیت کهتی هین بلکه بیماری حکم آلهی سی اور اوسکی تقدیر سی هوتی هی
وقدره لكن قد تكون المداناة من الاسباب المقدرة لحصول العلة بالنسبة الى بعض الاشخاص ولذلك نهى النبى
پر کبهی نزدیک هونا یعنی ملنا هی بیماری کا پیدا هونی کی لئی بعضی شخصون مین سبب تقدیری هو جاتا هی اور اسهی لئی نبی علیه السلام نی
عن ايراد ممرض على مصح وامر بالفرار عن المجذوم فان ذلك من باب الاجتناب عن الاسباب التی خلقها الله تعالى و
بیمار اونٹون کو اچهی اونٹون مین ملانی سی منع کر دیا اور مجذوم سی دور رهنی کو امر فرمایا کیونکه اسمین اون اسباب سی جو که الله تعالی نی پیدا کر کر سبب بلا کا مقرر کیا هی بچاوی اور
جعلها اسبابا للبلايا والعبد المامور بالاجتناب عن اسباب البلايا اذا كان فی عافية منها فانه كما يؤمر بعدم
بنده کو حکم هی که بلا کی اسباب سی جب که وه بنده اوس بلا سی آرام مین هی بچا کری جیسی که یهه حکم هی
القاء نفسه فی الماء او فی النار وبعدم دخوله تحت الهدم ونحوه مما هو من اسباب الهلاك كذلك يؤمر
که ڈوب کر نه مرو یا آگ مین مت جلو یا گرتی هوئی مکان تلی مت گهسو اور ایسی اور امر جو موت کا سبب هو سکی ایسی هی یهه حکم هی
بالاجتناب عن مقاربة الاجرب والمجذوم ونحوهما مما هو من العلل المتعدية باذن الله تعالى فان هذه الاسباب
که خارشتی اور مجذوم سی اور مانند اسکی اور بیماریونسی جو الله تعالی کی حکم سی دوسری مین اثر کر جاتی هین الگ رهو کیونکه یهه امور

اسباب للمرض والتلف والله تعالى يخلق المسببات عندها لا بها فانه تعالى هو خالق الاسباب ومسبباتها لاخالق

اور ہلاک کی اسباب ہین اور اللہ تعالیٰ ایسی وقت پر مرض کو جو مسبب ہی پیدا کردیتا ہی کچھ اسکی سبب سی نہین ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اسباب اور مسبب دونو کا خالق ہی

سواه لكن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخير فان النعم لا تضاف الى الاسباب بل انما تضاف الى مسببها و

اوسکی سوا کوئی خالق نہین ہی لیکن اسباب دو قسم پر ہین پہلی قسم تو اسباب خیر کی ہین سو نعمتوں کو اسباب سی کچھ علاقہ نہین ہی بلکہ نعمتیں صرف مسبب اور مقدر کی عنایت ہی

مقدرها فما ظهر منها ينبغي ان يفرح بها ويستبشر عند ظهورها ولا يسكن اليها بل الى خالقها ومسببها كما قال الله تعالى

سو جو بہتری پیش آوی تو لایق ہی کہ اوس سی خوش ہو اور دل بشاشت حاصل کری اور اوسکی طرف متوجہ نہ ہی بلکہ خالق اور مسبب کی طرف متوجہ ہو جنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

فی امداد المؤمنين بالملئكة وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ واكثر الناس

جب فرشتون سی مؤمنین کی امداد کی اور یہہ تو دی اللہ نی خوشخبری اور تا چین پکڑین دل تمہاری اور مدد نہین مگر اللہ سی اور اوس زمانہ کی اکثر لوگ

فی هذا الزمان يركنون بقلوبهم الى الاسباب وينسون مسببها فمن اضاف شيئا من النعم الى غير الله تعالى ان كان مع

اسباب کی طرف تو بدل متوجہ ہوتی ہین اور اصل مسبب کو بھول جاتی ہین سو جو شخص نعیم کو سوای اللہ کی اور جہت سی سمجھی اگر یہہ ہی

اعتقاده انه ليس من الله تعالى فهو شرك حقيقي وان كان مع اعتقاد انه من الله تعالى فهو نوع من شرك خفي والنوع

اعتقاد ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سی نہین ہی تو یہہ حقیقی شرک ہی اور اگر اسباب کو لحاظ کرتا ہی بہا عتقاد یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سی ہی تو یہہ ایک نوع شرک خفی ہی اور دوسری

الثانی اسباب الشر فان المصائب لا تضاف الا الى الذنوب كما قال الله تعالى وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ

قسم اسباب شر سو مصائب صرف گناہوں ہی سی علاقہ رکھتی ہین جنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو پڑی تم پر کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی

وما ظهر منها ينبغي ان يتقى عنها بقدر ما ورد به الشرع مثل اتقاء مقاربة الاجرب والمجذوم والقدوم على مكان الطاعون

اور جو اسباب یا مصائب ظاہر ہون تو اوس سی اتنا پرہیز کرنا چاہی کہ جتنا شرع نی اجازت دی ہی جیسی خارشتی اور مجذوم کی ہمنشینی سی اور وبا کی مکان مین داخل ہونی سی

واما ما خفى منها فلا يشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلك من الطيرة المنهى عنها التى من اعمال الشرك والكفر كما حكاها

اور جو اسباب یا مصائب پوشیدہ ہین تو اوس سی پرہیز کرنا شرع مین نہین آیا کیونکہ یہہ بدشگونی مین داخل ہی جو نہایت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہی جنانچہ

الله تعالى عنهم فی مواضع من كتابه فانهم كانوا يتطيرون ويتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم

اللہ تعالیٰ اسکو اپنی کتاب مین کئی جگہہ بیان فرماتا ہی کیونکہ وہ لوگ رسل علیہم السلام اور اونکی اصحاب سی بدشگونی کرکر نحوست سمجھا کرتی تھی اور سبب منحوس سمجھنی کا یہہ

ان الرسل لما دعوهم الى دين غير مالوفهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة العوام ان

کہ رسل علیہم السلام نی جب اون لوگون کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجھہ کر قبیح سمجھنی لگی اور اونکی طبیعتین نفرت کرنی لگین کیونکہ عوام کی یہہ عادت ہی

يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا بكل ما يخالف هواهم وان كان جازبا لكل خير

کہ اپنی ہوس کی موافق آرزو کیا کرتی ہین اگرچہ اوسمین سراسر بدی اور وبال ہو اور جو اونکی مرضی کی مخالف ہو اوسکو نحس جانتی ہین اگرچہ اوسمین سراسر خیر اور برکت ہو

ونوال وقد ثبت انه عليه السلام قال لا طيرة وفی حديث اخر انه عليه السلام قال الطيرة من الشرك والبحث عن

اور ثابت ہوچکا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدشگونی بالکل نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ آپ نی فرمایا بدشگونی شرک ہی اور گفتگو کرنی

اسباب الستر بالرمل والنظر فی النجوم وضرب الحصى والشعير وغير ذلك هو الطيرة المنهى عنها والباحثون عنها لا

غیب کی باتون مین بوسیلہ رمل کی اور ستارون کی تاثیر دیکھہ کر اور کنکر یون سی اور جو کی دانہ وغیرہ سی یہہ ہی طیرہ ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور اوسمین گفتگو کرنیوالی

يشتغلون بما يدفع البلاء من الطاعات بل يشتغلون بلزوم البيت وعدم الحركة وهذا لا يمنع نزول القضاء والقدر

وہ کام نہین کرتی جس سی بلا دفع ہو یعنی عبادات بلکہ گہر مین گہسکر بیٹھہ رہتی ہین اور چلنا پہرنا موقوف کردیتی ہین اس سی قضا اور قدر بند نہین ہوتی

ومنهم من يشتغل بالمعاصی وهذا مما يقوى وقوع البلاء ونفوذه والذى جاءت به الشريعة هو ترك البحث عن

اور بعضی لوگ گناہوں مین مشغول ہوجاتی ہین یہہ ایسا کام ہی جسمین خواہ مخواہ بلا آوی اور اثر کری جو علاج واسطی دفع بلا کی شرع مین آیا ہی وہ یہہ ہی کہ اسمین کچہہ گفتگو

ذلك والاعراض عنه والاشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى والايمان
اور نہ اودہر توجہ کری اور وہ شغل اختیار کری جسمین بلا دفع ہو یعنی دعا اور یاد الٰہی اور خیرات اور خدا تعالیٰ پیہ بہروسہ اور قضا

بقضائه وقدره فانه عليه السلام عند ظهور اسباب العقوبات السماوية المخوفة كالكسوف والخسوف كان يامر
اور قدر کو تسلیم کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہوتی سامان خوفناک عذاب آسمانی کی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اور ان کو یہہ حکم فرماتی

بشتغل باعمال البر من الصلوة والدعاء حتى ينكشف ذلك عن الناس وهذا كله مما يدل على ان اسباب العذاب اذا
اور آپ بہی نیک اعمال میں مصروف ہوتی جیسی نماز نفل اور دعا یہانتک کہ وہ سامان لوگون پر سی دور ہوجاتا ان تمام روایات سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جب عذاب کی سامان

ظهرت فالمشروع الاشتغال بما يرجى ان يدفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى فان هذه الاشياء
ظاہر ہون تو موافق شرع کی ایسی عبادت میں مشغول ہو جسمین امید ہی کہ عذاب خوفناک موقوف ہوجاوی یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری بیشک یہہ تمام اشیاء

كلها من اعظم ما يستدفع به البلاء فانه تعالى يخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فيخوف
بلا کی دفع کرنی میں بڑی ہی تاثیر رکہتی ہین بیشک اللہ تعالیٰ سامان عذاب کا اور رحمت کا دونو پیدا کرتا ہی عذاب کی سامان سی تو اللہ تعالیٰ اپنی بندون کو ڈراتا ہی

الله تعالى بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه كالرياح الشديدة فان الريح من روح الله تعالى تاتي بالرحمة
تاکہ اوسکی طرف رجوع لاوین اور خوار ہوکر رووین جیسی تند اندہیان بیشک ہوا اللہ تعالیٰ کا فیض ہی کبہی رحمت لاتی ہی

وتاتي بالعذاب وعند اشتدادها امر النبي عليه السلام ان يسئل الله تعالى خيرها وخير ما ارسلت به ويستعيذ
اور کبہی عذاب اور تندی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہی کہ اللہ تعالیٰ سی خیر کی دعا کرین اور جو اوس سی آوی اوسکی خیر مانگین اور اوسکی

به تعالى من شرها وشر ما ارسلت به فانه عليه السلام قد كان اذا راى ريحا او غيما تغير وجهه واقبل وادبر فاذا
شر سی اور اوسکی شر سی جو وہ لاتی ہی پناہ مانگین پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندہی یا ابر دیکہتی تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کبہی آتی اور کبہی جاتی پہر اگر

امطر سر عنه ويقول قد عذب قوم بالريح وراى قوم السحاب فقالوا هذا عارض ممطرنا فنزل منه العذاب واما اسباب
مینہہ برس جاتا تو خوش ہوجاتی اور فرماتی کہ ایک قوم کو عذاب آندہی سی ہوا تہا اور ایک قوم ابر کو دیکہہ کر کہنی لگی یہہ ابر ہی ہمپر برسیگا سو اوسمین سی عذاب نازل ہوا اور رحمت کی

الرحمة فيرجي الله تعالى بها عباده كالريح الطيبة والمطر المعتاد عند الحاجة اليه ولهذا يقال عند نزوله اللهم
سامان سی اللہ تعالیٰ اپنی بندون کو امیدوار کرتا ہی جیسی ہوا نرم ٹہنڈی اور مینہہ عادت کی موافق حاجت کی وقت اور اسہی واسطی مینہہ برستی وقت یہہ دعا کرتی ہین الٰہی

سقي رحمة لا سقي عذاب واما من اتقى عن اسباب الضرر بعد ظهورها بالاسباب المنهي عنها فلا ينفعه بل
پلانا رحمت کا نہ پلانا عذاب کا اور جو شخص اسباب ضرر سی بعد ظاہر ہونی کی بطور ممنوع کی بچنا چاہی تو اوسکو کچہہ فائدہ نہین بلکہ

كثيرا ما يقع فيما يخاف منها واما قوله عليه السلام ولا صفر فقد اختلف في تفسيره والقول الاشبه ان المراد به شهر
اکثر اوقات خوفناک بلا مین آجاتا ہی اور یہہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہین ہی سو اسکی تفصیل مین اختلاف ہی ظاہرا حق یون معلوم ہوتا ہی کہ مراد ماہ صفر ہی

صفر فان اهل الجاهلية كانوا يتشاءمون ويقولون انه شر مشؤم فابطل النبي عليه السلام ذلك وكثير من الناس
کیونکہ ایام جاہلیت مین اسکو منحوس جانتی تہی اور یون کہا کرتی تہی کہ صفر برا منحوس ہی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو باطل کردیا اور بہتیری لوگ

في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج وغيرهما والتشاءم به من جنس الطيرة المنهي عنها وكذلك
اب بہی اوسکو منحوس بتاتی ہین اور بعضی دفعہ اس مہینہ مین سفر نہین کرتی اور نہ بیاہ کرین اور نہ اور کوئی کام اسکی نحوست ماننی بہی بدشگونی کی قسم ہی جسکی ممانعت ہوچکی ہی اور

التشاءم بيوم من الايام فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشهر صفر وغيره غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة
نحوست کسی اور دن کی تمام ایام مین سی بدشگونی ہی کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی کسی وقت کی جیسی ماہ صفر وغیرہ کی جائز نہین ہی اسواسطی کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہی

ممتدة يعرف مقدارها بحركة الافلاك والكواكب وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا يحصل الا بخلق الله تعالى
جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستارون سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات مین ایک متصل چیز ہی اوسکی سب اجزا ایک سی ہین صرف خدا تعالیٰ کی پیدائش ہی

ویقع فیه افعال العباد فلا یکون فیه یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغله العبد بالطاعة فهو
اوسہی کی اندر افعال عباد ہوتی ہین سواوسمین نہ برکت نہ کچھ نحوست ہان باعتبار کاربار بندون کی ہی سوجس زمانہ کو انسان نی عبادت مین مشغول رکہا توده
زمان مبارک علیه وکل زمان شغله العبد بالمعصیة فهو زمان مشوم علیه والیمن والشوم فی الحقیقة هو الطاعة
زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو انسان نی گناہون مین لگادیا تو وہ زمانہ اوسپر منحوس ہی حقیقت مین مبارک اور منحوس عبادت
والمعصیة کما قال عدی بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شیء
اور معصیت ہوتی ہی چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد اوسی زبان ہی اور ابن مسعود کہتی ہین اگر بالفرض کسی شی مین نحوست ہوتی
ففیما بین اللحیین یعنی اللسان وقال ایضا ما شیء احوج الی طول السجن من اللسان وروی عن عائشة انه علیه السلام
تو دونو جبڑون مین یعنی زبان مین ہوتی اور یہہ بہی کہا زبان سی زیادہ کوئی شی نہین جو قید کی زیادہ حاجتمند ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی الله علیہ وسلم نی
قال الشوم سوء الخلق فعلی هذا لا الشوم الا المعاصی والذنوب فانها تسخط الله تعالی فانه اذا سخط علی عبد یکون ذلک
فرمایا نحوست بدخلقی ہی اس روایت کی موافق بجز معاصی اور ذنوب کی نحوست کچھ اور نہین ہی کیونکہ اسی سی الله تعالی بیزار ہوتا ہی سو جس بندی سی الله بیزار ہوا تو وہ ہی بندہ
العبد شقیا فی الدنیا والاخرة واذا رضی عن عبد یکون ذلک العبد سعیدا فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین قد شکی الیه
دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور جس بندی سی الله تعالی راضی ہوا وہ ہی بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی کسی صالح مرد کی سامنی ایسی مصیبت کا شکوہ ہوا
عن بلاء وقع الناس فیه فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب فالعاصی مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا
جسمین تمام خلق مبتلا تہی سواونہون نی کہا مجکو تمہاری یہہ مصیبت بجز نحوست ذنوب کی معلوم نہین ہوتی تو گنہگار آدمی اپنی حق مین ہی اور غیر کی حق مین ہی منحوس ہوتا ہی اسلئی
یومن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عمله والبعد عنه لازم وکذلک الاماکن التی یفعل فیها المعاصی
کہ اگر اوسپر عذاب نازل ہووی پہر سب خلق پہ پہیل جاوی تو کہان بچ سکتی ہین خاص کر اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نجانتی ہون اور اوس سی دور رہنا ضرور چاہئی اور ایسی ہی اون مکانات
یلزم البعد عنها والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من یوجد فیها کما روی انه علیه السلام حین مر علی دیار ثمود بالحجر
بہاک کر دور رہنا چاہئی اس خوف سی کہ مبادا جو جو وہان موجود ہو ان سب پر عذاب نازل ہوجاوی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی الله علیہ وسلم جسوقت یامہ مین دیار ثمود پر پہنچی
قال لاصحابه لا تدخلوا اماکن هؤلاء المعذبین الا ان تکونوا باکین خشیة ان یصیبکم ما اصابهم فان هجران اهل
تو اپنی اصحاب سی فرمایا اس دم عذاب کی مارے ہوونکی مکانات مین نہ جانا مگر روتی ہوئی اس خوف سی مبادا کہ تمپر ہی آجاوی جو عذاب اونپر آیا تہا بیشک ترک کرنا اہل
العصیان واماکنهم من جملة الهجرة المامور بها بل العدوی عند التحقیق فی مخالطة من ترتکب المعاصی ویحسنها ویزینها
عصیان اور اونکی مکانات کا ہجرت مین داخل ہی جو کہ مامور بہ ہی بلکہ عدوی یعنی ذکہ کا لگنا حقیقت مین اوس شخص کی ملاپ مین ہی جو معاصی مین مبتلا ہی اور معاصی کو خوبی کی ساتہ سبب
ویدعو الیها من شیاطین الانس الذین هم اضر من شیاطین الجن فان شیاطین الجن یستعاذ منه بالله تعالی فینصرف
اور لوگون کو رجہاتا ہی یعنی آدمی کی صورت کا شیطان کہ وہ جنی شیطانون سی زیادہ ترضرر کرتا ہی کیونکہ جنی شیاطین تو الله تعالی کی پناہ لینی سی دور ہوجاتی ہین
واما شیاطین الانس فلا یبرح حتی یوقعک فی المعصیة وقد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال یحشر المرء علی دین خلیله
اور آدمی کی صورت کی شیاطین کبہی نہین جاتی آخر تجکو معصیت مین گرفتار کر چہوڑتی ہین اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا ہی آدمی اپنی اپنی دوستون کی دین پر اوٹہینگی
فلینظر احدکم من یخالل وفی الحدیث الاخر انه علیه السلام قال لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی واما الغول بالضم
اب تمکو خیال کرنا چاہئی کس کسی کا دوستی کرتی ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی الله علیہ نی فرمایا ہی مؤمن کی سوا کسیکا ہمنشین مت ہو اور سوا پرہیزگار کی کسیکو کہانا مت کہلا اور غول
فهو من زعمات الجاهلیة فانهم کانوا یقولون انه نوع من الجن یتراءی للناس فی الفلوات باشکال مختلفة ویضلهم
جاہلیت کی اقوال مین اہل جاہلیت کہا کرتی تہی کہ غول ایک قسم جن کی ہی آدمیون کو جنگل مین طرح طرح کی شکلین بنا کر دکہایا کرتی ہین اور رستی سی بہٹکا کر
عن الطریق ویهلکهم وقوله علیه السلام لا غول یحتمل ان یکون المراد منه نفی وجوده کما هو ظاهر من لفظه لان المتبادر
ہلاک کر دیتی ہین اور یہہ ارشاد نبی علیہ السلام کا کہ غول نہین ہی اسمین یہہ ہی احتمال ہی کہ اس سی مراد نفی اوسکی وجود کی ہو چنانچہ لفظون سی یہہ ہی ظاہر ہی کیونکہ

زینت دیگر

غول کا بیان

من نفی الشیٔ نفی وجوده لکن قال بعض العلماء لیس المراد به نفی وجوده بل المراد به نفی ما کان یعتقده اهل الجاهلیة
کسی شی کی نفی سی یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ چیز موجود نہیں ہی لیکن بعضی علما یہہ کہتی ہیں کہ نفی اوسکی وجود کی مراد نہیں ہی بلکہ اہل جاہلیت کا ان اعتقادات کی نفی مراد ہی
من التشکل باشکال مختلفة والاضلال عن الطریق والاهلاک فیکون المعنی انه لایستطیع ان یضل احدا عن الطریق
کہ وہ طرح طرح کی شکل بناتی ہیں اور رستہ سی بہکاتی ہیں اور ہلاک کردیتی ہیں اب حدیث کی یہہ معنی ہوئی کہ غول کسیکو رستی سی نہیں بہکا سکتی
ولا ان یفعل شیئا مما ذکروهذا الوجه اولی الوجهین لورود اخبار تدل علی وجوده من جملتها ما روی انه علیه السلام
اور نہ کچہہ اور اون مذکورات سی کرسکتی ہیں یہہ معنی دونوں معنیوں سی اولی ہیں کیونکہ ایسی حدیثیں بہی آئی ہیں جو غول کی وجود پر دلالت کرتی ہیں اونمیں سی ایک یہہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام
قال اذا تغولت الغیلان فبادروا بالاذان فانه علیه السلام بیّن ان شرها یدفع بذکر الله تعالی فعلی المؤمن ان یشتغل
فرمایا جسوقت غولیں شرارت کریں تو جلدی اذان کہو سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کردیا کہ انکی شرارت ذکر الٰہی سی دفع ہوجاتی ہی سو مؤمن کو لازم ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول
بطاعة الله تعالی ویتوکل علیه ویترک کل ما شاع بین الانام مما کان مخالف الدین الاسلام ونهی عنه النبی علیه السلام
اور اوسی پر بہروسا کری اور جو خلقت میں خلاف شرع پہیل رہا ہی سب ترک کری یعنی جو دین کی مخالف ہو اور نبی علیہ السلام نی منع فرمایا ہو
یسر نا الله تعالی عملا موافقا لرضاته بلطفه وکرمه

المجلس التاسع والثلثون فی ذم الطیرة والفال المذموم ومدح فال المسنون وانواعه

الٰہی ہمپر آسان کر عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف اور کرم سی
انتالیسوین مجلس شگون بد اور فال بد کی برائی میں اور مسنون فال کی مدح اور اوسکی اقسام میں

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا طیرة وخیرها
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی طیرہ کی کچہہ اصل نہیں ہی اوسمیں سی بہتر
الفال قالوا وما الفال یا رسول الله قال الکلمة الصالحة یسمعها احدکم هذا الحدیث من صحاح المصابیح
فال ہی پوچہا یارسول اللہ فال کیا ہوتی ہی فرمایا اچہی بات جو کوئی سن لی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی
رواه ابوهریرة ومعناه ان الطیرة لایجوز العمل بها لعدم الخیر فیها وانما الخیر فی الفال الذی هو الکلمة الصالحة
ابوہریرہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہیں کہ بدشگونی پر عمل کرنا جایز نہیں ہی کیونکہ اسمیں خیر نہیں ہوتی خیر صرف فال ہی میں ہی جو کہ نیک بات ہوتی ہی جو
یسمعها احدکم ولیس معناه ان فی الطیرة خیرا والفال خیر منها اذلا خیر فی الطیرة اصلا وهی مصدر بمعنی
کوئی سن پاوی اور یہہ معنی نہیں ہیں کہ بدشگونی میں خیر ہی پر فال اوس سی بہتر ہی اسوسطی کہ بدشگونی میں اصلا خیر نہیں ہی اور طیرہ مصدر ہی
التطیر ماخوذة من الطیر لان العرب فی الجاهلیة کانوا یتبرکون بسنوحها ای بمرورها من میاسرک الی میامنک
تطیر کی معنونمیں طیر سی مشتق ہوا ہی اسلئی کہ عرب کی لوگ جاہلیت میں سنوح کو مبارک جانتی تہی یعنی جو کہ بائیں ہاتہ کی طرف سی داہنی طرف چلا جاوی
ویتشاءمون ببروحها ای بمرورها من میامنک الی میاسرک اذکان من عادتهم اذا خرجوا لحاجة فان راوا الطیر
اور بروح کو منحوس سمجہتی تہی یعنی جو کہ داہنی ہاتہ کی طرف سی بائیں طرف چلا جاوی کیونکہ عرب کی یہہ عادت تہی جب کسی کار کو نکلتی پہر اگر کسی پرندہ
او الوحش یمر بیمینه یتبرکون به ویذهبون فی حاجتهم وان راوا الطیر او الوحش یمر بیسرة یتشاءمون به ویرجعون
یا وحشی کو دیکہا کہ داہنی طرف کو گیا تو اوسی مبارک جان کر اپنی کار کو چلی جاتی اور اگر دیکہتی کہ پرندہ یا وحشی جانور بائیں طرف کو گیا تو منحوس جانکر راہ میں سی اپنی گہر ہٹ آتی
الی بیوتهم وربما کانوا ینفرون الطیور والوحوش فینظرون انها ان اخذت ذات الیمین یتبرکون به ویمضون فی سفرهم
اور بعضی دفعہ پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بدکا کر دیکہتی کہ کدہر کو جاتا ہی اگر وہ داہنی طرف کو گیا تو مبارک جان کر سفر کار بار کو چلی جاتی
وحاجتهم وان اخذت ذات الشمال یتشاءمون بها ویرجعون عن سفرهم وحاجتهم والحاصل انهم کانوا یتبرکون
اور اگر اوسنی بائیں طرف لی تو اوسکو منحوس سمجہکر اپنی سفر سی اور کار ہی کی ہٹ آتی حاصل یہہ ہی کہ سوانح کو
بالسوانح ویتشاءمون بالبوارح والسانح ما یمر من الطیر والوحش بین یدیک من جهة یسارک الی یمینک والعرب
نیک برکت والا جانتی اور بوارح کو منحوس سمجہتی سانح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو سامنی سی بائیں طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ

کانوا

کانوا یتیمنون بہ لامکان رمیہ وصیدہ من غیر الانحراف والبارح طایر من الطیر او الوحش من جھۃ یمینک

اسکو مبارک جانتی تہی کیونکہ اوسکو تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی سہل ہوتا ہی اور بارح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی کہ داہنی طرف سی

الی یسارک والعرب کانوا یتشاءمون بہ لعدم امکان رمیہ وصیدہ من غیر الانحراف فنفی النبی علیہ السلام ذلک

بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اوسکو منحوس جانتی ہین کیونکہ اسکا تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی ممکن نہین ہوتا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو منع کیا

وابطل واخبر انہ لیس لہ تاثیر بنفع ولا ضر فھذا معنی قولہ لا طیرۃ فان الطیرۃ علی مامر مصدر بمعنی التطیر واصل

اور مٹا دیا اور خبر سنا دی کہ اسمین نہ کچھہ نیک تاثیر فائدہ مند ہی اور نہ کچھہ ضرر ہی سو معنی حدیث لا طیرۃ کی یہہ ہی ہین کیونکہ طیرہ چنانچہ گذر چکا ہی مصدر تطیر کی معنون مین ہی

التطیر التفاؤل بالطیر ثم استعمل فی کل ما یتفاءل بہ ویعد شوما سواء کان طیرا او غیرہ وقد روی انہ علیہ السلام

تطیر طیر سی فال لینی کو کہتی ہین پہر اسکی استعمال ہر ایک فال مین جو منحوس ہو گئی برابر ہی کہ طیر سی ہو یا سوا اسکی اور کچھہ ہو اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی

قال الطیرۃ من الشرک یعنی انھا من اعمال اھل الشرک والکفر کما حکاھا اللہ تعالی عنھم فی مواضع من کتابہ فانھم کانوا

فرمایا بدشگونی شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ مشرکین اور کفار کی اعمال مین سی ہی چنانچہ اللہ تعالی نی اونکی حال کئی جگہہ اپنی کتاب مین حکایت کی ہی کیونکہ وہ کفار

یتشاءمون بالرسل واتباعھم وسبب تشاؤمھم بھم ان الرسل لما دعوھم الی دین غیر مالوفھم استغربوہ واستعجبوہ

رسولون اور اونکی ساتہیون کو منحوس جانتی تہی اور اونکی منحوس سمجہنی کا سبب یہہ تہا کہ رسول جو اونکو نیا دین خلاف طبع سکہاتی تہی تو اوسکو عجیب و غریب جانتی تہی

ونفرت عنھم طباعھم اذ من عادۃ الجھلۃ ان یتیمنوا بکل ما یوافق ھواھم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یتشاءموا

اور اونسی کفار کو بالطبع نفرت تہی کیونکہ جاہلون کی یہہ عادت ہی کہ جو اونکی دل لگتی بات مرضی کی موافق ہو اوسکو مبارک سمجہین اگرچہ اوسمین تمام خرابیان موجود ہون اور جو بات

ما یخالف ھواھم وان کان جاذبا لکل خیر ونوال ومن عادتھم ایضا التشاءم ببعض الایام والشھر کشھر صفر فان کثیر

اونکی مرضی کی خلاف ہو تو اوسکو منحوس سمجہین اگرچہ اوسمین ہر طرح کی خیر اور خوبی حاصل ہو اور اونکی یہہ بہی عادت ہی کہ بعضی تاریخون اور بعضی مہینون کو منحوس جانتی ہین جیسی صفر کا مہینا

من الناس فی ھذا الزمان یتشاءمون بہ وربما یمتنعون فیہ من السفر والتزوج ونحوھما والتشاؤم بہ من جنس الطیرۃ

لوگ اس زمانہ کی بہی اوسکو منحوس گنتی ہین اکثر اوقات اس مہینہ مین سفر اور بیاہ وغیرہ نہین کرتی یہہ بدشگونی بہی ایسی ہی ممنوع ہی جیسی طیرہ

المنھی عنھا فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان غیر صحیح لان الزمان عبارۃ عن مدۃ ممتدۃ یعرف مقدارھا

کیونکہ نحوست کی خصوصیت بعضی بعضی وقت سی ہرگز نہین ہو سکتی اسلئے کہ زمانہ ایک مدت متصل دراز کو کہتی ہین جسکی مقدار افلاک

بحرکۃ الافلاک والنجوم وھو فی ذاتہ امر واحد متشابہ الاجزاء یحصل بخلق اللہ تعالی ویقع فیہ افعال العباد فلا یکون

اور ستارون کی حرکت سی معلوم ہوتی ہی اور زمانہ اصل مین ایک چیز اوسکی ایک طرح کی اجزا مین خدا کی پیدایش سی موجود ہی بندون کی افعال اوسمین واقع ہوتی ہین

فیہ یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغلہ العبد بالعبادۃ فھو زمان مبارک علیہ وکل زمان

سو اوسمین نہ کچھہ برکت ہی نہ کوئی نحوست مگر باعتبار کردار بندون کی سو جس وقت کو بندہ نی عبادت مین صرف کیا وہ زمانہ اوسکی حق مین مبارک ہی اور جو وقت

شغلہ العبد بالمعصیۃ فھو زمان مشوم علیہ وفی الحقیقۃ الیمن ھو الطاعۃ والشوم ھو المعصیۃ کما قال عدی

معصیت مین صرف ہوا وہ زمانہ اوسکی حق مین منحوس ہی اور حقیقت مین برکت عبادت مین ہی اور نحوست گناہ مین چنانچہ عدی

بن حاتم یمن المرء وشومہ بین لحییہ یعنی لسانہ وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شئ ففیما بین اللحیین یعنی

بن حاتم کہتی ہین کہ انسان کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی یعنی زبان مین اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہو تو اوسمین ہی جو دونو جبڑون مین ہی

اللسان وروی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہ علیہ السلام قال الشوم سوء الخلق فعلی ھذا لیس الشوم الا المعاصی

یعنی زبان مین اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نحوست بدخلقی ہی سو اس حدیث کی موافق منحوس صرف معاصی اور ذنوب ہی ہین

والذنوب فانھا تسخط اللہ تعالی فانہ تعالی اذا سخط علی عبد یکون ذلک العبد

یہہ ہی خدا تعالی کو غصہ دلاتی ہین کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندہ پر غضبناک ہوا تو وہ شخص

اور اصل میں

مہینا بہت

شقيا فی الدنيا والاخرة واذا رضی عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا فی الدنيا والاخرة وبعض الصالحين
دنیا اور آخرت مین شقی بدبخت ہوا اور جس بندہ سی اللہ تعالی راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت مین نیک بخت ہوا کسی نیک بخت کی پاس
قد شكى اليه عن بلاء وقع فيه الناس فقال ما ارى ما انتم فيه من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصی فالعاصی مشوم
لوگون نی ایک بلا مین مبتلا ہو کر شکایت کی اونہون نی جواب دیا کہ مجھکو یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ تمپر یہہ بلا صرف گناہ اور معاصی کی نحوست سی نازل ہوئی ہی گنہگار
على نفسه وعلى غيره اذ لا يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيعم الناس خصوصا من لم ينكر عمله فالبعد عنه لازم و
اوسپر اور غیرون پر بہی ہوتی ہی اسواسطی کہ کہان پناہ ہی کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پہر سب خلق پر پہیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نہین جانتی
كذا الاماكن التی يفعل فيها المعاصی يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من يوجد فيها فان
ایسی ہی اون مکانات سی الگ رہنا ضرور ہی جہان معاصی عمل مین آتی ہون اس ڈر سی کہ مبادا عذاب اون سب پر نازل ہو جو وہان موجود ہون کیونکہ
هجران اهل العصيان واماكنهم من جملة الهجرة المامور بها ومن عادتهم ايضا البحث عن اسباب الشر بالرمل وضرب
ترک کرنا نافرمانون کا اور اونکی مکانات کا ہجرت مین داخل ہی جسکا حکم ہی اور اونکی عادت مین یہہ بہی ہی کہ بوسیلۂ رمل اور
الحصى والشعير والنظر فی النجوم وغير ذلك وذلك كله من قبيل الطيرة المنهی عنها ومن قبيل الاستقسام بالازلام
کنکریون اور دانہ جو کی اور ستارون مین نظر کر کی اور سوا اسکی غیب کی حالات مین بحث کرتی ہین یہہ تمام بدشگونی مین داخل ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور استقسام بالازلام
ومعنى الاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم يقسم والازلام القداح التی كان اهل الجاهلية يكتبون عليها الامر و
اور معنی استقسام کی یہہ ہین کہ طلب کرنا علم شدنی اور ناشدنی کا اور ازلام تیرون کو کہتی ہین جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ہان یا نہین لکہتی تہی
والنهی يكتبون على بعضها افعل وامرنی ربی وعلى بعضها لا تفعل ونهانی ربی ويضعونها فی وعاء فاذا اراد احدهم امرا
بعضی پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی اسکا حکم الہی ہی لکہتی تہی اور بعضی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی اللہ کا حکم نہین لکہتی پہر اونکو ایک باسن مین رکہتی پہر جب کوئی
ادخل يده فی ذلك الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فيه الامر مضى لما قصده وان خرج ما فيه النهی كف عما قصده وقال
تو اوس برتن مین ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جسمین حکم تہا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جسمین ممانعت تہی تو اپنا کار موقوف کرتا اور
سعيد بن جبير كان لاهل الجاهلية حصيات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر وغيره استقسم بها ای
سعید بن جبیر کہتی ہین کہ اہل جاہلیت بتون کی سامنی کنکر رکہتی تہی جب کوئی سفر وغیرہ کا ارادہ کرتا تو استقسام کرتا یعنی علم شدنی اور ناشدنی کا حاصل کرتا کہ یہہ کار کرون
طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغيره الاستقسام بالازلام حرام لانه دخول فی
یا نہ کرون اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہین استقسام الازلام حرام ہی اسلئی کہ یہہ علم الہی مین
علمه تعالى وهو غيب عنا ويدخل فيه ما يفعل فی زماننا ويسمونه فال القران وفال دانيال ونحوهما فانها ليست من
مداخلت ہوتی ہی حالانکہ وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسی مین داخل ہی جو اس زمانہ مین کرتی ہین اور اوسکا نام قرآن کی فال اور دانیال کی فال اور مانند اسکی رکہہ چہوڑا ہی کیونکہ یہہ
الفال المحمود فی الشرع بل هی من قبيل الاستقسام بالازلام فلا يجوز استعمالها ولا اعتقادها حقا لان فيها الخبر عن
طریقہ وہ فال نہین ہی جو شرع مین محمود ہو بلکہ یہہ بہی استقسام بالازلام کی جنس سی ہی سو اسکا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جایز نہین ہی کیونکہ اسمین غیب کی خبر
الغيب والتطير بالقران العظيم وانما الفال المحمود فی الشرع التيمن والتبرك بالكلمة الموافقة للمراد كالراشد والنجيح على ما
اور قرآن کی ساتہہ تطیر ہی اور فال جو شرع مین محمود ہی وہ یہہ ہی کہ یمن اور برکت کسی کلمہ سی لینی جو مراد کی موافق ہو جیسی راشد یعنی راہ یابندہ اور نجیح
روی عن انس انه عليه السلام كان يعجبه اذا خرج لحاجة ان يسمع يا راشد يا نجيح وفی حديث اخر انه عليه السلام
چنانچہ انس کی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تہا کسی کار کو جاتی ہوئی کہ سن پاوین یا راشد یا یا نجیح اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
كان يتفاول ولا يتطير وفی حديث اخر انه عليه السلام كان يحب الفال ويكره الطيرة قال العلماء انما كان النبی عليه الصلوة والسلام
فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہین کیا کرتی تہی اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فال کو محبوب رکہتی تہی اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی علما کہتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یحب التفاول ویکرہ الطیرۃ لان الطیرۃ فیہا الحکم علی الغیب وسوء الظن باللہ تعالی وتوقع البلاء واما الفال فلیس فیہ الحکم
فال کو محبوب اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی کہ تطیر مین غیب کی خبر اور اللہ تعالی کی جناب مین بدگمانی اور توقع بلا کی ہوتی ہی رہی فال سو اوسمین غیب کی
علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن باللہ تعالی ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظہور سبب اذا رجی و
خبر نہین ہوتی بلکہ اوسمین صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی جناب مین نیک گمانی اور امیدواری حصول مراد کی ہی بیشک انسان بروقت ظہور کسی سبب قوی یا ضعیف کی اگر اللہ سی امید
امل من اللہ تعالی خیرا ونعمۃ عند سبب قوی وضعیف فہو خیر لہ واذا قطع رجاءہ واملہ من اللہ تعالی فہو شر لہ لقولہ تعالی
خیر کی اور آرزو نعمت کی کری تو اوسکی حق مین بہتر ہی اور اگر اللہ تعالی سی اپنی امید منقطع کری تو اوسکی حق مین برا ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی
اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الی السفر فصاح العقعق
ناامید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ آدمی جب سفر کی لئی روانہ ہو اور کوا بول پڑی
ورجع من سفرہ یکفر عند بعض المشائخ وذکر فی المحیط ان الہامۃ اذا صاحت فقال رجل یموت المریض یکفر القائل
اور یہہ شخص سفر موقوف رکہی تو بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ چغد کی آواز پر اگر کوئی شخص کہی بیمار مرجاویگا تو وہ شخص
عند بعض المشائخ ومثال التفاول ان یکون لہ حاجۃ فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبہ رجاء الوجدان او یکون
بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی کہ کسی شخصکو کچہہ مطلب پیش آوی وہ یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد یعنی ای پانیوالی پہر اسکی دلمین توقع اوس مطلب
لہ مرض فیسمع من یقول یا سالم فیقع فی قلبہ رجاء السلامۃ والفرق بین الفال والطیرۃ مع کون کل واحد منہما
شخص کچہہ بیمار ہو اور سنی کہ کوئی کہتا ہی یا سالم یعنی ای سلامت رہنی والی اب اوسکی دلمین امید سلامتی کی پیدا ہو اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونون مین
استدلالا بالعلامۃ علی عاقبۃ الامر ومآلہ ان الکلمۃ الحسنۃ التی تجری علی لسان الانسان لدلالتہا علی المعنی الموافق
کار کی انجام اور مآل پر نشانیون سی استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گذرتا ہی اسلئی کہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوسی مراد پر
للمراد یمکن الاستدلال بہا علی المراد بخلاف طیران الطیر وحرکات البہائم واصواتہا فانہا لعدم دلالتہا علی معنی لا یمکن
استدلال کرنا ہوسکتا ہی یہہ بات جانور کی پرواز مین اور وحشیون کی حرکات اور آوازمین نہین ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہین کرتی تو اوس سی
الاستدلال بہا علی شیٔ وان کان اہل الجاہلیۃ جعلوا العبرۃ فیہا تارۃ بحرکاتہا وتارۃ باصواتہا وتارۃ بالوانہا وتارۃ
کسی بات پر استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اوسمین کئی اعتبار ٹہرائی ہین کبہی اونکی حرکات سی اور کبہی آوازون سی اور کبہی رنگون سی اور کبہی
باسمائہا ویتشاءمون ببعضہا ویتیمنون ببعضہا فانہم کانوا یتشاءمون بالعقاب علی العقوبۃ وبالغراب علی الغربۃ ویتیمنون بالہدہد علی الہدی وکذلک کانوا یتبرکون
ناموں سی اور بعضی کو منحوس لیتی ہین اور بعضی کو برکت سمجہتی ہین اہل جاہلیت عقاب سی عقوبت یعنی عذاب کی نحوست لیتی تہی اور غراب سی غربت یعنی مسافری کی اور ہدہد سی ہدایت کی برکت لیتی تہی اور
بالسانح ویتشاءمون بالبارح والسانح ما یمر من الطیر والوحش من جہۃ یسارک الی جہۃ یمینک والعرب کانوا یتیمنون بہ لامکان رمیہ وصیدہ
اور بارح سی نحوست لیتی تہی اور سانح وہ پرندہ یا وحشی ہی کہ بائین طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ اسی جانور کو مبارک سمجہتی تہی کیونکہ اوسکی تیر مارنا اور شکار کرنا
من غیر انحراف والبارح ما یمر من الطیر والوحش من جہۃ یمینک الی جہۃ یسارک والعرب کانوا یتشاءمون لعدم
بدون گردش کی ممکن ہی اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہی جو داہنی طرف سی بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اسکو نحس جانتی تہی
امکان رمیہ وصیدہ من غیر الانحراف اذ کان من عادتہم انہم اذا خرجوا الحاجۃ ورأوا الطیر والوحش یمر بیمنۃ
کیونکہ اسکو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہین ہوسکتا قدیم عرب کی یہہ عادت تہی کہ جب وہ کسی کار کی لئی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ داہنی طرف کو
یتبرکون بہ ویذہبون فی حاجتہم وان رأوا الطیر والوحش یمر بیسرۃ یتشاءمون بہ ویرجعون الی بیوتہم وربما کانوا
چلا گیا تو اوسکو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ بائین طرف چلا گیا تو اوسکو منحوس جان کر اپنی گہر ہٹ آتی اور بعضی وقت
ینفرون الطیور والوحوش فینظرون انہا ان اخذت ذات الیمین یتبرکون بہا ویذہبون فی حاجتہم وان اخذت ذات الشمال
پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بدکا کر دیکہتی رہتی کہ اگر وہ داہنی طرف کو چلا گیا تو اوسکو مبارک سمجہکر اپنی کاروبار کو چلی جاتی اور اگر بائین طرف کو چلا گیا

يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه الصلوة والسلام عن ذلك بقوله اقروا الطير على وكناتها

تو منحوس جانکر کاروبار سی نکمی ہٹ جاتی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس عادت سی روک دیا فرمایا جانور کو کہونسلی مین بیٹہا رہنی دو

وروى عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كنا نتطير قال ذلك شئ يجده احدكم في نفسه فلا يصدنكم

اور معاویہ بن حکم سی روایت ہی کہتا ہی کہ مینی عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تہی آپ نی فرمایا یہہ تمہاری دل کی وہمی اعتقاد ہین سو انہی اپنی کاروبار بند کرکر

يعني ان ذلك شئ يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقربكم بحكم البشرية من غير ان يكون له تاثير في شئ

مراد یہہ ہی کہ یہہ ایسی بات جو دلون مین آتی ہی تو وہمی بشریت کی جہت سی پیدا ہوتی ہی صرف بی تاثیر ہی اسمین نہ کچہہ

من النفع والضر فلا يصدنكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال

نفع نہ کوئی ضرر سو یہہ وہم تمکو کار بار مقصود کی آمد رفت سی نہ روک دی اور ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من ردته الطيرة عن حاجة فقد اشرك فقيل وما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم لا طير الا طيرك

جسکو کام [illegible] سی بدشگونی نی روک رکہی وہ مشرک ہی کسی نی پوچہا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہی آپ نی فرمایا یہہ کہنا چاہئی اللہم الی آخرہ نہین کوئی فال بجز تیری

ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضي الى حاجته يعني ان كل ما يصيب الانسان من الخير والشر والنفع والضر

فال کی اور کسکوئی خیر سوای تیری خیر کی اور نہین کوئی معبود سواء تیری پہر اپنی کام کو چلا جاوی مراد یہہ ہی کہ انسان کو جو بہلائی اور برائی اور نفع اور ضرر

واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام قال

اور برکت اور نحوست پیش آتی ہی بدون تیری قضا اور تقدیر اور تیری حکم اور مرضی کی نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ابن مسعود کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا

الطيرة شرك الطيرة شرك قال ثلثا وما منا الا ولكن الله تعالى يذهبه بالتوكل وقيل قول ما منا الا ليس من كلام النبي عم

فال بد شرک ہی فال بد شرک ہی تین بار فرمایا اور کوئی ایسا نہین جو دل مین خیال نہ لاوی لیکن اللہ تعالی اوسکو توکل کی برکت سی دفع کردیتا ہی اور کہتی ہین کہ اتنا کلمہ ما منا الا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بل هو من كلام ابن مسعود وفيه حذف اختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما جرت

بلکہ یہہ کلمہ ابن مسعود کا کلام ہی اسمین سی واسطی اختصار کی حذف ہوا ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ آدمیون سی جو ہی سو اوسکی دلمین اوسوقت کچہہ نہ کچہہ اس قسم کا خیال آجاتا ہی

به العادة لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا مؤثر الا الله فيسأله الخير ويستعيذ به من الشر ويمضي على

چنانچہ یہہ عادت جاری ہی پر وہ خیال جم نہین جاتا بلکہ اوسکا اعتقاد درست ہوتا ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کوئی مؤثر نہین سو اوسی بہلائی طلب کرتا ہی اور بدی سی پناہ مانگتا ہی

مقصوده متوكلا عليه يسر الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وكرمه المجلس الاربعون في

اور اوسپر بہروسا کرکر اپنی مقصود کی لئی چلا جاتا ہی اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی ایسا عمل آسان کردی جو اوسکی مرضی کی موافق ہی چالیسوین مجلس بیچ

بيان استحسان التأني في عمل الدنيا دون الاخرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التؤدة

بیان خوبی درنگ کی دنیا کی کار بار مین سوای اعمال آخرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا درنگ

في كل شئ الا في عمل الاخرة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه مصعب بن سعد عن ابيه ومعناه ان

ہر شی مین چاہئی مگر آخرت کی عمل مین یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی مصعب بن سعد اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اوسکی معنی یہہ ہین کہ

التأني مستحسن في جميع الامور الا في عمل الاخرة فان التأني فيه غير مستحسن اذ لا شك في كونه خيرا فلا خير في تاخيره

درنگ اور تامل تمام امور مین بہتر ہی سوای اعمال آخرت کی سو اسمین درنگ اور تامل خوب نہین ہی اسلئی کہ اسکی خوبی مین شک نہین ہی سو اسکی تاخیر مین خوبی نہین

بل المستحسن فيه المسارعة اليه بقوله تعالى وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ

بلکہ اسمین جلدی خوب ہوتی ہی اس آیت سی اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین طیار ہوئی ہی

لِلْمُتَّقِينَ واما امور الدنيا فلا يعلم انها خير فيعمل بها او شر فيحترز عنها فلذلك شرعت المسارعة فيها فان هم بامر

واسطی پرہیزگارون کی اور رہی دنیا کی کاروبار سو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ نیک ہی کیا چاہئی یا برا ہی اس سی بچا چاہئی سو اسلئی اوسمین جلدی مشروع ہوئی پہر اگر کسی

فرمایا

ہی

بستہ

یستحب له ان یشاور فیه لما روی انه علیه السلام کان یشاور اصحابه فی جمیع الامور حتی حوایج بیته وروی عن

تو مستحب ہی کہ اوسمین مشورہ کرلی باعتبار اس روایت کی کہ نبی علیہ السلام اپنی اصحاب سی تمام کاروبار مین مشورہ کیا کرتی یہان تک کہ گہر کی کاروبار مین اور علی سی

علی انه قال ما هلك امرء عن المشاورة وقیل لو شاور ادم علیه السلام الملئكة فی اكله من الشجرة المنهیة لما وقع فیما

روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مشورہ کرنی سی کوئی خراب نہین ہوا اور کہتی ہین کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتون سی مشورہ کرلیتی کیہون کہانی مین تو اوسپر یہہ مصیبت نہ آتی

وقع وقیل افراد الانسان ثلثة اقسام رجل ونصف رجل ولا شیء فالرجل من له رای صائب ویشاور ونصف الرجل

جو آئی اور کہتی ہین بنی آدم تین قسم کی ہین پورا مرد اور آدہا مرد اور نکما سو پورا مرد وہ ہی جو خود دانا ہو پہر مشورہ کرکا اور آدہا مرد وہ ہی

من له رای صائب لكن لا یشاور او یشاور لكن لیس له رای صائب ولا شیء من لیس له برای صائب ولا یشاور فباجتماع

جو دانا تو ہو پر مشورہ نکری یا مشورہ تو کری پر خود دانا نہو اور نکما وہ ہی جو نہ خود دانا ہو اور نہ مشورہ کری پس دونو بات کی

الامرین الرجل تام وبانتصافهما نصف وبانتفائهما لا شیء والاحادیث الصحیحة الواردة فی المشاورة كثیرة

جمع ہونی سی مرد پورا ہوتا ہی اور ایک بات سی آدہا ہوتا ہی اور جب دونو بات کم ہون تو نکما ہی اور صحیح حدیثین جو مشورہ کی باب مین آئی ہین بہت ہین اون سبکی

ویغنی عن جمیعها وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فانه علیه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم یكن احد فطن منه امر

بدلی یہہ آیت کافی ہی اور مشورہ لی اونسی سو نبی علیہ السلام کو باوجودیکہ سب سی زیادہ کامل اور اونکی برابر کوئی فہمیدہ نہین ہی جب مشورہ کرنی کا حکم ہی

بالمشاورة فی هذه الایة فما الظن لغیره لكن من یرید المشاورة لامر یستحب له ان یشاور فیه جماعة من اهل

اس آیت مین پہر اورون پر کیا خیال ہی لیکن جو شخص کسی کار مین مشورہ کا ارادہ کری تو اوسکو مستحب ہی کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت دانا سی کری

البصیرة یكون اقلهم عشرة ویعلم من حالهم النصیحة والشفقة ویثق بدینهم وصدقهم وورعهم وعلمهم

کم سی کم دس تو ہون اور اونکی چال عادت سی خیر خواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور اونکی دین اور راستی اور پرہیزگاری اور علم پر اعتماد ہو

ویعرفهم مقصوده من ذلك الامر ویبین لهم ما فیه من المصلحة والمفسدة ان علم شیئا من ذلك وان

اور اوس کام مین سی اپنا مقصود اونکو جتلا دی اور جو جو اوسمین خوبی اور برائی ہو اگر کچہہ جانتا ہو تو سب اونکی سامنی بیان کردی اور اگر

لم یجد منهم الا واحدا یشاور ذلك الواحد عشر مرات وان لم یجد واحدا یرجع الی امراته والی امرأة اخری یجوز

سوا ایک شخص کی کہ جس سی مشورہ کری کوئی نہ ملی تو اوس ایک شخص ہی سی دس مرتبہ مشورہ کرلی اور اگر ایک بہی نہ میسر ہو تو اپنی بی بی سی رجوع کری یا کسی اور عورت سی

مكالمته ویشاورها وبعد المشاورة یخالفها وفی مخالفتها خیر وبركة وقد روی انه علیه السلام قال

جس سی بات چیت کرنی جایز ہو اور بعد مشورہ کی اوسکا خلاف کری اوسکی خلاف مین خیر اور برکت ہوتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

شاوروهن وخالفوهن وحكی ان واحدا من اهل الشام شاور امراته فی ایام فتنة یزید ان یطرح نفسه من

کہ عورتون سی مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہی کہ اہل شام مین سی کسینی اپنی بی بی سی جن دنون یزید کا فتنہ برپا تہا یہہ مشورہ کیا کہ مین چہت پر سی نیچی گر پڑون

السطح فقالت لا تطرح فخالفها وطرح نفسه من السطح فانكسر رجله فلما اصبح جاء اعوان یزید لیرسلوه

سو بی بی کہا مت گرنا پر وہ شخص اوسکا خلاف کرکر چہت پر سی نیچی گر پڑا اور اوسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو یزید کی نوکر چاکر آئی تاکہ اوسکو

الی محاربة الحسین فلما راوا حاله تركوه فنجی من شقاوة الدنیا والاخرة ببركة عمله بالحدیث لان من اكره

حضرت حسین رض کی مقابلہ پر روانہ کرین جب اوسکا یہہ حال دیکہا تو معاف کیا سو وہ شخص دنیا اور دین کی بدبختی سی بچ گیا اس برکت سی کہ حدیث پر عمل کیا تہا کیونکہ جس پر

بقتل او قطع عضو علی قتل مسلم لا یجوز له ان یقتله بل یلزمه ان یصبر حتی یقتل فان قتله یكون اثما

قتل کی یا قطع اعضا کی زبردستی کیجاوی واسطی قتل مسلم کی تو اوسکو جایز نہیں کہ مسلم کو قتل کری بلکہ اوسکو یہہ لازم ہی کہ صبر کری وراسی جان دی اور اگر اوس مسلم کو قتل کریگا تو گنہگار ہوگا بلکہ

لا یستباح قتل مسلم بضرورة ما ثم یجب علی المستشار ان یبذل الجهد و عمل الفكر فی النصیحة و ترك الخیانة فی

کسی ضرورت مین بہی قتل مسلم کا مباح نہین ہی پس مشورہ دینی والی پر واجب ہی نا بقدر کوشش کری اور خیر خواہی کا فکر کری اور مشورہ مین ہرگز خیانت نکری

للمشاورة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال المستشار مؤتمن وفی حدیث اخر انه علیه السلام
کیونکہ ابوہریرہ سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ مشورہ دینی والا امین ہوتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی

قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه وفی حدیث اخر قال من اشار الی اخیه بامر یعلم ان
کہ آپ نی فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم مین سی جب تک نہ بہتر سمجھی اپنی بہائی کی لئی جو بہتر جانتا ہی اپنی لئی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ فرمایا جسنی کسی بہائی کو ایک کار بتایا

الرشد فی غیره فقد خانه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان من استشار اخاه المسلم فی امر فقال المستشار
یہہ جان کر کہ خوبی دوسری کار مین ہی سو کوئی اوسکی خیانت کی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین صاف فرمایا کہ جسنی کسی بہائی مسلمان سی کسی باب مین مشورہ کیا اور مشورہ دینی والی نی

ان المصلحة فی فعله وهو یعلم او یظن ان المصلحة فی عدم فعله فقد خانه واذا اشار وظهر کونه مصلحة
کہا یہہ کام کرنا بہتر ہی پر وہ یقین جانتا ہی یا گمان غالب کرتا ہی کہ خوبی اسکی نہ کرنی مین ہی تو اوسنی خیانت کی اور جب اوسنی مشورہ کیا اور اوسکی خوبی معلوم ہوئی

یلزمه ان یقبل ذلک من المستشار لکن بعد ان یستخیر الله تعالی فی ذلک بالاستخارة التی رواه البخاری فی صحیحه
تو لازم ہی کہ مشورہ دینی والی کا مشورہ مان لی پر اول اس باب مین اللہ تعالی سی استخارہ کری جو کہ امام بخاری نی اپنی صحیح مین

عن جابر انه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمنا الاستخارة فی الامور کلها کما یعلمنا السورة من القران فیقول
جابر سی روایت کیا ہی کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تمام امور مین استخارہ سکہاتی تہی جیسی قرآن کی سورت سکہاتی تہی فرماتی تہی

اذا هم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضة ثم لیقل اللّٰهم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک و
کہ جب کوئی کسی کار کا ارادہ کری تو دو رکعت نفل پڑہی پہر یہہ دعا پڑہی الہی مین تجہسی خیر طلب کرتا ہون موافق تیری علم کی اور قدرت طلب کرتا ہون تیری قدرت سی اور

اسألک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللّٰهم ان کنت
تجہسی مانگتا ہون تیرا فضل بڑا کیونکہ تو قدرت والا ہی اور مین ناتوان ہون اور تو جانتا ہی اور مین بیخبر ہون اور تو تمام غیب سی آگاہ ہی الہی اگر

تعلم ان هذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری وعاجله واجله فاقدره لی ویسره لی ثم
تیری علم مین یہہ کام میری حق مین بہتر ہی میری دین مین اور دنیا مین اور انجام کار مین اب بہی اور آگی کو تو اس کار کو میری لئی بنادی اور آسان کردی پہر

بارک لی فیه وان کنت تعلم ان هذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری وعاجله واجله فاصرفه
اوسمین مجکو برکت دی اور اگر تو جانتا ہی کہ یہہ کار میری حق مین بد ہی میری دین مین اور دنیا مین اور انجام کار مین اب بہی اور آگی کو تو پہیر دی

عنی واصرفنی عنه واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی به قال العلماء یستحب الاستخارة بالصلوة
اوسکو مجہسی اور مجہکو اوس سی اور خیر پیدا کر میری لئی جہان ہو اور اوسپر مجہکو راضی کردی علما کہتی ہین کہ استخارہ نماز

والدعاء المذکور فی جمیع الامور کما صرح به فی الحدیث المذکور ویکون الصلوة رکعتین من النافلة والظاهر انها
اور دعا مذکور سی تمام امور مین مستحب ہی چنانچہ حدیث مذکور مین تصریح ہی اور نماز نفل کی دو رکعت ہین اور ظاہر یون ہی

تحصل برکعتین من السنن الرواتب وتحیة المسجد وغیرها من النوافل ولو تعذرت الصلوة یستخیر بالدعاء المذکور
کہ سنت رواتب کی دو رکعت اور تحیة المسجد وغیرہ نوافل مین سی بہی کافی ہین اور اگر نماز متعذر ہو تو صرف دعا مذکور سی استخارہ کری

واذا استخار یستخیر سبع مرات ثم یمضی بعدها لما ینشرح له صدره لما روی عن انس انه علیه السلام قال له
اور اگر استخارہ کری تو سات مرتبہ کری پہر بعد اوسکی وہی عمل مین لاوی جو اوسکی دل کو پسند آوی کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اونسی فرمایا

یا انس اذا هممت بامر فاستخر ربک فیه سبع مرات ثم انظر الی الذی سبق الی قلبک فانه الخیر فیه هکذا یکون فعل
ای انس جب تو کسی کار کا قصد کری تو اوسمین اپنی رب سی سات مرتبہ استخارہ کر پہر خیال کر جو تیری دل مین آٹہرا ہی اب اوس ہی مین خیر ہی

عباد الله المؤمنین اذا عرض لهم امر من امور الدین والدنیا فیکون الاستخارة فی امور الدین کالحج والجهاد وسائر
اللہ کی مؤمن بندون کی عمل جب اونکو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا ہی تو ایسی ہوتا ہین سو استخارہ امور دینی مین سی جیسی حج اور جہاد اور تمام

الخیرات

الخیرات علی تعیین الوقت لا علی نفس الفعل و فی امور الدنیا علی نفس الفعل واما الجهلة والفسقة الذین
خیرات واسطی ٹہرانی وقت کی ہوتا ہی نہ کہ فعل کی لیئی نہیں ہوتا اور امور دنیاوی میں صرف فعل پر ہوتا ہی یعنی کرون یا نکرون اور وقت کا ٹہرانا الگ ہی اور جہلا اور فاسق

ضلوا عن طریق الحق وخرجوا عن سواء السبیل اذا عزم احدهم علی امر یذهب الی صاحب الرمل والحصی والشعیر
جو راہ حق سی بہکی ہین اور سیدہی راہ سی خارج ہین جب وہ کسی کار بار کا عزم کرتی ہین تو رمال اور کنکریون والہ اور جو والہ

والبا قلاء فیلعبون بعقله ویزداد بسوالهم جهلا وخسارة بصدقهم فیما یقولون له ویعطیهم علی ذلك اجرة
اور باقلا والہ پاس جاتا ہی سو وہ لوگ اوسکو باؤلا بنا دیتی ہین اور اونسی پوچہہ کر اور بہی جہل اور خسارت زیادہ ہو جاتی ہی کیونکہ اونکی قول کی تصدیق کرتا ہی اور اوسپر اونکو مزدوری بہی دیتا ہی

ولا یعلم ذلك المسکین انه بذلك ینهدم دینه ودنیاه لما ذکر فی شرح العقائد ان تصدیق الکاهن بما یخبره
اور بیچارہ کو یہہ خبر ہی نہین کہ اسمین دین اور دنیا سب تباہ ہوئی اسلئی کہ شرح عقاید مین مذکور ہی کہ غیب کی خبرون مین کاہن کو سچا سمجہنا کفر ہی

عن الغیب کفر لقوله علیه السلام من اتی کاهنا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد والکاهن هو المخبر
کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص کاہن کی پاس آکر اوسکی قول کو سچا مانی بیشک کافر ہوا اون آیات سی جو محمد پر نازل ہوئی ہین اور کاہن وہ ہی ہوتا ہی جو غیب کی

عن الغیب سواء کان بالرمل او الحصی او الشعیر او غیر ذلك و ذلك کله حرام لکونه من قبیل الطیرة المنهی عنها ومن قبیل
خبر بتاتا ہی برابر ہی کہ رمل سی ہو یا کنکریون سی یا جو سی یا سوا اسکی اور سی یہہ سب حرام ہی کیونکہ یہہ طیرہ کی طرح کا ہی جسکی نہی ہو گئی ہی اور

الاستقسام بالازلام والطیرة مصدر بمعنی التطیر واصل التطیر التفاؤل بالطیر ثم استعمل فی کل ما یتفاول به ویعد
استقسام بالازلام کی مانند ہی اور طیرہ مصدر ہی تطیر کی معنون مین اصل مین تطیر کی معنی ہین طیر سی فال لینی پہر ہر ایک فال مین جو منحوس ہوتی ہو مستعمل ہو گیا

شوما سواء کان طیرا او غیره وقد روی انه علیه السلام قال الطیرة شرك یعنی انها من اعمال الشرك کما حکاها
برابر ہی کہ طیر ہو یا کچہہ اور ہو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا طیرہ شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ شرک کی اعمال مین داخل ہی چنانچہ اللہ تعالی

الله تعالی عنهم فی مواضع من کتابه فانهم کانوا یتشاؤمون بالانبیاء واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الانبیاء
اونکی طرف سی اپنی کتاب مین کئی جگہہ حکایت کرتا ہی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اونکی اتباع کو منحوس سمجہتی تہی اور سبب منحوس سمجہنی کا یہہ تہا کہ انبیا جو اونکو

لما دعوا الی دین غیر مالوف لهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة الجهلة والفسقة
سیا دین سکہاتی تہی تو اوسکو غریب دیکہہ کر قبیح جانتی تہی اور اونکی طبیعت اوس سی نفرت کرتی تہی کیونکہ جاہلون اور فاسقون کی یہہ عادت ہوتی ہی کہ جو اونکی خواہش کی

ان یتیمنوا بکل ما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یتشاءموا بکل ما یخالف هواهم وان کان
موافق ہو اوسکو مبارک جانتی ہین اگرچہ سراسر بد اور وبال ہو اور جو اونکی خواہش کی خلاف ہو اوسکو منحوس سمجہتی ہین اگرچہ

جاذبا لکل خیر ونوال والاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم یقسم والازلام القداح التی کان اهل الجاهلیة
سراسر خیر برکت ہو اور استقسام کی معنی طلب گاری معلوم کرنی مقسوم کی غیر مقسوم مین سی اور ازلام قمار کی تیر ہوتی ہین جن پر جاہلیت کی لوگ

یکتبون علیها الامر والنهی او یکتبون علی بعضها افعل او امرنی ربی وعلی بعضها لا تفعل او نهانی ربی ویضعونها فی وعاء
امر اور نہی لکہہ دیتی تہی اور کسی پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی یہہ حکم رب کا ہی اور کسی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی حکم رب کا نہین لکہدیتی تہی

فاذا اراد احدهم امرا ادخل یده فی ذلك الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فیه الامر مضی لما قصد وان خرج ما فیه
اور لکہہ کر اونکو ایک برتن مین رکہدیتی تہی پہر جب کوئی کچہہ کام کرنیکو ہوتا تو اوس برتن مین ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکالتا اگر ایسا تیر نکلتا جسپر اجازت تہی تو اپنا کار شروع کرتا اور اگر ایسا نکلتا

النهی کف عما قصده وقال سعید بن جبیر کان لاهل الجاهلیة حصیات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر
جسمین ممانعت تہی تو اپنی کار سی بند رہتا اور سعید بن جبیر کہتی ہین اہل جاہلیت بتون کی سامنی کنکرین رکہا کرتی تہی جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا

وغیره استقسم بها ای طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیره الاستقسام
تو استقسام کرتا یعنی اوس سی اپنی قسمت کا لکہا خیر اور شر اوس کار کی کرنی اور نکرنی مین دریافت کرتا اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہین کہ ازلام سی

بالازلام حرام لانه دخول فی علمه تعالی وهو غیب عنا ویدخل فیه ما یفعل فی زماننا ویسمونه فال دانیال ونحوها

خیر اور شر دریافت کرنا حرام ہی کیونکہ علم الٰہی مین مداخلت ہوتی ہی اور وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسی مین داخل ہی جواب ہماری زمانہ مین کرتی ہین اور اوسکا نام فال دانیال رکہہ چھوڑا ہی

فانها لیست من الفال المحمود فی الشرع بل هی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالها ولا اعتقادها

اور اوسکی اسند تو ایسی فال شرع مین محمود نہین ہی بلکہ یہہ ایسی ہی ہی جیسی تیر وطن سی قسمت کا دریافت کرنا سو نہ اسکا استعمال جائز ہی اور نہ اسکی حقیقت کا اعتقاد

حقا لان فیها الخبر عن الغیب والتطیر بالقرآن العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمة

کیونکہ اسمین غیب کی خبر بتاتی ہین اور قرآن عظیم سی تطیر کرتی ہین شرع مین فال محمود وہ ہی ہی جو خیر اور برکت کسی کلمہ سی لیوی کہ مراد کی موافق ہو

الموافقة للمراد کالراشد والنجیح علی ما روی عن انس انه علیه السلام کان یعجبه اذا خرج لحاجة ان یسمع یا راشد

جیسی راشد اور نجیح موافق روایت انسؓ کی کہ نبی علیہ السلام کو پسند آتا تھا جب کسی کار کو تشریف لیجاتی سننا یا راشد یا نجیح کا

یا نجیح وفی حدیث آخر انه علیه السلام کان یتفاءل ولا یتطیر وفی حدیث آخر انه علیه السلام کان یحب الفال

اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہین کرتی تہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فال کو محبوب رکہتی تہی

ویکره الطیرة قال العلماء انما کان النبی علیه السلام یحب التفاؤل ویکره الطیرة لان الطیرة فیها الحکم علی الغیب

اور تطیر کو مکروہ علماء کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام اسلئی فال کو محبوب اور طیرہ کو مکروہ جانتی تہی کہ طیرہ مین غیب پر حکم ہوتا ہی

وسوء الظن بالله وتوقع البلاء واما الفال فلیس فیه الحکم علی الغیب بل فیه مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تعالیٰ

اور اللہ کی نسبت بدگمانی اور مصیبت کی توقع ہوتی ہی اور فال مین غیب پر حکم نہین ہوتا بلکہ فال مین صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالیٰ کی نسبت گمان نیک

ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجی وامل من الله تعالی خیرا ونعمة فهو خیر له واذا

اور مراد حاصل ہونی کی آرزو ہوتی ہی پس انسان کسی سبب سی اگر اللہ تعالیٰ سی خیر اور نعمت کی آرزو کری اور امیدوار ہو تو یہہ اسکی حق مین بہتر ہی اور اگر

قطع رجاءه وامله من الله تعالی فهو شر له لقوله تعالی وَلَا يَايْئَسُ مِن رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ وقد

اللہ تعالیٰ سی اپنی امید قطع کی اور ناامید ہوا تو یہہ برا ہی بدلیل اس آیت کی ناامید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور

ذکر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الی سفر فصاح العقعق ورجع من سفره یکفر عند بعض المشائخ وذکر

نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کوئی شخص اگر سفر کی لئی روانہ ہو اسمین ناگاہ کوا بول پڑا اور اوسنی سفر موقوف کیا تو بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور

فی المحیط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل یموت المریض یکفر القائل عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان

محیط مین مذکور ہی کہ چغد یا بوم کی بولنی پر اگر کوئی کہی بیمار مرجاویگا تو یہہ کہنی والا بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی

یکون له حاجة فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبه رجاء الوجدان او یکون له مرض فیسمع من یقول

کسیکو کچھہ کار درپیش ہو تو وہ اتفاقاً یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد اسی اوسکی دلمین توقع اسلوبی کار کی پیدا ہوجاوی یا کوئی بیمار ہو وہ یہہ سنی کوئی کہتا ہی

یا سالم فیقع فی قلبه رجاء السلامة والفرق بین الفال والطیرة مع کون کل واحد منهما استدلالا بالعلامة

یا سالم اب اوسکی دلمین توقع صحت سلامتی کی پیدا ہوجاوی اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونو مین علامت اور نشانی سی

علی عاقبة الامر وماله ان الکلمة الحسنة التی تجری علی لسان الانسان لدلالتها علی المعنی الموافق للمراد یمکن

انجام اور مآل کار پر استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر آجاتا ہی چونکہ وہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوس سی مراد پر

الاستدلال بها علی المراد بخلاف طیران الطیر وحرکات البهایم واصواتها فانها لعدم دلالتها علی معنی لا یمکن

استدلال ہوسکتا ہی برخلاف جانور کی پرواز اور چارپایون کی حرکات اور آوازون کی کیونکہ اسمین کسیطرح کی دلالت نہین ہی تو اس سی کسی شی پر

الاستدلال بها علی شیء وان کان اهل الجاهلیة جعلوا العبرة فیها تارة بحرکاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها

استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اسمین سی معنی مقرر کررکہی ہین کبہی حرکات سی کبہی آوازونسی کبہی رنگون سی

وتارة باسمائها ويتشاءمون بعضها ويتيمنون ببعضها فانهم كانوا يتشاءمون بالغراب على الغربة وبالعقاب

کبھی ناموں سے اور بعضوں کو منحوس جانتے ہیں اور بعضوں کو مبارک سمجھتے ہیں جاہلیت والے غراب سے غربت کی نحوست مانتے تھے اور عقاب سے

على العقوبة ويتيمنون بالهدهد على الهدى وكذلك كانوا يتبركون بالسانح ويتشاءمون بالبارح والسانح

عقوبت کی نحوست سمجھتے تھے اور ہدہد سے ہدایت کی برکت کے قائل تھے اور ایسے ہی سانح کو مبارک اور بارح کو منحوس جانتے تھے اور سانح

ما يمر من الطير او الوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لامكان رميه

وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہے جو تیری بائیں طرف سے داہنی طرف کو چلا جاوے اور عرب اسکو بہت مبارک مانتے تھے کیونکہ اسکا شکار

وصيده من غير انحراف والبارح ما يمر من الطير او الوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون

تیر سے بغیر گردش کے ہوسکتا ہے اور بارح وہ جانور اور وحشی ہوتا ہے جو تیری داہنی طرف سے بائیں طرف کو چلا جاوے اور عرب ایسے کو منحوس شمار کرتے تھے

به لعدم امكان رميه وصيده من غير الانحراف اذ كان من عادتهم انهم كانوا اذا خرجوا لحاجة ورأوا الطير

کیونکہ اسکا شکار تیر سے بدون گردش کے ممکن نہیں ہے کیونکہ انکی یہہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کام کو نکلتے اور دیکھتے کہ پرندہ

او الوحش يمر بيمينه يتبركون به ويذهبون فى حاجتهم وان رأوا الطير او الوحش يمر بيسره يتشاءمون به ويرجعون

یا چوپایہ داہنی طرف کو جاتا ہے تو اسکو مبارک جانتے اور اپنی کام کو چلے جاتے اور اگر دیکھتے کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو جاتا ہے اسکو منحوس مانتے اور الٹے اپنی

الى بيوتهم وربما كانوا ينفرون الطيور والوحش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين فيتبركون بها ويذهبون فى

حویلی آتے اور بعضے وقت جانوروں کو اڑا کر اور چارپایوں کو بھگا کر دیکھتے کہ وہ اگر داہنی طرف کو چلا تو اسکو مبارک سمجھ کر اپنی کار بار کو لگتے

حاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبى عليه السلام عن ذلك بقوله

اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منحوس مانکر اپنی کار سے الٹے چل آتے سو نبی علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا

اقروا الطير على وكناتها وروى عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كنا نتطير قال ذلك شئ يجده احدكم

کہ جانوروں کو گھونسلے میں بیٹھا رہنے دو اور معاویہ بن حکم سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا یہہ ایک بات ہے جو تمہارے

فى نفسه فلا يصدنكم يعنى ان ذلك شئ يوجد فى النفوس من قبل الظنون التى تقربكم بحكم البشرية من غير

دل میں پیدا ہوتی ہے سو یہہ تمکو کار سے بند نکردے اور مراد یہہ ہے کہ یہہ وہمی بات ہے دلمیں پیدا ہوتی ہے جیسے خیالات بشریت کی جہت سے آجاتی ہیں کسی باب میں

ان يكون له تاثير فى شئ من النفع والضرر فلا يصدنكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء فى حديث

نفع ضرر کی اسمیں اصلا تاثیر نہیں ہے سو اس خیال کی مارے اپنی مقصود کی توجہ سے بند نہونا چاہیئے اور ایک اور حدیث میں آیا ہے

اخر انه عليه السلام قال من ردته الطيرة عن حاجته فقد اشرك فقيل وما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص طیرہ کو مان کر اپنی کار بار سے باز رہے سو وہ مشرک ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہے فرمایا یہہ دعا اللّٰہم

لا طير الا طيرك ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضى الى حاجته يعنى ان كان ما يصيب الانسان من الخير و

نہیں کوئی طیر بجز تیری طیر کی اور نہیں کچھ خیر سوای تیری خیر کی اور نہیں کوئی معبود سوائے تیری یہہ پڑھ کر اپنی کار چلا جاوے مراد یہہ ہے کہ انسان کو جو پیش آتا ہے خیر اور

الشر والنفع والضرر واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفى حديث

شر اور نفع اور نقصان اور برکت اور نحوست وہ بدون تیری قضا اور تیری تقدیر اور تیری حکم اور تیری مرضی کی نہیں اور ایک اور حدیث

اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام قال الطيرة شرك قاله ثلثا وما منا الا ولكن الله

میں ابن مسعود کی روایت سے ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا طیرہ شرک ہے اسکو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نکرے پر اللہ تعالی

يذهبه بالتوكل وقيل قوله وما منا الا ليس من كلام النبى صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود فيه

اسکو توکل سے دفع کرتا ہے کہتے ہیں کہ یہہ لفظ وما منا الا حدیث میں کا نہیں ہے بلکہ یہہ کلام ابن مسعود کا ہے اسمیں سے

حذف واختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما جرت به العادة

کچهه محذوف اور مختصر ہی اسکی یہه معنی ہین کہ ہم مین سی ایسا کوئی نہین کہ اوسوقت اوسکی دلمین کچهه وہم وخطرہ نہ آوی کیونکہ یہہ ہی عادت پڑی ہوئی ہی

لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا مؤثر الا الله فيسأله الخير ويستعيذ به من الشر ويمضي

پہر وہ دلمین نہین ٹہرتا بلکہ اعتقاد درست ہوجاتا ہی کہ سوائی اللہ تعالی کی کوئی کچهه اثر نہین کرتا پہر وہ اللہ خدا سی خیر مانگتا ہی اور برائی سی پناہ

على مقصوده متوكلا عليه يسر لنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه وفضله المجلس

اور خدا پر بہروسا کرکر اپنی کار لگتا ہی الٰہی عمل اپنی مرضی کی موافق اپنی لطف اور کرم اور فضل سی ہمپر آسان کردی

الحادي والاربعون في سبب نزول البليات وسبب دفعها من التوبة والدعوات

اکتالیسوین مجلس ہی نزول بلا کی اسباب کا اور اوسکی دفع کی اسباب کا بیان جو توبہ اور استغفار ہی اور دعا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتي خمس عشرة خصلة حل بها البلاء هذا الحديث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب میری امت پندرہ عادتین اختیار کرلیگی تو اوسپر بلا نازل ہوگی یہہ حدیث

من صحاح المصابيح رواه علي بن ابي طالب وعد هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفيء دولا والامانة مغنما

مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی علی بن ابی طالب کی روایت سی اور وہ عادتین گن دین اور فرمایا جب فی یعنی غنیمت کو دولت سمجہین اور امانت کو لوٹ

والزكوة مغرما واطاع الرجل امراته وعق امه وبر صديقه وجفا اباه وظهر الاصوات في المسجد وساد

اور زکوۃ کو ڈنڈہ اور مرد جورو کا فرمانبردار ہوجاوی اور ماسی سرکشی کری اور دوست سی احسان کری اور باپ پر جفا کری اور مسجد مین پکار کر بولین اور قوم کا سردار

القبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم ارذلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنيات والمعازف و

دشمن سی بدکار ہو اور رئیس قوم کا لوگون کا ذلیل تر ہو اور مرد کی عزت اوسکی بدی کی خوف سی کرین اور گانی والیان اور ستار طنبورہ وغیرہ ظاہر ہو جاوین

شرب الخمر ولبس الحرير ولعن آخر هذه الامة اولها فعند ذلك يكون الناس مستحقين لنزول البلاء عليهم فعلى

اور شراب پینی لگیں اور حریر پہنا شروع کرین اور پچہلی امت پہلی امت پر لعنت کرنی لگی تو اب یہہ لوگ سزاوار ہونگی کہ اونپر بلا نازل ہووی

هذا ما توجه على قوم من البلاء فليس ذلك البلاء الا بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة

اس حدیث کی موافق جو جو بلا ومصیبت کسی قوم پر آتی ہی سو صرف وبال اونکی گناہون کا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جب پڑی تمپر کوئی سختی

فبما كسبت ايديكم وفي اية اخرى انه تعالى قال وما كنا مهلكي القرى الا واهلها ظالمون فيلزمهم ان يتركوا ما

سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور ایک آیت مین ہی کہ اللہ تعالی نی فرمایا اور ہم نہین کسانیوالی بستیون کو مگر جبکہ وہان کی لوگ گنہگار ہون اب اونکو لازم ہی کہ جو گناہ اختیار کری

ارتكبوه من الاوزار ويشتغلوا بالتوبة والاستغفار ليرفع عنهم ما توجه عليهم من البلاء لما روي عن عبد الله

ہین وہ سب ترک کرین اور توبہ اور استغفار مین مشغول ہون تاکہ اونکی سرسی وہ بلا جو انپر متوجہ ہوئی ہی رفع ہوجاوی اسلئی کہ عبد اللہ

بن عمر انه عليه السلام قال من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لا

بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنالی تو اللہ اوسکی واسطی ہر تنگی سی چہٹکارہ اور ہر غم سی کشائش پیدا کردیگا اور اوسکو رزق دیگا

يحتسب بل يلزمهم ان يقوموا الى الصلوة في الاوقات الاسحار التي هي اوقات استجابة الدعا لما روي انه عليه السلام

جہان سی گمان نہو بلکہ اونکو یہہ لازم ہی کہ ہر صبح اوٹہکر نماز پڑہا کرین کہ وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہی اس لئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو

كان اذا حزنه امر فزع الى الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روي عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال الدعاء ينفع

اگر کسی کار سی غم پیش آتا تو نماز شروع کردیتی پہر دعا مین مشغول ہوتی اسلئی کہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ دعا بچا دیتی ہی

مما نزل ومما لم ينزل فعليكم عباد الله تعالى بالدعاء فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الدعاء يرفع

اوس بلا سی جو نازل ہوچکی اور جو ابہی نازل نہین ہوئی سو تم اللہ کی بندو اپنی اوپر دعا لازم کرو کیونکہ اس حدیث مین بیان ہوچکا کہ دعا اوس بلا کو رفع کرتی ہی

البلاء النازل ويدفع البلاء الذي في صدد النزول فداوموا يا عباد الله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء ينزل فيلقاه

جو نازل ہوچکی اور اوس بلا کو دفع کرتی ہی جو نازل ہونی کو ہی سوای بندہ اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہو دعا کو ہرگز نچھوڑو کیونکہ بلا جب نازل ہوتی ہی تو اوسکو

الدعاء فيعتلجان الى يوم القيمة كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء ليلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم

دعا ملتی ہی پہر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ دعا اور بلا زمین اور آسمان کی وسط مین ملجاتی ہین پہر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہین

القيمة وفي حديث اخر رواه سلمان الفارسي انه عم قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان لا مرد له ولكن

اور ایک اور حدیث مین سلمان فارسی کی روایت سی آیا ہی کہ قضا کو سوا دعا کی کوئی نہین رد کرسکتا بیشک قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانیوالا نہین ہی پہ یہ بہی

من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فكل بلاء قدر ان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالترس الذي

حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہوجاتی ہی پہر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہوسکتی ہی تو دعا اوس بلا کی رد ہونیکا سبب ہی جیسی ڈہال کہ

يكون سببا لرد السهم فكما ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وكذا الصدقة تدفع البلاء لما روي عن

واسطی رک جانی تیر کی سبب ہوتی ہی پہر جیسی ڈہال تیر کو روک دیتی ہی اسیطرح دعا بلا کو دفع کردیتی ہی اور ایسی ہی خیرات کرنا بلا کو دفع کرتا ہی اسواسطی کہ

علي انه عليه السلام قال باكروا بالصدقة فان البلاء لا يتخطاها وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لكل يوم نحس

علی رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صبح ہوتی ہی صدقہ دو لیس بلا اوس سی آگی قدم نہین بڑہاتی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر دن مین نحوست ہوتی ہی

فادفعوا نحس ذلك اليوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انعقاد اسبابه وكذا التسبيح يمنع وقوع البلاء

سو نحوست اوس دن کی صدقہ سی دور کردو بیشک صدقہ آتی بلا کو بعد تیار ہوجانی اسباب کی روک دیتا ہی اور ایسی ہی تسبیح بلا کو بند کردیتی ہی

لما روي عن كعب انه قال سبحان الله يمنع العذاب ويدل عليه قوله تعالى في حق يونس النبي عليه السلام فلولا

اسلئی کہ کعب سی روایت ہی کہ سبحان اللہ عذاب کو روک دیتا ہی اور قول اللہ تعالی کا یونس نبی علیہ السلام کی حق مین یہہ ہی دلالت کرتا ہی پہر اگر نہ

انه كان من المسبحين للبث في بطنه الى يوم يبعثون وكان تسبيحه ما حكاه الله تعالى بقوله فنادى في الظلمت ان لا اله الا

ہوتا کہ وہ تہا یاد کرتا پاک ذات کو تو رہتا اوسکی پیٹ مین جسدن تک مردی جیوین اور تسبیح یونس کی یہہ ہی جسکو اللہ تعالی بیان فرماتا ہی اس آیت مین پہر پکارا اون اندہیروں مین کہ کوئی

انت سبحنك اني كنت من الظلمين ثم انه تعالى عقيب ذلك قال فاستجبنا له ونجينه من الغم وكذلك

سوا تیری نوبی عیب ہی مین تہا گہنگارون مین سی پہر اللہ تعالی نی اوسکی بعد یہہ فرمایا پہر سن لی ہمنی اوسکی پکار اور بچادیا اوس کو گہٹنی سی اور یون ہی ہم

ننجي المؤمنين وروي انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء الا استجيب له وفي رواية اخرى انه

بچادیتی ہین ایمان والون کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مصیبت زدہ یہہ پڑہ کر دعا مانگی تو قبول ہی ہوتی ہی اور ایک اور روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال الا اخبركم بشيء اذا نزل باحدكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذي النون

فرمایا کہ تمکو ایک دعا بتادون اگر کسی پر تم مین کچہہ سختی یا بلا نازل ہووی پہر اوسکی وسیلہ سی دعا مانگی تو اوسکو اللہ دفع کرگا عرض کیا ہان یا رسول اللہ آپ نی فرمایا وہ دعا ذی النون

لا اله الا انت سبحنك اني كنت من الظلمين وذكر عن بعض الصالحين ان من اعظم الاشياء الدافعة للبلاء كثرة

کی ہی نہین کوئی حاکم سوا تیری تو نبی عیب ہی مین تہا گہنگارون مین سی اور بعض صلحا ذکر کرتی ہین کہ تمام اشیاء مین سی بلا کی بڑی دفع کرنیوالی درود کی کثرت ہی

الصلوة على النبي عليه السلام فان كثرة الصلوة على النبي عليه السلام من الوسائل للامن من المخوفات والفوز باعلى الدرجات يدل على ذلك حديث ابي

نبی علیہ الصلوة والسلام پر بیشک درود کی کثرت نبی علیہ السلام پر واسطی امن کی خوفناک چیزوں سی اور واسطی ترقی بلند درجون کی ایک بڑا وسیلہ ہی اس مطلب پر حدیث ابی

بن كعب ان رجلا التزم ان يجعل صلوته كلها للنبي عليه السلام فقال له النبي عليه السلام اذا تكفى همك ويغفر ذنوبك والحاصل ان البلاء

بن کعب کی دلالت کرتی ہی کہ ایک شخص نی عہد کیا تہا کہ اپنی تمام وظیفی صرف نبی علیہ السلام پر درود پڑہا کرینگا سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا تب تیری اندوہ کو کافی ہی اور تیری گناہ بخشا جاوینگا حاصل یہہ ہی

اذا توجه فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما يرجى ان [illegible] الى الله من اعمال البر والتقوى [illegible] الى

کہ جب کوئی بلا سامنی آوی تو مشروع یہہ ہی کہ توبہ اور استغفار مین مشغول ہو اور اون اعمال نیک مین جن سی [illegible] بلا دفع ہوجاوی لگی یعنی [illegible] اور بہی [illegible] واسطی ارشاد کیا

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ فانه تعالى بين في هذه الاية ان من يتق الله تع

اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے وہ کر دیگا اوسکا گذارا اور روزی دیگا اوسکو جہاں سے اوسکو نہ خیال ہو اب اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی سے ڈرتا رہیگا

في كل ما ياتي ويذر يجعل الله تعالى له مخرجا ومخلصا من غموم الدنيا والاخرة وروي انه عليه السلام قال

ہر کام کی کرنے نہ کرنے میں تو اللہ تعالی اوسکو گذر کی راہ اور رستگاری دنیا اور آخرت کی غموں سے دیگا اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

اني لاعلم اية لو اخذ الناس بها لكفتهم ومن يتق الله فما زال يقراها ويعيدها وروي ان عوف بن مالك الاشجعي اسر

مجکو البتہ ایسی آیت معلوم ہے اگر خلقت اوسکو اپنا وسیلہ کر لیں تو وہ ان کو کافی ہے ومن یتق اللہ پہر دیر تک اوسکو بار بار پڑہتے رہے اور روایت ہے کہ عوف بن مالک اشجعی کا بیٹا

المشركون ابنا له يقال له سالم فاتى النبي عم فقال اسر ابني يا رسول الله وشكى اليه الفاقة فقال له النبي عليه السلام

سالم نام مشرکوں نے گرفتار کر لیا سو اونہوں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرا بیٹا پکڑ آگیا اور فاقہ کی شکایت کی سو نبی علیہ السلام نے اوسکو فرمایا

اتق الله واكثر لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ففعل فبينا هو في بيته اذ قرع ابنه الباب ومعه مائة من الابل

خدا سے ڈرتا رہ اور لا حول ولا قوۃ آخر تک کثرت سے پڑہا کر سو اونہوں نے یہی کیا ایکدن وہ اپنے گہر میں تہا کہ ناگاہ اوسکی بیٹے نے دروازہ کہٹکہٹایا اور اوسکی ساتہہ سو اونٹ تہی

غفل عنها العدو فاستاقها وعلم من هذا كله ان كل خير وطاعة من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال

کہ دشمن اونسے غافل ہو گیا تہا تب اونکو یہہ لڑکا ہانک لایا اور تمام حالات سے صاف معلوم ہوا کہ تمام خیر اور طاعت بلا کی بڑی دفع کرنیوالی ہیں اور گناہوں

بالمعاصي والمناهي فلا يمنع نزول البلاء بل يقوى وقوعه لما روي انه عليه السلام قال لا يصيب العبد نكبة فما فوقها

اور منہیات میں مصروف ہونے سے آئی بلا ہرگز نہیں ٹلتی بلکہ بلا کا آنا زور پکڑ جاتا ہے اسواسطے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو درد انسان کو حاصل ہوتا ہے بہت یا

وما دونها الا بذنب وما يعفو الله عنه اكثر ثم قرا قوله تعالى وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ

تہوڑا ہو وہ بن گناہ کے نہیں ہوتا اور جو اللہ تعالی معاف کر دیتا ہے وہ بہت ہی پہر آپ نے یہہ آیت پڑہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتہوں نے اور معاف کر دیتا

كَثِيْرٍ فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان العبد لا يصيبه مشقة في الدنيا الا بسبب ذنب صدر عنه وتكون تلك المصيبة

بہت کچہہ نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ انسان کو دنیا میں کوئی مشقت بدون گناہ کے پیش نہیں آتی جو وہ انسان کر بیٹہتا ہے اور وہ مصیبت

التي لحقته في الدنيا كفارة لذنبه والذي يعفو الله تعالى عنه من الذنوب من غير ان يجازيه في الدنيا ولا في الاخرة اكثر

جو اوسکو دنیا میں پیش آتی ہے اوسکی گناہ کا عوض ہو جاتا ہے اور وہ گناہ جو اللہ تعالی اونسے درگذر فرماتا ہے بدون سزا کے نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں اوس سے زیادہ

من ذلك وقال علي كرم الله وجهه للمؤمن عند الله خمس نقمات اولها المرض ثم المصائب وان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كان

ہیں اور علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں مومن کی واسطے اللہ کے ہاں پانچ قسم کی عقوبت ہے پہلی تو بیماری پہر مصیبتیں پہر اگر اوسکی گناہ اوس سے بہی زیادہ ہیں تو گور میں عذاب دیا جاتا ہے پہر اگر

اكثر من ذلك يحبس على الصراط فان كانت اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها بالتوحيد ان كان

زیادہ ہیں تو صراط پر روکا جاویگا پہر اگر اس سے بہی زیادہ ہیں تو بقدر گناہوں کی دوزخ میں عذاب دیا جاویگا پہر اوسمیں سے توحید کی برکت سے نکلیگا اگر

توحيده صحيحا وان لم يكن توحيده صحيحا لا يخرج منها بل يبقى فيها ابد الاباد لان الناس في الاخرة ينقسم الى عدة

اوسکی توحید صحیح اور درست ہوگی اور اگر اوسکی توحید صحیح نہیں ہے تو دوزخ سے نہیں نکلیگا بلکہ ہمیشہ کو اوسی میں رہیگا اسواسطے کہ آدمیوں کی آخرت میں کئی قسمیں ہونگی

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ

پہلی قسم تو قسم کامیاب ہوگی وہی وہ لوگ ہیں جنکی حق میں اللہ تعالی فرماتا ہے سو کسی جیکو معلوم نہیں جو چہپا دہرا ہے اونکی واسطے جو ٹہنڈک ہے آنکہوں کی

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وقال النبي عليه السلام اخبارا عن الله تعالى اني اعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رات

بدلہ اوسکا جو کرتے تہے اور نبی علیہ السلام اللہ تعالی کی طرف سے خبر دیتے ہیں میں اپنی نیک کار بندوں کی واسطے تیار کی ہے وہ راحت کہ نہ کسی آنکہہ نے دیکہی

ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به فان

اور نہ کسی کان نے سنی اور نہ گذری کسی بشر کی دل پر اور دوسری قسم تباہ کاروں کی قسم ہے وہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کی تکذیب کی اور اوسکو سچ سمجہا بیشک

سعادة

سعادة الآخرة لا تکون الا فی القرب من الله تعالی والنظر الی وجهه الکریم وذلک لا یحصل الا بالمعرفة التی یعبر عنها
آخرت کی سعادت بدون قرب الٰہی اور مشاہدہ وجہ کریم کی کبھی نہین ہوتی اور یہہ قرب اور مشاہدہ بدون معرفت کی حاصل نہین ہوتا

بالایمان والتصدیق وهم لما کذبوا بالحق ولم یصدقوا به کانوا بعیدا عنه وهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون وکل محجوب
جسکا نام ایمان اور تصدیق ہی اور ان لوگون نی جو حق کی تکذیب کی اور اوسکو کچھہ نہ مانا تو اوسسی دور ہوگئی وہ اپنی رب سی اوسدن روکی جاوینگی اور جو شخص اپنی

عن ربه یکون هالکا محترقا بنار الفراق ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث قسم المعذبین وهم الذین تخلوا باصل
رب سی محجوب ہوا وہ ہلاک ہوا فراق اور دوزخ کی آگ مین قدیم کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم عذاب کی لوگ ہین یہی وہ لوگ ہین جنمین اصل ایمان تو موجود ہی

الایمان لکنهم قصروا فی العمل بمقتضاه فان راس الایمان هو التوحید والتوحید نفی الشرک باعتقاد العبد ان الله تعالی
پر اونہون نی مطابق ایمان کی اعمال مین قصور کیا کیونکہ اصل ایمان تو توحید ہی اور توحید دور کرنا شرک کا ہی جب آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالی

واحد فی ذاته وصفاته وافعاله فما یظهر شیء فی العالم الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو
ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین اور کوئی شی عالم کی اندر بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدایش کی پیدا نہین ہوسکتی اور نہ کوئی سزاوار عبادت کا ہی

فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول انی اعتقد ان الله تعالی واحد فی ذاته وصفاته وافعاله
سوا اوسکی اس اعتقاد کی موافق جو شخص یہہ اقرار کرتا ہی کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی تو ایسا ہی کہ یون کہتا ہی مجھکو یقین ہی کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین

ولا یظهر فی العالم شیء الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو فانی التزمت عبادته ولا اعبد الا ایاه
اور عالم مین کوئی شی بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدایش کی پیدا نہین ہوسکتی اور سوا اوسکی کوئی سزاوار پرستش کا نہین سو مین اوسکی عبادت اپنی ذمہ لیچکا ہون اور سوا اوسکی

وبعد هذا الاعتراف کل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه فهو موحد بلسانه فقط والتوحید لا یکمل الا بالاستقامة
کسیکی عبادت نکرونگا اور بعد اس اقرار کی جو شخص اپنی ہوا ہوس کا تابع ہوا تو اوسنی اپنی ہوا ہوس کو معبود بنالیا پس وہ شخص صرف زبانی موحد ہی اور توحید پر جب تک قایم نرہی کامل نہین ہوتی

علیه ومن لم یستقم علیه ولو فی امر یسیر بل اتبع هواه ولو فی فعل قلیل یکون خارجا عن سواء السبیل وذلک قادح
اور جو شخص توحید پر قایم نرہا اگرچہ ادنی بات مین بلکہ اپنی ہوس کا تابع ہوا اگرچہ چھوٹی سی کار مین تو وہ سیدہی راہ سی الگ ہی اور اس ہی کمال توحید مین

فی کمال التوحید ولعدم خلو بشر عن ذلک قال الله تعالی وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا فیکون الورود علی النار لکل احد
نقصان آتا ہی اور چونکہ اس سی کوئی بشر خالی نہین ہی [illegible] اللہ تعالی فرماتا ہی اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہنچیگا اوسپر پس ہر ایک کا گذر یقینا آگ پر ہوگا

متیقنا وانما الشک فیمن ینجو منها وفی ای وقت یخرج منها وقد جاء فی بعض الاخبار ما یدل علی ان اخر من یخرج بعد
شک اونہی مین ہی جو اوس سی نجات پاوینگی اور کس وقت اوسمین سی باہر آوینگی اور بیشک بعضی احادیث کی مضمون سی معلوم ہوتا ہی کہ سب سی آخر کا بعد سات ہزار برس کی

سبعة الاف سنة وبعضهم یجوز عنها کبرق خاطف ولا یوجد له فیها لبث نرجو الله تعالی ان یجعلنا منهم بلطفه
نکلیگا اور بعضی اوسپر سی چمکتی بجلی کی طرح جہت جاوینگی اور انکی لئی اوسمین ذرا درنگ نہوگی ہمکو امید ہی کہ اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل

وفضله وکرمه

المجلس الثانی والاربعون فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء

اور کرم سی ہمکو انہی گروہ مین داخل کری — بیالیسوین مجلس اس بیان مین کہ دعا اوترتی بلا کو اور اوتری ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی

وبعد النزول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد الله بالدعاء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک دعا نفع کرتی ہی اوس بلا کو جو اوتر چکی اور جو نہین اوتری سو اپنی اوپر اللہ کی بندو دعا کو لازم کرلو

هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عبد الله بن عمر ومعناه ان الدعاء یدفع البلاء النازل ویدفع البلاء الذی
یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی عبد اللہ بن عمر کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ دعا آئی ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی اور اوس بلا کو بھی

کان فی صدد النزول فداوموا یا عباد الله بالدعاء [illegible] فان البلاء ینزل فیتلقاه الدعاء فیعتلجان الی یوم القیامة
[illegible] تیار ہو دفع کردیتی ہی سو تم ای بندو [illegible] کی ہمیشہ دعا کرنا [illegible] بیشک بلا آتی ہی اور دعا [illegible] قیامت تک [illegible] لڑتی رہتی ہین

كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم القيمة وقد روي عن سلمان الفارسي

چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا آسمان اور زمین کی بیچ میں ملتی ہیں پہر قیامت تک لڑی جاتی ہیں اور سلمان فارسی سی روایت ہی

انه عليه السلام قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان مما لا مرد له لكن من جملة القضاء رد البلاء

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قضا کو دعا کی سوا کوئی نہیں رد کرتا کیونکہ قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانی والا نہیں پر یہہ بہی حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہو جاوی

بالدعاء فكل بلاء قدر ان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالترس الذي يكون سببا لرد السهم فكما

پہر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہو جاوی تو دعا واسطی دفع ہونی اوس بلا کی سبب ہووےگی مانند ڈہال کی سو جیسی ڈہال

ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وقد روي عن ابن مسعود انه عليه السلام قال سلوا الله من فضله

تیر کو روک دیتی ہی ایسی ہی دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ سی اللہ کا فضل مانگا کرو

فان الله يحب ان يسال يعني ان الله تعالى كريم قادر على قضاء الحوائج يحب ان يطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا

کیونکہ اللہ تعالی سوال کرنیکو محبوب رکہتا ہی مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کریم ہی اور حاجات روا کرنی پر قادر ہی یہہ محبوب رکہتا ہی کہ مجہسی حاجات طلب کیا کریں سو ای ایمان والو

منه قضاء حوائجكم ايها المؤمنون وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال من لم يسال الله يغضب عليه

اوس سی اپنی اپنی حاجتیں طلب کرو اور ایک اور حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اللہ سی سوال نہیں کرتا تو اللہ اوس پر غصہ کرتا ہی

لان من لم يطلب منه تعالى حاجة يكون في صورة الاستغناء عنه تعالى ولا يجوز للعبد ان لا يعرض حاجة على الله تعالى

اسلئی کہ جو اللہ تعالی سی حاجت طلب نہیں کرتا تو وہ ظاہر میں اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا ہی اور بندہ کو یہہ جایز نہیں ہی کہ اللہ تعالی سی کوئی حاجت پیش نکری بلکہ چاہیی کہ اپنی تمام

ليكون هذا اعترافا بعبوديته وفقره وعجزه واحتياجه الى الله تعالى في قضاء حوائجه فان احب العباد الى الله تعالى

تاکہ یہہ ہی اپنی عبودیت کا اور فقر کا اور عجز کا اور اللہ تعالی کی طرف حاجتمندی کا تمام حاجات کی روا کرنی میں اقرار ہو جاوی کیونکہ محبوب تر بندہ اللہ تعالی کا

من يساله وابغض العباد اليه من يستغني عنه واحب العباد الى الناس من يستغني عنهم ولا يسالهم شيئا وابغض

وہ ہی جو اوس سی مانگتا رہی اور بدتر بندہ اللہ کا وہ ہی جو اوس سی بی پروائی کری اور محبوب یعنی پسندیدہ آدمی انسیں وہ ہوتا ہی جو اونسی بی پروا رہی اور اونسی کچہہ نہ مانگی اور ناکارہ

العباد اليهم من يسالهم وقد روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال ليس شيء اكرم على الله تعالى من الدعاء يعني ان اكرم

آدمی انسیں وہ ہی جو انسی سوال کیا کری اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کوئی شی اللہ تعالی پر دعا سی زیادہ تر مکرم نہیں مراد یہہ ہی

العبادات على الله تعالى الدعاء بل جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرا قوله تعالى ادعوني

کہ عبادات میں بڑی معزز اللہ تعالی پر دعا ہی بلکہ ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا ہی عبادت ہی پہر آیت پڑہی مجکو پکارو

استجب لكم فانه عليه السلام لما حكم في هذا الحديث ان الدعاء هو العبادة استدل عليه بالاية لان في الاية

کہ پہنچوں تمہاری پکار سو نبی علیہ السلام نی جب اس حدیث میں یہہ ارشاد کیا کہ دعا ہی عبادت ہی تو اوس پر اس آیت سی استدلال کیا اسلئی کہ آیت میں دعا کرنیکا

امر بالدعاء وامتثال الامر عبادة يحصل للداعي في مقابلتها ثواب وان لم يحصل مراده لكن ظاهر عبارته عليه السلام

امر ہوا ہی اور فرمان برداری امر کی عبادت ہوتی ہی اسکی مقابلہ میں دعا کرنی والی کو ثواب ملتا ہی اگرچہ اوسکا مطلب نہ ملی لیکن حدیث کی ظاہر عبارت سی یہہ

يدل على ان لا عبادة الا الدعاء وليس كذلك بل معنى الحديث ان الدعاء معظم العبادة لان في الدعاء اظهار العجز والاعتراف

معلوم ہوتا ہی کہ سوای دعا کی اور کچہہ عبادت ہی نہیں اور واقع میں یوں نہیں ہی بلکہ حدیث کی معنی یہہ ہیں کہ دعا عمدہ عبادت ہی اسلئی کہ دعا میں عجز کا اظہار اور فقر کا اقرار ہوتا ہی

بالفقر والاقبال على الله تعالى والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشياء عين العبادة ويقرب من هذا المعنى

اور اللہ تعالی کی طرف توجہ اور اوسہی سی امیدواری اور ماسوا سی بیزاری ہوتی ہی اور یہہ سب باتیں عبادت کی ہیں اور اسہی مضمون سی ملتا ہوا ہی

ما روي عن انس انه عليه السلام قال الدعاء مخ العبادة فان مخ الشيء خالصه وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام

جو انس روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا دعا عبادت کا مغز ہی کیونکہ مغز ہر شی میں سی خالص ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من سره ان يستجيب الله دعاءه عند الشدائد فليكثر الدعاء عند الرخاء فعلى هذا ينبغي للعبد ان يواظب على
فرمایا جسکو یہہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالی اوسکی دعا سختی مصیبت مین قبول کری تو چاہیی کہ عیش اور آسانی مین خوب دعا کیا کری اس بیان کی موافق بندہ کو لایق ہی کہ ہمیشہ بلا ناغہ
الدعاء ويكثره في حالة النعمة والرخاء لينال النجاح في حال الضيق والبلاء فان من يداوم على الدعاء في الرخاء يصير
اور نعمت اور عیش کی حالت مین زیادہ تر دعا کیا کری تاکہ تنگی اور بلا کی وقت مخلصی حاصل ہو بیشک جو شخص عیش مین دعا کی مداومت کریگا تو وہ
من حزب الله تعالى ومن عادة العظماء ان ينصروا حزبهم عند الشدائد ثم انه اذا دعى ينبغي له ان يكون موقنا
اللہ والون مین داخل ہوجاویگا اور عظماء کی عادت ہی کہ سختی مین اپنی والستون کی مدد کرتی ہین پہر جب یہہ دعا مانگی تو اوسکو لایق ہی کہ قبولیت کا یقین کری اسوسطی
بالاجابة لانه تعالى وعد بالاجابة قال ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ وروى عن ابي هريرة رض انه عليه السلام قال ادعوا الله وانتم
کہ اللہ تعالی قبول کرنی کا وعدہ کرچکا ہی فرمایا مجکو پکارو کہ پہنچون تمہاری پکار اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی سی قبولیت کا یقین کرکی
موقنون بالاجابة فان الداعي اذا لم يكن موقنا بالاجابة لا يكون مستحقا في الرجاء فلا يكون رجاؤه صادقا ولا دعاؤه
دعا مانگو اسلئی کہ دعا مانگنی والا اگر قبولیت کا یقین نہین کرتا تو مستحق امید براری کا نہین ہوتا پہر اوسکی امید صادق نہین ہوتی اور نہ اوسکی دعا
خالصا لان الرجاء هو الباعث على الطلب فاذا لم يتحقق الرجاء لا يتحقق الطلب فان قيل كيف يمكن للداعي ان يكون موقنا
خالص ہوتی ہی اسوسطی کہ امیدواری ہی طلب کی باعث ہوئی ہی پہر جب امیدواری ہی نہین تو طلب بہی نہین ہوگی اگر کوئی اعتراض کری کیونکر ہوسکتا ہی کہ دعا مانگنی والا اپنی
باجابة دعائه مع وقوع التخلف في الاجابة حيث نرى ان بعض الدعاء يستجاب وبعضه لا يستجاب فالجواب ان الداعي
دعا کی قبولیت کا یقین کری باوجودیکہ قبولیت مین خلاف واقع ہوتا ہی اسلئی کہ یہہ دیکہا ہی کہ کوئی دعا تو قبول ہوجاتی ہی اور کوئی دعا قبول نہین ہوتی تو اسکا یہہ جواب ہی کہ دعا
لا يكون محروما عن الاجابة البتة فان الاجابة المطلقة حاصلة له حيث ما ورد الوعد الصدق لكن امرها الى الله تعالى
مانگنی والا ہرگز قبولیت سی محروم نہین رہتا مطلق اجابت اوسکی لئی بیشک حاصل ہوتی ہی اسواسطی کہ سچا وعدہ ہوچکا ہی لیکن اوسکا حال قبضہ الہی مین ہی
ان يجعلها ما يشاء في اي وقت شاء فان ما سال الداعي ان كان حصوله مقدرا في الحال يحصل في الحال وان كان
اوسکو جو چاہی اور جسوقت چاہی کردی کیونکہ سوال دعا مانگنی والی کا اگر تقدیر مین ابہی ہونیوالا ہی تو فورا ہوجاتا ہی اور اگر اوس سوال کا ہونا
حصوله مقدرا في وقت اخر يحصل في ذلك وان لم يكن مقدرا يدفع عنه من البلاء مثل ما ساله عوضا عما سال او
اور وقت پر منحصر ہی تو اوسوقت ہوویگا اور اگر مقدر یعنی ہونیوالا ہی نہین تو اوسپرسی کوئی بلا اوسکی بدلہ مین سوال کی برابر دفع ہوجاتی ہی یا اوسکو آخرت مین اوس سوال کا بدلہ
يحصل له في الاخرة من الثواب عوض ما سال لان الدعاء عبادة والعبادة لا يكون فاعلها محروما من الثواب وقد
ثواب ملیگا اسلئی کہ دعا تو عبادت ہی اور عبادت کرنیوالا یعنی عابد ثواب سی محروم نہین ہوتا
روى عن يزيد الرقاشي انه قال اذا كان يوم القيمة عرض الله تعالى للعبد دعوات دعى بها في الدنيا ولم يستجب له فيقول
اور یزید رقاشی سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی بندہ کو اوسکی دعائین دنیا مین مانگی ہوئی جو قبول نہین ہوئی تہی دکہاویگا فرماویگا
عبدي دعوتني يوم كذا وكذا فامسكت عليك دعاءك فخذ مكان دعائك ما ادخرت لك من الثواب فلا يزال العبد
ای بندہ تونی مجہسی فلانی فلانی دن یہہ دعا مانگی تہی سو مینی تیری لئی وہ دعائین جمع کررکہی ہین اب تو اپنی دعا کا عوض یہہ لی لی جو مینی تیری لئی ثواب جمع کررکہا ہی پہر
يعطى من الثواب حتى يتمنى ليته تعالى لم يقض له حاجة قط فاذا كان كذلك يلزم للداعي ان يكون موقنا في اجابة ما
اوسکو ثواب ملی جائیگا آخر کو یہہ آرزو کریگا کاشکی اللہ تعالی میری کوئی حاجت کبہی نہ روا کرتا جب دعا کا یہہ حال ہی تو دعا مانگنی والی کو لازم ہی کہ بعینہ دعا کی قبولیت کا یقین کری
ادعى به او بعوضه اما في الدنيا او في الاخرة لما روى انه عليه السلام قال ما من مسلم يدعو بدعوة ليس فيها اثم ولا
یا اوسکی بدلہ کا یا دنیا مین یا آخرت مین کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مسلم جو ایسی دعائین مانگی جسمین نہ کچہہ گناہ ہو اور نہ
قطيعة رحم الا اعطاه الله بها احدى ثلث اما ان يعجل له دعوته واما ان يؤخرها في الاخرة واما ان يصرف عنه من السوء
قطع رحم مگر عطا فرماویگا اوسکو اللہ تعالی ایک بات تین مین سی یا تو اوسکی دعا بعینہ فورا ہوگی یا اوسکو پیچہی پر رکہیگا آخرت مین اور یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کردیگا

مثلها وفي لفظ اخر اما ان يكفر عنه من ذنوبه بقدر ما دعاه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ما من مسلم

اور دوسری عبارت مین اوس سی دعا کی برابر گناہ معاف ہو جاوینگی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مسلم

يدعو بدعاء الا اعطاه الله ما سال او كف عنه من السوء مثله ما لم يدع باثم او قطيعة رحم فالدعاء بالاثم مثل

جو کچہہ دعا مانگی مگر اوسکو اللہ تعالی جو طلب کری عطا فرماتا ہی یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کرتا ہی جبتک کہ گناہ کی یا قطع رحم کی دعا نہ کری پہر گناہ کی دعا تو ایسی ہوتی

ان يقول اللهم ارزقني شرب الخمر او قتل انسان او وطي غلام او غير ذلك مما يحرم عليه فعله والدعاء بقطيعة الرحم

ہی مثلا کہی الہی مجکو پینا شراب کا یا قتل انسان کا یا وطی غلام کی میسر کر یا اور کچہہ سوا اسکی جسکا عمل اوسپر حرام ہی اور دعا قطع رحم کی مثلا

مثل ان يقول اللهم باعد بيني وبين ابي وامي او اخي او غير ذلك فان الدعاء بهذين الوجهين لا يقبل ثم انه اذا اراد

یون کہی الہی دور رکہہ مجکو اور میری باپ کو اور ماکو یا بہائی کو یا اور سوا اوسکی بیشک یہہ دونو طرح کی دعا قبول نہین ہوتی پہر یہہ شخص جب دعا مانگنی کا قصد کری

ان يدعو ينبغي له ان يتوب اولا عن خطايا والاثام ويرد المظالم وحقوق الانام ثم يتوضأ ويستقبل القبلة ويجثو على

تو لایق ہی کہ پہلی اپنی گناہوں اور معصیت سی توبہ کری اور مظالم اور خلقت کی حقوق ادا کری پہر وضو کرکی قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر دوزانو بیٹہی

ركبتيه ثم يرفع يديه ويدعو بالخضوع والخشوع ويساله ما دعا به ثلثا لما روي عن ابن مسعود انه عليه السلام

پہر دونو ہاتہہ اوٹہاکر نہایت انکسار اور فروتنی سی دعا مانگی اور جو کچہہ تین تین بار سوال کری اسواسطی کہ ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا دعا دعا ثلثا واذا سال سال ثلاثا ويختار في الدعاء الجوامع والمراد بالجوامع ما كان لفظه قليلا ومعناه كثيرا

جب دعا مانگتی تو تین تین بار مانگتی اور جب سوال کرتی تین بار سوال کرتی اور دعا مین عبارت جوامع کو پسند فرماتی اور مراد جوامع سی وہ عبارت ہی جسمین لفظ تہوڑی ہون

قد جمع فيه خير الدنيا والاخرة كما في قوله تعالى رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ويجتنب

اور معانی بہت ہون جسمین تمام خوبی دنیا اور آخرت کی آجاوی چنانچہ اس آیت مین ہی ای رب ہماری دی ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی اور دعا مین

الاعتداء فيه والتجاوز عن الحد المشروع فالاولى ان لا يتجاوز الدعوات الماثورة كيلا [illegible] لا يليق به

تعدی سی بچی اور تجاوز نہ کری کہ شرع کی حد سی باہر ہو جاوی اب اولی یہہ ہی کہ دعوات ماثورہ سی جو حدیثون مین ہین تجاوز نہ کری [illegible]

اذ ليس كل احد يحسن الدعاء وقيل ان العلماء كانوا لا يزيدون في الدعاء على سبع كلمات ويشهد لهذا اخر سورة البقرة فانه تعالى

اسواسطی کہ ہر ایک شخص اچہی دعا نہین جان سکتا اور کہتی ہین اگلی علماء دعا کی اندر سات کلمات سی زیادہ نہین بڑہاتی تہی اور اسکا گواہ آخر سورہ بقرہ کا ہی سو اللہ تعالی نی

لم يخبر في موضع من ادعية عباده اكثر من ذلك حيث بين فيه انهم قالوا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا

کسی مقام مین بندون کی دعاؤن مین اس سی زیادہ نہین بڑہایا جہان یہہ بیان فرمایا ہی کہ اونہون نی یہہ کہا ای رب ہماری مت پکڑ ہمکو اگر ہم بہولیں یا چوکیں ای رب ہماری

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا

اور نہ رکہہ ہمپر بوجہہ جیسا رکہا تہا ہمسی اگلون پر ای رب ہماری اور نہ اوٹہوا ہمسی جسکی طاقت نہین ہمکو اور درگذر کر ہمسی اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ يسر الله تعالى علينا افعال رضائه بلطفه المجلس الثالث والاربعون

تو ہمارا صاحب ہی تو مدد کر ہماری قوم کافر پر ہمپر آسان کری اللہ تعالی عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف سی تینتالیسوین مجلس

في بيان مسنونية الصلوة عند ظهور الاية المخوفة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا

بیان نماز مسنون ہونیکا وقت ظاہر ہونی نشان خوفناک کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ نی فرمایا جب تم کوئی

رأيتم اية فاسجدوا هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عباس والمراد بالاية العلامة التي يخوف الله تعالى

خوفناک نشان دیکہو تو نماز پڑہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت ہی اور مراد آیت سی وہ علامت ہی جسمین اللہ تعالی اپنی بندونکو

بها عباده والمراد بالسجود الصلوة كانه عليه السلام قال يا ايها الناس اذا رأيتم علامة من العلامات التي يخوف الله تعالى

ڈراتا ہی اور سجود سی مراد نماز ہی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو جب تم کوئی سی علامت دیکہو علامات میں سی جنسی اللہ تعالی اپنی بندونکو ڈراتا ہی

بها عباده فقوموا الی الصلوٰة فعلی هذا اذا ظهر علامة من العلامات المخوفة کالکسوف والخسوف والزلازل والصواعق

اپنی بندون کو ڈراتا ہی تو تم نماز مین مصروف ہوجاؤ اس مضمون کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہووی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اور بہونچال اور بجلی کا گرنا

والامطار الدائمة والریاح الشدیدة والظلمة الهائلة بالنهار والضوء الهائل باللیل وعموم الامراض والخوف الغالب

اور متصل بارش اور سخت اندہیان اور دن مین اندہیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک عمومًا بائی بیماریان اور دشمن کا قوی

من العدو ونحو ذلك من الاهوال والافزاع ینبغی للناس ان یقوموا الی الصلوٰة ویصلون ان شاءوا رکعتین

خوف اور مانند اسکی اور ہول اور خوف تو لوگون کو یہہ چاہی کہ نماز مین مشغول ہوجاوین اور چاہین تو دو رکعت پڑہین

وان شاءوا اربعا لان کل ذلك من الآیات المخوفة التی یخوف الله تعالی به عباده کما قال تعالی وما نرسل

اور چاہین چار رکعت پڑہین کیونکہ یہہ تمام نشان خوفناک ہین جن سی اللہ تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیان جو ہم

بالآیات الا تخویفا وقد روی انه علیه السلام قال اذا رایتم شیئا من هذه الافزاع فافزعوا الی الصلوٰة فانه

بہیجتی ہین سو ڈرانی کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم انمین سی کوئی شئ خوفناک کی دیکہو تو نماز پڑہنی لگو اسلئی کہ

علیه السلام کان اذا حزنه امر فزع الی الصلوٰة وعند ظهور علامة من علامات العقوبات کان یامر

نبی علیہ السلام کو جب کسی باب مین حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کردیتی اور ہر وقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیون مین سی نماز کی ہنی

بالصلوٰة والدعاء والاستغفار ویشتغل بها حتی ینکشف ذلك عن الناس لانه تعالی قد یرسل علامة من علامات

اور دعا مانگنی اور توبہ کرنیکا امر فرماتی اور آپ بہی اوسمین مشغول رہتی یہان تک کہ لوگون کی سر پر سی وہ نشان ٹل جاتا اسواسطی کہ اللہ تعالی بعضی دفعہ علامات عذاب مین سی

العذاب ویخوف بها عباده لیتوبوا الیه ویتضرعوا الیه وعلم من هذا کله ان علامة من علامات العذاب اذا

کوئی نشانی پیدا کرتا ہی اور اپنی بندون کو اوس سی ڈراتا ہی تاکہ اوسکی طرف رجوع کرکر انکسار کرین اس تمام بیان سی معلوم ہوا کہ علامات عذاب مین سی جب کوئی علامت پیدا ہووی

ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما یرجی ان یرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوی

تو توبہ اور استغفار مین اور اون اعمال مین مشغول ہونا مشروع ہی جسمین توقع عذاب ہولناک کی رفع ہونیکی ہو یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری

فان کل ذلك من اعظم ما یستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصی والملاهی فلا یمنع زوال البلاء بل

بیشک یہہ تمام واسطی دفع کرنی بلا کی بڑا ہی علاج ہی اور مشغلہ معاصی اور لہو لعب کا سو اس سی بلا ہرگز نہین ٹلتی بلکہ بلا کی

یقوی وقوعه کما یدل علیه قوله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم وقد روی ان بعض

آمدنی اور زور پکڑتی ہی چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو پڑی تمپر کوئی مصیبت سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور روایت ہی کہ ایک

الصالحین قد شکی الیه عن بلاء وقع فیه الناس فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم المعاصی فالعاصی

صالح مرد کی پاس عام بلا کی شکایت گذری جسمین تمام خلقت مبتلا تہی سو اوس صالح مرد نی فرمایا مین اس بلا کو بجز نحوست تمہاری گناہون کی نہین جانتا پس گنہگار آدمی

مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عمله لان النهی

منحوس ہوتا ہی اپنی جان پر اور غیرون پر اسلئی کہ یہہ بچاؤ کہان ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہوکر سب خلقت پر پہیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو نا پسند نہین کرتی

عن المنکر واجب فاذا ترکه الناس یکون جمیعهم مستحقین للعذاب کما روی عن جریر بن عبد الله رض انه علیه السلام

اسواسطی کہ بدبات کی ممانعت واجب ہی جب اس وجوب کو لوگون نی ترک کیا تو سب ہی سزاوار عذاب کی ہونگی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیهم بالمعاصی وهم یقدرون علی ان یغیروا علیه ولا یغیرون الا اصابهم

فرمایا نہین کوئی شخص کہ ایک قوم مین رہکر معاصی کیا کری اور حال یہہ ہی کہ اونکو یہہ قدرت ہی کہ منع کردین پر منع نہین کرتی مگر او ان سب پر

منه بعقاب قبل ان یموتوا وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ان الله تعالی لا یعذب العامة بذنوب الخاصة

جیتی جی عذاب آویگا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ تعالی بعض بعض کی گناہون سی تمام خلقت کو عذاب نہین کرتا

حتى يروا المنكر بين اظهرهم وهم قادرون على ان ينكروه فلا ينكرونه فاذا فعلوا ذلك عذب الله العامة

جبتک وہ خلقت امر بد کو اپنی سامنی دیکہیں اور وہ یہہ قدرت رکہتی ہین کہ منع کر دیں پہر منع نکریں جب وہ ایسا کرتی ہین تو پہر اللہ تعالی عوام

والخاصة فان المنكر اذا ظهر بين الناس يجب على كل من يراه ان يغيروه فان لم يغيروا فكلهم عاص بعضهم

وخواص سبکو عذاب کرتا ہی اسلئی کہ کار بد جب سب کی سامنی ہونی لگی تو جو دیکہی سب پر واجب ہی کہ منع کری اگر منع نکرینگی تو پہر سب کی سب گنہگار ہین

بفعله وبعضهم برضاه وقد جعل الله تعالى بحكمه وحكمته الراضي بمنزلة العاصي ولهذا قال الله تعالى واتقوا

بعضی تو عمل کر کر اور بعضی پسند کر کر اور اللہ تعالی نی اپنی حکم اور حکمت سی پسند کرنیوالیکو برابر گنہگار کی ٹہرایا ہی اسی لئی اللہ تعالی نی فرمایا ہی اور بچتی رہو

فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً قال ابن عباس رض في تفسير هذه الاية امر الله المؤمنين ان لا يقروا

اوس فساد سی کہ نہ پڑیگا تم مین سی ظالموں پر چنکر ابن عباس اس آیت کی تفسیر مین کہتی ہین بیشک اللہ تعالی مؤمنونکو امر کرتا ہی کہ امر منکر کو

منكرا بين اظهرهم فيعمهم العذاب فانظر ايها العاقل ان عاقر الناقة كان واحدا من قوم صالح النبي عليه السلام

اپنی سامنی نہ ہونی دین پہر سب پر عذاب آویگا سوای عقلمند دیکہہ تو حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کا کاٹنیوالا تمام قوم مین سی ایک ہی تہا

كما اخبر الله به حيث قال فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ فتبعه ثمانية فكانوا تسعة كما بينه الله حيث قال

چنانچہ اللہ تعالی اوسکی خبر اس آیت مین دیتا ہی پہر پکاری اپنی رفیق کو پہر ہاتہہ چلایا اور کاٹا پہر اوسکی ساتہہ آٹہہ آدمی ہوگئی تو وہ کل نو ہوگئی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ فانزل الله تعالى العذاب على قوم صالح النبي عليه السلام

اور تہی اوس شہر مین نو شخص خرابی کرتی ملک مین اور سنوار نکرتی پہر اللہ تعالی نی حضرت صالح نبی علیہ السلام کی قوم پر عذاب اوتار کر

واهلكهم وشمل الاصاغر والبهائم من العذاب ما شمل الاكابر حين لم ينهوا عاقر الناقة عن عقرها وكذلك سائر الامم

سبکو ہلاک کیا اور بچوں اور جانوروں پر وہ ہی عذاب آیا جو بڑوں پر آیا تہا جب اونہوں نی اونٹنی کی قاتل کو قتل سی منع نکیا اور ایسی ہی تمام امتین معذب

المهلك شمل العذاب صغارهم وكبارهم ونساءهم وحيواناتهم ولهذا كان الله تعالى يامر الانبياء عليهم السلام ان يخرجوا

کہ اونکی بچوں اور بڑوں اور عورتوں اور جانوروں پر عذاب آگیا اور اسی لئی اللہ تعالی انبیا علیہم السلام کو امر فرما دیتا تہا کہ مسلمانوں کو ساتہہ لیکر

مع المؤمنين من بين قومهم قبل نزول العذاب مع كون القدرة صالحة لانجاءهم وان قعدوا في اماكنهم لكن لا تبديل

اپنی قوم مین سی عذاب کی آنی سی پہلی باہر چلی جاوین باوجودیکہ اونکی بچا لینی کی قدرت ہی اگرچہ وہ اپنی مکانون مین بیٹہی رہین پر عادات الٰہی مین تبدیل نہین ہوتی

لسنة الله تعالى وقد كان من قاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم يعم المستحق وغيرهم ثم يبعثون على نياتهم كما جاء

اور قاعدہ عذاب کا یون ہی جاری تہا کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا تو مستحق وغیرہ سب پر عام پڑتا تہا پہر اپنی اپنی نیت پر اوٹہینگی چنانچہ

في الصحيحين عن عبد الله بن عمر رض انه عليه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب من كان فيهم ثم يبعثون

صحیح بخاری اور مسلم مین عبد اللہ بن عمر رض کی روایت سی آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب بہیجتا ہی تو جو اون مین ہوتی ہین

على نياتهم وروى عن مالك بن دينار رح انه قرأ هذه الاية وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

سب پر آتا ہی پہر اپنی اپنی نیتوں پر اوٹہائی جاتی ہین اور مالک بن دینار سی روایت ہی کہ اونہوں نی یہہ آیت پڑہی اور تہی اوس شہر مین نو شخص خرابی کرتی ملک مین

وَلَا يُصْلِحُونَ قال فكم اليوم في كل محلة وكل جماعة من يفسد في الارض ولا يصلح مع انه تعالى فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ

اور اصلاح نہ کرتی فرمایا آج ہر ہر محلہ اور ہر ہر جماعت مین کتنی ہین جو ملک مین خرابی کرتی ہین اور اصلاح نہین کرتی باوجودیکہ اللہ تعالی فرماتا ہی سو ڈرتی

عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وقد روى عن ام سلمة رض انها قالت سمعت رسول الله صلى

رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور ام سلمہ رض سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ سنا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الله عليه وسلم يقول اذا ظهرت المعاصي في امتي عمهم الله بعذاب من عنده فقلت يا رسول الله اما فيهم

وسلم سی سنا کہ فرماتی تہی جب میری امت مین معاصی ظاہر ہونی لگی تو اللہ تعالی کی پاس سی سب پر عذاب آویگا مین نی عرض کیا یا رسول اللہ کیا اوس امت مین

الناس

اناس صالحون قال بلى قلت كيف يصنعوا ولئك قال يصيبهم ما اصاب الناس ثم يصيرون الى

میں نیکوکار نہو گی فرمایا ہان میں عرض کیا انکا کیا حال ہوگا فرمایا اونپر وہ ہی مصیبت ہوگی جو سب لوگون پر پڑا جاوے گا پہر انکا مآل مغفرت

مغفرة الله ورضوانه فالظاهر من هذا الحديث ان المؤمن اذا لم يقدر باستطاعته ولم يغير

اور رضامندی ہے ہی اب اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ مرد مومن اگر با مقدور بیزار ہو تو وہ منکر کو بند نکری

المنكر يعمه العقاب في الدنيا دون الآخرة ويدل عليه ايضا ما روى عن عائشة رض انها قالت يا رسول الله

تو اوسکو عذاب دنیا میں عام ہوگا آخرت میں نہو گا اور یہہ ہی مضمون عائشہ رض کی روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ مینی عرض کیا یا رسول اللہ

ان الله تعالى اذا انزل سطوته باهل الارض وفيهم صالحون فيهلكون بهلاكهم فقال يا عائشة ان

اللہ تعالی جب اپنا قہر زمین کی باشندون پر نازل فرماتا ہی تو اونمین نیکوکار بہی ہوتی ہین کیا وہ بہی اونکی ساتھ ہلاک ہوتی ہین فرمایا یا عائشہ

الله تعالى اذا انزل سطوته باهل نقمة وفيهم صالحون فيصيبون معهم ثم يبعثون على نياتهم والمرء

اللہ تعالی جب اپنا قہر عذاب والون پر نازل کرتا ہی اور ان مین صلحا بہی ہوتی ہین تو وہ بہی اونکی ساتھ مصیبت میں آجاتی ہین پہر اپنی اپنی نیتون پر اوٹہتی ہین اور آدمی

لا يسمى صالحا الا اذا انكر بمقدار وسعه واما من داهن ولم ينكر مع استطاعته فانه يصير من الفاسقين

صالح جب ہی ہوتا ہی کہ اپنی مقدور تک برائی سی بیزار رہی اور جسنی سستی کی اور باوجود طاقت کی بند نکیا تو وہ فاسقون میں داخل ہوتا ہی

لا من الصالحين وقد ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم للمداهن في حدود الله والواقع فيها مثلا

صلحا مین نہین ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک مثال بیان فرمائی ہی حدود الہی میں سستی کرنیوالی کی اور جو حدود الہی میں مبتلا ہی

فقال عليه السلام مثل المداهن في حدود الله تعالى والواقع فيها مثل قوم استهموا سفينة فصار بعضهم

سو فرمایا مثال حدود الہی میں سستی کرنیوالی کی اور جو حدود میں مبتلا ہی ایسی ہی گویا ایک قوم نی کشتی حصہ والی پہر کوئی تو

في اسفلها وجاء بعضهم في اعلاها فكان الذي في اسفلها يمر بالماء على الذين في اعلاها فتاذوا به فاخذ فاسا

نیچی کی درجہ مین آیا اور کوئی اوپر کی درجہ مین آیا اور جو کہ نیچی کی درجہ مین تہا وہ اوپر والون کی پاس پانی لیی آتا جاتا اونکو اس سی ایذا ہوئی اب اوسنی کلہاڑا لیکر

فجعل ينقر السفينة فاتوه فقالوا ما لك فقال تاذيتم بي ولا بد من الماء فان اخذوا على يديه نجوه ونجوا انفسهم

کشتی مین چہید کرنا شروع کیا انہون نی اوسکی پاس آکر پوچہا تو کیا کرتا ہی کہا تمکو مجہسی ایذا ہوتی ہی اور مجہکو پانی کی ضرورت ہی اب اگر انہون نی اوسکا ہاتہ پکڑ لیا تو اوسکو بچا لیا اور اپنی

وان تركوه اهلكوه واهلكوا انفسهم فانه عليه السلام قد ادرج في تمثيله هذا جملة من الفوائد منها ان الدين

جانین بہی بچائی اور اگر اوسکو چہوڑ دیا تو اوسکو مارا اور آپ بہی مری بیشک نبی علیہ السلام نی اس تمثیل میں بہت فائدی درج کئی ہین ایک یہہ ہی کہ دین

كالسفينة فان السفينة كما تكون سبب النجاة في الدنيا كذلك الدين يكون سبب النجاة في الآخرة ومنها ان

مثل جہاز کی ہی سو جہاز جیسی دنیا مین ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دین آخرت مین بچاتا ہی اور ایک یہہ ہی

سكوت اهل السفينة عمن يريد ان ينقرها كما يكون سبب هلاكهم في الدنيا كذلك سكوت المسلمين عن الفاسق

کہ کشتی والون کا چپ رہنا اوسکی حال سی جو کشتی مین چہید کیا چاہتا ہی جیسی دنیا مین اونکی ہلاکت کا سبب ہی ایسی ہی چپ رہنا مسلمانون کا فاسق کی حال سی

وعدم الانكار عليه يكون سبب هلاكهم في الدنيا والآخرة ومنها ان قول الناقر انما انقر فيما يختص بي كما لا ينجي

اور اوسپر انکار نکرنا دنیا اور آخرت مین اونکی ہلاکت کا سبب ہی اور ایک یہہ ہی کہ سوراخ کرنیوالی کا یہہ کہنا کہ مین تو اپنی حصہ مین چہید کرتا ہون جیسی

من كان في السفينة من الهلاك كذلك لا ينجي المؤمنين من الاثم والعقوبة قول الجاني انما اجني على ديني لا على

اون لوگون کو جو کشتی مین ہین ہلاکت سی نہین بچاتا ایسی ہی اور مومنین کو گنہگار کا یہہ کہنا گناہ اور عقوبت سی نہین بچاتا کہ مین اپنی دین پر گناہ کرتا ہون تمہاری دین پر نہین

دينكم عليكم انفسكم ما تريدون مني لي عملي ولكم عملكم كل شاة تعلق بعرقوبها ونحو هذه الكلمات التي تجري

کرتا تم اپنی سنبہالو تمہین مجہسی کیا غرض میری لئی میرا کیا تمہاری لئی تمہارا کیا ہر ایک بکری اپنی پانو سی بندہتی ہی اور ایسی ایسی باتین جو عوام

على ألسنة العوام الذين لا يعلمون ان شوم فعله وسوء عاقبته فساده يشمل الجميع ومنها ان قيام اهل السفينة
کی زبان پر گذرتی ہیں جو یہہ نہیں جانتے کہ نحوست اونکی عمل کی اور انجام بد اونکی فساد کا سب پر آتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ اہل سفینہ کا کھڑے ہوکر

ومنع من يريد خرقها كما يكون سببا لنجاة جميع اهل السفينة من الغرق كذلك قيام اهل الدين ومنع المنكر
کشتی توڑنیوالی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دینداروں کا مستعد ہوکر کھڑا ہونا اور منکر سی روکنا

يكون سببا لنجاة جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق
گناہ اور عقوبت سی تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب ہوتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اتنا احمق ہو

يستحسن ما هو قبيح في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها
کہ اچھا بد امور کو نیک سمجھی اور ڈوبنی سی واقف نہو ایسی ہی معصیت کو وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اسکو نیک سمجھی اور یہہ نجانی کہ اسمیں

من عظيم الاثم واليم العقاب اذ لو علم يقينا انه بمعصيته يفعل في دينه من الضرر ما يفعله خارق السفينة لما
کتنا بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقیناً یہہ جانتا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہی جیسی کشتی کا توڑنیوالا کرتا ہی تو معصیت کو کبھی

اقدم عليها ابدا ومنها ان واحدا من اهل السفينة اذا انكر على الذي يريد خرقها واعترض عليه واحد منهم
اختیار نکرتا اور ایک یہہ ہی کہ کوئی اہل سفینہ میں سی جب اوس کشتی توڑنیوالی کو تنبیہ کری اب اگر کوئی اور شخص اونمیں سی اسپر یہہ اعتراض کری کہ تجھی کیا کام

فان ذلك المعترض كما ينسب الى الحمق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من
تو بیشک یہہ اعتراض کرنیوالا جیسی احمق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سی نادان کہلاویگا اسواسطی کہ روکنی والا

الخرق ساعيا في نجاة المعترض وغيره من الهلاك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا
کشتی کی توڑنی سی معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سی بچاتا ہی ایسی ہی جو شخص اوسپر اعتراض کری جو منکرات سی منع کرتا ہی تو وہ اعتراض

من عظيم حمقه وقلة عقله وعدم علمه بعاقبة المعصية وشومها فان من يغير المنكر يكون قائما باسقاط الفرض
بڑی حماقت اور بی وقوفی اور معصیت کی انجام اور نحوست کی نادانی سی ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہی تو وہ واسطی ادا کرنی فرض کی

المتوجه على المعترض وغيره وساعيا في نجاتهم من الاثم وخلاصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذا سكتوا
جو معترض وغیرہ پر آتی کوہی کوشش کرتا ہی اور اونکو خطا سی بچاتی اور عقاب سی چھوڑانی میں سعی کرتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی والی اگر توڑنیوالی سی

عمن يريد خرقها ولم يمنعوه فانهم كما يكونون سواء في الهلاك معه ولا يميز الخارق من غيره ولا الصالح من الطالح كذلك
چشم پوشی کرینگی اور اوسکو منع نہ کرینگی تو یہہ سب جس حال میں ہونگی اوسکی ساتھہ ڈوبنی میں برابر ہونگی اور یہہ نہ معلوم ہوگا انمیں توڑنیوالا کونسا ہی اور نہ یہہ کہ نیک کونسا

اهل الاسلام اذا سكتوا عن تغيير المنكر يعمهم العذاب ولا يميز بين مرتكبه الاثم وغيره ولا بين الصالح منهم وغيره
ہی اور بدکار کونسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکنی میں چشم پوشی کرینگی تو سب پر عذاب آویگا یہہ پہچان ہوگی منکر کا عمل کرنیوالا کونسا ہی اور صاف کونسا ہی اور نہ

ولذلك قال النبي عليه السلام لا تزال لا اله الا الله تنفع من قالها وترد عنهم العذاب والنقمة ما لم يستخفوا بحقها
پہچانی نیکوکار اور بدکار کی اسی واسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کلمہ لا اله الا الله جو اسی پڑھیگا ہمیشہ فائدہ دیتا رہیگا اور اوسپر سی عذاب اور قہر کو ہٹاتا رہیگا جبتک اوسکی حق کو ضعیف

قالوا يا رسول الله وما الاستخفاف بحقها قال يظهر العمل بمعاصي الله تعالى فلا ينكر ولا يغير فانه عليه الصلوة والسلام
عرض کیا یا رسول الله اوسکا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہی فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہونی لگیں پہر نہ کوئی اوسکو ناپسند کری اور نہ کوئی بند کری بیشک نبی علیہ السلام نی

اخبر في هذا الحديث ان ترك الانكار والتغيير يكون استخفافا بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها
اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کی ترک کرنی میں کلمہ توحید کی خفت ہوتی ہی سو کلمہ پڑھنی والوں پر سی عذاب کو دفع نہیں کریگا

لكن ينبغي ان يعلم ان الفعل الذي يجب انكاره يشترط ان يكون منكرا سواء كان من الصغائر او من الكبائر ان وجوب
پر یہہ بہی یاد رکہنا چاہیی کہ جس کار سی انکار کرنا واجب ہی تو اسمیں شرط یہہ ہی کہ وہ مذموم ہو پہر برابر ہی صغیرہ ہو یا کبیرہ اسواسطی کہ وجوب

الانكار لا يختص بالكبائر بل يعم الصغائر ايضا ولا يشترط في كونه منكرا ان يكون معصية فان من رای صبيا او

انكار كا كچهه كبائر سے ہی خاص نہیں ہی بلکہ صغائر سے بهی چاہیئی اور منکر ہونی میں یہہ شرط نہیں ہی کہ معصیت ہو اگرچہ کیونکہ جو شخص نابالغ لڑکی یا

مجنونا يشرب الخمر فعليه ان يريق خمره ويمنعه من الشرب وكذا لو رای واحدا منهما يفعل شيئا من المنكرات

باولی کو شراب پیتا دیکهی تو اوسکو لازم ہی کہ شراب کبندڑا دی اور پینی سی منع کر دی اور ایسی ہی اگر کسیکو اونمین سی کوئی اور منکر عمل کرتی ہوئی دیکهی

يجب عليه ان يمنعه وليس هذا المنع لكون فعلهما معصية اذ لا يسمى فعلهما معصية بل لكونه منكرا ومما

تو اوسکو واجب ہی کہ منع کری اور یہہ ممانعت اسلئی نہیں ہی کہ وہ اونکی حق میں معصیت ہی اسواسطی کہ نابالغ اور باولی کی اعمال معصیت نہیں ہوتی بلکہ اسلئی کہ منکر ہی اور

ينبغي ان يعلم ايضا ان تغيير المنكر لا يختص بالحاكم ولا يتوقف على اذنهم بل يجب على كل احد بحسب استطاعته

یہہ بهی یاد رکہنی کی بات ہی کہ منہیات سی روکنا صرف حاکموں سی خصوصیت نہیں رکہتا اور نہ اونکی اجازت پر موقوف ہی بلکہ ہر ایک پر اوسکی طاقت کی موافق واجب ہی

وان لم يكن ماذونا من جهتهم سواء كان رجلا او امرأة او حرا وعبدا كما عليه الاجماع لما روی عن ابي سعيد الخدری رض

اگرچہ حاکموں کی طرف سی مامور نہو برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چنانچہ اسی پر امت کا اجماع ہوا ہی اسواسطی کہ ابو سعید خدری سی روایت ہی

انه عليه السلام قال من رای منكم منكرا فليغيره بيده وان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو کوئی تم مین سی منکر کو دیکهی تو چاہیئی کہ ہاتہہ سی روک دی اور اگر یہہ طاقت نہو تو زبان سی روکی اور اگر یہہ بهی طاقت نہو تو دل سی بیزار رہی

وذلك اضعف الايمان فقوله عليه السلام فليغيره امر ايجاب بالاجماع وقوله من رای منكم عام يشمل الوجوب

اور یہہ ادنی ایمان ہی پس ارشاد علیہ السلام کا چاہیئی کہ روک دی بالاجماع امر ایجاب کی لئی ہی اور آپ کا قول جو کوئی تم مین سی دیکهی عام ہی تمام امت پر واجب ہوتا ہی

جميع الامة لكن قوله تعالى وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ يدل على

پر یہہ آیت اور چاہیئی کہ رہی تم مین ایک جماعت بلاتی نیک کام پر اور حکم کرتی پسند بات کو اور منع کرتی ناپسند کو یہہ دلالت کرتی ہی کہ

انه فرض كفاية وفرض الكفاية اهم من فرض العين والاشتغال به افضل من الاشتغال بفرض العين لان

فرض کفایہ ہی اور فرض کفایہ کا اہتمام فرض عین سی زیادہ ہوتا ہی اور فرض کفایہ مین مشغول رہنا فرض عین کی شغل سی افضل ہوتا ہی اسواسطی

من يترك فرض العين يختص هو بالاثم ومن يفعله يختص هو باسقاط الفرض عن نفسه واما فرض الكفاية

کہ جو شخص فرض عین کو ترک کریگا تو وہی ایک گنہگار ہوگا اور جو شخص فرض عین کو ادا کریگا تو وہ صرف اپنی ذمہ کا فرض ادا کریگا اور فرض کفایہ

فلو ترك يأثم الجميع ولو فعل يسقط الاثم عن الجميع ففاعله ساع في صيانة جميع الامة عن الاثم ولا شك ان من قام

اگر ترک کریگا تو تمام امت گنہگار ہوگی اور اگر فرض کفایہ ادا کریگا تو تمام امت گنہ سی بچیگی پس فرض کفایہ بجالانیوالا تمام امت کو گناہ سی بچانی مین سعی کرتا ہی اور بیشک جو شخص

مقام جميع المسلمين في اقامة مهم من مهمات الدين يكون افضل ولذلك قال النبي عليه السلام من امر بالمعروف

ضروری امر دینی کی قایم کرنی مین تمام مسلمانوں کا قایم مقام ہو وہی وہ بہت بہتر ہی اسی واسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص نیک کام سکہاوی اور

ونهى عن المنكر فهو خليفة الله تعالى في ارضه وخليفة كتابه ورسوله وانما كان كذلك لان الانبياء ما بعثوا

بد کام سی روکی پس وہ زمین مین اللہ تعالی کا اور اوسکی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ خلافت اسلئی ہی کہ انبیاء علیہم السلام اسی واسطی مبعوث ہوئی ہین

الا للامر بالمعروف والنهي عن المنكر وذلك وظيفتهم التي جاءوا بها فمن تبعهم فيها وامر ونهى يكون نائبا عنهم في هذا

کہ نیک کام سکہاوین اور بد کام سی روکین اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو لائی ہین اس باب مین جو اونکا پیرو ہو کر نیک کام سکہاوی اور بد کام سی روکی وہ ہی

الامر العظيم وتلي منزلته منزلتهم في هذا الخطب الجسيم سواء كان حاكما او ماذونا من جهته او غير ماذون نعم من

اس امر عظیم مین اونکا نائب ہوویگا اور اسکا رتبہ اس کار معظم مین اونکی رتبہ سی قریب جا ملیگا برابر ہی کہ وہ حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو یا غیر متعین ہاں جو شخص

كان حاكما او ماذونا من جهته يتعين عليه ذلك ويكون له من اقامة الحدود والتعزير ما ليس لغيرهم من المسلمين

حاکم ہو یا حاکم کی طرف سی متعین ہو تو اوسکا یہہ ذمہ ہی اور اوسکو بسبب انتظام حدود اور تعزیر کی اتنا ثواب ہوگا جو اور کسی مسلم کو نہوگا

واذا اهمل فعلی کل مسلم ان یامر بالمعروف وینهی عن المنکر بقدر طاقته ثم ان کان الوالی راضیا به فیها وان لم

اور جب وہ سستی کرے تو پہر ہر ایک مسلمان کو لازم ہی کہ امر بالمعروف اور منکر سی ممانعت اپنی مقدور موافق کیا کری پہر اگر حاکم اسپر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر

یکن راضیا بل کان ساخطا فسخطه منکر یجب الانکار علیه لان العلماء قد فهموا من العمومات الواردة فی الامر

راضی نہو بلکہ ناخوش ہو تو اوسکی ناخوشی بہی منکر ہی اس سی بہی انکار چاہیی اسواسطی کہ علماء اون عمومات سی جو در باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وارد ہین

بالمعروف والنهی عن المنکر دخول الامراء والسلاطین تحت تلک العمومات فکیف یحتاج الی اذنهم فی الانکار علیهم

یہہ ہی سمجہتی ہین کہ امراء اور سلاطین ان عمومات کی تلی داخل ہین پہر اونکی اجازت اونکی عمل کی بند کرنی مین کیا حاجت ہی اور سلف کی عادت ہین

وقد کان من عادات السلف الانکار علی الامراء والسلاطین کما روی ان المامون بن هارون الرشید بلغه ان رجلا

تنبیہ کرنا امراء اور سلاطین کا مقرر تہا چنانچہ روایت ہی کہ مامون بن ہارون رشید نی یہہ سنا کہ ایک شخص

یمشی فی الناس ویامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ولم یکن مامورا بذلک من عنده فامر ان یدخل علیه فلما قام بین

لوگون مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پہرتا ہی اور مامون کی طرف سی اوسکو یہہ حکم نہتا سو مامون نی اوسکو طلب کیا جب وہ سامنی آکر کہڑا ہوا

یدیه قال بلغنی انک رایت نفسک اهلا للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وکان المامون جالسا علی کرسیه ینظر

تو مامون نی کہا مینی سنا ہی تو اپنی تئین لایق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سمجہتا ہی اور مامون کرسی پر بیٹہا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تہا

فی کتاب فغفل فوقع منه الکتاب فصار تحت قدمه من حیث لا یشعر فقال له الرجل ارفع قدمک عن اسماء الله ثم

سو ایسا بہولا اس ہوا کہ کتاب اوسکی ہاتہہ سی گر کر پانون کی تلی آگئی ایسا کہ مطلق اوسکو خبر نہوئی تو اوس شخص نی کہا اللہ کی نام پر سی اپنا پانو اوٹہالی پہر

قل ما شئت ولم یفهم المامون مراده فقال ماذا تقول حتی اعاده ثلثا ولم یفهم فقال هل ترفع ام تاذن لی حتی ارفع

جو چاہی سو کہنا مامون اوسکی مراد کو نہ سمجہا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اوس شخص نی تین بار یہہ ہی کہا پر وہ نہ سمجہا پہر اوس شخص نی کہا کہ کیا تو اوٹہاتا ہی یا مجہی اجازت دیتا ہی کہ مین

فقال ذنت فلما توجه الرجل الی الرفع نظر المامون فرای الکتاب تحت قدمه واخذه وقبله ثم عاد وقال لم تامر بالمعروف

اوٹہا دون مامون نی کہا مینی اجازت دی جب وہ شخص اوٹہانی کو جہکا تو مامون نی دیکہا کہ کتاب پانون تلی آگئی ہی پہر اوسی اوٹہا کر چوم لی پہر وہی کہنی لگا تو کیون امر بالمعروف

وتنهی عن المنکر وقد جعل الله ذلک الینا ونحن من الذین قال الله تعالی فیهم الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ

اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہہ کار تو اللہ تعالی نی ہمکو دیا ہی اور ہم لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی وہ کہ اگر ہم اونکو مقدور دین ملک مین کہڑی کرین نماز

وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ فقال رجل صدقت یا امیر انت کما وصفت نفسک من السلطان والتمکن

اور دین زکوۃ اور حکم کرین بہلی کام کا اور منع کرین بری سی تب اوس شخص نی کہا امیر المؤمنین تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرتا ہی صاحب سلطنت اور صاحب مکنت پر

غیر انا اعوانک واولیاءک فیه لا ینکر ذلک الا من لا یعرف کتاب الله تعالی وسنة رسوله اما الکتاب فقوله تعالی

ہم تمہاری اس باب مین مددگار اور ساتہی ہین اس امر کا وہ ہی انکار کرتا ہی جو اللہ تعالی کی کتاب اور اوسکی رسول کی حدیث کو نہین جانتا قرآن مین یہہ آیت ہی

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ واما السنة فقوله علیه السلام

اور ایمان والی مرد اور عورتین ایک دوسری کی مددگار ہین سکہاتی ہین نیک بات اور منع کرتی ہین بری سی اور حدیث علیہ السلام کا یہہ ارشاد ہی

المؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا وهذا کتاب الله وسنة رسوله فان انقدت لهما شکرت لمن اعانک بجزء منهما

مسلمان ملکر مثال عمارت کی ایک دوسری مین گتہی ہوئی ہین یہہ سی کتاب اللہ کی اور حدیث اللہ کی رسول کی پس اگر تو ان دونو کا مطیع ہی تو اپنی مددگار کا شکر گذار ہوگا انہین سی جتنی مدد

وان لم تنقد لهما لزمک منهما فان الذی الیه امرک وبیده عزک قد شرط ان لا یضیع اجر من احسن عملا فقل الان ما

اور اگر تو ان دونون کا مطیع نہین ہی تو ان دونون کا وبال تیری سر ہی بیشک جسکی طرف تیرا مآل ہی اور جسکی ہاتہہ مین تیری عزت ہی اوسنی شرط کی ہی کہ نیکو کار کا اجر ضایع نہین کرتا اب جو

شئت فتعجب المامون من کلامه وسر به وقال مثلک یلیق ان یامر بالمعروف وینهی عن المنکر فامض علی ما کنت علیه

چاہو سو کہو پہر مامون کو اوسکی کلام سی تعجب آیا اور اوس سی خوش ہو کر کہا تجہسی شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لایق ہی جا اپنا وہی کام کئی جا

فاستمع

فاستمر الرجل علی ذلك وقد جری کثیر من ذلك الجماعة من السلف وقالوا الیس من مقتضی رحمة اهل المعاصی ترك

سو وہ شخص اوسیہی حال پر رہا اور ایسی بہت لوگ سلف مین گذری ہین وہ یہہ کہتی ہین گنہگارون پر رحمت کا مقتضی یہہ نہین کہ اونکو منع نہ کری

الانکار علیهم وعدم التعرض لهم بل من کمال الرحمة لهم الانکار علیهم وردهم الی منهج القویم والصراط المستقیم فان المؤمن

اور اونکی حال سی متعرض نہو بلکہ اونکی حال پر بڑی رحمت یہہ ہی کہ اونکو منع کرتا رہی اور اونکو روک کر شاہراہ استوار اور طریق راست پر لا وی کیونکہ ایمان والا

اذا سمع باسیر من اسارٰی المسلمین فی ارض العدو یرحمه ویبذل ماله ونفسه فی تخلیصه فکیف لا یجتهد فی تخلیص

جب سنتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک مین قید ہوگیا ہی تو اوسپر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال اور جان اوسکی چھڑانی مین لگاتا ہی پہر اپنی بہائی مسلمان کی چھڑانی اور بچانی مین

اخیه المسلم وانقاذه اذا راٰه اسیر نفسه وشیطانه وهما اعدی عدوه فان اعرض عنه وترك اسیرهما

کیونکر سعی نہ کریگا جب اوسکو نفس اور شیطان کا قیدی دیکہتا ہی اور یہہ دونو سب سی بڑی دشمن ہین اب جو اس سی بی پروائی کری اور مسلم کو نفس اور شیطان کی قید میں

فذلك من جهله فان المؤمن بانقاذ اسیر من ید عدوه الاصغر یکون ثوابه ما ذکره الله تعالی فی کتابه بقوله

قید رہنی دی یہہ اوسکی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چہوٹی سی دشمن کی ہاتہ سی قیدی کی چھڑانی مین تو یہہ ثواب ہوتا ہی جسکا اللہ تعالی اپنی کتاب مین یہہ ذکر کرتا ہی

وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا فما ظنك بمن انقذ اسیر المعاصی من ید عدوه الاکبر وقد اقام العلماء

اور جسنی جلائی ایک جان تو گویا جلایا سب لوگون کو پہر تیرا خیال کہ پہر ہی اوسکی حق مین جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کی ہاتہ سی خلاصی دی اور بیشک علما نی

الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مقام جهاد لان منع المسلمین من المعاصی التی تفضی الی دخول النار افضل

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قایم مقام جہاد کا ٹہرایا ہی اسواسطی کہ مسلمانون کا معاصی سی روکنا جو دوزخ مین کہینچ لیجاوی کفار کی قتال سی

من قتال الکفار فکما لا یجوز فی الجهاد ان یفر واحد من اثنین کذلك فی الامر بالمعروف والنهی عن المنکر من رای

بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد مین یہہ جایز نہین کہ ایک شخص دو کی مقابلہ سی بہاگ جاوی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین جو کوئی دو شخصونکو

رجلین علی منکر لا یجوز له ان یترکهما علی منکر بل یجب علیه ان یامر وینهی وان کانوا اکثر وخاف علی نفسه

کسی کام منکر پر دیکہی تو اوسکو جایز نہین کہ اونکو منکر پر متوجہ رہنی دی بلکہ اوسکو واجب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہون اور یہہ اپنی جان کا خوف کری

فهو فی سعة من ترکهم لکن الانکار اولی وافضل اذ قد قیل من قدر علی انکار المعاصی مع الخوف علی نفسه کان

تو اوسکو گنجایش ہی کہ چپ ہو رہی پر منع کرنا تو بہی اولی اور افضل ہی اسواسطی کہ کہتی ہین جسکو معاصی کی بند کرنیکی طاقت ہو پر جان کا خوف ہو

انکارها مندوبا الیه ومحثوثا علیه لان المخاطرة بالنفوس فی اعزاز الدین مامور بها کما فی قتل الکفار والبغاة

تو اوسکی ممانعت محبوب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ واسطی عزت دین کی جان کو خطرہ مین ڈالنا بہی فرمان برداری ہی جیسی کفار اور باغیون کی قتل مین

وقد روی ان رجلا سال النبی علیه السلام ای الجهاد افضل فقال کلمة حق عند سلطان جائر فانه علیه السلام

اور روایت ہی کہ کسی شخص نے نبی علیہ السلام سی پوچہا کونسا جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام نی

جعل کلمة حق عند سلطان جائر افضل الجهاد لان قائلها یجود نفسه لاعلاء کلمة الحق ونصرة الدین مع کف

حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد سی افضل ٹہرایا اسواسطی کہ حق بیان کرنیوالا واسطی بلندی کلمہ حق اور امداد دین کی اپنی جان تک درگذر نہین کرتا باوجودیکہ اوسکا ہاتہ

یده عنه بخلاف من یلاقی عدوه فی القتال فانه یبسط یده الیه ویرجوان یغلبه ویقتله فلا یکون بذله

بند ہی برخلاف اوسکی جو صف جنگ مین دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہہ تو دشمن پر ہاتہ چلاتا ہی اور امید کرتا ہی کہ غالب ہو کر اوسکو مار ڈالی سو اس حالت مین

لنفسه مع رجاء سلامتها کمن یبذلها مع یاسه من سلامتها لکن ینبغی ان یراعی فیه التدریج فیبدا فی الانکار

جان کا آگی کر دینا باوجود امید سلامتی کی اوسکی برابر نہین ہی جو باوجود خوف سلامتی کی جان آگی کر دیتا ہی لیکن لایق یون ہی کہ اس باب مین آہستگی اور سہولت کی رعایت رکہی پہلی پہل

اولا بالاسهل والارفق فانه یبدا اولا بالوعظ والنصیحة والتخویف بالله تعالی وینظر الی العاصی بنظر الرحمة

ممانعت بطور سہل نرمی کی ساتہہ شروع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالی سی ڈراوی اور عاصی کی حق مین رحمت کی نظر کری

ويرى اقدامه على المعصية مصيبة على نفسه لكون المسلمين كنفس واحدة فان امرته بالمعروف ونهيته عن المنكر
اور معصیت میں اوسکا مبتلا ہونا اپنی مصیبت سمجھی کیونکہ مسلمان تمام مانند ایک جان کی ہیں اب جسکو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی

فهو على شفير جهنم فاياك ان تدفعه فترمى به فى قعر جهنم اذ قد يتعلق بك فتقع معه فيها وذلك انك ان امرته
پس وہ دوزخ کی کنارہ پر لگا ہوا ہی سو بچتا رہ ایسا نہو کہ اوسکو دھکا دیکر دوزخ کی تہ میں پھینک دی اسواسطی کہ شاید تجھسی لپٹ جاوی پھر تو بھی اوسکی ساتھ جاوی یہہ اسلئی

بالغلظة والعنف اول مرة فلعله يتعدى عليك بالاذى باليد واللسان فتكون قد زدته شرا على شره فتهلكه
کہ اگر تو نی پہلی ہی اوسکو سختی اور شدت سی کہا تو شاید وہ تجھ پر جور کری ہاتھ سی اور زبان سی ایذا دی اب تو نی خرابی پر خرابی زیادہ کی اب تو نی اپنی جان ہلاک کر

بعد اهلاك نفسك واما اذا لم يرجع بالوعظ والنصيحة وعُلم منه الاصرار على المعصية فلابد ان يُغلظ له
اوسکو ہلاک کیا ہاں اگر وعظ اور نصیحت سی باز نہ آوی اور معلوم ہو کہ معصیت پر جم رہا ہی اب لاچار ضرور ہی کہ سختی سی کہا جاوی

الكلام ويسب من غير فحش مثل ان يقال يا فاسق يا جاهل يا احمق يا ظالم نفسه يا من لا يخاف الله تعالى و
اور ایسا برا کہی جسمیں فحش نہو مثلا یہہ الفاظ کہی ای فاسق ای جاہل ای بی وقوف ای اپنی جان کی دشمن ای وہ شخص جو خدا سی نہیں ڈرتا

نحو هذا الكلام ويراعى فيه الصدق فان مثل هذا الكلام صدق فى الحقيقة اذ كل من يرتكب المنكر فاسق جاهل
ایسی ہی اور لفظ اور اسمیں سچ کی رعایت کرتا رہی بیشک یہہ الفاظ حقیقت میں سچی ہیں اسواسطی کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہی فاسق جاہل

احمق لان الاحمق من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله تعالى كما ورد فى الحديث وليحترز من استرسال الغضب
احمق ہوتا ہی کیونکہ احمق وہ ہی جو اپنی جان کو ہوا کی تابع کردی اور خدا سی آرزوئیں مانگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی اور لازم ہی کہ غصہ کی ماری کلام ناجایز نہ کہنی لگی

وخروج الكلام الى ما لا يجوز مما هو كذب صريح وفحش قبيح ومن لم يتمكن من ازالة المنكر الا بضرب مرتكبه
جو کہ صاف جھوٹھ ہو اور فحش قبیح اور جس سی دور کرنا منکر کا بدون زد و کوب گنہگار کی نہیں ہو سکتا

فليضرب بيده ورجله ونحو ذلك فاذا اندفع المنكر يجب ان يكف وليحذر مما يفعل كثير من الناس من الاسترسال
تو چاہئی کہ مکہ لات وغیرہ ماری پھر جب وہ منکر چھوٹ جاوی تو واجب ہی کہ باز رہی اور اس سی بچتا رہی جو اکثر لوگ بعد دور ہونی منکر کی مار پیٹ میں

فى الضرب بعد زوال المنكر فان ذلك ليس الا للحاكم ومن لم يستطع ان يغير المنكر بيده ولا بلسانه يكره له تحريما
زیادتی کرتی ہیں یہہ مرتبہ حاکم کا ہی اور جو شخص منکر کو دور نہیں کرسکتا نہ ہاتھ سی اور نہ زبان سی تو اوسکو مکروہ تحریمی ہی

ان يذكر مساوى اخيه المسلم لاحد سوى اهل القوة يقدر على منعه لانه اذا لم يطع الله تعالى بازالة المنكر فلا يعصيه
کہ اپنی بھائی مسلمان کی عیوب کسیکی سامنی کہتا پھری سوای ایسی صاحب طاقت کی جو اوسکی روکنی کی طاقت رکھتا ہو اسلئی کہ جب اللہ تعالی کی فرمان برداری منکر کی دور کرنیمیں

بغيبة المسلم
نہو سکی تو مسلمان کی غیبت کرکر نافرمانی بھی نہ کری

المجلس الرابع والاربعون فى بيان صلوة الكسوف والخسوف فى ظهور الامور المخوفة
چوالیسویں مجلس سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کا بیان بروقت ظاہر ہونی امور ہولناک کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان من ايت الله تعالى لا يخسفان بموت احد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی دو نشانیاں ہیں نشانیوں میں سی کسیکی موت

ولا لحيوته فاذا رايتم ذلك فاذكروا الله تعالى هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عبد الله بن عباس
اور حیات کی سبب سی نہیں گہنتی جب تم ایسا نشان دیکھو تو اللہ کی یاد کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی عبد اللہ بن عباس کی روایت سی

وسبب وروده على ما جاء فى حديث اخر رواه ابو مسعود الانصارى ان الشمس انكسفت يوم مات ابراهيم ابن رسول
اور سبب ارشاد اس حکم کا موافق اوس مضمون کی جو اور حدیث میں ابو مسعود انصاری کی روایت سی آیا ہی یہہ ہی کہ جس روز ابراہیم ابن رسول اللہ موا سورج گہن ہوا

الله صلعم فقال الناس انكسفت لموته فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تع
سو لوگ کہنی لگی ابراہیم کی موت سی سورج گہن ہوا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب اللہ تعالی کی نشانیوں میں سی دو نشانیاں ہیں

لا ينكسفان

لا ينكسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رأيتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا الى الصلوة فانه عليه
کسیکی موت اور حیات پر نہیں گہنتی جب تم کچھ ایسی ہول اور خوف دیکھو تو نماز پڑہنی شروع کرو پس نبی علیہ السلام نی
السلام قد امر في هذا الحديث بالصلوة عند ظهور شيء من هذه الاهوال التي من جملتها كسوف الشمس
اس حدیث مین بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی اہوال کی جنمین سورج گہن بہی داخل ہی نماز کا حکم فرمایا
وعلم من هذا ان المراد من الامر بذكر الله تعالى في الحديث السابق الامر بالصلوة فانه عليه السلام
اور اس سی یہ معلوم ہوا کہ مراد یاد الہی سی جو پہلی حدیث مین مذکور ہی نماز کا حکم ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی
قد صلاها بالجماعة وكان القياس ان تكون صلوة الكسوف واجبة كما ذهب اليه بعض العلماء
صلوة کسوف جماعت سی پڑہی ہی اور قیاس بہی چاہتا ہی کہ صلوة کسوف واجب ہو چنانچہ بعضی علماء کا یہی مذہب ہی
واختاره صاحب الاسرار لكون الامر للوجوب لكن الجمهور قالوا انها سنة لانها ليست من شعائر
اور صاحب اسرار نی بہی اختیار کیا ہی اسواسطی کہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی پر جمہور علما سنت کہتی ہین کیونکہ یہ نماز اسلام کی نشانیوں مین سی نہیں ہی
الاسلام وانما توجد بعروض الكسوف الا انه عليه السلام لما صلاها بالجماعة كانت سنة مشروعة
اوریہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ گہن کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام نی جو یہ نماز جماعت سی پڑہی ہی تو سنت ہی جماعت سی بلا کراہت
بالجماعة من غير كراهة وحملوا الامر على الندب فعلى هذا ينبغي لامام الجمعة اذا انكسفت الشمس ان يصلي
درست ہی اور علماء نی اس امر کو استحباب کی لئی رکہا اس بیان کی موافق امام جمعہ کو لازم ہی کہ جب سورج گہن ہووی تو ہمراہ لوگون کی
بالناس في الجامع او في المصلى ركعتين في كل ركعة بركوع واحد كهيئة النافلة بلا اذان ولا اقامة ولا
مسجد جامع مین یا عیدگاہ مین دو رکعت پڑہی ہر یک رکعت مین ایک ایک رکوع کری جیسی نفلین ہوتی ہین نہ اذان پڑہی اور نہ تکبیر کہی اور نہ
خطبة ويقرأ فيهما ما شاء من القرآن ويخفي القراءة عند ابي حنيفة وعندهما يجهر والافضل تطويل
خطبہ اور ان دونو رکعت مین جتنا چاہی قرآن پڑہی اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک قرارت چپکی سی پڑہی اور صاحبین کی نزدیک پکار کر پڑہی اور دونو رکعت مین
القراءة فيهما لان فيه متابعة النبي عليه السلام اذ قد ثبت ان قيامه عليه السلام كان في الركعة الاولى
تطویل قرارت افضل ہی اسلئی کہ اسمین نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اسواسطی کہ ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت مین
بقدر قراءة سورة البقرة وفي الثانية بقدر سورة ال عمران ويجوز تخفيفها لان السنة استيعاب
بقدر قرارت سورۂ بقرہ کی تہا اور دوسری رکعت مین بقدر قرارت سورۂ آل عمران کی تہا اور اسمین تخفیف بہی جایز ہی اسلئی کہ مسنون نماز
الوقت بالصلوة والدعاء لما روي عن مغيرة بن شعبة انه عليه السلام قال ان الشمس والقمر ايتان
اور دعا مین وقت کا پورا کر دینا ہی اسواسطی کہ مغیرہ بن شعبہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں مین سی
من ايات الله تعالى لا ينكسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رأيتموها فادعوا الله تعالى وصلوا حتى
دو نشانیان ہین نہ کسیکی موت پر گہنتی ہین اور نہ کسیکی حیات پر جب تم اوسکو دیکہو تو اللہ تعالی سی دعا مانگو اور اتنی نماز پڑہو
تنجلي الشمس وهذا الحديث يفيد استيعاب الوقت بالصلوة والدعاء فان خفف احدهما يطول الاخر
کہ سورج صاف ہوجاوی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعا مین وقت کا پورا کرنا چاہئی اگر ایک رکعت چہوٹی کردی تو دوسری کو بڑہادی
وبعد الصلوة يدعو حتى تنجلي الشمس لان السنة في الادعية تاخيرها عن الصلوة ثم هو في الدعاء
اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہوجاوی اسواسطی کہ طریق مسنون دعاؤن مین دعا نماز کی پیچہی ہی پہر امام کو دعا مانگنی مین
مخير ان شاء دعا جالسا مستقبل القبلة وان شاء دعا قائما مستقبل الناس بوجهه او مستقبل القبلة
اختیار ہی چاہی بیٹھ کر رو بقبلہ دعا مانگی اور چاہی کہڑا ہوکر لوگون کی طرف منہ کر کر یا رو بقبلہ ہوکر دعا مانگی

والناس قاعدون مستقبلوا القبلة على كل حال وان لم يوجد امام الجمعة يصلى الناس فرادى ان شاؤا
اور سب لوگ بہرحال روبقبلہ بیٹھے رہیں اور اگر امام جمعہ موجود نہو تو سب لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں چاہیں دو رکعت

ركعتين وان شاء وا اربعا لان هذه الصلوة تطوع والاصل فى التطوعات ذلك وكذا فى خسوف القمر
اور چاہیں چار رکعت کیونکہ یہہ نماز نفل ہی اور نوافل میں یہی قاعدہ ہی اور ایسی ہی چاند گہن میں

يصلى الناس فرادى وليس فيه جماعة لتعذر الاجتماع بالليل وربما يكون سببا للفتنة بل يصلى كل واحد
تمام لوگ جدا جدا نماز پڑھیں چاند گہن کی نماز میں جماعت نہیں ہی اسلئی کہ رات کی وقت آدمیوں کا جمع ہونا دشوار ہی اور بعضی وقت میں فساد ہوسکتا ہی

بنفسه وكذا فى انتثار الكواكب والضوء الهائل بالليل والظلمة الهائلة بالنهار والرياح الشديدة والامطار
بلکہ ہر ایک اپنی نماز پڑھ لی اور ایسی ہی ستارہ ٹوٹنی میں اور خوفناک روشنی میں جو رات کو پیدا ہو جاوی اور خوفناک اندہیرے میں جو دن کو ہووی اور تند آندہیوں میں

الدائمة والصواعق والزلازل وعموم الامراض والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك من الافزاع و
اور متصل بارش میں اور بجلی گرنیمیں اور بہونچال میں اور وبائی بیماریوں اور دشمن کی سخت خوف میں اور سوا اسکی اور ہولناک امور اور

الاهوال يصلى كل واحد بنفسه لعموم قوله عليه السلام فاذا رايتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا
خوفناک اوقات میں ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑھ لی واسطی عموم ارشاد نبی علیہ السلام کی جب تم دیکھو ایسا خوفناک امر تو ڈر کر نماز شروع کرو

الى الصلوة فان كل ذلك من الايات المخوفة التى يخوف الله تعالى بها عباده كما قال الله تعالى وما نرسل بالايات
کیونکہ یہہ سب نشانیاں خوف کی طرح جس سی اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیاں جو ہم بھیجتی ہیں

الا تخويفا وجاء فى الحديث انه عليه السلام قال هذه الايات التى يرسل الله تعالى بها لا تكون لموت
سو ڈرانی کو اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالی پیدا کرتا ہی یہہ کسیکی موت

احد ولا لحيوته ولكن يخوف بها عباده فاذا رايتم شيئا من ذلك فافزعوا الى ذكر الله تعالى ودعائه
یا کسیکی حیات پر نہیں ہی لیکن اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی جب تم انمیں سی کوئی بات دیکھو تو ڈر کر خدا کی یاد اور دعاء اور استغفار کرو

واستغفاره وفى حديث اخرانه عليه الصلوة والسلام قال ان الشمس والقمر ايتان من ايات الله تعالى
اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سی دو نشانیاں ہیں

لا يكسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رايتم ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا فان كل خير
کسیکی موت اور کسیکی حیات سی نہیں گہنتی جب تم یہہ حال دیکھو تو اللہ سی دعا مانگو اور بڑائی اسکی یاد کرو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو کیونکہ ہر طرح کی خیر خیرات

فى مثل هذه الاهوال والافزاع مامور به لكون الخيرات دافعة للبليات وروى عن ابن عمرانه عليه السلام
ایسی خوف اور ہول کی وقت میں اسکا حکم دیا ہی اسلئی کہ خیرات بلیات کو دفع کرتی ہی اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا سمع صوت الرعد والصواعق يقول اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذلك
جب گرج اور بجلی کی آواز سنتی تو یہی کہتی الہی ہمکو اپنی غضب سی مت قتل کر اور اپنی عذاب سی مت ہلاک کر اور بچا اسکی پہلی معاف رکھ

وعن عائشة رضى الله عنها انه عليه السلام كان اذا ابصر سحابا ترك عمله واستقبله وقال اللهم انى اعوذ بك من
اور عائشہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب ابر دیکھتی تو کام چھوڑ کر اوسکی طرف متوجہ ہوتی اور یہہ کہتی الہی میں تیری پناہ لیتا ہوں

شر ما فيه فان انكشف حمد الله تعالى وان مطر قال اللهم سقيا نافعا وروى عن عائشة ايضا
برائی سی جو اس ابر میں ہی پہر اگر اللہ تعالی اوسکو کہول دیتا تو اللہ کی حمد کرتی اور اگر برستا تو یہہ کہتی الہی بارش فائدہ مند اور حضرت عائشہ سی یہہ بھی روایت ہی

انه عليه السلام كان اذا عصفت الريح قال اللهم انى اسئلك خيرها وخير ما فيها وخير ما ارسلت به واعوذ
کہ جب تند ہوا چلتی تو نبی علیہ السلام کہتی الہی میں تجہسی اسکی بہلائی مانگتا ہوں اور اوسکی بہلائی جو اسکی اندر ہی اور اوسکی بہلائی جو اسکی ساتھ تو نے بھیجی

بك من شرها وشر ما فيها وشر ما ارسلت بها وروى عن ابن عباس ان رجلا لعن الريح عند النبی عليه السلام
اور اوسکی برائی سی تیری پناہ لیتا ہوں اور اوسکی برائی سی جو اسکی اندر ہی اور اوسکی برائی سی جو اسکی ساتھ تونی بھیجا ہی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی

فقال له النبی عليه السلام لا تلعن الريح فانها مامورة وانه من لعن شيئا ليس له باهل رجعت اللعنة عليه
سامنی ہوا پر لعنت کی تب نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لعنت مت کر یہہ تو مامور ہی اور حال یہہ ہی کہ جو شخص کسی شی پر لعنت کری کہ وہ قابل لعنت کی نہو تو وہ لعنت اوسی پر پڑتی ہی

وروى عن ابی هريرة انه قال الريح من روح الله تاتی بالرحمة والعذاب فلا تسبوها واسئلوا الله خيرها
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا ایک حکم الٰہی ہی کبھی رحمت لاتی ہی اور کبھی عذاب سو اسکو برا نکہو اور خدا تعالی سی اسکی بھلائی مانگو

وعوذوا من شرها يعنی ان الريح من الاشياء التی تجیء من عند الله تعالى كالمطر والبرودة والحرارة وغير
اور اسکی شر سی خدا کی پناہ لو مراد یہہ ہی کہ ہوا وہ شی ہی جو خدا کی طرف سی آتی ہی جیسی مینہہ اور سردی اور گرمی اور سوای

ذلك تجیء تارة للرحمة وتارة للعذاب فاذا كان مجيئها بامر الله تعالى فلا يجوز سبها بحصول ضرر منها
اسکی کبھی رحمت کی واسطی اور کبھی عذاب کی واسطی جب اسکا آنا خدا تعالی کی حکم سی ہوا تو اسکو برا کہنا جایز نہیں اگرچہ اوسی ضرر حاصل ہو

بل سبيل العباد فيما يتوهم منها الالتجاء الى الله والاعتصام بحبله والاستعاذة به من شرها ومن شر
بلکہ بندہ کو جب اسمین کچھ وہم پیدا ہو تو لازم ہی اللہ تعالی کی طرف التجا کرنا اور اوسکی رسی کو مضبوط پکڑنا اور اوسکی شر سی اور جو اوسکی اندر ہی اوسکی شر سی

ما فيها كما روى عن ابی بن كعب انه عليه السلام قال لا تسبوا الريح فاذا رايتم ما تكرهون فقولوا اللهم
پناہ لینی چنانچہ ابی بن کعب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا کو برا مت کہو جب تمکو کچھ مکروہ معلوم ہو تو یہہ کہا کرو الٰہی

انا نسالك خير هذه الريح وخير ما فيها وخير ما امرت به ونعوذ بك من هذه الريح وشر ما فيها وشر
ہم تجہسی اس ہوا کی خوبی مانگتی ہیں اور خوبی اوسکی جو اوسکی اندر ہی اور خوبی اوسکی جو تو نی اوسکو حکم دیا اور اس ہوا سی تیری پناہ لیتی ہیں اور برائی سی جو اسکی اندر ہی اور برائی

ما امرت به وكذا من نزل منزلا يستعيذ بالله تعالى لما روى انه عليه السلام قال من نزل منزلا فقال
جو تو نی اوسکو حکم دیا اور ایسا ہی جو کوئی کسی مکان میں داخل ہو اللہ سی پناہ لی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مکان کی اندر جاکر یہہ پڑہی

اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شیء حتى يرتحل منه منزلا وروى عن ابن عباس انه عليه السلام
کہ پناہ لیتا ہوں بوسیلہ اللہ تعالی کی کلمات پوری کی مخلوق کی برائی سی تو اوسکو کوئی ضرر نہیں ہوتا جبتک کہ وہانسی دوسرا مکان بدلی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان يقول عند الكرب لا اله الا الله العظيم الحليم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب
سختی کی وقت فرمایا کرتی تہی نہیں کوئی معبود سوا اللہ عظیم بردبار کی نہیں کوئی معبود سوای اللہ رب عرش بزرگ کی نہیں کوئی معبود سوای اللہ پروردگار

السموت السبع ورب الارض ورب العرش الكريم وفهم من هذا الحديث ان ذكر الله تعالى واوصافه العظام
ساتوں آسمان کی اور پروردگار زمین اور پروردگار عرش بزرگ کی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا اور اوسکی بزرگ اوصاف کا یاد کرنا

سبب لزوال النقم وقد روى انه عليه السلام قال الا اخبركم بشیء اذا نزل بكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه
عقوبت کو دور کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سنو میں تمکو ایسی دعا بتاؤں کہ جب تمپر کوئی سختی یا بلا آوی پہر وہ دعا پڑہو تو اللہ تعالی اوسکی

قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذی النون لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ و
کشایش کری لوگوں نی عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا دعا یونس کی ذو النون کی کوئی حاکم نہیں سوای تیری تو بی عیب ہی میں تہا گنہگار پہر سنی ہم نی اوسکی پکار اور

نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ وروى انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء
بچا دیا اوس گہٹنی سی اور یوں ہیں ہم بچا دیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہیں کوئی مصیبت والا کہ یہہ دعا پڑہی

الا استجيب له يسرنا الله تعالى دعوة مستجابة بلطفه وكرمه

المجلس الخامس والاربعون

مگر قبول ہی ہو گی الٰہی ہمپر دعا مستجاب اپنی لطف اور کرم سی سہل کیجو پینتالیسویں مجلس بیچ

فی بیان مسنونیة صلوة الاستسقاء عند امساك المطر قال رسول الله صلی الله
بیان مسنون ہونی نماز استسقا کا بوقت خشکی بارش کی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی
علیه وسلم لیست السنة بان لا یمطروا ولکن السنة ان تمطروا ولا تنبت الارض شیئا هذا الحدیث من صحاح
فرمایا کال اس سی نہیں پڑتا کہ مینہہ نہ برسی بلکہ کال اس سی پڑتا ہی کہ مینہہ تو برسی پر زمین سی کچھہ پیدا نہو یہہ حدیث مصابیح کی
المصابیح رواه ابوهریرة ومعناه ان القحط لیس بان لا ینزل علیکم المطر بل القحط ان ینزل علیکم المطر
صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسکی معنی یہہ ہین کہ کال یوں نہیں ہوتا کہ تمپر مینہہ نہ برسی بلکہ کال یوں پڑتا ہی کہ تمپر مینہہ تو برسی
لکن لا ینبت من الارض شیء او ینبت ولکن یهلك ولا یدخل فی ایدیکم شیء فان وقوع الشدة بعد توقع
پر زمین مین سی کچھہ نہ پیدا ہو یا اوگی تو سہی پر ایسا تباہ ہوجاوی کہ تمہارے ہاتھہ کچھہ نہ آوی بیشک سختی کا آنا بعد امید فراخی
السعة وحصول اسبابها اقطع مما کان الیاس حاصلا من اول الامر ولیس هذا نهی عن الاستمطار و
اور حاصل ہونی اسباب فراخی کی بہت ناگوار ہوتا ہی بہ نسبت ناامیدی کی جو پہلی ہی سی حاصل ہو اور یہہ ممانعت نہیں ہی کہ مینہہ نہ مانگو اور
الاستسقاء بل هو نهی عن اعتقاد حصول الرزق بالمطر وعدم حصوله بعدم المطر فاللازم علی العبد ان
استسقا کی دعا نکرو بلکہ اس اعتقاد کی ممانعت ہی کہ رزق کا ملنا مینہہ پر موقوف ہی اور رزق نہ ملنا مینہہ نہ برسنی پر ہی اب بندہ کو لازم یہہ ہی
یسلم نفسه الی مولاه ویعتقد ان الخیر له فی جمیع ما یجیء الیه من مولاه وان کان مخالف المراده وهواه فعلی
کہ اپنی جان اپنی صاحب کی حوالہ کردی اور یہہ جانی کہ جو مجھہ پر گذرتا ہی مولا کی طرف سی ہی سو سب بہتر اور خیر ہی اگرچہ مراد اور خواہش کی موافق نہو اب اس مضمون کی
هذا ینبغی للعبد ان یستمطر ویستسقی ویعلم ان الرزق من الله تعالی فان الاستمطار والاستسقاء سنة
موافق آدمی کو چاہیی کہ مینہہ کی دعا مانگی اور استسقا کی دعا کری اور یہہ سمجھی کہ رزق الله کا دیا ملتا ہی اسلیی کہ مینہہ مانگنا اور استسقا کی دعا کرنی مسنون ہی
لورود الاخبار والاثار الکثیرة فیه فیستحب للحاکم ان یامر الناس اولا بصیام ثلثة ایام ثم یخرج بهم فی الیوم
کیونکہ اس باب مین خبرین اور آثار بہت وارد ہین سو حاکم کو مستحب ہی کہ پہلی تمام لوگون سی تین دن کی روزی رکہوادی پہر چوتہی روز سبکو جنگل مین لیجاوی
الرابع الی الصحراء قیل ینبغی لهم ان یخرجوا ثلثة ایام متوالیات لانها مدة ضربت لارباب الاعذار ولم ینقل
کہتی ہین کہ بہتر یون ہی کہ تین روز برابر پی در پی استسقا کی لیی جاوین اسواسطی کہ عذروالون کی لیی یہہ ہی مدت مقرر ہی اس سی زیادہ
اکثر من ذلك ویخرجون مشاة فی ثیاب البذلة التی تلبس کل یوم لا بثیاب الزینة کالعید بل یخرجون
مدت منقول نہین ہی اور پیادہ پا پہنی پرانی میلی کچیلی پڑی جو روزمرہ پہنتی ہون پہن کر جاوین عزت کی کپڑی عید کی دن کی سی پہن کر نہ جاوین
متذللین متواضعین خاشعین لله تعالی ناکسین رءوسهم ویقدمون الصدقة فی کل یوم قبل خروجهم
بلکہ ذلیل حالت انکسار کرتی ہوی خدا کا خوف مانی ہوی سر جہکای ہوی جاوین اور ہر روز عیدگاہ کی طرف چلنی سی پہلی خیرات کیا کرین
الی المصلی فان کل خیر فی مثل هذه الاوقات ما سوبه لکون الخیرات دافعة للعقوبات ویردون المظالم
کیونکہ ایسی ایسی وقتون مین خیرات کرنیکا حکم ہی اسواسطی کہ خیرات کرنا عقوبات کو دفع کرتا ہی اور حق حقوق لوگون کی ادا کرین
ویجددون التوبة فان ذلك هو السبب القریب فی الاجابة اذ روی عن کعب الاحبار انه قال اصاب
اور از سر نو خطا سی توبہ کرین کیونکہ بڑا سبب دعا کی جلد قبولیت کا یہہ ہی ہی اسلیی کہ کعب احبار سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ حضرت موسی نبی
الناس قحط شدید علی عهد موسی النبی علیه السلام فخرج موسی النبی علیه السلام ببنی اسرائیل الی الاستسقا
علیہ السلام کی عہد مین لوگون پر بڑا ہی سخت کال پڑا پس موسی علیہ السلام استسقا کی واسطی بنی اسرائیل کو لیکر
ثلثة ایام فلم یسقوا فاوحی الله تعالی الی موسی النبی علیه السلام انی لا استجیب لکم وفیکم نمام فقال موسی
تین روز تک گی پر مینہہ نہ برسا پہر الله تعالی نی موسی نبی کو وحی بہیجی کہ مین تمہاری دعا اسلیی قبول نہین کرتا کہ تم مین ایک چغل خور ہی پہر موسی

نبی

النبى عليه السلام يا رب من هو حتى نخرجه من بيننا فاوحى الله تعالى يموسى انى انهٰكم عن النميمة فاكون

یا الٰہی وہ کون ہی تاکہ ہم اوسکو اپنی مین سی نکال دین پہر اللہ تعالیٰ نی یہہ وحی بہیجی ای موسی مین تمکو چغل خوری سی منع کرتا ہون پہر مین خود

نماما فقال موسى النبى عليه السلام لبنى اسرائيل توبوا باجمعكم من النميمة فتابوا فارسل الله تعالى عليهم

چغل خوری کرنی لگون پہر موسی علیہ السلام نی بنی اسرائیل سی فرمایا تم سب نمیمہ سی توبہ کرو سو اونہون نی توبہ کی پہر اللہ تعالیٰ نی اونپر

الغيث وروى عن سفيان انه قال بلغنى ان بنى اسرائيل قحطوا سبع سنين حتى اكلوا الجيف والاطفال

مینہہ برسایا اور سفیان سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین مین نی سنا ہی کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہان تک کہ مردار اور بچون کو کہا گئی

وكانوا يخرجون الى الجبال ويتضرعون الى الله تعالى فاوحى الله الى انبيائهم انى لا اجيب لكم داعيا ولا ارحم

اور وہ پہاڑون مین جاکر نہایت انکسار سی دعا کیا کرتی پہر اللہ تعالیٰ نی اونکی نبیون پر وحی بہیجی مین نہ تمہاری دعا قبول کرون اور نہ

لكم باكيا حتى تردوا المظالم الى اهلها ففعلوا فمطروا وروى ان عيسى النبى عليه السلام خرج مع قومه

تمہاری رونی پر رحم کرون جبتک کہ تم حق دارون کی حقوق نہ ادا کرو سو اونہون نی حق ادا کئی تو پہر مینہہ برسا اور روایت ہی کہ عیسی نبی علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر

ليستسقى فلما ضجروا قال لهم عيسى النبى عليه السلام من اصاب منكم ذنب فليرجع فرجعوا كلهم

دعا استسقا کی لئی باہر گئی جب مینہہ نہ برسا تو اونسی عیسی علیہ السلام نی کہا تم مین سی جو گنہگار ہو وہ ہٹ جاوی تب سب کی سب ہٹ گئی

ولم يبق معه الا رجل واحد. فقال له عيسى النبى عليه السلام اما لك ذنب فقال والله لا اعلم لى من ذنب

اونکی ساتہہ سوای ایک شخص کی کوئی باقی نہ رہا پہر عیسی علیہ السلام نی اوس سی پوچہا تو نی کوئی گناہ نہین کیا کہا اللہ کی قسم مجکو اپنا کوئی گناہ معلوم نہین

غير انى كنت ذات يوم اصلى فمرت بى امراة فنظرت اليها بعينى هذه فلما جاوزت ادخلت اصبعى

سوای اسکی کہ مین ایکدن نماز پڑہتا تہا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو مینی اوسکی طرف اس آنکہہ سی دیکہا جب وہ چلی گئی تو مین نی اپنی اونگلی آنکہہ

فى عينى فانتزعتها فاتبعت المراة بها فقال له عيسى عليه السلام فادع حتى اؤمن على دعائك فدعا

مین ڈال کر آنکہہ نکال لی اور اوس عورت کی پیچہی پہینک دی پہر اوس سی عیسی علیہ السلام نی کہا تو دعا مانگ تو مین تیری دعا پر آمین کہون پہر اوسنی دعا کی

فتجللت السماء سحابا فسقوا وروى عن عطاء السلمى انه قال منعنا الغيث فخرجنا نستسقى

پہر تو آسمان مین گہٹا گہر گئی اور مینہہ برسا اور عطاء سلمی سی روایت ہی کہتا ہی کہ ہمپر مینہہ برسنا بند ہوگیا سو ہم استسقا کی واسطی نکلی

فاذا نحن بسعدون المجنون فى المقابر فنظر الى فقال يا عطاء هذا يوم النشور او بعث من فى القبور

ناگاہ گورستان مین سعدون دیوانہ مل گیا میری طرف دیکہہ کر کہنی لگا ای عطا یہہ دن نشر کا ہی یا قبرون سی مردون کی اوٹہنی کا

فقلت لا لكنا منعنا الغيث فخرجنا نستسقى فقال يا عطاء بقلوب سماوية او بقلوب

مین نی کہا نہین تو پر ہم پر سی مینہہ برسنا بند ہوگیا اسلئی استسقا کی واسطی باہر آئی ہین پہر کہا ای عطا آسمانی دل لیکر آئی ہو یا زمینی دل

ارضية فقلت بل بقلوب سماوية فقال هيهات يا عطاء قل للمبهرجين لا يبهرجوا فان الناقد

مینی کہا نہین بلکہ آسمانی دل لیکر آئی ہین پہر کہا افسوس ہی ای عطا کہوٹی شخصون سی کہدی کہوٹی نہ بنین کیونکہ پرکہنی والا

بصير ثم نظر الى السماء فقال الهى وسيدى لا تهلك بلادك بذنوب عبادك ولكن بالمكنون

بینا ہی پہر آسمان کی طرف دیکہہ کر کہا الٰہی وسیدی اپنی شہرون کو گنہگار بندون کی بدلی مین ہلاک مت کر لیکن اپنی پوشیدہ

من اسمائك وما وارت الحجب من آلائك اسقنا ماء غدقا تحيى به البلاد وتروى به العباد يا من هو على

نامون کی برکت سی اور جو کہ تیری نعمتین پس پردہ ہین ہمکو پانی بی انتہا پلا جسمین تمام شہر زندہ اور بندی سیراب ہو جاوین اوہ وہ

كل شئ قدير قال العطاء فما استتم الكلام حتى ارعدت السماء وابرقت وجاءت بمطر كافواه القرب

جو ہر شی پر قدرت رکہتا ہی عطا بیان کرتا ہی کہ اوسنی ابہی دعا پوری نکی تہی کہ آسمان گرجا اور بجلی چمکی اور مینہہ برسنی لگا جیسی مشک منہہ کہل جاتا ہی

ورُوی عن ابن المبارك انه قال قدمت المدینة فی عام شدید القحط فخرج الناس یستسقون وخرجت
اور ابن مبارک سے روایت ہی وہ کہتا ہی کہ میں مدینہ میں ایسی سال میں آیا کہ بڑا سخت کال پڑ رہا تھا سو تمام لوگ واسطی دعاء استسقا کی نکلی اور میں بھی

معهم اذ اقبل غلام اسود علیه قطعتی الجلس قد اتزر باحدهما والقی الاخری علی عاتقه فجلس الی جنبی فسمعته
اور انکی ساتھ چلا ناگاہ ایک حبشی لڑکا موٹی کملی کی چیتھڑی لیے ہوئی کہ ایک کا اوپر سے تہبند کر رکھا تھا اور دوسرا اپنی مونڈھی پر ڈال رکھا تھا آکر میرے برابر بیٹھ گیا پس میں سنا

یقول الهی اخلقت الوجوه عند کثرة الذنوب ومساوی الاعمال وقد احتبس عنا غیث السماء
کہ وہ کہتا تھا الہی گناہوں کی کثرت اور اعمال کی برائی سی چہری بگڑ گئی اور ہمپر آسمان سی مینہ برسنا موقوف ہوا

لتؤدب بذلك عبادك فاسئلك یا حلیما ذا اناة یا من لا یعرف عباده عنه الا الجمیل ان یسقیهم
تاکہ تیری بندی ادب پذیر ہوں سو میں تجھسی سوال کرتا ہوں ای حلیم سخاوت والی ہی وہ ذات جسکی بندہ سوائی رحمت کی کچھ نہیں جانتی تو انکو ابھی سیراب

الساعة فلم یزل یقول الساعة الساعة حتی اکتسب السماء بالغمام واقبل المطر من کل مکان
کردی پھر وہ یہی کہی جاتا تھا ابھی ابھی یہانتک کہ آسمان میں گھٹا گھر گئی اور ہر طرف سی مینہ برسنا شروع ہوا

فعلی هذا ینبغی للحاکم ان یستسقی بصلحاء الناس وضعفائهم وفقرائهم لاجل الدواب الهائمة
اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہی کہ استسقا کی دعا صلحاء اور ضعیفوں اور فقیروں سی واسطی پیاسی چوپاؤں

والانعام السائمة والاطفال المعجلة لما روی انه علیه السلام قال لولا صبیان رضع وبهائم رتع
اور چرندہ مویشی اور بچوں جلد بازی ہانپنی والوں کی واسطی کرائی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر دودھ پیتی بچی اور چرتی ہوئی جانور

وعباد رکع لصب علیکم العذاب صبا ویقول فی دعائه کما قال النبی علیه السلام اللهم اسق عبادك
اور عابد بندی نہوتی تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا اسی طرح کری جیسی نبی علیہ السلام نی کی ہی الہی پانی دی اپنی بندوں کو

وبهائمك وانشر رحمتك واحی بلدك المیت ویستقبل القبلة بالدعاء قائما والناس قاعدون
اور اپنی بہایم کو پانی پلا اور اپنی رحمت پہنچا اور اپنی مردہ شہر کو زندہ کر اور روبقبلہ کھڑا ہوکر دعا مانگی اور باقی لوگ روبقبلہ بیٹھی رہیں

مستقبلین القبلة لما روی انه علیه السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعی یوقن بالاجابة
سو اسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی روبقبلہ ہوکر دعا کی تھی اور جب دعا مانگی تو قبولیت کا یقین کری

ویصدق رجاءه لما روی انه علیه السلام قال ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة وقد قال الله تعالی
اور اپنی امید قوی جانی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ سی قبولیت کا یقین کرکی دعا مانگو اور اللہ تعالی بھی فرماتا ہی

ادعونی استجب لکم وقال فی اية اخری واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة
مجھکو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو اور ایک اور آیت میں فرمایا ہی اور جب تجھسی پوچھیں بندی میری مجھکو تو میں نزدیک ہوں پہنچتا ہوں پکارنی کی پکار کو

الداع اذا دعان ویجتهد فی الدعاء سرا ویقول اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك
جسوقت مجھکو پکارتا ہی اور دعا میں خوب مبالغہ کری پوشیدہ یوں کہی الہی تو نی ہمکو اپنی سی دعا کرنیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا

فقد دعوناك کما امرتنا فاجبنا کما وعدتنا اللهم فامنن علینا بمغفرة ما قارفنا واجابتك فی سقیانا
سو ہمنی تو تیری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الہی ہماری زیادتیاں بخش کر اور اپنی قبولیت سی پانی برسا کر

وسعة رزقنا ویستحب للناس اذا کان فیهم رجل مشهود بالصلاح ان یستسقوا به ویقولوا
اور فراخی رزق کی دی کر ہمپر منت کر اور لوگوں کو مستحب ہی کہ اگر کوئی شخص وہاں نیکبخت مشہور ہو تو اس سی استسقا کی دعا کرائیں اور یوں کہیں

اللهم انا نستسقی ونستشفع الیك بعبدك فلان اذ روی فی صحیح البخاری ان عمر بن الخطاب کان
الہی ہم تجھسی مینہ مانگتی ہیں اور تیری سامنی تیری فلانی بندہ سی شفاعت کراتی ہیں اسلئی کہ صحیح بخاری میں روایت ہی کہ عمر بن الخطاب

اذا

اذا قحطوا يستسقي بالعباس ويقول اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا محمد عليه السلام فتسقينا وانا

جب قحط پڑتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سی دعا استسقا کرتی یون کہتی اتی ہم تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تہی سو تو مینہ برساتا تہا اب ہم

نتوسل اليك بعم نبينا محمد عليه السلام فاسقنا فيسقون وليس في الاستسقاء عند ابي حنيفة رح

تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی ہین سو ہمکو پانی دی پس مینہ برسنا تہا اور استسقاء مین امام ابوحنیفہ کی نزدیک کوئی

صلوة مسنونة بالجماعة فان صلى الناس وحدانا جاز وانما الاستسقاء عنده دعاء واستغفار

نماز مسنون جماعت سی ثابت نہین ہی اگر لوگ جدا جدا نماز پڑہ لین تو جائز ہی امام کی نزدیک استسقا صرف دعا و استغفار ہی

لقوله تعالى فقلت استغفروا ربكم انه كان غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا ويمددكم باموال و

اس دلیل سی تو مینی کہا گناہ بخشواؤ اپنی رب سی بیشک وہ ہی بخشنی والا چہوڑ دی آسمان کی تمپر دہارین اور بڑہتی دی تمکو مالون اور

بنين ويجعل لكم جنت ويجعل لكم انهرا فهذه الاية وان كانت حكاية لما قال نوح النبي عليه السلام لقومه

بیٹون سی اور بنادی تمکو باغ اور بنادی تمکو نہرین پس یہہ آیت اگرچہ نوح نبی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تہا

لكن يصح الاستدلال بها لان شريعة من قبلنا شريعة لنا اذا قصها الله تعالى في كتابه ولم ينكرها ولم يرد

پر اس آیت سی استدلال صحیح ہی اس لئی کہ ہمسی پہلی شریعتین ہی ہماری لئی شریعتین ہین جب اوسکو اللہ تعالی اپنی کتاب مین بیان فرماوی اور اوسکا انکار نکری اور نہ

فيها النسخ كما في هذه الاية فانه تعالى بين فيها ان الاستغفار سبب لارسال السماء وهو المطر اذ روي ان

اوسکا نسخ وارد ہو جیسی اس آیت مین ہی پس اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ استغفار کی سبب سی مینہ برسنا ہی اسواسطی کہ روایت ہی

نوح النبي عليه السلام لما كذبه قومه بعد تكرير الدعوة دهرا طويلا فحبس الله تعالى عليهم المطر واعقم

کہ نوح نبی علیہ السلام کو اوسکی قوم نی بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک تکذیب کی سو اللہ تعالی نی چالیس برس تک اور بعضی کہتی ہین

ارحام نسائهم اربعين سنة وقيل سبعين سنة فوعدهم نوح النبي عليه السلام انهم ان استغفروا من

ستر برس تک اونپر مینہ برسانا بند کیا اور عورتون کو بانجھ کردیا پہر نوح نبی علیہ السلام نی دعاسی وعدہ کیا کہ اگر وہ اپنی گناہون سی توبہ کرین تو آخر بکو

ذنوبهم يرزقهم الله تعالى الخصب ويرفع عنهم ما كانوا فيه فعلم منه ان المسنون في الاستسقاء الدعاء والاستغفار

اللہ تعالی ناز کی اور رزق کی فراخی دی اور جس مصیبت مین مبتلا ہین وہ دور کردی اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء مین دعا اور استغفار ہی مسنون تہا

وروي عن انس ان رجلا دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فقال يا رسول

اور انس سی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد مین آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اوسنی عرض کیا یا رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم هلك المواشي وخشينا الهلاك على انفسنا فادع الله تعالى ان يسقينا ورفع رسول

صلی اللہ علیہ وسلم مواشی تو مرگئی اب ہمکو اپنی جانون کا خوف ہی سو تم اللہ تعالی سی دعا کرو کہ ہمکو پانی عنایت کری پہر رسول

الله صلى الله عليه وسلم يديه قال اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا غدقا مغدقا عاجلا غير اجل قال الراوي

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دونو ہاتہ اوٹہاکر دعا کی اتی حمیر مینہ برسا اچہا مینہ تازہ کرنیوالا بہت فائدہ مند ابہی دیر نہو راوی کہتا ہی

فما كان في السماء قزعة فارتفع السحاب من ههنا وههنا حتى صار ركاما ثم مطرت سبعا من الجمعة الى الجمعة

کہ آسمان مین کچہہ ابر نہ تہا پہر ادہر اودہر سی ابر نمودار ہونی لگا یہانتک کہ گہتا گہر گئی پہر سات دن تک اوس جمعہ سی اگلی جمعہ تک برس گیا

ودخل ذلك الرجل المسجد في الجمعة القابلة ورسول الله عليه السلام يخطب والسماء تسكب فقال يا رسول

پہر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد مین آیا اوسوقت بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اور مینہ برستا تہا عرض کیا یا رسول

الله تهدم البنيان وانقطعت السبل فادع الله تعالى ان يمسكه فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم

اللہ کہر کی گہر ڈہ گئی اور رستی بند ہوگئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالی مینہ کہول دی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

بملالة بنی ادم ثم رفع یدیه فقال اللهم حوالینا لا علینا اللهم علی الاکام والظراب وبطون الاودیة ومنابت

بنی آدم کی ملالت سی تبسم کیا پہر دونو ہاتہہ اوٹہا کر یہہ دعا کی الٰہی ہماری گرد نواح پر ہم پر نہین الٰہی ٹیلون اور زمین کی پشتون پر اور پہاڑون پر اور نالون کی اندر اور جہان

الشجر قال الراوی فما کان فی السماء خرقا فانجابت السحاب عن المدینة حتی صارت حولها کالاکلیل فالراوی

درخت پیدا ہوتی ہون راوی کہتا ہی آسمان مین کہین ذرہ کہلا ہوا نہ تہا سو مدینہ کی اوپر سی ابر کہل گیا یہان تک کہ اوسکی گرد تاج کی مثال ہو گیا پس راوی نی اس خبر مین

لم یذکر فی هذا الخبر غیر الدعاء فعلم منه ان الصّلوة فی الاستسقاء غیر مسنونة وقد ثبت ان عمر

سوا دعا کی اور کچہہ بیان نہین کیا اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء مین نماز مسنون نہین ہی اور بیشک ثابت ہوا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی

استسقی ولم یصلّ ولو کانت الصلوة سُنّة لما ترکها لانه کان اشدّ الناس اتّباعا السنة رسول الله علیه السلام

استسقاء کی دعا کی اور نماز نہین پڑہی اور اگر نماز مسنون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہرگز نہ چہوڑتی اسلئی کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع کوئی نہین تہا

صلّی فیه رکعتین کصلوة العید فذلك انما یدل علی الجواز ولیس الکلام فیه بل الکلام فی کونها سنة والسنة

استسقاء مین دو رکعت عید کی سی نماز پڑہی سو اس سی جواز معلوم ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین ہی بلکہ کلام مسنون ہونی مین ہی اور سنت ہونا ایسی حکایات سی

لا تثبت بمثله بل انما تثبت بالمواظبة ولم یوجد المواظبة لانه علیه السلام فعلها مرة وترکها اخری ولم یکن

ثابت نہین ہوتا سنت ہونا مواظبت سی ثابت ہوتا ہی اور مواظبت نہین پائی جاتی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی کبہی اسکو کیا اور کبہی ترک کیا اور عمل کرنا

فعله اکثر من ترکه حتی یکون مواظبة وقالا یصلی الامام بالناس رکعتین کصلوة العید بلا اذان ولا اقامة

ترک کرنی سی زیادہ نہین تہا جسکو مواظبت کہہ سکین اور صاحبین کہتی ہین کہ امام لوگون کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی

مع التکبیرات الزوائد والجهر بالقراءة ثم یخطب خطبتین یفصل بینهما بجلسة خفیفة ویکون الاستغفار

اور تکبیرات زواید ادا کری اور قراءت پکار کر پڑہی پہر دو خطبہ پڑہی دونو کی بیچمین ہلکا سا جلسہ کری اور استغفار دونو خطبون کا عمدہ مضمون ہو

معظم الخطبتین فاذا فرغ من الخطبة یستقبل القبلة ویحول رداءه فی هذه الساعة تفاؤلا بتحویل الحال

جب خطبہ پڑہ چکی تو روبقبلہ ہوکر اب چادر کو واسطی تفاول بدل جانی حالت کی اولٹی

فیجعل ما علی الیمین علی الشمال وما علی الشمال علی الیمین ثم یدعو ویقول فی دعائه اللهم اسق عبادك وبهائمك

پس داہنی طرف کا پلہ بائین طرف کرلی اور بائین طرف کا پلہ داہنی طرف کرلی پہر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہہ مضمون ادا کری الٰہی اپنی بندون اور اپنی حیوانات کو پانی دی

وانشر رحمتك واحی بلادك المیت اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك فقد دعوناك کما امرتنا

اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مردہ شہر زندہ کر الٰہی تو نی ہمکو دعا کرنیکا حکم دیا اور قبول کرنیکا وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی

فاجبنا کما وعدتنا اللهم فامنن علینا بمغفرة ما فرطنا واجابتك فی سقیانا وسعة رزقنا اللهم لا تهلك بلادك بذنوب

اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الٰہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی ہمکو پانی دیکر اور رزق کی فراخی کرکر ہمپر منت کر الٰہی گنہگار بندون کی بدلہ اپنی شہرون کو

عبادك ولکن برحمتك الشاملة ونعمتك الکاملة اسقنا ماء غدقا یحیی به البلاد وتروی به العباد انك

ولیکن اپنی رحمت شامل اور نعمت کامل سی ہمکو اتنا بہت پانی دی جس سی شہر زندہ اور تمام بندی سیراب ہوجاوین تو بیشک

علی کل شیء قدیر ربّنآ اٰتنا فی الدُّنیا حسنةً وّفی الاٰخرة حسنةً وّقنا عذاب النّار المجلس السادس

ہر شی پر قادر ہی ای رب ہماری ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی دی اور ہمکو دوزخ کی عذاب سی بچا چہیالیسوین

والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقراٰن ولحن الخفی والجلی

مجلس مین بیان وجوب تعلیم فرایض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تعلموا الفرائض والقراٰن فانی مقبوض هذا الحدیث من حسان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سیکہو فرایض اور قرآن کو کیونکہ مین قبض ہونیوالا ہون یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح

المصابیح رواہ ابوهریرة وفیه تحریض للامة علی تعلم النوعین من العلم لانهما لاینلقفان التلقف بمعنی

حسن حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمیں امت کی لئی واسطی سیکھنی دو قسم علم کی ترغیب ہی کیونکہ یہہ دونو سوای نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سی

الاخذ الا منه علیه السلام فانه علیه السلام اذا قبض لا یحصل للناس منهما شئ بعده الا ما تعلموا منه

نہیں حاصل ہوتی تلقف کی معنی لینی کی ہین کیونکہ نبی علیہ السلام نی جب وفات کی تو پہر بعد اوکی لوگون کو دونو مین سی کوئی علم نہین حاصل ہوسکتا مگر وہی جو سیکھہ چکی

وهما الفرائض والقرآن اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الی ان المراد بها قسمة المواریث ولا دلیل له

اور وہ دونو علم فرائض اور قرآن ہی جسمین فرائض سی مراد تو بعضی لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہین اور موافق ذکر تورپشتی کی اس خصوصیت کی دلیل نہین معلوم ہوتی

فی هذا التخصیص علی ما ذکره التورپشتی بل الصحیح ان المراد بها الفرائض التی فرضها الله تعالی علی عباده

بلکہ صحیح یہہ ہی کہ مراد اس سی وہ امور ضروری ہین جو اللہ تعالی نی اپنی بندون پر فرض کردی ہین

واما القرآن علی ما ذکر فی الاصول فهو ما کان منقولا بالتواتر کالقراءة السبع المعروفة التی اختارها الائمة

اور رہا قرآن علم اصول کی مضمون کی موافق وہ ہی جو تواتر سی منقول ہی جیسی ساتون قرائتین مشہور جسکو قراءت کی ساتون اماموں نی اختیار کرلیا ہی

السبعة من القراء لا ما کان منقولا بلا تواتر فانه لیس بقرآن بل هو من القراءة الشاذة سواء نقلت بطریق الشهرة

وہ نہیں ہی جو بلا تواتر منقول ہی سو یہہ قرآن کی احکام مین داخل نہین ہی بلکہ وہ قرارت شاذہ ہی برابر ہی کہ بطریق شہرت منقول ہو

او بطریق الاحاد والنقل بالتواتر شرط فی کون المنقول قرآنا سواء کان فی جوهر اللفظ او فی هیئته والمراد من

یا بطریق آحاد اور نقل بالتواتر منقول کی لئی قرآن ہونمین شرط ہی برابر ہی کہ جوہر لفظ مین ہو یا اوسکی صورت مین اور جوہر لفظ سی یہہ مراد ہی

جوهر اللفظ ان یختلف خطوط المصاحف فی القرات السبع نحو مالک یوم الدین وملک یوم الدین والمراد من

کہ خطوط مصاحف کی قرارت سبعہ مین بدل جاوین جیسی مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین اور مراد لفظ کی

هیئة اللفظ ان لا یختلف خطوط المصاحف فی القراءة السبع کالتفخیم والامالة ونحوها فاذا کان

ہیئت سی یہہ ہی کہ مصاحف کی خطوط قرارت سبعہ مین نہ بدلین جیسی امالہ نہ کرنا اور امالہ کرنا اور مانند اسکی اور جب

النقل بالتواتر شرطا فی کون المنقول قرآنا ظهر ان الشاذ سواء نقل بطریق الشهرة او بطریق الاحاد لا یکون له

نقل بالتواتر منقول کی قرآن ہونی مین شرط ہوئی تو ظاہر ہوا کہ قرارت شاذ برابر ہی کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق احاد ہو اسکو

حکم القرآن حتی لا یجوز قراءته فی الصلوة والحاصل ان المشهورین من ائمة القراء هم السبعة المذکورون فی

حکم قرآن کا نہین ہوگا یہان تک کہ اوسکو نماز کی اندر پڑہنا جایز نہین خلاصہ یہہ ہی کہ قرارت کی مشہور امام وہ ہی ساتون ہین جو

التیسیر والشاطبی وهم عاصم وحمزة والکسائی هذه الثلثة من الکوفة وابن کثیر من مکة ونافع من المدینة

تیسیر اور شاطبی مین مذکور ہین اور وہ یہہ ہین عاصم اور حمزہ اور کسائی یہہ تینون تو کوفہ کی ہین اور ابن کثیر مکہ کا اور نافع مدینہ کا

وابو عمرو من البصرة وابن عامر من الشام وقد ثبت شیوخ ثلثة آخرون وهم یعقوب بن اسحق ویزید بن

اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عامر شام کا اور تین شیخ اور بہی ثابت ہین وہ یہہ ہین یعقوب بن اسحاق اور یزید بن

القعقاع وخلف بن هشام والصحیح ان احکام القرآن من جواز الصلوة وغیره جاریة فی هذه الثلثة ایضا

قعقاع اور خلف بن ہشام اور صحیح یہہ ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جایز ہونا اور سوا اسکی ان تینون مین بہی

کالسبعة واما ما وراءها من القراءة الشاذة مشهورا کان او غیر مشهور فلا خلاف فی عدم جواز قراءته فی

اون ساتون کی مانند جاری ہین اور جو ہی سوا انکی اور شاذ قراءتین مشہور ہون یا غیر مشہور اسمین خلاف نہیں ہی کہ وہ نماز مین پڑہنی جایز نہیں ہین

الصلوة وانما الخلاف فی فسادها قال الاصفهانی ما لم یتواتر من القرات الشاذة فحکمها فی الصلوة حکم کلام البشر

اور خلاف ہی تو نماز کی فاسد کرنی مین ہی اصفہانی کہتا ہی کہ قرارت شاذہ جبتک متواتر نہو تو اوسکا حکم نماز کی اندر حکم آدمی کی کلام کا سا ہی

واذا لم یکن الشاذ فیه حکم القران ولم یجز قراءته فی الصلوٰة فما ظنک بالقراءة التی لیست من القراءات المتواترة

اور جب قرارت شاذہ میں حکم قرآن کا نہیں ہی اور نہ اوسکا نماز میں پڑہنا جایز ہی تو پہر تیرا کیا ہر خیال ہی اوس قرارت میں جو نہ قرارت متواترہ سی ہی

ولا من القراءة الشاذة بل هی لحن محض هل یکون له حکم القران وهل یجوز قراءته فی الصلوٰة التی هی فرض علی الناس

اور نہ قرارت شاذہ سی بلکہ وہ صرف ترنم ہی تو کیا اوسکو حکم قرآن کا ہو سکتا ہی اور کیا اوسکا پڑہنا نماز میں جایز ہو سکتا ہی جو کہ لوگوں کی ذمہ پر

بعد الایمان واحد ارکانها قراءة القران الذی انزل بافصح اللغات فلا بد ان یقرأ بافصح اللغات ولا یتحقق ذلک

بعد ایمان کی فرض ہی اور اوسکی ارکان میں سی قرارت قرآن کی ہی جو بڑی فصیح زبان میں نازل ہوا ہی اب ضروری کہ اوسکو فصیح زبان سی پڑہیں اور فصاحت

الا بالتجوید فعلی هذا یکون العمل بالتجوید فرضا لازما لانه تعالی انزل القران بالتجوید حیث قال وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا

بدون تجوید کی نہیں ہو سکتی اس بیان کی موافق تجوید فرض لازم ہوئی اس لئی کہ اللہ تعالی نی قرآن کو تجوید کی ساتھہ اوتارا ہی اسلئی کہ کہتا ہی اور پڑہ سا یا ہمی اوسکو ٹھہر ٹھہر کر

فقال الترتیل تجوید الحروف ومعرفة الوقوف ولیس المراد بالتجوید قراءة تمضیغ اللسان وتقصیر الفم وتعویج الفک

سو علی رضی نی فرمایا ترتیل حروف کی تجوید ہی اور وقفوں کا معلوم کرنا اور تجوید سی مراد ایسی قرارت نہیں ہی کہ زبان کو چباوی اور منہہ کو دباوی اور جبڑی کو خم دی

وتردید الصوت اذ هی قراءة تنفر عنها الطباع ولا یقبلها القلوب والاسماع بل هو قراءة سهلة لطیفة لا مضغ

اور آواز کو گردش دی اسواسطی کہ ایسی قرارت سی طبیعتوں کو نفرت آتی ہی اور نہ دل اور کان پسند کرتی ہیں بلکہ تجوید ایسی قرارت سہل لطیف ہی نہ اوسمین زبان کا

فیها ولا تعسف ولا تکلف فاذا کان التجوید فرضا یکون ما ینافیه حراما لان القران انما کان معجزا بفصاحة

چبانا ہی اور نہ بی راہی آواز کا ہی اور نہ کچہہ تکلف ہی جب تجوید فرض ہوئی تو اوسکی برخلاف حرام ہوا اسلئی کہ قرآن تو اپنی فصاحت الفاظ او بلاغت معنی سی معجز ہی

[illegible] وبلاغة [illegible] بالتجوید قراءة له بالفصاحة واذا لم یقرأ بالفصاحة یکون لحنا واللحن

سو اوسکا تجوید [illegible] پڑہنا فصیح ہی اور جب فصاحت کی ساتھہ نہ پڑہا تو پہر لحن ہو جاتا ہی اور لحن

فی لغة العرب یجیٔ علی معان والمراد به ههنا الخطاء والمیل عن الصواب وهو جلی وخفی اما الجلی فهو خطأ یطرأ

لغت عرب میں کئی معنوں میں آتا ہی اور لحن سی مراد یہاں خطا اور راہ صواب سی الگ ہو جاتا ہی اور لحن ایک جلی ہی اور ایک خفی لحن جلی جو الفاظ پر آتا ہی

الالفاظ ویخل بالمعنی فی بعض المواضع فیفسد الصلوٰة وهذا اللحن یشترک فی معرفته علماء القراءة وغیرهم

تو صرف خطا ہی اور بعضی جگہ معنی بگاڑ دیتا ہی پہر نماز بہی فاسد ہو جاتی ہی یہہ لحن سب علما کو معلوم ہوتا ہی یعنی علماء قرارت اور اور علما سب پہچانی ہیں

اذ هو قد یکون بتغییر الحرکات والسکنات الاعرابیة والبنائیة وقد یکون بنقص حرف وزیادته وابداله الی حرف

اسواسطی کہ یہہ لحن کبہی حرکات اور سکنات اعرابی اور بنائی کی بدلنی سی ہوتا ہی اور کبہی حرف کی کم و بیشی اور ایک حرف سی دوسرا حرف بدلنی سی ہوتا ہی

آخر واما الخفی فهو خلل یطرأ الالفاظ لکن لا یخل بالمعنی ولا یفسد الصلوٰة بل یخل بالفصاحة ویورث القباحة

اور لحن خفی سو وہ الفاظ کو بگاڑتا ہی پر معنی نہیں بگاڑتا اور نماز بہی نہیں جاتی بلکہ فصاحت میں خلل اور قباحت پیدا کرتا ہی

ولذا حرم فی القران کما ذکر فی البزازیة ان اللحن فیه حرام بلا خلاف اذ قال الله تعالی قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ

اسہی لئی قرآن کی اندر حرام ہی چنانچہ بزازیہ میں مذکور ہی کہ قرآن میں لحن بلا خلاف حرام ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی قرآن ہی عربی زبان کا جسمیں کجی نہیں

وهذا اللحن یختص بمعرفة علماء القراءة اذ هو انما یکون بتکریر الراءات وتطنین النونات وتغلیظ اللامات وتشقیق

اس لحن کو صرف علماء قرارت ہی پہچانتی ہیں اسلئی کہ یہہ لحن یہہ ہی حرف را کی بڑہانی سی اور نون کی گنگناٹ سی اور لام کی پر کرنی سی اور غنہ کو ناک میں

الغنة وغیر ذلک من ترک الادغام فی محل الادغام وترک الاخفاء فی محل الاخفاء وترک الاظهار فی محل الاظهار وترک الاقلاب

بجانی سی ہوتا ہی اور سوا اسکی جیسی ادغام کی جگہہ فک ادغام اور اخفا کی جگہہ ترک اخفا اور اظہار کی مقام پر ترک اظہار اور ترک کرنا بدلنی کا

فی محل الاقلاب وترک التفخیم فی محل التفخیم وترک الترقیق فی محل الترقیق فان ذلک کله وان لم یخل بالمعنی

[illegible] اور ترک کرنا پر کرنیکی جگہہ پر کرنیکو اور ترک کرنا باریک کرنیکی جگہہ باریک کرنیکی بیشک یہ تمام باتیں اگرچہ معنی نہیں بگاڑتی

[illegible]

بل انما یخل باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لکن یخل بالفصاحة ولا قائل من اهل الایمان

مگر لفظ بگڑ جاتا ہی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جاتا رہتا ہی پر فصاحت مین خلل پڑتا ہی اور اہل ایمان مین سی یہہ کوئی قایل نہین ہی

بعدم فصاحة القرآن ولذلك حرمت هذه التغییرات کلها فی الصلوة وغیرها بیان ذلك ان القرآن

کہ قرآن فصیح نہین ہی اور اسہی لئی ایسی ایسی تمام تغیرات نماز کی اندر اور سواء نماز کی حرام ہین اسکا بیان یہہ ہی

انما انزل بافصح اللغات التی هی لغة العرب العرباء وهی لغة قریش وهذیل وهوازن وطی وثقیف والیمن وبنو تمیم

کہ قرآن افصح لغات مین نازل ہوا ہی جو خالص عربون کی بولی ہی اور وہ بولی قریش اور ہذیل اور ہوازن اور طی اور ثقیف اور یمن اور بنو تمیم کی ہی

فلابد ان یراعی فیه قواعد لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها ومحافظة صفاتها من ترقیق المرقق وتفخیم

اسبہ ضرور ہی کہ انکی بولی کی قاعدی رعایت کئی جاوین یعنی حرفون کو اونکی مخرج سی نکالنا اور نگہبانی اونکی صفات کی نرمی کی جگہ نرمی پر کی جگہ

المفخم ومد الممدود وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفی وغیر ذلك مما هو لازم فی کلامهم

پر مد کی جگہ مد قصر کی جگہ قصر ادغام کی جگہ ادغام اور اظہار کی جگہ اظہار اور اخفا کی جگہ اخفا اور سوا اسکی جو جو اونکی کلام مین ضروری ہی

الذی هو سلیقة لهم لا یحسنون غیره فالقاری اذا لم یراع ذلك یصیر کانه قرء القرآن بغیر لغة العرب وهو

اور جو اونکا طریقہ ہی کہ سوائی اوسکی پسند نہین کرتی پس قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نکری تو اوسنی قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان مین پڑہا اب وہ

ان کان قاریا صورة لکنه لیس بقاری حقیقة بل هو هاذی وعدم قراءته اولی من قراءته لانه بهذه القراءة

اگرچہ ظاہر مین قاری ہی پر وہ حقیقت مین قاری نہین ہو بلکہ وہ جہل باز ہی ایسی قرارت سی نہ پڑہنا ہی بہتر ہی اسلئی کہ ایسی قرارت سی

یصیر من الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ولهذا قال الامام ابن الجوزی

اون لوگون مین داخل ہوئیگا جسکی دوڑ دہوپ بہٹک رہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسہی لئی امام ابن الجوزی

فی کتابه المسمی بالنشر لاشك ان الامة کما هم متعبدون بتصحیح الفاظه واقامة حروفه علی الصفة المتلقیة

اپنی کتاب مین جسکا نام نشر ہی کہتی ہین بیشک امت کو جیسی کہ قرآن کی فہم معانی کا حکم اور صحت الفاظ اور حروف کی قایم رکہنی کا حکم ہی اسطور پر جو قرارت کی

من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبویة الافصحیة العربیة التی لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الی

اماموں سی منقول اور حضرت نبوی سی فصیح عربیۃ کی وضع پر متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جایز نہین اور نہ اوسکو چہوڑ کر اور وضع اختیار کرنی

غیرها والناس فی ذلك بین محسن ماجور ومسیء اثم ومعذور فمن قدر علی تصحیح کلام الله تعالی باللفظ

اور اسر بابت مین لوگ کئی وضع کی ہین بعض محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ گنہکار اور بعضی معذور لاچار اب جس سی یہہ ہو سکتا ہی کہ کلام اللہ کو صحت الفاظ

الصحیح العربی الفصیح وعدل عنه الی اللفظ الفاسد العجمی القبیح فانه مقصر بلا شك وآثم بلا ریب و

اور فصاحت عربیہ کی وضع پر درست کر سکتا ہو پہر اوس وضع کو چہوڑ کر لفظ فاسد عجمی قبیح اختیار کری تو بیشک قصور وار اور بی شبہ گنہگار ہی اور

من کان لا یطاوعه لسانه او لا یجد من یرشده الی الصواب فان الله تعالی قال لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا

جس شخص کی زبان قابو مین نہین ہی یا کوئی تجوید سکہانیوالا نہین ملتا تو اللہ تعالی خود فرماتا ہی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر

وُسْعَهَا لکن یجب علیه ان یجتهد جهده لعل الله یحدث بعد ذلك امرا وقد ذکر فی فتاوی قاضیخان ان

جو اوسکی گنجایش ہی لیکن ایسی شخص کو واجب ہی کہ خوب محنت کئی جای شاید کہ اللہ تعالی بعد اسکی قدرت عنایت کری اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی

الرجل اذا کان لا یحسن بعض الحروف ینبغی له ان یجتهد ولا یعذر فی ذلك وان کان لا ینطلق لسانه فی

کہ ایسا شخص کہ بعضی حروف کو ٹہیک طور نہین پڑہ سکتا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ خوب محنت کری سمین وہ معذور نہین ہی اور اگر اوسکی زبان بعضی حروف نہین چل سکتی

تلك الحروف ان وجد آیة لیس فیها تلك الحروف تقرؤها فی صلوته یجوز عند الکل وان قرأ الآیة التی فیها

تو اگر ایسی آیت پاوی جسمین وہ حروف نہین ہین اور وہ ہی آیت اپنی نماز مین پڑہی تو باتفاق جایز ہی اور اگر ایسی آیت پڑہی جسمین وہ حروف

عند فهم معانی القرآن واقامة حدوده کالمتعبدین ۱۲ م

تلك الحروف تجوز صلوته لكن لا يؤم غيره وكذا اذا كان الرجل لا يقف موضع الوقف او كان يتنحنح عند القراءة

موجود ہین تو ادسکی نماز تو جایز ہی پر اور کی امامت نکری اور ایسی ہی جو شخص وقف کی جگہ وقف نکری یا قرارت مین کھنکہار کری

لا يؤم غيره **المجلس السابع والاربعون في جواز التغني في القرآن ومالا يجوز فيه**

تو اوسکی امامت نکری ستینتالیسوین مجلس قرآن مین تغنی وغیرہ جایز ہونی اور نہ جایز ہونی مین

وغيره قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من لم يتغن بالقرآن هذا الحديث من صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہم مین سی نہین ہی جو قرآن مین تغنی نکری یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون

المصابيح رواه سعد بن ابي وقاص والمراد بالتغني المذكور فيه ليس هو المشهور المعروف بوجوه الاول

مین سی ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اور تغنی سی مراد جو اس حدیث مین مذکور ہی وہ تغنی مشہور و معروف نہین ہی کئی وجہ سی پہلی وجہ یہہ ہی

ان اول الحديث وهو قوله عليه السلام ليس منا يمنع عنه لكون معناه ليس من اهل ملتنا ومن يتبعنا

کہ اول حدیث قول علیہ السلام کا لیس منا اس مراد سی روکتا ہی اسواسطی کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ ہماری دین مین اور ہماری فرمان برداروں مین نہین ہی

في امرنا وهو من قبيل الوعيد ولا خلاف بين الامة ان قارئ القرآن من غير التغني يثاب ومأجور فكيف يستحق

اور یہہ ایک وعید ہی اور تمام امت مین کسیکو خلاف نہین ہی کہ بغیر تغنی قرآن پڑہنی والا ثواب دیا جاتا ہی اور ماجور ہی پھر وہ کیونکر سزاوار

الوعيد والثاني ان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالتغني معصية ويكون التالي والسامع اثمان

وعید کا ہوا دوسری وجہ یہہ ہی کہ فقہاء نی صاف کہدیا ہی کہ تغنی کی ساتھہ قرآن کا پڑہنا گناہ کا اور پڑہنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہین

بل يكون المستحل كافرا وذلك لان التغني حرام في جميع الاديان وكذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازي

بلکہ اوسکو حلال سمجہنی والا کافر ہوتا ہی اور یہہ اسلئی کہ تغنی تمام دینوں مین حرام ہی اور ایسی ہی لحن بالاتفاق حرام ہی بزازی کہتا ہی

اللحن حرام بلا خلاف وذكر ابو البركات في شرح النافع ان التغني حرام في جميع الاديان وحكى عن ظهير الدين

لحن بالاتفاق بلا خلاف حرام ہی اور ابو البرکات نی نافع کی شرح مین یہہ ذکر کیا ہی کہ تغنی تمام دینوں مین حرام ہی اور ظہیر الدین مرغینانی سی

المرغيناني ان من قال لمقرئ زماننا عند قراءته احسنت يكفر ووجه كون التحسين كفرا ان قراء هذا

حکایت کرتی ہین کہ جسنی ہماری وقت کی قاری کو قرارت پڑہتی ہوئی کہا احسنت واہ کیا خوب کافر ہوجاتا ہی اور اچھا کہنا کفر اسلئی ہی کہ قرارت اس

الزمان فلما يخلو قراءتهم في المجالس والمحافل عن التغني والتغني للناس لما كان حراما بالاجماع كان قطعيا

زمانی کی قاریوں کی مجلسی اور محفلون مین تغنی سی خالی نہین ہی اور تغنی لوگون کی حق مین جو بالاتفاق حرام ہی تو قطعی ہوئی

ولذلك سماه صاحب الذخيرة كبيرة وكذا صاحب الهداية حيث قال فيها ولا يقبل شهادة من يغني للناس

اور اسیلئی صاحب ذخیرہ اسکو کبیرہ نام لیتا ہی اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب مین کہا ہی کہ اوسکی گواہی مقبول نہین جو لوگون کی لئی تغنی کری

لانه يجمعهم على ارتكاب كبيرة فدل كلامه هذا على ان استماع التغني كبيرة فاذا كان استماع التغني كبيرة

اسواسطی کہ اونکو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہی اس تقریر سی معلوم ہوا کہ تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہی پس جب تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہوا

فكون التغني كبيرة اولى فالمغني مرتكب لهذه الكبيرة فتحسينه تحليل للحرام القطعي وهو كفر فظهر من هذا

تو تغنی بطریق اولی کبیرہ ہوگی پس مغنی اس کبیرہ کو اختیار کرتا ہی اب اوسکا اچھا کہنا حرام قطعی کو حلال کرنا ہی یہہ کفر ہی اب اس سی معلوم ہوا

ان من يحضر الجمعة والجماعة في هذا الزمان قلما ينجو عن ارتكاب كبيرة لان كثيرا من الخطباء والقراء

کہ جو شخص جمعہ اور جماعت مین آتی ہین اس زمانہ مین ارتکاب کبیرہ سی بہت کم خالی ہوتی ہین اسلئی کہ اکثر خطیب اور قاریوں کی خطبی

قلما يخلو خطبتهم وقراءتهم عن التغني بل هم ياخذون في الخطبة والقرآن ماخذهم في الشعر والغزل

اور قراءت تغنی سی بہت کم خالی ہین بلکہ وہ خطبہ اور قرآن مین شعر اور غزل کا روبہ برتتی ہین

حتى

حتی لا یکاد یفہم ما یقولون وما یقرءون من کثرۃ النغمات والتقطیعات وکذا حال المؤذنین فی التصلیۃ والترضیۃ
یہان تک کہ بسا اوقات کثرت نغمات اور تقطیعات سی سمجھ مین نہین آتا کہ کیا تو کہتی ہین اور کیا پڑھتی ہین اور ایسی ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ

والتامین وتکبیرات الانتقالات والسامعون الحاضرون مرتکبون لہذہ الکبیرۃ وربما یستحسنہ بعضہم
اور آمین کہنی مین اور تکبیرات انتقالات مین موذنون کا حال ہی اور سننی والی جو موجود ہوتی ہین یہہ کبیرہ اختیار کرتی ہین اور بعضی وقت کوئی کوئی اچھا ہی کہنی لگتا ہی

بل ہو الاکثر فی اکثرہم لغلبۃ الہوی وعدم مبالاتہم فی امر الدین فیلزم ان یکفروا علی ما حکی عن ظہیر الدین المرغینانی
بلکہ اکثر اشخاص مین اکثر یہہ ہی ہوتا ہی کیونکہ ہوای نفسانی کا غلبہ اور امر دینی مین بی پروائی بہت ہوگئی ہی سو لازم یہہ آتا ہی کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینانی کی

وکذا من یحضر التراویح فی لیالی رمضان لاستماع تسبیحات المؤذنین فی الجوامع والمساجد فان اسماء اللہ
کافر ہوجاوین اور ایسی ہی جو تراویح مین ماہ رمضان کی راتون کو جوامع اور مساجد مین موذنون کی تسبیحات سننی کی واسطی جمع ہوتی ہین کیونکہ خدا کی

الواقعۃ فیہا مثل یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی
نامون مین جو تسبیحات کی اندر آتی ہین جیسی یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان اور جیسی سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی

العزۃ والجبروت وغیر ذلک من الاسماء الحسنی والصفات العلیا بکثرۃ الابقاء والالحان یغیرونہا ویحرفونہا و
العزت والجبروت اور اور سوا اسکی اسماء حسنی اور صفات علیا انہیں کثرت سی نغمی اور الحان کرکرا سقدر تبدیل اور تغیر اور تحریف اور اخفا کر دیتی ہین

یخفونہا الی مرتبۃ لا یمکن تمییزہا وتشخیصہا مثل قولہم سوبحان المالیکی الحانان سوبحان المالوکی المانان
کہ ممکن نہین کہ ذرہ تمیز اور تعیین ہوسکی چنانچہ سبحان الملک الحنان کو یون پڑھتی ہین سوبحان المالیکی الحانان سوبحان المالیکی الحانان

بافراط المد فی ضمۃ السین وفتحۃ النون والمیم وفی کسرۃ اللام والکاف وغیر ذلک وکذا الحان الصوفیۃ مثل
سین کی ضمہ مین اور نون اور میم کی فتحہ مین اور لام اور کاف کی کسرہ مین خوب مد کہینچ کر اور سوا اسکی اور ایسا ہی صوفیان کا الحان ہی جیسی

قولہم عقب الطعام بزعم الشکر الحمد ولیلہ الشکر ولیلہ بمد الدال والراء واللام ونحوہا فینبغی للمسلم ان یحترز
کہانا کہاکر شکر کی خیال پر کہا کرتی ہین الحمد ولیلہ والشکر ولیلہ دال اور راء اور لام کو خوب کہینچکر اور مانند اسکی سو مسلم کو لایق ہی کہ ایسی مجالس مین

عن حضورہا وسماعہا ویطلب مسجدا خالیا عنہا اذ صورتہا عبادۃ وحقیقتہا معصیۃ وکبیرۃ فلعلہ
نہ جاوی اور ایسی کلمات نہ سنی اور مسجد جو ان مفاسد سی خالی ہو تلاش کرلی سو اسطی کہ یہہ ظاہر مین تو عبادت ہی اور حقیقت مین معصیت کبیرہ ہی ایسا نہو

یستحسنہا وینہدم دینہ وہو لا یشعر والحال ان الجہل لا یکون عذرا ولا یظن احد ان المراد بالتغنی للناس قراءۃ
کہ اسکو اچہا کہنی لگی اور اسکا دین بی خبری مین برباد ہو جاوی اور حال یون ہی کہ نادانی کوئی عذر نہین ہی اور کوئی یہہ خیال نہ کری کہ تغنی لوگون کی سامنی یہہ ہی

الابیات والاشعار بالاصوات الموزونۃ دون قراءۃ القرآن والاذکار فانہ ظن فاسد بل ہو یعم التغنی بالقرآن
کہ بیتین اور شعر آواز موزون بنا کر سناوی قرآن اور ذکر مین تغنی نہین ہوتی یہہ خیال فاسد ہی بلکہ تغنی قرآن وغیرہ سب مین ہوتی ہی

وغیرہ لان الفقہاء صرحوا بکون قراءۃ القرآن بالالحان معصیۃ وبکون التالی والسامع اثمین قال البزازی
اسلئی کہ فقہاء نی صاف کہا ہی کہ قرآن کو الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہین بزازی کہتا ہی

القرآن بالالحان معصیۃ والتالی والسامع اثمان والوجہ الثالث من تلک الوجوہ المذکورۃ ان الحدیث المذکور
قرآن الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہین اور تیسری وجہ وجوہات مذکورہ مین سی یہہ ہی کہ یہہ حدیث مذکور

یکون معارضا لما اخرجہ الترمذی عن حذیفۃ انہ علیہ السلام قال اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتہا وایاکم
اس حدیث سی معارض ہی جو ترمذی نی حذیفہ سی روایت کی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پہ پڑھا کرو اور فاسقون کی

ولحون اہل الفسق ولحون اہل الکتابین فانہ سیجیء بعدی قوم یرجعون القرآن فی ترجیع الغناء والرہبانیۃ والنوح
لحن سی اور یہود اور نصاری کی لحن سی بچو البتہ قریب ہی میری بعد ایک قوم ہوگی کہ قرآن مین مانند ترجیع غنا اور راہبوں اور نوحہ گرکی ترجیع کرینگی

ولا یجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یعجبهم شانهم ذکر هذا الحدیث الامام الجعبری

اور قرآن اونکی گلونسی نیچی نہ اوتریگا اونکی دل اور اونکی دل جو اونکی وضع پسند کرتی ہین فتنہ مین ہین اس حدیث کو امام جعبری نی

فی شرح الشاطبی وهو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازه وعلیه

شاطبیہ کی شرح مین ذکر کیا ہی اس باب مین یہہ بڑی اصل ہی یعنی قرآن مین تغنی جایز ہونی کی اور نہ جایز ہونی کی اور

یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الاصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما

اس باب کی مسائل اسہی پر مبنی ہین اور جو شخص اس اصل سی واقف نہین ہی بہت غلطی کرتا ہی اسواسطی کہ بعضی تغنی کو جمیع

فی جمیع الادیان فیلزم اکفار مستحله وبعضهم اجازه فی الشریعة المحمدیة وکذا اللحن فتحیر

ادیان مین حرام کہتی ہین اب لازم آتا ہی کہ حلال سمجھنی والا کافر ہووی اور بعضون نی شریعت محمدیہ مین جایز رکہا ہی اور ایسی ہی لحن کا حال ہی

الناظر الی هذه الاقوال فلابد من معرفة معنی التغنی واللحن وما هو المراد منهما عند القائلین

سو جو کہ ان اقوال کو دیکہتا ہی حیران ہوتا ہی اب تغنی اور لحن کی معنون کا سمجہنا ضرور ہی اور جو ان دونون سی مراد ہی اونکی جو جواز کی قائل ہین

بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التحیر والهلاك اما التغنی فهو اما من الغنی بالکسر

اور اونکی جو ناجایز بتاتی ہین تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی بہنور سی خلاص ہووی اب تغنی یا تو مشتق ہی غنی سی جو غین کی زیر سی ہی

والقصر او من الغناء بالکسر والمد فان کان من الاول فهو بمعنی الاستغناء وان کان من الثانی فهو

بدون مد کی اور یا غنا سی مشتق ہی غین کی زیر اور مد سی پہر اگر تغنی اول سی مشتق ہی تو اوسکی معنی استغنا یعنی بی نیازی کی ہین اور اگر دوسری سی مشتق ہی تو

بمعنی الترنم والترجیع والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الرقیق الحزین والتغنی والترنم والترجیع

اوسکی معنی سرود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور رجہانا اسواسطی کہ غنا یہہ ہی آواز موزون بنی ہووی نرم دلین چہبتی ہووی کو کہتی ہین اور تغنی اور ترنم اور ترجیع

والتطریب استعمال ذلك الصوت الموزون وتردیده فی الحلق بادخاله داخل الحلق مرة واخراجه

اور تطریب اوس آواز موزون کا برتنا اور استعمال کرنا اور اوسکا حلق مین پہرانا کہ ایک بار حلق کی اندر لیجانا اور پہر اوسکا باہر لانا

اخری علی الطریقة المستفادة من الموسیقی وهذا هو المشهور المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع

اوس طرز پر جو گویّی کرتی ہین اور یہہ ہی مشہور معروف تغنی سی مراد ہی جو کہ تمام دینون مین حرام ہی

الادیان سواء اقترن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقترن بشیء منها

برابر ہی کہ قرآن مین جاری ہو یا اذان مین یا خطبہ مین یا ذکرون مین یا شعرون مین یا انمین سی کسی مین بہی نہو

ولذلك لما بین صاحب مجمع الفتاوی ان استماع صوت الملاهی کالضرب بالقصب وغیر ذلك

اوسہی لئی چونکہ صاحب مجمع الفتاوی نی بیان کیا کہ بیشک ملاہی کی آواز کا سننا جیسی ڈنکی وغیرہ سی بجانا

هی حرام ومعصیة لقوله استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها من الکفر ومن سمع

یہہ سب حرام اور معصیت ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سننا ملاہی کا معصیت ہی اور اوسکو پیشہ کرنا فسق ہی اور اوسی مزہ اوٹہانا کفر ہی اور جسکی کان مین

بغتة فلا اثم علیه لکن یجب ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لما روی انه علیه السلام ادخل اصبعیه

ناگاہ آواز آگئی تو اوسپر گناہ نہین لیکن واجب ہی کہ تمام تر کوشش کری کہ وہ آواز کان مین نہ آوی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی آواز سنکر اپنی کانون مین

فی اذنیه عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیه معصیة وان لم یقترن

اونگلیان دی لین نہین کہا ہی کہ اس مسئلہ سی معلوم ہوتا ہی کہ مطلق غنا اور اوسکا سننا معصیت ہی اگرچہ کسی شئی مین

بشیء من القرآن وغیره ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد

قرآن وغیرہ سی جاری نہو اور وجہ دلالت کی یہہ ہی کہ حاصل ملاہی سی نری آواز موزون ہوتی ہی اور کچہہ نہین ہوتا تو اب صرف

رفع الصوت الموزون وخفضه وترديده في الحلق من غير اقتران بشيء من القرآن وغيره كما يفعله الخشنخوانون معصية

آواز موزون کا بلند کرنا اور پست کرنا اور حلق کی اندر پھیرنا بدون اسکی کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسی کہ خوشخوان پڑھتی ہیں سب گناہ ہی

وكذا اذا اقترن بالقرآن او الاذان او الخطبة او غيرها من الاذكار بل هو اسوء واشنع لانه خلط المعصية بالعبادة

اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اور اذکار میں جاری ہو بلکہ یہہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلئے کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا

وتلعب بالدين وان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى واما اللحن

اور دین میں کھیل شروع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہہ عمل بد عبادت ہی تو یہہ الگ بڑا ہی گناہ پہلی گناہ سی سخت تر ہی اور رہا لحن

فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتحريف الكلمات بان ينقص حرفا من

سو وہ موافق اوس مضمون کی جو صدر الشریعۃ کی کلام سی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہہ ہی کہ لحن کبھی کلمات کی تغیر سی ہوتا ہی اسطور کہ کوئی حرف اسکی حرفون

حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيد فيها حرفا من حروف المد او غيرها وقد يكون بتغيير صفات

میں سی کم کردی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی اور ہو یا اسطور ہوتا ہی کہ اوسمین کوئی حرف حروف مد وغیرہ میں سی بڑہا دی اور کبھی حرفون کی صفات کی بدلنی سی

حروفها بان ينقص شيئا من كيفيات الحروف او يزيد كالحركات والسكنات والمدات وغير ذلك من الادغام والاخفاء

ہوتا ہی اسطور کہ کچھ کیفیات حروف کی کم کردی یا زیادہ کردی جیسی حرکات اور سکنات اور مدات اور سوا اسکی ادغام اور خفی کرنا

واشباع الحركات وتوفير الغنات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يستعمل اللحن بمعنى التغني

اور حرکت کا بڑہانا اور غنہ کا پورا کرنا اور مانند اسکی جنکی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کبھی لحن کو تغنی کی معنون میں لیتی ہیں

وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القرآن

اور کبھی ان تمام لفظون سی نری خوش آوازی بدون تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی موافق جب کوئی یون کہی کہ قرآن کا

بالالحان يراد به حسن الصوت ولحون العرب كما في قوله عم اقرؤا القرآن بلحون العرب والمراد بلحون العرب اصواتهم الطبيعية التي

پڑہنا الحان سی جایز ہی تو خوش آوازی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑہو اور مراد عرب کی لہجہ سی عربون کی اصلی طبعی

هي مد الممدود وقصر المقصور وترقيق المرقق وتفخيم المفخم وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في

آوازین ہیں یعنی دراز کرنا ممدود کا اور قصر کرنا مقصور کا اور ملکا کرنا ملکی کا اور پر کرنا پر کا اور ادغام کرنا قابل ادغام کا اور ظاہر کرنا قابل اظہار کا اور خفی کرنا قابل خفا کرنا اور سوا اسکی جو جو عربون

كلامهم الذي هو سليقة لهم لا يحسنون غيره ومتى قيل قراءة القرآن بالالحان حرام يراد به لحون اهل الفسق كما في قوله عم اياكم ولحون

کی کلام میں لوازمات ہیں جو اونکا اصل طریقہ ہی کہ اسکی خلاف کو اچھا نہیں سمجھتی اور جب کوئی یہہ کہی کہ قرآن کا پڑہنا الحان سی حرام ہی تو اب لحن فاسقون کی مراد ہیں جیسی اس حدیث میں ہی

اهل الفسق والمراد بلحون اهل الفسق الانغام المستفادة من الموسيقى اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لارتكابه كبيرة

فاسقون کی لحن سی بچتی رہو اور فاسقون کی لحن سی وہ نغمات مراد ہیں جو گویّون کی طرز پر ہوتی ہیں اسلئی کہ جو شخص یہہ تغنی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ اختیار کر رکہا ہی

الا ترى ان ابا حنيفة وغيره من المشائخ يبيحون قراءة القرآن بالالحان على ما ذكر في بعض الفتاوى وعلى تقدير كون المراد بها الانغام

دیکھتا نہیں کہ امام ابو حنیفہ وغیرہ مشائخ الحان سی قرآن کا پڑہنا مباح کہتی ہیں چنانچہ بعضی فتاوون میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ مراد اس سی وہ نغمات ہون

المستفادة من الموسيقى كيف يبيحونها مع صريح النهي عنها بقوله عليه السلام اياكم ولحون اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها حسن

جو علم موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو کیونکر مباح کہہ سکتی باوجودیکہ اس حدیث میں صاف منع فرمایا ہی فاسقون کی لحن سی بچتی رہو اور اگر مراد اوس سی خوش آوازی

الصوت ولحون العرب كيف لا يبيحونها وقد امر بها النبي عم بقوله اقرؤا القرآن بلحون العرب وقد يقع الغلط على افهام بعض الناس فيظنون المراد بحسن الصوت المطلوب

اور لہجہ عرب کا ہو تو کیونکر منع کر سکتی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑہا کرو اور بیشک بعضی لوگون کی سمجھ پر غلطی پڑتی ہی کہ وہ یہہ

في قراءة القرآن والخطبة والاذان هي التغني المعروف المشهور فيها كما يزعمون كلا انهم عن هذا المعنى لمعزولون ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبوا

جو قرآن کی پڑہنی اور خطبہ اور اذان میں درکار ہی وہ یہی تغنی مشہور و معروف ہی افسوس افسوس اونکی سمجھہ پر حق تو یہہ ہی کہ وہ ان معنون سی بہت دور ہیں پھر یہہ بھی تو نہیں کہ جو اختیار کر رکہا ہی

بل یقعون فی طعن السلف الصالحین وینسبون الیهم الفعل المحرم فی جمیع الادیان حیث یعتقدون ان الغناء

بلکہ علماء سلف کو طعن دیتے ہیں اور وے نہیں ایسی فعل کی جو تمام مذہبوں میں حرام ہے تہمت لیتے ہیں اسواسطے کہ یہہ اعتقاد کرتے ہیں کہ بیشک یہہ غنا

الذی یفعلونه الیوم هذا الذی کان السلف یفعلونه ومعاذ الله ان یظن بهم هذا ومن وقع له ذلک یتعین

کہ جو اب عمل میں آتی ہے یہہ وہی غنا ہے جو سلف بزرگ استعمال کرتے تھے خدا کی پناہ اونکی طرف ایسی گمان سے اور جسکی خیال میں یہہ وسوسہ گذرتا ہے

علیه ان یتوب عنه ویرجع الی الله تعالی والا فهو من الهالکین الا تری ان حسن الصوت فی الاذان مندوب

تو اوسکو یہہ ہی چاہیے کہ اس عقیدہ سے توبہ کرے اور خدا کی طرف رجوع کرے نہیں تو وہ ہلاک ہوا دیکھتا نہیں کہ حسن صوت اذان میں مستحب

ومطلوب مع ان التغنی فیه حرام ومکروه منصوص کراهته فی عامة الکتب من المتون والشروح والفتاوی

اور مقصود ہے باوجودیکہ تغنی اذان میں حرام اور مکروہ ہے اوسکی کراہت صاف صاف تمام متنوں اور شرحوں اور فتاووں میں

مع ضرب من التاکید والتهدید وقد صدر الانکار علی فاعله عن النبی علیه السلام وعن الصحابة والتابعین وغیرهم

بتاکید اور تہدید مذکور ہے اور بیشک برائی تغنی کرنیوالی کی نبی علیہ السلام سے اور صحابہ اور تابعین وغیرہ

من السلف والخلف اذ روی عن ابن عباس رض انه علیه السلام کان له مؤذن یطرب ونهاه عن ذلک وروی ان

اگلی اور پچھلوں سے ثابت ہوتی ہے اسواسطے کہ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی ہاں ایک موذن مطرب تھا اوس موذن کو اس سے باز رکھا اور روایت ہے کہ

رجلا قال لابن عمر انی احبک فی الله فقال له ابن عمر انی ابغضک فی الله لانک تغنی فی اذانک فظهر من

کہ ایک شخص نے ابن عمر سے کہا میں تمکو اللہ کی واسطے محبوب رکھتا ہوں پس ابن عمر نے جواب دیا میں تجھکو خدا کی واسطے برا جانتا ہوں اسلئے کہ تو اذان میں تغنی کرتا ہے

هذه الوجوه کلها ان المراد بالتغنی فی الحدیث المذکور سابقا لیس ما هو المعروف والمشهور بل المراد به الاعلان

اب ان تمام وجوہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ تغنی سے جو پہلی حدیث میں آیا ہے وہ ہی تغنی معروف ومشہور مراد نہیں ہے بلکہ تغنی سے قرآن کا ظاہر پڑہنا

بالقرآن والافصاح به کانه علیه السلام جعل الجهر به تبعا للاقرار بتوحید الله تعالی ونبوة انبیاءه فی کونه

اور فصیح زبان سے پڑہنا مراد ہے گویا نبی علیہ السلام نے قرآن بلند آواز سے پڑہنے کو بمنزلہ اقرار کے ٹہرایا ہے واسطے توحید اللہ تعالی کی اور انبیاء کی نبوت کی اس باب میں

من شعائر الاسلام کالاعلام بالشهادتین فی صحة الایمان او المراد به الاستغناء بالقرآن عن الاشعار و

کہ نشان اسلام کا ہے جیسے دو نو کلمے شہادت کا ظاہر کرنا واسطے درستی ایمان کی نشان ہے یا تغنی سے مراد نسبت قرآن کی شعروں سے اور

احادیث الناس فقد ورد التغنی بهذا المعنی وان کان یجیء تفعل بمعنی استفعل قلیلا لکن قلة الاستعمال لا یمنع

بہاں کی قصے کہانیوں سے بے نیاز ہونا بیشک تغنی کی یہہ بہی معنی ہیں اگرچہ وزن تفعل کا استفعل کی معنوں میں کمتر آتا ہے لیکن قلت استعمال سے احتمال

الارادة والمراد به التحزین او الترتیل فانه تزیین للقرآن لاسیما مع حسن الصوت فان التغنی بمعنی حسن

ارادہ کا نہیں موقوف ہوتا اور مراد اس سے تحزین یا ترتیل ہے کیونکہ اس سے قرآن کو زینت ہوتی ہے خاص کر خوش آوازی سے تو بیشک تغنی بمعنی خوش آوازی

الصوت مندوب علی ما ذکر فی التاتارخانیة ان التغنی بالقرآن ان لم یغیر الکلمة عن وضعها بل یحسنه تحسین

مستحب ہے چنانچہ تاتارخانیہ میں یہہ مذکور ہے کہ تغنی قرآن میں اگر کلمات کو اپنی وضع سے نہ بدل دے بلکہ اوسکو آراستہ کردے

الصوت وتزیین القراءة فذلک مستحب عندنا فی الصلوة وخارجها وان کان یغیر الکلمة عن وضعها یوجب

اور قرارت کو زینت دے تو یہہ تغنی ہماری نزدیک نماز میں اور نماز سے باہر بہی مستحب ہے اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سے بدل ڈالے تو نماز کو

فساد الصلوة لان ذلک منهی عنه وقال التوربشتی القراءة علی الوجه الذی یهیج الوجد فی قلوب السامعین

بگاڑتی ہے اس لئے کہ یہہ تغنی ممنوع ہے اور توربشتی کہتا ہے کہ اس وضع کی قرارت جو سننے والوں کی دلوں میں شور محبت بہڑکا دے

ویورث الحزن ویجلب الدموع مستحبة ما لم یخرجه التغنی عن التجوید ولم یصرفه عن مراعات النظم فی الکلمات

اور اندوہ پیدا کرے اور آنسو بہا دے مستحب ہے جبتک کہ تغنی تجوید سے نہ نکالدے اور اوس نظم سے جو کلمات اور حروف میں رعایت کی جاتی ہے دور نہ کردے

والحروف

والحرف فاذا انتهى الى ذلك عاد الاستحباب كراهة اذا تقرر هذا ينبغي ان تعلم ان الفقهاء لما صرحوا بكون التغني
پہر اگر اس نوبت کو پہنچی تو مستحب نہین مکروہ ہی جب یہ معلوم ہوچکا تو یہ بات بہی لایق سمجہنی کی ہی کہ فقہاء جب تغنی کو
في القرآن حراما وشددوا فيه مع ظواهر بعض الاحاديث الذي توهم جوازه فيه فكونه حراما في غير القرآن من الاذان
قرآن مین حرام کہہ چکی اور اسباب مین تشدد کرچکی باوجودیکہ بعض احادیث کی ظاہر معنون سی جواز کا وہم پڑتا ہی پہر ایسی تغنی سوا قرآن کی اذان
والخطبة والاذكار وغيرها مع عدم ورود شيء مما يوهم جوازه فيها اصلا من ظواهر الاحاديث واقوال العلماء اولى
اور خطبہ اور اذکار وغیرہ مین باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی روایت بہی نہین جس سی جواز تغنی کا اذان وغیرہ مین وہم پڑتی ہی نہ کوئی ظاہر حدیث نہ قول کسی عالم کا بطریق اولی حرام ہی
لانه بقي على الحظر الاصلي المستفاد من قولهم التغني حرام في جميع الاديان المجلس الثامن والاربعون
اسواسطی کہ وہ خطر اصلی پر باقی ہی جو اونکی اس قول سی مفہوم ہوتا ہی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اڑتالیسوین مجلس مین
في بيان فضيلة المؤذن وبيان سبب وضع الاذان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسمع
بیان مؤذن کی فضیلت کا اور بیان سبب اذان کی مقرر ہونیکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین سنیگا
مدى صوت المؤذن جن ولا انس ولا شيء الا شهد له يوم القيمة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو سعيد
انتہا آواز موذن کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شی مگر واسطی مؤذن کی قیامت کی روز گواہی دیگا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو سعید خدری کی روایت
الخدري وفيه حث على استفراغ الجهد في رفع الصوت بالاذان ليكثر شهوده من الجن والانس وغيرهما من
سی اور اسمین یہ ترغیب ہی کہ جہان تک ہوسکی بتمام قوت اذان مین آواز بلند کری تاکہ گواہ جن وانس وغیرہ حیوانات
الحيوانات والجمادات يوم القيمة فان المؤذن كلما جعل صوته اجهر يكون شهوده يوم القيمة اكثر وانما
اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہوجاوین کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کریگا وتنی ہی اوسکی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہونگی اور نہین سنیگا
قال لا يسمع صوته لان مدى الصوت غايته وغاية الصوت تكون اخفى لا محالة فاذا شهد له من بعد عنه
آواز اوسکی اس لئی فرمایا کہ مدی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہی اور انتہا آواز کا بالضرور بہت خفی ہوجاتا ہی پہر جب اوسکی گواہ وہ چیزین دیوین جو اوس سی دور ہین
ووصل اليه همس صوته فاولى ان يشهد له من قرب منه وسمع مناداة صوته والمراد من شهادة الشهود له
اور اوسکی کہسکہساہٹ سنی ہو تو جو پاس کی چیزین ہین اور اوس آواز سنتی ہین بطریق اولی گواہی دیگی اور اوسکی حق مین قیامت کی دن گواہون کی گواہی سی مراد یہ ہی کہ اوس روز اہل محشر کی سامنی
يوم القيمة اشهاده في ذلك اليوم فيما بين اهل المحشر بالفضل وعلو الدرجة فانه تعالى كما يهين قوما
بزرگی اور بلند مرتبہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالی جیسی کسی قوم کو قیامت کی دن اوسکی حق مین گواہ ہون کی بری گواہی سنکر ذلیل کرتا ہی تاکہ سب کی سامنی خوار و ذلیل
يوم القيمة بشهادة الشهود عليهم تحقيقا لفضوحهم على رءوس الاشهاد وتسويدا لوجوههم فكذلك يكرم
اور کالا منہہ ہووی سوا ایسا ہی بعضی قوم کو
قوما في ذلك اليوم بشهادة الشهود لهم تكميلا لسرورهم تطييبا لقلوبهم ثم انهم بكثرة شهادة الشهود لهم يزداد
اوس روز گواہون کی اچہی گواہی کی اونکی خوشی پوری اور دل خوش کرینگی لئی عزت کرتا ہی پہر اوس قوم کی فرح اور سرور بسبب بہت اچہی گواہون کی بڑہتی جاتی ہی
سرورهم وفرحهم فان قيل الاذان ذكر والاصل في الاذكار الاخفاء لقوله تعالى واذكر ربك في نفسك تضرعا
پہر اگر کوئی یہہ کہی کہ اذان تو ذکر ہی اور تمام ذکرون مین اصل اخفا ہی یعنی چپکی سی بدلیل اس آیت کی اور یاد کرتا رہ اپنی رب کو دلمین گڑگڑاتا
وخيفة ودون الجهر من القول ولقوله عليه السلام للذي رفع صوته بالذكر لن تدعوا اصم ولا غائبا
اور ڈرتا اور پکار سی کم آواز بولنی مین اور اس لئی کہ نبی علیہ السلام نی اوس شخص کو جو پکار کر ذکر کرتا تہا فرمایا تم ہرگز نہین پکارتا بہری کو اور غائب کو
فما وجه الجهر فيه فالجواب ان الاذان وان كان ذكرا وكان الاصل في الاذكار الاخفاء الا ان فيه معنى زايد
پہر اذان مین پکارنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی اور اصل ہی ذکرون مین اخفا ہی پر اذان مین ایک اور بات بڑہتی ہی

يوجب الجهر على خلاف الاصل وهو كونه اعلاما لاوقات الصلوة وهذا المعنى الزائد اوجب فيه حكما عارضا على

جسمین پکار کر کہنا اصل کی برخلاف ثابت ہوگیا اور وہ بات یہی کہ نماز کی وقتون کی خبر دیتی ہین اس ہی بڑہتی بات نی اوسمین ایک حکم عارضی اصل سی الگ واجب کردیا ہی

الاصل وهو الجهر لانه لا يصلح ان يكون اعلاما الا بصفة الجهر بيان ان الاذان وان كان ذكرا يوجب الاخفاء

یعنی پکار کر کہنا اسواسطی کہ اذان سی بدون پکار کر کہنی کی اعلام نہین ہوسکتا اسکا بیان یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی جسمین اخفا واجب ہی

الا ان الاخفاء امتنع فيه لمانع قوي هو كونه اعلاما لان الاعلام لا يمكن حصوله الا بصفة الجهر ووجود

پر بیشک اسمین اخفا ایک قوی مانع کی سبب سی ممنوع ہی وہ مانع یہہ ہی کہ وہ اعلام ہی اسواسطی کہ اعلام بدون پکار کر کہنی کی حاصل ہونا ممکن نہین ہی اور ایک

علة توجب حكما على وجه لا يمنع وجود علة اخرى توجب حكما اخر مخالفا للاول بل اسمه ايضا يدل على

علت سی اوسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہی کہ اوس سی دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہین ہوتا جس سی دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہوجاوی بلکہ اوسکا نام ہی یعنی اذان دلالت

وجوب الجهر فيه لانه في اللغة الاعلام مطلقا وفي الشريعة اعلام مخصوص على وجه مخصوص بالفاظ

کرتا ہی کہ اسمین جہر واجب ہی اسلئی کہ اذان کی معنی مطلق اعلام کی ہین اور شریعت مین خاص اعلام کو کہتی ہین بطور خاص الفاظ مخصوصہ سی

مخصوصة وقد سبق ان الاعلام يمتنع حصوله بدون الجهر بل سببه ايضا يدل على لزوم الجهر فيه وهو انه

اور اوپر گذر چکا ہی کہ اعلام بدون جہر کی ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ اذان کی ایجاد کا سبب بہی دلالت کرتا ہی کہ اوسمین جہر لازم ہی وہ سبب یہہ ہی

عليه السلام لما قدم المدينة وبنى المسجد شاور اصحابه فيما يجعل علامة لمعرفة وقت الصلوة وحضور الجماعة

کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لای اور مسجد تیار کی تو صحابہ سی مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت مین آنی کی لئی کیا علامت مقرر کرین

فذكر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصارى فذكر له النفخ في القرن فقال هو من شعائر اليهود فذكر

کسینی ناقوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نی فرمایا وہ طریقہ نصاری کا ہی پہر صور پہونک نی ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ یہود کا طریق ہی پہر کسینی

له ايقاد النار فقال هو من شعائر المجوس فتفرقوا من غير ان يتفقوا على شيء وكان فيهم عبد الله بن زيد الانصاري

آگ جلانی کا ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ طریقہ مجوسیون کا ہی پہر یہہ ہی اختلاف رہا کسی ایک بات پر متفق نہوئی اور اوس مجمع مین عبد اللہ بن زید انصاری بہی تہی

فاهتم هما شديدا لهم رسول الله عليه السلام فلم ياكل الطعام تلك الليلة فبات مهتما فلما اصبح اتى رسول

سو اونکو بسبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر لگا کہ اوسنی اوس رات کو کہانا نہ کہایا اسی فکر مین سوگیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اني كنت بين النوم واليقظة اذ رايت نازلا من السماء عليه

صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ مین کچھہ سوتا کچھہ جاگتا تہا ناگاہ مجھکو ایک شخص آسمان سی اوترتا نظر آیا

بردان اخضران فقام على جرم حائط واستقبل القبلة وقال الله اكبر الله اكبر الى تمام كلمات الاذان فقال

دو چادر سبز اوڑہی ہوئی پہر وہ گہر کی دیوار پر روبقبلہ کہڑا ہوکر کہنی لگا اللہ اکبر اللہ اکبر اذان کی آخر عبارت تک پس رسول

رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا الرؤيا حق فالق ما رايته على بلال فانه امد منك صوتا فالقينه

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا یہہ خواب حق ہی سو جو تو نی دیکہا ہی بلال کو سکہادی کیونکہ بلال تجہسی بلند آواز ہی سو مینی اوسکو سکہادی

عليه فقام على ارفع سطح فاذن فسمعه عمر بن الخطاب وكان في بيته فخرج يجر رداءه حتى اتى رسول الله

پہر بلال نی ایک اونچی جگہہ پر کہڑی ہوکر اذان پڑہی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نی اپنی گہر مین سنی سو چادر کہینچتی ہوئی گہر سی نکل کر رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله والذي بعثك بالحق لقد رايت مثل ما قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہی اوس اللہ کی جسنی تمکو برحق بہیجا ہی مین نی بہی یہی دیکہا ہی جیسی بلال کہتا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

فلله الحمد وروي انه راى في المنام تلك الليلة احد عشر رجلا من الصحابة ما رواه عبد الله بن زيد فلما

فرمایا اللہ الحمد اور روایت ہی کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیون نی خواب مین یہہ ہی دیکہا تہا جو عبد اللہ بن زید نی روایت کی پہر جب

ثبت شرعية الاذان بهذه الرؤية التي شهد بحقيتها النبي عليه السلام كان من شعائر الاسلام حتى لو
اذان کا مشروع ہونا اوس خواب سی ثابت ہوچکا جسکی حقیت مین نبی علیہ السلام نی گواہی دی تو اذان نشان اسلام کا مقرر ہوئی یہان تک کہ اگر

اصرّ على تركه اهل مصر او اهل قرية او اهل محلة اجبرهم الامام على الاتيان به وان لم
کسی شہر یا گانو والی یا اہل محلہ والی اذان سراسر چہوڑ دین تو امام وقت اونپر زور دیکر پہرہ دلاوی اور اگر

يفعلوا قاتلهم لانه لما كان من اعلام الدين كان الاصرار على تركه استخفافا بالدين فيلزم القتال وقد
مانین تو اون پر جہاد کری اسواسطی کہ جب اذان اعلام دین سی ہوئی تو اوسکا سراسر ترک کردینا دین کا استخفاف ہی اسلئی جہاد کرنا لازم ہو اور

روى عن انس انه عليه السلام كان اذا طلع الفجر وكان يسمع الاذان فان سمع الاذان امسك والا اغار
انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا سفر جہاد مین یہہ رویّہ تہا جب صبح ہوتی تو اذان کی طرف کان لگاتی اگر اذان کی آواز سنتی تو رک جاتی اور نہین تو غارت کرتی

يعني انه عليه السلام اذا اراد ان يغير الكفار كان من عادته ان يسير بالليل فاذا وصل الى بلدة لا يعرف
مراد یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتی تو یہہ عادت تہی کہ رات کو روانہ ہوتی جب کسی ایسی شہر پہ پہنچتی کہ اوسکا حال معلوم نہوتا

حالها ينتظر الصبح ويسمع الاذان ليعلم ان تلك البلدة بلدة المسلمين او بلدة الكفار فان سمع الاذان امسك
تو صبح تک منتظر رہتی اور اذان کی طرف کان لگاتی تاکہ یہہ امر معلوم ہوجاوی کہ یہہ شہر مسلمانوں کا ہی یا شہر کفار کا ہی پہر اگر اذان سن پاتی تو غارت گری سی

عن الاغارة وتركها وان لم يسمع الاذان اغار فهذا الحديث دل على كون الاذان من اعلام الدين ومع هذا
باز رہتی اور اوس شہر کو چہوڑ دیتی اور اگر اذان نہ سنتی تو غارت کرتی پس یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ اذان اعلام دین سی ہی اور باوجود اسکی

يفهم منه كونه واجبا لكن عند عامة المشائخ وهو الصحيح انه سنة مؤكدة وكذا الاقامة سنة مؤكدة للصلوات
اسہی سی معلوم ہوتا ہی کہ اذان واجب ہی پر عام مشایخ کی نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہی و یہہ ہی صحیح ہی اور ایسی ہی تکبیر پانچون نماز کی واسطی سنت مؤکدہ ہی

الخمس اذا صليت بالجماعة اداء وقضاء وللجمعة لانها فرض لا للواجبات كصلوة الوتر والعيدين ولا للسنن
بشرطیکہ باجماعت ہوں وقت پر ادا ہوں یا قضا اور جمعہ کی لئی بہی اسواسطی کہ جمعہ فرض ہی اور نماز واجب کی واسطی نہین ہی جیسی نماز وتر اور دونو عید اور نہ سنتوں کی واسطی

كالتراويح ولا للنوافل كصلوة الكسوف والاستسقاء اذا صليت بالجماعة كل واحد من تلك الصلوات ويزيد المؤذن
جیسی تراویح اور نہ نفلوں کی واسطی جیسی نماز سورج گہن اور استسقا کی اگرچہ یہہ سب نمازین باجماعت پڑہین اور مؤذن فجر کی اذان مین

بعد فلاح الاذان في الفجر قوله الصلوة خير من النوم مرتين لما روى ان بلالا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم
بعد حی علی الفلاح کی الصلوة خير من النوم دوبار زیادہ کہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ بلال نبی علیہ السلام کی پاس آیا

فوجده نائما فقال الصلوة خير من النوم فقال النبي عليه السلام ما احسن هذا اجعله في اذانك وانما خص
تو آپکو سوتی پایا پس بلال نی کہا الصلوة خير من النوم پس نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا خوب بات ہی اسکو تو اپنی اذان مین داخل کرلی اور خصوصیت

الفجر به لانه وقت نوم وغفلة فاحتيج الى زيادة الاعلام والاقامة مثل الاذان الا انه يزيد بعد فلاحها قوله
فجر کی اسلئی ہی کہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہی سو اوسہی وقت تنبیہ کی زیادہ حاجت ہی اور تکبیر مانند اذان کی ہی پر اتنا فرق ہی کہ تکبیر مین بعد حی علی الفلاح کی اتنا لفظ

قد قامت الصلوة مرتين ويترسل في الاذان ويحدر في الاقامة لما روى انه عليه السلام قال لبلال اذا اذنت
قد قامت الصلوة یعنی قایم ہوئی نماز دو بار کہی اور اذان مین ٹہر ٹہر کر کہی اور تکبیر مین شتاب شتاب کہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی بلال سی فرمایا جب تو اذان پڑہی

فترسل واذا اقمت فاحدر والترسيل ان يفصل بين كلمات الاذان بسكتة والحدر ان يوصل بين كلمات
تو ٹہر ٹہر کر اور جب تو تکبیر کہی تو جلدی کر اور ترسیل یہہ ہی کہ اذان کی کلمات مین ایک ایک سکتہ کا فرق کرتا جاوی اور حدر یہہ ہی کہ تکبیر کی کلمات کو جلد جلد ملاتا جاوی

الاقامة بسرعة ويترك الاعراب فيهما لما روى عن ابرهيم النخعي انه قال شيئان مجزومان كانوا لا يعربونهما الاذان
اور اعراب یعنی حرکات کو دونو مین ترک کری اسواسطی کہ ابراہیم نخعی سی روایت ہی کہ کہتا تہا دو چیزین جزم سی ہین پہلی لوگ اونکو اعراب نہین دیتی تہی اذان

والاقامة قال الزیلعی یعنی علی الوقف لکن فی الاذان حقیقة وفی الاقامة ینوی الوقف قاله المروی وعوام الناس

اور تکبیر زیلعی کہتا ہی یعنی وقف پر لیکن اذان میں وقف حقیقی ہی اور تکبیر میں وقف کی نیت کری یہہ قول ہروی کا ہی اور عوام لوگ یون

یقولون الله اکبر الله اکبر بضم الراء الاولی وکان ابو العباس المبرد یفتحها بنقل فتحة همزة اسم الله تعالی الیها

کہتے ہین الله اکبر الله اکبر پہلی رار کی ضمہ سی اور ابو العباس مبرد اوس راء پر زبر پڑھتا ہی الله کی الف کا زبر نقل کرکر اوس راء کو دیتا ہی

لالتقاء الساکنین کما یفتح المیم فی قوله تعالی الم الله لا اله الا هو مع ان الاصل فی الحروف المقطعة الاسکان ویرتب بین

واسطی جمع ہونی دو ساکن کی جیسی میم اس آیت مین مفتوح ہوجاتا ہی باوجودیکہ اصل حروف مقطعات مین سکون ہی اور اوسکی کلمات کو ویسی ہی مرتب کہی

کلماتها کما شرع حتی لو قدم بعضا واخر بعضا فالافضل الاعادة مراعاة للترتیب ولا یتکلم فیهما ویستقبل بهما

جیسی مشروع ہوئی ہین یہان تک کہ اگر کسیکو آگی اور کسیکو پیچھی کردی تو واسطی رعایت ترتیب کی دوہرانا بہتر ہی اور دونوکو پڑہتی ہوئی بیچ مین نہ بولی اور دونوکو روبقبلہ ہوکر

القبلة ویلتفت فی الاذان مع ثبات قدمیه فی مکانه یمینا عند قوله حی علی الصلوة وشمالا عند قوله حی

پڑھی اور اذان مین دونو پاؤن جمائی ہوئی اپنی جگہ مین حی علی الصلوة کہتی ہوئی دہنی طرف منہہ پہیری اور حی علی الفلاح کہتی ہوئی بائین طرف

علی الفلاح لان طرفی الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففی المناجات یستقبل القبلة لان احسن احوال

اسواسطی کہ اذان کی اول اور آخر مین مناجات ہی اور اوسکی بیچ مین منادات یعنی لوگون کو پکارنا ہی سو مناجات مین روبقبلہ رہی اسواسطی کہ بہتر حال

الذاکرین استقبال القبلة وفی المنادات یلتفت الی من ینادیهم لانه خطابهم فیتوجه الیهم واذا کان فی

یاد الہی کرنیوالون کا روبقبلہ رہنا ہی اور پکارتی وقت اوس طرف منہہ پہیری جسکو پکارتا ہی اسلئی کہ اب اونہی کو خطاب ہی سو اودہری کو منہہ پہیری اور اگر مؤذن

المنارة ولم یحصل تمام الفائدة بتحویل وجهه مع ثبات قدمیه فی مکانه یستدیرفیها ویجعل اصبعیه فی اذنیه

منارہ کی اندر ہووی اور منہہ پہیرانی سی دونو پانو اپنی جگہہ پر جمی ہوئی مین پورا فائدہ نہو تو اوسکی اندر گردش کری اور اپنی دونو اونگلیان اپنی کانون مین کرلی

لما روی انه علیه السلام قال لبلال اجعل اصبعیك فی اذنیك فانه ارفع لصوتك وان لم یجعل اصبعیه

اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی بلال کو فرمایا اپنی دونو کانون مین اونگلیان دی لی اس سی تیری آواز بلند ہووی گی اور اگر وہ اونگلیان کانونمین نہ دی

فی اذنیه بل جعل یدیه علی اذنیه فحسن لما روی ان ابا محذورة ضم اصابعه

بلکہ دونو ہاتہہ کانون پر رکہہ لی تو بہی بہتر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ ابو محذورہ نی اپنی چارون اونگلیان ملاکر

الاربع ووضعها علی اذنیه وعن ابی حنیفة انه قال ان جعل احدی یدیه علی اذنه فحسن ولا یؤذن لصلوة

کانونپر رکہہ لین تہین اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتہہ اپنی کان پر رکہہ لی تو بہی اچہا ہی اور کسی نماز کی واسطی

قبل دخول وقتها ویعید فی الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله یکون تجهیلا

وقت آنی سی پہلی اذان نکہی اور وقت ہونی کی بعد دوہرائی جاوی اگر اذان پہلی کہدی ہو اسواسطی کہ اذان وقت کی آنی کی خبر دینی کی واسطی ہی پس اذان وقت سی پہلی بہلا دینا ہی

لا اعلاما وعند ابی یوسف وهو قول الشافعی یجوز للفجر فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث اهل الحرمین اهل مکة و

اعلام نہین ہی اور ابو یوسف کی نزدیک اور یہی قول شافعی کا ہی فجر کی لئی آدہی رات گذرنی کی بعد اذان جایز ہی بسبب عمل درآمد اہل حرمین اہل مکہ اور

اهل المدینة والحجة علی الکل قوله علیه السلام لبلال لا تؤذن حتی یستبین لك الفجر هکذا ومد یده عرضا و

اہل مدینہ کی اور سب کی دلیل یہہ حدیث ہی جو آپ نی بلال سی فرمایا اذان مت دیا جبتک تجھکو فجر اسطور پر ظاہر نہوجاوی پہر اپنا ہاتہہ عرض مین کہینچا اور

لظهور التوانی فی الامور الدینیة استحسن المتاخرون التثویب بین الاذان والاقامة فی الصلوات کلها سوی المغرب

امور دینی مین سستی جو ظاہر ہونی لگی ہی تو متاخرین علماء نی تثویب کو درمیان اذان اور تکبیر کی بجز مغرب کی تمام نمازون مین پسند کیا ہی

وهو العود الی الاعلام بعد الاعلام بحسب ما تعارفه کل قوم لانه مبالغة فی الاعلام فلا یحصل ذلك الا بما یتعارفونه

اور تثویب دوبارہ آگاہ کرنا ایکدفعہ آگاہ کرکی موافق تعارف ہریک قوم کی اسواسطی کہ تثویب اعلام مین مبالغہ ہوتا ہی بدون تعارف قوم کی نہین ہوسکتا

وابو يوسف خص به من له زيادة اشتغال بامور المسلمين كالامير والقاضي والمفتي لانهم لا يعرفون وقت

اور امام ابو یوسف تثویب کو خاص کرتے ہین اوس شخص کے واسطے جسکو مشغلہ کاروبار مسلمانون کا لگا رہتا ہو جیسے امیر حاکم اور قاضی اور مفتی اسلئے کہ ان حضرات کو وقت

الحضور ولو حضروا كما سمعوا الاذان ولم يحضر الجماعة يحتاجون الى انتظار فيتعطل مصالح المسلمين وينبغي

حضور کا دہیان نہین ہوتا اور اگر یہہ لوگ اذان سنتے ہی چلے آیا کرین اور جماعت جمع نہو تو انتظار کرنا پڑیگا پہر مسلمانون کی کاروبار معطل ملتوی رہینگے اور مؤذن کو یون چاہئے

للمؤذن ان يفصل بين الاذان والاقامة ويكره وصلهما لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول

کہ اذان اور اقامت کے بیچمین کچہہ درنگ کیا کرے دونون کا متصل بدون فاصلے کے کہنا مکروہ ہے اسلئے کہ غرض تو اذان سے لوگون کا آگاہ کرنا ہے کہ وقت نماز کا آگیا ہے

وقت الصلوة ليتهيؤا لها بالطهارة فيحضروا المسجد لاقامتها وبالوصل ينتفي هذا المقصود وطريق الفصل

تاکہ وہ نماز کی تیاری کرین وضوء غسل کرکر مسجد مین نماز کے لئے آئین اور دونو کے ملادینے مین یہہ غرض فوت ہوتی ہے اور طریق فاصلے کا یہہ ہے

ان الصلوة ان كانت مما يتطوع قبلها يفصل بينهما بصلوة سنة كانت او غيرها لما روى عن عبد الله

کہ اگر نماز ایسی ہے کہ اوس سے پہلے نفلین پڑہی جاتی ہین تو اونکے بیچ مین نماز پڑہینگے خواہ سنت ہو خواہ اور کچہہ اسیواسطے کہ روایت ہے عبداللہ

بن مغفل انه عليه السلام قال بين كل اذانين صلوة بين كل اذانين صلوة ثم قال في الثالثة لمن شاء والمراد

بن مغفل سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہروقت درمیان دونو اذان کی نماز ہے ہروقت درمیان دواذان کی نماز ہے پہر تیسری دفعہ مین فرمایا جو شخص پڑہا چاہے اور مراد

بالاذانين الاذان والاقامة على طريق التغليب والمراد بالصلوة التطوع سواء كان سنة او غيرها من النوافل

دواذان سے اذان اور تکبیر ہے بطور تغلیب کے اور نماز سے مراد نماز نفل ہے برابر ہے خواہ سنت ہو یا اور کوئی نفل

لا الفرض بدليل تخييره عليه السلام في المرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حث على التنفل بين الاذان

فرض مراد نہین ہے اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام نے تیسری بار مین اختیار دیدیا اس لفظ سے لمن شاء اور اسمین اذان اور تکبیر کی بیچمین نفل پڑہنے کی ترغیب ہے

والاقامة لان الدعاء لا يرد بينهما على ما روى عن انس انه عليه السلام قال لا يرد الدعاء بين الاذان والاقامة

اسواسطے کہ دعا اذان اور تکبیر کے بیچ کی رد نہین ہوتی موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا درمیان اذان اور تکبیر کی رد نہین ہے

فاذا كان الدعاء غير مردود بينهما يكون العبادة بينهما افضل وان لم يفصل بينهما بصلوة يفصل

جب اذان اور تکبیر کی بیچمین دعا مردود نہین ہوتی تو عبادت اونکے بیچ مین افضل ہے اور اگر انکے بیچ مین نماز پڑہکر درنگ نکرے تو اتنی دیر تک

بينهما بجلسة مقدارها ما يتمكن فيه قراءة عشرين اية او مقدار ما يصلي اربع ركعات لحصول المقصود

بیٹہا ہی رہے جتنی دیر مین بیس آیتین پڑہ سکے یا اتنی دیر تک جسمین چار رکعت نماز پڑہ سکے کیونکہ اسمین مقصود پورا ہوتا ہے

وان كانت الصلوة مما لا يتطوع قبلها كصلوة المغرب فعند ابي حنيفة يفصل بينهما قائما بسكتة

اور اگر وہ نماز ایسی ہے جسمین اوس سے پہلے نفلین نہین ہین جیسی مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک اذان اور تکبیر مین اتنی دیر چپکا کہڑا رہے

بمقدار ما يتمكن فيه من قراءة ثلث ايات قصار او اية طويلة وفي رواية عنه مقدار ما يخطو ثلث

جسمین تین آیتین چہوٹی یا ایک آیت طویل پڑہ سکے اور ایک روایت مین امام سے اتنی دیر جسمین تین قدم پہر لے

خطوات ثم يقيم لان التعجيل مامور به والتاخير مكروه فيكتفي بادنى الفصل ليكون اقرب الى التعجيل

پہر تکبیر کہے اسواسطے کہ تعجیل کا حکم ہے اور دیر لگانی مکروہ ہے سوادنے فاصلہ کفایت کرتا ہے تاکہ تعجیل سے قریب رہے

وعندهما يفصل بينهما بجلسة خفيفة لان الفصل مكروه ولا يحصل الفصل بالسكتة لوجودها

اور صاحبین کی نزدیک اون دونو مین تہوڑی سی نشست کا فاصلہ کرے اسلئے کہ ملادینا مکروہ ہے اور سکتہ کا کچہہ فاصلہ نہین ہے کیونکہ سکتہ تو

بين كلمات الاذان فيجلس مقدار ما يجلس الخطيب في الخطبتين وتقضى الفائتة باذان واقامة لانهما

اذان کی کلمات مین بہی موجود ہے سو اتنی دیر بیٹہہ جاوے جتنی دیر خطیب دونو خطبون مین بیٹہتا ہے اور نماز فائتہ کی قضا کی لئے اذان اور اقامت دونو چاہئین اسلئے

من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فان کانت الفائتة واحدة تقضی بهما لیکون القضاء علی

کہ یہہ دو تو نماز کی سنتین ہین کچہہ وقت کی سنتین نہین ہین پہر اگر نماز فائتہ ایک ہی ہو تو اذان اور تکبیر دونو چاہئین تاکہ قضا ادا کی وضع پر

سنن الاداء وقد روی انه علیه السلام قضی صلوة الفجر غداة لیلة التعریس مع الجماعة باذان واقامة

ہو جاوی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی لیلۃ التعریس کی صبح کو فجر کی نماز جماعت کی ساتھ اذان اور تکبیر سی قضا کی

وان کانت متعددة واراد قضاءها متوالیة یؤذن ویقیم للاولی منها ویکون مخیرا فی الباقی ان شاء

اور اگر وہ نمازین کئی ہون اور ایک دفعہ ہی پی درپی قضا کیا چاہی تو پہلی نماز کی لئی اذان اور تکبیر دونو کہی اور باقی نمازون مین مختار رہی چاہی

اذن واقام لیکون القضاء علی حسب الاداء وان شاء اقتصر علی الاقامة لما روی انه علیه السلام شغله

اذان اور تکبیر دونو کہی تاکہ قضا ادا کی صورت پر ہو جاوی اور اگر چاہی اقامت ہی پر اکتفا کری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مشرکون نی

المشرکون یوم الخندق عن اربع صلوات سوی الفجر فقضی الاولی مع الجماعة باذان واقامة وما سواها باقامة

جنگ خندق مین سوا نماز فجر کی چار نمازون کی فرصت نہ دی سو آپ نی پہلی نماز مع الجماعت اذان اور تکبیر سی قضا کی اور باقی نری تکبیر ہی سی

فقط واهل السفر فی المفازة یصلون بهما ویکره لهم ترکهما لانهما من سنن الجماعة والسفر لا یسقط الجماعة ولا یسقط

اور مسافر جنگل مین اذان اور تکبیر دونو سی نماز پڑہا کرین اور انکو دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اسلئی کہ اذان اور تکبیر متعلقات جماعت سی ہین اور سفر سی جماعت

ما هو من سننها ولو اکتفوا بالاقامة وترکوا الاذان لا یکره لان الاذان للاعلام بدخول الوقت لیحضر الغائبون

نہین ساقط ہوتی اور نہ وہ جو جماعت سی متعلق ہی اور اگر مسافر نری تکبیر ہی پر اکتفا کرین اور اذان نہ پڑہا کرین تو مکروہ نہین ہی اسلئی کہ اذان وقت کی آجانی کی خبر دینی کی واسطی ہی تاکہ جو لوگ

والذین هم فی اشغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفی محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الی جمعهم واحضارهم

غائب ہین اور جو اپنی کاروبار مین جابجا لگی ہوئی ہین وہ سب آجاوین اور رفیق سفر کی حاضر رہتی ہین اور اپنی فرودگاہ مین جمع ہوتی ہین تو انکی جمع کرنی کی حاجت اور بلانی کی ضرورت نہین ہی

واما الاقامة فهی للاعلام بالشروع فی الصلوة وهم الیه محتاجون ویکره اداء المکتوبة مع الجماعة فی

رہی تکبیر سو وہ اس خبر کی واسطی ہی کہ نماز شروع ہو گئی اور اونکو اسکی حاجت ہوتی ہی اور فرضون کا جماعت سی مسجد مین ادا کرنا

المسجد بغیر اذان واقامة ولا یکره فی البیوت والکروم وضیاع القریة لان ما کان فی المصر والقریة من الاذان

بدون اذان اور تکبیر کی مکروہ ہی اور گہرون کی اندر اور باغون مین اور باہر متصل قریہ سی مکروہ نہین ہی اسلئی کہ شہر اور قریہ کی اذان اور تکبیر لوگونکو کافی ہی

والاقامة یکفیهم والمقیم فی المصر اذا صلی فی بیته وحده ینبغی له ان یصلی باذان واقامة لیکون الاداء

اور مقیم شہر کی اندر اگر تنہا اپنی گہر مین نماز پڑہی تو بہتر اوسکو یہہ ہی کہ اذان اور تکبیر کہہ لی تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادا ہو جاوی

علی هیئة الجماعة وان ترکهما معا لا یکره ان وجد فی مسجد محلته لانه وان کان مصلیا بغیر اذان واقامة

اور اگر اوسنی دونو کو ترک کیا تو مکروہ نہین ہی جس صورت مین کہ محلہ کی مسجد مین ہوتی ہون اسواسطی کہ یہہ مصلی اگرچہ حقیقت مین بدون اذان اور تکبیر

حقیقة لکنه مصل بهما حکما لان المؤذن فی المحلة نائب عن اهل المحلة فی الاذان والاقامة لنصبهم اياه

کی نماز پڑہتا ہی پر وہ حکماً اذان اور تکبیر سی پڑہتا ہی کیونکہ محلہ کا مؤذن اذان اور تکبیر مین اہل محلہ کا نائب ہوتا ہی کیونکہ اہل محلہ نی اوسکو اسی لئی مقرر کیا ہی

لذلک فیکون اذانه واقامته کاذان الکل واقامتهم ولهذا حین اراد ابن مسعود ان یصلی فی بیته بعلقمة

تو اوسکی اذان اور تکبیر ایسی ہی جیسی سب کی اذان اور تکبیر اسی واسطی جب ابن مسعود نی اپنی گہر مین نماز پڑہنی کا ارادہ کیا تہا ہمراہ علقمہ

والاسود فقیل له الا تؤذن وتقیم قال اذان الحی یکفینا واما المسافر اذا صلی فی المفازة وحده بغیر اذان و

اور اسود کی تو کسینی اونسی کہا اذان اور تکبیر کیون نہین کہتی تو ابن مسعود نی جواب دیا محلہ کی اذان ہماری لئی کافی ہی اور مسافر اگر جنگل مین اکیلا بدون اذان اور

اقامة یکره له ذلک لکونه مصلیا بغیر اذان واقامة حقیقة وحکما لان المکان الذی هو فیه لیس فیه

تکبیر کی نماز پڑہی تو اوسکو مکروہ ہی اسواسطی کہ وہ حقیقۃً اور حکماً بدون اذان اور تکبیر کی نماز پڑہتا ہی اسلئی کہ اوس جگہہ جہان وہ ہی ہرگز کوئی اور نہین ہی

احد یؤذن ویقیم لتلک الصلوة اصلا والمصلی فی المسجد ان صلی جماعة یصلی باذان واقامة ویکره له
جس نے اس نماز کے لئے اذان اور اقامت کہی سو اور مصلی مسجد میں اگر جماعت سے نماز پڑہتا ہے تو اذان اور تکبیر کہکر نماز پڑہے اور اوسکو

ترک کل منهما وان صلی منفردا فحکمه حکم المصلی فی بیته واما القری فان کان فیها مسجد وکان فی ذلک
دونو کا ترک کرنا مکروہ ہے اور اگر تنہا نماز پڑہتا ہے تو اوسکا حال ایسا ہے جیسے اپنے گہر میں نماز پڑہتا ہے اور گانوؤں اگر اون میں مسجد ہے اور اوس مسجد میں

المسجد اذان واقامة فحکم من یصلی فیه او فی بیته کما مر وان لم یکن فیها مسجد کذلک فحکم المصلی فیها
اذان اور تکبیر بہی ہوتی ہے تو اوسکا حال ویسا ہی ہے جو مسجد میں نماز پڑہے یا اپنے گہر میں چنانچہ گذر چکا اور اگر اوس میں ایسی مسجد نہیں ہے تو اوسکا حال ایسا ہے

حکم المسافر ثم ینبغی ان یعلم ان السنة فی الاذان ان یکون بلا لحن ولا تغن لان المقصود منه دعوة الخلق
جیسے حال مسافر کا پہر سمجہنا چاہئے کہ طریق مسنون اذان میں یوں ہے کہ بدون لحن اور تغنی کے ہوا کرے اسلئے کہ غرض اذان سے نماز کے لئے خلقت کا بلانا ہے

الی الصلوة باعلام دخول وقتها فلا بد ان یکون علی وجه یفهم السامع الفاظه حتی یظهر فائدة معنی قوله
یہہ خبر جتلا کر کہ وقت ہو گیا ہے اب ضرور ہے کہ اس وضع پر ہو وے کہ الفاظ کا سننے والا سمجہ لے تاکہ اس قول کے معنوں کا فائدہ ظاہر ہووے کہ

حی علی الصلوة حی علی الفلاح فان معناهما اسرعوا الی الصلوة اسرعوا الی ما فیه نجاتکم من النار وبقاؤکم فی الجنة
حی علی الصلوة حی علی الفلاح کیونکہ معنی انکے یہہ ہیں جلد آؤ واسطے نماز کے جلد آؤ ادہر جسمیں آگ سے تمہاری نجات ہے اور جنت میں ہمیشہ کو رہنا ہے

لکن قد غیرت هذه السنة فی هذا الزمان فی اکثر البلدان لان اهلها یؤذنون بانواع النغمات والالحان بحیث
لیکن اس طریق مسنون کو اس زمانہ میں اکثر شہروں میں بدل ڈالا ہے کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی ایسی نغمات اور الحان سے پڑہتے ہیں کہ

لا یفهم ما یقولون من الفاظ الاذان ولا یسمع منهم الا اصوات ترفع وتنخفض کصوت المزمار وهی علی ما ذکر فی المدخل
یہہ نہیں سمجہہ میں آتا کہ الفاظ اذان میں سے کیا کہتے ہیں اور کچہہ سننے میں نہیں آتا سوائے آواز کے کہ کبہی بلند ہوتی ہے اور کبہی پست جیسے آواز مزمار کی اور یہہ طرز موافق بیان مدخل کے

بدعة قبیحة احدثها بعض الامراء فی مدرسته بناها ثم سری ذلک منها الی غیرها ثم انهم لحرصهم علی التغنی لم یکتفوا
بدعت قبیحہ ہے اسکو بعضے امیروں نے اپنی مدرسہ میں جاری کی تہی پہر یہہ وہاں سے ساری میں پہیل گئی پہر اونہوں نے تغنی کی حرص کی ماری اذان کے الفاظ پر بس نکیا

بکلمات الاذان بل زادوا علیها بعض الکلمات من الصلوة والتسلیم علی النبی علیه السلام فان الصلوة والتسلیم
بلکہ اذان پہر اونہوں نے بعضے اور کلمات درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کی بڑہا لئے بیشک درود اور تسلیم کا

وان کان مشروعا بنص الکتاب والسنة وکان من اکبر العبادات واجلها لکن اتخاذها عادة فی الاذان علی المنارة
مشروع ہونا اگرچہ صاف کتاب اور حدیث سے ثابت ہے اور بڑی اور بہتر عبادت میں سے ہے پر اسکا اذان کے اندر منارہ کے اوپر عادت کرنا

لم یکن مشروعا اذ لم یفعلها احد من الصحابة والتابعین ولا غیرهم من ائمة الدین ولیس لاحد ان یضع العبادات
مشروع نہیں ہے اسواسطے کہ یہہ کسینے نہیں کیا نہ صحابہ نے اور نہ تابعین نے اور نہ کسی اور پیشوایان دین سے اور کسیکو یہہ اختیار نہیں ہے کہ عبادات کو اور جگہہ رکہے

الا فی مواضعها التی وضعها فیها الشرع ومضی علیها السلف الا تری ان قراءة القران مع کونها من اعظم العبادات
سوا اوس مواضع کی جہاں اوسکو شرع نے وضع کیا ہے اور بزرگ متقدم اوسکو کرتے چلے آئے ہیں کیا نظر نہیں آتا کہ تلاوت قرآن کی باوجودیکہ عمدہ ترین عبادات ہے

لا یجوز للمکلف ان یقرأها فی الرکوع ولا فی السجود ولا فی القعدة لان کلا منها لیس محلا للتلاوة ثم انظر الی هذه
مکلف کو جائز نہیں کہ رکوع میں قرآن پڑہا کرے اور نہ سجدہ میں اور نہ قعدہ میں اسواسطے کہ یہہ تینوں مقام تلاوت کے محل نہیں ہیں پہر اس بدعت کو دیکہہ تو

البدعة التی احدثوها فی الاذان من النغمات والالحان کیف تعدت الی محرم اخر وهو انهم جعلوها فی الصلوة
جو ان لوگوں نے اذان کے اندر نغمات اور الحان پیدا کئے ہیں ایک اور حرام کی طرف کیسے بڑہ گئی وہ یہہ ہے کہ ان لوگوں نے نغمات کو نماز کے اندر تکبیرات انتقالات میں

حال التبلیغ فی الانتقالات وذلک کلام فی الصلوة علی طریق العمد فیبطل صلوتهم فاذا بطلت صلوتهم یسری
داخل کیا ہے اور یہہ طرز نماز کے اندر گویا عمدہ کلام ہے سو اونکی نماز باطل ہو جاتی ہے اور جب اونکی نماز باطل ہوئی تو اب یہہ فساد

ذلك الفساد الی من یقتدی الامام بتسمیعهم التکبیر فی الافتتاح والانتقالات لان المأموم لا یجوز له الاقتداء

اوسی ہیہ مفسدہ اون مقتدیون میں آیا جو انکی تکبیر تحریمہ اور تکبیر انتقالات سنکر اقتدا کرتی ہین اسواسطی کہ مقتدی کا اقتدا بدون کسی ایک کی

الا باحد اربعة اشیاء فان لم یوجد لا یوجد الاقتداء فی تلك الصلوٰة اولها وهو اعلاها ان یری افعال

چار چیزون مین سی صحیح نہین ہی سو اگر اونمین سی کوئی نہوگی تو اوس نماز مین اقتدا ہی نہوگا اول سب سی افضل یہہ ہی کہ مقتدی امام کی افعال کو دیکھتا ہو

الامام فان تعذر فسماع اقواله فان تعذر فرویة افعال المأموم فان تعذر فسماع اقواله فهؤلاء لبطلان

پہر اگر یہہ میسر نہو تو اوسکی آواز سنتا ہو پہر اگر یہہ بہی دشوار ہو تو افعال اور مقتدیون کی دیکہتا ہو پہر اگر یہہ بہی نہو تو مقتدی کی آواز سنتا ہو سو یہہ لوگ جو انکی

صلاتهم بالنغمات والالحان لا یکونوا من المأمومین وانتقال المأموم من رکن الی رکن بسماع اصواتهم من غیر

نماز بسبب نغمات اور الحان کی باطل ہوگئی ہی تو مقتدی نہین ہین اور انتقال کرنا مقتدی کا ایک رکن سی دوسری رکن پر انکی آواز سنکر بدون

رویة افعال الامام وسماع اقواله لا یصح صلوته وههنا مفسدة اخری وهی ان الامام اذا کبر للصلوٰة ودخل

دیکہنے افعال اور سنی اقوال امام کی اوسکی نماز کو فاسد کرتا ہی اور یہان ایک اور مفسدہ ہی وہ یہہ ہی کہ امام جب تکبیر کہہ کر نماز مین داخل ہو جاتا ہی

فیها یکبرون خلفه قبل ان یدخلوا فی الصلوٰة لیسمع الناس تکبیرهم ویدخلوا فی الصلوٰة فمن احرم من الناس بتکبیرهم

تو امام کی پیچہی تکبیر کہدیتی ہین اس سی پہلی کہ آپ نماز مین داخل ہون تاکہ اور لوگ اونکی تکبیر سنکر نماز مین داخل ہو جاوین پہر جو کوئی انکی تکبیر سنکر بدون

من غیر سماع تکبیر الامام یدخل فی صلوته خلل من هذه الوجه ایضا لما تقدم ان الاقتداء لا یصح الا باحد

سنی امام کی تکبیر کی تکبیر تحریمہ کہیگا اوسکی نماز مین یہہ بہی خلل داخل ہیگا اسواسطی کہ اوپر گذر چکا ہی کہ اقتدا بدون ایک کی

اربعة اشیاء وهذا لیس بواحدة منها یسرنا الله تعالی العمل بالسنة والاجتناب عن البدعة المجلس

چار چیزون مین سی صحیح نہین ہوتا اور یہہ اون چارون مین سی کچہہ بہی نہین ہی الٰہی ہمپر آسان کر سنت پر عمل کرنا اور بدعت سی اجتناب کرنا انچاسوین مجلس

التاسع والاربعون فی بیان فضیلة الجمعة وفی تفضیل یومها علی سائر الایام

مین بیان جمعہ کی فضیلت کا اور جمعہ کی روز کی تفضیل تمام ایام پر

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه ادخل

رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بہت اچہا دن جسپر آفتاب چمکا ہی جمعہ کا دن ہی اسی مین آدم پیدا ہوا اور اسی دن مین

الجنة وفیه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا فی یوم الجمعة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة

جنت مین داخل ہوا اور اسی روز مین جنت سی نکلا اور قیامت [illegible] دن جمعہ کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی

وقد بین فیه ان یوم الجمعة خیر الایام اذ فیه خلق آدم النبی علیه السلام وفیه ادخل الجنة وفیه اخرج

بیشک اسمین یہہ بیان فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنون سی بہتر ہی اسواسطی کہ اسی مین آدم نبی علیہ السلام پیدا ہوئی اور اسی مین جنت مین داخل ہوئی اور اسی مین جنت سی نکلی

منها فان قیل دخول آدم النبی علیه السلام الجنة خیر وحسن لکن خروجه منها کیف یکون خیرا وحسنا

پہر اگر کوئی کہی آدم نبی علیہ السلام کا جنت مین داخل ہونا تو بہتر ہی اور نیک بہی ہی پر اونکا جنت مین سی نکلنا کیا اچہا اور خوب ہی

فالجواب ان خروجه منها المتضمنة للفوائد الکثیرة والمصالح یکون خیرا وحسنا لانه بواسطة خروجه

تو جواب یہہ ہی کہ اونکا جنت مین سی نکلنا جسمین بہت سی فائدی اور خوبیان ہونی کو بہت خوب اور بہہ بہتر ہی اسواسطی کہ وہ جنت مین سی نکلی

منها حصل منه علیه السلام اولاد کثیرة وتناسلوا وبعث الله تعالی من نسله علی ذریته الانبیاء وانزل فیهم

تو اونسی بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور آگی کو نسل چلی اور الله تعالی اونکی نسل مین سی اونکی اولاد پر نبی بہیجی اور کتابین نازل

الکتب وجعل منهم الاخیار والابرار وظهر منهم عبادات مرضیة وطاعات مرعیة وهذا کله خیر

اور اونمین سی صلحاء اور ابرار پیدا کئی اور اونسی عبادات پسندیدہ اور طاعات مرغوب عمل مین آئین یہہ تمام خیر ہی خیر ہی

بالنسبة الی خروجه من الجنة فعلی هذا یکون یوم الجمعة خیر الایام وقد عظم الله تعالی به دین الاسلام

جو بہشت کی نکلنی سی ہوئین اس بیان کی موافق جمعہ کا دن سب دنون سین بہتر ہی اور بیشک اللہ تعالی نی اس دن سی دین اسلام کو عظمت دی

وخصه بالمسلمین من بین الانام لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال هذا یومهم الذی

اور تمام خلق مین سی مسلمانون کی لئی خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا یہہ وہ دن ہی

فرض علیهم واختلفوا فیه فهدانا الله له والناس لنا تبع الیهود غدا والنصری بعد غد یعنی انه تعالی

جو اللہ تعالی اونپر فرض کیا تہا اور اونہون نی اسمین اختلاف کیا سو اللہ تعالی نی اسکی ہمکو ہدایت کی اور اور لوگ ہمارا پیرو ہین یہود تو اگلی دن اور نصاری اوس سی اگلی دن مراد یہہ کی

امر عباده ان یجتمعوا فی یوم الجمعة ویعظموه بالطاعة ولم یعینه لهم بل امرهم ان یعینوه باجتهادهم

کہ اللہ تعالی نی اپنی بندون کو یہہ امر فرمایا کہ جمعہ کیدن جمع ہوا کرین اور طاعت سی اوسکی تعظیم کرین اور دن نہین مقرر کر دیا تہا بلکہ یون حکم تہا کہ آپ اپنی اٹکل سی معین کرین

فاختلفوا فیه فقالت الیهود هو یوم السبت لانه تعالی فرغ فی هذا الیوم من خلق المخلوقات ونحن نفرغ

سو اونہون نی اسمین اختلاف کیا یہود تو کہنی لگی وہ شنبہ کا روز ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی شنبہ کی روز تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہم بہی

فیه من الاشغال الدنیویة ونشتغل بالعبادة وقالت النصری هو یوم الاحد لانه تعالی ابتدأ فی

اس روز مین دنیا کی کاروبار چہوڑکر عبادت مین مشغول رہین اور نصاری کہنی لگی وہ یکشنبہ کا دن ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس دن مین

هذا الیوم بخلق المخلوقات فهو اولی بالتعظیم فهدی الله تعالی هذه الامة ووفقهم باصابة حتی

مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تہا تو اسہی دن کی تعظیم اولی ہی آخر اللہ تعالی نی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صواب کی دی یہان تک

عینوه وقالوا ان الله تعالی اوجد فی سائر الایام ما ینتفع به الانسان وفی یوم الجمعة اوجد نفس الانسان

کہ جمعہ مقرر کر لیا اس دلیل سی کہ اللہ تعالی نی تمام ایام مین تو وہ چیزین پیدا کین جسمین انسان کی منفعت ہی اور جمعہ کی دن مین انسان کی ذات کو پیدا کیا

والشکر علی نعمة الوجود اهم واقدم وقد بین الله تعالی کیفیة الشکر فی هذا الیوم فقال اذا نودی للصلوة

اور شکر گذاری نعمت وجود کی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور اللہ تعالی نی اس دن مین شکر کی کیفیت یون بیان کی فرمایا جب اذان ہو

مِن یَّومِ الجُمُعَةِ فَاسعَوا اِلی ذِکرِ اللهِ وَذَرُوا البَیعَ فانه تعالی امر اولا بالسعی الی الجمعة ثم امر بترک الاشتغال

دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا سو اللہ تعالی نی اول واسطی سعی کی طرف جمعہ کی امر فرمایا پہر واسطی ترک شغل کاروبار

بالامور الدنیویة الصارفة عن السعی الی الجمعة وقد روی عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام

دنیا کی جو جمعہ کی طرف جانی سی روکتی ہون امر کیا اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال لینتهین اقوام عن ترکهم الجمعة او لیختمن الله علی قلوبهم ثم لیکونن من الغفلین فانه علیه السلام

البتہ باز آوین لوگ جمعہ ترک کرنی سی یا بیشک اللہ تعالی اونکی دلون پر مہر لگاویگا پہر وہ سراسر غافل ہوجاوینگی اب نبی علیہ السلام نی

بین فی هذا الحدیث ان احد الامرین کائن لا محالة اما الانتهاء عن ترکهم الجمعة او ختم الله علی قلوبهم

اس حدیث مین عیان فرمایا کہ دو دو باتون مین سی ایک بالضرور ہونیوالی ہی یا باز آنا جمعہ ترک کرنی سی یا اونکی دلون پر اللہ کا مہر لگانا

ثم لیکونون من الغفلین لان العبد اذا ترک امرا من اوامر الله تعالی مرة یحصل فی قلبه نکتة سوداء

پہر ہوجاوینگی وہ غفلت والی اسواسطی کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کی حکمون مین سی ایک بار ترک کرتا ہی تو اوسکی دل مین ایک داغ سیاہ پیدا ہوجاتا ہی

واذا ترک مرة اخری یحصل فی قلبه نکتة سوداء اخری ثم کذلک حتی یسود قلبه فاذا اسود قلبه یغلب

اور جب اوسنی دوبارہ ترک کیا تو اوسمین دوسرا داغ سیاہ بڑہ جاتا ہی پہر اسی طور آخر سارا دل سیاہ ہوجاتا ہی پہر جب دل تمام سیاہ ہوگیا

علیه الغفلة وینسی الموت وکونه من اهل القبور وینهمک فی الفسوق والفجور فان تاب وانتهی عن ترک

تو اوسپر غفلت چہاجاتی ہی اور موت کو بہول جاتا ہی اور گور مین جانا یاد نہین رہتا اور فسق و فجور مین کہب رہتا ہی پہر اگر اوسنی توبہ کی اور فرمان ترک کرنی سی باز آیا

ما امر به تزول تلك النكتة عن قلبه نكتة نكتة فيعرض عن ارتكاب المنهيات ويشتغل باداء المامورات

تو وہ داغ اوسکی دل پر سی ایک ایک دور ہونی لگتا ہی پہر گناہ کرنی سی پرہیز کرتا ہی اور ادا ماموارت مین مشغول ہوتا ہی

التي من جملتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب

جنمین جمعہ کی نماز بہی داخل ہی بیشک یہہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو

فقوله تعالى يا ايها الذين امنوا اذا نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله فانه تعالى

یہہ آیت ہی ای ایمان والو جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو بیشک اللہ تعالی نی

امر في هذه الاية بالسعي الى ذكر الله تعالى والامر للوجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز

اس آیت مین یہہ امر کیا کہ طرف ذکر الہی کی جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الہی سی مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی لئی

صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى ما هو

صحت کی شرط ہی پہر جب سعی خطبہ کی لئی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی تو سعی واسطی مقصود اصلی کی

المقصود الاصلي وهو صلوة اولى واحرى ثم انه تعالى لتاكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال

کہ وہ نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب بہتر اور ضرور ہو گی پہر اللہ تعالی نی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی امر کیا فرمایا

وذروا البيع لان ذلك لا يكون الا لامر واجب واما السنة فقوله عليه الصلوة والسلام اعلموا ان الله تعالى

اور ترک کرو بیع کو اسواسطی کہ ایسا حکم بدون امر واجب کی نہین ہو سکتا اور حدیث یہہ ہی قول علیہ الصلوۃ والسلام کا جان لو کہ اللہ تعالی نی

كتب عليكم الجمعة في يومي هذا في شهري هذا في مقامي هذا فمن تركها تهاونا بها واستخفافا

تمپر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ مین اس مقام مین پہر جسنی اسکو ترک کیا حقیر جان کر اور اسکا حق ہلکا سمجہ کر

بحقها وله امام جائر او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكوة له الا فلا صوم له الا

اور حال یہہ ہی کہ اوسکا امام بہی جائر یا عادل ہو خبردار جمع نہ کری اللہ اوسکی پریشانی خبردار نہین ہی اوسکی نماز خبردار نہین ہی اوسکی زکوۃ خبردار نہین ہی اوسکا روزہ الا

ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم

اگر توبہ کر لی پہر جسنی توبہ کی اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت یہہ ہی کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی

الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا في اصل الفرض هل هو الظهر ام الجمعة وايا ما

آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کسیکو اسمین اختلاف نہین ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض مین ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور بہر صورت

كان يسقط الفرض باداء احدهما ولها شروط زائدة على شروط سائر الصلوات وهي اثنا عشر شرطا ستة منها

دونو مین سی ہر ایک کی ادا کرنی سی فرض ذمہ سی ساقط ہو جاتا ہی اور اسکی لئی شرطین تمام نمازوں کی شرطوں سی زیادہ ہین اور وہ بارہ شرطین ہین چہہ اونمین سی

في المصلي وهي شروط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الاول الذكورة فلا تجب على المراة والثاني

مصلی مین ہین یہہ شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہین یہہ شرطین ادا اور صحت کی نہین ہین پہلی مصلی کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہین ہی دوسری

الاقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خارج المصر فهو في حكم المسافر والثالث الحرية

مقیم ہونا پس مسافر پر واجب نہین ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصر سی باہر ہو جاوی پس وہ مسافر کی حکم مین ہی تیسری آزادی

فلا تجب على العبد اتفاقا واختلف في المكاتب والماذون والعبد الذي حضر باب الجامع ليحفظ دابة مولاه

سو غلام پر کسیکی نزدیک واجب نہین ہی اور مکاتب اور ماذون کی باب مین اور اوس غلام کی حق مین جو جامع مسجد کی دروازہ پر میاں کا گہوڑا پکڑی کہڑا ہو اختلاف

والرابع الصحة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء البرء بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير

چوتھی صحیح و سالم ہونا پس بیمار پر واجب نہین اگر جمعہ مین جانی سی بیماری بڑہیگا یا دیر مین چہا ہونیکا خوف ہو اور ایسی ہی پیر فرتوت

الضعيف

الضعیف عن السعی والخامس سلامة العینین فلا تجب علی الاعمی عند ابی حنیفة وعندهما تجب ان وجد

چلنی مین ناتوان پانچوین آنکهون والا هونا پس اندهی پر امام ابوحنیفه کی نزدیک واجب نهین اور صاحبین کی نزدیک واجب هی اگر

قائدا والسادس سلامة الرجلین فلا تجب علی المقعد وان وجد من یحمله الی الجمعة والممرض کالمریض علی الاصح

البته پکڑ نیوالا میسر آدمی چهٹی دونو پانو کی سلامتی پس لنگڑی پر واجب نهین اگرچه ایسا شخص میسر آدمی که جو اوسی چڑها کر جمعه مین لیجاوی اور بیمار دار اصح قول پر مانند بیمار کی هی

ان بقی المریض ضایعا والتمریض من جملة الاعذار المبیحة للتخلف عن الجمعة وکذا الخوف من ظالم ونحوه و

اگر مریض حیران رہ جاوی اور بیمار داری کرنا ان عذرات مین هی جس سی جمعه مین نجانا مباح هوجاتا هی ایسی هی ظالم وغیره کا خوف اور

المطر والثلج والوحل ونحوها فهؤلاء الذین لم یستکملوا الشرائط لا تجب علیهم الجمعة لکنهم لو حضروها

بارش اور اولی اور کیچڑ وغیره پس یهه لوگ جنمین یهه شرطین پوری نهین هین ان پر جمعه واجب نهین هی لیکن یهه لوگ اگر جمعه مین چلی جاوین

وصلوها یجزیهم عن فرض الوقت وستة منها فی غیر المصلی وهی شروط لادائها وصحتها الاول

اور پڑه لین تو وقتی فرض نماز سی بدلا هو جاتا هی اور چهه شرطین سوای مصلی کی هین اور یهه شرطین ادا کی اور صحت کی هین پهلی

المصر فلا یجوز ادائها فی المفازة والقری لکن ان صلیت فی القریة وکنت فیها یلزمك ان تحضرها وتعمل بقول

شهر کا هونا پس جمعه کا ادا کرنا جنگل اور گانو مین جایز نهین هی لیکن اگر گانو کی اندر جمعه پڑهنی لگین اور تو وهان موجود هو تو تجهکو جمعه مین جانا اور علی رض کی

علی ایاك وما یسبق الی القلوب انکاره وان کان عندك اعتذار فلیس کل سامع تکس تطیق ان نسمعه عذرا و

قول پر عمل کرنا لازم هی بچتا ره ایسی بات سی جسمین لوگون کی دلون مین شبه انکار کا پیدا هو اگرچه تجهکو عذر حاصل هو کیونکه هر یک سامع منکر ایسا نهین هی که تو اوسکو اپنا عذر سنا سکی

قد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقعد موقع التهم واختلفوا

اور ضرور حدیث مین آیا هی که نبی علیه السلام نی فرمایا جو شخص الله پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا هی وه تهمت کی جگهه نه بیٹها کری اور مصر کی

فی تفسیر المصر والصحیح انه الموضع الذی یکون فیه بیوت وسکك واسواق وامیر وقاض ینفذ الاحکام

تعریف مین اختلاف هی اور صحیح یهه هی که مصر ایسا موضع هی جسمین گهر هون اور کوچی اور بازار هین اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری

ویقیم الحدود ولیس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها فی فناء المصر وهو ما اتصل به معدا لمصلحة

اور حدود قایم کری اور شروط ادا مین مسجد جامع کا هونا داخل نهین هی اسواسطی که فناء مصر مین بهی جمعه جایز هی اور فناء وه هی جو میدان مصر کی قریب مصالح کی

کربض الخیل وجمع العسکر ودفن الموتی وصلوة الجنازة ونحوها یجوز للخلیفة وامیر الحجاج اقامتها بمنی

رکهه چهوڑا هو جیسی گهوڑونکا باندهنا اور لشکر کا جمع کرنا اور مردون کا دابنا اور جنازه کی نماز پڑهنی اور مانند اسکی اور خلیفه اور امیر حاج کو جمعه قایم کرنا منی مین موسم کی

فی الموسم لانها تکون مصرا فی ایام الموسم لاجتماع شرائط المصر فیها من الامیر والقاضی والابنیة والاسواق

دنون مین جایز هی اسلئی که منی موسم کی دنونمین بمنزله مصر کی هو جاتی هی اسواسطی که تمام شرطین مصر کی اوسمین جمع هوجاتی هین امیر قاضی اور مکانات اور بازارین

الا انها لا تبقی مصرا بعد انقضاء الموسم وبقاءها مصرا لیس بشرط ولا یجوز اقامتها بعرفات لانها لیست

هان اتنا هی که موسم کی گذرنی کی بعد مصر باقی نهین رهتی اور باقی رهنا مصر کا کچهه شرط نهین هی اور عرفات مین جمعه قایم کرنا جایز نهین اسواسطی که عرفات نه تو

بمصر ولا من فنائه بل هو فضاء ومفازة وفی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة لا یجوز اقامتها فی المصر الا فی موضع

مصر هی اور نه فناء مصر بلکه وه ایک میدان اور جنگل هی اور ظاهر روایت مین امام ابوحنیفه سی هی که جمعه قایم کرنا مصر مین سوا ایک مسجد کی

واحد فان ادیت فی موضعین او اکثر فالجمعة للاولین تحریمة وقیل فراغا وقیل فیهما جمیعا وان لم یعلم

جایز نهین هی پهر اگر دو جگهه یا دو جگهه سی زیاده مین پڑهی جاوی تو جمعه اونکا هی جنهون نی پهلی نیت باندهی اور بعضی کهتی هین جو پهلی پڑه چکی اور بعضی کهتی هین دونون مین اور اگر یهه نه

ایهما الاول تبطل صلوة الکل وفی روایة عنه وهو قول محمد یجوز اقامته فی مواضع متعددة وفی روایة

معلوم هو اول کون هین تو سب کی نماز باطل هی اور ایک روایت مین ابوحنیفه سی اور یهه هی قول امام محمد کا هی که قایم کرنا جمعه کا کئی جگهه جایز هی اور ابو یوسف کی روایت

ابی یوسف لا یجوز اقامتها فی موضعین الا اذا کان بینهما نهر عظیم کدجلة فی بغداد وفی روایة عنه لا یجوز
مین قایم کرنا جمعہ کا دو جگہ جایز نہین مگر ایسی دو جگہ نہ ا دنکی بیچ مین بڑی نہر حایل ہو جیسی بغداد مین دجلہ اور ایک روایت مین ابو یوسف سی

اقامتها اذا کان علیه جسر حتی روی عنه انه کان یامر یوم الجمعة برفع الجسر وقت الصلوة لیکون
قایم کرنا جمعہ کا یعنی دو جگہ جایز نہین اگر اوس نہر پر پل ہو یہان تک کہ روایت ہی کہ امام ابو یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت پل اٹھوا دیتی تہی تاکہ وہ جگہ

کمصرین فی کل موضع وقع الاشتباه فی صحة الجمعة لتعددها او لوقوع الشك فی المصر ان قام اهله بسعی لهم
مانند دو شہرون کی ہو جاویگا اور جس جگہ صحت جمعہ مین بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہونی کی یہہ شبہہ پڑی کہ ادا ہو یا نہین تو جب وہان کی لوگ جمعہ پڑہ چکین

ان یصلوا بعدها وذی اربع رکعات قائلا کل واحد منهم نویت ان اصلی اخر ظهر ادرکت وقته ولم اصله
تو اونکو سزاوار ہی کہ بعد اوسکی چار رکعت اور الگ الگ پڑہ لین ہر ایک نیت کی وقت یہہ کہی نیت کرتا ہون کہ ادا کرون پچہلی ظہر جسکا مین نی وقت پایا پر اب تک پڑہی

بعد واصل هذا علی ما ذکر فی القنیة ان اهل مرو لما ابتلوا باقامة الجمعتین فیها مع اختلاف العلماء فی
نہین اور اسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہہ ہی کہ مرو کی لوگ جب مرو مین دو جگہہ جمعہ پڑہنی لگی باوجودیکہ علماء مین دو جمعہ کی جواز مین اختلاف تہا

جوازهما امرهم ائمتهم باداء کل واحد منهم اربع رکعات بهذه النیة حتما احتیاطا لان الجمعة التی صلاها
تو اونکو اونکی پیشواؤن نی فتوی دیا کہ ہر ایک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سی ضرور پڑہا کری کیونکہ یہہ جمعہ جو اوسنی ادا کیا

ان لم تجز یخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین وان جازت فان کان علیها ظهر فائت یسقط عنه ذلك
اگر جایز نہین ہوا تو فرض وقتی کی ذمہ سی یقینا پاک ہو جاویگا اور اگر جمعہ جایز ہو گیا تو پہر اگر اوسکی ذمہ کوئی ظہر فائتہ ہو گی تو اب وہ فائتہ ادا ہو جاویگی

الفائت وان لم یکن علیه ظهر فائت تکون تلك الاربع نفلا فلاحتمال کونها نفلا لابد ان یقرأ فی الاخریین
اور اگر اوسکی ذمہ ظہر فائتہ نہین ہی تو یہہ چارون رکعت نفل ہو جاویگی سو اس احتمال کی لئی کہ شاید نفل ہون ضرور ہی کہ پچہلی دونون رکعت مین

بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا فقراءة السورة لا تضر وان وقعت نفلا فقراءة السورة واجبة والثانی
بعد سورہ فاتحہ کی کوئی سورۃ پڑہی اسواسطی کہ اگر وہ فرض ہوئین تو سورۃ کی پڑہنی مین کچہہ نقصان نہین ہی اور اگر وہ رکعتین نفل ہوئین تو سورۃ کا پڑہنا واجب ہی اور دوسری

من الشروط التی فی غیر المصلی السلطان او نائبه والمتغلب الذی لا منشور له من السلطان یجوز له اقامة
شرط جو غیر مصلی مین ہو سلطان کا یا اوسکی نائب کا ہونا اور جو متغلب کہ سند سلطانی نہین رکہتا اوسکو قایم کرنا جمعہ کا جایز ہی

الجمعة اذا کان سیرته فی رعیته سیرة الامراء وکان یحکم بینهم بحکم الولایة اذ بذلك یثبت السلطنة
اگر اوسکا معاملہ رعیت سی بطور امراء کی ہو اور رعیت پر حکومت حاکمون کی طور پر کرتا ہو اسواسطی کہ اس سی سلطنت ثابت ہو جاتی ہی

فیتحقق الشرط وللمامور بالجمعة ان یستخلف وان لم یؤذن له فی الاستخلاف ولا فرق فی ذلك بین وجود
پہر شرط موجود ہو جاتی ہی اور جو شخص جمعہ کی لئی مامور ہین جیسی قاضی وغیرہ اختیار رکہتی ہین کہ اپنا خلیفہ کر دین اگرچہ اونکو خلیفہ کرنی کی اجازت نہو اور اس بات مین کچہہ فرق

العذر وعدم وجوده ولا بین الخطبة والصلوة والاذن فی الخطبة اذن فی الصلوة وبالعکس ولیس
نہین خواہ کچہہ عذر ہو یا عذر نہو اور نہ کچہہ فرق خطبہ کا ہی اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور

للقاضی ان یصلی الجمعة بالناس اذا لم یؤمر بها وکذا صاحب الشرطة لیس له ان یصلیها بهم فان مات
قاضی کو اختیار نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑہاوی اگر اوسکو سلطان کا حکم نہین ہی اور ایسا ہی محتسب کو جایز نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑہاوی اور اگر حاکم شہر کا مر جاوی

والی المصر فقبل اتیان وال اخر لو صلی بهم خلیفة او القاضی او صاحب الشرط یجوز لان امر العامة فوض
تو دوسری حاکم کی مقرر ہونی سی پہلی اگر لوگون کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محتسب جمعہ پڑہاوی تو جایز ہی اسلئی کہ انتظام عوام کا اونکو سپرد ہی

الیهم وان لم یکن احد من هؤلاء فاجتمع الناس علی احد فصلی بهم یجوز ومع وجود احد منهم لا یجوز
اور اگر اونمین سی کوئی موجود نہو اور لوگون نی جمع ہو کر ایک کو امام کر لیا اور اوسنی جمعہ پڑہا دیا تو جایز ہی اور اگر اونمین سی کوئی موجود ہو تو بدون اوسکی

الا باذنه ولو شرع المامور بها فيها ثم حضر آخر كانه مضى عليها ولو حضر قبل شروعه لا يصح شروعه

بدون اوسکی اذن کی جایز نہیں اور اگر قاضی وغیرہ جسکو جمعہ پڑہانیکی اجازت تہی نماز شروع کر چکا سو پہر اوسکی جگہہ پر دوسرا مقرر ہو کر آگیا تو نماز کو توڑے نہیں اور اگر نماز شروع کرنی سی

والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت الظهر فلا يجوز قبل الزوال ولا بعد دخول وقت العصر ولو

پہلی آگیا تو شروع کرنا صحیح نہیں اور تیسری شرط اون شرطوں میں سی وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی سو دوپہر ڈہلنی سی پہلی جایز نہیں اور نہ بعد آجانی وقت عصر کی اور اگر

خرج الوقت وهو فيها يستانف الظهر ولا يبنيه عليها لاختلافهما كمية وشروطا والرابع من تلك

نمازہی کی اندر وقت ہو چکا تو از سر نو ظہر کو پڑہی اوسیکو بڑہا کر ظہر نہ کر لی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدار اور شرطوں میں مختلف ہین اور چوتہی شرط اون

الشروط الخطبة ولها شرط وركن وواجب وسنة اما شرطها فكونها في الوقت حتى لو خطب

شرطوں میں سی خطبہ ہی اور خطبہ کی بہی شرط اور رکن اور واجب اور سنت ہین خطبہ کی شرط تو یہہ ہی کہ وقت کی اندر ہووی یہان تک کہ اگر پیش از وقت

قبله لا تصح وكونها بحضرة الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تصح وكونها جهرا

خطبہ پڑہیگا تو صحیح نہین اور جماعت کی سامنی چاہیی یہان تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑہیگا اور پہر جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہین ہی اور اتنا پکار کر پڑہنا چاہیی

بحيث يسمعها من يكون عنده اذا لم يكن مانع واما ركنها فمطلق ذكر الله تعالى بنيتها حتى لو قال

کہ جو اوسکی پاس موجود ہون سب سنلیں اگر کچہہ مانع نہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالی کا خطبہ کی نیت سی ہی یہان تک کہ اگر خطیب نی

الحمد لله او سبحان الله او لا اله الا الله على قصد الخطبة يجزئ عند ابي حنيفة اما لو قال لعطاس

الحمد للہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ خطبہ کی نیت سی کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی ہان اگر چہینک کر

او تعجب فلا يجزئ وعندهما لا بد من ذكر طويل يسمى خطبة وهو مقدار ثلث آيات وقيل مقدار التشهد

یا تعجب سی کہیگا تو کافی نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر دراز ضرور ہی جسکو خطبہ کہہ سکیں اور وہ تین آیتوں کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہی کہ تشہد کی برابر ہو

من قوله التحيات لله الى قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحميدة الواحدة

لفظ التحیات للہ سی عبدہ ورسولہ تک اسواسطی کہ خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد للہ ایکبار

والتسبيحة الواحدة والتهليلة الواحدة لا تسمى خطبة واما واجبها فالطهارة والقيام وستر

اور سبحان اللہ ایک بار اور لا الہ الا اللہ ایک بار خطبہ نہیں کہلاتا اور خطبہ کی واجبات باوضو ہونا اور کہڑی رہنا اور عورت کا

العورة واما سننها فكونها خطبتين بجلسة بينهما يشتمل كل منهما على الحمد والتشهد والصلوة على

ڈہانپنا اور خطبہ کی سنت دو خطبوں کا ہونا بیچ مین ایک جلسہ کی فرق سی ۔ اور دونو مین حمد اور تشہد اور درود

النبي صلى الله عليه وسلم والاولى على تلاوة آية والوعظ والثانية على الدعاء للمؤمنين والمؤمنات

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو اور پہلی خطبہ مین تلاوت آیت کی اور پند ہو اور دوسری مین مسلمان مرد اور عورتوں کی حق مین

بدل الوعظ والخامس من تلك الشروط الجماعة واقلهم ثلثة سوى الامام ويشترط كونهم رجالا عاقلين

بدلہ پند کی دعا ہو پانچوین شرط اون شرطوں مین سی جماعت ہی کم سی کم تین آدمی سوا امام کی ہوں بشرطیکہ تینوں مرد عاقل بالغ ہوں

بالغين فلا تنعقد بالنساء والصبيان والمجانين ولا يشترط كونهم احرارا ومقيمين فتنعقد بالعبيد

پس جماعت نری عورتوں اور بچوں اور دیوانوں سی نہین ہوگی اور یہہ شرط نہین ہی کہ ازاد یا مقیم ہوں پس جماعت نری غلاموں

والمسافرين ويشترط بقاؤهم الى السجدة الاولى عند ابي حنيفة فلو نفروا قبلها او نقصوا عن ثلث ثم

اور مسافروں سی ہو جاویگی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہہ شرط ہی کہ پہلی سجدہ تک سب موجود رہین پس اگر پہلی سجدہ سی پہلی بہاگ گئی یا تین سی کم رہ گئی

يستقبل الظهر وعندهما لو نفروا بعد التحريمة يتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام

تو ظہر ادا کری اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریمہ کی چلی جاوین تو جمعہ پورا کر لی اور چہٹی شرط اون شرطوں مین سی اذن عام ہی

وهوان يفتح باب الجامع ويؤذن للناس حتى لو اجتمع في الجامع واغلقوا بابه وصلوا فيه الجمعة لا

اسطور پر کہ مسجد جامع کا دروازہ کہل جاوی اور لوگون کو آنی کی اجازت ملی یہان تک کہ اگر مسجد مین جمع ہوکر پہر دروازہ اوسکا بند کردین اور جمعہ کی نماز مسجد مین پڑہلین

يجوز وكذا السلطان لو اغلق باب قصره وصلى فيه بحشمه لا يجوز لانها من شعائر الاسلام وخصائص

توجایز نہین ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بندکرکر اپنی فوج کی ہمراہ جمعہ کی نماز پڑہ لی تو جایز نہین ہی اسواسطی کہ جمعہ اسلام کی نشانیون اور دین کی خاص

الدين فلابد من اقامتها على طريق الاشتهار وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فيه يجوز سواء

امرون مین سی ہی سواسکو خواہ مخواہ بطور اشتہار کی قایم کرنا چاہیئ اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کہول کر لوگون کو اجازت آنی کی دیدیوی تو جایز ہی پہر برابر ہی

دخلوا اولا لكن يكره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط كلها يجب السعي و

کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر مکروہ ہی اسواسطی کہ مسجد جامع کا حق ادا نہوا اور جب یہہ تمام شرطین پوری پائی جاوین تو اصح قول پر سعی اور

ترك البيع بالاذان الاول وهو الذي يكون على المنارة بعد دخول الوقت في الاصح لانه المعتبر في

بیع کا ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہوجانی کی بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کی اسواسطی کہ یہہی اذان

هذا الزمان وان كان حادثا غير واقع في عهد النبي صلى الله عليه وسلم لما روي انه عليه السلام

اس زمانہ مین معتبر ہی اگرچہ نواحداث ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین نہ تہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

والامامين بعده كانوا يصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فيؤذن المؤذن بين ايديهم فلما كان زمن

اور بعد حضرت کی دو نو امام زوال کی بعد اذان سی پہلی منبر پر جاتی تہی پہر موذن اونکی سامنی اذان پڑہتا تہا پہر جب زمانہ

خلافة عثمان وكثر الناس راى ان يؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لينتهي الصوت اليهم فيحضروا

عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگون کی کثرت ہوگئی تو اونکی رای مین یہہ آیا کہ موذن امام کی منبر پر جانی سی پہلی اذان کہا کری تاکہ اونکو آواز جاوی اور سنکر آجاوین

وزاد اذانا ثانيا على دار في سوق المدينة بقرب المسجد يقال له زوراء وكان هذا الاذان سنة ايضا

اور دوسری اور اذان بڑہا دی ایک گہر پر جو مدینہ کی بازار مین مسجد کی پاس تہا اوسکا نام زوراء ہی اور یہہ اذان بہی مسنون ہی

لقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي واما النداء الذي يكون في وقت

اس حدیث کی موافق لازم کرلو اپنی اوپر میری سنت اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی

الضحى للتنبيه على ان هذا اليوم يوم الجمعة فبدعة احدثه الحجاج كذا ذكر في مجمع الفوائد والحاصل ان كل

اطلاع دینی کو کہ یہہ دن جمعہ کا ہی سو یہہ بدعت ہی اسکو حجاج نی جاری کیا تہا کتاب مجمع الفوائد مین یہہ ذکر کیا ہی مطلب یہہ ہی کہ جو

اذان يكون قبل الزوال فهو غير معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذي يكون بعد الزوال اذ به يحصل الاعلام

اذان دوپہر ڈہلی سی پہلی ہووی سو اوسکا کچہہ اعتبار نہین ہی بلکہ معتبر پہلی اذان ہی جو دوپہر ڈہلی کی بعد ہوتی ہی اسلئی کہ اس سی اعلام حاصل ہوتا ہی

فان كل من يجب عليه الجمعة اذا اذن هذا الاذان يلزمه السعي الى الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع يصلي

بیشک جسپر جمعہ واجب ہی جب یہہ اذان ہوگی اوسکو جلد جمعہ مین دوڑ جانا چاہیئ پہر جب وہ مسجد جامع مین پہنچی تو بیٹہنی سی پہلی

قبل القعود ركعتين تحية المسجد ثم اربع ركعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الى صعود المنبر يحرم

دو رکعت تحیۃ المسجد کی پہر چار رکعت سنتین جمعہ کی پڑہی پہر جب امام منبر پر جانی کو متوجہ ہو تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک

الصلوة والكلام عند ابي حنيفة حتى يتم الخطبة وعندهما لا باس بالكلام قبل الشروع في الخطبة واذا

نماز اور بات چیت سب حرام ہی جبتک خطبہ تمام ہوجاوی اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی سی پہلی بولنی کا کچہہ مضائقہ نہین اور جب

جلس على المنبر يؤذن المؤذن بين يديه الاذان الثاني واذا تم الاذان يقوم ويخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة

امام منبر پر جا بیٹہی تو موذن اوسکی سامنی دوسری اذان پڑہی اور جب یہہ اذان ہوچکی تو امام کہڑا ہوکر دو خطبی پڑہی دونون کی بیچمین

حنيفة مقدار ما ان يستقر كل عضو منه في موضعه ويستحب للقوم ان يستقبلوا الامام عند

ہلکی ہی جلسہ کا فاصلہ کری اسقدر کہ بیان کا ہر ہر عضو اپنی اپنی جگہہ پر راست ہو جاوی اور قوم کو مستحب یون ہی کہ خطبہ کی وقت امام کی طرف منہہ کرکے بیٹہین

الخطبة لكن الرسم الآن انهم يستقبلون القبلة للحرج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كذا ذكر في

پر اب رسم یہہ ہو رہی ہی کہ رو بقبلہ بیٹہے رہتی ہین اسواسطی کہ صفین سیدہی کرنی مین بسبب کثرت انبوہ کی حرج ہوتا ہی ہدایہ کی شرح مین یہہ ہی مذکور ہی

شرح الهداية للسروجي واذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصلي

جو سروجی کی ہی اور جب خطبہ پڑہ چکی اور موذن تکبیر کہنی لگی تو امام منبر پر سی اوتر کر قوم کو دو رکعت نماز جمعہ کی پڑہاوی

بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحتها بتعددها ووقوع الشك في المصر

اور اگر جمعہ کی صحت مین کچہہ شبہہ پیدا ہووی کئی جگہہ ہونی کی سبب یا مصر مشکوک ہونی سی

يصلي بعدها كل واحد منهم فرادى اربع ركعات اخر ظهر كما سبق ثم اربع ركعات بنية السنة

تو ہر ایک بعد اوسکی الگ الگ چار چار رکعت پچہلی ظہر کی پڑہین جیسی کہ اوپر مذکور ہوچکا پہر چار چار رکعت سنتون کی نیت سی

عند ابي حنيفة وعندهما ست ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو في التشهد او في سجود السهو يصلي

امام ابوحنیفہ کی نزدیک اور پڑہین اور صاحبین کی موافق چہہ رکعت پڑہین اور جسنی امام کو نماز جمعہ مین پایا اگرچہ تشہد مین یا سجدہ سہو مین تو امام کی ساتہہ

معه ما ادرك ويبني عليه الجمعة وقال محمد ان ادرك في الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الجمعة

پڑہ لی جو ہاتہہ آوی اور نماز جمعہ پوری کرلی اور امام محمد کہتی ہین اگر دوسری رکعت کی رکوع مین جاملا تو نماز جمعہ کی پوری کرلی

وان ادرك بعد ما رفع راسه من الركوع في الركعة الثانية يبني عليه الظهر ومن لا عذر له اذا صلى

اور اگر بعد اسکی ملا کہ امام دوسری رکعت کا رکوع پورا کرکر کہڑا ہوگیا تو اب ظہر کی نماز پوری کرلی اور جسکو کوئی عذر نہین ہی اگر وہ ظہر

الظهر قبل ان يصلي الامام الجمعة يصح ظهره لكن يكون عاصيا لترك الجمعة ويكره للمعذورين

پہلی اس سی پڑہ لی کہ امام نماز جمعہ کی پڑہ چکی تو اوسکی ظہر صحیح ہی پر گنہگار ہوگا کیونکہ اوسنی جمعہ ترک کیا اور معذور لوگون کو

والمسجونين اداء الظهر في المصر بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة

اور قیدیون کو مصر مین ظہر کی نماز جماعت سی پڑہنی مکروہ ہی برابر ہی کہ امام نماز جمعہ سی فارغ نہو ہو یا فارغ ہولیا ہو اسواسطی کہ جمعہ جمع کرنیوالا

للجماعات وفي اداء الظهر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليلها فيها بخلاف اهل القرى اذ لا جمعة

جماعتونکا ہی اور ظہر کو جماعت سی پڑہنی مین جمعہ کی جماعت کی تفریق ہوتی ہی اور اوسمین کمی پڑتی ہی برخلاف گانون والون کی اسواسطی کہ اونپر

عليهم ولا يفضي اداء الظهر بالجماعة الى تفريق الجمعة وتقليلها فيكون ذلك في حقهم كسائر الايام

جمعہ نہین ہی وہان ظہر کو جماعت سی پڑہنی مین نہ تفریق جماعت جمعہ کی ہوتی ہی اور نہ کمی پڑتی ہی سو جمعہ کا دن بلا کراہت ظہر جماعت سی پڑہنی کو اونکی حق مین ایسا ہی

في جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة ويستحب للمريض ان لا يصلي الظهر قبل فراغ الامام من الجمعة

جیسی تمام اور دن ہین اور بیمار کو مستحب ہی کہ جبتک امام نماز جمعہ سی فارغ نہو ظہر نہ پڑہی

لرجاء البرء في كل ساعة ومن جاء الى الجمعة ووجد المسجد ملآن واراد ان يتخطى الناس ان كان يؤذيهم

اسواسطی کہ ہر ہر آن مین صحت کی امید ہی اور جو شخص جمعہ مین جاکر دیکہی کہ مسجد بہر چکی اور اوسنی ارادہ کیا کہ صفون مین کو گذر جاوی اگر اس طور پر جانی سی ایذا ہو لوگونکی

بالتخطي لا يتخطى وان كان لا يؤذي احدا بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لا باس بان يتخطى ويدنو من الامام

تو نہ جاوی اور اگر کسیکو کچہہ ایذا نہین ہونی اسطور کہ نہ پانوتلی کسیکا کپڑا دبائی اور نہ کسیکا کچہہ بدن تو چلی جانی کا کچہہ مضائقہ نہین کہ امام سی نزدیک ہو جاوی

وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان التخطي لا باس به ما لم ياخذ الامام في الخطبة ويكره اذا اخذ

اور فقیہ ابو جعفر ہماری اصحاب سی نقل کرتا ہی کہ تخطی کا کچہہ مضائقہ نہین جب تک امام نی خطبہ نہین شروع کیا اور اگر خطبہ شروع کرلیا تو مکروہ ہی

فعلى هذا يكون جواز التخطي مشروطا بشرطين احدهما ان لا يؤذي احدا والثاني ان لا يكون الامام في
اس روایت کی موافق تخطی جایز ہونی کی لئی دو شرطین ہین ایک تو یہہ کہ کسیکو ایذا نہو اور دوسری یہہ کہ امام خطبہ نہ پڑھتا ہو
الخطبة يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه
الہی ہمکو آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل کرنا اپنی لطف اور کرم سی

المجلس الخمسون في بيان المصافحة وبيان كيفيتها وفوائدها وبدعيتها في غير محلها

بچاسوین مجلس مصافحہ کی بیان مین اور اوسکی کیفیت اور طرز اور فائدی اور اوسکا بدعت ہونا بی محل

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يتفرقا وفي رواية اذا التقى المسلمان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ نی فرمایا نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر دونو جدا ہونی سی پہلی بخشی جائینگی اور ایک روایت مین ہی جب دو مسلمان ملین
فتصافحا وحمدا الله واستغفرا الله غفر لهما هذا الحديث من حسان المصابيح رواه البراء بن عازب
اور مصافحہ کرین اور اللہ تعالی کی حمد کرین اور اللہ تعالی سی مغفرت مانگین تو اللہ اون دونون کو بخش دیگا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی براء بن عازب کی روایت سی
والفاء فيه لفظ خاص للتعقيب موجبه تعقيب التصافح الالتقاء والتصافح على ما ذكر في صحاح الجوهري
اور فا اسمین لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جس سی مصافحہ ملاقات سی پیچھی واجب ہوتا ہی اور تصافح موافق مضمون صحاح جوہری کی مصافحہ ہی
المصافحة فيثبت شرعية المصافحة عند لقاء المسلم لاخيه وتكون من تمام التحية بينهما لما
سو مصافحہ کا مشروع ہونا بوقت ملاقات ایک مسلم کی بہائی مسلمان سی ثابت ہوتا ہی اور اون دونو مین سلام کی تمامی ہی اسواسطی کہ
روي عن ابي امامة انه عليه الصلوة والسلام قال تمام تحياتكم بينكم المصافحة وهذا الحديث ايضا
ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپکی سلامون کی مصافحہ ہی یہہ حدیث بہی
يدل على كون شرعية المصافحة عند الملاقاة لانه عليه السلام جعلها من تمام التحيات والتحيات
دلالت کرتی ہی کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی مصافحہ کو تمامی تحیات کا ٹہرایا اور تحیات
جمع التحية وهي السلام والسلام انما يكون عند الملاقات وكذا ما هو من تمامه فينبغي ان توضع
جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہین اور سلام سوا وقت ملاقات کی نہین ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمامی ہی اب سزاوار یہہ ہی کہ
حيث وضعها الشرع ويراعى سننها والسنة فيها ان تكون بكلتا اليدين واما في غير حال الملاقات
مصافحہ اوسی جگہ ہوا کری جہان اوسکو شرع نی قایم کیا ہی اور اوسکی طریقہ مسنون کی رعایت ہو اور مسنون اسطور پر ہی کہ دونو ہاتہو نسی ہو اور بدون وقت ملاقات کی
مثل كونها عقيب صلوة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى
جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جو اس زمانہ مین عادت جاری ہی سو حدیث سی ثابت نہین ہی پس یہہ
بلا دليل وقد تقرر في موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود ولا يجوز التقليد فيه بل يرده ما روي عن
بلا دلیل ہی اور اپنی جگہہ مین یہہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچہہ دلیل نہین ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اوسمین تقلید جایز نہین بلکہ یہہ عایشہ رض کی روایت سی رد ہوتا ہی
عائشة انه عليه السلام قال من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اي مردود فان الاقتداء
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی کچہہ نیا پیدا کیا ہماری اس دین مین جو دین مین سی نہین ہی سو وہ سب رد ہی یعنی مردود ہی کیونکہ پیروی
لا يكون الا بالنبي عليه السلام اذ قال الله تعالى وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
سوا نبی علیہ السلام کی کسیکی نہین ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لی لو اور جس سی منع کری سو چہوڑ دو
وقال في اية اخرى فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اون پر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار

علی ان الفقهاء من الحنفية والشافعية والمالكية صرحوا بكراهتها وكونها بدعة قال فی الملتقط يكره المصافحة

علاوہ یہہ ہی کہ فقہار حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبون نی اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہی اور بدعت بتایا ہی ملتقط مین کہتا ہی مصافحہ بہرحال

بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة ولانها من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعية ما

بعد نماز کی مکروہ ہی اسواسطی کہ صحابہ رض نی بعد نماز کی مصافحہ نہین کیا اور اسلئی کہ یہہ طریقہ رافضیون کا ہی اور ابن حجر شافعی مذہب کہتا ہی یہہ

يفعله الناس من المصافحة عقيب الصلوات الخمس بدعة مكروهة لا اصل لها فی الشريعة المحمدية بينية فاعلها اولا

جو لوگ پنجگانہ نمازون کی پیچہی مصافحہ کیا کرتی ہین بدعت مکروہ ہی شریعت محمدی مین اسکی کچہہ اصل نہین مصافحہ کرنیوالی کو پہلی جتلانا چاہیئی

بانها بدعة مكروهة ويعزر ثانيا ان فعلها وقال ابن الحاج من المالكية فی المدخل ينبغی ان يمنع الامام ما احدثوه

کہ یہہ بدعت مکروہ ہی اور اگر ترک نکرین تو پہر تعزیر دینی چاہیئی اور ابن الحاج مالکی مذہب مدخل مین کہتا ہی امام کو لازم ہی کہ مصافحہ سی جو بعد نماز صبح کی

من المصافحة بعد صلوة الصبح وبعد صلوة الجمعة وبعد صلوة العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس

اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز عصر کی نیا نکال کر شروع کیا ہی منع کر دی بلکہ بعضی بڑہا کر پنجگانہ نماز کی بعد کرنی لگی ہین

وذلك كله من البدع وموضع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا فی ادبار الصلوات فحيث وضعها الشرع

یہہ تمام بدعت ہی اور شرع مین مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہی بہائی مسلمان سی نمازون کی بعد نہین ہی پہر جسجگہہ شرع نی مقرر کیا ہی

يضعها وينهی عنها ويزجر فاعلها لما اتی من خلاف السنة وهذا التصريح منهم يشعر بالاجماع فلا يجوز المخالفة بل يلزم الاتباع

وسی جگہہ قایم رکہنا چاہیئی اور مصافحہ سی منع کرنا چاہیئی اور مصافحہ کرنیوالیکو زجر کرنا چاہیئی جبکہ خلاف سنت کرنی لگی اور اونکی اس تصریح سی اجماع معلوم ہوتا ہی سو مخالفت جایز نہین ہی بلکہ اتباع

لقوله تعالی وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ

لازم ہی واسطی قول اللہ تعالی کی اور جکوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل چکی اوسپر راہ کی بات اور چلی خلاف سب مسلمانوں کی راہ سی سو ہم اوسکو حوالہ کرین جو اوسنی پکڑی اور ڈالین اوسکو

وَسَاءَتْ مَصِيرًا وما ذكره النووی فی الاذكار وان كان مشعرا باباحة المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر الا انه يفصح عن

دوزخ مین اور بہت بری جگہہ پہنچا اور وہ جو نووی نی اذکار مین ذکر کیا ہی اگرچہ اوس سی اباحت مصافحہ کی بعد نماز صبح اور عصر کی معلوم ہوتی ہی پر اوس سی مصافحہ کا

عدم مشروعيتها لانه بعد بيان كون المصافحة سنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما اعتاده الناس من المصافحة

غیر مشروع ہونا نکلتا ہی اسلئی کہ مصافحہ کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کر کر پہر یہہ کہتا ہی اور وہ جو لوگون نی بعد نماز صبح اور

بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه لكن لا باس به فانظر كيف اعترف بان لا اصل له فی الشرع وبعد

عصر کی مصافحہ کی عادت کر لی ہی سو شرع مین اس طور پر اسکی کچہہ اصل نہین ہی لیکن اسکا کچہہ مضائقہ نہین اب دیکہہ تو کیسی اقرار کیا کہ شرع مین اسکی کچہہ اصل نہین ہی

هذه الاعتراف لا يفيده ما ذكر بعده من قوله ولكن لا باس به الی اخر ما قال ولو لم يصرح الفقهاء بكراهتها بل كانت مباحة

پہر اس اقرار کی بعد کیا فائدہ کرتا ہی آگی جا کر یہہ کہنا پر اسکا کچہہ مضائقہ نہین ہی آخر تک جو کہا ہی اور اگر فقہار اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتی بلکہ فی نفسہ مباح

فی نفسها لحكمنا فی هذا الزمان بكراهتها اذ واظب عليها الناس واعتقدوها سنة لازمة بحيث لا يجيزون تركها حتی وصل

ہوتا تو بہی ہم اس زمانہ مین کراہت کا حکم کرتی اسلئی کہ لوگ اسپر جم گئی ہین اور ایسی سنت لازمہ جانتی ہین کہ اسکا ترک کرنا جایز نہین رکہتی یہان تک کہ ہمکو

الينا من بعض من اشتهر بالعلم انه قال هی من شعائر الاسلام فكيف يتركها من كان من اهل الايمان فانظروا يا اهل الانصاف

یہہ خبر پہنچی ہی ایک شخص سی جو صاحب علم مشہور ہی کہ وہ کہتا ہی یہہ مصافحہ اسلام کی نشانیون مین سی ہی جو ایمان والا ہی اسکو کیسے نکر چہوڑ سکتا ہی اب ای انصاف والو دیکہو تو

اذا كان اعتقاد الخواص هكذا فاعتقاد العوام ماذا يكون وكل مباح ادی الی هذا فهو مكروه حتی افتی بعض الفقهاء حين

جب خواص کا یہہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جاوی پہر وہ بہی مکروہ ہی یہان تک کہ بعضی فقہاء نی جب

شاع صوم ايام البيض فی زمانه بكراهيته لئلا يؤدی الی اعتقاد الواجب مع ان صوم ايام البيض مستحب ورد فيه اخبار

اوسکی زمانہ مین ایام بیض کی روزون کا دستور پڑ گیا تو فتوی دیا ہی کہ مکروہ ہین تا کہ ہو تی ہو تی واجب نہ سمجہہ لین باوجودیکہ روزی ایام بیض کی مستحب ہین اسمین بہت حدیثین

كثيرة فما ظنك بالمباح وما ظنك بالمكروه وليس هذا الا الفتنة التي قال فيها عبد الله بن مسعود كيف انتم اذا اتتكم فتنة
آتی ہیں اب تیرا کدہر خیال ہی مباح میں اور کیا گمان ہی مکروہ میں اور یہہ وہ ہی فتنہ ہی جسمیں عبد اللہ بن مسعود کہتی ہیں تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسا فتنہ آویگا
يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجري على الناس بدعة يتخذونها سنة اذا غيرت قيل غيرت السنة او هذا منكر
جسمیں بڈہا اور صغیر جوان ہوجاویگا لوگوں میں ایسی بدعت پہیل جاویگی کہ اوسکو سنت سمجہ لینگی اگر تغیر دی جاوی وہ بدعت تو کہیں سنت بدلڈالی یا کہیں یہہ برا ہی
قال ابن القيم في اغاثته هذا يدل على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار به ولا التفات اليه وقد جرى العمل على
ابن القیم اپنی کتاب اغاثہ میں کہتا ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت ہونی لگتا ہی تو اوسکا کچہہ اعتبار نہیں اور نہ اوسکی طرف کچہہ التفات ہی اور بیشک عمل
خلاف السنة منذ زمن طويل فاذن لابد لك ان تكون شديد التوقي من محدثات الامور وان اتفق عليه الجمهور
برخلاف سنت مدت درازسی جاری ہورہا ہی سواب تجھکو ضرور ہی کہ محدثات یعنی نئی نئی باتوں سی بہت ہی ڈرتا رہی اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہوگئی ہوں
فلا يغرنك اطباقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي لك ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم
سو تجھکو اونکا اتفاق نئی امور پر جو بعد صحابہ کی ہوگئی ہیں فریب نہ دیوی بلکہ تجھکو یہہ لایق ہی کہ بحرص تمام اونکی احوال اور اعمال کو ڈہونڈتا رہی کیونکہ تمام
الناس واقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم واعرفهم بطريقهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة عن صاحب الشرع
لوگوں میں بڑا عالم اور مقرب بخدا تعالی کا وہ ہی جو صحابہ سی بہت مشابہہ اور اونکی طریقہ سی خوب واقف ہی کیونکہ دین اون ہی سی حاصل ہوا ہی اور نقل شریعت میں
ينبغي لك ان لا تكترث بمخالفتك لاهل عصرك في موافقتك لاهل عصر النبي عليه الصلوة والسلام اذ قد جاء في الحديث
وہ ہی اصل ہیں سو تجھکو لایق ہی کہ اسکی کچہہ پروا نکری کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موافقت کیسے نہیں اپنی زمانہ کی لوگوں سی مخالفت ہوگا اسواسطی کہ حدیث میں آیا ہی
اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم قال عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بابي شامة وحيث جاء الامر بلزوم الجماعة
جب لوگوں میں اختلاف پڑجاوی تو بڑی گروہ کی ساتہہ رہو عبد الرحمن بن اسماعیل جو ابو شامہ مشہور ہیں کہتی ہیں جسجگہہ لزوم جماعت کا حکم ہی
فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة
تو مراد یہہ ہی کہ حق کا اتباع لزوماً کرو اگرچہ بجانب حق تہوڑی لوگ ہوں اور مخالف حق کی بہت ہوں اسواسطی کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ رض تہی
ولا عبرة الى كثرة اهل الباطل بعدهم وقد قال الفضيل بن عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك
اور اونکی بعد اہل باطل کی کثرت کا کچہہ اعتبار نہیں ہی اور فضیل بن عیاض نی کہا ہی جسکی یہہ معنی ہیں ہدایت کی جانب لیئ رہ اور کمی سالکین کی تجھکو کچہہ ضرر نکریگی اور
وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال ابن مسعود انتم في زمان خيركم فيه المتسارع في الامور وسياتي زمان
گمراہی کی راہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکا نکہانا اور ابن مسعود کہتی ہیں تم ایسی زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہی جو کاموں میں جلدی کرنیوالا ہی اور اب قریب
بعدكم خيرهم فيه المتثبت المتوقف لكثرة الشبهات قال الامام الغزالي لقد صدق لان من لم يتثبت في هذا الزمان ووافق الجماهير
تمہاری پیچھی زمانہ آتا ہی اون میں بہتر وہ ہوگا جو ثابت رہی اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کی امام غزالی کہتی ہیں یہہ قول سچا ہی اسواسطی کہ جو شخص اس زمانہ میں ثابت نرہی اور
فيما هم فيه وخاض فيما خاضوا فيه فيهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة والمجاهدة
بلا میں مبتلا ہوجاوی اور اونکی سی بحث کرنی لگی تو ہلاک ہوجاویگا جیسی وہ ہلاک ہوئی ہیں کیونکہ دین کی اصل اور اسکی خوبی اور ثبات عبادت کی کثرت اور تلاوت کی زیادت اور
بالجوع وغيره وانما هو بالاحتراز من الافات والعاهات التي تاتي عليه من البدع والمحدثات التي تؤدي الى تبدله وتغيره فانها
بہوک وغیرہ کی مشقت سی نہیں ہی بلکہ یہہ سبب ہی کہ دین کو اون تمام آفات اور صدمات سی بچاوی کہ دین پر بدعتیں اور نئی نئی اختراع آتی ہیں جس سی دین میں تبدل اور تغیر
لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فيا ليتنا كنا نباشرها على انها بدعة اذ لو كان
پیدا ہوتا ہی کیونکہ یہہ بدعات اسقدر کثرت سی پہیل گئی ہیں گویا دین کی نشانیاں ہیں یا ہماری اوپر اونکا عمل فرض ہی سو کاشکی ہم اون بدعات کو بدعات ہی جانکر عمل میں لاتی
كذلك يرجى من التوبة والاستغفار ولكنا اخذناها طاعة وعبادة وجعلناها دينا مقتفين في ذلك اثار من سبق او
اسواسطی کہ اگر ایسا ہوتا تو توبہ اور استغفار کی امید رہتی پر ہمنی تو اون بدعات کو طاعت اور عبادت مان لی ہی اور دین ٹہرالیا ہی اسمیں ہمنی پیروی اسلاف میں سی ایسی شخص کی کی ہی

غفل او غلط من بعض من تقدمنا وجعلناه قدوة فی دیننا فاذا جاء احد وانکر علینا ما ارتکبنا من تلك الامور
جس سے سہو ہوا یا اوسنے غفلت کی یا غلطی کی اور ہمنے اوسکو اپنی دین کا پیشوا ٹہرا لیا ہے پہر اگر کوئی آکر ہمکو اوس بدعت سے جو ہمنے اختیار کر رکہی ہے منع کرے اور روکے

فان کان له توقیر فی قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الی جوازه فلان ونذکر له بعض من تقدمنا ممن سهی او غفل او
تو وہ شخص اگر ہماری دلمیں عزت والا ہے تو ہم اتنا ہی جواب دینگے کہ صاحب یہہ تو جایز ہے فلانا اسکا قائل ہے اور اوسکے روبرو ہم اوسے سہو یا غفلت یا

غلط وان کان ممن لا توقیر له فی قلوبنا یسمع منا من الکلمات المنکرة ما لا یظنه ولا یخطر بباله کل ذلك سبب جهل المرکب
غلطی کرنیوالے کا نام بیان کر دینگے اور اگر وہ مانع ایسا ہے کہ ہماری دلمیں اوسکی کچہہ عزت نہیں تو ہم سے ایسی دہتکار سنیگا کہ اوسکو نہ گمان ہوگا اور نہ اوسکی دلمیں گذرا ہوگا یہہ تمام ہمارا جہل

فینا لانا لو رأینا انفسنا علی ما هی علیه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الی الحق وما اقمنا من سهی او غلط حجة فی دیننا
مرکب ہونیکی خرابی ہے کیونکہ اگر ہم اپنی دلمیں اپنی جہالت کا خیال کرتے تو اوسکا جواب جو حق کا راستہ بتاتا ہے بیشک مانتے اور اوس سہو اور غفلت اور غلطی کرنیوالے کو اپنی دین کی حجت

اذ لا یجوز ان یقلد الانسان فی دینه الا من هو صاحب الشریعة او من شهد له صاحب الشریعة بالخیر لا من شهد له بالکذب
نہ قایم کرتے اسواسطے کہ انسان کو اپنی دین میں صرف صاحب شریعت کی یا اوسکی جسکی حق میں صاحب شریعت نے بہلائی کی گواہی دی ہے پیروی چاہئے اوسکی پیروی نہیں ہے

وهی عن لا اعتماد له بقوله علیه السلام خیر القرون قرنی الذین بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشوا الکذب
جسکی حق میں صاحب شریعت نے کذب کی گواہی دی ہے اور پیروی سے اوسکی منع کیا اسحدیث میں بہتر لوگ میری عہد کے ہیں جنمیں میں مبعوث ہوا ہون پہر وہ لوگ جو انسے متصل ہیں پہر

فلا تعتمدوا اقوالهم دائما لان کل من اتی بعدهم بقول فی بدعة انها مستحبة ثم یاتی علی ذلك بدلیل خارج عن اصولهم
سو بہروسہ نکرو نہ اونکی کہی پر کیونکہ کوئی بعد ہونکی جو آیا ہے بدعت کو یہہ ہی کہتا ہے یہہ مستحب ہے پہر اوسپر ایک دلیل اونکی اصول سے مخالف قایم کر دیتا ہے

فذلك غیر مقبول منه لان التقلید والاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن انما یجوز لمن کان مجتهدا عدلا لا لمن کان مقلدا
سو اسکو کون مانتا ہے اسواسطے کہ غیر کی تقلید اور پیروی صرف حسن ظن سے اوسیکی جایز ہے جو مجتہد اور عادل ہو اوسکی نہیں ہے جو خود مقلد ہو

لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طویل انحصر طریق معرفة مذهب المجتهد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء واخبار
لیکن مدت دراز ہوئی کہ اجتہاد منقطع ہوگیا طریقہ مذہب مجتہد کی معرفت کا صرف یہہ ہی ہے کہ ایسی کتاب معتبر سے منقول ہو جو علماء کی درس میں رہتی ہو

عدل موثوق به فی علمه وعمله فلا یجوز العمل بکل کتاب اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال ولا بقول کل عالم
اور ایسی عادل کی خبر سے جسکی علم اور عمل کا اعتبار ہو سو ہر کتاب پر عمل کرنا جایز نہیں اسواسطے کہ اس زمانہ میں ایسی کتابیں بہت مشہور ہو رہی ہیں جنکو ضعیف لوگوں نے جمع کیا ہے

اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة والمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة لجانب الصدق حتی
اور نہ ہر عالم کی قول پر عمل جایز ہے اسواسطے کہ لوگوں میں بعد قرون ثلثہ کی فسق غالب ہوگیا ہے اور شخص مستور فاسق کی حکم میں ہوتا ہے سو ایسی عدالت کا ہونا ضرور چاہئے جس سے صدق کا

یقبل قوله فی الدیانات یسر الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس الحادی والخمسون فی بیان
کا غلبہ ہو تاکہ اوسکا قول دیانات میں مقبول ہو اللہ تعالی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سے آسان کرے مجلس اکیاونواں بیان میں

فرضیة الصلوة بالکتاب والسنة واجماع الامة والوعید فی حق تارکها قال رسول الله
فرضیت نماز کی کتاب اور حدیث اور اجماع امت سے اور وعید تارک الصلوة کی حق میں رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم بین العبد والکفر ترك الصلوة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه جابر بن عبد الله ومعناه
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرق درمیان بندہ اور کفر کی نماز چہوڑنی کا ہے یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے جابر بن عبد اللہ کی روایت سے اسکے یہہ معنی

ان بین العبد وبین ان یصل الی الکفر ان یترك الصلوة وعلم من هذا ان الصلوة اهم ارکان الاسلام واقوی الذرایع فی
ہیں کہ فرق درمیان بندہ کی اور اسمیں کہ وہ کافر ہوجاوے یہہ ہی ہے کہ نماز کو ترک کردے اس سے معلوم ہوا کہ نماز بڑا ضروری رکن اسلام کا اور بڑا قوی ذریعہ

دخول دار السلام وهی فریضة علی کل مسلم عاقل بالغ سواء کان رجلا او امرأة لا علی کافر ولا علی مجنون ولا علی صبی الا
بہشت میں جانی کا ہے اور وہ نماز ہر یک مسلمان صاحب عقل جوان پر فرض ہے برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت کافر پر نہیں اور نہ دیوانہ پر اور نہ بچہ پر لیکن

ان الصبي اذا بلغ سبع سنين يؤمر بها واذا بلغ عشر سنين ولم يصلها يضرب عليها لما روي انه عليه السلام قال
بچہ جب سات برس کا ہو جاوے تو اسکو نماز پڑھنی سکھاویں اور جب دس برس کا ہو کر نماز نہ پڑھے تو مار کر پڑھانا چاہیے اسلیے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
مروا اولادكم بالصلوة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين فانهم وان لم يكن الصلوة فرضا
کہا کرو اپنی اولاد کو واسطے نماز کے جب سات برس کی ہوں اور اونکو مار کر نماز پڑھاؤ جب وہ دس برس کے ہوں کیونکہ اس عمر میں اگرچہ اونپر نماز فرض نہیں ہے
عليهم الا انهم عند بلوغهم عشر سنين يستحقون بتركها عقوبة الشرع في الدنيا ليعتادوها ويستانسوا بها في صغرهم
پر جب وہ دس برس کے ہوویں تو نماز چھوڑنے پر دنیا میں سزا اور شرعی سزا کے ہیں، تاکہ نماز کی خوگر ہو جاویں اور لڑکپن میں اوس سے دل لگا رہے
حتى لا يتركوها في كبرهم وقد ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب فقوله تعالى ان الصلوة كانت على
تاکہ پھر جوان ہو کر ترک نکریں اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے قرآن تو یہہ آیت ہے یہہ نماز ہے مسلمانوں پر
المؤمنين كتابا موقوتا اي فرضا موقتا فدل النص على ان الصلوة فرض موقت محدود باوقات لا يجوز اخراجها عنها
وقت باندھا حکم ای فرض وقت بندھی ہوئی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہے کہ نماز فرض وقت بندھی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتوں کی ہے بلا عذر وقت سے ادھر ادھر کرنا
بلا عذر لما روي انه عليه السلام قال من ترك الصلوة حتى مضى وقتها ثم قضى عذب في النار حقبا والحقب ثمانون سنة
ہرگز جایز نہیں اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جسنے نماز نہ پڑھی اتنی کہ اوسکا وقت نکل گیا پھر قضا کی تو دوزخ میں کئی حقبہ عذاب کیا جاویگا اور حقبہ اسی برس کا ہوتا ہے
والسنة ثلثمائة وستون يوما كل يوم كان مقداره الف سنة والعذر الشرعي المبيح لتاخير الصلوة عن وقتها ستة
اور برس تین سو ساٹھہ دن کا ہر ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی اور عذر شرعی جس سے نماز کی وقت کا ٹلانا مباح ہوتا ہے چھہ
اشياء احدها النسيان والثاني النوم والثالث الاغماء والرابع الجنون والخامس الحيض والسادس النفاس وفيما عدا هذه الاعذار
چیزیں ہیں ایک تو بھول جانا دوسری سو جانا تیسری بیہوش ہو جانا چوتھی دیوانگی پانچویں حیض چھٹی نفاس اور سوای ان عذرات
المذكورة لا يجوز تاخيرها عن وقتها حتى ذكر في الذخيرة ان امراة اذا خرج راس ولدها وخافت وقت الصلوة تتوضأ
مذکورہ کی نماز میں وقت سے دیر کرنی جایز نہیں ہے یہاں تک کہ ذخیرہ میں یہہ مذکور ہے کہ حاملہ عورت اگر جنتی ہوئی سر بچہ کا نکل چکا ہو اوسوقت نماز کا وقت گذرنے لگے
ان قدرت والا تتيمم وتجعل راس ولدها في قدر او حفرة وتصلي قاعدة بركوع وسجود فان لم تستطعهما تومي ايماء يعني
تو وضو کرے اگر کر سکے نہیں تو تیمم کرے اور اوس بچہ کا سر ہنڈیا میں یا گڑھے میں رکھدے اور نماز بیٹھ کر رکوع اور سجدہ سے ادا کرے اور اگر یہہ نہو سکے تو اشارہ سے مراد یہہ ہے
انها تصلي بحسب طاقتها ولا تترك الصلوة لان الصلوة لا تسقط عنها ما لم تصر نفساء وذلك بخروج اكثر الولد والدم وكذا
کہ اوسوقت میں عورت اپنی قدرت کی موافق نماز ادا کرے اور نماز کو نہ چھوڑے اسواسطے کہ نماز اوسکی ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی جبتک وہ صاحب نفاس نہیں ہوتی اور نفاس جب ہوتا ہے
من وقع في البحر على لوح وخاف خروج وقت الصلوة يدخل اعضاء الوضوء في الماء بنية الوضوء ثم يصلي بالايماء ولا يترك
جو دریا کے اندر تختہ پر بیٹھا رہ جائے اور نماز کا وقت جانے لگے تو اعضاء وضو کو وضو کی نیت سے پانی میں داخل کرے پھر اشارہ سے نماز پڑھلے اور نماز کو ترک
الصلوة وكذا من شلت يداه ولم يكن معه احد يوضيه او ييممه يمسح وجهه وذراعيه على الحائط بنية التيمم
نہ کرے اور ایسے ہی جسکے دونو ہاتھہ سن رہ جاویں اور اوسکے ساتھہ کوئی ایسا نہو جو وضو یا تیمم کراوے تو اپنا مہنہ اور ہاتھہ کہنیوں تک تیمم کی نیت سے دیوار پر مل لے
ويصلي ولا يجوز له ترك الصلوة ولا تاخيرها عن وقتها فانظر ايها العاقل وتامل في هذه المسائل التي بينها الفقهاء هل
اور نماز پڑھ لے اور اوسکو نماز کا ترک کرنا جایز نہیں اور نہ دیر کرنا وقت سے جایز ہے اب دیکھہ تو اے عاقل اور سوچہ تو ان مسائل میں جو فقہا نے بیان کئے ہیں کیا
تجد فيها عذرا غير العجز التام لتاخير الصلوة عن وقتها فضلا عن تركها والحاصل ان المكلف لا وسعة له في ترك الصلوة
تجھکو تاخیر نماز کا بھی وقت سے سوا عجز تمام کے کوئی عذر ملتا ہے چہ جای کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہہ ہے کہ مکلف کو نماز ترک کرنے کی اور نہ وقت سے
ولا في تاخيرها عن وقتها مع امكان ادائها في وقتها باي وجه كان هذا بيان كونها فرضا موقتا واما كونها خمسا فلقوله تعالى
تاخیر کرنے کی باوجود طاقت ادا کی ہرگز گنجایش نہیں ہے کوئی بھی عذر ہو اگرچہ یہہ تو استدلال فرض موقت ہونے کا ہے اور رہا پنجگانہ ہونا سو اس آیت سے ثابت ہے

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلوٰةِ الْوُسْطٰى وهذه الاية قاطعة الدلالة على كون الصلوٰت المفروضات خمسا

خبردار رہو نمازون سی اور بیچ والی نماز سی اور یہہ آیت قطعی دلیل ہی اسکی کہ نماز مفروضہ پانچ ہین

لانه تعالى فرض جمعا من الصلوة التي معها وسطى واقل جمع صحيح معه وسطى هو الاربع لا الثلث فكان الامر

اسواسطی کہ اللہ تعالی نی نماز کا ایسا مجموعہ فرض کیا ہی جسکی ساتھہ نماز میانہ ہو اور کم سی کم جمع سالم جسکی ساتھہ درمیانہ ہو چار ہین تین نہین ہین سو امر

بمحافظة الصلوة التي معها وسطى امرا بالصلوٰت الخمس ضرورة وقد قال الله تعالى فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ

واسطی محافظت نمازون کی جسکی ساتھہ درمیانہ بہی ہو درحقیقت امر ہی پانچ نماز کا بالضرور اور بیشک اللہ تعالی فرماتاہی سو پاک اللہ کی یاد ہی جب شام کرو

وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ والمراد من الامر بالتسبيح في هذه

اور جب صبح کرو اور اسیکی خوبی ہی آسمان وزمین مین اور پچھلی وقت اور جب دوپہر ہو اور مراد تسبیح سی جو ان

الاوقات الامر بالصلوة فيها على طريق ذكر الجزء وارادة الكل كانه قيل صلوا لله في هذه الاوقات وروى عن

اوقات مین حکم ہوا ہی ان اوقات کی نمازین ہین جیسی جزء کو ذکر کر کی کل مراد لیتی ہین گویا یہہ امر ہوا خدا کی نماز ان اوقات مین ادا کرو اور ابن عباس رض

ابن عباس رض انه قيل له هل تجد ذكر الصلوٰت الخمس في القران قال نعم وتلا هذه الاية فالمراد بقوله تعالى

سی روایت ہی کہ اونسی کسینی پوچھا تمکو معلوم ہی ذکر پانچون نماز کا قرآن مین جواب دیا ہان اور یہہ آیت پڑہی سو مراد آیت مین

حِيْنَ تُمْسُوْنَ صلوة المغرب والعشاء وبقوله حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ صلوة الفجر وبقوله عَشِيًّا صلوة العصر وبقوله

حین تمسون سی نماز مغرب اور عشا کی ہی اور حین تصبحون سی نماز فجر کی اور عشیا سی نماز عصر کی ہی اور

حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ صلوة الظهر واما السنة فقوله عليه السلام ان الله تعالى فرض على كل مسلم ومسلمة في كل يوم

حین تظہرون سی نماز ظہر کی ہی اور حدیث مین پنجگانہ ہونا نماز کا اس سی ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی ہر مسلم اور

وليلة خمس صلوات وهذا الحديث من جملة الاحاديث المشهورة التي ثبت بها الاحكام واما اجماع الامة فقد

پانچ نمازین فرض کی ہین اور یہہ حدیث احادیث مشہورہ مین سی ہی جس سی احکام فقہی ثابت ہوا کرتی ہین اور اجماع سی یون ثابت ہی کہ

اجمع الامة من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا على فرضية الصلوٰت الخمس فاذا ثبت

تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج کی دن تک پنجگانہ نماز کی فرضیت پر بلا خلاف متفق ہی جب فرضیت

فرضيتها بهذه الادلة القطعية لا يجوز تركها وقد وردت وعيدات شديدة وتهديدات غليظة لتاركها من جملتها

نماز کی ان دلایل قطعیہ سی ثابت ہو چکی تو اب اوسکا ترک جایز نہین ہی اور بیشک وعید سخت اور دہمکیان غلیظ بی نماز کی حق مین آئی ہین ایک یہہ

ما روى انه عليه السلام قال من ترك الصلوة متعمدا فقد كفر جهارا وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال

روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جس شخص نی نماز قصدا ترک کی تو وہ ظاہر کافر ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا تتركوا الصلوة متعمدا فمن تركها فقد خرج من الملة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال الصلوة عماد الدين فمن

قصدا نماز نہ چہوڑو سو جسنی نماز ترک کی تو وہ دین سی باہر ہوا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نماز دین کا ستون ہی جس نی

اقامها فقد اقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين فلورود امثال هذه الوعيدات اختلف العلماء في كفر تاركها

نماز قایم رکہی تو دین کو قایم رکہا اور جس نی نماز کو ترک کیا تو دین کو گرا دیا ایسی ایسی وعید جو وارد ہوئی ہین اسہی لئی علماء مین اختلاف ہی قصدا بی نمازی کی تکفیر

عمدا فذهب جماعة من الصحابة ومن بعدهم الى الكفر اما الصحابة فمنهم عمر وعبد الله بن مسعود وعبد الله

مین سو ایک جماعت صحابہ رضی اور اونکی بعد کی لوگ کفر کی قایل ہوئی ہین صحابہ مین سی یہہ لوگ ہین عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ

بن عباس ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد الله وابو الدرداء وابو هريرة وعبد الرحمن بن عوف واما غير الصحابة فمنهم

بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوائی صحابہ کی یہہ ہین

احمد بن حنبل واسحق بن راهويه وعبد الله بن المبارك والنخعي والحكم بن عتبة وابو ايوب السختياني وابو داود
احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن المبارک اور نخعی اور حکم بن عتبہ اور ابو ایوب سختیانی اور ابو داود

الطيالسي وابو بكر بن ابي شيبة وغيرهم وذهب اخرون الى انه لا يكفر وحملوا الاحاديث التي تدل على كفر تاركها
طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوا انکی اور اور لوگ یہہ کہتی ہین کہ کافر نہین ہوتا اور ان احادیث کی جو بی نماز کی کفر پر دلالت کرتی ہین یہہ تاویل

على تركها جاحدا او على الزجر والوعيد بمعنى ان المؤمن لا يتركها ومن ادلتهم على عدم كفره قوله عليه الصلوة والسلام
کرتی ہین کہ بطور انکار کی ترک کری یا زجر اور وعید پر حمل کرتی ہین یعنی مؤمن شخص نماز نہین ترک کرتا اور انکی دلیلون مین سی ایک دلیل بی نماز کی کافر نہونی پر یہہ قول نبی علیہ السلام

خمس صلوات افترضهن الله تعالى من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن واتم ركوعهن وسجودهن وخشوعهن
کا ہی پانچ نمازین اللہ تعالی نی فرض کی ہین جسنی خوب طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کین اور رکوع اور سجود پوری پوری کی اور خوب انکسار کیا

كان له على الله عهد ان يغفر له ومن لم يفعل فليس له على الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه فقوله
تو اوسکا یہہ ذمہ ہی اللہ پر کہ اوسکو بخشیگا اور جسنی یہہ نکیا تو اوسکا اللہ پر کچہہ ذمہ نہین چاہی اوسکو بخشدی اور چاہی عذاب کری سو اب یہہ قول

عليه السلام ان شاء غفر له دليل على عدم كفره للاجماع على ان الكافر لا مغفرة له وقد قال الله تعالى إِنَّ اللهَ لَا
حضرت کا اگر چاہی اوسکو بخشی کافر نہونی کی دلیل ہی کیونکہ اسپر متفق ہین کہ کافر کی مغفرت نہین ہی اور اللہ تعالی نی فرمایا ہی البتہ اللہ نہین

يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وايضا قد اختلف الفقهاء في حد تاركها عمدا بلا عذر فقال حماد
بخشتا کہ اوسکا شریک ٹھہرائی اور اوس سی نیچی بخشتا ہی جسکو چاہی اور یہہ بہی کہ فقہا نی اختلاف کیا ہی بی نماز کی سزا مین جو عمدًا بلا عذر ترک کری سو حماد

بن زيد ومكحول والشافعي ومالك واحمد بن حنبل تاركها عمدا بلا عذر يقتل الا انه عند احمد يقتل كفرا وعند غيره
بن زید اور مکحول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتی ہین کہ بی نماز عمدًا بلا عذر کو قتل کرین اتنا فرق ہی کہ احمد کی نزدیک کافر سمجہہ کر قتل کرین اور اورونکی

من هؤلاء يقتل حدا لا كفرا وحملوا الاحاديث الدالة على كفر تاركها على استحقاق جزاء الكفر وليس للكفر في الدنيا
نزدیک حد مین قتل کرین کفر کی سبب سی نہین اور اون احادیث کو جو بی نماز کی کفر پر دلالت کرتی ہین حمل کیا ہی ان معنون پر کہ وہ مستحق کفر کی سزا کا ہی اور کفر کا بدلہ دنیا

جزاء غير القتل وعند ابي حنيفة لا يكفر ولا يقتل بل يحبس ابدا وقيل يضرب ضربا شديدا حتى يسيل منه الدم مبالغة
مین سوا قتل کی اور کچہہ نہین ہی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافر نہین ہوتا اور نہ اوسکو قتل کرین بلکہ دایم الحبس کیا جاوی اور کوئی کہتا ہی اوسکو اتنا مارین کہ خون بہنی لگی تاکہ خوب

في الزجر وقيل يضرب ضربا حتى يصلي او يموت وقيل يعزر باخذ المال لو راي الحاكم فيه مصلحة لا طمعا اذ قيل في كيفية
زجر ہووی اور کوئی کہتا ہی اوسکو ماری جاوین آخر یا نماز پڑہی یا مر جاوی بعضی کہتی ہین مال کا ڈنڈ ڈالین اگر حاکم کو اسمین مصلحت معلوم ہو کچہہ طمع کی راہ سی نہین اسواسطی کہ کیفیت

انه ياخذه فيمسكه حتى يتوب فاذا تاب يرد عليه كما في اموال البغاة وان ايس من توبته يصرفه الى ما يرى فعلى هذا
اسکی یہہ بیان کرتی ہین کہ اوسکا مال لیکر دبا رکہی یہان تک کہ وہ توبہ کری تو وہ مال پہیر دی جیسی باغیون کا مال پہیر دیتی ہین اور اگر توبہ کی امید منقطع ہو تو مناسب جگہہ خرچ کردی

يجب على المؤمن ان يحافظ على اداء الصلوت الخمس فيصليها كما امر باحسان وضوئها ورعاية وقتها واتمام ركوعها
اب اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ پانچون نماز کی محافظت رکہی پہر اونکو اوسیطرح ادا کری جیسی حکم فرمایا اچہی طرح وضو کری اور وقتون کی رعایت رکہی رکوع

وسجودها وخشوعها وان غفل عن شئ منها فليجتهد في سننه ونوافله ولا تساهل فيها حتى يكمل بها فرضه
اور سجود پوری پوری کری نہایت فروتنی سی اور اگر اسمین سی کسی امر کی غفلت ہو جاوی تو چاہی کہ اوسکی سنن اور نوافل مین خوب کوشش کری سستی نکری تاکہ اوسکی فرض کامل ہو جاوین

لما روي انه عليه السلام قال اول ما يحاسب به العبد يوم القيمة صلوته فان وجدت تامة كتبت تامة
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پہلی پہل کہ بندہ سی قیامت کی دن حساب لیا جاویگا تو نماز کا اور اگر وہ پوری نکلی تو پوری لکہی جاویگی

وان نقص منها شئ قال الله تعالى انظروا هل لعبدي من تطوع فان كان له تطوع يكمل له ما ضيع من فرضه
اور اگر اسمین کچہہ نقصان نکلا تو اللہ فرماویگا دیکہو تو اس بندی کی نفلین بہی ہین پہر اگر اوسکی نفلین ہونگی تو اوسکی فرض مین جو نقصان تہا

من تطوعه يعني ان من صلى صلوته المفروضة ووقع فيها نقصان يكمل ذلك النقصان بالتطوع ان كان تطوعه ولكن من

نفلوں سے پورا ہو جائیگا مراد یہہ ہے کہ جسنے فرض نماز پڑھی اور اوس میں کچھہ نقصان ہو گیا تو وہ نقصان نفلوں سے عوض ہو کر نکل جاویگا اگر نفلیں ہوں گی پر حال تو یہہ ہی جو

لا يحسن الفرض كيف يحسن النفل بل هو في النقصان اشد لخفة النفل عند الناس وعدم مبالاتهم له اذ قد شاهدنا كثيرا ممن يظن

شخص فرضوں کو درست نہیں کرتا وہ نفلوں کو کب درست کریگا بلکہ وہ زیادہ تر خراب ہونگی کیونکہ نفلیں لوگوں کی نظروں میں بہت خفیف ہوتی ہیں انکی کچھہ پروا نہیں کرتی اور بیشک اکثر دیکھی

به العلم انه في نفله بل في فرضه يترك تعديل الاركان وينقر نقر الديك فكيف العوام الذين هم كالهوام لا يعلمون الدين ولا الاسلام

پڑہی لکھی ہیں کہ وہ نفلوں بلکہ فرضوں میں ارکان کی تعدیل نہیں کرتی اور مرغ کی سی ٹھونگ مار دیتی ہیں اب عوام کا جو جانور کی مثال ہیں نہ دین کو جانتی ہیں نہ اسلام کو کیا حال ہو

فان تعديل الاركان عند ابي يوسف والشافعي فرض يبطل الصلوة بتركه وعند ابي حنيفة ومحمد واجب وفي رواية الكرخي

بیشک تعدیل ارکان کی ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہی تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل ہو جاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور محمد کی نزدیک واجب ہی اور امام کرخی کی

لا يبطل الصلوة بتركه بل ان ترك سهوا يلزم سجدة السهو وان ترك عمدا يلزم الاثم ويجب الاعادة كما هو الحكم في كل صلوة

روایت میں ہی کہ تعدیل ترک کرنی سی نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ اگر سہوًا ترک کیا تو سجدہ سہو کا لازم آتا ہی اور اگر عمدًا ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہی اور اعادہ واجب ہی جیسا حکم تمام نمازوں

اديت مع الكراهة التحريمية وسنة في رواية الجرجاني فعلى هذه الرواية لا يلزم سجدة السهو بتركه سهوا ولا يجب الاعادة

کا ہی جو مکروہ تحریمی ہو جاتی ہیں تعدیل جرجانی کی روایت میں سنت ہی پس اس روایت کی موافق نہ سجدہ سہو کا لازم آتا ہی سہوًا چھوٹنی سی اور نہ اعادہ لازم آتا ہی

بتركه عمدا بل يستحب مع استحقاق العتاب وحرمان الشفاعة فاذا كان كذلك فمن يصلي النوافل بغير تعديل الاركان

عمدًا ترک سی بلکہ مستحب ہی لیکن سزاوار عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی پس جب حال یہہ ہی تو جو شخص نفلیں بدون تعدیل ارکان کی پڑھتا ہی

فعلى رواية الوجوب يكون عاصيا مستحقا للعذاب بالنار ويجب عليه اعادتها وان لم يعدها يكون معصية اخرى مثل

تو موافق روایت وجوب اعادہ کی گنہگار مستحق عذاب دوزخ کا ہی اور پھر اعادہ واجب ہوتا ہی اور اگر اعادہ نکریگا تو یہہ دوسرا گناہ ہوویگا جیسا

الاولى ولو تنزلنا الى السنة يكون مستحقا للعتاب وحرمان الشفاعة فاذا كان الحال هذا فكيف يكمل امثال هذه

پہلا ہوا ہی اور اگر ہمنی مانا کہ تعدیل سنت ہی تو بھی مستحق عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی پھر جب نفلوں کا یہہ حال ہی تو ایسی نفلیں فرضوں کی نقصان کو کیا پورا

النوافل ما نقص من الفرض هيهات هيهات بل لو لم يصل تلك النوافل لم يكن مستحقا للعذاب ولا للعتاب ولا الحرمان

کرینگی ہی ہی بلکہ اگر ایسی نفلیں نہ پڑھتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سی

الشفاعة وقد روى انه عليه الصلوة والسلام راى رجلا يصلي وهو لا يتم ركوعه وينقر في سجوده فقال لو مات هذا

محروم ہوتا اور روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے ایک شخص کو نماز پڑھتی ہوئی دیکھا کہ وہ رکوع پورا نکرتا تھا اور سجدہ میں ٹھونگ سی مار دیتا تھا سو آپ نے فرمایا اگر یہہ شخص

على حالته هذه مات على غير ملة محمد وقد اغتر بعض الغافلين بكلمة الجواز الواقع في كتب الائمة لمن ترك القومة والجلسة

اس حالت میں مرجاتا تو برخلاف ملت محمدی کی مرتا اور بعضی غافل لوگ بہول رہی ہیں جواز کی لفظ پر جو ائمہ کی کتابوں میں واقع ہوا ہی اوسکی حق میں جو قومہ اور جلسہ

والطمانينة فيهما ولم يعرفوا ما ذكر في اصول الفقه من ان الجواز في العبادات بمعنى سقوط فرضية القضاء لا انه يحل ولا

اور اونکی بیچ میں طمانینت کو ترک کری اور یہہ نہیں خبر کہ اصول فقہ میں کیا مذکور ہی یعنی عبادات میں جواز سی یہہ مقصود ہی کہ فرضیت قضا کی ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہی یہہ مراد نہیں ہی

يحصل الاثم كيف وقد صرحوا بكراهة ترك القومة والجلسة والطمانينة فيهما وقال القرطبي في تذكرته نقلا عن شيخه

گناہ نہیں ہوتا بھلا یہہ کب ہو سکتا ہی حالانکہ صاف کہہ رکہا ہی کہ قومہ اور جلسہ اور اوسکی بیچ کی طمانینت ترک کرنی مکروہ ہی اور قرطبی تذکرہ میں اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی

فلا اعتبار بقول من قال الواجب من اركان الصلوة اقل ما يطلق عليه الاسم لان من اقتصر على ذلك يصدق عليه انه

کہ کوئی کسی اس قول کا کچھہ اعتبار نہیں ہی کہ ارکان نماز میں کم سی کم اتنا واجب ہی کہ اوسکو رکن کہہ سکیں فقط اسواسطی کہ جو نمازی اتنی ہی پر اکتفا کریگا تو اوسکو کہہ سکتی ہیں کہ

ينقر في الصلوة ويدخل في الذم المرتب على ذلك بقوله عليه السلام تلك صلوة المنافق يجلس يرقب الشمس حتى اذا كانت بين

نماز میں ٹھونگ مارتا ہی اور اوس گناہ میں جو اس فعل پر اس حدیث میں ثابت ہوا ہی داخل ہوگا یہہ نماز منافق کی ہی کہ بیٹھا ہوا آفتاب کا منتظر رہتا ہی تا آنکہ جب

قرنی الشیطان قام فنقرفاذا کانت الصلوة بهذه الصفة یدخل صاحبها تحت قوله تعالی فخلف من بعدهم خلف

شیطان کی سینگون مین جا پہنچا اوٹھا پہر ٹہونگ لملی جب نماز کا یہہ حال ہی تو نمازی اس آیت کی مضمون مین داخل ہی پہر اونکی جگہہ نا خلف آئی جنہون نی

اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات فسوف یلقون غیا فان جماعة من العلماء قالوا لیس المراد باضاعة الصلوة ترکها

گنوائی نماز اور پیچہی پڑی مزون کی سو آگی ملیگی گمراہی بیشک بہت سی علماء کا یہہ قول ہی کہ نماز ضایع کرنی سی یہہ مراد نہین ہی کہ نماز ترک کردی

بل هو ان لا یقیم حدودها بعدم رعایة وقتها وطهارتها وعدم اتمام رکوعها وسجودها ونحوها وقد روی عن ابن مسعود

بلکہ یہہ مراد ہی کہ نماز کی حدود کو قایم نرکہی یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری سی

الانصاری انه علیه السلام قال لا تجزئ صلوة لا یقیم الرجل فیها صلبه فی الرکوع والسجود والاخبار فی هذا المعنی کثیرة

روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا وہ نماز کافی نہین ہی جسمین نمازی رکوع اور سجود مین کمر سیدہی نہ کری اور اس باب مین ایسی بہت حدیثین آئی ہین

وهی تبین المراد من قوله تعالی واضاعوا الصلوة فان من لم یحافظ علی اوقات الصلوة وطهارتها ورکوعها وسجودها

کہ وہ اس آیت سی واضاعوا الصلوة معنی مراد کی تفسیر کرتی ہین کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضو اور رکوع اور سجود کی محافظت نہین

لا یحافظ علیها ومن لم یحافظ فقد ضیعها فهو لما سواه اضیع وقد روی انه علیه السلام قال اذا حسن الرجل الصلوة

کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہین کرتا اور جسنی حدود کی محافظت نکی تو بیشک نماز کو ضایع کیا سوا اور کو زیادہ ترکہونی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

فاتم رکوعها وسجودها قالت الصلوة حفظك الله کما حفظتنی فترفع واذا اساء الصلوة فلم یتم رکوعها وسجودها

اوسکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی تو نماز یہہ دعا دیتی ہی خدا تیری حفاظت کری جیسی تو نی میری حفاظت کی پہر نماز مقبول ہوتی ہی اور اگر نماز بری طرح پڑہی کوع اور سجود پورا نہ کیا

قالت الصلوة ضیعك الله کما ضیعتنی فتلف کما یلف الثوب الخلق فیضرب بها وجهه وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام

تو نماز کہتی ہی الله تجہکو ضایع کری جیسا تو نی مجہکو ضایع کیا پہر اوس نماز کو پرانی کپڑی کی طرح لپیٹ کر اوسکی منہ پر مارتی ہین اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال ان الرجل لیصلی ستین سنة ولا یقبل له صلوة لعله یتم الرکوع ولا یتم السجود اویتم السجود ولا یتم الرکوع فمن اراد

کہ بعضا آدمی ساٹھہ برس تک نماز پڑہی جاتا ہی اور اوسکی نماز ایک ہی مقبول نہین ہوتی شاید کہ کبہی رکوع پورا کرتا ہی تو سجدہ پورا نہین کرتا اور سجدہ پورا کرتا ہی تو رکوع پورا نہین

ان یعرف صلوته مقبولة ام لا فلینظر الی قوله تعالی ان الصلوة تنهی عن الفحشاء والمنکر فانه ان کان یصلی الصلوات

معلوم کیا چاہی کہ اوسکی نماز بین قبول ہین یا نہین تو اس آیت مین غور کری بیشک نماز روکتی ہی بحیائی سی اور بری بات سی کیونکہ یہہ شخص اگرچہ پنجگانہ نماز پڑہتا ہی

الخمس ولم یکن بعد ذلك حسن حال مع ربه بل یقع منه بعض من الفواحش والمنکرات فلیعلم ان صلوته غیر

اور پہر بہی اوسکا حال رب کی ساتہہ درست نہین ہی بلکہ اوس سی کچہہ کچہہ فواحش اور منکرات عمل مین آتی ہین تو جانا چاہی کہ اوسکی نمازین

مقبولة بل هی وبال علیه وبعدة من الله تعالی کما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تامره صلوته بالمعروف ولم تنهه

مقبول نہین ہین بلکہ وہ نمازین اوسپر وبال ہین اور خدا سی دور کرتی ہین چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتی ہین کہ جسکو نماز بالمعروف پر شوق ندی اور منکرات سی

عن المنکر لم یزدد بصلوته من الله الا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوته عن الفحشاء والمنکر فصلوته وبال

منع نکری وہ نماز الله سی سوا دوری کی کچہہ نہ بڑہاوی گی اور حسن اور قتادہ کہتی ہین جسکو نماز فحش اور منکر سی منع نکری تو وہ نماز اوسپر وبال ہی

علیه فان من یصلی الصلوات برعایة شرائطها وارکانها وواجباتها وسننها وادابها یعصمه الله تعالی عن الفحشاء والمنکر

بیشک جو شخص تمام نمازین شرایط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی رعایت کر کی پڑہی گا تو الله اوسکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکھیگا

کما روی عن انس انه قال کان فتی من الانصار یصلی الصلوات الخمس مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم لم یدع شیئا

چنانچہ انس رض سی روایت ہی کہ ایک جوان انصاری پنجگانہ نماز رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی ساتہہ ادا کرتا تہا پہر بہی جو فواحش ہوتا تہا

من الفواحش الا رکبه فوصف ذلك لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال علیه السلام ان صلوته تنهاه یوما فلم یلبث

سو کر بیٹہتا تہا پہر کسینی یہہ حال رسول الله صلی الله علیہ وسلم سی بیان کیا آپ نی فرمایا بیشک اوسکی نماز کسی دن اوسکو روک دیگی پہر کچہہ دیر نلگی

حتی تاب وحسن حالہ اللھم حول حالنا الی حسن المال المجلس الثانی والخمسون فی بیان فرضیۃ

کہ اوسنی توبہ کی اور اوسکا حال سنور گیا الٰہی ہمارے حال نیک انجام کا بدل دے مجلس باونوین بیان فرضیت نماز

الصلوۃ المفروضۃ وارکانہا تفصیلا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من امرء مسلم یحضرہ

مفروضہ کا اور اوسکی ارکان کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین کوئی شخص مسلمان جو آوی اوسکو وقت

صلوۃ مکتوبۃ فیحسن وضوءھا وخشوعھا ورکوعھا الا کانت کفارۃ لما قبلھا من الذنوب ما لم یات

نماز مفروضہ کا پہروہ اوسکی وضو اور خشوع اور رکوع کو خوب پورا کری مگروہ پہلی گناہون کا بدلہ ہوجاویگی جب تک

کبیرۃ وذلک الدھر کلہ ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ عثمان بن عفان وقد بین فیہ ان من یصلی الصلوات

کبیرہ گناہ نکیا ہوگا اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عثمان بن عفان کی روایت سی اس حدیث مین یہہ بیان کیا کہ جو شخص

المفروضۃ عند دخول وقتہا باحسان وضوءھا وخشوعھا ورکوعھا وسائر ارکانہا تکون کفارۃ لذنوبہ

فرض نمازین اول وقت پر اچھی طرح وضو کرکی اور اوسکا خشوع اور رکوع اور تمام ارکان پوری پوری کرکی ادا کریگا تو وہ نماز گذشتہ گناہونکا

الماضیۃ ما لم یعمل بکبیرۃ وذلک التکفیر یکون فی جمیع الزمان وانما اکتفی بذکر الرکوع دون سائر الارکان لان

کفارہ ہوجاویگی جبتک کبیرہ گناہ نکیا ہو اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو تمام زمانہ مین ہوتا رہیگا اور اکتفا صرف رکوع کی ذکر پر بدون ذکر تمام اور ارکان کی اسلئی ہی

الشارع اذا امر باحسان رکن واحد من ارکان الصلوۃ یفہم منہ احسان سائر ارکانہا فانہا وان وقعت

کہ شارع نی واسطی درستی کسی ایک رکن کی نماز کی تمام ارکان مین سی امر کیا تو اوسی تمام ارکان کی درستی سمجھی جاتی ہی کیونکہ تمام ارکان اگرچہ قرآن مین

فی کتاب اللہ تعالی متفرقۃ حیث تثبت فرضیۃ تکبیرۃ الافتتاح بقولہ تعالی فی سورۃ المدثر وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

متفرق جگہہ مذکور ہین اسواسطی کہ فرضیت تکبیر تحریمہ کی سورہ مدثر کی اس آیت سی ثابت ہی اور اپنی رب کی بڑائی بول

وفرضیۃ القیام بقولہ تعالی فی سورۃ البقرۃ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ وفرضیۃ القراءۃ بقولہ تعالی فی سورۃ المزمل فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ

اور فرضیت قیام کی سورۂ بقرہ مین اس آیت سی اور کہڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی اور فرضیت قرأت کی سورۂ مزمل مین اس آیت سی سو پڑہو جتنا

مِنَ الْقُرْاٰنِ وفرضیۃ الرکوع والسجود بقولہ تعالی فی سورۃ الحج يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا ولکن علم الترتیب

آسان ہو قرآن سی اور فرضیت رکوع اور سجود کی سورۂ حج مین اس آیت سی ای ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو پر ترتیب ارکان کی

بتعلیم النبی علیہ الصلوۃ والسلام تارۃ بفعلہ وتارۃ بقولہ علی ما بینہ العلماء فی کتبہم فعلی ھذا ینبغی للمؤمن ان

نبی علیہ السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی کبہی فعل سی اور کبہی ارشاد کرنی سی چنانچہ اسکو علماء نی اپنی اپنی کتابون مین بیان کیا ہی اب اس بیان کی موافق مؤمن کو

یداوم علیہا فی اوقاتہا باتمام جمیع فرائضہا وھو ست الاولی تکبیرۃ الافتتاح ولا دخول فی الصلوۃ الا بہا وھی ان

چاہئی کہ نماز کو ہمیشہ وقت پہ تمام فرائض پوری کرکر ادا کرتا رہی اور فرائض چہہ ہین اول تکبیر تحریمہ جسکو تکبیر افتتاح بہی کہتی ہین اور بدون اسکی نماز شروع نہین ہوتی اور وہ

یقول من یرید الدخول فی الصلوۃ اللہ اکبر بلا ادخال مد فی ھمزۃ اللہ وھمزۃ اکبر وبائہ اذ لو حصل المد فی

اس طور پر ہی کہ جو شخص نماز شروع کری تو کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر اور با پر مد نکری اسواسطی کہ اگر دونو ہمزہ مین سی

احدی الھمزتین لا یصیر داخلا فی الصلوۃ بل تفسد لو وقع فی اثنائہا ولو تعمدہ یکفر لانہ یصیر استفہاما ومقتضاہ

کسی پر مد واقع ہوگا تو نماز مین داخل نہوگا بلکہ نماز فاسد ہوجاویگی اگر مد نماز مین بیچکی تکبیرون مین آجاویگا اور اگر قصداً مد کہیچیگا تو کافر ہوگا اسوسطی کہ اب معنی

الشک فی کبریاء اللہ وقال محمد بن مقاتل ان کان لا یمیز بین المد وعدمہ یکون داخلا فی الصلوۃ ولا تفسد لو وقع

شک ہی ہوتا ہی اللہ کی بڑائی مین اور محمد بن مقاتل کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور بی مد مین کچہہ تمیز نہین کرتا تو نماز مین داخل ہوجاتا ہی اور نماز بہی فاسد نہین ہوتی اگر مد

فی اثنائہا والاستفہام یحتمل ان یکون للتقریر والاول اصح لان مثل ھذا الجھل لا یصلح ان یکون عذرا والتقریر المستفاد

نماز مین بیچ کی تکبیرون مین آجاوی اور استفہام مین یہہ احتمال ہی کہ واسطی تقریر کی ہو اور روایت اول صحیح تر ہی اسلئی کہ ایسی جہالت قابل عذر کی نہین ہی اور استفہام جو تقریر کی

استفہام کی صورت [illegible] اور مقتضا استفہام کا

من الاستفهام معناه حمل المخاطب على الاقرار بما يعرف والانسان لا يصلح ان يحمل نفسه على الاقرار بان الله تعالى

تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلومات کا مقر کردی • اور انسان اس کام کا نہین ہی کہ اپنی آپ کو اس اقرار پر برانگیختہ کری کہ الله

اكبر ولو وقع المد في باء اكبر بان يقول اكبار بزيادة الالف الممال بين الباء والراء لا يصير داخلا في الصلوة وتفسد

بڑا ہی اور اگر مد اکبر کی بامین واقع ہو یعنی لفظ اکبار بار اور راء کی بیچ مین الف بڑھا کر کہی تو نماز مین داخل نہین ہوتا اور نماز فاسد ہوجاتی ہی

لو وقع في اثنائها اذ قيل انه اسم من اسماء الشيطان وقيل لانه جمع كَبَر بفتحتين وهو الطبل وقيل يصير داخلا في

اگر مد نماز میں بیچ تکبیرون کی آجاوی اسواسطی کہ کہتی ہین کہ یہہ نام شیطان کی نامون مین سی ہی اور کوئی کہتا ہی اسلئی کہ اکبار جمع کَبَر کی ہی دو زبر سی طبل کو کہتی ہین اور بعضی کہتی ہین

الصلوة ولا تفسد لو وقع في اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان الاشباع انما يكون في الاخر لا الوسط ومحل التكبير

نماز مین داخل ہوجاتا ہی اور نماز فاسد نہین ہوتی اگر مد نماز کی بیچ مین آجاوی اسواسطی کہ یہہ اشباع ہی اور روایت اول صحیح تر ہی اسواسطی کہ اشباع آخر مین ہوتا ہی بیچ مین نہین ہوتا اور موقع تکبیر کا

القيام المحض حتى لو ادرك الامام في الركوع وكبر حال الانحطاط لا يصير داخلا في الصلوة لان شرط الدخول فيها وقوع

صرف قیام ہی یہان تک کہ اگر امام کو رکوع مین پایا اور جھکتی ہوئی تکبیر کہتا ہوا رکوع مین شامل ہوگیا تو نماز مین داخل نہین ہوتا اسواسطی کہ نماز مین داخل ہونی کی شرط یہہ ہی

التكبير في محض القيام ولو قال في القيام الله وفي الركوع اكبر لا يصير داخلا فيها ايضا والثانية من فرائض الصلوة القيام

کہ تکبیر خالص قیام مین واقع ہو اور اگر قیام مین الله کہا اور رکوع مین اکبر تو بہی نماز مین داخل نہین ہوتا اور دوسرا فرض نماز کا قیام ہی

وهو ركن في الفرض والواجب دون النفل ومطلق عن التقدير نظرا الى الدليل وهو قوله تعالى وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ حتى لو كبر

اور قیام فرض اور واجب مین رکن ہی نفل مین نہین اور اسکی مقدار باعتبار دلیل کی کچھہ معین نہین ہی دلیل یہہ ہی اور کہڑی رہو الله کی آگی ادب سی یہان تک کہ اگر تکبیر کہڑی

قائما ولم يقف يصير موديا فرضي التكبير والقيام جميعا ولا يلزمه التوقف بعده قائما لان قدر ما وجد من القيام يكفيه

ہونی کہی اور پہر توقف نکیا تو فرض تکبیر اور قیام دونو ادا کر چکا اوسپر بعد اوسکی توقف کرنا قیام مین کچھہ ضرور نہین ہی اسلئی کہ جسقدر اس سی قیام عمل مین آیا سو کافی ہی

ويظهر نفعه في الامي والاخرس ومدرك الامام في الركوع الا ان المتعارف في حق القاري تقديره في الاوليين بالقراءة

اور اسکا فائدہ ناخواندہ اور گونگی مین اور جو شخص کہ امام کو رکوع مین پاوی ظاہر ہوتا ہی اتنا ہی کہ قاری کی حق مین مقدار قیام کی پہلی دو رکعت مین برابر قراءت کی ٹہہری ہی اور

وفي الاخريين قول المتقدمين ان شاء قرأ وان شاء سبح وان شاء سكت يشير الى عدم التقدير فيهما

پچھلی دو رکعت مین متقدمین کا جو یہہ قول ہی چاہی کچھہ قرآن پڑہی چاہی سبحان الله کہی اور چاہی چپکا رہی اشارہ ہی کہ ان دونون مین بہی اندازہ قیام کا

ايضا لكن ذكر في القنية انه مقدر بمقدار ثلث تسبيحات سواء سبح او سكت هذا كله عند القدرة على القيام فان

مقرر نہین ہی لیکن قنیہ مین یون مذکور ہی کہ قیام کم سی کم برابر تین تسبیحات کی ہی برابر ہی کہ تسبیح کہی یا چپ رہی یہہ تمام جب ہی کہ قیام پر قادر ہو کیونکہ

المريض اذا قدر على القيام لو صلى قاعدا لا يجوز ولو قدر على بعض قيامه دون كله يلزمه ذلك حتى لو قدر على التكبير

بیمار اگر باوجود طاقت قیام کی بیٹہہ کر نماز پڑہ لی تو جایز نہین ہی اور اگر کچھہ تہوڑا کہڑی ہونی کی طاقت ہو پوری قیام کی نہو تو وتنا ہی اوسپر لازم ہی یہان تک کہ اگر کہڑی

يكبر قائما ثم يقعد واما المريض الذي عجز عن القيام حقيقة بحيث لو قام لسقط او خاف زيادة مرضه او بطوء برئه

ہوکر تکبیر کہنی کی طاقت ہو تو تکبیر کہڑا ہوکر کہی پہر بیٹہہ جاوی اور وہ بیمار جو حقیقت مین قیام سی عاجز ہو ایسا کہ اگر کہڑا ہووی تو گر پڑی یا خوف مرض کی بڑہنی کا یا دیر تک رہنی کا ہو

او كان يجد الما شديدا فان استطاع القعود يقعد كما يقعد في التشهد وهو قول زفر وعليه الفتوى بانه المعهود في

یا سخت تکلیف ہوتی ہو پہر اگر بیٹہنی کی طاقت ہو تو بیٹہہ جاوی جیسی تشہد مین بیٹہتی ہین یہہ ہی قول زفر کا ہی اور اسی پر فتوی ہی کہ نماز مین یہہ طور ٹہرا ہوا ہی

الصلوة وفي رواية محمد عن ابي حنيفة يقعد كما يشاء من التربع وغيره وقيل يقعد فيما عدا التشهد كما يشاء وفي التشهد

اور امام محمد کی روایت مین ابو حنیفہ سی یہہ ہی کہ بیٹہہ جاوی جیسی چاہی مربع وغیرہ سی اور بعضی کہتی ہین کہ سواء تشہد کی جسطرح چاہی بیٹہا رہی اور تشہد مین

كسائر الصلوات والظاهر هو الاول عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة يقعد بحسب قدرته ويصلي قاعدا

موافق تمام نمازون کی بیٹہی اور طاقت ہوتی ہوئی ظاہر اول روایت ہی اور جب طاقت نہو تو پہر جیسی بن آوی ... نماز بیٹہہ کر پڑہتا ہو

بركوع وسجود لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وان لم يستطع الركوع والسجود
رکوع کری اور سجدہ کری اسوسطی کہ طاعت طاقت کی موافق ہی اس دلیل سی الله تکلیف نہیں دیتا کسی شخصکو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور اگر رکوع اور سجدہ کی طاقت نہیں

يومي براسه قاعدا ويجعل سجوده اخفض من ركوعه ليتحقق الفرق بينهما ولا يُرفَع اليه شئ ليسجد عليه اذ لو رفع اليه
تو بیٹھا ہوا سر سی اشارہ کری اور سجدہ کو رکوع کی بہ نسبت زیادہ لپست کری تاکہ دونو مین فرق ہوجاوی اور یہہ نہیں چاہیی کہ کوئی چیز اونچی کردین تاکہ اوسپر سجدہ کرلی اسوسطی کہ اگر

فسجد عليه ان كان خفض راسه يصح ويكون صلاته بالايماء والا فلا وان لم يستطع القعود يستلقي على ظهره و
اوراوسپر سجدہ کیا پہر اگر اوسنی سر کو نیچا کیا ہی تو درست ہی اوسکی نماز اشارہ سی ہوگئی اور نہیں تو نہیں ہوئی اور اگر طاقت بیٹھنی کی نہیں تو چت لٹا یا جاوی اور

يجعل رجليه نحو القبلة ويومي براسه للركوع والسجود لكن ينبغي ان يوضع تحت راسه وسادة ليمكنه الايماء بالراس
اوسکی پانو قبلہ کی طرف کردین اور وہ رکوع اور سجود کی لئی سر سی اشارہ کری پہ یہہ چاہیی کہ اوسکی سر تلی تکیہ رکہہ دین تاکہ اوس سی سر کا اشارہ ہوسکی

لان حقيقة الاستلقاء يمنع الايماء للصحيح فكيف للمريض وان لم يستطع الايماء بالراس لا يومي بعينه ولا بحاجبه
اسلئی کہ حقیقت مین چت پڑی ہوئی اچہی بہچپی سی بہی اشارہ نہیں ہوسکتا پہر بیمار سی تو کہان اور اگر سر سی اشارہ کرنی کی بہی طاقت نہیں تو آنکہہ کا اشارہ یا ابرو کا

ولا بقلبه بل ان كان يعقل الصلوٰة في تلك الحالة توخر عنه الى زمان القدرة ولا تسقط هو الصحيح على ما ذكر في الهداية لانه
یا دل کا اشارہ نکری بلکہ اگر نماز کی سمجہہ باقی ہی اوس حالت مین تو قدرت کی وقت تک ملتوی رکہی جاوی گی اور ذمہ سی ساقط نہیں ہی موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی صحیح ہی

يفهم مضمون الخطاب وان كان لا يعقلها اكثر من يوم وليلة تسقط ان لم يفق في المدة وان افاق وكان للافاقة وقت
کہ مضمون حکم کا سمجہتا ہی اور اگر ایک رات دن سی زیادہ غفلت میں رہا تو نماز ساقط ہوجاتی ہی اگر اس مدت کی اندر افاقہ نہوا اور اگر افاقہ ہوا اور کسی ایک وقت

معلوم مثل ان يفيق عند الصبح قليلا ثم يعود الاغماء فهو افاقة معتبرة في بطلان حكم ما قبلها من الاغماء وان لم يكن
معین پر جیسی مثلا صبح کی وقت کچہہ افاقہ ہوکر پہر بیہوش ہوجاتا ہی تو اتنا افاقہ بہی واسطی باطل کرنی حکم پہلی بیہوشی کی معتبر ہی اور اگر افاقہ کسی وقت معین پر

للافاقة وقت معلوم بل يفيق بغتة ثم يعود الاغماء فلا اعتبار لهذه الافاقة ومن كان في السفينة الجارية اذا
نہیں ہوتا بلکہ ناگاہ کبہی افاقہ ہوکر پہر بیہوش ہوجاتا ہی تو ایسی افاقہ کا اعتبار نہیں ہی اور جو شخص چلتی کشتی مین ہو اگر

صلى الفرض قاعدا بركوع وسجود مع القدرة على القيام لا يجوز عندهما لان القيام ركن فلا يسقط الا بعذر محقق وعند
فرض نماز بیٹہہ کر رکوع اور سجود کی ساتہہ باوجود طاقت قیام کی پڑہلی تو صاحبین کی نزدیک جایز نہیں ہی اسلئی کہ قیام نماز کا رکن ہی سو یہہ بدون عذر واقعی کی ساقط

ابي حنيفة يجوز لان دوران الراس فيها غالب والغالب كالمحقق لكن الافضل القيام واما في المربوطة في الشط فلا يجوز
اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ اسمین دوران سر اکثر ہوتا ہی اور اکثری بات بہی مانند ثابت کی ہی لیکن افضل قیام ہی ہی اور رہی کشتی کنارہ پر بندہی ہوئی سو اوسمین

بالاجماع والثالثة من فرائض الصلوٰة القراءة وهي فرض في جميع ركعات النفل والوتر والفرض من ذوات الركعتين وليست
بالاجماع جایز نہیں اور تیسرا فرض نماز کی فرایض مین سی قرارت ہی اور قرارت تمام رکعات نفل اور وتر مین اور فرض دوگانہ مین فرض ہی اور اون

بفرض في جميع ركعات الفرض من ذوات الاربع والثلث بل في الركعتين من غير تعيين وانما عينت في الاولين لقوله عليه الصلوٰة
فرضون کی تمام رکعات مین فرض نہیں ہی جو چار رکعت یا تین رکعت کی ہین بلکہ دو دو رکعت مین بلا تعیین فرض ہی اور پہلی دو رکعت مین اسلئی معین ہوگئی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام القراءة في الاولين قراءة في الاخرين وادنى ما يجزى منها عند ابي حنيفة اية وان كانت من الفاتحة او كانت
والسلام نی فرمایا پہلی دو رکعت مین قرارت بعینہ پچہلی دو رکعت مین ہی اور کم سی کم قرارت جو کافی ہی تو ابوحنیفہ کی نزدیک ایک آیت ہی اگرچہ سورہ فاتحہ کی ہو یا

قصيرة مركبة من كلمتين كقوله تعالى ثُمَّ نَظَرَ او من كلمات كقوله تعالى فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ والمكتفي بها مسيئ لان قراءة
چہوٹی دو کلمونسی مرکب ہو جیسی یہہ آیت ثم نظر یا کئی کلمات سی جیسی یہہ آیت فقتل کیف قدر لیکن اسیقدر ہو اکتفا کرنا اچہا نہیں ہو اسوسطی کہ

الفاتحة وضم سورة او ثلث ايات اليها واجب وفي الاكتفاء بها ترك الواجب واما لو كانت كلمة واحدة كمدهامتان او حرفا وا
الحمد کا پڑہنا اور کسی اور سورۃ کا یا تین آیت کا اوسکی ساتہہ ملانا واجب ہی اور اوسپر اکتفا کرلی مین ترک واجب ہوتا ہی اور جو آیت ایک کلمہ کی ہی جیسی مدہامتان یا ایک حرف کی ہی

كص وق ون فقد اختلف فيه والاصح انه لا يجوز عنده ولو قرأ نصف اية طويلة كاية الكرسي واية المداينة

جیسے ص اور ق اور ن سو اسمیں اختلاف ہی اصح یہ ہے کہ ابوحنیفہ کی نزدیک جایز نہیں اور اگر بڑی آیت میں سی جیسے آیۃ الکرسی اور آیۃ مداینہ

في ركعة ونصفها في ركعة اخرى اختلفوا فيه قال بعضهم لا تجوز لانه لم يقرأ اية تامة في كل ركعة وقال عامتهم

آدھی ایک رکعت میں پڑھی اور آدھی دوسری رکعت میں تو اسمیں اختلاف ہی بعضی کہتی ہیں جایز نہیں اسواسطی کہ اسنی ہر رکعت میں پوری آیت نہیں پڑھی اور عام فقہاء

تجوز لان بعض هذه الايات يزيد على ثلث ايات قصار او تعدلها فلا تكون ادنى من اية وعندهما ادنى ما يجزى

کہتی ہیں جایز ہی اسواسطی کہ ان آیتوں کا ٹکڑا چھوٹی تین آیت سی بڑھتا ہی یا برابر ہی بہرصورت ایک سی کم نہیں ہی اور صاحبین کی نزدیک کم سی کم قرأت جو کافی ہو

منها ثلث ايات قصار او اية طويلة تقوم مقامها لان القران معجز وادنى ما يقع به الاعجاز سورة لقوله تعالى

تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت بڑی جو اونکی برابر ہو اسواسطی کہ قرآن معجز ہی اور کم سی کم جسمیں اعجاز واقع ہو وہ سورۃ ہی واسطی قول اللہ تعالی کی

فاتوا بسورة من مثله واقل السورة سورة الكوثر وهي ثلث ايات ومن كان اميا ولم يطاوعه لسانه على تعلم

لاؤ کوئی سورۃ ایسی اور سورتوں میں سب سی چھوٹی سورۃ کوثر ہی سو اسکی تین آیتیں ہیں اور جو شخص امی ہو کہ اوسکی زبان قرآن سیکھنی میں قابو میں نہو

القران ان كان يجتهد اناء الليل واطراف النهار تجوز صلوته وفي اوان ترك الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلى هذا

اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہی تو اوسکی نماز جایز ہی اور جو وہ محنت چھوڑ دیگا نماز جایز نہوگی اس روایت کی موافق

كل من كان في دار الاسلام وترك التعلم وبقي اميا واعتاد ان يصلي صلوة امي لا تجوز صلوته لان الامي انما تجوز

جو شخص دار الاسلام میں ہو کر قرآن نہ سیکھی اور امی رہ جاوی اور امیوں کیسی نماز کی عادت کرلی تو اوسکی نماز جایز نہیں ہی اسواسطی کہ امی کی نماز جب ہی جایز ہی

صلوته اذا بلغ او زال جنونه او اسلم وهجم الوقت ولم يتمكن من التعلم واما اذا تمكن من التعلم ولم يتقيد به

کہ جب وہ بالغ ہو یا جنون سی ہوش میں آوی یا مسلمان ہو اور ترت وقت نماز کا آجاوی اور فرصت قرآن سیکھنی کی نملی اور جس صورت میں سیکھنی کی فرصت ہو اور محنت میں نہ لگی

فلا تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الركوع وهو طأطأة الراس مع انحناء الظهر فمن طأطأ راسه مع

تو اوسکی نماز جایز نہیں اور چوتھا فرض نماز کی فرضوں میں سی رکوع ہی اور وہ سر جھکانا کمر ٹیڑھی کرکر پھر جسنی سر کو جھکایا

انحناء الظهر قليلا ان كان الى الركوع اقرب تجوز وان كان الى القيام اقرب بان يوجد طأطأة راسه مع

اور کچھ تھوڑی کمر ٹیڑھی کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہی تو جایز ہی اور اگر قیام سی قریب ہی اسطور کہ سر جھکایا کچھ مونڈھوں کی میلان سی

الميلان في منكبيه ولا يوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه يعد قائما لا راكعا ومن كان احدب وبلغت حدوبته

بے کمر کبھڑی نہیں ہوئی تو جایز نہیں ہی اسلئی کہ اسکو قایم کہتی ہیں راکع نہیں کہلاتا اور جو شخص کبڑا ہووی اور اوسکا کوب رکوع کی

حد الركوع يخفض راسه في الركوع تحقيقا للانتقال من القيام الى الركوع والخامسة من فرائض الصلوة

نوبت کو جا پہنچی تو وہ رکوع میں سر جھکادی تاکہ قیام سی رکوع کی طرف انتقال پایا جاوی پانچواں نماز کی فرایض میں سی

السجدة وهي وضع الجبهة على الارض او ما يتصل بها والكمال فيها وضع الجبهة والانف واليدين والركبتين

سجدہ ہی اور وہ رکھنا پیشانی کا زمین پر یا جو زمین کی قایم مقام ہو اور کامل سجدہ میں رکھنا پیشانی کا اور ناک کا اور دونو ہاتھوں کا اور دونو گھٹنوں کا

واطراف القدمين لقوله عليه السلام امرت ان اسجد على سبعة عظام على الجبهة واليدين والركبتين واطراف

اور دونو پانوں کی انگلیوں کا واسطی قول علیہ السلام کی مجھکو حکم ہی کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی پر اور دونوں ہاتھوں پر اور دونو گھٹنوں پر اور دونو

القدمين والانف داخل في الجبهة لكون عظمهما واحدا ولو وضع جبهته دون انفه يجوز لكن يكره ان كان من

پانوں کی انگلیوں پر اور ناک پیشانی میں آگئی اسلئی کہ ہڈی دونوں کی ایک ہی اور اگر پیشانی تو رکھدی اور ناک نہ رکھی تو جایز ہی پر مکروہ اگر بیعذر ہی

غير عذر وكذلك لو وضع انفه دون جبهته يجوز عند ابي حنيفة لكن يكره ان كان من غير عذر وعندهما

اور ایسی ہی اگر ناک رکھدی اور پیشانی نہ رکھی تو ابوحنیفہ کی نزدیک جایز ہی پر مکروہ اگر بے عذر ہی اور صاحبین کی نزدیک

لا یجوز الا ان یکون فی جبهته عذر یمنع السجود بها ووضع الیدین والرکبتین لیس بفرض بل هو سنة واما وضع
جایز نہین مگر اوس صورت مین کہ اوسکی پیشانی مین ایسا عذر ہو کہ سجدہ نکر سکی اور دونو ہاتہہ اور دونو گہٹنون کا رکہنا فرض نہین ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونو

القدمین فقد ذکر القدوری والکرخی والخصاف انه فرض حتی لو سجد ولم یضع قدمیه او احدهما علی الارض بل
قدم کا رکہنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ کیا اور دونو پانو یا ایک پانو زمین پر نہ رکہا بلکہ

رفعهما عن الارض لا یجوز سجوده ولو وضع احدهما یجوز ولکن یکره وذکر التمرتاشی ان وضع الیدین والقدمین
دونوں زمین سی اوٹہا لئی تو اوسکا سجدہ جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو ہی لگا دیا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی کہ لگانا دونو ہاتہون اور دونو پانو کا

سواء فی عدم الفرضیة وقال اکمل الدین فی شرح الهدایة انه الحق وذکر فی شرح المنیة انه بعید عن الحق والمراد بوضع
عدم فرضیت مین برابر ہی اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی کہ حق یہہ ہی ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی اور مراد دونو پانو کی

القدمین علی ما ذکر فی الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجیهها نحو القبلة لیکون الاعتماد علیها
رکہنی سی موافق اوس بیان کی جو خلاصہ مین ہی دونو پانو کی اونگلیون کا رکہنا ہی اور اونگلیون کی لگانی سی اونکا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہی تاکہ اونہی پر زور پڑی

حتی لو وضع ظهر القدمین ولم یوجه اصابعهما او اصابع احدهما نحو القبلة لا یصح سجوده وهذا مما یجب حفظه
یہان تک کہ اگر دونو پانو کی پشت رکہدی اور دونو پانو کی یا ایک پانو کی ہی اونگلیان قبلہ کی طرف متوجہ نکری تو سجدہ درست نہین ہی اور اسکا لحاظ واجب ہی

واکثر الناس عنه غافلون ولو کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین مقدار نصف ذراع یجوز وان کان اکثر منه
اور اکثر لوگ اس سی غافل ہین اور اگر سجدہ کی جگہ پانو کی جگہہ سی آدہ ہاتہہ اونچی ہو تو سجدہ جایز ہی اور اگر اس سی زیادہ بلند ہو

لا یجوز ولو سجد علی کور عمامة ان کان کورها متصلا بالجبهة ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض یجوز لکن یکره
تو جایز نہین ہی اور اگر پگڑی کی پیچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ پیچ پیشانی سی متصل ہی اور موٹا نہین ہی ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہی تو جایز ہی پر مکروہ

ولو لم یکن متصلا بالجبهة بل کان فوق الجبهة او کان غلیظا لا یوجد حجم الارض لا یجوز وکذلک لا یجوز السجدة علی
اور اگر پیشانی سی متصل نہین ہی بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہین ہوتی تو جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ

کل شیء لا یوجد فیه حجم الارض کالقطن المحلوج والثلج والدخن ونحو ذلک لعدم استقرار الجبهة علی الارض او ما
ایسی شئ پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی معلوم نہو وی جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا وغیرہ اسواسطی کہ پیشانی زمین پر یا جو

یتصل بها ولو سجد علی فاضل ثوبه او بسط خرقة علی الارض وسجد علیها فلا کلام فی الجواز وانما الکلام فی الکراهة
قایم مقام زمین کی ہی نہین ٹہرتی اور اگر لٹکتی کپڑی پر سجدہ کیا یا زمین پر کپڑی بچہا کر اوسپر سجدہ کیا تو اوسکی جواز مین کوئی تکرار نہین ہی اور اگر تکرار ہی تو کراہت مین

والصحیح عدم الکراهة لما روی عن ابی حنیفة انه صلی فی المسجد الحرام وسجد علی خرقة فقال له رجل لا یجوز هذا
اور صحیح یہہ ہی کہ مکروہ نہین ہی اسلئی کہ ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ اونہون نی کعبہ مین نماز پڑہی اور سجدہ خرقہ پر کیا کسی شخص نی کہا یہہ جایز نہین ہی

فقال له الامام من این انت فقال من خوارزم فقال جاء التکبیر من وراء یعنی انکم تتعلمون منا ثم تعلموننا اهل
امام نی پوچہا تو کہان کا رہنی والا ہی اوسنی کہا خوارزم کا پہر امام نی کہا پیچہی تکبیر ہوئی یعنی مقتدی تکبیر کہنی لگی مراد یہہ ہی کہ تم ہم سی سیکہہ کر پہر ہمکو سکہاتی ہو کیونکہ تم

تصلون علی البردی فی دیارکم قال نعم فقال تجوزون الصلوة علی الحشیش ولا تجوزونها علی الخرقة والسادس من
اپنی ملک مین بردی گہاس پر نماز پڑہتی ہو کہا ہان پہر امام نی کہا تم گہاس پر نماز جایز رکہتی ہو اور خرقہ پر جایز نہین رکہتی اور چہٹا فرض

فرائض الصلوة القعدة الاخیرة سواء تقدمها قعدة اخری او لم تتقدم کما فی الثنائیة وقدر الفرض فیها مقدار
نماز کی فرایض مین سی قعدہ اخیرہ ہی برابر ہی کہ اوس سی پہلی ہی قعدہ ہو جیسی رباعی نماز مین یا نہو جیسی ثنائی نماز مین اور اسمین مقدار فرض کی اتنی ہی

ما یتمکن فیه من قراءة التشهد الی قوله عبده ورسوله لقوله علیه الصلوة والسلام لابن مسعود حین علمه
جسمین عبدہ ورسولہ تک تشہد پڑہ لی اسواسطی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی ابن مسعود سی

التشہد اذا قلت ہذا او فعلت ہذا فقد تمت صلوتک فانہ علیہ الصلوۃ والسلام علق التمام بالفعل قرا اولم
تشہد سکہاتی ہوئی یہہ فرمایا جب تو یہہ پڑہ چکا یا یہہ کرچکا تو نماز تیری بیشک پوری ہوگئی کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی تمامی نماز کو فعل پر موقوف رکہا تشہد پڑہی یا نہ
یقرا لان معنی قولہ اذا قلت ہذا ای قرات التشہد وانت قاعد اذ لم یشرع قراءۃ التشہد الا فی القعود ومعنی قولہ
پڑہی اسواسطی کہ معنی اذا قلت ہذا کی یہہ ہین پڑہا تو نی تشہد کو بیٹہہ کر اسلئی کہ تشہد کا پڑہنا بجز قعود کی مشروع نہین ہی اور معنی
او فعلت ہذا ای قعدت ولم تقرا شیئا فصار التخییر فی القول لا الفعل لان الفعل ثابت فی الحالین والمعلق بالشرط
او فعلت ہذا کی یہہ ہین کہ تو بیٹہہ گیا اور پڑہا کچہہ نہین پس اب اختیار قول مین ہی فعل مین نہین ہی اسواسطی کہ فعل دونو حالتون مین ثابت ہی اور جو امر شرط پر موقوف
لا یوجد قبل وجود الشرط ووجہ اٰخر ان الصلوۃ متناہیۃ والتناہی لا یکون الا بالتمام والتمام لا یکون الا بالاتمام
وہ شرط سی پہلی موجود نہین ہوتا اور ایک اور وجہ ہی کہ نماز متناہی ہی اور تناہی بدون تمامی کی نہین ہوتی اور تمامی تمام کئی بدون نہین ہوتی
والاتمام لا یعلم ما لم ینبہ الشارع فقد نبّہ بہ فیکون فرضا فان قیل الفرضیۃ لا تثبت بخبر الواحد فما وجہ ثبوتہا
اور تمام کرنا بدون بتانی شارع کی معلوم نہین ہوتا سو شارع نی قعدہ بتادیا سو فرض ہوگیا اگر کوئی کہی فرضیت خبر واحد سی ثابت نہین ہوتی پہر یہان خبر واحد سی ثبوت
بہ ہٰہنا فالجواب عدم ثبوتہا بہ لیس علی اطلاقہ بل اذا ثبت بہ ابتداء واما اذا لم یثبت بہ ابتداء بل بین بہ المجمل فتثبت
کی کیا وجہ ہی سو جواب یہہ ہی کہ عدم ثبوت فرضیت کا خبر واحد سی یون نہین ہی کہ فرضیت کبہی نہین ثابت ہوتی بلکہ جب خبر واحد سی ابتدا ثابت کرین اور وہ صورت جو ابتدا ثابت
بیانہ ان نفس الصلوۃ ثابتۃ بالکتاب وتمامہا منہا فیلزم کون تمامہا ثابتا بہ ایضا وہذا الخبر بین کیفیتہ
اسکی تفصیل یہہ ہی کہ عین نماز تو قرآن سی ثابت ہی اور تمامی نماز کی اسمین داخل ہی پس اتمام کا بہی ثبوت قرآن سی لازم آیا اور اس خبر نی کیفیت اتمام کی بیان کردی
فیکون فرضا ویظہر ثمرۃ کونہا فرضا فی مسائل الاولی من تلک المسائل ان من صلی الظہر او نحوہا خمسا بان قید
سوئی فرض ہوا اور قعدہ کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل مین ظاہر ہوتا ہی اول اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ جسنی ظہر کی نماز مین پانچ رکعت پڑہین اور پانچوین رکعت کا سجدہ
الخامسۃ بالسجدۃ ولم یقعد علی راس الرابعۃ تبطل فرضیۃ صلوتہ وتتحول نفلا عند ابی حنیفۃ وابی یوسف و
کرلیا اور چوتہی رکعت پر قعدہ نکیا تو اوسکی نماز فرضیت باطل ہوکر امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک نفل ہوجاتی ہی
عند محمد تبطل فرضیتہا وتخرج من کونہا صلوۃ وکذا لو لم یقعد علی ثالثۃ المغرب او ثانیۃ الفجر والثانیۃ من
امام محمد کی نزدیک فرضیت باطل ہوکر نماز ہی نرہی اور ایسی ہی اگر نماز مغرب مین تیسری رکعت پر یا فجر کی دوسری رکعت پر قعدہ نکری اور دوسرا اون مسائل
تلک المسائل ان المسافر اذا اقتدی بمقیم فی فائتۃ غیر ثنائیۃ لا یصح اقتداؤہ لان القعدۃ الاولی فرض فی حق المسافر
مین سی یہہ ہی کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی بنی قضا نماز مین تو اوسکا اقتدا صحیح نہین ہی اسواسطی کہ پہلا قعدہ مسافر کی حق مین تو فرض ہی اور
دون المقیم فیکون اقتداؤہ بہ من قبیل اقتداء المفترض بالمتنفل وہو غیر جائز عندنا وانما یجوز اقتداؤہ بہ فی الوقتیۃ
مقیم کی حق مین فرض نہین اب اوسکا اقتدا ایسا ہوگیا جیسی فرض پڑہنی والا نفل پڑہنی والیکا مقتدی ہوجاوی اور یہہ اقتدا ہماری مذہب مین جایز نہین ہی مسافر کو
لان صلوتہ یصیر اربعا باقتدائہ بہ فی الوقت لا بعدہ والثالثۃ من تلک المسائل ان المصلی بعد القعود قدر التشہد
اسلئی کہ مسافر کی نماز ہی بسبب اقتدا کی وقت مین رباعی ہوجاتی ہی وقت کی بعد نہین ہوتی تیسرا اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ مصلی کو بعد قعدہ بقدر تشہد کی
فی اٰخر الصلوۃ لو تذکر سجدۃ التلاوۃ وسجدہا ترتفع القعدۃ حتی لو لم یقعد قدر التشہد بعد ما سجد سجدۃ التلاوۃ
آخر نماز مین اگر سجدہ تلاوت کا یاد آیا اور اوسنی وہ سجدہ کیا تو وہ قعدہ باطل ہوگیا یہان تک کہ اگر بعد سجدہ تلاوت کی بقدر تشہد قعدہ نکریگا
تفسد صلوتہ لفوات ما ہو فرض منہا وہو القعدۃ الاخیرۃ والرابعۃ من تلک المسائل ان المصلی اذا نام فی القعدۃ
تو اوسکی نماز بسبب فوت ہونی ایک رکن نماز یعنی قعدہ اخیرہ کی فاسد ہوجاویگی اور چوتہا اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ اگر مصلی تمام قعدۂ اخیر مین سوتا رہا
الاخیرۃ کلہا فحین انتباہہ یفرض علیہ ان یقعد قدر التشہد وان لم یقعد تفسد صلوتہ لان ما حصل من
تو جب وہ جاگی اوسپر فرض ہی کہ بقدر تشہد کی قعدہ کری اگر نہین کریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطی کہ جو

ہو تاہی

فرضیت

الافعال فی الصلوۃ حالۃ النوم لا تعتبر لصدورها من غیر اختیار فیکون وجودها کعدمها وھذہ المسئلۃ یکثر
افعال نماز میں سوتی ہوئی ادا ہوئے ہیں ان کا اعتبار نہیں ہی کیونکہ وہ بلا اختیار ہوتی ہیں ان کا ہونا نہونا برابر ہی اور یہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر
وقوعہا لاسیما فی التراویح وخصوصا فی لیالی الصیف لکن الناس عنہا غافلون یسر نا اللہ تعالی عملا موافقا لرضائہ
تراویح میں اور وہ بھی علی الخصوص جو گرمیوں کی شب میں ہوتی ہیں لیکن لوگ اس سی غافل ہیں اللہ ہم پر آسان کرے عمل اپنی رضامندی کی موافق
بلطفہ وکرمہ

المجلس الثالث والخمسون فی بیان فضیلۃ الصلوۃ الخمس وکونہا کفارۃ للذنوب

اپنی لطف اور کرم سی — ترپن مجلس — پنجگانہ نماز کی فضیلت میں اور نماز کا
کفارہ ہونا واسطے گناہوں کی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایتم لو ان نہرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بتاؤ تو اگر تم میں سی کسی کی دروازہ آگی نہر بہتی ہو وہ ہر روز اوس میں
خمسا ھل یبقی من درنہ شیٔ قالوا لا قال فذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بہذہ الخطایا ھذا الحدیث من
پانچ دفعہ نہایا کری کیا اوس پر کچھ میل باقی رہی گا عرض کیا نہیں آپ نی فرمایا پس یہ مثل پنجگانہ نمازوں کی ہی اللہ تعالی ان نمازوں سی خطایا کو مٹا دیتا ہی یہ حدیث
صحاح المصابیح رواہ ابو ہریرۃ وقد بیّن فیہ ان من صلی الصلوات الخمس یغفر اللہ تعالی ذنوبہ ببرکات تلک الصلوات
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمیں یہ بیان ہی جسنی پنجگانہ نمازیں پڑھی ہیں تو اللہ تعالی اوس کی تمام گناہ ان نمازوں کی برکت سی بخش دیتا ہی
فلا بد للمؤمن ان یداوم علیہا فی اوقاتہا باتمام رکوعہا وسجودہا وسائر ما یفعل فیہا فانہ تعالی وان امر
سو مؤمن کو لازم ہی کہ نمازوں کو وقتوں پر رکوع اور سجود کو اور تمام ارکان کو جو نماز کی اندر ہیں پورا پورا کر کر مداومت رکھی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی کتاب میں اگرچہ نماز کا
بہا فی مواضع من کتابہ لکن ذکر ارکانہا فیہا متفرقۃ حیث بیّن فرضیۃ تکبیرۃ الافتتاح بقولہ تعالی فی سورۃ المدثر
کئی جگہ امر فرمایا پر اوس کی ارکان کو متفرق ذکر کیا ہی چنانچہ تکبیر تحریمہ کی فرضیت سورہ مدثر کی اس آیت میں
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وفرضیۃ القیام بقولہ تعالی فی سورۃ البقرۃ وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ وفرضیۃ القراءۃ بقولہ تعالی فی
اور اپنی رب کی بڑائی بول اور قیام کی فرضیت سورۂ بقرہ کی اس آیت میں اور کھڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی اور قرارت کی فرضیت سورۂ
سورۃ المزمل فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وفرضیۃ الرکوع والسجود بقولہ تعالی فی سورۃ الحج يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
مزمل کی اس آیت میں پس پڑھو جتنا آسان ہو قرآن سی اور رکوع اور سجود کی فرضیت سورۂ حج کی اس آیت میں ہی اے ایمان والو
ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وانما عرف الترتیب بتعلیم النبی علیہ السلام تارۃ بفعلہ وتارۃ بقولہ علی ما بینہ العلماء
رکوع کرو اور سجدہ کرو اور ترتیب صرف نبی علیہ السلام کی تعلیم سے معلوم ہوئی ہی کبھی تو آپ کی کرنی سی اور کبھی آپ کی بتانی سی چنانچہ علمائی
فی کتبہم وقالوا من یرید الدخول فی الصلوۃ یکبر ویقول اللہ اکبر من غیر ادخال المد فی ھمزۃ اللہ وھمزۃ اکبر
اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہی اور علماء کہتی ہیں جو شخص نماز شروع کیا چاہی تکبیر اس طور کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ اور بار پر مد نہ کھینچی
وبائہ اذ لو حصل المد فی احدی الھمزتین لا یصیر شارعا فی الصلوۃ بل لو وقع فی اثنائہا تفسد صلوتہ ولو تعمدہ
اسواسطی کہ اگر دونو ہمزوں میں سی کسی پر مد پیدا ہوگا تو نماز شروع نہو گی بلکہ اگر مد نماز کی بیچ کسی تکبیر پر آ جاویگا تو نماز فاسد ہو جاوی گی اور اگر جان
یکفر لانہ یصیر استفہاما ومقتضاہ الشک فی کبریاء اللہ تعالی وقیل ان کان لا یمیز بین المد وغیرہ یکون شارعا
تو کافر ہو جاویگا اسواسطی کہ کلام استفہامی ہو جاوی گی اور اسکا مضمون اللہ تعالی کی بڑائی میں شک پیدا کریگا اور کوئی کہتا ہی اگر وہ سکو مد اور بی مد میں تمیز نہیں ہی تو نماز شروع ہو جاوی
فی الصلوۃ ولا تفسد ولو وقع فی اثنائہا والاستفہام یحتمل ان یکون للتقریر لکن الاول اصح لان مثل ھذا الجہل لا یصح
اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ بیچ میں آ جاوی اور استفہام میں احتمال ہی کہ تقریر کی واسطی ہو لیکن روایت اول اصح ہی اسواسطی کہ ایسی جہالت کا عذر ہونا صحیح نہیں
ان یکون عذرا والتقریر المستفاد من الاستفہام معناہ حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرفہ والانسان لا یصلح ان یحمل
ہی اور تقریر جو استفہام سی حاصل ہوتی ہی اوس سی یہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلوم کی اقرار پر برانگیختہ کری اور انسان میں یہ صلاحیت نہیں کہ

نفسه علی الاقرار بان الله تعالی اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبار بزیادة الالف الممال بین الباء والراء
اپنی ذات کو اس اقرار پر برانگیختہ کرے کہ اللہ بڑا ہی اور اگر مد اکبر کی با پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبار کہدے الف کو امالہ کرکر درمیان با اور را کی بڑہا کر
لا یصیر شارعا فی الصلوٰة ایضا ولو وقع فی اثنائها تفسد اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطان وقیل انه جمع کبر
تو بہی نماز شروع نہوگی اور اگر بیچمین آجاویگا تو نماز فاسد ہو جاویگی اسلئے کہ بعضی کہتی ہیں کہ یہہ نام شیطان کی ناموں میں سی ہی اور کوئی کہتا ہی کہ یہہ جمع کبر کی ہی
بفتحتین وهو الطبل وقیل یصیر شارعا فی الصلوٰة ولا تفسد لو وقع فی اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان
دو زبر سی نقارہ کو کہتی ہیں اور بعضی کہتی ہیں نماز شروع ہو جاتی ہی اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ مد بیچ میں آجاوی اسواسطی کہ یہہ اشباع ہی اور روایت اول اصح ہی
الاشباع انما یکون فی الاخر لا فی الوسط ومحل التکبیر القیام المحض حتی لو ادرک الامام فی الرکوع وکبر حال الانحط
اسواسطی کہ اشباع آخر کلمہ میں ہوتا ہی بیچمین نہیں ہوتا اور تکبیر کہنی کا محل خالص قیام ہی یہان تک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور جہکتی ہوئی اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا گیا
لا یصیر شارعا فی الصلوٰة لان شرط الشروع فیها وقوع التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفی الرکوع
تو نماز شروع نہوگی اسواسطی کہ شرط نماز شروع ہونی کی یہہ ہی کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کہڑی ہوئی تو اللہ کہا اور رکوع میں اکبر کہا
اکبر لا یصیر شارعا ایضا ورفع الیدین عند التکبیر سنة حتی لو ترک رفعهما دائما من غیر عذر یأثم ولا یأثم
تو بہی نماز شروع نہوگی اور تکبیر کی وقت دونوں ہاتہہ اوٹہانی سنت ہیں یہان تک کہ اگر ہاتہہ اوٹہانی بلا عذر ہمیشہ کو چہوڑدی تو گنہگار ہوگا اور گاہی گاہی
ان ترکه احیانا فعلی هذا ینبغی لمن یرید الشروع فی الصلوٰة ان یرفع یدیه حتی یحاذی بابهامیه شحمتی
ترک کری تو گنہگار نہیں ہوتا اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو نماز شروع کری اپنی دونوں ہاتہہ اتنی اوٹہاوی کہ دونوں انگوٹہی کانوں کی لو کی برابر ہوجاویں
اذنیه بلا ضم اصابعه ولا تفریجها بل ترکها علی حالها قال قاضیخان ویمس بطرفی ابهامیه شحمتی اذنیه
اور انگلیان کو آپسمین نہ ملاوی اور نہ کشادہ کری بلکہ اپنی حال پر چہوڑدی قاضیخان کہتا ہی کہ سری انگوٹہون کی کانون کی لو سی لگادی
ویجعل بطن کفیه نحو القبلة اکمالا للاقبال علیها وقال بعضهم یجعل بطن کل کف الی الکف الاخری ثم یکبر وهو
اور ہتہیلیان دونوں ہاتہہ کی قبلہ کی طرف رکہی تا مواجہہ قبلہ کا خوب پورا ہو اور بعضی کہتی ہیں کہ ہتیلی ہر ایک ہاتہہ کی دوسری ہتیلی کی طرف رکہی پہر اللہ اکبر کہی اور یہہ
الاصح لان فی فعله معنی النفی وفی قوله الله اکبر معنی الاثبات وهو بفعله الذی هو رفع الیدین ینفی الکبریاء
اصح ہی اسواسطی کہ اسکی عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں سو مصلی اپنی عمل سی یعنی ہاتہہ اوٹہانی سی غیر اللہ سی بڑائی کی نفی کرتا ہی
عن غیره تعالی وبقوله اکبر یثبتها له تعالی والنفی مقدم علی الاثبات کما فی کلمة التوحید ولو کبر ولم یرفع یدیه
اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطی بڑائی ثابت کرتا ہی اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہی چنانچہ کلمۂ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہا اور ہاتہہ نہ اوٹہائی
حتی فرغ من التکبیر لا یرفعهما لفوات محله وان ذکره فی اثناء التکبیر یرفعهما لعدم فوات محله وان لم یمکنه رفعهما
اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پہر نہ اوٹہاوی اسواسطی کہ اوسکا محل ہوچکا اور اگر اثناء میں تکبیر کہتی ہوئی یاد آگیا تو اوٹہاوی اسواسطی کہ محل باقی ہی اور اگر موضع مسنون تک نہ اوٹہا سکی
الی الموضع المسنون یرفعهما قدر ما یمکنه وان امکنه رفع احدهما دون الاخری یرفعها وحدها لما روی انه علیه السلام
تو جہان تک ہوسکی اوٹہاوی اور اگر ایک ہاتہہ اوٹہا سکتا ہی دوسرا نہیں اوٹہا سکتا تو ایک ہی کو اوٹہاوی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال اذا امرتکم بامر فأتوا منه ما استطعتم وان لم یمکنه رفعهما الا بالزیادة علی المسنون یرفعهما لانه یأتی بالمسنون
جب میں تمکو کوئی کار کہوں تو اوسکو اپنی مقدور بہر بجالاؤ اور اگر اوس سی دونوں ہاتہہ نہیں اوٹہہ سکتی بدون زیادت کی مقدار مسنون پر تو بہی اوٹہاوی اسواسطی کہ سنت پر عمل
ولا یستطیع ان یمتنع عن الزیادة والمرأة ترفعهما الی منکبیها هو الصحیح لکونه استر لها واذا فرغ من التکبیر یضع
کرتا ہی اور یہہ طاقت نہیں کہ زیادت سی رک رہی اور عورت اپنی دونوں ہاتہہ مونڈہوں تک اوٹہاوی یہہ ہی صحیح ہی اسواسطی کہ عورت کی واسطی یہہ ہی حال زیادہ پردہ پوش ہی
بطن کفه الیمنی علی ظاهر کفه الیسری ویحلق بالخنصر والابهام علی الرسغ تحت سرته وهذا الوضع سنة فی کل
تو پہر دہنی ہتیلی بائیں ہاتہہ کی پشت پر رکہہ کر چہنگلی اور انگوٹہی سی پہنچی پر ناف سی نیچی حلقہ باندہ لی اور یہہ ہی وضع مسنون ہی جس جس

قیام

قیام فیه ذکر مسنون واما الذی لیس کذلك فالسنة فیه الارسال کما فی قومة الرکوع وتکبیرات العیدین و
قیام میں کہ ذکر مسنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہیں ہی سو اوسمیں ہاتھ چھوڑ دینا مسنون ہی جیسی کہ رکوع کی بعد قومہ میں اور عیدین کی تکبیرات میں اور
المرأة تضعهما علی صدرها لانه استر لها ثم یقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالی جدك ولا اله
عورت دونو ہاتھ اپنی سینہ پر رکھی کیونکہ یہہ ہی پردہ پوش ہی پھر یہہ پڑھی پاکی یاد کرتا ہوں تیری یا الٰہی اور تیری حمد کرتا ہوں بابرکت ہی تیرا نام اور برتر ہی تیری بڑائی اور نہیں کوئی معبود
غیرك ولا یقول وجل ثناؤك لانه لم یذکر فی الاحادیث المشهورة وذکر فی الکافی انه لو سکت عنه لا یؤمر به
سوا تیری اور نہ کہی جل ثناءک اسواسطی کہ احادیث مشہورہ میں وارد نہیں ہوا اور کافی میں یہہ مذکور ہی کہ اس کو اگر کوئی نہ کہی تو امر نہ کریں
ولو اتی به لا یمنع عنه ثم یقول اعوذ بالله من الشیطن الرجیم وهو تبع للقراءة دون الثناء عند ابی حنیفة ومحمد
اور اگر کہی تو منع بھی نہ کریں پھر یہہ پڑھی پناہ مانگتا ہوں الله کی شیطان راندہ سی اور یہہ عبارت ہمراہ قرارت کی ہی ثنا کی ساتھہ نہیں ہی نزدیک ابوحنیفہ اور محمد کی
حتی یاتی به المسبوق دون المؤتم ثم یقول بسم الله الرحمن الرحیم وهو سنة فی اول کل رکعة فی روایة ابی یوسف عن ابی حنیفة
یہاں تک کہ مسبوق تو پڑھی مؤتم نہ پڑھی پھر بسم الله الرحمن الرحیم پڑھی اور بسم الله ہر ایک رکعت کی اول میں مسنون ہی ابویوسف کی روایت میں
ثم یقرء الفاتحة ویقول فی اخرها امین ثم یضم الیها سورة او ثلث ایات من ای سورة شاء فان قرأ معها اية قصیرة
ابوحنیفہ سی اور اوسکو مقتدی نہ پڑھی پھر سورۂ فاتحہ پڑھی اور اوسکی آخر میں آمین کہی پھر اوسکی ساتھہ کوئی سورہ ضم کری یا تین آیتین جس سورت میں سی چاہی پس اگر سورۂ فاتحہ کی ساتھہ
او ایتین قصیرتین لا یخرج عن الکراهة التحریمیة لترکه الواجب لان الواجب فی الرکعتین الاولیین بعد قراءة
ایک آیت چھوٹی یا دو آیتین چھوٹی پڑھی تو کراہت تحریمی سی خالی نہین ہی اسلئی کہ واجب ترک کیا اسلئی کہ واجب دونو پہلی رکعت میں بعد پڑھنی
الفاتحة ان یضم الیها سورة او ثلث ایات قصار او اية طویلة تعدل ثلث ایات قصار فهل یخرج عن الکراهة
سورۂ فاتحہ کی یہہ ہی کہ اوسکی ساتھہ کوئی سورۃ یا تین آیتین چھوٹی یا ایک آیت اتنی بڑی جو چھوٹی تین آیت کی برابر ہو ملا دی سو تنی مقدار سی کراہت تحریمی سی تو
التحریمیة لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهة التنزیهیة لانه لا یخلو اما ان یکون فی السفر او الحضر
بچ جاتا ہی پر حد مسنون پر نہین پہنچتا بلکہ کراہت تنزیہی میں آجاتا ہی اسلئی کہ اس حال سی باہر نہیں کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم
فان کان فی السفر ففی حال الضرورة من خوف او عجلة یقرء بفاتحة الکتاب وای سورة شاء او مقدار سورة
اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتابی سی سورۂ فاتحہ پڑھی اور ایک اور سورۃ جونسی چاہی یا برابر کسی سورۃ کی
من ای محل تیسر وفی حال الاختیار وعدم الضرورة یقرأ فی صلوة الفجر مع الفاتحة سورة البروج ونحوها وفی الظهر
جس جگہہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہو تو فجر کی نماز میں بعد سورۂ فاتحہ کی سورۂ بروج اور اسکی مانند اور ظہر میں بھی
کذلك وفی العصر والعشاء دون ذلك وفی المغرب یقرأ بالقصار جدا کالعصر والکوثر وان کان فی الحضر وخاف
ایسی ہی اور عصر اور عشاء میں اس سی کچھہ کم اور مغرب میں بہت چھوٹی سورتین جیسی سورۂ عصر اور کوثر پڑھی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی
فوت الوقت یقرأ قدر ما لا یفوته الصلوة وان لم یخف فوت الوقت یقرأ فی صلوة الفجر فی الرکعتین اربعین اية
گذر جانی کا خوف ہو تو اتنا پڑھی کہ اوسکی نماز فوت نہو جاوی اور اگر وقت کی جانی کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کی دونو رکعت میں چالیس آیتین پڑھی
وهو ادنی السنة او ستین اية وهو اوسطها او مائة وهو اعلاها لما روی انه علیه الصلوة والسلام کان یقرأ
اور یہہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹھہ آیتین اور یہہ بیچکا درجہ سنت کا ہی یا سو آیتین اور یہہ اعلی درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام
فی صلوة الفجر اربعین اية او ستین اية او مائة اية واحیانا کان یقرأ والصّٰفّٰت واحیانا کان یقرء سورة
فجر کی نماز میں چالیس آیتین یا ساٹھہ آیتین یا سو آیتین پڑھا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورۂ والصافات اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑھتی
قٓ وقد کان ابن عمر قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یامرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات فعلم من هذا ان
اور ثابت ہو چکا ہی کہ ابن عمر کہتی تہی کہ نبی صلی الله علیه وسلم ہمکو قرارت میں تخفیف کی لئی فرماتی اور امامت کی وقت والصافات پڑھتی تو اس سی معلوم ہوا

قراءۃ الصافات من باب التخفیف فاذا فرغ من القراءۃ یکبر للرکوع مع الانحطاط فلو لم یکبر حال الانحطاط
کہ والصافات کا پڑہنا تخفیف مین داخل ہی پہر جب مصلی قرارت سی فارغ ہوچکا تو رکوع کی لئی جہکتی ہوئی تکبیر کہی اور اگر جہکتی ہوئی تکبیر رہ گئی

لا یکبر فی الرکوع لفوات محلہ وقد ذکر فی المنیۃ ان فی اتیان اذکار المشروعۃ فی الانتقالات بعد تمام الانتقال
تو رکوع مین جاکر تکبیر نہ کہی اسواسطی کہ اوسکا محل فوت ہوگیا اور منیہ مین مذکور ہی کہ جو اذکار انتقالات کی اندر مشروع ہین اونکو بعد انتقالات کی ادا کرنی مین

کراہتین ترکہا عن موضعہا وتحصیلہا فی غیر موضعہا وبعد التکبیر یضع یدیہ علی رکبتیہ مع تفریج اصابعہ
دو کراہت ہین ایک تو اونکو اپنی جگہہ سی ٹلا دینا اور دوسری بی جگہہ ادا کرنا اور تکبیر کی بعد دونو ہاتہہ دونو کہٹنون پر اونگلیان کشادہ کر کی رکہی

ولا یندب تفریج الاصابع الا فی ہذہ الحالۃ ویبسط ظہرہ بحیث لو وضع علی ظہرہ قدح مملو بالماء لاستقر
اور اونگلیون کا کشادہ کرنا سوا اس جگہہ کی کہین مستحب نہین ہی اور کمر کو ایسی ہموار کردی کہ اگر اوسکی پیٹہہ پر پیالہ پانی کا بہرا ہوا رکہدین تو ٹہہرا رکہا رہی

ویستوی راسہ بظہرہ ولا یرفعہ کالحیۃ ولا ینکسہ کالخنزیر ویقول فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلث
اور سر کو کمر کی برابر کردی نہ اونچا کری سانپ کی مانند اور نہ تلی جہکا دی سور کی مثال اور رکوع کی اندر سبحان ربی العظیم تین بار کہی

مرات وذلک ادنی کمال السنۃ ویکرہ ان ینقص منہا وان زاد علیہا فہو افضل ان کان منفردا وکان
اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی اس سی کم کرنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر منفرد یعنی تنہا پڑہتا ہو اور

اتمامہ علی وتر ثم یرفع راسہ قائلا سمع اللہ لمن حمدہ واذا استوی قائما یقول فی القیام ربنا لک الحمد
عدد طاق پہ پورا کری پہر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا سر اوٹہادی اور جب سیدہا کہڑا ہوجاوی تو قیام مین ربنا لک الحمد کہی

ان کان منفردا ثم یکبر للسجود مع الانحطاط وان لم یکبر حال الانحطاط لا یکبر فی السجدۃ لفوات محلہ ثم
اگر مصلی منفرد ہو پہر سجدہ کی لئی جہکتا ہوا تکبیر کہی اور اگر اتفاقا جہکتی وقت تکبیر رہ گئی تو سجدہ مین جاکر نہ کہی اسواسطی کہ اوسکا محل ہولیا پہر

یضع یدیہ علی الارض مع ضم اصابعہ ولا یندب ضم الاصابع الا فی ہذہ الحالۃ ثم یضع وجہہ بین کفیہ
اپنی دونو ہاتہہ اونگلیان ملا کر زمین پر رکہی اور اونگلیون کا ملانا سوا اس محل کی کہین مستحب نہین ہی پہر اپنی پیشانی دو ہاتہون کی بیچ مین

بحیث یکون ابہاماہ حذاء اذنیہ ویبدی ضبعیہ الا فی الازدحام ویجافی بطنہ عن فخذیہ ویوجہ اصابع
اسطور پر رکہی کہ اوسکی دونو انگوٹہی کانون کی برابر رہین اور دونو بہلو کو ظاہر کردی اگر انبوہ نہو اور اپنی پیٹ کو دونو ران سی الگ رکہی اور پانو کی اونگلیان

رجلیہ نحو القبلۃ ویقول فی سجودہ سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلک ادنی کمال السنۃ حتی یکرہ
قبلہ کی طرف رکہی اور سجدہ کی اندر سبحان ربی الاعلی تین مرتبہ کہی اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی یہان تک کہ اس سی کم کرنا مکروہ ہی

ان ینقص منہا وان زاد علیہا فہو افضل ان کان منفردا وکان اتمامہ علی وتر والمرأۃ فی السجود کالرجل الا انہا
اور اگر اس سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر مصلی منفرد ہو اور اتمام اسکا عدد طاق پر ہو اور عورت سجدہ کرنی مین مثل مرد کی ہی پر اتنا فرق ہی

لا تبدی ضبعیہا ولا تجافی بطنہا عن فخذیہا بل تلزق بطنہا بفخذیہا لکونہ استر لہا وتمام السجدۃ یکون
کہ عورت اپنی بہلو کو ظاہر نکری اور نہ پیٹ کو ران سی جدا رکہی بلکہ اپنی پیٹ کو ران سی ملا رکہی کیونکہ یہہ زیادہ پردہ پوش ہی اور پورا ہونا سجدہ کا

بوضع الجبہۃ والانف ویکرہ باحدہما وکذا یکرہ السجود علی کور عمامتہ ان کان کورہا متصلا بالجبہۃ
پیشانی اور ناک دونو کی ٹکانی پر ہی ایک پر مکروہ ہی اور ایسا ہی سجدہ پگڑی کی پیچ پر مکروہ ہی اگر پیچ پگڑی کا پیشانی پر آیا ہوا ہو

ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض ولو لم یکن متصلا بجبہتہ بل کان فوق الجبہۃ او کان غلیظا لا یوجد
اور موٹا نہو ایسا کہ زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر وہ پیچ پیشانی پر نہو بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا اتنا موٹا ہو کہ زمین کی

فیہ حجم الارض لا یجوز وکذا لا یجوز السجود علی کل شئ لا یوجد فیہ حجم الارض کالقطن المحلوج والثلج والدخن
سختی اسمین معلوم نہوتی ہو تو سجدہ جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ ایسی ہر شئ پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی محسوس نہو جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا

ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض او ما يتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض فی السجدة ليس

اور مانند اسکی کیونکہ پیشانی زمین پر　یا جو زمین کی مثل ہی نہیں ٹہیرتی　اور دونو ہاتہہ اور دونو گہٹنون کا زمین پہ رکہنا سجدہ مین فرض نہین

بفرض بل هو سنة واما وضع القدمين فقد ذكر القدوری والكرخی والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه

ہی بلکہ سنت ہی　اور رہا دونو پانو کا رکہنا　سو قدوری　اور کرخی　اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ تو کیا اور دونو پانو

او احدهما على الارض بل رفعهما عن الارض لا يجوز ولو وضع احدهما يجوز لكن يكره وذكر التمرتاشی ان وضع اليدين

یا ایک پانو زمین پر نہ لگایا بلکہ دونو کو زمین سی اوٹہائی رہا تو جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو بہی لگا ہی رکہا تو جایز ہی پر مکروہ　اور تمرتاشی کہتا ہی رکہنا دونو ہاتہہ کا

والقدمين سواء فی عدم الفرضية وقال اكمل الدين فی شرح الهداية هو الحق وذكر فی شرح المنية انه بعيد عن الحق

اور دونو پانو کا فرض نہونی مین برابر ہین　اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی　یہہ ہی حق ہی　اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی

والمراد بوضع القدمين على ما ذكر فی الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيهها نحو القبلة ليكون الاعتماد

اور دونو پانو رکہنی سی　موافق بیان خلاصہ کی پانو کی اونگلیون کا لگانا مراد ہی　اور مراد اونگلیون کی رکہنی سی اونگلیون کا متوجہ رکہنا قبلہ کی طرف ہی تاکہ اونپر زور رہی

عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما او احدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه

یہان تک کہ اگر پشت دونو پانو کی زمین پر رکہی اور اونگلیان دونو پانو کی　یا ایک پانو کی قبلہ کی طرف نہ رکہی تو اوسکا سجدہ صحیح نہین ہی　اسکا لحاظ واجب ہی

واكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع راسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذيه فاذا اطمأن جالسا وسكن

اور اکثر لوگ اس امر سی غفلت کرتی ہین پہر تکبیر کہتی ہوئی سر اوٹہا کر بیٹہہ جاوی اور دونو ہاتہہ رانون پر رکہی جب بیٹہی ہوئی اطمینان ہوجاوی اور حرکت اعضا کی

اضطراب اعضاءه بان يمكث مقدار تسبيحة يكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا فی مقدار

باقی نرہی　اسطور کہ باندازہ ایک تسبیح کی زمانہ گذرجاویگا تو تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ پہلی سجدہ کی طرح پر کری　اور اسمین اختلاف ہی

الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكر فی الهداية ان كان الى السجدة اقرب لا يجوز لانه لا يعد

کہ پہلی سجدہ سی دوسری سجدہ کی واسطی کتنا اوٹہی اور اصح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی کہ اگر سجدہ سی قریب ہی تو سجدہ ثانی جایز نہین ہی اسلئی کہ جالس

جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كانه سجد سجدة واحدة وان كان الى الجلوس اقرب يجوز لانه يعد

نہین شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہین ہوتا بلکہ ایسا　ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی　اور اگر جلوس سی قریب ہی تو جایز ہی　اسلئی کہ اب بیٹہا ہوا

جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع راسه مقدار ما يمر الريح بين جبهته والارض يجوز لكن الاقتصار عليه

شمار کیا جاتا ہی سو دوسرا سجدہ ثابت ہوجاتا ہی اور کوئی کہتا ہی اگر مصلی نی اتنا سر اوبہارا کہ ہوا اوسکی پیشانی اور زمین کی بیچمین کو گذرجاوی تو جایز ہی پر اسی پر کفایت کرلینا

يكره اشد الكراهة لمخالفته ما واظب النبی عليه الصلوة والسلام مدة حيوته واذا فرغ من السجدة الثانية يكبر

سخت مکروہ ہی اسواسطی کہ ایسی امر کی مخالفت ہی جسکو نبی علیہ الصلوة والسلام زندگی بہر کرتی رہی　اور جب دوسری سجدہ سی فارغ ہوچکی تو تکبیر کہی

ويقوم مستويا ولا يعتمد بيديه على الارض من غير عذر بل يعتمد على ركبتيه ويفعل فی الركعة الثانية كما فعل فی

اور سیدہا کہڑا ہوجاوی　اور بدون عذر کی اپنی ہاتہون کا زمین پر سہارا ندی　بلکہ اپنی گہٹنون پر سہارا کرکر کہڑا ہوجاوی اور دوسری رکعت مین وہ ہی عمل کری جو اول

الركعة الاولى الا انه لا يفتتح ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفع راسه من سجدتها الثانية يفترش رجله اليسرى

رکعت مین کرچکا ہی اتنا فرق ہی کہ تکبیر تحریمہ نکہی اور اعوذ باللہ نہ پڑہی اور نہ ہاتہہ اوٹہاوی جب دوسری رکعت پوری کرچکی اور اوسکی دوسری سجدہ سی اوٹہی تو بایان پانو بچہا کر

ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذيه ويبسط اصابعه ويوجهها

اوسپر بیٹہہ جاوی　اور داہنا پانو کہڑا رکہی　اور اسکی اونگلیان قبلہ کی طرف رکہی　اور دونو ہاتہہ رانون پر رکہدی　اور ہاتہون کی اونگلیون کو پہیلا کر قبلہ کی طرف کردی

نحو القبلة لان السنة توجيه الاعضاء الى القبلة ما استطاع والمراة تتورك بان تخرج رجليها من جانب الايمن

اسلئی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہان تک ہوسکی متوجہ کرنا طریق مسنون ہی　اور عورت سرین پر اسطور بیٹہی کہ دونو پانو داہنی طرف کو نکال کر

وتجلس علی الیتها الیسری لانه استرلها ثم یتشهد ویقول التحیات لله والصلوات والطیبت السلام علیک ایها
بائین سرین پر بیٹھ جاوی کیونکہ اوسکی لئی اسمین خوب پردہ ہی پہر تشہد پڑہی یہہ کہی سلام ہی واسطی اللہ کی اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام تمپر ای
النبی ورحمة الله وبرکته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان
نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی اور سلام ہمپر اور صلحاء بندگان الہی پر مین گواہی دیتا ہون کہ نہین کوئی معبود سواء اللہ کی اور گواہی دیتا ہون
محمدا عبده ورسوله ثم ان کان ما یصلی فرضا زائدا علی الرکعتین لا یزید علی هذا القدر من التشهد
کہ محمد بندہ اوسکا ہی اور رسول اوسکا پہر اگر وہ نماز فرض دو رکعت سی بڑہتی ہی تو اتنی تشہد سی زیادہ قعدۂ اولی مین کچہہ نہ پڑہی
فی القعدة الاولی بل یکبر ویقوم الی الرکعة الثالثة بلا اعتماد بیدیه علی الارض ان لم یکن له عذر ثم
بلکہ تکبیر کہہ کر تیسری رکعة کی لئی کہڑا ہو جاوی بی عذر ہاتہہ کا سہارا زمین پہ نہ کری پہر
انه فی ما بعد الاولیین متخیر ان شاء قرء الفاتحة فقط وهو افضل لکون قراءتها فیما بعد الاولیین
اسکو پچہلی رکعتون مین احتیار ہی اگر چاہی فقط سورۂ فاتحہ پڑہی یہہ تو افضل ہی اسواسطی کہ سورۂ فاتحہ کا پڑہنا پچہلی رکعتون مین
سنة فی ظاهر الروایة حتی لو ترکها او ضم الیها سورة سهوا لا یلزمه سجود السهو وان شاء سبح ثلث
سنت ہی ظاہر الروایت مین یہان تک اگر سورۂ فاتحہ کو ترک کری یا اوسکی ساتہہ سہو سی کوئی سورت ملا دی تو سجدہ سہو کا نہین آتا اور اگر چاہی تین بار تسبیح کہی
مرات وان شاء سکت مقدارها الا انه ان سکت عمدا یکون مسیئا لترک السنة وان لم یکن ما یصلی
اور اگر چاہی اتنی دیر چپکا کہڑا رہی پر اتنا ہی کہ اگر عمداً چپکا کہڑا رہی گا تو اچہا نہین اسلئی کہ ترک سنت ہوتا ہی اور اگر وہ نماز فرض نہین ہی
فرضا بل کان نفلا او سنة مؤکدة مثل سنة الظهر والجمعة لا یکون مخیرا بین هذه الثلثة بل یتعین علیه
بلکہ نفل ہو یا سنت مؤکدہ ہو جیسی ظہر کی اور جمعہ کی سنتین تو اب ان تینون امر مین اختیار نہین ہی بلکہ اوسپر پڑہنا
قراءة الفاتحة مع ضم سورة الیها لکون القراءة فرضا فی جمیع رکعات النفل والسنة ثم انه فی النفل یزید علی
سورۂ فاتحہ کا معہ ملانی کسی سورت کی مقرر ہی اسلئی کہ نفل اور سنتون کی تمام رکعتون مین قرارت فرض ہی پہر مصلی نفلون کی قعدۂ اولی مین تشہد پر
التشهد ان یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم فی القعدة الاولی ویاتی بالثناء والتعوذ اذا قام الی الثالثة لکون
درود زیادہ کردی اور سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ بہی پڑہی جب تیسری رکعت پر کہڑا ہو اسواسطی
کل شفع صلوة علیحدة واما سنة الظهر والجمعة فلکون کل منهما صلوة علیحدة لا یاتی فیها بالثناء والتعوذ
کہ ہر دو دو رکعت الگ الگ نماز ہی اور ظہر اور جمعہ کی سنتین اسلئی کہ دونو نماز علیحدہ مستقل ہین تو سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ
اذا قام الی الثالثة ولا یزید علی التشهد فی القعدة الاولی حتی ذکر فی القنیة انه لو صلی علی النبی صلی الله علیه وسلم
جب تیسری رکعت پر کہڑا ہو تو نہ پڑہی اور پہلی قعدہ مین تشہد پر کچہہ زیادہ نہ کری یہان تک کہ قنیہ مین مذکور ہی کہ مصلی ظہر کی سنتون کی پہلی
فی القعدة الاولی من سنة الظهر ففی وجوب سجود السهو قولان ثم انه یقعد فی القعدة الاخیرة کما یقعد فی القعدة
قعدہ مین اگر درود پڑہ دی تو سجدہ سہو کی واجب ہونی مین دو قول ہین پہر مصلی قعدۂ اخیرہ مین اسطرح بیٹہہ جاوی جیسی پہلی قعدہ مین
الاولی ویتشهد وبعد التشهد یصلی علی النبی علیه الصلوة والسلام یقول اللهم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت
بیٹہا تہا اور تشہد پڑہی اور بعد تشہد کی درود پڑہی اسطور اللہم صل آخر تک الہی رحمت نازل کر اوپر محمد اور آل محمد کی جیسی رحمت نازل کی
علی ابرهیم وعلی ال ابرهیم انک حمید مجید ثم یستغفر لنفسه ولوالدیه ان کانا مؤمنین ولجمیع المؤمنین والمؤمنت
اوپر ابراہیم اور آل ابراہیم کی بیشک تو صاحب حمد اور بزرگی ہی پہر استغفار کری اپنی اور اپنی ماں باپ کی واسطی اگر وہ دونو مؤمن ہون اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتون کی
ویقول اللهم اغفرلی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنت یوم یقوم الحساب ویدعو بالدعوات الماثورة عن
واسطی اور یون کہی الہی بخشدی مجکو اور میری ماں باپ کو اور تمام مؤمن مردون اور مؤمن عورتون کو جس روز حساب قایم ہو اور وہ دعائین پڑہی جو نبی علیہ السلام سی

النبی

النبي عليه الصلوة والسلام ومايشبه الفاظ القران مثل ان يقول ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الاخرة

مروی ہیں اورجوکہ قرآن کی الفاظ سی ملتی ہوں جیسی یہہ دعا ای رب ہماری دی ہمکو دنیا مین خوبی اورآخرت مین

حسنة وقنا عذاب النار ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت

خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی ای رب ہماری دل نہ پہیر جب ہمکو ہدایت دی چکا اور دی ہمکو اپنی پاس سی مہربانی توہی سب دینی والا

الوهاب ونحو ذلك فانه اذا قصد بها الدعاء لا القراءة تكون الفاظا مشبهة بالفاظ القران ولا يكون

اور مانند اسکی کیونکہ مصلی اگر ان آیات کو دعا کی نیت سی پڑہیگا اور قرأت کا ارادہ نہو تو یہہ الفاظ مشابہ قرآن کی ہونگی قرآن نہونگی

قرانا حتى يجوز الدعاء بها مع الجنابة والحيض ولا يدعو بما يشبه كلام الناس وهو ما لا يستحيل طلبه منهم

یہانتک کہ ان الفاظ سی جنابت اور حیض مین دعا مانگنی درست ہی اور ایسی دعا نہ مانگی جو آدمیوں کی گفتگو سی ملتی ہو یعنی جسکا طلب کرنا آدمیوں سی محال نہو

مثل ان يقول اللهم اعطني مالا اللهم ارزقني جارية اللهم زوجني امرأة فانه اذا دعى بها تكون صلوته ناقصة

جیسی یہہ کہنی لگی الہی مجکو مال دی الہی مجکو لونڈی دی الہی عورت سی میرا بیاہ کردی پس مصلی اگر ایسی دعا مانگیگا تو اوسکی نماز ناقص ہوگی

لخروجه منها بدون السلام الذي هو واجب فاذا فرغ من الادعية التي بعد التشهد يسلم اولا عن يمينه وثانيا عن

اسلئی کہ نماز سی بدون سلام کی جوکہ واجب تہا باہر آیا پہر جب اون دعاؤں سی جو تشہد کی بعد ہین فارغ ہوا توسلام پہیری پہلی داہنی طرف اور دوسری بار

يساره ويقول في كل واحد منهما السلام عليكم ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركاته فانه من عادة الجهال

بائیں طرف اور ہر ایک مین یہہ کہی السلام علیکم ورحمة الله اور برکاتہ دونو مین سی کسی مین نہ کہی کیونکہ یہہ جاہلون کی عادت ہی

ولو سلم عن يساره اولا يسلم عن يمينه ما لم يتكلم ولا يعيد السلام عن يساره ولو سلم تلقاء وجهه يسلم عن يساره

اور اگر بائیں طرف پہلی سلام پہیر دیا تو داہنی طرف جو نہی سی پہلی سلام پہیری اور بائیں طرف دوبارہ نہ پہیری اور اگر سلام سامنی چہرہ کی کیا توفقط بائیں طرف پہیری

وهو مروي عن علي كذا ذكره الزيلعي في شرح الكنز وينوي المنفرد في خطاب عليكم جميع من معه من الملئكة ولا

یہہ روایت حضرت علی کی ہی زیلعی نی شرح کنز مین مذکور کیا ہی اور منفرد مصلی علیکم کی خطاب مین اپنی ساتہہ کی تمام فرشتوں کی نیت کرلی اور

ينوي عددا محصورا فيهم لاختلاف الاخبار في عددهم فقيل مع كل مؤمن خمسة من الملئكة وقيل ستون

کسی عدد معین کی نیت نہ کری اسلئی کہ فرشتوں کی عدد مین مختلف خبریں آئی ہین کوئی کہتا ہی ہر مؤمن کی ساتہہ پانچ فرشتی ہین کوئی کہتا ہی ساٹہہ ہین

وقيل مائة وستون وقيل اثنان وقيل غير ذلك واصح الاقاويل انهم خمسة واحد عن يمينه يكتب الحسنات

اور کوئی کہتا ہی ایک سو ساٹہہ ہین کوئی کہتا ہی دو ہین کوئی کچہہ اور کہتا ہی سب مین صحیح قول یہہ ہی کہ پانچ ہین ایک داہنی طرف جو حسنات لکہتا ہی

وواحد عن يساره يكتب السيئات وواحد امامه يلقنه الخيرات وواحد وراءه يرفع عنه المكاره وواحد عند

اور ایک بائیں طرف جو برائیاں لکہتا ہی ایک سامنی جو خیرات کی تلقین کرتا ہی اور ایک پیچہی جو ایذا کو دور کرتا ہی اور ایک

ناصيته يكتب ما يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ويبلغه ومما ينبغي للمصلي بطريق الادب ان يكون نظره في حال

پیشانی کی پاس جو درود کو لکہتا ہی اور نبی علیہ السلام کی روبرو پہنچاتا ہی اور مصلی کو بطور آداب کی لائق یہہ ہی کہ قیام کی حالت مین اپنی نگاہ

قيامه الى موضع سجوده وفي ركوعه الى ظهر قدميه وفي حال سجوده الى ارنبة انفه وفي حالة قعوده الى حجره وهو

سجدہ کی جگہہ پر رکہی اور رکوع کی حالت مین پاؤں کی پشت پر اور سجدہ کی اندر ناک کی نتہنول پر اور حالت قعود مین اپنی گود پر جہاں

ما يكون على مجمع فخذيه من ثوبه وعند التسليمة الاولى الى منكبه الايمن وعند التسليمة الثانية الى منكبه

دونو زانو کی جوڑ پر کپڑا رہتا ہی اور پہلا سلام پہرتی ہوئی داہنی مونڈہی پر اور دوسرا سلام پہیرتی ہوئی بائیں مونڈہی پر

الايسر لان المقصود الخشوع وترك التكلف وذلك كله مقتضى الخشوع لان المصلي اذا ترك التكلف يقع بصره في هذه

اسلئی کہ غرض انکسار ہی اور تکلف کا ترک کرنا اور یہہ تمام باتین انکسار کی ہین اوسطی کہ مصلی جب تکلف کو دور کرتا ہی تو اوسکی نگاہ انہی ہی جگہہ

المواضع سواء قصد اولم یقصد ومما ینبغی له ایضا ان یکون ما بین قدمیه فی حال القیام قدر اربع اصابع مضمومة
پڑتی ہی برابر ہی قصد کری یا نہ کری اور مصلی کو یہہ بھی چاہئی کہ دونوں پانو کی بیچمین قیام کی وقت برابر چار ملی ہوئی انگلیوں کی فرق رکھی

ویکره له التمایل علی یمناه مرة وعلی یسراه اخری لانه من العبث المنافی للخشوع یسرنا الله عمل الخاشعین
اور مکروہ ہی کہ کبھی داہنی پانو پر جھکجاوی اور کبھی بائین پر اسواسطی کہ یہہ سبب عبث انکسار کی خلاف ہی الٓہی ہمپر آسان کر عمل خاشعین کا سا

المجلس الرابع والخمسون فی بیان فضیلة الجماعة وذکر الوعید فی ترکها

قال رسول الله
مجلس چون جماعت کی فضیلت مین اور جماعت ترک کرنی کی وعید مین رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرین درجة هذا الحدیث من صحاح
صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جماعت کی نماز منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ بڑہتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواه ابن عمر ومعناه ان الصلوة مع الجماعة تزید فی الثواب علی صلوة المنفرد بسبع وعشرین درجة
صحیح حدیثوں مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ جماعت کی نماز ثواب مین منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہی

فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان یداوم علی اداء الصلوات الخمس بالجماعة لینال الثواب الموعود فان الجماعة فیها
اس روایت کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ ہمیشہ پانچون نمازین جماعت کی ساتھہ ادا کیا کری تاکہ ثواب وعدہ کیا ہوا پاوی کیونکہ نماز مین جماعت

سنة مؤکدة غایة التاکید فی قوة الواجب حتی لو ترکها اهل بلدة یجب قتالهم بالسلاح لکونها من شعایر
سنت مؤکدہ بہت تاکیدسی قریب واجب کی ہی یہانتک کہ اگر کسی شہر والی جماعت چھوڑ دین توانکو ہتیار سی قتل کرنا واجب ہی اسواسطی کہ جماعت اسلام کی

الاسلام وخصائصه التی لم تکن فی سائر الادیان وان ترکها بعض منهم بغیر عذر یجب تعزیره ولا یقبل
نشانی اور ایسی خاص عبادت ہی کہ تمام دینون مین نہین ہی اور اگر جماعت کو کوئی شخص بلا عذر ترک کردی تو اوسکو تعزیر دینی واجب ہی اور اوسکی گواہی

شهادته ویاثم الجیران بالسکوت عنه والمطر والطین والبرد الشدید والظلمة الشدیدة عذر وتکرار الفقه
معتبر نہین اور اوسکی ہمسایہ گنہگار ہوتی ہین اگر چپ کر رہین اور مینہہ اور کیچڑ کی کثرت اور جاڑی کی شدت اور اندہیری کی زیادت عذر ہی اور فقہ کی بحث

ومطالعة کتبه لیس بعذر وقیل عذر اذا لم یکن عن تکاسل وقلة مبالاة بها ولم یواظب علی ترکها واختلف العلماء
اور فقہ کی کتابون کا مطالعہ عذر نہین ہی اور کوئی کہتا ہی عذر ہی اگر سستی کی ماری اور جماعت کی بی پروائی سی نہو اور ترک جماعت کی عادت نکرلی اور علماء گہر کی

فی اقامتها فی البیت والاصح انها کاقامتها فی المسجد الا فی الفضیلة ومن فاتته فی مسجده لا یجب علیه الطلب
اندر جماعت کرنی مین اختلاف کرتی ہین اصح مذہب یہہ ہی کہ گہر کی اندر جماعت تو ایسی ہی جیسی مسجد مین پر وتنی فضیلت نہین ہی اور جسکو جماعت اوسکی مسجد مین ہاتہہ نلگی تو اوسپر واجب نہین کہ

فی مسجد اخر بل ان جاء الی مسجد اخر وصلی مع الجماعة فهو حسن وان صلی فی مسجده فهو حسن وان دخل منزله
اور مسجد مین تلاش کری بلکہ اگر اور مسجد مین گیا اور جماعت کی نماز پڑہی تو بہتر ہی اور اگر اپنی مسجد مین پڑہ لی تو بھی بہتر ہی اور اگر اپنی گہر مین جا کر اپنی

وصلی فیه باهله جماعة فهو حسن واولی الناس بالامامة اعلمهم باحکام الصلوة وان تساووا فی العلم فاقرءهم
اہل کی ساتھہ جماعت سی پڑہی تو بہتر ہی اور امامت کی واسطی وہ شخص اولی ہی جو مسایل نماز کی زیادہ جانتا ہو اور اگر علم مسائل مین سب برابر ہون تو اچھا قاری

وان تساووا فی العلم والقراءة فاورعهم وان تساووا فی هذه الاوصاف الثلثة فاکبرهم سنا وان تساووا فی هذه الاربعة
اور اگر علم اور قرارت مین برابر ہون تو بڑا پرہیزگار اور اگر ان تینون اوصاف مین برابر ہون تو جو عمر مین بڑا ہو اور اگر ان چارون اوصاف مین برابر ہون

فاحسنهم خلقا وان تساووا فی هذه الخمسة فاحسنهم وجها وان تساووا فی هذه الستة فاشرفهم نسبا وان
تو جسکا خلق نیک ہو اور اگر ان پانچون مین برابر ہون تو جو خوب صورت ہو اور اگر ان چھون وصف مین برابر ہون تو جو نسب مین شریف ہو اور اگر

تساووا فی هذه السبعة فانظفهم ثوبا وان تساووا فی هذه الصفات کلها یقرع او یکون الخیار الی الجماعة ویکره تقدیم
ان سات وصف مین برابر ہون تو جسکی پوشاک اچھی ہو اور اگر ان تمام اوصاف مین برابر ہون تو قرعہ ڈالین یا جماعت والون کو اختیار ہی اور فاسق کو امام کرنا

الفاسق

الفاسق کراهة تحریم لانه لایهتم لامر دینه مع ان تقدیمه للامامة تعظیم له وقد وجب اهانته شرعا وکذا
مکروہ تحریمی ہی کیونکہ وہ اپنی دین کا اہتمام نہین کرتا باوجودیکہ اوسکا آگی بڑہانا امامت کی لئی اسمین اوسکی تعظیم ہوتی ہی اور شرع مین اوسکی اہانت واجب ہی ایسی ہی

یکره تقدیم المبتدع وهذا اذا لم یؤد بدعته الی حد الکفر واما اذا ادت الیه فلا کلام فی عدم جواز تقدیمه
بدعتی کا امام کرنا مکروہ ہی یہہ جبتک ہی کہ اوسکی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور اگر کفر تک پہنچی تو پہر اوسکی امامت کی ناجایز ہونی مین کچہہ کلام نہین ہی

ومن دخل المسجد ورای ان الجماعة قد قامت فانه یقوم بانقص الجانبین من الصف حتی یصیر الامام بحذاء وسط
اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ جماعت کہڑی ہوگئی تو پہر یہہ شخص صف مین اودہر جا کہڑا ہو جدہر آدمی کم ہون تاکہ امام صف کی بیچمین ہو جاویگا

الصف فان استویا یقوم فی الجانب الایمن والقیام فی الصف الاول افضل من الثانی وفی الثانی افضل من الثالث
اور اگر دونو جانب برابر ہون تو دہنی طرف جا کہڑا ہو اور پہلی صف مین کہڑا ہونا دوسری صف سی افضل ہی اور دوسری مین تیسری صف سی

هکذا الی اخر الصفوف لما روی فی الاخبار ان الله تعالی اذا نزل الرحمة علی الجماعة ینزلها اولا علی الامام ثم یتجاوز عنه
ایسی ہی آخر صفوف تک اسواسطی کہ حدیثون مین روایت ہی کہ اللہ تعالی جب جماعت پر رحمت نازل کرتا ہی تو پہلی امام پر پہر اوسی بڑہ کر اوسپر

الی من بحذائه فی الصف الاول ثم الی الیامن ثم الی المیاسر ثم الی الصف الثانی وروی انه علیه الصلوة والسلام قال یکتب
جو اوسکی سیدہ پر پہلی صف مین ہی پہر اوسکی دہنی طرف پہر بائین طرف پہر دوسری صف پر اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اوسکی واسطی

للذی خلف الامام بحذائه مائة صلوة وللذی فی الجانب الایمن خمس وسبعون وللذی فی الجانب الایسر خمسون وللذی
جو امام کی پیچہی سیدہ پر ہوتا ہی سو نمازین لکہی جاتی ہین اور اوسکی لئی جو دہنی طرف ہوتا ہی پچہتر نمازین اور اوسکی لئی جو بائین طرف ہی پچاس نمازین اور اوسکی لئی

فی سائر الصفوف خمس وعشرون ومن دخل المسجد ورای ان الصف الاول قد تکامل فانه لایزاحم فیه لانه ایذاء والقیام
جو اور تمام صفون مین ہی پچیس نمازین اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ پہلی صف پوری ہو چکی تو یہہ شخص اوسمین نہ دہسی کیونکہ ایذا رسانی ہی اور

فی الصف الثانی خیر من الایذاء وان وجد فی الصف الاول فرجة دون الثانی یخرق الثانی اذ لا حرمة لهم لتقصیرهم وارتکابهم
دوسری صف مین کہڑا ہونا ایذا دہنی سی بہتر ہی اور اگر پہلی صف مین جگہ باقی پاوی اور دوسری مین نہین تو دوسری کو چیر کر چلا جاوی اسواسطی کہ اب اونکی کچہہ عزت نہین

الاثم حیث لم یسدوا الصف الاول فان السنة اتمام الصف الاول ثم الذی یلیه فما کان من نقص فلیکن فی الصف
ختیار کیا کہ صف اول کو پوری نکی کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ پہلی صف اول کو پوری بہر لین پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر کچہہ نقصان رہی تو سب سی پچہلی

الاخیر لما روی انه علیه السلام قال اتموا الصف المقدم ثم الذی یلیه فما کان من نقص فلیکن فی الصف المؤخر وروی
صف مین ہو اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پوری کرو اگلی صف کو پہر اوسکی پاس کیکو پہر اگر نقصان باقی رہی تو چاہیی پچہلی صف مین ہو اور

عن عائشة انه علیه الصلوة والسلام قال لایزال قوم یتاخرون عن الصف الاول حتی یؤخرهم الله فی النار یعنی ان
عایشہ رضی سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا ہمیشہ آدمی صف اول سی پیچہی ہٹتی جاتی ہین یہان تک کہ اونکو ہٹا کر اللہ آگ مین ڈالدیتا ہی مراد یہہ ہی

التاخر عن الصف الاول تاخر عن الخیر والثواب فمن تاخر عن الخیر والثواب یتاخر عن رحمة الله تعالی وعن دخول
کہ صف اول سی ہٹ رہنا خیر اور ثواب سی ہٹ رہنا ہی پہر جو شخص خیر اور ثواب سی ہٹ رہا وہ رحمت الٰہی اور دخول جنت سی

الجنة فیلزم دخوله فی النار الا ان یغفر الله تعالی له والسنة ایضا تسویة الصفوف والتراص فیها والمقاربة بینها
ہٹ رہا اب اوسکا دوزخ مین داخل ہونا لازم آیا یا اللہ اوسکو بخشدی اور صفون کا سیدہا کرنا اور استوار کرنا اور خوب ملکر کہڑا ہونا طریق مسنون ہی

لما روی عن انس انه علیه الصلوة والسلام قال سوّوا صفوفکم فان تسویة الصفوف من تمام الصلوة وفی روایة
اسواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برابر کرو اپنی صفون کو بیشک صفون کا سیدہا کرنا تمامی نماز سی ہی اور ایک روایت مین

من اقامة الصلوة وعن النعمان بن بشیر انه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسوّی صفوفنا حتی کانما یسوّی
ہی نماز کی درستی مین سی ہی اور نعمان بن بشیر سی روایت ہی کہ کہتا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفون کو سیدہا کیا کرتی تہی یہان تک کہ جیسی

القداح فرأى رجلا باديا صدره من الصف فقال عباد الله لتسوّنّ صفوفكم او ليخالفن الله بين وجوهكم قيل المراد
تیر سیدہ کرتی ہیں پہر ایک شخص کو دیکہا کہ سینہ صف سی باہر نکالی ہوئی تہا فرمایا ای بندگان الٰہی اپنی صفیں سیدہی کرو نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہاری چہری بگاڑ دیگا بعضی کہتی

بالوجوه القلوب بدليل قوله عليه السلام فى حديث اخر لا تختلفوا فتختلف قلوبكم فان اختلاف القلوب يفضى
چہروں سی مراد دل ہیں اس دلیل سی کہ ایک اور حدیث میں آیا ہی آگی پیچہی نہو ورنہ پہر تمہاری دل مختلف ہوجاوینگی بیشک دلوں کی اختلاف سی

الى اختلاف الوجوه باعراض بعضهم عن بعض لان تقدم الخارج عن الصف تفوق على الداخل فيه وتاخر الخارج عنه
چہری مختلف ہوجاتی ہیں کیونکہ ہر ایک دوسری سی منہ پہیرتا ہی اسواسطی کہ صف سی آگی بڑہنی والا صف کی برابر والی سی باہر ہوجاتا ہی اور پیچہی کو ہٹنی والا

ايذاء لمن خلفه وكلاهما سبب للبغض والعداوة فكانه عليه الصلوة والسلام قال ان لم تتفقوا فى الظاهر عند اقامة
اپنی سی پچہلی کو ایذا دیتا ہی اور یہہ دونو باتیں باعث بغض اور عداوت کی ہیں پس گویا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی یہہ ارشاد کیا اگر تم ظاہر میں بروقت قایم ہونی

الصلوة بالجماعة ولم تطيعوا امر الله تعالى ورسوله فيها يقع بينكم العداوة والبغضاء وروى عن انس انه عليه الصلوة
جماعت نماز کی اتفاق نہ کروگی اور اسمیں اللہ اور رسول کی حکم کی اطاعت نہ کروگی تو تمہاری بیچمیں عداوت اور دشمنی پیدا ہوجائیگی اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ

والسلام قال رصّوا صفوفكم وقاربوا بينها وحاذوا بالاعناق فوالذى نفسى بيده انى لارى الشيطان يدخل فى خلل الصف
والسلام نی فرمایا اپنی صفیں استوار کرو اور مل کر کہڑا ہوا کرو اور گردنیں برابر رکہا کرو قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ میں میری جان ہی بیشک شیطان کو میں دیکہتا ہوں کہ وہ صف کی چہدا میں گہس جاتا ہی

كانها الحذف والحذف بفتحة الحاء المهملة والذال المعجمة غنم سود صغار من غنم الحجاز فكان الشيطن تبصر ليدخل
گویا سیاہ بکری کا بچہ ہی اور حذف حا بی نقطہ اور ذال بانقطہ کی زبر سی سیاہ بکریاں چہوٹی چہوٹی حجاز کی بکریوں میں سی گویا شیطان یہہ تاکتا رہتا ہی کہ صف کی

فى خلل الصف ويشوش على المصلين ويقطع عليهم صلوتهم ومن اتى الجماعة يكره له القيام خلف الصف وحده متى وجد
چہدا میں گہسکر نمازیوں کی دل پریشان اور اونکی نماز خراب کردی اور جو شخص جماعت میں ملی تو اوسکو صف کی پیچہی اکیلا کہڑا ہونا مکروہ ہی جبتک صف میں

فى الصف فرجة وان لم يوجد فى الصف فرجة ينتظر الى الركوع فان جاء واحد يقوم احدهما فى جنب الاخر بحذاء الامام
جگہہ ملی اور اگر صف میں جگہ نہ ملی تو رکوع تک منتظر کہڑا رہی اگر کوئی اور آگیا تو دونو برابر برابر امام کی سیدہ پر کہڑی ہوجاویں

ولا يجذب واحدا من الصف الى نفسه فيقف فى جنبه لكن الاولى فى زماننا القيام وحده بحذاء الامام لغلبة الجهل
اور نہیں تو صف میں سی ایک کو اپنی پاس کہینچکر اوسکی برابر کہڑا ہوجاوی پر اس زمانہ میں اولی یہہ ہی کہ تنہا امام کی سیدہ پر کہڑا ہوجاوی کیونکہ لوگوں پر جہالت غالب ہی

على الناس فلو جر احدا يفسد الصلوة ومن يصلى مع واحد يقيمه عن يمينه ولا يجوز للمقتدى ان يتقدم على الامام
اگر کسیکو پیچہی کہینچیگا تو وہ نماز فاسد کردیگا اور جو شخص ایک کی ساتہہ نماز پڑہی تو اوسکو اپنی داہنی طرف کہڑا کری اور مقتدی کو جایز نہیں ہی کہ امام سی آگی بڑہ کر کہڑا ہو

والمعتبر موضع القدم حتى لو كان المقتدى اطول من امامه بحيث يقع سجوده قدام الامام لكن قدمه غير متقدمة
اور اسمیں اعتبار قدم کی جگہہ کا ہی یہاں تک کہ اگر مقتدی امام سی اتنا لنبا ہووی کہ اوسکا سجدہ امام سی آگی واقع ہوتا ہو پر اوسکا قدم امام کی قدم سی آگی بڑہا ہوا نہیں ہی

على قدم الامام يجوز والمعتبر فى القدم العقب حتى لو كان عقب المقتدى غير متقدم على عقب الامام لكن قدمه
تو جایز ہی اور قدم میں ایڑی کا اعتبار ہی یہاں تک کہ اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سی آگی بڑہی ہوئی نہووی پہر قدم مقتدی کا

اطول من قدم الامام بحيث يقع اصابعه قدام اصابع الامام يجوز وعن محمد يجعل المقتدى الواحد اصابعه
امام کی قدم سی اتنا دراز ہو کہ اوسکی اونگلیاں امام کی اونگلیوں سی بڑہ جاتی ہیں تو جایز ہی اور امام محمد سی روایت ہی کہ اکیلا مقتدی اپنی اونگلیاں

عند عقب الامام ومن يصلى مع الاثنين يتقدم عليهما وعن ابى يوسف انه يتوسطهما فلو اقام الواحد خلفه او عن
امام کی ایڑی کی پاس رکہی اور جو شخص دو مقتدیوں کی ساتہہ نماز پڑہی تو اونسی آگی بڑہ کر کہڑا ہو اور ابو یوسف سی یہہ روایت ہی کہ دونو کی بیچ میں کہڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کو پیچہی کہڑا کیا یا

يساره يكره ولو توسط الاثنين لا يكره ولو توسط الاكثر يكره ومن دخل المسجد ووجد الامام فى الجهر بالقراءة يقتدى
بائیں طرف تو مکروہ ہی اور امام دو کی بیچمیں کہڑا ہوجاوی تو مکروہ نہیں ہی اور اگر دو سی زیادہ کی بیچمیں کہڑا ہو تو مکروہ ہی اور جو شخص مسجد میں آکر امام کو قراءت جہری پڑہتا پاوی تو جماعت

به ولا ياتي بالثناء بل يستمع وينصت وان وجده في الركوع يكبر للافتتاح قائما ثم يركع لكن ان وقع ركوعه مع رفع الامام

اور سبحانک اللهم نہ پڑھے بلکہ چپ رہ کر سنا کرے اور اگر امام کو رکوع میں پاوے تو تکبیر تحریمہ کھڑی ہوئی کہہ کر پھر رکوع میں جھکے پر رکوع اگر امام کی سر اوٹھاتی ہوئی واقع ہوگا

راسه لا يكون مدركا لتلك الركعة بل يكون مسبوقا لان ادراك الركعة انما يتحقق اذا وجد المشاركة مع الامام

تو اوسکو وہ رکعت حاصل نہو گی بلکہ باعتبار اس رکعت کی مسبوق ہوگا　اسواسطے کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہی کہ امام کی ساتھہ ساجھی رکوع میں

في الركوع كله او في مقدار تسبيحة ولم توجد وان كبر حال كونه الى الركوع اقرب لا يصير شارعا في الصلوة لان الشرط وقوع

یا برابر ایک بار سبحان ربی العظیم کی شرکت پائی جاوی اور شرکت پائی نہیں گئی اور اگر اسنی تکبیر تحریمہ ایسی حال میں کہی کہ رکوع سے نزدیک تھا تو اس صورت میں نماز ہی میں شامل

تكبيرة الافتتاح في محض القيام ولم يوجد ومن اتى المسجد ووجد الامام في السجدة او القعدة يلزم ان يكبر للافتتاح

یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ خالص قیام میں ہو سو ہوئی نہیں　اور جو شخص مسجد میں آیا دیکہا کہ امام سجدہ میں ہی　یا قعدہ میں ہی تو لازم ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام خالص میں کہہ کر

قائما ثم يبادر الى متابعة الامام في السجدة او القعدة وان لم يكن تلك السجدة وتلك القعدة محسوبة من صلاته

پھر جلدی ہی سے واسطے متابعت امام کی سجدہ میں یا قعدہ میں شریک ہو جاوی اگرچہ وہ سجدہ　اور وہ قعدہ　اسکی نماز میں مجرا نہوگا

لكن يلزمه ان يكبر للافتتاح قائما ثم بادر الى متابعة الامام في السجدة والقعدة وكثير من الناس لا يفعلون كذلك

پر اسکو لازم یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام میں کہہ کر جلدی سے سجدہ میں　اور قعدہ میں امام کی متابعت کری　اور اکثر لوگ ایسا نہیں کرتی

بل يجئ احدهم المسجد ويجد الامام في السجدة او في القعدة فيقف منتظرا اياه حتى يفرغ من السجدة او القعدة ويعود

بلکہ بعضا شخص مسجد میں آکر امام کو سجدہ　یا قعدہ میں پاتا ہی　تو اتنی دیر امام کا منتظر کھڑا رہتا ہی کہ سجدہ　یا قعدہ سے فارغ ہو کر کھڑا ہو

الى القيام ثم يقتدى به فمن يفعل كذلك فانه يضيع على نفسه اجرا كبيرا وثوابا كثيرا فاللازم له ان يكبر للافتتاح

پھر اوسکا اقتدا کرتا ہی سو جو شخص ایسا کرتا ہی　تو اپنا بڑا ہی ثواب اور اجر عظیم کہوتا ہی　اوسکو لازم یہہ ہی کہ کھڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہہ کر

قائما ثم يسارع الى متابعة الامام في اي حال كان لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا جئتم الى الصلوة

جلدی سے امام کی متابعت کری　امام کسی ہی حال میں ہو　اسواسطے کہ ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم نماز کی لئے آؤ

ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شيئا وروى عن ابن مسعود انه قال في المسبوق المذكور لعله لا يرفع راسه حتى يغفر

اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم ہی سجدہ کرو اور اوسکو کچھہ مجرا نہ سمجھو　اور ابن مسعود سے روایت ہی کہ ایسی مسبوق کی حق میں کہتے تھے　شاید کہ ابہی سر نہ اوٹھاویگا جو اللہ اسکو بخشنے لگا

له ويكره للمقتدى ان يسارع الى الركوع والسجود قبل الامام وان يرفع راسه من الركوع والسجود قبل الامام لما روى عن

اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ امام سے پہلی رکوع اور سجدہ میں جلدی سے چلا جاوی　اور امام سے پہلی رکوع اور سجدہ میں سے سر اوٹھالی　اسلئے کہ ابو ہریرہ سے

ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال انما جعل الامام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه فاذا ركع فاركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده

روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا امام اسی واسطے مقرر ہوا ہی کہ اوسکی اطاعت کریں سو اوسکی خلاف نہ کرو جب وہ رکوع کری تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہی

فقولوا ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ما يؤمن احدكم اذا رفع راسه

تو تم ربنا لک الحمد کہو　اور جب وہ سجدہ کری تو تم سجدہ کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا اگر کوئی تم میں سے امام سے پہلی رکوع اور سجدہ میں سے

من الركوع والسجود قبل الامام ان يجعل الله راسه راس حمار ويجعل صورته صورة حمار وفي هذين الحديثين وعيد شديد

سر اوٹھالی تو اس عذاب سے اوسکو کیا بچاؤ ہی کہ اللہ تعالی اوسکا سر گدہے کا سا بنادی اور اوسکی صورت گدہے کیسی پلٹ دی　اور ان دونو حدیثوں میں موافق بیان کرمانی کی

على ما ذكره الكرماني لان المسخ عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلك ضرب بها المثل ليتقى هذا الصنع ويحذر ومن

بڑا سخت وعید ہی اسلئے کہ صورت کا بدل دینا تمام عقوبات سے بڑہ کر ہی　سو اسہیلئے اسکو ضرب المثل کیا تاکہ اس کردار سے بچیں اور باز رہیں اور جو شخص

دخل المسجد ووجد القوم قد شرعوا في الصلوة يكره له ان يدخل في خلال الصف ويصلي السنة مخالطا للصف فيخالفهم

مسجد میں آکر دیکہے کہ جماعت قوم کی شروع ہو گئی ہی اب اسکو مکروہ ہی کہ صف کی اندر گہس کر صف میں ملی ہوئی سنتیں پڑہنی لگی

فی القیام والقعود والرکوع والسجود بل السنة ان یصلی السنة فی بیته وهو افضل او فی خارج المسجد او خلف اسطوانة

اور قیام اور قعود اور رکوع اور سجود مین اونکی مخالفت کئی جا بلکہ طریق مسنون یہی ہی کہ سنتین اپنی گہر مین پڑہی یہہ تو سب سی بہتر ہی یا مسجد سی باہر پڑہی یا ستونون کی اوٹ مین پڑہی

او ما اشبه ذلك فی کونه حائلا لان الاتیان بها خلف الصف من غیر حائل مکروه و فی خلال الصف اشد کراهة ویکره

یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اوٹ مین پڑہی اسلئی کہ سنتون کا پڑہنا صف کی پیچہی بدون حایل ہونی کسی چیز کی مکروہ ہی اور صف کی اندر ملکر تو بہت ہی مکروہ ہی اور امام کو مکروہ ہی

للامام ان یثقل علی القوم بالتطویل الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والاذکار علی وجه یحصل الملل للقوم لان

کہ قوم پر قرارت اور اذکار مین کم درجہ مسنون سی زیادہ بڑہا کر اتنا بوجہ ڈالی کہ قوم کو ملالت آنی لگی اسواسطی کہ اس صورت مین جماعت سی نفرت کرنی لگین گی

ذلك سبب للتنفیر عن الجماعة والتنفیر عن الجماعة یؤدی الی حرمان لثواب الزائد علی صلوة الفرد بسبع وعشرین درجة و

اور جماعت سی نفرت کرنی مین اوس ثواب سی محروم ہو جاوینگی جو اکیلی کی ۰ پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی اور

یکون مکروها لکن لا ینبغی ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة والتسبیحات اللهم لانهم غیر معذورین فیه وسنة القراءة

مکروہ ہوویگا لیکن یہہ نہین چاہئی کہ قرارت اور تسبیحات مین کم درجہ مسنون سی کہٹا وی یا الہی شاید اسواسطی کہ اونکو اسمین کوئی عذر نہین ہی اور فجر کی

فی صلوة الفجر فی الرکعتین ادناها بعد الفاتحة اربعون اية واوسطها ستون اية واعلاها مائة اية لما روی انه علیه السلام

نماز مین دونو رکعت کی اندر قرارت مسنون ادنی درجہ بعد سورۂ فاتحہ کی چالیس آیتین اور بیچکا درجہ ساٹھ آیتین اور اعلی درجہ سو آیتین ہین اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

کان یقرأ فی صلوة الصبح بعد الفاتحة مقدار اربعین اية او ستین اية او مائة اية واحیانا کان یقرأ سورة ق واحیانا

صبح کی نماز مین بعد سورہ فاتحہ کی تخمینا چالیس آیتین یا ساٹھ آیتین یا سو آیتین پڑہا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑہتی تہی اور کبہی

کان یقرأ سورة الروم وقد ثبت علی ما ذکر فی سفر السعادة ان ابن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یامرنا بالتخفیف

سورۂ روم پڑہتی تہی اور ثابت ہو چکا ہی چنانچہ سفر السعادت مین مذکور ہی کہ ابن عمر کہتا ہی کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم ہمکو تخفیف کی لئی فرمایا کرتی تہی

ویؤمنا بالصّٰفّٰت ویعلم من هذا ان قراءة والصّٰفّٰت من باب التخفیف الذی امر به النبی صلی الله علیه وسلم وادنی ما

اور آپ امامت مین والصافات پڑہتی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ والصافات کا پڑہنا تخفیف مین داخل ہی جسکی لئی نبی صلی الله علیہ وسلم فرماتی ہی اور رکوع

یحصل به السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود ثلث لما روی انه علیه الصلوة والسلام قال اذا رکع احدکم فلیقل

اور سجود کی تسبیحات مین ادنی درجہ سنت کا تین بار ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرماتی تہی جب کوئی رکوع کری

ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلك ادناه واذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلك ادناه والمراد ادنی ما

تو تین بار سبحان ربی العظیم کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور جب سجدہ کری تو تین بار سبحان ربی الاعلی کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور مراد یہہ ہی کہ ادنی درجہ

یحصل به السنة ولذلك یکره النقص عن الثلث وان زاد علی الثلث فهو افضل لان الثلث اذا کان الادنی فلا شك

جسمین سنت ادا ہو جاوی اور اسیہی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی درجہ ٹہرا تو بیشک

ان الزیادة علی الادنی تکون افضل لکن الامام لا یزید علی الثلث الا برضی الجماعة فاذا زاد برضاهم فالسنة ان یختم

ادنی مرتبہ پر زیادہ کہنا افضل ہوویگا پر امام تین بار سی زیادہ بدون مرضی جماعت کی نہ بڑہا وی پہر جب اونکی مرضی سی زیادہ بڑہا وی تو پہر مسنون یہہ ہی کہ طاق پر

علی وتر وهو اما خمس او سبع لان الثلث لما کان الادنی وکان المستحب الایثار ناسب ان یکون الاوسط خمسا والاکمل

ختم کری اور وہ یا تو پانچ ہی یا سات اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی ٹہرا اور ایثار بہرحال مستحب ہی تو مناسب ہوا کہ بیچکا درجہ پانچ دفعہ ہو اور کامل مرتبہ

سبعا ویکره للامام ان یعجلهم عن اکمال اقل السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود وقراءة التشهد لکن لو رفع الامام راسه

سات دفعہ اور امام کو مکروہ ہی کہ جلدی کرکر قوم کو ادنی مرتبہ سنت کا رکوع اور سجود کی تسبیحات مین اور تشہد کی پڑہنی مین پورا نکرنی دی لیکن اگر امام رکوع اور سجود مین سی

من الرکوع والسجود قبل ان یسبح المقتدی ثلثا فانه یتابع واما لو قام الامام من القعدة الاولی الی الرکعة الثالثة قبل ان

اس سی پہلی سر اوٹہا دی کہ مقتدی تین بار تسبیح کہی تو مقتدی متابعت ہی کری ہان اگر امام قعدۂ اولی سی تیسری رکعت کی لئی اس سی پہلی کہڑا ہو جاوی

یتم المقتدی التشہد فانہ یتمہ ثم یقوم وان قام قبل ان یتمہ یجوز وکذا لو سلم الامام فی القعدۃ الاخیرۃ قبل ان

کہ مقتدی تشہد پورا کری تو اب مقتدی تشہد پورا کرکی پہر کہڑا ہو اور اگر پورا کرنی سی پہلی کہڑا ہوجاوی تو بہی جایز ہی اور ایسی ہی اگر امام قعدۂ اخیرہ مین اس سی پہلی

یتم المقتدی التشہد فانہ یتمہ ثم یسلم وان سلم قبل ان یتمہ یجوز ولو سلم الامام قبل اتیان المقتدی بالصلوۃ

سلام پہیر دی کہ مقتدی تشہد پورا کری تو اب مقتدی تشہد پورا کری پہر سلام پہیری اور اگر تشہد پورا کرنی سی پہلی سلام پہیری تو بہی جایز ہی اور اگر امام نی سلام اس سی پہلی پہیرا

والدعاء یتابعہ لانہا سنۃ بخلاف التشہد فانہ واجب المجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوۃ

اور دعا پڑہی تو اب امام کی متابعت ہی کری اسواسطی کہ یہہ سنت ہی برخلاف تشہد کی کہ یہہ واجب ہی مجلس پچپن نماز جنازہ

الجنازۃ وکیفیتہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء ہذا الحدیث من حسان

اور اوسکی کیفیت کی بیان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑہو تو اوسکی لئی خالص دعا کرو یہہ حدیث مصابیح کی حسن

المصابیح رواہ ابوہریرۃ وقد ذکر فیہ الصلوۃ علی المیت مع اخلاص الدعاء لہ فیہا فلابد من معرفتہا وہی فرض کفایۃ لقولہ تعالی

حدیثوں مین سی ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور بیشک اسمین نماز جنازہ کا ذکر ہی کہ اوسمین مردہ کی واسطی خالص دعا ہو سو اوسکی معرفت ضرور ہی اور وہ بدلیل اس آیت کی فرض کفایہ ہی

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ فانہ تعالی امر بہا فی ہذہ الایۃ فتکون فرضا وانما کانت فرضیتہا علی الکفایۃ

اور نماز پڑہ اون پر بیشک تیری نماز اونکی لئی آسودگی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اوس نماز کا اس آیت مین امر فرمایا تو فرض ہوگئی اور اوسکی فرضیت علی الکفایہ اس لئی ہی

لان فی ایجابہا علی الجمیع استحالۃ اوحرجا فاکتفی بالبعض ولو کان واحدا لکن الافضل ان تکون بالجماعۃ وبقصد

کہ تمام خلق پر واجب کرنی مین تو بہت دشواری اور حرج ہی لاچار بعض پر اکتفا کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو پر افضل یہہ ہی کہ نماز جنازہ جماعت سی ہو اور جتنی

کثرتہم لما روی عن ابن عباس انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال ما من رجل یموت فیقوم علی جنازتہ اربعون رجلا

زیادہ ہو سو بہتر اسواسطی کہ ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مرجاوی پہر اوسکی جنازہ پر چالیس مرد مؤمن جو

لا یشرکون باللہ شیئا الا شفعہم اللہ فیہ وفی حدیث اخر روایۃ ام المؤمنین عائشۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام

کچہہ شرک نہین کرتی ہین کہڑی ہوں پہر اللہ اونکی شفاعت اوسکی حق مین مان ہی لیتا ہی اور ایک اور حدیث مین ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی

قال ما من میت یصلی علیہ امۃ من المسلمین یبلغون مائۃ کلہم یشفعون لہ الا شفعہم اللہ فیہ وسبب

فرمایا جو مردہ کہ اوسپر ایک جماعت مسلمانوں کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑہی وہ سب اوسکی شفاعت کرین تو اونکی شفاعت اوسکی حق مین اللہ قبول کرتا ہی اور وجوب

وجوبہا للمیت لاضافتہا الیہ اذ یقال صلوۃ الجنازۃ وشرط صحتہا شرائط الصلوۃ واسلام المیت وطہارتہ

اس نماز کا میت کی لئی اسواسطی ہی کہ میت کی طرف منسوب ہی کیونکہ صلوۃ الجنازہ کہلاتی ہی اور اسکی صحت کی لئی نماز کی سی شرطین ہین اور مردہ کا مسلمان اور پاک

وکونہ امام المصلی ورکنہا القیام عند عدم العذر واربع تکبیرات والدعاء الا ان الامام یتحمل عن المسبوق

اور نمازیوں کی سامنی ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہی اگر کوئی عذر نہو اور چار تکبیرین اور دعا اتنا ہی کہ امام مسبوق کی طرف سی کافی ہوجاتا ہی

فانہ اذا خشی ان ترفع الجنازۃ یترک الدعاء ویکتفی بالتکبیرات ولو ترک واحدۃ من ہذہ التکبیرات لا یجوز

پس جب یہہ خوف ہو کہ جنازہ اوٹہالینگی تو دعا موقوف رکہی اور تکبیرات ہی پر اکتفا کری اور اگر کوئی ان چاروں تکبیرات میں سی ایک کو بہی ترک کردیگا تو اوسکی نماز

صلوتہ لکون کل تکبیرۃ منہا قائمۃ مقام رکعۃ ولہذا قیل اربع کاربع الظہر ومحل الدعاء ینبغی ان یکون بعد

جایز نہوگی اسواسطی کہ اسمین ہر ایک تکبیر قایم مقام ایک ایک رکعت کی ہی اور اسہلیئی کہا کرتی ہین یہہ چاروں جیسی ظہر کی چاروں اور دعا کا محل مناسب یہہ ہی کہ تین تکبیروں

ثلث تکبیرات لکون البدایۃ بالثناء علی اللہ تعالی ثم بالصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ الدعاء وارجی

کی بعد ہو اسواسطی کہ اول اللہ تعالی کی ثنا پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دعا کا طریقہ اور بڑا بہروسا

للقبول فیلزم ان یکون بعد التکبیرۃ الاولی الثناء علی اللہ تعالی کما فی سائر الصلوات وبعد التکبیرۃ الثانیۃ الصلوۃ

قبولیت کا ہی اس لئی لازم یہہ ہی کہ پہلی تکبیر کی بعد اللہ کی ثنا ہووی چنانچہ تمام نمازوں مین ہوتی ہی اور دوسری تکبیر کی بعد نبی صلی اللہ علیہ پر

على النبي صلى الله عليه وسلم كما في ما بعد التشهد وبعد التكبيرة الثالثة الدعاء لنفسه وللميت ولسائر المؤمنين

درود ہووی جیسی تشہد کی بعد پڑہتی ہین اور تیسری تکبیر کی بعد دعا اپنی حق مین اور مردہ کی لئی اور تمام مومنین کی واسطی

وبعد التكبيرة الرابعة التسليم وليس بعدها دعاء سوى السلام لانه اوان التحلل وذلك بالسلام لا غير وينوي

اور چوتہی تکبیر کی بعد سلام اور اسکی بعد سوا سلام کی کوئی دعا نہین ہی اسلئی کہ اب وقت نماز سی فارغ ہونیکا ہی سوئی فقط سلام سی فارغ ہوتی ہین اور

به الميت مع القوم وصفة الدعاء ان يقول اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا

سلام مین قوم سمیت مردہ کی نیت کری اور دعا یہہ پڑہی الہی بخشدی ہماری جیتی کو اور مردہ کو اور ہماری حاضر اور غائب کو اور چہوٹی اور بڑی کو

وذكرنا وانثانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان وخص هذا

اور مرد اور عورت کو الہی ہم مین سی جسکو تو زندہ رکہی تو اوسکو اسلام پر زندہ رکہہ اور ہم مین سی جسکو تو موت دیوی تو اوسکو ایمان پر موت دی اور اس مردہ کو

الميت بالروح والراحة والرضوان اللهم ان كان محسنا فزد في احسانه وان كان مسيئا فتجاوز عنه

ساتہہ آرام اور راحت اور پسندیدگی کی خاص کر الہی اگر یہہ نیکوکار ہی تو اسکی بہلائی زیادہ کردی اور اگر گنہگار ہی تو اسکو معاف کر

ولقنه الامن والبشرى والكرامة والزلفى برحمتك يا ارحم الراحمين ويجوز غيره من الادعية اذ ليس له دعاء

اور اسکو امن اور بشارت اور بزرگی اور قربت اپنی رحمت سی عنایت کر ای سب سی زیادہ مہربان اور سوا اس دعا کی اور بہی دعائین جایز ہین اسلئی کہ اسمین کوئی دعا

معين وان كان الميت صبيا او مجنونا لا يستغفر لهما اذ لا ذنب لهما بل يقول بعد قوله ومن توفيته منا

معین نہین ہی اور اگر وہ میت بچہ ہو یا دیوانہ ہو تو انکی لئی آمرزش کی دعا نہین چاہئی اسواسطی کہ انکی حق مین کوئی گناہ نہین ہی بلکہ اس قول کی بعد من توفيته منا

فتوفه على الايمان اللهم اجعله لنا فرطا اللهم اجعله لنا اجرا وذخرا اللهم اجعله لنا شافعا ومشفعا برحمتك

فتوفه على الايمان یہہ دعا پڑہی الہی اسکو ہماری لئی میر منزل بنادی الہی ہماری لئی محنت کا پہل اور سامان بنادی الہی اسکو ہماری لئی سفارشی اور سفارش قبول کیا ہوا بنادی اپنی

يا ارحم الراحمين ومن جاء بعد ما كبر الامام للافتتاح لا يكبر بل يمكث حتى يكبر الامام الثانية فيكبر معه ويكون

رحمت سی ای سب سی زیادہ مہربان اور جو شخص ایسی وقت آوی کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہو تو یہہ ابہی تکبیر نہ شروع کری بلکہ اتنی ٹہرا رہی کہ امام دوسری تکبیر کہی پس امام کی ساتہہ تکبیر کہی

هذا التكبير في حقه تكبيرة الافتتاح فيصير مسبوقا بتكبيرة فاذا سلم الامام يقضيها قبل ان ترفع الجنازة و

یہہ تکبیر اسکی حق مین بجای تکبیر تحریمہ کی ہوگی سو یہہ شخص بلحاظ اس تکبیر کی مسبوق ہوگا جب امام سلام پہیری تو اوسکو جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور

ان جاء بعد ما كبر الامام تكبيرتين لا يكبر حتى يكبر الامام الثالثة فيكبر معه فيصير مسبوقا بتكبيرتين فاذا سلم

اگر ایسی وقت آیا کہ امام دو تکبیر کہہ چکا ہی تو بہی اتنی تکبیر نہ کہی کہ امام تیسری تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی اب دو تکبیرون کا مسبوق ہودیگا پہر جب امام سلام پہیری

الامام يقضيهما قبل ان ترفع الجنازة وان جاء بعد ما كبر الامام ثلثا لا يكبر حتى كبر الامام الرابعة فيكبر معه فيصير

تو دو نو تکبیرین جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام تین تکبیر سی فارغ ہوچکا تو بہی تکبیر نہ کہی اتنی کہ امام ابہی تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی سو یہہ شخص

مسبوقا بثلث تكبيرات فاذا سلم الامام يقضيهن متوالية بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازة اذ لو رفعت قبل

تین تکبیرون کا مسبوق ہوگا پہر جب امام سلام پہیری تو تکبیرین پی در پی بغیر دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کرلی اسواسطی کہ اگر جنازہ تکبیرین پوری ہونی سی پہلی

تمامهن تبطل صلاته وان جاء بعد ما كبر الامام الرابعة فقد فاته صلوة الجنازة بخلاف من كان حاضر

اوٹہالین گی تو اوسکی نماز باطل ہوجاوی گی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو اوسکی لئی جنازہ کی نماز فوت ہوئی برخلاف اوسکی جو حاضر صف مین

قائما بالصف ولم يكبر مع الامام لغفلته او لكونه مشغولا بالنية فانه يكبر ولا ينتظر تكبير الامام لانه

کہڑا ہو اور امام کی ساتہہ بسبب غفلت کی یا نیت کی مشغلہ سی تکبیر نہ کہنی پایا سو یہہ شخص تکبیر کہی امام کی تکبیر کہنی کا منتظر نرہی کیونکہ یہہ شخص

بمنزلة المدرك لتلك التكبيرة اذ لا يمكنه ان يكبر معه الا بحرج وان لم يكبر الاولى حتى يكبر الامام الثانية

گویا اس تکبیر کا مدرک ہی اسواسطی کہ یہہ امام کی ساتہہ بدون حرج کی تکبیر نہین کہہ سکتا اور اگر اسنی تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی دوسری تکبیر کہدی

یکبر مع الامام ولا یکبر للاولی حتی یسلم الامام لانه لو کبر للاولی یکون قضاء والمسبوق لا یشتغل بقضاء ما قد سبق

تواب امام کی شامل تکبیر کہی اور تکبیر اولی نہ کہی جبتک کے امام سلام پہیری اسلئی کہ اگر اب تکبیر اولی کہیگا تو قضا ہووی کی اور مسبوق کو گذشتہ کی قضا میں امام کی فراغت سی

قبل فراغ الامام وان لم یکبر حتی یکبر الامام اربعا یکبر هو للافتتاح قبل ان یسلم الامام واذا سلم الامام یکبر ثلاثا

پہلی نہ لگنا چاہیئی اور اگر تکبیر اولی نہ کہی تہی کہ امام نی چاروں پوری کردیں تو اب یہہ شخص امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی اور جب امام سلام پہیری تو تینوں تکبیریں

متتابعا بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازة وان کبر مع الامام التکبیرة الاولی ولم یکبر الثانیة والثالثة یکبرهما ثم یکبر

پی در پی بدون دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی کہوی اور اگر امام کی ساتھ تکبیر اولی تو کہی دوسری اور تیسری تکبیر نہ کہی تو پہلی یہہ دو تو تکبیریں کہی پہر امام کی ساتھ

مع الامام الرابعة وقال ابو یوسف من جاء بعد ما کبر الامام تکبیرة الافتتاح یکبر کما جاء ولا ینتظر التکبیرة الثانیة

چوتہی تکبیر کہی اور امام ابو یوسف کہتی ہیں جو شخص ایسی وقت آیا کہ امام تکبیر اولی کہہ اچکا تو آتی ہی تکبیر کہہ کر شامل ہو جاوی دوسری تکبیر کا منتظر نرہی

قال ابرهیم الحلبی فی شرح المنیة وبقوله ناخذ وان جاء بعد ما کبر الامام الرابعة یکبر للافتتاح قبل ان یسلم

ابراہیم حلبی منیہ کی شرح میں کہتا ہی اور ہمنی انکاہی قول لیا ہی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی

الامام واذا سلم یقضی ثلث تکبیرات عنده قال ابرهیم الحلبی وعلیه الفتوی ومن دفن قبل ان یصلی علیه یصلی

اور جب امام سلام پہیری تو تینوں تکبیریں قضا کری امام ابو یوسف کی نزدیک ابراہیم حلبی کہتا ہی اور اسی پر فتوی ہی اور جو مردہ نماز جنازہ سی پہلی دفن ہو گیا ہو تو اوسکی

علی قبره ما لم یتفسخ اقامة للواجب بقدر الامکان والمعتبر فی معرفة عدم تفسخه اکبر الرای علی الصحیح لانه

قبر پر نماز پڑہیں جبتک یکسا نہو تا بقدر امکان واجب ادا ہو جاوی اور پکسنی اور نہ پکسنی کی باب میں صحیح مذہب پر غالب رای معتبر ہی اسلئی کہ یہہ حالت

یختلف باختلاف الازمان من الحر والبرد وباختلاف حال المیت من السمن والهزال واولی الناس بالامامة فی الصلوة

باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جاڑی کی اور باعتبار اختلاف حال مردہ کی موٹاپی اور دبلی پن میں یکسان نہیں ہوتی اور نماز جنازہ کی امامت کی

علیه السلطان ان حضر ثم القاضی ثم امام الحی ثم الولی علی ترتیب العصبات فی الارث فان سبب العصوبة فیه

سلطان ہی اگر بروقت موجود ہو پہر قاضی پہر امام قوم کا پہر ولی ترتیب عصبات وراثت کی اعتبار سی بیشک سبب عصوبت کا ارث میں

اولا البنوة ثم الابوة ثم الاخوة ثم العمومة واذا انتهی الحق الیه یجوز له ان یاذن لغیره ان یصلی علیه ولیس لغیره

اول بنوت ہی پہر ابوت پہر اخوت پہر عمومت اور جب امامت کسیکا حق ٹہر چکی تو اوسکو اختیار ہی کہ امامت کی لئی اور کسیکو اجازت دیدی اور اور کسیکو

ان یصلی بغیر اذنه وان صلی غیره بغیر اذنه فله ان یعید ان شاء وبعد ما صلی علیه هو او من کان مقدما علیه من

یہہ اختیار نہیں ہی کہ اوسکی بی اجازت نماز پڑہاوی اور اگر غیر شخص نی بی اجازت نماز پڑہادی تو ولی کو اختیار ہی اگر چاہی تو آپ پہر پڑہ لی اور اگر ولی یا جو ولی سی

السلطان او غیره لا یصلی علیه غیره اذ بصلوة من هو اولی یتادی حق المیت ویسقط فرض صلوة الجنازة فلو صلی علیه غیره

سلطان وغیرہ نماز پڑہ چکا ہو تو اب کسیکو اختیار اعادہ کا باقی نہیں ہی اسواسطی کہ بسبب نماز پڑہنی ایسی کی جو واسطی ادا حق میت کی اولی ہی فرضیت نماز جنازہ کی ادا ہو چکی اب جو

بعده یکون نفلا والتنفل بها غیر مشروع ولهذا من صلی علیه مرة قبل اذن الولی لا یصلی علیه مرة اخری مع الولی ولو

بعد اسکی اور کوئی نماز پڑہیگا تو نفل ہو گی اور نفل نماز جنازہ کی شرع سی ثابت نہیں ہی اور اسی لئی جو شخص ایک بار بدون اجازت ولی کی نماز جنازہ پڑہ چکا ہو تو دوسری دفعہ ولی کی

اوصی بان یصلی علیه فلان فالوصیة باطلة ولیس له ان یصلی علیه الا برضی ولیه وان لم یکن له ولی فالجیران اولی

اور اگر مردہ نی وصیت کی ہو کہ میری نماز جنازہ فلانا شخص پڑہاوی تو یہہ وصیت باطل ہی اوس فلانی کو بدون رضامندی ولی کی اختیار نہیں ہی اور اگر میت کا کوئی ولی نہیں ہی تو ہمسایہ

ویقوم الامام بحذاء صدر المیت ذکرا کان المیت او انثی لان الصدر اشرف الاعضاء فی البدن لکونه مع القلب الذی

اور امام میت کی سینہ کی مقابل کہڑا ہو مردہ مرد ہو یا عورت ہو اسلئی کہ سینہ بدن میں سب اعضا سی اشرف ہی اسواسطی کہ سینہ میں دل ہی

فیه نور الایمان فیکون القیام بازائه اشارة الی ان الشفاعة له انما یکون لاجل ایمانه لیعفو ربه عن عصیانه

جسمیں ایمانکا نور ہوتا ہی اب اوسکی مقابل کہڑی ہونی میں یہہ اشارہ ہی کہ شفاعت اس مردہ کی اس ایمان کی واسطی ہی تا کہ اوسکی خطاؤں سی پروردگار درگذر کری

ولو وضعوا راس المیت مما یلی یسار الامام یجوز لکن لو تعمدوه یکونون مسیئین ویستحب ان یصفوا ثلثة صفوف

اور اگر قوم نے میت کا سر امام کی بائین ہاتھ کی متصل کر دیا تو جایز ہے پر اگر سب نے قصدا ایسا کیا تو سب خطاوار ہین اور مستحب ہی کہ تین صفین بناوین

حتی لو کانوا سبعة یتقدم احدهم للامامة ویقف ثلثة وراءه واثنان وراءهم وواحد وراءهما وافضل

یہانتک کہ اگر ہمراہی لوگ سات ہون تو ایک شخص امامت کے لیے آگے بڑھے اور تین آدمی اوسکی پیچھے کھڑے ہون اور دو اونکی پیچھے اور ایک اون دو کی پیچھے اور

الصفوف فی صلوة الجنازة اخرها وفی سائر الصلوات اولها ولو جهز المیت صبیحة یوم الجمعة یکره تاخیره الی

نماز جنازہ کی تمام صفون مین افضل پچھلی صف ہوتی ہی اور اور تمام نمازون مین اول صف افضل ہی اور اگر جنازہ جمعہ کی دن صبح کی وقت تیار ہو گیا تو پہر جمعہ کی وقت تک تاخیر کرنی

وقت الجمعة لیصلی علیه جمع عظیم بعد الجمعة ولا یجوز الصلوة علیه عند طلوع الشمس وعند استوائها

تاکہ اوسپر جمعہ کی بعد انبوہ کثیر نماز پڑہی مکروہ ہے اور نماز جنازہ طلوع آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت

وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فیها یجوز من غیر کراهة لانها تؤدی کما وجبت لان

اور غروب کی وقت جایز نہین ہی اگر جنازہ اون اوقات سی پہلی موجود ہو چکا ہو اور اگر ان ہی اوقات مین آیا ہو تو بلا کراہت جایز ہی اسلئی کہ جیسی واجب ہوئی ویسی ہی ادا ہوئی اسواسطے

الوجوب بالحضور وهو افضل والتاخیر مکروه لقوله علیه السلام لا تؤخرن وذکر منها الجنازة ولو حضر بعد

کہ جنازہ کی موجود ہونی سی نماز واجب ہوتی ہی یہہ افضل ہی اور تاخیر مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی دیر کر نکرنا اور اوسمین جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد

غروب الشمس بدأ بالمغرب ثم بصلوة الجنازة ثم بسنة المغرب وقیل یقدم سنة المغرب ایضا ویکره الصلوة علی

غروب آفتاب کی موجود ہو تو پہلی مغرب کے فرض پڑہین پہر جنازہ کی نماز پڑہین پہر مغرب کی سنتین پڑہین اور کوئی کہتا ہی مغرب کی سنتین بہی پہلی پڑہین اور جنازہ کی نماز مسجد مین

الجنازة فی المسجد ان کانت الجنازة فیه وان کانت الجنازة والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقی فیه

مکروہ ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ اور امام اور کچھ لوگ مسجد سے باہر ہون اور باقی مسجد مین ہون

لا یکره ولو کان الامام علی غیر طهارة والقوم علی طهارة تعاد الصلوة لعدم صحتها واما لو کان الامام علی طهارة

تو مکروہ نہین ہے اور اگر امام بے وضو ہو اور تمام قوم باوضو ہو تو نماز دوبارہ پہر پڑہین اسلئی کہ وہ نماز صحیح نہین ہوئی اور اگر امام باوضو ہو

والقوم علی غیر طهارة فلا تعاد لان صلوة الامام صحیحة وبها یتم حق المیت ویسقط فرض صلوة الجنازة لعدم

اور قوم تمام بے وضو ہون تو اعادہ نہین ہے اسلئی کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی ہی اور اسمین میت کا حق ادا ہو گیا اور فرضیت نماز جنازہ کی ذمہ سی ساقط ہو گئی

کون الجماعة شرطا فیها وان لم یوجد من یصلی علیه من الرجال وصلت علیه النساء وحدهن جماعة یجوز

کیونکہ اس نماز مین جماعت شرط نہین ہی اور اگر مردون مین سی کوئی نماز پڑہنے والا میسر نہوا اور نری عورتون نی جماعت کر کر نماز پڑہی تو جایز ہے

وان امت المرأة الرجال فیها لا تعاد لان صلوة الرجال وان کانت فاسدة لکن صلوتها صحیحة وبها یتم حق المیت

اور اگر عورت نی نماز جنازہ مین مردون کی امامت کی تو اعادہ نہین ہے اسواسطی کہ مردون کی نماز اگرچہ فاسد ہوی پر اوس عورت کی نماز تو صحیح ہوئی اور اسمین میت کا حق پورا ہو گیا

ویتادی فرض صلوة الجنازة فلا تعاد لان تکرارها غیر مشروع عندنا ومن ولد وظهر منه عند ولادته

اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئے پہر اعادہ نہو گا اسلئی کہ اسکا تکرار شرع مین ہماری نزدیک ثابت نہین ہے اور جو بچہ پیدا ہووی اور پیدا ہوتے ہوئے

ما یدل علی حیوته من رفع صوت او تحریک عضو یسمی ویغسل ویصلی علیه وان لم یظهر منه عند ولادته

کوئی نشان زندگی کا معلوم ہووے جیسے رونیکی آواز یا کسی عضو کا ہلانا تو اوسکا نام مقرر کرینگے اور نہلاوینگے اور نماز جنازہ پڑہینگے اور اگر پیدا ہوتے ہوئے

ما یدل علی حیوته لا یصلی علیه واختلف فی تسمیته وغسله والمختار انه یسمی ویغسل ویدرج فی خرقة

کوئی نشان زندگی کا ظاہر نہوا تو اوسپر نماز جنازہ نہ پڑہینگی اور اوسکی نام معین کرنیمین اور نہلانی مین اختلاف ہے اور مختار یہہ ہی کہ نام رکہین اور نہلاوین اور کپڑی مین لپیٹ کر

ویدفن نکریما لبنی آدم ولو سبی صبی ومات ان لم یسب معه احد ابویه یصلی علیه لکونه تبعا للسابی

واسطی تعظیم بنی آدم کی دفن کر دین اور اگر لوٹ مین بچہ پکڑا آوی اور مر جاوی تو اگر اوسکی ساتھہ اوسکا ماں باپ کوئی پکڑا نہین آیا تو اوسپر نماز پڑہین کیونکہ وہ گرفتار کرنیوالے کا

والدار وان سبی مع احد ابویہ لا یصلی علیہ لکونہ کافرا تبعا لمن سبی معہ من احد ابویہ الا ان یقر ھو بالاسلام وھو

یالاک کا تابع ہے اور اگر وہ کسی ماں یا باپ کے ساتھ گرفتار ہوا ہی تو نماز نہ پڑہین کیونکہ وہ ماں باپ مین سے جسکے ساتھ گرفتار ہوا ہے اوسکی تبعیت مین کافر ہے ہان اگر وہ بچہ اسلام کا اقرار کرتا ہو اور

یعقل صفتہ المذکورۃ فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لجبریل علیہ السلام حین سالہ عن الایمان ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ و

اسلام کی صفت جو اس حدیث مین مذکور ہے جانتا ہو کہ نبی علیہ السلام نی جبریل علیہ السلام سے جب اونسے نبی علیہ السلام سے صفت ایمان کی پوچھی تو فرمایا کہ یقین کرے تو اللہ کا اور اوسکی

رسلہ والیوم الاخر وبالقدر خیرہ وشرہ او یسلم من سبی معہ من احد ابویہ فحینئذ یصلی علیہ اذ قد جاء فیہ الخبر ان الولد

رسولونکا اور قیامت کی دن کا اور نیک و بد کی اندازہ کرنیکا یا اوسکا ماں یا باپ جسکی ساتھ وہ گرفتار ہوا ہی مسلمان ہو جاوے تو اوسپر نماز پڑہین اسلئی کہ اس باب مین حدیث ہی کہ بچہ

یتبع خیر الابوین دینا وان مات فی دار الاسلام بعد موت ابیہ فیہا لا یصلی علیہ لتقرب التبعیۃ بموت ابیہ ومن مات فی السفینۃ

ماں باپ مین سے باعتبار دین کے اچھی کا تابع ہوتا ہی اور اگر وہ بچہ دار الاسلام مین بعد مرنے اپنی باپ کے دار الاسلام مین مر گیا تو ابھی اوسپر نماز نہ پڑہین کیونکہ باپ کی موت سے ابھی تبعیت قریب ہے اور جو شخص جہاز مین مر جاوے

ولم یکن فی قربہا ارض یغسل ویکفن ویصلی علیہ ویلقی فی البحر ومن قتل فی حد او قصاص یغسل ویصلی علیہ لما روی ان ماعزا

اور کہین قریب جوار مین زمین نہ ملی تو غسل دیکر اور کفنا کر اور نماز پڑہ کر دریا مین ڈالدین اور جو شخص حد یا قصاص مین مارا جاوی تو اوسکو نہلاوین اور اوسپر نماز پڑہین کیونکہ روایت ہی کہ ماعز کو

لما رجم جاء عمہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ قتل ماعز کما یقتل الکلاب فما تامرنی اصنع بہ فقال النبی علیہ الصلوۃ

جب رجم کیا تو اوسکے چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر پوچھا کہا یا رسول اللہ ماعز کتی کی موت مارا گیا اب جو حکم ہو سو کرون پس نبی علیہ الصلوۃ

والسلام لا تقل ھذا لانہ تاب توبۃ لو قسمت علی اھل الارض لوسعتہم اذھب واغسلہ وکفنہ وصل علیہ ومن یقتل من

والسلام نے فرمایا یہہ مت کہہ کیونکہ اوسنے تو ایسی توبہ کی ہی اگر تمام روی زمین کی باشندون مین تقسیم کرین تو سبکو کافی ہو تو جا اوسکو نہلا اور کفن دی اور نماز پڑہ اور جو شخص

البغاۃ وقطاع الطریق لا یغسل ولا یصلی علیہ لما روی ان علیا رضی اللہ عنہ لم یغسل البغاۃ ولم یصل علیہم فقیل لہ اھم

باغیون مین سی یا رہزنون مین سی مارا جاوی تو نہ غسل دین اور نہ اوسپر نماز پڑہین کیونکہ روایت ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نی نہ باغیون کو غسل دیا اور نہ نماز پڑہی ہے پہر کسینے اونسی پوچھا کیا

کفار فقال لا بل ھم بغوا علینا اشار الی انہ انما ترک غسلہم والصلوۃ علیہم لبغیہم لیکون عقوبۃ لہم وزجرا لغیرہم قیل ھذا

یہہ لوگ کافر ہین جواب دیا نہین بلکہ یہہ ہم سی باغی ہین یہہ اشارہ ہی کہ انکا غسل اور نماز بغاوت کے لئے ترک ہوئی ہی تاکہ انکو سزا ہو اور اورونکو خوف ہو کوئی کہتا ہے کہ

فی حق من یقتل فی حال المحاربۃ قبل ان تضع الحرب اوزارھا لا لمن یقتل بعد ثبوت ید الامام علیہ فانہ یغسل ویصلی علیہ قال

یہہ اوس باغی کی حق مین ہی جو عین جنگ مین لڑائی موقوف ہونیسے پہلے مارا جاوے اوسکی سزا نہین ہی جو بعد قابض ہونے امام کے مارا جاوے ایسی کو غسل بہی دین اور نماز بہی پڑہین زیلعی

الزیلعی ھذا تفصیل حسن اخذ بہ الکبار من المشائخ ومشائخنا جعلوا حکم المقتولین بالمعصیۃ حکم اھل البغی وکذلک حکم

کہتا ہی یہہ فرق خوب ہی اسکو بڑی بڑی مشائخ نی اختیار کیا ہے اور ہماری مشائخ نی معصیت کے مقتولون کو فـ باغیون مین داخل کیا ہی اور ایسے ہی جو شخص

الواقفین الناظرین الیہم اذا اصابہم حجر او سہم وماتوا فی تلک الحالۃ لا یصلی علیہم وان ماتوا بعد تفرقہم یصلی علیہم ومن یقتل

کہڑی رہکر باغیون کا تماشا دیکہی اگر اوسکی پتہر یا تیر جا لگی اور اسی حالت مین مر جاوے تو اسپر بہی نماز نہ پڑہین اور اگر بعد چلی جانیکے مری تو اونپر نماز پڑہین اور جو شخص اپنے

نفسہ عمدا یصلی علیہ عند ابی حنیفۃ ومحمد وھو الاصح لانہ وان کان باغیا علی نفسہ الا انہ غیر ساع فی الارض بالفساد

تئین عمدا قتل کری طرفین کی نزدیک اوسپر نماز پڑہین اور یہہ ہی اصح ہی اسواسطی کہ اگرچہ یہہ شخص اپنی جان پر باغی ہے پر اسنے ملک مین کچہہ فساد نہین پہیلایا

بل ھو فاسق کسائر فساق المسلمین ومن یقتلہ السبع او یحترق بالنار او یتردی من الجبل او یموت تحت ھدم یغسل ویصلی علیہ

بلکہ فاسق ہی جیسی اور مسلمان فاسق ہوتی ہین اور جسکو درندہ پہاڑ ڈالی یا آگ مین جل جاوی یا پہاڑ پر سی گر کر ہلاک ہووے یا مکان تلی دب مری تو اوسکو نہلاوین اور نماز پڑہین

ومن یقتلہ اھل الحرب او اھل البغی او قطاع الطریق ولم یکن جنبا لا یغسل لکونہ شہیدا بل یصلی علیہ ویدفن بدمہ وثیابہ التی

اور جسکو حربی لوگ یا باغی یا رہزن مار ڈالین اور وہ جنب نہو تو اوسکو غسل نہ دین اسلئی کہ وہ شہید ہے بلکہ اوسکو نماز پڑہکر خون آلودہ انہین کپڑون مین دفن کردین

قتل فیہا الا ما لیس من جنس الکفن کالفرو والحشو والخف والقلنسوۃ فان کان ما علیہ من الثیاب ناقصا عن کفن السنۃ یزاد علیہ

جنمین قتل ہوا ہے بجز اوسکی جو کفن کی قسم کا نہو جیسے پوستین اور رنیدار کپڑا اور موزہ اور ٹوپے اور اگر اوسکے بدن کی کپڑی مقدار کفن مسنون سے کمتر ہون تو زیادہ کردین

وان کان زائدا ینقص منه مراعاة للسنة ولا یصلی علی عضو الا اذا کان فی حکم الکل بان یوجد اکثر المیت او

اور اگر بڑھتی ہوئی تو واسطی رعایت سنت کی کم کردین اور مقتول کی عضو پر نماز نہین ہی مگر جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم مین ہو اسطور کہ آدھی سی زیادہ ہو یا

نصفه مع راسه بخلاف ما لو وجد راسه او نصفه مشقوقا بالطول فانه لا یغسل ولا یصلی علیه والمصلوب

سر سمیت آدھا ہو برخلاف اوس مقتول کی جسکا فقط سرہی ہاتھ آوی یا آدھا طول کی جانب سی چرا ہوا ایسیکی لئی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہوا

یترک علی خشبته ثلثة ایام عقوبة له وزجر الغیره ثم لما تم له ثلثة ایام یخلی بینه وبین اهله لیدفنوه ولو

تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اوسکی یہی سزا ہی اور اوروں کی لئی خوف پھر جب تین دن پوری ہو جاوین تو اوسکی وارثوں کو اجازت دین تاکہ اوسکو دفن کرین اور اگر

مات کافر ولم یکن له ولی من الکفار وله قریب مسلم یغسله القریب المسلم ویدفنه لما روی ان علیا لما مات ابوه

کوئی کافر مرجاوی اور اوسکا کوئی کافر وارث نہو اور اوسکا سگا مسلمان ہو تو وہی مسلمان اوسکو غسل دی کر دبدی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اونکا باپ مرگیا

جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ان عمک الضال قد مات فقال له النبی صلی الله علیه وسلم

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ آپکا چچا گمراہ مرگیا آپ نی فرمایا

اذهب فاغسله وکفنه وواره لکن لا یغسل کغسل المسلم بل یصب علیه الماء ویغسل غسل الثوب النجس من

جا اوسکو نہلا اور کفنا کر داب دی پر اوسکو مسلمانوں کی طرح نہ نہلاوین بلکہ اوسپر پانی بہادین جیسی گندہ کپڑی کو دہوتی ہین

غیر وضوء ولا بدایة من المتیامن ویلف فی خرقة من غیر مراعاة سنة الکفن ویحفر حفرة من غیر لحد ویلقی فیها

نہ تو وضو کرائین اور نہ دہنی طرف سی شروع کرین پھر کپڑی مین لپیٹین کفن مین کچھ رعایت سنت کی نہ کرین اور گڑھا بدون لحد کی کہود کر ڈالین

ولا یوضع ویجوز دفعه الی اهل دینه وان کان له ولی من الکفار لا ینبغی للمسلم ان یتولی امره بل یخلی بینه وبینهم

اور مردہ کی طرح نہ اوتارین اور جائز ہی کہ اوسکا لاشہ اوسکی ملت والوں کو حوالہ کردین اور اگر کفار میں سی کوئی اوسکا وارث ہو تو اب مسلمان کو نہیں چاہیی کہ اوسکی کاروبار کا ذمہ دار ہو

لیصنعوا به ما یصنعون بموتاهم هذا اذا لم یکن کفره بالارتداد واما اذا کان کفره بالارتداد فلا یدفع الی اهل

جسطور ایسی مردوں کو کرتی ہوں سو اوسکو کرین یہہ جب ہی کہ اوسکا کفر ارتداد کا نہو اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہوا ہی تو اوسکی ملت والوں کو جنکی دین مین

الدین الذی انتقل الیه بل یلقی فی حفرة کالکلب بلا غسل ولا کفن یسر نا الله تعالی النجاة من زوال الایمان بلطفه وکرمه

ملگیا ہی نہ دیوین بلکہ کتی کی مثال بی غسل اور بی کفن گڑھی مین ڈالدین الہی ہمکو زوال ایمان سی بچا اپنی لطف وکرم سی آسان کر

المجلس السادس والخمسون فی بیان قوله علیه السلام من کان اخر کلامه

مجلس چھپن اس حدیث کی بیان مین جسکی آخر کلام

لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان اخر کلامه لا اله الا الله

لا اله الا اللہ ہی وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکا پچھلا بول لا الہ الا اللہ ہو

دخل الجنة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه معاذ بن جبل ومعناه ان کل من کان اخر کلامه عند الموت

وہ جنتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین ہی معاذ بن جبل کی روایت سی اور معنی یہہ ہین کہ جسکا آخر کلام مرتی وقت کلمہ توحید ہو

کلمة التوحید یدخل الجنة اما قبل ان یعذب بعفو ذنوبه او بعد ان یعذب بقدر ذنوبه فعلی هذا کل من

وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بی عذاب اگر خطائین معاف ہوئین یا گناہوں کی برابر عذاب بہگت کر اس بیان کی موافق

یئس من حیاته ینبغی له ان یکثر الاستغفار ویتوب عن ذنوبه ویستحضر فی ذهنه ان هذا اخر اوقاته

جسکو توقع زیست کی نرہی تو اوسکو چاہیی کہ استغفار بہت کیا کری اور اپنی گناہوں سی توبہ کری اور اپنی دل مین یہی خیال رکہی کہ دنیا مین سی میرا یہہ ہی وقت آخر ہی

من الدنیا ویجتهد ان یختمها بخیر ویسارع فی قضاء دینه لئلا یبقی فی قبره مرتهنا بدینه کما اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام

اور یہہ ہمت کری کہ اوسوقت کو خیر پر تمام کری اور جلدی سی اپنا قرض ادا کری تاکہ قبر کی اندر قرض مین الجھا نہ پڑا رہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی

وقال نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يرضى عنه ويبادر في اداء سائر الحقوق الى اهلها من رد المظالم والودايع والعواري

فرمایا مؤمن کی جان قرض میں الجھی رہتی ہی جبتک قرض خواہ راضی ہووی اور جلدی سی تمام حقداروں کی حق ادا کردی ناحق لیا ہوا پھیردی اور امانتیں اور مانگی ہوئی چیزیں

واستحلال اهله من زوجته ووالديه واولاده وغلمانه وجيرانه واصدقائه وكل من كان معه معاملة او مصاحبة

اور اپنی اہل سی یعنی اپنی بیوی اور ماں باپ اور اولاد اور غلاموں اور ہمسایوں اور دوستوں سی اور جسکی ساتھ کچھ معاملہ ہوتا ہو یا ہمنشینی ہو حق معاف کرالی

ويوصى بما لا يتمكن من ادائه في الحال حتى لو كان عليه حق من حقوق الله تعالى كالصلوة والزكوة والصوم والحج

اور جو حق کہ بالفعل ادا نہیں ہوسکتا اوسکی وصیت کردی یہانتک کہ اگر اوسکی ذمہ حقوق اللہ ہوں جیسی نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج وغیرہ

وغيرها يجب عليه ان يوصى لهذه الحقوق بثلث ماله ان احتيج اليه وان لم يكن عليه حق من هذه الحقوق لا

تو اسپر واجب ہی کہ واسطی ادا ان حقوق کی تہائی مال میں سی وصیت کردی اگر مال کی حاجت ہووی اور اگر اوسکی ذمہ ایسی حقوق نہیں ہیں تو اوسپر اور کوئی

يجب عليه الوصية بل ينبغي له ان ينظر الى حال الورثة فانهم ان كانوا صغارا فالافضل له ترك الوصية وكذلك

کوئی وصیت واجب نہیں ہی بلکہ اوسکو یہہ چاہئی کہ ورثہ کی حال کو لحاظ کری کیونکہ اگر ورثہ بچی ہیں تو افضل یہہ ہی کہ وصیت نکری اور ایسی ہی

لو كانوا كبارا وهم فقراء ولا يستغنون بحصتهم من التركة كان ترك الوصية افضل له وان كانوا اغنياء او يستغنون

اگر بالغ ہوں لیکن ایسی محتاج کہ ترکہ میں سی اپنا اپنا حصہ لیکر بھی غنی نہو دین تو بھی وصیت نکرنی افضل ہی اور اگر غنی ہوں یا ترکہ میں سی

بحصتهم من التركة فالافضل له ان يوصى باقل من الثلث فيما هو طاعة لا معصية فيه فيبدأ بمن ليس بوارث من اهل قرابته

اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہوجاوین تو اب افضل یہہ ہی کہ تہائی مال سی کم کی ایسی وصیت کری جو طاعت ہو اور جسمین کوئی معصیت نہو پہر اپنی قرابتیوں میں سی ایسی سی شروع کری

ان كانوا فقراء وان لم يكونوا فقراء بل كانوا اغنياء فبالجيران وقدر الاستغناء عند ابى حنيفة على ما ذكر في قضايا الخلاصة والبزازية ان يبقى

اگر وہ محتاج ہوں اور اگر محتاج نہوں بلکہ غنی ہوں تو ہمسایوں سی شروع کری اور مقدار استغنا کی امام ابو حنیفہ کی نزدیک موافق اوسکی جو خلاصہ اور بزازیہ کی وصایا میں مذکور ہی

لكل وارث بعد الوصية اربعة الاف وعن الفضلي عشرة الاف وبعد الوصية ينبغي له ان يحسن

کہ وصیت ادا کرکر چار ہزار ہر یک وارث کی لئی بچ رہیں اور فضلی سی یہہ روایت ہی کہ دس ہزار بچتی رہیں اور وصیت کرنی کی بعد چاہئی کہ اپنا گمان

ظنه بالله تعالى بانه يرحمه ويغفر ذنوبه ويستحضر في ذهنه انه حقير في مخلوقاته تعالى

جناب الٰہی میں درست کری کہ مجھپر اللہ رحمت ہی کریگا اور میری گناہ معاف ہی کریگا اور اپنی دلمین یہہ خیال کری کہ اوسکی مخلوقات میں سب سی کمینہ ہوں

وانه تعالى غنى عن عذابه وطاعته وينبغي له ان يكون مشغولا بقراءة ايات من القران العظيم في الرجاء

اور اللہ تعالی کو میری عذاب اور طاعت کی کچھ پرواہ نہیں ہی اور چاہئی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنمین رجا اور امیدواری ہی پڑہی

او يقرأها غيره عنده وهو يسمع وكذلك يستقرئ احاديث الرجاء او يقرأ غيرها عنده و

یا اوسکی پاس اور لوگ پڑہیں یہہ سنتا رہی اور ایسی ہی رجا کی حدیثیں پڑہی یا اور لوگ اوسکی پاس پڑہیں اور

هو يسمع وحكايات الصالحين واثارهم عند الموت وينبغي له ان يحافظ على الصلوات الخمس و

یہہ سنتا رہی اور صلحاء کی قصی اور اونکی مرتی دم کی حالات سنی اور اوسکو چاہئی کہ پنجگانہ نماز کی اور

غيرها من وظائف الدين بقدر طاقته فانه اذا عجز عن القيام في الصلوة يصلى

سوائی اوسکی اور وظائف دین کی طاقت کی موافق محافظت کئی جاوی بیشک اگر وہ نماز میں قیام سی تنگ رہی

قاعدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلى بالايماء قاعدا ويجعل سجوده

تو بیٹھکر رکوع اور سجود کی ساتھ پڑہی اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہو تو بیٹھکر اشارہ سی پڑہی اب سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی

اخفض من ركوعه ليحصل الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلى بالايماء

پست کری تاکہ دونوں میں فرق رہی اور اگر بیٹھنی کی قدرت نہو تو کروٹ پر پڑا ہوا اشارہ سی پڑہی

مضطجعا او مستلقيا لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها ويجتنب النجاسات ما استطاع

یا چت لیٹکر اسلئی کہ طاعت بقدر طاقت ہوتی ہی اس آیت سی تکلیف نہین دیتا اللہ کسی کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے اور گندگی سی جہانتک ہو سکی بچی

حتى اذا عجز عن استعمال الماء يصلي بالتيمم واذا كان على بدنه او ثوبه او موضع صلوته نجاسة وعجز عن ازالتها يصلي معها

یہان تک کہ اگر پانی استعمال نکر سکے تو تیمم سی نماز پڑہی اور اگر اوسکی بدن پر یا کپڑی پر یا نماز کی جگہہ پر گندگے ہو اور پاک نکر سکے تو ویسی ہی نماز پڑہ لے

ولا يترك الصلوة ولا يؤخرها عن وقتها ما دام عقله ثابتا خوفا من حضور اجل بغتة وقد حصل منه التقصير في اتيان

نہ تو نماز کو بالکل قضا کری اور نہ وقت سی تاخیر کری جب تک کہ اوسکی عقل قایم ہو کیونکہ یہہ خوف ہی کہ ناگاہ موت ایسی وقت نہ آجاوی کہ بقدر طاقت

ما وجب عليه بقدر استطاعته وليحذر من التساهل في ذلك اذ من اقبح القبائح ان يكون اخر عهده من الدنيا التي

واجبات کی ادا کرنی سی قاصر ہو اور اسوقت مین سستی سی حذر کری کیونکہ یہہ بڑہی قباحت ہی کہ دنیا مین جو

هي مزرعة الاخرة التفريط فيما وجب عليه او ندب اليه وليجتهد في ختم عمره باكمل الحالات ويوصي اهله واصحابه

آخرت کا کہیت ہی اوسکی آخری وقت مین واجبات یا مستحبات کی ادا کی کوتاہی پائی جاوی اور چاہیئے کہ اپنی عمر کو اچھی سی اچھی حالت پر تمام کری اور اپنی اہل اور اصحاب کو

بالصبر والاحتمال على ما يصدر منه في مرضه ويوصيهم بالصبر وترك البكاء عليه ويقول لهم قد صح انه عليه الصلوة

اون حرکات پر جو اوس سی بیماری مین واقع ہون صبر اور تحمل کی وصیت کرے اور وصیت کری کہ صبر کرنا رونا پیٹنا نہین اور اسطور پند کری کہ صحیح روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

والسلام قال الميت يعذب ببكاء اهله عليه فاياكم يا احبائي والسعي في اسباب عذابي ويوصيهم ايضا باجتناب

نی فرمایا ہی میت کو اوسکی اہل کی رونی سی عذاب ہوتا ہی سو یارو میری عذاب مین سعی کرنی سی بچیو اور یہہ وصیت کری کہ ماتم مین

ما جرت به العادة من البدع في الجنائز ويؤكد عليهم ذلك وينبغي له ان يقول في وقت بعد وقت متى رايتم مني تقصيرا

جو جو بدعات رسم ہو رہی ہین ہرگز نکرنی چاہیین اور خوب تاکید کردی اور چاہیئے کہ دم بہ دم یہہ سمجہاتا رہی جب تمکو میری کوئی قصور

في شيء فنبهوني عليه برفق فاني معرض للغفلة والكسل والاهمال واذا قصرت فنشطوني وعاونوني على اهبة سفري

معلوم ہو تو مجہکو نرمی سی جتا دیا کرو کیونکہ مین اب غفلت اور کاہلی اور سستی مین مبتلا ہون اور جب مجہسی کوئی قصور ہو تو مجکو بچاؤ اور اس سفر کی سامان پر تیار کرو

هذا فاذا حضر الموت يوجه نحو القبلة على شقه الايمن قال الزيلعي والمختار في زماننا ان يلقى على قفاه وقدماه

پہر جب دم نکلنے لگے تو داہنے کروٹ پر اوسکا مونہہ قبلہ کی طرف پہیر دین زیلعی کہتا ہی مختار اس زمانہ مین یہہ ہی کہ چت لٹا کر اوسکے پانو

الى القبلة ويرفع راسه قليلا ليكون وجهه الى القبلة دون السماء وانما اختير ذلك وان كان الاول سنة لكونه

قبلہ کی طرف کر کر کچھہ تہوڑا سا اوسکا سر اوبہار دین تا کہ اوسکا مونہہ قبلہ کیطرف ہو جاوی آسمان کی طرف نرہی یہہ اسلئی مختار ٹہیرا ہے اگرچہ صورت اول مسنون ہی کہ

ايسر لخروج الروح ويلقن الشهادة لانه موضع يتعرض الشيطان فيه لافساد اعتقاده فيحتاج الى مذكر ومنبه على

واسطی نزع روح کی آسان ہی اور کلمہ شہادت تلقین کرین کیونکہ اس وقت شیطان اوسکا اعتقاد خراب کرنیکو لپٹا رہتا ہے سو اب توحید یاد دلانی والی کے

التوحيد وكيفية التلقين ان يذكر عنده كلمة التوحيد ولا يؤمر بها مخافة ان يضجر ويردها لكون الحال صعبا

حاجت ہی اور تلقین کا طریقہ یہہ ہے کہ اوسکو سنا کر کلمۂ توحید پڑہین اوسکو نہ کہین کہ کلمہ پڑہ یہہ خوف ہی کہ دل تنگ ہو کر رد کردی کیونکہ اوسپر یہہ سختی کا

عليه واذا قالها مرة لا تعاد عليه الا ان يتكلم بكلام اخر فحينئذ يلقن مرة اخرى حتى يكون اخر كلامه كلمة التوحيد

وقت ہی اور جب وہ ایک بار بہی پڑہ لی تو پہر اوسپر اعادہ نکرین ہان اگر اوسکی بعد اور بات چیت ہو تو اب دوبارہ تلقین کرین تا کہ اوسکے آخر کلام کلمہ توحید ہو

واما التلقين بعد الموت فقد اختلفوا فيه فقيل يلقن لظاهر ما روى عن ابي سعيد الخدري انه عليه الصلوة والسلام

اور بعد موت کی جو تلقین کرتی ہین اوسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی تلقین کرنا چاہئی باعتبار ظاہر معنون روایت ابو سعید خدری کے کہ نبی علیہ السلام نے

قال لقنوا موتاكم لا اله الا الله وقيل لا يلقن لعدم الفائدة فيه بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا يحتاج الى التلقين

فرمایا اپنی موتا کو لا الہ الا اللہ تلقین کیا کرو اور کوئی کہتا ہی تلقین نکرین کیونکہ بعد موت کے اس مین کچھہ فائدہ نہین اسلئے کہ اگر وہ ایمان سی مرا تو اب تلقین کی کیا حاجت ہے

وان

وان مات کافراً لا یفید التلقین وما ذکر من الحدیث فالجواب عنه ان المراد بالموتی هم الذین حضرهم الموت وقیل لا
اور اگر کافر مرا ہی تو اوسکو تلقین سی کیا فایدہ اور یہہ حدیث جو مذکور ہوئی تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ موتا سی مراد وہ آدمی ہین جو نزع کی حالت مین ہین اور کوئی
یؤمر ولا ینہی عنہ واذا مات یغمض عیناہ ویشدّ لحیاہ بعصابۃ عریضۃ من فوق راسہ لان فیہ تحسین اذ لو ترک علی
کہتا ہی نہ تو تلقین کرنیکو امر کرین اور نہ منع کرین اور جب مر جاوے تو دونون آنکھین اوسکی بند کردین اور دونون جبڑی چوڑی پٹی سر سے باندھ دین کیونکہ اسمین خوبصورتی ہی اسلئے کہ اگر اوسکو
حاله یبقی قطیع المنظر ولا یؤمن من دخول الھوام فی جوفہ والماء عند غسلہ ویمدّ اطرافہ ویوضع علی بطنہ حدید
اسی حال پر چھوڑ دین تو بدہیئت ہو نہ کہلا رہ جاوے پھر اس سے بچاو نہین کہ اوسکی پیٹ مین کیڑا وغیرہ اور نہلاتی ہوئی پانی بہر جاوی اور اوسکے ہاتہہ پانو کہینچکر سیدہے کر دین اور پیٹ پر لوہا رکہدین
لئلا ینتفخ ویقول مغمضہ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اللہم یسّر علیہ امرہ وسہّل علیہ ما بعدہ واسعدہ بلقائک واجعل
تاکہ پہول نجاوی اور آنکھین بند کرنیوالا یہہ پڑہی بسم اللہ وعلی ملۃ الخ یعنی نام اللہ کے اور رسول اللہ کے دین پر الٰہی اسپر اسکا حال آسان کر اور سہل کر اسپر اسکا ما بعد سہل کر اسکو اپنی دیدار سی سعادتمند کر دے اور اوسکے
ما خرج الیہ خیراً مما خرج عنہ ویکرہ قراءۃ القران عندہ حتی یغسل ثم ان غسلہ شریعۃ قدیمۃ لما روی ان ادم النبی علیہ
لئی وہ منزل جہان جاتا ہے اوس منزل سی کہ جہان سے نکلتا ہے بہتر کردے اور اوسکے پاس قرآن پڑہنا مکروہ ہے جبتک نہلا چکین پہر نہلانا قدیمی طریقہ ہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ آدم نبی
الصلوۃ والسلام لما قبض نزل جبریل علیہ السلام بالملئکۃ وغسلوہ وقالوا لولدہ ھذا سنۃ موتاکم والمراد بالسنۃ المذکورۃ
علیہ السلام جب موی تو جبریل علیہ السلام فرشتون کو لیکر آیا اور اونکو نہلا کر اونکی بیٹی سی کہا یہہ تمہاری موتا کی سنت ہے اور سنت سے اسجگہہ
ھھنا الطریقۃ لان غسلہ واجب عملا بکلمۃ علی فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام للمسلم علی المسلم ستۃ حقوق ومن
طریقہ مراد ہی نہین تو میت کا غسل واجب ہے بلحاظ حرف علی کے جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے مسلمان کی حقوق مسلمان پر چھہ ہین اونمین سے
جملتہا ان یغسلہ بعد موتہ لکن اذا قام بہ البعض سقط عن الباقین لحصول المقصود فاذا ارید غسلہ یوضع علی سریر
ایک یہہ ہی کہ اوسکو مرنی کی پیچہی نہلاوی پر اس مین جب کوئی لگجاتا ہی تو باقی کی ذمہ سی ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ مقصود جو تہا سو ہو چکا پہر جب اوسکے نہلانی کا ارادہ کرین تو تختہ پر
لینصب عنہ الماء ویجمّر سریرہ وترا تعظیما للمیت وازالۃ للرائحۃ الکریھۃ عنہ وکیفیۃ التجمیر ان یدار المجمر حول السریر
لٹادین تاکہ اوسپری پانی بہ جاوے اور اوس تختہ کو طاق یعنی تین بار یا پانچ بار خوشبو کے دہونی دہو دین اسمین میت کے تعظیم ہے اور بدبو دور ہو جاتی ہی آور دہونے کا یہہ طریقہ ہی کہ مجمر کو دہونے کے ساتہہ
بالبخور مرۃ او ثلثا او خمسا قال الزیلعی ولا یزاد علیہا ویخلع ثیابہ ویستر عورتہ لان سترہا واجب والنظر الیہا حرام لقولہ عم
تختہ کی گرد ایکبار یا تین بار یا پانچ بار گردش دین زیلعی کہتا ہی اس سی زیادہ نہ پہراوین پہر اوسکی کپڑی اوتارین اور عورت ڈہانپ دین کیونکہ ستر عورت واجب ہے اور اوسکا دیکہنا حرام ہے اسواسطے کہ
لعلی لا تنظر الی فخذ حی ومیت ویوضأ بلا مضمضۃ ولا استنشاق لان الوضوء سنۃ الغسل لکن فی المیت یترک المضمضۃ
علی کو فرمایا کسی زندہ اور مردہ کی ران پر نگاہ مت کر یا پہر وضو کراوین بدون کلی اور ناک کے پانی کے اسواسطے کہ وضو غسل مین مسنون ہے لیکن میت کے غسل مین کلی
والاستنشاق لتعذر اخراج الماء منہ فیبدأ بغسل وجہہ لا بغسل یدیہ ولا یؤخر غسل قدمیہ واختلف فی استنجاءہ و
اور ناک کا پانی متروک ہے اسلئے کہ پہر پانی کا نکالنا دشوار ہی پہر پہلی پہل مونہہ دہوین پہلی ہاتہہ نہ دہوین اور پانو کا دہونا پیچہا نہ رکہین اور میت کے استنجا اور
مسح راسہ والصحیح انہ یستنجی ویمسح راسہ لکن الغاسل لا یمس عورتہ لان مس العورۃ حرام بل
سر کی مسح مین اختلاف ہے صحیح یہہ ہے کہ استنجا اور سر کا مسح ہی کرین پر نہلانی والا اوسکی عورت کو نہ چہوی اسلئے کہ عورت کا چہونا حرام ہے بلکہ
یلفّ خرقۃ علی یدہ ویغسل المخرج حتی یطہر ثم یفاض علیہ الماء مغلی بسدر او حرض وان لم یوجد ماء
اپنی ہاتہہ پر کپڑا لپیٹ کر مخرج کو اتنا دہووی کہ پاک ہو جاوی پہر اوسپر بیری کی پتوں کا یا اشنان کا جوش دیا ہوا پانی بہادین اور اگر ایسا پانی نہ ملے
کذلک یغسل بالماء القراح وھو الخالص لان المقصود الذی ھو الطہارۃ یحصل بہ واما اذا وجد فالترتیب
تو خالص پانی سی نہلادین کیونکہ اصل مقصود یعنی طہارت اس مین سے ہے حاصل سے ہے ہان اگر میسر آوی تو پہر ترتیب موافق
علی ما ذکر فی مبسوط شیخ الاسلام وھو مروی عن ابن مسعود رض ان یبدأ بالماء القراح حتی یبتل ما علی
بیان شیخ الاسلام کے جو مبسوط مین ہی اور وہ روایت ہی ابن مسعود سے یون ہے کہ اول غسل خالص پانی سی تاکہ جو کچہہ بدن پر

البدن من الدرن والنجاسة ثم بماء السدر او الحرض لیزول ما علی البدن لکونه ابلغ فی التنظیف ثم بماء فیه
میل کچیل نجاست ہی سو بہیگ کر پہول جاوی پہر بیری یا اشنان کی جوش دی ہوئی پانی سی تاکہ جو بدن پر ہی سو چہوٹ جاوی کیونکہ اسمین نظافت خوب ہوتی ہی پہر کافور
کافور ان وجد تطییبا لبدن المیت ثم یغسل راسه ولحیته بالخطمی لانه ابلغ فی استخراج الوسخ لکونه مثل الصابون فی التنظیف
ملی ہوئی پانی سی اگر میسّر تاکہ میت کا بدن خوشبو ہو جاوی پہر اوسکا سر اور ڈاڑہی گل خیرو مین دہو دین کیونکہ اسمین میل خوب چہوٹتا ہی اسلئی کہ خطمی صابون کی مانند صاف کرتا ہی
وان لم یوجد فبالصابون ثم یضجع علی یساره ویغسل حتی یصل الماء الی ما یلی التخت منه ولا یکب علی وجهه لیغسل ظهره
اور اگر یہہ نہ ملی تو صرف صابون سی پہر بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا نہلاوین کہ پانی نیچی کی طرف تختہ تک بہہ جاوی اور پیٹہہ دہونی کی لئی منہہ کی بل اوندہا نہ کردین
ثم یجلسه الغاسل ویسنده الیه ویمسح بطنه برفق وان خرج منه شیء یغسله ولا یعید غسله ولا وضوءه لان غسله
پہر اوسکو نہلانیوالا اپنی سہارے سی بیٹہا کر نرم نرم پیٹ کو ملدی اور اگر پیٹ مین سی کچہہ نکلی تو دہوی اسکی نہ غسل کا اعادہ ہی اور نہ وضو کا اسواسطی کہ اوسکا غسل
عرف بالنص وهو قوله علیه الصلوٰة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق وذکر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلا یعاد
جو نص سی اس حدیث مین ثابت ہوا ہی واسطی مسلمان کی مسلمان پر چہہ حق ہین اونمین غسل میت کو بہی ذکر فرمایا سو ایکبار ہو لیا پہر اعادہ نہین ہی
ثم ینشف بثوب لئلا یبتل اکفانه ویجعل علی راسه ولحیته الحنوط وهو عطر مرکب من اشیاء طیبة ولا باس بسائر انواع الطیب
پہر کپڑی سی پونچہ دین تاکہ کفن تر نہو جاوی اور اوسکی سر اور ڈاڑہی پر ارگجہ خوشبو مرکب لگاوین حنوط خوشبو ہی کئی خوشبو چیزونسی مرکب ہوتی ہی اور سب قسم کی خوشبوئونکا
غیر الزعفران والورس فانهما یکرهان فی حق الرجال دون النساء ویجعل الکافور علی مساجده وهی جبهته وانفه ویداه و
سوا زعفران اور ورس کی کچہہ ڈر نہین ہی یہہ دو تو مردون کی حق مین مکروہ مین عورتون کی لئی مکروہ نہین اور مساجد پر کافور لگاوین اور مساجد اوسکی پیشانی ہی اور ناک اور دونو ہاتہہ
رکبتاه وقدماه لانه کان یسجد بهذه الاعضاء فکانت اولی بزیادة الکرامة ولا یسرح شعره ولحیته ولا یقص ظفره
اور دونو گہٹنی اور دونو قدم اسلئی کہ ان اعضاء پر سجدہ کرتا تہا اسواسطی زیادتی تعظیم کی یہہ ہی اعضاء لایق تر ہین اور بالون مین اور ڈاڑہی مین کنگہی نہ کرین اور نہ ناخن تراشین
وشعره لان هذه الاشیاء انما تفعل للزینة وقد استغنی عنها وما روی انه علیه الصلوٰة والسلام قال اصنعوا بموتاکم
اور نہ بال کترین کیونکہ یہہ سامان زینت کی ہین سو اسکی کچہہ حاجت نہین رہی اور یہہ جو روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سنگار بناؤ اپنی موتا کا
کما تصنعون بعروسکم محمول علی التطییب والتطهر لا علی التنقیص وازالة الجزء لکون ذلک غیر مسنون فی المیت وروی
جیسی سنگار کرتی ہو اپنی دلہنون کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کرنی پر اور جزکی دور کرنی پر نہین کیونکہ یہہ امور میت کی حق مین غیر مسنون ہین اور
عن ابی حنیفة وابی یوسف ان الظفر ان کان منکسرا فلا باس باخذه ومن مات ولم یوجد ماء لیغسل یتیمم ویصلی علیه ثم
ابوحنیفہ اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو اوسکی کترنیکا کچہہ مضائقہ نہین اور اگر کوئی شخص مر جاوی اور پانی غسل کو نہ ہاتہہ آئی تو اوسکو تیمم کراوین اور نماز پڑہین پہر
ان وجد ماء یغسل وتعاد صلوٰته وقیل لا تعاد وان جری الماء علی المیت او اصابه مطر عن ابی یوسف انه لا ینوب عن الغسل
اگر پانی ملجاوی تو نہلاوین اور نماز دوبارہ پڑہین اور کوئی کہتا ہی کہ پہر نہ پڑہین اور اگر میت پر خود بخود پانی بہہ گیا یا مینہہ مین بہیگ گیا تو ابو یوسف سی روایت ہی کہ قایم مقام غسل کا نہین
لانا امرنا بالغسل وجریان الماء واصابة المطر لیس بغسل والغریق یغسل ثلاثا فی قول ابی یوسف وعند محمد فی روایة ان
ہوتا کیونکہ ہمکو حکم غسل دینی کا ہی اور پانیکا بہنا اور مینہہ مین بہیگنا کچہہ غسل نہین ہی اور ڈوبی ہوئی کو ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دین اور محمد کی قول کی موافق ایک روایت مین اگر
نوی الغسل عند الاخراج من الماء یغسل مرتین وان لم ینو یغسل ثلاثا وفی روایة عنه یغسل مرة واحدة وغاسل المیت
پانی مین سی نکالتی ہوئی غسل کا نیت کی ہو تو پہر دوبار نہلاوین اور اگر نیت غسل کی نہین کی تو تین بار نہلاوین اور ایک روایت مین اونسی کہ ایک ہی دفعہ نہلاوین اور میت کا نہلانیوالا
ینبغی ان یکون علی طهارة وان یکون اقرب الناس الیه وان لم یوجد فاهل الورع والصلاح واذا تم غسله یکفن ولکل واحد
چاہئی کہ باوضو ہو اور میت کا سب سی زیادہ تر قریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہو تو کوئی خدا ترس اور پرہیزگار ہو اور جب نہلا چکین تو کفن پہناوین اور ہر ایک
من الرجل والمراة کفن السنة وکفن الکفایة وکفن الضرورة فی حقهما ما یوجد وکفن السنة للرجل قمیص وازار ولفافة
کی لئی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفایت ہی اور لاچاری کا دونو کی لئی وہ ہی جو میسر آجاوی اور کفن سنت مرد کا قمیص یعنی کفنی اور تہبند اور چادر لپیٹ کی

فالقمیص من المنکبین الی القدمین بلا دخریص ولا جیب ولا کمین وکل واحد من الازار واللفافۃ من الفرق الی

پس قمیص دونو مونڈہوں سی پانوون تک بی کلی اور گریبان اور بی آستینوں کے اور ہر دونو یعنے تہبند اور پوٹ کی چادر سر سے

القدم فاذا ارید تکفینہ یبنسط اللفافۃ اولا ثم الازار ثم القمیص ثم یوضع المیت فیہ ویقمص ثم یعطف

پانو تک ہیں جب کفن پہنا وین تو پہلی پوٹ کی چادر بچہا دین پہر اوسکی اوپر تہبند پہر اوسکے اوپر قمیص پہر اوسکے اوپر میت کو لٹا کر قمیص یعنے کفنے پہنا دین پہر تہبند

الازار من جہۃ الیسار ثم من جہۃ الیمین ثم اللفافۃ کذلک وان خیف انتشار الکفن یعقد صیانۃ عن

پہلی بائین طرف سی لپیٹین پہر داہنی طرف سی پہر پوٹ کی چادر اسیطور پر اور اگر کفن کے اوڑنی کا خوف ہو تو گرہ لگا دین مبادا

الکشف وکفن الکفایۃ لہ ازار ولفافۃ ویکرہ اقل من ذلک الا عند الضرورۃ وکفن السنۃ للمراۃ درع وخمار

کہل نجاوی اور کفن کفایت مرد کے واسطی تہبند اور پوٹ کے چادر اتنی کم تر مکروہ ہے مگر لاچاری کو اور کفن سنت عورت کی لئی پیراہن اور اوڑہنے

ولزار ولفافۃ وخرقۃ تربط علی ثدییہا فانہا تلبس الدرع اولا ثم یجعل شعرہا ضفیرتین علی صدرہا فوق الدرع

اور تہبند اور پوٹ کے چادر اور دامنی جس مین اوسکی پستان چہپا دین پس عورت کو پہلی پیراہن پہنا دین پہر اوسکی بالونکی دو لٹین کر کر پیراہن کی اوپر دونو طرف سینہ

ثم یوضع الخمار علی راسہا منشورۃ کالمقنعۃ فوق ذلک ثم یعطف الازار واللفافۃ کما ذکر فی حق الرجال ثم تربط الخرقۃ

پہر اوڑہنے اوسکے سر پر مقنع کی طور پر درع کی اوپر پہیلا کر اوڑہا دین پہر ازار اور لفافہ کو اوسیطور پر جو مردونکی حق مین مذکور ہوا لپیٹ دین پہر دامنے سینہ

فوق الاکفان وعرضہا ما بین الثدی الی السرۃ وکفن الکفایۃ لہا ازار ولفافۃ وخمار ویکرہ اقل من ذلک الا عند

سب کفنوں کی اوپر لپیٹ دین اسکا عرض پستان سی ناف تک چاہیئے اور کفن کفایت عورت کا تہبند اور پوٹ کی چادر اور اوڑہنے اس سی کمتر مکروہ ہے مگر

الضرورۃ ویجمر الاکفان قبل ان یدرج فیہا المیت وترا ولا یزاد علی خمس علی ما ذکرہ الزیلعی وقال المرغینانی علی ما ذکر

لاچاری کو اور کفنو نکو میت کی داخل کرنی سی پہلی خوشبو کی دہونی دین طاق اور پانچ بار سی زیادہ موافق بیان زیلعی کی نہین اور مرغینانی موافق اوسکے جو منیہ کے

فی شرح المنیۃ ان کان فی المال کثرۃ وفی الورثۃ قلۃ فکفن السنۃ اولی والا فکفن الکفایۃ اولی مع جواز کفن

شرح مین مذکور ہی کہتا ہی اگر ترکہ بہت ہو اور وارث کم ہون تو کفن سنت اولی ہی اور نہین تو کفن کفایت اولی ہے اگرچہ کفن سنت تو بہی

السنۃ والمراہق فی الکفن بمنزلۃ البالغ والطفل الذی لم یبلغ حد الشہوۃ فالاحسن ان یکفن فیما یکفن البالغ وان

جائز ہی اور مراہق کفن کی باب مین بجای بالغ کی ہی اور وہ لڑکا جو ابہی حد شہوت کو نہین پہونچا تو بہتر یہ ہے کہ اوسکو کفن بالغ کا دیوین اور اگر

کفن فی ثوب واحد یجوز وبعد تکفینہ یصلی علیہ والصلوۃ علیہ فرض کفایۃ ان اداہا البعض ولو رجلا واحدا

اوسکو ایک ہی کپڑیکا کفن دیوین تو بہی جائز ہی اور کفنا کر اوسپر نماز پڑہین اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہی اگر کوئی بہی ادا کر دی اگرچہ ایک ہی مرد یا

او امراۃ واحدۃ تسقط عن الباقین والا یاثم الکل واذا حمل علی سریرہ فالسنۃ ان یحملہ اربعۃ نفر من جوانبہ الاربعۃ

ایک ہی عورت ہو تو سبکے ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہی اور نہین تو سب گنہگار ہوتی ہین اور جب اوسکو جنازہ پر اوٹہا لی چلین تو مسنون یہ ہے کہ چار آدمی چارون طرف سی اوٹہا وین

اذ فیہ تخفیف للحاملین وصیانۃ للمیت عن السقوط والانقلاب وتکثیر الجماعۃ حتی لو لم یتبعہ احد یکون ہؤلاء

کیونکہ اس مین اوٹہانی والونکو تخفیف ہی اور میت کی گرنی سی اور اولٹی پلٹنی سی حفاظت ہی اور جماعت کثیر ہو جاتی ہے یہانتک کہ اگر اور کوئی ساتھ نہ چلے تو یہی

جماعۃ ویسرعون بہ فی المشی بلا خبب وعند کثرۃ الناس وتناوبہم فی حملہ یستحب لکل من یحملہ ان یحملہ من کل جانب

جماعت ہے اور چلنی مین جلدی کرین دوڑین نہین اور کثرت انبوہ مین اگر باری باری اوسکو لی چلین تو ہر ایک کو چارون طرف سی

عشر خطوات لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من حمل جنازۃ اربعین خطوۃ کفرت عنہ اربعین کبیرۃ وکیفیۃ حملہ

دس دس قدم لی چلنا مستحب ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم لی چلتا ہے تو اوسکے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتی ہین اور لی چلنی کی کیفیت

ان یبتدی بالمقدم الایمن ویضعہ علی عاتقہ الایمن ثم بالمؤخر الایمن ویضعہ علی عاتقہ الایمن ثم بالمقدم الایسر

یہہ ہی کہ پہلی اگلی داہنی جانب اوٹہا کر اپنی داہنے مونڈہے پر رکہی پہر پچہلے داہنے جانب اپنی داہنی مونڈہی پر رکہی پہر اگلی بائین جانب اپنی

ويضعه على عاتقه الايسر ثم بالمؤخر الايسر ويضعه على عاتقه الايسر فالافضل لبقية الناس مشيهم خلفه لانه ابلغ

بائین مونڈہی پر رکہی پہر پچہلی بائین جانب اپنی بائین مونڈہی پر رکہی اور باقی لوگونکو یہہ افضل ہی کہ جنازہ کی پیچہی پیچہی چلین کیونکہ عبرت پذیری

فی الاتعاظ واذا بلغوا قبره يكره لهم الجلوس قبل وضعه على الارض ولا يكره بعد وضعه هذا فی حق من يمشی مع الجنازة

کی لئی بہت خوب ہی اور جب قبر کی پاس پہنچین تو اونکو مکروہ ہی کہ جنازہ زمین پر اوتارنے سے پہلے بیٹہہ جاوین اور جب زمین پر اوتارلین تو مکروہ نہین یہہ اونکی حق مین ہی جو جنازہ کی ساتہہ ساتہہ جاتی ہین

واما لو ذهب قوم الى المصلى وجلسوا ينتظرونها فجیء بها فالصحيح انهم لا يقومون قبل الوضع وكذا من كان قاعدا على

اور اگر ایک قوم اگی جاکر نمازگاہ مین اوسکی منتظر بیٹہے ہون پہر اوس جنازہ کو وہان لیکر آوین تو صحیح یہہ ہے کہ یہہ قوم جنازہ زمین پر رکہنی سے پہلے کہڑی نہو اور ایسا ہی جو شخص رستہ پر بیٹہا ہو

الطريق فمرت به الجنازة الا اذا اراد ان يتبعها وما ورد فی الاحاديث من القيام لها منسوخ ولا ينبغی لمن يتبعها

اور وہان کو جنازہ آ جاوی ہان اگر جنازہ کی ساتہہ جانیکا ارادہ کری کہڑا ہوجاوے اور وہ جو حدیثون مین جنازہ کی لئی کہڑا ہونا آیا ہی سو منسوخ ہے، اور ساتہہ جانیوالونکو نہین چاہیے

ان يرجع قبل ان يصلی عليها وبعد ان يصلی عليها قالوا لا يرجع الا باذن اهلها وذكر فی المحيط ان الرفيق يسعه الرجوع

کہ نماز جنازہ سی پہلی پہنکر چلی آوین اور بعد نماز کے بہی کہتی ہین کہ بدون اجازت ولی جنازہ کے نجاوین اور محیط مین ذکر ہے کہ غلام کو مضایقہ نہین کہ بی اجازت

بغير اذنهم وهو الاوجه والاولى على ما ذكر فی شرح المنية ويحفر القبر واختلف فی مقدار عمقه فقيل قدر نصف القامة

ولی میت کی چلا جاوی اور موافق مذکور شرح منیہ کے یہہ ہی ٹہیک اور راوی ہے، اور قبر کہودین اور اوسکے گہراو مین اختلاف ہے کوئی کہتا ہی بقدر نیم قد آدم

وقيل الى الصدر وان زادوا الى القامة فهو افضل واحسن ثم الافضل فيه اللحد وهو ان يحفر فی جانب القبلة منه

اور کوئی کہتا ہی سینہ تک اور اگر برابر قد آدم گہری کرین تو افضل اور حسن ہے، پہر اوس مین اگر لحد یعنی بغلی بناوین تو بہت افضل ہے لحد یہہ ہوتا ہی کہ قبر کی اندر قبلہ کی طرف گڑہا

حفيرة ويوضع الميت فيها وان كانت الارض رخوة فلا باس بالشق وهو ان يحفر فی وسط الارض حفيرة كالنهر ويبنی جانباها

کہود کر اوسکی اندر مردہ کو رکہدین اور اگر زمین پہس پہسی کمزور ہو تو شق کا کچہہ مضایقہ نہین شق یہہ ہی کہ قبر کی بیچون بیچ نہر کی وضع پر گڑہا کہودین اور اوسکی دونو پہلو

باللبن ويوضع الميت فيها وتسقف باللبن ولا يمس السقف الميت والسنة ان يوضع الميت فی قبره من جانب القبلة

کچی اینٹ سی چن کر اوسکی اندر مردہ کو رکہین اور کچی اینٹ سی چہاپین اور چہت میت سی دور رہے اور طریق مسنون یہہ ہے، کہ میت کو قبر مین قبلہ کی طرف سی اوتارین

ولا تعيين فی عدد الواضعين بل المعتبر حصول الكفاية وترا كانوا او شفعا ويقول جميعهم عند الوضع بسم الله و

اور اوتارنی والونکی گنتی مقرر نہین ہی بلکہ یہہ ہی معتبر ہی کہ جسقدر کفایت کرین طاق ہون یا جفت اور اوتارتی وقت سبکے سب یہہ پڑہین بسم اللہ و

على ملة رسول الله ويوجه الى القبلة ولا يلقى على ظهره وتحل العقدة لانها كانت لخوف انتشار الكفن وقد حصل

علی ملة رسول اللہ اور میت کا منہہ قبلہ کیطرف پہیرین چت نہ پڑا دین اور گرہ کہولدین کیونکہ گرہ تو اسلئی تہی کہ کفن نہ کہل جاوی سوئی

الامن منه ويسوى اللبن والقصب على اللحد ويكره الاجر والخشب لانهما لاحكام البناء والقبر موضع البلاء والفناء وذو

اس سی بچت ہوگئے اور لحد پر کچی اینٹ یا بانس پہیلا دین اور پکی اینٹ اور لکڑیان مکروہ ہین کیونکہ یہہ دونو چیزین مضبوطی کے واسطے ہین اور قبر کہنگی اور فنا کی جگہہ ہے اور

الرحم المحرم اولى بوضع المرأة فان لم يكن فاهل الصلاح من الاجانب ويسجى قبرها بثوب حال الوضع حتى يجعل اللبن

عورت کو اوتارنی کی لئی محرم شخص اولی ہی، اگر موجود نہو تو اجنبی پرہیزگار اور عورتکی قبر پر اوتارتی ہوی جب تک لحد کو چہاپ چکین کپڑہ تنی

ونحوه على اللحد لان مبنى حالهن على الستر ولا يسجى قبر الرجل لان مبنى حالهم على الكشف ثم يهال عليه التراب ويسنم القبر

پردہ کئی رہین اسلئی کہ عورتون کی حال ہی بنا پردہ پر ہے اور مرد کی قبر پر پردہ نہین چاہیے اسلئے کہ مردونکے حال بینے ظہور مناسب ہے پہر اوسپر مٹی ڈالدین اور قبر کو بالشت بہر اونچی

قدر شبر ولا يسطح ولا يزاد على التراب الذی خرج عن القبر ولا باس برش الماء عليه كيلا ينتشر التراب بالريح ويكره ان يبنى

اونٹ کیسی پشت بناوین اور ہموار نکردین اور نہ اوپری مٹی سوائے قبر کی کہدی ہوی کی ملاوین اور اوسپر پانی چہڑکنی کا کچہہ مضایقہ نہین تاکہ مٹی ہوا سے نہ اوڑجاوے اور مکروہ ہے کہ اوسپر مکان

عليه بيت او قبة او نحو ذلك وكذا يكره وطؤه والجلوس عليه والنوم لديه والصلوة اليه لما روى عن مرثد الغنوی

یا گنبج وغیرہ بناوین اور ایسی ہی پامال کرنا اوسپر بیٹہنا اور اوسکے پاس سونا اور اوسکے طرفکو نماز پڑہنی مکروہ ہے کیونکہ روایت ہی مرثد غنوی سے

انه علیه الصلوٰة والسلام قال لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها ویکره الذبح عنده لما روی عن انس انه علیه الصلوٰة

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر پر مت بیٹھو اور نہ اوسکے طرف کو نماز پڑھو اور قبر کے پاس ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

والسلام قال لا عقر فی الاسلام وهو الذی کان یعقر عند القبر بقرة اوشاة ویکره اتخاذ الضیافة من اهل المیت لکن

فرمایا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے اور عقر وہ گائی یا بکری ہے جو قبر پر لیجا کر ذبح کرتی تہی اور میت کی اہل سے مہمانی کا لینا مکروہ ہے لکن

یستحب لجیران المیت واقربائه الاباعد تهیئة الطعام لهم والحاحهم فی الاکل لما روی عن ابن مسعود انه علیه السلام

میت کی ہمسایون اور دور کی ناتہ دارون کو کہانا تیار کرنا اہل میت کیواسطے اور اونکو بمنت کہلانا مستحب ہے اسواسطے کہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

لما جاءه نعی جعفر بن ابی طالب قال اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاهم ما یشغلهم ویستحب التعزیة لما روی عن ابن مسعود

جب خبر مرگ جعفر بن ابی طالب کے سنے تو فرمایا واسطے عیال جعفر کے کہانا تیار کرو کہ اونکو ایسے خبر آئی ہے جسمین مشغول ہین اور تعزیت مستحب ہے اسلئے کہ ابن مسعود سے روایت ہے

انه علیه الصلوٰة والسلام قال من عزی مصابا فله مثل اجره وکیفیة التعزیة ان یقال لمن مات له قریب اعظم الله

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اوسکو ویساہی اجر ہے اور کیفیت تعزیت کی یہہ ہے کہ اوس سے جسکا قریب مر گیا ہو کہی خدا تجکو اجر عظیم

اجرك واحسن عزاءك وغفر لمیتك ان کان المیت مکلفا والا لا یقول وغفر لمیتك ومن مات ولم یدفن ایاما بان وضع

عنایت کری اور تیری عزا نیک کردی اور تیری میت کو بخشی یہہ جب کہی اگر میت مکلف ہو اور نہین تو یہہ نکہی تیری میت کو بخشے اور جو شخص مر جاوے اور چند روز مدفون نہو اسطور کہ

فی التابوت لیحمل من مصر الی مصر اخر فما لم یدفن لا یسئل لان السؤال لا یکون الا فیما یستقر فیه المیت حتی لو اکله

تابوت مین رکہا رہی تاکہ ایک شہر سی دوسرے شہر مین لیجاوین سو جبتک دفن نہوگا سوال منکر نکیر کا بہی نہوگا اسواسطے کہ سوال وہان ہوتا ہی جہان میت قرار پکڑے یہانتک کہ اگر اوسکو

السبع یکون السؤال فی بطنه وهو لکل ذی روح من بنی ادم حتی الرضیع فانه یسئل فیلهمه الله الجواب وهل للانبیاء

درندہ کہا جاوی تو سوال اوسکے پیٹ مین ہوگا اور سوال بنی آدم مین سی ہر ایک جاندار سی ہوتا ہے یہانتک کہ دودہ پیتے بچہ سے بہی سوال ہوتا ہے سو اللہ تعالے اوسکو جواب سکہلا دیتا ہے اور آیا انبیا علیہم السلام سے

فی القبر سؤال قد ذکر فی الظهیریة ان الزاهد الصغار قال لیس فی هذا نص ولا خبر ودلیل نفی ذلك عنهم اوضح یسرنا

قبر مین سوال ہوا ہی سو ظہیریہ مین مذکور ہے کہ زاہد صغار کہتا ہے کہ اس باب مین نہ کوئی نص ہی اور نہ کوئی خبر اور اسکے نفی کی دلیل ظاہر ہے الہی ہمکو

الله تعالی حسن الخاتمة عند الممات

مرتی وقت خاتمہ بالخیر آسان کر

المجلس السابع والخمسون فی بیان جواز زیارة القبور وعدم جوازها

ستاون مجلس زیارت قبور کے جواز اور عدم جواز کے بیان مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه بریدة

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مینی تمکو قبرون پر جانی سی منع کیا تہا سو اب قبرونکی زیارت کیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہے بریدہ کی روایت ہے

وفیه تصریح بوقوع النهی فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور لکونها مبدأ عبادة الاصنام وکان ابتداء ذلك

اور اسمین تصریح ہے کہ اوایل اسلام مین زیارت قبور سے ممانعت ہوئی تہی اسلئی کہ یہہ ہی سبب بت پرستی کا ہے کہ پہلی پہل یہہ سخت مرض

الداء العضال فی قوم نوح النبی علیه السلام کما اخبر الله تعالی فی کتابه وقال نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن

نوح نبی علیہ السلام کے امت مین پیدا ہوا تہا چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین خبر دیتاہی کہا نوح نے ای رب میرے انہون میرا کہا نمانا اور مانا ایسے کا

لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ

جسکو اوسکی مال اور اولاد نی اور بڑہا ٹوٹا اور داو کیاہی بڑا داو اور بولی نہ چہوڑیو اپنی ٹہاکرونکو اور نہ چہوڑیو ودکو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث

وَيَعُوقَ وَنَسْرًا قال ابن عباس وغیره من السلف کان هؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیه السلام فلما ماتوا عکف

اور یعوق اور نسر کو ابن عباس وغیرہ سلف کہتے ہین کہ یہہ لوگ نوح نبی علیہ السلام کی امت مین صلحا تہی جب یہہ مر گئے تو

الناس علی قبورهم ثم صوروا تماثیلهم ثم طال علیهم الامد فعبدوهم فلما کان منشاء عبادة الاصنام من جهة القبور

لوگون نی انکی قبرون پر بیٹہنا اختیار کیا پہر اونکی صورتکی تصویرین بنالین پہر اسطور مدت گذر گئی پہر جب ہوتے ہوتے اونکو پوجنے لگی جبکہ منشا بت پرستی کا قبرون سے پیدا ہوا ہے

نهى النبي عليه الصلوة والسلام اصحابه في اوائل الاسلام عن زيارة القبور سدًّا لذريعة الشرك لكونهم حديث العهد
تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے یارونکو اوائل اسلام میں زیارت قبور سے منع کر دیا تاکہ شرک کا وسیلہ بند ہو جاوے کیونکہ اونکو کفر چھوڑے ہوئے تھوڑا

بالكفر ثم لما تمكن التوحيد في قلوبهم اذن لهم في زيارتها وعلمهم كيفيتها تارة بفعله وتارة بقوله وذلك في الاحاديث
عرصہ گذرا تھا پھر جب توحید اونکے دلوں میں جم گئی تو اونکو زیارت قبور کی اجازت دی اور اوسکی کیفیت سکھائی کبھی کہا کر کبھی سنا کر اور یہہ مضمون بہت حدیثوں میں

الكثيرة بعضها في الاذن وبعضها في التعليم وفي ضمنها بيان الفائدة اما التي في الاذن فمنها ما روي عن ابي سعيد
ہے بعضی درباب اذن ہیں اور بعضی درباب تعلیم اور اوسکے ضمن میں فوائد کا بیان ہے پھر جو کہ درباب اذن ہیں اون میں سے ایک یہہ ہے ابو سعید سے روایت ہے

انه عليه الصلوة والسلام قال اني كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فان فيها عبرة ومنها ما روي عن علي بن
کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اسمیں عبرت پیدا ہوتی ہے اور ایک یہہ ہے علی ابن ابی طالب سے

ابي طالب انه عليه الصلوة والسلام قال اني كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تذكركم الآخرة ومنها ما روي
روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ تمکو آخرت یاد دلاتی ہے اور ایک یہہ ہے

عن ابن مسعود انه عليه الصلوة والسلام قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا ومنها
ابن مسعود کے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہہ دنیا چھڑاتی ہے اور ایک یہہ ہے

ما روي عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال زوروا القبور فانها تذكر الموت ومنها ما روي عن بريدة انه عليه السلام
ابی ہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت یاد دلاتی ہے اور ایک یہہ ہے بریدہ کے روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر ولا تقولوا هجرا واما التي في التعليم فمنها ما روي عن بريدة
میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کرے تو زیارت کرے اور بیہودہ نہ کہا کرو اور وہ حدیثیں جو تعلیم کے باب میں ہیں سو ایک تو یہہ ہے بریدہ کی روایت ہے

انه عليه الصلوة والسلام كان يعلمهم اذا خرجوا الى المقابر ان يقولوا السلام عليكم يا اهل الديار من المؤمنين والمسلمين
کہ نبی علیہ السلام سکھاتے تھے جب کوئی مقابر پر جاتا کہ کہو السلام علیکم اے اہل قبور مومنین اور مسلمین

وانا ان شاء الله بكم لاحقون انتم لنا سلف ونحن لكم تبع نسئل الله لنا ولكم العافية ومنها ما روي عن ام المؤمنين
اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آتے ہیں تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم تمہارے تابع ہیں ہم اللہ سے اپنی اور تمہاری عافیت مانگتے ہیں اور ایک یہہ ہے ام المؤمنین

عائشة انها قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم كيف اقول يا رسول الله في زيارة القبور قال قولي السلام على
عائشہ کے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں آپ نے فرمایا کہہ سلام

اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا ومنكم والمستاخرين وانا ان شاء الله بكم لاحقون ومنها
اہل دیار پر مومنین اور مسلمین میں سے اور اللہ رحمت کرے اگلوں پر ہم میں اور تم میں سے اور پچھلوں پر اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آتے ہیں اور ایک یہہ ہے

ما روي عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام خرج الى المقبرة فقال السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا ان شاء الله
ابوہریرہ کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مقبرہ کو تشریف لے گئے سو آپ نے فرمایا سلام تم پر اے دار قوم مومنین اور ہم انشاء اللہ

عن قريب منكم لاحقون ومنها ما روي عن ابن عباس رض انه عليه الصلوة والسلام مر بقبور المدينة فاقبل عليهم فقال
جلد تم سے ملنے والے ہیں اور ایک یہہ ہے ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف کے مقابر پر کو آگئے سو اودھر متوجہ ہو کر فرمایا

السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالاثر فانه عليه الصلوة والسلام بيّن في هذه الاحاديث
سلام تم پر اے اہل قبور خدا بخشے ہمکو اور تمکو تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پیچھے ہیں بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان احادیث میں

فائدة زيارة القبور وهي احسان الزائر الى نفسه والى اهل القبور اما احسانه الى نفسه فتذكر الموت والآخرة والزهد
زیارت قبور کا فائدہ بیان فرمایا اور وہ زیارت کرنے والے کی حق میں اور اہل قبور کی حق میں بھلائی ہے اپنی حق میں تو یہہ بھلائی ہے موت کا اور آخرت کا یاد کرنا اور ترک دنیا

فی الدنیا والاتعاظ والاعتبار واما احسانه الی اهل القبور فالسلام علیهم والدعاء لهم بالرحمة والمغفرة وسؤال العافیة
دنیا کی اور پندپذیری اور عبرت اور اہل قبور کی حق میں بہلائی یہہ ہی اونپر سلام بہیجنا اور اونکی لئی رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور عافیت کا سوال کرنا
قال عامة العلماء هذا فی حق الرجال واما النساء فلا یحل لهن ان یخرجن الی المقابر لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام
عامہ علما کہتی ہین یہہ مردونکی حق مین ہی اور رہی عورتین سو اونکو حلال نہین کہ مقابر مین جایا کرین اسلئی کہ ابوہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
لعن زوارات القبور وذکر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراة الی المقابر فقال لا تسئل
قبرون مین جانے والی عورتون پر لعنت کی ہی اور نصاب الاحتساب مین ذکر ہی کہ قاضی سی کسینی پوچہا کہ آیا عورتون کو مقابر مین جانا جائز ہے قاضی نی جواب دیا اسیے مقام مین
عن الجواز فی مثل هذا وانما تسئله عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج کانت فی لعنة الله تعالی
جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہہ کہ عورتون پر کتنی لعنت برستی ہے بیشک جب عورت جانی کی نیت کرتی ہی تو اللہ تعالی اور اوسکے
وملئکته واذا خرجت لحقتها الشیاطین واذا اتت القبر یلعنها روح المیت واذا رجعت تکون فی لعنة الله تعالی
فرشتونکی لعنت مین داخل ہوتی ہی اور جب چلپڑتی ہی تو شیاطین اوسکی ساتہہ ہوجاتے ہین اور جب قبر پر جا پہنچتی ہی تو میت کے روح لعنت کرتے ہے اور جب وہان سی پہرتی ہی تو خدا اور فرشتونکی لعنت مین
وملئکته حتی تعود الی منزلها وقد روی فی الخبر ایما امرأة خرجت الی مقبرة یلعنها ملئکة السموت السبع والارضین
رہتی ہی جب تک اپنی گہر مین آوی اور روایت ہی حدیث مین جو عورت مقبرہ کو جاتے ہے تو اوس پر ساتون آسمان اور ساتون زمین کی فرشتے لعنت
السبع وایما امرأة دعت للمیت بخیر ولم تخرج من بیتها یعطیها الله تعالی ثواب حجة وعمرة وروی عن سلمان وابی هریرة
کرتی ہین اور جو عورت میت کی لئی گہر مین بیٹہی ہوئی دعا خیر کرتی ہے اوسکو اللہ تعالی ثواب ایک حج اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابوہریرہ سی مروی ہے
انه علیه الصلوة والسلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب داره فاتت ابنته فاطمة رض فقال لها من
کہ نبی علیہ الصلوة والسلام ایک دن مسجد سے باہر آکر اپنی گہر کے دروازہ پر ٹہہر گئے اس مین حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آگئین آپ نی پوچہا کہان سے
این جئت فقالت خرجت الی منزل فلانة التی ماتت فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل شیئا بعد
آتی ہی عرض کیا فلانی عورت کی گہر گئی تہی وہ جو مرگئی ہے فرمایا کیا اوسکے قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا پناہ مین رکہی اس سے کہ مین ایسا کام کرون بعد
ما سمعت منك ما سمعت فقال لو ذهبت قبرها لم تریحی رائحة الجنة فعلی هذا کل من یرید ان یزور القبور من الرجال
اسکی کہ مین سن چکی ہون آپ سے جو سنا ہے آپ نی فرمایا اگر تو قبر پر جاتی تو جنت کے خوشبو نسونگہتی اس بیان کی مطابق جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کریگا
ینبغی ان لا یکون حظه من زیارته لها الطواف علیها کالبهائم بل ینبغی له اذا جاءها ان یسلم علی اهلها ویخاطبهم
تو اوسکو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبور مین سی بہایم کی طرح قبر کا طواف ہی نہ ٹہیراوے بلکہ یہہ چاہئی کہ جب قبر پر آوی تو مقبور پر سلام بہیجی اور حاضرون کے طرح
خطاب الحاضرین ویسال لهم الرحمة والمغفرة والعافیة کما تقدم فی الاحادیث ثم یعتبر ممن کان تحت التراب وانقطع
خطاب کری اور اونکی لئی خدا سی رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگی چنانچہ اوپر احادیث مین آچکا ہی پہر اوسکی حال سی جو مٹی تلی دب کر اہل و احباب سے
عن الاهل والاحباب وانه حین دخل القبر وابتلی بالسؤال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
جدا ہو گیا ہے عبرت پکڑی کہ یہہ جو قبر مین داخل ہو کر سوال جواب مین گرفتار رہوا آیا اچہا جواب دیا کہ اوسکی قبر بہشت کی باغ کا ایک چمن ہو گئی ہو
او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النار ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه ماله واهله و
یا جواب مین چوک گیا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخکی گڑہون مین سے ہو گئی ہو پہر اپنی ذات کو یہہ تصور کری کہ گویا مین مرگیا اور قبر مین داخل ہوا اور تمام مال اور اہل اور
ولده ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسئل فماذا یجیب وماذا یکون حاله ویکون مشغولا بهذا الاعتبار ما دام
اولاد اور دوست چہوٹ گئی اور مین اکیلا تنہا رہگیا اور اب گویا مجہسے سوال ہو رہا ہی اب کیا جواب دون اور میرا کیا حال ہوگا اسہی عبرت مین مشغول رہی جب تک
هناك ویتعلق بمولاه فی الخلاص من هذه الامور الخطیرة العظیمة ویلتجأ الیه واما قراءة القران هناك فجوزها بعض
وہان رہی اور اپنی مولی سی ان امور نہایت خوفناک سے چہوٹنے کی واسطی عقدہ بندگی لگا رہی اور اسی کیطرف التجا کری اور قبر پر قرآن پڑہنا بعضے علما جایز بتاتی ہین

العلماء ومنعها البعض الآخر وقالوا لا بد للزائر ان يكون مشغولا بالاعتبار وقراءة القران يحتاج صاحبها الى التدبر

اور بعضی منع کرتی ہیں سو یہی کہتی ہیں زائر کو چاہیئے کہ عبرت میں لگا رہے اور قرآن پڑہنے والے کو اوس میں غور اور

واحضار الفكر فيما يتعلق والاعتبار والفكر لا يجتمعان في قلب واحد في زمان واحد فان قال قائل اني اعتبر في وقت

فکر لگانا چاہیئے جو پڑہتا ہی اور عبرت اور فکر دونو ایک دل کی اندر ایک وقت خاص میں جمع نہیں ہوتے اگر کوئی معترض کہی کہ مجکو ایک وقت عبرت ہوتی ہے

واقرأ في وقت اخر والقران اذا قرئ ينزل الرحمة فيرجى ان يلحق باهل القبور من تلك الرحمة شئ ينفعهم فالجواب عنه

اور دوسری وقت قران پڑہتا ہوں اور حال یہہ ہے کہ قران پڑہتی وقت اللہ کی رحمت اوترتی ہی اب امید ہی کہ اوس رحمت میں سی کچھ اہل قبور کو پہنچکر فائدہ بخشی تو اسکے جواب کئی

من وجوه الاول ان قراءة القران وان كانت عبادة لكن كون الزائر مشغولا بما تقدم عن الفكر والاعتبار في الموت وسوال

ہیں اول یہہ کہ قران کا پڑہنا اگرچہ عبادت ہی پر زائر کا اوس وقت سوچ میں اور موت کی خوف میں اور منکر نکیر کے سوال وغیرہ میں

الملكين وغير ذلك عبادة ايضا والوقت ليس محلا الا لهذه العبادة فقط فلا يخرج من عبادة الى عبادة اخرى لا سيما

مشغول رہنا بھی عبادت ہی اور یہہ وقت صرف اسی ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو چھوڑ کر دوسری اختیار نکرنی چاہیئے خاص کر

لاجل الغير والثاني انه لو قرأ في بيته واهدى ثوابها اليهم بان قال بلسانه بعد فراغه من قراءته اللهم اجعل ثواب ما

دوسری کی واسطے دوسرا جواب یہہ ہے کہ زائر اگر اپنی گہر میں قران پڑہکر ثواب اہل قبور کو بہیجدے اسطور کہ قران پڑہنے سے فارغ ہو کر زبان سے کہے الٰہی اس قرأت کا ثواب

قراته لاهل القبور لوصل اليهم ان هذا دعاء بوصول الثواب اليهم والدعاء يصل بلا خلاف فلا يحتاج ان يقرأ على قبورهم

اہل قبور کو پہونچا دی تو البتہ یہہ ثواب انکو ملیگا کیونکہ اہل قبور کو ثواب پہنچنی کی دعا ہی اور دعا بلا اختلاف پہونچتی ہے سو اسکے کیا حاجت ہی کہ قران قبروں پر پڑہا جاوے

والثالث ان قراءته على قبورهم قد يكون سبب العذاب بعضهم اذ كلما مرت اية لم يعمل بها يقال له اما قرأتها اما سمعتها

تیسرا جواب یہہ ہی کہ قبروں پر قران پڑہنی سی کبھی کسی مردہ کو عذاب بھی ہونی لگتا ہے اسواسطے کہ جب ایسی آیت آویگی کہ اوس پر عمل نہیں کیا تو اوسکو کہیں گے کیا یہہ آیت نہ

فكيف خالفتها ولم تعمل بها فيعذب لاجل مخالفته بها والرابع ان السنة لم ترد بها وكفى بها منعا فاذا كان كذلك فلا

پڑہی تہی اسکا خلاف کیوں کیا اور اسپر عمل کیوں نکیا سو اسکی مخالفت کی باعث عذاب ہوتا ہے اور چوتہا جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث میں نہیں آیا اور منع کرنیکو یہی کافی ہے جب یہہ بات ہوئی تو زائر کو یہی

بالزائر ان يتبع السنة ويقف عند ما شرع له ولا يتعداه ليكون محسنا الى نفسه والى اهل القبور لان زيارة القبور

لائق ہی کہ سنت کا تابع رہی اور شروع پر توقف کری تجاوز نکری تا کہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہو وی اسلئی کہ زیارت قبور کے

نوعان زيارة شرعية وزيارة بدعية اما الزيارة الشرعية التي اذن فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم فالمقصود

دو طرح پر ہی زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہ ہی جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی اجازت دی ہے پس مقصود

منها شيئان احدهما راجع الى الزائر وهو الاتعاظ والاعتبار والثاني راجع الى اهل القبور وهو ان يسلم عليهم الزائر ويدعو

اوس سی دو باتیں ہیں ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی پند پذیری اور عبرت اور دوسرا فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر اونکو سلام پہونچا دی اور اونکی لئی دعای خیر

لهم واما الزيارة البدعية فهي زيارة القبور لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود

کری اور زیارت بدعی یہہ ہے کہ قبروں میں نماز پڑہنے کو جاوی اور اونکی طواف کرنیکو اور قبروں کی بوسہ اور چومنی کو اور مونہہ قبروں پر

عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والعافية والولد وقضاء الدين وتفريج

ملنی کو اور وہاں کی مٹی لینی کو اور اہل قبور کو پکار کر اون سی مدد مانگنی کو اور اونسی یاری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادای قرض اور کہلنا

الكربات واغاثة اللهفان وغير ذلك من الحاجات التي كان عباد الاصنام يسئلون من اصنامهم فان اصل

سختیونکا اور امداد بیچاروں کے اور سوای اسکے اور اور حاجتیں جو بت پرست اپنی بتوں سی مانگتی ہیں بیشک اصل اس

هذه الزيارة البدعية الشركية ماخوذ منهم وليس بشئ من ذلك مشروعا باتفاق علماء المسلمين اذ لم يفعله رسول رب

زیارت بدعی شرک کی بت پرستوں سی لی ہوئی ہی اور کوئی امر ان میں سے باتفاق تمام علماء مسلمین کے جائز نہیں ہے اسواسطے کہ نہ تو یہہ رسول رب

العلمين ولا احد من الصحابة والتابعين وسائر ائمة الدين بل قد انكر الصحابة ما هو دون ذلك بكثير كما روي عن

العالمین نے کیا اور نہ کسی نے صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی نے تمام ائمہ دین میں سے بلکہ صحابہ نے اکثر اس سے کمتر باتوں میں انکار کیا ہے چنانچہ

المعرور بن سويد ان عمر صلى صلوة الصبح في طريق مكة ثم رأى الناس يذهبون مذهبا فقال اين يذهب هؤلاء

معرور بن سوید سے روایت ہے کہ عمر نے صبح کی نماز مکہ کی رستہ میں پڑہی پہر لوگوں کو دیکہا کہ ایک طرف کو جاتی ہیں پوچہا یہ لوگ کہاں جاتی ہیں

فقيل مسجدا صلى فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فهم يصلون فيه فقال انما هلك من كان قبلكم بمثل

کسی نے جواب دیا اوس مسجد میں جہاں رسول اللہ صلعم نے نماز پڑہی تہی سو یہ لوگ بہی وہان نماز پڑہتی ہیں پس فرمایا پہلی امتیں ایسی ہی باتوں سی ہلاک ہوئی

هذا كانوا يتبعون آثار انبيائهم ويتخذونها كنائس وبيعا فمن ادركته الصلوة في هذه المساجد فليصلها فيها ومن

ہیں کہ اپنی اپنی انبیا کی آثار پر لگے رہتی تہی اور اسی کو کنیسہ وبیع یعنی عبادتگاہ بنا لیتے تہی پس جسکو وقت نماز کا ان مسجدوں میں ہو جاوی اوسی چاہیئے کہ یہاں نماز پڑہ لے اور جسکو

لا فليمض ولا يتعمدها وكذلك لما بلغه ان الناس ينتابون الشجرة التي بويع تحتها النبي عليه الصلوة والسلام ارسل اليها فقطعها

وقت نہو تو چلا جاوے و خواہ مخواہ ارادہ نکرے اور ایسی ہی جب عمر نے سنا کہ لوگ باری باری اوس درخت پر جاتے ہیں جسکے تلے نبی علیہ السلام نے بیعت لی تہی آدمی بہیجکر اوسکو کٹوا دیا

فاذا كان عمر فعل هذا بالشجرة التي بايع الصحابة تحتها رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكرها الله تعالى في القرآن حيث

پس جب عمر نے اوس درخت کا یہہ حال کیا ہو جسکے تلے صحابہ نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بیعت کی تہی اور اللہ تعالی نے اوسکا ذکر قرآن میں کیا ہے جہاں

قال لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة فماذا يكون حكمه فيما عداها ولقد جرد السلف الصالح

کہا ہے اللہ خوش ہوا ایمان والوں سی جب بیعت کرنی لگی تجہسے اوس درخت کی نیچے اب اور کی تو کیا اصل ہی اور بیشک سلف صالح نے توحید کو خوب

التوحيد وحموا جانبه حتى كانت الصحابة والتابعون حيث كانت الحجرة النبوية منفصلة عن المسجد الى زمن الوليد

صاف کیا ہی اور توحید کی جانب کو حمایت سے کے ہے یہانتک کہ صحابہ اور تابعین اسواسطی کہ حجرہ نبوی علیہ السلام مسجد سے الگ تہا ولید بن عبد الملک کے عہد تک

بن عبد الملك لا يدخل فيها احد لا لصلوة ولا لدعاء ولا لشيء آخر مما هو من جنس العبادة بل كانوا يفعلون جميع

کوئی اوس حجرہ میں نہیں گہستا تہا نہ تو واسطی نماز کے اور نہ واسطی دعا کی اور نہ کسی اور کام کو جو عبادت کی جنس کا ہو بلکہ وہ لوگ یہہ تمام عبادت

ذلك في المسجد وكان احدهم اذا سلم على النبي عليه السلام واراد الدعاء استقبل القبلة وجعل ظهره الى جدار القبر

مسجد میں کیا کرتی تہی اور ہر ایک کا یہہ حال تہا کہ جب نبی علیہ السلام پر درود پڑہکر دعا مانگتا تو قبلہ کیطرف متوجہ ہوتا اور اپنی پشت قبر شریف کی دیوار کی طرف کر لیتا

ثم دعا وهذا مما لا نزاع فيه بين العلماء وانما نزاعهم في وقت السلام عليه قال ابو حنيفة يستقبل القبلة عند السلام

تو دعا مانگتا اور یہہ تو وہ مقدمہ ہی کہ اس میں علماء کو کچہہ بحث نہیں ہی بحث اس میں ہی کہ درود پڑہتی ہوئی کیا کری امام ابو حنیفہ کہتی ہیں ہر وقت درود کی بہی قبلہ کیطرف موںہہ کرنا

ايضا ولا يستقبل القبر وقال غيره لا يستقبل القبر عند الدعاء بل قالوا انه يستقبل القبلة وقت الدعاء ولا يستقبل

چاہیئے اور قبر کی طرف توجہ نہیں چاہیے اور اور کہتی ہیں دعا میں استقبال قبر کا نکری بلکہ کہتی ہیں دعا میں قبلہ کیطرف متوجہ ہونا چاہیے اور قبر کی طرف

القبر حتى لا يكون الدعاء عند القبر فان الدعاء عبادة كما ثبت بالحديث المرفوع ان الدعاء هو العبادة والسلف الصالح

موںہہ کر کر ٹہہرا ہو تاکہ دعا قبر کی طرف نہ واقع ہو کیونکہ دعا عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث مرفوع سی ثابت ہی کہ دعا عبادت سے ہی اور سلف صالح

من الصحابة والتابعين جعلوا العبادة خالصة لله تعالى ولم يفعلوا عند القبور شيئا منها الا ما اذن فيه النبي عليه

یعنی صحابہ اور تابعین نے عبادت کو خاص واسطے اللہ کا ٹہیرایا ہے اور اونہوں نے عبادات میں سی قبروں پر جاکر کچہہ نہیں کیا مگر وہی جسکی نبی علیہ السلام

الصلوة والسلام من السلام على اصحابها وسؤال الرحمة والمغفرة والعافية من الله لهم وسبب ذلك ان الميت قد انقطع

نے اجازت دی ہی یعنی اہل قبور پر سلام اور اللہ سی اونکی لئی رحمت و مغفرت اور آرام مانگنا اور سبب اسکا یہہ ہی کہ میت کے اعمال تو منقطع

عمله وهو يحتاج الى من يدعو له ويشفع لاجله ولهذا شرع في الصلوة عليه من الدعاء له وجوبا او ندبا ما لم يشرع

ہو چکی ہیں تو اب اوسکو یہہ حاجت ہی کہ کوئی اوسکے لئے دعا مانگی اور شفاعت کری اور اسی لئی میت کی واسطے وہ دعا وجوبا یا ندبا ثابت ہیں کہ اوس قسم کے

مثله فی الدعاء للحی فانا لما کنا اذا قمنا الی جنازة ندعو له ونشفع لاجله فبعد الدفن اولی ان ندعو له ونشفع لانه
دعا زندہ کی واسطی جائز نہین سو ہم لوگ جب اوسکے جنازہ پر کہڑی ہو کر اوسکے واسطی دعا مانگتی ہین اور اوسکی شفاعت کرتی ہون تو دفن کے بعد بہت خوب ہے کہ اوسکے لئے دعا مانگیں اور شفاعت
فی قبره بعد الدفن اشد احتیاجا الی الدعاء له منه علی نعشه لانه حینئذ معرض للسوال وغیره علی ما روی عن عثمان
قبر کی اندر بعد دفن کے دعا کا بہت ہی محتاج ہے کہ اتنا نعش پر نہین تہا کیونکہ اب وسکو سوال وغیرہ درپیش ہی جیسے کہ روایت عثمان
بن عفان انه علیه الصلوٰة والسلام کان اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه وقال استغفروا لاخیکم واسالوا له
بن عفان کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفنا کر فارغ ہوتی تو اوسہی جگہ توقف کر کر فرماتے مغفرت مانگو اپنی بہائی کی اور یہہ دعا کرو
التثبیت فانه الان یسئل وروی عن سفیان الثوری انه قال اذا سئل المیت من ربك یتزای له الشیطان فی صورة
کہ وہ ثابت رہی کیونکہ اب اوس سے سوال ہوتا ہے، اور سفیان ثوری سے روایت ہی کہ وہ کہتا تہا جب میت سے یہ سوال ہوتا ہی تیرا رب کون ہے تو اوسکو شیطان صورة بنا کر
ویشیر الی نفسه انی انا ربك قال الترمذی هذا فتنة عظیمة ولذلك کان النبی علیه الصلوٰة والسلام یدعو بالثبات
نظر آتا ہی اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہی کہ تیرا رب مین ہون ترمذی کہتا ہی یہہ بڑا فتنہ ہی اسہی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبات کی دعا مانگا کرتی تہی کہ
اللهم ثبت عند المسئلة منطقه وافتح ابواب السماء لروحه وکان یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقال اللهم
الٰہی سوال کی وقت اوسکی بات کو ثابت رکہیئی اور اوسکی روح پر آسمان کی دروازہ کہول دی اور بہت نیک جانتی تہی کہ میت کو لحد کی اندر رکہہ کر یہہ دعا مانگیں الٰہی
اعذه من الشیطان الرجیم فهذه سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اهل القبور بضعا وعشرین سنة
اوسکو شیطان راندہ سے بچا بس یہہ ہی طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اہل قبور کی حق مین کئی اوپر بیس سال رہا
وهذه سنة الخلفاء الراشدین وطریقة جمیع الصحابة والتابعین فبدل اهل البدع والضلال قولا غیر الذی قیل
اور یہہ ہی سنت خلفاء راشدین اور طریقہ تمام صحابہ اور تابعین کا ہی پہر گمراہ بدعتیون نی وہ بات جو ان سے کہی گئی تہی بدل ڈالی
لهم فانهم قصدوا بالزیارة التی شرعها رسول الله صلی الله علیه وسلم احسانا الی المیت والی الزائر سوالهم بالمیت و
انکی مراد زیارت سے جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی میت اور زائر کی حق مین نیک سمجہہ کر جائز رکہا ہے یہہ ہے کہ میت کے پاس سے سوال
الاستعانة به ولیس هذا الا الفتنة التی قال فیها عبد الله بن مسعود رض کیف اذا لبستکم فتنة یهرم فیها الکبیر
اور استعانت کرنا اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمین عبد اللہ بن مسعود نی کہا ہے کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ ڈہانپ لیگا جسمین بڑا بڈہا ہو جاوے
وینشأ فیه الصغیر تجری علی الناس یتخذونها سنة اذا غیرت قیل غیرت السنة قال ابن القیم فی اغاثته هذا یدل
اور بچہ جوان ہو جاوی لوگون پر جو گذری گا اوسکو سنت ٹہرا لینگے اگر اوسکو بدلین تو یہہ کہین سنت بدل ڈالی ابن قیم اغاثہ مین کہتا ہے ابن مسعود کے
علی ان العمل اذا جری علی خلاف السنة فلا اعتبار ولا التفات الیه وقد جری العمل علی خلاف السنة منذ زمن طویل
اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونی لگی تو اوسکا کچہہ اعتبار نہین اور نہ وسکو کچہہ توجہ ہے اور مدت دراز سے عمل برخلاف سنت ہو رہا ہے،
فاذن لابد ان تکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیه الجمهور فلا یغرنك اطباقهم علی ما حدث
سواب خواہ مخواہ محدثات امور یعنی بدعات سے بہت ہی بچا چاہیئے اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہون اونکی اتفاق پر نہ بہولنا کہ بدعات پر جو
بعد الصحابة بل ینبغی لك ان تکون حریصا علی التفتیش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الی الله اشبههم بهم
بعد صحابہ کی پیدا ہوئی ہین کر رکہا ہے بلکہ تجہکو لایق ہی کہ اونکی احوال اور اعمال کی خوب تفتیش کرتا رہے کیونکہ سب مین بڑا عالم اور اللہ تعالے کا بڑا مقرب وہ ہی ہے جو اونکی ساتہہ
واعلمهم بطریقتهم اذ منهم اخذ الدین وهم اصول فی نقل الشریعة من صاحب الشرع فلا بد لك ان لا تکترث بمخالفتك
خوب ملتا ہو اور اونکی طریقے سے خوب واقف ہو اسواسطی کہ دین اونہی سے حاصل ہوا ہے اور وہی صاحب شرع سے شریعت نقل کرنیمین اصل ہین سو تجہکو لازم ہی کہ اپنی اہل عصر کی مخالفت کا
لاهل عصرك فی موافقتك لاهل عصر النبی علیه السلام اذ قد جاء فی الحدیث اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم
صحابہ کی موافقت مین کچہہ فکر نکری کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ جب آدمیون مین دو راہ ہو جاوین تو بڑی انبوہ کو لو

قال عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف بابی شامة حیث جاء الامر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان کان

عبد الرحمن بن اسمعیل جو ابو شامہ مشہور ہی کہتا ہی جس جگہہ لزوم جماعت کا حکم ہے تو مراد اوس سے لزوم حق کی جانب کا اور حق کا اتباع ہی اگرچہ

المتمسك قلیلا والمخالف له کثیرا لان الحق ما کان علیه الجماعة الاولی وهم الصحابة ولا عبرة الی کثرة الباطل

حق والی تہوڑی اور اوسکی مخالف بہت ہوں یاد رہی حق وہ ہی جسپر جماعت اولی رہی ہے یعنے صحابہ اور اونکی بعد جو باطل بہت پہیل گیا اوسکا

بعدهم وقد قال الفضیل بن عیاض ما معناه الزم طرق الهدی ولا یضرك قلة السالکین وایاك وطرق الضلالة

کچہہ اعتبار نہین اور فضیل بن عیاض نی ایسی بات کہی ہی کہ معنی اوسکی یہہ ہین راہ ہدایت پر لگا رہ اوسکی چلنی والون کی کمی سی تجہکو کچہہ خلل نہوگا اور گمراہی کی رستونسی بچتا رہ

ولا تغتر بکثرة الهالکین وقال ابن مسعود انتم فی زمان خیرکم فیه المتسارع فی الامور وسیاتی زمان بعدکم

اور ہالکین کی کثرت سی دہوکہ مین نہ آنا اور ابن مسعود کہتا ہی تم ایسے زمانہ مین ہو جسمین بہتر وہ شخص ہے جو عمل مین جلدی کری اور تمہاری بعد ایسی زمانہ آتا ہی

خیرکم فیه المثبت المتوقف لکثرة الشبهات قال الامام الغزالی لقد صدق لان من لم یثبت فی هذا الزمان بل

کہ بہتر اوسمین وہ شخص ہوگا جو ثابت رہے اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کے امام غزالی کہتی ہین کہ بیشک سچ کہا ہے اسلئے کہ جو شخص اس زمانہ مین ثابت نرہے بلکہ

وافق الجماهیر فیما هم فیه وخاض فیما خاضوا فیه یهلك کما هلکوا فان اصل الدین وعمدته وقوامه لیس بکثرة

جمہور کا ساتہہ دی جو وہ کر رہی ہین اور اونکی فکرات مین غور کرنے لگی تو ہلاک ہوویگا جیسے وہ ہلاک ہو کیونکہ دین کی اصل اور عمدگی اور استواری

العبادة والتلاوة والمجاهدة بالجوع وغیره وانما هو باحترازه من الافات والعاهات التی یاتی علیه من البدع و

عبادت اور تلاوت کی کثرت سی اور بہوکے پیاسی رہ کر مجاہدہ کرنے سی نہین ہے دین کی استواری صرف اون آفات اور صدمات کی بچنی سی ہے جو اوسپر بدعتین اور

المحدثات التی یؤدی الی تبدله وتغیره کما تبدل وتغیر ادیان الرسل علیهم السلام من قبل بسبب ذلك فعلی هذا

نئی نئی باتین گذرتی ہین جسمین دین تمام بدل سدل جاتا ہی جیسے پہلی رسل علیہم السلام کی دین اسی سبب سے بدل گئے ہین اس بیان کی موافق

ینبغی للمؤمن ان لا یغتر ویستدل بقوة تصمیمه علی شئ وکثرة عبادته انه علی الحق فان تصمیمه علیه وعدم رجوعه عنه

مومن شخص کو چاہئی کہ فریب مین آکر اپنی قوت تصمیم سے کسی شئی پر اور اپنی کثرت عبادت سی یہہ استدلال نکری کہ وہ حق پر ہے کیونکہ اوسکا تصمیم کسی بات پر اور اوس سے رجوع نکرنا

ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونه علی الحق فیه لان جزمه وتصمیمه علیه لیس من حیث کونه حقا بل من حیث

اگرچہ دفترون مین پہیل جاوی پر یہہ دلالت نہین کرتا کہ اس باب مین حق پر ہی کیونکہ اوسکا جزم اور تصمیم اوس پر اسلئے نہین ہے کہ وہ حق ہی بلکہ اس جہت سی ہے

نشاته بین قوم یدینون به وللنشاة والمخالطة اثر عظیم فی تصمیم شئ حقا کان او باطلا الا تری ان مثل هذا

کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس امر کو دینیات سے جانتی ہین اور پیدائش اور رہنی ملنی اور صحبت کو ہر شئی کی تصمیم مین حق ہو یا باطل بڑا ہی اثر ہوتا ہی کیا دیکھتا نہین کہ ایسی ہی

التصمیم یوجد عامة من ذوی الجهل المرکب کالیهود والنصاری ومن فی معناهم وان کان کذلك فالواجب علی کل

تصمیم تمام عام لوگ جہل مرکبون مین جیسے یہود اور نصاری اور جو انکی مثال ہین سب مین موجود ہی جب یہہ حال ہے تو ہر ہر مسلم پر اس زمانہ مین

مسلم فی هذا الزمان ان یحترز عن الاغترار والمیل الی شئ من البدع والمحدثات ویصون دینه من العوائد التی

واجب ہی کہ ایسے شبہات اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچتا رہے اور اپنی دین کو عادات سے جن سے

استانس بها وتربی علیها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها الا تری ان قریشا لاجل العوائد التی الفتها

مالوف ہو رہاہی اور اسی مین پرورش پایا ہی بچاوی کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سی کم بچتی ہین اور اس حال مین حق کم ظاہر ہوتا ہی کیا دیکھتا نہین کہ قریش نے انہین عادات کے مارے جنکی الفت

نفوسهم انکروا علی النبی صلی الله علیه وسلم ما جاء به من الهدی والبیان وکان ذلك سببا لکفرهم وطغیانهم ولذلك

اونکی جان لگی ہوئی تہی نبی علیہ الصلوۃ والسلام اور اونکی ہدایت اور بیان کو نمانا اور اسی سبب سے کافر ہوگئے اور سرکشی کی اور اسی لئے

کان ابن مسعود یقول ایاکم وما یحدث من البدع فان الدین لا یذهب بمرة من القلوب بل الشیطان یحدث لکم

ابن مسعود کہا کرتے تہے نئی بدعات سے بچو کیونکہ دین ایکبارگی دلون مین سے نہین جاویگا بلکہ شیطان تمہاری لئے بدعتین نکالتا جاویگا

بدعا حتى يذهب الايمان من قلوبكم نسئل الله تعالى ان يرينا الحق حقا ويرزقنا اتباعه ويرينا الباطل باطلا و
آخر ہوتی ہوتی تمہارے دلونمیں سی ایمان نکل جاویگا ہم خداسی چاہتی ہین کہ ہمپر حق کو حق ظاہر کردی اور اوسکا اتباع نصیب کری اور ہم پر باطل کو

يرزقنا اجتنابه **المجلس الثامن والخمسون في بيان ذكر الموت ولزوم الاستعداد له** قال رسول
باطل ظاہر کردی اور اوسی اجتناب نصیب کری **اٹھاونواں مجلس موت کی یادگاری اور اوسکی تیاری کی لزوم مین** رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم اكثروا ذكر هاذم اللذات الموت هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یادگاری شی لذت شکن کی یعنی موت کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثونمیں ہے ابوہریرہ کی روایت

ومعناه ان الموت يكسر كل لذة فاكثروا ذكره حتى تستعدوا له فان قوله عليه الصلوة والسلام اكثروا ذكر
سی اسکی یہہ معنے ہین کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہی سو اسکو ہر وقت یاد رکہو تاکہ اوسکی سامان مین لگو بیشک قول علیہ السلام کا کہ اکثر ذکر رکہو

هاذم اللذات كلام وجيز مختصر لكن جمع فيها جميع المواعظ فان من ذكر الموت حقيقة ينقص عليه لذة الحاضرة
لذات توڑنی والیکا کلام نہایت مختصر ہے پر اسمین تمام مواعظ بہر دی ہین کیونکہ جو شخص حقیقت مین موت کو یاد رکہیگا تو اوسپر لذت حالیہ

ويمنعه من تمنيها في المستقبل ويزهده فيما كان يؤمله منها لكن النفوس الراكدة والقلوب الغافلة تحتاج الى تكثير
کم ہوجاویگی اور اوسکو آئندہ کی آرزو سی بند کردیگی اور جو امیدین پکاتا ہوگا سب چھوڑا دیگی پر نفوس سست اور غافل دلونکو یہہ حاجت ہے

اللفظ وتطويل الوعظ والا ففي قوله عليه الصلوة والسلام اكثروا ذكر هاذم اللذات الموت مع قوله تعالى كل نفس ذائقة
کہ عبارت دراز اور وعظ طویل ہو نہیں تو حدیث کی اس جملہ مین زیادہ کرو یادگاری لذات توڑنی والیکی جو موت ہی ہمراہ اس آیت کے

الموت ما يكفي السامع له والناظر فيه لان ذكر الموت يورث استشعار الانزعاج عن هذه الدار الفانية والتوجه في كل
ہر جان چکہنی والی ہی موت کو اسقدر مضمون ہی کہ سمجہنے والیکو اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسلئے کہ موت کی یاد کرنی سی اس دار فانی سی گہبرانا اور

لحظة الى الدار الباقية اذ قد قال العلماء الموت ليس بعدم محض وفناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة
ہر لحظہ دار باقی کیطرف متوجہ رہنی کی عقل پیدا ہوتی ہی اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت نرا عدم اور صرف فنا ہی نہین ہی بلکہ موت کیا ہی

عنه وتبدل من حال الى حال وانتقال من دار الى دار وهو من اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال
تعلق روح کا بدن سی چھوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال سے بدل جانا اور ایک گہر سی دوسری گہر مین چلا جانا اور موت سب سے

فاصابتكم مصيبة الموت فالموت هو المصيبة العظمى واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه مع
بڑی مصیبت ہی اور اللہ تعالی نی بہی اسکا نام مصیبت رکہا ہی جہان فرمایا پہر آوی تم پر مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑہ کر موت سی غفلت اور

ان فيه وحده لعبرة لمن اعتبر وقد قال القرطبي في تذكرته ان الامة اجتمعت على ان الموت ليس له سن معلوم ولا زمن
یاد نکرنا اور اوسمین فکر نہ لگانا باوجودیکہ صرف اسمین عبرت ہی اوس والیکو بڑی عبرت ہے اور قرطبی نی اپنی تذکرہ مین کہا ہی کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہی کہ موت کا کوئی سال معین نہین اور نہ

معلوم ولا مرض معلوم وانما كان كذلك ليكون المرء على هيبة منه مستعدا له لكن من غلب عليه حب الدنيا والانهماك
زمانہ معلوم اور نہ کوئی مرض مقرر اور یہہ اسلئے ہی تاکہ آدمی ہر دم اوس سے ڈرتا اور سامان کرتا رہی لیکن جسپر دنیا کی محبت غالب ہو گئی ہو اور اوسکی لذتونمین

في لذائذها لا محالة يغفل عن ذكره ولا يذكره بل اذا ذكر عنده يكرهه وينفر عنه طبعه لان غلبة حب الدنيا في قلبه
کہپ گیا ہی بیشک اوسکی یاد سی غافل ہے کبہی یاد نہین کرتا بلکہ اوسکی پاس اگر موت کا ذکر آئی تو اوسکا برا مانتا ہی اور اوسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسلئے کہ اوسکی دلمین دنیا کی

ورسوخ علائقها فيه يمنع عن التفكر في الموت الذي هو سبب مفارقتها ولا يحب ذكره وان ذكره يذكره للتاسف على الدنيا
محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقی موت کی فکر سے روک دیتی ہین جو کہ سبب اوسکی مفارقت کا ہی اور اوسکا یاد کرنا اچہا نہین لگتا اور اگر موت کو یاد ہی کرتا ہی تو دنیا کی تاسف پر

ويشتغل بذمه ويزيده ذكره بعدا من الله تعالى اذ قد ورد في الحديث ان من كره لقاء الله تعالى كره الله لقاءه ومع هذا
موت کی برائیان کرتا ہی اور موت کا ایسا ذکر اللہ تعالی سی اور بہی دور کرتا ہی اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالی کی ملاقات کو مکروہ جانتا ہی اللہ تعالی بہی اوسکی صورت دیکہنی

فتذکرہ للموت خیر له لان تذکر الموت ینقص علیه نعیمه ویکدر علیه صفوۃ لذته فکل ما یکدر علی الانسان لذته وینقص
مگر وہ کہتا ہی تسپر ہی موت کا یاد کرنا بہتر ہی اسلئی کہ موت کو یاد رکہنی ہی دنیا کا عیش ناقص اور صفا لذت مکدر ہو جاتی ہی ہر جو چیز انسان کی لذت کو مکدر اور شہوت کو ناقص

علیه شہوته فهو من اسباب سعادته ولذا قال النبی علیه الصلوۃ والسلام اکثروا ذکر ہاذم اللذات لان الانسان لا ینفك
کرو سے وہ ہی اسباب سعادت مین سی ہی اسہی لئے نبی علیه السلام نی فرمایا ہی بہت یاد کرو توڑنی والی لذت کو اسلئے کہ انسان دو حالت سے خالی

عن حالتین اما فی ضیق ومحنة او فی سعة ونعمة فان کان فی ضیق ومحنة فذکر الموت یسہل علیه ما هو فیه بانه
نہین ہوتا یا تنگی اور محنت مین یا فراخی اور نعمت مین پس اگر شخص تنگی اور محنت مین ہی تو موت کا یاد کرنا اسپر تنگی اور محنت کو آسان کرتا ہی

یزول ولا یدوم والموت اصعب منه وان کان فی سعة ونعمة فذکر الموت یمنعه عن الاغترار بها والسکون الیها کما
کہ یہ سب فنا ہونیوالا ہی ہمیشہ کو نہین ہی اور موت اوس سے سخت ہی اور اگر فراخی اور نعمت مین ہے تو موت کا یاد کرنا اوسکو دنیا کی فریفتگی سی اور دل لگانے سی باز رکہتا ہی چنانچہ

روی انه علیه الصلوۃ والسلام قال کفی بالموت واعظا وقال اللفاف من اکثر ذکر الموت اکرم بثلثة اشیاء تعجیل
روایت ہے کہ نبی علیه السلام نے فرمایا موت نصیحت کرنیکو کفایت کرتی ہی لفاف کہتا ہی جو شخص موت کو بہت یاد رکہیگا تو اوسکو تین باتین حاصل ہونگی جلدی سے

التوبة وقناعة القلب ونشاط العبادة ومن نسی الموت عوقب بثلثة اشیاء تسویف التوبة والحرص علی الدنیا
توبہ اور دل مین قناعت اور عبادت مین سرور اور جو موت کو بہولا رہیگا تو وہ تین باتوں مین مبتلا رہیگا توبہ کی تاخیر دنیا کا لالچ

والتکاسل فی العبادة وقالت ام المؤمنین عائشة رض یا رسول الله هل یحشر مع الشهداء احد قال نعم من یذکر الموت
عبادت مین سستی ام المومنین عائشہ رض نے پوچھا یا رسول اللہ کوئی شہداء کے ساتھ بھی اوٹھیگا فرمایا ہان جو ہر روز

فی الیوم واللیلة عشرین مرة وسبب النیل الی هذه الفضیلة ان ذکر الموت یوجب التجافی عن الدنیا والاستعداد
رات دن مین موت کو بیس دفعہ یاد کرلی اور سبب حصول اس درجہ کا یہ ہے کہ موت کی یادگاری دنیا سی الگ کر دیتی ہی اور آخرت کے سامان مین لگاتی ہے

للاخرة والغفلة عنه تدعو الی الانهماك فی شهوات الدنیا ولذاتها ونسیان الاخرة وقد قال النبی علیه الصلوۃ و
اور موت کی غفلت دنیا کی شہوات اور لذات مین ڈبو دیتی ہے اور آخرت کو بہلا دیتی ہے اور بیشک نبی علیه السلام نے

السلام لابن عمر کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل فکانه علیه الصلوۃ والسلام قال له انك مسافر ستسافر الی
ابن عمر کو فرمایا دنیا مین ایسا رہ جیسی مسافر یا رستہ چلتا پس گویا نبی علیه السلام نے اوس سے یہہ کہا تو مسافر ہی اتنی جلد آخرت کا

الاخرة فلا تتخذ الدنیا وطنا ولا تمیل الی حظوظها وحطامها واغتنم صحتك واصرفها فی طاعة الله تعالی و
سفر کرتا ہی سو دنیا کو وطن مت بنا اور دنیا کی لذات اور مال اسباب پر رغبت مت کر اور اپنے صحت کو غنیمت سمجھکر اللہ تعالی کی طاعت مین صرف کر

اجتهد ان تقدم فی حیاتك ما تقربه عینك یوم الجزاء وذلك انما یحصل بذکر الموت فلذلك کان ذکر الموت
اور کوشش کر کی اپنی زندگی مین پہلے ایسے عمال کرلی جسمین قیامت کی دن تیری آنکہہ ٹھنڈی رہے اور یہہ حالت بدون یادگاری موت کی حاصل نہین ہوتی اسلئی موت کا یاد کرنا

افضل وانفع وغفلة الناس عنه لقلة فکرهم فیه وعدم ذکرهم له ومن یذکره لا یذکره بقلب فارغ بل بقلب
بہت افضل اور نافع ہی اور لوگون کی غفلت صرف کوتاہی فکر اور موت کو یاد نکرنی سی ہے ورنہ یاد کرتا ہی تو صفائی دلسی یاد نہین کرتا بلکہ دل مین

مشغول باشغال الدنیا فلا ینفع ذکره فی قلبه مع ان الواجب علی العبد ان یفرغ قلبه عن کل شئ الا عن ذکر الموت
دنیا کی خیالات بہری ہوتی ہین سوئے ولیمن موت کا ایسا یاد کرنا فائدہ نہین کرتا باوجودیکہ انسان پر واجب یہی ہے کہ اپنی دلکو سب خیالات سی سوائی ذکر موت کے

الذی هو بین یدیه فانه اذا ذکره بقلب فارغ یوشك ان یؤثر فیه وعند ذلك یقل فرحه وسروره بالدنیا وینکسر قلبه
جو سامنی کہڑی ہی خالی کر دی بیشک انسان اگر فارغ دل ہو کر موت کو یاد کر لیتا تو اوسمین تاثیر جلد معلوم ہو گی اور اب دنیا کی فرحت اور سرور کمتی ہوتا جاویگا اور دل ٹوٹ جاویگا

فان من کان اسیر النفس مصرا علی الذنوب یجب علیه ان یجتهد فی اصلاح نفسه بمداواة قلبه فان مداوات
پس جو شخص نفس کا مقید کنا ہون پر قائم ہوا ہی اوسکو واجب ہے کہ اپنی دل کی علاج کی واسطی اصلاح نفس کے مشقت اٹھا کر کی کیونکہ دلون کی دوا کرنے واجب ہے

القلوب واجبة لاسيما اذا كان قاسية فعلاجها باربعة اشياء اذ قد قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية

کیونکہ دلون کی دوا کرنی واجب ہے خاص ایسے وقت مین کہ وہ سخت ہوجاوین پہر اوسکا علاج چار چیزسے ہی اسلئے کہ علما کہتے ہین کہ جب دل سخت ہوجاوین تو ایسے

فعلى اصحابها ان يلتزموا باربعة الاول حضور مجالس العلم التى يكثر فيها دعوة الخلق من الدنيا الى الاخرة ومن

لوگون کو چاہئے کہ چار چیزونکو لازم کرلین اول علم کی ایسی مجلسونمین حاضر ہونا جسمین خلق کی رہنمائی دنیا سے آخرت کے طرف اور

المعصية الى الطاعة فان ذلك مما تلين القلوب وينجع فيها والثانى ذكر الموت الذى هو هازم اللذات ومفرق

معصیت سے طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس سے دلون مین نرمی اور درد پیدا ہوتا ہے اور دوسرے موت کا یاد رکہنا جو کہ لذتون کو توڑنے ہے اور

للجماعات وموتم للبنين والبنات والثالث مشاهدة المحتضرين فان النظر الى المحتضر ومشاهدة سكراته ونزعاته

جماعات کو پراگندہ کرتی ہے اور بیٹا بیٹے کو چہوڑا دیتی ہے اور تیسرے مرتے ہوونکا حالت نزع مین دیکہنا کیونکہ مشاہدہ سسکنے کا اور دیکہنا اوسکے ہچکیون اور نزع کا

وتامل صورته بعد موته يقطع عن النفوس لذاتها وعن القلوب مسراتها ويمنع الاجفان من النوم والابدان

اور غور کرنا اوسکی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سے اور قلوب کو مسرات سے اور پلکون کو نیند سے اور بدن کو

من الراحة ويبعث على الطاعات فهذه ثلثة امور ينبغى لمن كان قاسى القلب واسير النفس مصرا على الذنوب

ارام سے الگ کردیتا ہے اور طاعات پر اوبہارتا ہے سو یہ تین طریقہ ہین چاہئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہون پر لگا ہوا ان سے

ان يستعين بها على دوائه فان انتفع بها فذاك وان عظم عليه ذين القلوب واستحكمت دواعى الذنوب

اپنے دل کا علاج کرے پہر اگر نفع ہوا تو بس اور کیا چاہئے اور اگر دل کے عیب جم گئے اور اسباب گناہونکی جڑ پکڑ گئے

فزيارة القبور يؤثر فى ذلك ما لم يؤثر الاول والثانى ولذلك قال النبى عليه الصلوة والسلام زوروا القبور

تو پہر اسمین قبور کی زیارت ایسا اثر کرتی ہے جو کہ اول اور ثانی اثر نہین کرتا اور اسیلئے نبی علیه الصلوة والسلام نے فرمایا قبرونکی زیارت کیا کرو

فانها تذكر الموت والاخرة وتزهد فى الدنيا فان الاول سماع بالاذن والثانى اخبار بالقلب بما اليه المصير و

کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا چہوٹتی ہے کیونکہ اول طریقہ کانونسے سننے کا ہے اور دوسرا طریقہ دل سے انجام کی سمجہ کا ہے اور

فى مشاهدة من احتضر وزيارة من قبر معائنة ولذلك كانا ابلغ من الاول والثانى وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم

سسکتے کو دیکہنے مین اور قبر کے زیارت مین انجام کا معائنہ ہوتا ہے اور اسیلئے یہہ دونو اول اور ثانی سے بہت نافع ہین چنانچہ نبی صلی الله علیه وسلم فرمایا

ليس الخبر كالمعائنة لكن الاعتبار والاتعاظ بحال المحتضر غير ممكن فى كل وقت من الاوقات ولا يتفق لمن يريد علاج

سنا ہوا دیکہی ہوئی کی برابر نہین ہوتا پر عبرت اور پند پذیری سسکتے کی حال سے ہر وقت میسر ہونا ممکن نہین ہے اور جو اپنے دل کا علاج

قلبه فى ساعة من الساعات واما زيارة القبور فوجودها اسرع والانتفاع بها اوسع لكن ينبغى لمن يقصد زيارة

کیا چاہے تو گہری گہری اوسکو نہین ملتا ہے زیارت قبور کی تو اسکا ہاتہہ آنا جلد ہوسکتا ہے اور منفعت اسکی بہت ہے پر لایق یون ہے کہ قبور کی زیارت کری

القبور ان يحترز من الزيارة البدعية التى يقصدها اكثر الناس فى هذا الزمان وهى زيارة قبور بعض المتبركين

تو زیارت بدعے سے پرہیز رکہے جو کہ اس زمانہ مین اکثر لوگون کو مقصود ہے یعنے متبرک لوگون کی قبر پر جاکر

لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها

نماز پڑہنا اور قبرون پر طواف کرنا اور چومنا اور بوسہ دینا اور اوسپر گال ملنے اور وہان کی مٹی لینی اور مردونسے دعا مانگنی

والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والولد والعافية وقضاء الديون وتفريج الكربات واغاثة اللهفان وغير

اور اونپر بہروسہ کرنا اور اون سے امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضونکا ادا اور سختیونکی کشایش اور ناتوانون کی مدد مانگنے اور

ذلك من الحاجات التى كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم اذ ليس شئ منها مشروعا باتفاق علماء المسلمين

سوا اسکی اور حاجتین جو بت پرست لوگ اپنے بتونسے مانگا کرتے ہین اسواسطے کہ اسمین سے کوئی بات ہی تمام علماء اہل اسلام کی نزدیک جایز نہین ہے

اذ

اذ لم یفعله رسول رب العلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل یتادب بآدابها ویکون حاضر
کیونکہ یہ تو نہ رسول رب العالمین نے کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین نے اور نہ کسی ائمہ دین نے بلکہ طریقے زیارت قبور کی سیکہہ کر حضور دل سے
القلب فی اتیانها ولا یکون حظه منها الطواف علیها فقط لانه حالة تشارکه فیها البهائم بل یقصد بزیارته وجه الله تعالی
ادا کرے ایسا ہو کہ زیارت قبور سے اسکا حصہ صرف طواف ہی ہو کیونکہ یہہ بات تو چارپائے بھی کر سکتے ہیں بلکہ زیارت سے صرف مقصود واسطہ خدا تعالی کا ہو
واصلاح نفسه ودواء قلبه ویجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیها ویخلع نعلیه ان دخلها کما جاء فی الحدیث
اور درستی اپنی حال کی اور علاج اپنی دل کا اور قبروں کی اوپر پہرا نکرے اور نہ اونپر بیٹھے اور قبروں میں جاتی ہوئی جوتی اوتار لے چنانچہ حدیث میں آیا ہے
ویسلم علی اهلها ویخاطبهم خطاب الحاضرین ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانه علیه الصلوة والسلام
اور مردوں پر سلام بہیجے اور اون سے مخاطب ہو کر کلام کرے یہہ کہے سلام تمپر اے دار قوم مومنین کے کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام
کان یقول کذلک واذا وصل الی میت ینبغی له ان یاتیه من تلقاء وجهه ویسلم علیه ایضا لکن اذا اراد ان یدعو
یہہ ہی کہا کرتے تہے اور جب کسی مردہ کی پاس جاوے تو چاہیے کہ اوسکی منہہ کی سامنے سے جاوے اور اوسپر بہی سلام علیک کرے لیکن اگر دعا مانگنی کا قصد کرے
یدعو قائما مستقبل القبلة وکذلك الکلام فی زیارة النبی علیه الصلوة والسلام ثم یعتبر بمن کان تحت التراب
تو رو بقبلہ کہڑا ہو کر مانگے اور ایسی ہی گفتگو نبی علیہ السلام کے زیارت میں ہے پہر اوسکی حال سے جو مٹی تلے دب گیا
وانقطع عن الاهل والاحباب بعد ان نافس الاصحاب والعشائر وجمع الاموال والذخائر وجاءه الموت فی وقت لم یحتسبه
اور اہل عیال اور یاروں سے جدا ہو گیا عبرت پذیر ہو ایکدن تہا کہ یاروں اور کنبے میں ملا جلا تہا اور مال اور ذخیرہ جمع کرتا تہا اور اوسکو ایسی وقت موت آگئی جو کمان نہ تہا
وفی حال لم یرتقبه فانه حین دخل القبر وابتلی بالسؤال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
اور ایسی حال میں جو توقع نکرتا تہا پہر یہہ جب قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا جانے جواب میں پورا اترا کہ اوسکی قبر بہشت کا چمن ہو گئی ہو
او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النیران ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه اهله وولده
یا جواب میں پورا نہ اترا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخ کا ہو گیا ہو پہر اپنے آپ کو تصور کرے گویا مر گیا اور گور میں داخل ہوا اور اہل اور اولاد
ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الآن یسأل فماذا یجیب وماذا یکون حاله ثم یتأمل حال من مضی من اخوانه واقرانه
اور جان پہچان جدا ہو گئی اکیلا تن تنہا رہ گیا اب مجہسے سوال ہو رہا ہے اب کیا جواب دوں اور میرا کیا انجام ہوگا پہر اپنی گذشتہ بہائی بندوں اور ہمسروں کی حال میں تامل کرے
الذین املوا الآمال وجمعوا الاموال کیف انقطعت آمالهم ولم تغن عنهم اموالهم وغیر التراب محاسن وجوههم وافترقت فی
جو کہ بڑی بڑی امیدیں رکہتے تہے اور خوب مال جمع کیا تہا کیونکر اونکی امیدیں ٹوٹ گئیں اور مال متاع نے کچہہ فائدہ نہ دیا اور مٹی نے اونکی اچہی اچہی چہرے بگاڑ دیے اور
القبور اجزاؤهم وارملت بعدهم نساؤهم وشمل الیتیم اولادهم واقتسم غیرهم اموالهم ولیعلم ان میله الی الدنیا کمیلهم
گور میں اونکی اجزا بکہر گئے اور اونکی جوروین رانڈ ہو گئیں اور اونکی اولاد میں یتیمی پہیل گئی اور اونکا مال وروں نے بانٹ لیا اور یوں یقین کرے کہ میری رغبت دنیا میں مثل انکی رغبت کے ہے
وغفلته کغفلتهم وانه لا شك صائر الی مصیرهم ولیتحقق ان حاله کحالهم وان الموت لفظیع والهلاك السریع بین یدیه
اور میری غفلت اون کیسی غفلت میں بیشک اوسہی جگہ جاؤنگا جہاں وہ گئے ہیں اور میرا حال بہی اونکا سا حال ہونیوالا ہے اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سامنے موجود ہے
وعند هذه التذکر والاعتبار یلین قلبه ویخشع جوارحه ویزول عنه جمع الاعتبار الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخرویة
اسطرح کی یاد اور اعتبار سے البتہ دل نرم ہو جاوے گا اور ہاتہہ پاؤں کانپ جاوینگے اور دنیا کی تمام رابطے جاتے رہینگے اور اعمال آخرت پر متوجہ ہووے گا
ویترك هواه ویتوجه الی طاعة مولاه ثم ینبغی له فی کل حین وزمان ان یکثر ذکر اقرانه وامثاله الذین مضوا قبله فیتذکر
اور ہوا ہوس ترک کر کر مولی کی طاعت اختیار کریگا پہر اسکو چاہیے کہ دم بدم اپنے اقران اور امثال کا جو کہ اس سے پہلے مر گئے ہیں ذکر کیا کرے
سرورهم ونشاطهم وعیشهم وعشرتهم وطول املهم واعتمادهم الی القوة والشباب ومیلهم الی الضحك والتلعاب
اور اونکی سرور اور نشاط اور اونکی عیش اور عشرت اور بڑی بڑی امیدیں اور اونکا بہروسہ قوت اور جوانی کا اور رغبت ہنسی اور کہیل کی یاد کیا کرے

ثم یتامل کیف کانت حالهم وخلت منهم مجالستهم ودیارهم وانقطعت اثارهم وضاعت اموالهم ثم ینظر فی نفسه فانه

پھر یہہ سوچی کیسا اونکا حال تہا اور انکی مجلس اور گھر بار ہر اونسی خالی رہ گئی اور اون کا نشان مٹ گیا اور اونکے مال تباہ ہوگئے پھر اپنی طرف خیال کری کہ میرا بھی

سیکون عاقبة امرہ کعاقبة امرهم فیسعی فی اصلاح نفسه باسقاط ما فی ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب

انجام یہہ ہی ہونے والا ہی جو اونکا ہوا پھر اپنے حال کو درست کری جو جو اسکی ذمہ پر فرایض اور واجبات باقی نکلتی ہین ادا کری

عن المحرمات والمکروهات والتوبة عن الذنوب والسیأت یسر لنا الله التوبة والاستغفار اناء اللیل واطراف النهار

اور حرام اور مکروہات سی بچے اور گناہون اور بری کار سے توبہ کرے اﷲ ہمکو رات کو اور صبح شام توبہ اور استغفار کی توفیق دے ۔

المجلس التاسع والخمسون فی بیان ماهیة الطاعون وعدم التقدم علیه وعدم الفرار منه

اونسٹہوین مجلس وبا کی حقیقت مین اور نہ اوسکے اندر جانا اور نہ وہان سے بہاگنا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الطاعون رجز ارسل علی طائفة من بنی اسرائیل فاذا سمعتم به بارض فلا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون یعنی وبا عذاب ہی جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تہا جب تم کسی سرزمین مین وبا سنو تو

تقدموا علیه واذا وقع وانتم فیه فلا تخرجوا منها فرارا منه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ اسامة بن زید

اوسمین نجاؤ اور جب وبا آجاوی اور تم وہان ہو تو وہانسی وباکی ڈرکی ماری مت نکلو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی اسامہ بن زید کی روایت سے

والمراد بالطائفة المذکورة هم الذین امرهم الله تعالی ان یدخلوا الباب سجدا ویقولوا حطة فدخلوا الباب قائلین

اور مراد گروہ مذکورہ سی وہ قوم ہے جسکو اللہ تعالی کا حکم ہوا تہا کہ دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئی اور حطہ یعنی معاف کہتی ہوئی چلی جاؤ سو وہ لوگ دروازہ مین

حنطة فخالفوا امر الله تعالی فارسل الله تعالی علیهم الطاعون فمات منهم فی ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من

حنطہ کہتی ہوئی داخل ہوئی اونہون نی امر الہی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالی نی اون پر وبا بہیجی سو اون مین سی گہڑی بہر کی عرصہ مین چوبیس ہزار

شیوخهم وکبرائهم فدل الحدیث علی ان سبب ظهور الطاعون هو المخالفة لامر الله تعالی وقد وقع فیه النهی عن

بڑی بڑے آدمی مرگئی اب اس حدیث سی معلوم ہوا کہ سبب طاعون وبا پڑنیکا وہی امر الہی کی مخالفت ہے اور اس حدیث مین ممانعت یعنی وباکی جگہہ مین جانی کی ممانعت ہے

القدوم علیه وعن الفرار عنه فالنهی الاول لبیان لزوم الحذر عن التعرض للتلف اذ لا یجوز للعبد ان یلقی نفسه الی

اور وہان سی بہاگنی کی پہلی ممانعت ہی تو اس بیان کے لئی ہی کہ تلف مین پڑنی سی بچو اسلئے کہ بندہ کو جایز نہین ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالی

التهلکة لقوله تعالی وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ والنهی الثانی لبیان لزوم التوکل والرضاء بقضاء الله تعالی وقدره

اسی آیت سی اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت مین اور دوسری ممانعت واسطے بیان لزوم توکل کی ہی اور تقدیر الہی پر رضا

ولبیان ان العذاب الواقع بسبب المعصیة لا یدفعه الفرار وانما یدفعه التوبة والاستغفار واختلف فی هذا النهی

اور اس بیان کی واسطے کہ جو عذاب بسبب گناہونکی نازل ہوتا ہی وہ بہاگنے سے نہین دفع ہوتا اوسکو توفقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہی اور اس نہی مین اختلاف ہے

فقال القاضی تاج الدین السبکی مذهبنا هو الذی علیه الاکثرون ان النهی عن الفرار منه للتحریم وقال بعض العلماء

سو قاضی تاج الدین سبکی کہتا ہی ہمارا مذہب وہ ہی ہی جس پر اکثر علما ہین کہ وہان سے بہاگنی کی نہی تحریمی ہی اور بعض علماء کہتے ہین

هو للتنزیه واتفقوا علی جواز الخروج لشغل عرض غیر الفرار لقوله علیه السلام فی اخر الحدیث ولا تخرجوا منها فرارا منه

کہ نہی تنزیہی ہی اور بالاتفاق کہتی ہین کہ وہانسی چلا جانا واسطی کسی کار کی سوائی بہاگنی کے جایز ہی اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام آخر حدیث مین فرماتی ہین وہانسی نکلو

ویدل علی التحریم ما روی عن ام المؤمنین عائشة رضی الله عنها انه علیه السلام قال الفار من الطاعون کالفار من الزحف واخرج

اور حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوتی ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ وباسی بہاگنی والا ایسا ہی جیسے لڑائی سی بہاگنی والا اور

ابن خزیمة فی صحیحه ان الفرار منه من الکبائر والله تعالی یعاقب علیه ان لم یعف واختلف العلماء فی حکمة ذلك النهی

ابن خزیمہ نی اپنی صحیح مین نقل کیا ہی کہ وباسی بہاگنا گناہ کبیرہ ہی اور اللہ تعالی اسپر عذاب کریگا اگر نہ معاف کیا اور علما کو اس ممانعت کی حکمت مین اختلاف ہے

فقیل هو تعبدی لا یعقل معناه لان الفرار من المهالك مامور به وقد وقع النهی عنه وفیه سر لا یعلمه الا الله تعالی

کوئی کہتا ہی اسمین بندگی ہی کچھہ معنی سمجھہ مین نہین آتی اسلئی کہ ہلاکت کے مقام سی بہاگ جانیکا حکم ہی اور اسمین ممانعت آئی ہی تو اسمین کوئی بہید پوشیدہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا

وقیل هو معلل بان الطاعون اذا وقع فی بلد یعم من کان فیه بمداخلة سببه فلا یفید الفرار منه بل ان کان اجله حضر

اور کوئی کہتا ہی اوسکی یہہ علت ہے کہ وبا جب کسی ملک مین پڑتی ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب پر پہیل جاتی ہی کیونکہ سبب وخل ہوتا ہی پہر وہانسی بہاگنی مین کچھہ فائدہ نہین ہی بلکہ اگر

فالطاعون سبب موته سواء اقام او رحل فلما تعین المفسدة ولا انفكاك عنها تعین الاقامة لما فی الخروج من العبث

اوسکی موت آئے تو وبا ہی اوسکی موت کا سبب ہے برابر ہے کہ وہ شخص وہان رہے یا چلا جاوے پہر جب فساد معین اور اوس سے چہٹکارا نہین ہے تو پہر اقامت ہی معین ہی اسلئی کہ چلی جانے مین بیہودہ امر ہے

الذی لا یلیق بالعقلاء مع ان فیه الفرار من حکم قدر الله تعالی وامر بالصبر علیه وجعل لمن یموت به اجر الشهید بل

جو عقلا کی حال سی مناسب نہین ہے باوجودیکہ اسمین تقدیر الہی سی بہاگنا ہی حال یہہ ہے کہ اسپر صبر کرنے کا حکم ہی اور اوسمین مرنی والی کی واسطے اجر شہید کا مقرر ہے بلکہ

جعل للمقیم فیه صابرا اجر الشهید ولو لم یمت بالطاعون والفرار من مثل هذا الاجر خسارة عظیمة مع انه لا یعلم

اسمین صبر سی قایم رہنی والی کی واسطے اجر شہید کا ہی اگرچہ وبا مین جیتا رہی اور بہاگنا ایسے اجر سے بڑی ہی ٹوٹی کی بات ہی باوجودیکہ یہہ خبر نہین

ان الموت الذی فر منه هل یسلم منه ام لا ونقل ابو الحسن المدائنی عن ابیه قال قلما فر احد من الطاعون فسلم قال

کہ جس موت سی بہاگتا ہون اسی سلامت بچونگا یا نہین اور ابو الحسن مدائنی اپنی باپ سے نقل کرتا ہی کہ وبا سے بہاگنے والا کم بچتا ہے

تاج الدین السبکی والذی حکاه مجرب ولیس ببعید ان یجعل الله الفرار منه سببا لقصر العمر وقد جاء فی الکتاب الکریم

تاج الدین سبکی کہتا ہی یہہ بات آزمودہ ہی اور کیا بعید ہے کہ اللہ تعالی اس بہاگنی کی باعث سی اوسکی عمر کوتاہ کردی چنانچہ کتاب کریم سی یہہ مضمون حاصل ہوتا ہی

ما یوخذ منه ان الفرار من الجهاد سبب لقصر العمر وهو قوله تعالی قُلْ لَنْ یَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ

کہ جہاد مین سی بہاگنا عمر کوتاہ کردیتا ہے اور وہ یہہ آیت ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیویگا تمکو بہاگنا اگر بہاگی تم مرنے سے یا مارے جانے سے

وَاِذًا لَا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا وحکی ان والده استنبط ذلك من هذه الایة وقال اهل التفسیر فی قوله تعالی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا

اور اب نہ پہل پاؤگے مگر تہوڑے دنون اور نقل کرتا ہی کہ میرے باپ نے یہہ مضمون اسی آیت سے نکالا ہی اور مفسرین اس آیت مین تو نے نہ دیکہی وہ لوگ جو نکلے

مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ان اهل قریة وقع فیهم فخرجوا منها هاربین فاماتهم الله تعالی ثم احیاهم لیعتبروا ویعلموا

اپنے گہرون سی اور وہ ہزارون تہی موت کی ڈر سی یہہ کہتی ہین کہ ایک قریہ مین وبا پڑی سو وہ لوگ وہانسے بہاگی پہر اللہ تعالی نی اونکو ماردیا پہر زندہ کیا تاکہ عبرت پذیر ہون اور جانلین

ان لا ینفر من قضاء الله تعالی وقدره وقد ورد فی الحدیث انه وخز اعدائنا من الجن علی ما روی عن ابی موسی الاشعری

کہ تقدیر الہی سی نہین بہاگا جاتا اور حدیث مین آیا ہی کہ وبا ہماری دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی موافق روایت ابو موسے اشعری کے

انه علیه السلام قال فناء امتی بالطعن والطاعون قیل یا رسول الله هذا الطعن قد عرفناه فما الطاعون قال وخز اعدائکم

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری امت کی موت طعن اور طاعون سی ہی کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ اس طعن کو تو ہم جانتی ہین پر طاعون کیا ہی فرمایا نیزہ زنی ہی تمہارے دشمنون

یعنی الجن وفی کل منهما شهادة قال ابن القیم فی کون الطاعون وخز اعدائنا من الجن حکمة بالغة وهی ان اعدائنا منهم

یعنی جن کی اور ان دونون مین شہادت ہی ابن القیم کہتا ہی کہ طاعون جو ہمارے دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی اسمین بڑی حکمت ہی وہ یہہ ہے کہ انمین سے شیاطین ہمارے دشمن ہین

شیاطینهم واما اهل الطاعة منهم فهم اخواننا فی الدین وقد امرنا الله تعالی معاداة اعدائنا من الجن والانس وان

اور جو اونمین اہل طاعت ہین سو وہ ہمارے دینی بہائی ہین اور ہمکو حکم الہی ہے کہ اپنے دشمنونکی انسان ہون یا جن دشمنی کرین اور یہ بھی

نحاربهم طلبا لمرضاته وابی اکثر الناس الا مسالمتهم وموالاتهم فسلطهم الله تعالی علیهم عقوبة لهم لانهم لما استجابوا حین اخذوهم

واسطی طلب رضامندی اللہ کے لڑین اور اکثر لوگ اس حکم سی پہر کر اونکی محبت کے طلبگار ہوگئے سوئی انکو اللہ تعالی نی اونپر عقوبت کی لئی غالب کردیا کیونکہ اونہون نے جب اونکو

وامروهم بالفسق والفجور واطاعوهم فی الفساد والشرور اقتضت الحکمة الالهیة ان یسلطوا علیهم بالطعن فیهم

فسق و فجور کے لئے بکڑا تو مان گئے اور فساد اور شرور مین مطیع ہوگئی تو حکمت الہی نی چاہا کہ یہہ بہی اونپر غالب آکر اون مین طعن قایم کرین

كما يسلط عليهم اعداءهم من الانس حين افسدوا في الارض ونبذوا كتاب الله تعالى وراءهم فهذه المحاربة طعمة من
جیسے کہ اونپر اونکی دشمن انسان غالب ہوجاتی ہین جب وہ ملک مین فساد برپا کرتے ہین اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالتی ہین پس یہہ محاربت صف جنگ

الانس والطاعون طعمة من الجن وكل منهما يسلط عليهم بتقدير العزيز الحكيم عقوبة لهم لمن يستحق العقوبة وشهادة
انسانکی ہی اور طاعون صف جنگ جنات کی ہی اور یہہ دونو اونپر اللہ عزیز حکمت والی کی تقدیر سے وسطی عذاب مستحق عذاب کے اور وسطی شہادت مستحق

لمن هو اهل لها فهذه سنة الله تعالى في العقوبات التي يقع عامة فيكون طهر المتقين وعذابا للفاجرين وقد ثبت
شہادت کے مسلط ہوجاتے ہین پس اون عقوبات مین جو عام نازل ہوتی ہین عادت الٰہی یہہ ہی جاری ہی سو متقیون کی واسطی طہارت اور بدکارونکی لیے عذاب ہی اور حدیث

في الحديث ان سبب وقوع الطاعون ظهور الفاحشة واعلان المنكرات على ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال لن يظهر
مین ثابت ہوچکا ہی کہ وبا پڑنیکا سبب ہے فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا برملا عمل مین آنا موافق روایت ابن عمر کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ کبھی ظاہر

الفاحشة في قوم قط حتى يعلنوها الا فشى فيهم الطاعون واخرج مالك عن ابن عباس موقوفا والطبراني مرفوعا ما فشا
کہ کسی قوم مین فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کہ برملا ہونی لگی اور وبا نہ پڑی اور مالک نے ابن عباس سے موقوفا اور طبرانی نی مرفوعا نقل کیا ہی نہین ظاہر ہوا

الزنا في قوم قط الا كثر فيهم الموت قال ابن حجر الحكمة في ذلك ان حد الزنا في المحصن ازهاق الروح بصفة مخصوصة وهي
زنا کبھی کسی قوم مین مگر وہان موت کے کثرت ہوئی ہے ابن حجر کہتا ہی حکمت اسمین یہہ ہے کہ زنا کی حد محصن کے حق مین جان کا نکالنا ہی بطور خاص یعنی

الرجم فاذا لم يقم فيه الحد يسلط عليهم الجن ليقتلوهم قال السيوطي ومن تتمة ذلك ان الزنا لما كان في غالب الاحوال
سنگسار کر کر پھر جب اوسمین یہہ حد قایم نہ ہوئی تو جن اونپر تعینات ہوئے تاکہ اونکو قتل کرین سیوطی کہتا ہی اسکا بقیہ یہہ ہے کہ زنا چونکہ اکثر اوقات

يقع سرا يسلط الله عليهم عدوا يقتلهم سرا من حيث لا يرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم يعم المستحق وغيره
پوشیدہ واقع ہوتا ہی تو اللہ تعالیٰ بھی اونپر ایسا دشمن تعینات کرتا ہی کہ پوشیدہ مار ڈالی ایسا کہ کسیکو معلوم نہو اور عذاب کا قاعدہ یہہ ہے کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا ہی تو بھلی برے سب کو

ثم يبعثون على نياتهم كما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من كان فيهم
پھر وہ اپنی اپنی نیتون کی موافق مبعوث ہوتی ہین چنانچہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب اوتارتا ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب پر پہنچتا ہی

ثم يبعثون على نياتهم قال العلماء انما يصب العذاب جميع الناس لظهور المنكرات والاعلان بها لان انكارها وتغيرها
پھر وہ اپنی نیت پر مبعوث ہوتی ہین علما کہتی ہین کہ تمام لوگونکو عذاب اسلیے پہنچتا ہی کہ منکرات ظاہر اور برملا عمل مین آتی ہین اور منکرات کا بند کرنا اور بدلنا

يصير واجبا عليهم فمن راى ولم ينكر صار كمن فعل في استحقاق العقوبة كما روى عن ابن عباس انه قيل يا رسول الله
اونپر واجب ہوجاتا ہی پھر جو دیکھی انکھون ممانعت نکری تو وہ استحقاق عقوبت مین ایسا ہے گویا کہ عمل کرتا ہی چنانچہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ

اتهلك القرية وفيها الصالحون قال نعم قيل بم يا رسول الله قال بتهاونهم وسكوتهم عن معاصي الله تعالى ثم ان
کیا تمام گاؤں ہلاک ہوجاتا ہی اور اوسمین صلحا ہوتی ہین فرمایا ہان عرض کیا کس خطا پر یا رسول اللہ فرمایا خدا کی نافرمانی پر اونکی سستی اور چپ رہنی سے پھر بیشک وہ

الطاعون وان كان يقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها لكن لما جعل لهم كفارة وطهرة كان لهم
وبا اگرچہ اونکی سے لئے منکرات کی ظہور پر چپ رہنی کی سزا مین عذاب آتا ہی پر چونکہ اونکی لئے کفارہ اور طہارت ہے تو اونکی حق مین

رحمة كما روى عن ام المؤمنين عائشة رض انه عليه الصلوة والسلام قال اذا كثر ذنوب العبد ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه
رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہوتی ہین اور کفارہ اوسکا کچھ نہین ہوتا

الله تعالى بالحزن ليكفرها ويجوز ان يكون في حق من لم يقصر فيما وجب عليه من الامر بالمعروف والنهي عن المنكر لزيادة
تو اللہ تعالیٰ کفارہ کیواسطی اوسکو غم مین مبتلا کر دیتا ہی اور احتمال ہی کہ اوسکی حق مین جو تمام واجبات یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین قصور نکری واسطے افزایش

حسناته كما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله تعالى منزلة فما يبلغها بعمله فما يزال الله يبتليه بما يكرهه
حسنات کے ہو چنانچہ حدیث مین آیا ہی کوئی شخص تقدیر الٰہی مین ایک مرتبہ کی لائق ہوتا ہی کہ اوسکو عمل کی برکت سی نہین حاصل کر سکتا تو اللہ تعالیٰ اوسکو ہمیشہ مکروہات مین مبتلا کرتا

حتى يبلغه اياه وقد ورد في الحديث ان الطاعون شهادة للمؤمنين ورحمة لهم ورجز على الكفرين وهو صريح في ان

آخر وہ اوس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہی اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ وبا مومنین کی حق مین شہادت اور رحمت ہی اور کفار کی لئی عذاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ

كونه شهادة ورحمة خاصة بالمؤمنين واذا وقع في الكافر فانما هو عذاب عجل عليه في الدنيا وله في الآخرة اشد

وبا صرف مومنین کی لئی شہادت اور رحمت ہے اور جب کافر پر پڑتی ہے تو وہ عذاب ہے کہ اوس پر جلدی سے دنیا مین آگیا اور آخرت مین اوسکے لئے

العذاب واما العاصي المرتكب الكبيرة من هذه الامة اذا كان مصرا عليها ولم يتب عنها فكون الطاعون شهادة

اور بہی سخت عذاب ہی اور رہا گنہگار کبیرہ کرنیوالا اس امت مین سے اگر وہ کبائر پر اڑا ہوا ہی اور تائب نہین ہوا تو وبا اوسکی حق مین شہادت ہی یا نہین

له محل نظر اذ يحتمل ان يقال انه لا ينال درجة الشهادة لشوم ما كان متلوثا به من الذنوب وقد قال الله تعالى

اسمین تامل ہی اسواسطے کہ ہو سکتا ہی کہ کوئی کہے یہہ شخص ان گناہون کی وبال سی جنمین مبتلا تہا شہادت کا درجہ نہین پا سکتا اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وايضا قد سبق ان الطاعون

کیا خیال رکہتے ہین جنہون نے کمائی ہین برائیان کہ ہم کر دینگے اونکو برابر اونکی جو یقین لائے ہین اور کئی بہلے کام اور یہہ بہی گذر چکا ہے کہ وبا

ينشأ عن ظهور الفاحشة ويقع عقوبة بسبب المعصية فكيف يكون شهادة ويحتمل ان يقال انه ينال درجة الشهادة لعموم الاخبار الواردة

فاحشہ کی ظاہر ہونے سی پڑتی ہی اور گناہ کے سبب سی عقوبت ہوتی ہی پھر شہادت کیونکر ہو سکتی ہی اور یہہ بہی احتمال ہی کہ کہئے کہ شہادت کا درجہ پاویگا

فيها لا سيما الحديث الوارد عن انس انه عليه الصلوة والسلام قال الطاعون شهادة لكل مسلم فانه صريح في العموم وبالقياس

اسیواسطے کہ حدیثون مین حکم عام ہے خاص اوس حدیث مین جو انس روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا وبا ہر مسلم کی لئی شہادت ہے اب یہہ مضمون صاف علی العموم ہے

على شهيد المعركة ان يحكم له بالشهادة ولو كان له ذنوب كثيرة لم يتب عنها الا التبعات الادميين للحديث الوارد

اور معرکہ جنگ کے شہید پر قیاس کرکر حکم شہادت کا کر سکتی ہین اگرچہ سوا حق العباد کی اوسکی ذمہ پر کتنی ہی گناہ کی توبہ باقی رہی ہون بدلیل اس حدیث کی کہ

ان الشهيد يغفر له كل ذنب الا الدين وسائر التبعات في معنى الدين ولا يلزم من حصول درجة الشهادة لمن اكتسب السيئات

شہید کی تمام گناہ بجز قرض کے معاف ہو جاتی ہین اور تمام حقوق بمنزلہ قرض کے ہین اور یہہ لازم نہین آتا کہ ایک شخص جو گناہ کرتا رہا شہادت کا درجہ پاکر

ان ساوى المؤمن الكامل في المنزلة لان درجات الشهداء متفاوتة نعم يستفاد من الحديث ان الشهادة لا تكفر

مومن کامل سے درجہ مین برابر ہو جاوے اسیواسطے کہ شہیدونکی مرتبے کمتی بڑہتی ہوتے ہین البتہ اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت سی حقوق

التبعات لكن التبعات لا تمنع الشهادة اذ ليس للشهادة معنى الا انها اذا حصلت لشخص يثيبه الله تعالى ثوابا مخصوصا

نہین معاف ہوتی ہین لیکن حقوق باقی رہنی سے کچھہ شہادت مین فرق نہین آتا اسواسطے کہ شہادت کی یہہ ہی معنی ہین کہ جب خدا کسیکے نصیب کرتا ہی تو اوسکو اللہ تعالی کی یہان سے

ويغفر له ذنوبه غير التبعات ثم ان كان له اعمال صالحة فهي تنفعه في موازنة ما عليه من التبعات وتبقى له درجة الشهادة

ایک خاص ثواب ملتا ہی اور اوسکی تمام گناہ سوائی حقوق کی معاف ہو جاتی ہین پھر اگر اوسکی اور اعمال صالحہ ہین تو وہ اون حقوقکی مقابلہ مین فائدہ کرینگی اور درجہ شہادت کا اوسکے لئی بچا رہیگا

وان لم يكن له اعمال صالحة فالشهادة تكفر اعماله السيئة غير التبعات وهو في حق التبعات يبقى في مشية الله تعالى

اور اگر کچھہ اعمال صالحہ نہین تو شہادت اوسکی گناہون کو سوائی حقوق کے تو محو کر دیگی اور بابت حقوق کے اللہ تعالی کی مشیت مین رہے گا

فانه تعالى اذا اراد ان لا يعذبه يرضى عليه خصمه كما روي انه عليه الصلوة والسلام بينما هو جالس اذ ضحك حتى

بیشک اللہ تعالی اگر چاہے کہ اوسپر عذاب نہو تو مدعیونکو راضی کر دیگا چنانچہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹہی ہوئی ایسے ہنسی

بدت ثناياه فقيل له لم تضحك يا رسول الله قال رجلان من امتي جثيا بين يدي رب العزة فيقول احدهما يا رب خذ

کہ دندان مبارک بیشین نظر آنے لگے پھر کسے نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیون ہنستی ہین فرمایا میری امت کے دو شخص رب العزت کی سامنی آئی ایک کہتا ہی ای رب میری میرا حق

لي مظلمتي من هذا الاخ فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلمته فيقول يا رب لم يبق من حسناتي شيء فيقول الله تعالى

اس بہائی سی دلادی پھر اللہ تعالی فرماتا ہے اپنے بہائی کا حق ادا کر دی وہ جواب دیتا ہے الہی میری پاس تو کوئی بہلائی باقی نہین رہی پھر اللہ تعالی مدعی سی کہتا ہے

للطالب ما تصنع باخیك لم یبق من حسناته شیٔ فیقول یا رب فلیحمل عنی اوزاری ففاضت عینا رسول الله
طالب مدعی سی کہیگا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کریگا اوسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہیں رہا پہر وہ کہیگا یارب پہر وہ میرا بوجہہ یعنی گناہ اوٹہالی پس دونوں آنکہیں رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال ان ذلك الیوم لیوم عظیم یحتاج الناس فیه ان یحمل عنهم اوزارهم ثم قال فیقول الله تعالی
صلے الله علیه وسلم کی اشک سے پر ہوئین اور فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت دن ہی لوگونکو اوس روز یہہ حاجت ہوگی کہ اونکی گناہ اوروں پر پڑ جاوین پہر آپنے فرمایا پہر الله تعالے
للطالب حقه ارفع بصرك فانظر الی الجنان فیرفع بصره فیری مدائن من فضة وقصورا من ذهب مکللة باللؤلؤ فیقول
مدعی سی فرماویگا نگہہ اوٹہاکر جنت کی طرف تو دیکہہ پہر وہ آنکہہ اوٹہاکر کیا دیکہتا ہی شہر کی شہر چاندیکی اور محل کے محل سونیکی تمام موتی جڑی ہوئے پہر عرض کریگا
لمن هذا یا رب فیقول الله تعالی هذا لمن یعطی ثمنه فیقول فمن یملك ثمنه یا رب فیقول الله تعالی انت تملکه فیقول
الٰہی یہہ کسکی ہین پہر الله تعالی فرماویگا جو کوئی انکی قیمت ادا کری پہر عرض کریگا اسکی قیمت کسکی پاس ہے پہر الله تعالے فرماویگا اسکی قیمت تیری پاس ہے پہر عرض کریگا
بماذا یا رب فیقول الله تعالی بعفوك عن اخیك فیقول یا رب قد عفوت عنه فیقول الله تعالی خذ بید اخیك وادخله
کس چیز کی بدلہ پہر الله تعالے فرماویگا تیری اس بہائی کی معافی کی بدلہ پہر عرض کریگا الٰہی مین نے بیشک اوسکو معاف کیا پہر الله تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑ اور جنت مین لیجا
الجنة ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتقوا الله واصلحوا ذات بینکم فان الله تعالی یصلح بین المؤمنین
پہر رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا الله سی ڈرو اور آپسمین ملاپ رکہو کیونکہ الله تعالی قیامت کے روز مومنون مین
یوم القیٰمة قال القرطبی نقلا عن شیخه هذا لبعض الناس ممن اراد الله تعالی ان لا یعذبه وکذا ما روی عنه علیه الصلٰوة
ملاپ کردیگا قرطبے اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی یہہ حال کسی کسی کا ہی جسکو الله تعالے عذاب سی بچانا چاہے اور ایسی ہی وہ جو نبی علیه الصلٰوة والسلام
والسلام ان منادیا ینادی یوم القیٰمة من تحت العرش یا امة محمد اما ما کان لی قبلکم فقد وهبته لکم فبقیت التبعات
سے روایت ہی کہ ایک منادی قیامت کی دن عرش کے تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی جو میرا حق تمہاری ذمہ تہا مین نے تمکو بخشدیا اب حقوق عباد باقی ہین
فتواهبوا فادخلوا الجنة برحمتی فهذا ایضا لبعض الناس اذ لو کان فی جمیعهم لما دخل احد النار وقد ورد اخبار صحیحة
سو ہر ایک دوسرے کو معاف کرکے میری رحمت سے جنت مین چلی جاو یہہ بہی کسی کسی کی واسطی ہی کیونکہ اگر سب کے لئی یہہ ہے ہو تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاوی اور بیشک صحیح حدیثین
نقلها ثقات ولا بد من الایمان بها ان من کان من اهل الایمان لا یبقی فی النار بسبب العصیان بل یخرج منها ولو بعد حین
جو ثقات کی روایت سے آئی ہین اونپر بہی ایمان لانا ضروری ہی کہ کوئی ایماندار اگر گنا ہونکے سبب سے دوزخ مین ہمیشہ نہیں پڑا رہیگا بلکہ دوزخ سی نکلیگا اگرچہ بعد زمانہ قلیل
وزمان والخروج منها لا یکون الا بعد الدخول فیها عصمنا الله تعالی عن الدخول فیها المجلس الستون فی بیان فضیلة الصبر فی
یا زمانہ درازکی اور دوزخ سے باہر آنا بدون داخل ہوئی نہیں ہو سکتا الٰہی ہمکو دوزخ مین جانے سی بچائی ساٹہوین مجلس مین صبر کی فضیلت کا بیان
موضع الطاعون وعدم جواز الدعاء لرفعه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس من احد یقع الطاعون فیمکث
موضع طاعون مین اور اوسکی رفع کے لئے دعا کا نہ جایز ہونا رسول الله صلے الله علیه وسلم نے فرمایا ایسا کوئے نہیں کہ طاعون واقع ہو وہ بہی
فی بلده صابرا محتسبا یعلم انه لا یصیبه الا ما کتب الله له الا کان له مثل اجر الشهید هذا الحدیث من صحاح المصابیح
اوس شہر مین صبر کرکر ثواب کے لئے یہہ سمجہہ کر ٹہرا رہی کہ مجہکو وہ ہی پہنچیگا جو الله تعالے لکہہ چکا ہی مگر اوسکی واسطی برابر اجر شہید کے ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون سے ہے
رویه ام المؤمنین عائشة رض قال ابن الحجر مقتضی هذا الحدیث ان اجر الشهید یکون لمن لا یخرج من البلد الذی
ام المومنین عائشہ کی روایت سی ابن حجر کہتا ہی مقتضی اس حدیث کا یہہ ہی کہ شہید کا اجر اوسکو ہوتا ہی جو اوس شہر مین سی جہان
وقع فیه الطاعون ویکون فی حال اقامته قاصدا ثواب الله تعالی راجیا موعده عارفا بان ما یقع له فهو بتقدیر الله تعالی
طاعون واقع ہوا ہی چلا نجاوی اور وہان ٹہرا ہوا الله سی ثواب کا ارادہ کرے اور اوسکے وعدہ کا امیدوار رہی یہہ سمجہہ کر کہ مجہپر جو گذریگا سو تقدیر الٰہی سی ہے
وما یصرف عنه فهو بتقدیر الله تعالی غیر متضجر بوقوعه معتمدا علی ربه فی کل حال فمن اتصف بهذه الصفات فمات
اور جو ٹل جاویگا سو تقدیر الٰہی سی ہے اوسکی واقع ہونی سے دل تنگ نہو اپنی رب پر ہر حال مین بہروسہ کئے رہی جس شخص مین یہہ صفات موجود ہون پہر وہ

بغير الطاعون فظاهر الحديث ان اجر الشهيد يحصل له ويؤيده رواية من مات في الطاعون فهو شهيد الحديث حيث لم يقل بالطاعون

طاعون مین غیری تو بہہ موافق ظاہر حدیث کی اوسکو شہید کا ثواب ملتاہی اور اوسکی تائید یہہ روایت کرتی ہی جو شخص طاعون مین مر جاوے بس وہ شہید ہے آخر حدیث تک اسلیئے کہ بسبب طاعون مرجاوے نہین فرمایا

ثم قال لو وجدت في شخص هذه الصفات ثم مات بعد انقضاء زمن الطاعون فظاهر الحديث انه يكون شهيدا و

پہر کہا جس شخص مین یہہ صفتین موجود ہون پہر وہ بعد گذرنے موسم طاعون کی مری تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتاہی کہ وہ شہید ہے اور

نية المؤمن خير من عمله ثم قال ومما يستفاد من هذا الحديث ان الصابر في الطاعون المتصف بالصفات المذكورة

مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہی پہر کہا اور اس حدیث سی نکلتا ہے کہ طاعون مین صبر کرنے والا جو ان صفات مذکورہ سے موصوف ہو

يأمن فتنة القبر لانه نظير المرابط في سبيل الله تعالى وقد صح ذلك في المرابط كما في حديث مسلم وغيره ثم

قبر کے فتنہ سے محفوظ رہیگا اسلیئے کہ گویا گہوڑا اللہ کی راہ مین جہاد مین تیار ہی اور یہہ ثواب مرابط کے حق مین ثابت ہوچکا ہی چنانچہ حدیث مسلم وغیرہ مین موجود ہے

قال واما من لم يتصف بالصفات المذكورة تراه يشتد تضجره ويشتغل بوجوه من الحيل في دفعه بانواع الاشياء

اور جس شخص مین صفات مذکورہ موجود نہون تو دیکہو کتنا دل تنگ ہوتاہی اور دفع کرنیکو قسم قسم کی حیلی طرح طرح کی باتین جو وبا کی دور کرنیوالے

التي يقال انها تدفعه كالرقى والخواتم والتعويذات التي تعلق في الرؤس وتكتب على الابواب ويتشاءم بانواع الطيرة

مشہور ہین کئے جاتاہے جیسے منتر اور نقوش اور تعویذ جو گلے مین ڈالتے ہین اور دروازون پر لکہتے ہین اور شگون لینا قسم قسم کی فال سے

التي نهى الشارع عنها ويحيل امره على الهوى والماء من غير نظر الى سببه الحقيقي الذي هو ظهور الفاحشة واعلان المنكرات

جو شرع مین ممنوع ہین اور حوالہ کرنا اسکے حال کا آب و ہوا پر اور حقیقی سبب کا کچہہ لحاظ نہین جو ظاہر ہونا فواحش کا اور برملا ہونا منکرات کا ہے

ويجتنب عن عيادة المرضى وحضور الجنائز التي ترقق القلوب وتستجلب الدموع وتورث الخشية والخشوع واكثرهم

اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ پر جانا سب چہوڑ دیتا ہی جسسے دل نرم ہوتی ہین اور آنسو ٹپکتے ہین اور خوف اور انکسار پیدا ہوتاہی اور ایسی لوگ اکثر

يموتون في زمن الطاعون بالطاعون وغيره فتفوتهم درجة الشهادة بسبب عدم امتثالهم بالامر بالصبر عليه

طاعون کی موسم مین طاعون وغیرہ سی مرجاتے ہین سو انکو درجہ شہادت کا نہین ملیگا کیونکہ موافق حکم کے طاعون پر صبر نکیا

عند وقوعه وقد يموت بعض منهم فيزعمون انه يقوم بعد موته ويخرج من قبره ليلا ويدور بيوت الناس و

اور ان میں سے کوئی مرجاتاہی تو یہہ کہتے ہین کہ موت کی بعد یہہ اوٹہتاہی اور رات کو قبر مین سے نکل کر لوگون کے گہرونمین پہرتاہوا

يدعو بعض اصحابها ويموت من دعاه وبهذا الزعم ينبشون قبره ويدين بجوزه بل ربما يخرجونه ويحرقونه كما يفعله

اپنی یارون مین سی کسی کسی کو پکارتا ہی پہر جسکو وہ پکارتاہی وہ بہی مرجاتاہی اسہی گمان پر اوسکی قبر اودہیڑ کر اوسکو بیچ کر دیتی ہین بلکہ بعضے دفعہ اوسکو نکال کر ہونک دیتی ہین چنانچہ ہنود

كفار الهند مع كون هذه الافعال كلها مما ورد النهي عنها في الشرع المحمدي وانما يرتكبونها لنفرتهم عن الطاعون وكراهتهم

کفار یہہ ہی کرتے ہین باوجودیکہ یہہ تمام حرکات دین محمدی مین سراسر ممنوع ہین اور یہہ حرکات اسہی لئی کرتے ہین کہ طاعون سے گہبراتے ہین اور اوسکو برا سمجہتے ہین

له وقد ثبت انه عليه السلام دعا به لامته وقال اللهم اجعل فناء امتي بالطعن والطاعون وبعضهم وان استشكل

اور بیشک ثابت ہوچکاہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی امت کے لئی اسکی دعا کی ہی فرمایا ہی الہی میری امت کی موت طعن اور طاعون سے دیجیے اور بعضون نی اگرچہ اس حدیث پر

هذا الحديث بان اكثر الامة يموتون بغيرهما لكن اجيب بانهما الغالب على فناء الامة وهو صحيح بلا شك اذ لو استقرء

یہہ اعتراض کیاہی کہ موت اکثر امت کی تو بغیر طعن اور طاعون کی ہوتے ہی لیکن جواب یہہ ہے کہ اکثر یہہ ہی دونو امت کی موت کے لئی ہوتی ہین اور یہہ بات بیشک صحیح ہی کیونکہ اگر تحقیق

الامر لوجد المعدد الذي مات في الطاعون اكثر من العدد الذي مات فيما بينه وبين الطاعون الذي قبله فكيف اذا انضم

تلاش کرو تو البتہ گنتی طاعون کے مردون کی ان مردون سی زیادہ ہوگی جو درمیان مین اس طاعون کے اور پہلی طاعون کے مری ہین پہر اسپر اگر مقتولین کو شامل

اليه القتل الحاصل في الجهاد وفي الفتن فان قيل كيف دعا على امته بالهلاك فالجواب ان المقصود من هذا الدعاء ليس

کرین جو جہاد یا فتنہ مین قتل ہوئی ہین تو کیونکر نہ زیادہ ہونگی پہر اگر کوئی یہہ کہی کہ اپنی امت کی ہلاک کی کیون دعا کی تو جواب یہہ ہے کہ اس دعا سی ہلاک کا کوسنا مقصود نہین ہے

دعاء علیہم بالهلاك وان كان من لوازمه الهلاك بل المراد منه حصول الشهادة لهم بكل من الامرين لان الموت
اگرچہ ہلاکت اوسکی لوازم سے ہی بلکہ مین دعاسے یوسیلہ ان دونو اسباب کے اونکے لئے شہادت مطلوب ہی کیونکہ موت تو اسیلیے پیچھے لگے ہوئی ہے
امر لازم لا خلاص منه فكان محط الدعاء على جعل كل منهما سببا للموت الذى قدره الله تعالى ولا مفر منه حتى
کہ وس سے اصلا مخلصی نہین ہے پس مطلب دعاکا یہہ ہی کہ طعن اور طاعون ہی سے موت آیا کری جو اللہ تعالی نے مقرر کی ہی اور اوس سی کوئی بچاؤ نہین ہے
يحصل بكل منهما الشهادة اما حصولها بالطعن الذى هو القتل الحاصل فى الجهاد والفتن فظاهر واما حصولها
تاکہ ان دو وجہ سے شہادت ہوا کری پہر حصول شہادت طعن سی جو مین جہاد مین یا فتنہ مین مارے جاتے ہین ظاہر ہے رہا حصول شہادتکا
بالطاعون فلما ثبت بالحديث انه وخز اعدائنا من الجن فيكون شهادة بلا ريب ولهذا كان الدعاء برفعه غير
طاعون سے سو اسلئے کہ حدیث سی ثابت ہوا ہی کہ طاعون کو چا ہماری دشمنون جنات کا ہے پس بیشک شہادت ہے اور اسی لئی اوسکے رفع کی دعا جایز نہین ہے
مشروع قال المنبجى يكره لان معاذا امتنع منه واعتل بان الطاعون شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه السلام
منبجی کہتا ہی مکروہ ہی اسلئے کہ معاذ رض نے دعا نکی اور یہہ حجت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دعا ہے
على ما روى عن عبد الله بن رافع ان ابا عبيدة بن الجراح لما اصيب فى طاعون عمواس استخلف معاذا واشتد الامر
موافق روایت عبد اللہ بن رافع کے کہ ابو عبیدہ ابن جراح جب طاعون عمواس مین مبتلا ہوکر موے معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب کیا اور ایسی شدت ہو
فقال الناس لمعاذ ادع الله برفع هذا الرجز فقال انه ليس برجز ولكنه دعوة نبيكم وموت صالحين قبلكم وشهادة
معاذ سے کہا کہ اللہ سی دعا مانگو کہ یہہ عذاب دور ہو جاوے معاذ نے کہا یہہ عذاب نہین ہے بلکہ یہہ تمہارے نبی کی دعا ہی اور اگلے صلحا کی موت اور شہادت ہی
يخص الله تعالى بها من شاء منكم اللهم ات آل معاذ نصيبهم الاوفر من هذه الرحمة فهذا القول من معاذ صريح بان
تم مین سی جسکو چاہے اللہ عطا فرماوے الٰہی معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت مین سی عطا کر اور معاذ کی یہہ تقریر صریح ہے کہ
الدعاء برفعه غير مشروع وقد صح ان معاذا اعلم الامة بالحلال والحرام وانه امام الفقهاء يوم القيمة فلو كان مشروعا
اسکے دور ہونیکے دعا جایز نہین ہی اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ تمام امت مین حلال اور حرام کو خوب جانتا تہا اور قیامت کی روز تمام فقہاء کا پیشوا ہوگا اگر یہہ دعا
لما احوجهم ان يسئلوه بل كان يفعل من تلقاء نفسه بل لو كان مباحا لبادر بفعله عند سؤال الرعية عنه ما ظنوا
جایز ہوتی تو لوگون کی کہنے کی کیا حاجت تہی بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فورا کرتا جب لوگون نی اوس سے عرض کیا تہا اس خیال سی کہ ہمارے حق مین
انه مصلحة لهم وقد صرح الحنابلة المسئلة وقال صاحب الفروع منهم لا يقنت له لانه لم يثبت القنوت فى طاعون
بہتر ہے اور حنبلون نے اس مسئلہ کو صراحت سی بیان کیا ہی اور صاحب فروع اونمین سی کہتا ہی اسکی دعا نکرین اسلئے کہ طاعون عمواس وغیرہ مین دعا ثابت نہین ہوئی
عمواس وغيره وابن الحجر وان مال الى مشروعيته فرادى الا انه منع الاجتماع له وقال واما الاجتماع للدعاء برفعه كما فى
اور ابن حجر اگرچہ پسند کرتا ہی کہ الگ الگ جایز ہی پر اجتماع کو وہ بہی منع کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی رفع کی دعا کی لئی جیسے
الاستسقاء فبدعة حدثت بدمشق فى الطاعون الكبير سنة تسع واربعين وسبعمائة ولم يفد شيئا بل ازداد الامر
نماز استسقا مین ہوتی ہی سو بدعت ہی دمشق مین جاری ہوئی تہی بڑے طاعون ۷۴۹ سات سو انچاس مین اور کچہہ فائدہ بہی نہوا ہوا ایک حال اور بہی
شدة ثم قال ولو انه كان مشروعا لم يخف على السلف ولا على فقهاء الامصار واتباعهم فى الاعصار الماضية فلم يبلغنا
تباہ ہوگیا پہر کہا اور اگر دعا جایز ہوتی تو سلف پر یہہ بات پوشیدہ نرہتی اور نہ ملک کی فقہا پر اور نہ اونکی تلامذہ پر زمانہ گذشتہ مین سو اس باب مین ہمکو نہ کوئی روایت ملی ہے
فى ذلك خبر ولا اثر عن المحدثين ولا فرع مسطور عن احد من الفقهاء وائمة الدين وقد تمسك قوم على مشروعيته بقول
اور نہ محدثین سی کوئی اثر اور نہ کوئی جزئی کسی فقیہ اور دین کی امام کی لکہی ہوئی ہے اور ایک قوم نی جواز دعا پر بعضے فقہاء کے
بعض الفقهاء ان القنوت فى الصلوات كلها مشروع عند النوازل وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقالوا ان تصريحهم
اس قول سی تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نمازون مین بر وقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور جماعت کرنی اور دعا مانگنی عموم امراض کی واسطے جایز ہے وہ قوم کہتے ہین

بالمرض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذی يشمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلا من الوباء والنوازل

عموم امراض کا نام لینا بمنزلہ نام لینے وبا کی ہی جسمین طاعون بھی داخل ہے اور یہہ بھی بڑا حادثہ ہے اور جواب یہہ ہے کہ تمام وبا اور حوادث

وان كان عاما يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه الصلوة والسلام بخلاف

اگرچہ عام ہین کہ طاعون وغیرہ بھی اُنمین داخل ہین پر طاعون مین خاص کر شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے برخلاف

الوباء والنوازل ولهذا شرع الدعاء برفعها ولم يشرع برفع الطاعون ويؤيد ذلك ورود النهي عن الفرار منه دون الوباء و

وبار اور حوادث کی اور اسیسے لئی وبا اور نوازل کی رفع کی دعا جایز ہی اور طاعون کے رفع کی دعا جایز نہین اور اسی کی تائید کرتی ہی طاعون سی بھاگنی کی ممانعت سوا وبا اور

سائر النوازل فانه قد وقع فی القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن

اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اولی مین کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اوسوقت بہت اور بڑے بڑے موجود تھے اور کسی سی یہہ ثابت نہین ہے

واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمراد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتي بالطعن و

کہ کسی نے نہین سے کچھہ بہی آپ کیا ہو یا کسیکو بتایا ہو اور معاذ کا قول دعوة نبیکم اس سے مراد یہہ حدیث ہی الٰہی کردی نیستی میری امت کے طعن اور

الطاعون والمراد بالصالحين قبلكم قد تكلم عليه الكلاباذی فقال يجوز ان يكون المراد بهم بنی اسرائيل فان الطاعون

طاعون سے اور صالحین سے جو قبل مار مراد ہین اومین کلاباذی گفتگو کرتا ہی اوسکی رای یہہ ہی کہ اون لوگون سی بنی اسرائیل مراد ہوسکتی ہین کیونکہ طاعون

وان كان قد وقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهرة لما كان منهم

اگرچہ اونپر عذاب آیا تہا وقت ظہور اور برملا ہونے منکرات کے جو دم کہار ہے منع نکیا پر اونکی حق مین اونکی دم کہارہنی کی گناہ کا کفارہ اور طہارت تہے

من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد العجل فانهم تائبون صالحون مستسلمون وقد علم من

جیسی آپسمین ایک دوسرے کے ہاتہ سے واسطے کفارہ گوسالہ پرستی کی سب قتل ہوسے کیونکہ یہہ سب تائب اور صلحا اور مطیع تہے اور اس سے معلوم ہوا

هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى فی اصلاح نفسه باسقاط ما فی ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن

کہ مسلم پر واجب یہہ ہی کہ اپنی ذات کی صفائی اور اصلاح مین کوشش کری اسطور کہ جو اوسکے ذمہ فرائض اور واجبات ہین ادا کری

المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيات والمبادرة الى رد المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب فی كل

اور محرمات اور مکروہات سی بچے اور گناہون اور برائیون سی توبہ کری اور جور اور جفا کی معافی اور حقوق سی رستگاری مین جلدی کری اور اتنی سعی تو ہر وقت

وقت ويتاكد ذلك عند وقوع الوباء عموما ولمن وقع به الطاعون خصوصا لا سيما الوصية من غير ان يقع فيها حيف لقوله عم

درکار ہی اور اسمین وبا کی موسم مین عموما تاکید ہے اور جو طاعون مین مبتلا ہوا اوسکو زیادہ تر علی الخصوص وصیت مین کہ بلا قصور ہو کم و کاست ہو واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کے

ما حق امرأ مسلم له شئ يوصی فيه يبيت ليلتين الا ووصيته مكتوبة عنده فان معناه اذا كان لامرء مسلم شئ يريد ان يوصی فيه

نہین اچھا کہ تا شخص مسلمان مالک کسی چیز کا قابل وصیت کی کہ دو شب بسر کرے مگر وصیت اوسکی لکہی ہوئی اوسکی پاس ہو اوسکی یہہ معنی ہین جب کسی مرد مسلمان پاس ایسی چیز ہو کہ اوسمین وصیت کیا چاہیے

فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عنده لانه لا يدری متی يوافيه منيته ويحول بينه وبين ما يريده وقيد ليلتين

تو اوسکا حق اور نہین ہے مگر اوسکی وصیت لکہی ہوئی اوسکی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا ہی اوسکی موت کب بیچ مین آکر اوسکی ارادہ کو روک لے اور دو شب کی قید

غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغی ان يمضی عليه زمان وان كان قليلا الا ووصيته مكتوبة عنده لا سيما اذا كان عليه

کچھہ مقصود نہین ہی بلکہ یہہ تاکید ہے کہ ایسا نہین چاہئی کہ اوسپر کچھہ زمانہ گذری اگرچہ قلیل ہو مگر اوسکی وصیت لکہی ہوئی اوسکی پاس ہو خاص اوسوقت کہ اوسکی ذمہ

دين او وديعة او غير ذلك من الحقوق فح يلزمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامن ان يشتد مرضه فيعتقل لسانه

قرض ہو یا امانت یا کوئی اور حق ہو پس اب اوسپر وصیت ضروری ہی اور اسمین جلدی اسلئے مستحب ہے کیا خبر ہی کہ مرض بڑہ کر زبان بند ہو جاوی

فيموت بغير وصية فيكون اثما بترك ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله تعا

پہر بے وصیت مر جاوے اور اپنی ذمہ کا واجب ترک کرنی سی گنہگار ہو ویگا اگر اوسپر وصیت بایں لحاظ واجب تہی کہ اوسکی ذمہ کوئی حق اللہ

وحقوق الناس وان لم يكن عليه من هذين الحقين بشيء لا يجب عليه الوصية بل يستحب ومحلها لمن كان له مال ولم يكن له

یا کوئی حق العباد باقی ہو اور اگر اوسکی ذمہ ان دونوں حقوں میں سے کچھہ نہیں ہی تو وصیت واجب نہیں ہوتی بلکہ مستحب ہے اور محل وصیت کا اسکے حق میں جسکے پاس مال تو ہی

وارث جميع المال وان كان له وارث فثلث المال ويستوفيه في الوصية الواجبة ان احتيج اليه وينقص منه في الوصية

پر وارث نہیں تمام مال ہی اور اگر وارث ہی تو پہر تہائی مال اور تہائی مال وصیت واجبہ میں اگر حاجت پڑی تو پورا کردی اور وصیت مستحب میں تہائی سی کم

المستحبة وطريقها ان يذكرها بلسانه عند عدلين ويبين قدرها وجنسها وصفتها وان كتبها وقرأها عليهما واشهدهما

اور طریقہ وصیت کا یہہ ہی کہ اپنی زبان سی دو عادل کی سامنی ذکر کری اور اوسکی مقدار اور جنس اور صفت بیان کردی اگر وصیت لکہہ کر دونوں کو پڑہہ سناکے اور دونوں کو

عليها كان اولى لكن ينبغي له ان يحترز غاية الحذر ان يخص وارثا من ورثته بشيء على وجه التمليك والاقرار فيكون خاتمته

گواہ کردی تو بہت بہتر ہی لیکن چاہیے کہ ایسا ہرگز نکری کہ خاص کسی وارث کی لئی کوئی چیز معین کری کہ مالک اوسکا ہی یا اوسکی لئی اقرار کردی پہر اوسکی خاتمہ کا

شرا لا خاتمة خيرا لان الله تعالى تولى قسمة المواريث بنفسه واعطى كل ذي حق حقه وعينه له في كتابه الذي انزل على

برا انجام ہی اچہا نہیں کیونکہ اللہ تعالی بذات خود قسمت مواریث کا ذمہ دار ہوا ہی اور ہر ایک حق دار کی لئی اپنی کتاب میں جو اپنی رسول پر نازل کی ہی

رسوله وتوعد من عصاه وبدل حكمه بدخول النار والخلود فيها فقال في اخر ايات المواريث ومن يعص الله ورسوله ويتعد

حصہ معین کر چکا ہی اور نافرمان کی حق میں جو اوسکی حکم کو تبدیل کرے دوزخ میں جانے کا ہمیشہ کی لئی وعید فرمایا ہی چنانچہ مواریث کی اخیر آیات میں ہی اور جو کوئی نافرمانی کری اللہ کی اور اوسکی رسول کی

حدوده يدخله نارا خالدا فيها وله عذاب مهين وروي عن ابي هريرة رضه انه عليه الصلوة والسلام قال ان الرجل والمرأة

اور بڑہ جاوے اوسکی حدوں سے اوسکو داخل کریگا آگ میں ہمیشہ رہیگا اوسمیں اور اوسکو ذلت کی مار ہی اور ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا بیشک بعضی مرد اور عورت

ليعمل بطاعة الله ستين سنة ثم يحضرهما الموت فيضاران في الوصية فتجب لهما النار ثم قرأ ابو هريرة قوله تعالى من بعد وصية

ساٹہہ برس تک اللہ کی عبادت کرتی رہتی ہیں پہر جب اونکو موت آتی ہی تو وصیت میں بی اعتدالی کرتے ہیں آخر اونکی لئی دوزخ واجب ہو جاتا ہی پہر ابو ہریرہ نی یہہ آیت پڑہی من بعد وصیۃ

يوصى بها او دين غير مضار الى اخر الاية يسرنا الله تعالى من الاعمال ما يوافق رضاه المجلس الحادي والستون في بيان

جو ہو چکے ہے یا قرض کی جب وارثونکا نقصان نکیا ہو آخر تک الہی ہمہ اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر اکسٹہواں مجلس صبر کی بزرگی میں

فضيلة الصبر عند البلاء والمصائب وفضيلة الاسترجاع عندها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزال البلاء بالمؤمن

بلیات اور مصائب پر اور سو وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کی پڑہنی کی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بلا مومن مرد

والمؤمنة في نفسه وماله وولده حتى يلقى الله تعالى وما عليه من خطيئة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو

اور عورت کی جان اور مال اور اولاد پر اترتی رہتی ہی آخر ایسا صاف ہو کر مرتا ہی کہ اوسپر کوئی گناہ نہیں رہتا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سے

هريرة ومعناه ان البلاء لا يزال يلحق بالمؤمن في نفسه وماله وولده حتى يموت ولا يبقى له ذنب بل يكون ذنوبه

اسکے معنی یہہ ہیں کہ بلا ہمیشہ مومن کی جان اور مال اور اولاد پر آتی رہتی ہی آخر وہ مرجاتا ہی اور اوسکی ذمہ کوئی گناہ نہیں رہتا بلکہ اوسکی تمام گناہ

كلها زائلة عنه بسبب ما اصابه من البلايا والمحن وقد روي عن ام المؤمنين عائشة انه عليه الصلوة والسلام

اسلئے محو ہو جاتی ہیں کہ بلا اور محنتیں اوٹہاتا ہے اور ام المؤمنین عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے

قال اذا كثر ذنوب العبد ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه الله تعالى بالحزن ليكفرها وروي عن ابي موسى الاشعري انه عليه

فرمایا جب کسی بندہ کی گناہ بہت ہو جاتی ہیں اور اونکا کچہہ کفارہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالی اوسکو غم میں مبتلا کر دیتا ہی تاکہ کفارہ ہو جاوے اور ابو موسی اشعری سی روایت ہے

الصلوة والسلام قال لا يصيب العبد نكبة فما فوقها او دونها الا بذنب وما يعفو الله تعالى عنه اكثر وقرأ قوله تعالى

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بندہ پر کوئی گزند بہت یا تہوڑا بدون گناہ کی نہیں آتا اور اللہ جو معاف کر دیتا ہے سو بہت ہیں اور یہہ آیت پڑہی

وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير يعني ان ما اصابكم من مصيبة اي مصيبة كانت

جو پڑی تمکو کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہوں نے اور معاف کرتا ہی بہت یعنی تمپر جو مصیبت آتی ہی کیسی ہی ہوئے

فهي

فهی بسبب معاصیکم التی اکتسبتموها والله تعالی یعفو عن کثیر من الذنوب فلا یعاقب علیها فی الدنیا وقال علی المؤمن

سو وہ تمہاری نا فرمانی کی شامت سے ہے جو تم کرچکے ہو اور اللہ تعالے بہتری گناہ معاف کردیتا ہی اور انکی سزا دنیا میں نہیں دیتا اور علی رضہ کہتے ہیں مومن کیلئے

عند الله تعالی خمس نقمات فاولها المرض ثم المصائب فان کان ذنوبه اکثر یعذب فی قبره فان کانت اکثر من ذلك

اللہ تعالے کی یہان پانچ عقوبتیں ہیں پہلی بیماری پہر مصیبتیں پہر اگر اوسکے گناہ بڑہتے ہوتے ہیں تو قبر میں عذاب ہوتا ہی پہر اگر اس سے بہی زیادہ ہوتے ہیں

یحبس علی الصراط وان کانت اکثر من ذلك یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها وهذا کله مختص بالمجرمین واما

تو صراط پر رکتا ہی اور اگر اس سے بہی بڑہتے ہوتے ہیں تو گناہوں کی موافق دوزخ میں عذاب ہوتا ہی پہر اوس میں سے نکلیگا یہہ تمام حال گنہگاروں کا ہے اور رہے

غیر المجرمین من المؤمنین فانما یصیبهم المصائب فی الدنیا لیرفع درجاتهم فی العقبی کما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون

بے گناہ مومن اونپر مصایب دنیاوی اسیہی سلئے آتی ہے کہ اونکے درجات عقبے میں بلند ہوجاوین چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ بعضے شخص کا ایک مرتبہ

له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله فما یزال الله تعالی یبتلیه بما یکرهه حتی یبلغه ایاها والاحادیث فی هذا المعنی

اللہ کے نزدیک مقرر ہوتا ہی سو وہ عمل کی برکت سی حاصل نہیں کرسکتا پس اللہ تعالے اوسکو مکروہات میں تا مبتلا رکہتا ہی کہ وہ مرتبہ پالیتا ہی اور اس معنی میں حدیثیں

کثیرة لکن ینبغی ان یعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاء فی هذه الاحادیث وغیرها منوط بالصبر لا علی نفس المصیبة

بہت ہیں لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ ثواب اہل بلا کا جو ان حدیثوں میں اور اور جگہہ آیا ہی اوسکا مدار صبر ہے عین مصیبت پر نہیں ہے

علی ما روی عن سفیان الثوری انه قال انما الاجر علی قدر الصبر والصبر خلق کسبی یتخلق به الانسان ویختص به ولا

موافق روایت سفیان ثوری کی وہ کہتا ہی کہ اجر برابر صبر کے ہوتا ہی اور صبر ایسی سیرت کسبی ہی جسکو صرف انسان ہی حاصل کرسکتا ہی انسان ہی سے خاص ہے

یتصور فی الملئکة والبهائم وهو ثبات القلب علی احکام القدر والشرع وحبس النفس عن الجزع واللسان عن الشکوی

فرشتے اور جانوروں میں نہیں ہوسکتا یعنی قضا و قدر اور شرع کی احکام پر دل کا قایم رکہنا اور نفس کو بیصبری سی اور زبان کو شکوہ شکایت سی

والجوارح عن فعل ما لا ینبغی قال الشیخ الامام عز الدین بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصاب ماجور علی مصیبته

اور اعضا کو بیہودہ کاروبار سی بند رکہنا شیخ امام عز الدین بن عبد السلام کہتا ہی بعضے لوگوں کا یہہ گمان ہی کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر ماجور ہوتا ہی

وهذا خطاء لان المصائب لیس من کسبه اصلا لا مباشرة ولا تسببا وقد قال الله تعالی انما تجزون ما کنتم تعملون

اور یہہ گمان غلط ہی اسلئے کہ مصیبت انسان کی اختیاری ہرگز نہیں ہے نہ باعتبار عمل کے اور نہ باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی وہی بدلہ پاؤگی جو کرتے تھے

فمن مات ولده وتلف ماله واصیب ببلاء فی بدنه فهذه المصائب لیست من کسبه ولا من تسببه حتی یوجر

پس جسکا بیٹا مرجاوے اور مال لٹ جاوے اور بدن پر آفت آجاوے تو یہہ مصیبتیں اوسکی اختیار سے نہیں ہیں اور نہ اسکے سبب پیدا کرنے سی تاکہ اوسپر ثواب ملے

علیها بل ان صبر علیها یکون له اجر الصابرین وان رضی بها یکون له اجر الراضین لکن قد ورد فی الحدیث انما الصبر

بلکہ اگر اسپر صبر کریگا تو اوسکو صابرین کا سا ثواب ملیگا اور اگر اسپر رضامند ہوا تو رضامندوں کا اجر ملیگا لیکن حدیث میں بیشک یہہ آیا ہی کہ صبر

عند الصدمة الاولی کما روی عن انس انه علیه السلام مر بامرأة تبکی عند قبر فقال لها اتقی الله واصبری فقالت الیك

پہلے صدمہ پر ہوا کرتا ہی چنانچہ انس سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس کہ قبر پر روتی تہی گئی آپنے فرمایا ای عورت خدا سی ڈر اور صبر کر جواب دیا الگ رہ تجہپر

عنی فانك لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه فقیل لها انه النبی علیه السلام فاتت النبی علیه السلام فقالت لم اعرفك یا رسول

ایسی مصیبت نہیں پڑی ہی اور آپکو اوسنی نہ پہچانا کسی نے کہدیا کہ یہہ نبی علیہ السلام ہیں پہر وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا میں نے تمکو یا رسول اللہ

الله فقال النبی علیه السلام انما الصبر عند الصدمة الاولی وانما قال کذلك اذ بعد ما مضی علیه زمان یحصل الصبر

پہچانا نہیں تہا پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا صبر پہلے صدمہ پر ہوتا ہی اور یہہ اسلئے فرمایا کہ جب دو سہ گہڑی دیر گذر جاتے ہی تو ہر مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجاتا ہی

لکل مصاب شاء ام ابی وقال ابن مبارک المصیبة واحدة فان جزع صاحبها صارت اثنتین احدهما المصیبة نفسها

چاہے یا نچاہے اور ابن المبارک کہتا ہی پہلے مصیبت ایک ہوتی ہی پہر اگر وہ بیصبری کرتا ہی تو دو مصیبتیں ہوجاتی ہیں ایک تو وہی مصیبت

والاخری ذهاب اجرها وهو اعظم من المصیبة نفسها فان الجزع لا یرد ما فات ولا یرفع الحزن بل یبطل ثواب المصیبة

دوسرے ثواب کا فوت ہو جانا اور یہ اوس پہلی عین مصیبت سے سخت ہی کیونکہ بیصبری گذشتہ بات کو نہیں پہیر لاتی اور نہ غم کو دور کرتی ہی بلکہ مصیبت کا ثواب باطل کر دیتی ہے

لان من یجزع علی المصیبة فهو انما یشکو ربه ویرید ان یرد قضاؤه وقد ورد فی الحدیث ان المیت لیعذب ببکاء

اسلئے کہ مصیبت پر بیصبری کرنیوالا پروردگار کی شکایت کرتا ہی چاہتا ہی کہ قضا پہر جاوے اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ میت کو بیشک اہل وعیال کے رونے سے

اهله علیه وذلك اذا كان علی طریق النوح وكان المیت راضیا به قبل موته واما اذا لم یكن كذلك فلا باس بالبكاء

عذاب ہوتا ہی لیکن یہہ عذاب جب ہی کہ بطور نوحہ کی ہو اور میت یہی زندگی مین پسند کرتا ہو اور اگر یہہ دو نو امر نہون تو پہر اوسپر

علیه رحمة له وشفقة علیه لما هو فیه من السوال المحتوم والعقاب الموهوم فان النبی علیه السلام حین مات

بطور رحمت اور شفقت کی رونے کا کیا ڈر اسپر کہ وہ سوال جواب اچہے اور عقوبت موہوم مین مبتلا ہوتا ہی کیونکہ نبی علیه السلام جب آپ کا

ابنه ابرهیم بكی وقال له عبد الرحمن بن عوف وانت تبكی یا رسول الله فقال النبی علیه السلام یا ابن عوف انها رحمة

بیٹا ابراہیم مرگیا تہا تو روتی تہی اور عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا آپ روتی ہین یا رسول الله تب نبی علیه السلام نے فرمایا ای ابن عوف یہہ رحمت ہے

جعلها الله تعالی فی قلوب عباده فانما یرحم الله من عباده الرحماء وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال القلب یحزن

کہ الله تعالی نے اپنی بندون کی دلونمین رکہدی ہے اور الله اپنی رحیم بندون پر رحمت کرتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیه السلام نے فرمایا دل غمگین ہوتا ہے

والعین تدمع ولا نقول ما یسخط الرب فی روایة ولا نقول الا ما یرضی ربنا وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ان

اور انکہین روتے ہین اور ہم وہ کلمہ نہین کہتی کہ پروردگار ناخوش ہو اور ایک روایت مین ہے ہم وہ کہتی ہین جسمین پروردگار رضی ہو اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی علیه السلام نے فرمایا بیشک

الله لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولكن یعذب بهذا واشار الی لسانه وفی حدیث اخر انه علیه السلام

الله تعالے آنکہون کے آنسو سے عذاب نہین کرتا ہی اور نہ دل کی غم سے پر اس سے عذاب کرتا ہی اور زبان کی طرف اشارہ کیا اور ایک حدیث مین ہی کہ نبی علیه السلام نے فرمایا

قال لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوی الجاهلیة والمراد بدعوی الجاهلیة قولهم واویلاه واثبوراه واكاسیاه واناصراه

ہمارا ساتہی نہین ہی جو شخص منہہ کو پیٹی اور گریبان چیری اور جاہلیت کیسی باتین بکی اور جاہلیت کی باتون سی یہہ قول مراد ہین ہائی ہائی مرنیوالی ہائی پوشاک والی مددگار

ونحو ذلك وروی انه علیه السلام قال الضرب علی الفخذ عند المصیبة یحبط الاجر ولهذا ندبت التعزیة وهی الحمل

اور مانند اسکی اور روایت ہے کہ نبی علیه السلام نی فرمایا ران کا پیٹنا مصیبت کی وقت ثواب کو کہو دیتا ہی اور اسی لئے تعزیت مستحب ہو گئی ہی یعنے

علی العزاء وهو الصبر بوعد الاجر والدعاء للمیت والمصاب بالمغفرة قال الزیلعی لا باس بتعزیة اهل المیت وترغیبهم

صبر کا تعلیم کرنا واسطے ثواب موعود کے اور دعا خیر واسطے مردہ کی اور دعا مغفرت واسطے پسماندہ کی زیلعی کہتا ہی اہل میت کی تعزیت مین اور صبر کے رغبت دلانی مین

فی الصبر لقوله علیه السلام من عزی مصابا فله مثل اجره وكیفیة التعزیة ان یقال لمن اصابته المصیبة

کچہہ ڈر نہین واسطی ارشاد نبی علیه السلام کی جسنے مصیبت رسیدہ کی تعزیت کی تو اوسکی لئی برابر کا ثواب ہے اور طریقہ تعزیت کا یہہ ہے کہ مصیبت رسیدہ کو کہی

عظم الله اجرك واحسن عزاك وغفر لمیتك وقال الفقیه ابو اللیث ان العبد لا یدرك منزلة الاخیار الا بالصبر

خدا تجہکو بڑا اجر عنایت کری اور تیرا صبر نیک کر دی اور تیری مردہ کو بخشدی اور فقیہ ابو اللیث کہتا ہی کہ انسان کو درجہ اخیار کا نہین ملتا جب تک سختی اور

علی الشدة والاذی وقد امر الله تعالی نبیه بالصبر فقال فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ فالامر للنبی امر لامته

تکلیف پر صبر نکرے اور الله تعالے اپنی نبیسے صبر کو فرماتا ہے چنانچہ یہہ کہا سو تو ٹہرا رہ جیسے ٹہرے رہی ہین ہمت والی رسول پس نبی سی کہنا گویا امت سے کہنا ہی

فیجب علی من كان من الامة ان یقتدی بنبیه ویصبر علی ما یصیبه من الالم ویعلم ان ما دفعه الله تعالی عنه

سو جو امت مین داخل ہی اوسپر واجب ہے کہ اپنی نبی کی پیروی کرکر مصیبت الم وغیرہ پر صبر کری اور یقین کری کہ جو جو بلا الله تعالی نی بندہ پرسی دفع کی ہین

من البلاء اكثر مما اصابه ویحمد الله تعالی علی ذلك اذ روی انه علیه السلام قال اذا مات ولد العبد یقول الله تعالی

وہ زیادہ ہین اون سی جو اوسکو پہنچتی ہین اور اوسپر الله تعالی کا شکر بجا لانا چاہئی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام نے فرمایا جب کسیکا بچہ مرتا ہی تو الله تعالی

للملئكة اقبضتم ولد عبدي فيقولون نعم فيقول اقبضتم ثمرة قلبه فيقولون نعم فيقول ماذا قال عبدي
فرشتون سے پوچھتا ہی کیا تمنے میرے بندہ کی بچہ کی جان نکال لے وہ عرض کرتی ہین ہان پہر فرماتا ہی کیا جان لے لی اوسکی دلکی ثمری کی وہ عرض کرتی ہین ہان پہر پوچھتا ہی میرے بندے نے کیا کہا
حمدك واسترجع فيقول الله تعالى ابنوا لعبدي بيتا في الجنة وسموه بيت الحمد وقد ذكر ان اهل الاعمال
پہر وہ عرض کرتی ہین تیری حمد کی اور انا لله وانا اليه راجعون کہا پہر الله تعالى فرماتا ہی میرے بندہ کی لئی جنت مین گہر بنا کر بیت الحمد نام رکہدو اور مذکور ہے کہ نمازے
من الصلوة والزكوة والصوم والحج يؤتى بهم يوم القيمة فيوفى اليهم اجورهم بالميزان ثم يؤتى باهل البلاء فلا ينصب
اور زکوة دینی والے اور روزہ دار اور حاجی جب قیامت کے دن حاضر کئے جاوینگے تو اونکا ثواب میزان سے تول کر پورا کیا جاویگا پہر مصیبت رسیدہ لوگ
لهم الميزان ولا ينشر لهم الديوان بل يصب الاجر صبا فيود اهل العافية لو ان جلودهم كانت قرضت في الدنيا
بلائی جاوینگی سو انکے لئی نہ ترازو کہڑی ہوگی اور نہ کچھ دفتر موجود ہوگا بلکہ انکا اجر بے اندازہ برسایا جاویگا پہر عافیت والی آرزو کرینگے کاشکی دنیا مین ہمارے کہال قینچیون سے کتری
بالمقاريض يرون ما يعطى لاهل البلاء من الثواب بغير حساب فذلك قوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير
جاتے کیونکہ دیکہینگے کہ اہل بلا کو کتنا بے حساب ثواب عطا ہوا یہہ ہے قول الله تعالى کا ٹہرنی والون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ
حساب ولهذا كان السلف الصالح يفرحون بالبلاء في الدنيا لما تحققوا ان في الصبر عليه اجرا جزيلا لا نهاية فان
ان گنت اور اسی لئی متقدمین صلحا دنیا مین بلا پر خوش ہوتے تہے کیونکہ اونکو یقین تہا کہ بلا پر صبر کرنے مین بڑا ہی ثواب بیحد ہی اگر کوئی
قيل ان كان المراد بالصبر على البلاء الرضى به وعدم الكراهة فلا قدرة للادمي عليه وان كان المراد به الفرح بوجوده
اعتراض کری کہ بلا پر صبر کرنے سے اگر یہہ مراد ہی کہ بلا پر راضی ہو اور نا خوش نہ آوی تو یہہ آدمی کی اختیار مین نہین ہے اور اگر اوس سے یہہ مراد ہی کہ بلا پر خوش ہو
فهو ابعد من الاول فالجواب ان الشارع لم ينه عن شئ لا يدخل تحت الوسع وانما نهى عن المكتسب كشق الجيوب وضرب
تو یہہ اوس سے بہی بعید تر معلوم ہوتا ہی تو جواب یہہ ہے کہ شارع نی ایسی شی سے کہین منع نہین کیا جو اوسکی اختیار مین نہو ممانعت اوس کی ہی جسکو کر سکتا ہی جیسی گریبان چیرنا
الخدود والقول باللسان كالندب والنياحة واما ما ذكر من فرح الصالحين به فذلك فرح شرعي مكتسب من قوة الايمان
گلے پیٹنے اور زبان سے بکنا جیسے چیخنا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے یعنے بلا پر صلحا کی فرحت سو یہہ فرح شرعی ہی ایمان اور یقین کے قوت سے
واليقين مثاله مثال رجل قال له الملك كلما اضربك سوطا اعطيك مائة دينار فان ذلك الرجل كما يفرح بكثرة ضرب
حاصل ہوتی ہی اوسکی مثال ایسی ہی کہ کسی شخص کو بادشاہ کہی مین تیری جب کوڑا مارون تو ہر کوڑہ کی بدلہ سو اشرفی دونگا سو یہہ شخص باوجود الم کی جیسا
الملك له مع وجود الم الضرب لما يرجوا من جزيل العطاء فكذلك الصالحون لما سمعوا قوله تعالى انما يوفى الصبرون اجرهم
بادشاہ کی کثرت ضرب سے خوش ہوتا ہی کیونکہ بڑی بخشش کا امیدوار ہی تو ایسی ... نے جب یہہ آیت سنے ٹہرنے والون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ
بغير حساب وقوله تعالى وجزيهم بما صبروا جنة وحريرا وتيقنوا بحصول جزيل الثواب هان عليهم ما اصابهم في
ان گنت اور بدلہ دیا اونکو اسپر کہ وہ ٹہری رہے باغ اور پوشاک ریشمی اور یقین لائی بڑی ثواب ملنی کا تو اونپر دنیا مین جو
الدنيا من المصائب كما حكي عن بعض النساء الصلحت انها عثرت يوما فانقطع ظفرها فضحكت فقيل لها اما تجدين
مصیبت گذری سب آسان ہوگئی چنانچہ کسی صالحہ عورت کا قصہ ہے کہ ایک روز پہسلکر گر پڑی تو اوسکا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ ہنسنی لگی کسی نے کہا کیا تجکو
مرارة الوجع فقالت ان لذة الثواب الحاصل من الله تعالى بالصبر والرضى ازالت عني مرارة الوجع قال العلماء حقيقة الرضى
اسمین دکہہ نہین ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت نے جو الله تعالى سے صبر اور رضا پر ملیگا دکہہ کی تلخی کو میری لئی دور کردیا ہی علما کہتی ہین حقیقت رضا کی
ما علمنه الله تعالى ان نقوله عند المصيبة انا لله وانا اليه راجعون وهذا استرجاع باللسان فلا بد للعاقل عند اتيانه
وہ ہی جو الله تعالى نے ہمکو تعلیم کی ہی کہ مصیبت کی وقت پر کہا کرین ہم مال الله کا ہین اور اوسکی طرف پہر جاتے ہیں اور یہہ تو استرجاع زبانی ہوا پہر عاقل کو لازم ہی اسکو زبان سے کہتی ہوئے
به ان يتفكر في ثواب المصيبة ليسهل عليه المصيبة فان ثواب المصيبة اذا استقبله يوم القيمة يود لو ان جميع اولاده
مصیبت کی ثواب کو تصور کری تا کہ اوسپر مصیبت آسان ہوجاوے بیشک مصیبت کا ثواب جب قیامت کے روز سامنی آویگا تو یہہ آرزو کریگا کاشکی میرے ساری اولاد

وافر بانه ما تواقبله فی الدنیا لینال ثواب مصیبتهم وقد وعد الله تعالی فی المصیبة ثوابا عظیما حیث قال ولنبلونکم
اور تمام نانسی کا دنیا میں بیہی سامنی ہو جاتی تاکہ اونکی مصیبت کا ثواب ملتا اور بیشک اللہ تعالی نے مصیبت میں بڑی ثواب کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ کہتا ہی اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو
بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرت وبشر الصبرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله و
کچھہ ایک ڈرسی اور بہوک سے اور نقصان سی مالونکی اور جانونکی اور میوونکی اور خوشی سنا تا جا صبر والونکو کہ جب ونکو پہنچے کچھہ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور
انا الیه رجعون اولئک علیهم صلوت من ربهم ورحمة واولئک هم المهتدون یعنی ان کل من اصابه مصیبة فی ماله او ولده
ہمکو اوسیکے طرف پہر جانا ایسے لوگ اونہیں پر شاباشیں ہیں ربکے اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر مراد یہہ ہی کہ جسکو کچھہ مصیبت پہنچی مال میں یا اولاد میں
او نفسه او عرضه کالکلمة القبیحة التی یسمعها فی حقه او الهم الذی یهمه او الغم الذی یغمه من ضیق معیشته او
یا جان میں یا آبرو میں جیسے عیب کی بات اپنی حق میں سن پاوی یا ایسا اندوہ پہنچے جو سوچ لگاوی یا غم پہنچے جسنے فکر میں ڈال رکہا ہو تنگی معیشت کا
قلة قوته او تعذر کسبه او عدم نبات زرعه او غیر ذلک فانه اذا صبر واحتسب ثواب مصیبته التی اصیب بها یعطیه
یا قلت روزی کا یا پیشہ نچلنے کا یا کہیتی ماری جانیکا یا کچھہ اور سوا اسکے اسپر جو صبر کریگا اور مصیبت کی ثواب کا جو اسپر گذری امیدوار ہوئیگا تو اللہ تعالی
الله تعالی ما وعده فی کتبه من الصلوة والرحمة والهدایة لانه تعالی لا یخلف المیعاد وروی عن عکرمة انه علیه السلام
وہ ہی عطا کریگا جو اوسکی لئی اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہی شاباش اور رحمت اور ہدایت کیونکہ اللہ تعالی وعدہ کا خلاف نہیں کرتا اور عکرمہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا
طفی سراجه فقال انا لله وانا الیه رجعون فقیل له امصیبة هی یا رسول الله فقال نعم کل شیء یؤذی المؤمن فهو له
چراغ بجہگیا تہا سو آپنے فرمایا ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسی کی طرف پہر جانا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہہ مصیبت ہی بس فرمایا ہاں جس شی سی مومن کو ایذا ہو وہی اوسکی
مصیبة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اذا انقطع شسع احدکم فلیسترجع فانها من المصائب وروی عن ام سلمة
مصیبت ہی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوی تو انا لله پڑہی کیونکہ یہہ بہی مصیبت ہی اور ام سلمہ سی روایت ہے
انه علیه السلام قال ما من مسلم یصیبه مصیبة فیقول انا لله وانا الیه رجعون اللهم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس مسلم پر کچھہ مصیبت گذری پہر وہ کہے ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسیکے طرف پہر جانا الہی مجہکو میری مصیبت کا اجر دی اور مجہکو اوس سے
خیرا منها الا اجره الله فی مصیبته واخلف له خیرا منها وروی عن ابن عباس انه علیه السلام قال من استرجع عند المصیبة
بہتر عوض دی تو اللہ تعالی اوسکو اوسکی مصیبت کا اجر اور اوس سے بہتر عوض دیگا اور ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنے مصیبت پر انا لله پڑہا
جبر الله مصیبته واحسن عقباه وجعل له خلفا صالحا یرضاه وروی عن الحسین انه علیه السلام قال ما من مسلم یصاب
تو اللہ تعالی اوسکی مصیبت کو رفع اور اوسکا انجام نیک کریگا اور اوسکا اچہا بدلا اوسکی پسند کا دیگا اور حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی مسلم کہ اوسپر
بمصیبة فیذکرها وان قدم عهدها فیحدث لها استرجاعا الا کتب الله له مثلها من الاجر یعنی انه تعالی یعطیه من الاجر
مصیبت گذری پہر وہ اوسکو یاد کری اگرچہ مدت گذر گئی ہو پہر وہ از سر نو انا لله پڑہے مگر اللہ تعالی اوسکی لئی ویسا ہی اجر مقرر کریگا مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی اوسکو اجر
مثل الاجر الذی اعطاه یوم اصیب بها وروی عن سعید بن جبیر ان الاسترجاع لم یعط الامة من الامم الا لهذه الامة ولو اعطی
برابر اوس اجر کے جو مصیبت کے روز عطا کیا تہا عنایت کریگا اور سعید ابن جبیر سی روایت ہی کہ استرجاع سوا اس امت کی اور کسی امت کو عطا نہیں ہوا اگر کسیکو ملتا
لاحد لاعطی یعقوب النبی علیه السلام الا تری انه حین اصابه لم یسترجع بل قال یا اسفی علی یوسف وروی عن ابن عباس
تو البتہ یعقوب علیہ السلام کو ملتا کیا دیکہتا نہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے مصیبت کے وقت انا لله نہیں پڑہا بلکہ یہہ کہا کہ ای افسوس یوسف پر اور ابن عباس سے روایت ہے
انه نعی الیه ابنة له وهو فی السفر فاسترجع ثم نزل فصلی رکعتین ثم قال قد صنعنا ما امرنا الله تعالی فانه تعالی قال استعینوا
کہ اونکو سفر میں بیٹی کی سناونی آئی تو انا لله پڑہا پہر اوتر کر دو رکعت پڑہیں پہر کہا ہمکو اللہ کا حکم تہا سو کر چکے کیونکہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی قوت پکڑو
بالصبر والصلوة فینبغی للمؤمن ان یفعل کذلک فانه علیه السلام کان اذا احزنه امر فزع الی الصلوة لکونها ام العبادات
ثابت رہنی سے اور نماز سی اب مومن کو لازم ہی کہ یہہ ہی کیا کری کیونکہ نبی علیہ السلام اگر کسی بات سی غمگین ہوتے تو نماز شروع کردیتے اسلئے کہ نماز سب عبادات کی اصل

ومعراج المؤمنين ومناجات رب العلمين قال عليه السلام ان اعظم الجزاء مع عظم البلاء وان الله تعالى اذا
اور مومنین کے لئی معراج اور پروردگار سی سرگوشی ہے ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بڑا ثواب بڑے بلا پر ہوتا ہی اور بیشک اللہ تعالی جب
احب قوما ابتلاهم فمن رضي فله الرضى ومن سخط فله السخط يعني ان كثرة الثواب يحصل بحصول كثرة
کسی قوم کو محبوب کرتا ہی تو ان پر بلا نازل کرتا ہی پھر جو کوئی اسپر راضی ہوا تو اوسکے لئی رضامندی ہی اور جو بیزار ہوا تو اوسکے لئی بیزاری ہی یعنی ثواب کی کثرت بلا کی کثرت سے
البلاء فمن رضي به وصبر عليه يحصل له رضاء الله تعالى ومن كره البلاء وجزع ولم يرض بحكمه تعالى يحصل
حاصل ہوتی ہی پھر جو راضی ہوا اور اوسپر صبر کیا تو اوسکے لئی اللہ کی رضامندی ہی اور جسنی بلا کو مکروہ جانا اور واویلا کیا اور اللہ کے حکم پر راضی ہوا تو اوسکی لئی
له سخط الله وغضبه لكن ينبغي ان يعلم ان الرضى والسخط محلهما القلب وهما يتعلقان به لا باللسان فلهذا ترى
اللہ کی بیزاری اور غضب ہے لیکن سمجھنا چاہئی کہ رضامندی اور بیزاری کا ٹھکانا دل ہے یہہ دونون دل سی علاقہ رکھتی ہین زبان سی علاقہ نہین رکھتی ہی اسلئے
كثيرا من الناس يكون له انين من وجع او شدة المرض مع ان في قلبه الرضى والتسليم بالله تعالى فعلى هذا كل من
اکثر لوگون کو دیکھتی ہو کہ درد کی ماری یا بیماری کی شدت سی آہ اف تو کرتے ہین تسپر اونکی دلمین اللہ تعالی کی رضا اور تسلیم ہوتی ہی اس بیان کی موافق جس کسی کی آہ اف
يسمع منه انين لا يجوز ان يقال في حقه انه غير صابر وغير راض بحكم الله تعالى انه لا يطلع احد على قلب احد
سننے مین آتی ہین اسکو یہہ نہین کہنا چاہئی کہ صبر نہین کرتا اور اللہ کی حکم پر راضی نہین ہی اسلئے کہ کسیکو کسیکی دل کی کیا خبر ہے
وروى عن عامر الرامي انه عليه السلام قال ان المؤمن اذا اصابه السقم ثم عافاه الله تعالى كان كفارة لما مضى من
اور عامر رامی سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہو جاتا ہی پھر اوسکو اللہ تعالی عافیت دیتا ہی تو گذشتہ گناہوں کا کفارہ
ذنوبه وموعظة له فيما يستقبل وان المنافق اذا مرض ثم اعفي كان كالبعير الذي عقله اهله ثم ارسلوه فلم يعلم
اور آئندہ کی واسطے پند ہی اور بیشک منافق اگر بیمار ہوکر صحت پاتا ہی تو ایسا ہی جیسے اونٹ کہ پہلے اوسکو مالکون نی باندھ دیا پھر اوسکو چھوڑ دیا
لم عقلوه ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالى انما يبتلي عبده المؤمن لمحو سيئاته او لرفع درجاته التي لم يبلغها
تو اوسکو خبر نہین ہوتی کیون باندھا تھا اور کیون چھوڑ دیا اب اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کو اسلئے مبتلا کرتا ہی کہ اوسکی گناہ محو ہون اور وہ درجات کہ بدون مصایب کے نہین
الا بانواع البلايا فانه تعالى يرسل عليه في الدنيا شدائدها ومحنها حمية له عن الافتتان بها وتزهيدا له عنها
لے سکتا تھا بلند ہوجاوین سو اللہ تعالی اوسپر دنیا مین سختیان اور محنتین دنیا کی فتنہ سے بچانی اور دنیا سے چھوڑانیکو ڈالدیتا ہی
لئلا يطمئن اليها ويالف بحبها فيقطعه ذلك عن منازل الاخرة لانه متى ابتلي يضعف سورة نفسه ويذهب
تاکہ دنیا پر اطمینان کرکر اوسکے الفت مین نہ پھنس جاوی پھر اوسکی نحوست سے اخروی مراتب سی محروم نہ رہ جاوی کیونکہ جب مبتلا ہوتی ہین اوسکی نفس کی تندی سست اور بشری
صفات بشريته وينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا فيتوجه في كل حال في السراء والضراء الى مولاه ويالف الاقبال عليه
عادات جاتی رہینگے اور ہوا ہوس اور دنیا کی لذت اوسکی دلسی دور ہوویگی پھر بہر حال راحت اور رنج مین اپنے مولی کے طرف متوجہ رہے گا اور ادہر لگا رہے
ويستوطن بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجات الاحباب والاولياء وهذا معنى ما روى عن انس انه عليه السلام
الفت پکڑیگا اور صبر اور رضا کو اپنی سامنے قایم رکھیگا آخر اوسکو مرتبہ دوستون اور اولیا کا حاصل ہوجاویگا اور انس رض کی روایت کے یہہ ہی معنی ہین کہ نبی علیہ السلام
قال ان الله تعالى اذا اراد بعبد خيرا واراد ان يصافيه صب عليه من البلاء صبا ومن جملة ما يصب عليه من البلاء
فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی جب کسیکی خیر اور اوسکو پاک کیا چاہتا ہی تو اوسپر بہت بلا ڈال دیتا ہی اور بعضے بلائین اس قسم کی ہین کہ
انه تعالى يقيض له ويسلط عليه من بعض خلقه من يقصده بالاذى حتى لو اختفى في جحر ضب او فارة يقيض الله تعالى
کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق مین سی ایسی کو اوسپر تعین کرکر غالب کردیتا ہی کہ اوسکو ہر وقت ستاتا رہی یہان تک کہ اگر گوہ یا چوہی کی بل مین جاکر دبکی تو اللہ تعالی
له من يؤذيه كما روي عن علي انه عليه السلام قال لو كان المؤمن في جحر ضب ليقيض الله تعالى له فيه من يؤذيه وروي
اوسہی جگہ ایذارسان کو بھیجتا ہی چنانچہ علی رض سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن گوہ کی بل مین دبکا ہوتا ہی تو اوسہی بل مین ستانیوالا موجود ہوتا ہی اور ایسی ہے

مثله عن انس بلفظ لو ان المؤمن كان فی جحر فارة لقیض له فیه من یؤذیه والحکمة فی ذلك ان البلاء یسبك صفات
انس سے بھی یہہ روایت ہی اگر مومن چوہی کی بہٹہ میں ہووے تو وہان بھی اوسکا موذی جا موجود ہوتا ہی اور اسمین حکمت ہی کہ بلا صفات بشری کو گلا کر صاف کر دیتی ہی
العبد فکانه تعالی یسبك نفس عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء لیصفیه من کدورات اخلاق بشریة لیصلح لولایته
گویا اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کی نفس کو محنت اور بلا کی آگ مین گلا کر صاف کرتا ہی تاکہ عادات بشری کی کدورت سی صاف ہوکر ولایت اور محبت کے لایق ہو جاوے
ومحبته

المجلس الثالث والستون فی بیان تحقیق قوله علیه السلام اغتنم خمسا قبل خمس

باسٹھوین مجلس اس حدیث کے تحقیق مین کہ غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ سے اخر حدیث تک

الحدیث وما یتفرع علیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لرجل یعظه اغتنم خمسا قبل خمس شبابك
اور جو اس سے متعلق ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پند دیتی ہوی فرمایا غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ کی جوانی کو
قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحیاتك قبل موتك هذا الحدیث
پہلے بڑہاپی سے اور صحت کو پہلے بیماری سی اور توانگری کو پہلے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندے سی اور زندگی کو پہلے موت سی یہہ حدیث
من حسان المصابیح رواه میمون بن مهران فانه علیه السلام بین فیه ان الانسان فی حال شبابه یقدر علی
مصابیح کی حسن حدیثون میں سی ہے میمون ابن مہران کی روایت سی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی مین وہ کار کر سکتا ہے
الاعمال التی لا یقدر علیها فی حال هرمه فلابد له ان یغتنم الفرصة ویشتغل بالطاعات فی حال شبابه قبل هرمه لانه
جو حالت پیری مین نہین کر سکتا سو اوسکو لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور عہد جوانی مین پیری سے پہلی عبادت مین مشغول رہی کیونکہ
فی حال شبابه ان ترك العمل واتبع هواه وتعود بالمعصیة لا یقدر علی ترکها فی حال هرمه فینبغی له ان یترك
جوانی مین اگر عمل خیر ترک کر کر ہوا وہوس مین پہنسا اور معصیت کی عادت کرلے تو پہر کیا طاقت ہی کہ بڑہاپی مین چہوڑ دی تو لایق یہہ ہی کہ معاصی کو
المعاصی فی حال شبابه ویعود نفسه باعمال الخیر حتی یسهل علیه فی حال هرمه وبین ایضا انه فی حال صحته یقدر
جوانی مین ترک کری اور اعمال خیر کی عادت ڈالی تاکہ پیری مین جاکر آسانی رہی اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ انسان اپنی صحت مین اپنی
علی کسب الخیرات بماله وبدنه فینبغی له ان یغتنم صحته ویجتهد فی کسب الخیرات بماله وبدنه لانه اذا مرض یضعف
مال اور بدن سی ثواب حاصل کر سکتا ہی پہر اوسکو لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جانکر اپنے مال اور بدن سی کسب خیرات مین کوشش کری کیونکہ بیمار ہوکر بدن ناتوان ہو جاتا ہی
بدنه فلا یقدر علی الطاعات ببدنه ویقصر یده عن ماله فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی التصرف فی ماله الا فی مقدار
پہر بدن مین طاعات کی طاقت کہان رہتی ہی اور ہاتہ بہی تہائی مال کی زیادہ سی تنگ ہو جاتا ہی پہر یہہ قدرت نہین کہ تہائی مال سی زیادہ خرچ کرے
ثلثه وبین ایضا انه فی حال غناه وفی حال فراغه یقدر علی الطاعات بلا مانع فاذا بدل الغنی بالفقر والفراغ بالشغل
اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی توانگری اور فرصت مین بلا موانع طاعات کر سکتا ہی اور جب توانگری کی بدلہ فقر آیا اور فرصت کی جگہہ دہندا لگا
یظهر الموانع فلا یقدر علی الطاعات بل یکون مشتغلا بامر المعاش فینبغی له ان یغتنم غناه وفراغه فی تحصیل الاعمال
تو پہر موانع پیدا ہو جاتے ہین پہر طاعات کی فرصت کہان بلکہ اپنی معاش کی فکر مین لگا رہتا ہے سو لایق یہہ ہی کہ توانگری اور فرصت کو صالح اعمال کی لئی غنیمت سمجہے
الصالحات لان الغنی یعقبه الفقر والفراغ یعقبه الشغل وبین ایضا انه فی حال حیوته یقدر علی العمل فاذا مات
اسلئے کہ غنا کے پیچہے فقر اور فرصت کی پیچہے دہندا لگا ہوا ہے اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگی مین عمل کر سکتا ہی اور جب موا
ینقطع عن العمل فینبغی له ان یغتنم حیاته ولا یضیع عمره فیما لا یعنیه فان کل نفس من انفاس العمر جوهرة نفیسة لا
تو عمل تمام ہوئے بس لازم یہہ ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت جانکر نکمے باتوں مین عمر نکہوئی کیونکہ عمر کا ایک ایک دم ایک نفیس بے بہا جوہر ہے
قیمة لها اذ یمکن ان یشتری بها کنز من کنوز الجنة التی لا یتناهی نعیمها ابد الاباد فاضاعة تلك الانفاس واشتراء صاحبها
اسلئے کہ اسکے بدلہ ایک خزانہ جنت کی خزانون مین سی ہاتہہ آسکتا ہی جسکی نعمتین کبہی تمام نہوںگے پہر ایسی انفاس کو ضایع کہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

بما يكون سبباً لهلاكه باتباع هواه غاية الخسران ونهاية الخذلان فان من يتبع هواه يفعل ما يضره او يهلكه

کہ ہوا وہوس مین پہنسا کر ہلاک کر ڈالے بڑا ہی زیان اور نہایت نقصان ہی سو جو شخص ہوا وہوس مین لگا ہوا ہی تو وہ ہی کام کرتا ہی جسمین

حالاً او مآلاً وهو لا يشعر او يشعر لكن لخفة عقله يرجح اللذة الحاضرة التي لا بقاء لها على العقوبات الاخروية

حال اور مآل کا ضرر اور تباہی ہو پہر وہ بیخبر ہی یا جانتا ہی پر بیوقوفی سے حال کی ناپائدار لذت کو اخروی عقوبات سے جسکی

التي لا نهاية لها ويظن لعمى بصيرته وتناهي حماقته انه ظفر بشيء من اللذائذ ولا يعلم ذلك لاحمقانه

کچھ انتہا نہین ہے بہتر سمجھتا ہی اور اندہا ہوکر کمال بیوقوفی سے خیال کرتا ہی کہ کچھ عیش اوڑایا اور احمق یہہ نہین سمجھتا کہ دنیا سے

يخرج من الدنيا ويرى انه لم يظفر بشيء من اللذائذ اصلاً لا من لذائذ الدنيا لانها عنه تزول ولا من لذائذ

ابہی نکلکر دیکھہ لیگا کہ کچھ بہی عیش نکیا نہ تو دنیا کی عیش ولذت کیونکہ سب ہو چکینگی اور نہ

الاخرة اذ ليس له اليها الوصول فيبقى في حسرة وندامة حين لا ينفعه الندم وقد روي انه عليه السلام قال

آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہاں ہاتہہ آسکتے ہین پہر حسرت اور ندامت ہی میں مبتلا ہوگی اوسوقت ندامت سی کچہہ فائدہ نہوگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول الله قال ان كان محسناً ندم ان لا يكون ازداد وان كان

جب کوئی مرتا ہی سو نادم ہوتا ہی عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیون ہوتی ہی فرمایا اگر نیکوکار رہتا ہی تو یہہ ندامت ہوتی ہی کہ عمل زیادہ کیون نکئی اور اگر

مسيئاً ندم ان لا يكون نزع فيا ايها العاقل لا تضيع عمرك في الغفلة واجتهد في تحصيل متعة الاخرة قبل

بدکار ہوتا ہی تو یہہ ندامت کیون نہ باز آیا سو دانا ہوکر اپنے عمر غفلت مین کیون کہوتا ہے آخرت کی سامان حاصل کرنے مین کوشش اس سے پہلے کہ

ان يجئ يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعاين ذلك اليوم فتندم على

کہ ایسا دن آجاوے کہ اوس روز تو ہرگز حاصل نہ کر سکے بیشک تو اوس دن کو جلد دیکہہ لیگا پہر تو گذشتہ عمر پر

ما فات من عمرك في غير طاعة ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا و

بدون عبادت پروردگار کی نادم ہوگا اور ندامت سی کچہہ فائدہ نہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار مین لگا رہتا ہے

كان شغله يمنعه من العمل احال ذلك العمل على فراغه وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقته من

اور وہ شغل اوسکو عمل نیک سی باز رکہتا ہی تو اوس عمل نیک کو فرصت کی وقت پیچہ ڈال رکہتا ہی کہتا ہے فرصت ملیگی تو کرونگا سو یہہ صرف بیوقوفی ہی

وجهين احدهما ايثار الدنيا على الاخرة وليس هذا من شان العاقل وقد قال الله تعالى بل تؤثرون

دو وجہ سی ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرنا اور یہہ عاقل کا کام نہین ہے اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی بلکہ تم پسند

الحيوة الدنيا والاخرة خير وابقى والثاني تسويفه العمل الى اوان فراغه فانه قد لا يجد مهلة بل يختطفه

رکہتی ہو دنیا کا جینا اور پچہلا گہر بہتر ہے اور رہنی والا اور دوسری وجہ عمل کو فرصت کی وقت پر ڈال رکہنا کیونکہ بعضے دفعہ مہلت نہین ملتی بلکہ

الموت قبل فراغه او يزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضاً فيبقى بلا زاد ليوم المعاد فالواجب

موت فرصت کی وقت سی پہلی آپکڑتے ہی یا وہ دنیا کا دہندہا بڑہا چلا جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک سی ایک لگا ہوا ہی پہر آخرت کے توشہ سی خالی رہجاتا ہے

على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحات على اي حال كان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله

سو آدمی پر یہہ واجب ہے کہ جلد سی اعمال صالح کو کسی حال مین ہو موت سی پہلی اور فوت سی پیشتر اختیار کری اس آیت کے

تعالى سارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين فان من تعلق قلبه

مطابق اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاو ہی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پرہیزگارونکی بیشک جسکا دل

بالدنيا واخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به

دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا مین سی کچہہ مقدار حاجت سی بڑہکے کہانا اور پینا اور پوشاک حاصل کرتا ہی تو اوسکی حق مین مضر ہی ہان اگر اوس سے طاعت الہی مین مدد لیوے

على طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لابد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله يعذب به
اسلئے کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ سے پیدا کرتا ہی تو بالضرور اوس سے جدا ہووےگا پھر اگر اوسکی محبت واسطے غیر اللہ کی تھی تو اوسکی جدائی
بفواته ان يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على
سے دل دکھیگا اور اتنا ہی الم پیدا ہووےگا جسقدر اوس سے دل متعلق تھا اسی لئی بعض متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص دنیا کی محبت کرے تو چاہیے کہ اپنی جان کو
تحمل المصائب فان محبها لا ينفك عن ثلث مصائب هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لمحبها
مصیبت کا گھر بنالے کیونکہ دنیا کے محبت مین مصیبت سے خالی نہین ہوتی فکر دائمی اور رنج ہمیشہ کا اور ارمان بے انتہا اور اگر دنیا دار کو ترت کوئی
العذاب العاجل لا هذا لكفى له مصيبة فكيف اذا حيل بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار
عذاب سوا اسکے نہو تو یہہ مصیبت بہی اوسکی لئی کفایت کرتی ہی پھر تو کیا حال ہوگا جب موت اوسمین اور اوسکی محبوبات اور لذات کی بیچ مین آجاوی اور اوسہی کے
معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذته التي شغلته عن سعيه في طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان
عذاب مین رہ جاوی جس سے مزی اوڑاتا تھا موافق اوس لذت کے جسکے مارے قیامت کی زاد راہ کی کچھہ سعی نکی اسلئے اگر کسیکی
لاحد الف محبوب يزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه كان يحب جميعها ويسلب
ہزار محبوب ہوں تو موت کے آتے ہی اوسپر ہزار مصیبت ایکبارگی پڑ جاتے ہین اسلئے کہ اسکو سب سی محبت تھی اور وہ سب کی سب
عنه في لحظة واحدة كلها ويبقى بحسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب موته من الالم فضلا
ایک دم بھر مین جاتی رہتی ہین اور مرتے ہی حسرت اور ندامت مین رہ جاتا ہے اور یہہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا
عما اعده الله تعالى للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها من عذاب الاخرة والحاصل ان من احب
اوسکو تو کیا کہیے جو اللہ نے انکے لئے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کر رکہتی ہین آخرت کا عذاب تیار کر رکہا ہی اور حاصل یہہ ہے کہ جو شخص
شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا على طاعة الله تعالى يحصل له به
سوائی اللہ کے اور چیز کی محبت پیدا کرلی اور وہ محبت نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الٰہی پر مددگار ہو تو اوسکے حق مین
الضرر سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به يكون
مضر ہی یہ برابر ہے کہ وہ شئی اوسکو حاصل ہو یا نہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اوسکے غم مین لگا رہتا ہی رنج سی آرام نہین پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم
ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة
کہ حصول سی پہلی دیکھا وہ کاوہ اور اوسپر فوت ہونے کے بعد چند در چند اوس لذت سے زیادہ دل کے حسرت
ولو نال العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل
اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام عمر بھر حاصل رہین اور ساری لذتین اور اوسنے آخرت کی سعادت مین
السعادة في الاخرة يصير عند الموت كانه لم يظفر بشئ من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ
کچھہ سعی نکی تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا مین کچھہ بہی مزا اور آرام نہ پایا اور وہ ہی عیش اور آرام
واللذة عذابا له ويصير معذبا بنفس ما كان منعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق
اوسکے حق مین عذاب ہو جاوینگی اور وہ ہی عیش کی چیزین دو وجہ سی عذاب کا سبب ہو جاوینگے ایک تو اونکا چھوٹنا اور
قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو له انفع وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم
دل اونمین لگا ہوا ہوگا دوسرے حاصل نہونا جو اوسکی لئے ہمیشہ کو مفید ہوتا اب حال کا محبوب تو ہاتھ سے جاتا رہیگا اور محبوب اعظم
لا يحصل له وهذا اول ما يلحقه من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال العلماء ليس الموت بعدم محض
اوسکو میسر نہوگا اور یہہ تو وہ عذاب ہی جو دوزخ کے عذاب سی پہلے اوسپر گذریگا اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت عدم محض

ولا فناء

ولا فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته عنه وتبدل من حال الى حال وانتقال من

اور نری فنا ہی نہین ہی بلکہ موت کیا ہی روح کا علاقہ بدن سی چہوٹ جانا اور بدن سی الگ ہونا اور ایک حال سی دوسرا حال بدل جانا اور ایک جگہ سی

دار الى دار وهو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت

دوسری جگہ نقل کرنا اور یہہ بڑی مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالی نی موت کا نام مصیبت رکہا ہی چنانچہ فرمایا ہے پہر پہنچے تم پر مصیبت موت کی

فالموت هو المصيبة العظمى واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه وترك العمل له واتباع

سو موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑہ کر غافل رہنا کہ نہ اوسکو یاد رکہی اور نہ اوسکا کچہہ فکر کری اور نہ اوسکی لئی کچہہ عمل کرے اور

الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضي الى الهلاك يوم الدين مع ان المؤمن بنفس الايمان

ہوا وہوس مین پڑا رہی بیشک ہوا وہوس کی اطاعت دین کی حق مین ایسا زہر ہے کہ قیامت کی روز ہلاک کر ڈالیگا باوجودیکہ مومن صرف بواسطہ ایمان کی

قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول والتزام فمن يقول لا اله الا الله يصير كانه

اللہ تعالی سی یہہ عہد کر لیتا ہی کہ نافرمانی نکرونگا اور یہہ اسلئی کہ ایمان قبول اور مان لینے کو کہتے ہین پہر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گویا وہ یہہ کہتا ہی

يقول اني علمت واعتقدت انه تعالى احد في ذاته وصفاته وافعاله ولا يظهر في العالم شيء الا

کہ مین نی یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین یگانہ ہی اور عالم مین کوئی شئی اوسکی علم اور ارادہ اور

بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو واني التزمت عبادته ولا اعبد الا اياه فبعد هذه

پیدائش کی بدون ظاہر نہین ہوسکتی اور کوئی سوا اوسکی مستحق بندگی کا نہین اور مین نے اوسکی بندگی اپنی ذمہ لی اوسکی سوا کسیکی عبادت نکرونگا اب اس

المعاهدة يحرم عليه ان يعصيه في شيء من اوامره ونواهيه حتى اذا دعته نفسه الى نقض عهد مولاه

عہد کے بعد اوسکو نافرمانی کرنے حرام ہے کوئی بات ہو حکم یا ممانعت یہانتک کہ اگر اوسکی جی مین مولی کی عہد توڑنے کا خیال آوی

يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف النبي عليه السلام لامراة العزيز حين دعته الى نفسها معاذ الله

تو اوسکو لازم ہے کہ جی مین یہہ کہی جیسے یوسف نبی علیہ السلام نے عزیز کے جورو سے کہا تہا جب اوسنی اپنی طرف طلب کیا خدا کی پناہ

انه ربي احسن مثواي انه لا يفلح الظالمون فانه من اشتد ميل نفسه الى ما يشتهيه وتركه مع قدرته عليه

وہ عزیز مالک ہے میرا اچہی طرح رکہا ای مجہکو البتہ بہلا نہین پاتی جو لوگ بے انصاف ہین بیشک جسکا دل شہوت پر ٹوٹ پڑی ہی اور شہوت کو قدرت ہوتی ہوے

في موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون دليلا على صحة معاهدته مع ربه في ايمانه فان المؤمن اذا علم

ایسے مقام مین کہ سوا اللہ تعالی کی کوئی مطلع نہوسکے ترک کرے تو یہہ دلیل ہے کہ اسنے اپنی ایمانی عہد کو رب کے ساتہہ پورا کیا بیشک مؤمن جب یہہ سمجہتا ہے

ان رضى مولاه في ترك هواه يقدم رضى مولاه على هواه ويكون لذته وصفاه فيما يرضى مولاه وان كان مخالفا

کہ مولی کے خوشی ہوا وہوس کے ترک مین ہی تو اپنی مولی کی خوشی اپنے خواہش پر مقدم رکہتا ہی اور اوسکی لذت اور صفائی مولی کی رضامندی مین ہوتی ہی اگرچہ خواہش کے مخالف

لهواه ويكون المه وجفاه فيما لا يرضى مولاه وان كان موافقا لهواه بل يكون لذته في ترك شهواته لله تعالى

اور اوسکا الم اور جفا مولی کی ناخوشی مین ہوتا ہی اگرچہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اوسکو ترک شہوات مین لذت اس سی زیادہ ہوتے ہی کہ اس لذت کو

اعظم من لذته في تناولها بل يكون كراهته تناولها عنده في خلوته اشد من كراهته لالم الضرب و

حاصل کرے بلکہ اوسپر لذت کی بیزاری عین خلوت مین مار اور قید کے الم سے زیادہ ہوتے ہے

الحبس الا ترى ان يوسف النبي عليه السلام حين قالت امراة العزيز في حقه وان لم يفعل ما آمره ليسجنن

کیا معلوم نہین کہ یوسف نبی علیہ السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی نے یہہ کہا اور اگر نکریگا جو اوسکو مین کہتی ہون البتہ قید پڑیگا

وليكونن من الصاغرين كيف قال رب السجن احب الي مما يدعونني اليه فان امراة العزيز لما كان قلبها

اور ہوگا بے عزت تو یوسف علیہ السلام نے کیسے یہہ ہی کہا ای رب مجہکو قید پسند ہی اس بات سی جسطرف مجہکو بلاتیان ہین کیونکہ زلیخا عزیز کی بیوی کا دل

خاليا عن الايمان مالت الى السوء والفحشاء مع كونها ذات زوج ويوسف النبي عليه السلام لما كان
چونکہ ایمان سے خالی تھا تو بدی اور فحش کی طرف جھکی باوجودیکہ سہاگن تھی اور یوسف نبی علیہ السلام کے
قلبه غالبا بالايمان اعرض عما ارادت منه مع كونه شابا عزبا فان من يعمل بمقتضى الايمان يكون له
دل پر چونکہ ایمان غالب تھا تو اوسکا کہا نہ مانا باوجودیکہ جوان اور مجرد تھے بیشک جو شخص ایمان کی مطابق عمل کرتا ہے تو اوسکو
في الصبر عما يميل اليه نفسه اذا كان فيه سخط الله تعالى ويتقيد بمحاسبة نفسه ليكون الحساب عليه
نفس کی آرزو پر اگر اوسمین غضب خدا کا ہوتا ہے تو مزا صبر مین آتا ہے اور اپنی ذات کے حساب مین لگا رہتا ہے تاکہ کل کو اوسپر حساب
اهون غدا وطريق المحاسبة ان ينظر في احواله هل لديه من حقوق الله تعالى وحقوق الناس شيء
آسان ہو جاوے اور طریق حساب لینی کا یہہ ہے کہ اپنی حال کو دیکھتا رہے کہ اوسپر کوئی حق الله تعالی یا حقوق عباد مین سے کچھہ باقی ہے
ام لا فيتدارك ما فاته من فرايض الله تعالى فيقضيها ويرد المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض له
یا نہین پھر اگر فرایض الہی سے کچھہ قضا ہوا ہو تو اوسکو ادا کرکے عوض کر دے اور دانہ دانہ دعوی کا چکا دیوے اور جسکو
بيده ولسانه ويطيب قلوبهم بالاحسان اليهم حتى اذا مات لا يبقى عليه فريضة ولا مظلمة و
ہاتھہ یا زبان سے ستایا ہو تو معاف کرالے اور احسان کرکر اونکا دل خوش کر دے آخر جب مرے تو اوسپر کوئی فریضہ اور دعوی باقی نہو اور
يدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم يحيط به خصماؤه ويتشبثون فيه بمخالبهم فهذا
بے حساب کتاب بہشت مین چلا جاوے کیونکہ اگر حقوق ادا کئے بغیر مرگیا تو اوسکے مدعی گھیر کر نوچینگے یہہ
يقول ضربتني وهذا يقول شتمتني وهذا يقول استخدمني وهذا يقول اخذت مالي وهذا يقول وجدتني
کہیگا تو نے مجھکو مارا تھا وہ کہیگا مجھکو گالی دی تھی کوئی کہیگا مجھسے کام لیا تھا کوئی کہیگا میرا مال چھین لیا تھا کوئی کہیگا تو نے مجھکو
مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم وهذا يقول رأيتني على منكر فما نهيتني
مظلوم پایا اور تجھکو یہہ قدرت تھی کہ ظلم سے بچا دیتا پر تو نے مجھکو نہ بچایا اور کوئی کہیگا تو نے مجھکو گناہ مین مبتلا دیکھا اور مجھکو منع نکیا
عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم ومد عنق الرجاء الى
اب وہ اس حال مین مدعیوں کی کثرت سے بحواس اور حیران ہوکر اونکی جواب دینے اور مقابلہ سے تنگ کر
المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم
مولی غفار کی طرف امیدوار ہوویگا شاید کہ انکی ہاتھہ سے بچالیوے ناگاہ اوسکی کانمین آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جے جیسا کمایا ظلم نہین
اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاك نفسه فتفكر ايها الغافل ما انزل الله تعالى في كتابه
آج اب اوسکا دل چھوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مرلیا اب سوچ تو او غافل الله تعالی نے اپنی کتاب مین کیا نازل کیا ہے
حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون ولا تتبع وسوسة الشيطان لانه عدو
جہان فرمایا ہی اور مت خیال کر کہ الله بے خبر ہے ان کاموں سے جو کرتے ہین بے انصاف اور شیطان کی وسوسہ کی پیروی مت کر کیونکہ شیطان تو بنی آدم کا
لبني آدم يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فيجب على المومن ان يدفع وسوسته ويتخذه
دشمن ہے راہ سے بہکاتا ہے تاکہ اپنے ساتھہ دوزخ مین کھینچ لیجاوے اب مومن پر واجب ہی کہ اوسکا خیال دور کرے اور اوسکو دشمن سمجھے
عدوا كما قال الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا وذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه
چنانچہ الله تعالی فرماتا ہی تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجھہ رکھو اوسکو دشمن اور فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ مین کہا ہے
ان لك اربعة من الاعداء يحتاج ان تجاهد مع كل واحد منهم احدهم الدنيا وهي غدارة مكارة
کہ تیرے چار دشمن ہین اون مین سے ہر ایک کے ساتھہ لڑنا ضرور ہے ایک تو دنیا کہ عہد شکن اور فریب باز ہے

فلذلك

فلذلك قال الله تعالى فلا تغرنكم الحيوة الدنيا والثاني نفسك وهي شر الاعداء لما روي عن ابن عباس انه عليه السلام

اسی لئی الله تعالی فرماتا ہی سو تمکو نہ بہکاوی دنیا کا جینا اور دوسرا دشمن تیرا نفس ہی یہہ سب سی بدتر ہی موافق روایت ابن عباس کی کہ نبی علیہ السلام

قال اعدى عدوك نفسك التي بين جنبيك وقد اخبر الله تعالى انها بذاتها امارة بالسوء حيث قال ان

نی فرمایا سب سی برا دشمن تیرا النفس جو تیری دونو پہلو مین ہی اور بیشک الله تعالی خبر دیتا ہی کہ نفس خود بخود برائی کی بات بتاتا ہی جہان فرمایا ہی بیشک

النفس لامارة بالسوء والامر بالسوء دابها وعادتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والعدل طار عليها

جی تو سکہاتا ہی برائی اور برائی کا حکم دینا اوسکا طریق اور عادت ہی اسلئی کہ اصل مین بیراہ اور جاہل پیدا ہوا ہی اور علم اور عدل عارضی ہوتا ہی

وان لم يدركها رحمة الله تعالى وفضله تبقى على جهلها وظلمها وتكون من حزب الشيطان وتجر من اطاعها

اور اگر اوسپر الله کی رحمت اور فضل نہووی تو جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہی رہی اور شیطان کی جماعت مین بہرتی ہو اور اپنی فرمانبردار کو

الى العصيان ومخالفة الرحمن لانها تجري بطبعها في ميدان المخالفة والعبد بجهده يمنعها عن سوء المطالبة

گناہون مین اور رحمان کی مخالفت پر لگادیوی کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کی میدان مین چلتا ہی اور آدمی اوسکو روک کر مواخذہ کی خوف سی منع کرتا ہی

فمن اطلق عنانها فهو شريكها في فسادها والثالث شيطان الجن فاستعذ بالله تعالى منه والرابع شيطان

پہر جسنی اوسکی باگ ڈہیلی چہوردی تو فساد مین اوسکا شریک ہی اور تیسرا دشمن شیطان جنی ہی سو اوس سی خدا کی پناہ مانگتا رہ اور چوتہا دشمن

الانس فاحذره فانه اشد عليك من شيطان الجن لان شيطان الجن يكون اغواءه بالوسوسة واما شيطان

شیطان انسی ہی سو اس سی بچتا رہیو یہہ جنی شیطان سی بہی تیری لئی سخت تر ہی اسلئی کہ جنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سی ہوتا ہی اور انسی شیطان

الانس فهو رفيقك السوء يكون اغواؤه بالمعاينة والمواجهة لا يزال يطلب عليك وجها يزيلك عما كنت عليه

تیرا رفیق بد ہوتا ہی اسکا اغوا ظاہر کہلم کہلا آمنا سامنی ہوتا ہی ہر دم یہی تلاش رکہتا ہی کہ کسیطرح تجہکو تیری وضع سی ڈگادی

كما قال بعض السلف انك تستعيذ بالله من الشيطن الرجيم فينصرف واما شيطان الانس فلا يبرح حتى يوقعك في

چنانچہ بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جب تو شیطان رجیم سی الله کی پناہ لیتا ہی تو وہ ٹلجاتا ہی اور رہا شیطان انسی سو معصیت مین ڈالی بغیر کبہی نہین ٹلتا

المعصية ولهذا قال النبي عليه السلام لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا سوای مؤمن کی کسیکی پاس مت بیٹہہ اور تیرا کہانا سوای پرہیزگار کی کوئی اور نہ کہانی پائی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم

بدکار کی ہمنشینی اور ملنی جلنی سی اسلئی ڈرایا ہی کہ ہمنشینی اور رلنی ملنی سی دل مین الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ضرور ہی کہ موافق

ان يكون كما قال النبي عليه السلام يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل وقد قال الله تعالى الاخلاء

ارشاد نبی علیہ السلام کی آدمی اپنی دوست کی دین پر اوٹہی اب ہر ایک کو غور کرنا چاہی کیسی سی دوستی کرتا ہی اور الله تعالی فرما چکا ہی جتنی دوست ہین

يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل واحد من الاخلاء غير المتقين يقول يوم القيمة يا ويلتى ليتني لم

اوسدن دشمن ہونگی مگر جو ہین ڈروالی بیشک جو دوست پرہیزگار نہین ہین وہ قیامت کی روز یہہ کہینگی ای خرابی میری کہین نہ

اتخذ فلانا خليلا ليت بيني وبينك بعد المشرقين فخليل الانسان ومحبه من يسعى في عمارة اخرته وان كان فيه

پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجہہ مین اور تجہہ مین فرق ہو مشرق مغرب کا سو انسان کا دوست اور محب وہی ہی کہ آخرت کی بہلائی مین سعی کری اگرچہ اوسمین

ضرر لدنياه وعدوه من يسعى في خسارة اخرته وان كان فيه نفع لدنياه فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ

دنیا کا ضرر ہو جاوی اور دشمن وہی ہی جو آخرت کو خراب کری اگرچہ اوسمین دنیا کا فائدہ ہو اس بیان کی مطابق مؤمن کو لازم ہی کہ دوستی ایسی سی کری

خليلا الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه لان المرء يكون يوم القيمة مع من احب لما روي انه عليه السلام

جسکی دین اور امانت پر اعتماد ہو اور اوسکی صلاحیت اور تقوی معلوم ہو اسلئی کہ آدمی قیامت کی روز محبوب کی ساتہہ ہوویگا اس روایت کی موافق

قال المرء مع من احب قال الحسن البصری لا یغرنکم ظاهر قوله علیه السلام المرء مع من احب فانکم لم تلحقوا
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا آدمی ساتھہ محبوب کی ہوویگا حسن بصری کہتی ہین اسحدیث کی ظاہر مضمون پر نہ بھولنا کہ آدمی ساتھہ محبوب کی ہوویگا بیشک تم بدون اعمال کی

الابرار الا باعمالکم فان الیهود والنصری یحبون انبیاءهم ولا یکونون معهم یوم القیمة وهذا القول منه
ابرار سی نہین مل سکتی کیونکہ یہود اور نصاری اپنی انبیاء کو محبوب رکہتی ہین اور قیامت کی دن اونکی ساتھہ نہونگی اونکی اسبات مین یہہ

یشیر الی ان مجرد المحبة من غیر الموافقة فی العمل لا ینفع فان تعظیم الانبیاء والعلماء والصلحاء ومحبتهم انما
اشارہ ہی کہ نری محبت بدون موافقت اعمال کی مفید نہین ہی کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلحاء کی تعظیم اور محبت تو جب ہوتی ہی

یکون باتباعهم فیما دعوا الیه من العلم النافع والعمل الصالح واقتفاء اثارهم وسلوک طریقتهم لان من اتبعهم
کہ اونکی اطاعت کری جدہر وہ بلاتی ہین یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور اونکی پیروی کری اور اونکا سا طریق اختیار کری اسلئی کہ جو شخص

اقتفی اثارهم فیکون سببا لتکثیر اجورهم بمقتضی قوله علیه السلام من دعی الی هدی کان له من الاجر مثل اجور
اونکی اطاعت اور پیروی کریگا تو باعث اونکی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کی جو شخص ہدایت کری تو اوسکو برابر ہدایت ہونی والونکی ثواب ہوویگا

من تبعه لا ینقص ذلک من اجورهم شیئا واما من لم یتبعهم ولم یقتف اثارهم بل خالفهم فی العمل واشتغل بتقبیل
اور اوسکی ثواب مین سی کچہہ کم نہوویگا اور جسنی اطاعت نکی اور نہ اونکی پیروی کی بلکہ عمل مین تو اونسی مخالف اور اونکی ہاتہہ پانو چومتا

ایدیهم وتقلیب نعالهم والتملق بین ایدیهم والقیام عند رؤیتهم فلیس ذلک من التعظیم والمحبة لانه جعلهم
اور جوتیان سیدہی کرتا اور سامنی خوشامد اور دیکہہ کی تعظیم کی لئی کہڑا ہوتا رہا تو یہہ کچہہ تعظیم اور محبت نہین ہی کیونکہ اپنی ساتہہ

مع نفسه محروما من الاجر فای تعظیم ومحبة فی ذلک المجلس الثالث والستون فی بیان محاسبة
اونکو بہی ثواب سی محروم رکہا پہر اسمین کیا تعظیم اور محبت ہوئی ترسٹھوین مجلس بندہ کی محاسبہ کی بیان مین

العبد یوم القیمة والمناقشة فی الحساب قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تزول
قیامت کی دن اور حساب کی مناقشہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین ہل سکتی دونو

قدما عبد یوم القیمة حتی یسئل عن اربع خصال عن عمره فیما افناه وعن جسده فیما ابلاه وعن
پانو کسی آدمی کی قیامت کی روز جب تک پوچہا جاوی چار چیز ونسی عمر سی کیونکر کہوئی اور بدن سی کیونکر پرانا کیا اور

ماله من این اکتسبه وفیما انفقه وعن علمه ما عمل فیه هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابن
مال سی کہانسی کمایا اور کہان خرچ کیا اور علم سی اوسپر کیا عمل کیا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابن مسعود کی

مسعود والعبد المذکور فیه وان کان عاما لکونه نکرة فی سیاق النفی لکنه مخصوص بقوله علیه السلام
روایت سی اور عبد جو اس حدیث مین آیا ہی اگرچہ عام ہی کہ نکرہ نیچی نفی کی پڑا ہی پر یہان خاص ہی بدلیل اس حدیث کی

یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب فعلی هذا یکون السؤال المذکور فیه لغیر هؤلاء السبعین
میری امت مین سی ستر ہزار بی حساب جنت مین جاوینگی اسحدیث کی موافق یہہ چارون سوال سوا ان ستر ہزار کی اورون سی ہونگی

الفا فلا بد لکل من یؤمن بالله والیوم الاخر ان یعلم انه یسئل یوم القیمة ویناقش فی الحساب ویطالب
ہر ایک کو جو اللہ اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی ضروری کہ جان رکہی کہ قیامت کی دن سوال ہوگا اور حساب مین جہگڑا ہیلیگا اور ذرہ ذرہ

بمثاقیل الذر من الخطرات واللحظات ویتحقق انه لا ینجیه من هذه الاخطار الا لزوم محاسبة النفس
سی خطرہ اور نگاہ کا مواخذہ ہوویگا اور ثابت ہی کہ ان خطرات سی بدون لازم کرنی حساب النفس کی نجات نہین ہو سکتی

فی تجارتها الاخرویة ومطالبتها فی انفاسها ولحظاتها وحرکاتها وسکناتها فان من حاسب نفسه قبل ان
اوسکی تجارت کا حساب آخرت کی واسطی اور اوسکا مطالبہ حرکات اور سکنات مین دم دم اور گہڑی گہڑی کا بیشک جسنی حساب دینی سی پہلی اپنا حساب

یحاسب یخف علیه یوم القیمة حسابه ویحضره عند السؤال جوابه ویحسن منقلبه ومآبه ومن لم

درست کیا تو اوسپر روز قیامت کو حساب دینا سہل ہوویگا اور سوال ہوتی ہی جواب پیدا ہو جاویگا اور اوسکا مآل اور انجام نیک ہوویگا اور جسنی حساب

یحاسبها یدوم حسراته ویطول فی عرصات القیمة وقفاته ویعود الی الخزی والمقت سیاته فاذن

درست نکیا تو ہمیشہ کو ارمان رہیگا اور مدت دراز تک قیامت کی میدان مین کہڑا رہیگا اور اوسکی تمام گناہوں کا انجام رسوائی اور ہلاکت ہی سو اب

لابد للمؤمن ان لا یغفل فی تجارته لاخرته عن مراقبة نفسه فی حرکاتها وسکناتها ولحظاتها وخطراتها

مؤمن کو ضرور ہی کہ آخرت کی تجارت مین اپنی نفس کی نگہبانی سی غفلت نکری اوسکی حرکات اور سکنات اور لحظات اور خطرات کو دیکہتا رہی

لان هذه التجارة ربحها الفردوس الاعلی وبلوغ سدرة المنتهی مع النبیین والصدیقین والشهداء فتدقیق

کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلی اور مقام سدرۃ المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتہ ہی سو اس تجارت کی

الحساب فی هذه التجارة اهم من تدقیقه فی تجارة الدنیا لان ارباح تجارة الدنیا بالقیاس الی النعیم المقیم فی

حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضرور ہی اسلئی کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتوں اخروی کی کمتر ناپائدار ہی

العقبی قلیلة سریعة الزوال ولا خیر فی خیر لا یدوم بل شر لا یدوم خیر من خیر لا یدوم لان الشر الذی لا یدوم اذا

اور عیش ناپائدار مین کچہہ خوبی نہین ہی بلکہ تکلیف ناپائدار عیش ناپائدار سی بہتر ہی اسلئی کہ تکلیف ناپائدار جب ہو چکی

زال یبقی الفرح دائما والخیر الذی لا یدوم اذا زال یبقی الاسف دائما فعلی هذا ینبغی للمؤمن اذا اصبح وفرغ

تو پہر دائمی فرحت رہیگی اور عیش ناپائدار جب ہو چکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہیگا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ صبح ہوتی ہی

من فریضة الصبح ان یفرغ قلبه ساعة فیقول لنفسه یا نفس لیس لی بضاعة الا العمر فاذا فنی

فجر کی نماز سی فارغ ہو کر ایک دم اپنی دل کو خالی کر کر اپنی نفس سی یہہ کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرمایہ نہین ہی جب یہہ ہی ہو چکی تو

راس المال ویقع الیاس عن التجارة وطلب الربح وهذا الیوم یوم جدید قد امهلنی الله تعالی فیه و

راس مال ہو چکا پہر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہین ہی اور آجکا دن نیا دن ہی کہ اللہ تعالی نی مجہکو اسمین مہلت عطا کی ہی اور

اخر فی اجلی ولو کان توفانی لکنت اتمنی ان یرجعنی الی الدنیا یوما واحدا حتی اعمل فیه صالحا فاحسب

اجل مین تاخیر کردی ہی اگر وفات دیدیتا تو تمنی آرزو کرتا رہتا کہ ایکدن کی لئی مجہکو پہر دنیا مین بہیجدی تاکہ اوسدن نیک عمل کرلون ای نفس تو یہی سمجہہ لی

یا نفس انک توفیت ثم رددت الی الدنیا فایاک ثم ایاک ان تضیع هذا الیوم فان کل ساعة من ساعات العمر بل

کہ مرکر پہر دنیا مین آیا ہی سو اب چوکس رہ پہر چوکس رہ یہہ دن ضایع نہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بلکہ عمر کا

کل نفس من انفاسه جوهرة نفیسة لا بدل لها یمکن ان یشتری بها کنز من کنوز الجنة لا یتناهی نعیمها ابدا

ایک ایک دم ایسا جوہر نفیس بی نظیر ہی کہ اوسکی بدلی جنت کا ایک خزانہ مول سکتی ہین جسکی نعمتین کبہی تمام نہونگی سو ایسی انفاس کا

الاباد فانقضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الی المعاصی غایة الخسران ونهایة الخذلان فان عمر الانسان

بیکار گذرنا یا معاصی مین لگا رہنا بڑا ہی خسارہ اور نہایت بی ہمتی ہی کیونکہ انسان کی زندگی

زمان لاعماله الصالحة المقربة له الی الله تعالی والموجبة له جزیل الثواب فی یوم الحساب وهذه هی

اعمال صالحہ کی واسطی ہی جس سی اللہ تعالی کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑا ہی ثواب ملی اور یہہ ہی

السعادة التی ینبغی للانسان ان یسعی فی تحصیلها اذ لیس له منها الا ما سعی کما قال الله تعالی وان لیس

سعادت ہی جسکی لئی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہئی اسواسطی کہ انسان کو وہ ہی ملیگا جو آپ کر جائیگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ

للانسان الا ما سعی فکل جزء یفوت من العمر خالیا من عمل صالح یفوت من سعادة الاخرة بقدره ولهذا

کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کمایا پہر عمر کا جو دم عمل صالح سی خالی کٹتا ہی وتنی ہی سعادت اخروی گہٹتی ہی اور اسہی لئی

عظمت مراعاة السلف لانفاسهم ولحظاتهم وبادروا الى اغتنام ساعاتهم واوقاتهم ولم يضيعوا اعمارهم في

متقدمین اپنی انفاس اور لحظہ لحظہ کی بہت ہی خبرداری کرتی تہی اور ہردم اپنی ساعات اور اوقات کو غنیمت سمجہتی تہی اور اپنی عمر کو

البطالة والتقصير قال الحسن البصري ادركت قوما كانوا على ساعاتهم اشفق منكم على دنانيركم ودراهمكم

بیکار اور تقصیر مین نہ کہوتی تہی حسن بصری کہتی ہین میںنی ایک قوم کو دیکہا ہی کہ وہ اپنی ساعات کو اس سی زیادہ سنبہالتی تہی کہ تم اپنی اشرفی روپیہ کو سنبہالتی ہو

فان واحدا منكم كما لا يحب ان يخرج منه درهم واحد الا فيما يعود اليه نفعه وهم كذلك كانوا لا يحبون

کیونکہ جیسی تم مین سی کوئی خوش نہین ہوتا کہ روپیہ ایسی کار مین خرچ ہو جاوی کہ کچہہ فائدہ نہو وہ لوگ ہی ایسی ہی خوش نہوتی تہی کہ اونکی عمر مین سی ایک ساعت

ان يخرج من اعمارهم ساعة الا فيما يعود اليهم نفعه فان اليوم والليلة اربع وعشرون ساعة وقد ورد

بیفائدہ گذر جاوی بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث مین آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیاء مین بیان کرتی ہین کہ

في الخبر على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان العبد يعرض عليه يوم القيمة لكل يوم وليلة اربع وعشرون

آدمی کو قیامت کی دن پہر ہر دن رات کی چوبیس چوبیس

خزانة مصفوفة فيفتح له منها خزانة فيراها مملوة نورا من حسناته التي عملها في تلك الساعة فيناله

خزانی کی قطار پیش لاوینگی پہر اوسکی لئی اونمین سی ایک خزانہ کہولینگی تو دیکہیگا کہ حسنات کی نور سی بہری جو جو اوس ساعت مین کیا تہا پہر اوسکو

من الفرح والسرور ما لو وزع على اهل النار لادهشهم ذلك الفرح والسرور عن احساس الم النار ويفتح له

اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخیوں پر تقسیم کردین تو بی حواسی سی دوزخ کی الم کا ادراک نہ کرسکین پہر اوسکی لئی اور خزانہ کہلیگا

خزانة اخرى فيراها سوداء مظلمة يفوح نتنها ويغشاه ظلمتها وهي الساعة التي عصى الله تعالى فيها

اوسکو سیاہ تاریک دیکہیگا کہ بدبو پہیل رہی ہی اور اندہیرا چہا رہا ہی یہہ وہ ساعت ہوگی جسمین اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہی

فيناله من الحزن والغم ما لو قسم على اهل الجنة لتنغص عليهم نعيمها ويفتح له خزانة اخرى فيراها فارغة

پہر اوسکو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنتیوں پر تقسیم کردین تو اونپر جنت کی تمام نعمتین بی مزہ تلخ ہوجاوین پہر ایک اور خزانہ کہلیگا اوسکو خالی پاویگا

ليس فيها ما يسره وما يسوءه وهي الساعة التي نام فيها او اشتغل بشيء من مباحات الدنيا فيتحسر على خلوها

نہ اوسمین کچہہ خوشی ہی اور نہ کوئی غم یہہ وہ ساعت ہوگی جسمین سو رہا یا دنیا کی کسی مباح چیز مین مشغول ہوگیا پہر اسکی خالی ہونی پر

ويناله من الالم ما ينال من قدر على الربح الكثير والملك الكبير واهمله وتساهل فيه حتى فاته وهكذا يعرض

اتنا ارمان کر کر الم اوٹہاویگا جیسی کسیکو بڑا ہی فائدہ اور بڑا ملک ہاتہہ آسکتا تہا مگر اپنی سستی اور دیر کی کہ وہ ہاتہہ سی جاتا رہا اسیطرح خزانی

عليه خزائن اوقاته طول عمره فينبغي له ان يجتهد في تعميرها ولا يدعها فارغة عن الكنوز التي هي اسباب

عمر کی ساعات کی پیش آتی جائینگی اب اوسکو سزاوار ہی کہ اوقات عمر کو آباد کری اور خزانوں سی خالی نچہوڑی جو کہ باعث اسکی سعادت اور ملک کا ہین

سعادته وملكه ويسعى في حفظ جوارحه السبعة التي هي العين والاذن واللسان والبطن والفرج واليد

اور ساتوں اعضاء کی حفاظت کری کہ وہ آنکہہ ہی اور کان اور زبان اور پیٹ اور شرمگاہ اور ہاتہہ

والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصية يكون كافر النعمة الله تعالى في جميع الاسباب التي لابد له منها

اور پاوں کیونکہ انمین سی اگر کسی سی بہی گناہ کریگا تو اللہ کی نعمتوں کا تمام اسباب مین منکر ٹہریگا جن جن اسباب کی عمل کو نیمن ضرورت ہوتی ہی اسکی

في اقدامه على العمل لان المراد من خلق الدنيا وما فيها ان يستعين الانسان على الوصول الى طاعة الله تعالى

کہ مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی پیدائش سی یہی ہی کہ انسان اللہ تعالی کی طاعت پر مدد حاصل کری

ولا يمكن الوصول الى طاعة الله تعالى الا بدوام البدن ولا يبقى البدن الا بالغذاء ولا يحصل الغذاء الا بالماء

اور طاعت الہی کا میسر ہونا بدون قیام بدن کی ممکن نہین ہی اور بدن بدون غذا کی قایم نہین رہتا اور غذا بدون پانی

والهواء ولا يتم ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شيئا من اعضائه في غير طاعة الله تعالى يكون كافرا
اور ہوا کی پیدا نہیں ہوتی اور یہہ سب بدون پیدایش زمین آسمان کی پورا نہیں ہوتا پہر جسنی کوئی سا عضو سوای عبادت کی کسی کار مین لگائی رکہا تو وہ اللہ کی ان تمام
لنعمة الله تعالى في جميع ذلك فلا بد من حفظ الجوارح لان حفظها هو راس المال والربح بعد ذلك فمن لم يكن له راس
نعمتوں سی منکر ہی اب حفاظت اعضا کی ضرور ہی کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل مال کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہوویگا پہر جسکی پاس اصل مال ہی نہین
المال كيف يحصل له الربح وهذه الجوارح السبع آلة للهلاك والنجاة فمن يهلك يهلك باهمالها وعدم حفظها
تو وہ فائدہ کیونکر اوٹہا سکتا ہی اور ان ساتون اعضا ہی سی آدمی ہلاک ہوتا ہی اور نجات بہی پاتا ہی پس جو ہلاک ہوتا ہی تو اونکی چہوڑ دینی اور حفاظت نکرنی ہی
ومن ينجو ينجو بحفظها وعدم ارسالها فحفظها اساس كل خير واهمالها اساس كل شر ولجهنم سبعة ابواب
اور جو نجات پاتا ہی تو اونکی حفاظت اور نہ چہوڑنی سی اب اعضا کی حفاظت تمام خوبی کی جڑ ہی اور چہوڑ دینا تمام بدی کی جڑ ہی اور دوزخ کی سات دروازی ہین
وانما يتعين تلك الابواب لمن عصى الله تعالى بتلك الجوارح فيلزم حفظها عن معاصيها اما العين فيحفظها
اور وہ دروازی نافرمانون کی واسطی اون اعضا کی نام سی مقرر ہین تو تمام اعضا کا معاصی سی بچانا ضرور ہی پہر آنکہہ کو حرام کی طرف نگاہ کرنی سی
عن النظر الى محرم نظره بل عن كل فضول مستغن عنه لان الله تعالى يسئل العبد عن فضول النظر كما يسئله عن
بچاوی بلکہ ہر زاید بیکار سی کیونکہ اللہ تعالی بندی سی فضول نگاہ کا بہی مواخذہ کریگا جیسی بیہودہ کلام سی مواخذہ کریگا
فضول الكلام فاذا حفظها عنه لا يقنع به بل يصرفها الى ما خلقت له من النظر الى عجائب صنع الله تعالى ليستدل
اور جب نگاہ کو گناہ سی محفوظ رکہا تو اسی پر نہ بیٹہہ رہی بلکہ نظر سی نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع الہی کو دیکہہ کر اوسکی
به على وجوده وقدمه ووحدته وقدرته وارادته وعلمه وحيوته والنظر في كتابه وسنة رسوله وسائر
وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اوسکی کتاب اور اوسکی رسول کی سنت اور تمام
كتب الدين ليتعلم امور دينه ويتعظ وهكذا يفعل في كل عضو لا سيما فيما هو رئيس الاعضاء وهو القلب الذي يلزمه
کتب دین کو دیکہی تاکہ امور دینی سیکہی اور پند پذیر ہووی اور اسی طرح ہر ہر عضو کو کام مین لاوی خصوصا تمام اعضا کی رئیس کو یعنی دل جسکا
تطهيره من الاخلاق الذميمة وتزيينه بالاخلاق الحميدة وتكميله بالعلم المقرون بالعمل فان من تعلم مسئلة
عادات بد سی پاک رکہنا اور نیک سیرت سی آراستہ کرنا اور علم با عمل سی کامل بنانا ضرور ہی کیونکہ جو کوئی
من مسائل الدين ينبغي له ان يكون عاملا بها والا يسئل يوم القيمة عنها يدل عليه قوله عليه السلام وعن علمه ما
مسائل دینی مین سی کوئی مسئلہ سیکہی تو چاہئی کہ اوسپر عمل کری اور نہین تو قیامت کی دن اسکا مواخذہ ہوویگا اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی اور اوسکی علم سی پوچہینگی
عمل فيه فانه مخوف لانه عليه السلام لم يقل ما قال فيه فلينظر العبد فيما علم هل عمل به وكان من الصادقين الذين اثنى
کہ اوسپر کیا عمل کیا بیشک یہہ خوف کی جگہہ ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی یہہ نہین فرمایا اوسمین کیا بحث کی اب انسان کو غور کرنا چاہئی اپنی علم مین آیا اوسپر عمل کیا تاکہ صادقین
الله تعالى عليهم بقوله اولئك الذين صدقوا او خالف علمه بفعله ودخل في قوله عليه السلام اشد الناس عذابا
مین داخل ہو جنکی اللہ تعالی یہہ ثنا کرتا ہی یہہ وہ قوم ہی جنہون نی سچ مانا یا عمل اپنی علم کی برخلاف کیا کی اس حدیث کی مضمون مین داخل ہوا سخت تر عذاب
يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعلمه وروى عن ابن مسعود انه قال ما منكم من احد الا سيخلو الله به كما يخلو احدكم
قیامت کی دن عالم کو ہی جسکی علم سی اللہ تعالی نی نفع ندیا اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ کہتی تہی جو ہی تم مین سی سو اکیلا دیکہیگا اللہ کو جیسی دیکہتی ہو تم اکیلی
بالقمر ليلة البدر ثم يقول ما غرك بي يا ابن ادم ماذا عملت بما علمت يا ابن ادم ماذا اجبت المرسلين يا ابن ادم الم اكن رقيبا
چودہوین رات کی چاند کو پہر فرماویگا تو نی ای شخص میری حق مین کیا دہوکا کہایا ای شخص تو نی موافق علم کی عمل کیا ای شخص تو نی مرسلین کا کہنا کیا مانا ای شخص کیا مین تیری
على عينك وانت تنظر بها الى ما لا يحل لك الم اكن رقيبا على اذنك وهكذا على سائر الاعضاء فتفكر يا مسكين في عظيم
آنکہہ کا نگہبان نتہا اور تو آنکہہ سی حرام کی طرف نظر کرتا تہا کیا مین تیری کان کا نگہبان نہین تہا اسی طرح تمام اعضا پر اب سوچ تو ای مسکین تیری کتنی بڑی خطا ہی

خیانتك اذا ذكرك الله تعالی ذنوبك شفاها اذ یقول لك یا عبدی اما استحییت منی فبادرتنی بالقبیح
جب اللہ تعالی تیری خطاؤں کو منہ در منہہ یاد دلاویگا جب فرماویگا ای شخص کیا تونی مجھسی حیا نکی جلدیسی خطا کر بیٹھا

واستحییت من خلقی واظهرت لهم الجمیل اكنت اهون علیك من سائر عبادی استخففت بنظری
اور میری خلقت سی حیا کر کر اونکی سامنی اپنی نیکوکاری ظاہر کی کیا میں تیری نظروں میں تمام مخلوقات سی ہلکا تہا میری نگہبانی کو ہلکا سمجہ کر تونی

الیك ولم تكترث به واستعظمت نظر غیری فكیف یكون حالك وخجالتك اذا عدّ علیك
اور اوروں کی نظر کو بہت بڑا سمجہا اوسوقت تیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شرمساری ہوگی جب تجہپہ تیرا اوسکی

نعماءه ومعاصیك والاءه ومساویك فان انكرت شیئا یشهد علیك جوارحك فتفتضح علی ملأ
نعمتیں اور تیری گناہ اور اوسکی خوبیاں اور تیری خطا شمار ہونگی پہر اگر تو کچہ انکار کریگا تو تیری اعضا ہاتہ پانو گواہی دینگی پہر تو تمام خلق اللہ کی سامنی

الخلائق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالی وعد المؤمن ان یستر علیه ذنبه ولا یطلع علیه غیره
اعضاء کی گواہی کی سبب رسوا ہوویگا ہاں بیشک اللہ تعالی نی مومن سی وعدہ کیا ہی کہ اوسکی خطا چہپا دی اور غیر کو اوسپر خبردار نکری

كما روی عن ابی هریرة رض انه علیه السلام قال یدنی الله العبد منه یوم القیمة ویضع علیه كنفه
جیسا کی ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاویگا اور اوسپر پردہ ڈالکر

ویستره من الخلائق كلها ویدفع الیه كتابه فی ذلك السر فیقول له اقرأ كتابك فیمر بالحسنة فیبیض لها
تمام خلائق سی چہپالیگا پہر اوس پردہ کی اندر اوسکو نامۂ اعمال دیکر فرماویگا اسکو پڑہ تو سہی پہر یہہ حسنات کو دیکہہ کر خوشی سی کہل جاویگا

وجهه ویمر بالسیئة فیسود بها وجهه فیقول الله له اتعرف یا عبدی فیقول نعم یا رب اعرف فیقول انی اعرف
اور گناہوں کو دیکہ کر چہرہ سیاہ ہو جاویگا پہر اللہ تعالی فرماویگا کچہ جانتا بہی ہی عرض کریگا ہاں ای پروردگار میں تو جانتا ہوں

بها منك قد غفرتها لك فلا یزال بین حسنة تقبل فیسجد وسیئة تغفر فیسجد فلا یری الخلائق منه
پہر اللہ فرماویگا میں تجہسی زیادہ جانتا ہوں کہ تجہکو معاف کرچکا ہوں پہر یہی حال رہی گا کہ حسنات کو مقبول دیکہیگا پس سجدہ کریگا اور خطا کو معاف پاویگا پہر سجدہ کریگا سو خلق کو

الا ذلك حتی ینادی الخلائق بعضها بعضا طوبی لهذا العبد الذی لم یعص قط ولا یدرون ما جری بینه
اسکا یہی حال نظر آویگا یہاں تک کہ آپسمیں ایک دوسری سی کہیگا یہہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسنی گناہ کبہی نہیں کیا اور یہہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالی میں

وبین الله تعالی فیما وقفه علیه والاخبار بهذا المعنی كثیرة وذلك بفضل منه فانه یخاطبه خطاب
اور اوسمیں وہاں کہڑی کہڑی کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں اور یہہ اوسکا فضل ہی فضل ہی کہ اوسکو نرمی سی مخاطب ہوکر فرماویگا

الملاطفة فیقول له هل تعرف عبدی فیقول اعرف یا ربی ویقول ممتنا علیه ومظهرا فضله لدیه
ای شخص جانتا بہی ہی عرض کریگا پروردگار میں جانتا ہوں پہر منت رکہکر اور اوسپر اپنا فضل ظاہر کرکر فرماویگا

فانی سترتها علیك فی الدنیا ولم افضحك بها وانا اغفرها لك الیوم قیل هذه ذنوب تاب عنها كما ذكر ابو نعیم
میں نی دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور عزت رکہلی آج بہی تجہکو معاف کرتا ہوں بعضی کہتی ہیں یہہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ ابو نعیم

عن الاوزاعی عن هلال بن سعد ان الله تعالی یغفر الذنوب لكن لا یمحوها عن الصحیفة حتی یوقفه علیها یوم
اوزاعی سی اور وہ ہلال بن سعد سی روایت کرتا ہی کہ اللہ تعالی گناہ تو معاف کردیتا ہی پر نامۂ اعمال سی نہیں مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اوس سی آگاہ کردی

القیمة وان تاب منها قال القرطبی فی تذكرته نقلا عن شیخه ولا یعارض هذا ما فی التنزیل والحدیث من
اگرچہ توبہ کرچکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ میں اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی اور یہہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سی مخالف نہیں ہی

ان السیئات تبدل بالتوبة حسنات فلعل ذلك بعد ما یوقفه علیها ویدل علی هذا ما روی عن ابن مسعود
یعنی خطائیں بعد توبہ کی حسنات ہوجاتی ہیں شاید کہ تبدیل آگاہ کرینکی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی

انه قال ینظر الانسان یوم القیمة فی کتابه فیری فی اوله المعاصی وفی آخرها حسنات فلما رجع فی اوله
کہ وہ کہتی ہین کہ انسان قیامت کی دن اپنی نامہ اعمال مین نگاہ کریگا تو اول معاصی نظر آوینگی اور آخر مین حسنات پہر جب ابتداء نامہ پڑہیگا

رای کل حسنات وروی عن ابن عباس انه قال اذا تاب العبد تاب الله علیه وانسی الحفظة ما کانوا علموا من مساوی
تو کیا دیکہتا ہی کہ سراسر حسنات ہین اور ابن عباس روایت ہی کہ کہتی ہین جب بندہ توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسپر رحمت کرتا ہی اور کرام کاتبین کو بہلا دیتا ہی جو اوسکی گناہ

عمله وانسی جوارحه ما عملت من الخطایا وانسی مقامه من الارض وابه من السماء لیجیء یوم القیمة ولیس
دیکہہ چکی تہی اور اوسکی اعضا کو بہلا دیتا ہی جو جو خطا کی تہی اور زمین پر کا ٹہور ٹہکانا اور آسمان کی تلی کس جگہہ سب بہلا دیگا آخر قیامت کی دن ایسا صاف

من المخلوقات شیء یشهد علیه قیل هی ذنوب کانت بینه وبین الله تعالی واما ما کان بینه وبین العباد فلا بد
آویگا کہ مخلوقات مین سی کوئی اوسکا برا کہنی والا نہوگا بعضی کہتی ہین یہہ وہ گناہ ہین جو صرف حقوق اللہ مین تہی وہ گناہ جو حقوق العباد ہین سوانمین ضرور ہی

فیها من القصاص بالحسنات ثم روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من کانت عنده مظلمة لاخیه من
کہ حسنات مین سی بدلہ ہووی چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کسیکا ہو آبرو کا

عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان کان له عمل صالح اخذ
یا مال کا تو لازم ہی کہ آج اوس روز کی مواخذہ سی پہلی کہ نہ دینار ہوگا اور نہ درہم معاف کرالی اگر اوسکی پاس عمل صالح ہونگی

منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات اخذ من سیات صاحبه فحمله علیه وروی عن ابی هریرة رض
تو بقدر حقوق کی لیلینگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہوئی تو مدعی کی گناہ لیکر اسپر ڈالی جاوینگی اور ابو ہریرہ سی بہی روایت ہی

ایضا انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه ولا متاع قال ان المفلس من
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا مفلس ہم مین وہ ہوتا ہی جسکی پاس نہ درہم ہو اور نہ کچہہ سامان فرمایا مفلس میری امت مین

امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب هذا واکل مال هذا فیعطی
وہ ہوگا جو قیامت کی روزہ نماز اور زکوۃ لاویگا پہر کوئی آویگا کہ اوسکو برا کہا تہا اور اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا اور اوسکا مال کہا گیا تہا

هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایاهم
پہر نیکیاں کچہہ اوسکو دی جاوینگی اور کچہہ اوسکو پس اگر اوسکی حسنات ادار حقوق سی پہلی ہو چکین تو اونکی گناہ لیکر اسکی ذمہ پڑینگی

فطرحت علیه ثم طرح فی النار فاذا تقرر هذا یجب علی کل مسلم البدار الی تدارک حاله فینظر هل علیه من
پہر اوسکو دوزخ مین پہینکدینگی جب یہہ ثابت ہوا تو ہر ایک مسلمان پر واجب ہی کہ جلد سی اپنی حال کا تدارک کری غور کری کہ میری ذمہ حق اللہ

حقوق الله تعالی وحقوق الناس شیء ام لا فیتدارک ما فاته من فرائض الله تعالی فیقضیها ویرد المظالم
یا حق العباد کچہہ ہی یا نہین پہر اوسکا عوض کردی جو فرایض الہی مین سی فوت ہوا ہو ادا کردی اور تمام حقوق دانہ دانہ واپس کری

حبة حبة ویستحل من تعرض له بیده ولسانه وسائر جوارحه ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق علیه
اور جسکو ہاتہہ سی یا زبان سی یا اور اعضا سی ستایا ہو اوسی معاف کرالی اور اونکا دل خوش رکہی آخر مری تو ایسا کہ اوسکی ذمہ نہ کوئی

فریضة ولا مظلمة ویدخل الجنة بغیر حساب لانه ان مات قبل رد المظالم یحیط به خصماؤه ویتشبثون
فریضہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت مین بی حساب چلا جاوی اسلئی کہ اگر حقوق ادا کرنی سی پہلی مر گیا تو مدعی کہیر کر ناخن سی نوچینگی

فیه مخالبهم فهذا یقول ضربتنی وهذا یقول استخدمتنی وهذا یقول شتمتنی وهذا یقول استهزأتنی
ایک کہیگا مجکو مارا تہا کوئی کہیگا مجہسی خدمت لی تہی یہہ کہیگا مجکو گالی دی تہی وہ کہیگا مجہسی چہل کی تہی

وهذا یقول اغتبتنی وهذا یقول اخذت مالی وهذا یقول بایعتنی واخفیت عنی عیب متاعک وهذا
کوئی کہیگا میری غیبت کی تہی کوئی کہیگا تو نی میرا مال چہینا تہا کوئی کہیگا تو نی میری ہاتہہ مال بیچا اور اوسکا عیب ظاہر نکیا کوئی

يقول لك غبنتني في سعر متاعك وهذا يقول وجدتني مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم

کہیگا مال کی بہاؤ میں تونے مجھسے جھوٹ بولا اور کوئی کہیگا تونے مجہپر ظلم ہوتے دیکہا اور تو دفع کرسکتا تہا پر تونے مجھکو ظلم سے نہ بچایا

وهذا يقول رأيتني على منكر فما نهيتني عنه فبينما هو كذلك وهو مبهوت متحير من كثرة الخصماء اذ لم يبق في عمره

اور کوئی کہیگا مجھکو تونے گناہ میں مبتلا دیکہا پہر مجھکو منع نکیا پس وہ اوسی حالت میں مدعیوں کی کثرت سے حیران پریشان ہوگا اسواسطے کہ کوئی باقی نرہیگا

احد ممن عامله بدرهم او جالسه في مجلس الا وقد استحق عليه مظلمة بغيبة او استهزاء او خيانة او نظر

تمام عمر میں جس سے کچھہ معاملہ کیا ہو درہم سے یا بیٹھا ہو مجلس میں مگر وہ مستحق ہوگا اوسپر کسی دعوی کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا

بعين حقارة وقد عجز عن مقاومتهم ومد عنق الرجاء الى المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع

حقارت سے دیکہنے کا اور بیشک اونکی مقابلہ سے تہک رہیگا اور مولی غفار کی طرف امیدوار ہوکر سر اوٹہاویگا کہ شاید وہ ہی انکی ہاتہ سے بچادے کہ اسکی

سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاكه فتذكر

کان میں یہہ آواز آوے گی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہیں آج اسے سنتے ہی دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مرلیا سو ای غافل

ايها الغافل ما انذرك الله به في كتابه حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون فما اشد فرحك

یاد کر جو اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں ڈرایا ہے کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف سو اب تو لوگوں کی

اليوم بكسر اعراض الناس وتناول اموالهم وما اشد حسرتك في ذلك اليوم اذا وقفت على بساط العدل وشوفهت

آبرو بگاڑکر اور اونکا مال چہین کر کیسا خوش ہوتا ہے اور تجھکو اوس روز کسقدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کی فرش پر کہڑا ہوگا اور سیاست کا

بخطاب السياسة وانت مفلس فقير عاجز لا تقدر ان ترد حقا او تظهر عذرا فعند ذلك تؤخذ حسناتك

حکم سنیگا اور تو مفلس فقیر ہوگا طاقت نہوگی حق ادا کرنے کی یا عذر پیش لانے کی سو اوسوقت تیری حسنات تمام عمر بہر کی لیکر

التي صرفت فيها عمرك وتعطى الى خصمائك عوضا عن حقوقهم كما ورد في الاحاديث فانظر الى مصيبتك

حقوق کی بدلے میں تیری مدعیوں کو دیئے جاوینگی چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے سو اپنی مصیبت کو

في مثل ذلك اليوم اذ قلما يوجد لك حسنة سلمت من آفات الرياء ومكائد الشيطان وان سلمت حسنة

ایسے دن میں غور کر اسلئے کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کہ ریا کی آفت اور شیطان کی مکر سے سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز میں

واحدة في مدة طويلة يبتدرها خصمائك ويأخذونها وقد قيل لو كان لرجل ثواب سبعين نبيا وكان له خصم واحد

کوئی ایک آدہا بچا ہے تو مدعی نزت چہین جہپٹ لینگی اور کہتے ہیں اگر کسی شخص کی پاس ثواب ستر نبیوں کی برابر ہووے اور اوسکا ایک ہی مدعی

بنصف دانق لا يدخل الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يؤخذ بدانق ثواب سبعمائة صلوة مقبولة فتعطى

نیم دانگ کا ہو تو بے رضامندی مدعی کی جنت میں نہیں جاسکتا اور کہتے ہیں کہ ایک دانگ کی بدلے سات سو نمازوں کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جاویگا

للخصم ذكره القشيري في التحبير وقال الامام الغزالي في الاحياء ولعلك حاسبت نفسك وانت مواظب على قيام

یہہ بیان قشیری کا ہے تحبیر میں اور امام غزالی احیاء میں کہتے ہیں اور کاشکے تو اپنی ذات کا حساب کیا کرے اور رات کی قیام

الليل وصيام النهار لعلمت انك لا ينقضي عليك يوم الا ويجري على لسانك من غيبة المسلمين ما يستوفي جميع

اور دن کی صیام پر مداومت کرتا ہے تب تو بیشک معلوم کرلیگا کہ تجھہ پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ تیری زبان پر مسلمان کی غیبت نہ آتی ہو جو کہ تمام

حسناتك فكيف ببقية السيئات من اكل الحرام والشبهات والتقصير في العبادات وكيف الخلاص من المظالم

حسنات کو پورا کرلیتی ہے پہر باقی گناہوں سے کیونکر بنے گی کہ مال حرام یا مشتبہ کہایا ہو اور عبادت میں کوتاہی کی ہو اور حقوق سے کیونکر رستگاری ہوگی

يوم يقتص فيه للجماء من القرناء ويقول الكافر يا ليتني كنت ترابا فاتق الله ايها المسكين في مظالم العباد فان

جس روز منڈلی جانور کا سینگ والے سے بدلہ لیا جاویگا اور کہیگا کافر کسیطرح میں مٹی ہوتا سو اے مسکین حقوق العباد میں خدا کا خوف کر کیونکہ

ما كان بينك وبين الله تعالى خاصة فالمغفرة اليه اسرع واما ما كان عليك من حقوق العباد فلابد من
جو کہ صرف حقوق الٰہی ہین تو اوسکی مغفرت جلد ہوسکتی ہی اور جو تجہپر حقوق العباد ہین تو اوسمین مالکونسی ضرور

استحلال اربابها فمن عسر عليه الاستحلال فعليه ان يكثر ما قدر عليه من الاعمال الصلحت ويستغفر
معاف کرانا چاہئی اور جسکو معاف کرانا دشوار ہو تو حسب طاقت اعمال صالح زیادہ اور اپنی مظلوم مؤمن کی لئی تمام اوقات

لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في عامة الاوقات فانه اذا فعل كذلك يرجى من فضل الله تعالى وكرمه
مغفرت کیا کری بیشک اگر یہہ تدبیر کریگا تو الله کی فضل وکرم سی امید ہی

ان يرضى خصمه يوم القيمة لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام بينما هو جالس اذ ضحك حتى بدت
کہ قیامت کی دن اوسکی مدعی کو راضی کردی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایکوقت بیٹھی ہوئی ناگاہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک

ثناياه فقيل له مم تضحك يا رسول الله فقال رجلان من امتي جثيا بين يدي رب العزة فيقول احدهما
ظاہر ہوگئی کسیی پوچہا یارسول الله آپ کیون ہنستی ہین فرمایا میری امت کی دو شخص رب العزت کی سامنی حاضر ہوئی پہر ایک کہنی لگا

يا رب خذ مظلمتي من هذا الاخ فيقول الله تعالى اعط اخاك مظلمته فيقول يا رب ما بقي من حسناتي
یا الٰہی میرا حق اس بہائی سی دلادی الله تعالی نی فرمایا اپنی بہائی کا حق ادا کردی عرض کیا الٰہی میری پاس کوئی حسنہ باقی نہین ہی

شيء فيقول الله تعالى ما تصنع باخيك لم يبق من حسناته شيء فيقول يا رب فليحمل عني من اوزاري
پہر الله تعالی نی فرمایا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کریگا اسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہین ہی عرض کیا یہہ میری گناہ ہی اوسپر رکہی جاوین

ففاضت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم يحتاج الناس فيه ان يحمل عنهم
پس رسول الله صلی الله علیہ وسلم روپڑی پہر فرمایا وہ ایسا دن ہوگا کہ لوگون کو یہہ حاجت ہوگی کہ ہماری گناہ اورون پر پڑجاوین

من اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك الى الجنان فيرفع بصره فيرى ما اعجبه
پہر فرمایا پہر الله تعالی نی حق دار سی کہا دیکہہ تو جنت کی طرف وہ آنکہ اوٹہاتی ہی کیا دیکہتا ہی کہ عجب طرح کی خیر اور نعمت

من الخير والنعمة فيقول لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطيني ثمنه فيقول ومن يملك ثمنه
موجود ہی پوچہا الٰہی یہہ کسکا ہی الله فرماویگا یہہ اوسکا جو اسکی قیمت ادا کری عرض کیا الٰہی اسکی قیمت کون دیسکتا ہی

يا رب فيقول انت فيقول بماذا يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب فيقول
الله فرماویگا تو دیسکتا ہی عرض کریگا الٰہی کہانسی الله فرماویگا اپنی بہائی کو معاف کرنی سی عرض کیا الٰہی مین نی اوسکو معاف کیا پہر الله تعالی

الله تعالى خذ بيد اخيك وادخل الجنة ثم قال رسول الله عليه السلام فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم
فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑ کر جنت مین لیجا پہر رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا اب تم الله سی ڈرو اور آپسمین صلح رکہو

فان الله تعالى يصلح بين المؤمنين يوم القيمة قال القرطبي في تذكرته نقلا عن شيخه هذا لبعض الناس
بیشک الله تعالی قیامت کی روز مسلمانون مین صلح کراویگا قرطبی اپنی تذکرہ مین شیخ سی نقل کرتا ہی ایسی وہ لوگ ہین

ممن اراد الله تعالى ان لا يعذبه بل اراد ان يعفو عنه ويغفر له ويرضي خصمه وكذلك ما روي عنه عليه السلام
جنکو الله تعالی کو عذاب کرنا منظور نہین ہی بلکہ یہہ مرضی ہی کہ اونکو معاف کرکر بخشدی اور مدعی کو راضی کردی اور ایسی ہی یہہ حدیث

ان مناديا ينادي من تحت العرش يوم القيمة يا امة محمد اما ما كان لي قبلكم فقد وهبته لكم فبقيت التبعات
کہ منادی قیامت کی دن عرش کی تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی میرا حق جو تمہاری ذمہ پر باقی تہا سو مینی معاف کیا اب حقوق عباد باقی ہین

فتواهبوا وادخلوا الجنة برحمتي فانه ايضا لبعض الناس لا لكل احد اذ لو كان ذلك لكل احد لما دخل احد النار
سو تم معاف کرکر میری رحمت سی جنت مین چلی جاؤ یہہ بہی بعضی شخصون کی لئی ہی ہر ایک کی لئی نہین ہی کیونکہ اگر ہر ایک کی لئی ہوتا تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاتا

وقد وردا خبار صحیحة نقلها ثقات ولابد من الایمان بها ان من کان من اهل الایمان لایبقی فی النار
اور بیشک صحیح حدیثین ثقات نی نقل کی ہین اون پر ایمان لانا ضروری ہی کہ جو ایمان والا ہوگا سوگنا ہون کی شامت سی دوزخ مین نہین رہیگا

بکسب الاوزار بل یخرج منها والخروج منها لایکون الا بعد الدخول فیها قال القرطبی فی تذکرته وقد ظن بعض
بلکہ دوزخ سی نکلیگا اور دوزخ مین سی نکلنا بدون داخل ہوئی نہین ہوسکتا قرطبی اپنی تذکرہ مین کہتی ہین بعضی علماء یہہ گمان کرتی ہین

العلماء ان الصیام یختص بعامله موفرا له اجره ولا یوخذ منه شئ لمظلمة ظلمها متمسکا بما قال الله تعالی
کہ روزہ صرف روزہ دار کی کام آئیگا اوسہی کی ثواب کو بڑہا دیگا اسمین سی کسیکی حق کی بدلہ مین کچہہ نہ لیا جاویگا اس دلیل سی کہ اللہ تعالی نی

فی الحدیث القدسی الصوم لی وانا اجزی به لکن احادیث القصاص یرد هذا الظن فان الحقوق توخذ
حدیث قدسی مین فرمایا ہی کہ روزہ میری لئی ہی اور مین ہی اوسکی جزا دونگا لیکن بدلہ لینی کی حدیثین اس گمان کو غلط کرتی ہین کیونکہ حقوق تمام

من جمیع الاعمال صوما کان او غیره وقیل الصوم سر بین العبد وربه لایطلع علیه احد سواه لکونه نیته وترک
اعمال مین سی اداکئی جاوینگی روزہ ہو یا کچہہ اور ہو اور کوئی کہتا ہی روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی بہید ہی اوسپر سوای اوسکی کوئی مطلع نہین ہوتا کیونکہ روزہ

المفطرات والملئکة الکتبة لایطلعون علی ما لا علم لهم فیه فاذا لم یکن معلوما لاحد ولا مکتوبا فی الصحیفة
نیت اور مفطرات سی بچنا اور فرشتی کرام کاتبین وہی جانا کرتی ہین جسکا اونکو علم ہو پہر جب روزہ کسیکو معلوم نہوا اور نہ اعمال نامہ مین مندرج ہوا

یستره الله تعالی ویخبوه حتی یکون له جنة من النار فانهم یطرحون علیه سیاتهم فتذهب عنهم فلا
تو اللہ تعالی اوسکو چہپا رکہتا ہی تاکہ اوسکی لئی دوزخ کی ڈہال ہنجاوی بیشک مدعی اسپر اپنی گناہ ڈالینگی سو اوس سی اوتر جاوینگی پہر

تضرهم لزوالها عنهم ولا یضره ایضا لکون الصوم جنة له قال القاضی ابوبکر بن العربی فی سراج المریدین
ضرر نکرینگی کیونکہ اونکی ذمہ سی موقوف ہوچکی اور اسکو بہی ضرر نہ کرینگی اسلئی کہ روزہ اسکی لئی ڈہال موجود ہی قاضی ابوبکر بن عربی سراج المریدین مین کہتی ہین

هذا تاویل حسن ان شاء الله تعالی ولا تعارض والحمد لله المجلس الرابع والستون فی بیان لزوم
یہہ خوب تاویل ہی ان شاء اللہ تعالی اسکی مقابلہ پر کچہہ نہین ہی اور حمد اللہ کی ہی چونسٹہوین مجلس اس بیان مین

محاسبة العبد نفسه قبل ان یحاسب ویناقش فیهلک قال رسول الله صلی الله
کہ بندہ کو محاسبہ کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی سی ضرور ہی کہ مناقشہ مین ہلاک نہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

علیه وسلم لیس احد یحاسب یوم القیمة الا هلک هذا الحدیث فی صحاح المصابیح روته ام المؤمنین عائشة
فرمایا نہین کوئی جسی قیامت کی دن حساب طلب ہووی مگر ہلاک ہوویگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ام المؤمنین عائشہ کی روایت

فانها لما سمعته قالت ولیس یقول الله تعالی فسوف یحاسب حسابا یسیرا فقال النبی علیه السلام فذلک العرض
سی عائشہ رض نی یہہ سنتی ہی عرض کیا کیا اللہ تعالی یہہ نہین فرماتا تو اوسی حساب لینا ہی آسان حساب پس نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ پیشی ہی

ولکن من نوقش فی الحساب یهلک والمناقشة فی الحساب ان یستقصی فیه بحیث لایترک قلیل ولا کثیر ولا
ولیکن جسکی حساب مین مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہوا اور حساب مین مناقشہ یہہ ہوتا ہی کہ حساب پورا کیا جاوی کوئی بات تہوڑی نہ بہت

صغیر ولا کبیر الا یسئل عنه واما العرض فهو ان یعرض علی العبد عمله ولا یستقصی فی حسابه والحدیث یحتمل
چہوٹی نہ بڑی باقی نرہی کہ اوس سی سوال نہو اور عرض اتنا ہی ہوتا ہی کہ بندہ کی سامنی اوسکی اعمال کردین اور پورا پورا حساب نہو اور اس حدیث کی دو معنی ہوسکتی ہین

معنیین احدهما ان یکون نفس المناقشة هلاکا لما فیها من التوبیخ وثانیهما ان تقضی الی الهلاک فاذا ثبت
ایک یہہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہووی کیونکہ اوسمین زجر و توبیخ ہوتی ہی اور دوسری یہہ کہ انجام کو ہلاکت پر پہنچادی جب یہہ امر ثابت ہوا

ان العبد یسئل یوم القیمة عن کل شئ حتی عن سمعه وبصره وفواده کما قال الله تعالی ان السمع والبصر
کہ آدمی سی قیامت کی دن ہر شی کا سوال ہوگا یہان تک کہ کان اور آنکہہ اور دل سی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک کان اور آنکہہ

والفؤاد کل اولئك کان عنه مسئولا فیجب علیه ان یحاسب نفسه قبل ان یناقش فی الحساب لانه هو تاجر

اوردل یہہ سب پوچھی جاوینگی آب آدمی پر واجب ہی کہ اپنی حال کو حساب کی مناقشہ سی پہلی پڑتالتا رہی کیونکہ آدمی آخرت کی

فی طریق الاخرة وبضاعته عمره وربحه صرف عمره فی الطاعات والعبادات وخسرانه صرفه فی المعاصی والسیات ونفسه

رستہ کا سوداگر ہوتا ہی اور اسکا مال عمر ہی اور عمر کو طاعات اور عبادات مین صرف کرنا اوس تجارت کا فائدہ ہی اور عمر کا معاصی اور سیئات مین تلف کرنا

شریکه فی هذه التجارة هی وان کانت تصلح للخیر والشر لکنها للمعاصی اقبل والی الشهوات امیل فلابد له من مراقبتها ومحاسبتها

خسارہ ہی اور اس تجارت مین نفس اوسکا ساجہی ہی اور نفس مین اگرچہ صلاحیت نیکی بدی دونو کی ہی پر وہ معاصی کیطرف بہت متوجہ اور شہوات کی طرف بہت جہکتا ہی

لانه ان اهملها لحظة تسرع فی الخیانة وان تمادی فی الاهمال تمادی فی الخیانة حتی یذهب راس المال کله

سو آدمی کو لازم ہی کہ اوسکی حفاظت اور محاسبہ کرتا رہی کیونکہ اگر دم بہر بہی حفاظت نکریگا تو وہ ترت خیانت کریگا اور اگر مدت دراز تک چہوڑی رکہا تو ہمیشہ خیانت کرتی جاویگا

واما من لم یهملها بل راقبها وحاسبها یتبین له الربح والخسران والزیادة والنقصان

آخر وہ اصل مال تمام ہو چکیگا اور جسنی مطلق العنان چہوڑا بلکہ دیکہتا رہا اور حساب لیتا رہا تو اوسکو نفع نقصان اور گہٹنا بڑہنا معلوم ہوتا رہیگا

ودلیل وجوب محاسبتها قوله تعالی یاایها الذین امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما

اور محاسبہ واجب ہونیکی دلیل یہہ آیت ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سی اور چاہی دیکہلی ہر جی کیا

قدمت لغد ففی هذه الایة اشارة الی لزوم محاسبة النفس علی ما مضی من الاعمال فکانه تعالی قال لینظر احدکم

بہیجا ہی کل کیواسطی سو اس آیت مین یہہ اشارہ ہی کہ گذری ہوئی اعمال پر نفس کا محاسبہ لازم ہی گویا اللہ تعالی یہہ فرماتا ہی کہ ہر ایک تم مین سی یہہ نگاہ کرتا رہی

ما قدم لیوم القیمة من الاعمال اهی من الصالحات التی تنجیه ام هی من الطالحات التی تردیه فان الحسنات یوم القیمة

کہ قیامت کی دن کی لئی کیا عمل کر رکہا ہی آیا وہ عمل نیک ہی جس سی نجات ہووی یا وہ عمل بد ہی کہ ہلاک کر ڈالی بیشک قیامت کی دن حساب

انما یخف علی من یحاسب نفسه فی الدنیا وانما یشق علی من یهملها ولا یحاسبها فان من یحاسب نفسه فی الرخاء

اوسہی شخص پر آسان ہووی گا جو اپنی نفس کا حساب دنیا مین لیتا رہتا ہی اور اوسپر دشوار ہوگا جسنی نفس کو چہوڑ رکہا ہی اور حساب نہین لیتا کیونکہ جو شخص اپنی نفس کا حساب آرام کی

قبل حساب الشدة یعود امره الی الرضاء والغبطة ومن یهملها ولا یحاسبها یعود امره الی الندامة والحسرة فان

سختی کی حساب سی پہلی لیتا ہی تو اوسکا انجام رضامندی اور آرزومندی کیطرف ہی اور جو چہوڑی رکہتا ہی اور اوسکا حساب نہین لیتا تو اوسکا انجام ندامت اور حسرت کی

الانسان اذا مات ینکشف له بالموت ما لم یکن له مکشوفا فی حیوته کما ینکشف للمستیقظ ما لم یکن مکشوفا فی نومه

طرف ہی بیشک انسان کو مرتی ہی موت کی سبب وہ سب باتین معلوم ہو جاتی ہین جو زندگی مین معلوم نہین تہین جیسی نیند کی جاگتی ہی وہ معلوم ہونی لگتا ہی جو سوتی مین

والناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا فینکشف له اولا ما ینفعه من حسناته وما یضره من سیاته فلا ینظر الی سیئة الا

معلوم نہتہا اور آدمی اب سوتی ہین مرینگی تو جاگینگی پہر اوسکو پہلی پہل حسنات نفع رسان اور بدیان ضرر رسان معلوم ہونگی پہر بدیون کی طرف کمال حسرت سی

یتحسر علیها نحسرا یختار ان یخوض غمرة النار للخلاص منها فانه ما دام فی الدنیا کان یشغله شواغل الدنیا عن

دیکہہ کر یہہ پسند کریگا کہ آگ کی دریا مین ڈولون کسیطرح مخلصی ہو کیونکہ جبتک دنیا مین رہا تو دنیا کی کاربار مین اسکی خبر نہ لی

الاطلاع علیها فبالموت ینقطع الشواغل وینکشف له جمیع اعماله عند انقطاع النفس قبل الدفن وتشتعل فیه

اب موت سی وہ کاربار چہوٹی تو اوسپر تمام اعمال نفس کی منقطع ہوتی ہی دفن سی پہلی ظاہر ہونگی اور جدائیکی آگ دنیا فانی کی لذتون سی

نار الفرقة عما کان یطمئن الیه من لذائذ الدنیا الفانیة وهذا نوع من العذاب یهجم علیه قبل الدفن وبعد

جن پر جی لگای بیٹہا تہا بہڑک اوٹہی گی اور یہہ بہی ایک طرح کا عذاب ہی جو دفن سی پہلی ہجوم کریگا اور دفن کی بعد

الدفن یرد روحه الی جسده لنوع اخر من العذاب ویکون حاله کحال من تنعم زمانا فی دار ملك من الملوك

اللہ روح پہیر دیگا اسکی اوسکی بدن مین دوسری قسم کی عذاب ڈالی جاویگی اور اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی گہر مین

عند غيبته اعتمادا على ان الملك يتساهل في امره او لا يدري ما يتعاطاه من قبيح افعاله فاخذه الملك يوما بغتة

اوسکی پیچھے اس بھروسہ پر عیش اڑانی لگا کہ بادشاہ اس باب میں درگذر کریگا یا یہہ نہیں سمجھتا کہ کیا بد معاملہ کر رہا ہی پھر اوسکو بادشاہ نی ایک روز جا پکڑ

وعرض عليه جريدة قد دونت فيها جميع فواحشه وخياناته ذرة ذرة وخطوة خطوة والملك قاهر غيور

گرفتار کر کی اوسکی عمل کی فرد پیش کی جسمیں اوسکی تمام بدیان اور چوریان ذرہ ذرہ اور قدم قدم کی لکھی ہوئی تہین اور بادشاہ بڑا زبردست اور صاحب غیرت

على حرمه منتقم من الجناة على ملكه غير ملتفت الى من يتشفع اليه من العصاة عليه فتفكر في امر هذا الشخص

اپنی سلطنت میں خطاوار کا سزا دینی والا اور گنہگار سفارشی پر توجہ نہیں کرتا اب خیال تو کر اس شخص کی حق میں کہ بادشاہ کی عذاب کرنی سی پہلی

ما يكون له حاله قبل وقوع عذاب الملك عليه من الخوف والخجالة والالم والندامة وهكذا يكون حال الميت

مدی خوف اور خجالت اور الم اور ندامت کی کیا کیا گذرتا ہوگا یہہ ہی حال میت کا جو دنیا کی لذتوں پر

المغتر بلذائذ الدنيا المطمئن اليها قبل نزول عذاب القبر عند موته واما من احترز عن شهوات الدنيا واشتغل

اطمینان سی بہولا ہوا تہا عذاب قبر سی پہلی موت کی وقت ہوگا اور جو شخص دنیا کی شہوات سی الگ اور طاعات میں معروف رہتا تہا

بالطاعات ولم يكن له انس الا بذكر الله تعالى فيكون حاله كحال من كان محبوسا في مكان ضيق مظلم ففتح له

اور اوسکو سوا یاد الٰہی کی کوئی انس نہ تہا سو اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تنگ تاریک مکان میں قید ہو پہر اوسکی لئی ایک دروازہ کہل جاوی

باب فخرج منه الى بستان واسع لا يرى منتهاه وفيه انواع الاشجار والازهار والطيور والثمار والحياض

اوسمیں سی ایک بڑی وسیع باغ میں چلا جاوی جسکی کچہہ اوڑ نظر نہ آتی ہو اور اوسمیں قسم قسم کی درخت اور پہول اور پرند اور میوی اور حوضین

والانهار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يقبل على نفسه ويقول لها يا نفس اما تعرفين ان بين يديك الجنة والنار

اور نہرین ہون اس صورت مین عاقل کو لازم ہی کہ متوجہ ہو کر نفس سی کہی ای نفس کیا تجہکو خبر نہین کہ تیری آگی بہشت ہی اور دوزخ

وانت ذاهب الى احدهما عن قريب فما لك لا تستعد للموت وهو اقرب اليك من كل قريب فانك وان تراه

اور تو انمین سی کسی ایک مین جلدی جانیوالا ہی پہر تجہکو کیا ہوا کہ موت کا سامان نہین کرتا اور وہ ہر نزدیک شئی سی نزدیک تر ہی اور تو اوسکو گنتا ہی

بعيدا لكن الله تعالى يراه قريبا اذ قال ان الموت الذي تفرون منه فانه ملاقيكم وعساه ان يختطفك

دور سمجہہ پر اللہ کی علم مین بہت پاس ہی کیونکہ فرماتا ہی بیشک موت جس سی تم بہاگتی ہو سو وہ تمسی ملنی ہی اور شاید تجہکو آج آدباوی یا کل

اليوم او غدا فانه اذا جاء يجيء بغتة من غير تقديم رسول اذ ليس لمجيئه سن معين ولا وقت معلوم لا في

سو یہہ جب آئیگی ناگاہ آئیگی پہلی کوئی ایلچی نہ بہیجیگا کیونکہ اوسکی آنی کا نہ کوئی سال مقرر ہی اور نہ کوئی وقت معلوم ہی اور نہ موسم گرمی کا نہ

الصيف ولا في الشتاء ولا في الليل ولا في النهار ولا في الصبي ولا في الشباب بل كل نفس من انفاسك يمكن ان يجيء

جاڑی کا اور نہ رات اور نہ دن اور نہ لڑکپن میں اور نہ جوانی بلکہ ہر وقت تیری اوقات مین سی ممکن ہی کہ ناگاہ

فيه فجاءة ولو لم يجيء الموت فيه فجاءة وهو يفضي الى الموت فما اعجب غفلتك عنه اما تتامل قوله تعالى اقترب للناس

موت آجاوی اور اگر موت ناگاہ نہ آوی تو مرض ناگاہ پیدا ہو جاوی وہ ہی موت تک لیجاوی اسمین تجہکو عجب غفلت ہی کیا تو اس آیت مین غور نہین کرتا نزدیک

حسابهم وهم في غفلة معرضون وما اعجب حالك انك تدعي الايمان بلسانك واثر النفاق ظاهر عليك فان

آلگا ہی لوگون کو حساب کا وقت اور وہ بی خبر ٹلا رہی ہیں اور تیرا عجب حال ہی کہ زبانی تو ایمان کا دعوی کرتا ہی اور نفاق کا نشان تیری حال سی ظاہر ہی کیونکہ تیرا

سيدك ومولاك قد تكفل لك في امر الدنيا حيث قال وما من دابة في الارض الا على الله رزقها وانت تكذبه

سید اور مولی دنیا کی خرچ برچ کا ذمہ دار ہو چکا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور کوئی نہیں پاؤں چلنی والا زمین پر مگر اللہ پر ہی اوسکی روزی اور تو اوسکو

بافعالك وتتكالب عليه تكالب المدهوش المستهتر ووكل امر الآخرة الى سعيك حيث قال وان ليس للانسان الا

اپنی حرکات سی جہٹلاتا ہی اور اوسپر دیوانہ بنا جاتا ہی جیسی مدہوش چہل بلا اور اوسی آخرت کی معاملہ کو تیری سعی پر حوالہ کیا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو وہی

جاسعى وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستحقر وليس هذا من علامات الايمان فلوكان الايمان باللسان
جو کمایا اور تو اسمین ایسی بی پروائی کرتا ہی جیسی مغرور حقارت کرنیوالا اس سی منہہ پہیرتا ہی اور زبانی دعوی ایمان کی علامت نہین ہی پس اگر ایمان کا زبانی دعوی

يكفي فلماذا يكون المنافقون في الدرك الاسفل من النار فما اجرأك على معصية الله تعالى ان كان مع اعتقادك
کفایت کرتا تو منافق لوگ دوزخ کی تہہ مین کیون جاتی پس خدا تعالی کی معصیت پر تیری کیا ہی جرات ہی اگر تو یہہ اعتقاد کرتا ہی

انه تعالى لا يراك فما اعظم كفرك وان كان مع علمك بانه تعالى يراك فما اشنع قباحتك وما اشد حماقتك
کہ الله تعالی تجھکو نہین دیکھتا تو تیرا کتنا بڑا کفر ہی اور اگر تو یہہ جانتا ہی کہ الله تعالی دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہی اور کیسی سخت حماقت ہی

فباي جسارة تتعرض لمقته وغضبه وشديد عقابه واليم عذابه افتظن انك تطيق عذابه وعقابه
پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب شدید اور دردناک عذاب کی سامنی آتا ہی کیا تو یون جانتا ہی کہ اوسکی عذاب اور عقاب کو

هيهات هيهات كانك لا تؤمن بيوم الحساب فان يهوديا لو اخبرك في الذ طعمتك انه يضرك في مرضك
سہیگا افسوس افسوس تو تو گویا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہین لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھی مرغوب سی مرغوب طعام کو کہدی کہ اس مرض مین یہہ تجھکو نقصان

لصبرت عنه وتركته افكان قول الله تعالى في كتبه المنزلة وقول الانبياء المويدين بالمعجزة اقل عندك
دیگا تو البتہ اوس پر صبر کری اور کہانا چہوڑدی پس گویا الله تعالی کا فرمودہ منزل کتابون مین اور انبیا کا ارشاد جنکو معجزہ سی تائید ہوئی ہی تیری نزدیک

تاثيرا من قول يهودي يخبرك عن ظن وتخمين مع نقصان عقل ودين بل لو اخبرك طفل من الاطفال بان
یہودی کی قول سی جو گمان اور اٹکل سی کہتا ہی تاثیر مین کمتر ہی باوجودیکہ نہ اوسکی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر تجھسی ایک بچہ یہہ کہدی کہ

في ثوبك عقربا لرميت ثوبك في الحال من غير توقف ولا سؤال افكان قول الانبياء والعلماء اقل عندك من
تیری کپڑی مین بچھو ہی تو تو ترت بی تامل اپنی کپڑی پہینکدی نہ سوچی نہ پوچہی اب انبیا اور علما کا قول تیری نزدیک بچی کی قول سی کمتر ہی

قول صبي وصار نار جهنم واغلالها وافاعيها وعقاربها احقر عندك من عقرب لا تحس بالمه الا يوما
یا دوزخ کی آگ اور زنجیرین اور سانپ اور بچھو تیری نزدیک ایسی بچھو سی جنکی لہر غایت ایک دن

واقل منه فان كنت تعرف جميع ذلك وتؤمن به فما بالك تشتغل بالشهوات وتسوف العمل والموت لك بالمرصاد
یا کمتر ہوتی ہی نہایت کمتر ہین اب اگر تو یہہ تمام باتین جانتا ہی اور یقین کرتا ہی پہر تجھکو کیا ہوا کہ شہوات مین مشغول رہتا ہی اور نیک عمل مین تاخیر کرتا ہی اور موت تیری

فلعله يختطفك من غير مهل فبماذا امنت من استعجاله فكم من مستقبل يوما لم يستكمله وكم من مومل غدا لم
داؤ مین ہی شاید کہ وہ تجھکو ابہی اچک لی پہر تجھکو اوسکی جلدی سی کیا بچاؤ ہی سو اکثر صبح کرنیوالی دن پورا نہین کرنی پاتی اور اکثر اگلی دن کی امیدوار وہ

يبلغه وعلى تقدير انك وعدت بالامهال مائة سنة واخرت العمل الى اخرها فما ظنك ان من لم يطعم الدابة
دن نہین پکڑسکتی اور یا تو کہ تجھکو سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل مین تاخیر کرتا رہا اب تو کیا کہتا ہی کہ جو شخص اپنی ٹٹو کو کہانا دانہ

الا في حضيض العقبة هل تقدر على قطع العقبة بها وهل المانع عن المبادرة والباعث على التسويف سبب غير
کبہی نہ دیوی سوای دامن کوہ کی کیا وہ اپنی طاقت رکہتا ہی کہ اوس ٹٹو پر پہاڑ پر چڑہ جاوی اور زیت عمل کرنی سی باز رہنی کا اور آج کل کرتی رہنی کا اور کیا سبب ہی سوا اسکی

عجزك عن مخالفة هواك لما في ذلك من التعب والمشقة وهل تجد يوما يأتيك ولا يعسر فيه مخالفة الهوى هذا يوم
کہ تو اپنی خواہش کی خلاف نہین کرسکتا کیونکہ اسمین دشواری اور مشقت ہوتی ہی کیا تجھکو کوئی ایسا دن معلوم ہی جسمین ہوا و ہوس کی مخالفت دشوار نہو گی ایسا دن تو

لم يخلقه الله تعالى ولا يخلقه الا في الجنة والجنة محفوفة بالمكاره والمكاره لا تكون خفيفة على النفوس
الله تعالی نی کوئی نہین پیدا کیا اور نہ پیدا کریگا سوای جنت کی اور جنت کی چارطرف مکارہ ہین اور مکارہ نفس کو کبہی خوش نہین آتی

قط هذا محال وجوده فان كنت لا تفهم هذه الامور الجلية وتركن الى التسويف فاي حماقة تزيد على هذه
یہہ محال ہی ہرگز نہین ہوسکتا پہر اگر تو ایسی ظاہر مقدمات کو نہین سمجہتا اور عمل مین درنگ کی جاتا ہی اب کونسی نادانی اس نادانی سی زیادہ ہوگی ورا گر

الحماقة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امور دنياك اما

تجھکو اللہ کی کرم اور فضل پر بھروسہ ہی تو کیا وجہ ہی کہ دنیا کی کاروبار مین اللہ تعالی کی کرم اور فضل پر بھروسا نہین کرتا بھلا

تستعد للشتاء بقدر طول مدته فتجمع له القوت والحطب والكسوة وغيرها من اللوازم ولا تتكل على فضل الله و

کیا تو جاڑی کی لئی بقدر موسم کی تیاری نہین کرتا کہانا اور ایندھن اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اللہ تعالی کی کرم اور فضل پر بھروسہ

كرمه حتى يدفع عنك برد الشتاء من غير جبة ونحوها فانه قادر على ذلك افتظن ان برد زمهرير جهنم

نہین کرتا تاکہ اللہ تعالی یونہی جاڑی کی سردی بغیر جبہ وغیرہ کی دفع کردی کیونکہ اللہ تعالی کو یہہ بھی قدرت ہی کیا تجھکو یہہ خیال ہی کہ خنکی زمہریر کی جاڑی کی

اخف بردا واقل مدة من برد زمهرير الشتاء ام تظن انك تنجو منهما من غير سعي هيهات هيهات فان برد الشتاء

ٹھر سی ہلکی ہی اور تھوڑی دنوں ہوگی یا تجھکو یہہ خیال ہی کہ اوس سی بی محنت بچ رہیگا کبھی نہین کبھی نہین بیشک جاڑی کی ٹھر

كما لا يندفع عنك الا بالجبة والحطب وسائر اللوازم كذا لا يندفع عنك حر نار جهنم وبرد زمهريرها الا بالتحصن

جیسی بدون جبہ اور ایندھن وغیرہ لوازم کی دفع نہین ہوتی ایسی ہی دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی ٹھر ہرگز نہین جاتی بدون پناہ لینی

بحصن الطاعات والعبادات مع ترك المنكرات وانما كرم الله تعالى وفضله في ان يعرفك طريق التحصين لا في ان يدفع

طاعات اور عبادات کی منکرات کو چھوڑ کر اور اللہ تعالی کا کرم اور فضل یہہ ہی کہ تجھکو طریقہ پناہ کا بتادیا یہہ نہین ہی کہ اوسکی تکلیف

عنك العذاب بدون التحصن فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عنك ان يخلق لك النار و

بدون پناہ کی دور کردی بیشک اللہ تعالی کا کرم اور فضل جاڑا دفع کرنی کی باب مین یہہ ہی کہ تیری لئی آگ پیدا کردی اور

يهديك طريق استخراجه من بين الحجر والحديد حتى تدفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شرى الجبة والحطب

اوسکو چقماق سی نکالنی کا طریقہ ہدایت کردیا کہ اپنی جان سی خنکی جاڑی کی دفع کری پر جیسی جبہ اور ایندھن

وسائر اللوازم مما يستغني عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك كذلك

اور اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولی کو کچھ پرواہ اور نیاز مندی نہین ہی صرف تو ہی اپنی جان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اسمین تیرا آرام ہی ایسی ہی

طاعتك ومجاهدتك مما يستغني عنها خالقك ومولاك وانما هي طريق نجاتك من عذاب اليم ووصولك

تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولی کو پروا نہین ہی عذاب الیم سی نجات کا یہہ ہی طریقہ ہی اور عیش دائمی کا وسیلہ

الى النعيم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليها والله غني عن العلمين ولعلك تقول لا يمنعني

جسنی بھلائی کی سو اپنی جان کی لئی اور جسنی برا کیا سو اپنی نقصان کو اور اللہ بی پرواہی عالمین سی اور شاید تو کہنی لگی مجھکو راہ راست سی

عن الاستقامة الا حرصي على لذة الشهوات وقلة صبري على الالام والمشقات فان كنت صادقا في ذلك

بجز حرص مزہ داری شہوات کی اور سوای بی صبری الم اور مشقت کی اور کوئی نہین روکتا اب اگر تو اسمین سچا ہی تو تیری کتنی بڑی

فما اشد حمقك وما اقبح عذرك فان شهوات الدنيا فانية سريعة الزوال غير خالية عن الكدرات في

نادانی ہی اور کیسا برا عذر ہی کیونکہ دنیا کی شہوت تو فانی ہی ابہی ہو چکین گی اور کبھی کسی وقت مین کدورت سی خالی نہین ہین

حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول في الجنة للتنعم فيها بالشهوات الباقية الدائمة الصافية عن

اب تیرا کیا عجب حال ہی کہ جنت مین جانا طلب نہین کرتا تاکہ اوسمین عیش کیا کری شہوات باقیہ دائمی ہر طرح کی کدورت سی ہمیشہ کو صاف

الكدرات في جميع الاحوال فان الاخرة خير وابقى فاستعد للاخرة على قدر بقائك فيها فان بضاعتك

کیونکہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی اب تو آخرت کا سامان جبتک کا کہ تو وہان رہی تیار کر بیشک تیرا سرمایہ

ايام عمرك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فان اتجرت فيما بقي ربحت وان ضيعت الباقية

زندگی کی گھڑیان ہین سو تو اکثر کہو چکا ہی اوسمین سی چند روز باقی رہ گئی ہین پہر اوس بقیہ مین اگر تجارت کریگا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو بہی کہو دیا

واستمررت علی عادتک القدیم خسرت خسراناً مبیناً فانتبہ یا مسکین من نوم الغفلۃ فان الموت موعدک
اور اپنی قدیم عادت پر چلتا رہا تو خوب ظاہر ٹوٹا ہوویگا پس ای مسکین غفلت کی نیند سی آنکہیں کہول بیشک موت تیرا وعدہ ہی

والقبر بیتک والتراب فراشک والفزع الاکبر امامک وعسکر الموتی فی خارج البلد ینتظر ونک وکلہم
اور گور تیرا گہر ہی اور مٹی تیرا بچھونا ہی اور بڑا خوف تیری سامنی ہی اور مردون کا لشکر شہر سی باہر تیرا منتظر ہی وہ سب

آلوا بالایمان المغلظۃ ان لا یرجعوا من مکانہم حتی یاخذوک ویضموک الی انفسہم اما تعلم انہم یتمنون
سخت سخت قسمیں کہا ئی ہوئی ہین کہ تجھکو بغیر اپنی جگہہ سی نہ ٹلینگی اور تجھکو اپنی ساتھہ ملا وینگی کیا تجھی خبر نہیں کہ وہ ایک دن کیواسطی دنیا مین آنیکی آرزو کرتی ہین

الرجعۃ الی الدنیا یوما لیشتغلوا فیہ بتدارک ما فرط منہم وانت تضیع ایامک وتظن انہم دعوا الی الآخرۃ
تاکہ اپنی تعدی کا عوض ملا تاین اور تو اپنی اوقات ضایع کرتا ہی تو یہہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت مین بلائی گئی ہین

وانت من الخالدین ہیہات ہیہات فانک فی ہدم عمرک منذ خرجت من بطن امک تبنی علی ظہر الارض
اور تو ہمیشہ یہان رہیگا کبہی نہین کبہی نہین کیونکہ تو اپنی عمر جب سی ماکی پیٹ سی پیدا ہوا ہی برباد کئی جاتا ہی زمین پر محل چنوا تا ہی

قصرک وعن قریب یکون بطنہا قبرک تفرح کل یوم بزیادۃ مالک ولا تحزن بنقصان عمرک تعرض عن الآخرۃ
اور عنقریب زمین کا گڑہا تیری قبر ہونیکو ہی ہر روز مال بڑہنی سی خوش ہوتا ہی اور عمر گہٹنی کا تجھکو کچھہ غم نہیں ہی آخرت سی منہہ پہیرتا ہی

وہی مقبلۃ علیک وتقبل علی الدنیا وہی معرضۃ عنک فما اعجب حالک انک مع کونک مرتکباً لانواع
اور وہ سامنی چلی آتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہو رہا ہی اور وہ تجھسی الگ ہوتی جاتی ہی تیرا ہی عجیب حال ہی باوجودیکہ سب قسم کی گناہ کئی جاتا ہی

الخطایا لا تجتہد فی عمارۃ آخرتک بل تشتغل بعمارۃ دنیاک کانک غیر مرتحل عنہا فاحذر یا مسکین
آخرت کی درستی مین ذرہ کوشش نہیں ہی بلکہ دنیا کی درستی مین ایسا لگا ہوا ہی گویا کبہی نہین مریگا سو ڈر اپنی جان پر ای مسکین

یوما الی اللہ تعالی علی نفسہ ان لا یترک فیہ عبداً امرہ فی الدنیا ونہاہ فیہا حتی یسئلہ عن عملہ قلیلہ و
اوس دنسی کہ جاویگا تو خدا کی طرف کہ وہ اوس دن مین کسی آدم مکلف کو باقی نچھوڑیگا یہان تک کہ اوسکی تمام اعمال کی پرسش کریگا تھوڑا ہو

کثیرہ دقیقہ وجلیلہ خفیہ وجلیہ فانظر ایہا الغافل بای قلب تقف بین یدیہ وبای لسان تجیب
یا بہت ادنی ہو یا اعلی پوشیدہ ہو یا ظاہر سو دیکھہ تو او غافل کیا منہہ لیکر سامنی کہڑا ہوگا اور کس زبان سی اوسکی سوال کا

عن سوالہ واعدّ للسوال جواباً وللجواب صواباً واصرف بقیۃ عمرک الی العمل الصالح فی ایام قصار لایام
جواب دیگا سوال کا جواب تیار کر رکہہ جواب باصواب اور بچتی عمر چہوٹی چہوٹی دنون مین بڑی بڑی دنون کی

طوال فی دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسی لا تطاوعنی علی المجاہدۃ والمواظبۃ علی الطاعات فما سبیل
واسطی دار فنا مین دار بقا کی واسطی اچھی نیک کام مین صرف کر اگر تو یہہ کہی کہ میرا نفس مجاہدہ کو اور دائمی طاعات کو نہین مانتا پہر اسکا

معالجتہا فاعلم ان انفع اسباب علاجہا علی ما ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء ان تختار صحبۃ عبد یجاہد
کیا علاج تو سمجہہ لی کہ اسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کی احیاء العلوم مین یہہ ہی کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الٰہی مین مجاہدہ

فی طاعۃ اللہ تعالی وتلاحظ احوالہ وتقتدی بہ لکن ہذا العلاج متعذر فی ہذا الزمان لفقد من یجتہد
کرتا ہو اور اوسکی حالات کو ملاحظہ کر کر اوسکی پیروی کری پر یہہ علاج اس زمانہ مین دشوار ہی کیونکہ ایسا شخص

فی العبادۃ اجتہاد الاولین فلا علاج انفع لک فی ہذا الزمان من سماع احوالہم ومطالعۃ اخبارہم وما کانوا
جو متقدمین کی وضع پر عبادت مین مجاہدہ کرتا ہو نہین ملتا سو اب تیری لئی مفید علاج اس زمانہ مین اونکی حالات سننی کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی برابر کوئی نہین ہی

فیہ من الجہد الجہید وقد انقضی تعبہم وبقی ثوابہم ونعیمہم لا ینقطع ابد الآباد وما اشد حسرۃ من لا یقتدی
کہ وہ کیا کیا دشوار مجاہدہ کرتی تہی اور بیشک اونکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور عیش باقی رہگیا جو کبہی تمام نہوگا اور کتنی بڑی حسرت اوٹہاویگا جو اونکی پیروی نہین کرتا

هم فيمنع نفسه اياما قلائل شهوات مكدرة ثم ياتيه الموت ويحال بينه وبين ما يشتهيه فعليك ان تطالع

اپنی نفس کو چند روز مکدر شہوات سی باز رکہی پہر اوسکو موت شہوات سی روک دیگی سو تجہکو صحابہ

احوال الصحابة والتابعين ومن بعدهم من المجاهدين وبالوقوف على احوالهم يستبين لك بعدك وبعد

اور تابعین اور اونکی بعد کی مجاہدین کی احوال کا مطالعہ ضرور رہی اور انکا حال دیکہکر تجہہ پر یہہ کہل جاویگا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

اهل عصرك عن اهل الدين فان حدثتك نفسك وقالت انما يتيسر الخير في ذلك الزمان لكثرة الاعوان

دینداروں سی کتنا الگ ہین پہر تیرا نفس اگر وسوسہ سی یہہ کہی کہ خیر اور عبادت اوسہی زمانہ مین ہوسکتی تہی کیونکہ اسباب بہت تہا

واما في هذا الزمان فان خالفت اهل عصرك يسخرون بك ويقولون انه مجنون فوافقهم فيما هم فيه فلا

اور رہا یہہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کریگا تو وہ مسخرہ بناکر باؤلا کہدینگی سو اونکی موافق جو وہ کرتی ہین کئی جا

يجري عليك الا ما يجري عليهم والبلية اذا عمت طابت فاياك ان تتدلى بحبل غرورها وتنخدع

جو اونکا حال سو تیرا حال مرگ با نبوہ جشن ہوتا ہی سو تو بچتی رہنا مبادا اسکی حیلہ اور فریب اور مکر اور زد مین آجاوی

بتدويرها وقل لها أرأيت لو هجم سيل يغرق كل من صادفه وثبت اهل البلد على مكانهم ولم ياخذوا حذرهم

تو اوسکو یہہ جواب دی کہ اگر پانی کی ایسی رو چڑہ آوی کہ جو سامنی آوی سو ڈبو لی اور ایک گانو والی اپنی جگہہ پر ٹہری رہین اور اپنا بچاؤ نکرین

وانت تقدر على ان تفارقهم وتركب سفينة وتتخلص بها من الغرق فهل يختلج في قلبك ان المصيبة

اور تجہکو اتنی قدرت ہووی کہ اونسی الگ ہوکر کشتی پر سوار ہوکر ڈوبنی سی بچ جاوی اب بہی تیری دل مین یہہ خدشہ آویگا کہ مرگ با نبوہ جشن ہوتا ہی

اذا عمت طابت ام تترك موافقتهم وتستجهلهم في صنيعهم وتاخذ حذرك مما دهاك فاذا كنت لا تترك موافقتهم خوفا

یا اونکا ساتہہ چہوڑکر اس حرکت سی اونکو نادان بتاویگا اور اوس رو سی اپنا بچاؤ کرلیگا پہر اگر تو ڈوبنی کا مارا اونکا ساتہہ چہوڑتا ہی

من الغرق وعذاب الغرق لا يتمادى الا ساعة من ليل او نهار فكيف لا تهرب من عذاب الابد وانت متعرض له في كل

اور حال یہہ ہی کہ ڈوبنی کی تکلیف رات یا دن مین بجز ایک ساعت کی زیادہ نہین ہوتی پہر دائمی عذاب سی کیون نہین بچتا اور تو ہر وقت اوسکی سامنی چلا آتا ہی

حال ومن اين تطيب المصيبة اذا عمت فان الكفار لم يهلكوا الا بموافقة اهل زمانهم حيث قالوا

اور مرگ با نبوہ کیسی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اہل زمانہ کی موافقت ہی سی ہلاک ہوئی ہین کیونکہ یہی کہتی تہی

انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون فاياك ثم اياك ان تنظر الى اهل عصرك ومن مضى

ہمنی اپنی باپ دادی ایک راہ پر پائی اور ہم اونہین کی قدمون پر چلتی ہین سو بچنا پہر بچنا اہل زمانہ پر اور جو پہلی گذر گئی ہین نگاہ نکرنا

قبلك فانك ان تطع اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله نسال الله ان يعصمنا من الضلال

بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندون کی اطاعت کریگا تو اللہ کی راہ سی بہکا دینگی خدا سی دعا ہی کہ ہمکو گمراہی سی بچاوی

المجلس الخامس والستون في بيان حث الامة على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها

پینسٹہوین مجلس امت کو توبہ پر رغبت دلانی مین اور واجب ہونا توبہ کا فی الفور اور توبہ کی تحقیق۔

بالمعاني الثلثة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس توبوا الى الله فاني اتوب اليه

باعتبار تینون معانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ای لوگو اللہ کیطرف توبہ کرو کیونکہ مین طرف اللہ کی

في اليوم مائة مرة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه الاغر المزني وفيه حث الامة على التوبة لانه عليه السلام

ہر روز سو بار توبہ کرتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی اغر مزنی کی روایت سی اور اسمین امت کو توبہ پر ترغیب ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام

اذا كان يتوب في اليوم مائة مرة مع عظم شانه وكونه معصوما فكيف لا يشتغل بالتوبة ليلا ونهارا

ہر روز سو بار توبہ کرتی تہی باوجود اس شوکت کی معصوم ہوکر پہر کیون نکر رات دن توبہ نکرتا رہی

من

من يدنس جريدة اعماله بالذنب مرة بعد اخرى لكن ينبغي ان يعلم ان التوبة لا يتحقق الا بثلثة امور

جسکا نامۂ اعمال پی درپی گناہوں سے سیاہ ہوتا رہتا ہے لیکن سمجھنے کی بات ہے کہ توبہ بدون ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہو سکتی ہے

مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلك لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب

علم اور حال اور عمل اول مرتبہ علم ہے دوسرا مرتبہ حال ہے تیسرا مرتبہ عمل ہے اور یہہ اسلئے کہ آدمی جب یہہ معلوم کرتا ہے کہ گناہ سے بڑا

وكونها حجابا بينه وبين محبوبه في الاخرة يحصل من هذه المعرفة في قلبه تألم ويسمى تالمه هذا ندما

نقصان ہوتا ہے اور گناہ آخرت میں میرے اور محبوب کے بیچمیں مثال پردہ کے ہوجاویگا تو اس معرفت سے اوسکے دلمیں الم پیدا ہوتا ہے اور اس الم کو ندامت کہتے ہیں

فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم على القلب يحصل منه فيه قصد الى فعل له

پس یہہ معرفت تو علم ہے اور یہہ ندامت حال ہے کہ اس معرفت سے پیدا ہوتا ہے پہر یہہ ندامت جب دلپر غالب ہوجاتی ہے تو دلمیں ایسے کام کا ارادہ آتا ہے

تعلق بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فبترك الذنوب واما تعلقه بالاستقبال فبالعزم

جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ سے لگاؤ ہوتا ہے پہر زمانہ حال سے یہہ علاقہ ہوتا ہے کہ گناہ سے باز رہتا ہے اور استقبال سے یہہ علاقہ ہے کہ عزم کرتا ہے

على تركها الى اخر العمر واما تعلقه بالماضي فبتدارك مافات بالجبر والقضاء ان كان قابلا للجبر والقضاء

کہ عمر بہر پہر گناہ نکرونگا اور زمانہ ماضی سے یہہ علاقہ ہے کہ جو بات فوت ہوگئی ہے اوسکا عوض اور قضا کرے اگر قابل عوض اور قضا کی ہو

وهذا الفعل عمل حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الايمان واليقين بان الذنوب سموم

اوسکا یہہ فعل عمل ہے جو ندامت سے حاصل ہوا اور وہ ندامت علم سے پیدا ہوا اور یہاں علم سے مراد ایمان اور یقین ہے کہ گناہ آخرت میں زہر قاتل ہوتی ہیں

مهلكة في الاخرة ونور هذا الايمان اذا اشرق على القلب يثمر نار الندم لانه يبصر باشراق نور الايمان عليه انه

اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہے تو ندامت کی آگ بہڑک اوٹہتی ہے کیونکہ ایمان کی نور سے جو اوسپر چمکتا ہے ظاہر دیکہتا ہے کہ اپنی محبوب سے الگ رہ گیا

صار محجوبا عن محبوبه فيشتعل نار المحبة فيه فينبعث بتلك النار ارادة وقصد الى الفعل المتعلق بما ذكر

اب محبت کی حرارت شعلہ زن ہوتی ہے اوس حرارت کی زور سے اس فعل کا ارادہ پیدا ہوتا ہے جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی سے

من الحال والاستقبال والماضي فالعلم والندم والقصد الى الفعل المذكور ثلثة معان يطلق اسم التوبة على مجموعها

متعلق ہے سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہہ تین امور ہیں اس مجموعہ کو توبہ کہتے ہیں

فاذا تحققت هذه المعاني الثلثة يتحقق التوبة وكثيرا ما يطلق اسم التوبة على الندم وحده ويجعل العلم كالمقدمة

جب یہہ تینوں امر موجود ہوتی ہیں تو توبہ بیشک ہوتی ہے اور اکثر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہدیتے ہیں اور علم کو اوسکا مقدمہ ٹہراتے ہیں

والفعل المذكور كالثمرة وبهذا الاعتبار قال النبي عليه السلام الندم توبة اذ لا يخلو الندم عن علم يوجبه ويثمره

اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتے ہیں اور اسی اعتبار سے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے ندامت ہی توبہ ہے اسلئے کہ ندامت بدون علم کے کہ باعث اور موجد ہے اور

وعن عزم يتبعه ويتلوه فيكون الندم محفوفا بطرفيه احدهما ثمرته والاخر مثمره ثم ان التوبة واجبة على جميع

بغیر عزم کے کہ اوسکے پیچھے لازم ہوتا ہے نہیں ہوتی سو اب ندامت دونو طرف سے گھری ہوتی ہے ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور موجد ہوتا ہے پہر بیشک توبہ تمام

المؤمنين على الفور اما وجوبها على الجميع فلقوله تعالى وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون ولقوله تعالى يا ايها الذين

مسلمانوں پر فی الفور واجب ہے وجوب تو سبکی اوپر اس آیت سے ثابت ہے اور توبہ کرو اللہ کی طرف سب ملکر اے ایمان والو اور اس آیت سے اے ایمان والو

امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا وظاهر هاتين الايتين يدل على ان التوبة واجبة على كل احد من المؤمنين

توبہ کرو اللہ کی آگے صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونوں آیتوں کی یہہ ہی دلالت کرتی ہیں کہ توبہ ہر ہر شخص مؤمن پر واجب ہے

لورود الامر فيهما على العموم ونور البصيرة ايضا يرشد الى ذلك لان معنى التوبة الرجوع عما لا يرضاه الله تعالى

کیونکہ امر ان دونو آیتوں میں سبکو عام ہے اور دل کی روشنی بہی یہہ ہی گواہی دیتی ہے اسواسطے کہ توبہ کی معنی اللہ تعالی کی نارضامندی سے

الی ما یرضاه وذلك لا یتصور الا من العاقل والعقل لا یکمل الا بعد کمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذمومة
رضامندی کی طرف رجوع کرنا اور یہہ امر صرف عاقل ہی سی ہوسکتا ہی اور عقل کامل نہین ہوتی بدون کامل ہونی قوی شہوانی اور غضبی اور تمام اوصاف بد کی

التی هی وسائل الشیطان الی اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشیطان والعقل من جنود الملئكة ولیس
جو جو واسطی بہکانی انسان کی شیطان کی وسیلی ہین کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہی اور عقل فرشتون کا لشکر ہی اور الیسا

فی الوجود انسان الا وشهوته التی هی عدة الشیطان متقدمة علی عقله الذی هو عدة الملئكة فیکون الرجوع
انسان کوئی نہین ہی جسکی شہوت جو شیطانی سامان ہی عقل پر کہ فرشتون کا سامان ہی مقدم نہو سو اب امور سابقہ سی جو شہوات کی

عما سبق من مساعدة الشهوات ضروریا فی کل انسان بعد البلوغ لان من بلغ کافرا جاهلا لدین الاسلام یجب
مددگاری مین بازرہنا ہر ہر انسان کو بلاغت کی دنونمین ضرور ہی اسلئی کہ جو شخص حالت کفر مین اسلام سی ناواقف بالغ ہوگیا تو اوسپر

علیه التوبة عن کفره وجهله بتعلم ما یحصل به الاسلام ومن بلغ مسلما تبعا لابویه غافلا عن حقیقة الاسلام
توبہ اپنی کفر اور جہالت سی واجب ہی کہ وہ باتین سیکہی جن سی اسلام حاصل ہووی اور جو شخص ماباپ کی ساتہہ حالت اسلام مین بالغ ہوا بیخبر اسلام کی حقیقت سی

یجب علیه التوبة عن غفلته بفهم معنی الاسلام اذ بعد البلوغ لا یفیده اسلام ابویه شیئا ما لم یسلم بنفسه
تو اوسپر توبہ اس غفلت سی واجب ہی کہ اسلام کی معنی خوب سمجہی اسلئی کہ بالغ ہوکر ماباپ کا اسلام اسکی حق مین کچہہ مفید نہین ہی جبتک خود مسلمان نہووی

فاذا فهم معنی الاسلام بعد البلوغ یجب علیه الرجوع عن عادته والفه بالاسترسال فی الشهوات والعادات وهو اشق
پہر جب بالغ ہوکر معنی اسلام کی سمجہہ چکا تو اوسپر باز آنا اپنی عادات اور الفت سی کہ شہوت وغیرہ عادات مین لی بہار ہو رہا ہی واجب ہی اور اس قسم کی توبہ

ابواب التوبة وفیه هلك اکثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تکمل فی الصبی قبل البلوغ وکمال العقل فیکون
سب قسمون کی نسبت دشوار ہی اوسمین اکثر خلقت عاجز ہوکر ہلاک ہوگئی ہی اسلئی کہ شہوت لڑکپن مین بلاغت اور کمال عقل سی پہلی مستحکم ہوجاتی ہی سو

جند الشیطان فی الابتداء مستولیا علی مملكة القلب ویقع للقلب انس والف بمقتضیات الشهوات والعادات
شیطانی لشکر پہلی ہی دلکی ولایت کو مغلوب کرلیتا ہی اور دل کی اندر شہوات اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہوکر غالب آجاتی ہی

ویغلب فیه ذلك ویعسر علیه النزوع عنه ثم یلوح العقل الذی هو من حزب الله تعالی وجنده فان کان کاملا
اور اوس حالت سی اوسکو نکلنا دشوار ہوتا ہی پہر عقل کہ الله تعالی کا جتہا اور لشکر ہی ظاہر ہوتی ہی پہر اگر وہ کامل

قویا ینتهض لانقاذ عباد الله تعالی من یدی اعدائه شیئا فشیئا علی التدریج فیکون اول شغله قمع جنود
اور قوی ہی تو واسطی چہوڑانی عباد الہی کی دشمنون کی ہاتہوسی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہی پہر شیطانی لشکر کا اوکہاڑنا شہوتون کو توڑکر

الشیطان بکسر الشهوات ومفارقة العادات ورد الطبع علی سبیل القهر الی العبادات ولا معنی للتوبة الا هذا وان لم یکن
اور عادات کو چہوڑانا اور طبیعت کو بزور ہٹاکر عبادات پر لگانا اوسکا اول شغل ہی اور توبہ کی معنی سوا اسکی اور کچہہ نہین ہین اور اگر وہ عقل کامل

کاملا قویا تسلم مملكة القلب للشیطان وینجز اللعین وعده حیث قال لئن اخرتن الی یوم القیمة لاحتنكن ذریته
اور قوی نہووی تو دلکی مملکت شیطان کی حوالہ کردیتی ہی اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہی جنانچہ کہتا ہی اگر تو مجکو ڈہیل دی قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈاہنٹی دونگا

الا قلیلا والمعنی انك ان اخرتنی حیا الی یوم القیمة لاقودنهم حیث ماشئت
مگر تہوڑی سی اور مراد یہہ ہی کہ اگر تو مجکو جیتا چہوڑیگا قیامت تک تو بیشک اونکو جدہر چاہونگا کہینچ لیجاؤنگا

ولاستولین علیهم استیلاء قویا الا قلیلا منهم وهم المخلصون من عباد الله الصالحین
اور بیشک اونپر غالب رہونگا مگر اونمین سی بعضون بر گزیدہ مخلص بندی اﷲ کی اور صلحا اوتبہ

وهذا کقول اللعین لازینن لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین واعلم ان اللعین حصول ذلك المطلب له مع انه لا
اور یہہ چنانچہ وہ ملعون کہتا ہی البتہ مین اونکو بناوٹ دکہاؤنگا زمین مین اور راہ سی کہودونگا ان سبکو ورد یہہ لعین حصول اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہین ہی

يعلم الغيب استدلالا بما راى فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا اذ في نفس الانسان قوة بهيمية

اس دلیل سے سمجھ گیا کہ اوسنے دیکھا کہ آدمیوں کی اندر بدی کی اسباب تو بہت ہیں اور بھلائی کا سبب ایک ہی ہی کیونکہ انسان کی ذات میں قوت بہیمیہ

شهوانية وقوة سبعية غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية

شہوانی اور قوت سبعی غضبی اور قوت وہمیہ شیطانی ہی اور تینوں قوتیں ابتداء پیدائش سے اسپر غالب پہلی آئی ہیں شر کی طرف

له الى الشر وبعد هذه الثلثة فيه قوة عقلية ملكية وهي وان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء

متوجہ رکہتی ہیں اور ان تین قوتوں کی بعد اومیں قوت عقلی ملکی ہوتی ہی اور یہہ اگرچہ آدمیکو خیر کی طرف بلاتی ہی پر یہہ قوت جب کامل ہوتی ہی کہ

الثلثة الاول على القلب فلما راى اللعين فيه ذلك علم ان ما يريده يمكن حصوله فعلى هذا يكون التوبة فرض عين

وہ پہلی تینوں قوتیں دل پر غالب ہوجاویں جب شیطان ملعون نی انسان میں یہہ قوتیں دیکہیں تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہوسکتا ہی اب اس بیان کی موافق ہر ہر شخص پر توبہ

على كل شخص ولا يتصور ان يستغنى عنها احد من افراد البشر واما وجوبها على الفور فلما في تاخيرها من الاصرار

فرض عین ہی اور معلوم نہیں ہوتا کہ افراد انسان میں سے کوئی بھی اسکا حاجتمند نہو اور رہا توبہ کا ترت فی الحال واجب ہونا سو اسلیے کہ تاخیر کرنی میں اصرار

المحرم الذي يتضاعف الذنوب به اذ يلزم بتاخيرها لحظة ذنب اخر واجب التوبة حتى قالوا يلزم بتاخير التوبة

حرام لازم آتا ہی یعنی ہٹ کرنا کہ جس سے گناہ در گناہ بڑہتی چلی جاتی ہیں کیونکہ توبہ سے ایکدم بہر تاخیر کرنی میں ایک اور گناہ واجب التوبہ پیدا ہوجاتا ہی

عن كبيرة زمانا واحدا كبيرتان الاولى وترك التوبة عنها وزمانين اربع كبائر الاوليان وترك التوبة عن كل منهما

اتنا کہتی ہیں کہ گناہ کبیرہ کی توبہ سے ایک دم بہر تاخیر کرنیمیں دو کبیرہ ہوجاتی ہیں ایک وہ ہی پہلا اور اوس سے توبہ نکرنی اور دو دم میں چار کبیرہ ہوجاتی ہیں دو وہ پہلی اور دونوں سے توبہ نکرنی

وثلثة ازمنة ثماني كبائر واربعة ازمنة ستة عشر كبيرة وخمسة ازمنة اثنان وثلثون كبيرة وهكذا

اور تین دم میں آٹھ کبیرہ ہوتی ہیں اور چار دم میں سولہ کبیرہ ہوتی ہیں اور پانچ دم میں بتیس کبیرہ ہوتی ہیں اسطرح گناہ بڑہتی جاوینگی

يتضاعف الذنوب بما زاد التاخير وقد ذكر فيما سبق ان العلم بكون الذنوب سموما مهلكة من نفس الايمان فاذا ثبت

جسقدر تاخیر ہوتی جاویگی اور اوپر مذکور ہوچکا ہی کہ گناہ کو زہر قاتل سمجھنا عین ایمان ہی جب یہہ ثابت ہوا

ان هذا العلم من نفس الايمان يلزم ان يكون الايمان باعثا على ترك الذنوب فمن لم يتركها فهو فاقد لهذا الجزء من الايمان

کہ یہہ علم عین ایمان ہی تو لازم آتا ہی کہ ایمان واسطی ترک ذنوب کی باعث ہوا کری پہر جو شخص گناہ کو ترک نہیں کرتا تو اوسمیں ایمان کا یہہ جزء نہیں ہی

ولهذا قال النبي عليه السلام لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن فانه عليه السلام ما اراد به نفي الايمان الذي هو العلم

اور اسیلئے نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ زانی زنا نہیں کرتا کہ زنا کرتا ہو اور وہ مسلمان ہی ہو بیشک نبی علیہ السلام کی یہہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان جو خدا کا پہچاننا

بالله وملئكته وكتبه ورسله فان ذلك الايمان لا ينافيه الزنى وسائر الذنوب بل اراد به نفي الايمان الذي هو العلم

اور اوسکی فرشتوں کا اور کتابوں اور انبیا کا ہی جاتا رہا کیونکہ زنا اس ایمان کا منافی نہیں ہی اور نہ اور تمام گناہ بلکہ اس سے یہہ مراد ہی کہ وہ ایمان جسمیں یہہ سمجھنا تہا

بكون الزنى مبعدا من الله تعالى وموجبا للمقتة فعلى هذا لا يكون المصر على المعاصي كاملا في ايمانه بل يكون ناقصا فيه

کہ زنا خدا سے دور کردیتا ہی اور ہلاک کرڈالتا ہی باقی نہیں رہتا اس بیان کی موافق جو شخص معاصی پر جما ہوا ہی ایمان کامل نہیں رکہتا ملکہ ایمان کی باب میں ناقص ہوتا ہی

وذلك لان ترك الذنوب لا يتصور الا بالصبر والصبر لا يتيسر الا بالخوف والخوف لا يتحقق الا بالعلم بعظم ضرر الذنوب

اسلیئے کہ ترک ذنوب بدون صبر کی خیال میں نہیں آتا اور صبر بدون خوف کی میسر نہیں ہوتا اور خوف پیدا نہیں ہوتا جبتک گناہوں کا بڑا ہی ضرر یقین نکری

والعلم بعظم ضرر الذنوب لا يحصل الا بتصديق الله تعالى ورسوله فمن لم يترك الذنوب واصر عليها [illegible]

اور گناہوں کی ضرر کا یقین بدون تصدیق خدا اور رسول کی نہیں ہوتا پہر جو شخص گناہوں سے باز نآوی گناہوں پر جما ہی رہی تو [illegible] خدا اور رسول [illegible]

الله تعالى ورسوله فيخاف عليه امر عظيم عند الموت اذ ربما يكون موته على الاصرار سببا لزوال [illegible]

نہیں کی تو اوسپر مرتی دم بڑا ہی خوف ہی اسلیئے کہ ہوسکتا ہی کہ اوسکی موت اسی پیچ پر ایمان کو ڈگاوی [illegible]

الخاتمة ویبقی فی جهنم ابد الاباد وان لم یختم له بسوء الخاتمة بل مات علی الایمان یکون فی مشیئة الله تعالی ان
خاتمہ بد پر ہووی اور ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہی اور اگر انجام خاتمہ بد پر نہوا بلکہ ایمان پر مرا تو اب تابع مرضی الٰہی کا ہی چاہی اوسکو دوزخ میں ڈالکر

شاء یدخله جهنم ویعذبه فیها بقدر ذنوبه ثم یخرجه منها ویدخله الجنة ولو بعد حین وان شاء یعفو عنه
بمقدار معاصی کی عذاب دیکر پہر دوزخ میں سی نکال کر جنت میں داخل کری اگرچہ بعد عرصہ کی ہو اور چاہی اوسکو معاف کری

ویدخله الجنة بلا عذاب اذ لا یستحیل ان یشمله عموم العفو بسبب خفی حتی لا یطلع علیه احد غیر الله تعالی
اور بلا عذاب جنت میں داخل کر دی اسلئی کہ کیا محال ہی کہ اوسکی عنایت عام اوسپر بہی ہو جاوی کسی پوشیدہ سبب سی جسکو بجز الله تعالی کی کوئی نہ جانتا ہو

کما لا یستحیل ان یدخل احد خربا لطلب کنز فاتفق ان یجده لکن من خرب بیته وضیع ماله وترك نفسه وعیاله
جیسی ممکن ہی کہ کوئی اجاڑ کی اندر خزانہ کی تلاش میں جاوی پہر اتفاقا خزانہ پا لیوی لیکن جسنی اپنا گہر خراب کر دیا اور مال تلف کر کر اپنی جان کو اور اولاد کو

جیاعا یزعم انه ینتظر من فضل الله تعالی ان یرزقه کنزا تحت الارض فی بیته فانه کما یعد من الحمقی المغرورین وان
بہوکا مارا کہی کہ میں الله کی اس فضل کا منتظر ہوں کہ میری گہر کی اندر زمین میں سی خزانہ عنایت کری سو یہہ شخص جیسی احمق بیوقوف سمجہا جاویگا اگرچہ اوسکی خواہش

کان ما ینتظره غیر مستحیل فی قدرة الله تعالی وفضله کذلك من ینتظر المغفرة من فضل الله تعالی مع کونه مصرا
بلحاظ قدرت اور فضل الٰہی کی کچہہ محال نہیں ہی ہو سکتی ہی ایسی ہی جو شخص بخشش کا امیدوار ہی الله تعالی کی فضل سی باوجودیکہ

علی الذنوب غیر سالك طریق المغفرة یعد من المعتوهین فبعض من هؤلاء الحمقی المغرورین یروج حماقته بکلام حسن
گناہوں پر جم رہا ہی اور بخشش کی راہ نہیں چلتا بیوقوف کہلاویگا پہر بعضی انہیں سی احمق بہولی اپنی حماقت کی ساتہہ اس خوبی سی کلام کرتی ہیں

ویقول ان الله کریم لا تضیق جنته عن مثلی ولا تضره معصیتی ثم تری ذلك الاحمق یرکب البحار ویختار مشاق الاسفار
الله تعالی بیشک کریم ہی اوسکی جنت مجہہ سوال سی تنگ نہیں ہو جاویگی اور میری معصیت سی اوسکا کیا ضرر ہی پہر تم اوس احمق کو دیکہتی ہو کہ دریا کا سفر کرتا ہی اور

فی طلب الدرهم والدینار واذا قیل له ان الله تعالی کریم وخزائن دراهمه ودنانیره لا یقصر عن مثلك ولا یضره کسلك
واسطی طلب روپیہ اشرفی کی سفر کی مشقت کہینچتا ہی اور اگر یہہ کہی کہ الله تعالی بیشک کریم ہی اور اوسکی خزانی میں روپیہ اشرفی کی تجہہ سوال کی لئی کچہہ کمی نہیں ہی اور تجارت میں تیری

بترك التجارة فاجلس فی بیتك عساه ان یرزقك من حیث لا تحتسب فانه یستحمق من یقول هکذا ویستهزء
سستی سی اوسکا کیا نقصان سو تو اپنی گہر بیٹہہ ابہی تجہکو روزی دیویگا جہانسی تیرا گمان نہو اب اس تقریر والی کو احمق بتاتا ہی اور چہل کی راہ سی کہتا ہی

به ویقول ما هذا الهوس فان السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة وانما یحصل ذلك بالکسب هکذا جرت عادة
یہہ کیا واہیات ہی آسمان سی اشرفی روپیہ کبہی نہیں برستا یہہ تو بدون محنت کسی کو حاصل نہیں ہوتا اسیطرح الله کی عادت

الله تعالی وسنته ولا تبدیل لسنة الله ولا یعلم هذا الاحمق ان رب الدنیا والاخرة واحد ولا تبدیل
اور قاعدہ جاری ہی الله کی ہاں قاعدی نہیں بدلتی اب یہہ احمق نہیں سمجہتا کہ پروردگار دین دنیا کا تو ایک ہی سو اوسکی قاعدی دونو

لسنته فیهما جمیعا وقد اخبرات لیس للانسان الا ما سعی فکیف یعتقد بکونه کریما فی الاخرة ولا یعتقد بکونه
جہانمیں نہیں بدلتی اور بیشک یہہ فرمایا ہی اور نہیں ہی واسطی انسان کی مگر جو کمایا اب کیونکر اوسکو آخرت کی لئی تو کریم جانتا ہی اور دنیا کی باب میں

کریما فی الدنیا فان من یخاف من الهلاك فی هذه الدنیا الفانیة اذا کان یجب علیه الاحتراز عن السموم وما
کریم نہیں سمجہتا بیشک جو شخص اس دار فانی میں ہلاکت سی ڈرتا ہو جب اوسپر یہہ واجب ہی کہ زہر وغیرہ مضر اور مہلک اشیا سی

یضره من المهلکات فی کل حال فالخائف من الهلاك الابدی اولی ان یجب علیه الاحتراز عن المعاصی التی هی سموم
ہر وقت احتراز کیا کری پس جو شخص ہلاک ابدی کا اندیشہ کرتا ہو اوسپر اولی تر واجب ہی کہ جملہ معاصی سی جو دین کی حق میں زہر ہیں احتراز کرتا رہی

الدین فان المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقیة التی لیست اضعاف اعمار الدنیا عشر عشیرها اذ
کیونکہ اس زہر سی خوف آخرت باقیہ کی فوت کا ہی جسکی برابر دنیا کی چند در چند عمرین سوین حصہ کو نہیں پہنچتی کیونکہ

ليس لمدتها غاية ولا نهاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم وفي فواتها الجحيم والعذاب الاليم المجلس السادس

آخرت کی مدت کا نہ کچھ اخیر ہی اور نہ کچھ انتہا اور اوسمیں عیش دائمی اور سلطنت بڑی اور اوسکی فوت ہونے میں دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک چھاسٹھویں مجلس

والستون في بيان قوله عم ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر قال رسول الله صلعم ان الله تعالى يقبل توبة العبد

اس حدیث کے بیان میں بیشک الله تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی جبتک سانس گلے میں نہ اٹکی یعنی نزع تک رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا بیشک الله تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہے

ما لم يغرغر هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عمر والغرغرة تردد الشيء في الحلق ويستعمل في تردد الروح

جبتک کہ جان گلے میں آوی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابن عمر کی روایت سی اور اصل میں غرغرہ کسی چیز کا حلق میں اندر آنا جانا اور حلق میں روح کی آمد و رفت کے واسطے

وهو المراد ههنا والمعنى ان توبة المذنب مقبولة ما لم يبلغ الروح الحلقوم اذ عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم

بھی استعمال کیا جاتا ہی اور یہاں یہی مراد ہی اور معنی یہ ہیں کہ گنہگار کی توبہ مقبول ہوتی ہی جبتک روح گلے میں نہ آجاوی اسلئے کہ غرغرہ کی وقت جب روح حلق میں آگئی

يعاين ما يصير اليه من رحمة او هوان ولا ينفعه حينئذ توبة ولا ايمان كما قال الله تعالى فيما انزله من القرآن

تو اپنی انجام کو ظاہر دیکھتا ہی رحمت یا خواری اب اوسکو نہ توبہ کچھ فائدہ کری اور نہ ایمان چنانچہ الله تعالی قرآن منزل میں فرماتا ہی

فلم يك ينفعهم ايمانهم لما راوا باسنا وقال في اية اخرى وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر

پھر نہ ہوا کہ کام آوی اونکو یقین لانا اونکا جب دیکھ چکے ہمارا عذاب اور ایک اور آیت میں فرمایا اور اونکی توبہ نہیں جو کرتی جاتی ہیں برے کام اور جب سامنی آوی

احدهم الموت قال اني تبت الان لان من شرط التوبة العزم على ترك الذنب الذي تبت عنه وعدم المعاودة

ایسی کسیکو موت کہنی لگا میں نے اب توبہ کی اسواسطی کہ توبہ میں عزم کرنا ترک گناہ کا جس سی توبہ کی ہی اور اوسکو کبھی عمل میں نہ لانا شرط ہی اور یہ عزم

عليه وذلك انما يتحقق اذا تمكن التائب منه وبقي اوان الاختيار فما لم يبلغ الروح الحلقوم لا ينقطع الرجاء فيصح

جبھی ہوسکتا ہی کہ تائب کو قدرت ہو اور اختیار کا وقت باقی ہو سو جبتک روح حلق میں نہیں آتی تو امید منقطع نہیں ہوتی پس تائب سی

منه الندم والعزم على ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسوطة للعبد حتى يعاين قابض الارواح وذلك

ندامت اور عزم ترک گناہ کا سب صحیح ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ کی لئی توبہ کا وقت فراخ ہی جبتک کہ قابض الارواح کو دیکھی اور یہہ جب ہی

عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم فعلى هذا يجب على العبد ان يتوب عما كان عليه من المعاصي قبل المعاينة

کہ دم اٹکنی لگی اور روح حلق میں آجاوی پس اس بیان کی موافق بندہ پر واجب ہی کہ اپنی تمام معاصی سی معاینہ اور غرغرہ سی پہلی توبہ کری

والغرغرة ولا ييأس من رحمة الله تعالى لانه تعالى قال لا ييأس من روح الله الا القوم الكافرون وقال في اية اخرى

اور الله تعالی کی رحمت سی ناامید نہو اسلئی کہ الله تعالی فرماتا ہی ناامید نہیں الله کی فیض سی مگر وہی لوگ جو منکر ہیں اور ایک اور آیت میں فرمایا

وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفوا عن السيئات فينبغي للعاقل ان يتوب في كل وقت ولا يكون مصرا على

اور وہ ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندوں سی اور معاف کرتا ہی برائیاں سو عاقل کو لازم ہی کہ ہر وقت توبہ کیا کری اور گناہ پر نہ اڑ جاوی

الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مصرا وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه السلام

کیونکہ گناہ سی توبہ کرنیوالا گناہ کا مصر نہیں ہوتا اگرچہ دن بھر میں پھر پھر کر ستر مرتبہ کری اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا

قال من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لا يحتسب و

کہ جو شخص استغفار کو لازم کرلی تو الله تعالی اوسکو ہر تنگی سی رستگاری دیتا ہی اور ہر غم سی کشادگی اور رزق دیتا ہی جہاں سی گمان نہو اور

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل بني ادم خطاء وخير الخطائين التوابون وروى انه عليه السلام قال والله

ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا تمام بنی آدم خطاوار ہیں اور اچھی خطاوار وہ ہیں جو توبہ کرتی ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا قسم ہی الله کی

اني لاستغفر الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس

کہ میں ہر روز استغفار اور توبہ ستر مرتبہ سی زیادہ کرتا ہوں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا ای لوگو

توبوا الى الله فاني اتوب اليه في اليوم مائة مرة فانظروا يا اهل الانصاف اذا كان النبي عليه السلام يستغفر و

اللہ کی آگے توبہ کرو بیشک میں اوسکی آگے ہر روز سو بار توبہ کرتا ہوں پس خیال کرو ای انصاف والو جب نبی علیہ السلام استغفار اور

يتوب وقد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر فالذي لم يظهر حاله اغفر له ام لا كيف لا يتوب الى الله

توبہ کرتی ہوں باوجودیکہ اللہ تعالی اونکی تمام گناہ اگلی اور پچھلی سب معاف کر چکا ہی پھر جسکا حال کچھ معلوم نہیں کہ معاف ہوا ہی یا نہیں وہ اللہ کی سامنی

في كل وقت وكيف لا يجعل لسانه ابدا مشغولا بالاستغفار وقد روي عن ابن عباس انه عليه السلام قال هلك

ہر وقت کیونکر توبہ کی عادی اور کیونکر ہمیشہ اپنی زبان کو استغفار میں مشغول نہ رکھی اور بیشک روایت ہی ابن عباس سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ماری گئی

المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب وهو هالك لانه يبني الامر على البقاء الذي ليس مفوضا اليه فلعله لا يبقى

درنگ کرنیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو کہی اب توبہ کرونگا اور وہ ہلاک ہوجاتا ہی اسلئی کہ بقا پر بہروسہ رکہتا ہی جو کہ اسکی حوالہ نہیں ہی پہر شاید کہ جیتا نہ بچی

فان بقي فانه كما لا يقدر على ترك الذنب اليوم لا يقدر على تركه غدا لان عجزه عن الترك في الحال ليس الا

اور اگر بچا بہی تو جیسی اب گناہ نہیں چہوڑ سکتا آگی کو بہی نہ چہوڑ سکی کیونکہ بالفعل اسکا مانع ترک معصیت سی بجز غلبۂ شہوت کی کوئی نہیں

لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تفارقه غدا بل تتضاعف وتتأكد بالاعتياد فليست الشهوة التي اكدها

اور شہوت تو کل روز بہی ساتہ ہی بلکہ باعتبار عادت کی پہلی سی زیادہ اور مضبوط سو جس شہوت کو آدمی نی عادت کرکر

الانسان بالاعتياد كالتي لم يؤكدها وعن هذا هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون

قوت بخشی ہی وہ ایسی ضعیف نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی اسیمین درنگ کرنیوالی ماری گئی کیونکہ وہ یہہ خیال کرتی ہین کہ دو متماثل مین فرق ہوتا ہی یہہ نہیں جانتی

ان الايام متشابهة في كون ترك الشهوة شاقا فيها وليس مثال المسوف الا مثال من يحتاج الى قلع شجرة فيراها

کہ دن سب ایک سی ہین ترک شہوت ہمیشہ دشوار ہی اور مسوف یعنی توبہ مین دیر لگانیوالی کی مثال ایسی ہی کہ کسیکو ضرورت درخت اوکہاڑنی کی لگی سو اوسکو دیکہا

قوية لا تنقطع الا بمشقة شديدة فيقول اؤخرها سنة ثم اعود اليها فاقلعها ومن المعلوم قطعا ان الشجر

تو مضبوط پایا کہ بی مشقت شدید کی نہیں اوکہڑ سکتا اب وہ کہی کہ ایک برس بہر اور کہڑا رہنی دون پہر آکر اسکو اکہاڑونگا اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ درخت

كلما بقيت في الارض ازداد رسوخها فلا حماقة في الدنيا اعظم من حماقته لانه عجز عن قلعها قبل ازدياد

جتنا زمین مین کہڑا رہی گا مضبوط اور زور ہوتا جاویگا اب دنیا مین اس سی بڑا احمق کوئی نہیں ہی کیونکہ اس سی اب تو اکہڑ نہیں سکتا کہ ابہی خوب زور نہیں ہوا

رسوخها ثم اخذ ينتظر القدرة على قلعها بعد ازدياد رسوخها اذا تحقق هذا فلا بد للمؤمن ان لا يفرغ من التوبة

پہر یہہ ایسی قوت کا منتظر ہی کہ بعد خوب مضبوط ہونیکی اکہاڑ ڈالی جب یہہ بات ثابت ہوچکی تو مومن کو ضرور ہی کہ توبہ سی کبہی کسیوقت فارغ نہ رہی

في وقت من الاوقات حتى يأتيه الموت وهو تائب فان التوبة فرض على جميع المؤمنين باتفاق المسلمين لقوله تعالى

اتنا کہ اگر موت آوی تو یہہ شخص تائب بنا ہو بیشک توبہ تمام مومنوں پر فرض ہی سب مسلمانوں کی اتفاق سی بدلیل اس آیت کی

وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون وقوله تعالى يا ايها الذين آمنوا توبوا الى الله توبة نصوحا فانظر الى رحمة الله تعالى

اور توبہ کرو اللہ کی آگی سب ملکر ای ایمان والو اور بدلیل اس آیت کی ای ایمان والو توبہ کرو آگی اللہ کی صاف دلکی توبہ اب تو اللہ تعالی کی رحمت

ورأفته على عباده كيف دعاهم الى التوبة وامرهم بها وسماهم مؤمنين بعدما اذنبوا ثم بين ما لهم من الكرامة في التوبة فقال

اور مہر بندوں کی حال پر دیکہہ تو کس طور اونکو توبہ تعلیم کی اور توبہ کا ارشاد کیا اور اونکا نام گناہ کرنیکی بعد بہی مومن رکہا پہر توبہ سی جو اونکو عزت ہوگی بیان کیا فرمایا

عسى ربكم ان يكفر عنكم سيئاتكم ويدخلكم جنت تجري من تحتها الانهر واخبر انه غفار لذنوبهم وقال و

شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری برائیاں اور داخل کری تمکو باغوں مین جنکی نیچی بہتی ہین نہرین اور جتا دیا کہ مین گناہ کا بڑا بخشنی والا ہوں اور فرمایا اور

الذين اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا

وہ لوگ جب کر بیٹہیں کہلا گناہ یا برا کریں اپنی حق مین تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنی گناہوں کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوا اللہ کی اور نہ اڑتی ہین

على ما فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها ونعم اجر

اپنی کئی پر جانتی ہوتا ایسوں کی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہ پڑیں اوسمین اور خوب مزدوری

العملين ونص على انه يحبهم بعد التوبة فقال ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين واشار الى ان التوبة طهارة

کام کرنیوالون کی اور کہول کر فرمادیا کہ بعد توبہ کی اونکو محبوب رکہتا ہوں سو فرمایا اللہ کو خوش آتی ہین توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستہرائی والی اور یہ اشارہ کیا کہ توبہ اونکو

لهم عن نجاس الاوزار فلابد للمؤمن من التوبة لكن لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم

پاک کرتی ہی گناہوں کی نجاست سی اب مومن کو توبہ کرنی ضرور چاہئی لیکن توبہ کی واسطی چار شرطین ہین اگر اونمین سی ایک بہی کم ہو دیگی تو توبہ ٹہیک نہوگی اول ندامت گذشتہ کی

بالقلب على ما فعل من الذنوب في الماضي ومعنى الندم تحزن وتوجع على ما فعل وتمني كونه لم يفعل والثاني ترك

گناہ پر دل سی نادم ہونا اور ندامت سی مراد ہی اپنی کئی ہوئی پر غمگین اور دردمند ہونا اور آرزو کرنا کاشکی یہہ نکرتا اور دوسری شرط معصیت کا

المعصية في الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها في الاستقبال والرابع ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى

فی الفور ترک کرنا تیسری شرط نیت کرنی کہ ایسا کار آیندہ کو پہر کبہی نکرونگا اور چوتہی شرط یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی خوف سی ہوں کوئی

لا لامر اخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا

اور وجہ نہو بیشک جو شخص شراب پینی پر نادم ہو کر اسکو چہوڑ دیوی کہ اوسمین درد سر ہوتا ہی اور بہکتا ہی اور مال خرچ ہوتا ہی اور آبرو بگڑتی ہی تو ایسا شخص موافق شرع کی

شرعا وكذلك من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار

تائب نہین ہی اور ایسی ہی جو شخص زبانی تو استغفر اللہ کہا کری اور اسکا دل معصیت پر جما ہوا ہو تو ایسی توبہ سی بہی توبہ کرنی چاہئی جو ندامت کی ساتہہ ہو

مقارن بالندم لما روي عن علي انه رای رجلا قد فرغ من صلاته وقال اني استغفرك واتوب اليك سريعا فقال

کیونکہ حضرت علی سی روایت ہی کہ اونہوں نی ایک شخص کو دیکہا کہ نماز سی سلام پہیرتی ہی جلد ایسی کہنی لگا الہی مین تجہسی مغفرت مانگتا ہوں تیری آگی توبہ کرتا ہوں حضرت

علي يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين فتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن البصري انه قال

علی نی کہا ای شخص زبانی جلد ایسی استغفار کرنی جہوٹوں کی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن بصری سی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی

استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبي هذا قوله في زمانه فكيف في زماننا هذا الذي يرى فيه الانسان مكبا

ہماری توبہ قابل توبہ کی ہی قرطبی کہتی ہین حسن بصری کا یہہ قول اونکی زمانہ میں ہی ہماری زمانہ کا تو کیا حال ہی جسمین تمام انسان ظلم پر اوندہا پڑا ہوا ہی

على الظلم حريصا عليه لا ينقلع عنه والسبحة في يده يزعم انه يستغفر منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روي

ایسی حریص کہ ذرہ نہین بچتی اور ہاتہوں سی تسبیح ہلاتی ہین یا یہ خیال کہ ہم توبہ کرتی ہین اور یہہ اسکی چہل بازی اور استخفاف ہی کیونکہ روایت ہی

انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على الذنب كالمستهزئ بربه وانما التوبة ان يستغفر بلسانه وينوي

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا زبانی توبہ کرنیوالا دل سی گناہ پر اڑا ہوا گویا اپنی رب کا چہل کرتا ہی توبہ وہ ہی جو زبان سی استغفار کر کر دل سی یہہ نیت کری

بقلبه ان لا يعود الى الذنب اصلا فاذا فعل ذلك يغفر الله له ذنبه وان كان عظيما اذ ليس ذنب اعظم من الكفر

کہ پہر ہرگز گناہ نکرونگا جب ایسا کرتا ہی تو اللہ اوسکی گناہ معاف کر دیتا ہی کتنا ہی بڑا ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی

وقد قال الله تعالى لنبيه في حق اهل الكفر قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف فما ظنك فيما دونه من المعاصي

اور اللہ تعالی اپنی نبی سی کفار کی حق مین فرماتا ہی تو کہدی کافروں کو اگر باز آوین تو معاف ہو اونکو جو ہو چکا پہر تجہکو معاصی کی نسبت کفر سی کمتر ہین کیا خیال ہی

وقد روي انه عليه السلام قال لو اخطا احدكم حتى ملا ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه وفي حديث

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی اتنی خطائین کری کہ آسمان اور زمین کا بیچ بہر جاوی پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور ایک اور حدیث میں

اخر انه عليه السلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه يعني انه اذا اقر بكونه مذنبا ثم تاب وندم

ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی جب اپنی گناہ کا اقرار کر کر توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی مراد یہہ ہی کہ جب وہ اپنی خطاوار ہونیکا اقرار کریگا پہر توبہ کر کر

علی ما فعل من الذنوب واکتسب من السیئات وعزم ان لا یعود الی مثله یقبل الله تعالی توبته ویتجاوز عن
کئی ہوئی گناہ اور کمائی ہوئی برائیونسی نادم ہو اور نیت کری کہ ایسا کام پہر نکرونگا تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی گناہونسی درگذر فرماتا ہی

سیئاته لکن ینبغی ان یعلم ان الذنوب علی نوعین ذنب فیما بینك وبین الله تعالی وذنب فیما بینك وبین العباد
لیکن سمجہنی کی بات ہی کہ گناہ بہی دو نو قسم کی ہین ایک گناہ تیری اور خدا کی بیچمین یعنی حق اللہ ہی اور ایک گناہ تیری اور بندی کی درمیان مین یعنی حق العباد ہی

فالذنب الذی بینك وبین الله تعالی یکفی فیه الاستغفار باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود
پہر جو گناہ صرف حق اللہ ہی تو اسمین صرف زبانسی استغفار اور دل سی ندامت اور پہر نکرنی کی نیت کافی ہی

فاذا فعل ذلك لا یبرح من مکانه حتی یغفر له ذنبه الا ان یکون شیئا من الفرائض فان الشرع لا یکتفی فیه
جب یہہ حال بنایا تو ابہی اپنی جگہہ سی نہین ٹلنی پاتا کہ اوسکی گناہ معاف ہو جاتی ہین ہان اگر کوئی فریضہ ترک ہوا ہو کیونکہ شرع نی اسباب مین فقط توبہ پر اکتفا نہین کیا

بمجرد التوبة بل اضاف الی ذلك فی البعض قضاء کالصلوة والصوم وغیرها وفی البعض کفارة ایضا واما حقوق
بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ بعضی جگہہ قضا لگا رکہی ہی جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی جگہہ کفارہ بہی لگا رکہا ہی اور رہی حقوق

الادمیین فلا بد من ایصالها الی مستحقیها فان لم یوجدوا یلزم تصدقها عنهم بنیة ان تکون ودیعة
العباد سو پہنچانا حقوق کا مالکون کی پاس ضرور ہی پہر اگر وہ لوگ نہ ملین تو وتنا اونکی طرف سی اس نیت سی خیرات کردی کہ اللہ تعالی کی یہان ودیعت

عند الله تعالی یوصلها الی اصحابها یوم القیمة فمن لم یجد السبیل لخروجه عما علیه من التبعات لاعساره
رہی قیامت کی روز مالکون کی حوالہ کری پہر جسکو ماری مفلسی کی حقوق ادا کرنیکی کوئی راہ نہ ملی تو اوسکو

فعلیه ان یکثر من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل
یہہ لازم ہی کہ اعمال صالحہ بہت کیا کری اور اپنی مؤمن مظلوموں کی حق مین اکثر اوقات استغفار کیا کری بیشک جب یہہ عمل کریگا

کذلك یرجی من فضل الله تعالی ان یرضی خصماؤه یوم القیمة قیل لبعض العلماء هل للتائب من علامة یعرف بها
تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیوں کو راضی کردی کسی نی ایک عالم سی پوچہا آیا تائب کی واسطی کوئی ایسی علامت ہی جس سی معلوم ہو

قبول توبته قال نعم علامته اربعة اشیاء الاول ان ینقطع عن اصحاب السوء والثانی ان یکون معرضا عن
کہ توبہ قبول ہوئی کہا ہان اسکی چار علامتین ہین اول یہہ کہ بدکارونسی بیزار ہو جائی اور دوسری یہہ کہ ہر گناہ سی نفرت کری

کل ذنب مقبلا علی الطاعات والثالث ان یذهب من قلبه فرح الدنیا ویری حزن الاخرة دائما فی قلبه والرابع
اور طاعات کی طرف متوجہ ہووی اور تیسری یہہ کہ اوسکی دلمین دنیا کی فرحت نرہی اور آخرت کا فکر دلمین ہمیشہ لگا رہی اور چوتہی یہہ

ان یری نفسه فارغا عما ضمن الله له من امر الرزق ویکون مشغولا بما امر به فاذا وجد فیه هذه العلامات
کہ اپنی جان کو ایسی چیزون کی فکر سی جسکا اللہ تعالی ذمہ دار ہو چکا ہی فارغ پاوی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجا آوری مین مشغول رہی جب اوسمین یہہ علامتین موجود ہوتی ہین

یکرمه الله تعالی باربع کرامات احدها ان یخرجه من الذنوب کانه لم یذنب قط والثانی ان یحبه والثالث ان
تو اوسکو اللہ تعالی چار کرامتین عنایت کرتا ہی ایک یہہ کہ گناہونسی ایسا صاف کر دیتا ہی گویا کبہی بہی گناہ نہین کیا اور دوسری یہہ کہ اوسکو دوست رکہتا ہی تیسری یہہ

یحفظه من الشیطان ولا یسلطه علیه والرابع ان یؤمنه من الخوف قبل ان یخرج من الدنیا لانه تعالی قال
کہ اوسکو شیطانسی محفوظ رکہتا ہی شیطان کو اوسپر تسلط نہین دیتا چوتہی یہہ کہ خوف سی مامون رہتا ہی اس سی پہلی کہ دنیا مین سی روانہ ہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

تتنزل علیهم الملئکة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون ویجب له علی الناس اربعة اشیاء
اون پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تہا اور اور لوگون پر اوسکا چار حق واجب ہو جاتی ہین

اولها ان یحبوه لانه تعالی قد احبه والثانی ان یدعوا له بالثبات علی التوبة لان الثبات علی التوبة اشد من
اول یہہ کہ اوس سی محبت کیا کرین کیونکہ اللہ تعالی اوس سی محبت کرتا ہی دوسری یہہ کہ اوسکی حق مین توبہ پر قایم رہنی کی دعا کیا کرین اسلئی کہ توبہ پر قایم رہنا توبہ کرنیسی

التوبة والثالث ان يجالسوه ويذاكروه ويعاونوه والرابع ان لا يعيّروه بما سلف عن ذنوبه لانه تعالى قال حكاية
دشوار تر ہی تیسری یہہ کہ اوسکی پاس بیٹھکر یاد الہی اور امداد کیا کریں چوتہی یہہ کہ باعتبار پہلی گناہوں کی طعنہ زنی نکیا کریں اسلئی کہ اللہ تعالی حضرت یوسف
عن يوسف عليه السلام لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ قال الفقيه ابو الليث وذلك ان المؤمن ليس من شانه ان يقع في الذنب
علیہ السلام کی طرف سی حکایت کرتا ہی کچھہ الزام نہیں تمپر آج فقیہ ابو اللیث کہتی ہیں یہہ اسلئی ہی کہ مؤمن کی شان سی نہیں ہی کہ گناہ میں مبتلا ہووی
ولا يتعمده كما يدل عليه قوله تعالى وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ فانه تعالى قد اخبر انه ابغض على المؤمنين
اور عمداً کیا کری چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی اور برا لگایا تمکو کفر اور گناہ اور حکمی کیونکہ اللہ تعالی نی خبر دی ہی کہ ہمنی مؤمنوں پر معصیت کو ناپسند
المعصية فلا يقع المؤمن فيها اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا الا في حال الغفلة فاذا تاب عنها لا يجوز ان يعيّر بها قال
کر دیا ہی سو مؤمن گناہ میں نہیں پڑتا اگر اوسکا ایمان حقیقی ہو صرف زبانی ہی نہو مگر غفلت میں پہر جب اوسنی گناہ سی توبہ کی تو جائز نہیں ہی کہ طعنہ زنی کریں
رسول الله صلى الله عليه وسلم الكيّس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہوشیار وہ ہی کہ اپنی جان کو ذلیل رکہی اور آخرت کی واسطی عمل کیا کری اور احمق وہ ہی کہ اپنی جان کو ہوا ہوس کی پیچھی لگاوی اور اللہ سی آرزوئیں
هذا الحديث من حسان المصابيح رواه شداد بن اوس ومعناه ان العاقل من غلب على نفسه وقهرها وحاسبها
طلب کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی شداد ابن اوس کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہیں کہ عاقل وہ ہی جو نفس پر غالب آکر اوسکو دبا لی اور محاسبہ لیکر
ونظر ما عملت لآخرتها فان وجدها عملت خيرا حمد الله تعالى ويسعى في الازدياد فيه وان وجدها عملت شرا اشتغل
دیکہی کہ آخرت کی لئی کیا عمل کیا ہی اگر جانی کہ نیک عمل کیا ہی تو خدا کا شکر کرکر اسمین اور زیادہ کوشش کری اور اگر جانی کہ برا کام کیا ہی تو توبہ اور استغفار کرکر
بالتوبة والاستغفار واصلاح الحال بالتوجه الى الطاعات المنجية عن العقبات في العرصات والموصلة الى الدرجات
حال کو درست بناوی طاعات کی طرف متوجہ ہو جو قیامت کی عذاب سی نجات دی اور موت کی بعد بلند درجوں پر پہنچاوی
بعد الممات والعاجز من غلبت عليه نفسه وصار تابعا لها واعطاها ما ارادت من المحرمات والمنهيات
اور بیوقوف وہ ہی جسپر نفس غالب آکر اوسکو اپنا تابع کرلی اور جو چاہی سو محرمات اور منہیات میں سی اوسکو دیوی
وتمنى على الله ان يغفر له ويدخل الجنة من غير التوبة والاستغفار واصلاح الحال وهذا هو الغرور والغرور على
اور اللہ سی یہہ تمنا کری کہ خدا بخشدی اور بی توبہ اور بی استغفار اور بلا درستی حال جنت میں داخل کردی اور یہہ ہی غرور کہلاتا ہی اور غرور جیسی

دہوکا

ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء هو سكون النفس الى ما يوافق الهوى ويميل اليه الطبع عن شبهة وخدعة من
امام غزالی نی احیاء العلوم میں ذکر کیا ہی نفس کا اطمینان اور موافق ہوا ہوس کی طبع کا میلان بسبب شبہہ اور شیطانی مکر کی ہی
الشيطن فمن اعتقد انه على خير اما في العاجل او في الآجل عن شبهة فاسدة فهو مغرور واكثر الناس يظنون في
سو جو شخص اپنی حالت کو بالفعل یا آخر کو شبہہ فاسد کی راہ سی بہتر سمجھتا ہی پس وہ دہوکہ میں گرفتار ہی اور اکثر لوگ اپنی دلمین اپنی حال کو
انفسهم خيرا مع كونهم مخطئين آثمين فهؤلاء مغرورون وان اختلفت اصناف غرورهم وتفاوتت درجاتهم حتى
بہتر سمجھتی ہیں باوجودیکہ خطاوار اور گنہگار ہوتی ہیں اب وہ دہوکہ میں ہیں اگرچہ جہات اور طریقی دہوکی کی مختلف اور اونکی درجی کم و زیادہ ہوں یہاں تک
كان غرور بعضهم اظهر واكثر من بعض فمنهم من غرتهم الحيوة الدنيا ومنهم من غرهم بالله الغرور اما الذين غرتهم
کہ ہر ایک کا دہوکہ ایک سی فاحش اور بہت بڑہتی ہو پہر بعضی تو دنیا کی (زندگانی) دہوکہ میں ہیں اور بعضی اللہ کی ساتہہ دہوکہ میں ہیں پہر جو شخص دنیا کی
الحيوة الدنيا فهم الذين قالوا النقد خير من النسيئة والدنيا نقد والآخرة نسيئة فاذن الدنيا خير فلا بد من ايثارها
زندگی کی دہوکہ میں ہیں سو وی شخص ہیں جو کہتی ہیں نقد اودہار سی بہتر ہی اور دنیا تو نقد ہی اور آخرت اودہار ہی سو اب دنیا بہتر ہی پس دنیا کا اختیار کرنا ضرور ہی
وهذا القياس فاسد يشبه قياس ابليس حيث قال في حق آدم النبي عليه السلام انا خير منه خلقتني من نار
اور یہہ استدلال فاسد ابلیس کا سا قیاس ہی کہ اوسی آدم علیہ السلام کی حق میں کہا تہا میں اوس سی بہتر ہوں مجکو تو نی بنایا آگ سی

وخلقته من طین والی هؤلاء الاشارة بقوله تعالی الذین اشتروا الحیوة الدنیا بالاخرة فلا یخفف عنهم العذاب
اور اوسکو بنایا خاک سی اور انہی طرف اشارہ ہی اس آیت مین جنہون نی خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر سو نہ ہلکا ہوگا اونپر عذاب

ولا هم ینصرون وعلاج هذا الغرور اما التصدیق بمجرد الایمان والتصدیق بالبرهان اما التصدیق بمجرد الایمان
اور نہ اونکو مدد پہنچی گی اور اس دہوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی ہی یا تصدیق برہانی سی پہر نری تصدیق ایمان کی

فهو ان یصدق الآیات الواقعة فی القرآن من جملتها قوله تعالی ما عندکم ینفد وما عند الله باق وقوله تعالی
تو یہہ ہی کہ آیات کی جو کہ قرآن میں آئی ہین تصدیق کری جنہین سی ایک یہہ آیت ہی جو تم پاس ہی نبٹ جاویگا اور جو اللہ پاس ہی سو رہتا ہی اور ایک یہہ آیت

والاخرة خیر وابقی وقوله تعالی وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور فانه علیه السلام قد اخبر بذلك طوائف
اور پچہلا گہر بہتر ہی اور رہنی والا اور یہہ آیت اور دنیا کا جینا یہی ہی جنس دغا کی بیشک نبی علیہ السلام نی بہت کفار کو اسکی خبر سنائی

من الکفار فصدقوه وامنوا به ولم یطالبوه بالبرهان وهذا ایمان یخرج العامة من الغرور واما التصدیق
پس اونہون نی سچ مانا اور اوسپر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب نکی یہہ ایمان ہی کہ عوام لوگ دہوکہ سی بچ جاتی ہین اور تصدیق برہانی

بالبرهان فهو ان یعرف وجه فساد هذا القیاس الذی نظمه ابلیس فی قلبه فان کل مغرور فلغروره سبب و
یہہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس نی اپنی دلمین مرتب کیا تہا کیونکہ جو شخص دہوکہ مین آتا ہی تو اوسکا کوئی سبب ہوتا ہی اور

ذلك السبب هو دلیله وکل دلیل نوع قیاس یقع فی القلب ویورث السکون الیه وان کان صاحبه لا یشعر به
وہ ہی سبب اوسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرحکا قیاس ہوتا ہی جو دلمین پیدا ہوکر دلکو تسکین دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہو

ولا یقدر علی نظمه بالفاظ العلماء فالقیاس الذی نظمه الشیطان فی قلب المغرور مرکب من اصلین احدهما
اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کر لی پس وہ قیاس جو شیطان نی بہکی ہوئی کی دلمین مرتب کیا تہا دو اصل سی مرکب ہی ایک تو یہہ

الدنیا نقد والاخرة نسیئة وهذا صحیح والثانی النقد خیر من النسیئة وهذا محل التلبیس اذ لیس الامر کذلك مطلقا
کہ دنیا نقد ہی اور آخرت ادہار ہی یہہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی ادہار سی یہہ جگہ دہوکہ کی ہی کیونکہ کلیہ یون نہین ہی

بل اذا کان النقد مثل النسیئة فی المقدار والمقصود فهو خیر منها واما اذا کان اقل من النسیئة فالنسیئة خیر منه
بلکہ نقد اور ادہار دونو اگر مقدار اور مقصود مین برابر ہون تو جب تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار مین ادہار سی کمتر ہو تو پہر نقد سی ادہار بہتر ہوتا ہی

فان هذا المغرور یبذل فی تجارته درهما نقدا لیاخذ عشرة نسیئة ولا یقول النقد خیر من النسیئة وکذا اذا
کیونکہ یہہ مغرور ہی اپنی تجارت مین ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تا کہ دس روپیہ ادہار یعنی انجام کو حاصل کری اب نہین کہتا کہ نقد بہتر ہی ادہار سی اور ایسی ہی اگر

حذره الطبیب من الفواکه ولذائذ الاطعمة یترك ذلك فی الحال خوفا من الم المرض فی الاستقبال والتجار کلهم
طبیب میوی اور لذیذ کہانی کی منع کردی تو آیندہ کو مرض کی خوف کا مارا فورًا چہوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ

یرکبون البحار ویختارون مشاق الاسفار فی الحال لاجل الربح والراحة واللذة فی الاستقبال فاذا کانت العشرة فی
دریا کا سفر اور سفر کی مشقتین بالفعل گوارا کر لیتی ہین آیندہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی واسطی پہر جب آیندہ کی دس

الاستقبال خیرا من الواحد فی الحال وکذا اذا کان الربح والراحة واللذة فی الاستقبال خیرا من الالم والمشقة فی
حال کی ایک سی اور ایسی ہی آیندہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوئی تو

الحال فقس لذة الدنیا وراحتها من حیث مدتها بالنسبة الی مدة الاخرة فان اقصی عمر الانسان مائة سنة
پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کی نسبت قیاس کر لی کیونکہ انسان کی بڑی سی بڑی عمر سو برس کی ہوتی ہی

قلما یتجاوز عنها وهو لیس عشر عشیر من جزء من الف جزء من مدة الاخرة فکانه ترك واحدا لیاخذ الف الف
اس سی بہت کم بڑہتی پاتا ہی سو یہہ سوان حصہ بہی نہین ہی ہزارویں حصہ مین کا آخرت کی مدت مین سی گویا اسی ایک کو دس لاکہہ لینی کی واسطی ترک کیا

بل لیاخذ مالانہایۃ لہ ھذا من حیث المدۃ واما من حیث النوع فلذات الدنیا مکدرۃ مشوبۃ بانواع الآلام

بلکہ بے نہایت کی واسطے یہہ فرق ایش تو باعتبار مدت کی ہی اور باعتبار خوبی قسم کی سو دنیا کی لذتیں طرح طرح کی الم سی مکدر اور سختیوں سی آلودہ ہیں

والشدائد ولذات الاخرۃ صافیۃ غیر مکدرۃ فاذن یظہر غلطہ فی قولہ النقد خیر من النسئۃ وعند ذلک

اور آخرت کی لذتیں صاف اور مصفا اب اوسکی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہی کہ نقد بہتر ہوتا ہی اودھارسی اور اسوقت

یرجع الشیطان الی قیاس اٰخر وھو ان الیقین خیر من الشك والدنیا یقین والاخرۃ شك فلا یترك الیقین وھذا

شیطان ایک اور قیاس منتظم کرتا ہی اور وہ یہہ ہی یقین بہتر ہوتا ہی شک سی اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت میں شک ہی سو یقین کو ترک نہیں کرسکتی اور یہہ

القیاس اکثر فسادا من الاول لکون کل من اصلیہ باطلا لان کون الیقین خیرا لیس الا اذا کان مثلہ لا مطلقا

قیاس پہلی قیاس سی خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونوا اصل غلط ہیں اسلئی کہ یقین جب ہی بہتر ہوتا ہی کہ شک کی مثل ہووی کچھ کلیہ نہیں ہی

الا تری ان التاجر فی تعبہ علی یقین وفی حصول ربحہ علی شك وکذا المریض یشرب الدواء البشیع الکریہ وھو فی

کیا تو نہیں دیکھتا کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقینی جانتا ہی اور فائدہ ہونی میں شک پر ہی اور ایسی ہی بیمار کڑوی بدمزہ دوا پیتا ہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی

مرارۃ الدواء علی یقین وفی حصول الشفاء علی شك لکن یقول الم مرارۃ الدواء قلیل بالنسبۃ الی الم امتداد المرض المؤدی

اور صحت ہونی میں شک ہی پر وہ یہہ کہتا ہی کہ الم کڑوی دوا کا بنسبت الم زیادتی مرض کی کمتر ہی جس میں

الی الھلاك فمن کان علی شك فی امر الاخرۃ یجب علیہ ان یقول الصبر فی ایام قلائل وھو منتھی الامر قلیل بالنسبۃ

مر بہی جاتی ہیں پہر جسکو آخرت کی باب میں شک ہو تو اوسپر یہہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک بہ نسبت

الی ما یقابلہ من امر الاخرۃ فان کان ما یقال فیہ کذبا فما یفوتنی الا التنعم ایام حیاتی وقد کنت فی العدم من الازل

اپنی مقابل یعنی آخرت کی کمتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہور ہی اگر جہوٹ نکلا تو میرا سوا عیش زندگانی کی کیا جاتا رہیگا اور بیشک میں ازل سی

الی الان واحسب انی بقیت فی العدم ولم اتنعم وان کان ما یقال فیہ صدقا ابقی فی النار دھرا طویلا وھذا مما

اب تک نابود ہی تہا سو میں سمجہونگا معدوم ہی رہا عیش حاصل نہوا اور اگر یہہ مشہور سچ ہوا تو میں زمانہ دراز تک آگ میں جلونگا اس مصیبت کی طاقت

لا یطاق بہ وکذلك قال علی لبعض الملحدین المنکرین للاخرۃ ان کان ما قلتم حقا تخلصتم وتخلصنا وان کان

ہرگز نہیں ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ نی ایک ملحد سی جو آخرت کا منکر تہا جواب میں یہہ فرمایا جو تو کہتا ہی اگر سچ ہوا تو تم بہی بچی اور ہم بہی بچی اور اگر

ما قلنا حقا تخلصنا وھلکتم ولیس ھذا القول منہ علی شك فی الاخرۃ بل کلم الملحد علی قدر عقلہ وبین لہ

ہمارا قول حق ہوا تو ہم بچی اور تم ماری گئی اور یہہ قول علی کا آخرت میں کچھ شک کی راہ سی نہ تہا بلکہ ملحد سی اوسکی عقل کی موافق کلام کیا اور اوسکو ظاہر کردیا

انہ وان لم یکن متیقنا فھو مغرور واما الاصل الثانی الذی ھو ان الاخرۃ شك فھو باطل ایضا لان ذلك یقین

کہ بلاشبہ اگر وہ نہیں یقین رکہتا تو وہ دہوکہ میں ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشکوک ہی یہہ بہی باطل ہی اس لئی کہ مؤمن کی نزدیک

عند المؤمن وایمانہ یدفع غرور الشیطان الا انہ اذا ترك اوامر اللہ تعالی وضیع الاعمال الصالحۃ ولابس المعاصی

یقینی بات ہی اور اوسکا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کردیتا ہی پر اتنا ہی کہ اسنی جب احکام الٰہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضایع کیا اور معاصی

والمنکرات یکون مشارکا للکفار فی ھذا الغرور لانہ وان کان معترفا بکون الاخرۃ خیرا من الدنیا لکنہ مال

اور منکرات میں مبتلا ہوا تو اس دہوکہ میں کفار کا شریک ہوگیا اسواسطی کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سی بہتر جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی پر دنیا کی طرف راغب ہوکر

الی الدنیا واثرھا علی الاخرۃ واستحق ان یکون من اھل النار کالکفار الا ان امرہ یکون اخف لان اصل الایمان

دنیا کو آخرت پر پسند کرلیا ہی اور سزاوار ہی کہ کفار کی طرح ناری ہووی لیکن اسکا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان

ینجیہ من العذاب الابدی ویخرجہ من النار ولو بعد حین وھذا ھو فائدۃ مجرد الایمان وحدہ واما

ابدی عذاب سی بچا کر دوزخ میں سی نکال دیگا اگرچہ کچھ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور رہا

الفوز بالمقصود فلا یکفی له مجرد الایمان وحده بل لابد من ضم العمل الصالح الیه کما یدل علیه آیات القرآن
حاصل کرنا درجا کا مقصود سو اسمین نرا ایمان کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتھہ عمل صالح بہی چاہیئی چنانچہ قرآن کی آیات سی معلوم ہوتا ہی

من جملتها قوله تعالیٰ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی وقوله تعالیٰ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ
اونہین سی ایک یہہ آیت ہی اور میری بخشش ہی اوسپر جو توبہ کری اور یقین لاوی اور کری بہلا کام پہر راہ پر رہی اور یہہ آیت بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والونسی

وقوله تعالیٰ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فوعد المغفرة فی کتاب الله تعالیٰ منوط
اور یہہ آیت قسم اوتری دن کی مقرر انسان ٹوٹا ہی مگر جو یقین لائی اور کئی بہلی کام پس کتاب اللہ مین بخشش کا وعدہ ایمان

بالایمان والعمل الصالح جمیعا لا بالایمان وحده فمن اقر بلسانه ان الاخرة خیر وابقی ثم ترك العمل واشتغل بالمعاصی
اور عمل صالح دونو پر موقوف ہی نری ایمان پر نہین پہر جسنی زبانسی یہہ اقرار کیا کہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی پہر عمل خیر ترک کر کر معاصی مین مشغول ہوا

فهو من المغرورین بالدنیا والمسرورین بها والمحبین لها والکارهین الموت خیفة فوات لذاتها لا خیفة فوات لذات
تو وہ دنیا کی دہوکہ مین آیا ہوا ہی دنیا پر خوش ہوتا ہی اور اوسکی محبت مین موت سی ڈرتا ہی مبادا دنیا کی لذت فوت ہو جاوی یہہ خوف نہین ہی کہ آخرت کی لذت

الاخرة وحصول عقابها فهؤلاء هم الذین غرتهم الحیوة الدنیا وهم عن الاخرة هم غفلون والذین غرهم بالله الغرور
فوت ہو کر عقاب ہونی لگی سو یہہ وہ لوگ ہین جنکو دہوکہ دیا دنیا کی زندگی نی اور وہ آخرت سی بی خبر ہین اور جنکو دہوکہ مین ڈالا اللہ کی نام سی غرور نی

فهم الذین یهملون الاعمال ویشتغلون بالمنکرات ویقولون ان الله کریم رحیم نرجو رحمته ومغفرته وهذا
وہ وہی لوگ ہین جو اعمال مین سستی کرتی ہین اور منکرات مین مشغول رہتی ہین اور کہتی ہین کہ اللہ کریم اور رحیم ہی اوسکی رحمت اور مغفرت کی امید ہی یہہ

الکلام وان کان صحیحا فی نفسه مقبولا فی القلوب الا ان الشیطان لا یغوی الانسان الا بکلام مقبول الظاهر
بات اگرچہ حقیقت مین راست ہی دل مانتی ہین پر انسان کو شیطان ایسی ہی بات سی بہکاتا ہی جو ظاہر مین مقبول ہو

مردود الباطن ولولا حسن ظاهره لما انخدعت به القلوب لکن النبی علیه السلام کشف عن ذلك بقوله الکیس
اور باطن مین مردود اور اگر ظاہر مین پسندیدہ نہووی تو اوسکی بات پر دل ہرگز فریب نکہاوین لیکن نبی علیہ السلام نی اسکو ظاہر کر دیا یہہ فرمایا کہ ہوشیار

من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله وهذا التمنی هو الغرور الذی غیر
وہ ہی کہ اپنی آپ کو حقیر سمجہی اور آخرت کی لئی عمل کری اور احمق وہ ہی کہ ہوا ہوس کی پیچہی لگا ہی اور اللہ پر آرزوئین کری یہہ آرزو پکانی ہی دہوکا ہی جسکا شیطان نی بدلکر

الشیطان اسمه وسماه رجاء حتی خدع به کثیرا من الناس وقد شرح الله الرجاء بقوله الذین اٰمنوا وهاجروا
رجا نام رکہا ہی یہان تک کہ بہت لوگون کو اس فریب مین لی لیا ہی اور رجا کی شرح اللہ تعالیٰ نی اس آیت مین آپ کر دی ہی جو لوگ ایمان لائی اور ہجرت کی

وجاهدوا فی سبیل الله اولئك یرجون رحمت الله وقیل للحسن قوم یقولون نرجو الله ویضیعون العمل فقال
اور لڑی اللہ کی راہ مین وہ امیدوار ہین اللہ کی مہر کی کسینی حسن سی کہا ایک لوگ یہہ کہتی ہین اللہ سی ہمکو امید ہی اور عمل خیر ضایع کرتی ہین حسن نی کہا

هیهات هیهات تلك امانیهم یترددون فیها من رجا شیئا طلبه ومن خاف شیئا هرب منه وکما لا ینبت فی الدنیا
افسوس افسوس یہہ آرزوئین ہین انکی فکر مین پڑ رہی ہین جو شخص کسیکی آرزو کرتا ہی تو اوسکو طلب کرتا ہی اور جو کسی بات سی ڈرتا ہی تو اوس سی بہاگتا ہی اور جیسی دنیا مین

زرع الا بالحراثة کذلك لا یحصل فی الاخرة اجر وثواب الا بالایمان والعمل وکما کان معتوها من رجا ولدا ولم ینکح
کہیتی بدون بوئی نہین اگتی ایسی ہی آخرت مین اجر اور ثواب بدون ایمان اور عمل کی نہین ملتا اور جیسی نادان کہلاتا ہی جو شخص اولاد کی آرزو کری اور نکاح نکری

او نکح ولم یجامع او جامع ولم ینزل کذلك یکون معتوها من رجا رحمة الله تعالیٰ ولم یؤمن او امن ولم یعمل
یا نکاح تو کری پر صحبت نکری یا جماع بہی کری پر منزل نہووی ایسی ہی نادان کہلاتا ہی جو شخص رحمت الٰہی کی امید رکہی اور ایمان نہ لاوی یا ایمان لاوی پر عمل صالح

الصالحات او عمل الصالحات ولم یترك السیات وکما ان من نکح وجامع وانزل ینبغی له ان یرجو حصول الولد
نکری یا اعمال صالح بہی کری پر برائیان نچہوڑی اور جیسی جو شخص نکاح کری پہر جماع کری اور منزل ہووی تو اوسکو لایق ہی کہ اولاد کی آرزو کری

وان يخاف عدم حصوله كذلك ان من امن وعمل الصلحت وترك السيات ينبغي له ان يرجو حصول
اور اولاد نہونی کا بہی خوف کری ایسی ہی جو شخص ایمان لایا اعمال نیک کئی اور برائیاں چھوڑ دین تو اوسکو لائق ہی کہ اجر اور ثواب کا
الاجر والثواب وان يخاف عدم حصوله فالواجب على المؤمن ان يتوب عن السيات ويداوم على الطاعات
متوقع ہووی اور محرومی سی ڈرتا رہی پس مؤمن پر یہہ واجب ہی کہ برائیوں سی توبہ کری اور ہمیشہ طاعات کرتا رہی
ثم يكون بين الخوف والرجاء ولا يقنط من رحمة الله تعالى ولا يامن من عذاب الله تعالى فان المنهمك في المعاصي
پہر خوف اور رجا دونو رکہی اور اللہ کی رحمت سی نا امید اور عذاب الہی سی بیخوف نہو بیشک جو شخص گناہوں مین مبتلا ہی
قد يخطر له التوبة فيقول له الشيطان انى يقبل توبتك مع ارتكابك امثال تلك الذنوب فيجب عند
اوسکی دل مین کبہی توبہ کا خیال آتا ہی پر اوسکو شیطان یون بہکاتا ہی تیری توبہ کب قبول ہوتی ہی تو ایسی ایسی گناہوں مین گرفتار ہی پس ایسی حالت مین واجب ہی
ذلك قمع القنوط بالرجاء ويقول ان الله كريم رحيم يغفر ذنوب التائبين لانه تعالى قال واني لغفار لمن
کہ نا امیدی کو دفع کرکر امیدوار ہوجانا چاہیئی اور کہی کہ بیشک اللہ کریم اور رحیم ہی توبہ کرنیوالوں کی گناہ معاف کرتا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی البتہ بخشنیوالا ہوں جو
تاب ووعد قبول التوبة وقال وهو الذي يقبل التوبة عن عباده فان التوبة طاعة تكفر الذنوب كلها
توبہ کری اور توبہ قبول کرنیکا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندوں سی بیشک توبہ ایسی عبادت ہی کہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ سب اوتار
صغيرها وكبيرها حتى الكفر بخلاف سائر الطاعات فانها لا تكفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو
دیتی ہی یہاں تک کہ کفر کو بخلاف تمام اور عبادات کی سوا اور عبادات صرف گناہ صغیرہ کو اوتار دیتی ہین پہر جو شخص توبہ کرکر بخشش کا امیدوار ہو تو وہ
راج ومن توقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور وكل توقع يورث التوبة والتشمر على العبادة فهو رجاء وكل توقع
راجی ہی اور گناہ پر اڑا ہوا بخشش کی توقع کری تو وہ مغرور ہی جس توقع مین توبہ اور عبادت کا عزم حاصل ہووی وہ ہی رجا ہی اور جس توقع مین
يوجب الفتور في العبادة والركون الى البطالة فهو غرور فان من خطر له ان يترك الذنوب ويشتغل بالعبادة
عبادت مین قصور اور بیہودگی کی طرف رغبت آوی وہ ہی غرور ہی کیونکہ جسکی دل مین یہہ خیال آوی کہ گناہ سی بچوں اور عبادت کروں
يقول الشيطان له مالك تؤذي نفسك وتعذبها ولك رب كريم غفور رحيم فيفتر بذلك عن التوبة والعبادة
تو شیطان اوسکو یہہ وسوسہ دیتا ہی تجھکو کیا ہوا اپنی جان کو تکلیف اور عذاب دیتا ہی تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہی سو اس فریب مین آکر توبہ اور عبادت سی باز رہتا ہی
فهذا غرور وعند ذلك يجب على العبد ان يستعمل الخوف ويخوف نفسه بغضب الله تعالى وعظيم عقابه
سو یہہ ہی غرور ہی ایسی حالت مین ضرور ہی کہ آدمی خوف کری اور اپنی نفس کو غضب الہی اور اوسکی بڑی عذاب سی ڈراوی اوسکو یہہ سمجہاوی
ويقول لها ان الله تعالى كما كان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شديد العقاب ايضا وانه مع كونه كريما
کہ اللہ تعالی جیسی گناہ معاف اور توبہ قبول کرتا ہی پس وہ عذاب بہی بہت بڑا کرتا ہی اور کریم اور رحیم ہوکر
رحيما خلد الكفار في النار ابد الاباد مع ان كفرهم لا يضره بل بسلط العذاب والمحن والامراض والعلل والفقر
کفار کو دوزخ مین قدیم کی لئی ڈال رکہا ہی باوجودیکہ اونکی کفر سی اوسکا کیا ضرر تہا ملک دنیا کی اندر اپنی بندوں پر عذاب محنت اور دکہ اور بیماری اور فقیری
والجوع على عباده في الدنيا مع كونه كريما رحيما قادرا على ازالتها فمن كان سنته في عباده كذلك كيف يغتر به
اور بہوک تعینات کردیتا ہی حال یہہ کہ کریم ہی اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفین دور کرسکتا ہی پہر جسکا بندوں کی حق مین یہہ طرز ہو تو آدمی کب فریفتہ
العبد ولا يخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اكثر الخلق في هذا الزمان هو سبب فتورهم عن العمل واقبالهم على الدنيا
ہوسکتا ہی کہ اوسکا خوف اوٹھا رکہی اور وہ بیشک اپنی عقاب سی ڈرا چکا ہی اور اس زمانہ مین اکثر خلق کو رجا جو ہی کہ عمل مین سست دنیا پر متوجہ
واعراضهم عن طاعة الله تعالى واهمالهم السعي للاخرة وهم لا يعلمون انه غرور وليس برجاء وقد اخبر النبي عليه السلام
طاعت الہی سی بی پرواہ آخرت کی سعی مین جستی کو ضعیف کردینی کی باعث ہووی اور نہیں سمجہتی کہ یہہ شیطانی دہوکہ ہی رجا نہین ہی اور بیشک نبی علیہ السلام خبر دی

ان الغرور سیغلب علی اخر هذه الامة قال الامام الغزالی قد کان ما اخبر به النبی علیه السلام فان الناس فی الزمان

چکی ہین کہ غرور آخر کو اس امت پر جلد زور پکڑ جاویگا امام غزالی کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام نی جو خبر دی تہی وہ ہو گئی کیونکہ اول زمانہ مین لوگ ہمیشہ

الاول کانوا یواظبون علی الطاعات والعبادات ویبالغون فی الاحتراز عن الشبهات والشهوات ومع ذلك کانوا

طاعت اور عبادت مین مشغول رہتی تہی اور شبہات اور شہوات سی خوب بچتی تہی اور پہر بہی اپنی حال پر

یخافون علی انفسهم ویبکون فی الخلوات واما الان فتری الخلق آمنین فرحین غیر خائفین مع اصرارهم علی

ڈرتی رہتی تہی اور تنہائی مین رویا کرتی تہی اور اب اس زمانہ مین دیکہتی ہو کہ خلقت امن کی اندر خوش وخرم بی خوف وہراس معاصی پر اڑی ہوئی

المعاصی وانهماکهم فی الدنیا واعراضهم عن طاعة الله تعالی ویزعمون انهم واثقون بکرم الله تعالی وفضله و

اور دنیا مین کہبی ہوئی طاعت الٰہی سی بی پرواہی اور کہتی ہین ہمکو اللہ کی کرم اور فضل پر بڑا بہروسہ ہی اور اوسکی

راجون لعفوه ومغفرته ویقولون ان نعمته واسعة ورحمته شاملة واین معاصی العباد فی بحار مغفرته ویسمون

درگذر اور بخشش کی امید ہی اور کہتی ہین کہ اوسکی نعمت فراخ ہی اور رحمت عام اور بندون کی معاصی کی اوسکی دریای مغفرت مین کیا اصل ہی اور اس تمنی

تمنیهم واغترارهم رجاء ویقولون ان الرجاء مقام محمود فی الدین فکانهم یزعمون انهم عرفوا من کرم الله تعالی و

اور اغترار کا نام رجا رکہہ چہوڑا ہی اور کہتی ہین کہ رجا دین مین پسندیدہ مقام ہی سو گویا یہہ کہتی ہین کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل

فضله ما لم یعرفه الانبیاء والصحابة والسلف الصالح المجلس الثامن والستون فی بیان فضیلة التقوی

ایسا جانتی ہین کہ انبیا اور صحابہ اور صلحا پیشین نہین جانتی تہی اڑسٹہوین مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت مین اور بیان دونو کی حقیقت کا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتدرون ما اکثر ما یدخل الناس الجنة تقوی الله وحسن الخلق هذا الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم جانتی ہو کیا چیز ہی جو جنت مین لوگون کو زیادہ لیجاویگی پرہیزگاری اور عادت نیک یہہ حدیث

من حسان المصابیح رواه ابو هریرة ومعناه ان اکثر اسباب السعادة الابدیة انما یحصل بالجمع بین هاتین الخصلتین

مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ اکثر سبب سعادت ابدی کا بدون جمع کرنی ان دونو خصلتون کی حاصل نہین ہو سکتا

فان التقوی اشارة الی حسن المعاملة مع الخالق وحسن الخلق اشارة الی حسن المعاملة مع الخلق فعلی هذا ینبغی

کیونکہ تقوی سی اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہی ساتہہ خالق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خلقت سی اسکی موافق لائق ہی

لمن علم ان سعادة الدنیا فانیة وان سعادة الاخرة باقیة ان یختار سعادة الاخرة علی سعادة الدنیا وسعادة

اسکو جو یہہ جانتا ہی کہ سعادت دنیوی فنا ہونیوالی ہی اور سعادت اخروی رہنی والی کہ سعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کری اور سعادت

الاخرة لا تحصل الا بتقوی الله تعالی لان حسن الخلق وان ذکر معها اهتماما بشانه الا انه داخل فیها لانها عبارة عن

اخروی بدون تقوی الٰہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اوسکی ساتہہ عظمت شان کی لئی مذکور ہی پر وہ تقوی ہی مین داخل ہی اسلئی کہ تقوی کہتی ہین بچنا

اجتناب المنکرات والمنهی عنها واتیان المعروفات والمامور بها وبها تحصل خیرات الدنیا والاخرة اما الخیرات الدنیویة

منکرات اور ممنوعات سی بچنا اور امور حسنہ اور خدا کی فرمود کو بجالانا اور اسہی مین دنیا اور آخرت کی خوبیان موجود ہین پہر خوبیان دنیا کی

فمنها الحفظ والحراسة کما قال الله تعالی وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدهم شیئا ومنها النجاة من الشدائد والرزق من

ایک اونمین سی حفاظت اور نگہبانی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور اگر تم ٹہری رہو اور بچتی رہو کچہہ نہ بگڑیگا تمہارا اونکی فریب سی اور انمین سی سختیون سی نجات پانی اور حلال روزی

الحلال کما قال الله تعالی ومن یتق الله یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب واما الخیرات الاخرویة

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سی وہ کر دی اوسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہان سی اوسکو خیال نہو اور آخرت کی خوبیون مین سی یہہ ہی

فمنها اصلاح العمل کما قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ومنها

درستی عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سی اور کہو بات سیدہی کہ سنوار دی تمکو تمہاری کام اور انمین سی

قبول العمل كما قال الله تعالى انما يتقبل الله من المتقين ومنها الاكرام والاعزاز كما قال الله تعالى ان اكرمكم
قبولیت عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ قبول کرتا ہے سو ادب والوں سے اور انہیں سے اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے بیشک عزت اللہ کی ہاں

عند الله اتقكم ومنها البشارة كما قال الله تعالى الذين امنوا وكانوا يتقون لهم البشرى في الحيوة الدنيا
اسی کو بڑی ہے جسکو ادب بڑا اور انہیں سے مژدہ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ یقین لائے اور رہے پرہیزگاری کرتی انکو ہے خوشخبری دنیا کی جیتی

وفي الاخرة ومنها النجاة من النار كما قال الله تعالى ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظلمين فيها جثيا ومنها الخلود
اور آخرت میں اور انہیں سے دوزخ سے نجات چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے پھر بچا لینگی ہم انکو جو ڈرتی رہی اور چھوڑ دینگی گنہگاروں کو اسمین اوندھے پڑی اور انہیں سے جنت

في الجنة كما قال الله تعالى لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها ومنها الدرجة
مین ہمیشہ کو رہنا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے لیکن جو لوگ ڈرتی رہی اپنی رب سے انکو باغ ہین جنکی نیچی بہتی ندیان رہ پڑی اونمین اور انہیں سے درجہ بلند

العليا والمرتبة القصوى التي هي محبة الله تعالى كما قال الله تعالى ان الله يحب المتقين ولو لم يكن في
اور انتہا کا مرتبہ یعنی محبت الہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ کو خوش آتی ہین احتیاط والی اور اگر تقوی مین

التقوى سوى هذه الخصلة لكفت فكيف لا يسعى العبد في تحصيلها مع ان لها فضائل كثيرة سواها و
سوای اسکی کوئی خصلت نہوتی تو یہی کافی تھی پہر آدمی کیونکر نہ سعی کرکر اوسکو حاصل کری باوجودیکہ اوسمین اسکی سوای بہت فضیلتین ہین اور

القران مملو بذكر فضائلها فانه تعالى قال في اية والله ولي المتقين وقال في اية اخرى والعاقبة للمتقين
قرآن اسکی فضائل سے پر ہے بیشک اللہ تعالی ایک آیت مین فرماتا ہے اللہ رفیق ہے ڈرنیوالوں کا اور دوسری آیت مین فرمایا اور آخر بھلا ہے ڈرنے والوں کا

وقال في اية اخرى وازلفت الجنة للمتقين وغيرها الايات الدالة على فضيلة التقوى فانه تعالى قد وصى
اور ایک اور آیت مین فرمایا اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈرنے والوں کی اور سوا اسکی اور آیتین جو تقوی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہین اور اللہ تعالی نے بیشک

بها الاولين والاخرين من حيث قال ولقد وصينا الذين اوتوا الكتب من قبلكم واياكم ان اتقوا الله والحاصل
پہلوں اور پچھلوں کو وصیت کی ہے چنانچہ فرماتا ہے اور ہمنے کہہ رکھا ہے پہلی کتاب والوں کو اور تمکو کہ ڈرتی رہو اللہ سے حاصل یہہ ہے

انها اجماع كل خير وهي في اللغة فرط الصيانة وفي عرف الشرع عبارة عن التوقي عما يضره في الاخرة من فعل او
کہ اسمین تمام خوبیان جمع ہین اور تقوی لغت مین خوب احتیاط کرنی اور عرف شرع مین ایسی اعمال سے بچنے کو کہتی ہین جو کرنی سے چھوڑنی سے آخرت مین ضرر

ترك فيلزم اجتناب الكبائر بالاتفاق في تحصيلها وعند البعض يلزم اجتناب الصغائر ايضا
پہنچاوی سو اسطے حصول تقوی کی کبائر سے بچتے رہنا بالاتفاق لازم ہے اور بعضوں کی نزدیک تقوی کی لئی صغائر سے بھی بچنا ضرور ہے

في تحصيلها وهو الحق وقيل لا يلزم اجتنابها لانها مكفرة عن مجتنب الكبائر
اور یہی قول حق ہے اور کوئی کہتا ہے صغائر سے اجتناب ضروری نہیں کیونکہ صغائر اوسکی اوتر جاتی ہین جو کبائر سے بچتا ہے

فلا يستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالى ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سياتكم لكن هذا خطا
سو بندہ صغائر کی بدلے سزاوار عقوبت کا نہیں ہوتا اس آیت سے اگر تم بچتی رہو گی بڑی چیزون سے جو تمکو منع ہوئین تو ہم اوتار دینگی تمسی تقصیرین تمہاری لیکن یہہ رائی

مخالف لقواعد اهل السنة لان العقاب على الصغيرة جائز عندهم ولو مع اجتناب الكبائر لان بعض المفسرين
خطا اور اہل سنت کی قواعد سے خلاف ہے کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صغیرہ پر بھی عذاب کرنا جائز ہے اگرچہ کبائر سے بچتا ہے کہ بعض مفسرین نے اس آیت مین کبائر سے مراد

حملوا الكبائر في الاية على انواع الشرك كشرك اليهود والنصارى والمجوس وغيرهم لان المطلق عند عدم القرينة
اقسام شرک لئی ہین جیسی یہود اور نصاری اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سے بدون قرینہ کی فرد کامل مراد ہوتا ہے اور

ينصرف الى الكامل وهو الشرك وباجتنابه لا يتعين تكفير غيره بل يبقى في مشية الله تعالى لقوله تعالى ان الله لا يغفر ان
فرد کامل شرک ہے اور شرک سے بچنے مین اور گناہ کا اوترنا مقرر نہیں ہوتا بلکہ مشیت الہی مین رہتا ہے اس آیت سے بیشک اللہ یہہ نہیں بخشتا

یُشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ مع ان الاصرار علی الصغائر کبیرۃ فلا یکون مکفرۃ بل لابد من اجتنابہا

کہ اوسکا شریک ٹہراوی اور اوس سی نیچی بخشتا ہی جسکو چاہی باوجودیکہ صغایر پر جمی رہنا کبیرہ ہوتا ہی پہر کفارہ کب ہوسکیگا بلکہ اوسی ہی اجتناب ضروری ہی

وقد روی عن عطیۃ انہ علیہ السلام قال لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا باس بہ حذرا

اور عطیہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا آدمی درجہ تقوی کا نہین پاتا جبتک لاباس کو نچہوڑی بخوف ابتلا ادنیٰ زلتکی

عما بہ باس وھذا الحدیث نص فی لزوم اجتناب الصغائر فی تحصیل التقوی لانہا علی تقدیر کونہا مکفرۃ عن مجتنب

اس حدیث سی صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر سی واسطی حصول درجہ تقوی کی ضروری ہی کیونکہ صغائر کو مانا کہ کبایر کی بچنی والی سی اوترجاتی ہین

الکبائر یکون مما لا باس بہ فیلزم اجتنابہا مع ان المعنی اللغوی الذی ھو فرط الصیانۃ یقتضی اجتناب الکبائر و

پہر لاباس بہ مین توداخل ہین پس صغائر سی اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوب احتیاط کرنی تقاضا یہہ ہی کہ کبائر سی اور

الشبہات ایضا لکن الاحتراز عن جمیع الشبہات لا یمکن فی ھذا الزمان کما قال قاضیخان فی فتاواہ لیس زماننا زمان

شبہات سی بہی بچی لیکن اس زمانہ مین تمامی شبہات سی احتراز نہین ہوسکتا چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتی ہین ہمارا زمانہ شبہات کا زمانہ نہین ہی

الشبہات وعلی المسلم ان یتقی الحرام العائن وکذا قال صاحب الھدایۃ فی التجنیس وزمانہما قبل ستمائۃ سنۃ وقد بلغ

مسلم کا یہی ذمہ ہی کہ حرام ظاہر سی پرہیز رکہی اور ایسا ہی ہدایہ والا تجنیس مین کہتا ہی اور ان دونو کا زمانہ چہہ سو برس سی پہلی ہی اور اب تو

التاریخ الآن ما بلغ ولا شك ان الفساد والتغیر یزدادان بزیادۃ بعد الزمان عن عھد النبوۃ والسبب فی عدم امکان

زمانہ کا حال ہی سو ہی اور اسمین کچہ شک نہین ہی کہ عہد نبوت سی زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہی فساد اور تغیر بڑہتی جاتی ہین اور اس زمانہ مین شبہات سی

الاحتراز عن الشبہات فی ھذا الزمان عدۃ امور الاول ان قوام البدن و انتظام المعاش لیس الا بالنقود والحبوب ونحوہما

احتراز نہوسکنی کی کئی سبب ہین اول یہہ کہ بدن کی تندرستی اور گذران کا انتظام بدون نقود اور دانہ وغیرہ کی

مما یخرج من الارض والغالب المستعمل فی النقود والفسوخ لیس الا الدراہم وقد صغروہا بحیث لا یعلم کم منہا یبلغ قدر

جو زمین سی پیدا ہوتا ہی نہین ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور توڑنی مین چلن سوای دراہم کی نہین ہی سو انکو اتنا کم کرڈالا ہی کہ اصلا معلوم نہین ہوتا کہ انمین سی کی

وزن درہم واحد شرعی بل الطامعون من اخساء الفسقۃ والکفرۃ لا یزالون یقطعونہا حتی صار المقطوع فی الدراہم

درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہوسکتی ہین بلکہ لالچی فرومایہ فاسق اور کفار ہمیشہ دراہم کو کترتی جاتی ہین یہان تک کہ کترا ہوا بچی ہوئی سی زیادہ ہوگیا ہی

غالبا علی غیرہ وسبب ذلك ترکوا وزنہا وجعلوہا من المعدودات فی التبائع والاستقراض والفضۃ وزنیتہ ابدا

اسکا باعث یہہ ہوا ہی کہ دراہم کو تولنا چہوڑ دیا ہی اور انکو بیوع اور قرض وغیرہ مین معدود ٹہرا رکہا ہی اور چاندی ہمیشہ کی لئی وزنی ہی

لنص الشارع علیہ فلا یتبدل بالعرف لان شرط اعتبارہ عدم النص وھذا مذھب ابی حنیفۃ ومحمد وروایۃ ظاھرۃ

شارع اوسکو صاف فرما چکا ہی سو عرف کی برتاؤ سی بدل نہین سکتی اسلئی کہ عرف وہان معتبر ہوتا ہی جہان نص موجود نہو اور یہہ ہی مذہب ہی ابو حنیفہ اور محمد کا اور یہہ ہی

عن ابی یوسف وفی روایۃ ضعیفۃ عنہ یعتبر العرف مطلقا فاذا کانت الفضۃ وزنیتہ ابدا یلزم بیان وزنہا فی

ظاہر روایت ابو یوسف سی اور ایک ضعیف روایت ابو یوسف سی یہہ ہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتا ہی پہر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی رہی تو اوسکا وزن بیان کردینا بیوع

التبایع والاستقراض لان بیان مقدار الثمن شرط صحۃ البیع ونحوہ ومقدار الوزن لا یعلم بالعد کما لا یعلم

اور قرض مین ضرور ہوا اسلئی کہ ثمن کی مقدار بیان کرنی بیوع وغیرہ کی صحت کی لئی شرط ہی اور وزن کی مقدار گنتی سی معلوم نہین ہوتی جیسی تولنی سی

مقدار العددی بالوزن فاذا لم یبین وزنہ یفسد البیع والاجارۃ والقرض ونحوہا فیکون ما اشتری بالبیع الفاسد

گنتی معلوم نہین ہوتی پہر جب اسکا وزن معلوم نہوا تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی پس جو جو بوسیلہ بیع فاسد کی خریدا

من الطعام والجاریۃ ملکا للمشتری بعد القبض لکن لا یحل لہ اکل الطعام ولا وطیٔ الجاریۃ ولا مخلص منہ و

کہانا یا لونڈی یہہ سب بعد قبض کی خریدار کی ملک ہونگی پر اوسکو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لونڈی کی اور اس سی کوئی مخلصی نہین ہی

قولہ المعنی اللغوی [illegible] فرط الصیانۃ [illegible]

ولاحیلۃ فیہ الا التمسک بالروایۃ الضعیفۃ عن ابی یوسف لتعسر الجمع بین العدد والوزن خصوصا

اور نہ اسمین کوئی حیلہ بجز تمسک اوسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف سی ہی کیونکہ گنتی اور تول کا جمع کرنا بہت دشوار ہی خاص کر

فی حق الفقراء وقد تقرر ان الضرورات تبیح المحظورات والثانی غلبۃ الطمع علی الناس بحیث تری کثیرا

فقراء کی حق مین اور بیشک ٹہر چکا ہی کہ ضرورت مین ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہی اور دوسرا سبب لوگون پر طمع کا غالب ہو جانا چنانچہ تو اکثر لوگون کو دیکہتا ہی

منہم لا یرضون بحقوقہم ولا یقنعون بحظوظہم بل یتجاوزون الی الحرام والثالث غلبۃ الظلم بین الخلق

کہ اپنی اپنی حق پر راضی نہین ہوتی اور اپنی اپنی حصہ پر قناعت نہین کرتی بلکہ حرام تک بڑہ جاتی ہین اور تیسری خلقت مین ظلم کا پہیلنا

من الغصب والسرقۃ والخیانۃ والتزویر ونحوہا والرابع غلبۃ الجہل علی التجار والصناع والاجراء والشرکاء

چہین لینا چرا لینا خیانت کرنی دغا کرنی اور مانند اسکی چوتہی اصل یا سبب مین جہالت کا غلبہ سوداگرون اور کاریگرون اور مزدورون اور شرکا پر

فی الاصل والعلۃ فلا یراعون شرائط الشرع فی معاملاتہم فاذن معاملاتہم لا تخلو اما ان تبطل فیکون

سو یہہ لوگ شرعی شرطون کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ مین نہین کرتی پس اب اونکی معاملات اس سی خالی نہین یا باطل ہونگی پہر تو

مکسوبہم حراما او تفسد فتکرہ فتکون مکسوبہم خبیثا والحرام لا یکون ملکا بالقبض بل ان امکن الرد

اونکی کمائی حرام ہو گی یا فاسد اور مکروہ ہون کی اب اونکی کمائی خبیث مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنی سی ملک نہین ہو جاتی بلکہ اگر اوسکی مالک تک

الی صاحبہ یجب الرد الیہ ویحصل الاثم بغیرہ ولا یجوز لاحد اخذہ بشراء او اجارۃ او ہبۃ او صدقۃ او

ہٹا دینا ممکن ہو تو ہٹا دینا واجب ہوتا ہی اور بدون اسکی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین خرید کر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی یا

نحوہا اذ لا یصیر بہا حلالا وان تعذر الرد الی صاحبہ فسبیلہ التصدق لا غیر والخبیث وان کان ملکا

کسی اور وجہ سی مانند اسکی کیونکہ کوئی وجہ حلت کی نہین ہی اور اگر مالک تک پہنچانا دشوار ہو تو اوسکی راہ بجز صدقہ دینی کی کوئی نہین اور خبیث مشکوک اگرچہ قبضہ کرنی سی ملک

بالقبض لکن یجب علی مالکہ التصدق ویاثم بغیرہ ولا یجوز لاحد اخذہ الا ان یتصدق علیہ وہو فقیر فاذا

تو ہو جاتی ہی پر مالک کو واجب ہی کہ صدقہ دیدی اور سوا صدقہ کی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین ہی الا جسکو صدقہ دیدی اور وہ فقیر ہو جب

کان کذلک فکیف یمکن المعاملۃ بالناس فی ہذا الزمان مع الاحتراز عن الشبہات فان کثیرا ما فی ایدیہم

حال یہہ ہی تو اس زمانہ مین لوگون سی شبہات سی بچکر معاملہ کرنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہی کیونکہ اکثر مال جو اونکی قبضہ مین ہین

من الاموال اما حرام او خبیث بسبب ظلم بعضہم بعضا بالغصب والسرقۃ والخیانۃ والتزویر ونحوہا

یا حرام ہین یا خبیث مشکوک آپکی ظلم سی بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغا بازی وغیرہ کی

او بسبب عدم مراعاۃ شرائط الشرع فی معاملاتہم فالاخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبہات فی ہذا

یا اپنی معاملات مین شرعی شرایط کی رعایت نکرنی سی پس محتاط قول کو لینا اور شبہات سی بچنا اس

الزمان یستدعی ان لا یعامل مع الناس ویقتضی العزلۃ عنہم والفرار الی الجبال وسکنی المغارات وبطون الاودیۃ

زمانہ مین یہہ چاہتا ہی کہ لوگون کی ساتہہ کوئی معاملہ نکیجئی اور اونسی سراسر الگ ہوکر پہاڑون مین بہاگ جائی اور غارون اور نالون کی اندر رہا کری

ویرتع العشب والکلاء وفی ہذا حرج عظیم وتکلیف بما لا یطاق وکلاہما منفیان فی الشرع بالنص لان الانسان

اور گہاس پہونس کہا لیا کری اور اسمین بڑا ہی حرج اور طاقت سی زیادہ تکلیف ہی اور شرع کی اندر یہہ دونو بدلالت نص نہین ہین کیونکہ انسان کی طبیعت

مدنی بالطبع لا یمکنہ ان یعیش وحدہ بل لا بد لہ ان یعیش مع الناس فیتعین فی ہذا الزمان لا محالۃ الاخذ

ملنسار ہی یہہ کب ہو سکتا ہی کہ اکیلا گذران کری بلکہ بالضرور اوسکی گذران آدمیون مین ہو گی پس اس زمانہ مین بالضرور امداد اوسی روایت سی لینی چاہئی

بما قال محمد ومن تبعہ من المشائخ من جواز اخذ مال الغیر باذنہ ورضائہ بعوض وبغیر عوض ما لم یعلم کونہ

جو امام محمد کہتی ہین اور اونکی تلمیذ بعض مشایخ کہ غیر کا مال اوسکی اجازت اور خوشی سی لینا بدلہ مین اور بی بدلہ جب تک صاف حرام معلوم نہو

حراما بعینه تمسکا باصول مقررة فی الشرع من ان الید دلیل الملك وان الاصل فی الاشیاء الاباحة وان
جایز بتاتی ہین قواعد مقررہ شرع سی تمسک کرکر کہ قبضہ دلیل ملک ہوتا ہی اور اصل اشیاء مین اباحت ہی اور

الیقین لا یزول بالشك وانما یزول بیقین مثله وان الثمن فی العقود والفسوخ اذا کان من النقود لا یتعین
یقین شک سی دفع نہین ہوتا یقین جب ہی جاتا ہی تب ویسا ہی یقین ہو اور ثمن عقود اور فسوخ مین اگر نقد روپیہ ہوتا ہی تو تعین کرنی سی

بالتعیین بل یثبت بالذمة حتی لو اشیر الی الثمن النقد ودفع غیره یجوز بخلاف المبیع فانه یتعین بالعقد حتی
متعین نہین ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتا ہی یہان تک اگر ثمن نقد کو اشارہ سی متعین کری اور وہ اور روپیہ دیدی تو جایز ہی برخلاف مبیع کی پس مبیع عقد کرنی سی متعین ہو جاتا ہی

لا یجوز استبداله باخر واقامته مقامه الا بالفسخ وتکرار العقد وبما قال الکرخی وقد صرحوا بکون الفتوی علیه
یہانتک کہ اوسکو اور مبیع سی بدل دینا اور بدلہ کو اوسکی جگہہ ٹہرا دینا جایز نہین ہی جبتک پہلا عقد فسخ اور دوبارہ عقد نکیا جاوی اور تمسک کری امام کرخی کی قول سی کہ صاف کہہ چکی ہین

فی هذا الزمان ان المشتری بحرام بعینه حلال طیب الا ان یشار الیه حین العقد ثم سلم فح یکون ملکا خبیثا
کہ اس زمانہ مین فتوی اسیی پر ہی کہ شی خریدی ہوئی ثمن معین حرام سی حلال پاکیزہ ہوتی ہی مگر اوس صورت مین کہ عقد کرتی ہوئی اوس ثمن حرام کی طرف اشارہ کرین پہر وہ ہی دیدین

واجب التصدق وبما ذهب الیه ابو حنیفة من ان الخلط الرافع للتمیز استهلاك موجب للتملك والضمان وبما روی
اب وہ شی ملک خبیث ہوگی اوسکا صدقہ کر دینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی مذہب سی کہ ملا دینا دو چیز کا جسمین امتیاز باقی نرہی ہلاک کر دینا ہی اسمین ملک حاصل ہو جاتی ہی اور ضمان

عنه ان سبب الطیب وجوب الضمان لا اداؤه نعم ما لا یدرك کله لا یترك کله فان الاحتراز عن جمیع الشبهات لما
اور تمسک کرنا جو اونسی مروی ہی کہ سبب حلت کا وہ ہی ضمان کا لازم آتا ہی اوسکا ادا کرنا نہین ہان جو چیز سراسر میسر نہ آوی تو سراسر چہوڑنا نہ چاہئی بیشک احتراز تمام شبہات سی چونکہ

لم یکن ممکنا فی هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبهات التی یمکن الاحتراز عنها فی تحقق التقوی لان الطاعة
اس زمانہ مین ممکن نہین ہی تو احتراز کرنا ایسی شبہات سی جو کہ سہل ہین واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی اسواسطی کہ طاعت موافق طاقت کی ہوتی ہی

بحسب الطاقة فمن اتقی عما فی وسعه من الشبهات یرجی من فضل الله تعالی ان یعفو عنه ما لیس فی وسعه
پہر جو شخص اپنی مقدور بہر شبہات سی بچتا رہی تو اللہ کی فضل سی امید ہی کہ اوسکو وہ معاف کردی جو اوسکی طاقت سی باہر ہی

ویجعل له ثواب المتقین واما طعام اهل الوظائف من الاوقاف او بیت المال فهو کسائر المکاسب فان الکسب
اور اوسکو ثواب متقیون کا عنایت کری اور رہا کہانا وظیفہ دارون کا اوقاف مین سی یا بیت المال مین سی سو وہ ایسا ہی جیسی اور تمام کمائی کیونکہ فائدہ لینا

بالبیع والاجارة ونحوهما اذا روعی فیهما شرائط الشرع کما یکون حلالا طیبا کذلك الوقف اذا صح وروعی فیه شرائط
بیع اور اجارہ وغیرہ سی اگر اوسمین شرطین شرعی رعایت کی جاوین جیسی حلال طیب ہوتا ہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطین وقف کی اوسمین

الواقف یکون حلالا طیبا وکذا بیت المال یحل لمن کان مصرفا له واخذه بقدر الکفایة وتفصیل الکفایة علی ما
رعایت کی جاوین تو حلال طیب ہوتا ہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتا ہی اگر اوسکی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تفصیل کفایت کی موافق بیان

فی الاحیاء وغیره من الکتب فی السلوك ولا فرق بین الوقف وبین بیت المال وبین غیرهما من المکاسب فی کون
احیاء وغیرہ کتب کی سلوک میت اور درمیان وقف اور بیت المال وغیرہ آمدنیون کی اس باب مین کچہہ فرق نہین ہی

کل منها حلالا طیبا اذا روعی فیه شرائط الشرع وفی عدم کونه حلالا اذا لم یراع فیه شرائط الشرع وذکر فی الواقعات
کہ یہ سب حلال طیب ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت کیجاوین اور مردار خبیث ہوتی ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت نہووین اور واقعات مین مذکور ہی

ان الذین یقضون ویفتون ویشتغلون بالتعلیم ویاکلون من بیت المال فانهم لیسوا عاملین بالاجرة بل هم عاملون
کہ جو لوگ حکم کرتی ہین اور فتوی دیتی ہین اور درس تدریس مین مصروف رہتی ہین اور بیت المال مین سی کہاتی ہین سو یہہ لوگ یعنی قاضی مفتی مدرس مزدور نہین ہین

لله تعالی واجرهم علی الله تعالی وکذلك ما یعطیه الامراء والسلاطین من اموالهم الی رجل حلال ما لم یعلم انه حرام
بلکہ اللہ کا کار کرتی ہین اور انکا اجر خدا پر ہی اور ایسی ہی جو کہ امرا اور سلاطین اپنی مال مین سی کسیکو کچہہ دیتی ہین سب حلال ہی جبتک معلوم نہو کہ وہ شی خاص حرام ہی

بعینه نعم درجات الحلال کثیرة عالیة بعضها اعلی من بعض لکن فی زماننا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی

ہان مرتبہ حلال کی بہت ہین ایک سی ایک بالا پر ہماری زمانہ مین تقوی کی باب مین احتیاط کامل پر عمل کرنا ممکن نہین ہی

التقوی لان الاستقصاء البالغ فی الحلال علی قانون الورع الاعلی فی زماننا مما یفضی الی الحرج وهو مدفوع فی الدین

کیونکہ حلال کی باب مین نہایت درجہ کا مبالغہ کرنی سی موافق قواعد اعلی رتبہ کی پرہیزکی ہمارے زمانہ مین بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہین ہی

بل الشرع هو المیزان المستقیم فما لا یبین منه الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالی علی عباده فاذا تمسك احد بالشریعة

بلکہ شرع سیدہی ترازو ہی جسکو شرع ابلانہ کہی وہ سب حلال ہی ہی یہہ اللہ کی طرف سی بندونکی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سی سند لاوی

فلیس لاحد ان ینکر علیه لان الانکار علیه استخفاف بالشریعة ومن استخف بالشریعة یخاف علیه زوال الایمان

پہر یہہ کسکا مقدور ہی کہ اوسی انکار کری کیونکہ اسپر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جو شخص شرع کی تحقیر کری اوسپر کفر کا خوف ہی

اذا تحقق هذا فالورع والتقوی فی هذا الزمان ان یجعل ما فی ید کل انسان ملکا له ما لم یتیقن انه بعینه مغصوب

جب یہہ امر ثابت ہوا تو ورع اور تقوی اس زمانہ مین یہہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ مین ہی اوسہی کی ملک مانی جاوی جبتک یقینی معلوم نہو کہ یہہ خاص چیز چہینی ہوئی

او مسروق وان علم یقینا ان فی ماله حراما اذ قد قال قاضیخان فی فتاواه رجل دخل علی سلطان فقدم الیه شیئ

یا چرائی ہوئی ہی اگرچہ یہہ بات یقینی معلوم ہو کہ اسکی مال مین حرام ہی ملا جلا ہی اسلئی کہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم نی اوسی کوئی چیز

من الماکولات ان لم یعلم انه بعینه غصب یحل له ان یاکل لانه لم یعلم بالحرمة والاصل فی الاشیاء الاباحة

کہانیکو دی اگر یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہی تو اوسکو کہا لینا حلال ہی اسلئی کہ اوسکی حرمت معلوم نہین ہی اور اصل اشیاء مین اباحت ہی

وان علم انه بعینه حرام لا یحل له ان یاکل منه لانه علم بالحرمة وسئل ابو بکر البلخی عن الفقیر انه لو اخذ

اور اگر معلوم ہو کہ یہہ خاص چیز حرام ہی تو کہانا حلال نہین ہی کیونکہ حرمت معلوم ہوگئی کسینی ابوبکر بلخی سی فقیر کا حال پوچہا کہ اوسنی اگر

جائزة السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصبا ایحل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدراهم

عطیہ سلطان کا مغصوب جان بوجہ کر لیلیا تو کیا اوسکو یہہ حلال ہی جواب دیا اگر سلطان نی دراہم ایک قسم کی دوسری

بعضها ببعض فلا باس باخذه وان دفع الیه عین الغصب من غیر خلط لا یجوز له اخذه قال الفقیه ابو اللیث

قسم مین ملا دئی تو لینی مین کچہہ خوف نہین ہی اور اگر اوسکو مغصوب درہم دی وہ ہی بدون ملانی کی دیدئی تو لینا جایز نہین ہی فقیہ ابو اللیث کہتی ہین

هذا الجواب یستقیم علی قول ابی حنیفة اذ عنده من غصب الدراهم من قوم وخلط بعضها ببعض یملکها الغاصب

یہہ جواب ابوحنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اسلئی کہ امام کی نزدیک اگر کسینی دراہم کسی سی چہین کر ایک کو دوسری مین ملا دئی تو غاصب مالک

ویکون مدیونا لهم وذکر فی بستان العارفین ان الناس اختلفوا فی اخذ جائزة السلطان قال بعضهم یجوز ما

اور اوسکا ضامن ہو جاتا ہی اور بستان العارفین مین مذکور ہی کہ فقہاء مین درباب قبول کرنی عطیہ سلطان کی اختلاف ہی کوئی کہتا ہی جایز ہی

لم یعلم انه یعطیه من الحرام وقال بعضهم لا یجوز اما من اجازه فقد ذهب الی ما روی عن علی بن ابی طالب

جبتک نہ معلوم ہو کہ یہہ حرام کا مال دیا ہی اور کوئی کہتا ہی جایز نہین ہی پہر جو شخص جایز کہتا ہی تو اوسنی وہ اختیار کیا ہی جو علی بن ابی طالب سی روایت ہی

انه قال السلطان یصیب من الحلال والحرام فما یعطیك فخذه فانما یعطیك من الحلال وروی عن عمر انه علیه السلام

کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی پہر جو تجکو دیتا ہی سو لیلی کیونکہ تجکو حلال ہی دیتا ہی اور عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال من اعطی شیئا من غیر مسئلة فلیاخذه فانما هو رزق رزقه الله تعالی وروی عن حبیب بن ابی ثابت انه قال

فرمایا جسکو کوئی شخص بی مانگی کچہہ دیوی تو لی لینا چاہیی کیونکہ وہ اللہ تعالی نی رزق بہیجا ہی اور حبیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کہتا ہی

رایت ابن عمر وابن عباس یاتیهما هدایا المختار فیقبلانها مع کونه مشهورا بالظلم وروی محمد بن الحسن عن ابی حنیفة

کہ مینی ابن عمر اور ابن عباس دونوکو دیکہا ہی کہ اونکی پاس ہدیہ مختار کا آتا اور وہ دونو لیلیتی باوجودیکہ مختار ظالم مشہور تہا اور محمد بن الحسن ابوحنیفہ سی اور وہ حماد سی

عن حماد ان ابرهیم النخعی خرج الی زهیر بن عبد الله الازدی وکان عاملا علی حلوان یطلب جائزته هو وابو زر
روایت کرتی ہین کہ ابرہیم نخعی زہیر بن عبد اللہ ازدی کی پاس جب وہ حلوان کا عامل تہا اپنا جائزہ لینی گئی وہ اور ابوزر ہمدانی دونو

الهمدانی قال محمد وبه ناخذ مالم تعرف شیئا من عطائه حراما بعینه وهذا قول ابی حنیفة المجلس التاسع والستون
محمد کہتا ہی ہماری یہہ ہی سند ہی جبتک نہ معلوم ہو کہ کوئی شئ عطیہ مین بعینہ حرام ہی اور یہہ ہی قول ابو حنیفہ کا ہی اونہترّوین مجلس

فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وایّ اطیب من المکاسب واقبح منها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
بیان مین تلاش حلال کمائی کی اور کونسی کمائی پاک ہی اور کونسی بری ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم هذا الحدیث من حسان المصابیح روته ام المؤمنین
بیشک پاکیزہ تر تمہارا کہانا تمہاری کمائی کا ہی اور تمہاری اولاد بہی تمہاری کمائی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ام المؤمنین عائشۃ کی

عائشة وفیه تحریض علی الکسب الحلال لان المراد بالطیب ههنا الحلال ومعنی الکسب الطلب والسعی فی تحصیل
روایت سی اسمین کسب حلال کی ترغیب ہی اسلئی کہ طیب سی مراد یہان حلال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش رزق کی واسطی

الرزق وانما جعل الولد کسبا لان الوالد یطلبه ویسعی فی تحصیله فیکون من جملة اکسابه فیجوز له ان یاکل
اور اولاد کو کمائی اسواسطی ٹہرایا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور اوسکی لئی سعی کرتی ہین پس تو اولاد اوسکی کمائی مین داخل ہی اب اوسکو جایز ہی کہ اگر

من کسبه اذا کان محتاجا والا فلا الا ان یطیب به نفسه قال الفقیه ابو اللیث فی بستان العارفین کره
محتاج ہووی تو اولاد کی کمائی مین سی کہالی اور نہین تو نہ کہاوی ہان اگر وہ دل سی خوش ہوتا ہو فقیہ ابو اللیث بستان العارفین مین کہتا ہی بعضی لوگ

بعض الناس الاشتغال بالکسب وقالوا الواجب علی کل انسان الاشتغال بعبادة الله والتوکل علیه وحجتهم
کسب اختیار کرنیکو مکروہ کہتی ہین وہ لوگ یہہ کہتی ہین کہ ہر شخص پہ شغل عبادت الٰہی کا اور اوسپر بہروسا کرنا واجب ہی اور اونکی دلیل

قوله تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون وقال النبی علیه السلام ما اوحی الیّ ان اجمع المال واکن من التاجرین
یہہ آیت ہی اور مینی جو بنائی جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو اور یہہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہپر یہہ وحی نہین آئی کہ مال جمع کر کر تجارت کیا کرون

ولکن اوحی الیّ ان سبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین وقال عامة اهل العلم الکسب
لیکن یہہ وحی آئی ہی کہ تو یاد کر خوبیان اپنی رب کی اور رہ سجدہ کرنیوالون مین اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک پہنچی تجہکو موت اور عام اہل علم کہتی ہین کہ اتنی مزدوری

بمقدار ما یکفیه ولعیاله واجب فان زاد علی ذلک فهو مباح ولا یکون الاشتغال بطلب الزیادة حراما اذا لم یرد
کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اس سی زیادہ ہووی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر فخر اور ریا منظور نہو تو حرام نہین ہی

به الفخر والریاء وحجتهم انه تعالی قد فرض الفرائض ولا یتاتی اداؤها الا بستر العورة وقوة البدن ولا یحصل ستر العورة
ان لوگون کی یہہ دلیل ہی کہ اللہ تعالی نی بیشک فرایض ذمہ پر مقرر کئی ہین اور وہ فرایض بدون ستر عورت اور قوت بدن کی ادا نہین ہوسکتی اور ستر عورت

الا باللباس ولا قوة البدن الا بالقوت اذ قال الله تعالی وما جعلنهم جسدا لا یاکلون الطعام وتحصیل القوة واللباس
بدون پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کہائی پئی نہین ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور ایسی بدن نہ بنائی تہی کہ کہانا نہ کہاوین اور میسر آنا قوت اور لباس کا

لا یکون فی الغالب الا بالکسب وما ذکر فی انکار ذلک من الحجة فالجواب عنه ان یقال ان التجارة اما ان یکون
اکثر اوقات بدون کسب کی نہین ہوتا اور جو دلیل اسکی انکار مین مذکور ہوئی ہی تو اوسکا یہہ جواب ہی کہ کہین تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی

لطلب الکفایة او لطلب الزیادة علی الکفایة فان کانت لطلب الکفایة فهی واجبة ماجور فاعلها فیکون الاشتغال
یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جاتا ہی پہر تو یہہ دہندا

بها اشتغالا بالعبادة وان کانت لطلب الزیادة فان کان طلب تلک الزیادة لاستکثار المال وادخاره لا لصرفه
بجای خود عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور خزانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات مین کام نہ آوی

الی

الی الخیرات والحسنات فہو اقبال علی الدنیا التی حبہا راس کل خطیئۃ فلا یکون الاشتغال بہا اشتغالا بالعبادۃ

تو یہہ توجہ دنیا کی ہی جسکی محبت تمام گناہونکی سردار ہی پس یہہ دہندا شغل عبادت کا نہین ہی

بل ان وجد فیہا تلبیس وخیانۃ یکون فسقا وظلما وان کان طلبہا لیواسی بہا الفقراء والضعفاء فہی افضل

بلکہ اسمین اگر کچھہ فریب اور خیانت ہودیگی تو فسق اور ظلم ہی اور اگر یہہ طلب اسلئی ہی کہ اس مال سی فقرا اور ضعفا کی ساتہہ مروت عمل مین لاوی

من الاشتغال بالنوافل من العبادات البدنیۃ فکیف لا یکون الاشتغال بہا اشتغالا بالعبادۃ وقد ذکر فی الاختیار

تو یہہ شغل عبادت بدنیہ مین سی نفلون کی پڑہنی سی افضل ہی پہر یہہ شغل کیونکر عبادت کا شغل نہوگا حال انکہ بیشک اختیار مین مذکور ہی

ان الرسل علیہم السلام کانوا یکتسبون ویاکلون من کسبہم فادم النبی علیہ السلام زرع الحنطۃ وسقاہا وحصدہا

کہ رسول علیہم السلام اپنہ کا کام کرکر اپنی کمائی سی کہاتی سی پس آدم نبی علیہ السلام نی گیہون بوئی پہر اسکو پانی دیا پہر کاٹی

وداسہا وطحنہا وعجنہا وخبزہا واکلہا ونوح النبی علیہ السلام کان نجارا وابرہیم علیہ السلام کان بزازا وداود

پہر گاہا پہر پیسا پہر خمیر بنایا اور پکاکر کہایا اور نوح نبی علیہ السلام کہاتی کا پیشہ کرتی تہی اور ابراہیم نبی علیہ السلام بزازی کرتی تہی اور داود

النبی علیہ السلام کان یصنع الدرع وسلیمن النبی علیہ السلام کان یصنع المکتل من الخوص ونبینا محمد علیہ السلام

نبی علیہ السلام درعہ بنایا کرتی تہی اور سلیمان نبی علیہ السلام برگ خرما کی زنبیل بنایا کرتی تہی اور ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نی

رعی الغنم وذکر فی الاحیاء ان اصحاب رسول اللہ علیہ السلام کانوا یتجرون فی البر والبحر ویعملون فی نخیلہم

بکریان چرائی ہین اور احیاء العلوم مین مذکور ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشکی اور دریا مین تجارت اور اپنی باغون کی اندر کام کیا کرتی تہی

وہم القدوۃ فیلزم الاقتداء بہم ولا یلتفت الی جماعۃ انکروا ذلک وقعدوا فی المساجد وعیونہم طامحۃ الی ما

اور یہہ لوگ پیشوا ہین انکی پیروی ضرور چاہئی اور کیا اعتبار ہی ان لوگون کا جو اسی احتراز کرکر مسجدون مین جا بیٹہی ہین اور اونکی انکہین لوگون کی مال کو تک رہی ہین

فی ایدی الناس فیسمون انفسہم متوکلین ولیسوا کذلک بل ہم خرجوا عن حدود الشرع فانہم قد تمسکوا بقولہ تعالی

اور اپنا نام متوکل رکہہ چہوڑا ہی اور حقیقت مین متوکل نہین ہین بلکہ یہہ ہی لوگ حد شرع سی باہر نکل گئی ہین انکی سند یہہ آیت ہی

وفی السماء رزقکم وما توعدون لکنہم بمعناہ وتاویلہ جاہلون فان المراد بہ المطر الذی ہو سبب انبات

اور اسمان مین ہی روزی تمہاری اور جو کچھہ تمسی وعدہ کیا پر اونکو اس آیت کی معنی اور تاویل معلوم نہین ہی کیونکہ اس سی مراد مینہہ ہی جس سی رزق پیدا ہوتا ہی

الرزق فلو کان الرزق ینزل من السماء بغیر کسب لما امرنا بالاکتساب والسعی فی الاسباب وقد قال اللہ تعالی فاذا

اور اگر رزق ہمپر آسمان پرسی بی محنت اترا کرتا تو ہمکو کسب اور سعی کرنیکا حکم ہرگز نہوتا اور اللہ فرماتا ہی پہر جب

قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ وقال فی ایۃ اخری لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا

تمام ہو چکی نماز تو پہیل پڑو زمین مین اور ڈہونڈہو فضل اللہ کا اور ایک اور آیت مین ہی کچہہ گناہ نہین تمپر کہ تلاش کرو فضل

من ربکم وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال من الذنوب ذنوب لا یکفرہا الا الہم فی طلب المعیشۃ وسئل

اپنی رب کا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا گناہون مین سی بعضی گناہ ہین کہ اونکا کچہہ اور کفارہ نہین سوای مشقت طلب معیشت کی اور ابراہیم سی

ابرہیم عن التاجر الصدوق اہو احب الیک ام المتفرغ للعبادۃ فقال التاجر الصدوق احب الی لانہ فی جہاد

کسینی حال سچی تاجر کا پوچہا آیا وہ تمکو محبوب ہی یا نرا عابد جواب دیا مجکو سچا تاجر محبوب ہی اسلئی کہ وہ جہاد کرتا ہی

یاتیہ الشیطان من طریق الکیل والمیزان ومن قبل الاخذ والاعطاء فیجاہدہ وقال ابو قلابۃ لرجل لان اراک

اوسکی پاس شیطان وسوسہ کو آتا ہی پیمانہ اور ترازو کی راہ سی اور لینی اور دینی کی طرف سی سو یہہ تاجر اوسپر جہاد کرتا ہی اور ابو قلابہ نی ایک شخص کو کہا اگر

تطلب معاشک احب الی من ان اراک فی زاویۃ المسجد لکن لا ینبغی للتاجر ان یشغلہ معاشہ عن معادہ فیکون عمرہ

مین تجہکو معاش کی طلب مین دیکہون تو بہت بہتر ہی اسکہ تجہکو مسجد کی کونہ مین دیکہون پر تاجر کو یہہ نہین چاہئی کہ معاش کی دہندی مین معاد کو بہلا جاوی پہر تو اوسکی عمر

ضائعا وصفقته خاسرة لان ما یفوته من الربح فی الاخرة لا یفی به ما یناله فی الدنیا فیکون ممن اشتری

برباد ہوئی اور تجارت مین ٹوٹا آیا کیونکہ جتنا اخروی فائدہ اسکا تلف ہوگا اوسکا عوض جو دنیا مین پیدا کیا نہین ہوسکتا پس اونھین سی ہوگا کہ دنیا کی

الحیوة الدنیا بالاخرة بل ینبغی له ان یشفق علی نفسه فی تجارته ولا ینسی نصیبه من الدنیا الاخرة کما

زندگی بعوض آخرت کی مول لی بلکہ اوسکو یون چاہئی کہ تجارت مین اپنی جان کی غمخواری کری اور نہ بہولی اپنا حصہ دنیا مین کا آخرت کی لئی جیسا

قال الله تعالی ولا تنس نصیبک من الدنیا فان الدنیا مزرعة الاخرة وفیها تکتسب الحسنات والمسجد

کہ فرمایا اللہ تعالی نی اور نہ بہول اپنا حصہ دنیا مین سی ف کیونکہ دنیا آخرت کی کہیتی ہی اسہی مین حسنات حاصل ہوسکتی ہین اور مسجد

والبیت والسوق له حکم واحد وانما النجاة بالتقوی وهی تتحقق فی جمیع الاحوال وقد روی عن ابی ذر انه علیه السلام

اور گہر اور بازار سب کا حال ایک سا ہی اور تجارت تقوی ہی سی ہوتی ہی اور تقوی ہر حال مین متحقق ہوتا ہی اور ابوذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اتق الله حیث ما کنت فان وظیفة التقوی لا تنقطع عن المجردین للدین کیف ما تقلبت بهم الاحوال

اللہ سی ڈرتا رہ جہان رہی بیشک لوازم تقوی کی دین کی عزلت نشینون سی کبہی دور نہین ہوتی اونکا حال کیسا ہی بدلتا رہی

اذ فیها یرون نجاتهم وربحهم وبها یکون حیاتهم وعیشهم وانما یتم شفقته علی نفسه فی تجارته بمراعاة

کیونکہ وہ لوگ اوسیہی مین اپنی نجات اور فائدہ دیکہتی ہین اور اوسیہی مین اونکی زندگی اور آرام ہی اور تجارت کی اندر غمخواری اپنی جان کی کئی امور کی لحاظ سی پوری ہوتی ہی

عدة امور الاول ان ینوی بما اکتسبه الاستعفاف عن السؤال وکف الطمع عن الناس واستعانة علی

اول یہہ کہ اس نیت سی کماوی کہ مانگنی تانگنی سی بچتا رہی اور لوگون کی طرف طمع نہ آوی اور دین کی مدد کری

الدین وقیاما بکفایة عیاله لیکون من المجاهدین لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من سعی

اور اپنی عیال کی ذمہ داری بجا لاوی تاکہ مجاہدون مین داخل ہووی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی عیال کی

علی عیاله من حله فهو کالمجاهد فی سبیل الله فاذا اضمر فی قلبه هذه النیات یکون عاملا فی طریق الاخرة

خبر حلال مال سی لی پس وہ ایسا ہی جیسی اللہ کی راہ مین مجاہد جب اپنی دل مین یہہ نیتین کریگا تو آخرت کی راہ کا عامل ہوویگا

فان استفاد مالا فقد ربحه فی الدنیا والاخرة وان لم یستفد مالا ربح فی الاخرة والثانی ان یقصد فی صنعته

پہر اگر اوسکو مال ہاتہہ آیا تو اسنی فائدہ دنیا اور آخرت دونو کا پیدا کیا اور اگر مال حاصل نہ ہوا تو آخرت ہی کا فائدہ ہوا دوسرا یہہ کہ اپنی پیشی

وتجارته القیام بفرض من الفروض الکفایات اذ لو ترکت الصناعات والتجارات کلها لبطلت المعائش وهلك

اور تجارت سی یہہ قصد کری کہ فرض کفایہ ادا کرتا ہی اسلئی کہ اگر تمام پیشی اور تجارات ترک کردین تو گذران مشکل پڑجاوی اور خلقت

الخلق لان انتظام امر الکل بتعاون الکل وتکفل کل فریق بعمل اذ لو اقبل کلهم علی صنعة واحدة لتعطلت البواقی

مر رہی کیونکہ سب کی حال کی درستی سب کی امداد سی ہوتی ہی اور ہر فریق کی ذمہ داری سی جدی جدی عمل پر اسلئی کہ اگر سب انسان ایک ہی پیشہ کرنی لگین تو باقی کی پیشی بیکار

وهلکوا لکن الصناعات منها ما هو مهم ومنها ما هو مستغنی عنه لرجوعه الی طلب التنعم والتزین فی الدنیا فینبغی

ہوجاوین اور مر رہین لیکن بعضی پیشی تو بہت ضرور ہوتی ہین اور بعضون کی چندان ضرورت نہین ہوتی اونکا مآل عیش طلبی ہی اور دنیا کا سنگار اور آرائش ہی اب چاہئی

له ان یشتغل بصناعة مهمة لیکون فی قیامه بها کافیا عن المسلمین فی مهم فی الدین ولا یشتغل بصناعة

ہی کہ ضروری پیشہ کو اختیار کری تاکہ اوس پیشہ سی ضروریات دین مین سب مسلمانون کا حاجت روا ہو اور نقاشی اور زرگری وغیرہ

النقش والصیاغة وجمیع ما تزخرف به الدنیا وذکر فی الاختیار ان افضل اسباب الکسب التجارة ثم الزراعة

اور تمام اوس پیشی جنہین دنیا کی زیب وزینت ہی اختیار نکری اور اختیار مین مذکور ہی کہ عمدہ اسباب کمائی کا تجارت ہی پہر کہیتی

ثم الصناعة لما روی انه علیه السلام قال الحرفة امان من الفقر ومنهم من فضل الزراعة علی التجارة لکونها

پہر دستکاری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حرفہ فقیری سی بچاتا ہی اور بعضی تجارت سی کہیتی کو بہتر کہتی ہین کیونکہ اسکا

ف کہ وہ تین کپڑے کفن کی ہین ۱۲

اعم نفعا اذ قد روی انه علیه السلام قال ما زرع مسلم زرعا وما غرس شجرة فتناول منها انسان او دابة
نفع عام ہوتا ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مسلمان کہیتی کرتا ہی اور درخت لگاتا ہی پہر اوسمین سی کوئی انسان یا چوپایہ

او طیر الا کانت له صدقة والثالث ان لا یمنعه سوق الدنیا عن سوق الاخرة وهو المسجد فینبغی له ان
یا پرندہ کہاوی تو اوسکی لئی صدقہ ہوگا اور تیسری یہہ کہ دنیا کا بازار آخرت کی بازار سی نہ روک رکہی کہ وہ مسجد ہی سو یون چاہئی کہ

یجعل اول النهار الی وقت دخول السوق لاخرته فیلازم المسجد فی ذلك الوقت ویواظب علی الاذکار والاوراد
اول روز یعنی صبح کی وقت جبتک دکانین کہل کر بازار جاری ہو آخرت کی لئی مقرر کری اوسوقت مین مسجد کی بیٹہا ہوا ذکر او وظیفہ مین مشغول رہی

لیکون من الذین قال الله تعالی فیهم فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغدو و
تاکہ اوس زمرہ مین داخل ہو جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اون گہرون مین کہ اللہ نی حکم دیا اونکو بلند کرنیکا اور وہان اوسکا نام پڑہنی کا یاد کرتی ہین اوسکی وہان صبح اور

الاصال رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله ثم انه مهما سمع الاذان للظهر والعصر ینبغی له ان یفرغ
شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی پہر جب وہ ظہر اور عصر کی اذان سنا کری تو لایق ہی کہ دہندی سی فارغ ہو کر

عن شغله وینزعج من مکانه ویدع کل ما کان فیه لان ما یفوته من فضیلة التکبیر مع الامام فی اول الوقت
اپنی جگہہ سی کہڑا ہو جاوی اور سب کار بار چہوڑ دوی اسلئی کہ اول وقت مین امام کی ساتہہ تکبیر اولی کا ثواب جو فوت ہو جاویگا

لا یوازیه بها الدنیا بما فیها وقد جاء فی تفسیر قوله تعالی رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله انهم کانوا
اوسکی برابر دنیا اور جو دنیا مین ہی کچہہ نہین ہو سکتا اور اس آیت کی تفسیر مین آیا ہی وہ مرد غافل نہین ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی کہ وہ لوگ

حدادین وخرازین وکان احدهم اذا رفع المطرقة او غرز الاشفی فسمع الاذان لم یخرج الاشفی ولم یوقع المطرقة
لوہار اور موچی تہی اور ہر یک کا یہہ حال تہا کہ اگر ہتوڑا اوٹہایا یا ستاری گڑوئی پہر اذان سن پائی تو یہہ درفش نہ نکالتا اور وہ ہتوڑا نہ مارتا

بل رمی بها وقام الی الصلوة وهکذا یکون تجارة من یتجر لطلب الکفایة لا للتنعم فی الدنیا فان مثله یتجر فی الدنیا
بلکہ سب پہینک پہانک کر نماز کو چلی جاتی جو لوگ کفایت کی طالب ہوتی ہین اور عیش دنیا کا مقصود نہین رکہتی اونکی یہی تجارت ہوتی ہی کیونکہ ایسی لوگ دنیا کی تجارت کرتی ہین

ولا یضیع دینه فی تجارته لعلمه بان ربح الاخرة اولی بالطلب من ربح الدنیا فان من یطلب الدنیا للاستعانة
اور اس تجارت مین دین ضایع نہین ہوتا اسلئی کہ جانتی ہین کہ آخرت کا فائدہ طلب کرنا دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی بیشک جو شخص دنیا آخرت کی امداد کی واسطی حاصل کرتا ہی

بها علی الاخرة کیف یدع ربح الاخرة بل ینبغی له ان لا یکون شدید الحرص علی السوق والتجارة بان یکون اول داخل
وہ آخرت کا فائدہ کیونکر چہوڑ دیگا بلکہ اوسکو یون لازم ہی کہ بازار اور تجارت پر بہت لالچ نکری کہ بازار مین سب سی پہلی جایا کری

فیها واخر خارج منها اذ روی عن معاذ بن جبل وعبد الله بن عمر ان ابلیس یقول لولده زلنبور سر بکتابك فائت
اور سب سی پیچہی آیا کری کیونکہ معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ ابلیس اپنی بچی زلنبور سی کہا کرتا ہی اپنی کتاب بازار مین لیجا

الاسواق وزین لهم الحلف والکذب والخدیعة والمکر والخیانة وکن مع اول من یدخل فیها واخر من یخرج منها
اور اونکو بہلا بنا کر دکہا خلاف اور جہوٹہ اور فریب اور مکر اور چوری اور اوسکی ساتہہ رہ جو بازار مین سب سی پہلی آوی اور سب سی پیچہی جاوی

وفی الخبر ان شر البقاع الاسواق وشر اهلها اولهم دخولا واخرهم خروجا وطریق الاحتراز عنه ان یراقب
اور حدیث مین ہی کہ سب سی بری جگہ بازار ہین اور سب سی برا وہ بازاری جو پہلی آوی اور پیچہی جاوی اور طریقہ احتراز کا یہہ ہی کہ اپنی کفایت کی وقت کو دیکہتا رہی

وقت کفایته فاذا حصل له کفایة وقته ینصرف ویشتغل بتجارة الاخرة هکذا کان یفعل صلحاء السلف
جب تک جاوی تو چلا آوی اور آخرت کی تجارت مین لگی صلحاء پہلی زمانہ کی یون ہی کیا کرتی تہی

فمنهم من کان ینصرف بعد الظهر ومنهم من کان ینصرف بعد العصر ومنهم من کان لا یعمل فی الاسبوع الا
اونمین سی بعضی ایسی تہی کہ ظہر کی بعد چلی آتی تہی اور کوئی ایسا تہا کہ عصر کی بعد چلا آتا تہا اور کوئی ایسا تہا کہ ہفتہ بہر مین

يوما ويوما وكانوا يكتفون بذلك ثم ينبغي للمكتسب ان يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم لان
ایک روز یا دو روز کام کرتا اور سب اوسیہی پر اکتفا کرتی پہر پیشہ ور کو لازم ہی کہ اپنی معاملہ مین عدالت برتی اور ظلم سی بچتا رہی اسلئی
المعاملة قد تجري على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به العامل لسخط
کہ بعضی وقت معاملہ ایسی طور پر ہوسکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو جایز بتاوی اور عقد کو ٹھیک کہی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی جس سی اہل معاملہ پر غضب
الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد والمراد من الظلم ما يستضر به الغير فكل ما يستضر به الغير
الہی آجاوی کیونکہ ہر نہی ایسی نہین ہوتی کہ عقد کو فاسد کر دیا کری اور مراد ظلم سی یہہ ہی کہ جسمین غیر کا نقصان ہوجاوی پہر جسمین غیر کا نقصان ہوتا ہو
فهو ظلم وانما العدل ان لا يصدر عنه ضرر لاحد والضابط فيه ان لا يحب لاحد الا ما يحب لنفسه فكل ما
وہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی جسمین کسیکا کچھہ نقصان نہو اور قاعدہ کلیہ اسمین یہہ ہی کہ ہریک کی لئی وہ ہی بات پسند کری جو اپنی لئی پسند کرتا ہی پہر جو
عومل به لو كان يشق عليه ويثقل على قلبه ينبغي له ان لا يعامل به غيره بل ينبغي له ان يستوي عنده درهمه
معاملہ اسپر دشوار اور اوسکی دل پر بہاری گذرتا ہو تو چاہئی کہ ویسا معاملہ غیر سی نکری بلکہ یون لازم ہی کہ اسکی نزدیک اپنا اور پرایا روپیہ یکسان ہووی
ودرهم غيره هذا هو الاجمال واما التفصيل ففي عدة امور الاول ان لا يثني على السلعة فانه ان وصفها
یہہ تو قاعدہ مجمل ہی اور یہی تفصیل سو کئی باتون مین ہی اول یہہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی
بما ليس فيها فان لم يقبله منه فهو كذب محض وان قبل منه فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها
جو اوسمین نہین ہی اگر خریدار نمانی پس وہ نرا جہوٹہ ہی اور اگر خریدار اسکی مان لیا تو اب وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دہوکا اور ظلم ہی اور اگر اوسکی ایسی تعریف
بما فيها فان علم به المشتري فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان
کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پہر اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہہ تعریف بیہودہ بک ہی اور نکمی بات اور اسکا حساب لیا جاویگا اسلئی کہ جو بات انسان کی منہہ سی نکلتی ہی
فانه يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعلم به المشتري ما لم يذكر
اوسپر محاسبہ ہونیوالا ہی اس دلیل سی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہو جبتک یہہ ذکر نکری
فلا باس بذكر القدر الموجود فيه من غير مبالغة واطناب ويكون قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم
تو جتنا ہو وتنا کہنی مین کچھہ ڈر نہین ہی مبالغہ نکری بات نہ پہیلاوی اور اس بیان سی غرض یہہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہوجاوی تو رغبت سی خریدی
فيرغب فيه ويحصل حاجته ولا ينبغي له ان يحلف عليه البتة لانه ان كان كاذبا فقد اتى باليمين الغموس
اور اوسکا کام بن جاوی اور ہرگز لایق نہین ہی کہ اوسپر قسم کہاوی اسلئی کہ اگر جہوٹ ہوا تو اسنی یمین غموس کہائی
وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه
ویہہ ایسا کبیرہ گناہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسمون کا نشانہ بنایا اور برا کیا
لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة والثاني ان لا يكتم من عيوبها وخفايا
اسلئی کہ دنیا اس مرتبہ سی کمتر ہی کہ بی ضرورت اللہ تعالی کا نام لیکر اوسکو رونق دی جاوی دوسری یہہ ہی کہ نہ اوسکی عیوب پوشیدہ کری اور نہ
صفاتها شيئا اصلا بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه ان اخفى شيئا منها يكون ظالما غاشا
ہرگز کوئی اور بات چھپی ہوئی چھپاوی بلکہ اوسپر یہہ واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب چھپی اور ظاہر بیان کردی کیونکہ اگر کوئی عیب اوسمین سی چھپا دیگا تو ظالم اور خائن ٹہریگا
تاركا للنصح والغش حرام والنصح واجب ومهما اظهر احسن وجهي الثوب واخفى الوجه الاخر يكون غاشا وكذلك
خیرخواہ نہوگا اور خیانت کرنی حرام ہی اور خیر خواہی واجب اور اگر تہان کا اچہا پلا دکہلا دیوی اور دوسرا پلا چہپا لیوی تو خائن ہوتا ہی اور ایسی
اذا عرض احسن فردي الخف او النعل وامثاله وكذلك اذا عرض المتاع في موضع مظلم والحاصل ان الغش
اگر موزہ کا اچہا فرد پیش کردی اور جوتی کی اچھی پوائی اور مانند اسکی اور ایسی ہی اگر اسباب کو اندہیری مین سامنی کری حاصل یہہ ہی کہ دغا

حرام في البيوع والصنائع جميعا فلا ينبغي للصانع ان يتهاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لما ارتضاه بل ينبغي له

تمام بیوع اور صناعت مین حرام ہی سو کاریگر کو نہین چاہیی کہ اپنی کام مین ایسی سستی برتی کہ اگر کوئی اور اوسکی ساتھہ ویسا معاملہ کری تو کبھی پسند نکری بلکہ لایق یہہ ہی

ان يحسن الصنعة ويحكمها ثم ان وقع فيها عيب بيين جليها وبه يتخلص من الغش الحرام ومن كونه ظالما للانام

کہ اپنا کام بہت درست اور مضبوط بناوی اور اگر اتفاقا عیب دار ہوجاوی تو عیب بیان کردی اسمین دغا سی جو حرام ہی اور خلق پر ظلم کرنی سی بچ جاتا ہی

ومن هذا القبيل ما روي عن امام احمد انه سئل عن الرفو بحيث لا يتبين فقال لا يجوز لمن يبيعه ويخفيه و

اور اسی قسم کی امام احمد سی یہہ روایت ہی کہ اونسی کسی نی ایسی رفو کا مسئلہ پوچہا کہ ہرگز معلوم نہو پس جواب دیا بیچنی والی کو جایز نہین ہی کہ کپڑا بیچدی اور رفو چہپاوی

انما يحل اذا علم انه يظهره ولا يخفيه او لا يريد بيعه ويدل على تحريم الغش انه عليه السلام مر برجل يبيع الطعام

اور حلال جب ہوتا ہی کہ معلوم ہوجاوی کہ یہہ بیان کردیگا چہپانیکا نہین یا بیچیگا نہین اور دغا کی حرمت پر یہہ روایت دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کی پاس آگئی کہ دانہ گیہون بیچتا تہا

فاعجبه فادخل يده فنالت اصابعه بللا فقال ما هذا يا صاحب الطعام فقال اصابته السماء يا رسول

سو آپکو پسند آئی پہر آپ نی اونکی اندر ہاتہہ ڈالا تو اونگلیان بہیگ گئین فرمایا یہہ کیا ای گیہون والی عرض کیا یا رسول اللہ بوندین پڑ گئین ہین

الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم هلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس من غشنا فليس منا ويدل

پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اسکو اوپر کی رخ کیون نکردیا تا کہ اسکو سب لوگ دیکہتی جو کوئی ہمکو دغا دیوی سو ہم مین سی نہین اور خیرخواہی

على وجوب النصح باظهار العيوب انه عليه السلام لما بايع جريرا على الاسلام واراد ان ينصرف جذبه و

کی وجوب پر عیوب کی اظہار سی یہہ دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام نی جب جریر سی اسلام پر بیعت لی اور اونسی روانگی کا ارادہ کیا تب آپ نی اوسکو کہینچکر

اشترط عليه النصح لكل مسلم وكان جرير اذا قام الى السلعة ليبيعها بصر عيوبها ثم خيره مشتريها ويقول له

یہہ شرط کی کہ مسلمانون کی خیرخواہی کرتی رہنا اور جریر کا یہہ حال تہا جب اسباب بیچنی کہڑا ہوتا تو اوسکا عیب دکہا دیتا اور خریدار کو خبر کردیتا پہر خریدار سی یہہ کہدیتا

ان شئت فخذ وان شئت فاترك وكان واثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقة له بثلثمائة درهم وغفل

چاہو لو اور چاہو مت لو اور واثلہ بن الاسقع کہڑی تہی کہ ایک شخص نی اپنی اونٹنی تین سو درہم کو بیچڈالی اور واثلہ کو خبر نہ

واثلة وذهب المشتري بالناقة فسعى وراءه وصاح به قال يا هذا اشتريتها للظهر او اللحم فقال بل للظهر فقال ان

خریدار اونٹنی لیکر چلتا ہوا پہر واثلہ نی پیچہی سی دوڑ کر پکار کر کہا ای شخص یہہ اونٹنی تو نی سواری کی لئی لی ہی یا ذبح کرنیکو جواب دیا سواری کی واسطی پہر واثلہ نی کہا

بخفها نقبا قد رأيته وانها لا تتابع السير فعاد فردها فنقصها البايع مائة درهم وقال البايع لواثلة رحمك الله قد

اسکی تلوی مین زخم ہی مینی دیکہا ہی یہہ خوب نہین چل سکتی پس وہ پہرکر پہیرنی لگا پہر بایع نی سو درہم قیمت کی کم کردئی اور واثلہ سی کہا اللہ تجہپر رحم کری تو نی

افسدت علي بيعي فقال واثلة انا بايعنا رسول الله صلعم على النصح لكل مسلم وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

میری بیع بگاڑدی واثلہ نی کہا ہمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ہر مسلم کی خیرخواہی پر بیعت کی ہی اور مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی

يقول لا يحل لاحد ان يبيع بيعا الا بين ما فيه ولا لمن يعلم ذلك الا بينه وقد تبين من هذا انهم قد فهموا النصح

کہ فرماتی تہی حلال نہین ہی کسیکو کہ کوئی شی بیچی مگر بیان کردی جو اوسمین ہی اور عیب کی جاننی والی کو حلال نہین ہی مگر کہ بیان کردی اور بیشک اس سی ظاہر ہوا کہ وہ لوگ یہہ سمجہی ہی کہ

من الشروط الداخلة تحت بيعتهم له عليه السلام على الاسلام وهو ان لا يرضى لاخيه المسلم الا ما يرضى لنفسه

وہ شرط ہی کہ اونکی بیعت اسلام مین داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی ہوئی اور نصح یہہ ہی کہ پسند نکری اپنی برادر مسلم کیواسطی مگر وہ بات جو اپنی لئی پسند کرتا ہی

وهذا امر يشق على اكثر الخلق ولن يتيسر على احد الا بان يعتقد امرين احدهما ان تلبيسه العيوب و

اور یہہ بات اکثر خلق پر دشوار گذرتی ہی اور بدون اعتقاد دو بات کی کسیکو میسر نہین ہوسکتی ایک تو یقین کری کہ عیوب کو چہپانا اور

ترويجه السلع لا يزيد في رزقه بل يمحقه ويذهب بركته وما يجمعه من متفرقات التلبيسات يهلكه الله تعالى

اسباب کو رونق دینا رزق نہین بڑہاتا بلکہ اوسکو نیست نابود کردیتا ہی اور برکت کہو دیتا ہی اور جو مال طرح طرح کی دہنا بازیون سی جمع کرتا ہی اوسکو اللہ تعالی ایک بار ہی

دفعة واحدة اما بالاحراق او بالاغراق او باخذ اللصوص والظلمة والكفرة والثاني ان يعلم ان ربح الاخرة خير
تلف کر دیتا ہی یا جلا دیتا ہی یا ڈبو دیتا ہی یا چور لیجاتی ہین یا ظالم اور کفار چہین لیتی ہین اور دوسرا یہہ یقین کری کہ آخرت کا فائدہ

من ربح الدنيا وان فوائد اموال الدنيا ينقضي بانقضاء العمر ويبقى مظالمها واوزارها فكيف يختار العاقل ان يستبدل
دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور مال کی دنیاوی فائدی جب عمر ہو لیتی ہی سب ہو چکتی ہین اوسکا وبال اور بوجہہ سر پر رہ جاتا ہی پہر عاقل آدمی کو کب پسند آتا ہی کہ ادنی چیز کو

الذي هو ادنى بالذي هو خير فان قيل مهما وجب على التاجر ان يذكر عيوب متاعه لا يتم له المعاملة فما الطريق فيها
اعلی شی سی بدل لیوی اگر کوئی کہی جب بیچنی والی پر یہہ واجب ہوا کہ مبیع کی عیب کہدیا کری تو معاملہ کبہی پورا نہوگا پہر اسمین کونسی راہ ہی

فالجواب انه اذا التزم ان لا يشترى الا الجيد بحيث لو امسك لنفسه يرتضيه فانه اذا باعه وقنع بربح يسير
تو جواب یہہ ہی کہ تاجر جب یہہ عہد کر لی کہ سوای عمدہ شی کی مول نلیا کری ایسی کہ اپنی لئی اگر بچا رکہی تو مقبول پسندیدہ ہووی سو تاجر جب اوسکو بیچی اور تہوڑی سی نفع پر قناعت

يبارك له فيه لا يحتاج الى تلبيس فمن تعود هذا لا يشترى المعيب فان وقع في يده نادرا يذكر عيبه ويقنع
کری تو اوسمین برکت ہووےگی دغا فریب کی کچہہ حاجت نہین ہی پہر جسکی یہہ عادت ہو جاویگی تو عیب دار چیز مول نلیگا پہر اگر اتفاقا عیب دار اوسکی ہاتہہ آجاوی تو اوسکا عیب ظاہر

بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم لا يقنعون بربح يسير بل يطلبون ربح كثير ولا يحصل ذلك الا بالتلبيس
کردی اور اوسکی قیمت ہی پر قناعت کری اور یہہ بات تجار پر اسلئی دشوار گذرتی ہی کہ وہ تہوڑی نفع پر قناعت نہین کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہین یہہ جب ہی نہ آتا ہی

واما من يقنع بربح يسير فيسهل له ذلك وقد حكي عن السلف الصالح كثير من ذلك من جملتها ان ابن سيرين باع
اور جو تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی اوسپر آسان ہی اور متقدمین صلحاء کی ایسی باتین بہت مشہور ہین اونمین سی ایک یہہ ہی کہ ابن سیرین نی ایک بکری

شاة وقال للمشتري ابين لك ما فيها من العيب انها تقلب العلف برجلها وباع الحسن بن صالح جارية وقال
بیچی اور خریدار سی کہا مین اسکا عیب تجہسی بیان کردون یہہ بکری گہاس کو پاؤن سی روندہ کر خراب کر دیتی ہی اور حسن بن صالح نی لونڈی بیچی اور

للمشتري انها تنخمت عندنا مرة دما وهكذا ينبغي ان يكون اهل الدين فمن لا يقدر عليه فليترك المعاملة او
خریدار سی کہا کہ اسنی ہماری پاس ایک دفعہ لہو ڈالا تہا اور دیندار ہون تو ایسی ہون جس سی اتنا نہو سکی تو وہ معاملہ چہوڑ دی یا

ليوطن نفسه على عذاب النار والثالث ان لا يجوز في المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط فيهما
دوزخ کی اندر اپنا گہر بناوی اور تیسری یہہ کہ مقدار مین کمی بیشی نکری یہہ امر پیمانہ اور ترازو کی درستی سی ہوتا ہی اور دونو مین احتیاط سی

اذ قال الله تعالى ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی گہٹانیوالون کی وہ کہ جب ناپ لین لوگوں سی پورا بہر لین اور جب ماپ دین اونکو یا تول دین تو گہٹا کر دین

مخلص من هذا الا بان يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقصي في
اسکا بچاؤ جب ہی کہ دیتی ہوئی کچہہ بڑہا دیوی اور لیتی ہوئی کچہہ کم لی اسلئی کہ ٹہیک پورا پورا بہت کمتر ہوتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق خوب پورا لیوی

اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك اذا اشترى رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قال للذي يزن
تو عجب نہین کہ حق سی بڑہ جاوی اور اسہی لئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شی خریدتی تو ثمن ادا کرنیوالی سی فرماتی

الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشتري الويل بحبة فكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة
ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کہا کرتی تہی ہم ویل کو بعوض دانہ کی نہین خریدتی پہر اگر کچہہ آپ لیتی تو بمقدار دانہ کی کم لیتی اور اگر اور کو دیتی تو بمقدار

وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموت والارض فكل من خلط بالبر ترابا او تبنا ثم كاله يكون
اور کہتی افسوس ہی جو جنت کو بعوض دانہ کی دیدی جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین پس جو شخص گیہون مین مٹی یا تنکی ملا کر ناپ دیوی تو وہ

من المطففين في الكيل وكل قصاب وزن مع اللحم عظما او شيئا لم تجر به العادة يكون من المطففين في الوزن
پیمانہ کا گہٹانیوالا ہی اور جو قصائی گوشت کی ساتہہ ہڈی یا اور کچہہ خلاف رسم جہیچہڑا وغیرہ تولدی تو وہ وزن گہٹانیوالا ہی

وقس على هذا سائر التقديرات حتى في الذراع الذي يتعاطاه البزاز فانه في وقت البيع ان ارسل الثوب ولم يمده
اور اسیپر تمام تقدیرات یعنی اندازه کی چیزین قیاس کر لو یہان تک کہ گز گت جس سی بزاز لین دین کرتا ہی پس بیشک بزاز گز گت کرتی ہوئی اگر کپڑا ڈہیلا کر دی اور

اذا اشتراه ومده ولم يرسله اذا باعه فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يعرض صاحبه للويل والربح ان يصدق
جب آپ خریدی او کہینچی اور ڈہیلا نکری جب بیچی تو یہہ سب وہ ہی تطفیف ہی جس سی ویل پیش آویگا اور چہوتہی ہر وقت بہاؤ کو سچ سچ

في سعر الوقت اذ لا يجوز لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت ويغتنم الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر
کہا کری اسلئی کہ کسیکو یہہ جایز نہین ہی کہ بایع سی یا خریدار سی بہاؤ وقت کا چہپا لیوی اور فرصت کو غنیمت سمجہکر بایع سی بہاؤ کی گرانی

او من المشتري انحطاطه فان من يفعل هذا يكون من الظلمين التاركين للنصح الواجب وقد امر الله تعالى بالعدل و
یا خریدار سی ارزانی پوشیدہ کر لی بیشک جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی نصح واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالی کا حکم ہی واسطی عدل اور

الاحسان حيث قال إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ والعدل سبب النجاة فقط وهو يجري مجرى سلامة راس
احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہی بیشک اللہ تعالی حکم کرتا ہی انصاف کو اور بہلائی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قایم ہی مقام سلامت یعنی اصل

المال والاحسان سبب الفوز ونيل السعادة وهو يجري مجرى الربح فكما لا يعد من العقلاء من يقنع في معاملات
مال کی اور احسان سبب مراد پانی اور حصول سعادت کا ہی اور قایم ہی مقام منفعت کی پہر جیسی کہ عاقل نہین شمار کیا جاتا جو شخص معاملات دنیا مین

الدنيا براس ماله كذلك في معاملات الاخرة فلا ينبغي للمؤمن ان يقتصر على العدل ويدع باب الاحسان مع انه تعالى
اپنی اصل مال پر قناعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی مین سو مؤمن کو لایق نہین ہی کہ صرف عدل پہ اکتفا کر کر احسان کا باب بند کر دی باوجودیکہ اللہ تعالی

قال وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ وقال في اية اخرى إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ والمراد من الاحسان فيما
فرماتا ہی اور بہلائی کر جیسی بہلائی کی اللہ نی تجہسی اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والون سی اور احسان سی مراد یہان یہہ ہی

نحن فيه ما ينتفع به في المعاملة وهو غير واجب بل هو تفضل وانما الواجب العدل وترك الظلم وينال العامل رتبة الاحسان
کہ معاملہ مین جس بات سی منفعت ہوا کری یہہ واجب تو نہین پر خوبی کی بات ہی واجب صرف عدل ہی ہی اور ظلم کا نکرنا اور احسان کا رتبہ پاتا ہی

بواحد من عدة امور الاول في الغبن فينبغي له ان لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بذل المشتري
جو کوئی ان چند امور مین سی کوئی سا عمل مین لاوی پہلی غبن مین یون لازم ہی کہ مالک کو اتنا نقصان نہ دیوی کہ عادت کی موافق وتنا نہ دیتی ہون یہان تک کہ اگر مشتری

زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته ينبغي للبايع ان يمتنع عن قبوله لان اخذ الزيادة اذا لم يكن فيه تلبيس
اپنی ضرورت کا مارا فائدہ مروج سی زیادہ دینی لگی تو بایع کو چاہئی کہ نہ لیوی اس لئی کہ بڑہتی لینی مین اگر بدون دغا بازی کی ہووی

وان لم يكن ظلما لكنه ترك للاحسان مع ان من يقنع بربح قليل يكثر معاملاته ويستفيد من تكررها ربحا
اگرچہ ظلم نہین ہی پر احسان ترک ہوتا ہی باوجودیکہ جو کوئی تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی تو اوسکی بکری بہت ہوتی لگتی ہی اور اسطرح کی بکری مین بہت فائدہ ہو

كثيرا وبه يظهر البركة والثاني في احتمال الغبن فان من يشتري طعاما او متاعا من فقير ويحتمل الغبن ويتساهل
رہتا ہی اور اسیمین برکت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اوٹہانی مین بیشک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سی خریدی اور نقصان اوٹہالی او اسپر آسانی کر کر

فيه فانه يكون محسنا داخلا في قوله عليه السلام رحم الله امرأ سهل البيع والشراء واما من يشتري من غني
تو وہ محسن ہوتا ہی اس روایت مین داخل کہ رحم کری اللہ اوسپر جو آسان کری بیع اور شراء کو اور جو شخص ایسی تونگر سوداگر سی خریدی

تاجر يطلب زيادة على الربح المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بمحمود بل هو تضييع المال من غير فائدة في الدنيا
جو فائدہ مروج سی زیادہ طلب کرتا ہو پس ایسی موقع پر نقصان اوٹہانا قابل تعریف کی نہین ہی بلکہ بی فائدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فائدہ دنیا کا نہ آخرت کا

والاخرة وقد ورد في الحديث ان المغبون لا محمود ولا ماجور والكمال ان لا يغبن ولا يغبن وقد كان خيار السلف
اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ مغبون کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسیکو نقصان دی اور نہ آپ نقصان اوٹہادی اور عمدہ لوگ

يستقصون في الشراء ثم يهبون كثيرا من المال فقيل لبعضهم تستقصي في شرائك على اليسير ثم تهب الكثير

خریدنے میں خوب پورا حق لیا کرتے تھے پھر اکثر مال بخشدیتے تھے کسی نے کسی سے پوچھا خریدنے کی وقت تھوڑی چیز کو خوب پورا کرتے ہو پھر اکثر بخشدیتے ہو

فاجابه فقال ان الواهب يعطي فضله والمغبون يضيع عقله والثالث في استيفاء الثمن وسائر الديون

تو اوسکی پروا نہیں کرتی جواب دیا بخشنی والا اپنا فضل عطا کرتا ہی اور مغبون اپنی عقل ضایع کرتا ہی اور تیسری ثمن اور قرض پورا لینی میں

والاحسان فيه يكون تارة بالمسامحة وتارة بالامهال والتاخير وتارة بالمساهلة في طلب جودة النقد وكل

اسمین احسان کبھی تو درگذر کرنی میں ہی اور کبھی درنگ اور مہلت کرنیمین اور کبھی سہولت برتنی میں کہرا روپیہ لینی سی اور یہہ تمام امور

ذلك مندوب اليه محثوث عليه لقوله عليه السلام رحم الله امرأ سهل البيع سهل القضاء سهل الاقتضاء

محبوب اور مرغوب ہیں دلیل اس حدیث کی رحم کری الله اوس شخص پہ جو آسانی برتی بیع میں آسانی برتی ادا میں آسانی برتی تقاضا میں

فينبغي له ان يغتنم دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اسمح يسمح لك

اوسکو چاہیی کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی دعا کو غنیمت سمجھی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا درگذر کر درگذر ہوگی تجھسی

وفي حديث انه عليه السلام قال من انظر معسرا او ترك له حاسبه الله حسابا يسيرا وفي لفظ اخر اظله

اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی مہلت دی مفلس کو یا اوسکو معاف کیا تو اوسسی الله تعالی آسانی سی حساب لیگا اور ایک روایت میں ہی اوسکو

الله تحت ظل عرشه يوم لا ظل الا ظله فهذا هي طرق التجارات في السلف فقد اندرست فمن قام بها في هذا

الله تعالی اپنی عرش کا سایہ دیگا اوس روز کہ سوا اوسکی کوئی سایہ نہوگا سلف میں تجارت کا یہہ ہی طریق تھا جو اب پرانا ہوگیا جو شخص اس زمانہ میں

الزمان يكون ممن احيى هذه السنة ويرجى له من فضل الله تعالى جزيل الرحمة

اوسکو پھر قایم کری تو اوسنی یہہ سنت زندہ کی اسکی لئی فضل الہی سی رحمت کی بڑی امید ہی

المجلس السبعون

ستردین مجلس میں

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية

بیان احتکار کی حرمت کا اور تمام احکام شرعی جو اس سی متعلق ہیں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احتكر فهو خاطئ هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن عبد الله ومعناه

رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا جسنی احتکار کیا پس وہ خطاوار ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی عمر بن عبد الله کی روایت سی اسکی

ان من يجمع الطعام الذي يجلب الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو اثم لتعلق حق العامة به و

جو شخص غلہ جمع کرلی جو کہ شہر کی طرف رسد آتی ہی اور اوسکو روک رکہی اسلئی کہ گران کرکر بیچی تو وہ گنہگار ہی کیونکہ اوسمین سب عوام کا حق ہی اور

هو بالحبس والامتناع عن البيع يريد ابطال حقهم وتضييق الامر عليهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما

محتکر اوسکو روک کر بیچنی سی بند کرکر اونکا حق باطل اور اونکا حال تنگ کیا چاہتا ہی اور یہہ ظلم عام ہی اور ایسا شخص ملعون ہی کیونکہ

روي انه عليه السلام قال الجالب مرزوق والمحتكر ملعون فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الذي

روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا غلہ لانیوالا رزق دیا جاتا ہی اور محتکر پہ لعنت ہی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں فرمایا کہ جو شخص

يجلب الامتعة والاقوات ويبيعها لتحصيل الربح يحصل له الربح ولا اثم عليه لان الناس ينتفعون به فيناله بركة

اسباب اور قوت لا لاکر واسطی تحصیل فائدہ کی بیچتا ہی تو اوسکو نفع ہوتا ہی اور کچھ اوسپر گناہ نہیں ہی اسلئی کہ سب خلقت اوس سی فائدہ لیتی ہی

دعائهم والذي يشتري الطعام الذي يجيء الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو ملعون بعيد عن رحمة

بیچنی والی کو اونکی دعا سی فائدہ ہوتا ہی اور جو شخص تمام غلہ شہر کی رسد کا خریدکر روک رکھتا ہی تاکہ مہنگا کرکر بیچی سو وہ ملعون اور الله کی رحمت سی دور

الله تعالى ولا يحصل له البركة ما دام في ذلك الفعل فاذا رفع امره الى القاضي يامره القاضي ببيع ما يفضل

ہوتا ہی اور اوسکو کبھی برکت نہیں ہوتی جبتک یہہ کار کرتا رہی پھر اگر اوسکی فریاد قاضی تک پہونچی تو اوسکو قاضی وتنی غلہ کی بیچنی کا حکم دیگا جو اوسکی

من قوتہ وقوت عیالہ علی السعۃ بمثل القیمۃ بان یقول لہ بعہ کما یبیع الناس ولا یسعر لقولہ علیہ السلام

عیال کی فراغت کی ساتہہ کہانی سی بڑہی قیمت برابر سی بیچنی کا حکم دی اسطور کہدی کہ اسکو بیچ ڈال جیسی اور لوگ بیچتی ہین اور بہاؤ نہ ٹہرادی بدلیل اس حدیث کی

لا تسعروا فان اللہ ہو المسعر القابض الباسط الرازق وفی ہذا الحدیث مبالغۃ فی النہی عن التسعیر

تم بہاؤ نہ ٹہراؤ بیشک بہاؤ اللہ ہی مقرر کرتا ہی جو تنگ کرتا ہی اور فراخ اور رزق دیتا ہی اور اس حدیث مین بہاؤ ٹہرانی کی بڑی ممانعت ہی

اذ بین فیہ ان التسعیر مما یتولاہ اللہ تعالی بنفسہ ولم یکلہ الی غیرہ من عبادہ فلیس لہم ان یتکلفوا فیہ

اسلئی کہ اسمین یہہ بیان ہی کہ بہاؤ کا متولی اللہ تعالی بذات خود ہی اسکو کسی اور پر اپنی بندون مین سی حوالہ نہین کیا سو انکو نہین چاہیی کہ اسمین تکلف کرین

وان فعلوا لا یحصل لہم الا ضیق وشدۃ عقوبۃ لہم علی معارضتہم لہ تعالی فی قضایاہ فعلی ہذا ینبغی للقاضی

اور اگر کرینگی تو انکو لئی بجز تنگی اور سختی عذاب کی کچہہ نہوگا کیونکہ مقابلہ کرتی ہین احکام الہی مین اس بیان کی موافق قاضی کو چاہیی

ان یتعرض لحقہ الا اذا کان فیہ ضرر للعامۃ بان یتعدی ارباب الاموال عن قیمتہا تعدیا فاحشا بان

کہ اوسکی حق مین دخل نہ دی ہان اگر عوام کا ضرر ہوتا ہو اسطور کہ مال والی اوسکی قیمت مین تعدی فاحش کرتی ہون

یبیعوہا بضعف قیمتہا فح یسعر القاضی بمشورۃ اہل الرای والبصیرۃ صیانۃ لحقوق الناس ثم ان من

کہ دو چند قیمت کو بیچنی لگین پس اب قاضی اہل رائی اور بصیرت کی صلاح سی عوام کا حق بچانیکی لئی بہاؤ مقرر کردی پہر اگر کسینی

باع منہم بما قدرہ القاضی وان صح بیعہ لکونہ غیر مکرہ علی البیع لکن ان کان اذا نقص یخاف ان یضربہ

اونہین سی قاضی کی بہاؤ پر بیچا اگرچہ بیع جایز ہی کیونکہ بیع پر زبردستی نہین ہوئی ہی لیکن اگر ایسا حال ہو کہ اگر اوس بہاؤ سی کم کری تو خوف قاضی کی

القاضی لا یحل للمشتری ما باعہ البایع لانہ فی معنی المکرہ فیلزم للمشتری ان یقول لہ عند الشراء بعنی ما تحب

مار کا ہی تو مشتری کو بایع کا بیچا ہوا حلال نہین ہی کیونکہ یہہ بہی گویا زبردستی کی بیع ہی پس اب مشتری کو یون چاہیی کہ خریدتی وقت یہہ لفظ کہدی میری ہاتہہ

فح بای شیء یبیعہ یحل فعلی ہذا یلزم للقاضی اذا رفع الیہ امر المحتکر ان لا یعجل بالعقوبۃ ولا التسعیر بل ینہاہ

اپنی مرضی کی موافق بیچدی اسوقت جتنی کو بیچیگا حلال ہو دیگا اسصورت مین قاضی کو لازم ہی کہ جب اوسکی پاس محتکر کی فریاد آوی تو نہ عقوبت مین جلدی کری اور نہ بہاؤ مقرر کری

عن الاحتکار ویزجرہ عنہ ویامرہ بالبیع وان لم یمتثل یعظہ ویہددہ وان امتنع ولو یبع یحبسہ ویعزرہ

منع اور ملامت کردی اور کہدی کہ بیچ ڈال اور اگر نہ مانی تو سمجہاوی اور دہمکاوی اور اگر پہر بہی نہ مانی اور نہ بیچی تو اوسکو قید کری اور تعزیر دی

حتی یمتنع عن سوء عملہ لانہ بارتکاب ما لا یحل لہ استحق العقوبۃ ولیس فیہ حد مقدر فیعزر دفعا للضرر

یہان تک کہ اپنی فعل قبیح سی باز آوی کیونکہ ممنوع بات اختیار کرکر عقوبت کا سزاوار ہوگیا ہی اور اسمین کوئی حد تو مقرر نہین ہی لاچار واسطی دفع ضرر عوام کی تعزیر

عن الناس بل الصحیح انہ ان امتنع عن البیع یبیعہ القاضی اتفاقا وہذا فیما یضر حبسہ عند الحاجۃ الیہ

دیجاوی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ اگر وہ آپ نہ بیچی تو سب فقہاء کی نزدیک قاضی بیچ ڈالی یہہ حکم اوس مبیع کا ہی جسکا بند کر رکہنا حاجت کی وقت ضرر کرتا ہی

مما ہو قوت البشر والبہائم کالبر والشعیر والتمر والتین والزبیب وقال ابو یوسف کل ما یضر بالناس حبسہ سواء

جیسی قوت آدمیون کا اور جانورون کا جیسی گیہون اور جو اور چہواری اور انجیر اور مویز اور امام ابو یوسف کہتی ہین جس چیز کا روک رکہنا عوام کو ضرر کری برابر ہی

کان ماکولا او غیر ماکول فہو احتکار لا یجوز حبسہ وان کان ثوبا او ذہبا او فضۃ ومدۃ الحبس قیل اربعون

کہ خوردنی ہو یا نہ خوردنی وہ سب احتکار ہوتا ہی اوسکا روکنا جایز نہین ہی اگرچہ کپڑا ہو یا سونا یا چاندی اور مدت روک رکہنی کی یعنی احتکار کی کوئی کہتا ہی

یوما لما روی انہ علیہ السلام قال من احتکر اربعین یوما فقد بریٔ من اللہ وبریٔ اللہ منہ وفی حدیث

چالیس دن ہین کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی احتکار کیا چالیس دن بیشک بیزار ہوا اللہ سی اور اللہ بیزار ہوا اوس سی اور ایک اور حدیث مین ہی

اخر انہ علیہ السلام قال من احتکر اربعین یوما ثم تصدق بہ لم تکن صدقتہ کفارۃ لاحتکارہ وقیل شہر

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی چالیس روز احتکار کیا پہر اوسنی وہ شی صدقہ کردی تو یہہ صدقہ کفارہ احتکار کا نہین ہوسکتا اور کوئی کہتا ہی ایک مہینہ ہی

وهذا فی حق المعاقبة فی الدنیا واما الاثم فهو حاصل وان قلت المدة ومن حبس غلة ارضه لا یکون محتکرا لانه
اور یہہ مدت واسطی سزاء دنیاوی کی ہی اور گناہ وہ بہرصورت ہوتا ہی اگرچہ مدت کمتر ہو اور جس شخص نی اپنی زمین کا غلہ جمع کر رکہا تو محتکر نہیں ہوتا اسواسطی

خالص حقه لم یتعلق به حق العامة لکن لو کان للناس الیه حاجة فالافضل له ان یبیعه ولو امتنع عن
کہ یہہ اوسکا خالص حق ہی اس سی حق عوام کا متعلق نہیں ہی لیکن اگر عوام کو اوسکی حاجت ہو وی تو پہر افضل یہہ ہی کہ بیچڈالی اور اگر نہ بیچی

البیع یکون مسیئا لسوء نیته وقلة شفقته علی المسلمین واما ما جلبه من بلد اخر ففیه اختلاف والاحتیاط
تو برا کرتا ہی کیونکہ اسکی نیت بری اور مسلمانون پر شفقت نہیں ہی اور جو غلہ وغیرہ بہر کو اور شہر سی لاوی سو اوسمین اختلاف ہی احتیاط اسمین ہی

فی بیعه بسعر یومه حتی ینال الثواب الموعود بقوله علیه السلام من جلب طعاما فباعه بسعر یومه فکانما
کہ اوسی روز کی بہاؤ سی بیچڈالی تاکہ وہ ثواب پاوی جسکا اسی حدیث مین وعدہ ہی جو غلہ باہر سی لاوی اور اوسی روز کی بہاؤ سی بیچڈالی تو گویا

تصدق به وفی لفظ اخر فکانما اعتق رقبة وقد حکی عن بعض السلف انه کان بواسط فجهز سفینة حنطة
اوسنی وہ تمام صدقہ کردیا اور ایک اور روایت مین ہی گویا اوسنی غلام آزاد کردیا کسی بزرگ کی حکایت ہی کہ واسط مین تہا اوسنی ایک کشتی گیہون کی بصرہ کو روانہ کی

الی البصرة وکتب الی وکیله بع هذا الطعام یوم یدخل البصرة ولا تؤخره الی غد فوافق سعة فی السعر فقال له
اور گماشتہ کو لکہہ بہیجا اس غلہ کو بصرہ مین پہنچتی ہی بیچدینا اگلی دن تک نہ رکہنا پہر کشتی پہنچی تو بہاؤ ارزان ہوگیا تاجرون نی

التجار ان اخرته جمعة ربحت فیه اضعافه فاخره جمعة فربح امثاله فکتب الی صاحبه بذلک فکتب الیه صاحبه
کہا اگر جمعہ تک اتہہ تہام لو تو کئی گونہ فائدہ ہوجاوی اوسنی جمعہ تک تہام لیا تو خوب فائدہ ہوا اور مالک کو اوسکی خبر لکہہ بہیجی مالک نی گماشتہ کو پہر لکہا

یا هذا انا کنا قد قنعنا بربح یسیر مع سلامة دیننا وانک قد خالفت فاذا وصل الیک کتابی هذا فخذ المال کله فتصدق
ای شخص ہمنی تو تہوڑسی نفع پر دین کی سلامتی کی ہی قناعت کی تہی اور تونی اوسکی خلاف کیا اس خط کی پڑہتی ہی وہ سبکا سب بصرہ کی فقراء کو صدقہ دیدینا

به علی فقراء البصرة لعلی انجو من اثم الاحتکار راسا براس فقد علم من هذا ان الاحتکار لا یخلو عن الکراهة
کاشکی مجہکو احتکار کی گناہ سی نجات ملی برابر برابر اس سی معلوم ہوتا ہی کہ احتکار کراہت سی خالی نہیں ہی

وان اتسعت الاطعمة وکثرت الاقوات واستغنی الناس عنها ولم یرغبوا فیها وذلک لان المحتکر ینتظر مبادی
اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور کہانا کثرت سی ملتا ہو اور عوام کو اوسکی نہ پروا ہو اور نہ اوسمین کچہہ رغبت ہو اور یہہ اسلئی کہ محتکر کو اسباب ضرر رسانی پر

الاضرار التی هی ارتفاع الاسعار وانتظار مبادی الاضرار محظور کانتظار عینه لکنه دونه والحاصل ان التجارة فی
نظر رہتی ہی کہ وہ گران ہونا بہاؤ کا ہی اور اسباب ضرر پر نگاہ رکہنی ایسی ممنوع ہی جیسی نظر رکہنی عین ضرر پر گو وہ اس سی کمتر ہی حاصل یہہ ہی کہ تجارت

الاطعمة والاقوات لطلب الربح مما لا یستحب بل ینبغی طلب الربح فی شئ اخر وفی حکم الاحتکار علی هذا التفصیل تلقی
غلہ وغیرہ قوت کی منفعت کی واسطی اچہی نہیں ہی بلکہ منفعت اور شی مین حاصل چاہئی اور احتکار ہی مین داخل ہی اسیہی تفصیل پر بڑہ کر

الجلب وهو بفتحتین ما یجلب من بلد الی بلد فانه اذا قرب الی البلد یکره استقباله واشتراؤه ثمه لتعلق حق
جا لینا جلب کا اور جلب جیم اور لام کی زبر سی بہرتی یعنی رسد ایک شہر سی اور شہر کی طرف سو وہ رسد جب شہر کی پاس آپہنچی تو پہر آگی بڑہ کر وہان جا خریدنا مکروہ ہی کیونکہ اوس سی

العامة به والمتلقی یرید ابطاله حقهم وتضییق الامر علیهم وقد نهی النبی علیه السلام عن تلقی الجلب وقال لا تتلقوا
عوام کا حق متعلق ہوجاتا ہی اور آگی بڑہ کی لینی والا اونکا حق باطل اور اونکو تنگ کیا چاہتا ہی اور بیشک نبی علیہ السلام نی تلقی جلب سی منع فرمایا ہی رسد کو آگی بڑہ کر

الجلب وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال لا تتلقوا السلع حتی یهبط بها الی السوق وهذا اذا لم یلبس السعر علی الواردین
مت خریدو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہ جاؤ خرید اسباب کو جبتک بازار مین نہ اوتری اور یہہ حکم جب ہی کہ بہاؤ بہرتی والون کو معلوم ہو

واما اذا لبس علیهم السعر واشتری منهم متاعهم باقل من قیمته فیتعدد الکراهة ویتاکد الحرمة لان هذا الصنع
اور اگر اونکو بہاؤ معلوم نہو اور اونکی متاع اوسکی قیمت کہٹا کر جا خریدی تو اب کئی کراہت جمع ہونگی اور حرمت سخت ہوجائیگی اسلئی کہ یہہ عمل

من الغش الحرام المضاد للنصح الواجب المفسر بان لا يرضى لاخيه ما لا يرضى لنفسه بل هو من الظلم لانه كونه يتضرر

غش خیانت حرام مین داخل ہی اور نصح واجب کی جو خلاف جسکی یہہ تفسیر کیگئی ہی کہ پسند نکری اپنی بہائی کی واسطی جو اپنی واسطی پسند نکری بلکہ یہہ ظلم ہی اسواسطی کہ جسمین

به المسلم فهو ظلم وانما العدل ان لا يضر احد لاخيه المسلم ولا يحب له الا ما يحب لنفسه لما روي انه عليه السلام

مسلم کا نقصان ہوتا ہو وہ سب ظلم ہی اور عدل وہ ہی کہ کوئی اپنی برادر مسلم کو نقصان ندی اور پسند نکری اوسکی حق مین سوا اوسکی کہ پسند کری اپنی واسطی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه قال بعض العلماء من باع شيئا بدرهم فانه لو كان لا يشتريه

فرمایا مومن نہین ہوتا کوئی تم مین سی یہان تک کہ محبوب جانی واسطی اپنی بہائی کی جو محبوب رکہی واسطی اپنی بعض علما کہتی ہین جس شخص نی کوئی شی ایک درہم کو بیچی اور اگر وہ شی اوسکی

الا بنصف درهم فهو يكون ممن ترك النصح المامور به ولم يحب لاخيه ما احب لنفسه وقد حكي ان يونس بن

ہوتی تو آپ آدہی سی زیادہ کو ہرگز نہ لیتا پس وہ شخص نصح مامور بہ کا تارک ہی اور اسنی اپنی بہائی کی لئی وہ بات پسند نکی جو اپنی لئی پسند کرتا ہی حکایت کرتی ہین کہ یونس بن

عبيد الله انه كان عنده حلل مختلفة الاثمان قيمة بعضها اربعمائة وقيمة بعضها مائتان فذهب الى الصلوة

عبید اللہ کی پاس چادرین مختلف قیمت کی تہین کوئی چارسو کی تہی اور کوئی دوسو کی پہر یونس اپنی بہتیجی کو بٹھا

وترك ابن اخيه في الدكان فجاء اعرابي وطلب حلة باربعمائة فعرض عليه من حلل المائتين فاستحسنها واشترى

دکان مین بٹھا کر نماز کو چلا گیا پہر ایک اعرابی نی آکر چادر چارسو درہم کی مانگی اوس لڑکی نی دوسو والی اوسکی سامنی کر دی اوسنی پسند کر کی چارسو کو خرید کر

منه باربعمائة وذهب فاستقبله يونس وراى حلته في يده وعرفها فقال بكم اشتريتها فقال باربعمائة

چلا تو اوسکی سامنی سی یونس آگیا وہ چادر اوسکی ہاتہ مین دیکہہ کر پہچان لی پوچہا کتنی کو لی جواب دیا چارسو کو

فقال لا تساوي اكثر من مائتين فارجع حتى تردها قال هذه تساوي ببلدنا خمسمائة درهم وانا ارتضيها ولا

یونس نی کہا یہہ چادر دوسو سی زیادہ کی نہین ہی چل پہیر دی اوسنی جواب دیا یہہ چادر ہماری شہر مین پانسو روپیہ کی ہی مینی پسند کر لی ہی مین

اردها فقال له يونس انك وان رضيتها لكن النصح في الدين خير من الدنيا بما فيها فرده الى الدكان ورد عليه

نہین پہیرتا پہر یونس نی کہا اگرچہ تو نی پسند کر لی ہی لیکن دین کی خیرخواہی بہتر ہی دنیا اور ما فیہا کی خیرخواہی سی پہر اوسکو دکان پر ہٹا لایا اور سو روپیہ پہیر دیئی

مائة درهم ثم توجه الى ابن اخيه وقال له اما خشيت الله تعالى حتى ربحت مثل الثمن وتركت النصح

پہر بہتیجی کی طرف متوجہ ہو کر کہا تجہکو خدا کا خوف نہ آیا کہ ثمن کی برابر تو نی نفع لیا اور مسلمانون کی خیرخواہی ترک کر دی

للمسلمين فقال له ابن اخيه والله ما اخذها الا وهو راض بها قال فهلا رضيت له ما ترضى لنفسك وابلغ من

بہتیجی نی جواب دیا خدا کی قسم اسنی تو خوب پسند کر لی تہی یونس نی کہا پہر تو نی اوسکی لئی وہ کیون نکیا جو اپنی لئی پسند کرتا ہی اوس سی بڑہ کر

ذلك ما حكي عن رجل من التابعين انه كان بالبصرة وله غلام بالسوس يجهز اليه السكر فكتب اليه غلامه

ایک شخص تابعی کی حکایت ہی کہ وہ بصرہ مین تہا اور اوسکا غلام سوس مین تہا اوسکی پاس شکر بہیجا کرتا تہا پہر اوسکی غلام نی لکہا

ان قصب السكر قد اصابه آفة في هذه السنة فاشتر السكر فانه يربح كثيرا فاشترى من رجل سكرا كثيرا

کہ اس سال مین ایکہہ ماری گئی ہین شکر خرید لینا اسمین خوب نفع ہو ویگا سو اوسنی ایک شخص سی بہت سی شکر خرید لی

فلما جاء وقته باعه وربح فيه ثلثين الف درهم فانصرف الى بيته فتفكر ليلته فقال ربحت ثلثين الفا و

پہر جب وقت آیا تو وہ بیچی اور تیس ہزار درہم نفع ہوا پس وہ اپنی گہر چلا گیا پہر تمام شب دل مین سوچا کہ مینی تیس ہزار درہم نفع لیا اور

تركت نصح رجل من المسلمين فلما اصبح غدا اليه فدفع اليه ثلثين الفا فقال بارك الله لك فيها فقال و

خیرخواہی ایک مرد مسلمان کی ترک کی جب فجر ہوئی تو صبح دم اوسکی پاس جاکر تیس ہزار درہم اوسکو دی دئی اور کہا تیری لئی خدا اسمین برکت دی اوسنی کہا

من اين صارت هذه لي فقال اني كتمتك حقيقة الحال وكان السكر قد غلا في ذلك الوقت فقال رحمك

یہہ درہم میری کیونکر ہو گئی جواب دیا مینی تجہسی اصل حال چہپا لیا تہا شکر اوسوقت مہنگی ہو گئی تہی اوسنی کہا خدا تجہہ پر رحم کری

قد اعلمتني الآن وقد طيبتها لك فرجع الى بيته فتفكر وقال ما نصحته لعله استحيى مني فتركها لي فبكر اليه

مجکو اب جتادیا میری تجہی کو حلال کئی وہ پہر اپنی گہر چلا آیا پہر سوچ کر کہا یہہ خیر خواہی نہو ئی شاید اوسنی شرم کی ماری مجکو دیدی ہون پہر صبح ہم اوسکی پاس

فقال عفاك الله خذ مالك فهو اطيب لقلبي فاخذ منه ثلثين الفا وعلم من هذا ان ليس لاحد ان

جا کر کہا خدا تجکو معاف کری اپنا مال لی میری دل کو یہہ ہی پسند آتا ہی پہر اوسنی تیس ہزار درہم لی لئی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ کسیکو یون بچا ہی

ينتهض الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون ظالما

کہ فرصت کو غنیمت سمجہہ کر بایع سی گرانی بہا کی اور خریدار سی ارزانی چہپا لیا کری بیشک جو ایسا عمل کریگا وہ ظالم اور خائن

غاشا تاركا للنصح الواجب فان المعاملة قد تجري على وجه يفتي المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم

اور نصح واجب کا تارک ہی کیونکہ معاملہ بعضی وقت ایسی طور سی ہہکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتا دیوی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی

يتعرض به العامل لسخط الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد كالبيع عند الاذان الاول للجمعة فانه

کہ اوسکا کرنیوالا نشانہ غضب الہی کا ہوجاوی اسلئی کہ ہر نہی تو عقد کو فاسد نہین کردیتی جیسی بیع جمعہ کی روز پہلی اذان کی ہوتی ہوی یہہ بیع

وان كان جائزا لكنه مكروه لان فيه اخلالا بواجب السعي هذا اذا قعدا او وقفا فتبايعا اذ قد قال الله تعالى اذا

اگرچہ جائز ہی پر مکروہ ہی اسلئی کہ اسمین سعی واجب مین دیر ہوتی ہی یہہ اوس صورت مین کہ بایع اور مشتری بیٹہہ جاوین یا کہڑی رہکر بیع کرین کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع واما اذا تبايعا حال مشيهما فلا كراهة فيه

جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا ان اگر وہ دونو چلتی چلتی بیع کرلین تو اسمین کچہہ کراہت نہین ہی

وكذا يكره النجش وهو ان يزيد في الثمن من لا يريد الشراء بعد ما بلغت السلعة قيمتها ليرغب غيره فيها وانما

اور ایسی ہی نجش مکروہ ہوتا ہی نجش یہہ ہی کہ قیمت مبیع کی ایسا شخص بڑہا دیوی جسکو خریداری منظور نہو جبکہ وہ سودا اپنی قیمت پر آچکا ہو تاکہ غیر کو اسمین رغبت پیدا ہو دی

كره ذلك لانه تغرير للمسلم وظلم له مع انه عليه السلام نهى عن النجش وقال لا تناجشوا هذا اذا بلغت السلعة

اور مکروہ اسلئی ہی کہ اسمین ایک مسلم کی ساتہہ دہوکہ اور ظلم ہوتا ہی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی نجش سی منع فرمایا ہی کہ نجش مت کرو یہہ اس صورت مین کہ مبیع

قيمتها واما اذا لم تبلغ قيمتها وزاد في الثمن من لا يريد الشراء الى ان تبلغ السلعة تمام قيمتها لا يكره وكذا يكره

اپنی قیمت پر آچکی ہو اور اگر ابہی قیمت پر نہین آئی اور کسینی ثمن بدون ارادہ خریداری کی بڑہا دیا تاکہ مبیع کی قیمت پوری ہوجاوی تو مکروہ نہین ہی اور ایسا ہی مکروہ ہی

السوم على سوم غيره بعد رضائهما بثمن لقوله عليه السلام لا يسوم الرجل على سوم اخيه وهو نهي بصيغة

ثمن بڑہانا بارادہ خرید کی دوسری کی خریداری پر جب کہ وہ دونو رضامند ہوچکی ہون اسلئی کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہی اپنی بہائی کی خرید پر کوئی اپنی خرید کا ارادہ نکری اور

النفي فيكون ابلغ واما اذا لم يركن احدهما الى الاخر فلا باس للغير ان يساومه ويشتريه لانه بيع من يزيد ولا

لا یسوم نہی ہی صورت نفی پر سو اسمین بڑا مبالغہ ہی ان اگر ابہی ایک دوسری کی طرف مایل نہین ہی تو غیر کو کچہہ مضائقہ نہین کہ قیمت بڑہا کر خرید لی کیونکہ یہہ بیع من یزید ہی

كراهة فيه لورود الاثر فيه وهو ما روي عن انس انه عليه السلام باع قدحا وحلسا ببيع من يزيد وكذا يكره

اسمین کچہہ کراہت نہین ہی کیونکہ اسمین آثار آئی ہین ایک یہہ کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی ایک پیالہ اور ٹاٹ بطور بیع من یزید کی بیچا اور ایسی ہی

بيع الحاضر للبادي لقوله عليه السلام لا يبيع الحاضر للبادي وهذا اذا كان اهل البلد في قحط وهو يبيع من

بیع شہر والی کی صحرا نشین سی مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی شہر والا جنگلی کی ہاتہہ نہ بیچا کری یہہ اس صورت مین ہی کہ شہر کی اندر قحط ہو اور بایع گران قیمت کی لالچ سی

اهل البدو طمعا للثمن الغالي لما فيه من الاضرار بهم واما اذا لم يكن كذلك فلا باس به لانعدام الضرر وقيل

صحرا نشین لوگون کی ہاتہہ بیچی کیونکہ اسمین شہر والون کو ضرر پہونچتا ہی اور ایسا حال یعنی قحط نہو تو کچہہ مضائقہ نہین کیونکہ کوئی ضرر نہین ہی اور بعضی

صورته ان يجيء البادي بسلعة الى مصر فيقول له الحاضر دع سلعتك عندي لابيعها لك بثمن غال ويحبسه

کہتی ہین اسکی صورت یون ہی کہ کوئی صحرا نشین شہر مین سودا لیکر آوی سو ایک شہری اوسکو کہی اپنا مال میری پاس چہوڑ جا مین گران قیمت سی بیچ رکہون گا پہر اپنی پاس اوسکو

عنده

عنده الی ان یغالی فی الثمن وهذا مکروه فی ایام العسرة ثم ینبغی ان یعلم ان البیع عند الحنفیة کما ینعقد بالقول
اتنی دنون رکہہ چہوڑی کہ مہنگا ہوجاوی اور ایسا معاملہ تنگی کی دنون مین مکروہ ہی پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بیع حنفیون کی نزدیک جیسی تلفظ یعنی بولنی سی ہوجاتی ہی

ورکنه الایجاب والقبول کذلك ینعقد بالفعل ورکنه التعاطی فلا بد فیه من الاعطاء من الجانبین عند
اوسکا رکن ایجاب وقبول ہی ایسی ہاتہہ کی حرکت سی پوری ہوجاتی ہی اور اسکا رکن لین دین ہی اس بیع مین بایع اور مشتری دونو کی طرف سی ثمن اور مبیع حوالہ کرنا

البعض وعند البعض یکفی الاعطاء من احد الجانبین اذا بین الثمن او کان معلوما کما لو قال رجل لمن یبیع الحنطة
ضرور ہی اور بعضون کی نزدیک صرف ایک طرف سی حوالہ کردینا کفایت کرتا ہی اگر ثمن مقرر ہوچکا ہو یا کسی طور سی معلوم ہو جیسی کوئی شخص گیہون بیچنی والی سی پوچہی

کیف تبیع الحنطة فقال قفیزا بدرهم فقال کل لی خمسة اقفزة وکال فذهب بها فهذا بیع وعلیه خمسة دراهم
تو گیہون کیا بہاؤ بیچتا ہی وہ کہی بارہ صاع ایک درہم کی پہر وہ ہی خریدار کہی پانچ قفیز میری لئی ناپ دی اور اوسنی ناپ دی اور وہ لی گیا سو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی

وکذا لو قال البایع للمشتری بعت هذا منك بدرهم فقبضه المشتری ولم یقل شیئا ینعقد البیع وعلیه درهم
اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مین نی یہہ سودا تیری ہاتہہ ایک درہم کو بیچا پہر مشتری اوس شی کو قبضہ کرلی اور کچہہ نہ بولی تو یہہ بیع بہی پوری ہی اور اوسکی ذمہ ایک درہم ہی

وکذا لو اشتری وقرا من الحطب بثمانیة ثم قال ائت به فاتی به و القاه ههنا ففعل یکون ذلك بیعا ولیطلب
اور ایسی ہی اگر ایک گٹہہ لکڑی کا آٹہہ پیسی کو مول لیا پہر کہا ایک گٹہہ اور لا کر یہان ڈال دی اور اوسنی لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور وہ آٹہہ پیسی

الثمانیة وکذا لو کان لرجل علی اخر الف درهم وقال المدیون لدائنه اعطیك لدینك دنانیر ولم یقع بینهما بیع
مانگ لی اور ایسی ہی اگر ایک شخص کی دوسری کی ذمہ ہزار درہم قرض آتی ہون اور مدیون یعنی قرضدار قرض خواہ سی کہی مین تیری قرضہ کی بابت اشرفیان لائی دیتا

بل فارقه ثم اتی بالدنانیر ودفعها الیه یکون فی تلك الساعة بیعا بالتعاطی واما لو اشتری رجل من اخر وسائد
بلکہ وہ چلا گیا پہر اشرفیان لاکر اوسکی حوالہ کردین تو اب اوس وقت تعاطی سی بیع پوری ہو جاوی گی اور اگر ایک شخص نے دوسری سی تکیی اور فرش

وطنافس وهی غیر منسوجة بعد ولم یضرب اجلا حتی یصیر سلما فلا یجوز ولو نسج الوسائد والطنافس وسلمها الیه لا یصح
خریدی اور وہ بنی ہوئی ابہی تیار نہون اور مدت بہی نہ ٹہرا دین تاکہ بیع سلم ہی ہو جاوی تو یہہ بیع جایز نہین ہی اور اگر تکیی اور فرش تیار کرکر اوسکو حوالہ کردی تو بہی بیع

ایضا لان التعاطی انما یکون بیعا اذا لم یکن مبنیا علی بیع فاسد او باطل واما اذا کان مبنیا علیه فلا فعلی هذا
جایز نہین ہی اسلئی کہ طرفین سی لین دین کی بیع جب جایز ہوتی ہی کہ اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر نہو اور اگر اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر ہوگی تو جایز نہین ہوتی اس

ما یفعله اکثر الناس فی هذا الزمان من اخذ ما ارادوا من صاحبه من الماکولات وغیرها من غیر عقد صحیح
اس زمانہ مین جو اکثر لوگونکا عمل ہی کہ جو چاہتی ہین سودوکاندار سی کہانی پینی کا سامان اور سوا اوسکی بدون عقد صحیح کی لیلیتی ہین

ولا معاطاة ولا بیان الثمن الی وقت المحاسبة فذلك حرام وکل من یاکل منه او ینتفع به مع العلم به فهو متعمد
اور نہ ترتیب طرفین سی لین دین کرتی ہین اور نہ حساب کی وقت تک ثمن بیان کرتی ہین سو یہہ سب حرام ہی اور جو شخص اوسمین سی کہاتا ہی یا جان بوجہہ کر فائدہ اٹہاتا ہی سو وہ عمدًا

لاکل الحرام والانتفاع به ومرتکب للاثم اذ فیما سوی الخبز واللحم لا بد من بیان الثمن لیکون بیعا بالتعاطی ثم
حرام خوری کرتا ہی اور نفع حرام لیتا ہی اور گناہ اختیار کرتا ہی اسلئی کہ بجز روٹی اور گوشت کی سب سودی مین ثمن مقرر کرنا ضرور ہی تاکہ بیع تعاطی کی ہوجاوی پہر

ینبغی ان یعلم ان البیع الذی لا یجوز ثلثة انواع فاسد وباطل وموقوف اما الفاسد فهو منعقد لکن لا یفید الملك
اور کہنا چاہئی کہ بیع جو جایز نہین ہوتی تین قسم پر ہی فاسد اور باطل اور موقوف بیع فاسد منعقد تو ہوجاتی ہی پر صرف عقد سی ملک کا فائدہ نہین دیتی

بمجرد العقد بل انما یفید بعد قبض المشتری المبیع باذن البایع صریحا او دلالة فانه اذا قبضه فی مجلس العقد
بلکہ مفید جب ہوتی ہی کہ خریدار بایع کی صاف اجازت سی یا قرینہ سی مبیع پر قبضہ کرلی پس جب خریدار مجلس عقد مین بایع کی سامنی مبیع پر قبضہ کرلی

بحضرة البایع ولم ینهه البایع یملکه ملکا خبیثا ولهذا قیل لا یحل له ان یتصرف فیه بتملیك وانتفاع حتی لو
اور بایع اوسکو منع نکری تو خریدار ملک مردار سی اوسکا مالک ہوجاتا ہی اسی لئی کہتی ہین کہ خریدار کو اوسمین تصرف کرنا حلال نہین ہی کسیکو مالک کرنیکا یا برتنی کا یہانتک

کان طعاما لا یحل له اکله ولو کان جاریة لا یحل له وطیها بل یجب علی کل واحد من البایع والمشتری فسخ العقد

طعام ہو تو اوسکا کہانا حلال نہیں ہی اور اگر لونڈی ہی تو اوس سی صحبت حلال نہیں بلکہ ہر ایک بائع اور مشتری پر واسطی دفع فساد کی عقد کا فسخ کرنا

دفعا للفساد وان لم یفسخاه بل باع المشتری ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحیح ینفذ بیعه لانه لما ملکه ملک

واجب ہی اور اگر دونو نی فسخ عقد نکیا بلکہ مشتری نی شراء فاسد سی قبضہ کرکر بطور عقد صحیح کی اور کی ہاتہہ بیچ ڈالا تو اوسکی بیع پوری ہو جاوی گی اسلئی

تملیکه لغیره بالبیع وغیره فلا یتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به ووجوب الفسخ سابقا کان لحق الشرع

کہ جب مبیع کا مالک ہوا تو اوسکی تملیک کا بہی بطور بیع وغیرہ کی مالک ہی پہر بعد اسکی فسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ اب اوسی حق عبد متعلق ہو گیا اور پہلی درجہ میں فسخ عقد جو واجب

واذا اجتمع حق الشرع وحق العبد یقدم حق العبد لحاجته نعم کان الاولی للمشتری الثانی ان یتنزه عن شرائه

تہا وہ لحق شرع کی تہا اور جب حق شرع اور حق عبد جمع ہو جاتی ہیں تو حق عبد کو مقدم رکہتی ہیں اسلئی کہ عبد حاجتمند ہی ہاں مشتری ثانی کی حق میں بہتر یہہ تہا کہ اوسکی

اذ قیل من غلب علی ظنه ان اکثر معاملات اهل السوق علی الفساد ینبغی له ان یتنزه عن شراء شیء منهم ومع هذا لو

کیونکہ کہتی ہیں جسکو یوں معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی فساد سی خالی نہیں ہیں تو اوسکو چاہیی کہ اون سی کوئی شی مول نہ لیوی اور پہر بہی اگر اونسی

اشتری منهم شیئا یحل له الانتفاع به اذا کان العقد الاخیر صحیحا ومما ینبغی ان یتعلم ان من اشتری متاعا بالف درهم

کوئی شی مول لیلیویگا تو اوسکو برتنا حلال ہی اگر پچہلا عقد صحیح واقع ہوا ہو اور معلوم رکہنا چاہیی کہ اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال شراء فاسد سی مول لیکر قبضہ کر لیا

شراء فاسدا وقبضه ثم باعه وربح فیه لا یحل له الربح بل یجب علیه ان یتصدق به ومن باع متاعا بالف درهم

پہر اوسکو فائدہ سی بیچ ڈالا تو اوسکو وہ فائدہ حلال نہیں ہی بلکہ اوسپر واجب ہی کہ خیرات کر دی اور اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال بیع

بیعا فاسدا وقبض الثمن ثم اشتری به شیئا وباعه وربح فیه یحل له الربح ولا یجب علیه ان یتصدق به والفرق

فاسد سی بیچا اور قیمت لی لی پہر اوس روپیہ سی اور مال مول لیا اور اوسکو فائدی سی بیچا تو اوسکو یہہ فائدہ حلال ہی اوسپر خیرات کرنا واجب نہیں ہی اور فرق

بینهما علی ما ذکر فی الهدایة ان المتاع مما یتعین بالتعیین فیتعلق العقد به فیتمکن الخبث فی الربح والدراهم والدنانیر

ان دونو صورتوں میں موافق بیان صاحب ہدایہ کی یہہ ہی کہ اسباب تعیین کرنی سی متعین ہو جاتا ہی سو عقد اسباب معین ہی متعلق ہو جاتا ہی پس خباثت فائدہ میں اثر کر جاتی

لا تتعینان فی العقود والفسوخ بل یثبت الثمن فی ذمة المشتری فلا یتعلق العقد الثانی بعینها فلا یتمکن

عقود اور فسوخ میں متعین نہیں ہوتی بلکہ مشتری کی ذمہ مطلق ثمن ثابت ہو جاتا ہی سو دوسرا عقد اوس دراہم اور دنانیر خاص سی متعلق نہیں ہوتا

الخبث فی الربح الا ان یشیر الیها وینقد منها فحینئذ یتعلق سلامة الشری بها لوقوعها ثمنا فیکون ملکا خبیثا واجب التصدق

اسلئی خباثت فائدہ میں اثر نہیں کرتی ہاں اگر اوسہی کی طرف اشارہ کری پہر اوسہی میں سی پرکہ دیوی تو اب خریداری اوسہی سی متعلق ہوگی کیونکہ وہی ثمن ٹہرا اب ملک مردار ہوگی خیرات کرنا

واما الباطل فهو غیر منعقد فلا یفید الملک اصلا ولهذا قیل من غلب علی ظنه ان اکثر معاملات اهل السوق علی

اور بیع باطل سرے سی منعقد نہیں ہوتی سوئی فائدہ ملک کا ہرگز نہیں دیتی اسہی لئی کہتی ہیں کہ جسکو یوں معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی باطل ہوتی ہیں

البطلان لیس له ان یشتری منهم شیئا ولا یحل له ما اشتراه منهم واما الموقوف فهو بیع مال الغیر بغیر اذنه فانه

تو اوسکو کوئی چیز اونسی مول لینی جایز نہیں ہی اور اونسی جو مول لیگا حلال نہیں ہوگا اور بیع موقوف غیر کی مال کا بی اجازت بیچ ڈالنا یہہ بیع اگرچہ منعقد ہو جاتی ہی

وان کان منعقدا ومفید للملک علی سبیل التوقف علی اجازة مالکه لکن لا یفید تمام الملک لتعلق حق الغیر به

اور فائدہ ملک کا بطور موقوف دیتی ہی یعنی اگر مالک جایز رکہہ لی لیکن اجازت بغیر ملک پوری نہیں ہوتی اسلئی کہ غیر کا حق اوسمیں باقی ہی

وجمیع المعاملات الجاریة فی جمیع المغصوبات والغارات الواقعة فی هذا الزمان من هذا القبیل ولهذا قال

اور تمام معاملات جو اس زمانہ میں تمام چہینے اور لوٹے ہوئی اشیا میں جاری ہیں سب اسہی طرح کی ہیں اور اسہی لئی

صاحب البزازیة فی ایام غارة المسلمین لا یشتری من العسکر شیء لانه حرام ملک الغیر ثم ینبغی للتاجر ان

صاحب بزازیہ کہتا ہی مسلمانوں کی غارت گری کی عہد میں لشکریوں سی کوئی شی مول نہ لیجاوی کیونکہ حرام غیر کی ملک ہی پہر تاجر کو لائق یوں ہی

یراعی فی معاملته العدل ویجتنب الظلم والمراد بالظلم ما یتضرر به الغیر فکما یتضرر الغیر ...

کہ اپنی معاملہ میں عدل کا لحاظ رکہے اور ظلم سے بچے اور ظلم سے مراد یہہ ہی کہ جسمیں غیر کا نقصان ہووی سو جسمیں غیر کا نقصان ہوتا ہو ...

العدل ان لا یتضرر منه احد بشیء ولا یتصور ذلک الا بالاحتراز عن عدة امور احدها ان لا یبخس فی

عدل وہ ہی کہ جسمیں کسیکا کچہہ نقصان نہووگی اور یہہ امر خیال میں نہیں آتا جبتک کئی باتوں سی احتراز نکری ایک یہہ کہ مقدار میں تفاوت

المقدار وذلک بتعدیل المکیال والمیزان والاحتیاط لانه تعالی قال ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا

نکری اور یہہ پیمانہ اور ترازو پوری پوری اور احتیاط رکہنی سی ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی گہٹانیوالوں کی وہ کہ جب ناپ لیں

علی الناس یستوفون واذا کالوهم او وزنوهم یخسرون ولا ینجو من هذا الامر الا بان یزید اذا اعطی وینقص اذا

لوگوں سی پورا بہر لیں اور جب ناپ دیں اونکو یا تول کر دیں تو گہٹا کر دیں اور اس سی وہ ہی بچتا ہی جو دیتی وقت کچہہ زیادہ دیدی اور لیتی وقت کچہہ کم لے

اخذ لان العدل الحقیقی قلما یتصور فان من یستقصی فی اخذ حقه بکماله یوشک ان یتعدی ولذلک

اسلئی کہ عدل حقیقی بہت ہی کم خیال میں آتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو غالب ہی کہ اوسپر تعدی کر بیٹہی اور اسی واسطی

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اشتری شیئا یقول للوزان زن وارجح وکان بعض السلف یقول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچہہ مول لیتی تو قیمت ادا کرنیوالی سی فرماتی تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدم کہتی تہی

لا اشتری الویل بحبة وکان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطی زاد حبة ویقول ویل لمن یبیع بحبة جنة عرضها

کہ ہم ایک دانہ کی بدلہ عذاب نہیں لیتی اور اگر کچہہ مول لیتی تو کچہہ دانہ کم لیتی اور اگر دیتی تو کچہہ دانہ زیادہ دیتی اور کہتی افسوس ہی جو دانہ کی بدلہ جنت دیڈالی جسکا پہیلاؤ

السموت والارض والثانی ما یجب الاحتراز عنها ان لا یمدح السلعة فانه ان وصفها بما لیس فیها فان لم

آسمان اور زمین ہی اور دوسرا امر جس سی احتراز چاہئی یہہ ہی کہ مال کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی جو اوسمیں نہیں ہی پہر خریدار نی اسکا قول اگر

یقبل قوله فهو کذب محض وان قبل فهو مع کونه کذبا تلبیس وظلم وان وصفها بما فیها فان علم به المشتری

نہ مانا تو یہہ صرف جہوٹہ ہی جہوٹہ ہی اور اگر مان لیا تو جہوٹہ کا جہوٹہ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر سچی تعریف کی تو پہر اگر خریدار یہی جانتا ہی

فهو هذیان وتکلم بما لا یعنیه فیحاسب علیه لان کل کلمة تصدر عن الانسان فانه یحاسب علیها لقوله تعالی

تو وہ بیہودہ بک ہی اور کلام بی فائدہ اس پر بہی حساب ہوگا کیونکہ انسان کی زبان سی جو کلمہ نکلتا ہی اوسی پر حساب ہوویگا بدلیل اس آیت کی

ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید وان لم یعرف المشتری ما فیها ما لم یذکر فلا باس بذکر القدر الموجود فیها من

نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار نہیں جانتا جبتک بیان نکرو تو پہر جتنا ہی اوتنی ہی بیان کریں

غیر مبالغة واطناب ولا یحلف البتة لانه ان کان کذبا یکون یمینه غموسا وهو من الکبائر التی تذر الدیار

بدون مبالغہ اور تطویل کی کچہہ مضائقہ نہیں اور قسم ہرگز نہ کہاوی اسلئی کہ اگر جہوٹہی ہی تو یمین غموس ہوگی اور یہہ قسم ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اجاڑ دیتی ہی

بلاقع وان کان صادقا فقد جعل اسم الله تعالی عرضة لایمانه واساء فیه لان الدنیا اخس من ان یقصد

اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا اور اسمیں برا کیا اسلئی کہ دنیا اتنی درجہ کی نہیں ہی کہ اوسکو بلا ضرورت

ترویجها بذکر اسم الله تعالی من غیر ضرورة حتی قال الفقهاء یکره للتاجر ان یذکر اسم الله تعالی او یصلی علی النبی صلی

اللہ کی نام سی رونق دیجاوی یہاں تک کہ فقہا کہتی ہیں تاجر کو مکروہ ہی کہ اپنا مال کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

الله علیه وسلم عند فتح متاعه علی قصد ترویجه بان یقول اللهم صل علی محمد ما اجود هذا والثالث مما

پڑہا کری اسطور پر کہ کہی سبحان اللہ کیا مال ہی یا اللہم صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز کرنا چاہئی

یجب الاحتراز عنها ان یکتم شیئا من عیوب السلعة بل یجب علیه ان یظهر جمیع عیوبها خفیها وجلیها لانه

یہہ ہی کہ مال کا کوئی عیب چہپا رکہی بلکہ بایع پر واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب ظاہر و باطن جتلا دیوی کیونکہ

اذا اخفی شیئا منہا یکون غاشا تارکا للنصح الواجب فمن اظہر احسن وجہی الثوب او عرضہ فی الموضع المظلم
اگر کچھ بھی عیب چھپا رکھیگا تو خیانت پیشہ نصح واجب کا تارک ہوگا پہر جس نی تہان کا اچھا پلہ دیکھا دیا یا اندھیری کی اندر سامنی کیا
او عرض احسن فردی الخف او النعل ونحوہما یکون غاشا والغش حرام فی البیوع والصنایع جمیعا فلا ینبغی للصانع
یا موزہ یا جوتی کی اچھی پوائی دیکھادی تو یہہ شخص خائن ہی اور تمام بیوع اور کاریگریوں مین خیانت کرنی حرام ہی سو کاریگر کو لایق نہیں
ان یتہاون بعملہ علی وجہ لو عاملہ بہ غیرہ لا یرتضیہ بل ینبغی لہ ان یحسن الصنعۃ ویحکمہا ثم یبین عیبہا
کہ اپنی کار مین ایسی سستی کیا کری کہ اگر اوسکی ساتھہ کوئی اور کری تو پسند نکری بلکہ یوں چاہیی کہ کار خوبصورت اور مضبوط بنایا کری پہر اوسکا عیب بیان کردی
ان وقع فیہا عیب فان قیل اذا وجب علی التاجران یذکر عیوب متاعہ لا یتم لہ المعاملۃ فما الطریق فیہا فاعلم ان
اگر اتفاقا عیب واقع ہو گیا ہو اور اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ جب تاجر پر مال کا عیب بیان کرنا واجب ہوا تو اوسکا معاملہ کبہی پورا نہ ہوویگا پہر اسکا کونسا راہ ہی تو سمجھ لی
التاجر اذا شرط علی نفسہ ان لا یشتری للبیع الا الجید وقنع بربح یسیر یبارک لہ فیہ ولا یحتاج الی تلبیس فمن
کہ تاجر جب اپنی اوپر یہہ شرط کرلی کہ بیچنی کی لئی سوا مال جید کی کبہی نہ لونگا اور تہوڑی سی نفع پر قناعت کری تو اوسہی مین برکت ہووےگی دغابازی کی کچھ حاجت نہیں ہی
تعود ہذا لا یشتری معیبا فان وقع فی یدہ نادرا یذکر عیبہ ویقنع بقیمتہ وانما یتعسر ہذا علی التجار لانہم
پہر جسکی یہہ عادت پڑجاتی ہی تو عیب دار مال نہیں لیتا پہر اگر اتفاقا اوسکی ہاتہہ آبہی جاوی تو اوسکا عیب بیان کردی اور اوسکی اصل قیمت پر قناعت کری اور تجاروں پر البتہ
لا یقنعون بربح یسیر بل یطلبون ربحا کثیرا ولا یحصل ذلک الا بالتلبیس والتلبیس حرام فلا یجوز للبایع ولا للمشتری
دشوار ہوتا ہی کہ تہوڑی نفع پر قناعت نہیں کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہیں اور بڑا فائدہ بدون دغابازی کی نہیں ہوتا اور دغابازی حرام ہی سو جایز نہیں ہی نہ
ان یلبس احدہما علی الاخر لان من یفعل ہذا یکون ظالما تارکا للنصح علی المسلمین وقد روی انہ علیہ السلام قال
کہ ایک دوسری سی فریب کیا کری اسلئی کہ جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی اوسنی مسلمانون کی خیرخواہی ترک کی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
البیعان اذا صدقا ونصحا بورک لہما فی بیعہما واذا کذبا وکتما نزعت برکۃ بیعہما ومن لم یعرف الزیادۃ والنقصان
بایع اور مشتری دونو اگر سچ بولیں اور خیرخواہی کریں تو اونکی لئی بیع مین برکت ہوویگی اور اگر جہوٹ بولیں اور عیب چہپالیں تو بیع کی برکت نکل جاویگی اور جو شخص کمی بیشی
الا بالمکیال والمیزان لا یصدق ہذا الحدیث ولا یعرف ان الدرہم الواحد قد یبارک فیہ ویکون سببا لسعادتہ
بدون پیمانہ اور ترازو کی نہیں جانتا تو اسحدیث کی تصدیق نہیں کرتا اور وہ یہہ نہیں جانتا کہ ایک درہم مین کبہی ایسی برکت ہوتی ہی جسمین سعادت دینی اور دنیا کی حاصل ہوجاوی
فی الدین والدنیا بان یصرفہ فیما یجب علیہ من امر دینہ او دنیاہ وان الالاف المؤلفۃ قد ینزع عنہا البرکۃ وتکون
اسطور کہ اوسکو اپنی واجبات دینی اور دنیوی مین صرف کری اور بیشک ہزاروں جمع کی ہوئی مین سی کبہی برکت نکل جاتی ہی وہ ہی اوسکو
سببا لہلاکہ فی الدنیا والاخرۃ اما فی الدنیا فکما یشاہد فی ہذا الزمان من تسلط الظلمۃ علیہ واخذ مالہ بانواع
دین اور دنیا مین لی ڈوبتا ہی چنانچہ اس زمانہ مین دیکھتی ہیں کہ ظالم لوگ غالب ہوکر اوسکی تمام مال متاع طرح طرح کی عذاب دیکر
العقوبات واما فی الاخرۃ فبان یصرفہا فی المحرمات والمنکرات لا سیما فی الرشوۃ التی یکون بہا کل واحد من الراشی و
چہین لیتی ہیں اور رہا آخرت مین سو اس وضع سی کہ مال کو حرام اور ممنوعات مین خرچ کرتا ہی خاص کر رشوت مین جسکی باعث سی ہر ایک یعنی رشوت دینی والا
المرتشی والساعی بینہما ملعونا بلعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن اراد ان یتیسر علیہ النصح للمسلمین فلا بد لہ
اور رشوت لینی والا اور بیچکا دلال ملعون ہوجاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسپر لعنت پڑتی ہی اب جسکا یہہ ارادہ ہووی کہ اوسکو نصیحت اہل اسلام کی
من امرین احدہما ان یعلم ویعتقد ان تلبیسہ لا یزید فی رزقہ بل یمحقہ ویذہب برکتہ فان ما یجمعہ من
میسر ہووی تو اوسکو دو باتیں لازم ہیں ایک تو یہہ سمجھی اور یقین کری کہ فریب اور مکر سی روزی نہیں بڑہتی بلکہ تلف ہوجاتی ہی اور برکت جاتی رہتی ہی بیشک جتنا مال
متفرقات التلبیسات قد یہلکہ اللہ تعالی دفعۃ واحدۃ اما بالاغراق او بالاحراق او باخذ اللصوص والظلمۃ
طرح طرح کی فریب سی جمع کرتا ہی اوسکو بعضی دفعہ تو اللہ تعالی ایک بارہی تلف کردیتا ہی یا ڈبوکر یا جلاکر یا چور چرا لیتی ہیں یا ظالم

او

الكثرة والثاني ان يعلم ويعتقد ان ربح الاخرة خير من ربح الدنيا وان فوائد اموال الدنيا ينقطع بانقضاء
اور اسکا فائدہ لوگ جنہیں لیتی ہیں اور دوسری یہہ سمجہیں اور یقین کریں کہ آخرت کا فائدہ دنیا کی فائدہ سے بہتر ہی اور بیشک دنیاکی فائدی ہو چکتی ہیں جب زندگی ہو چکتی ہی
العمر وتبقى مظالمها واوزارها فكيف يرضى العاقل ان يستبدل الذي هو ادنى بالذي هو خير والخير كله في
اور اوسکا وبال اور بوجہہ سر پر رہجاتا ہی عاقل آدمی کب پسند کرتا ہی کہ ادنی چیز کو اعلی چیز سے بدل لیوے اور خوبی سب سلامتی
سلامة الدين يسر لنا الله سلامة الدين **المجلس الحادي والسبعون في بيان اي تاجر يحشر**
دین کی سلامتی میں ہی الٰہی ہمکو دین کی سلامتی نصیب کر اکہتر وین مجلس اس بیان میں کہ کونسا تاجر قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹہیگا
يوم القيمة فاجرا واي صادقا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التجار يحشرون يوم القيمة فجارا
اور کونسا صادق ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تاجر لوگ قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹہینگی
الا من اتقى وبر وصدق هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبيد بن رفاعة عن ابيه والاصل في الفجور الميل
مگر جو کہ متقی ہی اور نیکوکار اور سچا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبید بن رفاعہ اپنی باپ سے روایت کرتا ہی اور اصل میں فجور ٹل جانا
عن القصد ومنه يقال للكاذب فاجر وعلى هذا المعنى سمي التجار في الحديث فجارا اذ من عادتهم في تجارتهم
راستی اور میانہ روی سے اسی جگہ سے جہوٹی کو فاجر کہتی ہیں اور اسی اعتبار سے سوداگروں کو حدیث شریف میں فجار نام کیا کیونکہ تجارت میں
غالبا التدليس والتهالك على ترويج السلع بما تيسر لهم من الايمان الكاذبة ونحوها وهذا حكم عليهم في الحديث
عیب کا چہپالینا اور اسباب کی رواج دینی پر کہپ جانا اکثر اونکی عادت ہوتی ہی جسطور ہوسکی جہوٹی قسموں سے یا مانند اوسکی اسی لئی حدیث میں اونکی حق میں حکم ہوا
بانهم يحشرون يوم القيمة في زمرة الكذابين الذين كثر منهم الكذب الا من اتقى الكذب وبر في يمينه وصدق
کہ تاجر قیامت کی دن ایسی جہوٹوں میں داخل ہونگی جنکا جہوٹ کثرت سے ہی مگر وہ تاجر جو جہوٹ سے بچتا رہا اور قسم میں پاک اور بات میں سچا رہا
في حديثه فانه لا يحشر معهم بل يحشر مع الابرار كما روى عن ابي سعيد انه قال التاجر الصدوق الامين يحشر
سو ایسا تاجر جہوٹوں میں داخل نہیں ہو ویگا بلکہ ابرار کی ساتہہ اوٹہیگا چنانچہ ابوسعید خدری سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سچا اور امانت دار تاجر
مع النبيين والصديقين والشهداء فعلم من هذا ان اللازم للتاجر في معاملته ان يستعمل الصدق والامانة
نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی ہمراہ ہو ویگا اس سے معلوم ہوا کہ تاجر کو لازم ہی کہ اپنی معاملی صداقت اور امانت سے کیا کری
ويجتنب الكذب والخيانة حتى يحشر مع الابرار ولا يحشر مع الفجار بل الواجب عليه ان يراعي في تجارته
اور جہوٹ اور خیانت سے بچتا رہی تاکہ ابرار میں داخل ہووی اور فجار میں نہ مل جاوی بلکہ تاجر پر یہہ واجب ہی کہ تجارت میں عدل اور انصاف کا
العدل والانصاف ويجانب الظلم والاعتساف لان المعاملة قد تجري على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها
لحاظ رکہی اور ظلم اور بی راہی سے بچی اسلئی کہ معاملہ بعضی دفعہ ایسی طور پر ہہکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتادی
لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به المعامل لسخط الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد والمراد من الظلم ما
پر اوسمیں ایسا ظلم ہوجاتا ہی جس سے وہ شخص شانہ غضب الٰہی کا بن جاتا ہی کیونکہ ہر نہی سے عقد فاسد نہیں ہوجاتا اور ظلم سے مراد وہ عمل ہی جسمیں
يتضرر به الغير فكل ما يتضرر به الغير فهو ظلم وانما العدل ان لا يتضرر منه احد بشيء ولا يتصور ذلك الا بالاحتراز
غیر کا نقصان ہوجاوی سو جس عمل میں غیر کا نقصان ہوتا ہو وہ ہی ظلم ہی اور عدل وہی ہی کہ جسمیں کسیکا کچہہ نقصان نہووی اور عدل جب ہوسکتا ہی کہ چند باتوں سی
عن عدة امور الاول ترويج الزيوف من النقود فانه ظلم عام يتضرر به الناس لان من يروج شيئا منها الى غيره
احتراز کری اول کہوٹی نقود کی برتاوی بیشک یہہ ظلم عام ہی اسمیں سبکا نقصان ہی اسلئی کہ جو شخص کوئی کہوٹا نقد اور کو دیویگا
فذلك الغير ان لم يعرف انه زيف فهو يتضرر به وان عرف انه زيف فهو يروجه الى غيره وغيره الى غيره وهكذا
پہر اوسنی اگر نہ پرکہا کہ وہ کہوٹا ہی تو وہ نقصان پاویگا اور اگر پرکہا کہ یہہ کہوٹا ہی تو وہ اور کو دیویگا اور وہ اور کو دیوی گا اور اسیطرح

لا يزال يتردد في ايدي الناس ويعظم ضرره ويشيع فساده ويكون وبال الكل من حين ترويجه الى وقت انقراضه راجعا
لوگون کی ہاتہون مین پہرتا رہیگا اور سبب کا نقصان ہوتا رہیگا اور فساد پہیلتا جاوی گا اور سبکا وبال جب سی اسنی دیا تہا اوسکی کٹنی تک کا اسکی سر پڑیگا

اليه بمقتضى قوله عليه السلام من سن سنة سيئة فعمل بها من بعده كان عليه وزرها ووزر من عمل بها لا
بدلیل اس حدیث کی جسنی برا طریقہ نکالا پہر اوسپر اورون نی بعد اوسکی عمل کیا تو اوسکا اور جو جو اوسپر عمل کرینگی سب کا بوجہ اسپر ہوویگا

ينقص من اوزارهم شيء ولهذا قال بعض السلف انفاق درهم واحد من الزيوف اشد من سرقة مائة درهم
اونکی گناہ سی کچہ کم نہ کرینگی اسیلئی بعضی متقدمین کا قول ہی کہ کہوٹی ایکدرہم کا چلانا چرکی سو درہم کی چورنیسی بدتر ہی

من الجياد لان سرقة المائة معصية واحدة منقضية واما انفاق زيف فهو معصية مستمرة يتعدى بها ما دام
اسلئی کہ چرانا سو درہم کا ایک گناہ ہی کہ ہو چکا اور کہوٹی روپیہ کا گناہ جاری ہی عمل مین آتی جاتا ہی جبتک وہ کہوٹا

ذلك الزيف يتردد في ايدي الناس فيكون عليه في حياته وبعد مماته اثم ما افسد ونقص من اموال الناس بسببه
روپیہ لوگون کی ہاتہ مین پہرتا رہتا ہی سو اوسکی زندگی بہر اور بعد موت کی گناہ باقی رہیگا جسقدر لوگون کا مال اوسکی سبب سی خراب اور تلف ہوویگا

الى اخر فناء ذلك الزيف وانقراضه فطوبى لمن يموت ويموت معه ذنوبه وويل لمن يموت ويبقى بعده ذنوبه
جبتک وہ کہوٹا روپیہ کٹکر فنا ہو جاوی سو مزدہ ہی اوسکو جو مر جاوی اور اوسکی تمام گناہ ہو چکین اور افسوس ہی اوسکی لئی جو مر جاوی اور بعد اوسکی گناہ قایم رہین

وقد قيل انفاق الدرهم الردي على من يعلمه اكبر ذنبا من انفاقه على من لا يعلمه لان الاول متعمد والثاني
اور کوئی کہتا ہی کہ جان کار کو کہوٹی روپیہ کا دیدینا بڑا گناہ ہی ان جان کو دینی سی اسلئی کہ وہ اول تو متعمد ہی اور دوسرا خطاوار ہی لیکن خطا یعنی ان جان پنی کا گناہ بندی کی حق مین

مخطي لكن الخطاء في حق العباد غير موضوع فعلى هذا يجب على التاجر ان يتعلم احوال النقود ليميز الزيف من غيره
معتبر نہین ہوتا اسکی موافق تاجر کو واجب ہی کہ روپیہ کا پرکہنا بہی سیکہی تاکہ کہوٹا کہرا پہچان لیا کری

لا ليستقصي لنفسه بل لئلا يسلمه الى غيره بعدم علمه فيكون اثما لتقصيره في تعلم ما يلزمه في معاملته فلكل
اس نیت سی نہین کہ اپنا حق پورا کیا کری بلکہ اس نیت سی کہ انجان پنی سی غیر کو ندی بیٹہی پہر گنہگار رہوگا اسلئی کہ معاملات کی لوازم سی سیکہنی مین جو قصور کیا کیونکہ ہر

عمل علم يجب تحصيله لمن يباشره كيلا يقع في الاثم ولهذا كان السلف يتعلمون احوال النقود نظرا لدينهم لا لدنياهم
کار ہار کی لئی علم ہوتا ہی کہ اوس کاروائی کو اوسکا سیکہنا واجب ہوتا ہی تاکہ گناہ مین نہ پہنچاوی اور اسہی واسطی متقدمین نقود کا پرکہنا واسطی لحاظ دین کی سیکہا کرتی تہی دنیا کی

فان من يقع في يده شيء من الزيوف ينبغي له ان يجتهد في اعدامه وافنائه ومحو اثره ولا يسعى في ترويجه لانه
بیشک جسکی ہاتہ کوئی کہوٹا روپیہ بیسیا آجاوی تو اوسکو لایق ہی کہ اوسکی کہونی اور فنا کرنی مین اور اوسکا نشان مٹانی مین کوشش کری اوسکی چلانی مین سعی نکری کیونکہ

ان روجه الى من لا يعرفه يكون انما لايصاله اليه الضرر وان روجه الى من يعرفه يكون انما ايصالا لان من
اگر انجان کو دیدیا تو اسلئی گنہگار ہوگا کہ اوسکا نقصان کیا اور اگر جان کار کی حوالہ کیا تو تو بہی گنہگار ہوگا اسلئی

يا خذه لا يأخذه غالبا الا ليروجه الى غيره اذ لو لم يكن قصده ذلك لكان لا يرغب في اخذه اصلا فيكون
کہ لینی والا اکثر اسہی لئی لیلیتا ہی کہ اور کو دیدی کیونکہ اگر اوسکی ایسی نیت نہوتی تو ہرگز بہی نہ لیتا تو ایسا اسکی

تسليمه اليه تسليطا له على الفساد واعانة له على الشر ومشاركة معه في الاثم واما من يأخذه ليكون من الذين
کہوٹا روپیہ دیکر اوسکو فساد پر قایم کیا اور بدی پر امداد کی اور گناہ مین شریک ہوا اور رہا وہ شخص جو اسواسطی لیتا ہی کہ اوس زمرہ مین

دعا لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بقوله رحم الله امرأ سهل البيع سهل الشراء سهل القضاء سهل الاقتضاء فلا بد
داخل ہووی جنکی حقمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دعا خیر فرمائی ہی اسحدیث مین رحم کری اللہ اوس شخص پر جو آسانی سی بیچی آسانی سی خریدی آسانی سی اداکری آسانی

له ان يأخذه على قصد اعدامه وافنائه ومحو اثره لا على قصد ترويجه في معاملته اذ لو كان قصده ذلك لكن
اوسکو ضرور ہی کہ اس نیت سی لیوی کہ اوسکو کہوی اور فنا کردی اور نشان مٹاوی نہ اس نیت سی کہ اوسکو معاملات مین جاری کری اگر اوسکی یہہ نیت ہی

يكون داخلا في شر روجه الشيطان اليه في معرض الخير والمراد بالزيف من الدراهم والدنانير ما ليس فيه فضة

تو وہ اوس برائی مین داخل ہی جسکو شیطان نی خوب صورت بناکر دکہایا ہی اور کہوٹی درہم اور دینار سی وہ مراد ہی جسمین نہ کچہہ چاندی ہو

ولا ذهب اصلا بل هو مموه واما ما فيه فضة او ذهب فالعبرة فيه للغالب ان كان الغالب على الدراهم

اور نہ سونا بلکہ صرف ملمع ہو اور جسمین چاندی اور سونا ہو تو اوسمین اکثر کا اعتبار ہی اگر درہم مین چاندی زیادہ ہووی

الفضة فهي فضة وان كان الغالب على الدنانير الذهب فهي ذهب لان النقود لا تخلو عن قليل غش

تو وہ چاندی ہی اور دینار مین اگر سونا زیادہ ہووی تو وہ سونا ہی کیونکہ نقود ایسی کم ہوتی ہین جسمین کچہہ نہ کچہہ کہوٹ نہ ہو

اما خلقة كما في الردي من الفضة او الذهب او عادة بسبب انها تتفتت ولا تنطبع بدون الغش وانما

یا اصلی ہوتی ہی جیسی نرسی چاندی اور کم درد کا سونا یا عادت کی موافق اس سبب سی کہ اوسکو کوٹتی ہین اوسبدون ملونی کی گہڑا نہین جاتا

تنطبع بخلط الغش بها فعلى هذا يعتبر الغالب لان المغلوب في مقابلة الغالب كالمعدوم فاذا كان الغالب

گہڑا جب ہی جاتا ہی کہ اوسمین ملونی ملی اس حال کی موافق اکثر کا اعتبار ہوتا ہی کیونکہ غالب کی سامنی مغلوب کی کچہہ ہستی نہین ہوتی بس تو اگر دراہم مین چاندی

على الدراهم الفضة وعلى الدنانير الذهب فهما في حكم الفضة والذهب وان كان الغالب عليهما الغش فان كانا

غالب ہو اور دنانیر مین سونا پہر وہ دونو چاندی اور سونی مین داخل ہین اور اگر اونکی اندر میل بڑہتی ہو تو پہر اگر اونکا

نقد البلد فما دام رواجهما باقيا فهما ثمن لا يتعلق العقد بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما وان ارتفع رواجهما

چلن جاری ہی تو جب تک اونکا چلن باقی رہی گا تب تک وہ ثمن یعنی نقد مین عقد اونکی تعیین سی متعلق نہین ہوتا بلکہ اوس سکہ کی دراہم اور دنانیر سی متعلق ہوگا وہ ہون یا اور

فهما سلعتان اي العقد بعينهما ان علم المتعاقدان حالهما وعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلم حالهما وان لم يعلما

تو پہر وہ رنمت اور چیز نسبت مین داخل ہین عقد مین متعین ہو جاینگی اگر اونکا حال بایع اور مشتری کو معلوم ہو اور دونو یہہ بہی جانتی ہون کہ ہر ایک کو ان دراہم دنانیر کا

او لم يعلم احدهما او علما لكن لم يعلم كل واحد منهما ان صاحبه يعلمه فالعقد لا يتعلق بهما بل انما يتعلق بالرائج

دونون کو معلوم نہین یا ایک کو معلوم نہین یا دونو کو معلوم تو ہی پر دونو کو یہہ خبر نہین کہ وہ دوسرا بہی جانتا ہی تو عقد ایسی دراہم و دنانیر سی علاقہ نہین رکہتا بلکہ چلن بازاری

في البلد وان لم يرتفع رواجهما بالكلية بل كانتا بحيث يقبلها البعض دون البعض فهما كالزيوف لا يتعلق العقد

علاقہ رکہتا ہی اور اگر اونکا رواج چلن سا سر نہین گیا بلکہ ایسا ہی کوئی تو لیتا ہی اور کوئی نہین لیتا تو اب وہ دراہم و دنانیر کہوٹون مین داخل ہین عقد کا اونسی

بعينهما بل انما يتعلق بجنسهما من الزيوف ان كان البايع يعلم حالهما لثبوت الرضى منه بجنس الزيوف وان كان

متعین نہین ہون گی بلکہ عقد مین اوس سکہ کی کہوٹی دراہم اور دنانیر دینی ہون گی اگر بایع کو انکا حال معلوم تہا کیونکہ بایع اوس سکہ کی کہوٹون پر راضی ہو چکا ہی اور اگر

البايع لا يعلم حالهما لا يتعلق العقد الا بجنسهما من الجياد لعدم ثبوت الرضى منه بجنس الزيوف والثاني مما

بایع کو انکی حال سی اطلاع نہین تہی تو پہر عقد مین اوس سکہ کی کہری دینی ہونگی کیونکہ بایع کی رضا اوس قسم کی کہوٹون پر ثابت نہین ہی اور دوسرا امر جس سی

يجب الاحتراز عنه مدح السلعة فان من يصفها بما ليس فيها ولم يقبل قوله فهو كذب وان قبل قوله فهو

احتراز کرنا واجب ہی اسباب کی تعریف کرنی بیشک جو شخص اسباب کی ایسی تعریف کری جو اوسمین موجود نہین ہی اور وہ مان بہی نہین لیا تو وہ صرف جہوٹ ہی اور اگر اوسکا

مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان كان المشتري يعلم به فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويحاسب

کہا مان لیا تو وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پہر اگر مشتری کو وہ معلوم ہی تو مفت کی بک بک اور بیفائدہ کلام ہی اسپر محاسبہ ہووےگا

عليه اذ ما من كلمة تصدر عن الانسان الا يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب

کیونکہ جو بات انسان کی زبان سی نکلتی ہی سو ہی محاسبہ طلب ہی بدلیل اس آیت کی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس ایک راہ دیکہتا

عتيد وان كان المشتري لا يعلم ما فيها فلا باس بذكر القدر الموجود فيها من غير مبالغة وافراط ويكون

تیار اور اگر مشتری کو معلوم نہین ہی تو اوسکا کہہ دینا نقصان نہین ہی کہ جتنی بات اوسمین واقع ہو بی مبالغہ بی کم و کاست کہدی اس نیت سی

قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم ويرغب فيه ويحصل مقصوده ولا يحلف البتة لانه ان كان كاذبا يكون

کہ اپنی بہائی مسلمان کو جتلا کر ترغیب دی کہ اوسکا مقصود حاصل ہوجاوی اور قسم ہرگز نہ کہاوی کیونکہ اگر جہوٹی ہی

يمينه غموسا وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه

تو یہ یمین غموس ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسمونکا نشانہ بنایا

واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره

اور برا کیا کیونکہ دنیا کا اتنا درجہ کہان ہی کہ بلا ضرورت خدا کا نام لیکر اوسکو رونق دیجیی یہان تک کہ فقہا کہتی ہین تاجر کو

للتاجر ان يذكر الله تعالى او يصلي على النبي عليه السلام عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم

مکروہ ہی کہ اسباب کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ کہا کری یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہا کری اسطور کہ کہا کری اللہم

صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما يجب الاحتراز عنه كتم عيوب السلعة فان من يكتم شيئا منها يكون

صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز واجب ہی مال کا عیب چہپا لینا بیشک جو شخص کوئی عیب چہپا لیتا ہی تو وہ

ظالما تاركا للنصح الواجب مرتكبا للغش الحرام فالواجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها وهذا امر

ظالم اور خیر خواہی کا تارک جو اوسپر واجب تہی اور اختیار کرنیوالا دغا حرام کا ہوتا ہی پس تاجر پر واجب ہی کہ مبیع کی تمام عیوب ظاہر و باطن بیان کر دیا کری اور یہہ بات

يشق على اكثر الخلق فمن لا يقدر عليه فليترك التجارة او ليوطن نفسه على عذاب النار والرابع مما يجب الاحتراز

اکثر لوگون پر دشوار گذرتی ہی پہر جس سی یہہ بات نہوسکی تو اوسکو لازم ہی کہ تجارت موقوف کری یا اپنی جان کی واسطی دوزخ مین ٹہکانا بناوی اور چوتہا امر جس سی احتراز کرنا

عنه الخيانة فان من يخون لا يخلو اما ان يكون خيانته في المقدار او في السعر او في المرابحة والتولية فاما

واجب ہی خیانت کرنی بیشک جو شخص خیانت کرتا ہی تو اسی خالی نہین کہ یا تو مقدار مین خیانت کرتا ہی یا بہاؤ مین یا نفع لینی مین یا ازکی از بیچنی مین پہر

من يكون خيانته في المقدار فهو يدخل تحت قوله تعالى وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ

جو شخص مقدار مین خیانت کرتا ہی تو وہ اس آیت کی مضمون مین داخل ہی خرابی ہی گہٹا نیوالون کی وہ کہ جب ماپ لین لوگون سی پورا بہر لین

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي

اور جب دین اونکو یا تول دین تو گہٹا کر دین اور اس وبال سی وہ ہی بچتا ہی جو دینی مین کچہہ زیادہ دیدی اور لینی مین کچہہ کم لیلی اسلئی کہ حقیقی عدل تو

قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتجاوزه ولذلك كان النبي عليه السلام اذا

بہت ہی کم خیال مین آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو کیا بعید ہی کہ حد سی بڑہ جاوی اور اسی واسطی نبی علیہ السلام جب

اشترى شيئا يقول للذي يزن الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ

کوئی شی مول لیتی تو ثمن دینی والی سی فرمادیتی کہ ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کا قول ہی ہم بعوض ایک دانہ کی دوزخ نہین خریدتی اور اونکا یہہ حال تہا

نقص حبة واذا اعطى زاد حبة وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموات والارض واما من يكون

کہ جب لیتی تو کچہہ کم لیتی اور جب دیتی تو کچہہ بڑہا دیتی اور یہہ کہتی افسوس اوسکی حق مین جو دانہ کی بدلہ ایسا جنت بیچڈالی جسکا پہیلاؤ آسمان اور زمین ہی اور جو شخص

خيانته في السعر فهو من الظلمين التاركين للنصح الواجب اذ ليس لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت

بہاؤ مین خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو اوسپر واجب تہی ترک کی کیونکہ کسیکو جایز نہین ہی کہ بایع یا مشتری پر بہاؤ اوسوقت کا رلا ملا دیوی

وينتهض الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون من الذين لا يحب

اور فرصت کو غنیمت سمجہی بایع سی تو گرانی بہاؤ کی چہپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگون مین داخل ہی کہ نہین پسند کرتا

احدهم لاخيه المسلم ما يحب لنفسه وقد روي انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب

اپنی بہائی مسلم کی واسطی جو اپنی واسطی پسند کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم مین سی جبتک نہ پسند کری اپنی بہائی کی

لنفسه

لنفسه واما من يكون خيانته في المرابحة والتولية فلابد له من معرفتهما حتى يمكن له الاحتراز عنهما

حق مین جو اپنی حق مین پسند کرتا ہی اور جو شخص نفع پر دیتی ہین اور دام کی دام دینی مین خیانت کرتا ہی تو اوسکو بہی اول دونونکا سمجہنا چاہئی تاکہ اون سی بچ سکی

اما المرابحة فهي بيع ما ملكه بمثل ما قام عليه بزيادة ربحه واما التولية فهو بيع ما ملكه بمثل ما قام عليه

مرابحت تو بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو اوسپر کچہہ نفع لیکر اور تولیہ بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو

بدون زيادة ربح وكل منهما انما يصح اذا كان راس المال مثليا لان مبناهما على الامانة والاحتراز

بدون نفع لئی یعنی دام کی دام کو اور یہہ دونو بیع جب صحیح ہوتی ہین کہ راس المال مثلی یعنی ذوات الامثال سی ہو کیونکہ ان دونون کی بنیاد امانت اور خیانت سی

عن الخيانة وشبهتها فان الغبي الذي لا يهتدي في التجارة يعتمد على الفعل الذكي الذي يهتدي فيها و

اور خیانت کی شبہ سی احتراز پر ہی بیشک بہولا بچارہ جو تجارت کی ڈہنگ نہین جانتا وہ بہروسہ کیا کرتا ہی ایسی شخص کی ذکر کرنی پر جو تجارت کا مشاق ہو اور

يطيب نفسه بمثل ما اشتراه بزيادة ربح في المرابحة وبدونها في التولية وان لم يكن راس المال مثليا

اپنی جی مین خوش ہوتا ہی خرید کی خرید سی فائدہ بڑہتی دیکر مرابحہ مین اور بدون فائدہ کی تولیہ مین اور اگر راس المال ذوات الامثال سی نہو

بل كان فيما يكون قدره مجهولا لا يعلم الا بالظن والتخمين فيتمكن شبهة الخيانة فلا يتحقق المرابحة

بلکہ ذوات القیم سی ہو تو اوسکی مقدار مجہول ہوویگی اگر معلوم ہو تو گمان اور اٹکل سی ہو پہر اسمین خیانت کا شبہ قایم ہو جاتا ہی پہر مرابحہ اور تولیہ دونو ثابت

والتولية الا ان يكون المشتري مرابحة وتولية ممن ملك ذلك البدل بوجه من الوجوه فح يمكن للبايع ان

نہین ہوتی ازراہ بیع مرابحہ اور تولیہ کی او نمین سی کہ مالک ہوگیا ہو اسی بدل یعنی ثمن کا کسیطرح پر پس اسوقت روا ہی بایع کو یعنی پہلی جو مشتری

يبيع منه ما اشتراه بذلك البدل وبربح معلوم في المرابحة او بدونه في التولية ومن اشترى متاعا

بیچنا مالک بدل کی ہاتہہ اوس چیز کو کہ خریدہ تہا مشتری اول نی عوض اس بدل کی مع نفع معلوم کی بیع مرابحہ مین یا بدون نفع کی بیع تولیہ مین اور جس شخص نی کچہہ مال

بالنقود يجوز له ان يضم الى الثمن اجرة القصار والصباغ والحمال وغير ذلك مما يزيد في عين المبيع او

نقدون خریدا تو اوسکو جایز ہی کہ ثمن مین مزدوری دہوبی اور رنگ ریز اور پلہ دار وغیرہ کی جس سی کہ عین مبیع یا

قيمته كسوق الغنم فانه يزيد في قيمتها كما يزيد الحمل في قيمة المتاع لان القيمة تختلف باختلاف المكان ويقول

قیمت مبیع بڑہ جاوی جیسی بکریان ہکا لیجانا اس سی بہی بکری کی قیمت بڑہتی ہی جیسی پلہ داری سی قیمت مال کی بڑہتی ہی اسواسطی کہ مکان بدلنی سی قیمت بدل جاتی ہی اور یون بیان کری

قام على بكذا ولا يقول اشتريت بكذا تحرزا عن الكذب وان فعل شيئا من هذه المذكورات بنفسه لا يضمه

کہ مجہکو اتنی مین پڑی ہی یہہ نہ کہی مینی اتنی کو خریدی ہی تاکہ جہوٹ سی بچ جاوی اور اگر کوئی کام ان مذکورہ سابقہ سی بذات خود سرانجام کر لیا ہو تو اوسکی مزدوری ثمن مین

وكذا لا يضم نفقة نفسه ولا جعل الابق ولا كراء بيت الحفظ ولا اجر الطبيب والمعلم والراعي والدلال لان

اور ایسی ہی اپنی ذات کا خرچ اور نہ انعام بہاگی ہوئی غلام کا اور نہ کرایہ حفاظت کی مکان کا اور نہ نذرانہ طبیب اور اوستاد کا اور نہ اجرت چرواہی اور دلال کی کیونکہ

هذه المذكورات لا تزيد في المبيع شيئا ومن اشترى ثوبا بعشرين وقبضه ثم باعه مرابحة بثلثين وتقابضا

ان اخراجات سی مبیع مین کچہہ نہین بڑہتا اور اگر کسینی ایک تہان پارچہ کا بیس روپیہ کو لیکر قبضہ کرلیا پہر اوسکو بطور مرابحہ تیس روپیہ کو بیچکر دونونی اپنی اپنی مال پر قبضہ

ثم اشتراه من مشتريه بعشرين واراد ان يبيعه مرابحة يطرح الربح ويبيعه على عشرة ويقول قام على

پہر سی دوبارہ وہ ہی تہان اپنی خریدار سی بیس روپیہ کو خرید لیا اب اگر اوس تہان کو بطور مرابحہ بیچی تو اول کا نفع کم کرکی دس روپیہ پر نفع لی اور یون بیان کری کہ یہہ تہان مجہکو

بعشرة ولو كان اشتراه بعشرين وباعه باربعين ثم اشتراه بعشرين لا يبيعه مرابحة اصلا لانه قبل شراءه

دس روپیہ کو پڑا ہی اور اگر اول دفعہ مین بیس روپیہ کو لیکر چالیس کو بیچا ہو پہر اوسکو دوبارہ بیس کو لیا ہو تو اس صورت مین ہرگز مرابحہ سی نہ بیچی اسلئی کہ دوبارہ خریدنی سی پہلی

ثانيا يحتمل ان يرد عليه بعيب ويسقط الربح الذي ربحه فلما اشتراه ثانيا تاكد ذلك الربح الذي كان

شاید کہ وہ تہان بواسطہ عیب کی پہر جاتا تو جسقدر اس نی نفع لیا ہی یعنی بیس روپیہ وہ جاتا رہتا جب اسی دوبارہ خرید لیا تو وہ نفع جو ساقط ہونیکو تہا قایم

على شرف السقوط فيصير الشراء الثاني شبهة حصول الربح به وللتاكيد حكم الايجاب ففي المسئلة الاولى يصير
اور ثابت ہوگیا اب دوبارہ خریدنی میں بھی جبکہ ہوتا ہی کہ اس خرید کی سبب سی نفع ملا   اور تاکید کی لئی حکم ایجاب کا ہوتا ہی   سو پہلی صورت کا انجام یہہ ہی

كانه اشترى ثوبا وعشرة دراهم بعشرين فيتقابل العشرة بالعشرة فيبقى الثوب بعشرة فلا يبيعه مرابحة
گویا اسنی ایک تھان اور دس روپیہ بیس روپیہ کو لئی   پھر دس روپیہ تو دس روپیہ کی برابر ہوگئی   اور تھان دس میں پڑ گیا   سو اسکو بطور مرابحہ

او تولية الا على عشرة وفي المسئلة الثانية يصير كانه اشترى ثوبا وعشرين درهما بعشرين فيتقابل العشرون
اور تولیہ کی بیچی تو دس روپیہ ہی پر بیچی اور دوسری صورت کا انجام یوں ہی کہ گویا ایک تھان اور بیس روپیہ بیس روپیہ کو لئی   پھر بیس روپیہ تو بیس روپیہ کی برابر ہوئی

بالعشرين فيبقى الثوب مجانا فلا يبيعه مرابحة ولا تولية احترازا عن شبهة الخيانة لانها كحقيقتها فيهما
اور وہ تھان مفت پڑ گیا   سو مرابحہ اور تولیہ سی نہ بیچی   تا کہ شبہ خیانت کا نہ رہی   کیونکہ مرابحہ اور تولیہ میں خیانت کا شبہ بھی

احتياطا وهذا لو كان لرجل على اخر عشرة دراهم فصالحه منها على ثوب لا يبيع ذلك الثوب مرابحة ولا تولية
احتیاطا مثل حقیقی خیانت کی ہوتی ہی اسی لئی اگر کسیکی دوسری پر دس روپیہ قرض آتی ہوں قرضدار نی اوس سی ایک تھان پر صلح کر لی تو اوس تھان کو بطور مرابحہ اور تولیہ کی

على عشرة لان مبنى الصلح على الحط والاسقاط بخلاف ما اذا تخلل ثالث لان التاكيد يحصل بغيره ومن اشترى
دس روپیہ پر نہ بیچی اسواسطی کہ بنیاد صلح کی کمی اور معافی پر ہوتی ہی برخلاف اوس صورت کی کہ تیسرا شخص بیچمیں آجاوی اسی لئی کہ اب تقرر غیر سی حاصل ہوا ہی اور جس

اشياء صفقة واحدة بثمن واحد ليس له ان يبيع بعضها مرابحة على حصتها من الثمن لان ذلك لا يكون
نی چیزیں مجتمعہ ایک عقد میں سبکا ایک ثمن ٹھہرا کر مول لیں تو اوسکو جایز نہیں ہی کہ اونمیں سی بعض کو بطور مرابحہ کی ثمن میں کا حصہ ٹھہرا کر بیچی کیونکہ حصہ ثمن میں سی

الا باعتبار القيمة وتقسيمها لا يخلو عن شبهة الغلط ومن اشترى جارية سليمة فاعورت بآفة سماوية او وطئها
ٹھہرانا بدون اعتبار قیمت کی نہیں ہو سکتا اور تقسیم کرنی میں غلطی کا شبہ باقی رہتا ہی اور اگر کسینی ایک لونڈی اچھی چنگی خریدی پھر آفت سماوی یعنی بی اختیار کسی کانی ہو گئی یا اوس سی

وهي ثيبة ولم ينقصها الوطي يجوز له ان يبيعها مرابحة او تولية لكن يجب عليه بيان عيبها ولا يجب عليه بيان
بیوہ تھی یعنی شوہر رسیدہ تھی صحبت کی اور کچھ نہ گھٹا تو اوسکو جایز ہی کہ لونڈی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچ ڈالی لیکن اوسپر اتنا واجب ہی کہ عیب بیان کر دی اور یہہ واجب نہیں ہی

حدوث العيب عنده ما لم يسئله المشتري ولا بيان وطئه اذ لم يحتبس عنده شئ يقابل الثمن لان الاوصاف
کہ یہہ عیب میری پاس پیدا ہوا ہی جبتک خریدار نہ پوچھی اور نہ صحبت کا بیان کرنا واجب ہی اس لئی کہ اسنی کوئی ایسی شی نہیں رکھہ لی جو ثمن کی مقابلہ ہو کیونکہ اوصاف کی

لا يقابلها شئ من الثمن وكذا منافع البضع اذا لم ينقصها الوطي لا يقابلها شئ من الثمن واما اذا فقأ المشتري
مقابلہ میں ثمن کچھہ نہیں ہوتا   اور ایسی ہی بضع کی منافع اگر اونکو وطی سی کچھہ نقصان نہ آیا ہو تو ثمن اونکی مقابلہ میں کچھہ نہیں ہوتا   ہاں اگر خود مشتری ہی نی

عينها او فقأها اجنبي واخذ المشتري ارشها او وطئها المشتري وهي بكر فلا يبيعها الا بالبيان لانه حبس بعض المبيع
اوسکی آنکھہ پھوڑ دی یا کوئی غیر شخص اوسکی آنکھہ پھوڑ دی اور مشتری دیت لیلوی یا مشتری اوس سی صحبت کری اور وہ باکرہ تھی تو اوسکو بدون بیان نہ بیچی کیونکہ اب مبیع میں سی گویا کچھہ حق

لكون ما فات منه كالمسلم له معنى باخذ بدله اذا جنى غيره وكذا اذا جنى نفسه اذ لو لم يكن ملكه لكان
لی رکھا ہی اسلئی کہ جو آنکھہ میں سی خراب ہوا ہی وہ گویا اسکی پاس ہی عوض لینی سی اگر خطا غیر کی ہو اور ایسی ہی اگر آپ بذات خود خیانت کی ہو اسواسطی کہ اگر لونڈی اسکی ملک نہوتی

مضمونا عليه فصار سقوط الضمان عنه كاخذ البدل فلا يمكنه بيع الباقي مرابحة وتولية بكل الثمن بلا
تو بیشک ضمان اسکی ذمہ پڑتا بس تو اب ضمان کا ذمہ پر نہ آنا بمنزلہ عوض لینی کی ہی سو اسکو بطور مرابحہ یا تولیہ کی پوری اصلی ثمن سی باقی کا بیچنا بدون بیان کی روا

بيان لان الاوصاف اذا صارت مقصودة بالاتلاف يصير لها حصة من الثمن وكذا العذرة يصير لها
نہیں ہی اسلئی کہ جب اوصاف تلف کرنی سی مقصود ہو جاتی ہیں تو اونکی مقابلہ میں حصہ رسد ثمن ہوا کرتا ہی   اور ایسی ہی بکارت کی مقابلہ حصہ ثمن کا

حصة من الثمن لكونها جزء من العين وقد حبسها فلا بد من البيان ومن اشترى ثوبا فاصابه قرض فارة
ہوتا ہی   کیونکہ بکارت اصل کا جزء ہوتا ہی   سو اسکو اوسنی روک رکھا تو اب بیان کرنا ضرور چاہی اور جسنی تھان خریدا پھر اوسکو چوہی نی کتر دیا

او حرق نار يجوز له ان يبيعه مرابحة او تولية بلا بيان حدوث العيب عنده اذ قدره [illegible] تابعة
یا کچھہ جل گیا تو اوسکا بیچنا بطور مرابحہ یا تولیہ کی بغیر جتلاوی جایز ہی مشتری کو آگ کی کچھ [illegible]
لا يقابلها شئ من الثمن وان تكسر بنشره وطيه لا يجوز له ان يبيعه مرابحة او تولية بلا بيان لانه صار
ہیں اونکی مقابلہ میں ثمن کچھ نہیں ہوتا اگر پھیلاتی اور تہہ کرتی پہٹگیا تو اب جایز نہیں کہ بطور مرابحہ یا تولیہ کی بلا اظہار بیچی مطلب اسکی کہ وصف تلف کرنی
مقصودا بالاتلاف ومن اشترى دارا او دابة واصاب من غلتهما شيئا يجوز له ان يبيعهما مرابحة او تولية بلا
سی مقصود ہوگیا اور جس نی کوئی گہر یا جانور چوپایہ خریدا اور اونکی کرایہ سی کچھ نفع پیدا کیا تو اوسکو جایز ہی کہ دونوں کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی
بيان لان الغلة ليست متولدة من العين بل هي استيفاء منفعة واستيفاء المنفعة لا يمنع بيع المرابحة او التولية
اظہار بیچی مطلب اسکی کہ کرایہ اصل میں سی نہیں پیدا ہوتا بلکہ کرایہ منفعت کا پورا کرنا ہی اور منفعت کا پورا کرنا بیع مرابحہ یا تولیہ سی منع نہیں کرتا
بخلاف ما لو اشترى شاة واصاب من لبنها وصوفها فانه اذا باعها مرابحة او تولية يطرح من راس المال قدر
برخلاف اوس صورت کی کہ اگر بکری مول لیوی اور اوسکا دودھ پیوی اور اون کترلی تو یہہ شخص اگر بکری کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی تو اصل قیمت میں سی جتنا
ما اصاب منها ولو اشترى جارية او شاة او نخيلا فولدت الجارية او الشاة او اثمر النخيل يبيع الاصل مع الزيادة
فایدہ لیا ہی کم کردی اور اگر لونڈی مول لی یا بکری یا میوہ دار درخت پہر لونڈی جنی یا بکری بیاہی یا درخت پہل لایا تو اب اصل کو مع افزایش یعنی بچہ اور پہل کی
مرابحة او تولية ولو استهلك الزيادة لا يبيع الاصل مرابحة او تولية حتى يبين ما استهلك منها ولو اشترى شيئا
بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی اور اگر وہ افزایش یعنی بچہ اور پہل تلف ہوجاوی تو اصل کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی نہ بیچی جبتک بیان نکری جسقدر اوسمیں سی تلف ہوا ہی اور اگر کوئی شی
بثمن ثم زاد في الثمن او حط البايع عنه او زاد في المبيع يلتحق كل من الزيادة والحط باصل العقد ويظهر حكم الالتحاق
ثمن معین کرکر مول لی پہر ثمن پر مشتری نی کچھ بڑہادیا تو یہہ تمام کمتی بڑہتی اصل عقد میں ملجاوی گی اور حکم اس کمی زیادتی کا مرابحہ اور تولیہ میں جاکر ظاہر ہوگا
في المرابحة والتولية حتى اذا اراد ان يبيع ذلك الشئ مرابحة او تولية لا يبيعه الا بما بقي من الثمن بعد الحط في صورة
یہاں تک کہ اگر اوس شی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچا چاہی تو کمی کی صورت میں اوس ثمن پر بیچی جو کم کرنی کی بعد باقی رہا تہا
الحط او بما زاد على اصل الثمن او على اصل المبيع في صورة الزيادة ومن اشترى متاعا بالف درهم نسيئة وباعه بربح
اور بڑہتی کی صورت اوس ثمن پر جو اصل ثمن پر یا اصل مبیع پر بعد بڑہانی کی ہوگیا ہی اور جس شخص نی کچھ مال ہزار روپیہ کو ادہار مول لیا اور اوسکو سو روپیہ نفع
مائة ولم يبين للمشتري ذلك فعلمه المشتري فهو بالخيار ان شاء رده وان شاء قبله بالف ومائة لان للاجل شبها بالمبيع
گیارہ سو کو بیچا اور مشتری سی حال ادہار کا بیان نکیا پہر مشتری کو وہ معلوم ہوگیا تو مشتری کو اختیار ہی چاہی وہ مال ہٹادی اور چاہی گیارہ سو کو رکہہ لی اسلئی کہ مدت ہی
ان يزاد في الثمن لاجل الاجل والشبهة في هذا الباب ملحقة بالحقيقة فصار كانه اشترى شيئين وباع احدهما
مدت کی سبب سی ثمن بڑہ جایا کرتا ہی اور شبہہ خیانت کا اس باب یعنی مرابحہ میں بعینہ خیانت ہوتی ہی تو انجام یہہ ہوا کہ گویا اس نی دو چیزیں مول لیں اور ایک چیز
بثمنهما مرابحة والمرابحة توجب الاحتراز عن مثل هذه الخيانة يسر نا الله تعالى الاحتراز عن جميع الشبهات والخيانات
کل ثمن کو بطور مرابحہ کی بیچدی اور مرابحہ میں ایسی ایسی خیانت سی احتراز واجب ہی الہی تمام شبہات اور خیانات سی احتراز کرنا ہمپر آسان کر

المجلس الثاني والسبعون في تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله

بہتروین مجلس تاجر کو رغبت دلانی میں اوپر اختیار کرنی صدق اور امانت کی تمام اقوال اور افعال میں

وافعاله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصديقين والشهداء هذا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بڑا سچا اور امانت دار تاجر نبیوں اور صدیقوں اور شہدا کی ہمراہ ہوگا یہہ
الحديث من حسان المصابيح رواه ابو سعيد وفيه تحريض للتاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله
حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو سعید کی روایت ہی اسمیں تاجر کو رغبت دلانی ہی سچ اور امانت اختیار کرنی پر تمام اقوال

وافعاله لا سيما في بيعه وشرائه كما هو مقتضى صيغة المبالغة في الصدوق والامين فان رب الارباب ومسبب

اور افعال مین خاص کر بیع اور شرا مین جیسی کہ مطلب مبالغہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین مین بیشک پروردگار عالم اور مسبب

الاسباب جعل الاخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنيا دار التشمر والاكتساب لكن ليس التشمر في الدنيا مقصورا

الاسباب نی آخرت کو ثواب اور عذاب کا گہر بنایا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا گہر مقرر کیا لیکن دنیا مین صرف آخرت کی لئی محنت کشی

على الاخرة بدون المعيشة بل المعيشة ذريعة الى الاخرة ولا يكون المعيشة ذريعة الى الاخرة ما لم يتادب المتشمر في

بدون معیشت کی نہین ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور معیشت آخرت کا وسیلہ نہین ہوسکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی

طلبها باداب الشرع فان الشرع اعتبر في طلبها اركانا وشروطا يجب عليه رعايتها عند مباشرته في طلبها حتى يكون

اختیار نکری کیونکہ شرع نی دنیا کی طلب کیواسطی ارکان اور شرطین ٹہرائی ہین جب دنیا کی طلب کری تو اونکی رعایت واجب ہوتی ہی تاکہ

كسبه صحيحا خاليا عن البطلان والفساد خالصا عن شائبة الحرمة والكراهة اذ لو ترك رعايتها لا يكون كسبه

اوسکی کمائی درست بطلان اور فساد سی خالی اور حرمت اور کراہت کی ملونی سی صاف ہو کیونکہ اگر اون قواعد شرعی کی رعایت نکریگا تو اوسکی کمائی

صحيحا بل تارة يكون باطلا وتارة يكون فاسدا فلا يكون خاليا عن الحرمة والكراهة فعلى هذا لا بد له من معرفة

درست نہوگی بلکہ بعضی دفعہ باطل اور بعضی دفعہ فاسد ہوگی پہر حرمت اور کراہت سی کبہی پاک نہوگی اس بیان کی موافق اوسکو بیع اور شرا

البيع والشراء وكيفية انعقادها حتى يميز عنده الباطل من الفاسد والفاسد من الصحيح ويتخلص من الحرمة والكراهة

اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کرنی ضرور چاہئی تاکہ باطل کو فاسد سی اور فاسد کو صحیح سی الگ الگ کرسکی اور حرمت اور کراہت سی بچ جاوی

ويتيسر له الصدق والامانة فيهما فالبيع مبادلة المال بالمال وينعقد بالايجاب والقبول والمراد بالايجاب الكلام الصادر

اور بیع اور شرا مین صدق اور امانت میسر ہوسکی تو اب بیع بدلنا مال کا مال سی ہی اور ایجاب اور قبول سی پوری ہوتی ہی اور مراد ایجاب سی کلام اول کی ہی

من احد العاقدين اولا بايعا كان او مشتريا والمراد بالقبول الكلام الصادر من الاخر ثانيا بايعا كان او مشتريا

جو دونو مین کسی ایک سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری اور قبول سی مراد کلام دوسری کی ہی جو دوسری سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری

وانما ينعقد بهما اذا كانا بلفظي الماضي مثل ان يقول البايع للمشتري بعت منك هذا بكذا فيقول المشتري اشتريت

اور بیع ایجاب اور قبول سی جب گہٹتی ہی کہ وہ دونو ماضی کی لفظ ہون جیسی بایع مشتری سی کہی یہہ مال مین تیری ہاتہہ اتنی کو بیچ چکا پہر مشتری کہی مین لی چکا

او يقول المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا فيقول البايع بعت لان البيع انشاء تصرف شرعي والانشاء اثبات ما

یا پہلی مشتری بایع سی کہی مین تجہسی یہہ چیز اتنی کو مول لی چکا پہر بایع کہی مین بیچ چکا اس لئی کہ بیع انشا یعنی نیا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشا مین قایم کرنا

لم يكن ثابتا وهو لا يعرف الا بالشرع لان واضع اللغة لم يضع له لفظا خاصا والشرع قد استعمل فيه اللفظ الموضوع

معدوم کا ہوتا ہی اوسکا علم بدون شرع کی نہین ہوتا اسواسطی کہ لغت بنانیوالی نی اسکی لئی کوئی خاص لفظ نہین وضع کیا اور شرع نی اسمین ایسا لفظ

للاخبار المستعمل في الماضي الذي يدل على الوجود حتى يدل على ان هذا التصرف مما اريد وجوده فينعقد به البيع و

جو ماضی مین خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی استعمال کیا ہی جسمین وجود پر دلالت ہوتی ہی تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی تصرف مقصود ہی پہر اوس سی بیع منعقد ہوجاتی ہی

لا ينعقد بلفظين احدهما امر بل لا بد فيه من ثلثة الفاظ كما اذا قال المشتري للبايع بعني هذا بكذا وقال البايع

اور ایسی لفظون سی منعقد نہین ہوتی جو ایک امر ہو بلکہ اسمین تین لفظون کی ضرورت پڑتی ہی جیسی اگر مشتری بایع سی کہی یہہ مال میری ہاتہہ اتنی کو بیچدی اور بایع کہی

بعت فما لم يقل المشتري ثانيا اشتريت لا ينعقد البيع وكذا اذا قال البايع للمشتري اشتر مني هذا بكذا وقال المشتري

مین نی بیچا پہر جبتک مشتری دوبارہ یون نکہیگا کہ مینی خریدا تو بیع منعقد نہوگی اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مجہسی یہہ اتنی کو خرید لی اور مشتری کہی

اشتريت فما لم يقل البايع ثانيا بعت لا ينعقد البيع واما اذا كان احد اللفظين او كلاهما مضارعا فينعقد البيع اذا قارنه

مین نی خریدا پہر جبتک بایع دوبارہ یون نکہیگا کہ مین نی بیچا تو بیع منعقد ہوگی اور اگر دونو مین سی ایک کلام یا دونو کلام مضارع ہون تو بہی بیع منعقد ہوجاتی ہی

النية ويحمل لفظ المضارع على الحال وكذا ينعقد البيع بكل ما يدل على معنى بعت واشتريت كما اذا قال البايع
نیت ہو اور اوس لفظ مضارع سے حال کی معنی لیلینگی اور ایسی ہی بیع ہر لفظ سے جسمین بعت کی معنی ہون منعقد ہوجاتی ہی جیسی بایع مشتری سے کہی

للمشتري بعت منك هذا بكذا وقال المشتري قبلت او قال المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا وقال البايع
مینی یہہ شی تیری ہاتہہ اتنی کو بیچی اور مشتری کہی مین نی قبول کی یا مشتری بایع سی کہی مین نی تجہسی فلانی چیز اتنی کو مول لی اور بایع کہی

خذه ينعقد البيع في كلتا الصورتين اما في الصورة الاولى فظاهر واما في الصورة الثانية فلانه لما امره ان
لیلی تو بیع دونو صورتون مین منعقد ہوجاوی گی پہلی صورت مین تو ظاہر ہی اور رہی دوسری صورت سو اسلیے کہ جب بایع نی اوسکو

ياخذه بالبدل وهو لا يكون الا بالبيع صار كانه قال بعته منك به فخذه فيقدر البيع اقتضاء فيثبت العقد
بعوض بدل کی لیلینی کی اجازت دی تو یہہ بدلہ بدون بیع کی نہین ہوتا تو انجام اوسکا یہہ ہوا گویا بایع نی کہا مین نی تیری ہاتہہ اتنی کو بیچی سو تو لیلی پس بیع

باعتباره لا بلفظين احدهما امر حتى بنا في ما سبق لان المعنى هو المعتبر في هذه العقود وهذا ينعقد البيع بالتعاطي
باعتبار اقتضاء کی مقدر ہوگی پس انعقاد بیع کا اس اعتبار سی ہوگا اور بیع منعقد نہین ہوتی ایسی دو لفظ سی کہ انمین سی ایک امر ہو کہ منافی بیان سابق کی ہو اسلیے کہ ان عقود

في الخسيس والنفيس هو الصحيح لتحقق المرضيات لكن لا بد فيه من الاعطاء من الجانبين عند البعض وعند البعض
مبیع کم بہا ہو یا بیش بہا یہی مذہب صحیح ہی کیونکہ رضامندی ہوجاتی ہی لیکن اس صورت مین بعضون کی نزدیک ضرور ہی کہ دونو طرف سی ثمن اور مبیع ہیکدیگر دین اور بعضون کی نزدیک

يكفي الاعطاء من جانب واحد فان محمدا اشار في الجامع الصغير الى ان تسليم المبيع يكفي في تحقق البيع هذا
ایک طرف سی ادا کرنا ہی کفایت کرتا ہی کیونکہ امام محمد رح نی جامع صغیر مین یہہ اشارہ کیا ہی کہ مبیع کا حوالہ کردینا واسطی ثبوت بیع کی کافی ہی یہہ اس صورت مین

اذا بين الثمن او كان معلوما كما اذا قال رجل لبايع الحنطة بكم تبيع الحنطة فقال قفيز بدرهم فقال كل لي
ہی کہ ثمن بیان کردین یا کسیطرح سی معلوم ہو جیسی کوئی گیہون بیچنی والی سی پوچہی گیہون کیا بہاؤ بیچتا ہی اوسنی کہا فی روپیہ ایک پیمانہ پہر اوسنی کہا مجکو پانچ

خمسة اقفزة فكاله فذهب بها فهذا بيع فعلية خمسة دراهم وكذا لو اشترى وقرا من الحطب بثمانية ثم
قفیز ناپ دی پہر اوسنی ناپ دئی پہر وہ لیکر چلا گیا یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی ذمہ پانچ روپیہ ہین اور ایسی ہی اگر ایک بہار لکڑی کا آٹہہ پیسی کو خریدا پہر

قال ائت بوقر آخر والفقه ههنا ففعل فهذا بيع وله ان يطلب الثمانية ولو قال لبايع الحطب بكم تبيع هذا الوقر
کہا ایک بہار اور لاکر یہان ڈالدی اوسنی لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکو مطالبہ آٹہہ پیسی کا پہنچتا ہی اور اگر لکڑہارے سی کہا یہہ گٹہا لکڑی کا کتنی کو

من الحطب فقال بثمانية فقال سق الحمار فساقه اختلفوا فيه قال بعضهم لا يكون بيعا ما لم يسلم الحطب ولم ينقد
بیچتا ہی اوسنی کہا آٹہہ پیسی کو پہر اوسنی کہا گدہا ہانک لا پہر وہ ہانک لیگیا اسمین اختلاف کرتی ہین بعضی کہتی ہین بیع پوری نہین ہوتی جبتک لکڑیان حوالہ نکردی

الثمن وقال بعضهم يكون بيعا لانهما تراضيا على التمليك والتملك والتراضي هو المعتبر في الباب الا انه لما كان
اور پیسی نہ لیلی اور بعضی کہتی ہین بیع ہوگئی کیونکہ دونو لینی دینی پر راضی ہین اور تملیک اور دونو کی رضامندی ہی بیوع مین معتبر ہی اتنا ہی کہ دلکی رضامندی

باطنا اقيم الايجاب والقبول مقامه لدلالتهما عليه فاذا اوجب احد العاقدين بايعا كان او مشتريا كما اذا قال البايع
امر مخفی ہی ایجاب قبول کو اوسکی جگہ ٹہرادیا ہی اس سی رضا معلوم ہوجاتی ہی پہر جب ایک نی ایجاب کیا بایع ہو یا مشتری جیسی کہ بایع مشتری سی کہی

للمشتري بعت منك هذا بكذا او قال المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا فالآخر بالخيار ان شاء قبل
مین نی تیری ہاتہہ فلانی شی اتنی کو بیچی یا مشتری بایع سی کہی مین نی تجہسی اتنی کو مول لی اب دوسری کو اختیار ہی چاہی اوس مجلس مین عقد کو قبول کری

العقد في المجلس وان شاء رده وهذا الخيار يسمى خيار القبول ويمتد الى آخر المجلس ولا يبطل بالتاخير اليه و
اور چاہی رد کری اور اس اختیار کو خیار قبول کہتی ہین اور یہہ اختیار آخر مجلس تک باقی رہتا ہی مجلس تک تاخیر سی باطل نہین ہوتا

ان طال ما لم يظهر ما يبطله اذ يحتاج اليه المرء للتروي وليس له ان يقبل العقد في البعض دون البعض اذ فيه
اگرچہ مجلس دراز ہوجاوی جبتک ایسی حرکت ظاہر نہو جس سی خیار باطل ہوجاوی کیونکہ آدمی کو مہلت کی حاجت رد کرنیکی لئی ہوتی ہی اور اوسکو یہہ اختیار نہین ہی کہ مبیع کو

تفريق الصفقة فيتضرر به احد العاقدين لان المبيعان كان واحدا يلزمه ضرر الشركة وان كان متعددا فالعادة
صفقہ یعنی عقد پورا نہیں رہتا پہر دونوں میں سی کسی ایک کا نقصان ہوگا کیونکہ مبیع اگر ایک شی ہی تو نقصان شرکت کا لازم آتا ہی اور اگر کئی ہیں تو عادت یون پڑ گئی ہی

ضم الجيد الى الردي ونقص ثمن الجيد لترويج الردي فلو ثبت له خيار القبول في البعض يقبل الجيد ويترك
کہ عمدہ کو ناقص کی ساتھ ملا کر ناقص کی نکاسی کی لئی عمدہ کی قیمت کچھہ کم کر دیتی ہیں اب اگر اوسکو یہہ اختیار رہو دی کہ جو شی چاہی چہانٹ لی تو وہ عمدہ کو لیلیوےگا اور

الردي فيزول الجيد عن يد البايع باقل من ثمنه وفيه ضرر له الا اذا كرر العقد وبين ثمن كل واحد بان
ناقص کو نہ لیگا تو بایع کی ہاتہہ سی عمدہ مبیع کم قیمت کو جاتی رہی گی اور اسمین بایع کا بڑا ضرر ہی ہان اگر دوبارہ عقد کری اور ہر ایک کا ثمن جدا جدا بیان کر دی

قال بعت هذا بكذا وهذا بكذا فحينئذ ينتفي الضرر عنه فما لم يحصل القبول يبطل الايجاب بقيام واحد منهما
اسطور کہ میننی یہہ اتنی کو اور یہہ اتنی کو بیچا اب اوسکا کچھہ ضرر نہین ہی پہر جبتک قبول نہووی تو ایجاب دونون مین سی ایک کی کہڑی ہو جانی

ايهما كان ولا يبقى لواحد منهما ولاية القبول بعده لان القيام دليل الرجوع وكذا لو قال البايع للمشتري بعت
کوئی ہی کہڑا ہوجاوی پہر دونون مین سی کسیکو اختیار قبول کا باقی نہین رہتا کیونکہ کہڑا ہو جانا رجوع کی دلیل ہی اور ایسی ہی اگر بایع نی مشتری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ مبیع

منك هذا بكذا ولم يقل المشتري شيأ حتى كلم البايع انسانا في حاجة لم يبطل الايجاب واذا حصل الايجاب
اتنی کو بیچا ابہی مشتری نی کچھہ جواب نہین دیا کہ بایع اور شخص سی کچھہ بات چیت کرنی لگا تو ایجاب باطل نہین ہوگا اور جب ایجاب قبول دونو ہو چکی

والقبول يتم العقد ولا يكون لواحد منهما خيار اصلا لا في المجلس ولا بعده الا من عيب او عدم رؤية
ہین تو عقد پورا ہو جاتا ہی اب دونون مین سی ہرگز کسیکو کچھہ اختیار پہیرنی پہیرنیکا نہین ہی نہ مجلس مین نہ بعد مجلس کی مگر بسبب عیب کی یا نہ دیکہنی کی

وفي العوض المشار اليه مبيعا كان او ثمنا يكفي الاشارة في صحة البيع بلا علم بقدره ووصفه وفي غير
اور عوض مین جو سامنی موجود ہو مبیع ہو یا ثمن واسطی صحت بیع کی بدون دریافت مقدار اور وصف کی اشارہ کفایت کرتا ہی اور جو سامنی نہو

المشار اليه لا بد من علم بقدره ووصفه لان التسليم واجب بالعقد ويمتنع حصوله بالجهالة المفضية
تو اوسکی مقدار اور وصف کا علم ضرور چاہئی اسلئی کہ بعد عقد کی تسلیم واجب ہوویگی اور بسبب جہالت کی جس سی جہگڑا پیدا ہوتا ہی ہرگز نہین ہو سکتی

الى النزاع ويصح البيع بثمن حال وثمن مؤجل لاطلاق قوله تعالى واحل الله البيع ولما روي انه عليه السلام
اور بیع ثمن حالی یعنی نقد اور ثمن مؤجل یعنی ادہار دونو صحیح ہو جاتی ہی کیونکہ آیت مین کوئی قید نہین ہی اور حلال کی اللہ نی بیع کو اور اسلئی کہ روایت ہی

اشترى من يهودي طعاما الى اجل ورهن درعه لكن لا بد ان يكون الاجل معلوما اذ لو لم يكن معلوما بل
ایک یہودی سی ایک مدت پر ادہار غلہ مول لیا اور زرہ گروی رکہہ دی لیکن مدت کا معلوم ہونا ضرور چاہئی اسواسطی کہ اگر مدت معلوم نہو گی بلکہ

كان مجهولا كالبيع الى قدوم الحاج او الى الحصاد او الى الدياس او الى القطاف او الى الجزاز لكانت جهالته مانعة من
مجہول ہو گی جیسی بیچنا بشرط ادہار ثمن حاجیون کی آنی پر یا کہیتی کٹنی پر یا پیر اوٹہنی پر یا انگور ٹوٹنی پر یا اون کترنی پر تو یہہ جہالت بیشک تسلیم ثمن سی

التسليم الواجب بالعقد لان هذه الاوقات تتقدم تارة وتتاخر اخرى فربما يطالبه البايع في قريب المدة و
مانع ہو گی جو عقد سی واجب ہو گئی ہی اسلئی کہ یہہ اوقات کہین اگیتی ہوتی ہین اور کہین پچہیتی سو کبہی بایع اول وقت مین مطالبہ کریگا اور

المشتري يؤخره الى بعيدها ويقع بينهما التنازع الموجب لفساد العقد ولو انهما تبايعا الى هذه الاجال ثم تراضيا
مشتری پچہیتی وقت تک ٹال دیگا پہر اون دونو مین جہگڑا پڑیگا جس سی عقد فاسد ہو جاتا ہی اور اگر دونو نی بیع انہی اوقات مذکورہ پر کی پہر دونو راضی ہو کر

باسقاط الاجل قبل قدوم الحاج وشروع الناس في الحصاد والدياس وغيرهما ينقلب البيع صحيحا لارتفاع المفسد
حاجیون کی آنی سی اور کہیتی کی کاٹنی سی اور پیر کی دہانی وغیرہ سی پہلی مدت موقوف کی تو وہ ہی بیع صحیح ہو جاویگی کیونکہ مفسد پہلی

قبل تقرره ولو وقع بينهما البيع مطلقا ثم اجل الثمن الى هذه الاوقات يجوز لان هذا تاجيل الدين والجهالة
جاتا رہا اور اگر دونو مین بیع بلا شرط واقع ہوئی پہر بعد اسکی ثمن کی یہہ ہی اوقات مقرر کر دی تو جائز ہی اسلئی کہ یہہ دین کی مدت ہی اور تہوڑی سی

اليسيرة متحملة فيه لان كل دين فات اجله صاحبه الى اجل مجهول ... كالتاجيل
جہالت کی اسمین گنجایش ہو سکتی ہی کیونکہ کوئی دین ہو جب قرض خواہ اوسکی مدت معین معلوم یا مجہول مقرر کر دیتا ہی جیسی مدت
الى هذه الاوقات يصير ذلك الدين مؤجلا ويكون تاجيله لازما الا القرض فان تاجيله لا يكون لازما
ان اوقات مذکورہ کی تو وہ دین مؤجل ہو جاتا ہی اور اوسکی مدت لازم ہو جاتی ہی سوا قرض نقد کی بیشک اوسکی مدت لازم نہین ہوتی
بل يجوز ابطاله لكونه من التبرعات ولا جبر فيها كما في الاعارة ولو اراد ان يكون تاجيله لازما فطريقه ان يحيل
بلکہ اوسکا ابطال جایز ہی کیونکہ یہہ قرض صرف احسان ہوتا ہی اسمین کوئی زبردستی نہین چلتی جیسی عاریت مین اور اگر چاہو کہ قرض نقد کی مدت لازم ہو جاوی تو یون طریقہ ہی
المستقرض المقرض على رجل بدينه فيؤجل المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحينئذ يكون التاجيل لازما
کہ قرضدار قرض خواہ کو اپنی دین کا حوالہ اور شخص پر کردی پہر قرض خواہ اوس شخص کی لئی مدت معلومہ مقرر کر دی پس اب مدت لازم ہو جاویگی
حتى لو اراد المقرض ان يطالبه قبل تلك المدة ليس له ذلك ومن اشترى شيئا مما ينقل لا يجوز له ان يبيعه حتى
یہانتک کہ اگر قرض خواہ اوس مدت سی پہلی طلب کرنا چاہی تو اوسکو اختیار نہین ہی اور جسنی کوئی شئ منقول مول لی تو اوسکو قبضہ کرنی سی پہلی بیچڈالنا جایز نہین ہی
يقبضه لما روي انه عليه الصلوة والسلام نهى عن بيع ما لم يقبض لما فيه من غرر انفساخ العقد على تقدير
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی منع فرمایا ہی بلا قبضہ کی ہوئی بیچ سی کیونکہ اسمین احتمال عقد ٹوٹنی کا ہوتا ہی اگر مبیع
هلاكه فانه لو هلك قبل قبضه ينفسخ العقد ويعود الى قديم ملك البائع فيكون المشتري بايعا ملك غيره
تلف ہو جاوی بیشک اگر مبیع قبض سی پہلی ہلاک ہو جاوی تو عقد ٹوٹ جاتا ہی اور مبیع بایع کی اصلی ملک مین داخل ہو جاتا ہی تو اب مشتری گویا غیر کا مال
واما اذا قبضه فحينئذ يتم البيع فيكون بايعا ملك نفسه فلما كان قبل القبض لا يدري ان البيع يتم فيكون
بیچتا ہی اور اگر مشتری قبضہ کر چکا تو اب بیع پوری ہو چکی اب اپنا مال بیچتا ہی اور چونکہ قبضی سی پہلی نہین معلوم کہ آیا بیع پوری ہو گی کہ اپنا مال بیچتا ہی
بايعا ملك نفسه او ينفسخ فيكون بايعا ملك غيره حكم بعدم الجواز بخلاف بيع العقار قبل قبضه فانه يجوز
یا ٹوٹ جاویگی کہ بیگانہ مال بیچتا ہی تو اسلئی حکم عدم جواز کا ہی برخلاف بیع زمین وغیرہ کی قبضہ سی پہلی کہ یہہ بیع جایز ہی
لعدم المانع فيه وهو غرر انفساخ العقد على تقدير الهلاك لان الهلاك في العقار نادر ويجوز التصرف في الثمن
کیونکہ اسمین وہ مانع یعنی شبہ عقد ٹوٹ جانیکا بشرط ہلاک مبیع کی نہین ہی اسلئی کہ زمین کم ہلاک ہوتی ہی اور ثمن مین قبضہ سی پہلی تصرف جایز
قبل قبضه سواء كان مما لا يتعين كالنقود او مما يتعين كالمكيل والموزون حتى لو باع متاعا بدراهم او بكر حنطة
ہی برابر ہی کہ غیر معین ہو جیسی نقود یا متعین ہو جیسی مکیل اور موزون یہان تک کہ اگر کچہہ مال بعوض دراہم یا گون گیہون کی
يجوز له ان ياخذ بدلها شيئا اخر لوجود المجوز وهو الملك وانتفاء المانع وهو غرر الانفساخ بالهلاك لان الثمن
بیچا تو بایع کو جایز ہی کہ اونکی بدلہ کوئی اور چیز مشتری سی لیلیوی کیونکہ جایز کرنیوالی یعنی ملک موجود ہی اور مانع نہین ہی یعنی شبہ عقد ٹوٹنی کا ہلاک ہونی سی کیونکہ ثمن
يثبت في الذمة ولا يتعين بالتعيين والمكيل والموزون وان كان مبيعا من وجه لكنه ثمن من وجه فلا ينفسخ
ذمہ پر ثابت ہو جاتا ہی اور تعیین کرنی سی معین نہین ہوتا اور مکیل اور موزون اگرچہ ایک وجہ سی مبیع ہین پر ایک وجہ سی ثمن ہین سو بیع انکی ہلاک ہونی سی
البيع بهلاكه والمراد بجواز التصرف في الثمن قبل قبضه جواز تمليكه ممن عليه الدين ولو بعوض لا جواز تمليكه من
نہین ٹوٹیگی اور ثمن مین تصرف قبل قبض جو جایز ہی اس سی یہہ مراد ہی کہ جسکی ذمہ پر ثمن ہوتا ہی اوسکو مالک کردی تو جایز ہی اگرچہ بدلہ مین یہہ مراد نہین ہی
غير من عليه الدين لان تمليك الدين من غير من عليه الدين ليس بمشروع ويجوز بيع الحنطة وغيرها من
کہ سوا اوسکی یعنی ذمہ دار کی اور کو مالک کرنا جایز ہی اسلئی کہ دین کا مالک کرنا اور کو سوا دین دار کی جایز نہین ہی اور بیچنا گیہون وغیرہ دانہ کا
الحبوب مكائلة ومجازفة وباناء لا يعرف قدره ولا ينكبس بالكبس واما اذا كان ينكبس بالكبس كالزنبيل ونحوه فلا يجوز
پیمانہ سی اور تخمین سی یعنی ڈہیری اور ایک ایسی پیمانہ سی ناپ کر جسکی مقدار معلوم نہو اور کہینچ سی نہ بڑہتا ہو جایز ہی اور ہان اگر کہینچ سی بڑہتا ہو جیسی زنبیل وغیرہ

فمن اشترى كيليا مجازفة يجوز له ان يبيعه او ياكله قبل ان يكيله لان البيع يقع على المشار اليه لا على مقدار

اور جس نے کسی شی کی ڈھیری اٹکل سے مول لی تو اوسکو جایز ہے کہ بغیر کیل کئی بیچڈالی یا کھالیوی اسواسطی کہ اس صورت مین بیع موجود کی ہوتی ہی مقدار معین کی نہین ہوتی

معين فيكون الكل له وان اشتراه بشرط الكيل لا يبيعه ولا ياكله حتى يكيله لاحتمال ان يزيد على المشروط

وہ سبکا سب اوسیکا ہی اور اگر ڈھیری بشرط کیل کی مول لی تو بغیر کیل کئی نہ بیچی اور نہ کہاوی اسواسطی کہ شاید مقدار مشروط سی کچھ بڑھ جاوی

وهو للبايع والتصرف في مال الغير حرام يجب الاحتراز عنه ويكفي كيل البايع بعد بيعه بحضرة المشتري في الصحيح لان

اور وہ بایع کا مال ہوگا اور غیر کی مال مین تصرف حرام ہی اس سی بچنا ضرور چاہیی اور بیچنی کی بعد مشتری کی سامنی بایع کا کیل کرنا صحیح مذہب مین کفایت کرتا ہی کیونکہ

المبيع يصير به معلوما ويتحقق معنى التسليم ولا اعتبار بكيله قبل البيع ولو بحضرة المشتري لان الشرط كيل

مبیع اس سی ہی معلوم ہوجاتا ہی اور تسلیم ثابت ہوجاتی ہی اور بیچنی سی پہلی بایع کی کیل کا کچھ اعتبار نہین ہی اگرچہ مشتری کی سامنی ہو اسلئی کہ شرط کیل

البايع او المشتري وهو ليس بواحد منهما ولا بكيل بعد البيع بغيبة المشتري لان الكيل من باب التسليم اذ به يصير

بایع کا ہی یا مشتری کا اور قبل البیع وہ کوئی بہی نہین ہی نہ بایع بایع ہی اور نہ مشتری مشتری اور نہ بعد بیع کی کیل کا کچھ اعتبار مشتری کی پس غیبت ہلئی کہ کیل قسم تسلیم

المبيع معلوما ولا تسليم الا بحضرته وكذا لو اشترى ما يوزن او يعد بشرط الوزن او العد لا يبيعه ولا ياكله حتى

مبیع معلوم ہوتا ہی اور تسلیم مشتری کی موجود ہوئی بغیر نہین ہوتی اور ایسی ہی اگر تول کی شی یا گنتی کی شی بشرط وزن یا شمار کی مول لی تو بیدون تولی یا گنی نہ بیچی اور نہ کہاوی

يزنه او يعده الا ان البايع لو وزنه او عده بعد البيع بحضرة المشتري يكفي ولو اشترى ما يذرع بشرط الذرع

جبتک تول یا گن نہ لی مگر بایع بیع کی بعد مشتری کی سامنی تول دی یا گن دی تو کفایت کرتا ہی اور اگر گز گت کی شی بشرط گز گت کی مول لی

يجوز له ان يبيعه قبل الذرع لان الذراع وصف لا يقابله شيء من الثمن فيكون الكل له قال الزيلعي هذا اذا لم يسم

تو جایز ہی کہ ناپنی سی پہلی بیچڈالی اسلئی کہ گز گت ایسا وصف ہی کہ اوسکی مقابلہ مین ثمن کچھ نہین ہوتا وہ سب اوسیکا ہی زیلعی کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی

البايع لكل ذراع ثمنا واما اذا سمى وقال كل ذراع بكذا فلا يحل للمشتري ان يتصرف فيه حتى يذرعه ومن باع

کہ بایع فی ذرع ثمن نہ ٹھہراوی اور اگر فی درع ثمن معین کردی مثلا چار آنہ گز تو مشتری کو حلال نہین ہی کہ گز گت کئی بغیر اوسمین تصرف کری اور اگر کسینی

صبرة كل قفيز بكذا ولم يذكر عدد قفزانها لا يجوز البيع عند ابي حنيفة الا في قفيز واحد لتعذر صرف العقد الى

اناج کا ڈھیر بیچا ہر پیمانہ اتنی کو اور بیان نکیا کتنی پیمانہ ہی تو امام ابی حنیفہ کی نزدیک بیع جایز نہین ہی بجز ایک پیمانہ کی کیونکہ عقد تمام ڈھیر پر نہین پڑتا

الكل لجهالة المبيع والثمن جهالة تفضي الى النزاع لان البايع يطلب الثمن اولا بموجب العقد والمشتري لا يدفعه

اسلئی کہ مبیع اور ثمن دونو ایسی مجہول ہین جسمین جہگڑا کہڑا ہوجاوی اسواسطی کہ بایع موافق تقاضا ءعقد کی ثمن پہلی طلب کریگا اور مشتری نہین دیویگا

لكونه غير معلوم لكون المبيع غير معلوم واذا تعذر صرفه الى الكل يصرف الى الواحد وهو معلوم ولو زالت

کیونکہ ثمن کی مقدار معلوم نہین ہی اسلئی کہ مبیع معلوم نہین ہی اور چونکہ عقد کو تمام مبیع پر صرف نہین کرسکتی تو ایک پیمانہ پر لگاوینگی اور ایک تو معلوم ہی اور اگر

الجهالة في المجلس بالكيل او بذكر جميع القفزان يجوز البيع في جميعها لكن يكون المشتري مخيرا وهكذا الحكم

مجلس کی اندر جہالت دفع ہوجاوی کیل کرلی سی یا تمام پیمانہ بیان کردینی سی تو بیع تمام ڈھیر کی جایز ہوجاویگی لیکن مشتری کو لینی نہ لینی کا اختیار رہیگا اور تمام

في جميع الموزونات والمعدودات المتقاربة ولو باع قطيع غنم كل شاة بكذا ولم يذكر عددها لا يجوز البيع في جميعها

موزونات اور معدودات مین جو ایک سی ہون ایسا ہی حکم ہی اور اگر ریوڑ بکریون کا اسطور بیچا کہ ہر یک راس اتنی کو اور اونکی گنتی بیان نکی تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک

عند ابي حنيفة كما ذكر ان العقد يصرف الى الواحد وهو متفاوت لكون افراد الشاة متفاوتة وتفاوت الافراد

بیع سراسر جایز نہین ہی چنانچہ ذکر ہوچکا ہی کہ عقد ایک عدد پر مصروف ہوتا ہی اور وہ متفاوت ہی اسلئی کہ راس بکریون کی ایک سی نہین ہوتی اور تفاوت افراد کا

يقتضي الجهالة المفضية الى النزاع وكذا الحكم في كل معدود متفاوت اذا باع عدل ثوب كل ثوب بكذا ولم يذكر

ایسی جہالت ہوتی ہی کہ جسمین جہگڑا کہڑا ہوجاوی اور ہر یک معدود متفاوت کا ایسا ہی حکم ہی اگر گٹھڑی تھان کی اسطور بیچی کہ ہر یک تھان اتنی کو اور گنتی بیان

عددها لا یجوز البیع فی جمیعها للجهالة المفضیة الی النزاع وعندهما یجوز البیع فی جمیعها وقد ذکر فی
گنتی تو بیع سراسر جایز نہوگی بسبب جہالت کی جو جھگڑا کر دیتی ہی اور صاحبین کی نزدیک بیع تمام کی جایز ہی اور فتاوی قاضیخان مین
فتاوی قاضیخان ان الفتوی علی قولهما تیسیرا علی الناس ولو ذکر عددها وقال للمشتری بعت منك هذا
مذکور ہی کہ لوگون پر آسانی کی واسطی صاحبین کی قول پر فتوی ہی اور اگر بایع نی گنتی بیان کر کر مشتری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ یہہ ریوڑ
القطیع علی انه مائة شاة او هذا العدل علی انه مائة ثوب بکذا یصح البیع لکون کل من المبیع والثمن معلوما
کہ سو بکریان ہین اور یہہ گٹھڑ کہ سو تہان ہین اتنی کو بیچا تو بیع صحیح ہی اسواسطی کہ مبیع اور ثمن نام لینی سی دونو معلوم ہوگئی ہین
بالتسمیة لکن ان وجده المشتری اقل او اکثر یفسد البیع اما فساده اذا وجده اکثر فلعدم دخول الزوائد
لیکن اگر مشتری نی کم یا زیادہ پائی تو بیع فاسد ہو جاویگی پہر فساد بیع کا زیادتی کی صورت مین اسواسطی ہی کہ فرد زائد عقد کی
تحت العقد فیجب رده وهو مجهول لکون افراد الشاة او الثوب متفاوتة واما فساده اذا وجده اقل فلوجوب
تلی نہین آیا تو اوسکا پہیر دینا واجب ہی اور وہ معلوم نہین کونسا ہی اسلئی کہ راس بکریون کی یا تہان کپڑی کی ایک سی نہین ہین اور فساد بیع کا کمی کی حالت مین اسلئی ہی کہ
سقوط حصة الناقص من الثمن عن ذمته وهی مجهولة اذ لا یدری ان الناقص کان جیدا او وسطا او ردیا ولو
مقدار قیمت کتنے فرد کی منجملہ ثمن کی اوسکی ذمہ سی کم کرنی چاہی اور وہ معلوم نہین کیا معلوم ہی کہ کمی کا تہان یا راس عمدہ ہی یا درمیانہ ہی یا کہٹیل ہی اور اگر
بین لکل منها ثمنا وقال کل شاة او کل ثوب بکذا یصح البیع فی الاقل لکن یکون المشتری مخیرا ان شاء اخذ الموجود
بایع نی ہر ایک کا ثمن بیان کر دیا کہ ہر ایک راس اور ہر ایک تہان اتنی کو تو بیع کمی کی صورت مین صحیح ہی لیکن مشتری کو اختیار ہی چاہی موجود کو حصہ رسد
بحصته من الثمن لکونه معلوما وان شاء ترکه ویفسد فی الاکثر لجهالة المبیع ومن قال لغیره بعت منك کر الحنطة
ثمن مین سی مول لیلی کیونکہ معلوم ہی اور چاہی نہ لیوی اور بڑہتی کی صورت مین فاسد ہی کیونکہ مبیع مجہول ہی اور جس نی دوسری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ پیمانہ
التی فی هذا الانبار او من هذا الکدس ثم اعطاه حنطة من موضع اخر لا یجوز لان ما سوی النقود یتعین
گیہون کا اس ڈہیر مین سی یا اس خرمن مین سی بیچا پہر اوسکو گیہون اور جگہ سی حوالہ کئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ سب شئی سوای نقود کی تعین کرنی سی
بالتعیین فلا یجوز استبداله واقامة الاخر مقامه الا بالفسخ وتکرار العقد ومن باع شیئا وقال للمشتری بعته منك
معین ہو جاتی ہی پس اوسکا بدلنا اور اور کا اوسکی جگہ قایم کرنا جایز نہین ہی الا وہ عقد توڑ کر دوبارہ عقد کری تو جایز ہی اور جس نی کوئی شئی بیچی اور مشتری سی کہا یہہ شئی تیری ہاتہہ
بغیر ثمن یکون البیع باطلا لان الثمن اذا نفی ینتفی رکن البیع فلا یکون بیعا ولو باعه وسکت عن ثمنه لا یبطل البیع
بغیر ثمن کی بیچی تو یہہ بیع باطل ہی کیونکہ جب ثمن نہین ہوتا تو بیع کا رکن نہین ہوتا تو بیع کب ہوگی اور اگر کوئی شئی بیچی اور ثمن سی چپ کر رہا تو بیع باطل نہین ہوتی
بل یفسد لان مطلق البیع یقتضی المعاوضة واذا سکت عن الثمن یکون غرضه القیمة ویصیر کانه باعه
بلکہ فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ مطلق بیع معاوضہ کو چاہتی ہی اور جب اوسنی ثمن بیان نکیا تو اوسکی غرض قیمت لینیکی ہی اسکا انجام یہہ ہی کہ گویا قیمت کو بیچا
بقیمته وبیع الشیء بقیمته فاسد لا باطل والحاصل ان البیع اذا لم یکن صحیحا فهو قد یکون باطلا وقد یکون
اور شئی کو قیمت سی بیچنا فاسد ہوتا ہی باطل نہین ہوتا اور حاصل یہہ ہی کہ بیع اگر صحیح نہین ہوتی تو پہر وہ بعضی دفعہ باطل ہوتی ہی اور کبہی
فاسدا فلا بد من بیان کل منهما لیمکن الاحتراز عنهما فالبیع الباطل ما لا یصح باصله ووصفه ولا یفید الملك اصلا
فاسد اب ہر ایک کا بیان کرنا ضرور ہوا تا کہ ان دونو سی بچ سکین سو بیع باطل تو وہ ہی کہ اپنی اصل اور وصف مین صحیح نہو اور ہرگز فائدہ ملک کا نہین دیتی
ولهذا قیل من غلب علی ظنه ان اکثر معاملات اهل السوق علی البطلان لیس له ان یشتری منهم شیئا ولا یحل له ما
اسیہی لئی کہتی ہین جسکو گمان غالب یون ہو کہ اکثر معاملات ان بازار والون کی باطل ہوتی ہین تو اوسکو جایز نہین ہی کہ اونسی کوئی چیز مول لی اور جو مال اونسی لیگا
اشتراه منهم والبیع الفاسد ما یصح باصله لا بوصفه ویفید الملك فی المبیع بعد قبض المشتری ایاه لکن لا علی
حلال نہوگا اور بیع فاسد وہ ہی جو اصل مین صحیح ہو وصف مین غیر صحیح اور مبیع پر جب مشتری قبضہ کر لیتا ہی تو فائدہ ملک کا دیتی ہی لیکن پاکیزگی کی

وجه الطيب بل على وجه الخبث وهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك او انتفاع حتى لو كان طعاما
راہ سی نہین بلکہ خباثت کی راہ سی اسی واسطی کہتی ہین کہ ایسی مبیع مین تصرف یعنی کسیکو مالک کرنا یا نفع لینا حلال نہین ہی یہان تک کہ اگر طعام ہو

لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطيها بل يجب على كل واحد من البايع والمشتري فسخ العقد رفعا للفساد
تو کہانا حلال نہین ہی اور اگر لونڈی ہی تو صحبت حلال نہین ہی بلکہ ہریک بایع اور مشتری پر واسطی اوٹھانی فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہی

وان لم يفسخا بل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك تمليكه لغيره
اور اگر دونون عقد بیع نہ توڑی بلکہ مشتری نی وہی مبیع بیع فاسد کا قبضہ مین لیکر اور کی ہاتہہ عقد صحیح سی بیچ ڈالا تو اوسکی بیع قایم رہیگی کیونکہ جب مبیع کا مالک ہوا تو

بالبيع وغيره فلا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به لان وجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع واذا اجتمع
بطور بیع یا ہبہ کی دیڈالنی کا بہی مالک ہوا اب بعد اوسکی فسخ نہین ہوسکتا کیونکہ اب بندہ کا حق متعلق ہو گیا اسلئی کہ پہلی تو واسطی حق شرع کی فسخ واجب تہا اور جب حق عبد اور حق شرع

حق العبد مع حق الشرع يقدم حق العبد لحاجته نعم كان الاولى للمشتري ان يتنزه عن شرائه اذ قيل من ظن
جمع ہوجاتی ہین تو حق عبد کا مقدم رکہتی ہین کیونکہ عبد حاجتمند ہی ہان مشتری کو اولی یہہ تہا کہ اوسکو مول نہ لیتا کیونکہ کہتی ہین جسکو یون معلوم ہو

ان اكثر معاملات اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو اشترى منهم شيئا
کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فاسد ہوتی ہین تو بہتر یہہ ہی کہ اونسی کوئی چیز مول نہ لیوی اور تو بہی اگر اونسی کوئی چیز مول لیلیگا

يحل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا وذلك لان البيع ركنه مبادلة المال بالمال فكل بيع يوجد خلل
تو اوسی نفع اوٹہانا حلال ہوگا اگر یہہ عقد اخیر کا صحیح ہی اسلئی کہ بیع کا رکن یہہ ہی بدلنا مال کا بعوض مال کی ہی پہر جس بیع کی رکن مین

في ركنه فهو باطل وكل بيع لا يوجد خلل في ركنه بل في غيره كالتسليم والتسلم الواجبين به والانتفاع المقصود منه
خلل ہوتا ہی تو وہ باطل ہوتی ہی اور جس بیع کی رکن مین خلل نہین ہوتا بلکہ وصف مین ہووی جیسی تسلیم اور تسلم جو عقد سی واجب ہوتی ہین اور انتفاع جو مبیع سی

وغير ذلك فهو فاسد فحينئذ البيع بالدم والميتة التي ماتت حتف انفها ونحوهما باطل لانه لا يصح باصله ووصفه
مقصود ہوتا ہی اور سوا اسکی تو وہ بیع فاسد ہوتی ہی پس اب بیع بعوض لوہو اور مردار یعنی خود بخود مری ہوئی جانور کی اور مانند انکی باطل ہی اسلئی کہ اپنی اصل اور وصف دونو مین

لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان صفة المالية للشيء انما تثبت بتمول كل الناس او بعضهم
صحیح نہین ہی کیونکہ اسکا رکن یعنی بدلنا مال کا مال سی موجود نہین ہی اسواسطی کہ شی مین وصف مالیت کا جب ہوتا ہی کہ تمام لوگ یا بعضی لوگ اوسکو مال سمجہین

اياه وهذه الاشياء لا تعد مالا عند احد ممن له دين سماوي والبيع بالخمر والخنزير ونحوهما يكون فاسدا لانه يصح
اور یہہ چیزین یعنی لوہو اور مردار کوئی شخص دین سماوی والا مال نہین سمجہتا اور بیع بعوض شراب اور سور کی اور مانند انکی فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ اصل مین

باصله لوجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان هذه الاشياء تعد مالا عند بعض اهل الكفر ولا يصح بوصفه
صحیح ہی اوسکا رکن موجود ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی اسلئی کہ یہہ چیزین بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہین اور وصف مین صحیح نہین ہی

لعدم تقومها لان التقوم للشيء انما يثبت باباحة الانتفاع به شرعا والشرع قد ابطل الانتفاع بهما في حق المسلمين
اسلئی کہ یہہ چیزین قیمتی نہین ہین کیونکہ کوئی شی صاحب قیمت جب ہوتی ہی کہ شرع مین اوسکا برتنا مباح ہووی اور شرع ان دونو کا برتنا مسلمانون کی حق مین باطل

ومن باع كرا من الحنطة ولم يكن في ملكه حنطة فيبطل البيع لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال
اور جس نی ایک پیمانہ گیہون کا بیچا جبکہ اوسکی ملک مین گیہون نہین ہین تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اوسکا رکن موجود نہین ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی

لان المال موجود يميل اليه الطبع ويجري فيه البذل والمنع والمعدوم ليس بمال ولو كانت في ملكه حنطة لكن كانت اقل
اسلئی کہ مال شی موجود ہوتا ہی کہ اوسکی طرف طبیعت راغب ہو اور اوسکو چاہی خرچ کری چاہی روک رکہی اور شی معدوم مال نہین ہوتی اور اگر اوسکی ملک مین گیہون تو ہوتی پر مقدار

مما سماه يبطل البيع في المعدوم ويفسد في الموجود ولا يجوز بيع زيت على ان يوزن بظرفه ويطرح عنه بازاء الظرف
مقرری مبیع سی کمتی تو معدوم مین بیع باطل اور موجود مین بیع فاسد ہوتی اور جایز نہین ہی بیچنا تیل کا اس شرط کہ برتن سمیت تول کر بعوض وزن برتن کی

كذا رطلا لانه شرط لا يقتضيه العقد وانما مقتضاه ان يطرح عنه وزن الظرف [illegible]

اتنی رطل تیل کہتا دین اسلئی کہ یہہ شرط عقد سی خارج اور الگ ہی عقد کا مقتضا تو یہہ ہی کہ برتن کا جتنا [illegible] ہووی وتنا گہٹا دین [illegible]

كذا رطلا يكون شرطا مخالفا لمقتضى العقد لجواز ان يكون وزن الظرف اقل من ذلك او اكثر فيؤدي الى جهالة

کتنی کرین تو یہہ شرط مقتضا عقد سی مخالف ہوئی کیونکہ شاید کہ وزن برتن کا اوس مقدار سی کمتی یا زیادتی ہووی اس سی ایک تو مبیع مجہول ہو جاتا ہی

المبيع ووقوع بعض الزيت بغير ثمن او بعض الثمن بمقابلة ما لم يكن موجودا من الزيت وان شرط ان يطرح عنه

دوسری یا کچہہ تیل مفت جاتا ہی یا کچہہ ثمن بدون تیل کی مفت دینا پڑتا ہی اور اگر یہہ شرط کرین کہ جتنا وزن برتن کا ہووی

وزن الظرف يجوز لانه يوافق مقتضى العقد وما يوافق مقتضى العقد لا يفسد العقد بل يؤكده وكذا لا يجوز بيع

وتنا کم کرین تو جایز ہی اسلئی کہ مقتضاء عقد کی موافق ہی اور جو شرط موافق مقتضاء عقد کی ہو عقد کو فاسد نہین کرتی بلکہ عقد مقرر کردیتی ہی اور ایسی ہی دریامین

السمك في الماء لانه قبل الاصطياد به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاصطياد له والقائه

تیرتی مچہلی کی بیع جایز نہین ہی کیونکہ شکار کئی بغیر مملوک نہین ہوتی پس یہہ عدم جواز بطلان کی معنون مین ہی اور شکار کرکر جو اوسکو حوض مین

في الحظيرة ان كانت الحظيرة كبيرة لا يمكن اخذه منها الا بتكلف واحتيال فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم

چہوڑ دین اگر وہ حوض اتنا بڑا ہووی کہ وہ مچہلی بدون تکلف اور حیلہ یعنی جال وغیرہ کی ہاتہہ نہین آتی تو اوسکی تسلیم قابو مین نہین ہی اب عدم

الجواز بمعنى الفساد وان كانت الحظيرة صغيرة يمكن اخذه منها بلا تكلف واحتيال يجوز بيعه لانه مقدور التسليم

جواز بیع سی فساد مراد ہوویگا اور اگر حوض اتنا چہوٹا ہی کہ بلا تکلف اور بی حیلہ مچہلی ہاتہہ آسکتی ہی تو اس صورت مین بیع جایز ہی کیونکہ حوالہ کرسکتا ہی

لكن اذا سلم الى المشتري فله خيار الرؤية وان رآه قبل ذلك في الماء لان السمك يتفاوت خارج الماء وكذا لا يجوز

لیکن جب مشتری کو دی چکا تو مشتری کو خیار رویت حاصل ہی اگرچہ پہلی پانی کی اندر دیکہہ چکا ہو اسلئی کہ مچہلی پانی سی باہر آکر متفاوت ہو جاتی ہی اور ایسی ہی

بيع الطير في الهواء لانه قبل الاخذ به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاخذ به وارساله

بیع اوڑتی ہوئی جانور کی جایز نہین ہی اسلئی کہ پکڑنی سی پہلی مملوک نہین ہوتا تو اب عدم جواز باطل کی معنون مین ہی اور جب اوسکو پکڑا ہاتہہ سی پہر چہوڑ دیا

من يده ان كان لا يرجع اليه فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم الجواز بمعنى الفساد وان كان يرجع اليه كالحمام

اگر اسکی بلائی سی نہین آتا تو تسلیم کرنا اوسکی قابو مین نہین ہی پس اب عدم جواز سی فاسد مراد ہی اور اگر اسکی پاس چلا آتا ہی جیسی کبوتر

يجوز بيعه لانه مقدور التسليم وكذا لا يجوز بيع اللبن في الضرع لانه مشكوك الوجود لاحتمال كونه انتفاخا فلا يكون

تو اسکی بیع جایز ہی اسلئی کہ تسلیم کرسکتا ہی اور ایسی ہی دودہ کا تہنون کی اندر بی دوہی بیچنا جایز نہین ہی اسواسطی کہ اوسمین شک ہوتا ہی شاید کہ باکہہ پہول رہا ہو پہر تو

مالا فعلى هذا يبطل البيع او لانه يزداد شيئا فشيئا والبيع لا يتناول الزيادة لعدم وجودها عند العقد فيختلط المبيع

وہ کچہہ مال نہوگا پس اب بیع باطل ہوویگی یا اسلئی کہ دودہ تہوڑا تہوڑا بڑہتا جاتا ہی اور عقد بیع مین بڑہتی مال داخل نہین ہوتا کیونکہ وہ عقد کی وقت موجود نہین ہوتا بس مبیع

بغيره على وجه يتعذر تمييزه فعلى هذا يفسد البيع وكذا لا يجوز بيع الصوف على ظهر الغنم لوجهين احدهما انه متصل بالحيوان

مین بیگانہ شی ایسی رل مل گئی کہ تمیز نہین ہوسکتی سو اب یہہ بیع فاسد ہوویگی اور ایسی ہی اون کی بیع بکری کی کمر پر یعنی بغیر کترے جایز نہین ہی دو وجہ سی ایک تو یہہ کہ اون حیوان سی

فهو له وصف محض بخلاف ما هو متصل بالشجر فانه عين مال مقصود من وجه فيجوز بيعه والوجه الثاني انه ينمو من

جبتک ملی ہوئی تو وہ حیوان کا نرا وصف ہی برخلاف اوسکی جو درخت مین لگا رہتا ہی بیشک یہہ ایک وجہ سی عین مال مقصود ہوتا ہی سو اسکی بیع جایز ہی دوسری وجہ یہہ ہی کہ

اسفله فيختلط المبيع بغيره بخلاف القوائم المتصلة بالشجر فانها تزداد من اعلاها فلا يختلط المبيع بغيره ويعلم ذلك

اون نیچی کیطرف سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی مال مین ملجاتی ہی برخلاف ٹہنیون کی جو درخت سی ملی ہوتی ہی کیونکہ یہہ اوپر کی جانب سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی ساتہہ نہین ملتی اور یہہ

ان الصوف على ظهر الغنم اذا خضب يبقى المخضوب بعد ايام على راسه لا في اصله واما القوائم فلو ربط خيط في اعلاها

اسطرح معلوم ہوا کہ اون کو بکری کی پیٹہہ پر اگر رنگ دیوین تو بعد چند روز کی رنگی ہوئی اوپر کی طرف ہو جاتی ہی جڑ مین نہین رہتی اور رہی قوایم اگر اوسمین سر کی اوپر دہاگا

يبقي ذلك الخيط بعد ايام اسفل مما هو راسها الآن والاعلى ملك المشتري وما يحدث من الزيادة يحدث في ملكه و
بعد چند روز کی سر سی جواب ہی نیچی کی طرف رہ جاتا ہی اور اوپر کی جانب ملک خریدار کی ہی اور پہر کو جو بڑہتا جاویگا سو اوسکی ملک مین بڑہیگا اور

كذا لا يجوز بيع جلد الميتة قبل ان يدبغ لكونه غير منتفع به لنجاسته وقد قال النبي عليه السلام لا تنتفعوا من
ایسی ہی مردار کی کہال کا بیچنا بدون دباغت کی جایز نہین ہی کیونکہ ناپاکی کے سبب اوس سی نفع نہین لی سکتی اور بیشک نبی علیه السلام نی فرمایا ہی مردار کی چمڑی کو مت برتو

الميتة باهاب وهو اسم لغير المدبوغ وبعد الدباغ يجوز بيعه والانتفاع به لطهارته بالدباغ فان قيل نجاسته
اور اب ایسی چمڑی کو کہتی ہین جو دباغت نہوا ہو اور دباغت کر کر بیچنا اور برتنا سب جایز ہی اسلیئے کہ دباغت سی پاک ہو جاتا ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری

باتصال الدسومات به وذلك لا يمنع جواز البيع كالثوب النجس فالجواب ان الدسومات في الجلد خلقية فما لم تزل بالدباغ
کہ نجاست تو چکنائی کی ملنی سی ہوتی ہی اس سی بیع ممتنع نہین ہوتی جیسی ناپاک کپڑا تو جواب یہہ ہی کہ جلد مین چکنائی پیدایشی ہوتی ہی جب تک اوسکو دباغت سی دور

تكون كعين الجلد وبهذا الاعتبار يكون الجلد محرم العين بخلاف النجاسة في الثوب فانها ليست خلقية بل جاورته
نکرو گویا عین جلد ہی اور اسی اعتبار سی چمڑی کی ذات حرام ہوتی ہی بر خلاف ناپاک کپڑے کی سو یہہ پیدایشی نہین ہوتی بلکہ کپڑے سی لگ جاتی ہی

بعد ما لم تكن متصلة به فلا يتغير حكمه من جواز بيعه والانتفاع به فكما يجوز بيع جلد الميتة والانتفاع به بعد
بعد اسکی کہ وہ پاک ہوتا ہی سو اسکا حکم جواز بیع اور برتنی کا بدل نہین سکتا پہر جیسی کہ دباغت کی بعد مردار کا چمڑا بیچنا اور برتنا جایز ہی

الدباغ كذلك يجوز بيع عظمها وقرنها وعصبها وصوفها وشعرها ووبرها والانتفاع بها اذا لم تكن عليها دسومة
ایسی ہی مردار کی ہڈیان اور سینگ اور پٹہی اور گوسپند کی پشم اور بال اور اونٹ کی اون بیچنی اور برتنی جایز ہی جب ان پر چربی نہووی

لانها طاهرة لا يحلها الموت لعدم الحيوة فيها بل فيها النمو كالنبات واما اذا كانت عليها دسومة فهو نجسة لا يجوز بيعها
کیونکہ یہہ سب پاک ہوتی ہین انمین موت کا اثر نہین ہوتا اسلیئے کہ انمین جان نہین ہوتی بلکہ انمین صرف بڑہنا ہوتا ہی جیسی گہانس پہونس ان اگر ان پر چربی ہوگی تو ناپاک ہوگی

ولا الانتفاع بها وكذا لا يجوز بيع الجذع في السقف والذراع في الثوب اذ لا يمكن تسليمه الا بضرر لا يوجبه العقد
اور نہ استعمال اور ایسی بیچنا شہتیر چہت مین چڑہی ہوئیکا اور ایک گز کا کپڑے مین سی جایز نہین اسلیئے کہ بی نقصان اوٹہائی تسلیم نہین کر سکتا اور عقد ضرر کو نہین

لو قلع البايع الجذع او قطع الذراع قبل ان يفسخ المشتري العقد يعود البيع صحيحا لزوال المفسد الذي هو الضرر
اور اگر بایع نی شہتیر کو اوکہاڑ لیا اور گز بہر کپڑا پہاڑ دیا کہ ابہی مشتری نی عقد کو نہین توڑا تو یہہ ہی بیع صحیح ہو جائیگی کیونکہ مفسد یعنی ضرر تقرر سی پہلی دفع ہو گیا

قبل تقرره هذا اذا كان الجذع معينا والثوب مما يضره التبعيض كالقميص ونحوه اذ لو لم يكن الثوب مما يضره التبعيض
یہہ اوس صورت مین ہی کہ شہتیر معین ہو اور کپڑا ایسا ہو جسکی پہاڑنی مین نقصان ہوتا ہو جیسی کرتہ وغیرہ اسواسطی کہ اگر کپڑا ایسا نہو جسکی پہاڑنی سی نقصان ہوتا ہو

كالكرباس يجوز البيع ولو لم يكن الجذع معينا لا يعود البيع صحيحا للجهالة فان قيل اذا باع جلد الشاة المعينة قبل
جیسی تہان تو بیع جایز ہی اور اگر شہتیر معین نہوگا تو ہی بیع جہالت کی سبب درست نہین ہی اگر کوئی یہہ اعتراض کری اگر ایک بکری کا چمڑا ذبح کرنی سی پہلی

الذبح لا يجوز ولو ذبح الشاة وسلخ جلدها وسلمه الى المشتري لا ينقلب البيع صحيحا وان كان الجلد عينا موجودا كالجذع
بیچڈالی تو جایز نہین ہی پہر اگر بکری کو ذبح کر کر اور چمڑا اودہیڑ کر مشتری کی حوالہ کری تو بیع درست نہین ہو جاتی اگرچہ چمڑا معین موجود ہی جیسی شہتیر

في السقف وكذا لو باع كرشها او اكارعها ثم ذبحها وسلم ما باع منها فالجواب ان الجلد وان كانت عينا موجودا لكنه
چہت کی اندر موجود ہی اور ایسی ہی اگر بکری کا پیٹا اور پایہ بیچدی پہر ذبح کر کر جو بیچا تہا حوالہ کر دی تو جواب یہہ ہی کہ چمڑا اگرچہ عین موجود ہی پر وہ غیر مبیع کی ساتہہ

متصل بغير المبيع خلقة فيكون تابعا له فيكون العجز عن التسليم معنى اصليا لا حكميا بخلاف الجذع فانه
پیدایشی متصل ہی سو اسی کا تابع ہی پہر تسلیم مین عجز اصلی ثابت ہی کچہہ عجز حکمی نہین ہی بر خلاف شہتیر کی کہ وہ

عين مال في نفسه وانما ثبت الاتصال بينه وبين غيره بعارض فعل العباد والعجز عن التسليم حكمي
بذات خود جداگانہ مال ہی اور غیر کی ساتہہ عارضی متصل ہو گیا ہی تو یہہ آدمیون کا کام ہی یہان تسلیم مین حکما عجز ہی

لافو

لما فيه من افساد بناء غير مستحق بالعقد فاذا قلع والتزم الضرر يزول المانع فيجوز ومن باع جارية ثم
کیونکہ اسمین ایک مکان خراب ہوتا ہی جسکو عقد نہیں چاہتا جب اوسی اوکھاڑ کر اپنا ضرر قبول کیا تو مانع جاتا رہا پس بیع جایز ہوگئی اور جو شخص لونڈی کو بیچکر

انكر بيعها لا يحل له وطيها ما لم يترك المشتري الخصومة فاذا تركها وسمع البايع انه تركها يحل له وطيها ومن
مکر جاوی تو اوس سی صحبت کرنی حلال نہیں ہی جبتک مشتری دعوی نچھوڑ دی جب مشتری دعوی چھوڑ دی اور بایع سن لی کہ دعوی ترک کیا تب صحبت حلال ہوگی اور جو شخص

اشترى جارية ثم انكر شراءها لا يحل للبايع ان يطأها ما لم يعزم على ترك الخصومة لان البيع لا ينفسخ بجحود
لونڈی خرید کر مکر جاوی تو بہی بایع کو صحبت کرنی حلال نہیں ہی جبتک بایع قصد ترک خصومت کا نکری اسلئی کہ بیع مشتری کی انکار کرنی ہی نہیں

المشتري ما لم يعزم البايع على ترك الخصومة فاذا عزم على تركها يتم الفسخ بتراضيهما فيحل له وطيها كما
ٹوٹ جاتی جبتک بایع دعوی نہ ترک کری پہر جب بایع نی مخاصمت ترک کی تو دونون کی رضامندی سی فسخ کامل ہوگیا پہر صحبت حلال ہی جیسی

اذا اشترى جارية على انه بالخيار ثلثة ايام وقبضها ثم رد على البايع في ايام الخيار جارية وقال هي
کہ کسی ایک لونڈی تین دن تک کی اختیار پر خرید کر قبضہ کر لیا پہر خیار کی مدت کی اندر اندر لونڈی بایع کو پہیر دی اور بیان کیا یہہ وہی لونڈی ہی

التي اشتريتها وقبضتها كان القول قوله لانه انكر قبض غيرها فان رضي البايع بها يحل له وطيها لان المشتري
جو مین مول لی گیا تہا تو اب اسی کا قول معتبر ہوگا اسلئی کہ دوسری لونڈی کی قبضہ کا انکار کرتا ہی پہر اگر بایع اسپر راضی ہوگیا تو اوسکو اوس سی صحبت حلال ہی اسلئی کہ

لما رد غير ما اشتراها فقد رضي بتملك البايع اياها بالاولى فاذا رضي البايع بها يتم البيع بينهما بطريق التعاطي
جب اوس لونڈی پہیر دی تو بایع کی ملکیت پر لونڈی کی حق مین پہلی کی بدلہ راضی ہوا پہر اگر بایع بہی اوس لونڈی پر راضی ہوا تو اون دونون مین تعاطی کی بیع ہوگئی

وكذا القصار اذا رد على صاحب الثوب ثوبا غير ثوبه ورضي به صاحب الثوب ومن اشترى شيئا مما يتسارع اليه
اور ایسی ہی دہوبی اگر کپڑی کی مالک کو بدل کر اور کپڑا اپنی ملک کا دیدیوی اور وہ راضی ہوکر لیلیوی اور اگر کسی ایسی چیز جو جلد بگڑکر بس لبا جاتی ہو

الفساد كاللحم والسمك ونحوهما ولم يقبضه بل ذهب الى بيته ليجيء بالثمن وطال مكثه وخاف البايع ان يفسد
جیسی گوشت اور مچھلی یا ایسی اور شی مول لی اور قبضہ نکیا بلکہ اپنی گہر چلا گیا تاکہ ثمن لا دیوی اسمین دیر لگ گئی اور بایع کو یہہ خوف ہوا کہ مبیع

ذلك الشيء يجوز له ان يبيعه من غيره استحسانا وللمشتري الثاني ان يشتريه منه وان كان يعلم بذلك
بگڑ جاوی تو بایع کو استحسانا جایز ہی کہ اوسکو اور کی ہاتہہ بیچ ڈالی اور اس دوسری مشتری کو بہی خریدنا جایز ہی اگرچہ پہلی بیع کو جانتا ہو

لان البايع رضي بالفسخ وكذا المشتري الاول ظاهرا ثم ان كان الثمن الثاني اكثر الاول كان عليه ان يتصدق
اسلئی کہ بایع اور ایسی پہلا مشتری بظاہر حال فسخ پر راضی ہی پہر اگر دوسری دفعہ ثمن پہلی دفعہ سی زیادہ ہاتہہ آیا تو اوسکو لازم ہی کہ دونی کو خیرات کردی

بالزيادة وان كان اقل كان النقصان عليه لا على المشتري الاول ولو جاء صبي الى القاضي بفلس او خبز وطلب
اور اگر کمتر ہی تو یہہ نقصان بایع کا ہی مشتری اول پر نہین پڑیگا اور اگر کوئی لڑکا نابالغ پیسا یا روٹی لیکر کسی دکاندار پاس آیا اور کوئی ایسی چیز

منه شيئا مما ينتفع به في البيت كالملح والاشنان ونحوهما يجوز له ان يبيعه منه وان طلب منه جوزا او فستقا
مانگی جو گہر دن مین کام آتی ہی جیسی نمک اور اشنان یا اونکی مانند تو جایز ہی کہ اوسکی ہاتہہ بیچی اور اگر جوز یا پستہ

او نحو ذلك مما يشتريه الصبي لنفسه لا يبيعه منه لانه في الوجه الاول ماذون ظاهرا وفي الوجه الثاني لا ومن دفع
یا انکی مثل مانگی جو لڑکی اپنی واسطی لیا کرتی ہین تو اوسکی ہاتہہ نہ بیچی اسلئی کہ پہلی صورت مین وہ لڑکا بظاہر حال ماذون ہی اور دوسری صورت مین ماذون نہین ہی اور اگر کسی

الى خباز دراهم وقال له اشتريت منك بهذه الدراهم كذا منا من الخبز وجعل ياخذ كل يوم منه خمسة امناء
نان بائی کو دراہم حوالہ کئی اور کہا مین نی تجہسی اس نقد کی بدلہ اتنی سیر روٹی خریدی اور ہر روز بعوض ایک ایک درہم کی پان سیر روٹیان لینی شروع کی

بدرهم فالبيع فاسد وما ياكله ياكله بعقد فاسد فهو مكروه وان لو اعطاه دراهم ولم يقل اشتريت منك
تو بیع فاسد ہی اور جو کہاتا ہی عقد فاسد سی کہاتا ہی سو وہ مکروہ ہی ہان اگر اوسکو دراہم حوالہ کئی اور یہہ نکہا کہ مین تجہسی

کذا منا من الخبز وجعل یاخذ کل یوم منه خمسة امناء بدرهم فالبیع جائز وما یاکله حلال وان کان نیته
اتنی سیر روٹیاں مول لیچکا اور ہر روز اوس سی پانچ سیر روٹیاں ایک ایک درہم کی لینی شروع کین تو بیع جایز ہی اور جو کہاتا ہی حلال ہی اگرچہ دراہم دیتی ہوئی
عند الدفع الشراء اذ لمجرد النیة لا ینعقد البیع وانما ینعقد عند الاخذ وعند الاخذ کل من المبیع والثمن معلوم
خریداری کی نیت ہو وی اسواسطی کہ نری نیت سی بیع نہین ہوجاتی بیع جب ہی ہوتی ہی کہ تب لیوی اور لیتی وقت مبیع اور ثمن دونو معلوم ہین
ویصح بیع الثمر علی الشجر سواء بدء صلاحه او لم یبدء لانه مال متقوم لکونه منتفعا به فی الحال او فی المآل و
اور بیع پہل درخت پر لگی ہوئی کی جایز ہی برابر ہی کہ کام کی لایق ہوا ہو یا نہین اسلئی کہ وہ مال قیمت دار ہی اوس ہی اب یا آگی کو فایدہ ہوسکتا ہی
علی المشتری قطعه فی الحال تفریغا لملک البایع وهذا اذا اشتراه مطلقا او بشرط القطع واما اذا اشتراه بشرط
لیکن مشتری کو لازم ہی کہ فورت توڑ کر بایع کا درخت خالی کردی اور یہہ اوس صورت مین ہی کہ مطلقا خرید کیا ہو یا توڑ لینیکی شرط کرلی ہو اور اگر درخت پر چہوڑنی کی
ترکه علی الشجر فیفسد البیع لانه شرط لا یقتضیه العقد وفیه نفع لاحد العاقدین اذ یحصل فیه للمشتری زیادة
شرط کرلی ہو تو بیع فاسد ہی اسلئی کہ یہہ شرط عقد سی خارج ہی اور اسمین مشتری کا فایدہ ہی اسواسطی کہ مشتری کا پہل اب خوب تیار
جودة وطراوة ولو اشتراه مطلقا وترکه علی الشجر باذن البایع یطیب له الفضل وان ترکه بغیر اذنه یتصدق
اور تروتازہ ہو ویگا اور اگر پہل کو مطلق خرید کر کر بایع کی اجازت سی درخت پر لگی رہنی دیا تو فضل یعنی فایدہ حلال ہی اور اگر بی اجازت درخت پر رکہا
بما زاد فی ذاته لحصوله بجهة محظورة وهی حصوله بقوة الارض المغصوبة وهذا اذا ترکه قبل ان یتناهی
تو جتنا فایدہ پہل کی اندر پیدا ہوا ہی وہ خیرات کردی کیونکہ بطور ممنوع حاصل ہوا ہی یعنی زمین مغصوب کی روز سی اور یہہ اس صورت مین ہی کہ پہل جتنا بڑہتا ہی اوس سی
عظمه واما اذا ترکه بعد ان یتناهی عظمه فلا یتصدق بشیء منه لان هذا تغیر حال من النی الی النضج لا
پہلی خرید کر درخت پر رکہی اور اگر جتنا بڑہنا تہا بڑہ لیا پہر بی اجازت درخت پر رکہا تو اسمین سی کچہہ خیرات کرنا لازم نہین ہی کیونکہ اب صرف تغیر حال کا ہی کچا تہا پک گیا
زیادة فی جسمه فان الثمر اذا بلغ ذلک المبلغ لا یزید فیه شیء من ملک البایع بل یکون نضجه من الشمس ولونه
کچہہ مادہ جسم کا نہین بڑہتا کیونکہ پہل جب اپنی مقدار کو پہنچ جاتا ہی تو پہر اوسمین بایع کی ملک مین سی کچہہ نہین بڑہتا بلکہ آفتاب کی گرمی سی پکتا ہی اور چاند کی
من القمر وطعمه من الکواکب فلا یوجد فیه الا عمل الشمس والقمر والکواکب وذلک بتقدیر العزیز الحکیم المجلس
تاثیر سی رنگت پکڑتا ہی تارون کی اثر سی مزہ دار ہوتا ہی پہر اوسمین بجز تاثیر سورج اور چاند اور تارون کی کچہہ نہین ہی یہہ تقدیر عزیز حکیم کی ہی

الثالث والسبعون فی بیان حقیقة الربوا واحکام غوائله

تہترویں مجلس ربوٰ کی حقیقت اور اوسکی انجام بد کی بیان مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیاتین علی الناس زمان لا یبقی منهم احد الا اکل الربوا فان لم یاکله اصابه من غباره وفی روایة
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا البتہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ اونمین کوئی بی سود کہائی نہ بچیگا اگر سود نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار ہی پہنچیگا اور ایک روایت مین
من بخاره هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة وقد بین فیه ان الناس لیاتی علیهم زمان یکثر
اوسکا بخارا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین یہہ بیان ہی کہ لوگون پر ایسا وقت آویگا جسمین سود کی کثرت ہوگی
فیه الربوا ولا یبقی فیه منهم احد الا یاکله فان لم یاکله یصیبه من غباره او بخاره والبخار ما یرتفع من الماء
اوسوقت اونمین سی کوئی سود کہائی بغیر نہ رہیگا اگر صاف نہ کہاویگا تو اوسکو سود کا غبار یا بہاپ تک پہنچیگی اور بخار وہ ہی جو پانی مین سی جوش کہاتی ہوئی
عند غلیانه کالدخان والماء لا یغلی الا بالنار التی توقد تحته والربوا لکونه یوم القیمة نارا یغلی منه دماغ آکله
دہوئین کی مثال اوٹہتا ہی اور پانی کو بدون آگ کی جو اوسکی تلی دہکائی جاوی جوش نہین آتا اور سود قیامت کی دن جو آگ بن جاویگا کہانی والی کا دماغ اوس سی
ویخرج منه بخار ناسب ان ینسب البخار الیه وکذا الغبار اذا ارتفع ینتشر فی الجو فیصیب کل من کان یقرب
جوش کریگا اور اوسمین سی بہاپ نکلیگی اس مناسبت سی سود کی طرف بخار کو نسبت دی اور ایسی ہی غبار اوڑکر زمین آسمان کی درمیان مین پہیلتا ہی پہر جو نزدیک ہوتا ہی سب پر پڑتا ہی

منه فعلی هذا یکون معنی الحدیث علی ما ذکره التوربشتی ان الربوا یکثر تعاطیه فینتقل عند التعامل من ید
اسکی موافق معنی حدیث کی مطابق بیانات توربشتی کی یہہ ہین کہ سود کالین دین بہت پہیل جاویگا پہر جب ایکہ ہاتہہ سی دوسری مین گیا تو منتقل ہوکر

الی ید فیختلط باموال الناس فیاکلونه من غیر قصد فیه فلا یسلم احد من اثمه وضرره وان سلم من تناوله
تمام لوگون کی مال مین ملجاویگا پہر سب اوسکو لاچار بی ارادہ کہاوینگی پہر کوئی بہی اوسکی گناہ اور ضرر سی سلامت نرہیگا اگرچہ ظاہر مین لین دین سی بہی سلامت رہی

وتعاطیه وسبب ذلک شیوع الجهل وعدم العلم باحکام البیع والشری اذ قلما یوجد من یخبر بما اخبر به النبی علیه السلام
اور اسکا سبب یہہ ہی جہالت کا پہیلنا اور بیع اور شراء کی احکام کی بی علمی ہی اسلئی کہ ایسا شخص بہت کم ملتا ہی کہ حدیث کی معنی بتادی

ویعمل به فیجد المدین یاکل الربوا وهو لا یعلم انه ربوا فیکون اثما لتقصیره فی امر دینه فان من یبیع ویشتری من غیر
اور اوسپر عمل کری پہر تو تو دیکہیگا کہ دیندار آدمی بی خبر سود کہارہا ہی اور نہین جانتا کہ یہہ سود ہی سو وہ اپنی گنہگار ہوتا ہی کہ دین کی باب مین تقصیر کی بیشک جو شخص مسائل

ان یتعلم احکام البیع والشری یاکل الربوا شاء ام ابی ولهذا کان عمر یطوف فی السوق ویضرب التجار بالدرة ویقول لا یبیع فی
اور احکام بیع اور شراء کی سیکہی بدون تجارت کرنی لگی تو وہ سود کہاویگا دل چاہی یا انکار کری اور اسہی لئی عمر رض بازار مین پہرتی اور سوداگرون کو کوڑی مارتی اور کہتی ہماری

سوقنا من لم یتفقه فی الدین ولا یاکل الربوا شاء ام ابی فعلی هذا یجب علی المؤمن ان یتعلم احکام البیع والشری حتی یمکن
بازار مین جو شخص مسائل دینی نہ جانتا ہو سودا نکیا کری نہین تو وہ سود کہاویگا دل چاہی یا انکار کری اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ بیع شراء کی مسایل سیکہا کری

له الاحتراز عن الربوا لان الربوا حرام حرمه الله تعالی فی کتابه وشدد الامر فیه بایات من جملتها قوله تعالی الذین
تاکہ سود سی بچ سکی کیونکہ سود حرام ہی سود کو اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین حرام کرکر کئی آیات مین تشدد کیا ہی اونہین سی ایک یہہ آیت ہی جو لوگ

یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ فانه تعالی قد اخبر فی هذه الایة ان الذین
کہاتی ہین سود نہ اوٹہینگی قیامت کو مگر جسطرح اوٹہتا ہی جسکی حواس کہو دیئی جن نی لپٹ کر بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ خبر دی ہی کہ جو لوگ

یاکلون الربوا لا یقومون من قبورهم اذا بعثوا الا کقیام المصروع من الجنون الذی یکون فیهم بسبب اکلهم الربوا
سود کہاتی ہین وہ قبرون مین سی جو نکالی جاوینگی تو ایسی نکلینگی جیسی مرگی مارا ہوا سڑین سی جو اونکی اندر سود کہانی سی پیدا ہوگی

فیکون قیامهم وسقوطهم کالمصروع لکن لا لاختلال عقولهم بل لان الله تعالی یربی فی بطونهم ما اکلوه من الربوا
پہر اونکا اوٹہنا اور گرنا مرگی والی کا سا ہوویگا پر اسلئی نہین کہ اونکی عقل مین فتور ہووی بلکہ اسواسطی کہ اللہ تعالی اونکی پیٹ مین سود کو پرورش کریگا اوسکی

فیثقلهم یصیرون کالحبالی یقومون تارة ویسقطون اخری وهذه العقوبة تشملهم یوم القیمة یعرفون بها عند
بوجہہ کی مارے حاملہ کیطرح کبہی اوٹہینگی اور کبہی گرینگی اور یہہ عذاب قیامت کی دن اونکو ایسا پکڑیگا کہ اسہی سی اہل محشر کو معلوم ہوجاوینگی

اهل المحشر فان کل احد من اهل الموقف یعرف انهم اکلة الربوا وقد روی انه علیه السلام قال لیلة اسری بی اتیت علی قوم
بیشک ہر ہر شخص اہل موقف مین سمجہہ جاویگا کہ یہہ بیاج خور ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین ایک قوم پر پہنچا

بطونهم کالبیوت فیها حیات وعقارب تری من ظاهر بطونهم فقلت یا جبرئیل من هؤلاء فقال اکلة الربوا فعلی هذا
کہ اونکی پیٹ اتنی فراخ تہی جیسی گہر اوسکی اندر بہت سانپ اور بچہو باہر سی نظر آتی تہی مین نی پوچہا ای جبرئیل یہہ کون لوگ ہین جواب دیا بیاج خور اس بیان کی موافق

ینبغی لمن یتجر ان یتعلم من العلم مقدار ما یحتاج الیه فی تجارته لیسلم من اکل الربوا فان الربوا من الکبائر وهو فی
تاجر کو لازم ہی کہ اتنی مسائل جنکی تجارت کی اندر حاجت پڑتی ہی ضرور سیکہہ لی تاکہ سود کہانی سی بچی کیونکہ سود لینا کبیرہ گناہ ہی اور سود

اللغة مطلق الفضل وفی الشریعة فضل خال عن عوض شرط فی احد البدلین وهو نوعان ربوا الفضل وربوا
اصل لغت مین مطلق زیادت کو کہتی ہین اور اصطلاح شرعی مین وہ زیادت جسکا بدلہ احد البدلین مین مشروط نہو اور سود کی دو قسم ہین ایک سود زیادت کا

النسیئة اما ربوا الفضل فشرطه ان یکون العوضان من جنس واحد وان یکونا من جنس المکیل والموزون وان یکونا
اور ایک سود اودہار کا سو زیادت مین تو یہہ شرط ہی کہ دونو عوض ایک جنس کی ہون اور یہہ شرط کہ دونو جنس مکیل سی ہون یا جنس موزون سی اور یہہ شرط کہ دونو

مما يدخل تحت المعيار الشرعي وهو الكيل في المكيلات والوزن في الموزونات ويعبر عنهما بالقدر فعلى هذا فضل
ایسی ہوں کہ مقدار شرعی کی تلی داخل ہوں کہ وہ مکیلات میں کیل ہی اور موزونات میں وزن ہی اور ان دونو کو قدر کہتی ہیں اب اس بیان کی موافق زیادت

قفيز شعير على قفيز بر لا يكون ربوا لعدم كونهما من جنس واحد وفضل مذروع على مذروع كفضل ذراعي
دو پیمانہ جو کی ایک پیمانہ گیہوں پر سود نہوویگا کیونکہ دونو ایک جنس نہیں ہیں اور زیادت گزگت کی گزگت پر جیسی زیادت دو گز کپڑی کی

ثوب على ذراع منه وفضل معدود كفضل بيضتين على بيضة لا يكون ربوا لعدم كونهما من جنس المكيل
ایک گز کپڑی پر اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو انڈوں کی ایک انڈی پر سود نہیں ہی کیونکہ یہہ دونو نہ جنس مکیل میں

او الموزون وفضل حفنتي حنطة على حفنة منها لا يكون ربوا لعدم دخولهما تحت المعيار الشرعي لان
اور نہ جنس موزون اور زیادت دو مٹھی گیہوں کی ایک مٹھی گیہوں پر سود نہیں ہی اسلئی کہ یہہ دونو قدر شرعی کی تلی داخل نہیں ہی

المعتبر في تقدير المكيلات في الشرع نصف الصاع لا ما دونه وفضل كري بر وكري شعير على كر بر وكر
اسواسطی کہ شرع میں تقدیر مکیلات میں معتبر آدہ صاع ہی اس سی کمتی نہیں اور زیادت دو پیمانہ گیہوں اور دو پیمانہ جو کی اوپر ایک پیمانہ گیہوں اور ایک

شعير لا يكون ربوا لان الاول وان كان فاضلا على الثاني الا انه غير خال عن العوض بصرف الجنس الى خلاف
جو کی سود نہیں ہی اسلئی کہ اول اگرچہ دوسری سی بڑہتی ہی لیکن بدلہ سی خالی نہیں ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی

الجنس فان الجنس اذا قوبل بالجنس يقابل كل جزء من احدهما بكل جزء من الاخر فان وجد في احدهما فضل يصير
کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتھہ مقابل ہوتی ہی تو ہر ہر جزء ایک کا دوسری کی ہر ہر جزء کی مقابلہ ہوتا ہی پہر اگر ایک جنس میں زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت

ذلك الفضل تاويا على مالكه فلصيانة اموال الناس عن التوى اوجب الشارع فيهما المماثلة بالقدر واذا قابل
مالک سی مفت جاتی ہی سو لوگوں کا مال تلف ہونی سی بچانی کو شارع نی اوسمیں مماثلت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف

الجنس بغير الجنس لا يتصور مقابلة جزء بجزء حتى يتحقق التوى لان التوى انما يتحقق عند مقابلة الجنس
جنس کی مقابلہ ہووی تو پہر مقابلہ جز کا جز سی متصور نہیں تاکہ مفت جانا ثابت ہووی اسلئی کہ مفت جانا جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جنس کا مقابلہ

بالجنس مع وجود الفضل في احدهما واما ربوا النسيئة فشرطه ان يكون الجنس او القدر متحدا في العوضين
جنس سی ہو اور ایک بڑہتی ہو اور رہا سود اودہار کا سو اوسمیں یہہ شرط ہی کہ دونو عوض میں جنس یا قدر ایک ہی ہووی

لان علة الربوا عند العلماء الحنفية الكيل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان اي الجنس والمعنى
اسلئی کہ علت سود کی علماء حنفیہ کی نزدیک کیل مع الجنس ہی یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونو وصف یعنی جنس اور اوسکی ساتھہ لی ہوئی معنی یعنی کیل

المضموم اليه من الكيل والوزن يحرم الفضل والنساء لوجود العلة المحرمة لهما واذا عدما يحل الفضل والنساء
اور وزن موجود ہوں تو زیادت اور اودہار دونو حرام ہوتی ہیں اسلئی کہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی موجود ہی اور جب یہہ دونو وصف نہوں تو زیادت اور اودہار

لعدم العلة المحرمة لهما واذا وجد احدهما وعدم الاخر يحل الفضل ويحرم النساء لان جزء العلة وان
دونو حلال ہیں کیونکہ علت دونوں کی حرام کرنیوالی نہیں ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہو تو زیادت حلال ہی اور اودہار حرام اسلئی کہ علت کا جز اگرچہ

كان لا يوجد الحكم لكنه يورث الشبهة وهي في باب الربوا ملحقة بالحقيقة وان كانت ادنى منها فلا بد من
حکم کو پیدا نہیں کرسکتا پر شبہہ کو پیدا کرسکتا ہی اور سود کی باب میں شبہہ حقیقت کی ساتھہ شمار ہوا ہی اگرچہ شبہہ حقیقت سی کم رتبہ ہی پس

اعتبار الطرفين ففي النسيئة احد البدلين معدوم وبيع المعدوم لا يجوز فيصير هذا المعنى مرجحا لتلك
اعتبار دونو طرف کا ضرور ہی سو اودہار میں احد البدلین معدوم ہوتا ہی اور بیع معدوم کی جایز نہیں ہی پہر یہہ ہی بات شبہہ کو قوی کردیتی ہی

الشبهة وفي غير النسيئة هذه الشبهة لا تعتبر لكونها ادنى من الحقيقة والحاصل ان حرمة الفضل بوجود الوصفين
اور بدون اودہار کی اس شبہہ کا کچھہ اعتبار نہیں ہی کیونکہ شبہہ حقیقت کی سامنی بی حقیقت ہوتا ہی خلاصہ یہہ ہی کہ حرمت زیادت کی دونو وصف کی ہونی پر ہی

وحرمة النساء بوجود احدهما اما القدر او الجنس فعلى هذا لزم بيان ما كان من جنس واحد وما لم يكن من جنس واحد

اور حرمت ادہار کی ایک وصف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہیں

فالعنب جنس واحد وان اختلفت الوانه واسماؤه وكذا الزبيب حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض الا متساويا وكذا

سو انگور سب ایک جنس ہیں اگرچہ اونکی رنگ اور نام جدی جدی ہوں اور ایسی ہی مویز یہاں تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی جایز نہیں مگر برابر برابر اور ایسی ہی

ثمار النخل كلها جنس واحد وان اختلفت انواعها حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض الا متساويا وكذا كل نوع من

چھوہاری تمام ایک جنس ہیں اگرچہ اونکی قسمیں مختلف ہیں یہاں تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی سوا برابر کی جایز نہیں اور ایسی ہی پہل ہر ایک

الشجر كالكمثرى وغيره جنس واحد لا يجوز بيع نوع منه بنوعه الا متساويا وكذا البقر والجواميس جنس واحد لا يجوز

درخت کا جیسی امرود وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیع دوسری نوع سی کمتی بڑہتی جایز نہیں اور ایسی ہی گای اور بہیس ایک جنس ہی ایک کا گوشت

بيع لحم احدهما بلحم الآخر الا متساويا وكذا الابل عرابها وبخاتيها جنس واحد لا يجوز بيع لحم احدهما بلحم الآخر الا متساويا

دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہیں اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا بختی ایک جنس ہیں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہیں

وكذا الغنم ضانها ومعزها جنس واحد لا يجوز بيع لحم احدهما بلحم الآخر الا متساويا ولحم الابل والبقر والغنم والبانها اجناس

اور ایسی ہی گوسپند میں بہیڑ اور بکری ایک جنس ہیں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہیں اور اونٹ اور گای اور بکری کا گوشت اور انکا دودہ

مختلفة وكذا الالية واللحم وشحم البطن اجناس مختلفة وكذا الحديد والرصاص والنحاس والصفر اجناس مختلفة حتى

مختلف جنسیں ہیں اور ایسی ہی چکتی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف چیزیں ہیں اور ایسی ہی لوہا اور رانگ اور تانبا اور کانسی مختلف جنسیں ہیں یہاں تک

يجوز بيع بعض هذه الاجناس ببعض الآخر متساويا ومتفاضلا لا نسيئة لوجود احد جزئي العلة وهو الوزن في

کہ بیع ہر ایک کی انہیں سی دوسری جنس سی برابر برابر اور کمتی بڑہتی دونو طرح جایز ہی اودہار نہیں جایز ہی کہ ان سب میں علت کا ایک جزو موجود ہی یعنی وزن

جميعها والاصل فيه قوله عليه السلام الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر

اور اصل اسمین یہہ حدیث ہی سونا بدلہ سونی کی اور چاندی بدلہ چاندی کی اور گیہوں بدلہ گیہوں کی اور جو بدلہ جو کی اور چھوہارا

بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل يدا بيد فمن زاد واستزاد فقد اربى الآخذ والمعطي سواء وهو حديث مشهور تلقاه

بدلہ چھوہاری کی اور نمک بدلہ نمک کی برابر برابر دست بدست اس ہاتہ دی اس ہاتہ لی پہر جسنی زیادہ دیا اور زیادہ لیا بیشک سود لیا لینی والا اور دینی والا دونو برابر ہیں اور یہہ حدیث مشہور ہی

بالقبول واتفقوا على ان الحكم ليس مقصورا على هذه الاشياء الستة بل النص معلول وعلته عند الحنفية في الذهب

اسکو علما قبول کر کر اسپر متفق ہوئی ہیں کہ حکم انہی چہوں اشیا پر حصر نہیں ہی بلکہ یہہ نص معلول ہی اور اسکی علت علماء حنفیہ کی نزدیک سونی

والفضة الوزن مع الجنس فيتعدى الى كل موزون كالحديد ونحوه وفي الاربعة الباقية الكيل مع الجنس فيتعدى

اور چاندی میں وزن مع الجنس ہی سو اسکا اثر ہر ایک موزون میں پہنچتا ہی جیسی لوہا وغیرہ اور باقی کی چاروں میں کیل مع الجنس ہی اسکا اثر

الى كل مكيل كالجص ونحوه لان المراد بالمثل المذكور في الحديث الكيل في المكيلات والوزن في الموزونات لما جاء

ہر مکیل میں پہنچتا ہی جیسی چونہ وغیرہ اسلئی کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث میں آیا ہی مکیلات میں کیل اور موزونات میں وزن ہی چنانچہ

في رواية اخرى وزنا بوزن وكيلا بكيل مكان قوله مثلا بمثل وروي الحديث بروايتين بالنصب والرفع اما النصب

ایک اور روایت میں وزنا بوزن و کیلا بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل میں برابر بجای مثلا بمثل کی اور اس حدیث کی دو روایت ہیں زبر اور پیش زبر کی صورت میں

فتقديره بيعوا الذهب بالذهب فيكون الكلام امرا واما الرفع فتقديره يباع الذهب بالذهب فيكون الكلام

تقدیر کلام کی یہہ ہی بیچو تم سونی کو سونی سی تو یہہ امر ہوا اور رہا پیش اس صورت میں تقدیر کلام یہہ ہی بیچا جاوی سونا سونی سی اب یہہ

خبرا وخبر الرسول امر فلما كان الامر للوجوب مع كون البيع مباحا صرف الوجوب الى رعاية المماثلة والمراد بالمماثلة

خبر ہوئی اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوتی ہی اور چونکہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی اور بیع اصل میں مباح ہی تو اس وجوب کو رعایت مماثلت پر لگا دیا اور مراد مماثلت سی

المماثلة في القدر لا في الوصف المروي عن عبادة بن الصامت انه عليه الصلوة والسلام قال جيدها
قدر کی مماثلت ہی وصف کی مماثلت نہین ہی کیونکہ عبادہ بن الصامت سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچہین عمدہ

وردیها سواء وكلام الرسول يفسر بعضه بعضا فكل ما ورد فيه النص من الشارع انه يباع بالكيل كالبر والشعير
اور ناقص برابر ہین اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کیا کرتی ہی پہر جس چیز مین شارع کی طرف سی یہہ نص آئی ہی کہ کیل سی بیچی جاوی جیسی گیہون اور جو

والتمر والملح فهو كيلي ابدا وان ترك الناس فيه الكيل وكل ما ورد فيه النص من الشارع انه يباع بالوزن كالذهب
اور چہوارے اور نمک سو وہ ہمیشہ کو کیلی ہی اگرچہ لوگ اوسمین کیل کو ترک کردین اور جس چیز مین شارع سی یہہ نص آئی ہی وزن سی بیچی جاوی جیسی سونا

والفضة فهو وزني ابدا وان ترك الناس فيه الوزن وكل ما لم يرد فيه النص من الشارع انه يباع بالكيل
اور چاندی سو وہ ہمیشہ کو وزنی ہی اگرچہ آدمی اوسمین وزن کرنا چہوڑدین اور جس چیز مین شارع کی طرف سی کچہہ نص نہین ہی کہ اوسکو کیل سی بیچو

او الوزن فهو محمول على عرف الناس وعاداتهم فلو بيع الحنطة بجنسها متساويا في الوزن او بيع الذهب بجنسه
یا وزن سی تو اوسکو لوگون کی رسم اور عادت پر قیاس کرینگی پہر اگر گیہون گیہون سی وزن مین برابر کرکر اور سونا سونی سی کیل مین برابر کرکر

متساويا في الكيل لا يجوز لتوهم الفضل على ما هو المعيار الشرعي في كل واحد منهما وهو الكيل في الحنطة والوزن
بیچا جاوی تو جایز نہین ہی اسلئی شاید معیار شرعی مین جو دونون کی باب مین مقرر ہی کمی زیادتی ہو اور وہ کیل ہی گیہون مین اور وزن ہی

في الذهب وكذا لو بيع الحنطة بجنسها والذهب بجنسه مجازفة لا يجوز اذا لم يعرف العاقدان القدر في
سونی مین اور ایسی ہی اگر گیہون کو گیہون سی یا سونی کو سونی سی اٹکل سی بیچین تو جایز نہین ہی اگر بایع اور مشتری کو مقدار

الحنطة والذهب وان كانت في الواقع الحنطة متساوية بجنسها في الكيل والذهب متساويا بجنسه في الوزن
گیہون اور سونی کی معلوم نہو اگرچہ واقع مین گیہون گیہون سی کیل مین اور سونا سونی سی وزن مین برابر ہی ہو

لان العلم بالتساوي وقت العقد شرط لصحة العقد حتى لو تبايعا الحنطة بالحنطة والذهب بالذهب مجازفة وتقابضا
اسوسطی کہ برابری کا معلوم ہونا وقت عقد کی واسطی صحت عقد کی شرط ہی یہان تک کہ اگر دونو نی گیہون گیہون سی اور سونا سونی سی اٹکل کرکر بیچا اور قبضہ بہی کرلیا

ثم علما التساوي بكيل الحنطة ووزن الذهب لا ينقلب العقد جائزا فعلى هذا يكون معنى الحديث اذا بيع شئ من
پہر گیہون کیل کرنی سی اور سونا تولنی سی معلوم ہوا کہ برابر ہین تو عقد صحیح نہین ہوجاویگا اس بیان کی موافق حدیث کی معنی یہہ ہین اگر کوئی شئ

الموزونات او المكيلات بجنسه يجب ان يباع وزنا بوزن وكيلا بكيل فان بيع متفاضلا يكون حراما لانه
وزنی یا کیلی ہم جنس سی بیچی جاوی تو واجب ہی کہ وزن مین اور کیل مین برابر ہو اور اگر کم وزیادہ بیچین تو حرام ہی اسواسطی کہ نبی

عليه الصلوة والسلام اخبر في هذا الحديث ان من اعطى الزيادة او اخذها فانه يدخل في الربوا والمعطي والاخذ
علیہ الصلوة والسلام نی اس حدیث مین فرمایا ہی کہ جسنی زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ سب سود ہی اور دینی والا اور لینی والا

سواء في الاثم واللعن الذي جاء في حديث رواه جابر انه عليه الصلوة والسلام لعن اكل الربوا وموكله وكذا يجب
گناہ اور لعنت مین دونو برابر ہین جو کہ جابر کی حدیث مین وارد ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی سود کہانیوالی پر اور کہلانی والی پر لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی

ان يباع يدا بيد لكن المعتبر في غير الصرف مما يجري فيه الربوا تعيين البدلين في مجلس العقد لا تقابضهما فيه حتى لو
کہ ہاتہہ بہ ہاتہہ ہو لیکن سوا بیع صرف کی جن اشیا مین سود ہوسکتا ہی اونمین بدلین کا مجلس عقد مین متعین کرنا معتبر ہی طرفین کا قبضہ ضروری نہین ہی یہان تک

باع حنطة بحنطة بعينها وتفرقا قبل القبض يجوز البيع لان المراد من قوله عليه الصلوة والسلام يدا بيد عينا بعين
کہ اگر گیہون بدلہ گیہون کی متعین کرکر بیچی پہر وہ دونو قبضہ سی پہلی جدا ہوگئی تو بیع جایز ہی اسلئی کہ لفظ یدًا بیدٍ سی جو حدیث مین ہی مراد عینًا بعینٍ ہی یعنی دونو متعین ہون

بدليل ان عبادة بن الصامت رواه هكذا عينا بعين بخلاف الصرف فانه نوع من البيع يكون كل واحد من عوضيه من
اس دلیل سی کہ عبادہ بن الصامت یون روایت کرتی ہین کہ عینًا بعینٍ برخلاف بیع صرف کی کیونکہ یہہ اس قسم کی بیع ہی کہ اسمین دونو عوض

جنس الاثمان وهي النقود فاذا بيع منها الجنس بجنسه كما اذا بيع الذهب بالذهب او الفضة بالفضة

جنس ثمن سی ہوتی ہین یعنی نقود اسمین اگر ایک جنس کو اپنی جنس سی بیچین جیسی سونا سونی سی یا چاندی چاندی سی تو وزن مین برابر ہونا

بشرط التساوي في الوزن والتقابض قبل الافتراق بالابدان واذا بيع منها الجنس بغير جنسه كما اذا بيع الذهب

شرط ہی اور افتراق جسمانی سی پہلی قبضہ بہی شرط ہی اور اگر ایک جنس دوسری جنس سی بیچین جیسی سونا

بالفضة او الفضة بالذهب لا يشترط التساوي في الوزن بل يجوز التفاضل والمجازفة لكن يشترط التقابض

چاندی سی یا چاندی سونی سی تو وزن مین برابر ہونا شرط نہین بلکہ کمتی بڑہتی اور اٹکل سی بہی جایز ہی لیکن قبض طرفین کا

قبل الافتراق بالابدان لقوله عليه الصلوة والسلام الفضة بالفضة هاء وهاء وفي حديث اخر انه عليه الصلوة

افتراق جسمانی سی پہلی شرط ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی چاندی بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ الصلوة

والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالمد وفتح الهمزة صوت بمعنى خذ والمراد به التقابض قبل الافتراق

والسلام نی فرمایا سونا بعوض چاندی کی ادہر لی ادہر دی اور ہاء مد اور ہمزہ کی زبر سی آواز ہی بمعنی لی اس سی مراد ہی دونو کا قبضہ جسمانی افتراق سی

بالابدان لان المعنى ان كل واحد من المتعاقدين يقول لصاحبه هاء فيتقابضان قبل الافتراق بالابدان وان

پہلی کیونکہ معنی یہہ ہین کہ بایع اور مشتری ہر ایک دوسری سی کہوی لی تاکہ دونو کا قبضہ افتراق بدنی سی پہلی ہو جاوی اور اگر

كانا يمشيان معا في جهة واحدة حتى لو مشيا فرسخا ثم تقابضا قبل الافتراق يصح لقول ابن عمر رضي الله عنه

وہ دونو ایک طرف کو ہمراہ چلی جاتی ہون یہان تک کہ اگر کوس بہر جاکر پہر قبضہ کرین افتراق سی پہلی تو درست ہی کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہی

وان وثب من سطح فيثب معه وليس المراد من هذا الكلام الامر بالوثبة المهلكة بل المراد منه المبالغة في ترك

اگر وہ چہت سی کود پڑی تو یہہ بہی اوسکی ساتہہ کودی اور اس کلام سی مراد کود پڑنی کا حکم نہین ہی جو ہلاک کردیتا ہی بلکہ مراد مبالغہ ہی کہ قبضہ سی پہلی ساتہہ ہرگز

الافتراق قبل القبض ولا يشترط وجود العوضين في ملكهما وقت العقد حتى لو باع احدهما من الاخر دينارا

نچہوڑی اور یہہ شرط نہین ہی کہ عقد کی وقت دونو عوض طرفین کی ملک مین ہون یہان تک کہ اگر ایک نی دوسری کی ہاتہہ ایک دینار

بعشرة دراهم ولم يكن في ملكهما شيء من العوضين واستقرض كل منهما ما وجب عليه اداؤه من الدين

بعوض دس درہم کی بیچا اور نہ ایک پاس دینار ہی اور نہ دوسری پاس دراہم پہر دونو نی اپنا اپنا دین واجب الادا ایک نی دینار اور دوسری نی دراہم

ودفعه الى صاحبه قبل الافتراق يجوز فعلى هذا يكون من الربوا ما يفعله كثير من الناس في هذا الزمان

قرض لیکر افتراق سی پہلی ادا کردیا تو جایز ہی اس بیان کی موافق جو اکثر لوگ اس زمانہ مین عمل کرتی ہین سب سود مین داخل ہی

وهو ان احدهم يذهب الى واحد من اهل السوق فيعطيه دينارا او قرشا فيقول له اعطني به دراهم فيعطيه

یعنی ایک شخص بازار مین دکاندار پاس جاکر ایک دینار یا قرش اوسکو دیکر کہتا ہی اسکی مجہی دراہم دیدی پہر وہ اوسکو

بعضا من الدراهم او لا يعطيه شيئا بل يقول له ليس عندي دراهم فات بعد ساعة فاعطيك دراهمك فيذهب

کبہی تو تہوڑی سی دراہم دیدیتا ہی اور بعضی دفعہ کچہہ بہی نہین دیتا لکہ اوس سی کہتا ہی اب تو دراہم میری پاس نہین ہین پہر گہڑی بہر کی بعد آجانا تمہاری دراہم حوالہ کرونگا

من غير قبض جميع الدراهم وهذا باطل داخل في الربوا لوجود الافتراق قبل القبض الواجب في الصرف وعلى تقدير

پہر وہ دراہم لئی بغیر چلا جاتا ہی یہہ سب باطل سود مین داخل ہی کیونکہ افتراق قبضہ سی پہلی جو صرف مین واجب ہی ہو جاتا ہی اور بالفرض تمام دراہم پر

قبض الدراهم كلها قبل الافتراق يقبضها بالعدد لا بالوزن وهو وان كان جائزا في الدينار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف

قبل الافتراق قبضہ بہی کرتی ہین تو گنکر قبضہ کرتی ہین وزن کرکر نہین کرتی ایسا قبضہ اگرچہ دینار مین جایز ہی کیونکہ جب جنس بدل جاتی ہی تو وزن واجب نہین

الجنس لكن لا يجوز في القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتى يعلم التساوي في الوزن والظاهر ان القرش

ہوتا لیکن قرش مین جایز نہین ہی اسلئی کہ جب جنس متحد ہودی تو وزن واجب ہوتا ہی تاکہ برابری وزن مین معلوم ہوجاوی اور ظاہر یہہ ہی کہ قرش

اكثر وزنا من الدراهم المعدودة فيكون ربوا وطريق الخلاص من الربوا اذا بيع بلا وزن الفضة الكثيرة بالفضة
دراہم معدودسی وزن مین زیادہ ہوتا ہی پہر سود ہی ہوویگا اور حیلہ سود سی بچنی کا اگر بی وزن بڑہتی چاندی تہوڑی چاندی سی بیچین تو یہہ ہی
القليلة ان يجعل في قلتهما وزنا شيء من خلاف الجنس مما له قيمة اذ لو لم يكن له قيمة كحفنة من التراب لا يصح البيع
کہ وزن مین تہوڑی چاندی کی ساتہہ کچہہ ایسی چیز قیمت دار خلاف جنس ملا دین اسلئی کہ اگر بی قیمت شی ہوگی جیسی ایک مٹہی مٹی تو بیع جایز نہوگی
واقل ما يكون قيمته مشروطة لجواز البيع فلس ثم قيمة الخلاف ان كانت مثل قيمة الزيادة يجوز البيع ولا يكره
اور کم سی کم قیمت دار شی جسمین بیع درست ہوجاوی پیسا ہی پہر اگر قیمت اوس شئی مخالف کی برابر اودہر کی بڑہتی چاندی کی ہو تو بلا کراہت بیع جایز ہی
وان كانت شيئا قليلا يجوز البيع لكن يكره كذا روي عن محمد فقيل له كيف تجده في قلبك قال مثل الجبل ولو
اور اگر وہ تہوڑی ہووی تو بیع جایز ہی پر مکروہ امام محمد سی یہہ ہی روایت ہی کسی نی اونسی پوچہا تمہاری دلین کیسی معلوم ہوتی ہی کہا جیسا پہاڑ اور اگر
بعث رجل الى الصيرفي مع الرسول دينارا ليصرف له لا يصح لوجوب التقابض قبل الافتراق بالابدان وقبض الرسول وتسليمه
کسی شخص صراف کی پاس رسول کی ہاتہہ دینار بہیجا تاکہ بہنا لاوی تو جایز نہین ہی کیونکہ قبضہ فراق جسمانی سی پہلی واجب ہی اور رسول کا قبضہ اور تسلیم کا
لا يعتبر فينبغي ان يوكله لان الوكيل يقوم مقام الموكل فيعتبر قبضه وتسليمه فيوجد التقابض قبل الافتراق
کچہہ اعتبار نہین ہی اب یون لازم ہی کہ اوسکو وکیل کردی اسلئی کہ وکیل موکل کی جگہہ ہوتا ہی اوسکا دیا لیا سب معتبر ہی اب طرفین کا قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی
بالابدان ولا يجوز التصرف في ثمن الصرف قبل قبضه فان من باع دينارا بعشرة دراهم ولم يقبض الدراهم بل
ہو جاویگا اور بیع صرف مین قبضہ سی پہلی ثمن مین تصرف جایز نہین ہی بیشک اگر کسینی ایک دینار دس دراہم کو بیچا اور دراہم پر ابہی قبضہ نہین کیا کہ دراہم کا
اشترى بها ثوبا يفسد البيع في الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا لله تعالى والقياس كان يقتضي جوازه
ایک تہان مول لیلیا تو کپڑی کی بیع فاسد ہی کیونکہ قبضہ جو بسبب عقد کی حق اللہ واجب ہوا تہا فوت ہوگیا اور قیاس چاہتا ہی کہ جایز ہووی
لان الدراهم والدنانير لا تتعين فينصرف العقد الى مطلقها وانما لم يجز لان الصرف بيع ولا بد فيه من مبيع وليس
یعنی کہ دراہم اور دنانیر متعین نہین ہوتی تو یہہ عقد مطلق ثمن کی طرف لگجاوی اور جایز اسواسطی نہین کہ صرف بیع ہی اسمین مبیع کا ہونا ضرور ہی اور
فيه سوى الثمنين وليس احدهما اولى بكونه مبيعا من الآخر فيجعل كل واحد منهما مبيعا من وجه وثمنا من
اسمین بجز دونو ثمن کی کچہہ نہین ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچہہ فوقیت نہین ہی جو مبیع ٹہرایا جاوی اب لاچار ہر یک ایک وجہ سی مبیع ہی اور ایک وجہ سی ثمن
وجه وان كان الثمنين خلقة والثمن في باب الصرف مبيع من وجه وبيع المبيع قبل القبض لا يجوز وليس من ضرورة
ہی اگرچہ خلقی یعنی اصل مین دونو ثمن ہین اور ثمن باب صرف مین ایک وجہ سی مبیع ہوتا ہی اور مبیع کی بیع قبضہ سی پہلی جایز نہین ہی اور مبیع ہونی سی یہہ ضرور
كونه مبيعا ان يكون متعينا فان المسلم فيه ليس بمتعين مع كونه مبيعا في السلم يسر الله تعالى عملا موافقا
نہین ہی کہ متعین بہی ہوجاوی کیونکہ سلم مین مسلم فیہ یعنی بدہنی کی چیز مبیع ہوکر متعین نہین ہوتی الٰہی ہمپر اعمال موافق اپنی رضامندی کی
لرضائه المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه وغيره من انواع
آسان کری جو ہترون مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان مین اور اوسکی احکام اور سوا اوسکی اور اقسام
العقود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سلف في شيء فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم
عقود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کسی شی مین بدہنی بدہی تو چاہیئی کہ کیل معلوم ہون اور وزن معلوم ہو
الى اجل معلوم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس مع ذكر سببه وهو انه عليه الصلوة والسلام
اور مدت معلوم ہو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتہہ سبب بہی بیان کیا وہ یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام
قدم المدينة وهم يسلفون في الثمار السنة والسنتين والثلث اي يعطون الثمن في الحال ويشترون الثمار
مدینہ مین تشریف لائی تو وہان کی لوگ ثمر درخت مین بدہنی کیا کرتی تہی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی ثمن اب دیدیتی اور پہل ایک سال کا یا زیادہ کا خرید

الی سنة او اکثر فقال النبی صلی الله علیه وسلم من اسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم

لیتی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص بدہنی کسی شئی مین کری تو چاہیی کہ بدہنی کیل معلوم اور وزن معلوم مین مدت معلوم تک

الی اجل معلوم فانه علیه الصلوة والسلام امرهم ان یبینوا قدر الکیلی بالکیل وقدر الوزنی بالوزن

کری پس نبی علیہ الصلوة والسلام نی اونکو فرمادیا کہ کیلی کی مقدار کیل سی کہول لیا کرین اور وزنی کی مقدار وزن سی کہول لیا کرین

اذا اشتروا شیئا منها بطریق السلف وهو بفتحتین وان کان له معنیان احدهما القرض والاخر السلم

جب ان دونو مین سی کسی چیز مین بدہنی بدہین اور سلف کی معنی دونو زبری اگرچہ دو ہین ایک قرض اور دوسری بیع سلم

الا ان المراد به ههنا السلم الذی هو نوع من البیع ویکون المبیع فیه دینا علی البایع ویسمی المبیع مسلما فیه

پر یہان مراد سلم ہی ہی کہ وہ ایک قسم کی بیع ہی اور اسمین مبیع بایع کی ذمہ پر دین ہوا کرتا ہی اور مبیع کو مسلم فیہ کہتی ہین

والبایع مسلما الیه والثمن راس المال والمشتری رب السلم ویجوز فی کل ما یعلم قدره ووصفه کالمکیلات

اور بایع کو مسلم الیہ اور ثمن کو راس المال اور مشتری کو رب السلم اور ہر ایک شئی مین جسکی مقدار اور وصف معلوم ہو سکتا ہو جایز ہی جیسی اشیاء کیلی

والموزونات والمذروعات والمعدودات المتقاربة التی لا یتفاوت احادها تفاوتا فاحشا کالجوز والبیض فان

اور وزنی اور گز گت اور گنتی کی جو ایک سی ہون اور اوسکی احاد مین فرق ظاہر نہوتا ہو جیسی جوز اور انڈی کیونکہ

الکبیر والصغیر منهما سواء لاصطلاح الناس علی اهدار التفاوت فیهما اذ لا یباع جوز بفلس واخر بفلسین و

اسمین بڑا اور چہوٹا برابر ہوتا ہی اسلئی کہ اس تفاوت کی چہوڑنی پر سب لوگ متفق ہین یہہ نہین کہ ایک جوز ایک پیسی کو بکی اور دوسرا دو پیسی کو اور

کذلك البیض بخلاف البطیخ والرمان فان احادهما متفاوتة تفاوتا فاحشا وتتفاوت احادهما فی المالیة

ایسی ہی انڈی بخلاف خربزہ اور انار کی بیشک انکی احاد مین ظاہر فرق ہوتا ہی اور انکی احاد کی مالیت مختلف ہوتی ہی

یعرف کونهما من العددی المتفاوت لا من العدد المتقارب لان الضابط فی معرفتهما تفاوت احادهما فی المالیة

معلوم ہوتا ہی کہ یہہ عددی متفاوت ہین عددی متقارب نہین ہین کیونکہ انکی پہچان کا یہہ ہی قاعدہ ہی کہ انکی احاد مالیت مین الگ الگ ہون

وهذا هو المروی عن ابی یوسف ویؤیده ما روی عن ابی حنیفة ان السلم لا یجوز فی بیض النعامة لتفاوت احادها

یہہ تقریر امام ابو یوسف سی روایت ہی اور اسکی تائید ہی جو کہ روایت امام ابو حنیفہ سی ہی کہ بیع سلم شترمرغ کی انڈون مین جایز نہین ہی اوسکی احاد مالیت مین

فی المالیة ثم انه فی المعدودات المتقاربة کما یجوز عددا یجوز کیلا لان المقدار یعرف بالعدد تارة وبالکیل اخری

مختلف ہوتی ہین پہر بیع سلم معدودات متقاربہ مین جیسی گنتی کرکر جایز ہی کیل سی بہی جایز ہی اسلئی کہ مقدار کبہی گنتی سی معلوم ہوتی ہی اور کبہی کیل سی

ولا یجوز فی کل ما لا یعلم قدره ووصفه کالحیوانات واطرافها ولحومها وجلودها وکذا لا یجوز فیما لا یوجد من

اور جسکی مقدار اور وصف معلوم نہوتی ہو اوسمین سلم جایز نہین ہی جیسی حیوانات اور اوسکی اطراف اور گوشت اور چمڑی اور ایسی ہی اوس شئی مین جو عقد کی وقت سی

حین العقد الی حلول الاجل بان ینقطع عند العقد او عند حلول الاجل او فیما بینهما وحد الانقطاع ان لا یوجد

آخر مدت مقرری تک موجود نرہی جایز نہین ایسا کہ یا عقد کی وقت نہو یا مدت گذرنی پر باقی نرہی یا ان دونون کی بیچمین ہو چکی اور انقطاع کی حد یہہ ہی کہ بازار مین جاکر وہ

فی السوق الذی یباع فیه ولا عبرة بوجوده فی البیوت لعدم امکان تحصیله بالاکتساب وتسلیمه الی صاحبه وکذا

شئی بکتی ہی نملی اور گہرون مین اگر ہووی تو اسکا اعتبار نہین ہی کیونکہ ممکن نہین کہ کسی سبب سی پیدا کر کر رب السلم کی حوالہ کردی اور ایسی ہی

لا یجوز فی طعام قریة بعینها وثمرة نخلة بعینها لاحتمال الانقطاع بعروض الافة فینتفی القدرة علی التسلیم وکذا

کسی خاص گانو کی غلہ مین اور کسی خاص درخت کی پہل مین جایز نہین ہی شاید کہ وہ کسی آفت سی فنا ہو جاوی پہر کہان سی دی سکیگا اور ایسی ہی

لا یجوز بمکیال رجل بعینه او ذراع رجل بعینه اذا لم یعلم مقداره لان التسلیم یتاخر فیه فیحتمل ان یضیع ذلك

ایک شخص خاص کی پیمانہ سی یا کسی شخص کی گز سی جایز نہین ہی اگر اوسکی مقدار معلوم نہو کیونکہ اس صورت مین تسلیم کو دیر لگی کی سو اس مدت مین شاید کہ وہ پیمانہ

المذكورة وذلك الذراع فيفضي الى المنازعة وكما اصل ان السلم لا يصح عند ابي حنيفة الا بسبعة شرائط وهي

یا وہ ذراع جاتا رہا تو جھگڑا پیدا ہوگا خلاصہ یہہ ہی کہ بیع سلم امام ابو حنیفہ کے نزدیک بدون سات شرطوں کے جایز نہیں ہی ایک تو

بيان جنسه كبر او شعير وبيان نوعه كصيفي او خريفي وبيان وصفه كجيد او ردي وبيان قدره كعشرين

بیان جنس جیسے گیہوں یا جو اور بیان نوع جیسے صیفی یا خریفی اور بیان وصف جیسے عمدہ یا کھٹیل اور بیان مقدار جیسے بیس

كرا وثلثين رطلا وبيان اجله واقله شهر في الاصح وبيان راس ماله ان كان كيليا او وزنيا او عدديا وبيان

پیمانہ یا تیس رطل اور بیان مدت اور یہہ کم سے کم اصح روایت میں ایک مہینہ ہی اور بیان راس المال کا اگر وہ کیلی ہو یا وزنی ہو یا عددی ہو اور بیان

مكان ايفائه ان كان لحمله مؤنة يحتاج الى ظهر واجرة وان لم يكن لحمله مؤنة كالمسك والعنبر يوفيه حيث

مکان کا جہاں بعد مدت ادا کی جاوی اگر اوسکی اوٹھانی میں ایسا خرچ ہوتا ہو کہ حاجت بار برداری اور مزدوری کی پڑتی ہو اور اگر اوسکی پہنچانی میں کچھ خرچ نہوتا ہو جیسے مشک اور عنبر

يشاء واما قبض راس المال قبل الافتراق بالابدان فليس بشرط لصحته بل هو شرط لبقائه على الصحة فانه ينعقد

تو جہان چاہی ادا کردی اور سو راس المال کا قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی سو یہہ صحت عقد کی شرط نہیں ہی بلکہ یہہ شرط ہی واسطی باقی رہنی عقد کی صحت پر بیشک یہہ عقد

صحيحا ثم يبطل بالافتراق قبل القبض وحد الافتراق ان يتوارى كل واحد منهما عن عين صاحبه حتى لو اسلم

صحیح ہوا کرتا ہی پہر افتراق قبل قبض سی باطل ہوجاتا ہی اور افتراق کی حد یہہ ہی کہ ہر ایک ایک دوسری کی نظر سی چھپ جاوی یہان تک کہ اگر کسی نی بیس درہم کا

رجل عشرين درهما في كر بر ولم يكن عنده الدراهم ودخل بيته ليخرج الدراهم وتوارى عن عين صاحبه

گیہوں کی ایک پیمانہ میں عقد سلم کیا اور اوسکی پاس دراہم نہیں تہی وہ دراہم لانیکی واسطی گہر میں گیا اور مسلم الیہ کی نظر سی غائب ہوگیا

يبطل السلم وان لم يتوار لا يبطل بل يبقى على الصحة وكذا لو سارا ميلا او اكثر ولم يفترقا الا بعد القبض لا يبطل

تو سلم باطل ہو جاویگی اور اگر غائب نہوا تو باطل نہو گی بلکہ درست رہیگی اور ایسی ہی اگر دونوں کوس بہر یا زیادہ چلی گئی اور بدون قبض کئی جدا نہوئی تو سلم باطل نہیں ہوتی

السلم بل يبقى على الصحة ومن اسلم الى رجل دينا له عليه وافترقا قبل النقد لا يجوز وان نقد قبل الافتراق يجوز

بلکہ درست رہتی ہی اور اگر کسی نی ایک شخص سی قرض کی بدلہ جو اوسکی ذمہ آتا تہا بیع سلم کی اور پہر نقد دینی سی پہلی جدا ہوگئی تو جایز نہیں ہی اور اگر افتراق سی پہلی پہر نقد دی

ولا يجوز التصرف في راس المال والمسلم فيه قبل القبض اما عدم جواز التصرف في راس المال فلان فيه تفويت القبض

تو جایز ہی اور راس المال اور مسلم فیہ میں قبضہ سی پہلی تصرف جایز نہیں ہی راس المال میں تو تصرف اسواسطی جایز نہیں ہی کہ اسمین قبضہ فوت ہوتا ہی جو

الواجب بالعقد واما عدم جواز التصرف في المسلم فيه فلانه مبيع والتصرف فيه قبل القبض لا يجوز وكذا لا يجوز فيه

عقد سی واجب ہوا تہا اور مسلم فیہ میں تصرف اسواسطی جایز نہیں ہی کہ وہ مبیع ہی اور مبیع میں تصرف قبضہ سی پہلی جایز نہیں ہی اور ایسی ہی مسلم فیہ میں

قبل القبض الشركة والتولية ونحوهما لانه تصرف فيه قبل القبض فصورة الشركة ان يقول رب السلم لرجل اعطني نصف

قبضہ سی پہلی نہ شرکت جایز ہی اور نہ تولیہ وغیرہ کیونکہ یہہ سب قبل القبض تصرف ہی پس شرکت کی صورت یہہ ہی کہ رب السلم کسی سی یہہ پیش کری مجھکو آدہا راس المال

راس المال ليكون نصف المسلم فيه لك وصورة التولية ان يقول رب السلم لرجل اعطني جميع راس المال ليكون

دیدی آدہا مسلم فیہ تیرا ہوگا اور تولیہ کی صورت یہہ ہی کہ رب السلم کسیکو کہوی تمام راس المال مجھکو دیدی تمام مسلم فیہ تیرا ہوگا

جميع المسلم فيه لك ومن اسلم في كر بر فلما حل الاجل اشترى المسلم اليه من رجل كر بر وامر رب السلم ان يقبضه

اور اگر کسی نی گیہوں کی پیمانہ میں سلم کی پہر جب مدت گذر چکی ہوئی تو مسلم الیہ نی کسی شخص سی پیمانہ گیہوں کا مول لیکر رب السلم سی کہا کہ اوس سی گیہوں اپنی حق کی

قضاء لحقه وقبضه لا يكون قضاء لحقه حتى لو هلك المقبوض في يد رب السلم يهلك من مال المسلم اليه ولو

لیلی اور اوسنی لیلی تو اوسکا حق یعنی مسلم فیہ ادا نہوگا یہان تک کہ اگر وہ مقبوض رب السلم کی قبضہ میں تلف ہوجاوی تو مسلم الیہ کا جاویگا اور اگر اوسکو

امره ان يقبضه له ثم لنفسه فاكتاله له ثم لنفسه يجوز لاجتماع الصفقتين بشرط الكيل فلا بد من الكيل مرتين

یون کہی کہ وہ گیہوں پہلی میری لئی قبضہ کر پہر اپنی لئی پہر اوسنی پہلی اسکی لئی کیل کئی پہر اپنی لئی کیل کئی تو جایز ہی بسبب جمع ہوجانی دو عقد کی بشرط کیل کی سو دو دفعہ کیل کرنا ضرور چاہی

لنهي النبي عليه الصلوة والسلام عن بيع الطعام حتى يجري فيه صاعان وهو صاع البائع وصاع المشتري فإن امر رب السلم

کیونکہ نبی علیہ السلام نے غلہ کی بیچنے سے منع کیا ہے جب تک اسمیں دو بار پیمانہ جاری نہ ہو اور اگر گیہوں کی پیمانہ میں سلم کی جنس

الی المسلم اليه غرائر وامره ان يكيل المسلم فيه فيها ففعل وهو غائب ولم يكن في الغرائر من جنس المسلم فيه شيء لا يكون

تو اوسنے مسلم الیہ کو گون یا تھیلے دیکر کہا کہ مسلم فیہ یعنی مبیع اسمیں ناپ دینا مسلم الیہ نے اوسکی بیچ کیل کرکر بھر دئے اور وہ حال یہ ہے کہ اون گونوں میں مسلم فیہ کی جنس کا کچھ نہیں تھا

قضاء حتى لو هلك يهلك من مال المسلم اليه لان امره لم يصادف ملكه لكون حقه في الدين لا في العين ويصير

تو یہ ادا نہوگا یہاں تک کہ اگر تلف ہو جاویں تو مسلم الیہ کا مال تلف ہوگا اسلئے کہ اوسکا امر اوسکی ملک سے متصل نہیں ہوا کیونکہ اوسکا حق تو ابھی دین میں ہی عین میں نہیں ہی اور صورت

المسلم اليه كانه استعار الغرائر وجعل ملكه فيها ولو اجتمع الدين والعين بان اسلم رجل في كر بر فلما حل

یوں ہو جاتی ہی کہ گویا مسلم الیہ نے تھیلے عاریت مانگ کر اپنا مال اوسمیں بھر دیا اور اگر دین اور عین جمع ہو جاویں اسطور کہ کسی شخص نے پیمانہ گیہوں میں بیع سلم کی جب تمام ہوئی

الاجل اشترى من المسلم اليه كرا اخر معينا ودفع اليه غرائر ليجعل فيها الكر العين والكر الدين فانه ان جعل العين

رب السلم نے مسلم الیہ سے ایک اور پیمانہ گیہوں کا خرید کر اوسکو ٹھیک دیدیا کہ اوسمیں یہ گیہوں حال کی خرید اور گیہوں مسلم فیہ بھر دیوے اب مسلم الیہ نے اگر گیہوں خرید حال کی

فيها اولا يصير المشتري قابضا لهما جميعا اما العين فلصحة امره فيه لمصادفته ملكه لانه ملكه بالشراء فيكون

اسمیں پہلے بھر دئے تو مشتری یعنی رب السلم دونوں کا قابض ایکدم سے ہو گیا عین کا تو اسلئے کہ اسمیں اوسکا حکم درست ہی کہ اوسکی ملک میں واقع ہوا ہی کیونکہ خرید کر مالک ہو چکا ہی

فعل المامور كفعل الامر واما الدين فلاتصاله بملكه برضاه وبالاتصال بالملك بالرضى يثبت القبض وان جعل

عمل مامور کا بجای عمل آمر کی ہی اور رہا دین یعنی مسلم فیہ سو اسکی قابض ہوا کہ رضا سے اوسکی ملک میں مل گیا اور رضامندی کی ساتھ ملک میں مل جانے سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہی اور اگر

الدين فيها اولا لا يصير المشتري قابضا لشيء منهما اما الدين فلعدم صحة امره فيه لعدم مصادفته ملكه لان حقه

مسلم الیہ نے مسلم فیہ کو پہلے بھر دیا تو مشتری یعنی رب السلم دونوں کا قابض نہیں ہوویگا دین یعنی مسلم فیہ کا اسلئے کہ اسمیں اوسکا کہنا درست نہیں ہی کیونکہ وہ اوسکی ملک پر نہیں ہی اسلئے کہ اوسکا

في الدين لا في العين وهذا عين فيكون المامور بجعله في الغرائر متصرفا في ملك نفسه فلا يكون فعله كفعل الامر

حق دین میں ہی عین میں نہیں ہی اور یہ عین ہی اب مامور یعنی مسلم الیہ نے جو گیہوں گونوں میں بھر دئے ہیں تو اپنی ملک میں تصرف کیا ہی سو اسکا کیا مانند آمر کی کئی کی نہیں ہی

واما العين فلانه خلطه بملكه قبل التسليم وهو استهلاك عند ابي حنيفة فينفسخ البيع وههنا نوع اخر من البيع

اور رہا عین سو اسلئے کہ بائع نے تسلیم سے پہلے اپنی ملک میں ملائی ہیں اور یہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک ہلاک کر دینا ہی سو بیع فسخ ہو جاویگی اور یہاں ایک اور قسم کی بیع ہی

يسمى استصناعا وهو ان يقول رجل لصانع اصنع لي من مالك شيئا صورته كذا وقدره كذا بكذا درهما بلا ذكر

اوسکو استصناع کہتے ہیں وہ یہ ہی کہ ایک شخص کاریگر سے کہی میری لئے اپنی مال میں سے فلانی چیز اس صورت کی اور اتنی بڑی اتنی قیمت کو بنا دی مدت کا کچھ ذکر نہیں کیا

اجل معلوم فان كان ذلك الشيء مما جرى فيه التعامل كالخف والطشت والقمقمة ونحوها يصح استحسانا

پھر اگر وہ ایسی شئ بنوائی جسمیں لوگوں کا عمل درآمد رواج پڑ رہا ہی جیسی موزہ اور لگن اور قمقمہ وغیرہ تو استحسانا درست ہی

للاجماع الثابت بالتعامل من زمن النبي عليه السلام الى يومنا هذا ويكون بيعا لا عدة حتى يجبر الصانع على تحصيله

کیونکہ رواج کے سبب نبی علیہ السلام کی عہد سے آج تک اجماع چلا آتا ہی اور یہ بیع ہی ہوتی ہی کچھ وعدہ نہیں ہی یہاں تک کہ کاریگر بنانے کی لئے زور کیا جاویگا

ولا يرجع الامر عنه ولو كان عدة لكان للامر الرجوع ولم يكن على الصانع الجبر والمبيع هو العين لا عمل حتى لو جاء بما

اور بنانے والا پھر نہیں سکتا اگر وعدہ ہی ہوتا تو بنانے والا پھر جا سکتا اور کاریگر پر زور نہ چلتا اور مبیع وہ شئ یعنی موزہ وغیرہ ہوتی ہی عمل نہیں ہوتا یہاں تک کہ اگر وہ

صنعه قبل العقد او صنعه غيره يصح ولو كان المبيع عمله لما صح ولا يتعين المبيع للامر بلا اختياره حتى يصح

عقد سے پہلے کا بنا ہوا یا اور کاریگر کی ہاتھ کا دیوے تو جائز ہی اور اگر مبیع عمل ہی ہوتا تو کیونکر جائز ہوتا اور مبیع بغیر پسند آمر کی نہیں ہو جاتی یہاں تک کہ

للصانع بيعه قبل رؤية الامر ولو تعين له لما صح بيعه وللامر الخيار عند الرؤية لانه اشترى ما لم يره فيكون له خيار

کاریگر کو اختیار ہی کہ آمر کی دیکھنے سے پہلے چاہے تو بیچ دے اور اگر اوسکی ہو چکتی تو بیع ہرگز جائز نہ ہوتی اور بنانے والے کو دیکھنے پر خیار ہی اسلئے کہ بن دیکھی خریدا ہی

الرؤية وان لم يكن ذلك الشيء ما جرى فيه التعامل كالثياب ونحوها لا يصح الا اذا ذكر فيه اجل معلوم وبيّن

رویت حاصل ہی اور اگر وہ شئی ایسی نہیں ہی جسمین لوگون کا عمل درآمد اور رواج ہو جیسی کپڑا وغیرہ تو جایز نہین ہی جبتک کہ اوسمین مدت نہ ٹھری اور ساتوں شرطین سلم کی

شرائط السلم فحينئذ يصح بطريق السلم لا بطريق الاستصناع ثم لما كان احد معنى السلف القرض ناسب بيانه

نہ بیان ہوں سواے بطور بیع سلم کی جایز ہوگی بطور استصناع کی نہین پھر چونکہ ایک معنی سلف کی قرض کی تھی تو بیان اسکا بھی بیان مناسب معلوم ہوا

ههنا وان لم يكن مرادا به لان الشرع قد اذن فيه واجمع الامة على جوازه وهو ما تعطيه غيرك من المال لتقضاه

اگرچہ مراد نہین ہی کیونکہ شرع نی اسمین اجازت دی ہی اور اسکی جواز پر امت کا اجماع ہی اور قرض یہہ ہی کہ تو اپنا مال غیر کو دیوی تاکہ وہ اوسکو پھر ادا کری

ويجري في كل كيلي ووزني وعددي متقارب لا فيما كان متفاوتا كالحيوان والثوب والخشب والاصل فيه ان

اور قرض ہر ایک کیلی اور وزنی اور عددی متقارب مین جایز ہی عددی متفاوت مین جایز نہین ہی جیسی حیوان اور کپڑا اور لکڑی اور قاعدہ کلیہ یہہ ہی

كل ما كان من ذوات الامثال ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل لا بالقيمة يجوز استقراضه وكل ما لم يكن

کہ جو شئی ذوات الامثال سی ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکا ضمان بالمثل ہوتا ہی ضمان بالقیمت نہین ہوتا تو اوسکا قرض لینا جایز ہی اور جو شئی

من ذوات الامثال ولا يكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل بل بالقيمة لا يجوز استقراضه حتى لو استقرض

ذوات الامثال سی نہین ہی اور ہلاک ہونی پر ضمان بالمثل نہین آتا بلکہ ضمان بالقیمت آتا ہی تو اوسکا قرض لینا جایز نہین ہی یہان تک کہ اگر کسی شخص نی

رجل من اخر عبدا او حيوانا اخر فقضى به دينه يضمن قيمته لان قرض الحيوان فاسد والقرض الفاسد

دوسرے سی غلام یا اور حیوان اودھار لیکر اپنا قرض ادا کیا تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اسواسطی کہ حیوان کا قرض لینا فاسد ہی اور قرض فاسد قبضہ کی بعد

يفيد الملك بالقبض ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالقيمة كالبيع الفاسد ومن دفع الى غيره مالا و

ملک مین آجاتا ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکی قیمت ذمہ پر آجاتی ہی جیسی بیع فاسد مین اور اگر کسینی دوسری کو مال دیکر

قال له خذ هذا المال واصرفه الى حوايجك يكون ذلك المال قرضا لا هبة لان هذا القول وان كان

کہا یہہ مال لی اور اپنی کاروبار مین لگالی تو یہہ مال قرض ہو دیگا ہبہ نہین ہو دیگا اسلئی کہ اس قول مین اگرچہ

يحتملها الا ان الثابت به لا يكون هبة بل يكون قرضا لكونه ادناهما ولو دفع اليه ثوبا وقال له البس به

دونو مراد ہو سکتی ہین پر اس سی ہبہ بالخصوص ثابت نہین ہوتا بلکہ قرض ثابت ہوتا ہی کیونکہ قرض دونو مین کمتر ہی اور اگر کپڑا دیکر کہا کہ لی اس سی کو ڑا اوڑھا کر

لا يكون قرضا لكون قرض الثوب فاسدا بل يكون هبة تصحيحا لتصرفه ومن اخذ من القصاب لحما

تو قرض نہین ہوگا کیونکہ کپڑا کا اودھار فاسد ہی بلکہ ہبہ ہو دیگا تاکہ اوسکا تصرف درست رہی اور اگر کسینی قصائی سی گوشت لیا

ولم يذكر انه قرض او شراء يكون قرضا فاسدا يملكه بالقبض ولا يحل له اكله وذكر في المنتقى ان اللحم

اور یہہ نہ کہا کہ اودھار لیتا ہوں یا مول تو یہہ قرض فاسد ہوگا قبضہ کی بعد مالک ہو جاویگا اور کھانا حلال نہوگا اور منتقی مین مذکور ہی کہ گوشت کا

يجوز استقراضه وزنا عند اصحابنا وذلك لانه على ما ذكر في نوادر ابن رستم عن محمد مثلي يضمن بالمثل

قرض لینا وزنا ہماری اصحاب کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ گوشت موافق بیان نوادر ابن رستم کی امام محمد سی مثلی ہی اسکا ضمان بالمثل ہی

وذكر في الجامع الكبير انه يضمن بالقيمة وقال الاسبيجابي هذا محمول على ما اذا انقطع عن ايدي الناس

اور جامع کبیر مین مذکور ہی کہ گوشت کا ضمان بالقیمت آتا ہی اور اسبیجابی کہتا ہی کہ ضمان بالقیمت اسصورت مین ہی کہ لوگوں کی قابو مین نرہی

وفي شرح الطحاوي ان كل موزون مثلي وهذا يقتضي ان يكون اللحم مثليا وكذا يقتضي ان يكون العنب والغزل

اور شرح طحاوی مین ہی کہ وزنی چیزین سب مثلی ہین اس سی لازم آتا ہی کہ گوشت مثلی ہووی اور ایسی ہی لازم آتا ہی کہ انگور اور سوت

مثليا ويجوز استقراض الكاغذ عددا لانه عددي متقارب ومن اتلف دبس غيره يضمن قيمته لان

مثلی ہووی اور اودھار کرنا کاغذ کا گنکر جایز ہی اسلئی کہ عددی متقارب ہی اور اگر کسینی شیرۂ خرما وغیرہ تلف کردیا تو قیمت دیویگا اسلئی

ماكان من صنع العباد لا يمكنهم مراعات المماثلة فيه لتفاوتهم في الحذاقة فعلى هذا كان ينبغي ان لا يجوز

کہ جو چیزیں آدمیوں کی بنائی ہوئی ہوتی ہیں اونمیں مماثلت ممکن نہیں ہی کیونکہ کاریگری میں سب مختلف ہوتی ہیں اس تقریر کی موافق چاہیے کہ کاغذ کا

استقراضه لكن قيل يجوز استقراضه لكونه مثليا على قولهما والعصير مثلي وكذا اذا صار دبسا بغير نار

قرض لینا جایز نہووی لیکن کہتی ہیں کہ قرض لینا جایز ہی کیونکہ صاحبین کی قول پر مثلی ہی اور شیرہ انگور کا مثلی ہی اور ایسی ہی پکائی بغیر دوشاب ہو جاوی

والدقيق والخبز قيمي فعلى هذا كان ينبغي ان لا يجوز استقراضهما لكن ذكر في فتاوى قاضيخان ان استقراض الدقيق

اور آٹا اور روٹی قیمتی ہی اسکی موافق یوں چاہیے تہا کہ انکا اودھار لینا جایز نہوتا پر فتاوی قاضیخان میں مذکور ہی کہ اودھار لینا آٹی کا

يجوز وزنا وكيلا وكذا يجوز استقراض الخبز وزنا وعددا عند محمد وعند ابي يوسف يجوز وزنا لا عددا وعليه

وزن یا کیل کرکر جایز ہی اور ایسی ہی اودھار لینا روٹی کا وزن سی یا گنکر امام محمد کی نزدیک جایز ہی اور امام ابو یوسف کی نزدیک وزن کرکر تو جایز ہی گنکر جایز نہیں

الفتوى ولو استقرض جماعة من رجل دراهم وامروه ان يدفعها الى واحد منهم ودفعها اليه ليس له ان يطلب منه

اور اسی پر فتوی ہی اور اگر ایک جماعت نی ملکر ایک شخص سی دراہم قرض مانگی اور سب نی کہا کہ ہم میں سی فلانی شخص کو دیدینا اور اوسنی اوسکی حوالہ کئی اب اوکو اختیار نہیں

الا حصته فقط والتوكيل بقبض القرض صحيح كما اذا قال رجل لاخر اقرضني كذا درهما ثم وكل رجلا بقبضه يصح

کہ اوس فلانی سی سوای اوکی حصہ کی طلب کری اور وکالت واسطی قبضہ قرض کی درست ہی جیسی کوئی شخص کسی سی کہی مجھکو اتنی درہم قرض دیدی پھر کسیکو اوسکی قبضہ کی لئی وکیل کردی تو صحیح ہی

ولا يصح التوكيل بالاستقراض حتى لا يثبت الملك للموكل فيما استقرض له لانه تفويض التصرف في ملك الغير

اور قرض لینے کی واسطی وکیل کرنا صحیح نہیں ہی یہاں تک کہ وہ جو قرض اوسکی لئی لیگا اوسمیں موکل کی ملک ثابت نہوگی اسواسطی کہ غیر کی ملک میں تصرف کا حوالہ کرنا ہی

فلا يجوز بخلاف الرسالة فانها صحيحة اذ ليس فيها تفويض التصرف لكون الرسول سفيرا محضا لانه يقول ارسلني

سو جایز نہیں ہی برخلاف رسالت کی رسالت صحیح ہی کیونکہ اسمیں حوالہ کرنا تصرف کا غیر کی ملک میں نہیں ہی اسلئی کہ رسول صرف واسطہ ہوتا ہی کیونکہ جاکر یہہ ہی کہیگا

اليك فلان ويستقرض منك كذا فحينئذ يثبت الملك للمرسل والتوكيل بالاقراض صحيح لانه تفويض التصرف في

مجھکو فلانی نی تیری پاس بھیجا ہی اتنی درہم جیسی قرض مانگتا ہی اب ملک بھیجنی والی کی ثابت ہوگی اور وکالت قرض دینی میں درست ہی اسواسطی کہ اپنی ملک میں تصرف

ملك نفسه ومن كان له على اخر حنطة وباعها منه بدراهم الى اجل لا يجوز لانه بيع الدين بالدين وقد نهى عنه

اوسکی حوالہ کرتا ہی اور اگر کسیکی گیہوں دوسری کی ذمہ آتی ہوں اور وہ اوسکی ہاتہہ ایکمدت پر بیچڈالی تو جایز نہیں ہی کیونکہ یہہ بیع دین کی دین سی ہی اور اس سی بیشک

النبي عليه السلام وطريق الجواز ان يشتري بها منه ثوبا ويقبضه ثم يبيعه منه بدراهم الى اجل وهذا

نبی علیہ السلام نی منع کیا ہی اور حیلہ جواز کا یوں ہی کہ اوس سی بعوض گیہوں کی کپڑا خریدکر قبضہ کرلی پہر وہ کپڑا اوسکی ہاتہہ بعوض درہم کی مدت پر بیچڈالی اور

مما يجب حفظه في هذا الزمان لان بعض الناس يستقرض حنطة او شعيرا او غير ذلك مما يجوز استقراضه

اس زمانہ میں اسکی حفاظت واجب ہی اس لئی کہ بعضی آدمی گیہوں یا جو وغیرہ جو بطور استقراض کی لینا درست ہی قرض لیکر کہا جاتی ہیں

ويتلفها ثم يطالبه المالك بها ويعجز عن ادائها ويشتري بها منه بدراهم الى اجل وهو فاسد لا يجوز ثم ينبغي ان يعلم

پھر مالک مانگتا ہی تو ادا نہیں کرسکتی اور اوسکو مدت پر بدلہ دراہم کی خرید لیتا ہی یہہ بیع فاسد ہی جایز نہیں ہی اور یاد رکہنی کی بات ہی

ان كل دين حال اذا اجله صاحبه يصير ذلك الدين مؤجلا ويكون تاجيله لازما الا القرض فان تاجيله

جو دین بلا مدت ہووی اگر مالک اوسمیں مدت ٹہرا دی تو وہ دین مؤجل ہی اور مدت لازم ہو جاتی ہی بجز قرض کی کہ اسمیں مدت

لا يكون لازما بل يجوز للمقرض طلبه متى شاء لانه في الابتداء اعارة وبهذا الاعتبار لا يلزم فيه التاجيل لكونه

لازم نہیں ہو جاتی بلکہ قرض خواہ کو جایز ہی جب چاہی مانگ لی کیونکہ قرض ابتدا میں عاریت ہوتی ہی اس اعتبار سی اسمیں مدت نہیں ہوتی اسلئی

[illegible] التبرعات ولا جبر فيها كما في الاعارة وفي الانتهاء معاوضة وبهذا الاعتبار لا يصح فيه التاجيل لكونه

کہ صرف احسان ہی احسان میں کچھ زور نہیں ہی جیسی عاریت میں اور آخر کو ادلا بدلا ہو جاتا ہی اور اس اعتبار سی اسمیں مدت درست نہیں [illegible]

بیع الدراهم بالدراهم نسیئة وهو ربوا وهذا یقتضی ان لا یجوز القرض وانما جوز نظرا الی ابتدائه لکن بلا
کہ یہہ بیع درہم کی درہم سی اودہار دینی ہی اور بیع سود ہوتا ہی اور اس سی لازم آتا ہی کہ قرض بہی جایز نہو سو جایز صرف بلحاظ ابتدا کی ہی لیکن

لزوم الاجل فیه ولو اراد ان یکون الاجل لازما فیه فطریقه ان یحیل المستقرض المقرض علی رجل بدینه علیه فیؤجل
اسمین مدت لازم نہیں ہی اور اگر اسمین مدت کی ضرورت پڑی تو یون کری کہ قرضدار قرضخواہ کو کسی اور پر حوالہ کردی اب قرضخواہ

المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحینئذ یکون الاجل لازما حتی لا یکون للمقرض ان یطالب ذلك الرجل قبل تمام
اوسکی لئی مدت معین مقرر کردی اب مدت لازم ہو جاویگی یہان تک کہ قرضخواہ کو اختیار نہین ہی کہ اوس شخص سی اتمام مدت سی

تلك المدة المجلس الخامس والسبعون فی بیان السوال الحرام والوعید فیه وفی ای موضع
پہلی مانگی پچہترویں مجلس سوال حرام کی بیان میں اور اسمین کیا وعید ہی اور کس موقع پر

یجوز قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یزال الرجل یسئل الناس حتی یاتی یوم القیمة لیس فی وجهه
جایز ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہی آخر قیامت کو آویگا اوسکی چہری پر گوشت

مزعة لحم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عمر والمزعة بضم المیم وسکون الزاء المعجمة وبالعین المهملة
نہین ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابن عمر کی روایت سی اور مزعہ میم کی پیش اور زاء نقطہ دار کی سکون اور عین بی نقطہ سی

قطعة لحم والمراد بعدمها یوم القیمة فی وجه السائل ما یلحقه فی الاخرة من الفضاحة والهوان لان السوال
گوشت کی ٹکڑی کو کہتی ہین اور قیامت کی دن سائل کی منہہ پر گوشت نہونی سی یہہ مراد ہی کہ آخرت مین وہ نہایت فضیحت اور خوار ہوویگا اسلئی کہ سوال اصل مین

حرام فی الاصل ولا یباح الا عند الضرورة وانما کان الاصل فیه الحرمة لانه لا ینفك عن عدة امور محرمة
حرام ہی اور بدون ضرورت کی مباح نہین ہی اور سوال اصل مین حرام اسواسطی ہی کہ سوال بدون کئی حرام باتون کی نہین ہوسکتا

الاول اظهار الشکوی من الله تعالی فکما ان العبد المملوك اذا سئل یکون سواله شنیعا علی مولاه فکذلك
اول یہہ کہ اللہ تعالی کی شکایت ظاہر کرنی سو جیسی غلام مملوک اگر بہیک مانگنی لگی تو اوسکا مانگنا مولی پر دشوار گذرتا ہی ایسی ہی

سوال العبد یکون شنیعا علی الله تعالی وهذا یقتضی ان یحرم السوال ولا یحل الا عند الضرورة والثانی اذلال
بندہ کا سوال اللہ کو برا لگتا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ سوال حرام ہو اور بلا ضرورت کبہی حلال نہووی جیسی مردار کہانا بلا ضرورت حلال نہین دوسرا

فی نفسه لغیر الله تعالی ولیس للمؤمن ان یذل نفسه لغیر الله تعالی بل الواجب علیه ان یذل نفسه لله تعالی
اپنی تئین سوا اللہ تعالی کی اور کی سامنی خوار کرنا اور مؤمن کو نہین چاہئی کہ آپ کو غیر اللہ کی سامنی ذلیل کری بلکہ واجب یہہ ہی کہ اپنی جان کو خدا کی سامنی خوار کری

اذ فیه عزه وشرفه فی الدنیا وفی الاخرة والثالث ایذاء المسئول غالبا لانه ربما لا یسمع نفسه بالبذل ویستحیی
کیونکہ اسمین دنیا اور آخرت کی عزت اور شرافت ہی اور تیسری مسؤل کو اکثر حال مین ستانا اسلئی کہ بعضی اوقات دینی کو دل نہین چاہتا اور حیا آتی ہی

ان یری بالمنع فی صورة البخلاء ففی البذل نقصان ماله وفی المنع نقصان جاهه وبکل منهما یحصل له الایذاء
کہ نہ دینی سی بخیل کی صورت بنتا ہی سو دینی مین تو مال کا نقصان ہی اور نہ دینی مین عزت کا نقصان اور دونو بات سی رنجیدہ ہوتا ہی اور ایذا اوٹہاتا ہی

والایذاء حرام لا یحل الا عند الضرورة ثم انه ان بذل لا یبذل الا حیاء او ریاء فیحرم علی الاخذ اخذه اذا
اور تکلیف دینی حرام ہی بلا ضرورت حلال نہین ہی پہر اگر وہ دیگا بہی تو شرم کا مارا یا ریا کی واسطی دیگا سو ایسا دیا لینی والی پر بہی لینا حرام ہی جب

فهمت هذه المحظورات فهمت قوله علیه السلام مسئلة الناس من الفواحش ما احل من الفواحش
تونی یہہ خرابیان سمجہہ لین تو اس حدیث کی معنی بہی تجہکو آ گئی سوال کرنا آدمیون سی فواحش سی ہی فواحش مین سی سوا اسکی کوئی حلال نہین ہی

غیرها فانظر کیف سماها فاحشة ولا خفاء ان الفاحشة لا تباح الا عند الضرورة واختلف العلماء فی
دیکہہ تو کیسی اسکا نام فاحشہ رکہا ہی اور ظاہر ہی کہ فاحشہ بلا ضرورت کبہی مباح نہین ہوتا اور علماء کو اسمین اختلاف ہی کہ سوال کس

وقت يحل السؤال فقال بعضهم من وجد غداء يومه وعشاء ليلته لا يحل له السؤال وقال بعضهم من قدر

وقت حلال ہوتا ہی بعضی کہتی ہین جسکی پاس ایک دن رات کا کہانا موجود ہی اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہی اور بعضی کہتی ہین جو شخص کما سکتا ہو اوسکو

على الكسب ليس له ان يسأل الا اذا استغرق اوقاته لطلب العلم وقال بعضهم ليس لنا وضع المقادير بل نستدرك

سوال کرنا نہ چاہئی مگر اوسوقت کہ اوسکا سارا وقت علم کی تحصیل مین مشغول ہو اور بعضی کہتی ہین ہمکو اختیار نہین کہ اندازہ ٹہرا دین بلکہ اسکا علم

ذلك بالتوقيف وقد ورد في الحديث انه عليه السلام قال استغنوا بغناء الله تعالى قالوا وما هو يا رسول الله

نقل پر موقوف ہی اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا غنی رہو اللہ کی غنا سی صحابہ نی پوچہا وہ کیا ہی یا رسول اللہ

قال غداء يوم وعشاء ليلة وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال من سئل وله خمسون درهما

فرمایا کہانا صبح کا اور کہانا رات کا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مانگی اور اوسکی پاس پچاس درہم

او عدلها من الذهب فقد سئل الحافا وفي لفظ اخر اربعون درهما فمهما اختلفت الروايات في التقديرات يلزم

یا اتنا اور مال سونی کا ہو تو اوسکا سوال لجاجت کا ہی اور ایک روایت مین چالیس درہم آئی ہین اور جب تقدیرات کی روایتین مختلف ہوئین تو لازم ہی

ان تحمل على احوال مختلفة فما يحتاج اليه السائل في الحال من طعام يومه وليلته ولباس يلبسه ومأوى يسكنه

کہ اختلاف احوال پر قیاس کیجاوین پہر جس چیز کا سائل فی الحال محتاج ہووی مثلاً دن اور رات کی کہانیکا اور کپڑی کی پہننی کا اور رہنی کی گہر کا

فلا شك فيه واما سؤاله للمستقبل فله فيه ثلث درجات احدها ما يحتاج اليه غدا والثانية ما يحتاج اليه

تو اوسکی جواز مین کچہ شک نہین ہی اور سوال کرنا آیندہ کی لئی اسمین سائل تین درجہ پر ہوتا ہی ایک درجہ یہہ ہی کہ اگلی روز اوسکا حاجتمند ہووی اور دوسرا یہہ کہ

بعد اربعين يوما وخمسين يوما والثالثة ما يحتاج اليه في السنة فنقطع ان من معه ما يكفيه ولعياله سنة

بعد چالیس یا پچاس دن کی اوسکا محتاج ہووی تیسرا یہہ کہ سال بہر مین محتاج ہو سو ہمکو یقین ہی کہ جسکی پاس اتنا کچہ ہو کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو سال بہر

فسؤاله حرام لان ذلك غاية الغناء فان كان يحتاج اليه قبل السنة لكن يقدر على السؤال في ذلك الوقت ولا

کفایت کری تو اوسکو مانگنا حرام ہی کیونکہ یہہ بڑی ہی غنا ہی پہر اگر سال تمام ہونی سی پہلی حاجتمند ہووی لیکن اوسوقت حاجت پر ہی سوال کر سکتا ہی

يفوت فرصة السؤال لا يحل له السؤال لانه مستغن عن السؤال في الحال وربما لا يعيش الى الغد فيكون قد

فرصت سوال کی ہاتہ سی نہین جاتی تو اوسکو اب سوال کرنا حلال نہین کیونکہ بالفعل سوال کی حاجت نہین ہی اور بعضی وقت اگلی روز تک جیتا نہین رہتا

سئل ما لا يحتاج اليه اذ وجد عنده ما يكفيه من غداء يومه وليلته وان كان يفوته فرصة السؤال ولا

تو اس صورت مین ناحق سوال کیا اسلئی کہ اوسکی پاس اتنا تہا جو صبح اور شام کی کہانی کو کفایت کری اور اگر ایسا حال ہی کہ فرصت ہاتہ سی جاتی ہی

يجد من يعطيه لو اخرت السؤال يباح له السؤال لان البقاء الى السنة غير بعيد وهو بتاخير السؤال يخاف ان

اگر سوال پیچہی پر رکہین تو دینی والا نملیگا تو اب سوال کرنا مباح ہی کیونکہ برس بہر جینا کچہ بعید نہین ہی اور سوال پیچہی پر رکہنی مین خوف یہہ ہی

يبقى مضطرا عاجزا عما يغنيه والمدة التي يحتاج فيها الى السؤال لا يقبل الضبط وهو منوطة باجتهاده ونظره

کہ مبادا عاجز لاچار رہ جاوی اور مقرر کرنا اس مدت کا جسمین حاجت سوال کی پڑ جاوی قابل ضبط کی نہین ہی وہ صرف اسکی قیاس اور توجہ پر

لنفسه فيستفتي قلبه ويعمل به ولا يصغي الى تخويف الشيطان لانه يعد الفقر ويأمر بالفحشاء التي يبحث للضرورة

اور جان کی خیر خواہی پر موقوف ہی سو یہہ شخص اپنی دل سی فتوی لیوی اور اوسپر عمل کری اور شیطان کی ڈرانی پر کان نہ دہری وہ تو فقر کا وعدہ اور فحشا کا امر کیا کرتا ہی

فان من عجز عن الكسب واشتد جوعه وخاف على نفسه يلزمه السؤال لان السؤال نوع اكتساب لما روي انه

بیشک جو شخص کمائی سی لاچار ہو اور بہوک مارنی لگی اور جان کا خوف ہو تو اوسکو سوال کرنا چاہئی کیونکہ سوال بہی ایک طرح کا کمائی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی

عليه الصلوة والسلام قال السؤال اخر الكسب فان ترك السؤال في تلك الحالة حتى مات يأثم لانه القى نفسه

علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ سوال لاچاری کی کمائی ہی پہر اگر ایسی حالت مین سوال نکیا آخر مر گیا تو گنہگار ہوگا کیونکہ اپنی جان کو ہلاک کیا

[illegible]

الى التهلكة اذ كان السؤال يوصله الى ما يقوم به نفسه في تلك الحالة كالكسب ولا ذل في السؤال في تلك

اسو سطی کہ سوال پہونچا دیتا ہی جس سی اوسکی جان ایسی حالت میں بچ جاتی جیسی کمائی سی اور ایسی حالت میں سوال سی کچھ ذلت نہیں ہوتی

الحالة وانما الذل اذا سال من غير حاجة فان من له قوت يومه لا يحل له السؤال لانه يذل نفسه من

ذلت تو جبھی ہی کہ بلا ضرورت مانگی بیشک جسکی پاس ایکدن کا کہانا ہووی اوسکو سوال کرنا حلال نہیں ہی اسلئی کہ اپنی تئین بی ضرورت

غير ضرورة وهو حرام لما روى انه عليه السلام قال لا يحل للمسلم ان يذل نفسه وان عجز عن طلب القوت

ذلیل کرتا ہی اور یہ حرام ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مسلم کو حلال نہیں ہی کہ اپنی تئین ذلیل کری اور اگر وہ اپنی کہانی اور کمانی سی عاجز ہو

لنفسه يفترض على كل من علم حاله ان يطعمه او يدل عليه من يطعمه صونا له عن الهلاك وان امتنعوا

تو ہر واقف حال پر یہہ فرض ہی کہ اوسکو کہانا دیوی یا ایسی کو جتلادی کہ وہ اوسکو کہانا دیوی تاکہ وہ مرنی سی بچی اور اگر انہین سی کسیتی ندیا

من ذلك حتى مات يشتركون في الاثم وان اطعمه واحد يسقط الاثم عن الباقين قال الحسن البصري وابو

آخر وہ مرگیا تو گنہ میں سب شریک ہیں اور اگر کسی ایک نی بہی کہلا دیا تو سب سی گنہ جاتا رہا حسن بصری اور ابو عبید

عبيد من كان له اربعين درهما فهو غني وذهب الثوري وابن المبارك وابن احمد بن حنبل وطائفة من

کہتی ہیں جسکی پاس چالیس درہم ہوں تو وہ غنی ہی اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد بن حنبل اور ایک جماعت علماء کا یہہ مذہب ہی

العلماء الى ان من كان له خمسون درهما او قيمتها من الذهب لا يدفع اليه شئ من الزكوة وقالت الحنفية

جسکی پاس پچاس درہم ہوں یا اوس قیمت کا سونا تو ایسی کو زکوۃ نہ دینی چاہئی اور علماء حنفیہ کہتی ہیں

يجوز دفع الزكوة الى من يملك دون النصاب وان كان صحيحا مكتسبا مع قولهم من كان له قوت يومه

ایسی شخص کو زکوۃ دینی درست ہی جو مالک پوری نصاب کا نہو اگرچہ بہلا چنگا کماؤ ہو باوجودیکہ یہہ بہی کہتی ہیں جسکی پاس ایک روز کا قوت ہووی

لا يحل له السؤال وذكر في الخانية القدرة على الغداء والعشاء يحرم سؤال الغداء والعشاء ويجوز معها سؤال

اوسکو سوال حلال نہیں ہی اور خانیہ میں مذکور ہی کہ صبح شام کی کہانی کی قدرت صبح شام کا کہانا مانگنا حرام کردیتی ہی تسپر مانگا کرتے

الجبة والكساء وقال الزيلعي وكذا الفقير القوي يحرم عليه السؤال وروى ان عمر سمع سائلا يسئل بعد

اور چادر کا جایز ہی اور زیلعی کہتا ہی اور ایسی ہی ہٹی کٹی فقیر کو سوال کرنا حرام ہی اور روایت ہی کہ عمر رض نی سائل کو بعد مغرب کی مانگتی ہوئی سنا

المغرب فقال لواحد من خدامه عش الرجل فقام وعشاه ثم سمعه ثانيا يسئل فقال لخادمه الم اقل لك

سو اپنی ایک خادم سی کہا شام کی خوراک اس سائل کو دیدی وہ اوٹہا اور دیدی پہر اوسکو دوبارہ سنا کہ مانگتا ہی پہر خادم سی کہا میں نی تجہی کہا نہیں تہا

عش الرجل فقال قد عشيته يا امير المؤمنين فنظر عمر فاذا تحت ابطه مخلاة مملوة خبزا فقال انك لست

کہ اسکو شام کی خوراک دیدی عرض کیا یا امیر المؤمنین میں نی دیدی پہر عمر نی دیکہا دیکہتی ہیں کہ اوسکی بغل میں تہیلا روٹیوں سی بہرا ہوا ہی فرمایا تو ہرگز سائل نہیں ہی

بسائل بل انك تاجر ثم اخذ مخلاته ونثر ما فيها بين يدي ابل الصدقة وضرب بالدرة فلو لم يكن سواله

بلکہ تو سوداگر ہی پہر اوسکا تہیلا لیکر جو اوسمیں تہا خیرات کی اونٹوں کی آگی بکہیر دیا اور اوسکو درّی سی تعزیر دی اب اسکو اگر سوال کرنا حرام نہوتا

حراما لما ضربه ولما اخذ مخلاته ونثر ما فيها بين يدي الابل اما ضربه فكان للتاديب فيجوز تاديب السائل

تو اوسکو کیوں مارتی اور اسکا تہیلا لیکر اونٹوں کی آگی کیوں ڈالدیتی البتہ اوسکا مارنا تادیب کی لئی تہا سو سائل کی تادیب اور اوسکا

وزجره اذا كان سؤاله على غير وجه الشرع واما اخذ ماله فانه رآه مستغنيا عن السؤال وعلم ان ما اعطاه

دہمکانا جب سوال برخلاف شرع کرتا ہو تو جایز ہی اور رہا اوسکی مال کا لیلینا سو اسلئی کہ اوسکو سوال سی غنی دیکہا اور جانا کہ جسنی اسکو دیا ہی

انما اعطاه على اعتقاد انه محتاج وقد كان كاذبا في اظهار الحاجة ولم يدخل في ملكه باخذه مع التلبيس

محتاج سمجہہ کر دیا ہی اور یہہ سائل بیشک حاجتمندی ظاہر کرنی میں جہوٹہا تہا سو اسکی ملک میں نہیں آیا مکر سی جو لیا ہی

وعمر تمييزه ورده الى اصحابه ان يعرفوا صحابه باعيانهم [illegible] الابله [illegible]
اور اب اونکی تمیز دشوار ہی کہ اونکی مالک پہر دکیا جاوی خاص خاص کیا معلوم ہی [illegible] مصالح مسلمین میں صرف

المسلمين وابل الصدقة وعلفها من مصالح المسلمين نصرفه اليها فعلم من فعل عمر ان السائل اذا تجاوز حد
واجب ہی اور صدقہ کی اونٹ اور ان کا کہانا مصالح مسلمین سی ہی سو انکی آگی ڈالدیا حضرت عمر کی اس فعل سی معلوم ہوا کہ سائل اگر حد شرع سی تجاوز کری

الشرع يجوز زجره وتاديبه واما قوله تعالى واما السائل فلا تنهر فهذا في حق السائل للحاجة فان من كان
تو اوسکو زجر اور تادیب جایز ہی اور رہی یہہ آیت اور جو مانگتا ہو اوسکو نہ جہڑک سو یہہ حاجتمند سائل کی حق میں ہی بیشک جو شخص

يسئل لفاقة وحاجة وكان سواله على وجه الشرع يكون زجره معصية لكونه يريد الاخرة على ما قال ابرهيم النخعي
فاقہ اور حاجت کا مارا مانگتا ہو اور اوسکا سوال موافق شرع کی ہو تو ایسی کا زجر گناہ ہی کیونکہ وہ آخرت کا طالب ہی موافق قول ابراہیم نخعی کی

ان السائل يريد الاخرة الى باب احدكم فيقول اتبعثون شيئا الى اهليكم وقال ابرهيم بن ادهم نعم القوم السؤال يحملون
کہ بیشک سائل آخرت کا طالب ہوتا ہی جو تمہاری دروازی پر آکر کہتا ہی کیا دیتی ہو کچہہ اپنی اہل کو اور ابراہیم بن ادہم کہتی ہیں کیا خوب لوگ ہیں مانگنی والی ہماری

زادنا الى الاخرة فاذا كان كذلك لا ينبغي ان يرد محروما بل ينبغي ان يعطى له شيئا ولو كان قليلا خيفة ان يكون
توشہ آخرت میں اوٹہا لیجاتی ہیں جب حال یہہ ہی تو لایق نہیں ہی کہ سائل محروم چلا جاوی بلکہ اوسکو کچہہ نہ کچہہ دیا چاہئی اگرچہ تہوڑا سا ہو ویسا ہی خوف شاید کہ

صادقا في اظهار الحاجة فيهلك من يرده محروما واذا قدر على اعطائه شيئا وان لم يقدر على اعطائه شيئا فينبغي
اپنی حاجت سچ بیان کرتا ہو پہر اوسکی خرابی ہی جو محروم ہٹادیوی اگر کچہہ دی سکتا ہی اگر کچہہ دینی کا مقدور ہی نہیں تو لایق یوں ہی کہ اچہی نرم بات کہہ کر

له ان يرده برد جميل من القول ولا يزجره ولا يغلظ له القول الا اذا الح عليه فحينئذ يجوز زجره وتغليظ القول
ہٹادی نہ جہڑکی اور نہ سخت بات کہی ہاں اگر وہ الحاح کری جا مچی تو جہڑکنا اور سخت کہنا جایز ہی

عليه كما قال بعض العلماء اذا سئل فقير من انسان شيئا فرده برد جميل من القول ثم الح عليه الفقير يجوز ان
چنانچہ بعض علماء کہتی ہیں جب فقیر کسی شخص سی کچہہ مانگی پہر وہ اوسکو اچہی بات سی ٹلا دی پہر فقیر وہیں گڑگڑا جاوی تو جہڑک دینا

يزجره ويغلظ عليه القول بان يقول له ما هذا الالحاح خف الله تعالى ولا تؤذ الناس بالحاحك فان الالحاح
اور سخت کہنا جایز ہی کہ اسطور کہی یہہ کیا الحاح ہی خدا سی ڈر اپنی الحاح سی لوگوں کو کیوں ستاتا ہی بیشک الحاح

ممنوع وكذا السائل الذي يسئل في المسجد ويؤذي الناس يتخطى رقابهم لا ينبغي ان يتصدق عليه لانه اعانة
ممنوع ہی اور ایسی ہی جو سائل مسجد میں مانگتا ہو اور نمازیوں کو ستا کر گردنوں پر کو اچکتا ہو تو ایسی کو دینا اچہا نہیں اسلئی کہ یہہ مسجد میں گناہ کی

له على الاثم في المسجد كما قال قاضيخان في فتاواه لا ينبغي ان يتصدق على السائل في المسجد الجامع لان ذلك
امداد ہی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتا ہی بہتر نہیں کہ مسجد جامع کی سائل کو خیرات دیجاوی کیونکہ نمازیوں کی ستانی کی

اعانة له على اذى الناس وعن ابي نصر العياضي انه قال من اخرج السؤال من الجامع ارجو ان يغفر الله له
امداد ہی اور ابی نصر عیاضی سی روایت ہی کہ کہتا ہی جو شخص سائل کو مسجد جامع سی باہر کردی مجہکو امید ہی کہ خدا اوسکو بخشدی

باخراجهم من المسجد وعن خلف بن ايوب انه قال لو كنت قاضيا لم اقبل شهادة من يتصدق على السائل في
اونکو جو مسجد میں سی نکالدیا اور خلف بن ایوب سی روایت ہی کہ کہتا تہا اگر میں قاضی ہوتا تو مسجد کی سائل کو خیرات دینی والی کی گواہی قبول نکرتا

المسجد وعن ابي بكر بن اسمعيل انه قال هذا فلس واحد يحتاج الى سبعين فلسا ليكون تلك السبعون كفارة لذلك
اور ابی بکر بن اسماعیل سی روایت ہی کہ کہتا تہا یہہ ایک پیسہ ہی اس ایک پیسی کی واسطی ستر پیسی چاہئیں تا کہ وہ ستر اس ایک پیسی کی کفارہ ہوں

الفلس الواحد وعن ابي مطيع البلخي انه قال لا يحل للرجل ان يعطي سؤال المساجد لما فيه من الوعيد فان كان
اور ابو مطیع بلخی سی روایت ہی کہ کہتا تہا کہ مسجدوں کی سائلوں کو دینا کسیکو حلال نہیں ہی کیونکہ اسمیں وعید آئی ہی پس اگر سائل

السائل [illegible] ولا يمر بين يدي المصلي ويسئل لامر لابد منه ولا يسئل الحافا فلا باس بالسوال والتصدق

لوگون کی گردنون پر [illegible] نمازیون کی سامنی کو چیرتا ہوا اور ضروری بات مین سوال کرتا ہو اور الحاح نکرتا ہو تو کچہ مضائقہ نہین اوسکو دینی کا

عليه لما روي ان السوال كانوا يسئلون على عهد رسول الله عليه الصلوة والسلام في المسجد حتى روي ان عليا

کیونکہ [illegible] ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین بہی منگتی مسجد مین مانگا کرتی تہی یہان تک کہ روایت ہی کہ علی رضی

تصدق بخاتمه وهو في الركوع فمدحه الله تعالى بقوله ويؤتون الزكوة وهم راكعون وذكر في نصاب الاحتساب

عین رکوع کی اندر اپنی انگوٹہی دیدی اور اللہ تعالی اس آیت مین اونکی مدح کرتا ہی ابدہ دیتی ہین زکوۃ اور وہ رکوع مین ہین اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی

ان القاضي سئل عن التصدق على سوال المسجد الجامع في وقت الخطبة وقبلها هل يجوز ام لا فقال لا ما في الخطبة

کہ قاضی [illegible] حال صدقہ کا پوچہا مسجد جامع کی مانگنی والون پر عین خطبہ کی وقت اور خطبہ سی پہلی آیا جایز ہی یا نہین قاضی نی جواب دیا

فلا يجوز التصدق بحال من الاحوال وان خيف الهلاك على السائل لان في وقت الخطبة لا يجوز الصلوة التي هي

خطبہ کی وقت تصدق کسی حالت مین جایز نہین ہی اگرچہ سائل مرنی لگی اسلئی کہ خطبہ کی وقت نماز بہی جایز نہین ہی جو تمام عبادات مین

رأس العبادات واساسها ولا التسبيح والتهليل وقراءة القران فضلا عن التصدق واما قبل الخطبة فهي على

عمدہ اور عبادات کی بنیاد ہی اور نہ سبحان اللہ پڑہنا اور نہ لا الہ الا اللہ پڑہنا اور نہ تلاوت قرآن صدقہ کی تو کیا اصل ہی اور خطبہ سی پہلی اسکی

وجهين ان كان السائل يلزم مكانه ولا يدور من صف الى صف ولا يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه يجوز

دو حال ہین اگر سائل اپنی جگہہ بیٹہا ہوا ہی صفون کو چیرتا نہین پہرتا اور نہ نمازیون کی گردنون پر کو جاتا ہی تو ایسی کو دیدینا جایز ہی

ويثاب عليه واما اذا كان يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه حرام ومن تصدق عليه يشاركه في وزره

اور ثواب ہی اور جو وہ سائل جو نمازیون کی گردنون پر کو جاوی سو ایسی کو دینا حرام ہی اور جو شخص ایسی کو دیگا تو اوس سائل کی گناہ مین

الذي يعتريه من المرور بين يدي المصلي وتشوش في القراءة وتخطي رقاب الناس وروي انه عليه الصلوة والسلام

جو اوسپر مصلیون کی سامنی سی پہرنیسی اور قرارت مین خیال بٹانی سی اور نمازیون کی گردنون پر کو چلنی سی گناہ ہوتا ہی اوسمین شریک ہوگا اور روایت ہی کہ

قال اذا كان يوم القيمة ينادي مناد الا ليقم اعداء الله فلا يقوم الا سوال المساجد لان المساجد انما بنيت

فرمایا جب قیامت کا روز ہوگا تو منادی آواز دیگا سو خدا کی دشمن کہڑی ہو جاؤ سو بجز مسجد کی منگتونکی کوئی نہ کہڑا ہوگا کیونکہ مسجدین صرف نماز

للصلوة والذكر لا للسب والشكاية من الله تعالى فان الانسان اذا جاء دار ملك وهو جالس مع اصدقائه

اور یاد الہی کی واسطی بنی ہین کمائی اور اللہ تعالی کی شکوہ شکایت کی واسطی نہین ہین بیشک کوئی انسان جب بادشاہ کی دربار مین جاوی کہ وہ اپنی دوستون مین بیٹہا ہو

فشكى منه بين يدي اصدقائه فانه يغضب عليه لا محالة فكذلك ههنا فعلى هذا كان القياس ان لا يجوز

پہر اوسکی شکایت اوسکی دوستون کی سامنی کرنی لگی تو وہ بادشاہ بیشک اوسپر غصہ کریگا ایسا ہی یہان اسکی موافق قیاس مین یون آتا ہی کہ مسجد کی

التصدق على سوال المساجد اصلا لما ذكرنا من المنقول والمعقول لكن استحسن في السائل الذي يسئل لحاجة

منگتون کو صدقہ دینا ہرگز جایز نہو ان دلائل عقلی اور نقلی سی جو مذکور ہوچکی ہین لیکن ایسی سائل کی لئی جو حاجتمند ہووی

ولا يتخطى رقاب الناس ولا يسئل الحافا بالنصوص العامة في التصدق وفي حق السائل والحاصل ان السوال

اور نمازیون کی گردنون پر کو نہ جاتا ہو اور لپٹ کر سوال نہ کرتا ہو استحسانا جایز ہی کیونکہ نصوص صدقہ دینی مین اور سائل کی حق مین عام ہین خلاصہ یہہ ہی کہ سوال مین

قد ورد فيه ما يدل على جوازه وما يدل على عدم جوازه فيكون قسمين احدهما جائز فيجوز الاعطاء لاجله

دونو طرح کی روایات ہین بعضی سی جواز معلوم ہوتا ہی اور بعضی سی عدم جواز سو سوال دو قسم کا ہوا ایک تو جایز سو اوسمین دینا بہی جایز ہی

والاخر غير جائز فلا يجوز الاعطاء لاجله واذا لم يعلم حال السائل هل يسئل عن حاجة

اور دوسرا ممنوع اوسمین دینا بہی جایز نہین اور اگر سائل کا حال معلوم نہو کہ آیا حاجتمند ہی

وغير محتاج [illegible] يرده

[illegible]

محروما اذا قدر على اعطائه شيأ لا سيما اذا كان يكون محتاجا فلا يغفل من ان يرده

بہائی دی اگر کچہ اونکی دینی پر مقدور رکہتا ہی خصوصًا جب وہ محتاج ہو تو رد کرنا اچہا نہیں ہی

محروما اذا قدر على اعطائه شيأ وقد حكي عن بعض الفقراء انه ضعف من الجوع فقيل له لم لا تسئل والسوال

اگر کچہ دینی کی مقدور رکہتا ہو اور کسی فقیر کی حکایت ہی کہ وہ مارے بہوک کی ناتوان ہوگیا کسی نی کہا تو مانگ کیوں نہیں لیتا مجہکو

حلال عليك لان فقال اخاف ان اسئل الناس فيردوني محروما مع قدرتهم على الاعطاء فيهلكهم الله تعالى

اس حالت میں سوال کرنا حلال ہی اوس نی کہا مجہکو یہہ ڈر ہی کہ میں لوگوں سی مانگوں پہر وہ مجہکو باوجود مقدور کی محروم رکہیں اور اس پر اونکو اللہ تعالی ہلاک کر ڈالی

ثم ينبغي ان يعلم ان العلماء اذا سئلوا في مجلس علمهم شيأ عن الناس لا يحل لهم ذلك لكون ذلك اكتسابا بالعلم

پہر سمجہنی کی بات ہی کہ اگر علما درس و تدریس کی مجلس میں لوگوں سی کوئی شی طلب کریں تو یہہ اونکو حلال نہیں ہی کیونکہ علم اور طاعت سی کمائی ہی

والطاعة سواء سئلوا لانفسهم او لغيرهم ومن السؤال المذموم اهداء قليل لاخذ كثير كما يفعل في دعوة العرس

برابر ہی کہ اپنی لئی طلب کریں یا غیر کی واسطی اور ایک مذموم سوال یہہ ہی کہ تہوڑا تحفہ دیکر بہت سا لینا چنانچہ عرس اور ختنوں کی دعوت

والختان واتخاذ الغنم لاجل النسل اذ قيل فيه نزل قوله تعالى ولا تمنن تستكثر ثم ينبغي ان يعلم ايضا انه عليه السلام

میں ہوتا ہی اور لی لینا غنم کا واسطی حصول نسل کی کیونکہ کہتی ہیں کہ یہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہی اور نہ کر احسان کہ وہ زیادہ دی پہر یہہ بہی یاد رکہنا چاہئی کہ نبی علیہ السلام نی

قال لابي بكر وابي ذر وثوبان لا تسئلن احدا شيأ وان سقط سوطك وكان ابو بكر وثوبان ينزلان عند سقو

ابو بکر اور ابو ذر اور ثوبان سی فرمایا کسی سی کچہہ نہ مانگنا اگرچہ کوڑا گر پڑی اور ابو بکر اور ثوبان کا یہہ حال تہا کہ اگر انکا کوڑا لوگوں کی

طها في اجمع ما يكون من الناس ولا يقولان للشاة عندهما ناولونيه فدل هذا على ان حرمة السؤال لا تقتصر

مجمع میں ہاتہہ سی گر پڑتا تو اتر کر اوٹہا لی کسی پاس کی پیادہ پا سی نہ کہتی ذرا کوڑا پکڑا دینا اس سی معلوم ہوا کہ سوال کی حرمت کچہہ مال پر منحصر نہیں ہی

على سؤال المال بل تعم الاستخدام وسؤال النفقة ممن لا حق له فيه خصوصا ان كان صبيا او مملوكا للغير

بلکہ خدمت لینی کو بہی شامل ہی اور سوال نفقہ کو بہی ایسی شخص سی کہ اوسمیں حقدار نہیں خاص کر اگر بچہ نابالغ ہو یا غیر کا غلام ہو

اما صبي نفسه فيجوز استخدامه لتهذيبه وتاديبه وكذلك يجوز استخدام مملوكه واجيره وزوجته في مصالح

ہاں اگر اپنا بچہ ہو تو اوس سی خدمت لینی واسطی تہذیب اور تادیب کی درست ہی اور ایسی ہی اپنی غلام سی اور مزدور سی خدمت لینی جایز ہی اور اپنی بی بی سی

داخل بيته وتلميذه باذنه ان كان بالغا وباذن وليه ان كان صبيا يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه

گہر کی اندر کی کاروبار میں اور اپنی شاگرد سی بشرط اجازت اگر بالغ ہو اور باجازت ولی کی اگر نابالغ ہو الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی آسان کر

المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المماليك على المولى وغيره من

چہتروین مجلس غلاموں کی حقوق ہیں مولی پر اور سوا اوسکی

الاحكام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمملوك طعامه وكسوته ولا يكلف من العمل الا ما يطيق

اور احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا واسطی غلام کی ہی اوسکا کہانا اور پہننا اور طاقت سی زیادہ کام کی تکلیف نہ دیا جاوی

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان المملوك عبدا كان او امة يجب على مولاه من

یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہ ہیں کہ مملوک کی لئی غلام ہو یا لونڈی خرچ بقدر کفایت

نفقته قدر ما يكفيه وكسوته قدر ما يحتاج اليه وليس له ان يكلفه من العمل الا ما يطيقونه كما في كتاب

اور کپڑا موافق حاجت کی مولی پر واجب ہی اور مولی کو نہیں چاہئی کہ کار بار میں ایسی تکلیف دی جو طاقت نہ رکہتا ہو اسواسطی کہ

ان الله تعالى [illegible] كلف عباده [illegible]

الكريم ولا يكلف الله نفسا الا وسعها الآية روي عن علي بن ابي طالب انه عليه السلام قال في خطبته يا ايها الناس

اپنی کتاب بزرگ میں فرماتا ہی الله نہیں تکلیف دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجائش ہی اور بیشک علی بن ابی طالب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی خطبہ میں فرمایا ای لوگو

الله الله فيما ملكت ايمانكم فاطعموهم مما تاكلون والبسوهم مما تلبسون ولا تكلفوهم ما لا يطيقون فانهم لحم ودم

ڈرو الله سی الله سی یعنی اپنی غلام لونڈیوں کی حق میں اونکو کہلاؤ جو تم کہاتی ہو اور اونکو پہناؤ جو تم پہنتی ہو اور وہ تکلیف نہ دو جو اون سی نہو سکی کیونکہ وہ بہی گوشت اور خون ہیں

وخلق امثالكم فمن ظلمهم فانا خصمهم يوم القيمة والله حاكمهم وفي حديث آخر انه عليه السلام قال اخوانكم

تمہاری مثل پیدا ہوئی ہیں پہر جو اونپر ظلم کریگا تو قیامت کو میں اونکا دشمن ہونگا اور الله اونکا حاکم ہوگا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمہاری

جعلهم الله تعالى تحت ايديكم فمن جعل الله تعالى اخاه تحت يديه فليطعمه مما ياكل وليلبسه مما يلبس ولا

خدا نی اونکو تمہاری ہاتہہ تلی کردیا ہی سو الله تعالی نی جسکی ہاتہہ تلی یعنی فرمان بردار بہائی کو کردیا ہی تو اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ

يكلفه من العمل ما يغلبه فان كلفه ما يغلبه فليعنه عليه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان المماليك

اور کام اتنی تکلیف کا نہ دیوی جو اوسپر غالب آجاوی اور اگر ایسی ہی تکلیف دی تو اوسکی مدد کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ مملوک

من العبيد والاماء اخوان لملاكهم اما من جهة كونهم من بني آدم او من جهة كونهم مسلمين فمن كان

غلام لونڈیاں اپنی مالکوں کی بہائی ہیں یا اس جہت سی کہ سب بنی آدم ہیں یا اس جہت سی کہ مسلمان ہیں پہر جسکی ہاتہہ تلی اوسکا بہائی ہووی

اخوه تحت يده يجب عليه ان يطعمه مما ياكل ويلبسه مما يلبس ولا يكلفه من العمل الا ما يتمكن ان يخرج

تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ پہنتا ہی اور وہ تنا ہی کام کہی جسکو وہ بہگتا سکی

من عهدته ويطيق ان يدوم عليه لا على ما يطيق عليه يوما او يومين او اكثر ثم يعجز عنه بل ان كلفه امرا

اور اوسکو ہمیشہ کرلیا کری　ایسا کام نکہی کہ ایک دو دن یا کچہہ زیادہ کرکر پہر تہک رہی　بلکہ اگر کوئی کار دشوار کہی

صعبا يعينه عليه ولا يجمع عليه عملين او اكثر مثل ان يامره بالخبز والطبخ والغسل لما روي ان رجلا دخل

تو اوسکی مدد کری　اور دو کام یا زیادہ اوسپر نہ ڈالی مثلا اوسکو حکم کری روٹی پکا　اور سالن پکا　اور نہلا　کیونکہ روایت ہی کہ ایک شخص سلمان کی

على سلمان وهو يعجن فقال يا ابا عبد الله ما هذا فقال بعثت الخادم في شغل فكرهت ان اجمع عليه

پاس آیا وہ آٹا گوندتی تہی اوسنی تعجب سی کہا یا ابا عبد الله یہہ کیا ہی　جواب دیا میں نی غلام کو ایک کام بہیجا ہی مجہکو پسند نہیں آتا کہ اوسپر دو کام

عملين وقد جاء في الحديث انه عليه السلام قال لا يدخل الجنة سيء الملكة والمراد بسيء الملكة من يسيء

ڈالدوں　اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برا مالک جنت میں نہیں جاویگا　اور مراد بری مالک سی وہ شخص ہی کہ اپنی غلام کی

مملوكه وذكر في كتب الفقه ان المولى يجب عليه نفقة مملوكه فان ابى عن الانفاق عليه فان كان المملوك

ساتہہ برائی کری اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہی کہ غلام کا خرچ مولی کی ذمہ واجب ہی پہر اگر مولی اوسکی خرچ سی انکار کری تو وہ غلام اگر

قادرا على الكسب يؤمر المولى ببيعه لما روي عن ابي ذر انه عليه السلام قال من لائمكم من مملوكيكم فاطعموهم

کما سکتا ہی　تو قاضی مولی سی کہی کہ اوسکو بیچ ڈال کیونکہ ابوذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام تمہاری موافق ہو تو اوسکو اپنی کہانی میں سی

مما تاكلون واكسوهم مما تكسون ومن لم يلائمكم منهم فبيعوهم فلا تعذبوا خلق الله تعالى يعني ان من كان من

کہلاؤ اور اپنی کپڑوں میں سی کپڑا پہناؤ　اور جو موافق نہو اوسکو بیچ ڈالو الله کی بندوں پر عذاب مت کرو　مراد یہہ ہی کہ جو نسا

مملوكيكم موافقا لكم فاحسنوا اليهم ومن لم يكن منهم موافقا لكم فبيعوهم ولا تعذبوهم وذكر الفقيه ابو الليث

غلام تمہاری موافق ہووی تو اوسکی ساتہہ سلائی کرو اور جو تمہاری موافق نہیں ہی تو اوسکو بیچ ڈالو اونکو عذاب مت کرو　اور فقیہ ابو اللیث

في التنبيه عن عطاء بن يسار ان ابا ذر ضرب وجه غلام له فاستعدى عليه النبي عليه السلام قال لا تضربوا

تنبیہ الغافلین میں عطاء بن یسار سی روایت کرتی ہیں کہ ابوذر نی اپنی غلام کی منہہ پر مارا سو نبی علیہ السلام نی اوسکی فریاد رسی کی فرمایا مسلمانوں کی منہہ پر مت مارو

وجوع المسلمين واطعموهم مما تأكلون والبسوهم مما تلبسون قال ابو[illegible] ابي مسعود[illegible]

اونکو کہلاؤ جو تم کہاتی ہو اور پہناؤ جو تم پہنتی ہو [illegible] سی روایت ہی کہ

انه قال كنت اضرب غلاما لي فسمعت من خلفي صوتا اعلم ابا مسعود لله اقدر عليك منك عليه

کہ وہ کہتی ہین کہ مین اپنی غلام کو مارتا تہا تو مینی اپنی پیچہی سی یہہ آواز سنی سمجہہ لی ای ابو مسعود اللہ تجہپر بہت قادر ہی بہ نسبت تیری اس غلام پہ

فالتفت فاذا هو رسول الله عليه السلام فقلت هو حر لوجه الله تعالى فقال عليه السلام لو لم تفعل للفحتك

مینی جو اودہر دیکہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہی مینی عرض کیا یہہ واسطی خدا کی آزاد ہی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اگر تو یون نکرتا تو البتہ تجکو

النار او لمستك النار وفي حديث اخر رواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب غلاما له حدا

آگ پہونکتی یا یہہ فرمایا بیشک تجکو آگ لگتی اور ایک اور حدیث مین ہی ابن عمر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اپنی غلام کو ناحق حد ماری

لم ياته او لطمه فان كفارته ان يعتقه يعني ان من ضرب غلامه على ذنب لم يفعله او لطمه فاثم ذلك

یا طمانچہ مارا تو اوسکا کفارہ یہہ ہی کہ اوسکو آزاد کر دی مراد یہہ ہی کہ جسنی اپنی غلام کو خطا کی بنا نہ مارا جو اوس سی نہین ہوئی یا طمانچہ مارا تو اوس مار کا وبال

الضرب لا يزول الا باعتاقه هذا اذا لم يصدر عنه ذنب واما اذا صدر عنه ذنب فقد رخص النبي عليه السلام

بدون آزاد کئی نہین جاتا یہہ اوس صورت مین ہی کہ اوس سی خطا نہوئی ہو اور اگر اوسنی خطا کی ہو تو بیشک نبی علیہ السلام نی اجازت دی ہی

في تاديبه بقدر ذنبه فان العقوبة بالضرب على وجه التعزير ينبغي ان لا يبلغ حد اقل الحد واقله اربعون

کہ بمقدار گناہ کی ادب دیا چاہئی کیونکہ بطور تعزیر کی مار کر سزا دینی بہتر یہہ ہی کہ کم سی کم حد کی نہو جاوی اور حد کی کم سی کم چالیس درہ ہین.

سوطا وهو حد العبيد والاماء في القذف والشرب فينبغي ان يكون التعزير عند ابي حنيفة اقل من ذلك

اور یہہ حد غلام لونڈیون کی ہی گالی دینی اور شراب خواری مین اب سزاوار یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک تعزیر اس مقدار سی کم ہو

بان يكون اكثره تسعة وثلثون سوطا واقله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذ باقل منها لا يقع الزجر فيضربه

یعنی زیادہ سی زیادہ انتالیس درہ ہون اور کم سی کم تین درہ اور کم سی کم تین اسلئی ہین کہ اس سی کمتر مین کچہہ دہمکی نہین ہوتی پہر تین سی لیکر

منها الى تسعة وثلثين قدر ما يرى انه يزجر منه لكن لا يضربه عند غضبه بل يضربه بعد انتفاء غضبه

انتالیس تک اختیار ہی جتنی مین دیکہی کہ اب مان گیا لیکن اوسکو غصہ کی وقت نہ ماری بلکہ جب غصہ جاتا رہی تو ماری

اذ قد يضربه بالغضب زيادة على قدر ذنبه فيوخذ بقدر الزيادة يوم القيمة بل ينبغي له عند غضبه عليه

اسواسطی کہ غصہ مین شاید کہ گناہ سی زیادہ مار بیٹہی پہر اوس بڑہتی کی بدلہ قیامت کی دن مواخذہ ہووی بلکہ یون چاہئی کہ جب غلام پر کسی

بجرم وخيانة ان يتفكر في معاصيه وجناياته على الله تعالى وتقصيره في طاعة الله تعالى ويرى تقصير مملوكه

جرم اور خیانت سی غصہ آوی تو فکر کری کہ مینی اللہ تعالی کی گناہ کتنی کئی ہین اور طاعت الٰہی مین کیا کیا قصور کیا ہی پہر مملوک کی تقصیر

في خدمته ناشيا من تقصيره في خدمة خالقه ويعفو عنه في اليوم والليلة سبعين مرة لما روي عن عبد الله

اپنی خدمت مین دیکہہ کر خیال کری کہ یہہ خدمت خالق کی تقصیر کا وبال ہی اور رات دن مین اوسکی ستر خطائین معاف کر دیا کری اسواسطی کہ عبد اللہ

بن عمر وان رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

بن عمرو سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی آکر پوچہا یا رسول اللہ ہم خادم کو کئی بار معاف کر دیا کرین آپ چپ ہو رہی اوس نی دوبارہ عرض کیا آپ پہر چپ رہی

فلما كانت الثالثة قال اعفوا في كل يوم سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ضرب

پہر جب تیسری بار عرض کیا تو فرمایا ہر روز ستر بار معاف کیا کرو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم مین سی کوئی

احدكم خادمه فذكر الله تعالى فليمسك اي يتنحى عنه بالعفو ويذكر قصاص يوم القيمة ولا يضربه على زلة

اپنی غلام کو ماری اور وہ اللہ کا نام لیوی تو چاہئی کہ باز رہی یعنی معاف کر کی الگ ہو جاوی اور قیامت کی دن کا قصاص یاد کری اور اوسکو ادنی لغزش

وقصعات ولا على كسر الاناء لما روى عن كعب بن عجرة انه عليه السلام قال لا تضربوا اماءكم على كسر انائكم

اور پیالون پر نہ مارے اور نہ برتن توڑنے پر کیونکہ کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اپنی لونڈیوں کو برتن توڑنے پر مت مارا کرو

فان لها اجالا كاجال الناس وفي حديث اخر رواه الصعق انه عليه السلام قال لا تغضبوا ولا تسخطوا في

کیونکہ برتنوں کی بھی عمر ہوتی ہے جیسے آدمیوں کی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے صعق کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا برتن ٹوٹنے پر غصہ مت کرو اور مت جھنجھلاؤ

كسر الانية فان لها اجالا كاجال الانس وقد حكي ان ميمون بن مهران كان عنده ضيف فاستعجل على جاريته بالعشاء

بیشک برتنوں کی عمریں ہیں انسانوں کی سی اور حکایت ہے کہ میمون ابن مہران کے پاس مہمان آگیا اونے جلدی اپنی لونڈی کی ہاتھ شام کا کھانا منگوایا

فجاءت مسرعة وفي يدها قصعة مملوة بطعام حار فعثرت واراقتها على راس سيدها قال سيدها احرقتني يا جارية

وہ بھاگی آئی اور اوسکی ہاتھ میں پیالہ گرم گرم کھانے کا بھرا ہوا تھا سو پھسل کر گر پڑی اور وہ کھانا مولی کی سر پر گر گیا مولی نے کہا اے لونڈی تونے مجھکو جلا دیا

فقالت الجارية يا معلم الخير ويا مؤدب الناس ارجع الى ما يقول الله تعالى قال ما يقول الله تعالى قالت يقول

وہ لونڈی بولی اے معلم الخیر اور اے مؤدب الناس خیال تو کر اللہ تعالی کیا فرماتا ہے مولی نے کہا اللہ تعالی کیا کہتا ہے بولی فرماتا ہے

والكاظمين الغيظ فقال كظمت غيظي قال زد فان الله تعالى يقول والعافين عن الناس قال قد عفوت

اور دبا لیتے ہیں غصہ میمون نے کہا میں نے اپنا غصہ دبا لیا لونڈی بولی زیادہ کر اللہ تعالی فرماتا ہے اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو میمون نے کہا میں نے تجھکو معاف کیا

عنك قالت ان الله تعالى يقول والله يحب المحسنين قال انت حرة لوجه الله تعالى وقيل للاحنف

لونڈی نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو میمون نے کہا جا تو واسطے خدا کی آزاد ہے اور احنف بن قیس سے

بن قيس ممن تعلمت الحلم قال من قيس بن عاصم انه كان في داره جالسا اذ اتت جارية بسفود عليه شواء فسقط

کسی نے پوچھا تو نے حلم کس سے سیکھا ہے کہا قیس بن عاصم سے وہ اپنے گھر میں بیٹھا تھا ناچانک اوسکی لونڈی کباب کی جلتی ہوئی سیخ لیے ہوئی آئی سو وہ سیخ اوسکی ہاتھ سے

من يدها السفود على ابن له فعقره فمات فدهشت الجارية فقال لا يسكن روع هذه الجارية الا العتق فقال

چھوٹ کر قیس کی بیٹے پر گر پڑی اوسکو زخمی کر دیا پھر وہ مر گیا اسمیں وہ لونڈی بھوچکا رہ گئی پھر قیس نے کہا اس لونڈی کا خوف بدون آزاد ہوئی نہیں جاویگا پھر کہا

انت حرة لوجه الله تعالى يا جارية لا باس عليك وروى عن ابي امامة انه عليه الصلوة والسلام وهب لعلي

اے جاریہ تو واسطے خدا کی آزاد ہے ڈر مت اور ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو ایک غلام دیا

غلاما فقال له لا تضربه فاني نهيت عن ضرب اهل الصلوة وقد رايته يصلي فانه عليه السلام اشار في

اور فرمایا اسکو مارنا مت کیونکہ مجھکو نمازیوں کی مار دھاڑ سے ممانعت ہوئی ہے اور میں نے اسکو نماز پڑھتے دیکھا ہے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں اشارہ

هذا الحديث ان المصلي لا ياتي غالبا بما يستحق الضرب لان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر وروى عن الحسن البصري

فرمایا کہ نمازی اکثر ایسی خطا نہیں کرتا جسمیں مار کھاوے اسلئے کہ نماز فحشاء اور منکرات سے بچا رکھتی ہے اور حسن بصری سے روایت ہے

انه سئل عن مملوك يرسله مولاه في حاجة وتحضره صلوة الجماعة او الجمعة باي ذلك يبدأ قال بحاجة مولاه

کہ اونسے کسی نے حال غلام کا پوچھا کہ اوسکو مولی کسی کام کو بھیجے اور اوسکو جماعت کی یا جمعہ کی نماز پیش آجاوے تو اب کیا کرے جواب دیا مولی کا کام

قال الفقيه ابو الليث هذا اذا كان في الوقت سعة ولا يخاف فوت الصلوة واما اذا خاف فوتها فلا يجوز له

فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں یہہ جب ہے کہ وقت میں گنجایش ہو اور نماز کی فوت کا خوف نہو اور اگر فوت کا خوف ہو تو پھر نماز کی وقت سے تاخیر

تاخيرها عن وقتها لما روى انه عليه السلام قال لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق وذكر في المظهر ان السيد

جایز نہیں ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی گناہ میں بندہ کی تابعداری نہیں ہے اور مظہر میں مذکور ہے کہ مولی کو

لا يجوز له ان يمنع عبده عن اداء فرائض الله تعالى لاجل خدمته واذا ادى العبد فرائض الله تعالى لا يجوز

جایز نہیں ہے کہ غلام کو اپنی خدمت کی نظر سے فرایض الہی ادا نکرنی دے اور غلام جب فرایض الہی ادا کر چکے تو اوسکو جایز نہیں ہے

له ان يترك خدمة سيده ويشتغل بعبادة غير واجبة عليه الا ان ياذن له [illegible] حتى لو احرم
کہ مولی کی خدمت چہوڑکر عبادت غیر واجبی کرنی لگی البتہ اگر اسکا مولی اجازت دیوی تو مضائقہ نہین یہان تک کہ اگر بغیر اجازت [illegible] حج کی

للحج بغیر اذن سیده یجوز للسید ان یخرجه من الاحرام ویمنعه عن اتمام الحج ولو حج وفات عنه خدمة
لئی احرام باندہا تو مولی کو جایز ہی کہ اوسکو احرام مین سی نکال لی حج پورا نہ کرنی دی اور اگر غلام نی حج کیا اور اوسمین خدمت مولی کی فوت ہوگئی

سیده یکون اثما وکذا یجوز لسیده ان یمنعه عن صلوة النفل وصوم النفل ولا یجوز له ان یمنعه
تو گنہگار ہوگا اور ایسی ہی مولی کو جایز ہی کہ غلام کو نماز نفل اور روزہ نفل سی روکدی اور مولی کو یہہ جایز نہین ہی کہ تشہد اور الحمد

عن تعلم التشهد والفاتحة وعدة سور من القران وفرائض الصلوة والصوم لان هذه الاشياء واجبة
اور چند سورتین قرآن کی اور فرایض نماز روزہ کی نہ سیکہنی دی اسلئی کہ یہہ سب واجب ہین

لا یجوز اهمالها بخلاف غیرها وینبغی للعبد ان یغتنم ایام رقه لما روی انه علیه السلام قال اذا نصح العبد لسیده
انکا ترک جایز نہین ہی اس سی علاوہ کا ترک مضائقہ نہین اور غلام کو چاہئی کہ اپنی غلامی کا زمانہ غنیمت سمجہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب غلام اپنی

واحسن عبادة ربه کان له الاجر مرتین وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال نعما للمملوك ان یتوفاه الله تعالی
اور عبادت اپنی رب کی اچہی ادا کرتا ہی تو اوسکو دوہرا ثواب ہوتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا اچہا غلام ہی جسکو اللہ تعالی وفات دی

یحسن عبادة ربه وطاعة سیده نعما له وقد روی انه علیه السلام قال فی وعید الابق من مولاه اذا
کہ رب کی عبادت اور مولی کی اطاعت اچہی کرگیا اوسیکو نعمت ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی غلام کی حق مین جو مولی سی بہاگ جاوی فرمایا جب غلام بہاگ جاتا ہی

ابق العبد لم یقبل له صلوة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ایما عبد ابق برئت منه الذمة وینبغی
تو اوسکی نماز قبول نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام بہاگ جاتا ہی اوس سی ذمہ خالی ہی اور مولی کو

للمولی اذا طالت مدة مملوکه فی خدمته ان یعتقه لعله ینجو به مما بقی علیه من حقوقه ومظالمه راسا
لازم ہی کہ جب غلام کو خدمت کرتی ہوئی مدت دراز ہوجاوی تو اوسکو ازاد کردی کیا بعید ہی کہ اسکی سبب باقی حقوق اور مظالم سی برابر برابر بچ جاوی

براس ولعل الله تعالی یعتق بکل عضو منه عضوا منه لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال
شاید کہ اللہ تعالی غلام کی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا کو ازاد کردی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من اعتق رقبة مسلمة اعتق الله تعالی بکل عضو منه عضوا من النار حتی فرجه بفرجه وفیه اشارة
جسنی غلام مسلمان ازاد کیا تو اللہ تعالی اوسکی ہر عضو کی بدلہ اسکی اعضا آگ سی آزاد کریگا یہان تک کہ اسکی شرمگاہ اوسکی شرمگاہ کی بدلہ اسمین اشارہ ہی

الی استحباب اعتاق کامل الاعضاء بان لا یکون مجبوبا او خصیا اتماما للمقابلة اذ فهم منه انه تعالی
کہ ازاد کرنیکا حق یہہ ہی کہ اعضا کامل ہون ایسا کہ ذکر بریدہ یا خوجہ نہو تاکہ پورا مقابلہ ہوجاوی اسلئی کہ اس حدیث سی یون معلوم ہوتا ہی

یعتق فرج المعتق من النار بمقابلة اعتاق فرج مملوکه من الرق ولذلك قیل المستحب ان یعتق الرجل
کہ اللہ تعالی معتق کی شرمگاہ آگ سی ازاد کردیتا ہی بدلہ مین ازادگی شرمگاہ غلام کی غلامی سی اسیلئی کہتی ہین کہ مستحب یہہ ہی کہ مرد تو غلام ازاد کیا کری

عبدا والمراة امة تحقیقا للمقابلة وکذا ینبغی للسید اذا اتی مملوکه بطعام قد اصلحه ان یقعده معه
اور عورت لونڈی تاکہ مقابلہ ثابت ہوجاوی اور ایسی ہی سید کو لازم ہی کہ جب غلام کہانا پکا کر لاوی تو اوسکو اپنی ساتہہ دسترخوان پر بٹہالی

علی الخوان وان لم یقعده یعطیه لقمة ویقول له کل هذه لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
اور اگر نہ بٹہاوی تو ایک لقمہ ہی دیدی اور کہدی لی کہالی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اذا صنع لاحدکم خادمه طعامه ثم جاء به وقد ولی حره ودخانه فلیقعده معه فلیاکل وان
جب تمہاری لئی غلام کہانا پکاوی پہر لیکر آوی اور بیشک اوسنی گرمی اوٹہائی اور دہوان کہایا تو چاہئی کہ اوسکو کہانی کو ساتہہ بٹہالی اور اگر

كان الطعام مستقذرها قليلا فليقعده معه او ليجعل في يده منه اكلة او اكلتين وفي الفتاوى رجل لا ينفق على عبده

کھانا اوسکی بہت ہوں اور کھانا تھوڑا ہو تو اوسکی ہاتھ پہ دینی سی ایک یا دو لقمہ رکھدی اور فتاوی مین ہی کہ ایک شخص غلام کا خرچ نہین اوٹھاتا

ان كان العبد قادرا على الكسب لا يأكل من مال مولاه بلا رضاه وان لم يكن قادرا على الكسب او منعه

اگر وہ غلام کما سکتا ہی تو مولی کی مال مین سی اوسکی بی رضا نہ کہاوی اور اگر کما نہین سکتا یا مولی کمانی نہین

مولاه عن الكسب يجوز له ان يأكل من مال مولاه بلا رضاه والامة تأكل مطلقا روي عن ام سلمة رض

دیتا تو اسے جایز ہی کہ مولی کی مال مین سی بلا اجازت کہالی اور لونڈی بہرحال کہایا کری ام سلمہ سی روایت ہی

انه عليه السلام كان يقول في مرضه الصلوة وما ملكت ايمانكم فانه عليه السلام قرن المماليك بالصلوة

کہ نبی علیہ السلام مرض کی حالت مین فرماتی تہی نماز کی اور مملوک کی حفاظت کرو بیشک نبی علیہ السلام نی ممالیک کو نماز کی ساتہہ ملاکر

وامر بحفظهم كما امر بحفظها ليعلم ان القيام بمقدار حاجتهم من الطعام واللباس وتعليم الدين واجب

انکی حفاظت کا حکم دیا جیسی نماز کی حفاظت کا تاکہ معلوم ہو کہ ممالیک کی خدمت بقدر حاجت کہانی پہنی اور دین سیکہنی کی مالکون کی ذمہ

على من يملكهم كما يجب الصلوة عليهم فان المسلم كما يجب عليه نفقة عبيده وامائه قدر ما يكفيهم كذلك

ایسی واجب ہی جیسی اونپر نماز واجب ہی بیشک مسلمان پر جیسی خرچ غلاموں اور لونڈیوں کا بقدر کفایت واجب ہی ایسی ہی

يجب عليه ان يعلمهم ما فرض الله تعالى عليهم وما نهاهم عنه فان هذا امر قد اهمل اكثر العلماء في هذا

اوسپر یہہ واجب ہی کہ سیکہادی اللہ تعالی نی کیا کیا اونپر فرض کیا ہی اور کیا کیا منع کیا ہی بیشک یہہ ایسا کام ہی کہ اس زمانہ مین اکثر علماء نی چہوڑ دیا ہی

الزمان فضلا عن العوام فان العبيد والاماء في هذا الزمان لا يقصدون بالتعليم اصلا بل انما يقصدون

عوام کو کیا روئین بیشک غلام لونڈیان اس زمانہ مین دین سیکہنی کا ارادہ ہرگز نہین کرتی بلکہ بجز مقاصد

لقضاء المآرب الدنيوية فقط كانهم عند ملاكهم حيوان بهيمي لا تكليف عليهم فان كثيرا ممن يدعي

دنیوی کی کچہہ ارادہ نہین کرتی گویا وہ اپنی مالکون کی پاس بیل ڈنگر ہین اونکی ذمہ احکام شرعی نہین ہین بیشک اس زمانہ مین اکثر شخص جو اسلام کا

الاسلام في هذا الزمان يكون عنده عبيد واماء فلا يأمرهم بواجب ولا ينهاهم عن حرام بل يكون العبد و

دعوی کرتی ہین اونکی پاس غلام لونڈیان ہین پہر اونکو کسی واجب کا حکم کرتی ہین اور نہ حرام ہی روکتی ہین بلکہ غلام لونڈیون کو

الجارية في ملكه عدة سنين لا يصليان الصلوة المفروضة ويرتكبان امورا كثيرة من المناهي والمنكرات

اونکی ملک مین کئی کئی برس گذر جاتی ہین کہ فرض نماز نہین پڑہتی اور بہتیری اعمال مناہی اور منکرات کی جاتی ہین

وهو يريهما ويتغافل عنهما ويظن ان اثمهما عليهما لا عليه ولا يعلم ذلك المسكين انه مؤاخذ بما صدر عنهما

اور میان دیکہا کرتی ہین اور کچہہ نہین کہتی اس خیال مین ہین کہ انکا گناہ اونپر ہی مجہپر نہین ہی اور بیچارہ کو یہہ خبر نہین کہ جو گناہ اونسی ہوگا وہ پکڑا جاویگا

ومسؤل عنه ومعاقب عليه يوم القيمة لما روي عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال كلكم راع

اور اوسی پوچہہ ہوگی اور قیامت کی دن اوسپر عذاب ہوگا کیونکہ عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم سب نگہبان ہو

وكلكم مسؤل عن رعيته فاذا علم الانسان ان يسئل عن عبيده وامائه يوم القيمة لا يتركهم كالبهائم

اور نگہبانی کی سب سی پوچہہ ہوگی جب آدمی کو یہہ معلوم ہو کہ قیامت کو غلام لونڈیونکی مجہسی پوچہہ ہوگی تو اونکو شتر بی مہار

المرسلة بلا ضابط ديني ولا زاجر شرعي بل يشدهم بزمام الشريعة ويقيدهم بالاحكام الدينية ويصونهم

بی ضابطہ دینی اور بغیر زاجر شرعی کی کیون چہوڑی بلکہ اونکو شریعت کی رسی مین باندہی اور احکام دینی مین گہیری اور عذاب اخروی کی

عن موجبات العقوبات الاخروية اذ قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا فان الاهل

اسباب سی بچادی اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنی گہر والون کو اس آگ سی بیشک لفظ اہل کا

وان كان الاصل فيه ان يطلق على القرابة لكن يطلق على الاتباع ايضا ولا يبعد ان يكون المراد هاهنا

اگرچہ اصل میں قرابت دار پر بولتے ہیں لیکن اتباع کو بھی کہتے ہیں اور کیا بعید ہے کہ یہاں عموم کی جہت سے

المعنى لعمومه فعلى هذا يجب على المؤمن ان يعلم عبده وامائه من احكام الاسلام قدر ما يجب عليهم

یہی معنی مراد ہوں اس تقریر کی موافق مومن پر واجب ہے کہ اپنی غلام لونڈیوں کو احکام دینی جسقدر اونپر واجب ہیں سکھا دیوی

ثم يامرهم باداء الفرائض والواجبات وينهاهم عن ارتكاب المعاصي والمحرمات بالرفق اولا فان ابوا

پہر اونسی فرائض اور واجبات ادا کرائے اور معاصی اور محرمات پر چلنے سے منع کردے پہلے تو نرمی سے پہر اگر نہ مانیں

يغلظ الكلام عليهم فان ابوا يضربهم فمن لم يدخل منهم طريق الصلاح بعد ذلك يبيعه لانه مادام

تو غصہ سے دہمکا کر پہر بہی اگر باز نہ آویں تو مار کر پہر بہی اگر کوئی اونمیں سے طریقہ خوبی کا نہ لے تو اوسکو بیچ ڈالے اسلئے کہ جب تک اسکی ملک

في ملكه يجب عليه حفظه كما قال قاضيخان في فتاويه رجل له عبد مريض لا يقدر على الوضوء عن

میں رہیگا اوسکی حفاظت کا ذمہ دار ہے چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتے ہیں ایک شخص کی پاس غلام بیمار ہے وضو نہیں کرسکتا

محمد يجب على المولى ان يوضيه لانه مادام في ملكه كان عليه تعاهده لكن ينبغي ان يعلم ان المولى و

امام محمد سے ہے کہ مولی پر وضو کرانا واجب ہے اسلئے کہ جبتک اسکی ملک میں ہے تب تک اوسکا ذمہ دار ہے لیکن سمجھنا چاہئے کہ مولی کو اگرچہ غلام کا مارنا

ان جاز له ان يضرب عبده اذا اتى بما لا يوجب الحد لكن اذا اتى بما يوجب الحد فليس له ان يقيم عليه

جائز ہے اگر وہ ایسی خطا کرے کہ جسمیں حد نہ آتی ہو لیکن اگر ایسا کام کریگا جسمیں حد آتی ہو تو مولی کو اختیار نہیں ہے کہ مقدمہ پیش کئے پر جبتک حاکم

الحد الا باذن الحاكم بعد المرافعة اليه وثبوته عنده فاذا اقام عليه الحد ولم ينزجر يبيعه ولو بثمن بخس

ثابت کرکر حکم نہ دے اسپر حد جاری کرے پہر جب اوسپر حد جاری ہوچکی تو بہی نہ باز آوے تو بیچ ڈالے اگرچہ کم دام کو سستا

لما روى عن ابي هريرة رض انه قال اذا زنت امة احدكم فتبين زناها فليحدها بحد ولا يثرب عليها ثم ان

اسواسطے کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی لونڈی زنا کرے اور وہ ظاہر ہوجاوے تو اوسکو حد مارنی چاہئے اور اوسکو کچھ سرزنش نہ کرے پہر اگر

زنت فليحدها بحد ولا يثرب عليها ثم ان زنت الثالثة فليبعها ولو بحبل من شعر وفي ذكر الامة على الاطلاق

دوبارہ زنا کرے تو پہر حد مارنی چاہئے اور کچھ سرزنش نہ کرے پہر اگر تیسری دفعہ زنا کرے تو اوسکو بیچ ڈالے اگرچہ بدلے بال کی رسی کے اور مطلق لونڈی کے ذکر کرنے میں

اشعار بان حدها منكوحة كانت او غيرها الجلد لا انه نصف جلد الحرائر لقوله تعالى فان اتين بفاحشة

یہ اشارہ ہے کہ لونڈی کی حد منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ درے ہیں اتنا ہی کہ آزاد عورت سے آدہی بدلیل اس آیت کی پہر اگر کریں بیحیائی کا کام

فعليهن نصف ما على المحصنات من العذاب والمراد بالفاحشة في الاية الزنا وبالمحصنات الحرائر وبالعذاب

تو اونپر ہے آدہی مار جو بیبیوں پر مقرر ہے اور مراد لفظ فاحشہ سے اس آیت میں زنا ہے اور محصنات سے مراد آزاد عورتیں ہیں اور عذاب سے مراد

الجلد لا الرجم لانه لا يتنصف واستدل الشافعي بهذا الحديث على ان للمولى اقامة الحد على مملوكه وقال

درے ہیں سنگسار نہیں ہے کیونکہ سنگساری کا آدہا نہیں ہے اور امام شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مولی کو اپنی غلام پر حد جاری کرنیکا اختیار ہے اور

الحنفيون ليس له ذلك الا باذن الامام لقوله عليه السلام اربع الى الولاة وذكر منها الحدود والولاة جمع الوالي

حنفی کہتے ہیں کہ بدون اذن امام کی مولی کو اختیار نہیں ہے بدلیل اس حدیث کی کہ چار باتیں والیوں کی اختیار میں ہیں اونہی میں حدود کو ذکر کیا اور ولاۃ جمع والی کی

وهو اذا اطلق ينصرف الى من له ولاية عامة وهو السلطان او نائبه واما التصريح بالنهي عن التثريب

اور اسکو بے قید بولتے ہیں تو وہ حاکم مراد ہوتا ہے جسکو حکومت عام ہو یعنی بادشاہ یا اوسکا نائب اور صریح ممانعت سرزنش سے لونڈیوں کو

عليها بعد الامر بجلدها فلان عقوبة الزنا قبل ان يشرع الجلد كان التثريب وهو التوبيخ والتعيير

بعد حکم دینے درے زنی کی اسواسطے ہے کہ زنا کی عقوبت درہ مقرر ہونے سے پہلے تثریب تھی یعنی جھڑکنا اور شرم دلانی

فيكون معنى الحديث لا يقتصر على تعييرها بل ليقم عليها الحد وقيل معناه لا تثريب عليها بعد اقامة الحد

تو معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ سرزنش پر اکتفا نکریں بلکہ اوسپر حد جاری کیجاوی اور بعضی کہتی ہیں اسکی معنی یہہ ہیں کہ جب حد جاری ہوچکی تو اب سرزنش نہین ہی

عليها واما الامر ببيعها في الثالثة فلما فيه من ترك المخالطة مع الفساق واهل المعاصي فان قيل كيف يكره

اور واسطی بیچ ڈالنیکا تیسری دفعہ میں اسلئی ہی کہ اسمین فساق اور فجار کا ملاپ اور صحبت چہوٹتی ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری یہہ کیونکر ہی

شيئا لنفسه ويرتضيه لاخيه المسلم مع انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب

کہ ایک شئی کو اپنی لئی برا سمجھی اور بہائی مسلمان کی لئی پسند کری باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مؤمن ہوگا کوئی تم میں سی جبتک کہ پسند کری واسطی بہائی

لنفسه فالجواب انه يبيعها على قصد ان تستعف عند مشتريها بضبطها او بالاحسان اليها والتوسعة عليها

اپنی کی جسطرح پسند کری اپنی لئی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس نیت سی بیچی کہ مشتری کی پاس جاکر اوسکی ضبط یا احسان کرنی سی اور فراخی برتنی سی عفیفہ ہوجاوی

وذكر في نصاب الاحتساب ان من اعتاد ان يشتم مماليكه كل يوم وكل ساعة لا يقبل شهادته وان كان

اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی جسکی یہہ عادت پڑجاوی کہ غلاموں کو ہر روز اور ہر وقت گالیاں دیا کری تو اوسکی گواہی مردود ہی اور اگر کبہی کبہی گالی دیتا ہو

احيانا تقبل ان لم يكن قذفا وان كان قذفا يسقط العدالة ويوجب الجلد لكن لا يضرب في الدنيا لان المولى

تو گواہی اوس صورت میں قبول ہوگی کہ وہ گالی قذف نہووی اور اگر قذف ہو تو وہ عادل نہیں رہتا اور درّہ مارنی آتی ہیں لیکن دنیا میں نہیں اسلئی کہ مولی پر

لا يعاقب في الدنيا بسبب عبده بل يضرب في الاخرة لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من قذف

دنیا میں غلام کی جہت سی عقاب نہیں ہوتا بلکہ آخرت میں لگینگی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی غلام کو

مملوكه وهو برئ مما قال جلد يوم القيمة الا ان يكون كما قال وذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه عن عامر الشعبي

گالی دیکی اور وہ اوسکی گالی سی پاک ہی تو قیامت کی دن درّہ لگینگی ان اگر اوسکی کہنی کی موافق ہو تو خیر اور فقیہ ابو اللیث تنبیہ میں عامر شعبی سی روایت کرتا ہی

انه قال استسقى رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من اهل بيت فدعت المرأة خادمتها فابطأت

کہ ایک شخص نی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سی ایک اہل بیت سی پانی مانگا سو بی بی گہروالی نی لونڈی کو بلایا اوسنی دیر کی

فقذفتها فقال ذلك الرجل اما انك تستحدين لها يوم القيمة او تقيمين اربعة انها كما قلت فاعتقها

پہر بی بی نی اوسکو گالی دی پہر اوس شخص نی کہا تحقیق قیامت کی دن تجپر اوسکا حد لگیگی یا چار گواہ لاؤ کہ یہہ لونڈی ایسی ہی جو تو کہتی ہی پہر بی بی نی اوسکو آزاد کردیا

قال عسى ان يكفر هذا عنك هذا الحديث وان دل على ان قذف المملوك يوجب الحد لكن لا

اوس شخص نی کہا امید ہی کہ تیرا یہہ عوض ہوجاوی اس حدیث سی اگرچہ معلوم ہوتا ہی کہ غلام کو گالی دینی سی حد لازم آتی ہی لیکن حد

يوجبه لعدم الاحصان فيه لان شرط الاحصان في حد القذف خمسة الحرية والاسلام والعقل و

واجب نہیں ہوتی اسلئی کہ محصن نہیں ہی اسلئی کہ حد قذف میں احصان کی شرطیں پانچ ہیں آزادگی اور اسلام اور عقل اور

البلوغ والعفة عن الزنا فمن لم يوجد فيه واحد من هذه الشروط الخمسة لا يكون محصنا فقذفه

بلوغ اور پاک ہونا زنا سی پہر جسمیں ان پانچ شرطوں میں سی کوئی سی ایک بہی موجود نہو گی تو وہ محصن نہیں ہوگا ایسی کی قذف سی حد نہیں آتی

لا يوجب الحد بل يوجب التعزير البالغ غايته وهو تسعة وثلثون سوطا عند ابي حنيفة وعند ابي يوسف في

بلکہ بڑی سی بڑی تعزیر آتی ہی اور وہ نزدیک امام ابو حنیفہ کی انتالیس درّہ ہیں اور امام ابو یوسف کی نزدیک ایک

رواية خمسة وخمسون وفي رواية تسعة وسبعون فان لم يضرب في الدنيا يضرب في الاخرة بسياط

روایت میں پچپن درّہ ہیں اور ایک روایت میں اناسی درّہ ہیں سو دنیا میں اگر نہ لگینگی تو آخرت میں سب کی سامنی آگ کی درّہ لگیں گی

من النار على رؤس الاشهاد ومن يوجد فيه هذه الشروط الخمسة كلها يكون محصنا ويوجب قذفه الحد

اور جسمیں یہہ پانچوں شرطیں تمام موجود ہوں تو وہ محصن ہی اوسکی قذف سی حد لازم آتی ہی

وهو ثمانون سوطا للحر ونصفها للعبد مع عدم قبول شهادتهما ولو بعد التوبة لقوله تعالى والذين يرمون
یعنی اسی درہ آزاد کی لیئے اور آدہی غلام کی لیئے اور گواہی بہی مقبول نہوگی گرچہ توبہ کریں بدلیل اس آیت کی اور جو لوگ عیب لگاتی ہیں

المحصنت ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم
قیدوالیوں کو پھر نہ لائیں چار شاہد تو مارو اونکو اسّی چوٹ قمچی کی اور نہ مانو اونکی کوئی گواہی کبھی اور وہ ہی لوگ ہیں

الفسقون الا الذین تابوا من بعد ذلك واصلحوا فانه تعالی قد بین فی هذه الآیة ان الذین یرمون المحصنت
بی حکم مگر جنہوں نی توبہ کی اس پیچھی اور سنوار پکڑی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان فرمایا ہی کہ جو لوگ تہمت زنا کی کرتی ہیں پاک عورتوں کو

بالزنا ثم لم یاتوا باربعة شهداء یتوجه علیهم ثلثة احکام وجوب جلدهم ورد شهادتهم وکونهم فاسقین الا
پہر نہیں لاتی چار گواہ تو اونپر تین حکم جاری ہونگی بالضرور درہ مارنی اور گواہی مردود اور وہ فاسق ہیں پہر اتنا ہی

انهم ان تابوا واقروا بالکذب ببراءة المقذوف واستحلوا منه واصلحوا ما افسدوا من کسر العرض وهتك الستر
کہ اگر وہ توبہ کریں اور اپنی جھوٹ اور مقذوف کی برات کی قائل ہوں اور اوس سی معاف کرالیں اور جو خرابی کی تہی اوسکو درست کریں یعنی بی آبروئی اور پردہ دری

یرتفع عنهم الفسق للاستثناء الواقع فی الآیة ولا یرتفع عنهم الجلد ولا رد الشهادة عند العلماء الحنفیة والحاصل
تو فسق دور ہو جائیگا اوسلئی کہ آیت میں استثناء واقع ہی اور درہ معاف نہیں ہوسکتی اور نہ گواہی مقبول ہوسکی نزدیک علماء حنفیہ کی اور حاصل یہہ ہی

ان فی الآیة تصریحا بترتیب الاحکام الثلثة علیهم بمجرد العجز عن اقامة البینة بلا اشتراط الکذب فی الحقیقة
کہ آیت میں صاف تینوں حکم اونپر مرتب کر رکہی ہیں گواہ گذارنی سی عاجز ہوتی ہی لازم ہیں اور کچہہ شرط نہیں ہی کہ حقیقت اور نفس الامر میں

ونفس الامر لان القذف خبر یحتمل الصدق والکذب الا انهم یهتك ستر العفة بلا فائدة حیث عجزوا عن الاثبات
جھوٹ ہووی اسلئی کہ قذف خبر ہی احتمال صدق اور کذب دونو کا رکہتی ہی لیکن وہ عفت کی پردہ دری بلا فائدہ کرکر کہ ثابت نکر سکی

کانوا فاسقین مستحقین للعقوبة التی هی الجلد ورد الشهادة وان کانوا صادقین فی نفس الامر اذ قال الله تعالی
فاسق ہوگئی اور سزاوار اس عذاب کی ہوئی یعنی درہ اور رد شہادت گرچہ واقع میں سچی ہی ہوں اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

لولا جاءوا علیه باربعة شهداء فاذ لم یاتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الکذبون فعلم من هذا ان ما لا حجة
کیوں نہ لائی وہ اس بات پر چار شاہد پہر جب نہ لائی شاہد تو اللہ کی ہاں وہ ہی ہیں جہوٹی اس سی معلوم ہوا کہ جس بات پر حجت نہو سکی

علیه فهو فی حکمه تعالی کذب ولذلك رتب علیه الحد لعدم الفائدة فی الاخبار به من الحسبة
وہ حکم الہی میں جہوٹ ہی اسی لیئی اوسپر حد قایم ہوئی کیونکہ اس خبر میں کوئی سا فائدہ نہیں ہی نہ تنبیہ

والزجر والسیاسة بل هو مجرد هتك الستر وکسر العرض وهذا اذا کانوا صادقین فکیف اذا کانوا
اور نہ زجر اور سیاست بلکہ یہہ صرف پردہ دری اور بی آبروئی ہی یہہ اس صورت میں ہی اگر سچی ہوں پہر کیا کہوں اگر

کذبین وهم یحسبونه هینا وهو عند الله عظیم ولهم فی الآخرة عذاب الیم نعم من رای رجلا یزنی
جہوٹی ہوں اسکو وہ لوگ سہل سمجہتی ہیں اور وہ اللہ کی ہاں بڑی ہی اور اونکی لیئی ہی آخرت میں دکہہ کی مار ہی ہاں جو شخص کسیکو زنا کرتی دیکہی

یحل له ان یقتله وانما لا یقتله لانه لا یصدق انه قتله لانه رآه یزنی المجلس السابع والسبعون
تو اوسکو اوسکا قتل کرنا حلال ہی اور قتل اسلئی نہیں کرتا کہ ثابت نکر سکیگا کہ میں نی زنا کرتا دیکہہ کر قتل کیا ہی ستترویں مجلس

فی بیان حرمة اللواطة وعقوبتها وغیرها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اخوف ما
اغلام کی حرمت کی بیان میں اور اوسکی سزا وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہکو بڑی سی بڑا خوف

اخاف علی امتی عمل قوم لوط هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه جابر وفیه تنبیه عظیم علی کون عملهم
اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور اسمیں بڑی تنبیہ ہی کہ اونکا یہہ عمل

[illegible] الذنوب وعظمها عاقبهم الله تعالى بما لم يعاقب به امة من الامم وجمع عليهم من انواع العذاب ما لم
اور انھا جب کہ ... الله تعالیٰ نے اونکو ایسا عذاب دیا کہ تمام امتوں میں سے کسیکو نہیں دیا اور اونپر کئی قسم کی عذاب جمع کر دئی جو اور کسی

يجمعه على غيرهم من الامم وذمهم وكرر قصتهم في عدة سور من كتابه الكريم حتى يرتدع من علمهم الذين يؤمنون
پر جمع نہیں کئی اور اونکی برائی بیان کی اور بار بار اونکا قصہ اپنی کتاب کریم کی کئی سورتوں میں بیان کیا تاکہ جو لوگ خدا اور قیامت کی

بالله واليوم الاخر اشد الارتداع ويحترزوا عنه وعن مباديه كالنظر والمصاحبة واللمس والقبلة اشد
دن پر ایمان لاتے ہیں اس سے خوب باز آویں اور اوس سے اور اوسکی اسباب سے جیسا دیکھنا اور پاس بیٹھنا اور ہاتھ لگانا اور منہ چومنا

الاحتراز فلا يقربوا منه ولا يحوموا حوله فضلا عن ان يفعلوه اذ قد روي ان طباع جميع الحيوانات
بہت پرہیز کریں اوسکی پاس نہ پھٹکیں اور اوسکی گرد نہ جاویں کرنیکا تو کیا ذکر ہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ تمام حیوانات کی طبیعتیں بجز سور اور بندر کی اس عمل سے

تأباه الا الخنازير والقرد وفي رواية الا الخنزير والحمار فمن يميل طبعه اليه يكون في الدناءة والخساسة
نفرت کرتی ہیں اور ایک روایت میں ہے سوای سور اور گدھی کی پس جسکی طبیعت اوسپر مائل ہووی تو وہ دناءت اور خساست

والخباثة مثل الخنازير والقرد والحمار بل هو ادنى منها حالا لما روي انه عليه السلام قال الخنازير والقرد
اور خباثت میں سور اور بندر اور گدھی کی برابر ہے بلکہ اونسی بھی بدتر اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سور اور بندر

اعقل عند الله تعالى ممن يرتكب المعاصي وذلك لان من يرتكب المعاصي على الاستمرار من غير التوبة والاستغفار
الله کی نزدیک اوس سے زیادہ ہوشیار ہیں جو معاصی اختیار کرتا ہے اسلئے کہ جو شخص معاصی میں ہمیشہ گرفتار رہتا ہے بے توبہ اور استغفار کی

يكون من الذين قال الله تعالى فيهم اولئك كالانعام بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالبهائم في كون مشاعرهم
وہ اون لوگوں میں ہے جنکو الله تعالیٰ فرماتا ہے وہ جیسے چوپائے بلکہ اونسی زیادہ بے راہ کیونکہ الله تعالیٰ نے اونکو بہائم سے تشبیہ دی کہ اونکی دل و دماغ

متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصورة عليها وعدم التفكر فيما يقرع اذانهم من الايات وعدم الانتفاع بها بل
اسباب دنیوی کی طرف متوجہ ہو کر اوسی کی ہو رہی اور اونکا کچھ فکر نہیں ہے جو آیات سنتے ہیں اور اونسی نہ کچھ نفع لیتے ہیں بلکہ ایسی لوگوں کو

جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شانها ان تدركه من المنافع والمضار وتجتهد غاية جهدها في جلب
اونسی بھی گمراہ ٹھیرایا کیونکہ ڈنگر تو وہ سمجھتی ہیں جو اونکی سمجھنے کی لائق ہے فائدہ اور نقصان کو منفعت کی وصول میں اور مضرت کی دفع میں خوب کوشش کرتی ہیں

ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها ممن يسيء اليها وهؤلاء ليسوا كذلك حيث لا يميزون
اور اپنی مالک کی مطیع رہتی ہیں اور اپنی محسن اور ایذا رسان میں تمیز کرتی ہیں اور یہ لوگ بدکار ایسی نہیں ہیں کیونکہ یہ منفعت

بين المنافع والمضار ويجتهدون غاية جهدهم في جلب ما يضرهم وسلب ما ينفعهم ولا ينقادون لربهم ولا يعرفون
اور مضرت میں فرق نہیں کرتی اور مضرت حاصل کرنیکو اور منفعت کھونی پر ٹوٹ پڑتی ہیں اور اپنی پروردگار کی فرمانبرداری نہیں کرتی اور نہ اوسکی احسان

احسانه اليهم من اساءة الشيطان الذي هو عدو عدوهم ويقدمون على العذاب الاليم ولا يقدمون على
کی تمیز کرتی ہیں شیطان کی بدی سے جو کہ اونکا بڑا ہی دشمن ہے اور سخت عذاب پر دوڑتی ہیں اور عیش دائمی

النعيم المقيم ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا وهم عن الاخرة هم
کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور وہ اون لوگوں میں داخل ہیں جنکو الله تعالیٰ فرماتا ہے جانتے ہیں اوپر اوپر دنیا کا جینا اور وہی لوگ آخرت سے

غافلون يعني انهم يعلمون ظاهرا حقيرا خسيسا من الدنيا وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر
خبر نہیں رکھتی یعنی وہ لوگ دنیا میں سے یہ ہی حقیر بے حقیقت کو سمجھ رہی ہیں اور وہ ہی جو دیکھتی ہیں دنیا کی زیب و زینت اور لذتیں اور تمام

احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم وهم عن الاخرة التي هي مطلب الاعلى والمقصد الاقصى غافلون
حالات جو اونکی شہوات کی موافق ہیں اور ہوا ہوس کی مناسب اور یہ لوگ آخرت سے جو بڑا مطلب اور غایت درجہ کا مقصد ہے غفلت میں ہیں

لا یخطرونها ببالهم ولا یدرکون من احوال الدنیا ما یؤدی الی معرفتها ولا یتفکرون فیها حتی یحصل لهم علم بها
اسکا خیال دلمین نہین لاتی اور دنیا کی حالات مین سی اوسپر نظر نہین ڈالتی جس سی آخرت کی سمجھ آوی اور نہ اوسمین فکر کرتی ہین تا کہ اونکو آخرت کا علم آوی

فان العلم بامور الاخرة موقوف علی العلم بوجود الباری تعالی وقدرته وارادته وعلمه وحیوته وذلک العلم لا یحصل
کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالی اور اوسکی قدرت اور اراده اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم بدون نگاه

الا بالنظر الی المصنوعات والتفکر فی احوالها المتغیرة وهم قصروا النظر علی الظواهر الخسیسة کالبهائم ولم یتفکروا فی
کرنیکی مصنوعات مین اور بغیر فکر کرنیکی بدلتی حالات مین حاصل نہین ہوسکتا اور اونہون نی ڈنگرون کی طرح صرف ظاہر بی حقیقت پر نگاه کر رکہی ہی

عجائب صنعه تعالی لیستدلوا بها علی وجوده وصفاته التی یتوقف علیها وجود الممکنات فیعلموا ان ما اخبر به من امور
اور عجائبات صنع الہی مین فکر نہین کرتی تا کہ اوسکی وسیلہ سی اوسکی وجود اور صفات پر استدلال کر سکین جسپر وجود ممکنات کا موقوف ہی اور معلوم کرین کہ امور اخروی جنکی خبر

الاخرة امور ممکنة یلزم ثبوتها وکون المکلفین فیها فریقین فریق فی الجنة وفریق فی السعیر بحکم صلاح الاعمال
آئی ہی امور ممکنہ ہین انکا ثبوت لازم ہی اور مکلف لوگ اسمین دو قسم پر ہین اعمال کی خوبی اور بدی کی لحاظ سی ایک قسم جنت مین اور ایک قسم دوزخ مین پہر بیشک سبب

وفسادها ثم ان سبب محبة العبد المعاصی والفجور فساد العلم او فساد القصد او فسادهما جمیعا بل قد قیل فساد
آدمی کی محبت کا معاصی اور فجور سی یا تو علم کا فساد ہی یا تو قصد کا فساد یا ملکر دونو کا فساد بلکہ بعضی کہتی ہین

القصد من فساد العلم فان من علم ما فی المضار من المضرة حقیقة العلم لا یمیل الیه الا تری ان من علم
قصد کا فساد بہی علم کی فساد مین سی ہی اسلئی کہ جسکو خوب معلوم ہووی کہ مضر چیز مین نقصان ہی تو اودہر رغبت نہین کرتا تو دیکہتا نہین کہ جسکو یقینی معلوم ہو

من طعام لذیذ انه مسموم لا یقدم علیه فعلی هذا ان الایمان الحقیقی هو الذی یحمل صاحبه علی فعل
کہ فلانی لذیذ کہانی مین زہر ملا ہی اوسمین ہاتہ نہین ڈالتا اس بیان کی موافق بیشک حقیقی ایمان وه ہی جس سی آدمی منفعت اخروی کو اختیار کری

ما ینفعه فی الاخرة وترک ما یضره فیها فاذا لم یفعل ما ینفعه فی الاخرة ولم یترک ما یضره فیها لا یکون ایمانه حقیقیا
اور مضرات اخروی کو چہوڑی پہر اگر آدمی نہ تو منفعت اخروی پر عمل کری اور نہ مضرات اخروی کو چہوڑی تو اسکا ایمان حقیقی نہین ہی

بل لسانیا لا قلبیا فان المؤمن بالنار حقیقة الایمان حتی کانه یراها لا یسلک طریقها الموصلة الیها فضلا
بلکہ زبانی ہی دلی نہین کیونکہ جو شخص دوزخ پر ایسا حقیقی ایمان لایا گویا اوسکو دیکہ رہا ہی تو ایسا راه نہین چلیگا جو اودہر لیجاوی اور سعی کر کر

عن ان یسعی فی دخولها والمؤمن بالجنة حقیقة الایمان حتی کانه یراها لا یمهل عن طلبها بل یسعی فی دخولها
داخل ہونیکا تو کہان مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لایا ہی گویا کہ اوسکی نظر کی سامنی ہی اوسکی طلب مین سستی نہین کریگا بلکہ سعی کر کر داخل ہوگا

وهذا امر یجده الانسان فی نفسه عند سعیه فی امور الدنیا من دفع ما یضره وجلب ما ینفعه فعلی هذا کل من اعتاد
اور یہہ تو ایسی بات ہی کہ آدمی جب دنیاوی کاروبار مین لگتا ہی تو اپنی دلمین سوچ لی کہ نقصان سی حتی المقدور بچتا ہی اور منفعت کو حاصل کرتا ہی اس بیان کی موافق

ان یعمل عمل قوم لوط لا یکون ایمانه حقیقیا بل لسانیا لان جرمه لا یشبه سائر الجرائم وهذا اختلف العلماء
جسکی عادت عمل قوم لوط کی پڑجاوی تو اوسکا ایمان حقیقی نہین ہی بلکہ زبانی ہی کیونکہ اسکی خطا اور خطاؤن سی نہین ملتی اسہی لئی اسکی حد مین علماء کو اختلاف ہوا

فی حده فذهب قوم الی ان الفاعل یحد حد الزنا فانه ان کان محصنا یرجم وان لم یکن محصنا یجلد مائة جلدة
ایک گروه کا یہہ مذہب ہی کہ فاعل پر حد زنا کی جاری ہو پہر اگر فاعل محصن ہی تو سنگسار کرین اور اگر محصن نہین تو سو دره مارین

وهو قول الشافعی وابی یوسف ومحمد بن الحسن والحسن البصری وعطاء والنخعی وقتادة والاوزاعی وذهب قوم
اور یہہ ہی قول شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن بصری اور عطاء اور نخعی اور قتاده اور اوزاعی کا ہی اور ایک قوم کا یہہ مذہب ہی

الی انه یرجم محصنا کان او غیر محصن وکذا المفعول به وهو قول مالک واحمد واستدلوا علی ذلک بان الله تعالی
کہ سنگسار کرین محصن ہو یا غیر محصن اور ایسی ہی مفعول بہ کو اور قول مالک اور احمد کا یہہ ہی اسپر انکا استدلال یہہ ہی کہ الله تعالی

اهلاک قوم لوط بالرجم کما قال فی محکم تنزیله وامطرنا علیهم حجارة من سجیل وجه الاستدلال ان شریعة

نی قوم لوط کو پتهرون سی ہلاک کیا چنانچہ اپنی کتاب مین فرمایا ہی اور برسائی ہمنی اونپر پتهر بڑی کنکر کی وجہ استدلال کی یہہ ہی کہ پہلی شریعتین

من قبلنا شریعة لنا اذا قصه بلا انکار ولم یظهر نسخها وقد حکیت بلا انکار ولم یظهر نسخها بل روی انه علیه السلام

جیسے ہماری شریعت ہی اگر اونکا بیان بلا انکار چلا آوی اور اونکا نسخ ظاہر نہووی اور اسکی حکایت بلا انکار ہی اور اسکا نسخ بہی ظاہر نہین ہی بلکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال من وجدتموه یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به واتفق علیه الصحابة وان اختلفوا فی کیفیته فان

فرمایا جسکو دیکہو کہ عمل قوم لوط کا کرتا ہی تو فاعل اور مفعول بہ دونو کو قتل کرو اور صحابہ تمام اسپر متفق ہین اگرچہ طریقہ قتل مین مختلف ہین کیونکہ

اربعة من الخلفاء احرقوه وهم ابوبکر وعلی وعبد الله بن زبیر وهشام بن عبد الملک ویروی عن ابی بکر انه قال یهدم

چار خلفا رنی اوسکو جلا دیا ہی یعنی ابوبکر اور علی اور عبد اللہ بن زبیر اور ہشام بن عبد الملک نی اور ابوبکر سی یہہ بہی روایت ہی کہ کہتا تہا اوسکی اوپر

علیه البیت وقال ابن عباس ینظر اعلی بناء فیرمی منه منکوسا ثم یتبع بالحجارة لان قوم لوط اهلکوا کذلک حیث

گہر کو گرا دین اور ابن عباس کہتی ہین ایک بلند مکان تجویز کرکی اوسپرسی سر کی بل گرا دین پہر ترت پیچہ پتہر مارین اسلئی کہ قوم لوط اسیطرح ہلاک کیا گیا ہی کیونکہ

حملت قریتهم ونکست بهم ولا شک فی اتباع الهدم بهم حال نزولهم وذکر صدر الشریعة فی درر الاحکام ان الصحابة

انکی گانوکو اوٹہا کر اوندہا ڈالدیا تہا اور بیشک جب وہ گری ترت اونکی اوپر مکان گری اور صدر الشریعہ نی درر الاحکام مین ذکر کیا کہ صحابہ

اختلفوا فی موجبه من الاحراق بالنار وهدم الجدار والتنکیس من محل مرتفع واتباع الاحجار وعند ابی حنیفة یعزر

اسکی سزا مین یعنی آگ مین جلانا اور اوپر دیوار گرانا اور اونچی مکان سی اوندہا گرا ترت پتہر مارنی مین اختلاف کرتی ہین اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک کو ئی ایسی ہی

بامثال هذه الامور وهذا هو المناسب فی هذا المحل لغلظ الجنایة ووجود الموافقة للصحابة فان التعزیر بهذا الوجه و

تعزیر دین اور اس محل مین یہہ ہی مناسب ہی کیونکہ گناہ بہت سخت ہی اور صحابہ کی رائی سی اتفاق ہی بیشک اسطرح کی تعزیر

ان کان فوق الحد لکن یجوز علی طریق السیاسة حتی لا یبقی للوطی رخصة فی المیل الی اللواطة فان عدم لزوم الحد

اگرچہ حد سی زیادہ ہی لیکن سیاست کی واسطی جایز ہی تاکہ لوطی کی واسطی لواطت کی طرف سہارا رغبت کا باقی نرہی اور حد کا لازم نہونا

فیها عند ابی حنیفة لیس لخفة امرها فان حرمتها عنده وعند جمیع العلماء اعظم من حرمة الزنا بل لکون خبثها

اس گناہ مین امام ابوحنیفہ کی نزدیک اسلئی نہین ہی کہ یہہ گناہ ہلکا ہی کیونکہ اسکی حرمت تو اونکی اور تمام علماء کی نزدیک زنا کی حرمت سی برتر ہی بلکہ اسکی خباثت

مرکوزا فی الطباع لان المحل مستقذر لا یمیل الیها من له طبع سلیم ولا تستند عن زاجر للامتناع عنها بل اکتفی فیها

جو دلون مین گڑی ہوئی ہی کیونکہ یہہ جگہہ نجس ناپاک ہی جسکی طبیعت سلیم ہی ادہر کبہی خیال نہین کرتا نہ اوسکو کسی زاجر مانع کی حاجت ہی بلکہ یہہ ہی نفرت طبیعی

بالمانع الطبعی کما اکتفی به فی اکل الرجیع وشرب البول لکن لما کان فی النفوس الخبیثة المتعدیة لحدود الله تعالی اقوی الداعی

روکنی کو کافی ہی جیسی کہ نفرت طبیعی گوہ کہانی اور موت پینی مین کافی ہی لیکن چونکہ خبیث نفسون کو جو حدود الٰہی سی تجاوز کرتی ہین اور ہر بڑا اشتیاق ہی تو خوب سختی سی

الیها وجب الزجر عنها بابلغ وجه فانها فی هذا الزمان قد شاعت فی هذه الامة المحمدیة وانتشرت بین عربها وعجمها وعالمها و

روکنا واجب ہوا کیونکہ لواطت اس زمانہ مین درمیان امت محمدی کی بہت پہیل گئی ہی اور درمیان عرب اور عجم کی اور عالم اور

جاهلها وخواصها وعوامها وبلغت مبلغا کانوا یفتخرون بها ویلومون من لا امرد له ویطعنون فیه ویقولون انه

جاہل اور خاص وعام مین منتشر ہوکر یہہ نوبت ہوگئی ہی کہ اسمین فخر کرتی ہین اور جسکی پاس امرد نہووی اوسکو ملامت اور طعن کرتی ہین کہتی ہین یہہ

لیس بآدمی ولا مذاق له ویفتخرون بقیام الامرد بین ایدیهم ویلبسونه احسن الثیاب من المحرمات لیری علی احسن

کیا آدمی ہی اوسکو کچہہ مذاق نہین ہی اور ناز کرتی ہین کہ اونکی سامنی امرد موجود ہی اور اوسکو اچہی اچہی حرام کپڑی پہناتی ہین تاکہ اچہی صورت نظر آوی

الهیئة وقد روی انه علیه السلام قال من سره ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبوأ مقعده من النار فان هذا الوعید

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ مرد اوسکی آگی تصویر کی طرح کہڑی رہین تو وہ اپنی بیٹہک دوزخ مین بناوی بیشک یہہ وعید

فی قیام الرجال فکیف فی قیام المردۃ الذین لا یجوز النظر الیہم علی ما ذکر فی النوازل ان الغلام اذا کان صبیحا لا یجوز

مردون کی قیام پر بہی پہر امرد کی قیام پر جنکی طرف دیکہنا بہی جایز نہین دیکہنی کیا ہوتا ہی چنانچہ نوازل مین مذکور ہی کہ اگر لڑکا خوبصورت ہو تو اوسکی طرف دیکہنا جایز نہین ہی

النظر الیہ لما روی انہ علیہ السلام قال وایاکم ومجالسۃ اولاد الاغنیاء فان لہم صورۃ العورۃ وفتنتہم اشد من

کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بچو اولاد اغنیا کی ہمنشینی سی کیونکہ انکی صورت عورتا کی سی ہو تی ہی اور انکا فتنہ عورتون کی

فتنۃ النساء وذکر فی ملتقط الناصری ان الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکمہ حکم الرجال وان کان

فتنہ سی بد تر ہی اور ملتقط ناصری مین مذکور ہی کہ لڑکا جب مردون کی حد کو پہنچی اور خوب صورت نہووی تو اوسکا حکم مردون کا سا ہی اور اگر

صبیحا فحکمہ حکم النساء وھو عورۃ من قرنہ الی قدمہ لا یحل النظر الیہ عن شہوۃ واما السلام والنظر لا عن شہوۃ

خوب صورت ہووی تو اوسکا حکم عورتون کا سا ہی اور وہ عورت ہی سر سی پانو تک بنظر شہوت اوسکو دیکہنا حلال نہین اور سلام کرنی اور بی شہوت دیکہنی مین

فلا باس بہ ولہذا لم یؤمر بالنقاب وقد جاء فی الاخبار ان عبد اللہ بن عمر کان جالسا فی باب دارہ مع بعض اصحابہ

کچہہ مضائقہ نہین اور اسہی لئی اوسکو منہہ ڈہکنی کا حکم نہین ہی اور اخبار مین آیا ہی کہ عبد اللہ بن عمر اپنی گہر کی دروازہ مین اپنی یارون کی ساتہہ بیٹہی تہی سو انہون نی

فرای غلاما صبیحا اقبل من السکۃ فقام ودخل دارہ فلما قالوا ذھب خرج من الدار فقیل لہ ھذا من عندک

ایک لڑکا خوبصورت دیکہا کہ کوچہ مین سی سامنی آگیا تو کہڑی ہو کر گہر مین گہس گئی جب یارون نی کہا وہ چلا گیا تب گہر مین سی نکل کی پوچہا یہہ اپنی طرف سی احتیاط ہی

یا ابا عبد الرحمن ام سمعت شیئا من رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام فقال سمعت رسول اللہ علیہ السلام یقول النظر

یا ابو عبد الرحمن یا کچہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی جواب دیا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی کہ فرماتی تہی کہ لڑکون کی طرف

الیہم حرام والکلام معہم حرام ومجالستہم حرام وقال القاضی سمعت الامام یقول ان مع کل امراۃ شیطانین ومع

دیکہنا حرام ہی اور بولنا حرام ہی اور ہمنشینی حرام ہی اور قاضی کہتا ہی مینی امام سی سنا ہی کہتی تہی بیشک ہر عورت کی ساتہہ دو شیطان ہوتی ہین اور ہر

کل صبیح غلام ثمانیۃ عشر شیطانا وکان محمد بن الحسن صبیحا وکان ابو حنیفۃ یجلسہ خلفہ او خلف ساریۃ المسجد

خوبصورت لڑکی کی ساتہہ اٹہارہ شیطان ہوتی ہین اور محمد بن الحسن خوبصورت تہی امام ابو حنیفہ باوجود کمال تقوی کی اونکو اپنی پشت بیٹہایا کرتی تہی یا مسجد کی ستون

حتی لا یقع علیہ بصرہ مخافۃ خیانۃ العین مع کمال تقواہ وقال سفیان یکون فی ھذہ الامۃ ثلثۃ اصناف من

تاکہ اوسپر نگاہ نپڑی مبادا آنکہہ سی خیانت ہووی اور سفیان کا قول ہی کہ اس امت مین تین قسم کی لوطی ہونگی

اللوطیین صنف ینظرون وصنف یصافحون وصنف یعملون والشر فی الصبیان اکثر من النساء لان من مال قلبہ الی

ایک قسم بہانپنی والی نظرباز اور ایک قسم دست بوسی کرنیوالی اور ایک قسم عمل کرنیوالی اور لڑکون مین بہ نسبت عورتون کی بڑا فتنہ ہی اسلئی کہ اگر کسیکا دل عورت پر

امراۃ یمکن استباحتہا بالنکاح والنظر الی وجہ الصبی یورث الحب فلا یمکن استباحۃ اللواطۃ بوجہ من الوجوہ

مبتلا ہو تو اوسکا مباح کرنا بوسیلہ نکاح کی ممکن ہی اور لڑکون کو دیکہنا جو عشق پیدا کرتا ہی تو لواطۃ کا مباح ہونا ہرگز کسی صورت مین ممکن نہین ہی

فاذا غلب علیہ حبہ یرتکب الفعل القبیح ویکون من الہالکین المستہزئین بایات اللہ تعالی ودینہ اذ قد یشتد بینہما

پہر جب اوسکا عشق غالب ہوویگا تو فعل بد کریگا اور ہلاک ہوکر آیات اور دین الہی سی چہل کرنیوالون مین ٹہریگا کیونکہ بعضی دفعہ دونون مین

الاتصال ویحصل فیہما من الاقتران والمخالطۃ مثل ما یحصل بین الزوجین حتی ان فجار الفسقۃ یسمونہما زوجین

نہایت محبت ہوجاتی ہی اور ہر دم کی ملاقات اور رلنا ملنا ایسا ہوتا ہی جیسی میان بی بی مین یہان تک کہ فاسق بدکار اونکو خصم جورو نام رکہتی ہین

ویقولون تزوج فلان بفلان والحاضرون یسمعون قولہم ویرون حالہم ولا یمنعونہم بل یضحکون ویعجبہم مثل ذلک

اور کہتی ہین فلانی نی فلانی کو جورو بنایا ہی اور پاس بیٹہنی والی اونکی یہہ باتین سنا کرتی ہین اور اونکا حال دیکہا کرتی ہین اور منع نہین کرتی بلکہ ہنسا کرتی ہین اور ایسی چہل اونکو بہت

المزاح ولا یبالون بخروج الایمان والاسلام عنہم وقد قال قاضیخان فی فتاواہ یکرہ بیع الغلام الامرد من رجل فاسق

پسند آتی ہی اور ایمان اور اسلام جاتی یا رہی کچہہ خیال نہین کرتی اور قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی امرد غلام کا مرد فاسق کی ہاتہہ بیچنا مکروہ ہی

يعلم انه يعصي الله تعالى به لانه امارة على المعصية واتفق العلماء من السلف والخلف على كون اللواطة حراما
جسکو جانتا ہو کہ اللہ کا نافرمان ہی کیونکہ اسمین معصیت کی علامت ہی اور تمام علما متفق ہین اگلی اور پچھلی لواطہ کو حرام کہتی ہین

لانه تعالى خلق الخلق ذكرا وانثى وخلق لكل منهما اعضاء ليصرف كل واحد من تلك الاعضاء الى ما خلق
کیونکہ اللہ تعالی نی خلق کو نر اور مادہ پیدا کیا ہی اور ہر ایک کو اعضا الگ الگ دئی تا ہر ایک نر و مادہ اپنی اپنی تمام اعضا کو او دہر صرف کرین جسکی واسطی پیدا کئی ہین

له وجعل الانثى محل الحرث كما اخبر به في كتابه وقال نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم انى شئتم فهل يليق للعاقل
اور عورت کو محل پیدائش کا بنایا چنانچہ اپنی کتاب میں خبر دی ہی عورتین تمہاری کہیتی ہین تمہاری سو جاؤ اپنی کہیتی مین جہانسی چاہو پہر عاقل کو کیا

ان يصرف عضوا من اعضائه الى غير ما خلق له وهل يمكن له الحرث فيما ليس محل الحرث فان قيل سلمنا ان الغلام
کہ اپنی کسی عضو کو تمام اعضا مین سی خلق الہی کی یا محل صرف کری بہلا کہیتی کب ممکن ہی ایسی جگہہ جو محل کہیتی کا نہین پہر اگر کوئی کہی ہم تو مانا کہ لڑکا

ليس محل الحرث لكنه محل لقضاء الشهوة واستيفاء اللذة فاذا كان مملوكا له لا يجوز لصاحبه ان يتصرف فيه
کہیتی کا محل نہین ہی لیکن محل قضاء شہوت کا اور استیفاء لذت کا تو ہی پہر اگر وہ مملوک ہووی تو مالک کو اوسمین ولیسا تصرف کیون نہین جایز ہی

كما يتصرف في سائر املاكه من الماكولات والملبوسات فالجواب ان الانسان وان كان له ان يتصرف في ماله لكنه
جیسے اور تمام املاک مین تصرف کرتا ہی کہانی اور پہنی مین تو جواب یہہ ہی کہ بیشک آدمی کو اگرچہ اوسکی مال مین ہر طرحکا تصرف حاصل ہی پر اوسکو

محجور عن التصرف التام فيه لان ما في يده من المال ليس له في الحقيقة بل هو في يده عارية اذن له في الشرع ان يتصرف
غلام مین پوری تصرف سی ممانعت ہی اسلئی کہ جو مال اسکی قبضہ مین ہی حقیقت مین اسکا نہین ہی بلکہ اسکی قبضہ مین مستعار ہی شرع سی ایسا اجازت ہی کہ اوسمین

فيه بوجه ومنع عن التصرف فيه بوجه اخر ولم ياذن له الشرع ان يتصرف في هذا المحل المكروه لغاية خباثة ونهاية
ایکطرح کا تصرف کری اور ممانعت ہی کہ ایک اور وجہ سی تصرف نکری اور شرع نی اجازت نہین دی کہ اس محل مکروہ مین تصرف کری کیونکہ غایت درجہ کی خباثت اور نہایت مرتبہ کی

قذارته الا ترى ان وطي الزوجة في القبل مع كونه حلالا قد وقع المنع عنه حال الحيض لاجل الاذى بقوله تعالى
نجاست ہی کیا معلوم نہین کہ جماع بی بی کا قبل مین باوجودیکہ حلال ہی کبہی اوسسی بہی ممانعت ہی جیسی حیض مین گندگی کی سبب سی واسطی ارشاد الہی کی

ويسألونك عن المحيض قل هو اذى فاعتزلوا النساء في المحيض وهي ايام يسيرة من الشهر فكيف لا يمنع عن موضع
اور پوچہتی ہین تجہسی حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہی سو تم پری رہو عورتونسی حیض کی وقت. اور وہ تمام مہینی مین چندروز ہوتا ہی پہر کیونکر نہ ممانعت ہووی ایسی جگہہ کی

لا يفارق النجاسة التي اشد من دم الحيض اصلا فعلم من هذا ان مجرد الملك لا يقتضي التصرف فيما لم ياذن فيه
جہانسی نجاست اصلا نہین دور ہوتی جو کہ حیض کی خون سی کہ زیادہ تر نجس ہی اس سی معلوم ہوا کہ صرف ملکیت سی یہہ نہین ہو سکتا کہ بدون اذن شرع کی سب تصرف کیا کری

الشرع الا ترى ان الامة المجوسية او الوثنية مع كونها محل الحرث لا يجوز لصاحبها ان يتصرف فيها بالتقبيل والتفخيذ
دیکہتا نہین کہ لونڈی مجوسیہ آتش پرست یا وثنیہ بت پرست باوجودیکہ محل کہیتی کا ہی لیکن اوسکی مالک کو جایز نہین کہ اونمین کچہہ تصرف کری بوسہ لینا یا تفخیذ وغیرہ

وغيرها من دواعي الجماع فضلا عن الجماع وكذا البهيمة مع كونها محل القضاء الشهوة لا يجوز لمالكها قضاء الشهوة فيها
جو جماع کی لوازم ہین جماع کی تو کہان نوبت ہی اور ایسی ہی چوپایہ باوجودیکہ اوس سی قضاء شہوت ہو سکتی ہی پر مالک کو چوپایہ سی قضاء شہوت جایز نہین ہی جب یہہ بات مسلّم ہوئی

اذا تقرر هذا فالواجب على كل مسلم ان يحترز عن هذا الفعل القبيح لما روي انه عليه السلام قال من عمل قوم لوط
تو ہر مسلم پر واجب ہی کہ ایسی فعل بد سی کنارہ کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قوم لوط کا سا عمل کیا

يعذب في النار منكوسا وروي ايضا انه عليه السلام قال اذا علا الذكر الذكر اهتز العرش وتقول السموات ربنا
دوزخمین اوندہا پہینکا جاویگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جب نر پر نر چڑہتا ہی تو عرش کانپ اوٹہتا ہی اور افلاک کہتی ہین کہ ای رب ہمکو

يا رب بهلاكه وتقول الارض يا رب ربنا ان نبتلعه فيقول الله تعالى دعوه فان طريقه علي ووقوفه بين يدي
حکم دی کہ اسکو ہلاک کر ڈالین اور زمین کہتی ہی ای رب ہمکو حکم ہو تو اسکو نگل جاوین اللہ تعالی فرماتا ہی تم جانی دو اسکا رستہ میری طرف ہی آخر میری سامنی کہڑا ہونا ہی

وروي ايضا انه عليه السلام قال لو اغتسل اللوطي بالبحار السبع لم يجئ يوم القيمة الا جنبا وذكر في الفتاوي

اور يہہ بھی روايت ہی کہ حضرت عليه السلام نے فرمايا لوطی اگرچہ ساتون درياؤن مين نہاوی پر قيامت کی دن ناپاک ہی ہوويگا اور فتاوی

الصوفية عن سفيان ان اللواطة لا تكون في الجنة لان الله تعالى استبعدها واستقبحها وقال ما سبقكم بها

صوفيہ مين سفيان سی نقل ہی کہ لواطت جنت مين نہين ہوگی کيونکہ الله تعالى نے اسکو بہت مستبعد اور بدتر ٹھہرايا ہی اور فرمايا تم سی پہلی نہين کی

من احد من العلمين وسماها خبيثة حيث قال ونجيناه من القرية التي كانت تعمل الخبائث والجنة منزهة

يہہ کسی نی جہان مين اور اسکا نام خبيثہ رکہا جہان کہ بيان کيا ہی اور بچايا ہمنی اوسکو اوس بستی سی جو کرتی تہی گندہ کام اور جنت مين

عن الخبائث قيل قد يعلم من هذا ان الجنة لكونها طيبة لطيفة في غاية اللطافة اذا كانت لا تقبل اللواطة

خبائث کا کيا کام ہی کسيکی يہہ تقرير ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ جنت چونکہ طيب اور غايت درجہ پاکيزہ جگہ ہی جب اوسمين لواطت نہين ہوسکتی

لكونها فعلا خبيثا يلزم ان لا يقبل من يفعلها في الدنيا لكونه خبيثا خسيسا في غاية الخباثة والخساسة لان

کيونکہ فعل خبيث ہی تو لازم آتا ہی کہ گنجايش نہووی اوسکی جو دنيا مين لواطت کرتا ہی کيونکہ غايت درجہ کا خبيث اور خسيس ہی اسليئی کہ

المتصف بالخبث خبيث الا ان يتداركه الله بالتوبة النصوح الماحية لجميع الذنوب

جو خباثت کا کام کری وہ بھی خبيث ہوتا ہی مگر اس صورت مين کہ الله تعالى توبہ خالص سی اسکا بدلہ کردی جسی تمام گناہ دور ہوجاتی ہين

المجلس الثامن والسبعون في بيان حرمة شرب الخمر وبيان عقوبتها وسائر المسكرات

اٹہترون مجلس مين بيان شراب کی حرمت اور اوسکی عقوبت کا اور تمام مسکرات کا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من شرب الخمر في الدنيا فمات وهو يدمنها ولم يتب منها لم يشربها في الاخرة هذا الحديث

رسول الله صلى الله عليه وسلم نے فرمايا جسنی دنيا مين شراب پی پہر مر گيا اور ہميشہ پيتا رہا اور توبہ نکی تو قيامت مين اوسکو نہ پی سکيگا يہہ حديث

من صحاح المصابيح رواه ابن عمر ومعناه ان من داوم على شرب الخمر فمات ولم يتب منها لا يدخل الجنة

مصابيح کی صحيح حديثون مين ہی ابن عمر کی روايت سی اسکی يہہ معنی ہين جو ہميشہ شراب پيتا رہا پہر مر گيا اور توبہ نہين کی تو جنت مين نہين جاويگا

ولا يشرب من خمرها لان نوعا من شرابها الخمر لقوله تعالى وانهر من خمر لذة للشاربين يعني ان في

اور نہ وہانکی شراب نصيب ہوگی اسليئی کہ ايک قسم وہانکی شراب خمر ہی بدليل اس آيت کی اور نہرين ہين شراب کی جسمين مزہ ہی پينی والون کا مراد يہہ ہی کہ

الجنة انهارا من خمر لذيذة ليس فيها كراهة الطعم والريح ولا غائلة السكر والخمار وانما هي تلذذ محض

جنت مين مزہ دار شرابون کی نہرين ہين نہ اونکا مزہ اور بو مکروہ ہی اور نہ رنج نشہ اور خمار کا وہ نرا مزہ ہی مزہ ہی

يتلذذ بها الشاربون فمن يدخل الجنة لا بد ان يشرب منها ولا يكون محروما عنها فيكون عدم شربه

پينی والی مزہ اوڑاوينگی پہر جو جنت مين جاويگا وہ بالضرور پيويگا اوسی محروم ہرگز نہوگا اب نہ ملنا شراب کا

منها كناية عن عدم دخوله فيها بسبب شرب الخمر في الدنيا لان خمر الدنيا حرام نجس نجاسة غليظة لا يحل

اشارہ ہی کہ دنيا کی شراب پيتی سی جنت مين نہ جاويگا کيونکہ دنيا کی شراب حرام ناپاک مغلظ ہی اوسکا پينا حلال نہين

شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة يقام عليه الحد وهو ثمانون جلدة للحر ونصفها للعبد فان لم يضرب

ہی اور جو شخص بطيب خاطر اگرچہ ايک قطرہ پيوی اوسپر حد جاری کيجاويگی يعنی اسی درہ آزاد کی اور چاليس درہ غلام کی اگر دنيا مين نہ لگينگی

في الدنيا يضرب في الاخرة بسياط من النار على رؤس الاشهاد ويكفر مستحلها ويحرم بيعها وشراؤها واكل

تو آخرت مين آگ کی درہ سبکی سامنی لگين کی اور جو شخص حلال سمجھی وہ کافر ہی اور اوسکا بيچنا اور خريدنا اور اوسکی قيمت

ثمنها ويمنع اهل الذمة من اظهار شربها وبيعها وقد ذكر في كتب الفقه ان اجارة بيت بالامصار وبقرانا

کہانی سب حرام ہی اور ذمی لوگ برملا پينی اور بيچنی نہ پاوين اور فقہ کی کتابون مين مذکور ہی کہ گہرونکا کرايہ دينا شہرون مين اور ہماری قريون مين شراب

ممن یبیع فیه الخمر مسلما کان او کافرا لا یجوز لانه اعانة علی المعصیة وقد قال الله تعالی تعاونوا علی البر
فروش کو مسلم ہو یا کافر جایز نہین ہی اسواسطی کہ معصیت کی امداد ہی اور الله تعالی کا یہہ حکم ہی اور آپسمین مدد کرو نیک کام پر اور

التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان وما نقل عن ابی حنیفة انه جوز ذلك فی السواد فمراده بالسواد علی
پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور وہ روایت جو ابو حنیفہ سی منقول ہی کہ سواد مین بیچنا یا کرایہ دینا جایز ہی سو اونکی مراد سواد سی

ما صرح به العلماء سواد الکوفة لان غالب اهلها کان اهل الذمة واما سواد بلادنا فاعلام الاسلام فیها
موافق تصریح علماء کی گردہ کوفہ کا ہی اسلئی کہ اکثر باشندہ وہانکی ذمی تھی اور ہمارا گردہ ہمارے شہرون کا سو اسلام کی نیزہ یہان

ظاهرة فلا یمکنون فیها کما لا یمکنون فی الامصار وهو الصحیح وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان المحتسب لو احرق بیت
غالب ہین یہان اونکو لئی اتنی قدرت کہان جیسی شہرون مین قدرت نہین یہہ صحیح ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ محتسب اگر ایسا مکان جو

الخمار المشهور لا یضمن اذا علم انه لا ینزجر بدونه لتعینه طریقا للحسبة نعم ان اصحابنا لم یرو عنهم فی
شراب خانہ مشہور ہو پہونکدی تو ضمان نہین آتا اگر یہہ سمجھی کہ بدون اسکی نہ باز آویگا کیونکہ یہہ ہی طریقہ احتساب کا ہی ہان ہمارے علماء سی درباب جلا دینی کلال خانہ کی

احراق البیت شئ وانما ورد عنهم هدم البیت وکسر الدنان لکن ذکر فی الفصل الثامن من کتاب الصلوة من
کوئی روایت نہین ہی اونسی یہہ ہی روایتین ہین کہ کلال خانہ کو گرادی اور مٹکی پہوڑدی لیکن محیط کی آٹھوین فصل مین کتاب الصلوۃ سی مذکور ہی

المحیط انه علیه السلام قال لقد هممت ان آمر رجلا یصلی بالناس وانظر الی قوم یتخلفون عن الجماعة فاحرق
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میبی ارادہ کیا تہا کہ ایک شخص واسطی ادا نماز جماعت کی مقرر کرون اور مین اون لوگون کو دیکہون جو جماعت سی پیچہی رہ جاتی ہین پہر اونکی گہر

بیوتهم وهذا الخبر یدل علی جواز احراق بیت من یتخلف عن الجماعة لان الهم علی المعصیة لا یجوز من الرسول لانه
پہونک دون اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ تارک جماعت کا گہر پہونک دینا جایز ہی اسواسطی کہ عزم معصیت کا رسول سی نہین ہوسکتا کیونکہ یہہ بہی

معصیة فاذا علم جواز احراق البیت علی ترك السنة المؤکدة فما ظنك فی احراق البیت علی ترك الواجب و
معصیت ہی پہر جب گہر کا پہونک دینا سنت موکدہ کی ترک سی جایز ہو تو اب گہر جلانی مین ترک واجب اور فرض پہ تیرا خیال کیا ہی

الفرض وقد ذکر فی الباب الثلثین من شرح ادب القاضی للخصاف ان عمر خطب الناس یوما فقال بلغنی ان فی بیت
اور خصاف کی شرح ادب القاضی کی تیسوین باب مین مذکور ہی کہ عمر رضی الله عنہ نی ایکروز لوگون کو خطبہ سنایا کہا مینی سنا ہی کہ

فلان وفلان مسکرا فانی اتی بیوتهما فان کان حقا احرق بیوتهما وهما رجلان رجل من قریش ورجل من
فلانی اور فلانی کی گہر مین شراب ہی مین اونکی تلاشی لونگا اگر سچ نکلا تو اونکی گہر پہونک دونگا اور وہ دو شخص ایک تو قریش مین سی تہا اور ایک

ثقیف فسمع القریشی بذلك فی یومه اخرج ما فی بیته من المسکر واراقه ولم یفعل الثقفی وکان اسمه مرشد فاتی
ثقیف مین سی سو قریشی نی یہہ بات سن پائی ذرا اور جو اوسکی گہر مین نشہ تہا سب پہینکدیا اور ثقفی نی کچہہ پروا نکی اور اوسکا نام مرشد تہا پہر

عمر بیت القریشی فلم یجد فیه شیئا من المسکر واتی بیت الثقفی فوجد فیه خمرا فاحرق بیته وقال انت
عمر نی قریشی کی گہر کی تلاشی لی تو نشہ کچہہ نہ پایا پہر ثقفی کی گہر گئی تو وہان شراب موجود تہی سو اوسکا گہر پہونکدیا اور فرمایا تو مرشد

بمرشد وعمر من [illegible] لان المحتسب اذا بلغه خبر من المنکرات ینبغی له ان یعلنه ویهدد علیه [illegible]
نہین ہی اور اوس [illegible] معلوم ہوا کہ محتسب [illegible] منکرات کی [illegible] تو اسکو چاہی کہ مشہور کری اور دہمکی [illegible] کیونکہ عمر نی

[illegible]
[illegible] تو خطبہ اور [illegible] مین ظاہر کیا اور پہر پہونک اپنی سی دہکایا اور قریشی نی تو نصیحت مانی اوسکا گہر بچا

[illegible] به ولا یلیق [illegible]
اور [illegible] دہمکی دی اتنی پہر [illegible] خرافت سی کہ دہمکی تو دیوی اور اوسپر عمل نہ کرے اور یہہ بات ہی کہ اہل شام

اهل الشام شربوا الخمر وقالوا هي لنا حلال لانه تعالى قال ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا
مین سی چند آدمیون نی شراب پی اور کہنی لگی ہمکو حلال ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ ایمان لائی اور کام نیک کئی اونپر نہیں گناہ جو کچہہ پہلی کہا چکی

فكتب فيهم الى عمر بذلك وكتب عمر ان ابعثوا بهم الي فلما قدموا جمعهم عمر رض اصحاب رسول الله عليه السلام
سو یہہ بات عمر کی پاس لکہی آئی عمر نی جواب لکہا کہ اونکو یہان بہیجدو جب وہ آئی تو عمر رض نی اونکی لئی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کرکر

وشاورهم فيهم فقالوا يا امير المؤمنين انهم افتروا على الله تعالى وشرعوا في دينه ما لم ياذن به فاضرب اعناقهم
مشورہ کیا سب نی کہا یا امیر المومنین ان لوگون نی اللہ پر افترا کیا اور اوسکی دین مین زیادہ نکالا جسکی اجازت نہین ہی سو انکو قتل کر

وعلي في القوم ساكت فقال له عمر ما ترى فيهم يا علي فقال ارى ان تستتيبهم فان تابوا فاضرب كل واحد منهم
اور علی رض سب مین چپ تہی عمر رض نی اونسی پوچہا یا علی انکی باب مین آپکی کیا رائی ہی کہا میری نزدیک انسی توبہ کراؤ اگر توبہ کرین تو ہر ایک کی

ثمانين جلدة وان لم يتوبوا فاضرب اعناقهم فاستتابهم فتابوا وضرب كل واحد منهم ثمانين جلدة والجواب
اسی اسی درہ مارو اور اگر توبہ نکرین تو انکو قتل کرو سو اونسی توبہ کرائی تو انہون نی توبہ کی اور ہر ایک کی اسی اسی درہ مارگا۔ اور جواب

عن الاية التي استدلوا بها على اباحة الخمر ما روي عن ابن عباس انه قال لما نزل تحريم الخمر قالوا يا رسول الله كيف
اوس آیت کا جس سی اونہون نی اباحت خمر پر حجت کی تہی یہہ ہی جو روایت ہی ابن عباس سی کہ جب شراب کی حرمت قرآن مین آئی تو لوگون نی عرض کیا یا رسول اللہ

باخواننا الذين ماتوا وهم يشربون الخمر فنزل قوله تعالى ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا
ہماری بہائیون کا کیا حال ہوگا جو مرگئی اور شراب پیتی تہی تب یہہ آیت اوتری جو لوگ ایمان لائی اور کام نیک کئی اونپر نہین گناہ جو کچہہ پہلی کہا چکی

يعني ان الذين شربوا الخمر قبل تحريمها لا اثم عليهم انما الاثم على الذين يشربونها بعد تحريمها فان قيل تحريم
مراد یہہ ہی کہ جنہون نی حرام ہونی سی پہلی شراب پی وہ گنہگار نہین ہین گنہگار وہ ہی ہین جو بعد حرمت کی پیتی ہین اگر کوئی کہی کہ حرمت

شرب ما يزيل العقل الذي هو ملاك معرفة الله تعالى وشكر نعمه حسن لا شبهة فيه فلم كان حلالا للامم
ایسی چیز کی پینی کی جو عقل کو کہو دیوی کہ وہ معرفت الٰہی اور نعمتون کی شکر کی جڑ ہی بہت خوب ہی اسمین کچہہ شبہہ نہین ہی پہر پہلی امتون کی واسطی کیون حلال تہی

السالفة مع احتياجهم الى ذلك فالجواب ان العقل لا يزول بشرب القليل منه وانما يزول بالسكر والسكر حرام
اسکی وہ بہی تو حاجتمند تہی سو جواب یہہ ہی کہ تہوڑی پینی مین عقل کم نہین ہوتی عقل جب ہی جاتی ہی کہ نشہ چڑہی اور نشہ

في جميع الاديان لكن القليل من الخمر قد حرمت على هذه الامة المشهود لهم بالخيرية تكرمة لهم من الله تعالى
تمام دینون مین حرام رہا ہی لیکن اس امت کی حق مین جسکی عمدگی کی گواہی گذر چکی ہی تہوڑی بہی شراب بہی حرام ہوگئی ہی یہہ اللہ تعالی کی طرف سی کرامت ہی

لئلا يقعوا في المحظور الذي هو السكر لان قليلها يدعو الى كثيرها وهذا من خواصها وهذا يزداد لذة شاربها
کہ نشہ مین جو کہ ممنوع ہی مبتلا نہو جاوین کیونکہ تہوڑی شراب بہت کا مزہ لگا دیتی ہی یہہ بہی اسکا خاصہ ہی اسہی لئی شرابی کا مزہ شراب بڑہاتی ہی

بالاستكثار منها بخلاف سائر المشروبات فان قيل الداعي للسكر كان موجودا فيها فلم لم تحرم ابتداء وتم حرمت
بڑہتا جاتا ہی برخلاف تمام اور شربتون کی اگر کوئی کہی کہ [illegible] ہمیشہ موجود تہا پہر پہلی ہی ابتداء اسلام مین کیون نہ حرام ہوئی

بالتدريج فالجواب ان الشهادة بالخيرية لم تكن اذ ذاك [illegible] الطاري [illegible] النفرة عن الاسلام فانهم في
[illegible] تو جواب یہہ ہی کہ عمدگی کی گواہی ابتدا میں [illegible] اسلام کی نفرت میں [illegible]

[illegible] لكونهم مو[illegible] اظهر [illegible] تعالى فضله وحسانه [illegible]
[illegible] اللہ تعالی نی [illegible]

[illegible] في [illegible] ثمرات النخيل والاعناب تتخذون
[illegible]

منه سكرا ورزقا حسنا والمراد من السكر الخمر فقال كبراء الصحابة لو كان فيها خير لم تتميز من الرزق الحسن

اور اس سے نشہ اور عمدہ روزی ، اور سکر سے شراب مراد ہے بڑے بڑے قہیم صحابہ قائل ہو گئے کہ اگر شراب میں کچھ بھی خوبی ہوتی تو رزق حسن سے الگ کیوں ہوتی

ومن كمال فهمهم على غيرهم ان توصيف المعطوف بالحسن لا يخلو عن الدلالة على ان في المعطوف عليه قبحا فلم يتركوا

اور یہ سمجھ کر کہ اوروں کی سمجھ سے بڑھ کر تھی کہ معطوف کی توصیف حسن سے اس پر دلالت ہے کہ معطوف علیہ میں کچھ برائی ہے سو انہوں نے نہیں چھوڑی

ثم ان عمر ومعاذا ونفرا من الصحابة قالوا يا رسول الله افتنا في الخمر والميسر فان احدهما مذهبة للعقل والآخر

پھر عمر اور معاذ اور کئی اور صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو شراب اور جوئے کا حکم بتا دو بیشک ایک تو عقل کو دیتی ہے اور دوسرا مال تلف

متلفة للمال فنزل قوله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما

کرتا ہی تب یہ آیت آئی تجھسے پوچھتے ہیں حکم شراب اور جوئے کا تو کہدے ان میں گناہ بڑا ہی اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو اور انکا گناہ فائدے سے بڑا ہی اس آیت میں

فانه تعالى لم يحرمهما بل ذمهما ونبه بذلك على ان اجتنابهما اولى من اقترافهما لان الحكم في الامور للاغلب فامتنع كثير

بیشک اللہ تعالی نے شراب حرام تو نہیں کی بلکہ اسکی ہجو کی اور اس سے آگاہ کیا کہ شراب سے کنارہ کرنا بہ نسبت برتنے کی اولی ہی اسلئے کہ ہر کام میں حکم غالب پر ہوتا ہی پھر بہت لوگ ان

منهم عنهما فقالوا لا حاجة لنا فيما فيه اثم كبير وقال بعضهم ناخذ نفعهما ونترك اثمهما فلم يمتنعوا عنهما ثم ان عبد

دونوں سے باز آئی کہا ہمکو اسکی کچھ حاجت نہیں جسمیں بڑا گناہ ہوتا ہو اور بعضی لوگ کہنے لگے ہم انکا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور گناہ ترک کرتے ہیں سو دونوں سے باز نہ آئی پھر عبد الرحمن

الرحمن بن عوف صنع طعاما فدعا جماعة من الصحابة واتاهم بخمر فشربوا وسكروا وحضرت صلوة المغرب فقدموا

بن عوف نے ضیافت کا کھانا پکا کر ایک جماعت صحابہ کو طلب کیا اور شراب پیش کی پھر سب نے پی اور مست ہو گئی اور وہیں مغرب کا وقت ہو گیا تو انہوں نے ایک کو

احدهم فقرأ قل يا ايها الكافرون اعبد ما تعبدون بحذف لا الى آخر السورة فنزل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا

امام کیا اوسنے اسطور پڑھا قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون آخر سورۃ تک اسی طرح لفظ لا کا نہ پڑھا پھر یہہ آیت اوتری اے ایمان والو

لا تقربوا الصلوة وانتم سكرى فهذه الاية اشد من الاولى لانه تعالى حرم فيها السكر في مواقيت الصلوة لان مرجع

نزدیک نہو نماز کی جب تم مست ہو یہہ آیت پہلی آیت سے تیز ہی اسلئے کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں اوقات نماز میں نشہ حرام کر دیا اسلئے کہ کل

النهي ليس هو المقيد مع بقاء القيد مرخصا بحاله بل مرجع النهي انما هو القيد مع بقاء المقيد لازما بحاله

نہی کا مقید نہیں ہی اگر قید جوں کی توں مرخص ہی بلکہ کل نہی کا وہ قید ہی مقید بہیئت لازم بحال

لان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا فكانه تعالى قال يا ايها الذين امنوا لا تسكروا في اوقات الصلوة فترك

کیونکہ نماز مسلمانوں پر فرض وقت بندھی ہوئی ہی تو گویا اللہ تعالی نے فرمایا اے ایمان والو نماز کی وقت نشہ مت کہاؤ پھر اکثر لوگوں نے

اكثرهم شربها فشربها اقلهم في غير اوقات الصلوة فمنهم من كان يشربها بعد صلوة العشاء فيصبح وقد زال عنه

شراب پینا ترک کیا اور کچھ لوگ سوای اوقات نماز کی پیتی رہی پھر بعضی ایسی تہی کہ نماز عشا کی بعد پیتی صبح ہوتی تک نشہ اوتر جاتا

السكر ومنهم من كان يشربها بعد صلوة الصبح فيصحو عند مجيء وقت الظهر فجلا اكثر اوقاتهم عن الشرب فسهل

اور بعضی صبح کی نماز کی بعد پیتی تو وہ ظہر کی وقت تک ہوشیار ہو جاتی سو اونکا اکثر وقت شراب سے صاف جاتا تہا اسمیں دشواری

نقلهم الى التحريم المطلق ثم ان عتبان بن مالك دعا رجالا من المسلمين وشوى لهم راس بعير فاكلوا وشربوا الخمر

حرمت مطلقہ کی اوپر سہل ہو گئی پھر عتبان بن مالک نے کئی شخص مسلمان بلا کر اونکی لئی اونٹ کی سری بہونی پھر اونہوں نے کہانا کہایا اور شراب پی

فلما سكروا تفاخروا وتناشدوا الاشعار وكان فيهم سعد بن ابي وقاص فانشد شعرا فيه هجاء الانصار فاخذ رجل

جب مست ہوئی اپنی اپنی شیخی کرنی لگی اور شعر پڑھنی شروع کئی اس جماعت میں سعد بن ابی وقاص بھی تہی اونہوں نے انصار کی ہجو کی شعر پڑھنی شروع کئی پھر ایک شخص نے

منهم لحي البعير فضرب به راس سعد فشجه موضحة فانطلق سعد الى رسول الله عليه السلام فشكى اليه وكان

اونمیں سے اونٹ کا جبڑا لیکر سعد کی سر پہ مارا کہ سر کہل گیا پھر سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی پاس آکر فریاد کی اور

عمر حاضر فقال اللهم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا فنزل قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب

[illegible]

والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء

اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی سو ان سی بچتی رہو [illegible] شیطان یہی چاہتا ہی [illegible] اور بیر

فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون فقال عمر انتهینا یا رب فنزلت هذه الآیة

شراب سی اور جوئی سی اور روکی تمکو اللہ کی یاد سی اور نماز سی پہر اب تم باز آوگی عمر نی کہا الٰہی ہم باز آئی اس آیت سی

علی تحریم الخمر قطعا من عشرة اوجه احدها انه تعالی قرنها بالمیسر الذی هو القمار وهو حرام بالاتفاق وکذا ما

شراب کی قطعی حرمت دس وجہ سی معلوم ہوتی ہی ایک یہہ کہ اللہ تعالی نی شراب کو میسر کی ساتھہ ذکر کیا میسر جو قمار ہی اور وہ بالاتفاق حرام ہی اور ایسی ہی جو

قرن به والثانی انه تعالی قرنها بالانصاب وهی فی الحرمة کذلک والثالث انه تعالی قرنها بالازلام وهی فی الحرمة

اوسکی ساتھہ ہووی اور دوسری یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکو انصاب کی ساتھہ ملایا انصاب بھی حرمت مین ویسی ہی تیسری یہہ کہ اللہ تعالی نی ازلام کی ساتھہ متصل کیا وہ بھی حرمت مین

کذلک والرابع انه تعالی سماها رجسا وهو اسم للحرام النجس العین والخامس انه تعالی جعلها من عمل الشیطان تنبیها

ویسی ہی ہین اور چوتھی یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکا نام رجس رکھا اور رجس حرام نجس کو کہتی ہین اور پانچوین یہہ کہ اللہ تعالی نی اوسکو عمل شیطان کا قرار دیا اس تنبیہ کی

علی ان تعاطیها شر بحت والسادس انه تعالی امر باجتنابها والامر للوجوب فیلزم الامتثال والسابع انه تعالی وعد

واسطی کہ اسکا برتنا شر محض ہی اور چہٹی یہہ کہ اللہ تعالی نی ہمکو اوس سی کنارہ کرنیکا ارشاد کیا اور امر مامور بہ واجب ہوجاتا ہی پس اطاعت ضروری اور ساتوین یہہ کہ اللہ تعالی نی

الفلاح علی ذلک الاجتناب والفلاح لا یحصل الا باجتناب الحرام والثامن انه تعالی قال انما یرید الشیطان ان یوقع

اوس کنارہ کشی پر فلاح کا وعدہ فرمایا اور فلاح حرام سی کنارہ کشی بغیر حاصل نہین ہوسکتی آٹھوین یہہ کہ اللہ تعالی نی فرمایا شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ تمہاری درمیان مین

بینکم العداوة والبغضاء وما یؤدی الی ذلک فهو حرام والتاسع انه تعالی بین ان مراد الشیطان ان یصدهم

دشمنی اور بیر پیدا کردی اور جس سی دشمنی وغیرہ پیدا ہو وہ حرام ہی نوین یہہ کہ اللہ تعالی نی بیان کیا کہ شیطان کی یہہ غرض ہی کہ یاد الٰہی

عن ذکر الله وعن الصلوة وذلک حرام والعاشر انه تعالی امر بالانتهاء عنها والانتهاء لا یجب الا عما هو حرام

اور نماز سی روکدی اور یہہ سب حرام ہی دسوین یہہ کہ اللہ تعالی نی فرمایا اس سی باز آو اور باز آنا اوس سی واجب ہوتا ہی جو حرام ہووی

فثبت بهذه الوجوه حرمة الخمر قطعا فترکوا شربها جمیعا حتی روی عن انس انه قال کنت مع جماعة من الصحابة

اب ان وجوہات سی حرمت شراب کی قطعی ثابت ہوئی پہر سب نی اوسکا پینا ترک کیا یہان تک کہ انس سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین صحابہ کی جماعت کی ساتھہ

فی دار ابی طلحة الانصاری وهم یشربون الخمر وانا ساقیهم اذ مر علینا رجل فقال ان الخمر قد حرمت فوالله

ابو طلحہ انصاری کی گہر مین تہا اور دور شراب کا چل رہا تہا اور مین اونکو پلاتا تہا ناگاہ وہان ایک شخص آگیا کہا شراب تو بیشک حرام ہوگئی پہر خدا کی قسم

ما توقفوا وما سئلوا عنها حتی قالوا اهرق ما فی انائک یا انس فاهرقته وما عادوا فیها ابدا حتی لقوا الله تعالی وروی

ذرہ دیر نکی اور نہ کچہہ کہا یہہ ہی کہا انس جتنی تیری برتن مین ہی گرادی سو مینی گرادی اور کبہی پہر کبہی نہ پی یہان تک کہ مرگئی اور

عن علی انه قال لو وقعت قطرة منها فی البیر فبنیت مکانها منارة لم اؤذن علیها ولو وقعت قطرة منها

علی رض سی روایت ہی کہ کہتی تہی کہ اگر شراب کی ایک بوند کوئی مین گرجاوی پہر کوئی کی جگہ مینار بناوین تو مین اوسپر اذان نہ پڑہون اور اگر شراب کی ایک بوند

فی البحر ثم جف فنبتت فیه الکلاء لم ارعه وروی عن عثمان انه قال اجتنبوا الخمر فانها ام الخبائث

دریا مین گرپڑی پہر وہ خشک ہوکر گہاس جم آوی تو مین نہ چراؤن اور عثمان رض سی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی کنارہ کرو شراب سی بیشک یہہ تمام خبائث کی ماں ہی

فوالله لا یجتمع الایمان والخمر فی قلب رجل الا یوشک ان یذهب احدهما بالآخر

قسم ہی اللہ کی کہ کسی شخص کی دل مین ایمان اور شراب دونو جمع نہین ہوتی مگر قریب ہی کہ انمین سی کوئی ایک دوسری کو کہودی

وفي ان الشارب الخمر [illegible] على لسانه كلمة الكفر فانه وان لم يعتبر ارتداده في حال السكر لعدم القصد

[illegible] حالت ميں [illegible] اگر چه اوسکی ارتداد کا اعتبار نہیں ہی

ولا يخشى [illegible] لسانه ذلك ويخاف عليه عند الموت ان يجري على لسانه كلمة الكفر ويخرج من الدنيا على

[illegible] عادت پڑجاتی [illegible] اوسکی ایمان سی کلمه کفر [illegible] اور دنیا سی [illegible] جاوی

الكفر لان اكثر ما ينزع الايمان من احد عند الموت انما يكون بسبب ذنوبه التي يفعلها في حياته فيبقى في النار

کیونکہ اکثر آدمی کا ایمان مرنی کی وقت جو چہن جاتا ہی سو صرف سبب گناہوں کی جو زندگی میں کرتا رہتا ہی پہر ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہیگا

ابدا وقد روي ان اهل النار يساقون الى النار فاذا دنوا منها يستقبلهم الملئكة بمقامع من حديد فاذا

[illegible] کو جب دوزخ کی طرف لیجاتی ہیں جب وہ نزدیک ہوجاتی ہیں تو سامنی سی فرشتی لوہی کی گرز لیکر آتی ہیں جب

دخلوها لا يبقى منهم عضو لا يلزمه عذاب اما حية تنهشه واما عقرب تلسعه او نار تسفعه او ملك

وہ دوزخ میں داخل ہوجاتی ہیں تو اونکا کوئی عضو ایسا باقی نہیں رہتا کہ عذاب نہو یا تو اوسکو سانپ ڈستا ہی یا بچہو ڈنک مارتا ہی یا آگ جلا کر کالا کردیتی ہی یا فرشتہ

يضربه بمقمع فاذا ضربه الملك ضربة يهوي في النار مقدار اربعين عاما لا يبلغ قعرها وقعرها ثم يرفعه

گرز سی مارتا ہی جب اوسکو فرشتہ ایک چوٹ لگاتا ہی تو چالیس برس کی مسافت پر آگ کی اندر دہس جاتا ہی ابہی اوسکی تہہ کو نہیں پہنچا کہ آگ کی لپٹ

اللهب فاذا بلغ راسه يضربه الملك ضربة اخرى فيهوي فيها فيعذب فيها ما شاء الله تعالى ان يعذبوا ثم

پہر اوسکو اوچہال دیتی ہی جب اوسکا سر نکلتا ہی کہ فرشتہ دوسری چوٹ لگاتا ہی پہر آگ میں اوتر جاتا ہی پہر یہیں ہی عذاب ہوتا رہیگا جبتک مرضی الٰہی عذاب دینی کی ہوگی

يدعون خزنة جهنم قائلين لهم ادعوا ربكم يخفف عنا يوما من العذاب فلا يجيبونهم ثم يدعون مالكا فلا

پہر دوزخ کی نگہبانوں کو پکار کر یہہ کہینگی مانگو اپنی رب سی کہ ہم پر ہلکا کری ایک دن تہوڑا عذاب سو وہ کچہہ جواب نہ دینگی پہر وہ مالک کو پکارینگی وہ بہی

يجيبهم فيقولون قد دعونا الخزنة ودعونا المالك فلم يجيبونا هلموا فلنجزع فلا يغني عنهم ثم يقولون هلموا

جواب نہ دیگا پہر کہینگی ہم نگہبانوں کو پکار چکی اور مالک کو پکار چکی سو کوئی جواب نہیں دیتا آؤ ہم اب غل مچائیں سو کچہہ فائدہ نہوگا پہر کہینگی آؤ

فنصبر فيصبرون ولا يغني عنهم فيقولون سواء علينا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محيص فهذا العذاب و

صبر کریں پہر صبر کرینگی اور کچہہ فائدہ نہوگا پہر کہینگی برابری ہماری حق میں ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہکو خلاصی نہیں پس یہہ عذاب

ان كان للكفار لكن المسلم اذا شرب الخمر يجري على لسانه كلمة الكفر ويتعود لسانه ان يتكلم بكلمة الكفر

اگرچہ کفار کی لئی ہی لیکن مسلم بہی اگر شراب پیتا ہی تو اوسکی زبان سی کلمہ کفر کا نکلتا ہی اور اوسکی زبان کو عادت پڑجاتی ہی کہ کلمہ کفر کا بکا کری

فينزع عنه الايمان فيصير من جملة الكفار فيبقى ابدا في عذاب النار فينبغي للمؤمن ان يمتنع عن شربها و

سو اوسکا ایمان جاتا رہتا ہی اور کفار میں داخل ہوجاتا ہی پہر ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہیگا اب مؤمن کو چاہی کہ شراب پینی سی باز رہی اور

ينقطع عمن يشربها ويتفكر في هول يوم القيمة فان من يتفكر في هوله لا يميل قلبه الى شربها والى صحبة من

شرابی کی پاس نہ بیٹہی اور قیامت کی ہول کا خیال رکہی کیونکہ جو شخص قیامت کی ہول کا خیال رکہتا ہی اوسکا دل نہ شراب پینی کو چاہی نہ شرابی کی صحبت کو

يشربها لكن لا بد من معرفة حقيقتها وهي التي من ماء العنب اذا غلا واشتد وقذف بالزبد واذا لم يقذف بالزبد

لیکن شراب کی حقیقت بہی دریافت کرنی چاہی شراب وہ ہی جو انگور کی شیرہ کی ہوتی ہی جب خوب جوش کہا کر کف گرانی لگی اور جبتک کف نہ گرانی لگیں

لا يصير خمرا عند ابي حنيفة وعندهما اذا اشتد يصير خمرا وان لم يقذف بالزبد واما المثلث وهو ما طبخ

امام ابو حنیفہ کی نزدیک خمر نہیں ہوتی اور صاحبین کی نزدیک جب خوب جوش کہا جاوی خمر ہوجاتی ہی اگرچہ کف نہ لاوین اور مثلث وہ ہوتی ہی کہ انگور کا شیرہ

من عصير العنب حتى ذهب ثلثاه وبقي ثلثه ثم غلا واشتد وصار مسكرا فعند محمد واكثر الفقهاء قليله وكثيره

پکتی پکتی دو تہائی جل کر ایک تہائی رہ جاوی پہر خوب جوش کہا کر مسکر ہو جاوی سو امام محمد اور اکثر فقہاء کی نزدیک اسمیں سی تہوڑی اور بہت

حرام وكذا كل ما هو مسكر من كل شراب سواء كان مما يتخذ من الحبوب كالحنطة والشعير والذرة او من الالبان
سب حرام ہی اور ایسی ہی ہر ایک شراب میں سی جو مسکر ہو برابر ہی کہ دانہ سی بنتی ہو جیسی گیہوں اور جو اور جوار یا دودھ
والعسل والتين وعند ابي حنيفة وابي يوسف يحل شربه ما لم يسكر واذا اسكر الشارب لا يحل شربه حتى قال ابو
اور شہد اور انجیر سی اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک جب تک نشہ نہ لاوی پینا حلال ہی اور جب پینے والی کو مست کر دی تو پینا حلال نہیں
الليث في التنبيه الشارب المطبوخ اعظم ذنبا واثما من شارب الخمر لان شارب الخمر مقر بانه شرب الخمر الحرام فيصير
الليث تنبیہ میں کہتا ہی کہ مطبوخ کا پینی والا بڑا گنہگار ہی شراب پینے والی سی اسلئی کہ شراب پینی والا قائل ہی کہ میں نی شراب حرام پی سو وہ فاسق
فاسقا وشارب المطبوخ يشرب المسكر ويراه حلالا وقد اجمع المسلمون على ان شرب المسكر حرام واذا استحل ما هو
ہوتا ہی اور مطبوخ پینی والا مسکر پیتا ہی اور حلال جانتا ہی اور مسلمان اسپر سب متفق ہیں کہ مسکر کا پینا حرام ہی اور جب حرام بالاجماع کو حلال سمجھی تو
حرام بالاجماع يصير كافرا وشرب المطبوخ ما لم يسكر انما يحل اذا لم يقصد به اللهو والطرب واما اذا قصد به اللهو
کافر ہو جاتا ہی اور مطبوخ غیر مسکر کا پینا جبھی تک حلال ہی کہ اوس سی لہو اور طرب مقصود نہو اور اگر بہ نیت لہو اور
الطرب فلا يحل شربه حتى سئل عنه ابو حفص الكبير فقال لا يحل شربه فقيل له خالفت الشيخين فقال لا انهما
طرب کی پیویں تو حلال نہیں ہی یہان تک کہ ابو حفص کبیر سی پوچھا تو کہا اوسکا پینا حلال نہیں ہی کسی نی کہا شیخین کی خلاف کہتی ہو جواب دیا نہیں اسلئی کہ وہ دونو
كانا يحلانه لاستمراء الطعام والناس في زماننا يشربونه للفجور والتلهي فعلم من هذا ان الخلاف فيما قصد به التقوي
ہضم طعام کی لئی حلال کہتی تھی اور اس زمانہ کی لوگ فجور اور لہو کی لئی پیتی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ خلاف اوس صورت میں ہی کہ مقصود عبادت کی قوت ہو
على العبادة واما اذا قصد به التلهي فلا يحل اتفاقا بل اذا شرب الماء وغيره من المباحات بلهو وطرب على هيئة
اور اگر صرف لہو مقصود ہو تو اتفاقا حلال نہیں بلکہ اگر پانی وغیرہ مباحات لہو اور طرب سی فاسقوں کی وضع پہ پیوی
الفسقة حرمت ايضا المجلس التاسع والسبعون في بيان حرمة الغلول ووجوب التقسيم بين
تو یہہ بھی حرام ہی اناسی مجلس میں بیان غنیمت کی چوری کی حرمت کا اور تقسیم واجب ہونیکا غانمین میں
الغانمين كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ادوا الخياط والمخيط واياكم والغلول فانه عار على
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تھی ادا کر دیا کرو سوئی اور دھاگا اور بچو غنیمت کی چوری سی قیامت کی دن
اهله يوم القيمة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عبادة بن الصامت والمراد من الغلول الخيانة في
غلول کرنیوالوں پہ بڑی شرم ہوگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبادۃ بن الصامت کی روایت سی اور مراد غلول سی غنیمت کی
الغنيمة والغنيمة ما اخذ من الكفار عنوة وهي لم تكن حلالا للامم السالفة لكن الله تعالى تفضل لهذه الامة فجعلها
خیانت ہی اور غنیمت وہ مال ہی جو غالب ہو کر کفار سی چھین لیں اور غنیمت پہلی امتوں کو حلال نہ تھی لیکن اللہ تعالی نی اس امت پر اپنا فضل کر کر انکو غنیمت
حلالا لهم حيث قال فكلوا مما غنمتم حلالا طيبا وحكمها بعد اخراجها الى دار الاسلام ان يجمع ما في ايدي الغزاة
حلال کر دی ہی چنانچہ فرمایا ہی سو کھاؤ جو غنیمت لاؤ حلال ستھری اور غنیمت کا حکم جب دار الاسلام میں لی آویں تو یہہ ہی کہ جو غازیوں کی پاس ہووی سب یکجا
حتى ما فضل من ماكلهم ومعالفهم سوى النفل وسياتي بيانه ثم يخرج منها الخمس لليتمى والمسكين وابن السبيل ثم
جمع کریں یہان تک کہ جو کہانا اور دواب کی گہاس سی بچ رہی بجز تنفیل یعنی عطاء زاید کی جسکا بیان اب آتا ہی پھر اوسمیں سی پانچواں حصہ واسطی یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی
يقسم باقيها بين الغانمين فيعطي للراجل سهم وللفارس سهمان عند ابي حنيفة وعند غيره يعطي للفارس ثلثة
نکال کر پہر باقی غانمین میں یعنی لشکر پر بانٹ دیں اب امام ابو حنیفہ کی نزدیک پیادہ کو ایکہرا حصہ اور سوار کو دوہرا حصہ اور سوائی اونکی لوگ کہتی ہیں کہ سوار کو تہرہ حصہ ہی
اسهم وليس للامام على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان يقسم الغنائم في دار الحرب قبل اخراجها الى دار الاسلام الا
اور موافق مذکور فتاوی قاضیخان کی امام کو یہہ اختیار نہیں ہی کہ غنایم کو دار الحرب کی اندر دار الاسلام میں لانی سی پہلی تقسیم کر دی ہان

[illegible] بلدة من [illegible] اهل الحرب ويقسم الغنائم فيها فيجوز قسمته لانه لما فتحها صار تلك البقعة من
[illegible] كا فتح كركر اوسمين غنايم تقسيم كردي تو اب تقسيم جايز هي كيونكه جب امام ني شهر فتح كرليا تو وه جگهه دار الاسلام كي هوگئي
[illegible] قسمة الغنائم فيها هذا حكم الشرع في الغنيمة لكن في هذا الزمان قد ترك هذا الحكم
[illegible] غنايم كي جايز هي غنيمت مين شرع كا تو يهه حكم هي ليكن اس زماني مين يهه حكم چهوٹ چهاٹ كر ايسا هو گيا هي
وجعل كالشريعة المنسوخة حيث لا يقسم الغنائم بين الغانمين ولا يخرج خمسها لان العادة في هذا الزمان
جيسي [illegible] كيونكه نه تو غنايم شكر پر بٹتي هين اور نه اوسمين سي خمس نكلتا هي كيونكه اس زمانه مين يهه عادت هي
ان [illegible] اذا دخلوا دار الحرب وغلبوا على الكفار ينهبون اموالهم فيأخذ بعضهم شيئا كثيرا وبعضهم
[illegible] مين جاكر كفار پر غالب آتا هي اور اونكا مال لوٹتي هين تو كوئي تو بهت كچهه ليليتا هي اور كوئي تهوڑا
شيئا قليلا وبعضهم لا يأخذ شيئا بل يبقى محروما ثم يتفرقون على تلك الحالة بلا قسمة بينهم ولا اخراج الخمس
اور كسيكو كچهه نهين ملتا بلكه محروم ره جاتا هي پهر ايسي هي ادهر اودهر هو جاتي هين اور اونمين قسمت نهين هوتي اور نه خمس نكلتا هي
وهذا هو الغلول الذي ورد من الشارع وعيدات شديدة في احاديث كثيرة منها ما روي عن ابي هريرة ان
اور يهه هي غلول هي جسمين شارع ني بهت حديثون مين سخت سخت وعيد فرمائي هين ايك يهه هي جو ابو هريره سي روايت هي كه
رجلا اهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم غلاما يقال له مدعم فبينما هو يحط رحلا لرسول الله صلى الله
ايك شخص ني غلام واسطي رسول الله صلى الله عليه وسلم كي هديه بهيجا اسكا نام مدعم تها جب وه رسول الله صلى الله عليه وسلم كا كجاوه اوتار رها تها
عليه وسلم اذ اصابه سهم من عدو فقتله فقال الناس هنيئا له الجنة فقال رسول الله عليه السلام كلا
ناگاه دشمن كي طرف سي اوسكي تير آ لگا اور اوسكو مار ڈالا سو لوگ بولي اسكو جنت مبارك هو پهر رسول الله صلى الله عليه وسلم ني فرمايا هرگز نهين
والذي نفسي بيده ان الشملة التي اخذها يوم خيبر من المغانم لم يصبها المقاسم لتشتعل عليه نارا فلما
قسم هي اوس ذات كي كه ميري جان اوسكي قبضه مين هي وه كملي جو خيبر كي دن تقسيم سي پهلي غنيمت مين سي ليلي تهي آگ كا شعله بهڑكا رهي هي جب
سمع الناس ذلك فزعوا فجاء رجل بشراك او شراكين فقال اصبت هذا يوم خيبر فقال رسول الله صلى
يهه لوگون ني سنا تو كانپ اوٹهي پهر ايك شخص ايك تسمه پاپوش كا يا دو تسمي لايا عرض كيا يهه خيبر كي دن مين ني لي تهي پس رسول الله صلى الله عليه وسلم ني
الله عليه وسلم من نار شراك او شراكان من نار ومنها ما روي عن زيد بن خالد ان رجلا من اصحاب النبي عليه السلام
فرمايا آگ كا ايك تسمه هي يا دونو تسمي آگ كي هين اور ان حديثون مين سي ايك يهه هي جو زيد بن خالد سي روايت هي كه ايك صحابي ني
توفي يوم خيبر فذكروا ذلك لرسول الله عليه السلام فقال صلوا على صاحبكم فتغير وجوه الناس فقال ان
خيبر كي روز وفات پائي سو يهه خبر رسول الله صلى الله عليه وسلم سي بيان كي آپ ني فرمايا اپني يار پر تم هي نماز پڑهو يهه سنكر لوگون كي چهره بدل گئي پهر فرمايا
صاحبكم قد غل في سبيل الله ففتشنا متاعه فوجدنا خرزا من خرز يهود لا يساوي درهمين ومنها ما روي
تمهاري يار ني غنيمت مين خيانت كي هي سو همني اوسكي اسباب مين ڈهونڈها تو ايك مهره يهود كي مهرون مين سي پايا دو درم كا بهي نهين تها اور ايك يهه هي
عن عبد الله بن عمرو انه عليه السلام كان اذا اصاب غنيمة امر بلالا فينادي في الناس فيجيئون بغنائمهم فيخمس
جو عبد الله بن عمرو سي روايت هي كه نبي عليه السلام بروقت حصول غنيمت كي بلال كو فرماديتي وه لوگون مين پكار ديتا وه اپني اپني غنيمت لاكر جمع كرديتي پهر آپ خمس نكالكر
ويقسم فجاء رجل بعد ذلك بزمام من شعر فقال هذا فيما اصبناه من الغنيمة فقال النبي عليه السلام اسمعت
تقسيم كرديتي پهر ايك شخص بعد تقسيم كي ايك روز بالون كي رسي ليكر آيا اور عرض كيا غنيمت مين سي يهه لي تهي پس نبي عليه السلام ني فرمايا كه تو ني بلال كو
بلالا ينادي ثلثا قال نعم قال فما منعك ان تجيء به فاعتذر فقال كن انت الذي تجيء به يوم القيمة فلن اقبل عنك
آواز ديتي سنا تها عرض كيا هان فرمايا پهر تو كيون نه لايا اوسني كچهه عذر كيا پهر فرمايا تو هي ركهه قيامت كي روز ليكر آنا مين تجهسي نهين ليتا ·

فلهذا امتنع النبي عليه السلام عن خطام الزمام لانه كان فيه لجميع الغانمين شركة [illegible]

اور نبی علیہ السلام نے وہ رسی اون سے نہ لی کیونکہ اوسمین تمام لشکر کی شرکت تھی [illegible] اور ہر ایک کا

نصيب كل واحد منهم من ذلك الزمام الى صاحبه متفرقة في ايدي الكثير متعذر عليه لانه هو الغاصب

حصہ اوس کا [illegible] حصہ دار کو پہنچانا ممکن نہین تہا اور [illegible] کے پاس اوس رسی [illegible] کیونکہ وہ ہی غاصب تہا

فعلى هذا ما يأخذه غزاة زماننا من الغنائم بلا قسمة ولا اخراج الخمس لا يحل لاحد منهم ان يأكل منها لان

اس روایت کی موافق ہماری زمانہ کی غازی جو غنایم بلا قسمت لیلیتی ہین اور خمس بہی نہین نکالتی تو اونکو اوسمین سی کہانا حلال نہین ہی کیونکہ

اخذهم لم يكن على طريق الشرع ومع هذا نسمع كثيرا منهم يقولون لقد حصل لنا من اهل الحرب مال هو حلال

اونکا قبضہ شرع کی موافق نہین ہی تسپر سننی مین آتا ہی کہ اکثر یون کہتی ہین ہمنی کفار کا ایسا حلال مال حاصل کیا ہی

لنا من المال الموروث من ابائنا وامهاتنا ولا يعرف هؤلاء المغرورون انهم اخذوه على غير طريق الشرع فلا يكون حلالا

کہ ویسا ماں باپ کی میراث کا بہی نہین ہوتا اور ان مغرور لوگون کو یہہ خبر نہین ہی کہ انہون نی خلاف شرع لیلیا ہی پہر حلال کیونکر ہوگا

ان فيه حق الفريقين من المستحقين احدهما اليتمى والمسكين وابن السبيل لان الخمس حقهم وهو باق فيه والثاني

کیونکہ اسمین حق دونو فریق مستحق کا ہی ایک فریق تو یتیم اور مساکین اور مسافر ہین اسلئی کہ خمس انہین کا حق ہی کہ وہ اوسمین باقی ہی اور دوسرا فریق

الغزاة الذين كانوا معهم لان الباقي بعد الخمس حقهم وهو باق فيه لم يقسم بينهم على طريق الشرع فكيف يكون حلالا

وہ غازی ہین جو اونکی ہمراہ تہی اسلئی کہ خمس نکالکر جو بچا اسمین اونکا ہی حق ہی وہ اوسمین باقی ہی کہ بطور شرع انہین تقسیم نہین ہوا پہر حلال کیونکر ہوویگا

بل لو كان الماخوذ جارية لا يجوز للاخذ على هذا الوجه ان يتصرف فيها لكونها مشتركة مستحقة البعض ولو

بلکہ اسطرح کی لی ہوئی اگر لونڈی ہووی تو لینی والیکو اوسمین تصرف جایز نہین ہوگا کیونکہ وہ مشترک ہی کچھہ اسکا حق ہی اگرچہ

بعد اخراج خمسها لبقاء حق باقي الغزاة فيها ولا خلاف ان الجارية المشتركة يحرم وطئها على جميع الشركاء ولا فرق

خمس نکل چکا ہو کیونکہ حق لشکر کا اسمین باقی رہتا ہی اور اسمین کسیکو خلاف نہین ہی کہ مشترک لونڈی سی تمام شرکا کو وطی حرام ہی اور حرمت مین

في الحرمة بين من قل نصيبه او كثر وقد اتفقوا على ان احدا من الغانمين لا يجوز له ان يطأ جارية من السبي قبل القسمة

اسمین کچھہ فرق نہین ہوتا کہ حصہ تہوڑا ہو یا بہت اور اسپر سب متفق ہین کہ لشکر مین سی کسیکو جایز نہین ہی کہ قیدیون مین سی لونڈی کو قسمت سی پہلی وطی کری

واختلفوا فيما يجب عليه اذا وطئها فقال مالك يحد لانه زان وقال ابو حنيفة لا حد عليه بل عليه عقوبة

اور اسمین اختلاف ہی کہ واطی پہر کیا لازم آتا ہی اگر وطی کری سو امام مالک کہتی ہین حد آتی ہی کیونکہ وہ زانی ہی اور ابو حنیفہ کہتی ہین اوسپر حد نہین ہی بلکہ اوسپر عذاب ہی

وان حصل منها ولد فهو مملوك يرد الى الغنيمة فاذا كان الامر كذلك يخاف على من يقتل الكافر لكفره

اور اگر بچہ جنی تو وہ غلام ہی غنیمت مین شامل کیا جاوی جب حال یہہ ہی تو خوف ہی اوسپر جو کافر کو کفر کی سبب قتل کرتا ہی ایسا نہو

ان يكفر هو بنفسه باستحلال الغنائم الغير المقسومة والفروج المشتركة ثم يسري

کہ وہ آپ کافر ہو جاوی غنایم بلا تقسیم کو اور فروج مشترکہ کو حلال سمجھہ کر پہر فساد

هذا الفساد الى كل من يتملك منهم الجواري وغيرها وهذا داء عضال عسير الزوال لان

آگی کو چلیگا جو جو شخص کہ لونڈیان وغیرہ اونسی خریدیگا یہہ بڑا سخت مرض ہی اسکا جانا دشوار ہی کیونکہ

اكثر الاجناد في هذا الزمان نبذوا احكام الاسلام وراء ظهورهم كانهم

اس زمانہ کی اکثر لشکریون نی احکام اسلامی پس پشت ڈالدئی ہین گویا کہ اونکو

لم يكلفوا بها فلا يبالون بما فعلوا فكيف يمكن العلاج بجمع ما في ايديهم من الغنائم

کچھہ حکم ہوا ہی نہین سو جو کرتی ہین اوسکی کچھہ پروا نہین ہی پہر اسکا کیا علاج کہ جو جو غنایم اونکی قبضہ مین ہی کہان سی جمع کرین

[illegible] ... الى الشرع ... [illegible]
اور ... تقسیم کرین اس صورت مین کہ وہ ... [illegible]
فمن كان فقيرا يجوز له ان ينتفع به ومن كان غنيا لا يحل له ان يتصرف فيه بل يلزمه ان يتصدق
پہر جو شخص فقیر ہو تو ... جائز ہی کہ اوسین اوسکو تصرف کرنا جائز ہو ... اور جو شخص غنی ہی اوسکو حلال نہین ہی کہ اوسین تصرف کری بلکہ غنی کو لازم ہی کہ کسی فقیر پر خیرات کری
به على فقير ثم ان اراد ان يملكه من ذلك الفقير اما بالاستيهاب او بالشراء هذا اذا كان ما في يده ماخوذا من غير تنفيل
پہر اگر چاہی کہ اوس فقیر سی لیکر مالک ہو جاوی تو یا بطور ہبہ کی یا خرید کر یہہ سب اوس صورت مین ہی کہ جو اوسکی قبضہ مین ہی بغیر تنفیل ...
واما اذا كان اخذه بطريق التنفيل فهو له خاصة لا يشاركه فيه احد لكن لا يملكه الا بعد اخراجه الى دار الاسلام
اور جس صورت مین کہ بطور تنفیل یعنی انعام کی لیا ہو تو وہ خاص اوسکی ملک ہی اوسین کوئی شریک نہین ہی لیکن اوسکا مالک نہین ہوتا جبتک دار الاسلام مین نہ لی آوی
حتى لو قال الامام او امير العسكر من اصاب جارية فهي له فاصاب احد من الغزاة جارية واستبراها لا يحل له
یہان تک کہ اگر امام نی یا سالار لشکر نی حکم دیا کہ جسکی لونڈی ہاتہہ آوی وہ اوسیکی ہی پہر کسی غازی کو لونڈی ہاتہہ آ جاوی اور حیض سی رحم پاک بہی کر لی تو بہی اوس سی وطی
وطيها ولا بيعها قبل اخراجها الى دار الاسلام والمراد من التنفيل التحريض على القتال باعطاء شيء زايد على سهم الغنيمة
حلال نہی اور نہ اوسکی بیع جبتک دار الاسلام مین نہ لی آوی اور مراد تنفیل سی لڑائی کی رغبت دلانی ہی کچہہ حصہ غنیمت سی زاید دیکر
وهو مندوب لقوله تعالى يايها النبي حرض المؤمنين على القتال فينبغي للامام او لامير العسكر ان يتنفل بان يقول
اور رغبت دلانی مستحب ہی بدلیل اس آیت کی ای نبی شوق دلا مسلمانون کو لڑائی کا سو امام کو یا سالار لشکر کو چاہیئی کہ عطا زاید دیوی اسطور کہ کہی
من قتل قتيلا فله سلبه او يقول لسرية ما اصبتم فهو لكم او ربعه او ثلثه او نحو ذلك ولا ينفل بكل الماخوذ
جسنی مارا کسی کافر کو تو اوسی کا ہی سامان اوسکا یا چہوٹی لشکر کو حکم دی لوٹ سب تمہاری ہی یا اوسکا چوتہائی یا تہائی یا مانند اوسکی اور تمام لوٹ کو معاف نکردی
اذ فيه ابطال حق الكل وان فعل ذلك مع سرية يجوز اذ قد يكون المصلحة فيه كذا ذكر في الهداية وذكر في شرح المجمع
کیونکہ اوسین سبکا حق تلف ہوتا ہی اگر ایسا حکم سریہ کو تو جایز ہی اسلئی کہ بعضی وقت اوسی مین مصلحت ہوتی ہی ہدایہ مین یہہ ہی مذکور ہی اور شرح مجمع مین مذکور ہی
ان الامام لا ينفل بكل الماخوذ اذ فيه ابطال القسمة المشروعة في الغنيمة وذكر في السير الكبير ان الامام اذا قال للعسكر
کہ امام تمام لوٹ کو نفل نکردی کیونکہ اوسین قسمت جو غنیمت مین شرعا چاہیی باطل ہوتی ہی اور سیر الکبیر مین مذکور ہی کہ امام اگر تمام لشکر کو حکم دی کہ
جميعا ما اصبتم فهو لكم بعد الخمس لا يجوز لان المقصود من التنفيل التحريض على القتال وانما يحصل ذلك بتخصيص
لوٹ تمہاری ہی خمس نکالکر تو جایز نہین ہی اسلئی کہ غرض تنفیل سی لڑائی پر اوبہارنا ہوتا ہی یہہ جب ہوتی ہی کہ کسی کسی کو خاص کر
البعض بشيء وفي التعميم ابطال تفضيل الفارس على الراجل وكذا اذا قال ما اصبتم فهو لكم ولم يقل بعد الخمس اذ فيه
کچہہ مقرر کردین اور تعمیم مین سوار کی فضیلت جو پیادی پر ہی باطل ہوتی ہی اور ایسی ہی جایز نہین اگر حکم دی جو لوٹ ہی سب تمہاری اور بعد الخمس نکہی اسلئی کہ اوسین
ابطال الخمس الذي اوجبه الله تعالى في الغنيمة فعلى هذا ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان الامام اذا قال من اصاب شيئا
خمس جو اللہ تعالی نی غنیمت مین واجب کیا ہی باطل ہوتا ہی اس بیان کی موافق جو فتاوی قاضی مین مذکور ہی کہ امام حکم دی کہ جسکو جو شی ہاتہہ لگی
فهو له فاصاب واحد منهم شيئا في دار الحرب يكون له خاصة ولا يجب فيه الخمس ولا يشاركه فيه غيره وان
وہ اوسیکی ہی پہر کسیکو کوئی شی دار الحرب مین ہاتہہ لگی تو خاص اوسیکی ہو جاوی گی نہ اوسین خمس واجب ہی اور نہ کوئی اور اوسین شریک ہی اور اگر
مات في دار الحرب فما اصابه يكون ميراثا عنه وكذا ما ذكر في منية المفتي ان الامام اذا قال من اصاب شيئا فهو له
دار الحرب مین وہ مرجاوی تو وہ شی اوسکی میراث ہووی گی اور ایسی ہی جو کہ منیۃ المفتی مین مذکور ہی کہ امام اگر حکم دی جسکو جو ہاتہہ آوی وہ اوسی کا ہی
يدخل الامام في التنفيل ينبغي ان يحمل على كون قول الامام مقولا لسرية لا لكل العسكر لئلا يفهم منه المخالفة لساير
تو امام بہی تنفیل مین داخل ہوتا ہی یہہ دونو روایت قاضی خان اور منیۃ المفتی کی چاہیی کہ محمول اس حال پر ہون کہ امام یہہ حکم سریہ کو دی تمام لشکر کو نہین تاکہ یہہ مطلب تمام کتابون کی مخالف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

العنائم يحمل على الحكم والحاصل ان من اخذ شيئا في دار الحرب بغير التنفيل لا يكون له بل يكون غنيمة فيها الخمس

اور حاصل یہہ ہے کہ جسنی کوئی چیز دار الحرب میں بلا تخصیص لوٹی تو وہ اوسکی نہ ہوگی بلکہ غنیمت ہوگی اوسمیں خمس واجب ہوگا

على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان سرية اذا خرجوا بغير تنفيل الامام او خرجوا لطلب العلف فما اصابوا يكون غنيمة فيها

موافق روایت فتاوی قاضیخان کی کہ سریہ اگر بغیر تنفیل امام کی لڑائی کو جاوے یا گہاس وغیرہ کی تلاش میں جاوے تو جو اونکی ہاتہہ آویگا غنیمت ہوویگا اوسمین

الخمس ولا يختص به السرية وكذا لو قتلوا كافرا يكون سلبه غنيمة ولا يختص به القاتل وذكر فيها ايضا ان الغازي اذا اخذ

خمس واجب ہے اور سریہ کی اوسمیں کچہہ خصوصیت نہیں ہے اور ایسیہی اگر کافر کو قتل کریں تو اوسکا اسباب غنیمت ہوگا اور یہ قاتل کو کچہہ خصوصیت نہیں اور اسی میں یہہ مذکور

في دار الحرب شيئا من المباحات التي لا تكون في يد احد ان كان له قيمة كالطير والسمك والحطب والكنز يكون ذلك

کہ غازی اگر دار الحرب میں کوئی ایسی چیز مباحات میں سے لیوے جو کسیکی نہیں ہوتی اگر اوسکی کچہہ قیمت ہے جیسے پرند یا مچہلی یا لکڑی یا خزانہ تو یہہ سب

الشيء غنيمة يجب فيها الخمس وان لم يكن له قيمة فهو لمن اخذه ولا خمس فيه لانه بمنزلة الماء والكلاء ثم ذكر فيها

غنیمت ہوگی اوسمیں خمس واجب ہے اور اگر اوسکی کچہہ قیمت نہیں تو اوس سپاہی کی ہے اوسمیں خمس نہیں ہے کیونکہ پانی اور گہاس کی برابر ہے پہر یہہ ہے

ايضا ان الغازي اذا ذبح غنم الغنيمة او بقرها للاكل عند الحاجة رد جلدها الى الغنيمة لان الجلد ليس بماكول ولا

اوسیمیں مذکور ہے کہ غازی اگر غنیمت کی بکری یا گائے کہانے کی لئے حاجت کی وقت ذبح کر ڈالی تو اوسکا چمڑا غنیمت میں شامل کردے کیونکہ چمڑا نہ کہانے کی چیز ہے اور نہ

من العلف وذكر في الهداية ان المسلمين اذا خرجوا من دار الحرب لا يجوز لهم ان يعلفوا دوابهم من الغنيمة ولا ان

گہاس ہے اور ہدایہ میں مذکور ہے کہ مسلمان جب دار الحرب سے باہر نکل آویں تو اونکو جایز نہیں کہ اپنی جانوروں کو غنیمت میں کا چارہ دیویں یا آپ

ياكلوا منها لان الضرورة قد ارتفعت والاباحة باعتبارها ومن فضل معه علف او طعام رده الى الغنيمة قبل القسمة

اوسمیں سے کہا دیں کیونکہ ضرورت کا وقت گذر گیا اور اباحت ضرورت کی واسطے تہی اور جسکی پاس گہاس یا کہانا بچ رہا گیا تو قسمت سے پہلے غنیمت میں شامل کردے

وان انتفع به رد قيمته الى المغنم وبعد القسمة ان كان غنيا تصدق به وان انتفع به تصدق بقيمته وان كان

اور اگر اوسکو برت لیا تو اوسکی قیمت غنیمت میں شامل کردے اور قسمت کی بعد اگر غنی ہے تو خیرات کردے اور اگر اوس سے نفع اوٹہا دیا تو اوسکی قیمت خیرات کردے اور اگر

من المحاويج انتفع به لانه صار في حكم اللقطة لتعذر الرد على الغانمين فاذا كان الحكم في الغنيمة كذلك مع ان

محتاج ہے تو برت لے کیونکہ اب حکم پائی چیز کا سا ہے اب غانمین پر تقسیم کرنا دشوار ہے اور جب غنیمت میں یہہ حکم ہے باوجودیکہ

للغانمين فيها حقا لكونهم شركاء فيها فما ظنك في مكاسب الظلم من الغصب والغارات التي شاعت في بلاد الاسلام

غانمین کا اوسمیں حق ہوتا ہے کیونکہ اوسمیں سب شریک ہیں پہر تیرا کیا خیال ہے ظلم کی کمائی میں غصب اور لوٹ سے جو ان دنوں بلاد اسلام میں پہیل رہی ہے

في هذه الايام لا سيما عند تحصيل بيت المال فان الذين نصبوا لتحصيله يأخذون اموال الناس ظلما في البنادر و

خاص کر بر وقت تحصیل بیت المال کی بیشک جو لوگ اوسکی تحصیل پر متعین ہوتی ہیں وہ لوگوں کا مال ظلم سے بندروں میں اور

الاسواق وغيرها باسم العشر والزكوة ويشددون على اصحابها تشديدا عظيما وقد كان النبي عليه السلام اذا بعث

بازاروں وغیرہ میں عشر اور زکوۃ کی بہانہ چہین لیتی ہیں اور مالکوں پر بڑی ہی سختی کرتی ہیں اور نبی علیہ السلام کا یہہ حال تہا کہ جب

من اصحابه احدا لبعض امره يقول بشروا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا اي بشروا الناس بالاجر على الطاعات وانواع الخيرات

کسی اصحاب کو کسی کام کو بہیجتی تو فرمادیتی خوشخبری دینا گہبرا نہ دینا آسانی کرنا تنگ نہ کرنا یعنی لوگوں کو طاعات اور انواع خیرات پر ثواب کا مژدہ سنانا

[illegible] من جملتها اعطاء ... من العشر والزكوة ولا تقنطوهم من رحمة الله تعالى عند ارتكابهم المنكرات و
دیجیو ... عشر اور زکوۃ ... ثواب کی بشارت دینا اور اونکو رحمت الہی سی مایوس نکرنا اگر اون سی کچھ عمل بد ہو جاوے

مباشرتهم المحرمات بل رغبوهم الى التوبة والطاعات وطيبوا انفسهم بقبولها وسهلوا عليهم الامور باخذ ما يجب عليهم
اور حرام فعل کر بیٹھیں بلکہ اونکو توبہ اور عبادت پر رغبت دلانا اور اونکی دل ایسی باتوں سی خوش کرو کہ اونکو مان لیں اور اونپر آسانی رکھنا اونکی واجبات

من العشر والخراج وزكوة السوائم واموال التجارة بسهولة ولطف ولا تشددوا عليهم باخذ ما لا يجب عليهم او باخذ اكثر
عشر اور خراج اور چارپایہ چرندہ اور تجارت کی مال کی زکوۃ لینی میں سہولت اور لطف برتنا اور اونپر سختی نکرنا کہ جو اونپر واجب نہیں ہی وہ لیا کرو یا واجب

مما يجب عليهم اذ روى انه عليه السلام قال لا يدخل الجنة صاحب مكس وفي حديث اخر انه عليه السلام قال صاحب
سی زیادہ لیا کرو کیونکہ حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جنت میں نہیں جاویگا صاحب مکس اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صاحب

المكس في النار قال البغوي اراد بصاحب المكس من ياخذ من التجار مكسا باسم العشر اذا مروا عليهم وقال الحافظ و
مکس دوزخ میں ہی بغوی کہتا ہی کہ صاحب مکس سی مراد وہ شخص ہی جو سوداگروں سی عشر کا نام رکھہ کر محصول لیلیتا ہی جب اونکی پاس کو گذریں اور حافظ کہتے ہیں اور

اما الان فانهم ياخذون مكسا باسم العشر ومكوسا اخر ليس لها اسم بل كل ما ياخذونه حرام وسحت وقد قال الله تعالى
اب تو وہ لوگ ہیں کہ ایک خراج تو عشر کی نام سی لیلیتی ہیں اور کتنی ہی اور خراج لیتی ہیں کہ انکا کچھہ بہی نام نہیں ہی بلکہ جو وہ لیتی ہیں سب حرام اور نہایت مردار ہی اور اللہ تعالی

ويل للمطففين الذين فاذا كان حال المطفف هكذا مع ان اخذه شيء قليل من راس الكيل او الوزن فماذا يكون
خرابی ہی گہٹانیوالوں کی جب حال کم تولنی والیکا یہہ ہی باوجودیکہ وہ کیل یا وزن میں سی تہوڑا سا رکھہ لیتا ہی پہر اون لوگوں کا کیا حال ہوگا

حال الملتزمين الذين ياخذون اموال الناس بلا كيل ولا وزن ويقولون هو حق السلطان او حق فلان ويخرجون
جو خواہ مخواہ مال لوگوں کا لیلیتی ہیں نہ ناپیں اور نہ تولیں اور بیان کرتی ہیں یہہ سلطان کا حق ہی یا فلانی کا حق ہی اور ایمان سی باہر

عن الايمان اذ قد ذكر في كثير من كتب الفتاوى ان من قال لبيت المال هذا مال السلطان يكفر فكيف لغيره بل انهم
ہو جاتی ہیں اسلئی کہ اکثر فتاووں میں مذکور ہی کہ جو شخص بیت المال کو کہی یہہ سلطان کا مال ہی وہ کافر ہو جاتا ہی پہر کیونکر نہو جب اور کا بتاوی

يخونون في بيت المال ايضا وقد روى انه عليه السلام بين في هذا الحديث او يتصرفون فيه بغير امر الله تعالى
بلکہ وہ لوگ بیت المال میں بہی خیانت کرتی ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں بیان فرمایا جو لوگ بیت المال میں راہ نکالتی ہیں اور اوسمیں بی حکم

ورسوله فلهم النار يوم القيمة فان بيت المال على ما ذكر في البزازية وغيرها اربعة انواع الاول الصدقات وما
خدا اور رسول کی تصرف کرتی ہیں سو اونکی لئی قیامت کی دن آگ ہی کیونکہ بیت المال موافق بیان بزازیہ وغیرہ کی چار قسم کی ہیں اول تو صدقات اور جو

في معناها كالعشر فيصرف الى المصارف التي ذكرت في قوله تعالى انما الصدقت للفقراء والمسكين والعاملين عليها والمؤلفة
اسکی مثل ہی جیسی عشر سو خرچ ہوگا ان مصارف پر جو اس آیت میں مذکور ہیں زکوۃ جو ہی سو حق ہی مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور اوس کام پر جانیوالوں کا اور

قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل فهم ثمانية اصناف لكن سقط منهم مؤلفة القلوب وبقي
جنکا دل پرچانا ہی اور گردن چہڑانی میں اور جو تاوان بہریں اور اسکی راہ میں اور راہ کی مسافر کو پس یہہ آٹھہ قسم کی لوگ ہیں پر انمیں سی مؤلفة القلوب اب باقی نہیں رہی اور

سبعة اصناف وهم الفقراء والمسكين والعاملون والمكاتبون والمديونون ومنقطع الغزاة وابناء السبيل والثاني
یہہ سات قسم باقی رہیں فقیر اور مسکین اور اگاہی کرنیوالی اور مکاتب غلام اور قرضدار لوگ اور مفلس غازی اور مسافر اور دوسرا

خمس الغنائم والمعادن والركاز فيصرف الى ما ذكر في قوله تعالى واعلموا انما غنمتم من شيء فان لله خمسه وللرسول
بیت المال غنیمتوں کا خمس اور کہان کی آمد اور دبا خزانہ اسکا مصرف اس آیت میں مذکور ہی اور جان رکہو کہ جو غنیمت لاؤ کچھہ چیز سو اللہ کی واسطی اوسمیں سی پانچواں حصہ

ولذي القربى واليتمى والمسكين وابن السبيل وهم ستة اصناف لكن ذكر الله تعالى للتبرك وسهم الرسول وذوي القربى
اور قرابت والی کی اور یتیم کی اور محتاج کی اور مسافر کی یہہ چہہ قسم کی لوگ ہیں لیکن اللہ کا نام تو برکت کی واسطی ہی اور حصہ رسول کا اور ذوی القربی کا

ساقط

ساقط فبقی ثلثة اصناف وهم الیتمی والمسکین وابن السبیل الا ان فقراء ذوی القربی یدخلون فیهم
اب نہین ہی اب تین قسم باقی رہین یتیم بچی اور مساکین اور مسافر اتنا ہی کہ ذوی القربی مین سی فقرا انہین داخل

ویقدمون علیهم دون اغنیاءهم والثالث ما یؤخذ من خراج الارض وجزیة الرؤس وما اهدی الی الامام
اور انپر مقدم ہین غنی لوگ داخل نہین ہین اور تیسرا بیت المال وہ ہی جو زمینون کا محصول حاصل ہوتا ہی اور جزیہ آدمی سری کا اور امام کو جو اہل حرب نذرانہ

من اهل الحرب وما یاخذه العاشر من اهل الذمة والمستامن فیصرف الی مصالح المسلمین من سد الثغور
دیوین اور جو کہ عاشر ذمی اور مستامن تاجرونسی لیوی یہہ سب مسلمانون کی مصالح مین خرچ مین آویگا یعنی راہ آمد کفار کا روکنا

وعمارة الرباطات والجسور وحفر انهار العامة وارزاق العلماء النافعین والقضاة العادلین والغزاة
اور خانقاہون کی تیاری اور پل بنانی اور عام نہرین کہدوانی اور علماء نفع رسان اور عادل قاضیون کی اور غازیون

والمحتسبین والرابع اللقطة وترکة المیت الذی لا وارث له فیصرف الی معالجة المرضی وادویتهم وطعمتهم
اور محتسبون کی مشاہرہ اور چوتہا بیت المال پایا ہوا مال اور لاوارث میت کا ترکہ یہہ خرچ ہوگا بیمارون کی علاج اور ادویات اور کہانی مین

واکفان الموتی ونفقة اللقیط ومن هو عاجز عن الکسب فعلی الامام ان ینظر فی هذه الاموال ویضعها مواضعها
اور مردون کی کفنون مین اور لاوارث بچون اور کمائی سی عاجزون کی نفقہ مین سو امام کو لازم ہی کہ ان تمام مالون کو غور کرکر الگ الگ انکی محلی پر رکہی

فان الشارع قدر لها المصارف وجعل لکل مال قوما فان تعدی فیه وصرفه الی شهواته ولذاته یکون من
کیونکہ شارع انکا مصرف مقرر کرچکاہی اور ہر یک مال کی لئی حق دار ٹہرا دیا ہی پہر جو کوئی اسمین تعدی کرکی اپنی ہوا اور ہوس اور لذت مین صرف کرڈالی

الخاسرین لانه تعالی لم یولّه علی المسلمین لیکون رئیسا اکالا شاربا مستریحا بل لینصر الدین ویرفع فساد المفسدین
وہ بڑا ٹوٹی والا ہی کیونکہ اوسکو الله تعالی نی والی مسلمانون کا اسلئی نہین کیا کہ سردار ہوکر کہاوی پیوی چین اوڑاوی بلکہ اسلئی کہ دین کی مدد اور مفسدونکا فساد رفع کری

وینظر الی العلماء والفقراء وسائر المستحقین وینزلهم منازلهم ویعطیهم کفایتهم من بیت المال الذی هو امانة
اور علماء اور فقراء اور تمام حق دارون پر شفقت رکہی اور اونکی مراتب مین فرق نکری اور اونکو بقدر کفایت بیت المال مین سی جو اوسکی پاس امانت ہی عطا کیا کری

عنده لیس له فیه الا کواحد منهم اذ قد ذکر فی التجنیس ان الواجب علی الائمة والسلاطین والولاة ان یصرفوا هذه
اور امام کا اوسمین بہی اتنا ہی حق ہی جتنا کسی ایک کا اونمین سی اسواسطی کہ تجنیس مین مذکور ہی کہ امامون اور سلاطین اور والیون پر یہہ واجب ہی کہ یہہ حقوق

الحقوق الی اربابها ولا یحبسوها عنهم وان قصروا فیه فوباله علیهم یسئلون عنه یوم القیمة وذکر فی شرح المجمع
حق دارون کو پہنچاوین اونسی روک نہ رکہین اور اگر اسمین کچہہ قصور کرین تو اوسکا وبال اونکی اوپر ہی قیامت کی دن اکی پوچہہ ہوگی اور شرح مجمع مین مذکور ہی

ان الواجب علی الامراء ان یجعلوا لکل نوع من تلک الاموال بیتا علی حدة ویصرفوا کلا منها الی مصرفه ولو اخذوا منها لانفسهم
کہ امراء پر واجب ہی کہ ہر ہر قسم کی بیت المال کی لئی مکان جدا جدا بنالی اور ہر قسم کی خزانہ کو اوسکی مصرف پر خرچ کری اور اگر امراء اوسمین سی کچہہ اپنی لئی

اکثر مما یکفیهم او خلطوها او صرفوها الی غیر المصارف ولم یراعوها یکونون من الظالمین وقال الزیلعی وعلی الامام ان
قدر کفایت سی زیادہ لیلین یا اونکو ملا جلا کر بی محل صرف کردین اور رعایت نکرین تو وہ ظالم ہونگی اور زیلعی کہتا ہی اور امام کو لازم ہی

یجعل لکل نوع من هذه الانواع بیتا یخصه ولا یخلط بعضه ببعض لان لکل نوع حکما یختص به وان لم یکن فی بعضها
کہ ہر ہر قسم کی خزانہ کی واسطی خاص خاص مکان تیار کری اور ایک کو دوسری مین نہ ملاوی کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہی اور اگر اتفاقا کسی ایک خزانہ مین

شیء فللامام ان یستقرض علیه من النوع الآخر ویصرفه الی اهل ذلک النوع ثم اذا حصل من ذلک النوع شیء یرده
کچہہ باقی نرہی تو امام کو اختیار ہی کہ اوس خزانہ پر دوسری خزانہ سی قرض لیکر مقروض خزانہ کی حق دارون پر صرف کردی پہر جب اوس خزانہ مین مال آجاوی تو اوس

فی المستقرض منه الا ان یکون المصروف من الصدقات او من خمس الغنائم علی اهل الخراج وهم فقراء فانه لا یرد فیه
خزانہ مستقرض منہ مین ادا کردی مگر اوس صورت مین کہ مصروف صدقات سی یا خمس غنایم سی اہل خراج پر ہووی اور وہ لوگ فقیر ہون تو اب کچہہ پہیرا کرنہین

شیئا لانهم یستحقون بالفقر وکذا فی غیره اذا صرفه الی المستحق ویجب علی الامام ان یتقی الله تعالی ویصرف الی
اسواسطی کہ فقر کی جہت سی وہ حق دار نہیں ہیں اور ایسی ہی اور خزانہ میں اگر حق دار پر خرچ ہوا ہو اور امام پر واجب ہی کہ اللہ سی ڈری اور ہر ہر مستحق کو
کل مستحق قدر حاجته من غیر زیادة وان قصر فی ذلک کان الله تعالی علیه حسیبا وذکر فی المحیط ان الامام ان
بقدر حاجت دیدیا کری زیادہ نہ دیوی اور اگر اسمیں قصور کریگا تو اللہ اوسپر حساب لینی والا ہی اور محیط میں مذکور ہی کہ امام اگر بیت المال
استقرض علی مال بیت الصدقات من بیت مال الخراج وصرفه الی الفقراء لا یصیر قرضا علیهم لان الخراج له حکم
صدقات پر بیت المال خراج سی قرض لیکر فقرار پر صرف کردی تو قرض نہیں ہوتا اسلئی کہ خراج کو حکم
الفیء والغنیمة وللفقراء فیه حظ وانما لا یعطی لهم لاستغنائهم بالصدقات فاذا احتاجوا الیه یصرف الیهم فعلی الامام
فیء اور غنیمت کا ہی اور فقرار کا اسمیں حصہ ہوتا ہی اور اونکو دیتی اسلئی نہیں کہ صدقات کی جہت سی مستغنی ہوتی ہیں جب اونکو ادہر احتیاج ہوئی تو دینا چاہئی سو امام کو
ان یتقی الله فی صرف هذه الاموال الی مصارفها وفی ایصال هذه الحقوق الی اربابها علی ما یری من تفضیل وتسویة
لازم ہی کہ اللہ سی ڈریگا ان اموال کو اسکی حق داروں پر صرف کری اور یہہ حقوق حق داروں کو پہنچاوی جیسا نیک سمجھی کم و زیادہ یا برابر برابر
من غیر ان یمیل فی ذلک الی الهوی ولا یحبسها عنهم ولا یجعل لهم الا قدر ما یکفیهم ویکفی اعوانهم بالمعروف وان قصر
اسمیں اپنی خواہش کی طرف داری نکری اور اوسکو حق داروں سی روک نرکہی اور اونکا اتنا ہی مقرر کری جو اونکو اور اونکی مددگاروں کو دستور کی موافق کفایت کرجای اور اگر
فی ذلک وتعدی عنهم کان الله علیه حسیبا فقد ظهر من هذا ان السلطان لیس ما فی یده من بیت المال ملکا له بل
اسمیں قصور کرکی بیٹہ رہی گا تو اللہ تعالی اوسپر حساب لینی والا ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو سلطان کی قبضہ میں ہوتا ہی خزانہ بیت المال کا اوسکی ملک نہیں ہوتا بلکہ
هو امانة عنده یجب علیه ان یصرفه الی مصارفه لکن لما کان هو ایضا من المصارف جاز له ان یاخذ من مال الخراج
اوسکی پاس امانت ہوتا ہی اوسپر واجب ہی کہ اوسکو مصارف مقرری پر خرچ کری لیکن چونکہ سلطان بہی مصارف میں داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ خراج کی مال میں سی فقط
قدر کفایته فقط لا غیر ولو اخذ اکثر من قدر کفایته وصرفه الی ممالک اصطفاها وزینها بانواع الملابس المحرمة
بقدر کفایت لیلی زیادہ نہیں اور اگر قدر کفایت سی زیادہ لیکر اپنی محبوب غلاموں پر صرف کری اور اونکو اچہی اچہی کپڑی جو پہنی حرام ہیں پہنا او سجاکر
وافتخر بقیامها بین یدیه یکون من الخائنین وقد روی انه علیه السلام قال من سره ان یتمثل له الرجال قیاما
عزت کی واسطی سامنی کہڑا رکہی خیانت والوں میں ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکو پسند آوی کہ اوسکی آگی آدمی تصویر کی طرح کہڑی رہیں
فلیتبوا مقعده من النار ثم ینبغی ان یعلم ان من له عطاء من بیت المال ان کان من المصارف یجوز له ان یصرفه
تو اپنا ٹہکانا دوزخ میں کرلی پہر جان رکہو کہ جسکی لئی بیت المال میں سی روزینہ مقرر ہو اگر وہ شخص مصارف میں داخل ہی تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی کام میں لاوی
الی مصالحه وان لم یکن من المصارف لا یجوز له ان یصرفه الی مصالحه بل یلزمه ان یتصدق به الی الفقراء واذا
اور اگر مصارف میں نہیں ہی تو اوسکو جایز نہیں ہی کہ وہ روزینہ اپنی کام میں لگاوی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ فقرار کو خیرات دیدی اور اگر
مات لا یورث عنه بل یصیر حلالا فللسلطان او نائبه ان یقرر فیه من کان من المصارف وان قرر فیه من
چہوڑ مریگا تو وہ وراثت میں نہیں آویگا بلکہ فقرار کو حلال ہوگا سو سلطان یا اوسکی نائب کو لازم ہی کہ اوسکی جگہہ ایسی کو مقرر کردی جو مصارف میں داخل ہو اور اگر اتفاقا
لیس من المصارف یجب علیه ان یخرجه ویقرر فیه من هو من المصارف وان لم یفعل یکون اثما بوجهین کما ذکر فی البزازیة
ایسی کو مقرر کردی جو مصارف میں نہیں ہی تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو موقوف کری اور اور ایسی کو قایم کری جو مصارف میں داخل ہو اور اگر نہیں کریگا تو دو وجہہ سی گنہگار ہوگا چنانچہ بزازیہ میں مذکور ہی
ان من له عطاء فی الدیوان ان مات عن ابنین فاصطلحا ان یکتب فی الدیوان اسم احدهما ویاخذ العطاء ولا یکون
کہ جسکی لئی روزینہ کچہری میں مقرر ہووی اگر وہ دو بیٹی چہوڑ کر مر جاوی اور وہ دونوں صلح کرلیں کہ دفتر میں ایک کی نام پر لکہا رہی وہ ہی روزینہ لیا کری اور
للآخر شیء من العطاء وبذل له من کان له العطاء مالا معلوما فالصلح باطل ویرد بدل الصلح والعطاء للذی جعل الامام
دوسرا روزینہ سی محروم اور وہ روزینہ لینی والا اوسکو مال متعین دیدیا کری تو یہہ صلح باطل ہی اور بدل صلح کا یعنی وہ مال ہٹادیا جاویگا اور وہ روزینہ اسیکا ہوگا

العطاء

ماءله لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لادخل فيه برضى الغير وبرضاه غير ان السلطان ... المستحق

امام تجویز کری اسلئی کہ حقیقت مروزینہ کی امام کی تجویز پر ہی کسیکی رضا مندی اور انکار کو اسمین کچھ دخل نہین ہی سوا اسکی کہ سلطان ...

في الظلم مرتين في قضية واحدة حرمان المستحق واثبات غير المستحق مقامه يسر الله علامو فقا ...

ایک مقدمہ مین دوہرا گناہ ہوگا مستحق کا محروم کرنا اور غیر مستحق کا اوسکی جگہ قایم کرنا الٰہی عمل مطابق اپنی رضامندی کی ہمپر آسان کر

المجلس الثمانون في بيان ظهور الفتن وما يخالف الشرع وكيف يعمل حينئذ قال رسول الله

اسی مجلس مین بیان فتنون اور مخالف شرع کی ظہور کا کہ اسوقت کسطرح عمل کیا جاوی رسول الله

صلى الله عليه وسلم بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح

صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا جلدی کرلو اعمال فتنون سی پہلی جیسی ٹکڑی اندہیری رات کی صبح کو شخص مؤمن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو

كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة فانه عليه السلام اشار فيه الى

کافر اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچڈالیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی نبی صلی الله علیہ وسلم نی اشارہ فرمایا طرف

ظهور الفتن المتكاثرة المتراكمة كتراكم ظلام الليل المظلم لا يعرف احد طريق الخلاص منها وامر بالمسارعة الى الاعمال

ظہور بہت فتنون کی تہ بر تہ جیسی اندہیرا تاریک شب کا تہ بر تہ ہوتا ہی کہ کسیکو رستہ مخلصی کا معلوم نہین ہوگا اور حکم دیا جلدی اعمال صالحہ کی فتنہ

الصالحة قبل مجيئها اذ عند مجيئها يشتد الامر ولا يقدر احد فيها على الاشتغال بالاعمال الصالحة بل يصبح الرجل

آنی سی پہلی اسلئی امر فرمایا کہ جب فتنہ پیدا ہوجائیگا تو بڑی مشکل پڑیگی پہر نیک عمل کرنیکی کسیکو طاقت نرہیگی بلکہ آدمی صبح کو

مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح كافرا وسبب وقوع المسلم في الكفر عند ظهور الفتن يحتمل ان يكون بوقوع

مؤمن ہوگا تو شام کو کافر یا شام کو مؤمن تو صبح کو کافر اور فتنون کی ظہور پر مسلمان کفر مین شاید کہ اسلئی مبتلا ہونگی کہ اونمین لڑائیان

القتال بينهم فيستحل كل واحد منهم دم الآخر وماله فيكفر كل واحد منهم باستحلاله دم الآخر وماله ويحتمل ان يكون

ہونگی سو ہریک طرفین سی ایک دوسریکا خون اور مال حلال سمجہی گا سو ہریک دوسریکا خون اور مال حلال سمجہہ کر کافر ہوویگا اور شاید کہ اس سببسی کہ

بوقوع الاختلاف بينهم فيغلب الكفار على بلادهم فيدعونهم الى دينهم فيرتد بعضهم لطلب الجاه والمال منهم

آپسمین مختلف ہوجاوین سو کفار اونکی ملک پر غالب ہوجاوینگی پہر وہ اپنی دین کی دعوت کرینگی پہر کوئی جاہ اور مال کی ہوس مین مرتد ہوجاویگا

كما اشير اليه في آخر الحديث حيث قيل يبيع دينه بعرض من الدنيا فان العرض بفتح الراء متاع الدنيا وحطامها

چنانچہ آخر حدیث مین یہہ ہی اشارہ ہی چنانچہ فرمایا کہ اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچڈالیگا بیشک عرض رای کی زبر سی دنیا کی سامان اور نفع کو کہتی ہین

ويحتمل ان يكون بغلبة الظلم والفساد عليهم فلا يراعون الشرع في الحكومات بل يخرجون منه الى انواع الظلم و

اور شاید کہ بسبب کثرت ظلم اور فساد کی کہ فیصلون مین شرع کی رعایت نہین کرینگی بلکہ شرع سی نکل کر قسم قسم کی ظلم اور

السياسات ويسفكون الدماء وياخذون الاموال بغير حق ويعتقدون انهم على الحق في ارتكابهم تلك الآثام

سیاست مین مبتلا ہونگی اور خونریزی کرینگی اور ناحق لوگون کی مال چہین لینگی اور اپنی تئین ان گناہون کی عمل کرنی مین حق پر سمجہین گی

ولا يدرون انهم بذلك الاعتقاد يخرجون من الاسلام وربما يصلبون السارق ويقتلونه باعتقاد جواز

اور یہہ نہین سمجہینگی کہ ہم اس اعتقاد مین اسلام سی باہر ہوئی اور بعضی دفعہ چور کو سولی دینگی اور قتل کرڈالینگی اس اعتقاد سی کہ چور کو

صلبه وقتله فيكفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق ليس صلبه وقتله بل حده قطع يده لقوله تعالى

سولی دینا اور قتل کرنا جایز ہی سو اسی اعتقاد سی کافر ہوجاوینگی اسلئی کہ چور کی حد سولی اور قتل نہین ہی بلکہ اوسکی حد ہاتہہ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی

السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما وربما يغضب ملكهم على واحد منهم فيامرهم بقتله من غير سبب يوجب قتله

اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتہہ اور بعضی دفعہ بادشاہ کسی پر غصہ کہا کر اوسکی قتل کا حکم دیتا ہی اور کوئی وجہ اوسکی قتل کی نہین ہوتی

فيقتلونه باعتقاد كون امره حقا واجبا عليهم فيكفرون بذلك الاعتقاد اذ لا طاعة للمخلوق في معصية

سو وہ لوگ اوسکو قتل کرتے ہیں یہہ سمجھکر کہ حکم بادشاہ حق ہی ہم پر واجب ہی سو اسی اعتقاد سی کافر ہو جاتے ہیں اسلئے کہ خدا کی

الخالق على ما ورد في الحديث فاتقيل مجرد الامر من السلطان بلا تهديد ولا وعيد اكراه فاذا كان اكراها فهل

نافرمانی مین مخلوق کی طاعت نہین ہی چنانچہ حدیث مین ہی اگر کوئی کہی صرف حکم بادشاہ کا بغیر دہمکی اور وعید کی اکراہ ہوتا ہی پہر جب اکراہ ہوا تو آیا

يرخص لهم قتله فالجواب ان قتل المسلم بغير حق لا يحل لضرورة على ما ذكر في اكراه شرح الهداية انه من اكره بقتل على

اونکو اوسکی قتل کی اجازت ہی تو جواب یہہ ہی کہ ناحق قتل مسلم کا کسی ضرورت مین بہی حلال نہین ہی موافق بیان ہدایہ کی باب اکراہ مین اگر کسیکو قتل سی

قتل غيره بغير حق لا يسعه ان يقدم عليه بل يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثما لان قتل المسلم بغير حق مما

اکراہ کیا کسیکو ناحق قتل پر تو اوسکو گنجایش نہین ہی کہ اسپر پیش دستی کری بلکہ صبر کری یہان تک کہ جان دی اور اگر اوسکو قتل کریگا تو گنہگار ہوگا اسلئے کہ ناحق

لا يستباح لضرورة ما فكذا بالاكراه وذكر في الاصول ان دليل الرخصة خوف الهلاك والقاتل والمقتول

قتل مسلم کا کسی ضرورت مین بہی مباح نہین ہی ایسی ہی اکراہ بہی اور اصول مین مذکور ہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل اور مقتول آپس مین

فيه سواء فاذا استويا لا يحل للفاعل قتل غيره لتخليص نفسه لان الله تعالى عظم امر قتل المسلم حيث قال و

دونو برابر ہین پہر جب دونو برابر ہوئی تو فاعل کو غیر کا قتل اپنی جان بچانی کو جایز نہین ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی قتل مسلم کو بڑا ہی گناہ ٹہرایا ہی چنانچہ فرمایا اور

من يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها فاذا كان كذلك ينبغي ان يعلم ان كثيرا من ولاة زماننا وقضاة

جوکوئی مار ڈالی مسلمان کو قصد کرکر تو اوسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہی اوسمین جب یہہ ٹہرا تو یہہ بہی جانو کہ ہماری زمانہ کی اکثر والیان نی اور ہماری عہد کی اکثر قاضیون نی

عصرنا قد هجروا الشرع المحمدي واحدثوا طريقا غير مرضي وسموه عرفا وشاع بينهم العمل به حتى كاد ان يرفض الشرع

شرع محمدی کو چہوڑ دیا ہی اور نیا رستہ ناپسندیدہ نکالکر اوسکا نام عرف رکہا ہی اور سب اوسہی پر عمل کرتی ہین یہان تک کہ اب یہہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک

به لانهم كانوا لا يفصلون قضية بمحض الشرع بلا خلط العرف لكنهم كانوا يفصلون قضايا كثيرة بمحض العرف بلا خلط

ہو جاوی کیونکہ وہ کوئی مقدمہ صرف شرع سی بدون عرف کی ملانی فیصل نہین کرتی لیکن بہتیری قضیہ صرف عرف سی بدون لحاظ شرع کی فیصل کرتی ہین

الشرع ويعتقدون ان بمحض الشرع لا يتم النظام ولا يستقيم حال الانام ويقولون ذلك جهرا ولا يعدونه نكرا فتامل

اور یہہ سمجہتی ہین کہ نری شرع سی نظام پورا نہین ہوتا اور خلقت کا حال درست نہین رہتا اور یہہ بات علی الاعلان کہتی ہین کچہ برا نہین جانتی اب سوچ تو

ايها المنصف هل لهذا القول ولهذا الاعتقاد محمل غير القول بنسخ الشريعة المحمدية بما ابتدعوه بآرائهم الفاسدة من

ای منصف آیا کچہ اس قول اور اس اعتقاد کی بہی معنی ہین بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو سبب سیاسات بد اور تعذیبات سخت کی جو اپنی فاسد عقلون سی نکال کر

السياسات الشنيعة والتعذيبات الشديدة وما حملهم على ذلك الاعتقاد وما جراهم على ذلك الفساد الا ما يرونه من

ٹہرائی ہین منسوخ کہتی ہین اور اونکا یہہ اعتقاد اور یہہ جرءت اس فساد پر اسلئے ہوتی ہی کہ دیکہتی ہین

ظهور السارق والقاتل احيانا بتهديداتهم البليغة وتشديداتهم الاليمة نعم قد يظهر السارق والقاتل احيانا بتهديداتهم

کہ بعضی دفعہ چور اور قاتل اونکی غایت درجہ کی دہمکیون اور سخت گیریسی ہاتہ آجاتی ہین ہان سچ کبہی چور اور قاتل تو اونکی دہمکی

وتشديداتهم لكن الى ان يظهر ظالم واحد يظلم خلقا كثيرا في انفسهم واعراضهم بل يهلك بعضهم بانواع العقوبات

اور سختی سی پیدا ہو جاتا ہی پر جب تک ایک ظالم ہاتہ لگی اتنی بہتیری خلقت کی جان اور ابرو پہ ظلم گذر جاتا ہی بلکہ بعضی لوگ طرح طرح کی عقوبت

واصناف التعذيبات ويتعطل اعضاء بعضهم واما اخذ اموالهم واهلاكها فلا يعدونها شيئا بل يبيحونها ويستحلونها

اور قسم قسم کی عذاب مین ہلاک اور بعضون کی اعضا بیکار ہو جاتی ہین اور مال لیلینا یا تلف کر دینا یہہ تو کچہ شمار ہی نہین ہی بلکہ یہہ تو مباح اور حلال جانتی ہین

فاذا كان السعي في رفع ظلم ظالم واحد متضمنا لمظالم كثيرة غير منحصرة فتفكر ايها العاقل هل يليق مثله

پہر جب ایک ظالم کا ظلم دفع کرنی کی سعی مین بہت سی ظلم غیر منحصر عمل مین آئین اب فکر کی بات ہی ای عاقل کیا اہل ایمان کو ایسا ہی عمل لایق ہی

لاهل الايمان وهل يجوز فعلها في دار الامان وتحقيق ان [illegible] والميسر [illegible]
اور دار الامان میں ایسا کام کہاں جائز ہی [illegible] اور ثابت ہی کہ شارع [illegible] حکمت کی [illegible]

الحكمة وظهور غلبة مضارها على منفعتها فان الحكيم لا يحكم الا بما فيه المنفعة العامة الشاملة [illegible]
اور انکا نقصان بہ نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم ہوچکا ہی بیشک حکیم وہی حکم دیتا ہی جسمیں منفعت عامہ [illegible] یا جسمیں فائدہ

يغلب منفعته على مضرته لا بما يغلب مضرته على منفعته الا ترى ان الخمر والميسر لم يحرمهما الله تعالى في
نقصان سی زیادہ ہو وہ حکم نہیں دیتا جسکی مضرت منفعت سی زیادہ ہو تجھکو معلوم نہیں کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالی نی قرآن میں

القران بعد ما نص فيه بنفعهما حيث قال يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
کیسی حرام کیا بعد اسکی کہ انکی فائدی بہی کہہ چکا چنانچہ فرمایا تجسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہین لوگون کو اور انکا

لان جانب النفع اذا غلب عليه جانب الضرر يحمي جانب الضرر فان اهل العرف في هذا الزمان كثيرا ما يظلمون اهل بلدة و
کیونکہ نفع کی جانب جب ضرر کی جانب غالب ہو جاتی ہی تو ضرر کی جانب کا لحاظ ہوتا ہی بیشک اہل عرف اس زمانہ میں ایک ظالم کی واسطی شہر کی شہر اور

اهل قرية بانواع المظالم بسبب ظالم واحد ومع هذا لا يظفرون بذلك الظالم فيكون مظالمهم اشد بالف مرتبة
گانوکی گانو ہر قسم قسم کی اکثر ظلم کر ڈالتی ہین اور تسپر بہی وہ ظالم ہاتہہ نہیں آتا اب انکا ظلم اوس ظالم کی ظلم سی ہزار گونہ ہو جاتا ہی

من ظلم ذلك الظالم مع بقاء ظلمه فليس مثلهم الا كمثل من يقصد احراق حشيش نبت خلال زرعه فيوقد النار
اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی انکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی کہاس جلانی کا ارادہ کری جو کہیت کی اندر اوگتا ہی پہر اوس کہیت کی اندر آگ جلادی

وسط زرعه فيحترق الزرع واما الحشيش الذي قصد احراقه فربما يحترق وربما لا يحترق فلعمر الله ليس هذا
اور تمام کہیت پہنک جادی اور وہ کہاس جسکا جلانا منظور تہا کبہی جلجاتا ہی اور بعضی دفعہ قایم رہتا ہی سو اللہ کی قسم ہی کہ یہہ

من الاصلاح بل هو من الافساد فلو كان في هذا العرف خير لكان القرون التي يستعمل هذا العرف فيها خيرا من
انتظام نہیں ہی بلکہ کہنڈت ہی اگر اس عرف مین کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک یہہ زمانہ جسمین یہہ عرف خوب برتا جاتا ہی اون عہد سی

القرون التي لم يستعمل فيها هذا العرف كقرون النبي عليه السلام والخلفاء الراشدين والتابعين ولا شك ان خير
جنمین یہہ عرف نہیں برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد نبی علیہ السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمین شک نہین کہ

القرون قرن النبي عليه السلام ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم شاع الكذب والفساد الى قرننا الذي هو شر
سب سی بہتر زمانہ نبی علیہ السلام کا ہی پہر اونکا جو اونسی متصل ہین پہر اونکا جو انسی متصل ہین پہر جہوٹ اور فساد پہیل گیا ہماری زمانہ تک جو سب سی بدتر ہی

القرون يشهد بذلك الاحاديث المشهورة بل المتواترة ولو بالقدر المشترك فان قيل تلك القرون لكونها قرون
مشہور حدیثین بلکہ متواتر اسکی گواہ ہین اگرچہ ملتی جلتی مضمون سی پہر اگر کوئی کہی وہی زمانہ چونکہ رشد

الرشد والصلاح وعهود الصدق والفلاح كان الامر يتم بسهولة الشرع ولا يحتاج الى صعوبة العرف واما هذه
اور صلاح کی اور عہد صدق اور فلاح کی تہی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہو جاتا تہا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہیں ہوتی تہی اور رہا یہہ

القرون فلما كان الغالب فيها الفسق والفساد والكذب والعناد اضطر العقلاء الى اجراء العرف الشديد لما راوا
زمانہ اسمین فسق اور فساد اور جہوٹ اور عناد جو غالب ہوگیا ہی تو عقلاء نی لاچار ہو کر یہہ عرف سخت جاری کیا کیونکہ دیکہتی تہی

من عدم انزجار اهلها بالشرع السديد فالجواب ان هذا السؤال لا يبقى له مورد بعد ما عد في اجراء العرف من
کہ اس زمانہ کی لوگ صرف شرع محکم سی باز نہیں آتی سو جواب یہہ ہی کہ اس سوال کا ٹہکانا نہیں ہی جب عرف کی جاری کرنی مین مفاسد

المفاسد وما في الشرع من كفايته في جميع الاعصار لجميع المقاصد ثم ان ما ذكر من كون القرون السابقة قرون
مان لئی اور شرع کی کفایت تمام عہدون مین تمام مطالب کی لئی تسلیم کرلی پہر وہ جو مذکور ہوا کہ وہ زمانی رشد

الرشد والصلاح وفي هذه القرون فشت الفسق والفساد ليس إلا ببركة إجراء الشرع الشريف في تلك القرون وشآمة حدثت

اور صلاح ہی تھی اور یہہ زمانہ فسق اور فساد کا ہی [illegible] نہیں ہی مگر بسبب برکت اجراء شرع شریف کی اوس عہد میں اور بسبب نحوست پیدا کرنی

العرف الخبيث في هذه القرون إذ في هذه القرون كثر أولاد الزنا بسبب إكراه أهل العرف أهل كل بلدة وأهل كل قرية

عرف کی اس [illegible] زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہوگئی ہی اسلئی کہ اہل عرف ہر ایک شہر کی اور ہر ایک گانو کی

في كل سنة أو في كل شهر مرارا على الحلف بالطلاق في أنواع القضايا فيلزم الحنث بالضرورة وبهذا السبب كثر

مسلمانوں کو ہر سال یا ماہ کئی کئی بار زور اور ظلم سی ہر ایک قضیہ میں طلاق کی قسمیں دلاتی رہی پھر قسم کا ٹوٹنا بالضرور لازم آجاتا ہی اس سبب سی

أولاد الزنا في هذا الزمان واشتغلوا بالتزويرات والتلبيسات وأنواع الفساد إذ لا يصدر من الذوات الخبيثة

اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہوگئی اور مکر اور فریب اور طرح طرح کی فساد کرنی لگی کیونکہ بدذات آدمی سی سوا بدذاتی کی

إلا الأفعال الخبيثة فإن قيل العقوبة المتجاوزة عما عينه الشرع قد صدرت عن السلف وذكر في الكتب المعتبرة

اور کیا ہوتا ہی پھر اگر کوئی کہی کہ ایسی عقوبت جو شرع کی حد معین سی بڑھ جاوی بیشک سلف سی بھی عمل میں آئی ہی اور معتبر کتابوں میں مذکور ہی

أنها محمولة على السياسة فلم لا يجوز أن يكون العرف المذكور محمولا على السياسة أيضا فالجواب أن السياسة على

کہ وہ عقوبت سیاست پر محمول ہی کیوں نہیں جایز کہ یہہ عرف مذکور بھی سیاست پر محمول ہووی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ سیاست

ما ذكر في معين الحكام نوعان أحدهما ظالمة والأخرى عادلة أما الظالمة فالشرع يحرمها ويحكم بعدم جوازها

موافق مضمون معین الحکام کی دو قسم کی ہی ایک تو ظالمہ ہی اور دوسری عادلہ ظالمہ کو تو شرع نی حرام اور مطلق ناجایز کہا ہی

والعرف المذكور عينها وبسببها ينفتح أبواب المظالم الشنيعة ويؤخذ الأموال ويسفك الدماء بغير الشريعة وأما

اور یہہ عرف مذکور بعینہ وہی ہی اور اسی کی سبب سی ظلم شنیع کی دروازی کھل جاتی ہیں اور مال چھنتی ہیں اور خلاف شرع خونریزی ہوتی ہی اور رہی

العادلة فالشرع يوجب المصير إليها والاعتماد عليها وهي ما ذكر في العناية تغليظ جناية لها حكم شرعي حسما لمادة

عادلہ سو شرع سی اوسکی طرف توجہ اور اوسپر اعتماد کرنا واجب ہی اور وہ ہی سیاست عادلہ وہ ہی جو کتاب عنایہ میں مذکور ہی خطا پر حکم شرعی سی فساد کی جڑ

الفساد وقيل هي الشريعة مغلظة وبسببها يخرج الحق من الظالم ويندفع كثير من المظالم ويرتدع أهل الفساد من

کاٹنی کی واسطی تنگ پکڑنا اور کوئی کہتا ہی کہ وہ بھی شریعت بھاری ہی اور اوسکی سبب سی حق ظالم کی قبضہ سی نکل آتا ہی اور اور بہت مظالم بند ہو جاتی ہیں اور مفسد لوگ

الفساد وبإهمالها يضيع الحقوق ويتعطل الحدود فلا بد من اعتبارها لكن بعد معرفة طريق إجرائها لئلا يتجاوز

فساد کرنا چھوڑ دیتی ہیں اگر اسکو چھوڑ دیجی تو حقوق تلف ہوتی ہیں اور حدود بیکار سو اسکا اعتبار ضرور ہی لیکن پہلی اوسکی اجرا کو سمجھہ لینا چاہئی تاکہ اوس سی بڑھ کر

منها إلى غيرها إذ لا يمكن رفع الفساد من وجه الأرض إلا بعقوبة المتهمين بالإجرام المشهورين بها بعقوبات الشرع

اور کچھہ نہ کر بیٹھی اسواسطی کہ روئی زمین سی فساد دور نہیں ہوسکتا جب تک مفسدوں کو عقوبت شرعی نہو جنکی نام پر جرم لگی ہوئی ہیں اور اوس باب میں

بقدر تهمتهم وشهرتهم بها أما بالحبس كما ذكر في حدود فتاوى قاضيخان أن من يتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس يحبس

مشہور ہیں جسقدر اونپر تہمت اور جتنا اونکا شہرہ ہو یا تو قید کرکر چنانچہ حدود فتاوی قاضی خان میں ہی کہ جنکی نام پر خون اور چوری اور ایذا رسانی لوگوں کی تہمت ہووی

ويخلد في السجن إلى أن يظهر توبته وذكر في باب الحبس من قضاء الخلاصة والبزازية أن الدعار وهم الذين يقصدون إتلاف

اوسکو قید کریں اور قید خانہ میں اتنی پڑا رکھیں کہ وہ توبہ کری اور خلاصہ کی قضا کی باب الحبس میں اور بزازیہ میں مذکور ہی کہ دعار یعنی وہ لوگ جو لوگوں کا مال اور

أموال الناس وأنفسهم يحبسون حتى يعرف توبتهم بظهور شعار الصالحين في سيماهم أو بالضرب كما ذكر في إكراه البزازية

جان تلف کیا چاہتی ہیں قید کئی جاویں جبتک کہ اونکی توبہ معلوم ہو کہ اونکی چہروں پر اطوار صلحا کی سی ظاہر ہو جاویں یا مار مار کر چنانچہ بزازیہ کی اکراہ میں مذکور ہی

أن حسن بن زياد سئل عن المتهم بالسرقة أيحل ضربه حتى يقر قال ما لم يقطع اللحم ولم يظهر العظم يعني أن ضاربه

کہ حسن بن زیاد سی پوچھا گیا چور کو چوری کی تہمت میں مارنا جایز ہی تا کہ اقرار کری کہا جبتک کہ گوشت نہ کٹیں اور ہڈی نہ نکل آوی مراد یہہ ہی کہ ایسا مارین

ينبغي ان لا يخرج عن صفة ضرب الحدود وان يعاقب بغير عفو بان التعزير ... ضرب ...

جو حد کی وضع سی مخالف ہو جاوی اور ... عقوبات شرعی ... جیسی ... ماریں

بالقتل كما ذكر في سير البزازية ان عطاء بن حمزة سئل عن قتل الاعوان والسعاة والظلمة في ايام الفترة فقال يباح

قتل کرکر چنانچہ سیر بزازیہ میں مذکور ہی کہ عطاء بن حمزہ سی پوچھا کہ ایام فترہ میں باغیوں اور ظالموں کی چوکی جو ہیں انکو قتل کرنا جایز ہی جواب دیا

قتلهم لانهم ساعون في الارض بالفساد وقيل له انهم يمتنعون عن السعي في الفساد في تلك الايام ويتوارون قال ذلك امتناع

انکا قتل مباح ہی کیونکہ وہ ملک میں فساد کرنیکو دوڑتی ہیں کسی نی کہا اب تو وہ ان دنوں باز آتی ہیں اور چھپ گئی ہیں کہا لاچاری کو باز آتی ہیں

ضرورة ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه وكذلك قال الامام السيد ابو شجاع وزاد بان قال يثاب قاتلهم قال لان من

اور اگر پھر وہی حال ہو تو پھر وہی کریں جو انکو منع ہوا تہا اور ایسی ہی امام سید ابو شجاع نی کہا ہی اور اتنا زیادہ کہا کہ انکی قاتل کو ثواب ہوویگا کیسی کہا کہ

شرط الاسلام الشفقة على الخلق والفرح بفرحهم والحزن بحزنهم وهم على عكس ذلك وذكر في كراهية البزازية انه كان

کیسے ہووگا کہا اسلئی کہ اسلام کی شرط ہی کہ خلق پر شفقت کری اور انکی خوشی سی خوش ہو اور انکی غم سی غمگین اور وہ لوگ اسکی برخلاف ہیں اور بزازیہ کی کراہیہ میں مذکور ہی

يفتى بكفرهم واختيار المشايخ ان لا يفتى بكفرهم وجواز القتل لا يدل على الكفر قال الله تعالى انما جزاء الذين يحاربون

کہ انکی کفر پر فتوی تہا اور مشایخ کا مختار یوں ہی کہ کفر پر فتوی نہ دیوین اور قتل جایز ہونی سی کفر نہیں ثابت ہوتا اللہ تعالی فرماتا ہی یہی ہی سزا ہی انکی جو لڑائی کرتی ہیں

الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا والاعونة من المحاربين الله ورسوله وذكر في باب السعاية من

اللہ سی اور اوسکی رسول سی اور دوڑتی ہیں ملک میں فساد کرنیکو کہ انکو قتل کریں یا سولی چڑہاوی اور مددگار ہی اللہ اور رسول سی لڑنیوالی ہیں اور باب السعایہ میں

جنايات البزازية ان المشايخ لفساد الملك بسبب السعاية افتوا بان قتل الاعونة والسعاة في زمان الفترة جائز والتقييد

جنایات بزازیہ سی مذکور ہی کہ مشایخ نی اسلئی کہ بسبب سعایہ کی ملک میں فساد پہیل گیا تہا فتوی دیا تہا کہ قتل باغی کی مددگار کا زمانہ فترہ میں جایز ہی اور قید سی

لكونهم في مثل ذلك الزمان اشد ضررا فيلحقون بالذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا فعلى هذا

کیونکہ اونسی ایسی زمانہ میں بڑا ضرر ہوویگا پہر وہ اون لوگوں میں مل جاوینگی جو اللہ اور رسول سی لڑتی ہیں اور ملک میں فساد کرتی پہرتی ہیں اس رای کی موافق

يجوز قتلهم لكن باسهل الطرق واقلها عذابا كالصلب وضرب العنق لا باصعبها واكثرها عقابا كالسياسات الجارية

انکا قتل جایز ہی پر آسانی سی جسمیں تکلیف نہووی جیسی سولی اور سر اوڑا دینا سخت عذاب سی نہیں جسمیں تکلیف زیادہ ہو جیسی سیاسات اس زمانہ میں

في هذا الزمان لما روي انه عليه السلام قال اذا قتلتم فاحسنوا القتلة فعلم من هذا النقول ان اجراء هذه العقوبات

مروج ہیں کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو ان نقلوں سی معلوم ہوا کہ ان عقوبات کا جاری کرنا

انما يجوز اذا كان المدعى عليه متهما بالجرائم مشهورا بها وانكر ما ادعي عليه واما اذا لم يكن متهما بها بل كان رجلا صالحا

جب جایز ہی کہ مدعی علیہ جرم میں بدنام اور خطاواری میں مشہور ہو اور وہ دعوی سی منکر ہو اور اگر اوسپر کچھ تہمت نہو بلکہ مرد نیک خوبی سی مشہور ہو

مشهورا بالصلاح فلا يجوز عقوبته اصلا بل يحلف ويخلى سبيله ان لم يقم عليه بينة وان كان مجهول الحال لا يعرف ببر

تو ایسی کی عقوبت ہرگز جایز نہیں ہی بلکہ قسم لیکر چھوڑ دیں اگر گواہ نہوں اور اگر مجہول الحال ہو یعنی نہ تو نیکو کار مشہور ہی اور نہ بدکار تو ایسی کو

ولا فجور يجوز حبسه يوما او يومين حتى يتبين حاله بالبينة او بالاقرار وان لم يظهر شيء منها يحلف ويخلى سبيله ولا

ایک یا دو دن قید کرنا جایز ہی یہاں تک کہ اوسکا حال یا گواہ سی یا اقرار سی ظاہر ہوجاوی اور اگر کچھ بہی ظاہر نہو تو قسم لیکر چھوڑ دیں اور

يجوز ضربه كما ذكر في سرقة الخلاصة والبزازية ان عصام بن يوسف دخل على الامير فاتي بسارق فانكر السرقة فقال الامير

مارنا جایز نہیں ہی چنانچہ خلاصہ اور بزازیہ کی باب السرقہ میں مذکور ہی کہ عصام بن یوسف امیر کی پاس گیا وہیں ایک چور پکڑا آیا سو اونی چوری سی انکار کیا امیر نی

لعصام بن يوسف ايش يجب عليه فقال عصام عليه اليمين وعلى المدعي البينة فقال الامير هاتوا لي بالسوط والعقابين

عصام بن یوسف سی پوچھا اسپر کیا واجب ہی عصام نی کہا اسپر قسم ہی اور مدعی پر گواہ امیر نی کہا کوڑا اور دو رسیاں تو لاؤ

فما ضربه عشرا حتى اقر واتى بما سرقه فقال عصام سبحان الله ما رأيت ظلما اشبه بالعدل من هذا فانظر كيف

پہر دس کوڑی نہیں لگائی تہی کہ اوسنی اقرار کیا اور چوری کا مال لادیا عصام نی کہا سبحان اللہ مین نی اس ظلم سی زیادہ عدل سی ملتا ہوا کوئی ظلم نہیں دیکہا اب دیکہو کہ کیونکر

سماه ظلما مع ظهور الحق ولم يجعله عدلا بل جعله شبيها به لعدم وجود علامة ظاهرة موجبة لذلك الضرب

اسکا نام ظلم لیا باوجودیکہ حق ظاہر ہوگیا تہا اور اسکو عدل نہیں ٹہرایا بلکہ عدل کا مشابہ کیونکہ کوئی ظاہر دلیل جس سی ضرب واجب ہو جاوی نہیں تہی

لانه وان ظهر به الحق في هذه المرة لكن كثيرا ما لا يظهر فيكون ظلما محضا بخلاف المتهم بالجرائم فان ضربه

اسواسطی کہ اگرچہ اوسوقت تو حق ظاہر ہوگیا لیکن اکثر حق ظاہر نہیں ہوا کرتا پہر نرا ظلم ہی ظلم ہوتا ہی برخلاف اوسکی جو جرایم سی بدنام ہو رہا ہو بیشک ان

ليس لمجرد استخراج الحق بل ليمتنع عن افعاله المذمومة سواء ظهر الحق ولم يظهر فافترقا وكل ما ذكر الى هنا من جواز

اوسکا مارنا صرف حق پیدا کرنی کی لئی نہیں ہی بلکہ اس لئی کہ اپنی افعال بد سی باز آوی برابر ہی کہ حق ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو سو ان دونو مین فرق ہی اور یہان تک جو مذکور ہوا

اجراء العقوبة على المتهمين بالجرائم انما هو قبل ثبوتها بالبينة او الاقرار واما بعد ثبوتها باحدهما فيقام عليهما ما

یعنی اجراء عقوبت کا جایز ہونا جرایم کی بدناموں پر ثبوت سی پہلی پہلی ہی گواہ ہو یا اقرار سی اور اگر جرم ثابت ہو جاوی کسی ایک سبب اقرار یا بینہ سی تو پہر اونپر

عين لهم في الشرع من الحد والتعزير يسر الله تعالى عملا موافقا لرضاه المجلس الحادي والثمانون في بيان احكام القضاء

وہ ہی قایم ہوویگا جو شرع نی مقرر کیا ہی حد اور تعزیر الہی ہمپر اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر اکیاسی مجلس احکام قضا کی بیان مین

واخذه بالرشوة وحكومته بشهادة الزور قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما انا

اور عہدہ قضا کو رشوت سی لینی مین اور جہوٹی گواہی پر حکم کرنی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مین تو

بشر وانكم تختصمون الي ولعل بعضكم يكون الحن بحجته من بعض واقضي له على نحو ما اسمع منه فمن

خدا کا بندہ ہون اور تم میری پاس فیصلی لاتی ہو اور شاید کہ بعض تم مین سی حجت مین ہوشیار ہو بعضی سی اور جیسا اوس سی سنونگا مین فیصلہ کر دونگا پہر

قضيت له بشيء من حق اخيه فلا ياخذنه فانما اقطع له قطعة من النار هذا الحديث من صحاح المصابيح

مین جسکو دوسری کی حق مین سی دلادی لگون تو وہ ہرگز نہ لیوی یہہ ہی کہ اوسکی واسطی ٹکڑا آگ کا جلاکی دیتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

رونه ام المؤمنين ام سلمة ومعناه انكم تختصمون الي وربما يكون بعضكم مبطلا في دعواه ولا اعرف

ام المؤمنین ام سلمہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہی کہ تم اپنی فیصلہ میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کوئی اپنی دعوی مین جہوٹا ہوتا ہی اور مجکو وہ اپنی

كونه مبطلا في دعواه الا انه افطن بحجته واقدر على تقريرها بحيث اظنه صادقا في دعواه اقضي له

دعوی مین جہوٹا معلوم نہین ہوتا لیکن چونکہ وہ حجت مین ایسا قوی اور تقریر مین اتنا چسپ ہوتا ہی کہ مین اوسکی دعوی کو سچا گمان کرکر اوسکی دعوی کی

على وفق دعواه فيكون ما قضيته له من حق اخيه قطعة من النار لكونه حراما بسوقه الى النار فانه عليه السلام

موافق دلا دیتا ہون پہر وہ جو مین اوسکو دلاتا ہون بہائی کی حق مین سی آگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہی دوزخ مین کہینچ لیجاویگا بیشک نبی علیہ السلام نی

صدر كلامه في هذا الحديث بقوله انما انا بشر تنبيها على جواز عدم مطابقة حكمه لما في نفس الامر لكونه بشرا لا

اپنی کلام اس حدیث مین اس لفظ سی شروع کی کہ مین آدمی ہون اس تنبیہ کی واسطی کہ حکم نفس الامر سی غیر مطابق ہو سکتا ہی کہ وہ بشر ہین

يعلم من الغيب ولا يطلع على الضمائر الا ما يوحى اليه ولا يلزم منه ان يكون حكمه خطاء اذ ليس هذا من قبيل الخطاء

غیب دان نہین ہین دل کی بہید پر جب ہی خبر ہوتی ہی کہ وحی آوی اور اس سی یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ حکم بیجا ہی اسواسطی کہ یہہ حکم مین غلطی نہیں ہی

في الحكم لان الحاكم مامور ومكلف بان يحكم بين الخصمين بالظاهر على حسب ما يسمعه من كلامهما وعلى ما يقتضيه

کیونکہ حاکم کی ذمہ یہہ ہی کہ دونو مدعی مدعی علیہ مین ظاہر کی موافق جیسا کہ اونکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اونکی حجت سی ثابت ہو حکم کردی

حجتهما لا بما في نفس الامر حتى ان من كان مبطلا في دعواه اذا اتى بشاهدي الزور ولو يعلم القاضي بكذبهما وقضى

یہہ نہیں ہی کہ نفس الامری حکم ہو یہان تک کہ جسکا دعوی جہوٹا ہو اور وہ جہوٹی دو گواہ گذار دی اور قاضی کو اونکا جہوٹ معلوم نہو اور وہ اونکی گواہی کی

بشہادتہما بعد تعدیلہما فہو محق فی الحکم وان لم یکن ما حکم بہ ثابتا فی نفس الامر فعلم من ہذا ان حکم القاضی
موافق تعدیل کی بعد حکم کردی تو قاضی کا حکم حق پر ہی اگرچہ وہ مدعا نفس الامر مین ثابت نہو اس سی معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم

بشہادۃ الزور لا یحل ما کان حراما ولا یحرم ما کان حلالا ولا ینفذ قضاؤہ الا ظاہرا وہذا متفق علیہ
جہوٹی گواہی سی حرام کو حلال نہین کردیتا اور نہ حلال کو حرام اور اوسکا حکم ظاہر ہی مین جاری ہوتا ہی یہہ بات املاک مرسلہ

فی الاملاک المرسلۃ التی لم یذکر فیہا سبب معین من اسباب الملک واما فی العقود کالبیع والشراء والنکاح
کہ جنمین کوئی خاص سبب ملک کا بیان نہو متفق علیہ ہی اور رہی عقود جیسی بیع اور شرا اور نکاح

والاجارۃ ونحوہا وفی الفسوخ کالاقالۃ والطلاق ونحوہما فعند ابی حنیفۃ ینفذ ظاہرا وباطنا وعند غیرہ
اور اجارہ اور مانند انکی اور فسوخ عقد جیسی اقالہ اور طلاق اور مانند انکی سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک حکم قاضی کا ظاہر اور باطن مین جاری ہوتا ہی اور اوروں کی

انما ینفذ ظاہرا لا باطنا لہم ان القضاء اظہار ما کان ثابتا لا اثبات ما لم یکن ثابتا وادعی من العقود والفسوخ لم یکن
نزدیک فقط ظاہر مین جاری ہوتا ہی باطن مین نہین ہوتا انکی یہہ دلیل ہی کہ قضا ظاہر کرنا ثابت کا ہی غیر ثابت کا ثابت کرنا نہین ہی اور دعوی عقود مین اور فسوخ مین ثابت

ثابتا عند کون الدعوی باطلۃ والشہود کاذبۃ فلا ینفذ القضاء فیہ الا ظاہرا واما باطنا فلا لان القضاء انما
نہین ہوتا جس صورت مین کہ دعوی جہوٹا ہوا ور گواہ بہی جہوٹی ہون تو اب قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی اسلئی کہ قضا حجت کی

ینفذ بقدر الحجۃ والحجۃ باطلۃ فی الباطن لکون شہادۃ الزور حجۃ فی الظاہر لا فی الباطن والمشہود لہ
موافق نافذ ہوتی ہی اور یہہ حجت تو باطن مین غلط ہی کیونکہ گواہ جہوٹی ہین ظاہر مین حجت ہی باطن مین نہین اور گواہون والا

یعلم ذلک والقاضی لا یعلمہ فینفذ قضاؤہ ظاہرا لا باطنا کما فی الاملاک المرسلۃ ولہ ان القاضی اذا قیمت عندہ
اسکو جانتا ہی اور قاضی نہین جانتا سو قضا ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی جیسی املاک مرسلہ مین اور امام صاحب کی یہہ دلیل ہی کہ قاضی کی پاس

البینۃ وعدلت یکون علیہ القضاء واجبا حتی لو امتنع عن القضاء او اخرہ یکون اثما لکن لما کان القضاء اظہار
جب گواہ آئی اور تعدیل ہو چکی تو اوسپر حکم دینا واجب ہی یہان تک کہ اگر کچہ حکم نہ دیوی یا درنگ کری تو گنہگار ہوتا ہی لیکن چونکہ قضا ظاہر کرنا

ما کان ثابتا ولم یکن ما ادعی من العقود والفسوخ ثابتا عند کون الدعوی باطلۃ والشہود کاذبۃ وجب اثباتہ
ثابت کا ہوتا ہی اور مدعا عقود اور فسوخ ثابت نہین ہوتا جسصورت مین کہ دعوی باطل اور گواہ جہوٹی ہون تو اب بطور اقتضا کی

اقتضاء لئلا یلزم ان یکون القاضی مکلفا بما لیس فی وسعہ فان قضاء القاضی فیما یحتمل الانشاء ولم یکن فی المحل
مدعا ثابت کرنا ضرور ہوا تاکہ قاضی کی تکلیف طاقت سی زیادہ لازم نہ آوی بیشک حکم قاضی ایسی محل مین ہی کہ احتمال نئی سرسی ہونیکا ہی اور اس محل مین

مانع وکانت الشہود کاذبۃ یکون انشاء لانہ مامور بالقضاء بالحق ولا یکون قضاؤہ بالحق فیما یحتمل الانشاء ولم
کوئی مانع نہین ہی اور گواہ جو جہوٹی تہی تو انشا یعنی ازسرنو اب ہو جائیگا کیونکہ قاضی قضا برحق کا مامور ہی اور اوسکی قضاء برحق ایسی محل مین کہ احتمال انشا کا ہووی اور

یکن فی المحل مانع وکانت الشہود کاذبۃ الا بالحمل علی الانشاء والعقود والفسوخ مما یحتمل الانشاء وللقاضی ولایۃ الانشاء
وہان مانع بہی نہو اور گواہ بہی جہوٹی ہون نہین ہو سکتی بدون حمل کی انشا پر اور عقود اور فسوخ مین انشا یعنی ازسرنو کا احتمال ہی اور قاضی ازسرنو کر دینیکا

فی الجملۃ فیجعل قضاؤہ انشاء بطریق الاقتضاء فیصیر کانہ قال فی دعوی عقد النکاح لہ زوجتک ایاہ وحکمت
فی الجملہ مختار ہی سو اوسکی قضا بطریق اقتضاء انشا ازسرنو ہوگی اسکا انجام یہہ ہی گویا قاضی عقد نکاح کی دعوی مین یہہ کہتا ہی مینی تیرا نکاح اوسکی ساتہہ کر دیا

بینکما بالنکاح وفی دعوی فسخ النکاح بصیر کانہ قال فرقتک عنہ وحکمت بینکما بالطلاق وکذا فی غیر ذلک
اور مین نی تم دونو مین نکاح کا حکم دیا اور فسخ نکاح کی دعوی مین یہہ انجام ہوتا ہی گویا قاضی کہتا ہی مین نی تجکو اوس سی اب جدا کیا اور تم دونو مین طلاق کا حکم دیا اور ایسی ہی اور

مما ادعی من العقود والفسوخ بخلاف الاملاک المرسلۃ فان القضاء فیہا بشہادۃ الزور لا ینفذ الا ظاہرا لان
دعوون مین جو جو دعوی عقود اور فسوخ کی ہون برخلاف املاک مرسلہ یعنی بی قید کی بیشک اونمین قضا جہوٹی گواہی سی صرف ظاہر مین نافذ ہوگی کیونکہ

الملك لابد له من سبب في الاسباب كثرة ومزاحمة ولا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجة اذ ليس بعضها

ہر ملک کی واسطے کوئی سبب چاہیئی اور اسباب تو بہت ہیں ایک دوسری کا مخالف قاضی سی یہہ نہیں ہوسکتا کہ اونمیں سی کسی ایک کو بدون حجت کی مقرر کر لی کیونکہ ایک کو

اولى من البعض فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس مما يحتمل الانشاء

ایک پر کچھہ فوقیت نہیں ہی سو اب بطریق اقتضاء قضاسی پہلی کچھہ بہی ثابت نہیں ہوسکتا اسلئی کہ ملک میں احتمال انشا کا یعنی ازسر نو کا تو نہیں ہی

والقاضي ليس مامورا بالقضاء بالملك بل هو مامور بالقضاء بقصر يد المدعى عليه عن المدعي فهذا هو النافذ منه

اور قاضی کو یہہ حکم نہیں کہ ملک کا حکم دیا کری بلکہ اوسکو یہہ حکم ہی کہ مدعی علیہ کا ہاتہہ مدعی سی کوتاہ کردی سو یہہ ہی کہ ظاہر میں نافذ ہوتی ہی

ظاهر الا غير بيانه ان رجلا اذا ادعى على رجل بيعا او شراء في جارية او طعام واقام شاهدي الزور وقضى القاضي

فقط اسکی تفصیل یہہ ہی کہ ایک شخص نی ایک شخص پر ایک لونڈی یا طعام کی بیع کا یا شرا کا دعوی کیا اور دو جہوٹی گواہ گذار دیئی اور قاضی نی

بينهما بالبيع او الشراء ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية بعد الاستبراء

اون دونوں میں بیع یا شرا ہونیکا حکم دیا تو یہہ حکم ظاہر اور باطن میں نافذ ہو جائیگا یہاں تک کہ جسکو وہ لونڈی یا طعام دلایا گیا ہی حلال ہی کہ لونڈی سی بعد رحم صاف کرنی کی

ويأكل الطعام لثبوت الملك له بالثمن الذي وقع الشهادة به واما اذا ادعى رجل على رجل ملكا مطلقا في جارية او

وطی کری اور کہانا کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک ثمن سی ثابت ہوچکی جسکی گواہ گذر چکی ہیں اور رہی وہ صورت کہ ایک شخص ایک شخص پر لونڈی یا طعام کی مطلق ملکیت کا دعوی

طعام من غير تعيين سبب من اسباب الملك واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالملك لا ينفذ قضاؤه الا

کری اور کوئی سبب خاص ملک کا بیان نکری اور دو جہوٹی گواہ گذار دی اور قاضی اونمیں حکم ملکیت کا دیدیوی تو اب اوسکا حکم فقط ظاہر میں نافذ ہوگا

ظاهرا حتى لا يحل لمن حكم له الجارية او الطعام ان يطأ الجارية او يأكل الطعام لعدم ثبوت الملك له فيما بينه وبين

یہاں تک کہ جسکو لونڈی یا طعام دلا دیوی حلال نہیں ہی کہ لونڈی سی صحبت کری یا طعام کو کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک فیما بینہ وبین اللہ یعنی واقع میں ثابت

الله تعالى ومن امثلة العقود ان احدا من الرجال او النساء اذا ادعى على اخر نكاحا واقام شاهدي الزور وقضى

نہیں ہی اور ایک مثال عقد کی یہہ ہی کہ کوئی مرد ہو یا عورت اگر دوسری پر نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذار دی اور قاضی

القاضي بينهما بالنكاح ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل للرجل الوطي وللمراة التمكين هذا اذا لم يكن المراة في

اونمیں حکم نکاح کا کردی تو اب قضا ظاہر اور باطن میں نافذ ہو جائیگی یہاں تک مرد کو وطی اور عورت کو اپنی اوپر قبضہ دینا حلال ہی یہہ اوس صورت میں ہی کہ وہ عورت

نكاح الغير او عدته فاما اذا كان في نكاح الغير او عدته فالقضاء انما ينفذ ظاهرا فقط لا باطنا ومن امثلة الفسخ

اور کی نکاح میں یا عدت میں نہو اور اگر اور کسیکی نکاح یا عدت میں ہوگی تو قضا صرف ظاہر میں نافذ ہوگی باطن میں نہوگی اور مثال فسخ کی یہہ ہی

ان احد الزوجين اذا ادعى على اخر فسخ النكاح واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالفرقة ينفذ قضاؤه ظاهرا و

کہ خاوند جورو میں سی کسینی دوسری پر فسخ نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذار دئی اور قاضی نی اونمیں جدائی کا حکم دیدیا تو یہہ حکم ظاہر وباطن میں نافذ ہوگا

باطنا حتى يحرم للرجل الوطي وللمراة التمكين ويجوز لها التزوج بزوج اخر ويجوز للزوج الاخر وطئها وان علم ان الزوج

یہاں تک کہ اوس خاوند کو اب وطی اور جورو کو اپنی اوپر قبضہ دینا حرام ہی اور عورت کو جائز ہی کہ اور خصم کر لی اور اوس دوسری خاوند کو اوسکی وطی جائز ہی اگرچہ معلوم ہو کہ پہلی

الاول لم يطلقها بان كان احد شاهدي الزور وهذا كله قد كان ظاهرا معلوما مما ذكر لكن ينبغي ان يعلموا ايضا ان

خاوند نی اسکو طلاق نہیں دی ہی اسطور کہ اون دو جہوٹی گواہوں میں کا ایک یہہ ہی ہو اور یہہ تمام مذکور سابق سی ظاہر اور معلوم ہی پر یہہ بہی سمجہہ لو کہ

قضاء القاضي في العقود والفسوخ بشهادة الزور وان كان نافذا ظاهرا وباطنا ومفيدا للحل عند ابي حنيفة لكونه

قاضی کا حکم عقود اور فسوخ میں جہوٹی گواہی سی اگرچہ ظاہر وباطن میں نافذ اور امام کی نزدیک حلت کا فائدہ بہی دیتا ہی کیونکہ عقد یا فسخ

انشاء بطريق الاقتضاء الا ان المدعي والشهود لا يخلو من ان يتعرضوا لسخط الله تعالى وعقابه حيث ارتكبوا ما نهى الله

بطور اقتضاء کی ازسر نو ہو جاتا ہی اتنا ہی کہ مدعی اور گواہ دونو غضب الہی اور عقاب سی نہ بچینگی کیونکہ اونہوں نی وہ عمل کیا ہی جو اللہ

ورسوله وسعوا فی ابطال حق الغیر وظلمه لاسیما اذا لم یکن الثمن الذی شهدوا به مساویا للقیمة اما المدعی فانه ارتکب

اور اوسکی رسول نے منع کیا ہے اور غیر کی حق تلفی اور ظلم میں سعی کی ہے خاص کر اوس صورت میں کہ ثمن جسکی گواہی دی ہے قیمت کی برابر نہو مدعی نے تو جہوٹ بولا

الکذب وادعی ما لیس له وقد روی انه علیه السلام قال من ادعی ما لیس له فلیس منا فلیتبوا مقعده من النار واما الشهود

اور ایسا دعوی کیا جو اوسکا حق نہیں ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے دعوی کیا جو اوسکا حق نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تیار کرلے

فانهم ارتکبوا الکبیرة التی شابهت الشرك وهی شهادة الزور لکن المدعی حیث رضی بها وقد روی انه علیه السلام

اور یہی گواہ سو انہوں نے وہ گناہ کبیرہ اختیار کیا کہ شرک کی مانند ہے یعنی جہوٹی گواہی ایسی ہی مدعی کہ اوسپر رضامند ہوا اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

قال عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله تعالی ثلث مرات ثم قرا قوله تعالی فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور فانه

تین بار فرمایا جہوٹی گواہی اشراک باللہ کی برابر ہے پہر یہہ آیت پڑہی سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے اور بچتے رہو جہوٹی بات سے بیشک نبی علیہ السلام

بین فی هذا الحدیث ان شهادة الزور کانت مساویة للشرك فی حصول الاثم الموجب لدخول النار الا ان الشرك موجب للخلود

نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جہوٹی گواہی گناہ میں شرک کی برابر ہے جس سے بالضرور دوزخ میں داخل ہوتا ہے اتنا ہے کہ شرک سے دوام کو دوزخ ہے

فیها وشهادة الزور غیر موجبة له ومما ینبغی ان یعلم ایضا ان قضاء القاضی بشهادة الزور فی العقود والفسوخ انما ینفذ ویفید

اور جہوٹی گواہی سے دوام نہیں ہے اور یہہ بہی سمجہنے کی بات ہے کہ قاضی کا حکم جہوٹی گواہی سے عقود اور فسوخ میں جب نافذ ہوتا ہے حلت کا فائدہ

الحل اذا اخذ القاضی القضاء بغیر رشوة واما اذا اخذ القضاء بالرشوة فلا یکون قاضیا ولا ینفذ حکمه علی ما ذکر فی عامة

دیتا ہے کہ قاضی کو عہدہ قضا بغیر رشوت ملا ہو اور اگر قضا رشوت دیکر لی ہے تو نہ وہ قاضی ہے اور نہ اوسکا حکم نافذ ہے چنانچہ تمام کتابوں میں مذکور ہے

الکتب فعلی هذا لا یوجد فی هذا الزمان قاض ینفذ حکمه اذ قلما یوجد قاض یاخذ القضاء بغیر الرشوة فان القضاة فی هذا

اس روایت کی موافق اب اس زمانہ میں ایسا کوئی قاضی نہیں ہے جسکا حکم نافذ ہو کیونکہ بہت کمتر قاضی ہیں جنکو قضا بدون رشوت کی ملا ہو بیشک اس زمانہ کی قاضی

الزمان یسعون فی اخذ القضاء بالرشوة سعیا بلیغا ویبذلون فی تحصیله مالا کثیرا سموه باسماء غیر الرشوة مع کون کله

رشوت دیکر قضا لینے میں نہایت درجہ کی سعی کرتے ہیں اور قضا کی لئے خوب مال خرچ کرتے ہیں اوسکا نام سوای رشوت کی کچہہ اور رکہہ چہوڑا ہے باوجودیکہ سب

رشوة فکیف یوجد فیهم قاض ینفذ حکمه فانهم باخذهم القضاء بالرشوة یکونون سببا لابطال کثیر من الاحکام الشرعیة

رشوت ہے پہر کہاں ہے ایسا قاضی جسکا حکم نافذ ہووے کیونکہ قاضی تو رشوتوں سے قضا لیکر بہتیری احکام شرعی باطل کرتے ہیں

لان کثیرا من امور المسلمین مفوض الی رایهم وموقوف علی حکمهم وهم اذا اخذوا القضاء بالرشوة لا ینفذ حکمهم فی شیء

اسلئے کہ اکثر امور مسلمانوں کی اونکی رای پر مفوض اور اونکی حکم پر موقوف ہیں اور اونہوں نے جب قضا رشوت دیکر لی تو اونکا حکم کسی فیصلہ شرعی میں نافذ نہیں ہوتا

من المحکومات الشرعیة فیلزم بطلان کثیر من امور المسلمین لاسیما النکاح الذی یکون مفوضا الیهم فان القاضی الذی اخذ

تو اب مسلمانوں کی بہتیری امور باطل ہوتی ہیں خاص کر نکاح جو اونکی طرف مفوض ہے بیشک جس قاضی نے رشوت دیکر

القضاء بالرشوة اذا عقد النکاح الذی فوض الیه یکون ذلك النکاح باطلا فیلزم ان یکون الزوج والزوجة زانیین ما داما

قضا حاصل کی ہے جب وہ کسیکا عقد نکاح کریگا جو اوسکی طرف مفوض ہے تو وہ نکاح باطل ہوگا اب یہہ لازم آتا ہے کہ دونو خاوند جورو زانی ہوں جب تک

تحت ذلك النکاح ولیس هذا الا لکثرة محبتهم الدنیا وقلة مبالاتهم فی الدین فانهم لغلبة غفلتهم عن الاخرة یاخذون القضاء

اوس نکاح میں رہیں اور یہہ حال اسی لئے ہے کہ دنیا کی محبت بہت ہے اور دین کی پروا کمتر ہے کیونکہ یہہ قاضی آخرت سے خوب غافل ہوکر قضا کو رشوت سے

بالرشوة ولا یبالون بکونهم ملعونین بلعن رسول الله علیه السلام بل یفتخرون به مع ان کثیرا من السلف امتنعوا عن قبوله

حاصل کرتے ہیں اور اوسکی کچہہ پروا نہیں کہ اونپر رسول علیہ السلام کی لعنت پڑتی ہے بلکہ اوسپر فخر کرتے ہیں باوجودیکہ سلف میں اکثر لوگوں نے باوجود نہایت کراہ کی بہی

حتی اکرهوا اکراها بلیغا علی قبوله فلم یقبلوه فضلا عن بذل المال فی حقه الا تری ان ابا حنیفة دعی الی القضاء ثلث مرات

قبول نہیں کیا اور اوسکی لئے مال خرچ کرنیکا تو کیا ذکر ہے دیکہو نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو قضا کی لئے تین دفعہ بلایا

فابی حتی حبس وضرب فی کل مرۃ ثلثین سوطا فلما خاف علی نفسہ قال حتی استشاور اصحابی فشاورهم فقال ابو یوسف

پر انکار ہی کیا آخر کو قید ہوئی اور ہر بار تیس تیس کوڑی کہائی پہر جب جان کا خوف ہوا تو کہا میں اپنی یاروں سی مشورہ لیلوں پہر مشورہ کیا تو ابو یوسف نی کہا

لو تقلدت لانتفعت الناس فنظر الیہ ابو حنیفۃ نظر الغضب وقال لو امرت ان اعبر البحر سباحۃ لکنت اقدر علیہ

اگر قضا لیلو تو لوگون کا بڑا فائدہ ہی پہر ابو حنیفہ نی اونکی طرف غصہ سی گہور کر کہا اگر مجکو یہہ حکم ہوتا کہ دریا کو تیر کر اوتر جاؤن تو البتہ مجکو قدرت تہی

فکانی بک قاضیا فاعرض ولم ینظر الیہ بعد ذلک وکذلک دعی محمد الی القضاء فابی حتی قید وحبس نیفا وخمسین یوما

میری جگہہ تو ہی قاضی سہی پہر منہہ پہیر لیا اور اونکی طرف پہر نہ دیکہا اور اسیطور امام محمد کو قضا کی واسطی بلایا سو انکار کیا یہان تک کہ قید ہوئی اور پچاس اور کئی دن محبوس

واضطر فتقلدہ وانما امتنع ہؤلاء الکرام عن تقلدہ لما روی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال من جعل قاضیا

رہی اور لاچار ہو کر قضا لیلی اور اس جماعت بزرگ نی اسیلئی نہ مانا کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص لوگون پر قاضی ہوا

بین الناس فقد ذبح بغیر سکین والمراد من الذبح فی ہذا الحدیث القتل فان القتل بغیر سکین کسقی السم مثلا لا یؤثر

بیشک بی چہری کا ذبح ہوا اور ذبح سی مراد اس حدیث مین قتل ہی بیشک قتل بغیر چہری کی جیسی زہر پلا دینا مثلا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتا

فی الظاہر وانما یؤثر فی الباطن بازہاق الروح کذا القضاء لا یؤثر فی الظاہر لانہ فی الظاہر رفعۃ وعظمۃ وانما یؤثر

اور باطن مین ایسا اثر کرتا ہی کہ جان نکل جاتی ہی ایسی ہی قضا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتی کیونکہ ظاہر مین تو رفعت اور عظمت ہی باطن مین ایسا اثر کرتی ہی

فی الباطن باہلاک الدین لان القاضی قلما یعدل بین الخصمین بل ربما یمیل فی الحکم الی الاصدقاء والاقرباء او الی من

کہ دین ہلاک کر دیتی ہی اسلئی کہ قاضی خصمین مین بہت ہی کم عدل کرتی ہین بلکہ اکثر حکم مین دوست کی اور اقربا کی طرف داری کر جاتی ہین یا کسی منصب والی کی

لہ منصب یتوقع نوالہ او یخاف بلاءہ وربما یوسوس لہ نفسہ علی قبول الرشوۃ فمن کان حالہ کذلک فالموت خیر

جس سی کچہہ وصول کی توقع ہو یا اوسکی بلا کا خوف ہو اور بعضی وقت دل مین رشوت لینی کا خطرہ گذرتا ہی پہر جسکا ایسا حال ہووی تو ایسی قضا سی موت بہتر ہی

من القضاء لان الموت یقطعہ عن المعاصی والقضاء یوقعہ فی المعاصی فان قیل القضاء بالحق من اقوی الفرائض

کیونکہ موت تو معاصی سی الگ کر دیتی ہی اور قضا معاصی مین مبتلا کر دیتی ہی پہر اگر کوئی کہی حکم حق پر دینا عمدہ فرایض سی

واشرف العبادات لکونہ امرا بالمعروف ونہیا عن المنکر وقد امر اللہ بہ النبیین کما قال فی کتابہ انا انزلنا التوریۃ

اور عبادات مین اشرف ہی اسلئی کہ امر بالمعروف اور بند کرنا بدی سی ہی اور اللہ نی انبیاء کو یہہ حکم کیا ہی چنانچہ قرآن مین فرماتا ہی ہمنی اوتاری توریت

فیہا ہدی ونور یحکم بہا النبیون وقال لنبینا علیہ السلام انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس فما وجہ

اسمین ہدایت اور روشنی اوسپر حکم کرتی پیغمبر اور ہماری نبی علیہ السلام کو فرمایا ہمنی اوتاری تجکو کتاب سچی کہ تو انصاف کری لوگون مین پہر اس سی

الامتناع عنہ فالجواب انہ وان کان من اقوی الفرائض واشرف العبادات لکن ذکر فی کتب الفقہ ان من کان

رکنی کی کیا وجہ ہی جواب یہہ ہی کہ قضا اگرچہ بڑا فریضہ اور عبادات مین اشرف ہی پر فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ جو شخص

صالحا لہ ینبغی لہ ان لا یطلبہ بقلبہ ولا یسئلہ بلسانہ فان دعی الیہ بلا طلبہ قال بعض العلماء یکرہ لہ الدخول فیہ

قضا کی لایق ہو اوسکو لازم ہی کہ دل سی اوسکا طالب نہووی اور نہ زبان سی اوسکا سوال کری پہر اگر بلا طلب اوسکی لئی مقرر کرین تو بعضی علماء کہتی ہین کہ اختیار کرنا قضا مین

مختار لما روی عن انس انہ علیہ السلام قال من ابتغی القضاء وسئلہ وکل الی نفسہ ومن اکرہ علیہ انزل اللہ تعالی

پہنسنا مکروہ ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قضا تلاش کی اور سوال کیا تو اپنی ذات پر حوالہ کیا جاتا ہی اور جو بزور قاضی کیا گیا تو اللہ تعالی

علیہ ملکا یسددہ فانہ علیہ السلام اشار فی ہذا الحدیث الی ان من یطلب القضاء بقلبہ ویسئلہ بلسانہ یفوض امرہ

اوسپر فرشتہ تعین کر دیتا ہی وہ اوسکو راستی پر رکہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ اشارہ کیا کہ جو شخص قضا کو بدل تلاش اور زبان سی سوال کرتا ہی تو وہ اوسکی

الی نفسہ ومن یفوض امرہ الی نفسہ لا یہدی الی الصواب لان النفس امارۃ بالسوء تجر صاحبہا الی المخالفۃ وسوء المطالبۃ

ذات پر حوالہ ہی اور جسکا امر اوسکی ذات پر حوالہ رہا صواب کا راہ نہین پاتا اسلئی کہ نفس برائی ہی بتاتا ہی اپنی یار کو مخالفت اور بری مطالب کی طرف کہینچتا ہی

فلا يسلم من الوقوع في الظلم والمعصية وايضا من يطلب القضاء ويسئله يعتمد علمه وورعه فيكون صاحب عجب

كھینچتا ہی سو ظلم اور معصیت سی سلامت نہیں رہتا اور یہہ بھی ہی کہ جو قضا کی طلب اور سوال کرتا ہی تو اپنی علم اور پرہیزگاری پر بھروسہ کرتا ہی اسواسطی عجب والا ہوگا

فيحرم التوفيق واما من يكره عليه فانه يصير منكسر القلب بالاكراه فيعتصم بحبل الله تعالى ويتوكل على الله

اور توفیق سی محروم ہوگا اور جسپر قضا کی لئی زور ہوتا ہی تو اکراہ سی آزردہ دل ہوکر اللہ کی رسی سی سہارا لیتا ہی اور اللہ پر توکل کرتا ہی

ومن يعتصم بالله فقد هدي الى صراط مستقيم ومن يتوكل على الله فهو حسبه فيلهمه الرشد ويوفقه

اور جو اللہ کا سہارا پکڑتا ہی بیشک سیدھی راہ پاتا ہی اور جو شخص اللہ پر توکل کری وہ اوسکا ذمہ دار ہی پس اوسکی دل میں رشد پیدا کردیتا ہی اور

الصواب يسر نا الله تعالى عملا مطابقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الثاني والثمانون في بيان

صواب میں پہنچاتا ہی الہی ہمپر عمل مطابق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کر بیاسی مجلس اوس شخص کی بیان میں

من يجوز له الوعظ للناس ومن لا يجوز وما يتفرع عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

جسکو لوگون کی لئی وعظ کہنا جایز ہی اور جسکو نہیں جایز اور اسپر کیا پیدا ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

لا يقص الا اميرا و مامورا و مختال هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عوف بن مالك ومثله ما رواه ايضا انه

وعظ نہیں بیان کرتا مگر امیر یا مامور یا شیخی خورا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون میں ہی عوف ابن مالک کی روایت سی اور ایسی ہی مضمون کی وہ حدیث ہی

قال القصاص ثلثة امير و مامور و مختال والقص التكلم بالقصص ويستعمل في الوعظ وهو المراد ههنا والمعنى ان الذين

علیہ السلام نی فرمایا وعظ کہنی والی تین ہین امیر اور مامور اور شیخی خورا اور قصہ کی معنی ہین قصہ بیان کرنا اور قص وعظ مین برتا جاتا ہی اور یہان وعظ ہی مراد ہی اور معنی یہہ ہین

يعظون الناس ثلثة احدهم الامير وهو الحاكم فان الحكام في الزمان الاول كانوا يعظون الناس ويقصون عليهم اخبار

جو شخص لوگون کو وعظ کہتی ہین تین ہین ایک تو امیر یعنی حاکم بیشک پہلی زمانہ مین حاکم ہی لوگون کو وعظ کیا کرتی تہی اور گذری ہوئی خبرین انکو سناتی تہی

الماضية ليعتبروا وثانيهم المامور وهو الذي امره الامير بالوعظ واذن له فيه وثالثهم المختال وهو الذي ليس بامير

تاکہ عبرت پذیر ہون اور دوسرا مامور یعنی جسکو امیر نی واسطی وعظ کی مقرر کیا اور اجازت دی ہی اور تیسرا مختال یعنی نہ وہ امیر ہی

ولا مامور من جهته بل هو فضولي يفعل ذلك تكبرا على الناس وطلبا للرياسة بينهم ويريهم بقوله وفعله وفيه

اور نہ امیر کی طرف سی مامور بلکہ وہ شخص زاید ہی یہہ پیشہ لوگون پہ بزرگ ہونی کو اور اونمین ریاست لینی کو اختیار کرتا ہی اور اونکو اپنا قول اور فعل دکہلاتا ہی اس مین

زجر للواعظ عن الوعظ بغير اذن الامام وانما كان كذلك لان الامام يجب عليه ان يقوم بمصالح الرعية ويرتب

واعظ کو کہ بدون اذن امام کی وعظ کہی ممانعت ہی اور ممانعت اسلئی ہی کہ امام پر واجب ہی کہ واسطی مصلحت رعیت کی مستعد رہی اور ہر ہر گانو مین

في كل قرية وفي كل محلة عالما متدينا يعلم الناس دينهم فينظر في العلماء فمن يرى فيه علما وديانة وحسن عقيدة

اور ہر ہر محلہ مین ایک ایک عالم دیندار تعین کری کہ وہ لوگون کو دین تعلیم کیا کری پہر علما مین غور کری جسمین علم اور دیانت اور نیک عقیدہ دیکہی

ياذن له ان يعظ الناس ومن لا يرى فيه هذه الصفات لا ياذن له في الوعظ لئلا يوقع الناس في البدعة والضلالة

اوسکو اجازت دی کہ لوگون کو وعظ کیا کری اور جسمین یہہ صفات نہ پاوی تو اوسکو وعظ کی اجازت نہ دی تاکہ لوگون کو بدعت اور بری راہ مین نہ پہنچاوی

كما هو واقع في هذا الزمان وذلك لان الخلق لا يولدون بالعلم وانما يولدون بالجهل والجهل مرض من امراض القلوب

جیسا اس زمانہ مین ہورہا ہی اور یہہ اسواسطی ضرور ہی کہ خلق عالم نہیں پیدا ہوتی یہہ ہی جہالت مین پیدا ہوتی ہی اور جہالت دلکی بیماریون مین سی ایک مرض ہی

فلابد له من طبيب حاذق يعالجهم ويزيل مرضهم بتعليم احكام الدين في اصله وفرعه ومن لم يكن حاذقا

سو اس مرض کی لئی کوئی پکا طبیب چاہئی کہ علاج کرکر دین کی اصلی اور فرعی احکام سکہاکر اونکا دلی مرض کہودی اور جو پکا طبیب نہیں ہی

لا يزيل مرضهم بل يزيدهم مرضا فيهلكهم وقد ذكر في الاحياء ان الدنيا دار المرض اذ ليس في بطن الارض الا ميت

تو اونکا دکہہ نہیں کہوویگا بلکہ اور دکہہ بڑہاکر ہلاک کردیگا اور احیاء مین مذکور ہی کہ دنیا بیماری کا گہر ہی کیونکہ جو زمین کی اندر ہی سو مردہ ہی

ولا على ظهرها الا سقيم ومرض القلوب اكثر من مرض الابدان وانما صار كذلك لثلث علل احدها ان من كان

اور جو اوسکی باہر ہی سو بیمار ہی اور دلکی دکہہ جسمانی بیماری سی زیادہ ہین اور یہہ حال تین سبب سی ہوگیا ہی ایک تو یہہ کہ جو

مريض القلب لا يدري كونه مريضا والثانية ان عاقبة مرض القلب لا يشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن

دلکا دکہیا ہی وہ اپنی تئین دکہیا نہین سمجہتا اور دوسرا سبب یہہ ہی کہ دلکی بیماریکا انجام موت سی پہلی ظاہر نظر نہین آتا برخلاف مرض بدنی کی

فان عاقبته موت مشاهد تنفر عنه الطباع ولكون ما بعد الموت غير مشاهد قلت النفرة عن الذنوب

کہ اوسکا انجام موت نظر آتی ہی سو سبی طبیعتین اوس سی نفرت کرتی ہین اور موت کی بعد کا حال جو ظاہر نہین نظر آتا اسلئی گناہوں سی نفرت کم ہوگئی ہی

ويتكل مرتكبها على فضل الله تعالى ولا يشتغل بعلاج مرض قلبه بل يشتغل بعلاج مرض بدنه من غير اتكال

اور گنہگار اسد تعالی کی فضل پہ تکیہ کرلیتا ہی اور اپنی دلکی دکہہ کا علاج نہین کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الہی پہ بی تکیہ کئی کرتا ہی

على فضل الله تعالى مع كون فضل الله تعالى عاما في الدنيا والاخرة والثالثة وهي الداء العضال فقد الطبيب

باوجودیکہ اسد تعالی کی فضل دنیا اور آخرت دونون مین برابر ہی اور تیسرا سبب یہہ ہی اور یہہ بڑا سخت دکہہ ہی یعنی طبیب کا نہونا

فان الاطباء هم العلماء وهم في هذا الزمان قد مرضوا مرضا شديدا حتى عجزوا عن علاج انفسهم فضلا عن

کیونکہ اسکی طبیب تو علماء ہین سو اس زمانہ مین وہ خود ہی سخت بیمار ہین یہان تک کہ اپنا ہی علاج نہین کرسکتی غیر کی تو کیا گنتی ہی اس سبب سی یہہ دکہہ

علاج غيرهم وبهذا السبب عم الداء وانقطع الدواء وهلك الخلق بل اشتغل الاطباء بفنون الاغواء فليتهم

اور بہی زیادہ پہیل گیا اور علاج جاتا رہا اور خلق مرگئی بلکہ طبیب طرح طرح کی اغوا مین مشغول ہین کاشکی وہ طبیب

اذ لم يصلحوا لم يفسدوا وليتهم سكتوا ولم ينطقوا فانهم اذا تكلموا لا يقصدون في مواعظهم الا استمالة قلوب العوام

اگر علاج نکرتی تو دکہہ بہی نہ بڑہاتی اور کاشکی وہ خاموش رہتی کچہہ نہ بولتی بیشک جب وہ بولتی ہین تو اوس وعظ سی سوا بہلانی قلوب عوام کی کچہہ اور غرض نہین

ولا يتوصلون اليها الا بذكر الرجاء والرحمة لكون ذلك الذ في الاسماع واخف على الطباع فينصرف الخلق عن مجلس

ہوتی اور اسکا وسیلہ یہہ ہی امید اور رحمت کا ذکر بہترا کہا ہی کیونکہ یہہ ہی کانون مین لذیذ اور طبیعتون پہ ہلکا ہی پہر خلقت مجلس وعظ سی جب اوٹہتی ہی

وعظهم وقد استفادوا مزيد جرأة على المعاصي وفيما كان الطبيب كذلك يهلك المريض بالدواء حيث يضعه

تو اونکو گناہوں پر اور بہی جرءت پیدا ہوجاتی ہی اور جب طبیب ہی ایسا ہووی تو دکہیا دوا ہی سی مریگا کیونکہ طبیب بی محل دوا

في غير موضعه فان الخوف والرجاء دواءان لكن لشخصين متضادي العلة فالذي غلب عليه الخوف حتى هجر

دیتا ہی بیشک خوف اور رجا دونو دوا تو ہین پر ایسی دو شخص کی جو ایک سی بیمار نہون پہر جسپر خوف اتنا غالب آیا کہ دنیا بالکل ترک کی

الدنيا بالكلية وكلف نفسه ما لا يطيق وضيق عليه العيش يكسر سورة خوفه بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة

اور اپنی جان طاقت سی زیادہ تکلیف مین ڈالی اور عیش تنگ کرلیا تو اوسکی خوف کی شدت کو اسباب رجا کی اور فراخی رحمت الہی کا ذکر کرکی

الله تعالى ليعود الى الاعتدال وكذا المصر على الذنوب المشتهي للتوبة الممتنع عنها بحكم القنوط واليأس استعظاما

گہٹادی تاکہ وہ اعتدال پر آجاوی اور ایسی ہی جو گناہ پر اڑا ہوا توبہ کا آرزومند کہ بسبب ناامیدی اور یاس کی اپنی گناہوں کو سخت سمجہہ کر

لذنوبه التي سبقت يعالج ايضا بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى حتى يطمع في قبول توبته فيتوب

جو اوس سی عمل مین آئی ہین توبہ نکرتا ہو ایسی کا علاج بہی یہہ ہی ذکر کرنا اسباب رجا کا اور فراخی رحمت الہی کا تاکہ اوسکو توقع قبول توبہ کی پیدا ہو پہر وہ توبہ کری

فاما معالجة المغرور المسترسل في المعاصي بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى فيضاهي معالجة المحموم

اور رہا دہوکی مین پڑا ہوا معاصی مین بی قید اسکا علاج ذکر اسباب رجا سی اور بیان فراخی رحمت الہی سی ایسا ہی جیسی تپ چڑہی کو

بالعسل وذكر في موضع اخر من الاحياء ان هذا الزمان زمان لا ينبغي ان يذكر فيه للخلق اسباب الرجاء وسعة

شہد پلادیا اور احیاء کی ایک اور جگہ مین مذکور ہی کہ یہہ ایسا زمانہ ہی کہ اسمین خلق کی سامنی ذکر اسباب رجا کا اور بیان فراخی

رحمة

رحمة الله تعالى لان ذكرهما يهلكهم بالكلية لكنهما كانت احف على النفوس والذ في القلوب ولم يكن غرض
رحمت الٰہی کا اچھا نہیں کیونکہ یہہ دونو ذکر خلقت کو سراسر کہو دیتی ہیں لیکن یہہ ذکر لوگوں پر جو ہلکا ہی اور دلوں کی دلوں میں لذت پیدا کرتا ہی اور واعظوں کی

الوعاظ الا استمالة القلوب واستنطاق الخلق بالثناء عليهم كيفما كانوا مالوا الى الارجاء حتى ازداد الفساق فسادا
غرض یہی دلوں کی بہلانی اور مخلقت سی اپنی تعریف کرانی کی سوا کچہہ اور نہیں ہی خلق کا حال کچہہ ہی ہوا کرو تو واعظ خواہ مخواہ رجا کی طرف متوجہ ہوتی ہیں یہانتک کہ فاسقوں

والمنهمكون في طغيانهم تماديا وذكر في موضع اخر ان الخلق الموجودين في هذا الزمان كان الاصلح لهم غلبة الخوف بشرط
اور بہی فساد بڑہگیا اور طغیانی میں پہنسی ہوئی لوگ اور بہی ڈوب گئی اور ایک اور جگہہ میں مذکور ہی کہ اس زمانہ کی خلقت کی لئی اصلح یہہ ہی کہ اونپر خوف غالب کیا جاوی پر اتنا

ان لا يخرجهم الى الياس وترك العمل وقطع الطمع من المغفرة فيكون ذلك سببا للتكاسل عن العمل وداعيا الى الانهماك
کہ وہ نا امید ہوکر عمل ترک نکردیں اور مغفرت کی طمع نجاتی رہی کیونکہ اب عمل میں سست اور لاچار معاصی میں کہپ جاویگی سو یہہ درجہ یاس کا ہی

في المعاصي فان ذلك قنوط وليس بخوف بل الخوف هو الذي يحث على العمل ويكدر جميع الشهوات ويزعج القلب
خوف کا نہیں ہی بلکہ خوف یہہ ہوتا ہی کہ عمل کی رغبت ہو اور تمام شہوات بی مزہ ہو جاویں اور دل دنیا کی رغبت سی بیزار ہوکر

عن الركون الى دار الغرور ويدعوه الى الميل الى دار السرور وهذا هو الخوف المحمود لا الياس الموجب للقنوط فاذا كان
اوکہڑ جاوی اور اخرت کی رغبت ہونی لگی اور یہہ حالت اچھی خوف کی ہی یاس کا درجہ نہیں جسمین نا امید ہوجاوی جب حال ایسا ہی

الامر كذلك فالطريق الذي ينبغي ان يسلكه الواعظ في وعظه مع الخلق في هذا الزمان اذا كان مامورا من
تو وہ رستہ جو واعظوں کو وعظ میں اس زمانہ کی خلقت کی ساتہہ چلنا چاہئی جب کہ واعظ امام کی طرف سی مامور ہو تو یہہ ہی کہ

جهة الامام ان يذكر ما في القران من الايات المخوفة للمذنبين وما ورد في الاخبار والاثار في ذم المجرمين ومدح التائبين
کہ قرآن میں سی وہ آیات بیان کری جنمیں گنہگاروں کی واسطی خوف ہی اور وہ احادیث اور آثار جنمیں گنہگاروں کی ہجو اور توبہ کرکر اطاعت کرنیوالوں کی مدح ہی

المطيعين ويستكثر منها ان كان وارث رسول رب العالمين فانه عليه السلام ما خلف دينارا ولا درهما وانما
اور اسہی قسم کی کثرت رکہی اگر رسول رب العالمین کا وارث ہی بیشک نبی علیہ السلام نی نہ دینار چہوڑا ہی اور نہ درہم یہہ ہی

خلف العلم والحكمة وورثه كل عالم بقدر ما اصابه ثم ينبغي له ان يقرر عندهم ان تعجيل العقوبة على الذنب متوقع
علم اور حکمت چہوڑ گئی ہیں اور ہر عالم اوسکا وارث ہوا جتنا اوسکی نصیب میں تہا پہر یوں چاہئی کہ اونکی سامنی تقریر کری کہ گناہ کی وبال ہی دنیا میں اسہی عقوبت ہوجانی

في الدنيا ويبين لهم ان كل ما يصيب الانسان من المصائب في الدنيا فهو بسبب ذنبه كما قال الله تعالى وما اصابكم
ممکن ہی اور بیان کری کہ انسان پر دنیا میں جو مصیبت پڑ جاتی ہی سو وہ سب گناہوں کی وبال سی ہی چنانچہ اسد تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تمپر

من مصيبة فبما كسبت ايديكم فينبغي له ان يخوفهم بذلك لان بعض الناس يخاف من العقوبة في الدنيا ويتساهل
کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہوں نی اب لازم ہی کہ اونکو یہہ ہی خوف دلاوی اسلئی کہ بعضی آدمی دنیا ہی کی عقوبت سی ڈرتی ہیں اور آخرت کی

في امر الاخرة لفرط جهله فيلزمه ان يبين له ان الذنوب كلها يتعجل في الدنيا شومها في غالب الامر ويضيق عليه رزقه
بات میں جہالت کی ماری سہولت برتتی ہیں تو اب واعظ کو لازم ہی کہ اوسکی سامنی یہہ ہی بیان کری کہ گناہوں کی شامت اکثر دنیا میں جلد آجاتی ہی اور اسکی سبب سی روزی تنگ

بسببها لما روي انه عليه السلام قال ان العبد ليحرم الرزق بسبب ذنب يصيبه ثم ينبغي له ان يفخم امر الوعظ ويرفع
ہوجاتی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی گناہ کی سبب رزق سی محروم ہوجاتا ہی پہر اوسکو چاہئی کہ وعظ عظمت سی اور پکار کر کہی

صوته ويكون منه في وعظه ما يشعر بالحال الذي هو فيه من الترغيب والترهيب لما روي عن جابر انه عليه السلام
اور وعظمیں جو بیان کرتا ہو ویسا ہی حال بنالی کہ صورت سی ترغیب اور خوف معلوم ہو کیونکہ جابر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا

كان اذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته كانه منذر جيش وكذا ينبغي له اذا تكلم بكلام ان يكرره ثلث مرات
یہہ حال تہا کہ جب وعظ فرماتی تو انکہیں سرخ اور آواز بلند ہو جاتی گویا فوج سی ڈراتی ہیں اور ایسی ہی لازم ہی کہ جب کوئی بات کہی تو تین بار کہی

ليفهمها سامعوه ويتمكن في قلوبهم ويحفظوه لما روي عن انس انه عليه السلام كان اذا تكلم بكلمة اعادها ثلثا
تاکہ سننی والی سمجھ لین اور اونکی دلون مین بیٹھ جاوی اور یاد رکھین کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اگر کوئی بات فرماتی تو تین بار کہتی

حتى تفهم عنه لكن يجب عليه ان يحترز عن خلط كلامه البدعة لما ذكر في الاحياء ان الواعظ مهما مزج كلام البدعة
تاکہ خوب سمجھ لین لیکن واعظ پر واجب ہی کہ اپنی کلام مین بدعت کی باتین نہ ملاوی کیونکہ احیاء مین مذکور ہی کہ واعظ اگر بدعت بیان کرنی لگی

يجب منعه ولا يجوز حضور مجلسه الا على قصد الرد عليه ان قدر وان لم يقدر لا يحضر مجلسه وكذا مهما كان كلامه
تو اوسکا روکنا واجب ہی اور اوسکی مجلس مین جانا جایز نہین مگر بارادہ رد کی جاوی اگر قدرت رکہتا ہو اور اگر قدرت نہو تو اوسکی مجلس مین نجاوی اور ایسی ہی اگر اوسکی کلام

مائلا الى الارجاء وتجرية الناس على المعاصي وزاد بسببه رجاء الخلق على خوفهم فهو منكر يجب منعه لكون
ارجا کی طرف جہکتی ہو اور لوگون کو معاصی پر جرءت ہوتی ہو اور اس باعث سی خلق کو رجا خوف سی زیادہ بڑہ جاوی اب وہ واعظ نہین منکر ہی اوسکا روکنا چاہیی

فساده عظيما بل الاقرب والاليق بطباع الخلق ان يرجح خوفهم على رجائهم لانهم الى الخوف احوج وذكر في الرسالة
اسکا بڑا فساد ہی بلکہ خلقت کی حال کی مطابق یہہ ہی کہ اونپر رجا سی خوف غالب رہی کیونکہ خوف کی زیادہ تر محتاج ہین اور امام غزالی کی رسالہ مین

المسماة بايها الولد للامام الغزالي ان الواعظ ينبغي له ان يكون عزمه وهمته ان يدعو الناس من الدنيا الى
جسکا نام ایہا الولد ہی مذکور ہی کہ واعظ کو چاہیی کہ اوسکا قصد اور ہمت یہہ ہی ہووی کہ لوگون کو دنیا سی آخرت کی طرف بلاوی اور معصیت سی طاعت کی طرف

الاخرة ومن المعصية الى الطاعة ومن الحرص الى القناعة ويحبب اليهم الاخرة ويبغض عليهم الدنيا ويعلمهم
طلب کری اور حرص سی قناعت کی طرف اشارہ کری اور اونکو آخرت کی محبت اور دنیا کا بغض دلاوی اور اونکو عبادت

العبادة والتقوى لان الغالب في طباعهم الزيغ عن منهج الشرع والسعي فيما لا يرضى الله تعالى فيلقي في قلوبهم
اور پرہیزگاری تعلیم کری اسلئی کہ اونکی طبیعتون مین اکثر شرع کی راہ سی کجی اور برخلاف رضامندی اللہ تعالی کی سعی ہوتی ہی سو اونکی دلون مین خدا کا خوف

الرعب ويخوفهم عما يستقبلهم من المخاوف لعل صفات باطنهم تتغير ومعاملة ظاهرهم تتبدل ويظهر
ڈالی اور اونکو سامنی آتی ہوئی خوفناک چیزونسی ڈراوی شاید کہ اونکی صفات باطنی بدل جاوین اور ظاہر کا معاملہ پلٹ جاوی اور اونسی طاعت کی حرص

الى الطاعة والرجوع عن المعصية وهذا هو طريق الوعظ والنصيحة وكل واعظ لا يكون وعظه هكذا فوعظه وبال
اور معصیت سی رجوع ظاہر ہونی لگی اور یہہ ہی طریقہ وعظ اور نصیحت کا اور جس واعظ کا وعظ ایسا نہووی تو اوسکا وعظ کہنی

على القائل والسامع بل قيل انه شيطان في صورة الانسان يخرج الخلق عن طريق الحق ويهلكهم فيجب عليهم ان يفروا
اور سننی دونون پر وبال ہی بلکہ بعضی کہتی ہین کہ وہ انسان کی صورت مین شیطان ہی کہ خلقت کو طریق حق سی بچلا کر ہلاک کرتا ہی سو خلق پر واجب ہی کہ اوس سی ایسا بہاگین

منه فرارهم من الاسد لان ما يفسده هذا الواعظ من دينهم لا يستطيع ان يفسد بمثله الشيطان ومن كان له يد و
جیسی شیر سی بہاگتی ہین کیونکہ یہہ واعظ جتنا انکا دین برباد کریگا شیطان کی قدرت نہین کہ اتنا برباد کردی اور جسکو قابو اور قوت ہووی

قدرة يجب عليه ان ينزله من منابر المسلمين ويمنعه عما باشره لانه من جملة الامر بالمعروف والنهي عن المنكر وكذا الوعاظ
واجب ہی کہ اوسکو مسلمانون کی منبر سی اوتار دی اور وعظ کہنی سی روکدی کیونکہ یہ امر ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین داخل ہی اور ایسی ہی وہ واعظ

الذين يشتغلون بالقصص التي يتطرق اليها الزيادة والنقصان والكذب والبهتان قد ورد نهي السلف عن الجلوس في
کہ کہانیان بیان کرتی ہین جسمین زیادتی کمتی اور جہوٹ اور بہتان ملا ہوا ہی متقدمین انکی مجلس مین جانی سی منع کرگئی ہین

مجلسهم لان القصص منها ما ينفع سماعه ومنها ما يضر سماعه وان كان صدقا فمن فتح على نفسه ذلك الباب يختلط
اسلئی کہ بعضی قصون کا سننا مفید ہوتا ہی اور بعضی قصون کا سننا ضرر کرتا ہی اگرچہ سچا ہووی پہر جو شخص اپنی اوپر یہہ دروازہ کہول لیگا تو اوسپر

عليه الصدق بالكذب والنافع بالضار وقال احمد بن حنبل القصة ان كانت من قصص الانبياء والصالحين
سچ جہوٹ مین اور نافع مضر مین ملا ہی گا تمیز نہوگی اور احمد بن حنبل کہتی ہین کہ قصہ اگر انبیا اور صلحاء کا ہو

فيما

فيما يتعلق بامور الدين وكانت صحيحة الرواية فلا ارى به باسا فليحذر الكذب وحكاية احوال تومي الى هفوات

جو امور دینی سے متعلق ہی اور روایت بہی صحیح ہو تو اوسمین کچہہ مضائقہ نہیں معلوم ہوتا سو جہوٹ سے اور ایسی احوال بیان کرنے سے پرہیز کرنی چاہیے جسمین خطا

ومساهلات يقصر فهم العوام عن درك معانيها فان العامي يتمسك بذلك في مساهلاته وهفواته ويمهد لنفسه

اور سہل انگاری کا ہو اور عوام کا فہم اوسکی معانی سمجہنے سے قاصر ہو کیونکہ عام لوگ اوس حکایت سے اپنی سہل انگاری اور خطا کی سند کر کے اپنی ایک عذر بنا کر

عذرا فيها ويقول قد صدر عن بعض المشائخ وبعض الاكابر كيت وكيت وكلنا بصدد المعاصي فلا غرو

کہڑا کر لیتی ہیں اور کہنی لگتی ہیں بیشک بعضی بعضی مشائخ اور بزرگوں سے ایسی ایسی باتیں ہو گئیں ہیں اور ہماری تو کیا شمار ہے ہم تو سراسر گنہگار ہی ہیں

ان صدر مني ذنب فقد صدر عمن هو اكبر مني ويفيد ذلك جرءة على الله تعالى من حيث لا يدري وبعد الاحتراز

اگر ہمسے کوئی گناہ ہو گیا تو کیا تعجب ہے جب ہم سے جو بڑی بزرگ ہیں اونسے ہو گیا ہے اور اسمین عوام کو خدا پر ایسی جرءت پیدا ہوتی ہے کہ اونکو خبر نہیں ہوتی اور

عن هذين فلا باس به وعند ذلك يرجع القصص المحمودة الى ما اشتمل عليه القران وصح في الكتب الصحيحة من الاخبار

یہہ دو امر اگر نہوں تو پہر کچہہ خوف نہیں ہے اب وہ اچہی اچہی سچی حکایات مطابق ہو جاتین جو قرآن میں آئی ہیں اور تاریخ کی معتبر کتابوں میں صحیح صحیح مذکور ہیں

واما ما يوجد في بعض الكتب التي يذكر فيها من قصص الانبياء ما لا يليق بحالهم فيجب تنزيههم عنها كقصة داود النبي

اور یہی وہ قصے جو بعضی کتابوں میں ملتے ہیں جنمیں انبیاء علیہم السلام کی قصے ایسے مذکور ہیں کہ انبیاء کی حال سے مناسب نہیں ہیں ایسی قصوں سے اونکو بچانا واجب ہی

فانها على ما يرويها القصاص من انه عليه السلام دخل ذات يوم محرابه واغلق بابه وجعل يصلي ويقرا الزبور

جیسے قصہ داود نبی علیہ السلام کا سو یہہ قصہ موافق روایت قصاص کی کہ داود علیہ السلام نے ایکروز اپنی محراب میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا اور نماز اور زبور کی تلاوت میں مشغول ہوئے

فبينما هو كذلك اذ جاء الشيطان في صورة حمامة من ذهب فمد يده لياخذها لابن له صغير فطارت فاتبعها

وہ اسی حال میں تہی کہ ناگاہ شیطان سونے کا کبوتر بنکر آگیا سو داود علیہ السلام نے چہوٹی بیٹے کی کہیلنے کی واسطے اوسکی پکڑنے کو ہاتہہ لپکایا وہ اوڑ گیا پہر ہاتہہ لپکایا

اليها فطارت فوقعت في كوة فتبعها فابصر امراة جميلة قد نقضت شعرها فغطى بدنها وهي كانت امراة رجل

تو وہ اوڑ کر تابدان میں گر پڑا اوسکی پیچہی گئی تو ایک عورت خوبصورت کہ اوسنی اپنی بال کہول کر بدن ڈہک لیا نظر پڑ گئی اور وہ ایک شخص کی جورو تہی

يقال له اوريا وكان من غزاة البلقاء فكتب الى صاحب بعث البلقاء وهو ايوب بن صوريا انا ابعث

نام اوسکا اوریا اور بلقا کی غازیوں میں تہا پہر داود نے بلقا کی سردار لشکر یعنی ایوب بن صوریا کو یہہ لکہا کہ میں اوریا کو بہیجتا ہوں

اوريا فقدمه على التابوت وكان من يتقدم على التابوت لا يحل له ان يرجع حتى يفتح الله تعالى على يديه او يستشهد

سو تو اوسکو تابوت پہ پیش کر دینا اور قاعدہ یوں تہا کہ جو شخص تابوت پر پیش ہوتا تہا اوسکو حلال نہیں تہا کہ بدون فتح کئی ہوئی چلا آوی یا شہید ہو جاوی

ففتح الله تعالى على يده وسلم وامره ان يرده مرة اخرى وثالثة حتى قتل واتاه خبر قتله ولم يحزن كما يحزن على

سو اللہ تعالی نے اوسکی ہاتہہ پر فتح دی اور وہ سلامت بچا پہر اوسکو حکم دیا کہ اوریا کو دوبارہ اور سہ بارہ روانہ کرے آخر وہ مارا گیا اور داود علیہ السلام کو خبر اوسکی قتل کی آئی تو

الشهداء فتزوج امراته فهذا وامثاله افك مبتدع تمجه الاسماع ومنكر مخترع تنفر عنه الطباع ناش من عدم

شہدا پر ہوتا تہا پہر اوسکی بی بی سے نکاح کر لیا سو یہہ قصہ اور ایسی ایسی اور قصے طوفان گہڑلی ہیں کان سننی سے انکار کرتی ہیں اور بچا بنائی ہوئی ہیں طبیعتوں کو انسی نفرت ہوتی ہی

العلم بما يجب وما يستحيل وما يجوز في حق الانبياء فويل لمن ابتدعه واشاعه وتبا لمن اخترعه واذاعه اذ يقبح

اسکا باعث یہہ جہالت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حق میں کیا واجب ہے اور کیا محال ہے اور کیا جایز ہے سو افسوس ہے جسنی اسکو گہڑا اور مشہور کیا اور ہلاکت ہو جسنی بنایا اور پہیلایا کیونکہ

ان يحدث به عن بعض المتسمين بالصلاح من افراد المسلمين فضلا عن بعض اعلام الانبياء والمرسلين ولذلك

قبیح ہی کہ ایسی بات مسلمانوں میں سے کسی صالح سے منقول ہو چہ جائی کہ بزرگ انبیاء اور مرسلین سے اسی لیے علی کرم اللہ وجہہ نے کہا ہے

قال علي كرم الله وجهه من حدث بحديث داود النبي عليه السلام على ما يرويه القصاص جلدته مائة وستين

کہ جو شخص داود علیہ السلام کی بات موافق روایت قصاص کی بیان کریگا تو میں اوسکو ایک سو ساٹہہ کوڑی ماروں گا

وهذا اسطة الفرية على الانبياء وروي ان عمر بن عبد العزيز حدث بذلك وكان عنده رجل من اهل الحق فكذب

اور انبیا پر تہمت لگانیکی یہہ ہی حد ہی اور روایت ہی کہ عمر بن عبد العزیز کی سامنی یہہ ہی بیان ہوا اور اونکی پاس ایک شخص حقانی موجود تہا سو اوسنی

المحدث به وقال ان القصة ان كانت على ما في كتاب الله تعالى فما ينبغي ان يلتمس خلافها بان يقال غير ذلك

اوس قصہ گو کو جہٹلایا کہا کہ قصہ داود کا اگر کتاب اللہ کی موافق ہی تو کیا مناسب ہی کہ اوسکی خلاف تلاش کریں کہ اوسکی سوا کچھ اور بیان کیجیے

وان كانت على ما ذكرت فقد كف الله تعالى عنها سترا على نبيه فما ينبغي اظهارها عليه فقال عمر بن عبد العزيز

اور اگر تیری اظہار کی موافق ہو تو بیشک اللہ تعالی نی اسکا اپنی نبی پر پردہ رکہا تو اوسکا بیان کرنا لایق نہیں ہی عمر بن عبد العزیز نی کہا

لسماعي هذا الكلام احب الي مما طلعت عليه الشمس وانما قال ذلك لانها قصة زل فيها كثير من الناس وقالوا

یہہ بات مجہکو سب سے زیادہ محبوب تہی جن پر آفتاب چمکتا ہی اور یہہ اسلئی کہا کہ یہہ ایسا قصہ ہی کہ اسمین بہت لوگ پہسل پڑی ہین اور وہ

في نبي الله داود عليه السلام ما لا يليق بحال الانبياء فان اصل القصة على ما ذكر في بعض التفاسير ان داود النبي ع

نبی علیہ السلام کو ایسا کہنی لگی ہین کہ انبیاء کی حال سی مناسب نہین ہی اور اصل قصہ موافق بعضی تفسیرون کی یون ہی کہ داود نبی کی نظر اوریا کی

راى امراة رجل يقال له اوريا فمال قلبه اليها فساله ان يطلقها فاستحيي ان يرده ففعل فتزوجها وهي ام سليمان

جورو پر پڑ گئی تو اوسپر اونکا دل آگیا سو داود نی اوریا کو کہا کہ اوسکو طلاق دیدی اوسنی حیا کی ماری سوال رد نکیا جب اوسنی طلاق دیدی اونہون نی نکاح کر لیا

النبي ع وكان ذلك جائزا في شريعته معتادا بين امته غير مخل بالمروة حيث كان يسئل بعضهم بعضا ان ينزل له

اور وہ عورت سلیمان علیہ السلام کی ماں ہی اور یہہ طریقہ اونکی شریعت مین جایز اور امت مین مروج تہا اور خلاف مروت نہیں تہا کیونکہ جب کسیکی بی بی کسیکو پسند آتی تہی تو ایک دوسری سی سوال کرتا تہا

عن امراته فيتزوجها اذا اعجبته وكان الانصار في صدر الاسلام يواسون المهاجرين بمثل ذلك من غير نكير خلا انه عليه السلام

کہ اپنی بی بی میری لیئی چہوڑ دی اوسپر وہ نکاح کرلیتا اور انصار ابتداء اسلام مین اسی طرح بی طعن وطنز مہاجرین کی ساتہ طریق مروت برتتی تہی مگر داود علیہ السلام کو

لعظم منزلته وارتفاع مرتبته وعلو شانه لم يكن ينبغي له ان يتعاطى ما يتعاطاه احاد امته ويسال رجلا ليس له

بسبب عظمت منزلت اور رفعت قربت اور علو شان کی مناسب نتہا کہ ایسا معاملہ کریں جو کہ اونکی امت کی ادنی آدمی کرتی تہی اور وہ بہی ایسی شخص سی سوال کریں کہ اوسکی

الا امراة واحدة ان ينزل له عنها فيتزوجها مع كثرة نسائه بل كان ينبغي له ان يغالب هواه ويقهر نفسه ويصبر

پاس ایک ہی بی بی تہی کہ میری لئی چہوڑ دی پہر اوس سی نکاح کرلیں باوجودیکہ انکی پاس بی بیان بہت تہین بلکہ انکو یون لازم تہا کہ ہوا کو مغلوب کرتی اور نفس کو دبا لیتی

على ما امتحن به فعلى هذا القول لا يلزم في حق داود ع الا ترك الاولى لان وقوع بصره عليها كان من غير قصده

اور اوس امتحان پر صبر کرتی اس بیان کی موافق حضرت داود کی حق مین یہہ ہی لازم آتا ہی کہ ترک اولی ہوا کیونکہ اوس عورت پر نظر تو بلا قصد پڑ گئی تہی

فلا يكون ذنبا وكذا ميل قلبه اليها عقيب النظر لا يكون ذنبا لان الاحتراز عنه غير مقدور للبشر وانما عوتب كل

سو کچہہ گناہ نہین ہی اور ایسا ہی دیکہنی کی بعد دل کا آجانا کچہہ گناہ نہین ہی کیونکہ یہہ اسلام آدمی کی بس مین نہین ہی اور یہہ تمام عتاب الہی

هذا العتاب حتى بعث الملئكة بالخصومة عنده تمثيلا لحاله وتقريرا لذلك لديه لان الانبياء يواخذون بادنى شيء

کہ اونکی پاس فرشتی جہگڑتی ہوئی اونکی حال کی صورت اور تقریر لیکر آئی تو اسلئی ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سی مواخذہ ایسی ذرہ بات پر ہوجاتا ہی

كان منهم مما لا يؤخذ بذلك غيرهم بل يعد ذلك من غيرهم من ارفع الاعمال واجلها الا ترى ان يونس النبي ع لما دعى

کہ اوروں سی اوسپر مواخذہ نہین ہوتا بلکہ وہ بات اوروں کی حق مین بڑا عمل اور نیک تر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ یونس نبی علیہ السلام نی جب اپنی قوم کو

قومه الى الايمان وابوا عن قبوله واصروا على الكفر والعصيان وبالغوا في العناد والطغيان حتى عيل صبره ولم

ایمان پر بلایا اور اونہون نی تسلیم سی انکار کیا اور کفر اور عصیان پر اڑ گئی اور عناد اور سرکشی حد کو پہنچا دی یہان تک کہ اونکو صبر دشوار ہوگیا اور

يطق على المصابرة معهم خرج من بينهم غضبا لله تعالى وبغضا للكفر وهذا وان كان يعد من ارفع الاعمال

طاقت صبر کی نرہی تو اونمین سی خدا کی واسطی غصہ ہوکر کفر کی دشمنی کی ماری چلی گئی یہہ بات اگرچہ اور مومن کی حق مین عمدہ اور نیک تر عمل

واجلها بالنسبة الى غيره من احاد المؤمنين لكن لما كان خروجه من بينهم بلا اذن من الله تعالى وكان عليه
شمار مین آتا ہی · پہر حضرت یونس کا اونمین سی چلا جانا جو بدون حکم الله تعالی کی تہا اور اونکو لازم یہہ تہا

ان يصبر وينتظر الاذن من الله تعالى عوتب وحبس في بطن الحوت مقدار ما شاء الله تعالى والحاصل
کہ صبر ہی کرتی اور الله تعالی کی حکم کی منتظر رہتی تو عتاب ہوا اور مچہلی کی پیٹ مین بمقدار مشیت الٰہی قید رہی حاصل یہہ ہی

ان الانبياء في زمان نبوتهم معصومون عن الكبائر مطلقا وعن الصغائر عمدا لكن يجوز صدور الصغائر عنهم
کہ انبیاء نبوت کی زمانہ مین کبایر سی تو مطلقا معصوم ہوتی ہین اور عمدًا صغایر سی بہی لیکن اونسی صغیرہ کا ہو جانا

سهوا او على سبيل النسيان او على سبيل الخطاء في التاويل وتسمى ذلك زلة وهي الصغيرة التي يفعل من غير قصد
از روی سہو یا بہول کر یا تاویل مین چوک کر جایز ہی اور اوسکو زلہ کہتی ہین یعنی صغیرہ جو بی ارادہ ہو جاوی

اليها كما قال الامام السرخسي اما الزلة فلا يوجد فيها القصد الى عينها وانما يوجد فيها القصد الى اصل الفعل
چنانچہ امام سرخسی کہتا ہی کہ زلہ مین وہ فعل خاص مقصود نہین ہوتا اوسمین وہ اصل فعل مراد ہوتا ہی

لانها ماخوذة من قولهم زل الرجل في الطين اذا لم يوجد منه القصد الى الوقوع ولا الى الثبات بعد الوقوع
کیونکہ لفظ زلہ کا اونکی اس محاورہ سی لیا ہی آدمی کیچڑ مین پہسل پڑا جب اوسکا ارادہ گرنیکا نہین ہوتا اور نہ ثبات کا بعد گرنیکی

وان وجد منه القصد الى المشي في الطريق وانما يؤاخذ الانبياء عليها لانها لا تخلو عن نوع تقصير يمكن للمكلف
اگرچہ اوس سی راہ مین قصد چلنی کا پایا گیا اور انبیاء سی اتنی بات پر اسلئی مواخذہ ہوتا ہی کہ اسمین بہی کچہہ تو تقصیر ہی کہ مرد مکلف اگر ثابت رہی

الاحتراز عنه عند التثبت واما المعصية حقيقة فهي فعل حرام يقصد اليه مع العلم بحرمته فيستحيل صدوره
تو بچ سکتا ہی اور رہی معصیت حقیقی سو وہ فعل حرام ہی کہ اوسکی حرمت جان کر اوسکی طرف قصد کری سو ایسی بات انبیاء سی ہونی محال ہی

عنهم وما يوجد ما يوهم صدور الذنب عنهم في زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة في القران والاحاديث والآثار فالجواب
اور یہہ جو زمانہ نبوت مین گناہ ہونیکا وہم اونکی قصون سی پیدا ہوتا ہی جو قرآن اور حدیث اور آثار مین آئی ہین اجمالا ان قصون کا

عن تلك القصص اجمالا ان ما كان منها منقولا بالاحاد يجب رده لان نسبة الخطاء الى الرواة اهون من نسبة
مجمل جواب یہہ ہی کہ جو قصی احاد سی منقول ہین اونکا رد کرنا واجب ہی کیونکہ راوی کی طرف خطا کا لگا دینا انبیاء کی طرف خطا لگانی سی آسان

المعاصي الى الانبياء وما كان منها منقولا بالتواتر فما دام له محمل آخر يحمل عليه ويصرف عن ظاهره لدلائل العصمة
ہی اور جو قصی بالتواتر منقولہ ہین پہر جبتک اوسکی اور معنی بن سکین تو ظاہر سی پہیر کر اوسپر حمل کرین کیونکہ دلایل عصمت کی موجود ہین

وما لا يوجد له محيص يحمل على انه كان من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم سهوا ونسيانا.....
اور جسمین کوئی مخلصی نہین ہی تو اوسکو یہہ قیاس کرین کہ ترک اولی ہوا یا صغیرہ ہی کہ اونسی سہوا یا بہول کر ہو گیا اور ترک اولی ہونا

ينافي تسميته ذنبا كما في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ولا الاستغفار عنهم كما في قصة
یا صغیرہ کا سہوا یا بہول کر صادر ہونا اسکی منافی نہین ہی کہ اوسکا نام گناہ ہووی چنانچہ اس آیت مین تا معاف کری الله تجہکو جو آگی ہوئی تیری گناہ اور جو پیچہی رہی اور اونسی استغفار

داود النبي ع ولا الاعتراف بكونه ظلما كما في قصة ادم النبي ع لانه وان كان حسنة بالنسبة الى غيرهم لكن
داود نبی علیہ السلام کی قصہ مین اور نہ اقرار اوسکی ظلم ہونیکا جیسی کہ آدم نبی علیہ السلام کی قصہ مین کیونکہ وہ اگرچہ اورون کی حق مین حسنہ ہی لیکن بہ نسبت انبیاء کی گناہ ہی

بالنسبة اليهم يعد ذنبا ويستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظلما لكون حسنات الابرار سيات المقربين ولهذا
انبیاء اوس سی استغفار اور اوسکی ظلم ہونیکا اقرار کرتی ہین کیونکہ حسنات ابرار کی مقربون کی حق مین بمنزلہ سیآت کی ہوتی ہین اور اسیلئی

قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى وتحركت همته بالتصرف في نهاره لتدبر ما يفطر في ليلة
اہل عرفان کہتی ہین کہ جو شخص الله تعالی سی قرب رکہتا ہو اور دنمین اوسکی ہمت صرف ہو تا کہ اتنا پیدا کری کہ رات کو روزہ افطار کری

تكتب له خطيئة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالى وقلة اليقين برزقه الموعود وهذه رتبة الانبياء
تو اسکی حق میں خطا لکھی جاتی ہی کیونکہ اسمیں فضل الٰہی پر بھروسہ کامل اور روزی موعود پر یقین نہیں ہی اور یہہ رتبہ انبیاء

والصديقين والاولياء المقربين

اور صدیقین اور اولیاء مقربین کا ہی

المجلس الثالث والثمانون في بيان ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد الدين

تراسی مجلس اس بیان میں کہ اللہ تعالی اس امت کی لئی ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین از سر نو قایم کردی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی
لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة والمراد
اس امت کی واسطی ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین کو از سر نو قایم کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد
من رأس كل مائة سنة اولها من هجرة النبوية والمراد من تجديد الدين للامة احياء ما اندرس من العمل بالكتاب
ہر صدی کی سری سی صدی کا ابتدا ہی ہجرت نبوی سی اور دین نیا کرنیسی امت کی لئی زندہ کردینا پرانی اعمال کا موافق کتاب اور سنت کی
والسنة والامر بمقتضاهما فان المبعوث على رأس المائة والمجدد للدين قيل يلزم ان يكون رجلا مشهورا بالعلم
اور انکی موافق امر کرنا مراد ہی پس صدی کی سری پر دین کا مجدد جو مبعوث ہو تو کہتی ہیں کہ ضروری ہی کہ وہ شخص علم میں مشہور اور فضیلت میں
معروفا بالفضل مشارا اليه في الدين وان ينقضي المائة وهو حي ولا يعلم ذلك المجدد الا بغلبة الظن ممن
معروف اور دین میں مشار الیہ ہو اور ساری صدی میں زندہ رہی اور وہ مجدد اپنا ہم عصر علماء میں سی گمان غالب سی
عاصره من العلماء بقرائن احواله والانتفاع بعلمه اذ المجدد للدين لا بد ان يكون عالما بالعلوم الدينية الظاهرة
بوسیلہ قراین احوال اور افادہ علم کی معلوم ہوتا ہی کیونکہ دین کا مجدد ضرور ہی کہ تمام علوم دینی ظاہری اور باطنی کا عالم
والباطنة ناصرا للسنة قامعا للبدعة وان يعم علمه اهل زمانه وانما كان التجديد على رأس كل مائة سنة
اور سنت کا حامی بدعت کا اوکھاڑنیوالا اور اوسکا علم تمام اہل زمانہ پر عام ہو اور ہر ہر صدی کی سری پر تجدید دین کی اسلئی ہوتی ہی
لانخرام العلماء فيه غالبا واندراس السنن وظهور البدع فيحتاج حينئذ الى تجديد الدين فياتي الله تعالى من
کہ اس مدت میں اکثر علماء کم ہوجاتی ہیں اور سنتیں پرانی اور بدعتیں ظاہر ہوجاتی ہیں سو اب تجدید دین کی ضرورت پڑتی ہی سو اللہ تعالی خلق میں سی
الخلق بعوض من السلف اما واحدا او متعددا فكان عند المائة الاولى عمر بن عبد العزيز وعند المائة الثانية
بعوض متقدمین کی کسیکو موجود کردیتا ہی یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سری پر تو عمر بن عبد العزیز تہی اور دوسری صدی پر
الامام الشافعي وعند المائة الثالثة ابن شريح والاشعري وعند المائة الرابعة الباقلاني وعند المائة الخامسة
امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن شریح اور اشعری اور چوتہی صدی پر باقلانی اور پانچویں صدی پر
الامام الغزالي وعند المائة السادسة الامام فخر الدين الرازي والرافعي وعند المائة السابعة ابن دقيق العيد
امام غزالی اور چہٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی اور ساتویں صدی پر ابن دقیق العید
وعند المائة الثامنة الحبر البلقيني والحافظ زين الدين وعند المائة التاسعة الامام السيوطي وعند المائة
اور آٹھویں صدی پر حبر بلقینی اور حافظ زین الدین اور نویں صدی پر امام سیوطی اور دسویں
العاشرة لم يتبين من هو قال السيوطي ونظير هذا الحديث ما ورد ان رأس كل مائة سنة يكون عندها
صدی پر معلوم نہیں کون ہی سیوطی کہتا ہی اسحدیث کی نظیر وہ ہی جو وارد ہوا کہ ہر صدی کی سر پر ایک امیر ہوتا ہی
امير فكان عند المائة الاولى الحجاج الذي عم ظلمه وفساده فجدد الله تعالى بعمر بن عبد العزيز وكان عند
سو پہلی صدی پر تو حجاج تہا جسکا ظلم اور فساد عام ہوگیا سو اللہ تعالی نی دین کی تجدید عمر بن عبد العزیز سی کی اور دوسری

المائة الثانية فتنة المامون الذی خالطه المعتزلة فحسنوا له القول بخلق القرآن وغير ذلك
اور دوسری صدی پر مامون کا فتنہ ہوا کہ معتزلین نے مخالطت بہم پہنچا کر اوسکو حدوث قرآن کا اور سوای اسکی
من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا عاما في الاقطار ومن لم يجب فبعضهم
اور بدعات اعتقادی کا قایل کر دیا یہانتک کہ اوسنی اس مسئلہ مین عام علماء روی زمین کا امتحان لیا اور جسنی نمانا پہر بعضون کو
ضرب وبعضهم قيد وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن في هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى
مارا اور کسیکو قید اور حبس کیا اور کسیکو جان سی مارا اس امت مین آگی برابر کوئی فتنہ نہین ہوا اور اس سی پہلی کسی خلیفہ نی بدعت کو اتنا رواج
شیء من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعي فطبق الارض بعلومه وهو اول من افتى
نہین دیا سو اللہ تعالی نی اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اوسنی اپنی علم سی زمین کو پر کر دیا اور اونہون نی سب سی پہلی
بقتل من قال بخلق القرآن وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة في كثير من البلاد
واسطی قتل اور کفر ایسی شخص کی جو حدوث قرآن کا قائل ہو فتویٰ دیا اور تیسری صدی پر قرامطہ کا فتنہ اکثر شہرون مین پہیلا
حتى دخلوا مكة وقتلوا الحجيج في المسجد الحرام قتلا ذريعا وطرحوا القتلى في بئر زمزم وضربوا الحجر الاسود
یہانتک کہ مکہ مین جاکر حاجیون کو مسجد حرام مین بہت قتل کیا اور لاشین چاہ زمزم مین ڈالدین اور حجر اسود کو
بالدبوس فكسروه ثم قلعوه وحملوه الى بلادهم وبقي عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشترى منهم
گرز مار کر توڑ ڈالا پہر اوکہاڑ کر اپنی ملک کو لیگئی اور بیس برس سی زیادہ اونکی پاس رہا پہر اونسی تیس ہزار دینار کو خرید کر
بثلثين الف دينار واعيد الى مكة في محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل
مکہ مین لائی اور اوسی جگہہ پر رکہا اور چوتہی صدی پر فتنہ حاکم بامر اللہ کا ہوا اور کچہہ حد نہین جو فساد
من الفساد بل هو اعظم شرا من كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة و
کہ اوسنی کیا بلکہ اسکا فساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تہا کیونکہ اسنی لوگون کو یہہ حکم دیا کہ جب خطبہ مین میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور
من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه في الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء
جو مفسد اس سی پہلی تہی کسینی اپنی لئی سجدہ کا حکم نہین دیا تہا کہ جب خطبہ مین میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچوین صدی پر اکثر شام کی شہرون پر
الفرنج على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا
فرنگیون کا غلبہ ہو گیا یہانتک کہ اونہون نی بیت المقدس مین جاکر صرف وہان ستر ہزار آدمیون سی زیادہ قتل کر ڈالی
وذهب الناس هاربين من الشام الى العراق مستغيثين على الفرنج وبقي بيت المقدس في ايديهم احدى
اور خلقت فرنگیون کی فریادی شام سی عراق کو بہاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز انکی قبضہ مین رہا
وتسعين يوما الى ان خلصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة
آخر اللہ تعالی نی انکی قبضہ مین سی سلطان صلاح الدین بن ایوب کی ہاتہہ پر چھوڑا یا اور چھٹی صدی پر
السادسة خروج التتار وعموم الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واختلفوا في البلاد التي استولوا عليها
قوم تتار نی غلبہ کر کر فساد عام کر دیا یہانتک کہ علماء نی اونکی کفر کا فتوی دیا اور اون شہرون مین جن پر غالب ہو گئی تہی اختلاف ہی
هل هي من بلاد الاسلام اولا فقالوا البلاد التي في ايديهم اليوم لا شك انها من بلاد الاسلام لعدم اتصالها
آیا وہ شہر دار الاسلام مین یا نہین اور کہتی ہین کہ جو شہر آج اونکی قبضہ مین ہین بیشک وہ دار الاسلام ہین کیونکہ دار الحرب سی متصل نہین ہین
ببلاد الحرب ولم يظهروا فيها احكام الكفر بل البلاد التي عليها وال مسلم من جهتهم يجوز فيها اقامة الجمعة و
اجرا اونمین احکام کفر کی جاری کئی ہین بلکہ جس شہر مین اونکی طرف سی مسلمان حاکم ہی اوسمین نمازین جمعہ اور

الاعیاد واخذ الخراج وتقلید القضاة وتزویج الیتامی لاستیلاء المسلم علیها وطاعته للکفرة اما موادعة
عید کی پڑہنی اور خراج کا لینا اور قاضیوں کا منصوب ہونا اور یتیموں کا نکاح کردینا جایز ہی کیونکہ اون شہروں پر مسلم کا غلبہ ہی اور وہ کفار کا جو مطیع ہی یا تو بطور ناتہ صلح

او مخادعة واما البلاد التی علیها ولاة کفار فیجوز فیها ایضا اقامة الجمعة والعیدین والقاضی قاض بتراضی
یا فریب کی ہی اور جن شہروں پہ کفار حاکم ہین سو اونمین بہی جمعہ اور عیدین کا قایم کرنا جایز ہی اور قاضی بہی قاضی ہوگا مسلمانوں کی رضی

المسلمین اذ قد تقرر ان ببقاء شیء من العلة یبقی الحکم وقد حکمنا بلا خلاف بان هذه الدیار قبل استیلاء
سی اسلئے کہ یہہ بات ٹہری ہوئی ہی کہ جبتک کچہہ علت باقی رہی حکم باقی رہتا ہی اور بیشک بلا خلاف یہہ یقین کرچکی ہین کہ یہہ شہر قوم تتار کی غلبہ سی

التتار من دیار الاسلام وبعد استیلائهم اعلان الاذان والجمع والجماعات والحکم بمقتضی الشرع والفتوی دائم
پہلی دیار اسلام تہی اور اونکی غلبہ کی بعد برملا ہونا اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتوی کی جاری ہی

بلا نکیر من ملوکهم فالحکم بانها من بلاد الحرب لا جهة له واعلان بیع الخمر واخذ الضرائب والمکوس برسم التتار
اونکی بادشاہ کو اسمین کچہہ تکرار نہین پہر حکم کرنا کہ دار الحرب ہی اسکی کوئی وجہ نہین ہی اور ظاہر شراب کا بکنا اور چنگی اور خراج کا لینا موافق رسم تتار کی ایسا ہی

کاعلان بنی قریظة فی المدینة بالیهود وطلب الحکم من الطاغوت فی مقابلة رسول الله علیه السلام ومع ذلک کانت المدینة
جیسی بنی قریظہ مدینہ مین یہودیت ظاہر کرتی تہی اور بتوں سی رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی مقابلہ مین حکم لیتی تہی تسپر بہی مدینہ بلا شبہ

بلدة الاسلام بلا ریب ثم ان من قال منهم انا مسلم وشهد بکلمتی الشهادة یحکم باسلامه لکن فی الخلاصة مسئلة یجب التنبیه
دار الاسلام تہا پہر بیشک جو شخص اونمین سی کہی مین مسلم ہون اور دونو کلمہ شہادت کی گواہی دی تو اوسکی اسلام کا حکم ہوویگا لیکن خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی اوسکی

علیها وهی ان اهل بلدة اذا کانوا یدعون الاسلام ویصلون ویصومون ویقرءون القران ومع ذلک یعبدون الاوثان
اطلاع دینی چاہئی یعنی اگر ایک شہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہون اور نماز پڑہتی ہون اور روزہ رکہتی ہون اور قرآن کی تلاوت کرتی ہون اور تسپر بت پرستی کرتی ہون

فاغار علیهم المسلمون وسبوهم واراد انسان ان یشتری من تلک السبایا ان کانوا یقرون بالعبودیة لملکهم جاز الشراء
پہر مسلمان اونپر غارت کرکر گرفتار کرلاوین اور کوئی شخص اون قیدیوں مین سی کسیکی خریداری کا ارادہ کری تو اب اگر اپنی پادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہین تو خریدنا

وان لم یکونوا مقرین بالعبودیة لملکهم جاز شراء النساء والصبیان دون الکبار قال قاضیخان فی فتاواه
اور اگر اقرار اپنی پادشاہ کی عبودیت کا نہین کرتی تو خرید لینا عورتوں اور بچوں کا جایز ہی بڑی مردوں کا جایز نہین قاضی خان اپنی فتاوی مین کہتا ہی

لانهم لما اقروا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان کانوا مرتدین فیجوز استرقاق نسائهم وصغارهم ولا یجوز استرقاق کبارهم
اسلئے کہ جب اونہوں نی اسلام کا اقرار کیا اور پہر بت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئی تو اب اونکی عورتوں اور بچوں کا غلام کرلینا جایز ہی اور بالغ مردوں کا غلام کرلینا جایز نہین

الا ان یکونوا مقرین بالعبودیة لملکهم فیجوز استرقاقهم فاذا ملکهم السابی یجوز له بیعهم وکان عند المائة
ان اگر اپنی پادشاہ کی عبودیت کی قائل ہوں تو اب اونکا بہی غلام کرلینا جایز ہی جب قید کرنیوالا اونکا مالک ہوا تو اونکی بیع بہی جایز ہی اور ساتوین

السابعة غلاء وفناء عظیمان فی دیار مصر والشام بحیث اکلت الحمر والبغال والکلاب وکان عند المائة الثامنة فتنة
صدی پر قحط گرانی اور وبا دیار مصر اور شام مین اسقدر ہوئی کہ گدہی اور خچر اور کتی کہالئی اور آٹہوین صدی پر فتنہ

تمرلنک واما المائة التاسعة فقد قال العلامة الناصری لا اشک ولا ارتاب ان فتنة المائة التاسعة هی فتنة السلطان
تیمور لنگ کا ہوا اور نوین صدی پر علامہ ناصری کہتا ہی کہ اسمین مجہکو کچہہ شک اور شبہ نہین ہی کہ فتنہ نوین صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہی

سلیم خان وحروبه مع اخوته وقتله ایاهم واولادهم ثم حروبه مع صاحب الشرف وکسره وقتله واخذ بلاده ثم اجتماعه
اور اوسکی لڑائیاں بہائیوں سی اور اونکی اولاد کا قتل کرنا پہر اوسکی جنگ وجدال صاحب الشرف سی اور اوسکا توڑنا اور مار ڈالنا اور ملک چہین لینا پہر

بعسکر مصر وقتل سلطانها واکابر امرائها ثم دخوله مصر وفعله فیها مع اهلها ما فعل وفی المائة العاشرة ظهرت فتن
مصر کی لشکر کی ساتہہ جمع ہونا اور وہانکی سلطان کو اور بڑی بڑی امیروں کو قتل کرنا پہر مصر مین جاکر وہانکی باشندوں کی ساتہہ جو کچہہ کیا اور دسوین صدی مین بہت سی

كثيرة متوالية غير منقطعة الى الآن حتى كان اهل الاسلام يتعامل بعضهم مع البعض معاملة الكفار فى قتل بعضهم
پیدا ہوئی جو آج تک چلی آتی ہیں یہاں تک کہ اہل اسلام ایک دوسری کی ساتھہ کفار کا سا معاملہ کرتا ہی کہ کسیکو مار ڈالتا ہی

بعضا وقد روى عن جرير انه عليه السلام قال فى حجة الوداع لا ترجعن بعدى كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض
اور جریر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی حجۃ الوداع میں فرمایا تم میری بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کری

يعنى ان شان الكفار ان يقتل بعضهم بعضا فلا تتشبهوا بهم ايها المؤمنون فى قتل بعضكم بعضا ولا يكن افعالكم شبيهة
مراد یہہ ہی کہ یہہ کفار کا چلن ہی کہ کوئی کسیکو مار ڈالی سو تم مؤمن ہو کر آپکی خون ریزی میں اونکی مثل نہو جانا اور تمہارا چلن مسلمانوں کی

بافعالهم فى ضرب رقاب المسلمين وروى عن ابى بكرة انه عليه السلام قال اذا التقى المسلمان فحمل احدهما السلاح على
قتل میں اونکی افعال سی نہ ملتی لگی اور ابوبکرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہوتی ہیں پہر کوئی اپنی بہائی پر ہتیار اوٹہاتا

اخيه فهما فى جرف جهنم فاذا قتل احدهما صاحبه دخلاها جميعا فان القاتل يدخلها بفعله والمقتول يدخلها بسعيه
تو وہ دونو دوزخ کی بیچ میں ہیں جب ایک اپنی یار کو قتل کر دیتا ہی تو دو نو دوزخ میں جاتی ہیں قاتل تو اوسکو مار کر دوزخ میں جاتا ہی اور مقتول اپنی بہائی کی قتل کی سعی سی

فى قتل اخيه كما اجاب به النبى عليه السلام فى حديث اخر رواه ابو بكرة ايضا انه عليه السلام قال اذا التقى المسلمان
دوزخ میں جاتا ہی چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام نی ایک حدیث میں دیا ہی وہ بہی ابوبکرہ ہی روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان تلوار لیکر

بسيفيهما فالقاتل والمقتول فى النار قال ابو بكرة قلت يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال انه كان حريصا
مقابل ہوتی ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں ابوبکرہ کہتا ہی میں نی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل ہی مقتول کا کیا قصور ہی فرمایا یہہ بہی اپنی بہائی کی

على قتل اخيه وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسى
قتل پر حریص تہا اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جلدی کرو اعمال کی فتنوں سی جیسی ٹکڑی اندہیری رات کی صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو

كافرا ويمسى مؤمنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا فكانه عليه السلام قال سياتى فتن كالليل المظلم لا يعرف احد
کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر اپنا دین بعوض اسباب دنیا کی بیچ دیگا سو گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا اب نزدیک ایسی فتنی آوینگی جیسی اندہیری رات

طريق الخلاص منها ولا يقدر صاحب الورد على محافظة الوظائف والاوقات فيها فاسرعوا بالاعمال الصالحات قبل ان ياتيكم الفتن
کسیکو مخلصی کا رستہ نہ ملیگا اور اوسمیں صاحب ورد کو قدرت محافظۃ وظائف اور اوقات کی نرہیگی سو جلدی کرو صالح اعمال میں اس سی پہلی کہ تمپر فتنی آجاویں

اذ عند مجيئها لا يخلو اما ان يقتل طائفتان من المؤمنين ويستحل كل منهما دم الاخرى ومالها فيكفر بهذا الاعتقاد واما
کیونکہ جب فتنی آوینگی تو کوئی دو جماعت مؤمنین کی نہ باقی رہینگی کہ ہر یک دوسریکا خون اور مال حلال سمجہی گا سو اس عقیدہ سی کافر ہو جائیگا اور

ان يغلب الفسقة ويريقون دماء المسلمين وياخذون اموالهم بغير حق ويزنون ويشربون الخمر ويلبسون الحرير ويعتقدون
یا فساق غالب ہو کر مسلمانوں کی خونریزی کرینگی اور ناحق اونکی مال چہین لینگی اور زنا کرینگی اور شراب پیوینگی اور حریر پہنینگی اور اعتقاد کرینگی

انهم على الحق ويفتيهم بعض علماء السوء بجواز افعالهم وربما يقتلون السارق ويصلبونه باعتقاد جواز قتله
کہ ہم حق پر ہیں اور بعضی علماء بد اونکو فتوی دینگی کہ یہہ افعال جائز ہیں اور بعضی وقت جائز سمجہہ کر چور کو قتل کرینگی اور سولی چڑہاوینگی

وصلبه ويكفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق ليس القتل والصلب بل حده قطع يده لقوله تعالى والسارق
اور اسہی اعتقاد سی کافر ہو جاوینگی اسلئی کہ چور کی حد قتل اور سولی نہیں ہی بلکہ چور کی حد ہاتہہ کا ٹنا ہی بدلیل اس آیت کی اور جو کوئی چور ہو مرد

والسارقة فاقطعوا ايديهما وليس ذلك الا وقوع ما روى عن عبد الله بن عمرو بن العاص انه عليه السلام قال ان
یا عورت تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتہہ اور یہہ اوس روایت کا ظہور ہی جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک

الله تعالى لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه عن العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذ الناس
اللہ علم یوں نہیں اوٹہا لیگا کہ آدمیوں کی دلوں سی نکال لی لیکن علماء کو قبض کر کر اوٹہا لیگا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نرہیگا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لینگی

رءوسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الله تعالى لا يقبض
جب اونسی پوچہین گی تو وہ جہالت سی فتوی دینگی پہر آپ بہی گمراہ ہونگی اور اونکو گمراہ کرینگی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ اللہ تعالی علم کو
العلم من بين الناس على طريق محوه من صدور العلماء ورفعه من بينهم الى السماء فان ذلك وان كان جائزا في قدرة
لوگون مین سی یون نہین قبض کریگا کہ علماء کی دلون سی بہلا دیوی اور اونکی اندر سی آسمان پر لیجاوی کیونکہ اسطرح بہی اگرچہ باعتبار قدرت الہی کی ہوسکتا ہی
الله تعالى الا ان هذا الحديث يدل على عدم وقوعه بل الواقع انه تعالى يقبض العلم بقبض ارواح العلماء فانه تعالى
پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ یون نہوگا بلکہ یون قبض ہوگا کہ اللہ تعالی علماء کی روحین قبض کرکر علم کو اوٹہا لیگا اور جب اللہ تعالی
اذا قبض ارواح العلماء ولم يترك عالما يبقى الجهال فيتخذهم الناس لكونهم في زي العلماء قضاة ومفتين فيقضي قاضيهم
علماء کی روح قبض کریگا اور کوئی عالم نہ چہوڑیگا تو جاہل باقی رہ جاوینگی سو لوگ اونکی سند پکڑینگی کیونکہ وہ جاہل علماء اور قاضی اور مفتیون کی صورت ہونگی پہر اونہین میں سی
بغير علم ويفتي مفتيهم بغير علم فيكونون ضالين ومضلين قال الدميري هذا الحديث يبين ان المراد بقبض العلم في الاحاديث
قاضی بدون علم کی حکم جاری کریگا اور مفتی بدون علم کی فتوی دیگا سو آپ بہی گمراہ ہونگی اور اونکو گمراہ کرینگی دمیری کہتا ہی یہہ حدیث بیان کرتی ہی کہ علم کی اوٹہ جانی سی مراد احادیث
المطلقة ليس محوه من صدور حفاظه بل معناه انه يموت حملته ويتخذ الناس رءوسا جهالا يحكمون بجهالاتهم ويفتون بجهالاتهم
مطلقہ مین یہہ نہین ہی کہ حافظون کی سینہ مین سی محو ہوجاویگا بلکہ یہہ مراد ہی کہ حافظ سب مرجاوینگی پہر لوگ جہال کو سردار بنالین گی وہ اپنی جہالت سی حکم دینگی اور اپنی جہالت سی
فيضلون ويضلون قال القرطبي معنى الحديث ان الله تعالى يقبض العلماء ويبقى الجهال الذين يتعاطون مناصب العلماء
فتوی دینگی سو آپ بہی گمراہ ہونگی اور اونکو گمراہ کرینگی قرطبی کہتا ہی حدیث کی یہہ معنی ہین کہ اللہ تعالی علماء کو اوٹہا لیگا اور ایسی جہال باقی رہ جاوینگی کہ علماء کی منصب فتوی
في الفتوى والتعليم فيفتون بغير علم ويعلمون من غير علم وينتشر الجهل وقد ظهر ذلك ووجد ما اخبر النبي عليه السلام فكان
اور تعلیم آپ لیلینگی پہر بغیر علم کی فتوی دینگی اور بغیر علم کی سکہلا دینگی اور جہل پہیل جاویگا اور بیشک یہہ ظاہر ہوچکا ہی اور نبی علیہ السلام نی جو خبر دی تہی سو پائی گئی
دليلا من ادلة نبوته خصوصا في هذه الازمنة غير انه جاء في الترمذي عن ابي الدرداء ما يدل على ان الذي يرفع هو العمل
سو یہہ بہی دلائل نبوت مین سی ایک دلیل ہی خاص کر اس زمانہ مین اتنا ہی کہ ترمذی مین ابو الدرداء سی روایت آئی ہی اوس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل اوٹہ جاویگا
حيث قال كنا مع رسول الله عليه السلام فشخص ببصره الى السماء ثم قال هذا اوان يختلس فيه العلم من الناس حتى لا يقدروا
چنانچہ کہتا ہی کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کی ساتہہ تہی اور آپ نی آسمان کی طرف دیکہا پہر فرمایا یہہ وقت ہی کہ اسمین لوگون سی علم اوچک لینگی اتنا کہ کچہہ قدرت باقی نرہیگی
فيه على شيء فقال زياد بن لبيد الانصاري كيف يختلس العلم منا وقد قرانا القران ولنقرئنه نساءنا وابناءنا فقال النبي
زیاد بن لبید انصاری نی عرض کیا ہم سی علم کیونکر اوچک لینگی اور ہم قرآن پڑہتی ہین اور بالضرور اپنی عورتون کو اور بچون کو پڑہائین گی نبی علیہ السلام نی فرمایا
ثكلتك امك يا زياد هذه التوراة والانجيل عند اليهود والنصارى فماذا تغني عنهم وظاهر هذا الحديث يدل على ان الذي
ای زیاد تجہکو تیری ماں روئی یہہ توریت اور انجیل یہود اور نصاری کی پاس ہی پہر اونکو کیا فائدہ ہوتا ہی اور ظاہر معنی اس حدیث کی یون دلالت کرتی ہین
يرفع هو العمل لا نفس العلم بخلاف ما ظهر من الحديث السابق فانه صريح في رفع العلم وقيل لا تنافي بينهما فان العلم اذا
کہ عمل اوٹہہ جاویگا خود علم نہین جاویگا برخلاف اول معنی کی جو پہلی حدیث سی معلوم ہوتی ہین بیشک اوس سی علم کا اوٹہنا صریح معلوم ہوتا ہی اور بعضی کہتی ہین ان دونون مین کچہہ
ذهب بموت العلماء يخلفهم الجهال ويفتون بالجهل ويعمل به فيذهب العلم والعمل وان كانت المصاحف والكتب بايدي
فرق نہی علم جاتا رہا اونکی بعد جہال رہینگی اور جہالت سی فتوی دینگی اوسی پر عمل ہوویگا پہر علم اور عمل دونو گئی اگرچہ قرآن اور کتابین لوگون کی سامنی دہری رہین
الناس كما كان كذلك اهل الكتابين ولذلك قال النبي عليه السلام لزياد ثكلتك امك يا زياد هذه التوراة والانجيل
جیسی حال دونو کتابون والون کا ہی اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی زیاد کو فرمایا تجہکو تیری ماں روئی یہہ توریت اور انجیل یہود اور
عند اليهود والنصارى فماذا تغني عنهم فان علماءهم لما انقرضوا خلفهم جهالهم وخالفوا الكتاب وحرفوه فجهلوا معناه
نصاری کی پاس ہین پہر کیا فائدہ ہی کیونکہ اونکی علماء جب گذر گئی تو اونکی پیچہی جہال رہ گئی اور کتاب کی برخلاف کرنی لگی اور کتاب کو بدل ڈالا پہر معنی

فعملوا بالجهل وافتوا بغیر علم فارتفع العلم والعمل وبقیت اشخاص الکتب عندهم لا تغنی عنهم شیئا یسرنا
اور جہل پر عمل کیا اور بغیر علم کی فتوی دیا پھر علم اور عمل دونو جاتی رہی اور کتابین اونکی پاس بیٹھائی دھری رہ گئین الٰہی ہمپر

الله تعالی عملا موافقا لرضائه المجلس الرابع والثمانون فی بیان کیفیة السلام وافضلیة من
عمل موافق اپنی رضا کی سہل کر مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان مین اور افضلیت سلام

بدایة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اولی الناس بالله تعالی من بدأ بالسلام هذا الحدیث من
پہلی کرنیوالی کی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بیشک لوگون مین سی اولی نزدیک الله تعالی کی وہ ہی جو سلام پہلی کری یہہ حدیث

حسان المصابیح رواه ابو امامة ومعناه ان احق الناس برحمة الله تعالی واقربهم الیها من بدأ بالسلام
مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو امامہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ لوگون مین سی بڑا مستحق رحمت الٰہی کا اور رحمت سی بہت نزدیک وہ ہی جو سلام پہلی کری

وظاهره یدل علی کون السلام افضل من الرد وقد ذهب الیه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل لانه فرض
ظاہر اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سلام رد سلام سی افضل ہی اور بیشک بعض علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور بعضی کہتی ہین رد سلام افضل ہی کیونکہ جواب

والسلام سنة فاجر الفرض اکثر من السنة ودلیل فرضیته قوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن
سلام کا فرض ہی اور سلام سنت ہی سو ثواب فرض کا سنت سی زیادہ ہوتا ہی اور دلیل فرضیت کی یہہ آیت ہی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تم بھی دعا دو اوس سی بہتر

منها او ردوها فان کل واحد من قوله تعالی فحیوا او ردوا امر وظاهره الوجوب فیکون رد السلام واجبا لکن
یا وہ ہی کہو اولٹ کر اس آیت مین دونو لفظ فحیوا اور ردوا امر ہین اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہی پھر رد سلام واجب ہوویگا پر

علی وجه التخییر الزیادة علی السلام بذکر الرحمة والبرکات وبین ترکها فان من سلم علی الغیر فقال السلام علیك
سلام پر زیادہ بڑہانی مین اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری پھر جسنی دوسری کو سلام کرتی ہوئی کہا السلام علیک

یکون ذلك الغیر مخیرا فی الرد بین ان یقول وعلیك السلام ورحمة الله بزیادة الرحمة والبرکات معا او یقول
تو دوسرا رد سلام مین مختار ہی آسمین کہ علیک السلام ورحمة الله رحمت اور برکت دونو بڑہا کر جواب دی یا اتنا ہی کہی

وعلیك السلام بغیر زیادة شیء منهما وهذا القدر فرض والزیادة فضل ولیس المراد من الرد ان یقول رددت
وعلیک السلام دونو مین سی کچھہ بھی نہ بڑہاوی اتنا تو فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رد سلام سی یہہ مراد نہین ہی کہ رددت

علیك سلامك بل المراد به کون الجواب قدر السلام فان اقل ما یتادی به سنة السلام اذا سلم علی واحد ان
علیک السلام کہدی بلکہ مراد یہہ ہی کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک کم سی کم حسن سی سلام کی سنت ادا ہو جاوی جب کسیکو سلام کری تو یہہ ہی

یقول السلام علیك بحرف التعریف ولو قال سلام علیك بغیر حرف التعریف بل بالتنوین یصح لان احدهما یقوم
کہ السلام علیک کہی حرف تعریف یعنی الف لام سی اور اگر یون کہی سلام علیک بدون الف لام کی بلکہ میم کی تنوین کی ساتہہ تو بھی درست ہی کیونکہ ایک دوسری کی

مقام الآخر وبدونهما لا یصح ولا یکون سلاما والاولی ان یقول فی السلام علی الواحد السلام علیکم بحرف التعریف
جگہ ہو جاتا ہی اور بدون دونو یعنی تنوین اور لام کی درست نہین ہی اور سلام نہین ہوتا اور بہتر یون ہی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوی کہی السلام علیکم ساتہہ تعریف کی

او سلام علیکم بغیر حرف التعریف بل بالتنوین مع ضمیر الجمع فیهما لیکون سلاما علیه وعلی ملئکته لان المسلم لا یکون
یا سلام علیکم بدون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تنوین سی دونو صورت مین ضمیر جمع کی تاکہ اوسپر اور اوسکی فرشتون پر سلام ہو جاوی اسلئی کہ مسلمان اکیلا کبھی نہین

وحده بل یکون معه علی اصح الاقاویل خمس من الملئکة واحد عن یمینه یکتب الحسنات وواحد عن یساره
ہوتا بلکہ اوسکی ساتہہ موافق اصح قول کی پانچ فرشتی ہوتی ہین ایک تو داہنی طرف جو نیکیان لکہتا ہی اور ایک بائین طرف

یکتب السیات وواحد امامه یلقنه الخیرات وواحد وراءه یدفع عنه المکاره وواحد عند ناصیته یکتب ما
جو برائیان لکہتا ہی اور ایک سامنی جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک پیچھی جو مکروہات سی بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درود کو

يصلي على النبي عليه السلام ويبلغه اياه فينبغي ادخالهم في السلام ومن يدخل بيته يستحب له ان يسلم على اهله لانهم
لکہتا ہی جو نبی علیہ السلام پر جتنی باہم پڑہی اور اوسکو پہنچاتا ہی سو لائق ہی کہ اونکو بہی سلام مین شامل کرین اور جو شخص اپنی گہر مین جاوی تو مستحب ہی کہ اپنی اہل پر سلام کرے کیونکہ
احق بالسلام من غيرهم وقد روي عن انس انه عليه السلام قال يا بني اذا دخلت على اهلك فسلم عليهم يكون
وہ اوردون کی نسبت سلام کی زیادہ مستحق ہین اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای بچی جب تو اپنی اہل پاس جاوی تو اونپر سلام کر وہ
بركة عليك وعلى اهل بيتك وذكر في فتاوى قاضيخان ان من اتى باب دار انسان يجب عليه ان يستاذن قبل
تجہہ پر اور تیری اہل پہ برکت ہووی گی اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی سلام کر کر اجازت
السلام ثم اذا دخل يسلم اولا ثم يتكلم وان كان في الفضاء يسلم اولا ثم يتكلم وحكي عن بعض الصلحين على ما ذكر
طلب کری پہر جب اندر جاوی تو پہلی سلام کری پہر بات چیت کری اور اگر میدان مین ہو تو پہلی سلام کری پہر بات کری اور بعضی صلحاء کی حکایت ہی چنانچہ
في بستان العارفين ان واحدا من اصدقائه استقبله وقال له كيف اصبحت فقال له الرجل الصالح ويحك ما هذا
بستان العارفین مین مذکور ہی کہ اوسکا ایک دوست سامنی سی آگیا کہنی لگا مزاج اچہا ہی اوس مرد صالح نی کہا افسوس تجہکو یہہ کیا کہا
فهلا قلت السلام عليكم فيكون لك عشر حسنات وارد عليك فيكون لي عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
اول یہہ کیون نہ کہا السلام علیکم کہ تیری لئی دس نیکیاں ہوتین پہر مین جواب دیتا تو میری لئی دس نیکیاں ہوتین اور جب بیس نیکیاں جمع ہوجاتین
حسنة يرجى عند ذلك نزول الرحمة وحصول المغفرة واما الانحناء فمكروه في كل حال لكل احد لما روي عن انس ان
تو پہر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور رہا جہکنا سو ہر حال ہر ایک کو مکروہ ہی کیونکہ انس سی روایت ہی
رجلا قال يا رسول الله الرجل منا يلقى اخاه اينحني له قال لا قال النووي هذا الحديث صحيح لم يات له معارض
کہ ایک شخص نی عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم مین سی جب اپنی بہائی سی ملتا ہی تو اوسکی لئی جہکی فرمایا نہین نووی کہتا ہی یہہ حدیث صحیح ہی اسکی معارض کوئی
ولا مصير الى مخالفته ولا ينبغي ان يغتر بكثرة من يفعله ممن ينتسب الى علم وصلاح فان الاقتداء لا يكون الا
حدیث نہین ہی اور نہ ٹہکانا اسکی مخالفت کا اور سزاوار نہین ہی کہ بہت سی علم اور صلاح والون کو جہکتا دیکہہ کر دہوکا کہا جاوین کیونکہ پیروی تو فقط نبی علیہ السلام ہی کی ہی
بالنبي عليه السلام لانه تعالى قال وما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا وقال في اية اخرى فليحذر الذين
اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لیلو اور جس سی منع کری سو چہوڑ دو اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ
يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقد قال الفضيل بن عياض كلاما معناه اتبع طرق
خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور فضیل بن عیاض نی ایک بات کہی ہی اوسکی یہہ معنی ہین ہدایت کا رستہ
الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين واما المصافحة فسنة عند التلاقي
اختیار کر اور کم چلنی والونسی کچہہ ضرر نہین ہی اور گمراہی کی رستہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکہ مین نہ آ اور رہا مصافحہ سو ملتی وقت سنت ہی
لما روي عن البراء انه عليه السلام قال ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يفترقا ويستحب
کیونکہ براء سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر جدا ہونی سی پہلی بخشی جاتی ہین اور مستحب ہی
ان يكون معها بشاشة بالوجه ودعاء بالمغفرة لما روي عن البراء ايضا انه عليه السلام قال ان المسلمين اذا التقيا
کہ مصافحہ کی ساتہہ چہری پر خوشی کی آثار ہون اور مغفرت کی دعا کیونکہ براء سی یہہ بہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر
فتصافحا وتحابا بود ونصيحة تناثرت خطاياهما بينهما وفي رواية انه عليه السلام قال اذا التقى مسلمان فتصافحا و
مصافحہ کرتی ہین اور محبت اور خیر خواہی جمع ہوتی ہین تو اونکی گناہ دونوں کی بیچ مین جہڑ پڑتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان ملکر مصافحہ اور
حمدا الله تعالى واستغفراه غفر الله لهما وفي حديث اخر رواه انس انه عليه السلام قال ما من عبدين متحابين
اللہ کی حمد کرتی ہین اور مغفرت مانگتی ہین تو اللہ دونو کو بخشدیتا ہی اور ایک اور حدیث مین انس کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو شخص اللہ ہی دوست

فی الله یستقبل احدهما الاخر فیتصافحه فیصلیان علی النبی الا لم یفترقا حتی یغفر الله من ذنوبهما ما تقدم

کہ دونوں آمنی سامنی ہوکر مصافحہ کرین پہر درود بہیجین نبی پر مگر اتنی جدا نہین ہوتی کہ اللہ تعالی اونکی گناہ جو ہو چکی ہین

منهما وما تاخر وهذه المصافحة یکون من تمام السلام بینهما لما روی انه علیه السلام قال تمام تحیاتکم بینکم المصافحة

اور جو ہونگی سب بخشدیتا ہی اور یہہ مصافحہ اونہین سلام کی تمامی ہوتی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپس کی سلام کی مصافحہ ہی

والمراد من التحیة السلام والاصل فی السلام قوله تعالی یا ایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا

اور تحیہ سی سلام مراد ہی اور اصل دلیل سلام کی یہہ آیت ہی ای ایمان والو مت جایا کرو کسیکی گہرون مین اپنی گہرون کی سوا جبتک نہ پوچہ لو

وتسلموا علی اهلها ذلکم خیر لکم ان الاستیذان والتسلیم خیر لکم من ان تدخلوا بغتة وتحیة الجاهلیة کان

اور سلام دیلو اوس گہر والون پر یہہ بہتر ہی تمہاری حق مین یعنی اجازت لینی اور سلام کرنا تمہاری حق مین اس سی بہتر ہی کہ ناگہاں گہس جاؤ اور جاہلیت کا سلام یون تہا

الرجل منهم اذا دخل بیتا غیر بیته قال حییتم صباحا وحییتم مساء ودخل فربما اصاب الرجل مع امراته فی لحاف

جب کوئی شخص سوای اپنی گہر کی اور کی گہر جاتا تو کہتا میں نی تحیہ کیا تم پر صبح کو اور تحیہ کیا شام کو اور گہس جاتا سو اکثر گہر والیکو جورو کی ساتہ ایک لحاف مین

وروی ان رجلا قال للنبی علیه السلام استاذن علی امی قال نعم قال انها لا خادم لها غیری استاذن کلما دخلت

اور روایت ہی کہ ایک شخصنی نبی علیہ السلام سی پوچہا کیا ماسی بہی اجازت لیا کرون فرمایا ہان عرض کیا اوسکی پاس کوئی خدمتگار بجز میری نہین ہی پہر کیا جب

قال اتحب ان تراها عریانة قال لا قال فاستاذن لعلکم تذکرون متعلق بمحذوف ای انزل علیکم او قیل لکم هذه

جایا کرون اجازت لیا کرون فرمایا کیا تجہکو پسند آتا ہی کہ اوسکو ننگی دیکہی عرض کیا نہین فرمایا تو پس اجازت لیا کر لعلکم تذکرون یہہ کلمہ عبارت محذوف یعنی انزل علیکم سی متعلق ہی

ارادة ان تذکروا وتعلموا ما احیی لکم فان لم تجدوا فیها احدا یاذن لکم فلا تدخلوها حتی یؤذن لکم حتی یاتی من

یعنی تمسی بیان کیا اس غرض سی کہ پند پذیر ہو اگرچہ جانو تم وہ چیز کہ محتاج ہو اوسکی پہر اگر اوسمین کوئی نہو کہ تمکو اجازت دیوی تو مت گہسو اوسمین جبتک کہ تمکو اجازت نہو یہانتک کہ

یاذن لکم فان المانع من الدخول لیس الاطلاع علی العورات فقط بل وعلی ما یخفیه الناس عادة من ان التصرف فی ملک الغیر بغیر

اجازت دینی والا آجاوی کیونکہ روک اندر کی جانی سی کچہہ یہہ ہی نہین ہی اطلاع عورات پر فقط بلکہ اطلاع اوسکی جو لوگ عادت کی موافق چہپاتی ہین یعنی تصرف کرنا غیر کی چیز مین بغیر

اذنه حرام واستثنی ما عرض من حرق وغرق او کان فیه منکر ونحوها فان قیل لکم ارجعوا فارجعوا هو

اجازت کی حرام ہی اور استثنا کی گئی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم جلنی یا ڈوبنی سی یا اوسمین کوئی بات خلاف شرع ہو اوسمانند کی اور اگر تمکو کہی کہ پہر جاؤ تو پہر جاؤ

ازکی لکم ای الرجوع اطهر لکم وانفع لدینکم فان من یدخل بیتا ینبغی له ان یسلم علی من کان فیه فان لم یکن

اسیمین خوب ستہرائی ہی تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہاری لئی طہارت اور دین مین مفید ہی بیشک جو شخص کسیکی گہر مین جاوی تو اوسکو لائق ہی کہ گہر والون پر سلام بہیجی اور اگر وہان

فیه احد یسلم علی نفسه بان یقول السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین لانه تعالی قال فاذا دخلتم بیوتا فسلموا

کوئی نہو تو اپنی اوپر سلام بہیجی اسطور کہی سلام ہمپر اور خدا کی صالح بندون پر کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر جب جاؤ کبہی گہرون مین تو

علی انفسکم فالایة تقتضی هذین الامرین جمیعا وهما التسلیم علی الاهل عند وجودهم وعلی نفسه عند عدم

سلام کہو اپنی اوپر پس آیت سی دونو امر لازم ہین یعنی سلام کرنا اہلخانہ پر اگر وہان موجود ہون اور اپنی اوپر اگر وہان کوئی نہو

وجود احد منهم وادنی ما یتادی به الرد ان یقال وعلیك السلام بواو العطف حتی لو ترك الواو لا یصیر ردا

اور کم سی کم جسمین سلام کا جواب ادا ہو جاوی اتنا ہی وعلیک السلام ساتہ واو عاطفہ کی یہان تک کہ اگر واو کو ترک کریگا تو جواب نہو دیگا

لان الوارد فی الشرع الرد مع الواو فاذا ترك لا یعتد به ولا یسقط الفرض بدونه وکمال السلام ان یقال السلام

اسلئی کہ شرع مین جواب واو کی ساتہ آیا ہی جب اوسکو ترک کیا تو عبارت کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور نہ بدون اوسکی فرض ادا ہوتا ہی اور کمال سلام کا یہہ ہی کہ یون کہی

علیکم ورحمة الله وبرکاته لما روی انه علیه السلام قال من قال السلام علیکم کتب له عشر حسنات ومن

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص کہی السلام علیکم اوسکی لئی دس نیکیان لکہی جاتی ہین اور جسنی کہا

السلام عليكم ورحمة الله كتب له عشرون حسنة ومن قال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته كتب له ثلثون

السلام عليكم ورحمة الله اوسكي ليئى بيس نيكيان لكهي جاتي هين اور جس ني السلام عليكم ورحمة الله وبركاته كها اوسكي ليئي تيس نيكيان لكهي جاتي هين

حسنة فانه عليه السلام قد بين في هذا الحديث ان في السلام عشر حسنات وفي ضم الرحمة اليه عشرون حسنة

اس ليئى كه نبي عليه السلام ني اس حديث مين فرماديا هى كه سلام مين دس نيكيان هين اور اوسپر رحمة كي ملاني مين بيس نيكيان هين

وفي ضم البركات اليهما ثلثين حسنة وهي النهاية لانتظامها لجميع فنون المطالب التي هي السلامة عن المضار ونيل المنافع

اور اوسپر بركات ملاني مين تيس نيكيان هين اور يهه انتها كا درجه هى اسمين تمام اقسام كي مطالب آگئى يعني سلامتي اسباب ضرر سى اور حصول منفعت كا

ودوامها ونماؤها ولا ينبغي ان يزاد على ذلك لما روي عن ابن عباس انه قال لكل شئ منتهى ومنتهى السلام البركات

هميشه كو اور اوسكي افزايش اور سزاوار نهين هى كه اس سى زياده برهادى اسليئى كه روايت هى كه ابن عباس ني كها هى هر شئى كا انتها هوتا هى اور سلام كا انتها بركات هى

ثم ينبغي ان يعلم ان من يسلم على احد انما يصير مؤديا حق السنة اذا رفع صوته مقدار ما يحصل به الاسماع

پهر سمجها چاهيئى كه جو شخص كسي پر سلام بهيجتا هى اوس سى حق سنت جب ادا هوتا هى كه اتني بلند آواز سى كهى كه وه سن لى

فان لم يحصل به الاسماع لا يصير مؤديا حق السلام فلا يجب الرد لان الشرط في ثبوت الحكم للشئ العلم به فاذا

اور اگر وه نه سنى تو اوس سى حق سلام كا ادا نهين هوتا اور جواب بهى واجب نهين هوتا اسواسطى كه كسي شئي كي حكم ثابت هوني مين اوس شئي كا علم شرط هى جب

لم يحصل العلم بالسلام لا يكون الرد فرضا وكذا من يرد السلام انما يكون مؤديا فرض الرد اذا رفع صوته مقدار

سلام كي خبر نهوئى تو جواب بهى فرض نهين هوتا ايسى هى جو سلام كا جواب ديتا هى اوس سى فرضيت جواب كي جب ادا هوتي هى كه آواز اتني بلند كرى

ما يحصل به الاسماع فان لم يحصل به الاسماع لا يسقط فرض الرد فان من يسلم على واحد يكون الرد فرضا عليه

كه وه سن لى اگر وه جواب مسموع نهوا تو فرضيت جواب كي ساقط نهوگى پس جو شخص كسيكو سلام كرتا هى تو اوسپر جواب فرض هوجاتا هى

حتى لو لم يرد يكون اثما ومن سلم على جماعة يكون الرد فرضا عليهم حتى لو تركه كلهم يكونون اثمين وان رده

يهان تك كه اگر جواب نديگا تو گنهگار هوگا اور اگر كسيني ايك جماعت كو سلام كيا تو جواب اون سب پر فرض هوجاتا هى يهان تك كه اگر كوئى بهى جواب نديگا تو سب گنهگار هونگى

بعضهم يسقط الفرض عن الباقين لكن الافضل ان يرده كلهم ولو كان فيهم صبي ولم يرده الا الصبي لا يسقط

اور اگر كسي ايك ني بهى جواب ديديا تو سب كي ذمه سى فرض ساقط هوجاتا هى پر افضل يهه هى كه سب جواب ديوين اور اگر اوس جماعت مين بچه نابالغ هو اور اونمين سى سواى بچي كي

عنهم الفرض لان الصبي ليس من اهل الفرض ويشترط في الرد ان يكون على الفور حتى لو اخره لا يعد ردا ويستحب

كوئى جواب نديوى تو اونكي ذمه سى فرض ساقط نهين هوتا اسليئى كه بچه كي ذمه پر كچهه فرض نهين هوتا اور جواب كي يهه شرط هى كه ترت جواب ديوى اگر دير كي بعد جواب ديگا تو جواب نهين

لمن سلم على واحد واسمعه سلامه وتوجه عليه الرد بشروطه فلم يرد ان يجعله في حل منه فيقول ابرأته من حقي

گنا جاتا اور جو شخص كسيكو سلام كرى اور اوسكو سلام سنادى اور جواب اوسكي ذمه پر سلام كي شرط سى لازم آجاوى پهر وه جواب نديوى تو مستحب هى كه سلام كرنيوالا اپني طرف سى معاف

في رد سلامي وجعلته في حل منه او نحو ذلك فاذا قال هذا يسقط به حقه واذا دخل جماعة على قوم يسن لجميعهم

كردى يهه كهدى كه مينى اپنا حق سلام كي جواب كا معاف كيا يا مينى اپني طرف سى اوسكو معاف كيا يا مانند اسكي جب اتنا كهدليگا تو اوسكا حق ساقط هوجائيگا اور اگر ايك جماعت جمع هوكر

ان يسلموا ويكره لهم ترك السلام فان سلم بعضهم يسقط الكراهة عن الباقين لان السلام سنة على الكفاية

ايك قوم كي پاس آوى تو سبكو مسنون هى كه سلام عليك كرين اور سلام كا ترك كرنا اونكو مكروه هى پهر اگر بعضون ني سلام عليك كرلى تو كراهت سبكي ذمه سى اوتر گئى كيونكه سلام سنت كفايه هى

كما ان الرد فرض على الكفاية على ما روي عن زيد بن وهب انه عليه السلام قال اذا مر قوم بقوم فسلم واحد

جيسى سلام كا جواب فرض كفايه هى چنانچه زيد بن وهب سى روايت هى كه نبي عليه السلام ني فرمايا جب ايك جماعت ايك جماعت پر گذرى اور ايك شخص

منهم اجزاهم واذا رد واحد منهم اجزا عنهم واذا دخل واحد على جماعة قليلة يعمهم سلام واحد يكفي سلام واحد

اونمين سى سلام عليك كرى تو سبكو كافي هى اور اگر ايك شخص جواب ديدى تو اونكي طرف سى كافي هى اور اگر ايك شخص چهوٹى جماعت كي پاس آوى تو سبكو ايك سلام كرلى سب پر

على جميعهم وما زاد من تخصيص بعضهم فهو ادب ويكفي في الرد ان يرد واحد منهم فمن زاد فهو ادب
اور جو زیادہ کری کسی خاص کو تو یہہ ادب ہی اور جواب بھی کافی ہی اگر ایک شخص جواب دیدی پھر اگر اونمین سی کسی اور نی بھی جواب دیا تو یہہ ادب ہی

وان كان جمعا عظيما لا ينتشر فيهم سلام واحد كالجامع والمسجد العظيم فالسنة ان يسلم عليهم اذا شاهدهم
اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہان پہیلتا پھریگا جیسی مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہہ ہی کہ انکو سلام کرتا جاوی جبسی دیکھی

ويكون مؤديا حق السلام في جميع من سمعه فان اراد ان يجلس فيهم يسقط عنه سنة السلام فيمن لم يسمع سلامه
اور حق اونکی سلام کا ادا کر چکیگا جو جو سن لینگی پھر یہہ شخص اگر انہین بیٹھنا چاہی تو اسکی ذمہ سی سنت سلام کی ساقط ہوئی بہ نسبت باقین کی

من الباقين وان اراد ان يجلس فيمن لم يسمع سلامه ففيه وجهان احدهما ان سنة السلام عليهم حصلت بالسلام
جنہون نی سلام نہین سنا اور اگر اوس قوم مین بیٹھنا چاہی جنہون نی سلام نہین سنا تو اسمین دو وجہ ہین ایک یہہ کہ اب سنت سلام اونکی حق کی پہلون پر سلام کرنی سی

على اوائلهم لكونهم جمعا واحدا فلو اعاد السلام عليهم يكون ادبا والوجه الثاني كون سنة السلام باقية في حق
ادا ہو چکی کیونکہ یہہ سب ایک ہی جماعت ہی پہر اگر اسنی انکو بھی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری یہہ وجہ ہی کہ سنت سلام اونکی حق کی جنکو اسکا سلام

من لم يبلغهم سلامه والسنة ان يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والصغير على الكبير والقليل
نہین پہنچا باقی ہی اور مسنون یہہ ہی کہ سوار پیادہ کو سلام کری اور چلتا ہوا بیٹھی کو اور چھوٹا بڑی کو اور چھوٹی جماعت

على الكثير ولو خالفوا وسلم الماشي على الراكب والكثير على القليل والكبير على الصغير لا يكره بل يكون تاركا لما
بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی پیادہ نی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت نی چھوٹی جماعت کو اور بڑی نی چھوٹی کو تو مکروہ نہین ہی بلکہ اپنا حق ترک کیا

يستحقه من سلام غيره عليه ومن مر على قارئ القران لا ينبغي ان يسلم عليه كيلا يشغله عن القراءة فان
کہ دوسرا اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اوسکو سلام کرنا نہین چاہی تاکہ تلاوت سی نہ روک دی پہر اگر اسنی

سلم عليه قال بعضهم لا يجب عليه الرد وقال بعضهم يجب وهو اختيار الفقيه ابي الليث ومن مر على من اتى
سلام کیا تو بعضی کہتی ہین اوسپر جواب واجب نہین ہی اور بعضی کہتی ہین واجب ہی فقیہ ابو اللیث نی یہہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص اسی پاس پہنچا

الخلاء وهو يتغوط او يبول ينبغي له ان لا يسلم عليه في هذه الحالة فان سلم عليه قال ابو حنيفة رض يرد عليه بقلبه
جو بیت الخلاء مین پاخانہ پہرتا ہی یا پیشاب کرتا ہی تو چاہی کہ اس حالت مین اوس سی سلام علیک نکری پہر اگر اوسپر سلام علیک کی تو ابو حنیفہ کہتی ہین کہ دل سی جواب

لا بلسانه وقال ابو يوسف لا يرد عليه بقلبه ولا بلسانه ولا بعد الفراغ ايضا وقال محمد يرد عليه بعد الفراغ و
دی زبان سی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہین نہ دل سی جواب دی نہ زبان سی اور نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہین فارغ ہو کر جواب دی اور

لا يسلم على احد وقت الخطبة فان سلم والخطيب في الخطبة لا يجب الرد على السامع ومن كان جالسا مع قوم
خطبہ کی وقت کسی سی سلام علیک نکری پہر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ مین ہو تو سننی والی پر جواب واجب نہین ہی اور جو شخص ایک جماعت مین بیٹھا ہوا تھا

ثم قام للذهاب فالسنة ان يسلم عليهم لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا انتهى احدكم الى المجلس فليسلم
پہر جانی لگا تو سنت یہہ ہی کہ وہ بہی اونکو سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مجلس مین آوی تو سلام کری

فاذا اراد ان يقوم فليسلم فليست الاولى باحق من الاخرى قال الامام النووي ظاهر هذا الحديث يقتضي ان يجب على
پہر اگر کہڑا ہووی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حق دار نہین ہی دوسری سی امام نووی کہتی ہین ظاہر اس حدیث کا یون چاہتا ہی کہ جماعت کی

الجماعة رد السلام على هذا الذي سلم عليهم وفارقهم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند
ذمہ جواب سلام کا اس شخص پر واجب ہی جسنی سلام کیا تہا اور جدا ہوا ہی اور بعضی علماء کہتی ہین بعضی لوگون کو سلام کرنیکی عادت پڑی ہوئی ہی

مفارقة القوم وذلك دعاء يستحب له الجواب لان السلام انما يكون عند اللقاء لا عند الانصراف وانكر هذا القول
جب جماعت سی جدا ہون اور یہہ دعا ہی اوسکی لئی جواب مستحب ہی اصلی کہ سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہوتی نہین ہوتا اور امام ابو بکر شافعی

الامام ابو بكر الشافعي وقال هذا القول فاسد لان السلام كما كان سنة عند اللقاء كذلك هو سنة عند الانصراف
اس بات سی انکار کرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہہ بات غلط ہی اسواسطی کہ سلام جیسی ملتی وقت سنت ہی ایسی ہی جدا ہوتی ہوئی سنت ہی

على ما دل عليه الحديث السابق ومن كتب كتابا وكتب فيه سلاما على احد او ارسل اليه سلاما بالرسول فبلغه
چنانچہ اسپر حدیث سابق دلالت کرتی ہی اور اگر کسینی خط لکہا اور اوسمین کسیکو سلام لکہدیا یا کسیکو سلام زبانی رسول کی کہلا بہیجا پہر اوسکی پاس

الكتاب او الرسالة يجب عليه الرد على الفور لان السلام على الغائب لا يكون الا بالرسالة او بالكتاب فعليه ان يرد بمثله
خط یا زبانی سلام پہنچا تو اوسپر فورًا جواب واجب ہی اسلئی کہ سلام غائب پر نہین ہوسکتا مگر زبانی رسول کی یا خط مین سو اوسپر لازم ہی کہ ویسا ہی جواب دی

او باحسن منه لكن ينبغي ان يعلم ان من بلغ الغير سلام احد ينبغي لذلك الغير ان يرد عليهما ويقول عليك
یا اوس سی بہتر لیکن سمجہا چاہئی کہ جسنی کسی غیر کو کسیکا سلام پہنچایا تو اوس غیر کو لازم ہی کہ سلام کا جواب دونو کو دی اسطور علیک

وعليه السلام لما روي ان رجلا قال للنبي عليه السلام ان ابي يقرئك السلام فقال النبي عليه السلام عليك
وعلیہ السلام اسلئی کہ روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی عرض کیا کہ میرا باپ آپکو سلام کہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا تجہہ پر

وعلى ابيك السلام ومن سلم على احد ثم لقيه ثانيا او راه ثانيا يستحب له ان يسلم عليه ثانيا لما روي انه عليه السلام
اور تیری باپ پر سلام اور اگر کسینی کسیکو سلام کیا پہر اوس سی دوبارہ ملگیا یا دوبارہ دیکہا تو مستحب ہی کہ اوسکو دوبارہ سلام کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا دخل المسجد يسلم على اصحابه ثم اذا صعد المنبر واقبل عليهم يسلم عليهم ثانيا وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام
جب مسجد مین آتی تو اپنی اصحاب سی سلام علیک کرتی پہر جب منبر پہ چڑہ کر اونکی آمنا سامنی ہوتی تو دوبارہ سلام علیک کرتی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

قال اذا لقي احدكم اخاه فليسلم عليه فان حالت بينهما شجرة او جدار او حجر ثم لقيه فليسلم عليه وكان اصحاب رسول
نی فرمایا جب کوئی تم مین سی اپنی بہائی سی ملی تو سلام کری پہر اون دونون کی بیچین اگر درخت یا دیوار یا پہتر آجاوی اور پہر ملی تو سلام کری اور رسول الله صلی الله علیه

الله عليه السلام اذا ساروا في طريق فاستقبلهم شجرة فاجتازوها يسلم بعضهم على بعض واذا التقى الاثنان
وسلم کی اصحاب جب رستہ چلتی اور اونکی سامنی درخت آجاتا تو اوس سی بڑہ کر آپسمین سلام کیا کرتی اور جب دو شخص ملین

وقال كل واحد منهما للاخر دفعة او على الترتيب السلام عليكم قبل ان يصير كل واحد منهما مسلما على الاخر ولا يقوم ذلك
اور ہر ایک دونون مین سی دفعتًہ یا بترتیب سلام علیک کری کہتی ہین کہ دونو کی طرف سی سلام علیک ہوجاتی ہی اور یہہ سلام جواب کی جگہ

مقام الرد بل يجب على كل واحد منهما الرد والصواب على ما ذكره النووي ان سلام احدهما ان كان بعد سلام الاخر
نہین ہوگا بلکہ دونو پر جواب واجب ہی اور صواب موافق ذکر نووی کی یہہ ہی کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسری کی سلام کی ہی

يكون ردا لكون هذا اللفظ صالحا للرد والا فلا ومن لقي احدا فقال له ابتداء عليكم السلام لا يكون ذلك مسلما
تو جواب ہوجاتا ہی کیونکہ یہہ لفظ قابل جواب کی ہی اور نہین تو نہین اور اگر کوئی کسی سی ملا اور پہلی ہی کہا علیکم السلام تو یہہ عبارت سلام نہین ہوتا

حتى لا يستحق الرد لان هذه الصيغة مشروعة للرد لا للابتداء فلا تقوم مقام السلام على الاحياء بل هي تحية
یہانتک کہ وہ مستحق جواب کا نہین کیونکہ یہہ عبارت شرع مین جواب کی واسطی مقرر ہی ابتدا کی واسطی نہین ہی سو زندون پر سلام کی قایم مقام نہو گی بلکہ یہہ سلام

الموتى على ما روي ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال عليك السلام يا رسول الله فقال النبي عليه السلام لا تقل
موتی کا ہی موافق اس روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی الله علیه وسلم کی پاس آکر کہا علیک السلام یا رسول الله سو نبی صلی الله علیه وسلم نی فرمایا علیک السلام

عليك السلام عليك السلام تحية الموتى فانه عليه السلام قد بين في هذا الحديث ان هذه الصيغة ليست
مت کہا کر علیک السلام موتی کا سلام ہی بیشک نبی صلی الله علیه وسلم نی اس حدیث مین بیان کردیا کہ یہہ عبارت اسلئی نہین ہی

مما يسلم بها على الاحياء بل انما يسلم بها على الاموات لان الاحياء وضع لهم في الشرع عند السلام صيغة وعند الرد
کہ زندون پر سلام کیجئی بلکہ اس عبارت سی مردون پر سلام کرتی ہین کیونکہ شرع مین زندون کی واسطی سلام کی اور عبارت ہی اور جواب کی واسطی

صيغة فلا يحسن ان يوضع ما وضع للرد موضع السلام واما الاموات فلا يرد عليهم فيستوي في حقهم السلام
اور عبارت سوا اچھا نہیں ہی کہ جو عبارت جواب کی لئی ہی وہ سلام جگہ استعمال کریں اور مردوں پر تو جواب نہیں ہوتا پھر انکی حق میں سلام

عليهم بالصيغتين لما روي انه عليه السلام كان يسلم على اهل القبور بقوله السلام عليكم دار قوم مؤمنين
علیک دونو عبارت سی برابر ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیک اس عبارت سی کرتی تہی السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی

ومن سلم على اصم يستحب له ان يتكلم السلام بلسانه لقدرته عليه ويشير بيده حتى يحصل الافهام فيستحق
اور جو شخص بہری کو سلام کری تو مستحب ہی کہ سلام زبان سی کہی کیونکہ اسکو قدرت ہی اور ہاتھ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجھ جاوی اور یہہ مستحق جواب کا ہو

الرد ولو لم يجمع بينهما لا يستحق الرد ولو سلم عليه اصم واراد ان يرد عليه يلزمه ان يتكلم الرد بلسانه لقدرته
اور اگر دونو بات نکریگا تو مستحق جواب کا نہیں ہی اور اگر بہرہ اسکو سلام کری اور یہہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب زبانسی دی کیونکہ اسپر قادر ہی

عليه ويشير بيده ليحصل الافهام ويسقط عنه الرد ولو سلم على اخرس فاشار الاخرس بيده يسقط عنه الفرض
اور ہاتہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجھ جاوی اور اسکی ذمہ سی جواب ادا ہو جاوی اور اگر گنگی کو سلام کیا اور گنگی نی ہاتہ سی اشارہ کردیا تو اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہو جاتا ہی

لان اشارته قائمة مقام العبارة ولو سلم عليه الاخرس بالاشارة يستحق الرد والنساء بعضهن مع بعض في
کیونکہ اوسکا اشارہ قایم مقام بولنی کی ہی اور گنگی نی اشارہ سی اسکو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتیں عورتیں آپسمیں سلام علیک کی باب میں

حكم السلام كالرجال واما الرجل اذا سلم على امرأة فان كانت زوجته او جاريته او كانت من محارمه فعليها الرد
مانند مردوں کی ہیں اور اگر مرد عورت کو سلام کری اگر وہ عورت اوسکی بی بی ہی یا لونڈی ہی یا اوسکی کوئی محرم ہی تو اوسپر جواب دینا لازم ہی

وان كانت اجنبية شابة لا يجوز لها الرد ويكون الرجل مفرطا في السلام عليها وكذا المرأة ان سلمت على رجل فاذا
اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اوسکو جواب دینا جایز نہیں اور وہ مرد اس سلام میں بیجا پر ہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری پہر اگر

كانت زوجته او جاريته او كانت من محارمه او كانت عجوزا لا يخاف منها الفتنة فعليه الرد وان كانت شابة يميل
وہ اوسکی جورو یا لونڈی یا اوسکی کوئی محرم ہی یا ایسی بڑھیا ہی کہ اوسپر کچھ خوف فتنہ کا نہیں تو مرد کی ذمہ جواب لازم ہی اور اگر ایسی جوان ہی کہ

اليها النفس يكره له الرد وتكون المرأة مفرطة في السلام عليه واما الصبيان فالسنة ان يسلم عليهم لما روي عن
نفس کو اوسکی طرف رغبت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہی اور عورت اس سلام میں بیجا پر ہی اور نابالغ بچوں کو سلام کرنا مسنون ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی

انس انه مر على صبيان فسلم عليهم وقال كان النبي عليه السلام يفعله وفي رواية انه عليه السلام مر على غلمان
کہ وہ لڑکوں پر گذری تو اونکو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام ہی کیا کرتی تہی اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام لڑکوں کی پاس آگئی

فسلم عليهم ولو سلم صبي على بالغ فالصحيح وجوب رد سلامه لقوله تعالى واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها او ردوها واما
تو اونکو سلام کیا اور اگر نابالغ لڑکا بالغ کو سلام کری تو صحیح یوں ہی کہ جواب دینا واجب ہی بدلیل اس آیت کی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تو تم بہی دعا دو اوس سی بہتر

المبتدعة ومن اقترف ذنبا عظيما ولم يتب منه فينبغي ان لا يسلم عليهم ولا يرد سلامهم قال البزازي يسلم على لاعب
اور بدعتی لوگ اور جو جو بڑی گناہ کرتی ہیں اور اوس گناہ سی توبہ نہیں کرتی تو سزاوار ہی کہ انکو سلام نکری اور نہ انکی سلام کا جواب دی بزازی کہتا ہی کہ امام کی

الشطرنج عند الامام ليشغله عن ساعة الرد لا عندهما لان المجاهر بالفسق في معتقده ولو مجتهدا لا يستحق الاكرام
نزدیک شطرنج باز کو سلام کرلی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہوا شطرنج سی باز رہی صاحبین کی نزدیک سلام نکری اسلئی کہ فاسق علی الاعلان اپنی معتقد میں اگرچہ اجتہاد

وقال النووي فمن اضطر الى السلام على الظلمة اذا دخل عليهم وخاف ان يترتب عليه في دينه ودنياه ضرر ان لم يسلم
ہو سزاوار عزت کا نہیں ہی اور نووی کہتا ہی جو شخص ظالموں کو سلام کرنیمیں لاچار ہو جب اونکی پاس جاوی اور یہہ ڈر ہو کہ اگر انکو سلام نہیں کرتا تو دین کا یا دنیا کا

عليهم يسلم عليهم وينوي ان السلام اسم من اسماء الله تعالى ليكون المعنى ان الله عليكم رقيب فيجازيكم بما
تو اونکو سلام کرلی اور یہہ نیت کرلی کہ سلام الله کا نام ہی تاکہ یہہ معنی ہو جاوین کہ الله تمہاری اوپر نگہبان ہی سو تمکو تمہاری لایق سزا دیویگا

بہتر

تستحقون واما اهل الذمة فیکره للمسلم ان یسلم علیهم ابتداء لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام

اور یہ ذمی لوگ سو مسلم کو مکروہ ہی کہ اونکو پہلی سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال لا تبدءوا الیهود والنصاری بالسلام قال قاضیخان فی فتاواه هذا اذا لم یکن للمسلم حاجة الیه واما

کہ یہود اور نصاری کو پہلی سلام مت کرو قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ اٹکی ہو

اذا کانت فلا باس ان یسلم علیه ومن سلم علی من لم یعرفه فبان انه ذمی یستحب له ان یسترد سلامه فیقول

اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کرنیمین کچہہ ڈر نہین ہی اور اگر کسینی کسی ناواقف کو سلام کیا پہر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہی تو اوسکو مستحب ہی کہ اپنا سلام ہٹالی یون کہی

رد علی سلامی لما روی ان عبد الله بن عمر سلم علی رجل فقیل له انه یهودی فتبعه فقال له رد علی سلامی

ہٹادی میرا سلام کیونکہ روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر نی ایک شخص کو سلام کیا پہر کسی نی کہا یہہ تو یہودی ہی پہر عبد اللہ نی اوسکی پیچہی جاکر کہا میرا سلام ہٹادی

واذا سلم ذمی علی مسلم ینبغی للمسلم ان لا یزید فی الرد علیه علی قوله علیك لما روی عن انس انه علیه السلام

اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کری تو مسلمان کو چاہی کہ جواب مین اوس سی کچہہ زیادہ نہ کہی اتنا ہی کہی علیک کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اذا سلم علیکم اهل الکتاب فقولوا وعلیکم قال الخطابی هکذا یرویه عامة المحدثین وعلیکم بالواو وکان

جب اہل کتاب تمکو سلام کرین تو کہو وعلیکم خطابی کہتا ہی کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتی ہین وعلیکم واو سمیت اور

سفیان بن عیینة یرویه علیکم بغیر الواو وهو الصواب اذ بغیر الواو یصیر ما قالوه بعینه مردودا علیهم وبالواو

سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہی بدون واو کی اور حق یہہ ہی ہی اسواسطی کہ بدون واو کی جو اہل کتاب کہتی ہین بعینہ وہ ہی اونپر مردود ہوگا اور واو

یقع الاشتراك معهم والدخول فیما قالوه لان الواو حرف عطف یجمع بین الشیئین وقال النووی اتفقوا علی لزوم الرد

سی اونکی ساتہہ شرکت اور جو اونہون نی کہا ہی اسمین شامل ہونا ہو ویگا اسلئی کہ واو حرف عطف کا ہی دو شی کو جمع کر دیتا ہی اور نووی کہتا ہی سب علما متفق ہین

علی اهل الکتاب لکن لا یذکر السلام بل بدونه بان یقال وعلیکم بالواو وعلیکم بدونها اذ قد جاءت الاحادیث

کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہی لیکن سلام کو ذکر نہ کری بلکہ بدون سلام کی اسطور کہی وعلیکم واو سی اور علیکم بدون واو کی اسلئی کہ حدیثین واو کی ساتہہ بہی

باثبات الواو وحذفها واثباتها اکثر فعلی هذا یکون فی معناها وجهان احدهما کونها للعطف والتشریك لانهم

آئی ہین اور بدون واو کی ہی اور واو کی ساتہہ زیادہ ہین اب اسکی معنی دو طرح پر ہین ایک تو یہہ کہ واو عاطفہ ہو اور شرکت کی لئی کیونکہ

کانوا یقولون للمسلمین السام علیکم وقد فسر السام بالموت فیکون المعنی نحن وانتم فیه سواء کلنا نموت والثانی کونها

وہ لوگ مسلمانون کو یہہ کہا کرتی تہی السام علیکم اور سام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہوئی ہم اور تم موت مین برابر ہین ہم سب مرجاوینگی اور دوسری یہہ

للاستیناف لا للعطف والتشریك فیکون المعنی ونحن نقول علیکم ما قلتم وتستحقونه او ما تریدون بنا وقیل اذا

کہ واو استیناف کا ہو عطف اور شرکت کا نہو اب یہہ مراد ہوگی اور ہم ہی کہتی ہین تمپر ہی جو تم کہتی ہو جسکی تم لایق ہو یا جو تم ہماری ساتہہ ارادہ کرتی ہو اور کوئی

لم یکن منهم تعریض بالدعاء علینا یکون اثبات الواو فی الرد علیهم دعاء لهم بالاسلام لکونه مدار السلامة فی الدارین

کہتا ہی اگر وہ دنیت مین ہمپر بددعا نکرتی ہون تو جواب مین واو کی ہونی سی اونکی لئی اسلام کی دعا ہوگی کیونکہ دارین مین یہہ ہی سبب سلامتی کا ہی

المجلس الخامس والثمانون فی بیان هجران اخیه المسلم فوق ثلثة ایام قال رسول الله صلی الله علیه

پچاسی مجلس بیان مین برادر مسلمان کو چہوڑدینی مین زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

وسلم لا یحل لرجل ان یهجر اخاه فوق ثلث لیال یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا وخیرهما الذی یبدا بالسلام

حلال نہین ہی کسیکو کہ اپنی بہائی کو زیادہ تین رات سی چہوڑ رکہی جب ملین تو یہہ ادہر کو ہو جاوی اور وہ ادہر کو اور دونین اچہا وہ ہی جو پہلی سلام کری

هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه سعد بن ابی وقاص وهو بمنطوقه یدل علی حرمة هجران المسلم اکثر من

یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلالت کرتا ہی کہ چہوڑ دینا مسلم کا زیادہ

ثلثه

ثلثة ایام واما جواز هجرانه ثلثة ایام فانما یدل علیه بمفهومه لا بمنطوقه فمن التزم حجیة المفهوم جاز له
تین روز سی زیادہ حرام ہی اور تین دن تک چہوڑ دینیکا جواز اسکی مفہوم سی معلوم ہوتا ہی منطوق سی نہیں معلوم ہوتا پہر جو شخص مفہوم کو حجت مانتا ہی اوسکو

ان یقول ان الآدمی مجبول علی الغضب وسوء الخلق فرخص له فی الثلث لقلتها حتی یذهب عنه ذلك الغضب
جایز ہی کہ کہی بیشک آدمی کو غضب خلقی عادت ہی سو آپ نی تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہی تاکہ اوسکا غصہ اوتر جاوی

ولم یرخص له فیما فوق ذلك لکثرته فقوله علیه السلام یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا بیان کیفیة هجرانهما
اور اس سی زیادہ کی اجازت نہیں دی پہر مدت زیادہ ہی اب یہہ جملہ حدیث کا کہ ملتی ہیں پہر یہہ ادہر ہو جاتا ہی اور وہ ادہر یہہ چہوڑ دینی کی کیفیت کا بیان ہی

وقوله وخیرهما الذی یبدأ بالسلام حث علی ترك الهجران فانه یزول بالسلام علی ما ذهب الیه الجمهور وتخصیص
اور یہہ جملہ اون میں اچہا وہ ہی جو پہلی سلام کری رغبت ہی جدائی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کی جدائی سلام سی جاتی رہتی ہی اور خاص

الاخ بالذکر یشعر بالغلبة والمراد به الاخ فی الدین دون القرابة بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث اخر لا یحل
اخ کو ذکر کرنا تغلیبا معلوم ہوتا ہی اور اس سی مراد دینی برادر ہی قرابت کا مراد نہیں بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث میں کہ مسلم کو

لمسلم ان یهجر مسلما فوق ثلث لیال فانهما ناکبان عن الحق ما داما علی صرامهما واولهما فیأ یکون سبقه بالفئ کفارة له
حلال نہیں ہی کہ مسلم کو زیادہ تین رات سی چہوڑ رکہی بیشک یہہ دونو جبتک لڑتی رہیں حق سی پہر رہیں اور اون میں سی پہلی بازآنی والی کو اوسکی سبقت ہی کفارہ ہی

وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال تفتح ابواب الجنة یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد لا یشرك بالله
اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دروازی کہلتی ہیں پہر ہر ایک بندہ کہ اللہ کی ساتہ کچہہ شریک نکرتا ہو بخشا

شیئا الا رجل کانت بینه وبین اخیه شحناء فیقال انظروا هذین حتی یصطلحا وفی روایة انه علیه السلام قال یعرض
جاتا ہی سوای اوس شخص کی کہ اوسمیں اور اوسکی بہائی میں کینہ ہو پہر حکم ہوتا ہی ان دونو کو رہنی دو جبتک آپسمیں صلح کریں اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

اعمال الناس فی کل جمعة مرتین یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد مؤمن الا عبدا بینه وبین اخیه شحناء
کہ ہر ہفتہ میں لوگوں کی اعمال دوبار پیش ہوتی ہیں پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشا جاتا ہی مگر وہ بندہ کہ اوسمیں اور اوسکی بہائی میں کینہ ہو

فیقال اترکوا هذین حتی یفیئا والمراد بالجمعة ایام الاسبوع بدلیل انه علیه السلام بینها بقوله یوم الاثنین
حکم ہوتا ہی انکو رہنی دو جبتک ملاقات کرلیں اور مراد جمعہ سی ہفتہ کی ایام ہیں اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی اسکو پیر کی دن اور

ویوم الخمیس علی طریق التعبیر عن الشئ باخر جزئه والشحناء العداوة والمعنی اترکوا مغفرتهما حتی یرجعا من
جمعرات کی دن سی تفسیر کیا جسطور ایک شئی کا اخیر جزء بیان کرتی ہیں اور شحناء کی معنی دشمنی کی ہیں اور معنی [illegible] چہوڑ دو اونکی بخشش کو جبتک

العداوة الی الصداقة لان الاخوة الدینیة تقتضی الصداقة وتنافی العداوة فان المؤمنین اخوة من حیث انهم
دونو دشمنی سی دوستی کیطرف آویں اسواسطی کہ دینی برادری دوستی کا تقاضا کرتی ہی اور عداوت کی برخلاف ہی کیونکہ تمام مؤمن بہائی ہوتی ہیں اسواسطی کہ وہ

ینتسبون الی اصل واحد هو الایمان الموجب للحیوة الباقیة کما ان الاخوة من النسب ینتسبون الی اصل واحد هو
سب ایک اصل سی نسبت رکہتی ہیں یعنی ایمان سی جس سی دائمی زندگی ہوتی ہی جیسی نسبی برادر ایک اصل سی منسوب ہوتی ہیں یعنی

الاب الموجب للحیوة الفانیة فالاخوة الدینیة اقوی من الاخوة النسبیة لان الاخوة النسبیة اذا خلت عن الاخوة
باپ سی جس سی حیات فانیہ ہوتی ہی سو دینی برادری نسبی برادری سی بہت قوی ہوتی ہی اسلئی کہ نسبی برادری جب دینی برادری سی خالی ہو

الدینیة لا تعتبر الا تری ان المسلم اذا مات وکان له اخ کافر یکون ماله للمسلمین لا لاخیه الکافر فعلی هذا یجب
ہی تو اسکا کچہہ اعتبار نہیں ہوتا دیکہنا نہیں کہ مسلمان اگر مرجاوی اور اوسکا بہائی کافر موجود ہو تو اوس مسلم کا مال مسلمانوں کو ملیگا کافر بہائی کو نہیں ملیگا سو اس بنا

علی المسلم ان یترك ما ینافی الاخوة الدینیة الموجبة للصداقة والمزیلة للعداوة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
کی موافق مسلمان پر واجب ہی کہ مخالفات دینی برادری کو ترک کری جو دوستی کو واجب اور دشمنی دور کرتی ہی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال لا یحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلث فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار یعنی انه استحق ان یدخل النار لانه
فرمایا مسلم کو حلال نہین ہی کہ اپنی بہائی کو تین روز سی زیادہ چہوڑ دی اور جسنی تین دن سی زیادہ چہوڑ رکہا پہر وہ مرگیا تو دوزخ مین جاویگا مراد یہہ ہی کہ اسی
مات عاصیا غیر تائب وذلک یستدعی ان یکون من اهل النار هذا اذا کان الهجران لامر دنیوی کالتقصیر فی
کیونکہ گنہگار بی توبہ مرا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ دوزخی ہو دی یہہ اوس صورت مین ہی کہ یہہ ترک ملاقات دنیاوی سبب سی ہو
حقوق الصحبة والعشرة واما اذا کان فی حق الدین لفسق ومعصیة فالزیادة علی الثلث مشروع فان هجران
جیسی حقوق صحبت اور عشرت کی ادا کرنیکا قصور اور اگر بسبب حق دینی کی ہو جیسی فسق اور معصیت تو تین دن سی زیادہ بہی جایز ہی کیونکہ بدکارون کا
اهل العصیان یجوز الی ان یزول عنهم ذلک العصیان وظهر توبتهم لانه من قبیل الامر بالمعروف والنهی عن المنکر و
ترک کرنا جایز ہی جبتک کہ وہ بدکاری ترک کرین اور اونکی توبہ ظاہر ہو دی کیونکہ یہہ عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین داخل ہی اور
قد قال الله تعالی لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا اباءهم
الله تعالی فرماتا ہی تو نہ دیکہیگا کوئی لوگ جو یقین رکہتی ہون الله پہ اور پچہلی دن پہ پہر دوستی کرین ایسون سی جو مخالف ہوئی الله کی اور اوسکی رسول کی پڑی وہ
او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم فدلت هذه الاية علی ان من یرتکب المعاصی والمنکرات یجب هجره
اپنی ماباپ یا اپنی بیٹی یا اپنی بہائی یا اپنی گہرانی والی تو اس آیت سی معلوم ہوتا ہی کہ معاصی اور منکرات پر عمل کرنیوالی کی ترک ملاقات واجب ہی
وان کان من الاقرباء لاسیما فی حق من ظلم الغیر وعصی الله تعالی به فان عدم الاعراض عنه احسان
اگرچہ سگا سودہرا ہو خاص کر ایسی کی ملاقات جو غیر پر ظلم اور خدا کی نافرمانی کرتا ہو کیونکہ ایسی شخص سی اعراض نہ کرنا گویا اوسپر احسان ہی
الیه فلا یحسن الاحسان الیه لان الاحسان الیه اساءة للمظلوم وحق المظلوم اولی بالمراعاة وتقویة
سو ایسی پر احسان کرنا اچہا نہین ہی کیونکہ احسان مظلوم کی ساتہہ بدی ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل
قلبه بالاعراض عن الظالم احب الی الله تعالی من تقویة قلب الظالم وقد هجر النبی علیه السلام الثلثة الذین
قوی کرنا ظالم سی منہہ پہیر کر الله کو بہت محبوب ہی ظالم کا دل قوی کرنی سی اور بیشک نبی علیه السلام نی تین شخصون کو جو
تخلفوا عن غزوة تبوک ولم یکلمهم خمسین یوما وامر الناس بهجرهم حتی انزل الله تعالی توبتهم وروی انه
جنگ تبوک سی بیٹہہ رہی تہی چہوڑ دیا تہا اور پچاس روز تک اونسی نہین بولی تہی اور لوگونسی فرمایا تہا کہ انکو چہوڑ دو یہان تک کہ الله تعالی نی اونکی توبہ قبول کی
علیه السلام لما اعتل بعیر صفیة قال لزینب اعطیها بعیرا وکان عندها فضل بعیر فقالت انا اعطی تلک
اور روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی جب صفیہ کا اونٹ بیمار ہوگیا تہا تو زینب سی کہا تو اوسکو اونٹ دیدی اور اوسکی پاس بڑہتی اونٹ تہا سو زینب نی عرض کیا
الیهودیة فغضب النبی علیه السلام فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر قیل لم یوجد فی السنة مدة الهجر اکثر
مین اوس یہودیہ کو دونگی پہر نبی علیه السلام غضبناک ہوی اور اونکو تمام ذالحجہ اور تمام محرم اور چند روز صفر کی چہوڑی رکہا کہتی ہین کہ اس سی زیادہ مدت ترک کی سنت مین
من ذلک لکن قد وجد من السلف من هجر اخاه المسلم فی امر مکروه من امور الدین السنة والسنتین ومنهم من
نہین ملتی لیکن بعضی متقدمین ایسی گذری ہین کہ اپنی بہائی مسلمان کو بسبب امر مکروہ دینی کی ایک برس اور دو برس چہوڑ رکہا ہی اور بعضی ایسی ہین
هجر صاحبه فی ذلک مدة عمره وبرأوا انفسهم فی فسحة من ذلک ما لم یرجع المهجور عما ارتکب وکان الامام احمد ممن
کہ اپنی صاحب یعنی مسلم کو اسی بابت تمام عمر چہوڑ رکہا ہی اور اپنی تئین اس باب مین بی قصور جانتی تہی جبتک کہ وہ مہجور اوس عمل سی نہ باز آیا اور امام احمد بہی اہل معاصی
هجر اهل المعاصی ومن یقارن الافعال الردیة فانه هجر بعض اصحابه ممن کان یتعلم منه وکان یتردد الیه ولا
کو اور جو کہ افعال ناکارہ کرتا چہوڑ دیا کرتی تہی بیشک انہون نی ایک شاگرد کو جو اونسی پڑہتا تہا چہوڑ دیا تہا وہ آتا جاتا تہا پر
یکلمه فلم یزل یسأله عن تغیر حاله ولا یذکره حتی قال له یوما بلغنی انک طینت حائط دارک من جانب الشارع
بات نکرتی تہی وہ ہمیشہ پوچہتا رہتا کہ آپ کیون بیزار ہین اور وہ کچہہ نہ کہتی آخر ایک روز یہہ کہا مین نی سنا ہی کہ تو نی اپنی گہر کی دیوار شارع عام کی

فقد اخذت قدر سمك الطين من شارع المسلمين فلا تصل لتعد العلو وهجر ابن عمر ابنا له الى ان مات فى اصل
طرف سے لیپی ہی سو تو نے برابر دل کی گاری کی مسلمانوں کی شارع عام میں سے لیلیا تو اب علو تک پہنچانی کی نہیں ہی اور ابن عمر نے اپنے بیٹے کو مرتے دم تک چھوڑ رکھا اور
ذلك ان من وقف على منكر ولم يستطع ان ينكره بيده ولسانه وامكنه ان يظهر دلائل الانكار يلزمه ذلك
اصل اسکی یہہ ہی کہ جسکو کوئی امر بد معلوم ہو اور ساتھہ اور زبان سے منع نہیں کر سکتا اور یہہ ہو سکتا ہی کہ بیزاری کی علامات ظاہر کرے تو اوسکو یہہ ہی لازم ہی
اذ لا ينبغى للمؤمن ان يترك احدا على منكر لقرابته او لصداقته ومودته فان صداقته ومودته يوجب له ان
اسلئے کہ مؤمن کو یہہ اچھا نہیں ہی کہ کسیکو امر منکر پر بسبب لحاظ قرابت یا صداقت اور مودت کی رہنے دے کیونکہ صداقت اور مودت کا تو حق یہہ ہی کہ اوسکو
ينظر اليه بنظر الرحمة ويرى اقدامه على المنكر مصيبة على نفسه ويكون مغتما حزينا من تعرضه لعقاب
نظر رحمت سے دیکھے اور اوسکی منکر میں مبتلا ہونے کو اپنی حال پر مصیبت سمجھے اور غمگین اور حزین ہووے کہ یہہ اب عقاب الٰہی میں
الله تعالى ويقصد تخليصه منه بالانكار عليه اذ ليس من مقتضى الرحمة له ترك الانكار عليه وعدم التعرض
گرفتار ہوا اور بیزار ہو کر اوسکی بچانی کا قصد کرے مقتضی رحمت کا یہہ نہیں ہی کہ اوس سے بیزار نہو اور اوسکو منع نکرے
له بل من كمال الرحمة له الانكار عليه ورده الى المنهج القويم والصراط المستقيم والا انقلب صداقته
بلکہ یہہ بیزاری اور طریق درست اور راہ راست پر لانا اوسکی حق میں کمال رحمت ہی اور نہیں تو قیامت کی دن یہہ ہی دوستی
عداوة يوم القيمة كما اخبر الله تعالى عن ذلك وقال الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل
دشمنی ہو جاویگی چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر دیتا ہی فرماتا ہی جتنی دوست ہیں اوسدن دشمن ہونگی مگر جو ہیں ڈر والی بیشک ہر
واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول فى ذلك اليوم يويلتى ليتنى لم اتخذ فلانا خليلا ليت بينى وبينه بعد المشرقين
یک دوست ناپرہیزگار اوس روز کہیگا خرابی میری کاشکی میں فلانی کو دوست نکرتا کاشکی میری اور اوسکی بیچمیں مسافت مشرقین کی
فصديق الانسان من يسعى فى عمارة اخرته وان كان فيه ضرر الدنيا وعدوه من يسعى فى خسارة اخرته وان
ہوتی پس آدمی کا دوست وہ ہی ہی جو آخرت کی درستی میں کوشش کرے اگرچہ اسمیں دنیا کا نقصان ہووے اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کردے اگرچہ
كان فيه نفع لدنياه وقد قال الله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ولا شك ان من
اوسمیں دنیا کا فائدہ ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہی مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور بیشک جسنی
راى اخاه المسلم على منكر ولم ينهه عنه فقد اعانه عليه بالتخلية بينه وبين ذلك المنكر وعدم الاعتراض عليه
کسی برادر مسلمان کو بری کار پر متوجہ دیکھا اور منع نکیا تو بیشک اوسکی امداد کی کہ اوسکو منکر پر قایم رکھا اور اعتراض نکیا
وروى عن ابى هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له مالك تتعلق بى وما رايتك قط فيقول
اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ ایک شخص ایک شخص کا قیامت کی روز دامنگیر ہوگا اور وہ اوسکو پہچانتا نہوگا وہ کہیگا تو کون ہی مجکو پکڑتا ہی میں نی تجکو
بلى قد رايتنى يوما على منكر فلم تغيره وروى عن ابن عمر ان رجلا يومر به الى النار ويومر بجلسائه ايضا فيقولون
کبہی نہیں دیکہا وہ کہیگا ہاں تو نی بیشک مجھکو ایکروز منکر پر دیکہا اور منع نکیا اور ابن عمر سے روایت ہی کہ ایک کو دوزخکا حکم ہوگا اور اوسکی ہمنشینوں کو بہی سو وہ عرض کرینگی
مالنا فيقال لهم انكم تامرونه انكم تنهونه فيقولون لا فيقال اذهبوا به الى النار وهذا امر خطر قلما يقع السلامة
ہماری کیا خطا ہی جواب ہوگا کہ تم اوسکو امر کرتی ہی کیا تم اوسکو منع کرتی تہی وہ کہینگی نہیں پہر حکم ہوگا کہ اوسکی ساتہہ ہمنشینوں کو دوزخمیں لیجاؤ یہہ بات بڑی مشکل ہی
عنه لان كثيرا من المنكرات تظهر فى كل زمان فلا تغير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولذلك قال النبى عم
اس سے کم بچا جاتا ہی اسلئے کہ ہر زمانہ میں منکرات کی کثرت ہی اور ممانعت نہیں ہوتی بلکہ چپ ہو رہتی ہیں کیونکہ نفسونکو منکرات کی محبت ہی اسی لئے نبی علیہ السلام
فى حديث رواه ابو سعيد لا تصاحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقى فانه عليه السلام حذر المؤمن فى هذا الحديث
نے فرمایا ایک حدیث میں کہ ابو سعید کی روایت سے ہی پاس مت بیٹھہ سوا مؤمن کی اور کہانا مت دے سوا پرہیزگار کی بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں مؤمن کو

عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون

ناپرہیزگار کی پاس بیٹہنی اور ملنی جلنی سی منع کیا ہی کیونکہ پاس بیٹہنی اور ملنی جلنی سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ضرور ہی کہ وہی ہو

كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابو هريرة يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل يعني ان من

جو نبی علیہ السلام نی فرمایا اوس حدیث مین جو ابوہریرہ روایت کرتی ہین آدمی دوست کی دین پر اوٹہیگا اب سب خیال کرلین کسکو دوست بنا رکہا ہی مراد یہ ہی

يريد ان يعرف حال نفسه فلينظر الى صديقه فان كان صديقه صالحا فهو من الصلحين وان كان صديقه

جو کوئی اپنا حال دریافت کیا چاہی تو اپنی دوست کو دیکہہ لی پہر اگر اوسکا دوست صالح ہی تو وہ بہی صالح ہی اور اگر اوسکا دوست

فاسقا فهو من الفاسقين لكون الطباع مجبولة على التشبيه والاقتداء والطبع يسرق من الطبع من حيث لا يدري

فاسق ہی تو وہ بہی فاسق ہی کیونکہ طبیعت کو مشابہت اور پیروی کی عادت ہوتی ہی اور طبیعت طبیعت سی ایسا چرالیتی ہی کہ آدمی کو خبر نہین ہوتی

الانسان ومشاهدة المنكر يهون امر المعصية في القلب ويذهب نفرته عنها فلا يوجد فيه اضعف الايمان المذكور

اور منکر کو دیکہتی دیکہتی گناہ دل پر آسان ہوجاتا ہی اور اوسکی نفرت دل ہی جاتی رہتی ہی پہر اوسمین ضعیف ایمان ہی نہین رہتا جو حدیث مین مذکور ہی

فيما روي عن ابي سعيد انه عليه السلام قال من راى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان

ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص منکر کو دیکہی تو ہاتہہ سی منع کری اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر

لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان فاذا لم يوجد فيه اضعف الايمان فما نا يرجى ان يوجد فيه المجلس

طاقت نہو تو دل سی بیزار ہو اور یہہ بہت ضعیف ایمان ہی پہر اگر اوسمین ضعیف ایمان بہی نہو تو پہر کیا توقع ہی کہ اسمین ایمان ہوگا چہاسی

السادس والثمانون في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

مجلس ڈرانی کی بیان مین بدگمانی سی کہ وہ تلاش ہی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

اياكم والظن فان الظن اكذب الحديث ولا تجسسوا هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة وفيه تحذير

بچی رہو بدگمانی سی بیشک بدگمانی بڑی جہوٹ بات ہی اور تلاش نکیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمین

من الظن ونهي عن التجسس اما الظن فهو في الشريعة قسمان محمود ومذموم والمراد به ههنا ما هو المذموم المسئ الذي

بدگمانی سی ڈراوی ہی اور تلاش سی ممانعت شریعت مین ظن کی دو قسم ہین ایک محمود دوسرا مذموم اور یہان مراد وہ ہی جو مذموم بد ہی

هو عقد القلب وحكمه على شخص بالسوء من غير علامة ظاهرة تقتضي ذلك واما الخواطر وحديث النفس التي لا يمكن

یعنی دل مین ایک شخص پر برائی کا گمان بدون ظاہر علامت کی جس سی ثابت ہوجاوی ٹہان لینا اور یقین کرلینا اور رہی خطرات اور نفس کی خیالات جو دفع

دفعها فانها اذا لم تستقر ولم تستمر فيعفو عنها لان العبد انما يكلف بما في وسعه لا بما ليس في وسعه وحد الظن

نہین ہوسکتی تو وہ اگر جم نجاوین اور مستمر نہووین تو معاف ہین کیونکہ بندہ کو وہ ہی تکلیف دی جاتی ہی جو اوس سی ہوسکی وہ نہین ہوتی جو نہوسکی اور بدگمانی کی

السيء حمل فعل المؤمن على وجه فاسد مع امكان حمله على وجه حسن وهذا ينقسم الى قسمين الاول هو الذي يكون

حد یہہ ہی کہ مومن کی عمل کو وجہ فاسد پر قیاس کرنا باوجودیکہ اچہی وجہ پر بہی قیاس ہوسکتا ہی اور اسکی دو قسم ہین پہلی قسم وہ ہی جسکا باعث اوسکی

منشاؤه سوء اعتقادك فيه حتى لو صدر منه فعل له وجهان يحملك سوء اعتقادك فيه على حمله على الوجه

حق مین تیری بداعتقادی ہو یہان تک کہ اگر اوس سی کوئی کام ذوجہتین ہووی تو تو اپنی بداعتقادی سی اوسکی برائی پر قیاس کری

الاردى من غير علامة تخصصه به وهذا جناية عليه بالقلب وهو حرام في حق كل مؤمن القسم الثاني هو

معدوم ایسی علامت کی جو برائی سی خاص کردی اور یہہ اوسکی ایسی خطا ہی جو دل سی ہوئی اور یہہ خطا ہر مومن کی حق مین حرام ہی دوسری قسم وہ ہی

الذي يستند الى علامة فانها تحرك الظن تحريكا ضروريا [illegible] يقدر الانسان [illegible] فيه والذي يميز الظنون

جسکی کچہہ علامت موجود ہو بیشک وہ علامت ظن کو ... [illegible] ... کہ آدمی اوسکو ... نہین سکتا ... جس سی ظنون واجب الاجتناب

التی یجب اجتنابها عما عداها ان کل ظن لم یظهر له علامة صحیحة ولم یعرف له سبب ظاهر فانه حرام

دوسری قسم سی الگ ہو جاوین یہہ ہی کہ جس گمان کی لیی کوئی علامت صحیح ظاہر نہو اور نہ اوسکا کچہہ سبب ظاہر معلوم ہو تو ایسا گمان حرام

واجب الاجتناب وذلک اذا کان المظنون به ممن شوهد منه الخیر والصلاح فی الظاهر فظن الشر والفساد به

واجب الاجتناب ہی اور یہہ جب ہی کہ جسکی حق مین گمان بد کیا ہی وہ ایسا شخص ہو کہ ظاہر مین اوس سی خیر اور صلاح دیکہنی مین آتی ہون اب

حرام بخلاف من اشتهر بین الناس بتعاطی الریبة والمجاهرة بالمعاصی فان حسن الظن به لا یجوز اذ للظن حالتان

گمان شر اور فساد کا اوسکی حق مین حرام ہی بخلاف ایسی شخص کی جو لوگون مین فریب باز مشہور ہو اور گناہون مین ظاہر مبتلا ہو ایسی کی حق مین نیک گمان جایز نہین ہی کیونکہ

الاولی ان یقع فی القلب شیء ویعرف ویقوی بوجه من وجوه الامارات فیجوز الحکم به لان اکثر احکام الشرع مبنیة

گمان کی دو حالتین ہین پہلی یہہ کہ دلمین کچہہ خیال آوی اور معلوم ہو اور کسیطرح کی نشانی سی قوی ہو جاوی تو اوسپر حکم کرنا جایز ہی اسلیی کہ اکثر شرعی احکام غلبہ ظن پر

علی غلبة الظن کالقیاس وخبر الواحد وغیر ذلک من قیم المتلفات واروش الجنایا والحالة الثانیة ان یقع فی النفس

مبنی ہین جیسی قیاس اور خبر واحد اور سوا اسکی جیسی قیمت تلف کی ہوئی چیزون کی اور خطاؤن کا تاوان اور دوسری حالت یہہ ہی کہ نفس کی اندر

شیء من غیر دلالة علی کون ذلک الشیء اولی من ضده فلا یجوز الحکم به بل هو منهی عنه لقوله تعالی یا ایها الذین امنوا

کوئی خطرہ آوی بدون ایسی دلالت کی کہ اسکی یہہ ہی جانب ضد سی اولی ہو تو اوسپر حکم جایز نہین ہی بلکہ یہہ ممنوع ہی اس آیت سی ای ایمان والو

اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا فانه تعالی قد نهی فی هذه الایة عن

بچتی رہو بہت تہمتین کرنی سی مقرر بعضی تہمت گناہ ہی اور بہید نہ ٹٹولو کسیکا اور بد نکہو پیٹہہ پیچہی ایک دوسرےکو بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین بدگمانی

الظن السیء ثم عن التجسس ثم عن الغیبة لان اول ما یقع فی قلب الانسان الظن السیء ثم یحتاج الی التجسس ثم یشرع

سی ممانعت کی پہر تجسس سی پہر غیبت سی منع کیا کیونکہ پہلی جو انسان کی دلمین آتا ہی تو بدگمانی پہر اوسکو تلاش کی حاجت پڑتی ہی پہر غیبت

فی الغیبة وسبب تحریم ظن السیء ان اسرار الانسان لا یعلمها الا الله تعالی ولیس لاحد ان یعتقد فی غیره سوءا الا اذا

کرنی شروع کرتا ہی اور بدگمانی کی حرمت کا یہہ سبب ہی کہ آدمی کی دل کی بات خدا ہی جانتا ہی اور کسیکو جایز نہین ہی کہ اور کسیکی حق مین اعتقاد بد کیا کری الا اگر

انکشف له حاله بوجه لا یحتمل التاویل فعند ذلک لا یمکنه ان لا یعتقد فیه ما علمه منه بامارة ومشاهدة بعینه

اوسکا حال ایسی وجہ سی ظاہر ہو جاوی کہ تاویل کی گنجایش نرہی اب اس سی نہین ہو سکتا کہ اوسکا اعتقاد نہ کری جو کہ علامت سی معلوم کیا اور انکہون سی دیکہا

وسمعه باذنه واما ما لم یعلمه بامارة ولم یشاهده بعینه ولم یسمعه باذنه بل وقع فی قلبه من غیر سبب ظاهر فهو شیء

اور کانون سی سنا اور جبتک نشان سی معلوم نہین ہوا اور نہ انکہون سی دیکہا اور نہ کانون سی سنا بلکہ بی سبب ظاہر خود بخود دلمین خیال آگیا تو یہہ ایسا خطرہ ہی

القاه الشیطان فی قلبه فینبغی له ان یکذبه لانه افسق الفاسقین وقد قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا ان جاءکم

کہ شیطان نی دلمین ڈالا ہی تو چاہیی کہ اسکو جہوٹہہ مانی کیونکہ شیطان بڑا ہی فاسق ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو اگر آوی تم پاس

فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم ندمین روی فی سبب نزول هذه الایة انه علیه الصلوة

ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہین جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سی پہر کل کو لگو اپنی کئی پر پچہتانی شان نزول اس آیت کی یون مروی ہی کہ نبی علیہ السلام نی

والسلام بعث ولید بن عقبة مصدقا الی بنی المصطلق فلما سمعوا به استقبلوه فحسب انهم مقاتلوه اذ کان

ولید بن عقبہ کو صدقات کی اوگہائی کو بنی المصطلق پاس بہیجا تہا جب اونہون نی یہہ سنا تو اوسکی پیشوائی کو نکلی اوسنی جانا لڑنی آتی ہین کیونکہ

بینه وبینهم عداوة فرجع وقال لرسول الله علیه السلام انهم ارتدوا فمنعوا الزکوة فهم رسول الله علیه السلام

اوسمین اور اونمین دشمنی چلی آتی تہی سو اسنی آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا کہ وہ تو سب مرتد ہوگئی اور زکوۃ ندی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

بقتالهم فنزلت هذه الایة لبیان وجوب الاحتراز عن الاعتماد علی قول الفاسق لان من لا یحامی الفسق لا یحامی الکذب

اونپر جہاد کا اہتمام کیا تب یہہ آیت اوتری اس بیان کی لیی کہ فاسق کی بات پر بہروسہ کرنی سی احتراز واجب ہی کیونکہ جو فسق سی پرہیز نہین کرتا جہوٹ سی

الذی نوع منه بل یرید القاء الفتنة بین الناس وفیها دلالة علی ان من یفعل شیئا بجهالة من غیر ان یتعرف حقیقة
کہ وہ بہی ایک قسم کا فسق ہی بلکہ لوگون مین فتنہ چہیلا یا چاہتا ہی اور اسمین یہہ دلالت ہی کہ جو شخص کوئی عمل جہالت سی بدون سمجہی حقیقت حال کی

الحال یصیر نادما البتة ولو بعد زمان والندم هم دائم علی ما وقع مع تمنی انه لم یقع وقال بعض العلماء المراد بالظن
کر بیٹہتا ہی بالضرور وہ شرمسار ہوتا ہی اگرچہ کچہہ مدت کی بعد اور شرمساری ایک دائمی غم ہی گذری ہوئی بات پر اس امید مین کہ کاشکی یہہ بات نہوتی اور بعضی علما کہتی

الواقع فی الایة والحدیث التهمة کمن یتهم بالفاحشة او بشرب الخمر او نحو ذلك ولم یظهر علیه ما یقتضی ذلك فان
ہین مراد ظن سی جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت لینی ہی جیسی کوئی فاحشہ کی یا شرابخوری کی یا مثل اسکی بدون ظہور علامات مثبت کی تہمت لگادی بیشک

من حکم بالظن علی غیره بشر یبعثه الشیطان علی ان یطول فیه اللسان بالغیبة والبهتان او یقصر فی القیام
جو شخص گمان سی غیر پر برائی کا یقین کرتا ہی تو اوسکو شیطان اوبہارتا ہی کہ اوسکی غیبت اور بہتان مین زبان درازی کرے اوسکی اداء حقوق مین قصور اور عزت مین فتور کری

بحقوقه او یتوفی فی اکرامه ان ینظر الیه بعین الاحتقار و یری نفسه خیرا منه وکل ذلك من المهلکات ولذلك منع
کہ حقارت کی آنکہہ سی دیکہی اور اپنی آپکو اوس سی بہتر سمجہی یہہ تمام اطوار مہلک ہین اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی تہمت کی جگہ جانی سی منع کیا ہی

النبی علیه السلام من التعرض لمواضع التهم فقال اتقوا مواضع التهم حتی انه علیه السلام احترز من ذلك اذ روی
فرمایا ہی بچتی رہو تہمت کی جگہہ سی یہان تک کہ نبی علیہ السلام نی اس سی خود احتراز فرمایا ہی کیونکہ

عن علی بن الحسین ان صفیة بنت حیی قالت ان النبی علیه السلام کان معتکفا فاتیته فتحدثت عنده فلما انصرفت
علی ابن الحسین سی روایت ہی کہ صفیہ بنت حیی کہتی تہا کہ نبی علیہ السلام معتکف تہی مین اونکی پاس آکر باتین کرنی لگی جب مین وہان سی چلی تو پیغمبر علیہ السلام

قام ومشی معی فمر رجلان من الانصار فسلما ثم مضیا فدعاهما النبی علیه السلام فقال انها صفیة بنت حیی فقالا
میری ساتہہ چلی اتنی مین دو شخص انصاری آگئی اور سلام کرکر چلی پہر نبی علیہ السلام نی اونکو بلاکر فرمایا یہہ صفیہ بنت حیی ہی ان دونون نی عرض کیا

یا رسول الله ما نظن بك الا خیرا قال ان الشیطن یجری من ابن ادم مجری الدم وانی خشیت ان یدخل علیکما فانظر
یا رسول اللہ ہمکو آپ پر سوای خیر کی کچہہ گمان نہین ہی آپ نی فرمایا شیطان آدمی کی اندر ایسا پہرتا ہی جیسی لوہو اور مجکو خوف آیا مبادا تمپر دخل کرجاوی اب دیکہہ

انه علیه السلام کیف اشفق علیهما بل علی جمیع الامة وعلمهم طریق الاجتناب عن التهمة حتی لا یتساهل العالم المعروف
کہ نبی علیہ السلام نی اونپر کیا شفقت فرمائی بلکہ تمام امت پر اور اونکو تہمت سی بچاؤ کا طریقہ سکہا دیا تاکہ کوئی عالم جو صالح مشہور ہو

بالصلاح فی احواله ویقول لا یظن بمثلی الا الخیر عجبا بنفسه فان من کان من المؤمنین اورع الناس واتقاهم واعلمهم
اپنی احوال مین سہل انگاری نکری کہ اپنی عجب مین یہہ کہنی لگی کہ مجہہ سی شخص مین سوای خیر کی کب بدگمانی ہوسکتی ہی اسلئی کہ کوئی کیسا ہی مؤمن سب سی بڑا پرہیزگار

لا ینظر الیه الناس کلهم بعین واحدة بل ینظر الیه بعضهم بعین الرضی وبعضهم بعین السخط فعلی هذا یجب علی المؤمن
اور بڑا متقی اور بڑا عالم ہو تو بہی تمام خلقت اوکو ایک نظر سی نہین دیکہتی بلکہ بعضی اوکو اعتقاد کی نگاہ سی دیکہتی ہین اور بعضی غصہ سی اس بیان کی موافق مؤمن پر

الاحتراز عن مواضع التهم لئلا یتهم الناس بالمنکرات ودلیل کون الظن بمعنی التهمة فی الایة والحدیث ورود النهی
واجب ہی کہ تہمت کی مقام سی احتراز کری تاکہ لوگ منکرات سی بدنام نکرین اور اسکی دلیل کہ ظن جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت کی معنون مین ہی وارد ہونا نہی کا ہی

بعده عن التجسس فان الانسان قد یقع له خاطر التهمة ابتداء فیرید ان یتجسس لیتحقق ما وقع له من خاطر
بعد اوسکی تجسس سی کیونکہ آدمی کی جی مین بعضی وقت پہلی تہمت کا خطرہ آتا ہی پہر اوسکی تلاش پڑتی ہی تاکہ جو خطرہ تہمت کا واقع ہوا ہی ثابت ہوجاوی

تلك التهمة لان التجسس من ثمرات سوء الظن فان من وقع فی قلبه خاطر لا یقنع بالظن بل یطلب التحقیق
کیونکہ تجسس بدگمانی کا پہل ہوتا ہی بیشک جسکی دل مین کچہہ خطرہ آتا ہی تو اوسپر اکتفا نہین کیا کرتا بلکہ تحقیق کی لئی

فیشتغل بالتجسس فنهی الله تعالی ورسوله عن التجسس وهو البحث عن عیوب الناس وطلب الامارات المعرفة لها
تجسس مین لگ جاتا ہی سو اللہ تعالی اور اوسکی رسول نی تجسس کی ممانعت کی ہا و تجسس لوگون عیوب بیان کرنی اور ایسی نشانیان تلاش کرنی جنسی یقین ہوجاوی

فان

فان حصلت امارة من امارات المعرفة بلا تجسس واورثت معرفة جاز العمل بمقتضاها فاما طلبها فلا رخصة
پہر اگر کوئی علامت یقینی یون ہی بلا تلاش حاصل ہوجاوی اور اوس سی یقین ہوجاوی تو اوسپر عمل جایز ہی اور نہ کہ اوسکی تلاش سو اوسکی ہرگز

فیه اصلا وقد روی عن عبد الله بن المبارك انه قال لعلی ولد سهیل ارضا انت عن سهیل فقال له سهیل
رخصت نہین ہی اور عبد الله بن مبارک سی روایت ہی کہ اونہنی علی سہیل کے باپ سی کہا کیا تو سہیل سی خوش ہی سہیل نی اوس سی کہا کیا تجکو

الیس قد نهاك الله عن التجسس فصاغرت الی عبد الله نفسه فكل امر اذا فتشت منه ثقل علی صاحبك
الله تعالی نی تجسس سی منع نہین کیا پس عبد الله اپنی دلمین شرمندہ ہوگئی سو جو بات کہ تو اوسکی تلاش کریگا اور تیری یار پر اوسکی آگاہی دشوار گذری

مطالعتك ایاه واسره منك فهو تجسس قال ابن الجوزی لا ینبغی لاحد ان یسترق السمع علی دار غیره لیسمع
اور وہ تجسی اوسکو چہپاوی پس وہ ہی تجسس ہی ابن الجوزی کہتا ہی کسیکو نہین چاہیی کہ غیر کی گہر پر کان لگاوی تاکہ باجون کی آواز سنی

صوت الاوتاد ولا ان یتعرض للشم لیدرك رائحة الخمر ولا ان یمس ما ستر بثوب لیعرف ما هو ولا ان یستخبر الجیران
اور نہ سونگہنی کا قصد کری تاکہ شراب کی بو پالیوی اور نہ ٹٹولی جو کپڑی تلی ڈہکا ہو کہ وہ کیا ہی اور نہ پڑوس کی خبر لیتا پہری

بما جری فان فعل شیئا من ذلك یدخل فی مذمة التجسس ومن مذمة قوله تعالی والذین یؤذون المؤمنین و
ادنپر کیا گذرا اگر اسمین سی کچہ بہی کریگا تو وہ تجسس کی مذمت مین داخل ہوگیا اور اس آیت کی مذمت مین اور جو لوگ تہمت لگاتی ہین مسلمان مردون کو اور

المؤمنت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا وروی عن ابن عمر انه علیه السلام صعد المنبر فنادی
عورتون کو بن کئی کام کی تو اوٹہایا اونہون نی بوجہ جہوٹ کا اور صریح گناہ کا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام منبر پر تشریف لی گئی پہر بلند آواز سی

بصوت رفیع فقال یا معشر من اسلم بلسانه ولم یفض الایمان الی قلبه لا تؤذوا المسلمین ولا تعیروهم ولا تتبعوا
پکار کر فرمایا ای وہ جماعت جو زبانی مسلمان ہو اور دلون مین ایمان کا اثر نہین ہی مسلمانون کو مت ستاؤ اور نہ عار دلاؤ اور نہ اونکی

عوراتهم فان من تتبع عورة اخیه تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته یفضحه ولو فی جوف بیته
پوشیدہ عیب ڈہونڈو بیشک جو شخص اپنی بہائی کی چہپی عیب تلاش کرتا ہی الله تعالی اوسکی چہپی عیب ظاہر کرتا ہی اور جسکی چہپی عیب الله ظاہر کرتا ہی تو خوار کردیتا ہی اگرچہ

وقال بعض السلف من اراد ان یسلم من الغیبة فلیسد علی نفسه باب الظنون فان من سلم من الظن سلم من
اور بعضی متقدمین کا قول ہی جو شخص چاہی کہ غیبت کرنی سی سلامت بچی تو لازم ہی کہ اپنی اوپر بدگمانیون کا دروازہ بند کردی کیونکہ جو شخص بدگمانی سی بچ رہتا ہی وہ

التجسس ومن سلم من التجسس سلم من الغیبة ومن سلم من الغیبة سلم من الزور ومن سلم من الزور سلم من البهتان
تجسس سی بچ رہتا ہی اور جو تجسس سی بچا غیبت سی بچا اور جو غیبت سی بچا جہوٹ سی بچا اور جو جہوٹ سی بچا وہ بہتان سی بچا

فلو ظهر من مسلم علامة تدل علی فساد لا یجوز عقد القلب علیها واساءة الظن بالمسلم بها لما روی انه علیه السلام
پہر اگر کسی مسلمان سی ایسی علامت ظاہر ہوجاوی کہ فساد پر دلالت کرتی ہو تو اوسکو دلمین بٹہا لینا اور اوسکی سبب مسلم پر بدگمانی جایز نہین ہی اسلئی کہ نبی علیه السلام

قال ان الله تعالی حرم من المسلم دمه وماله وعرضه وان یظن به ظن السوء فلا یستباح ظن السوء الا بما یستباح
نی فرمایا بیشک الله تعالی نی مسلمان کا خون اور مال اور عزت اور اوسکی حق مین بدگمانیان کرنی حرام کردی ہین پہر بدگمانی اوسی طرح سی مباح ہوتی ہی جسطرح

به المال وهو یقین عن مشاهدة او بینة عادلة وان خطر لك سوء الظن ولم یكن لك یقین ینبغی لك ان
اوسکا مال مباح ہوتا ہی یعنی یقین سی مشاہدہ ہوا ہو یا عادل گواہ ہون اور اگر تیری دلمین بدگمانی آئی اور تجکو اوسپر یقین نہین ہی تو تجکو لازم ہی کہ

تدفعه عن نفسك وتقرر علیها ان حاله مستور عندك فما رایته منه من العلامة یحتمل الخیر والشر فكیف
اوس خطرہ کو دلمین سی دور کردی اور اوسکو یون ٹہراوی کہ اوسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور جو علامت نظر آتی ہی وہ نیک اور بد دونو احتمال رکہتی ہی

تحكم علیه بالشر واما اذا اخبرك به عدل ومال قلبك الی تصدیقه كنت معذورا لانك لو كذبته تكون
پہر بدی ہی کا کیون یقین کرتا ہی اور اگر اوسکی خبر کوئی عادل تجکو سنادی اور تیرا دل اوسکی تصدیق پر مایل ہو تو اب تو معذور ہی اسلئی کہ اگر تو اوسکو جہوٹا کہی

جانيا عليه حيث ظننت به الكذب وهذا من سوء الظن ايضا فلا ينبغي لك ان تحسن الظن باحد و
تو اسکا گنہگار ہوتا ہی اسواسطی کہ اسکی حق میں گمان جہوٹا کیا یہہ بہی ایک بدگمانی ہی سو تجھکو لایق نہیں ہی کہ ایک کی حق مین گمان اچہا اور

تسيء بالاخر بل ينبغي لك ان تبحث عن حالهما هل بينهما عداوة ومحاسدة وتعنت ام لا فان كان بينهما
دوسری کی حق میں گمان برا کری بلکہ تجھکو یہہ چاہیی کہ ان دونوکا حال دریافت کری کہ آیا ان دونو مین دشمنی اور حسد اور سرکشی ہی یا نہین پہر اگر ان دونون مین

شيء منها يتطرق التهمة والشرع قد رد شهادة الاب العدل للتهمة فلك ان تتوقف عند ذلك ولا تحكم
کچہہ حسد وغیرہ ہو تو اب تہمت نی راہ پائی اور شرع نی تو عادل باپ کی گواہی کو بہی تہمت کی سبب سی نہین مانا اب تجھکو چاہیی کہ کچہہ یقین نکری نہ جہوٹ اور نہ سچ

عليه بكذب ولا بصدق وتقول ما ذكر من حاله كان في ستر الله تعالى عندي وكان امره محجوبا عني وقد بقي كما
اور اوسکی حال مذکور کو کہنا چاہیی کہ وہ مجہسی اللہ تعالی کی پردہ پوشی مین ہی اور اوسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور وہ ویسا ہی ہی جیسی کہ تہا

كان لم ينكشف لي من امره شيء هذا اذا اخبرك عدل واحد واما اذا اخبرك عدلان فلا مجال لك من عدم تصد
تہا مجھکو اوسکا حال کچہہ معلوم نہین یہہ اوس صورت مین ہی کہ ایک عادل بیان کری اور اگر تجھکو دو عادل خبر دیوین تو اب تصدیق کرنی سی تجھکو کوئی علاج نہین

لانهما حجة في الشرع لكن ينبغي ان يعلم ان الانسان لعدم كونه خاليا عن الخطاء والنقصان لا يوجد احد
کیونکہ یہہ دونو شرعی حجت ہین لیکن جاننا چاہیی کہ کوئی آدمی از بسکہ خطا اور نقصان سی خالی نہین ہوتا تو جو مؤمن ہوگا

من المؤمنين الا وله محاسن ومساوي فمن غلبت محاسنه على مساويه فهو يعد من الصلحين ولذلك قال
اوسکی حسنات بہی ہونگی اور جرایم بہی پہر جسکی خوبیان برائیون سی زیادہ ہون وہ صلحاء مین شمار کیا جاتا ہی اسیی لئی

الامام الشافعي ما احد من المسلمين يطيع الله تعالى ولا يعصيه ولا احد من المؤمنين يعصي الله ولا يطيعه
امام شافعی نی کہا ہی کوئی مسلمان ایسا نہین ہی کہ سراسر اللہ کا مطیع ہو اور نافرمانی نکرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سراسر گناہ کرتا ہو اور کچہہ طاعت نکرتا ہو

فمن كان طاعاته اكثر من معاصيه فهو عدل في حكم الشرع فاذا كان مثل هذا عدلا في حق الله تعالى فكونه
پہر جسکی طاعات معاصی سی زیادہ ہون تو وہ شرع مین عادل ہی جب ایسا شخص حق اللہ مین عادل ہووی تو تیری نظرون مین

عدلا عندك اولى واحرى وروي ان رجلا اثنى على رجل عند النبي عليه السلام فلما كان من الغد ذمه فقال
اولی اور سزاوار تر ہی کہ عادل ہو اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام کی سامنی ایک کی ثنا اور تعریف کی جب اگلا دن ہوا تو اوسکو برا

والله لقد صدقت عليه بالامس وما كذبت عليه اليوم فانه ارضاني بالامس فقلت في حقه احسن ما علمت فيه
کہنی لگا اور کہا قسم خدا کی بیشک مین نی کل سچ عرض کیا تہا اور نہ آج جہوٹ کہتا ہون کل تو اوسنی مجھکو خوش کیا تہا سو مین نی اوسکی حق مین جو نیک معلوم تہا

واغضبني اليوم فقلت في حقه اقبح ما علمت فيه فقال النبي عليه السلام ان من البيان سحرا فكانه عليه السلام
کہدیا تہا اور آج اوسنی ناخوش کیا تو مجھکو جو برائی معلوم تہی وہ کہدی پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک بعضی تقریر جادو ہی گویا نبی علیہ السلام کو

كره ذلك وشبهه بالسحر اذ ما من شخص الا ويمكن تحسين حاله وتقبيحها بما يوجد فيه من الخصال المحمودة والمذمومة
مکروہ معلوم ہوا اور جادو سی مشابہت دی کیونکہ ایسا کوئی نہین کہ اوسکی حال پر بلحاظ علوآ نیک اور بد کی تحسین یا تقبیح نہوسکی

المجلس السابع والثمانون في بيان النهي عن المصاحبة والماكلة مع الفاسق

ستاسی مجلس فاسق کی صحبت اور ساتہہ کہانی سی ممانعت کی بیان مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي هذا الحديث من حسان المصابيح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مت ساتہہ ہو سوا مؤمن کی اور مت کہانا دی سواء پرہیزگار کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابو سعيد والمراد بالمؤمن المذكور فيه المؤمن الخاص الذي يقابله الفاسق كما في قوله تعالى افمن
ابو سعید کی روایت سی اور مؤمن سی مراد اس حدیث مین وہ مؤمن خاص ہی جسکی مقابل مین فاسق ہوتا ہی جیسی اس آیت مین بہلا ایک جو

كان

كان مؤمنا كمن كان فاسقا لا يستوون فكانه عليه السلام قال لا تصاحب الا صالحا ولا تخالل الا تقيا فانه
جو ہی ایمان پر برابر اوسکی جو بی حکم ہی نہیں برابر ہوتی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا مت ساتھہ ہو سوا صالح کی اور دوستی مت کر سوا پرہیزگار کی بیشک
عليه السلام قد حذر المؤمن في هذا الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وزجره عن مخالطته ومواكلته
نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں مؤمن کو ناپرہیزگار کی صحبت سی ڈرایا ہی اور اسکی ملنی جلنی اور ساتھہ کہانی سی منع کیا
لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم ان يكون كما قال النبي عليه السلام في حديث رواه
اسلئی کہ ہمنشینی اور ملاقات سی دلمین الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہی پھر یہہ ہی ہو کر رہیگا جیسا نبی علیہ السلام نی حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت
ابو هريرة يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل يعني ان من كان صديقه صالحا يكون صالحا
سی فرمایا ہر شخص اپنی دوست کی دین پر اوٹھیگا اب ہر ایک خیال کر لی کسکو دوست بنا رکہا ہی مراد یہہ ہی جسکا دوست صالح ہوگا وہ بہی صالح ہوگا
ومن كان صديقه فاسقا يكون فاسقا فيدخل في عموم قوله تعالى الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين
اور جسکا دوست فاسق ہوگا وہ بہی فاسق ہوگا پھر اس آیت کی عام مضمون مین داخل ہوگا جتنی دوست ہین اوسدن دشمن ہونگی آپسمین مگر جو ہین ڈرنیوالی
فان كل واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول يوم القيمة يا ويلتى ليتني لم اتخذ فلانا خليلا يا ليت بيني وبينه بعد
بیشک ہر ایک دوست ناپرہیزگار قیامت کی دن یہہ ہی کہیگا ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجہہ مین اور اوسمین فرق ہو
المشرقين فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ خليلا الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه اذ لا يصلح
مشرق اور مغرب کا سا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ دوست اوسی کو پکڑی جسکی دین اور امانت پر اعتماد کلی ہو اور اوسکی خوبی اور تقوی معلوم ہو کیونکہ ہر ایک
للصداقة كل احد بل لا بد ان يكون فيمن يؤثر صداقته عدة خصال الاولى العقل اذ لا خير في صداقة الاحمق لان
شخص دوستی کی قابل نہین ہوتا بلکہ ضرور یہی کہ تو جسکی دوستی پسند کرتا ہی اوسمین کئی خصلتین ہون اول عقل اسواسطی کہ احمق کی دوستی مین کچھہ خوبی نہین ہی
احسن حواله ان يضرك وهو يريد نفعك وترجع الى القطيعة والوحشة عاقبتها وان طالت مدتها ولذلك
اوسکا اچھی سی اچھا حال یہہ ہوتا ہی کہ بہلائی کرنیمین نقصان کر دی اور اوسکا انجام ترک ملاقات اور وحشت ہوگی اگرچہ دوستی پر مدت گذر جاوی اسی لئی
قيل العدو العاقل خير من الصديق الاحمق والمراد من العاقل من يفهم الامور على ما هي عليه اما بنفسه او بتعليمه
کسیکا قول ہی دانا دشمن نادان دوست سی بہتر ہی اور عاقل سی مراد وہ ہی کہ امور کی حقیقت اور اصل کو سمجہتا ہو یا خود بخود یا سیکہہ سمجہہ کر
وتفهيمه وقد روى عن الحسن انه قال هجران الاحمق قربان الى الله تعالى وقال عيسى النبي عليه السلام اني
اور حسن سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی احمق سی الگ رہنا اللہ تعالی کی قربت ہی اور عیسی نبی علیہ السلام کہتی ہین میں
ما عجزت من احياء الموتى وقد عجزت عن معالجة الاحمق والثانية حسن الخلق اذ لا خير في صداقة من لا يملك
مردی کو زندہ کرتا ہوا عاجز نہین ہوا پر احمق کی علاج سی لاچار ہو گیا ہون دوسری حسن خلق اسلئی کہ جو غصہ اور شہوت کیوقت اپنی قابو مین نہ رہی
نفسه عند الغضب والشهوة فان العاقل وان كان يدرك الاشياء على ما هي عليه لكن اذا غلبه الغضب والشهوة
تو اوسکی دوستی مین کیا خوبی ہی بیشک عاقل اگرچہ اشیاء کی اصل سی واقف ہوتا ہی پہ جب اوسپر غصہ اور شہوت غلبہ کریگی تو اپنا طرفدار
يطيع نفسه ويفعل ما يقتضيه هواه والثالثة الصلاح اذ لا خير في صداقة الفاسق لان من يرتكب الكبيرة لا يخاف الله تعالى
ہو ویگا اور وہ ہی کام کریگا جو اوسکی خواہش ہی اور تیسری صلاح اسواسطی کہ فاسق کی دوستی مین کچھہ خیر نہین ہی کیونکہ جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہی تو خدا سی نہین ڈرتا
ومن لا يخاف الله تعالى لا يؤمن غائلته ولا يوثق بصداقته والرابعة الصدق اذ لا خير في صداقة الكذاب لان
اور جو خدا سی نہ ڈرتا ہو تو اوسکی بدی سی نہین بچا جاتا اور نہ اوسکی دوستی پر بہروسہ اور چوتہی صدق کیونکہ جہوٹی کی دوستی مین کوئی بہلائی نہین ہی کیونکہ
مثله مثل السراب يقرب اليك البعيد ويبعد منك القريب وتكون منه دائما على الغرور والخامسة الشجاعة اذ لا
اوسکی مثال ایسی ہی جیسی دہوکا جسی دور کو نزدیک کر دیتا ہی اور نزدیک کو دور اور ہمیشہ فریب دیتا رہیگا پانچوین مردانگی اسواسطی کہ ڈرپوک کی

في صداقة الجبان لانه يترك نصرتك واعانتك عند الشدة ويخونك بل يختفي ويغيب عنك والسادسة الوفاء اذ
دوستی مین کچہہ فائدہ نہین ہی کیونکہ خوف اور سختی کی وقت تیری نصرت اور اعانت سی بیٹہہ رہیگا اور تجہکو ڈرا دیگا بلکہ چہپ کر غائب ہو جاویگا چہٹی وفا اسواسطی
لا خير في صداقة من لا وفاء له ومعنى الوفاء الثبات على المحبة والدوام عليها والمحبة الدائمة هي التي تكون في الله لان
بیوفا کی دوستی مین کچہہ فائدہ نہین ہی اور معنی وفا کی محبت پر قایم اور دایم رہنا اور دائمی محبت وہی ہوتی ہی جو خدا کی واسطی ہو اسلئی
ما يكون لغرض من الاغراض يزول بزوال ذلك الغرض فلا يتحقق الوفاء لان ما ينافي الوفاء لا يكون من الوفاء فمن الوفاء في
کہ جو محبت کسی غرض کی واسطی ہوتی ہی تو جب غرض نکلجاتی ہی محبت بہی ہو لیتی ہی پہر وفا کہان کیونکہ جو وفا کی برخلاف ہو وہ وفا مین داخل نہین ہی ایک وفا
حق صديقه مراعاة جميع اصدقائه واقاربه والمتعلقين به لان مراعاتهم اوقع في قلبه من مراعاة نفسه فيكون
دار کی دوست کی یہہ ہی کہ اوسکی تمام دوستون اور سگی سودہرون اور علاقہ دارون کی رعایت کری کیونکہ ان لوگون کی رعایت اوسکی دلمین بہت جگہ کرتی ہی بہ نسبت
فرحه بتفقده من يتعلق به اكثر لانه على تعدي الحب منه الى من يتعلق به حتى قالوا ان الكلب الذي يكون في باب دار صديقه
اپنی رعایت کی پہر اوسکی خوشی اوسکی متعلقون پر عنایت کرنی سی زیادہ تر ہوگی کیونکہ اس کی معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی محبت بڑہ کی متعلقون تک پہنچی ہی یہانتک کہتی ہین کہ جو کتا دوست کی
ينبغي ان يتميز في قلبه عن سائر الكلاب ومن الوفاء ان لا يصادق عدو صديقه اذ قال الامام الشافعي اذا اطاع صديقك عدوك
دروازی پر ہو چاہی کہ دلمین وہ بہی بہ نسبت اور کتون کی متمیز ہو اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوست کی دشمن سی دوستی نکری کیونکہ امام شافعی کہتی ہین جب تیرا دوست تیری دشمن کا
فقد اشتركا في عداوتك ومن الوفاء ان لا يتغير حاله في التواضع مع صديقه وان ارتفع شانه واتسعت ولايته وعظم جاهه
فرمان بردار ہو تو دونو تیری دشمنی مین شریک ہین اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوستی کی تواضع کرنیمین حال نہ بدل جاوی اگرچہ شان بلند اور ولایت فراخ اور مرتبہ عظیم ہو جاوی
ومن الوفاء ان يتورع عما يوجب الفرقة بينهما اذ من تمام الوفاء ان يكون شديد الجزع من المفارقة ولذلك قال بعض من السلف
اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ اسباب فرقت سی خوفناک رہی اسلئی کہ پوری دوستی یہہ ہی کہ مفارقت سی بہت ڈرتا ہو اور اسیلئی بعضی متقدمین نی کہا ہی
وجدت جميع مصيبات الزمان هينة سوى مفارقة الاحباب وقال ابن المبارك الذ الاشياء مجالسة الاحباب ومن الوفاء الموافقة
مین زمانہ کی تمام مصیبتون کو سہل پاتا ہون بجز جدائی دوستون کی اور ابن مبارک کہتی ہین بڑی مزہ دار چیز دوستون کی ہمنشینی ہی اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ
فيما لا يخالف الحق واما فيما يخالف الحق في امر يتعلق بالدين فليس من الوفاء الموافقة فيه بل من الوفاء المخالفة فيه والتنبيه على ما هو الحق كما
جو حق کی برخلاف نہو اوسمین ساتہہ دی اور رہی وہ بات جو دینیات مین حق کی برخلاف ہو تو اوسمین رفاقت کرنی وفاداری نہین ہی بلکہ اب مخالفت مین اور حق کی جتلانی مین وفا
حكي عن الامام الشافعي انه يواخي محمد بن الحكم وكان يبره ويقبل عليه ويقول ما يقيمني بمصر غيره فلما راى الناس صدق
داری ہی چنانچہ امام شافعی سی حکایت کرتی ہین کہ وہ محمد بن الحکم سی الفت برادرانہ رکہتی تہی اور اوسکو پاس بٹہاتی اور اوسکی پاس جایا کرتی اور کہتی تہی کہ مجکو مصر مین اسکی سوا کوئی ہین
مودتهما ظنوا انه يفوض اليه امر مجلسه بعد وفاته فقالوا له في مرضه الذي توفي فيه الى من تفوض امر مجلسك بعدك
جب لوگون نی صدق مودت اسقدر دیکہا تو خیال کیا کہ اپنی وفات کی بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اسی کو کرینگی سو لوگون نی اون سی مرض الموت مین پوچہا اپنی بعد خلافت مجلس کی کسکو تفویض کرینگا
وكان محمد بن الحكم عند راسه واستشرف ليومي اليه فقال الشافعي سبحان الله يجلس مجلسي ابو يعقوب البويطي ومال اصحاب الشافعي
اور اوسوقت محمد بن الحکم بہی سرانی کہڑی تہی سو سامنی ہوئی تاکہ اوسکی طرف اشارہ کردین تب امام شافعی نی کہا پاک ہی اللہ میری جگہہ ابو یعقوب البویطی بیٹہی اور شافعی کی تمام شاگرد
الى البويطي فانكر له محمد بن الحكم مع انه كان حمل عنه مذهبه كله الا ان البويطي كان افضل واقرب الى الزهد والورع فان بعض
بویطی کی طرف متوجہ ہوگئی سو محمد بن الحکم کو یہہ بات بری لگی باوجودیکہ اونسی تمام مذہب سیکہا تہا مگر بویطی افضل اور بڑا زاہد اور متورع تہا بیشک بعضا شخص
من يشتهر بالعلم والفضل بين الخلق قد يكون غيره افضل منه اما مطلقا او بخصوصية فيه لكن لا يتفطن ذلك كثير من الناس
جو خلقت کی اندر علم اور فضل مین مشہور ہو جاتا ہی بعضی وقت اور شخص وہ ہی افضل ہوا کرتا ہی یا ہر باب مین یا کسی خاص امر مین لیکن اس بات کو اکثر لوگ سمجہا نہین کرتی
فيعرضون عن غير المشهور ويشتغلون بالمشهور عندهم فيفوتهم تحصيل فضيلة من ليس بمشهور عندهم فنصح الامام الشافعي
تو اب غیر مشہور کو چہوڑ کر جو اونہین مشہور ہوتا ہی اوس پر متوجہ ہو جاتی ہین سو انسی اوس غیر مشہور کی فضیلت فوت ہو جاتی ہی سو امام شافعی نی واسطی اللہ کی اور مسلمانون کی

لله تعالى وللمسلمين واختار الافضل وترك المداهنة ولم يؤثر رضى الخلق على رضاء الله تعالى فلما توفى الامام
منفعت کی لیی خیر خواہی کی اور افضل کو پسند اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضا مندی اللہ کی رضا مندی پر اختیار نکی پہر جب امام شافعی نی وفات کی
الشافعي انقلب محمد بن الحكم عن مذهبه ورجع الى مذهب ابيه ودرس كتب مالك واما البويطي فاثر الزهد و
تو محمد بن الحکم اونکی مذہب سی پہر کر اپنی باپ کی مذہب پر ہو گیا اور امام مالک کی کتابونکا درس شروع کیا اور بویطی زہد اور خلوت لیکر عبادت مین
الخمول واشتغل بالعبادة ولم يعجبه الجمع والجلوس فی الحلقة فظهر من هذا كله ان الصالح للصداقة من يجتمع فيه
مشغول ہوا اور اوسکو جماعت کا ہونا اور حلقہ مین بیٹہنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سی ظاہر ہوا کہ دوستی کی لایق وہ ہی جسمین یہہ خصلتین جمع ہون
هذه الخصال فان لم يجتمع فيه هذه الخصال فعليك باعتزال الناس جملة وملازمة بيتك اذ ليس للعاقل فی
پہر اگر اوسمین یہہ خصال جمع نہون تو پہر تمام خلقت سی الگ ہو کر اپنی گہر کی اندر بیٹہا رہ اسلئی کہ عاقل کو اس زمانہ مین
هذا الزمان الا التحصن بالسكوت وملازمة البيوت وقد قال ابو سليمان الخطابي دع الراغبين فی صحبتك والتعلم منك
سوای خاموشی کی اور گہر مین بیٹہہ رہنی کی کوئی پناہ نہین ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چکی ہین چہوڑ اپنی ہمنشینون اور شاگردون کو
فليس لك منهم صديق ولا رفيق اخوان العلانية واعداء السر اذا لقوك مدحوك واذا غبت عنهم اغتابوك من ياتيك
کہ انمین نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی بہائی ہین باطن مین دشمن جب ملین تعریف کرین اور جب تو اونسی غایب ہووی تو غیبت کرین برا کہین
منهم كان عليك رقيبا واذا خرج من عندك كان عليك خطيبا فلا تغتر بجمعهم لديك وتملقهم بين يديك
اونمین سی جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رقیب ہوتا ہی اور جب تیری پاس سی چلا جاتا ہی تو تیری بدگوئی کرتا ہی سو یہہ فریب نکہا نا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہین اور تیری سامنی
فما غرضهم العلم بل غرضهم ان يتخذوك سلما الى اوطارهم وحمارا فی حاجاتهم وان قصرت فی غرض من اغراضهم
خوشامد کرتی ہین سو اونکی غرض علم نہین ہی بلکہ اونکی غرض یہہ ہی کہ تجہکو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنی بوجہہ کا گدہا بار بردار بنالین اور اگر تو نی اونکی کسی غرض مین ذرہ قصور کیا
يكونون اشد اعدائك ويعدون ترددهم اليك منة عليك ويرونه حقا واجبا لديك ويعرضون عليك ان تبذل
تو پہر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہین اور اپنی آمد رفت کو تیری اوپر احسان جتلاوین اور اوسکو تیری اوپر حق واجب سمجہین اور خواہش کرین کہ تو اپنی
لهم عرضك ودينك وتكون لهم تابعا خسيسا بعد ان كنت متبوعا رئيسا وقد روى عن ابن عمر انه عليه السلام قال
آبرو اور دین اونکی لیی کہودی اور اونکا ادنی فرمان بردار بن کر رہی بعد اسکی کہ تو حاکم اور سردار تہا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
الشيخ فی قومه كالنبی فی امته وانما يكون الشيخ فی قومه كذلك لانه يعلمهم دينهم كما علم كل نبی امته دينهم ومن حق
کہ شیخ اپنی قوم مین ایسا ہی کہ نبی اپنی امت مین اور شیخ اپنی قوم مین اس مرتبہ پر اسلئی ہوتا ہی کہ اونکو دین سکہاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکہاتی تہی اور شاگرد پر استاد کا حق
المتعلم فی حق من علمه خيرا ولو حرفا واحدا ان يحترمه ظاهرا وباطنا لكونه مثل ابيه بل هو اولى لما روى عن ابی هريرة انه
کہ خیر سکہائی ہو اگرچہ ایک حرف بتایا ہو یہہ ہی کہ ظاہر و باطن سی اوسکی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلئی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی
عليه السلام قال انما انا لكم مثل الوالد لولده وفی حديث اخر انه عليه السلام قال خير الاباء من علمك وسبب ذلك
علیہ السلام نی فرمایا مین تمہاری لیی ایسا ہون جیسی کہ بیٹی کی لیی باپ اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچہا باپ وہ جو تجہکو علم سکہاوی وجہ اسکی یہہ ہی
ان المعلم يقصد الانقاذ من نار الاخرة وهو اهم من انقاذ الابوين لولدهما من نار الدنيا وكذلك كان حق المعلم اعظم
کہ استاد آخرت کی آگ سی بچاتا ہی اور یہہ مقصود تر ہی اس سی کہ ماباپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سی بچاتی ہین اور ایسی ہی اوستاد کا حق بہی ماباپ کی حق سی
من حق الوالدين فانهما وان كانا سببين للوجود والحيوة الفانية لكن لولا المعلم وافادته ما هو سبب للحيوة الاخروية
بڑا ہی کیونکہ ماباپ اگرچہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہین لیکن اگر اوستاد اور اوسکی فائدہ رسانی نہوتی جس سی حیات اخروی دائمی حاصل ہوتی ہی
الدائمة لساق ما حصل من جهتهما الى الهلاك الدائم ثم انه لما كان مثل الاب يلزمه ان يجری المتعلم مجرى ابنه ويشفق
تو بیشک جو ماباپ کی جہت سی حاصل ہوا ہی ہمیشہ کو ہلاک کر دیتا پہر جب اوستاد بجای باپ کی ہوا تو اوسکو لازم ہی کہ شاگرد کو بجای بیٹی کی سمجہی اوسپر شفقت کری

علیه ویمنعه عن تجاوز مرتبته الی مرتبة لم یستحقها ولم یجئ اوانها ویبین له ان المقصود من العلم تحصیل سعادة

اور ایسا مرتبہ لینی سی جسکا وہ ابہی مستحق نہین ہی اور اوسکا ابہی وقت نہین آیا منع کری اور اوس سی بیان کردی کہ علم سی سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہی

الآخرة لا طلب الریاسة والمفاخرة کما حکی ان ابا یوسف لما عقد مجلسا للتدریس من غیر اعلام ابی حنیفة ارسل

ریاست اور عزت مطلوب نہین ہوتی چنانچہ حکایت ہی کہ ابو یوسف نی جب مدرسہ بدون اطلاع امام ابو حنیفہ کی تجویز کیا تو امام نی اونکی پاس آدمی بہیجا

الیه ابو حنیفة رجلا لیسئله عن عدة مسائل من جملتها انه ساله عن قصار جحد الثوب ثم جاء به مقصورا هل یستحق

تاکہ اونسی چند مسئلہ پوچہ آدمی اونہین ایک یہہ مسئلہ پوچہا ایک دہوبی ہی کپڑی سی منکر ہو گیا پہر دہو کر لی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہی

الاجرام لا فقال ابو یوسف یستحق فقال الرجل خطأت فقال لا یستحق فقال اخطأت فتحیر ابو یوسف فقال الرجل ان کانت

یا نہین ابو یوسف نی کہا مستحق ہی اوس شخص نی کہا غلط پہر کہا مستحق نہین پہر اوس شخص نی کہا غلط پہر ابو یوسف حیران ہوئی تو اوس شخص نی کہا

القصارة قبل الجحود یستحق والا فلا وهکذا اخطاه فی کل ما اجاب من سائر المسائل فعلم ابو یوسف قصوره فعاد الی

اگر انکار کرنی سی پہلی دہو چکا ہی تو اجرت کا مستحق ہی اور نہین تو نہین اسیطرح تمام مسائل کی جواب مین غلطی پکڑی اب ابو یوسف اپنا قصور پا گئی پہر امام کی پاس

ابی حنیفة وحین جاء قال له ابو حنیفة ما جاء بک الا مسئلة القصار فانک زببت قبل ان تحصرم سبحان الله

حاضر ہوئی اور جب وہ آئی تو ابو حنیفہ نی کہا تجہکو صرف دہوبی کا مسئلہ لایا ہی بیشک تونی انکو پختگی سی پہلی توڑا سبحان اللہ

من رجل یعقد مجلسا ویتکلم فی دین الله ولا یحسن مسئلة فی الاجارة ثم قال من ظن انه استغنی عن التعلم فلیبک

ایک شخص مجلس بنا کر اللہ کی دین مین گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ بہی ٹہیک نہین آتا پہر فرمایا جسکو یہہ خیال ہو کہ علم سیکہنی کی مجکو حاجت نہین تو وہ

علی نفسه وکان سبب انفراده علی ما ذکر فی مناقب الکردری انه مرض مرضا شدیدا فعاده الامام فقال لقد کنت

اپنی جان کو رووی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہونیکا موافق مذکور مناقب کردری کی یہہ ہی کہ وہ سخت بیمار ہوئی امام اونکی عیادت کو گئی اور فرمایا مجکو تجہ سی امید تہی

اؤملک بعدی للمسلمین ولئن اصبت لیموتن علم کثیر فلما برأ اعجب بنفسه وعقد مجلس الامالی ولم یتفطن ان فی قول

کہ میری بعد مسلمانون کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم جاوینگی پہر جب وہ اچہی ہو گئی تو اپنی دلمین خوش ہوئی اور مدرسہ تیار کیا اور یہہ نہ سمجہی کہ امام کا

الامام لقد کنت اؤملک بعدی للمسلمین اشارة الی ان المتعلم لا ینبغی له ان یستبد بنفسه فی زمن استاذه بلا اذن

مجکو امید تہی کہ میری بعد مسلمانون کا بیشک رئیس اور پیشوا ہوتا اشارہ ہی کہ شاگرد کو نہین چاہئی کہ اپنی آپ اوستاد کی سامنی بی اذن مستقل ہو جاوی

منه ثم لما علم قصوره ترک مجلسه وعاد الی ابی حنیفة واشتغل بالتعلم منه قال ابن المبارک لا یزال المرء عالما ما

پہر اونکو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس تو تیار چہوڑی اور امام ابو حنیفہ کی پاس آکر پڑہنا شروع کیا ابن المبارک کہتی ہین کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہی

طلب العلم فاذا ظن انه علم فقد جهل وقال الامام الغزالی فی الاحیاء کل متعلم استبقی لنفسه رأیا واختیارا وراء اختیار

جبتک علم طلب کرتا ہی پہر جب یہہ خیال بندہا کہ مین سیکہہ چکا تو اب جاہل ہوا اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین جو شاگرد اپنی کوئی رای تجویز کر کر علاوہ

المعلم فاحکم علیه بالخسران

المجلس الثامن والثمانون فی بیان افضل الاعمال الحب فی الله والبغض

اوستاد کی رای کی پسند کری تو اوسکو خاسر سمجہ لو اٹہاسی مجلس افضل اعمال کی بیان مین کہ محبت برای خدا اور بغض برای خدا ہی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الاعمال الحب فی الله والبغض فی الله هذا الحدیث من حسان المصابیح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اچہی سی اچہا عمل للہ دوستی اور للہ دشمنی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین

رواه ابو ذر وفیه اشارة الی ان المؤمن لا بد له ان یکون له اصدقاء یحبهم فی الله تعالی واعداء یبغضهم فی الله

ابو ذر کی روایت سی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ مؤمن کی لئی بالضرور بعضی دوست ہوا کرین کہ برای خدا انکو محبوب رکہا کری اور بعضی دشمن کہ برای خدا

فانه اذا احب احدا لکونه مطیعا لله تعالی فلا بد له ان یبغضه عند کونه عاصیا لله تعالی لان من یکون محبوبا بالسبب

اونکو مبغوض رکہا کری بیشک اگر کسیکو اللہ کا فرمان بردار دیکہہ کر محبوب رکہیگا تو پہر بالضرور اوسکو مبغوض رکہیگا جب وہ اللہ کی نافرمانی کریگا اسلئی کہ جو شخص کسی سبب سی

فبالضرورة يكون مبغوضا لضده وهو مطرد في الحب والبغض لكن كل واحد منهما دفين في القلب انما يترشح

محبوب ہوجاتا ہی تو بالضرور اوسکا خلاف کرنیسے مبغوض ہوجاویگا اور آدمی محبت اور بغض مین یکسان ہوتا ہی لیکن حب اور بغض دونو اوسکی دلمین گڑی ہوتی

عند الغلبة اذ عند غلبة الحب يظهر افعال المحبين من المقاربة والموافقة ويسمى موالاة وعند غلبة البغض

اور غلبہ کی حالت مین ظاہر ہوجاتی ہین سلئی کہ محبت کی غلبہ مین دوستون کی سی افعال ہونی لگتی ہین مقاربت اور موافقت اسہی کو دوستی کہتی ہین اور بغض کی حالت مین

يظهر افعال المبغضين من المباعدة والمخالفة ويسمى معاداة فان قيل باى طريق يمكن اظهار البغض فالجواب

عداوت کی سی افعال ہونی لگتی ہین دوری اور مخالفت اسیکا نام دشمنی ہی اگر کوئی پوچھی بغض کو کسطور پر ظاہر کری تو جواب یہہ ہی

ان اظهاره لا يخلو اما ان يكون في القول او في الفعل اما في القول فيكون تارة بكف اللسان عن مكالمته ومحادثته

کہ بغض کا اظہار دو حال سی خالی نہین یا تو گفتگو مین ہوگا یا کاربار مین گفتگو مین تو بعضی وقت اوسکی ساتھ بولنی اور باتچیت سی رکنا

وتارة بتغليظ القول عليه واما في الفعل فيكون تارة بقطع السعي في اعانته وتارة بالسعي في اساءته وافساد اربه

اور کبھی سخت بولنا اور کاربار مین کبھی تو اوسکی امداد مین تندہی نکرنی اور کبھی اوسکی بگاڑ کی اور اوسکا مقصد خراب کرنی کی سعی

فيما يفسد عليه طريق المعصية لا فيما لا يؤثر فيه وهذا اذا صدر عنه المعصية على طريق القصد كبيرة كانت او

اسطور کہ اوسکی لیئی طریقہ معصیت کا باقی نرہی نہ ایسا افساد کہ طریق معصیت مین اثر نکری اور یہہ اوس صورت مین ہی کہ معصیت قصداً کرتا ہو کبیرہ ہو یا

صغيرة واما ما جرى مجرى الهفوة التي يعلم انه نادم عليها غير مصر عليها فالاولى فيه الاغماض والستر لا سيما اذا كانت

صغیرہ اور جو گناہ کہ قایم مقام لغزش کی ہو کہ معلوم ہوتا ہو وہ اسپر شرمندہ ہی اصرار نہین کرتا تو اسمین اولی یہہ ہی کہ چشم پوشی اور پردہ پوشی کری خاص کر اوس

معصية بالجناية على حقك وحق من يتعلق بك فعدم الاعتراض حسن لان العفو عمن ظلمك واساء اليك

کہ وہ معصیت تیری حق مین یا تیری کسی متعلق کی حق مین ظلم ہو تو اب اوسکی دریی نہ ہونا اچھی ہی کیونکہ درگذر کرنا ایسی سی جو تجہہ پر ظلم کری اور تیری ساتھہ برائی

من اخلاق الصديقين واما من ظلم غيرك وعصى الله تعالى به فعدم الاعتراض عنه احسان اليه فلا يحسن الاحسان

کری صدیقین کی عادت ہی اور جو شخص اوسپر ظلم اور اللہ کی نافرمانی کری تو باز پرس نکرنا اوسپر احسان ہی سو ایسی پر احسان کرنا اچھا نہین ہی

اليه لان الاحسان اليه اساءة الى المظلوم وحق المظلوم اولى بالمراعاة وتقوية قلبه بالاعراض عن الظالم احب

کیونکہ اسپر احسان کرنا مظلوم کی حق مین برا ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل ظالم سی اعراض کرکر قوی کرنا

الى الله تعالى من تقوية قلب الظالم وقد اتفق السلف على اظهار البغض والعداوة للظلمة والمبتدعة وكل من عصى الله

اللہ تعالی کو ظالم کی تقویت سی زیادہ تر محبوب ہی اور متقدمین سب متفق ہین کہ ظالم اور بدعتیون کی ساتھہ اور اور جو کوئی خدا کی ایسی نافرمانی کرتا ہو

بمعصية متعدية منه الى غيره واما من عصى الله تعالى في حق نفسه فقد اختلفوا فيه فمنهم من نظر اليه بنظر

کہ اوسکا اثر غیر تک پہنچی اوسکی ساتھہ بغض اور عداوت ظاہر کیا کری اور رہا وہ شخص کہ گناہ کا وبال صرف اپنی جان پر لیتا ہی تو اسمین اختلاف ہی سو بعضی تو اوسکی طرف بنظر

الرحمة ولم يعرض عنه ومنهم من شدد الانكار عليه واختار المهاجرة عنه لقوله تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله

رحمت دیکھتی ہین بیزار نہین ہوتی اور بعضی اوسپر بہت تشدد کرکر اوس سی مہاجرت اختیار کرتی ہین بدلیل اس آیت کی تو ندیکھیگا کوئی لوگ جو یقین رکھتی ہون اللہ

واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا اباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم فدلت الآية على ان

اور پچھلی دن پر پھر دوستی کرین ایسون سی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی اور گرچہ وہ اپنی باپ ہون یا اپنی بیٹی یا اپنی بہائی یا اپنی گہرانی کی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی

من يرتكب المعاصي والمنكرات يجب هجره ولو كان من الاقرباء ويكون هذا الهجر على وجه العقوبة والتاديب

کہ جو شخص معاصی اور منکرات پر عمل کرتا ہی اوسی الگ رہنا واجب ہی اگرچہ سگا سو دہرا ہووی اور یہہ چھوٹ جہٹا و بطور سزا اور تادیب کی

بمنزلة التعزير واما النظر اليه بنظر الرحمة فيفضي الى المداهنة لان اكثر البواعث على الاعضاد على المعاصي المداهنة

بجای تعزیر کی ہوتی ہی اور اوسکی طرف نظر رحمت سی دیکھنا دین مین سستی پیدا کرتا ہی اسلئی کہ اکثر اسباب گناہ کی امداد کی یہہ ہی ہین مداہنت

ومراعاة القلوب والخوف من نفرتها ووحشتها فيظن الغبي الاحمق انه ينظر اليه بنظر الرحمة ومحك ذلك انه ان
اور دلداری کرنی اور نفرت اور وحشت سے خوف کرنا اب احمق نافہم یہہ خیال کرتا ہی کہ میری طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہی اور اسکا امتحان یہہ ہی کہ اگر
كان يترحم عليه عند جنايته على حقه ويقول هذا شئ قد قدر له فكيف لا يفعله والقدر لا ينفع منه الحذر
یہہ حال ہوتا کہ اوسپر اپنی حق مین تعدی کرنی سے رحمت کرکر یہہ کہتا کہ تقدیر سے یون ہی ہونا تہا یہہ کیونکر نہ کرتا اور تقدیر سے نہین بہاگا جاتا
يصح له ان يترحم عليه عند جنايته على حق الله تعالى وان كان يغتاظ عليه عند جنايته على حقه ويترحم عليه
تو مضائقہ نہین کہ اوسپر حقوق الہی مین تعدی کرنی پر رحم کرے اور اگر اپنی حق تلفی پر غیظ و غضب کرتا ہی اور اللہ تعالی کی گناہ پر
عند جنايته على حق الله تعالى فهو مداهن مغرور بكيد الشيطان فان قيل العصاة والفساق على مراتب
رحمت کرتا ہی تو یہہ ضعیف الایمان شیطان کی مکر مین پہنسا ہوا ہی اور اگر کوئی پوچہی گنہگار اور فاسق مختلف
مختلفة فهل يسلك في جميعهم مسلكا واحدا ام لا فالجواب ان المخالف لامر الله تعالى لا يخلو اما ان يكون في اعتقاده
درجے کی ہوتی ہین پہر کیا سب کی ساتہہ ایک ہی طریقہ برتی یا نہین تو جواب یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی حکم کا مخالف دو حال سے خالی نہین ہی یا تو اعتقاد مین ہی
او في عمله والمخالف في الاعتقاد ثلثة اقسام الاول الكافر وهو ان كان حربيا يستحق القتل والاسترقاق وان كان
یا عمل مین ہی اور جو اعتقاد مین مخالف ہی تین قسم پر ہی اول تو کافر اور کافر اگر حربی ہی تو لایق قتل اور غلام بنانی کی ہی اور اگر
ذميا لا يجوز ايذاؤه الا بالاعراض عنه والكف عن مخالطته ومعاملته ويكره كراهة شديدة تكاد تنتهي الى
ذمی ہی تو اوسکا ستانا جایز نہین ہی مگر کم توجہی سے اور مخالطت اور معاملہ ترک کرنی سے اور سخت مکروہ ہی بلکہ قریب حرام کی ذمی کی
التحريم الانبساط معه والاسترسال اليه كالاسترسال الى الاصدقاء والثاني المبتدع الذي يدعو الى بدعته فان
ساتہہ خوشیان منانی اور تحفہ بہیجنا جیسے دوستون کو بہیجا کرتی ہین اور دوسرا بدعتی جو اور کو بدعت سکہا دے بیشک
بدعته ان كانت بحيث يكفر بها فامره اشد من الذمي لانه لا يقر بجزية ولا يسامح بعقد الذمة وان كانت مما
اوسکی بدعت اگر ایسی ہی کہ اوس سے کافر ہو جاتا ہی تو اوسکا حال ذمی سے بدتر ہی اسلئے کہ بدعتی نہ اقرار جزیہ کا کرتا ہی اور نہ پروا ذمی ہونی کی کرتا ہی اور اگر بدعت
لا يكفر بها فامره بينه وبين الله تعالى اخف من امر الكافر لا محالة الا ان الانكار عليه اشد منه على الكافر لان شر
ایسی نہین ہی جو کافر کردے تو اوسکا معاملہ اللہ سے بہ نسبت کافر کی بہت سہل ہی مگر اتنا ہی کہ بدعتی سے متارکت بہ نسبت کافر کی زیادہ کرنی چاہئے اسلئے کہ کافر
الكافر غير متعد لان المسلمين لا يلتفتون اليه ولا يقبلون قوله لكونه كافرا واما المبتدع الذي يدعو الى بدعته و
کا کفر اوروں مین اثر نہین کرتا کیونکہ مسلمان ادہر متوجہ نہین ہوتی اور کافر سمجہہ کر نہ اوسکا کہا مانتی ہین اور رہا بدعتی جو اوروں کو بدعت سکہا دے اور
يزعم ان ما يدعو اليه حق فهو سبب لغواية الخلق فشره متعد فالاستحباب في اظهار بغضه ومعاداته والانقطاع
کہے جو مین کہتا ہون حق ہی سو یہہ شخص خلقت کو گمراہ کر دیگا اسکی بدی بڑہنی والی ہی ایسے سے بغض اور عداوت ظاہر کرنی اور اوسکو ترک کرنا
عنه والتشنيع عليه ببدعته وتنفير الناس عنه وان سلم في ملا فترك الجواب اولى تنفيرا للناس عنه وتقبيحا لبدعته
اور بدعت مین اوسکی شناعت کرنی اور لوگون کو اوس سے متنفر کرنا مستحب ہی اور اگر مجمع مین سلام کرے تو جواب نہ دینا بہتر ہی تا لوگون کو نفرت اور بدعت کی برائی ظاہر ہو
لان جواب السلام وان كان واجبا لكن يسقط بادنى غرض وغرض الزجر عن البدعة اهم والثالث المبتدع العامي الذي
اسلئے کہ سلام کا جواب اگرچہ واجب ہی پر ادنی غرض سے ساقط ہو جاتا ہی اور بدعت کی ممانعت تو بڑی ضروری غرض ہی اور تیسرا اکیلا بدعتی جو
لا يقدر على الدعوة فالاولى ان لا يفاتح بالتغليظ والاهانة بل ينبغي ان يتلطف به في النصح لان قلوب العوام سريعة
اور کو نہین سکہا سکتا تو بہتر یہہ ہی کہ پہلی ہی اوسکی تغلیظ اور اہانت نکرین بلکہ یون چاہئے کہ اوسکو نرمی سے نصیحت کرین کیونکہ عوام کی دل جلد
التقلب فان لم ينفع النصح وكان في الاعراض عنه تقبيح لبدعته في عينه يتاكد الاستحباب في الاعراض عنه لان
پلٹ جاتی ہین پہر اگر نصیحت نہ مانی اور اوسکی نظر مین کم توجہی سے بدعت کی اہانت ہوتی ہو تو اب اودہر متوجہ نہونا زیادہ تر مستحب ہی اسواسطے

البدعة اذا لم یبالغ فی تقبیحها تشیع بین الخلق ویعم فسادها ولذلک قال الشیخ علاء الدین السمنانی رحمه الله لمسلم

کہ بدعت کو اگر خوب برا نہ کہیں تو خلقت میں مروج ہو اور اوسکا فساد پھیل جاتا ہے اور اسی لئے شیخ علاء الدین سمنانی نے کہا ہے کہ مسلمان کو لائق ہے

اذا رای رجلا یتعاطی شیئا من الاهواء والبدع ویتهاون بشیء من السنن ان یهجره ویتبرأ منه ویترکه حیا ومیتا ولا

اگر جب کسیکو کچھ معاملہ ہوا و ہوس اور بدعت کا کرتا دیکھے یا کسی سنت میں سستی کرتا پاوے تو اوس سے الگ رہے اور بیزار ہو جاوے اور جیتا مرتا سب چھوڑ دے

یسلم علیه اذا لقیه ولا یجیبه اذا ابتدأ بالسلام علیه الی ان یترک بدعته ویرجع الی الحق وان مات لا یشیع جنا

اور جب ملے تو سلام نکرے اور اگر وہ سلام کرے تو اوسکا جواب نہ دے یہاں تک کہ بدعت سے باز آوے اور حق کی طرف متوجہ ہووے اور اگر وہ مر جاوے تو جنازہ کی

والنهی عن الهجران فوق ثلث لیال انما هو فیما یقع بین الرجلین من جهة التقصیر فی حقوق الصحبة والعشرة

اور ممانعت ہجران تین دن سے زیادہ کی جو آئی ہے تو اوس صورت میں ہے کہ دو شخصوں میں بسبب کچھ ادائے حقوق ملاقات اور حق عشرت کی ہو جاوے

دون ما کان فی حق الدین فان هجران اهل الاهواء والبدع دائم الی ان یتوبوا فقد مضت الصحابة والتابعون و

اوس میں نہیں جو واسطے حق دین کی ہو بیشک مفارقت اہل ہوا اور بدعتیوں کی ہمیشہ کو ہے یہاں تک کہ توبہ کریں بیشک تمام صحابہ اور تابعین اور

اتباعهم وعلماء السنة علی هذا مجمعین متفقین علی معاداة اهل البدعة وهجرانهم وعن سهل فی تفسیر قوله تعالی

تبع تابعین اور علماء اہل سنت اس حکم پر مجتمع اور متفق ہو چکے ہیں کہ اہل بدعت سے دشمنی کرنی چاہیے اور انکو چھوڑنا چاہیے اور سہل سے اوس آیت کی تفسیر میں

لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله انه قال من صحح ایمانه واخلص توحیده فانه لا

آیا ہے تو نہ دیکھیگا کوئی لوگ جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور پچھلے دن پر پھر دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کی اور اوسکے رسول کی کہ کہا جسنے اپنا ایمان صحیح کیا اور

یجالس مبتدعا ولا یواکله بل یظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلب الله تعالی عنه

تو وہ بدعتی کی ساتھ نہ بیٹھے اور نہ اوسکے ساتھ کھاوے بلکہ اپنی طرف سے اوسکی حق میں دشمنی اور بغض ظاہر کرے اور جسنے بدعتی کی ساتھ مداہنت کی تو اللہ تعالی اوس سے

حلاوة الیقین ومن اجاب الی مبتدع لطلب العز والغنی فی الدنیا اذله الله تعالی بذلک العز وافقره بذلک الغنی

حلاوت یقین کی لے لیتا ہے اور جسنے بدعتی کو واسطے تلاش عزت اور تونگری دنیا کی مقبول رکھا اللہ تعالی اوسکو اوس عزت میں خوار اور اوس تونگری میں مفلس کریگا

ومن ضحک فی وجه مبتدع ینزع الله تعالی نور الایمان من قلبه وعن الثوری من سمع من مبتدع لم ینفعه الله تعالی

اور جو شخص بدعتی کو دیکھکر خوش ہوتا ہے تو اللہ تعالی ایمان کا نور اوسکی دل میں سے نکال لیتا ہے اور ثوری سے روایت ہے جسنے بدعتی کی بات سنی تو اللہ تعالی اوس بات سے

بما سمع ومن صافحه فقد نقض عروة الاسلام وعن فضیل من احب صاحب بدعة احبط الله تعالی عمله واخرج نور الاسلام

فائدہ نہیں دیتا اور جو اوس سے مصافحہ کرتا ہے تو توڑ دیتا ہے بند اسلام کا اور فضیل سے روایت ہے جو بدعتی کو دوست رکھے اللہ تعالی اوسکی اعمال حبط کرتا ہے اور اسلام کا نور

من قلبه وعنه من جلس مع صاحب بدعة فاحذروه وعنه اذا رایت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا اخر وقال الفضیل

اوسکی دل سے نکال دیتا ہے اور اوسی سے روایت ہے جو شخص بدعتی کا ہمنشین ہو تو اوس سے بچو اور اوسی سے روایت ہے اگر تو بدعتی کو کسی راہ میں دیکھے تو اور راہ اختیار کر اور فضیل

من زار صاحب بدعة خرج نور الایمان من قلبه واما العاصی بفعله وعمله لا باعتقاده فهو الذی یفسق فی نفسه بشرب

کہتے ہیں جو شخص بدعتی سے ملنے گیا تو ایمان کا نور اوسکی دل میں سے نکل جاتا ہے اور گنہگار فعل اور عمل میں بدون اعتقاد کے سو وہ ہے جو آپ اپنی ذات سے بدکار ہے شراب

الخمر او ترک الواجب او مقارفة محظور یخصه ولا یتعدی منه الی غیره فانه ان صودف وقت مباشرة المنکر یجب منعه

پیکر یا کوئی واجب ترک کر کر یا امر محظور کو چھوڑ کر جو اوسکی ساتھ خاص ہو اور وہ فسق اور میں اثر نکرتا ہو سو ایسے شخصکو اگر عین اوس عمل منکر میں پاویں تو اوسکی ممانعت واجب ہے

بما یمتنع منه ولو بالضرب او بالقتل عند القدرة لکون النهی عن المنکر واجبا ووجوبه لا یختص بالولاة بل یجب

جسطور منع کیا جاوے اگرچہ مار پیٹ سے یا قتل سے اگر قدرت ہو کیونکہ ممانعت امر منکر کی واجب ہے اور منکر کی ممانعت کچھ نری حاکم پر واجب نہیں ہے بلکہ

لکل واحد من احاد الرعیة اقامته بالقول والفعل علی حسب استطاعته سواء کان حرا وعبدا او امراة لکن ینبغی

عوام رعایا میں سے ہر ہر شخصکو ضرور ہے کہ ممانعت کرے زبان سے اور ہاتھ سے موافق طاقت کی برابر ہے کہ حر ہو یا غلام یا عورت لیکن چاہیے

ان یکون بالتدریج من الاغلظ الی الاغلظ بحسب حال المنکر کما ذکر فی المحیط ان من رای غیره مکشوف الرکبة

کستدریج کی ساتھ ہو دیکھا پہلی کچھ سختی پھر زیادہ سختی معصیت کی حال کی موافق چنانچہ محیط مین مذکور ہی کہ جسنی کسیکو گھٹنا کھولی ہوئی دیکھا

ینکر علیه برفق ولا ینازعه ان لج وفی الفخذ ینکر علیه بعنف ولا یضربه ان لج وفی السوأة یضربه وان لج یقتله

تو نرمی سی منع کردی اور بہی جھگڑا نکری اگر وہ اصرار کری اور ران کہلی ہوئی مین سختی سی منع کری اور مارے نہین اگر وہ درشتی کری اور شرمگاہ مین اوسکو ماری اور اگر درشتی کری تو قتل

وهکذا الحکم فی سائر المنکرات عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة ینبغی له ان یکون حزینا مغتما اذ

اور تمام معاصیٖ مین بروقت طاقت کی یہی حکم ہی اور بی طاقتی کی حالت مین چاہیی کہ دل سی بیزار اور غمناک ہووی اسلئی

قد ورد فی الحدیث انه علیه السلام قال یاتی علی الناس زمان یذوب قلب المؤمن فیه کما یذوب الملح فی الماء لکثرة ما

کہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہی کہ مؤمن کا دل ایسا گھل جاویگا جیسی نمک پانی مین گھل جاتا ہی معاصی کی کثرت

یری من المنکرات ولا یقدر علی دفعها وروی عن ابی هریرة ان رجلا یتعلق برجل یوم القیامة وهو لا یعرفه فیقول له

جو دیکھیگا اور منع کرنی کی قدرت نہو گی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ ایک شخص قیامت کی دن کسیکا دامن گیر ہوگا اور وہ اوسکو نہ پہچانتا ہوگا کہیگا تو

مالك تتعلق بی وما رایتك قط فیقول بلی قد رایتنی یوما علی منکر فلم تغیره فهذا امر خطر قلما یقع السلامة منه اذ نظر

مجھسی کیون لپٹتا ہی مین نی مجھکو کبھی نہین دیکھا وہ کہیگا ہان تو نی مجھکو ایکدن معصیت پر دیکھا پر منع نہین کیا اب یہہ بات بڑی مشکل ہی اس سی نہین بچا جاتا کیونکہ

فی کل حین وزمان کثیر من المنکرات فلا تغیر بل یقع السکوت عنها لاستیناس النفوس بها ولهذا قال بعض العلماء والله

ہر وقت دمبدم بہتیری منکرات عمل مین آتی ہین اور کچھہ روک نہین بلکہ چپ رہنا پڑتا ہی کیونکہ معاصی دلون مین مانوس ہو گئی ہین اسلئی بعضی علما کا قول

ما ابالی بکثرة المنکرات والبدع وانما ابالی واخاف من تانیس القلوب بها لان الاشیاء اذا توالت مباشرتها انستها النفس

ہی مجھکو منکرات اور بدعت کی کثرت کا کچھ خوف نہین مجھکو تو بڑا خوف یہہ ہی کہ دلین محبوب نہو جاوین کیونکہ جو چیزین بار بار عمل مین آتی ہین تو نفس کو محبوب ہو جاتی

والنفس اذا انست شیئا قل ان تتاثر له ویوضحه الحدیث الوارد فی تغییر المنکر وهو ما روی عن ابی سعید انه

اور نفس کو جو چیز محبوب ہوتی ہی تو کم چھوڑتا ہی اسکی تفصیل وہ حدیث ہی جو تغیر منکرات مین آئی ہی ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی

علیه السلام قال من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذلك

علیه السلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی منکر دیکھی تو لازم ہی کہ ہاتھ سی روکی اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر طاقت نہو تو دل سی اور یہہ

اضعف الایمان فانه علیه السلام اخبر فی هذا الحدیث ان التغییر بالقلب اضعف الایمان وهو ما یجده المؤمن

ضعیف ایمان ہی بیشک نبی علیه السلام نی اس حدیث میں یہہ خبر دی ہی کہ دل سی بیزار ہونا ضعیف ایمان ہی یعنی مؤمن جو اپنی دل مین اوس کام کی

فی قلبه من البغض لذلك الفعل المرئی وانزعاجه وقلعه وهو فی الغالب انما یحصل فیما یبدر وقوعه واما

مشاہدہ سی بغض اور اوسکا اوکھاڑنا اور دفع کرا پاتا ہی اور ایسی حالت دلی اغلب اوس کام مین ہوتی ہی جو گاہی گاہی ہوتا ہی اور

الاشیاء التی تشاهد فی کل حین وزمان فتستانسها النفس فلا یوجد فی القلب القلق والانزعاج الذی هو اضعف

جو کام ہر وقت اور ہر لحظہ دیکھنی مین آتی ہین سو نفس سی مانوس ہو جاتی ہین پھر اوسکا کچھ قلق اور دفعیہ کہ وہ اضعف الایمان ہی

الایمان واذا لم یوجد فی القلب اضعف الایمان فماذا یرجی ان یوجد فیه ویزیده ایضاحا ما ذکر فی قوت القلوب

وہ بہی دلمین نہین رہتا اور جب دلمین اضعف الایمان بہی نہوا تو پہر کیا توقع باقی رہ گئی اور اسکی بڑی تفصیل تو وہ ہی جو قوت القلوب مین مذکور ہی

ان الحسن البصری قال اول بدعة رایت بلت الدم ثم بعد ذلك بلت اصفر ثم عاد الامر الی العادة فانه لقوة ایمانه

کہ حسن بصری نی کہا پہلی پہل بدعت جو مین نی دیکھی تو لہو موتا پہر اوسکی بعد زرد پیشاب آیا پہر اسکی عادت پڑ گئی کیونکہ اونکو بسبب قوت ایمان

وورعه لما لم یعهده قوی انزعاجه حتی تغیر مزاجه وظهر اثره فی مائه فان مزاج الانسان اذا تغیر یظهر اثره فی مائه

بدعت خلاف عادت دیکھہ کر بہت غصہ آیا ایسا کہ اونکا مزاج متغیر ہو کر اوسکا اثر پیشاب مین ظاہر ہو گیا کیونکہ آدمی کا مزاج جب بدلتا ہی تو اوسکا اثر پیشاب

الاثری

الا ترى ان الاطباء يستدلون على داء المريض من مائه فلما استمر ذلك البدعة ولم يقدر على تغييرها تغير
کیا نہیں جانتا کہ طبیب لوگ دکہیا کی مرض پر پیشاب سی استدلال کرتی ہین پہر جب بدعت قرار پکڑ گئی اور روک کی قدرت نہیں ہوئی
ذلك الانزعاج الاول لاستيناس النفس بها وبقي عنده من الانزعاج قدر ما يلزمه من التغيير بالقلب لان الانكار
تو پہلی مدافعت دلی بدل گئی کیونکہ نفس کو چندان اجنبی نہ معلوم ہوئی اور دل مین اوسکی مدافعت کا خیال جتنا باقی رہگیا ویسا ہی دل مین تغیر ہوا اسواسطی کہ دل کا
بالقلب لا يسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع يمنع منه ولا يقتصر عليه الا هو ضعيف الايمان سواء استطاع
انکار کسیطرح نہین جاتا اسلئی کہ اسکا کوئی مانع نہین ہوتا اور اتنی پر اکتفا وہ ہی کرتا ہی جو ضعیف الایمان ہووی برابر ہی کہ انکار
الانكار باليد واللسان او لم يستطع لكن عند عدم الاستطاعة يسقط عنه الاثم ويبقى مع ضعف الايمان
ہاتہہ سی اور زبان سی کر سکتا ہو یا نکر سکتا ہو لیکن بیمقدوری کی حالت مین گناہ نہین ہوتا ایمان مین ضعف بدستور رہتا ہی
فان المنكر اذا كثر ولم يقدر المؤمن على منعه وسكت ولم يتكلم بشئ لا ياثم لان التكاليف بقدر الوسع لما قال
بیشک معصیت جب کثرت سی ہوئی لگین اور مؤمن کو ممانعت پر قدرت نہو اور وہ چپ ہو کر کچہہ نہ کہی تو گنہگار نہین ہوتا اسلئی کہ تکلیف موافق طاقت
الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها المجلس التاسع والثمانون في بيان متابعة الرسول في الامر
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر جو کچہہ اوسکی طاقت ہو نواسی مجلس اس بیان مین کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور نہی مین لازم ہی اسمین مخالفت
والنهي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا منه ما استطعتم
جایز نہین ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو تمکو مین منع کرون تو اوس سی پرہیز کرو اور جو تمکو حکم کرون تو اوسکو جہان تک ہو سکی عمل مین لاؤ
فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم واختلافهم على انبيائهم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه
کیونکہ تمسی پہلی امتین اسی سی تباہ ہو گئین کہ اپنی انبیاء سی پوچہہ پوچہہ کر خلاف کرتی رہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی
ابو هريرة والخطاب فيه خطاب مشافهة والخطاب بالمشافهة مختص بالموجودين الحاضرين في ذلك الوقت وتناوله
روایت سی اور اسمین خطاب جو ہی تو خطاب آمنا سامنی کا ہی اور آمنا سامنی کا خطاب اونپر ہوتا ہی جو اوسوقت مین موجود اور حاضر ہوتی ہین
لغيرهم ممن يكون بعدهم او من يوجد بعدهم الى يوم القيمة فليس بطريق الحقيقة بل اما بطريق تغليب الفريق
اور اونکی حق مین جو اونکی سوای غائب ہوتی ہین اور جو اونکی بعد قیامت تک پیدا ہونگی بطور حقیقت کی نہین ہوتا بلکہ اونپر یا تو بطور تغلیب فریق
الاول على الثاني او بطريق تعميم حكمه بدليل خارجي فان الاجماع منعقد على ان اخر هذه الامة مكلف
اول کی ثانی پر یا اوس حکم کو کسی دلیل خارجی سی عام کر دینی سی ہوتا ہی کیونکہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہی کہ اس امت کی آخر پر بہی وہ ہی حکم ہی
بما كلف به اولها كما يشير اليه قوله عليه السلام الحلال ما جرى على لساني الى يوم القيمة والحرام ما جرى على
جو اول پر تہا چنانچہ اسحدیث مین یہہ ہی اشارہ ہی قیامت تک حلال ہی جو میری زبان پر آچکا ہی اور قیامت تک حرام ہی جو میری زبان پر
لساني الى يوم القيمة ثم ان الحديث المذكور سابقا من جوامع الكلم التي اوتيها النبي عليه السلام وهو قاعدة عظيمة
آچکا ہی پہر وہ حدیث جو سابق مین مذکور ہوئی گویا جوامع الکلم ہی جو نبی علیہ السلام کو ملا ہی اور وہ اسلام کی قواعد مین سی
من قواعد الاسلام اذ عليه يدور جملة الاحكام التي هو الوجوب والندب والحرمة والكراهة والاباحة لان
بڑا قاعدہ ہی اسواسطی کہ جملہ احکام یعنی وجوب اور مستحب اور حرمت اور کراہت اور اباحت کا وہ ہی مدار ہی کیونکہ
النهي يتناول الحرمة والكراهة كما يتناول الامر ما عداهما فيكون الحديث موافقا لقوله تعالى فاتقوا الله ما
نہی مین حرمت اور کراہت داخل ہی جیسی امر مین ان دونو کی سوا داخل ہین سو یہہ حدیث موافق اس آیت کی ہی سو ڈرو اللہ سی
استطعتم لان التقوى وان كانت عبارة عن اجتناب جميع المنهيات واتيان جميع المامورات الا انها مقيدة
جہان تک سکو اسلئی کہ تقوی اگرچہ تمام منہیات سی اجتناب اور تمام مامورات پر عمل کرنیکو کہتی ہین مگر اتنی ہی کہ استطاعت کی قید

بالاستطاعة وأما قوله تعالى اتقوا الله حق تقاته فالصحيح الصواب الذي جزم به المحققون ان قوله تعالى فاتقوا الله

لگادی ہی اور یہہ آیت ڈرتی رہو اللہ سی جیسا چاہی تو صحیح صواب جو مختار محقق لوگوں کا ہی یہہ ہی کہ یہہ آیت سو ڈرو اللہ سی

ما استطعتم مفسر له ومبين للمراد به لانه تعالى لم يكلف عباده الا بالمستطاع حتى قال لا يكلف الله نفسا الا وسعها

جہاں تک سکو اوسکی تفسیر ہی اور اوس سی جو مراد ہی کہولدیتی ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اپنی بندوں کو طاقت سی زیادہ کی تکلیف نہیں دی ہی یہاں تک کہ فرمادیا

وقال في آية اخرى وما جعل عليكم في الدين من حرج ثم ان النهي في قوله عليه السلام ما نهيتكم عنه فاجتنبوه

مگر جو اوسکی گنجایش ہو یہ آیت میں فرمایا ہی اور نہیں رکہی تمپر دین میں کچھہ مشکل پہر نہی جو اس حدیث میں ہی کہ جو میں تمکو منع کروں تو اوس سی پرہیز کرو

يقتضي ترك جميع ما نهي عنه مطلقا اذ لا يحصل الامتثال الا بذلك بخلاف الامر في قوله عليه السلام وما امرتكم

یہہ ہی تقاضا کرتی ہی کہ تمام منہیات مطلقا عمل میں نہ آوین کیونکہ بدون اسکی اطاعت نہیں ہوتی برخلاف امر کی اس حدیث میں اور جو میں تمکو امر کروں

به فافعلوا منه ما استطعتم فانه لا يقتضي الا الاتيان بما يقدر عليه ثم ان من كان مريضا اذ لو يقدر على القيام في الصلوة

تو جسقدر تمسی ہوسکی وہ کرو اس سی عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کی لازم آتا ہی جیسی کوئی بیمار ہو اگر نماز میں کہڑا نہیں ہوسکتا تو بیٹھہ کر پڑھ لی

يصلي قاعدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايماء قاعدا ويجعل سجوده اخفض من ركوعه

رکوع اور سجود ادا کری اور اگر رکوع اور سجود بہی نہیں ادا کرسکتا تو بیٹھہ کر اشارہ سی پڑھ لی اور سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی زیادہ پست کری

ليتحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايماء مضطجعا او مستلقيا وكذا اذا كان راكبا على الدابة

تاکہ دونوں میں فرق رہی اور اگر بیٹھہ بہی نہیں سکتا تو اشارہ سی ادا کری کروٹ پر پڑا ہوا یا چت اور ایسی ہی اگر چوپایہ پر سوار ہو

وخاف عند النزول على نفسه او دابته من سبع او لص او كان في مطر شديد او طين يغيب وجهه فيه ولا يجد مكانا

اور اوترنی میں اپنی جان کا یا اوس سواری کا خوف کرتا ہو درندہ سی یا چور سی یا مینہہ کی رو پڑتی ہو یا ایسا کیچڑ گارا ہو کہ جسمین منہہ دہنس جاوی اور کوئی

جافا او كان عاجزا عن النزول والركوب لكبر سنه او ضعف مزاجه او كان دابته جموحا لا يمكنه الركوب بلا معين

خشک جگہہ نہ ملی یا سوار ایسی اوترنی میں عاجز ہو ماری بڑہاپی کی یا ناتوانی مزاج سی یا اوسکا گہوڑا بدکتا ہو کہ بدون مددگار کی نہیں چڑہ سکتا

او كانت القافلة في البادية تسير ويخاف على نفسه وثيابه لو نزل فانه يصلي على الدابة بالايماء كيف ما يمكنه وكذا المرأة

یا قافلہ جنگل میں چلا جاتا ہو اور اگر اوتری تو خوف ہی جان کا یا کپڑوں کا تو یہہ بہی سواری کی اوپر اشارہ سی جسطرح بن آوی پڑہ لی اور ایسی ہی عورت

اذا لم يكن لها محرم ولم تستطع النزول والركوب بنفسها تصلي على الدابة بالايماء فبذلك يحصل الامتثال في

جب اوسکی ساتھہ محرم نہو اور وہ اپنی آپ اوتر چڑہ نہ سکتی ہو تو دابہ کی اوپر اشارہ سی پڑھ لی ان تمام صورتوں میں اتنی ہی میں امتثال

جميع ذلك وكذلك لو لم يجد من الثياب ما يستر به عورته ومن الماء ما يغسل به اعضاء وضوئه مرة واحدة

ہوجاویگا اور ایسی ہی اگر اتنا کپڑا میسر نہو کہ عورت ڈہکہ سکی اور اتنا پانی نہ ملی کہ اعضاء وضوء کی ایک ایک بار دہو لی

او عجز عن استعمال الماء في بعض اعضائه في الوضوء والغسل او عن اتيان بعض اركان الصلوة او بعض شروطها

یا وضوء میں یا غسل میں بعض اعضاء پر پانی نہ لگا سکی یا کوئی رکن یا کوئی شرط نماز کی ادا نہ کرسکی

فباتيان الممكن يحصل الامتثال وقوله عليه السلام فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم مجا عليها

تو پہر جتنا ادا کرسکتا ہی وہ ہی پورا امتثال ہی اور یہہ ارشاد نبوی علیہ السلام کا کہ تمسی پہلوں کو کثرت کی بوجہا پاچہی نی ہلاک کردیا مسلم میں

في كتاب مسلم عن ابي هريرة فانه قال خطبنا رسول الله عليه السلام فقال يا ايها الناس قد فرض الله عليكم الحج

ابو ہریرہ رضی سی روایت ہی وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ہمکو خطبہ سنایا فرمایا ای لوگو بیشک اللہ نی تمپر حج فرض کردیا ہی

فحجوا فقال رجل اكل عام فسكت النبي عليه السلام حتى قالها ثلاثا فقال النبي عليه السلام لو قلت نعم لوجبت ثم

اسی حج کیا کرو ایک شخص نی عرض کیا کیا ہر سال پہر نبی علیہ السلام چپ ہو رہی یہاں تک کہ تین بار یہی کہا پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر میں یہہ کہدیتا کہ ہاں

قال النبي عليه السلام ذروني ما تركتكم فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم فاذا امرتكم

نبی علیہ السلام نے فرمایا مجھکو اسی پر رہنے دو جسپر میں نے تمکو چھوڑ رکھا ہے تمسے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں تو بہت پوچھا پاچھی کا اور اپنے انبیاء کی خلاف کرنے ہی سے ہلاک ہوئے ہیں

بشيء فاتوا منه ما استطعتم واذا نهيتكم عن شيء فدعوه فانه عليه السلام صار كانه قال اتركوني في مدة تركي

سو جب میں تمکو کوئی بات کہا کروں تو اوسکو جتنا تمسے ہو سکے کیا کرو اور جب منع کیا کروں کسی بات سے تو وہ چھوڑ دیا کرو اب نبی علیہ السلام نے گویا یہ فرمایا یوں ہی رہنے دیا کرو

اياكم من الامر بالشيء او النهي عنه ولا تلحوا علي في السؤال ولا تبالغوا في الاستقصاء والا يشدد عليكم كما شدد على

جبتک میں تمکو کسی بات کی امر میں یا ممانعت میں چھوڑی رکھوں اور خواہ مخواہ مجھسے سوال مت کیا کرو اور پورا کرنے میں حد سے بڑھا کرو اور نہیں تو تمپر ایسا تشدد ہوگا

بني اسرائيل حين وقع فيهم قتيل ولم يدروا من قتل وسالوا موسى النبي عليه السلام ان يبينه لهم فقال لهم موسى النبي عليه السلام

جیسے بنی اسرائیل پر تشدد ہوا تہا جب اونمیں ایک مردہ ملا اور اوسکا قاتل نہ معلوم ہوا پہر اونہوں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ ہمکو قاتل بتا دو سو موسی علیہ السلام نے

ان الله يامركم ان تذبحوا بقرة وتضربوه ببعضها فيحيى ويخبركم بقاتله فلما سمعوا منه هذا القول تعجبوا من بقرة

اونسے کہا کہ اللہ تعالی تمکو فرماتا ہے کہ ایک گای ذبح کرو اور اوسکا ایک ٹکڑا مردے سے لگا دو وہ زندہ ہوکر اپنا قاتل تمکو بتا دیگا جب اونہوں نے حضرت موسی سے یہہ بات سنی

ميتة يضرب ببعضها ميت فيحيى فيخبركم بقاتله فشرعوا في السؤال عن حالها صفتها وسنها ولونها حتى امروا بان يذبحوا بقرة على صفة

کہ مردہ گای کا گوشت مردہ سے لگائیں تو مردہ زندہ ہوکر اپنا قاتل کا نام تمکو بتاوے بس اب اونہوں نے گای کا حال اور قسم اور عمر اور رنگ پوچھنا شروع کیا آخر کو ایسی

لم توجد تلك الصفة الا في بقرة واحدة ولم يبعها صاحبها الا بملء جلدها ذهبا فاشتروها بذلك وذبحوها وضربوا

حکم ہوا کہ جیسی ایک ہی گای تہی اور اوسکی مالک نے بیچی تو اوسکا چمڑا سونے سے بہروا لیا پہر اوسی قیمت کو مول لیکر ذبح کی اور گوشت کا کچھ مردہ سے لگایا

القتيل ببعضها فحيي وسمى لهم قاتله فانهم في ابتداء الامر لو ذبحوا بقرة اية بقرة كانت لكانوا ممتثلين لامر الله تعالى

پہر مردہ زندہ ہوا اور قاتل کا نام بتایا اگر وہ پہلے حکم ہوتے ہی کوئی سی گای ذبح کر دیتے تو فرمان الہی ادا ہو جاتا پر وہ اپنی اوپر سختی لینے کو

لكنهم شددوا على انفسهم بالاستقصاء في السؤال فشدد الله تعالى عليهم وقد اشار النبي عليه السلام الى ذلك

سوال کئے گئے اللہ تعالی نے اونپر شدت کی اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اودہر ہی اشارہ کیا ہے

بقوله فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم وانما كان كثرة السؤال والاختلاف على الانبياء

کہ جو تمسے پہلے گذرے ہیں بہت سوال کرنے سے اور انبیاء علیہم السلام کا خلاف کرنے سے ہلاک ہوئے اور کثرت سوال اور انبیاء کا خلاف کرکر

سببا للهلاك لان الله تعالى انما بعثهم ليعلموا الناس ما يحتاجون اليه في دينهم ويبينوا ما فيه مصالح دنياهم واخرتهم

اسلئے ہلاک ہوگئے کہ اللہ تعالی نے انبیاء کو اسی لئے بہیجا ہے کہ لوگوں کو حاجت کی باتیں دین کی سکہاویں اور جس امر میں اونکی دنیا اور دین کا بہلا ہو جتلاویں

وجعل كلامهم امينا على مواضعه ولا يجوز لهم ان يسكتوا عند الحاجة او يتكلموا على خلاف المصلحة وكثرة السؤال

اور اللہ تعالی نے ہر ایک نبی کو امت کی کاروبار کا امین پیدا کیا ہے اونکو جائز نہیں ہے کہ حاجت کی وقت چپ رہیں یا برخلاف مصلحت کچھ کہہ اوٹھیں

على من كان شانه هذا والاختلاف عليه امارة عدم الثقة بقوله وعلامة سوء الظن به ولا شك ان سوء الظن

ایسے لوگوں سے بار بار سوال کرنا اور اونسے خلاف کرنا نشانی بے اعتمادی کی اونکی کہنے پر اور علامت بدگمانی کی ہے اور بلاشک نبی پر بدگمانی

بالنبي يوجب الهلاك وقد قال المشائخ من قال لاستاذه لم فهو لا يفلح ابدا فما ظنك بمن لا يتادب بين يدي الرسول

ہلاک کر دیتی ہے اور مشائخ کا قول ہے جو کوئی استاد کی سامنے کہے کیوں اوسکا کبہی بہلا نہیں ہوتا پہر تیرا کیا خیال ہے اوسکی حق میں جو رسول علیہ السلام کی سامنے

وجاوزه عن مقام التسليم والقبول ثم انه عليه السلام اشار بكثرة السؤال الى ان بعض السؤال لا يضر وهو ما كان

ادب نکرے اور تسلیم اور قبولیت کی مقام سے بڑہ جاوے پہر نبی علیہ السلام نے کثرت سوال کی ذکر کرنے میں اشارہ فرمایا ہے کہ بعضا سوال نقصان نہیں کرتا یعنی

بقدر الحاجة واما السؤال عما لا يعنيهم ولا يليق بهم فهو نقض العبودية ودليل على التردد وقد يكون سببا للوقوع في

... نشانی ہے اور بعضے وقت ہمیں ...

... ہوا اور ... میانہ ... تکو ...

الزيغ والبدع لسوء الفهم وضعف البصيرة ومن اجل ذلك ضل من كان قبلهم من الامم السالفة واستوجبوا اللعن
بسبب ناسمجھی اور ضعف بصیرت کی کجی اور بدعتوں میں جا پہنستا ہی اور اسی سبب سی تمسی پہلی امتیں گمراہ ہوکر ملعون ہوگئیں اور اونکی
والمسخ وغير ذلك من البلايا والمحن وقوله عليه السلام واختلافهم معطوف على الكثرة لا على السؤال لان الاختلاف
صورتیں بدل گئیں اور سوا اسکی اور بہت بلائیں اور محنتیں ہیکیں اور حدیث کا لفظ واختلافهم کثرت پر معطوف ہی سوال پر معطوف نہیں اسلیے کہ انبیاء
على الانبياء غير جائز قليلا كان او كثيرا لانه تعالى لم يجعل احدا منهم مستعدا لنبوته وامينا لوحيه الا وقد تكفل
کی مخالفت اصلا جائز نہیں ہی تہوڑی نہ بہت اسلیے کہ اللہ تعالی نی اونکو لائق نبوت کی اور امین اپنی وحی کا نہیں کیا ہی کہ آپ اونکی صواب اندیشی کا ذمہ دار
له بالاصابة وايده بالهداية الى الاصلح والارشد فعلى كل واحد من امته ان يلقي سمعه اليه ويشهد بقلبه بين
ہو لیا ہی اور امور اصلح اور ارشد میں ہدایت کی تائید کی ہی اب امت کی ہر ہر شخص کو لازم ہی کہ اونکی بات کان لگا کر سنی اور دلسی اونکی سامنی گواہی دی
يديه ويغتنم كلامه اذا تكلم وسكوته اذا سكت ويسد عنده باب الاختلاف ولا يفتح عليه باب الاعتراض بل يتبعه
اور اونکی کلام کو جب وہ کچھ فرماویں اور اونکی خاموشی کو جب چپ رہیں غنیمت سمجھی اور دروازہ اختلاف کا تیغہ کری اور اعتراض کا باب کبھی نہ کھولی بلکہ اطاعت کی جا
اذ في معنى نبينا محمد عليه السلام غيره من الانبياء وقد قال الله تعالى في حقه واتبعوه لعلكم تهتدون وعلم من دين
کیونکہ اور سب انبیاء الطاعت میں بمنزلہ ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں اور بیشک اللہ تعالی نی اونکی حق میں فرمایا ہی اور اوسکی تابع رہو شاید تم راہ پاؤ اور
الصحابة ضرورة انهم كانوا يتبعونه في جميع افعاله واقواله من غير توقف ولا تردد اصلا الا ما قام فيه دليل على
صحابہ کی معاملات دینی سی یقینی معلوم ہی کہ صحابہ تمام افعال اور اقوال میں اونکی اطاعت کرتی تہی اصلا توقف اور تردد نہیں ہوتا تہا ہاں اگر کوئی دلیل
اختصاصه به فانهم قد خلعوا نعالهم حين خلع نعله ونزعوا خواتيمهم حين نزع خاتمه وكانوا يبحثون بحثا عظيما
کسی کار کی کہ ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی خاص ہی پیدا ہو جاتی بیشک صحابہ ننگی پانوں ہو جاتی تہی جب نبی جوتی نکالتی اور انگوٹہیاں نکالڈالتی جب نبی انگوٹہی نکالتی
عن هيئة جلوسه ونومه وكيفية اكله وشربه وغير ذلك ليقتدوا به وانهم حيث ارادوا التبتل والانقطاع
اور آپ کی طرز نشست اور خواب اور طریقہ کہانی اور پینی وغیرہ کی آپسمیں بہت بحث اور پوچہا پاچہہ رکہتی تہی تاکہ اوسکی پیروی کریں اور جب صحابہ نی یہہ عزم کیا
للعبادة ليلا ونهارا قال لهم اما انا فآكل واشرب وانام واتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني فانظر كيف
رات دن صرف عبادت ہی کی ہو رہیں تو آپ نی فرمایا میں کہاتا ہوں اور پیتا ہوں اور سوتا ہوں اور عورتوں سی نکاح کرتا ہوں پہر جو میری سنت سی پہر جاوی وہ میرا نہیں ہی دیکہو
ردهم بفعله عما قصدوا مع انه قبل التامل يرى انه من اكبر الطاعات وافضل العبادات ولذلك قال ابو بكر الصديق
اب دیکہو نبی صلعم نی صحابہ کو اون ارادہ سی اپنا کام بتاکر کیونکر ہٹایا ہی باوجودیکہ تامل سی پہلی ظاہر یوں معلوم ہوتا ہی کہ بڑی ہی طاعت اور افضل عبادت ہی اور اسی لئی ابو بکر
ديننا مبني على المنقول لا على مناسبات العقول وقال الامام الغزالي في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك
صدیق کہتی ہیں ہماری دین کی بنیاد منقول پر ہی مناسبات عقلی پر نہیں ہی اور امام غزالی اصول الدین میں کہتی ہیں بچیارہ عقلی تصرفات سی کہ
وتقول ما كان خيرا ونافعا فهو كلما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما
تو یہہ کہنی لگی جو بات بہتر اور مفید ہی تو جتنی زیادہ ہوگی مفید تر ہوگی کیونکہ امور الہی کی اسرار کو تیری عقل کہاں پا سکتی ہی اون اسرار کو
يتلقفها قوة النبي عليه السلام فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس الم تر كيف نوديت الى
قوت نبوی ہی اوٹہا سکتی ہی سو تجہکو صرف اتباع ہی لازم ہی کیونکہ بعضی خاص امور قیاس سی معلوم نہیں ہوتی کیا تو نہیں جانتا کیونکر تجہکو واسطی نماز کی بلایا
الصلوة ونهيت عنها جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى
اور دنمیں سی ہر وقت پڑہنی کی ممانعت کی اور بعد صبح کی . اور بعد عصر کی اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر حکم ترک نماز کا ہوا اور یہہ تمام زمانہ
قدر ثلث النهار وكيف اثر الفساد ظاهر في قياسك هذا فانه كقولك الدواء نافع للمريض فكلما كان كان انفع ومن المعلوم
بقدر تہائی دن کی ہوتا ہی کیونکہ تیری اس قیاس میں تو فساد ظاہر معلوم ہوتا ہی یہہ قیاس تو ایسا ہی جیسی دوا بیمار کو سودمند ہوتی ہی پہر جتنی زیادہ ہوگی دیتا ہی

كثرة الدواء ربما يقتل وقال في الاحياء اعلم ان الطبيب الحاذق كما يطلع في المعالجات على اسرار يستبعدها
کہ دوا کی کثرت بعضی وقت مار ڈالتی ہی اور احیا میں کہا ہی سمجھ تو طبیب حاذق جیسی معالجات میں ایسی ایسی اسرار جانتا ہی کہ ناواقف لوگ حیران ہوتی ہین
من لا يعرفها فكذا الانبياء اطباء القلوب والعلماء باسباب الحيوة الاخروية فلا تتحكم على سننهم بعقلك
ایسی ہی انبیاء دلون کی طبیب ہین اور اخروی زندگی کی اسباب سی واقف ہین سو تو اونکی وضع پر عقلی تکی مت لگا
فتهلك فكم من شخص يصيبه عارض في اصبعه فيقتضي عقله ان يطليه حتى ينبهه طبيب حاذق ان علاجه
تو ہلاک ہو رہی گا بہت شخص ہوتی ہین کہ اونکی اونگلی دکھنی لگتی ہی اوسکی عقل مین آتا ہی کہ اسپر لیپ کرنا چاہیے یہان تک کہ طبیب حاذق تجویز کرتا ہی کہ اسکا علاج
ان يطلي الكتف من الجانب الاخر من البدن فيستبعد ذلك من حيث انه لا يعلم كيفية انشعاب الاعصاب فكذا
بدن کی دوسری طرف کی مونڈہی پر لیپ کرنا چاہیے پہر اسمین وہ حیران ہوتا ہی اسلئے کہ پٹھون کی راہ اور کیفیت سی واقف نہین ہی ایسا ہی
الامر في طريق الاخرة ودقائق سننهم ليس في وسع العقل الاحاطة بها كما ان في خواص الاحجار امورا غاب عنا
حال آخرت کی راہ کا ہی اسکی دقیقی عقل کی احاطہ مین نہین سما سکتی جیسی پتہرون مین بعضی ایسی خواص ہین کہ ہم نہین جانتی
علمها حتى لا نعرف السبب الذي به يجذب المقناطيس الحديد والعجائب في العقائد والاعمال اكثر مما في الادوية
یہانتک کہ ہمکو اسکا سبب معلوم نہین کہ مقناطیس لوہی کو یون کہینچ لیتا ہی اور عقاید اور اعمال کی عجایب تو دوا دارو سی بہت زیادہ ہین
فكما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل اليها فكذلك العقول تقصر عن ادراك
تو جیسی عقلین دوا دارو کی تاثیرات سی واقف نہین ہین باوجودیکہ تجربہ کو بہی اودہر راہ ہی ایسی ہی عقلین حیات اخروی کی مفید شئی کی سمجھ سی قاصر ہین
ما ينفع في الحيوة الاخرة مع ان التجربة غير متطرقة اليها وانما يكون ذلك لو رجع الينا بعض الاموات فاخبرنا
باوجودیکہ تجربہ کو بہی ادہر کوئی راہ نہین یہہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مردہ ہماری پاس چلا آتا پہر ہمکو بتا دیتا
عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وكذا العقائد وذلك مما لا مطمع فيه فيكفيك من منفعة العقل
کونسی اعمال اللہ تعالی سی نزدیک کردیتی ہین اور کونسی دور ڈالدیتی ہین اور ایسی ہی عقاید اور اسکی تو کوئی امید نہین ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی
ان يهديك الى صدق النبي عليه السلام ويفهمك موارد اشاراته ثم اعزله عن التصرف ولازم الاتباع فانه
کہ تجہکو واسطی تصدیق نبی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہی اور موارد اشارات سمجہا دیتی ہی پہر عقل کو تصرف سی بیکار رکہہ کر اتباع لازم کر کی تیری
لا تسلم الا به قال بعض العلماء العقل يوصلك الى صدق النبي عليه السلام ثم تتركه وتقتدي بالنبي عليه السلام
سلامتی اسیہی مین ہی بعضی علما کہتی ہین عقل تجہکو نبی علیہ السلام کی تصدیق تک پہنچا دیتی ہی پہر تو اوسکو چہوڑ اور افعال اور ترک افعال مین نبی کی
في افعاله وتركه كالفرس في سفرك الظاهر فانه يوصلك الى البحر ثم تتركه وتركب في السفينة وتقتدي بالملاح في
پیروی کر جیسی گہوڑا ظاہری سفر مین دریا تک پہنچا دیتا ہی پہر تو اوسکو چہوڑ کر کشتی مین سوار ہوجا اور اوسکی چلانی اور ٹہرانی مین ملاح کی پیروی کر
مجريها ومرسيها وقال الشيخ الكلاباذي ان الله تعالى لم يبن امور الدين على عقول العباد ولم يعد ولم يوعد
اور شیخ کلاباذی کہتا ہی کہ اللہ تعالی نی امور دینی کی بنیاد بندون کی عقلون پر نہین رکہی ہی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید
على ما يحتمله عقولهم ويدركونه بافهامهم او يقيسونه بارائهم بل وعد واوعد بمشيته وارادته وامر ونهى
موافق عقلی احتمالات کی کہ اوسکو وہ اپنی فہم اور رای سی سمجہہ لین اور جانچ لین بلکہ وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی
بحكمته وعلمه ولو كان كل ما لا يدركه العقول مردودا لكان اكثر الشرايع مستحيلا على موضوع عقول العباد و
اپنی حکمت اور علم کی مطابق کیا ہی اور اگر جو امر کہ عقل سی دریافت نہین ہو سکتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقول عباد کی محال ہو جاتی اور
ذلك ان الله تعالى اوجب الغسل بخروج المني الذي طاهر عند بعض الصحابة وكثير من فقهاء الامة واوجب غسل
وہ یہہ امور ہین کہ اللہ تعالی نی منی کی نکلنی سی جو کہ نزدیک بعضی صحابہ کی اور اکثر فقہاء امت کی پاک ہی نہانا واجب کیا ہی

الاطراف من خروج الغائط الذي لا خلاف بين الامة وسائر من يقوم به العقل من غيرها على نجاسته و
اور پاخانہ کی نکلنے سی صرف ہاتہہ پانو وغیرہ اعضاء وضو کا دہونا واجب کیا جسکی نجاست اور پلیدی اور بدبو میں کہ کوامت میں سی

قذارته ونتنه واوجب بريح تخرج من موضع الحدث ما اوجبه بخروج الغائط الكثير الفاحش فباي عقل
در تمام عقلاء و برارات کا اصلا خلاف نہیں ہی اور موضع حدث سی ہوا کی نکلنی پر بہی وہ ہی واجب کیا جو پاخانہ کی نکلنی پر جو نہایت ہی فاحش ہی پس کونسی عقل

نستقيم هذا وباي رأي يجب مساواة ريح ليس لها عين قائمة لما يقوم عينه ويزيد على اثره نتنا وقذارة
سی یہہ درست ہو سکتا ہی اور کونسی رائی میں ہوا جسکو کچہہ جسمیت قایم نہیں ہی برابر ہو سکتی ہی اوسکی ساتہہ جو جسم ہی اور اوس پر باعتبار بدبو اور نجاست کی برتری

واوجب قطع يمين مؤمن بسرقة عشرة دراهم وعند البعض بثلثة دراهم او دون ذلك ثم يسوى بين هذا القدر
اور دس درہم کی چوری کا پر اور بعضوں کی نزدیک تین درہم کی چوری کا پر یا اسکی کمتر پر مومن کا داہنا ہاتہہ کاٹنا واجب کیا ہی پہر اتنی مقدار مال سی بڑہ کر

من المال وبين مائة الف دينار ويكون القطع فيهما سواء واعطى الام من ولدها الثلث ثم ان كان للمتوفى اخوة
لاکہہ اشرفی تک وہ ہی داہنا ہاتہہ کاٹنا برابر ہی اور ماں کو بیٹا بیٹی کی ترکہ میں سی تہائی دلایا ہی پہر اگر میت کی اخوت دو بہائی بہن ہوں

جعل لها السدس من غير ان يرث الاخوة من ذلك الميت شيئا فباي عقل يدرك هذا الا تسليما وانقيادا ليسرنا
تو ماں کی لئی چہٹا حصہ ہی حالانکہ وہ بہائی بہن ہی میت کی کچہہ وارث نہیں ہوتی اب یہہ کونسی عقل میں آسکتا ہی بجز تسلیم اور اطاعت کی الٰہی ہمکو

الله تعالى بلطفه وكرمه تسليما وانقيادا المجلس التسعون في بيان سبق رحمة الله وغلبتها على غضبه و
اپنی لطف اور کرم سی تسلیم اور اطاعت آسان کر دی نوی مجلس رحمت الٰہی کی سبقت میں اور اوسکی غلبہ میں غضب پر اور دونو کی حقیقت میں

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضى الله الخلق كتب كتابا فهو عنده فوق عرشه ان رحمتي سبقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب اللہ تعالی خلقت کو پیدا کر چکا تو ایک حکم لکہا سو وہ عرش کی اوپر اوسکی پاس ہی بیشک میری رحمت میری غضب

غضبي وفي رواية ان رحمتي غلبت غضبي هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان الله تعالى
سابق ہی اور ایک روایت میں ہی بیشک میری رحمت میری غضب پر غالب ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ اللہ

لما خلق الخلق حكم حكما جازما ووعد وعدا لازما ان رحمته سبقت وغلبت غضبه فالرحمة عبارة عن
جب خلقت کو پیدا کر چکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اوسکی رحمت غضب پر سابق اور غالب ہی سو رحمت کیا ہی ارادہ ثواب دینی کا

ارادة الاثابة للمطيع والغضب عبارة عن ارادة الانتقام من العاصي فعلى هذا كان كل واحد منهما صفة من
مطیع کو اور غضب ارادہ بدلا لینی کا گنہگار سی اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو

صفات الله تعالى راجعة الى الارادة ومن المعلوم قطعا ان صفاته تعالى كلها قديمة لا يوصف بعضها بكونه
اللہ تعالی کی صفات ہیں انجام انکا ارادہ ہی اور یقینی معلوم ہی کہ تمام صفات الٰہی قدیم ہیں کوئی کسی پر نہ سابق ہو سکتی ہی

سابقا او غالبا على الاخر فلزم ان يقال المقصود من هذا الكلام بيان سعة رحمة الله تعالى وشمولها على الخلق
اور نہ غالب اب لاچار قائل ہونا پڑا کہ اس سی مقصود بیان کرنا وسعت رحمت الٰہی کا ہی اور اسکا عموم اور شمول خلق پر

لانها تتعلق بالمطيع والعاصي والصغير والكبير واما الغضب فلا يتعلق الا بالعاصي ثم ان قسط الخلق من الرحمة اكثر
کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر سب پر ہوتی ہی اور رہا غضب سو فقط عاصی ہی پر ہوتا ہی پہر بیشک رحمت میں سی حصہ خلقت کا زیادہ ہی

من قسطهم من الغضب لانهم ينالون الرحمة بغير استحقاق ولا ينالون الغضب الا باستحقاق فصارت الرحمة
بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی بہی رحمت پاتی ہیں اور غضب میں بدون استحقاق کی گرفتار نہیں ہوتی اب گویا رحمت

كانها السابقة الغالبة بالنسبة الى الغضب ثم ان الرحمة تقتضي دفع المضار عن الغير وايصال المنافع اليه وان
غضب سی سابق اور غالب ہی پہر بیشک رحمت جو ہی مضرت دور کرنیکا اور فائدہ پہنچانیکا تقاضا کرتی ہی اگرچہ

كرهها

كرهها نفسه وشقت عليها وهذه هي الرحمة الحقيقية الا ترى ان الاب كان من رحمته بولده ان يمنعه عن شهواته

اوسکا نفس پسند نکرے اور اوسپر دشوار ہو تو مرتبہ حقیقی رحمت کا یہی تو نہین جانتا کہ باپ کی رحمت بیٹے کی حق مین یہہ ہے کہ اوسکو شہوات سے بند کرے

ويكرهه على العلم والادب بالضرب وغيره ومتى اهمل ذلك من ولده كان ذلك من عدم رحمته به وان ظن انه من

اور علم و ادب پر مار کر سکہاوے اور یہہ طریقہ اگر بیٹے سے موقوف رکہے گا تو یہہ اسپر بے رحمتی ہے اگرچہ بیٹا یہہ سمجہے

رحمته به فان هذه الرحمة مقرونة بالجهل كرحمة الام ولذلك كان من رحمة الله تعالى بعباده ان يبتليهم

کہ یہ بڑی رحمت ہے کیونکہ یہہ رحمت جہالت کی راہ سے ہے جیسے ماں کی رحمت ایسی ہی رحمت الہی بندوں پر یہہ ہے کہ اونکو اوامر اور نواہی مین

بالاوامر والنواهي لا لحاجة منه اليهم بما امرهم به ولا لبخل منه عليهم بما نهاهم عنه بل ليهتدوا الى صراط مستقيم

آزماتا ہے جو مامور بہ مین اوس سے اللہ تعالی کی کوئی غرض نہین ہے اور نہ ممنوعات مین اوسے کچہ بخل ہے بلکہ اسیلئے کہ سیدہی راہ چلین

ويدخلوا في النعيم المقيم ومن رحمته ايضا انه نغص عليهم الدنيا وكدرها وسلط عليهم البلاء فيها حمية لهم عنها لئلا

اور دائمی عیش مین داخل ہون اور یہہ بہی اوسکی رحمت ہے کہ دنیا کو اونپر کمتر اور مکدر اور بلا اونپر مسلط کرکہی ہے کہ دنیا سے بچین تا کہ دنیا مین

يطمئنوا بها وبالغوا محبتها وينقطعوا من منازل الاخرة فانه تعالى ساقهم الى تلك المنازل بسياط الابتلاء فمنعهم

بالطمینان خاطر ہوکر غایت درجہ کی محبت نکرین اور منازل آخرت سے الگ نہ ہو رہین بیشک اللہ تعالی نے اونکو اون منازل پر ابتلا کی تازیانہ سے روانہ کیا ہے سو اونکو

ليعطيهم وابتلاهم ليعافيهم واماتهم ليحييهم فان العبد متى ابتلا يضعف سورة نفسه ويذهب صفات بشريته

بند کیا تا کہ عطا کرے اور مبتلا کیا تا کہ درگذر کرے اور موت دی تا کہ پہر زندہ کرے کیونکہ بندہ جب مبتلا ہوجاتا ہے تو اوسکی نفس کی تیزی کٹ جاتی ہے اور صفات بشری جاتی رہتی ہے

وينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا ويتوجه عند كل سراء وضراء الى مولاه ويالف الاقبال عليه ويستوطن

اور مادہ ہوا و ہوس اور دنیا کی لذت منقطع ہوجاتی ہے اور ہر حال خوشی اور رنج مین اپنی مولی کیطرف متوجہ رہتا ہے اور اوسکی طرف توجہ سے الفت پکڑ کر اوسکی

بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجة الاولياء والاحباب لان البلاء يسبك العبد فكانه تعالى يسبك

صبر اور رضا کو وطن کرلیتا ہے یہان تک کہ اوسکو اولیا اور احباب کی درجہ پر سربلند کردیتا ہے کیونکہ مصیبت بندہ کو سانچہ مین اوتارتی ہے

عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء ليصفيه من كدرات اخلاق البشرية ليصلح لولايته ومحبته وهذا هو السعادة

گویا اللہ تعالی اپنی مؤمن بندہ کو بلا اور محنت کی آگ سے ڈالتا ہے تا کہ اخلاق بشری کی میل سے صاف ہوکر قابل ولایت اور محبت کی ہوجاوے اور سعادت عظمی

العظمى والكرامة الكبرى لكن وقع الجهل من بني ادم وطلبوا السعادة والكرامة بالدين الفاسد والدنيا الفانية وهما

اور کرامت کبری یہہ ہی ہے لیکن بنی آدم سے بڑی جہالت ہوی کہ اونہون نے سعادت اور کرامت دین فاسد اور دنیا فانی کی وسیلہ سے طلب کی اور یہہ دونو

في الحقيقة ضد ما طلبوه ففاتهم مطلوبهم من حيث قصدوه ووقعوا في الالم من حيث اجتنبوه وذلك لان الاعمال التي

حقیقت مین مطلوب کی ضد مین سو اونکا مطلوب جس راہ سے طلب کیا تہا فوت ہوگیا اور بچتی ہوئی الم مین آپڑے اور یہہ اسواسطے کہ لوگ جو اعمال

يعملها الناس اما ان يتخذوها دينا اولا وما تخذوها دينا اما ان يكون دينا حقا اولا فالنعيم المقيم لا يكون الا في الدين

کرتے ہین یا تو اوسکو دین سمجہتے ہین یا نہین سمجہتے اور جسکو دین سمجہتے ہین یا وہ دین حق ہوتا ہے یا دین حق نہین ہوتا سو عیش دائمی تو صرف دین حق ہی مین ہوتی

الحق فاهله هم اصحاب النعيم المقيم كما اخبر الله تعالى به في كتابه في مواضع عديدة من جملتها قوله تعالى في حق المتقين

اور اہل دین حق کی وہ ہی اصحاب عیش دائمی کی ہین چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین کئی جگہ اسکی خبر دیتا ہے انمین سے ایک یہہ آیت ہے پرہیزگار ہدایت والون کی حق مین

المهتدين اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون وقوله تعالى فمن اتبع هداى فلا يضل ولا يشقى وقوله تعالى

اونہون نے پائی ہے راہ اپنی رب کی اور وہ ہی مراد کو پہنچے اور یہہ آیت پہر جو چلا میری بتائی راہ نہ وہ بہکیگا نہ وہ تکلیف مین پڑیگا اور یہہ آیت

فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون وقوله تعالى ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم والقران مملوء بذكر

تو جو کوئی چلا میری بتائی پر نہ ڈر ہوگا اونکو اور نہ وہ غم کھاوین اور یہہ آیت بیشک نیک لوگ ہین آرام مین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین اور قرآن اسی وعدہ

النعيم المقيم لاهل الهداية والعمل الصالح في الآخرة وبوعيد الجحيم لاهل الضلالة والعمل السيئ فيها وذلك مما

اور وعید سی پر ہی کہ آخرت مین ہدایت اور نیک اعمال والون کی لئی عیش دائمی ہی اور گمراہون اور بدکارون کی واسطی دوزخ ہی اور اسی مضمون پر

اتفق عليه الرسل من اولهم الى آخرهم واما المصائب التي تصيبهم في الدنيا فان لم يكن لهم ذنب تكون تلك

تمام رسل اول سی آخر تک متفق ہین اور رہی وہ مصیبتین جو دنیا مین پڑجاتی ہین اگر بدون خطا کی ہین تو اون مصائب سی عقبی

المصائب لرفع الدرجات في العقبى على ما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله منزلة فما يبلغها بعمله

مین رفع درجات ہووےگا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ بعضی شخص کا الله کی ہان مرتبہ ہوتا ہی اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہین کرسکتا

فما يزال الله تعالى يبتليه بما يكره حتى يبلغه اياها والاحاديث في هذا المعنى كثيرة وان كان لهم ذنب تكون

پہر الله تعالی ہمیشہ اوسکو مکروہات مین مبتلا رکہتا ہی آخر وہ درجہ لیلیتا ہی اور اس مضمون کی حدیثین بہت ہین اور اگر وہ لوگ خطاوار ہین تو وہ

تلك المصائب بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم فتكون تلك

مصیبتین اونکی گناہون کا وبال ہی چنانچہ الله تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی پہر وہ مصیبتین

المصائب كفارة لذنوبهم على ما روي عن ام المؤمنين عائشة انه عليه السلام قال اذا كثر ذنوب العبد

اونکی گناہ صاف کردیتی ہین موافق روایت ام المؤمنین عائشہ کی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑہ جاتی ہین

ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه الله تعالى بالحزن ليكفرها وفي حديث آخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال

اور کفارہ ہوتا نہین تو الله تعالی غم مین مبتلا کردیتا ہی تاکہ گناہون کو صاف کردی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة في نفسه وماله وولده حتى يلقى الله تعالى وما عليهما من خطيئة الا ان البعض

ہمیشہ مؤمن مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر یہان تک کہ الله تعالی کی ہان صاف ہوکر چلا جاتا ہی اوسکی ذمہ کوئی گناہ

منهم مع كونه متلوثا بالآثام يظن انه قائم على الدين الحق بالتمام ويتهم ربه لجهله ولا يعلم احسانه اليه

نہین ہوتا لیکن بعضی لوگ باوجودیکہ گناہون مین آلودہ ہوتی ہین پہر گمان پکاتی ہین کہ ہم دین حق پر خوب قایم ہین اور اپنی جہالت سی رب پر تہمت لیتی ہین یہہ نہین جانتی

ويقول اذا اصابه نوع من البلاء يا رب ما ذنبي حتى فعلت بي هذا ويعتقد ان السلامة والراحة في الدنيا للصالحين

کہ اوسکا کتنا احسان ہی اور جب اوسپر کسیطرح کی بلا آتی ہی تو کہتا ہی الہی میری کیا خطا ہی جو تونی میری سانتہ ایسا کیا اور یون سمجہتا ہی کہ دنیا مین سلامتی اور آرام

والمحنة والمشقة فيها للطالحين ويعتمد على ذلك الاعتقاد وذلك الاعتقاد فتنة عظيمة صدت كثيرا من الخلق

صلحاء کی لئی ہی اور محنت مشقت بدکارونکو ہی اور اسہی پر بہروسہ کئی ہوئی ہی اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ نی بہت خلقت کو دین حق پر قایم رہنی سی

عن القيام على الدين الحق واصله الجهل بحقيقة الدين الحق ومن هذا الجهل يتولد الاعراض عن القيام على

بند کردیا ہی اور اصل مین یہہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہین جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتین پیدا ہوتی ہین جنکی ماری دین حق پر

الدين الحق حتى فسد بذلك الاعتقاد كثير من عابد جاهل لا بصيرة له في امور الدين وناسك منتسب الى

قایم نہین رہتا یہان تک کہ اس اعتقاد سی بہت جہال عابد بگڑ گئی جنکو امور دین مین کچہہ سمجہہ نہ تہی اور بہت پرہیزگار نام کی عالم جنکو

العلم لا معرفة له بحقائق الدين اذ من المعلوم قطعا ان العبد وان كان مؤمنا بما جاء به النبي عليه السلام

حقایق دین سی کچہہ معرفت نہ تہی اسواسطی کہ اتنی بات یقینا معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لائی ہوئی پر ایمان لایا ہو

الا انه محتاج الى ما لا بد له منه من جلب النفع ودفع الضر واذا اعتقد ان القيام على الدين الحق ينافي ذلك ومن يتمسك

مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہی نفع اوٹہانا اور نقصان دفع کرنا اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ دین حق پر قایم ہونا اسکی برخلاف ہی اور جسنی دین حق کا

به يتعرض بما لا يقدر عليه من البلاء ويفوته حظوظه ومنافعه العاجلة ويلزم من ذلك اعراضه عن حال

تمسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہو اور اوسکو منفعت حالی سی کچہہ بہرہ نہوگا تو اس سی لازم آتا ہی کہ وہ مقرب لوگ گذری ہوون کی حال پر

السابقین المقربین بل عن حال المقتصدین اصحاب الیمین بل دخوله فی زمرة الظلمین بل فی زمرة المنافقین حتی
متوجہ نہو بلکہ راہ رست والون کی حال تک بہی جو داہنی ہاتہ والی ہین بلکہ لازم آتا ہی کہ ظالمون کی زمرہ مین داخل ہو بلکہ منافقون مین یہان تک

یسمع من بعضهم یقول اذا تبت الی الله تعالی وعملت عملا صالحا یضیق رزقی ویکدر معیشتی واذا رجعت الی
کہ سنا گیا ہی کہ بعضی یون کہتی ہین کہ جب مین اللہ کیطرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور عیش بی لذت ہوتا ہی اور اگر معصیت پر

المعصیة واعطیت نفسی مرادها یتسع رزقی ویحسن معیشتی وهذا من جهله بدین الله ووعده ووعیده وما
نفس کی مراد ہوا وہوس پوری کرتا ہون تو رزق فراخ اور معیشت درست ہوجاتی ہی اور یہہ اسلئے کہ اللہ کی دین کو اور اوسکی وعدہ اور وعید کو نہین جانتا بلکہ

معه من الدین الحق حیث یظن انه قائم علی الدین الحق ویفعل ما امر به ویترك ما نهی عنه مع انه کثیرا ما یترك
اور نہ اپنی دین کو جانتا ہی کیونکہ یہہ خیال کرتا ہی کہ مین دین حق پر قایم ہون اور مامور بہ پر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہون باوجودیکہ اکثر اوقات بہتیری ایسی

کثیرا من الامور الواجبة علیه لعدم علمه بها ولا بوجوبها فیکون من اهل التقصیر فی العلم بل کثیرا ما یترکها بعد العلم
امور جو اوسپر واجب ہوتی ہین بی علمی مطلق سی یا غیر واجب سمجھہ کر ترک کردیتا ہی سو علم کی باب مین صاحب تقصیر ہوجاتا ہی بلکہ اکثر امور واجبہ جان بوجہہ کر

بها وبوجوبها اما کسلا وتهاونا او لنوع من التاویل الباطل او لظنه انه مشتغل بما هو اهم منها او لغیر ذلك
ترک کرتا ہی یا تو ماری سستی اور کاہلی کی یا کوئی جہوٹا بہانہ کرکی یا اوس وہم سی کہ ہم اوس سی بہی ضروری کار مین لگ رہی ہین یا اور کسی وہم سی

بل کثیرا ما یتعبد الله تعالی بترك ما هو واجب علیه من الامر بالمعروف والنهی عن المنکر مع قدرته علیه ویزعم
بلکہ اکثر اوقات اللہ کی عبادت کرتا ہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو اوسکی زمہ واجب ہی قدرت ہوتی سواتی ترک کردیتا ہی اور کہتا یون ہی

انه متقرب الی الله تعالی بترك ما لا یعنیه ویظن انه قائم علی الدین الحق ولا یعلم انه من امقت الخلق الی
کہ ہم بیہودہ امور کو ترک کرکر قربت الٰہی پیدا کرتی ہین اور خیال یہہ کرتا ہی کہ دین حق پر قایم ہون اور یہہ خبر ہی نہین کہ خدا تعالی کا سب سی زیادہ مردود

الله تعالی وابغضهم له بل کثیرا ما یتعبد الله تعالی بما حرمه الله تعالی علیه ویعتقد انه طاعة وعبادة وحاله
اور سب سی زیادہ مبغوض ہی بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل مین لاکر خدا کی عبادت کرتا ہی اس اعتقاد پر کہ یہہ طاعت اور عبادت ہی اب اسکا حال

فی ذلك شر من حال من یفعل ذلك ویعتقد انه معصیة وذنب کاصحاب التغنی الذین یتقربون الی الله تعالی
اوس شخص سی بدتر ہی جو حرام کو گناہ اور معصیت سمجھہ کر کرتا ہی جیسی کہ پیرزادہ مزامیر سنکر خدا کی قربت چاہتی ہین

ویظنون انهم اولیاء الله تعالی واحباؤه وکثیر من الناس اذا غلب علیه عدوه وهو عند نفسه من الصالحین
اور گمان کرتی ہین کہ ہم خدا کی دوست اور محبوب ہین اور اکثر لوگ جب اونپر دشمن غالب ہوجاتا ہی اور وہ اپنی گمان مین صالح ہین

وعدوه من الفاسقین وفی ظنه انه من کل وجه محق ومظلوم وعدوه باطل وظلوم یقول ان اهل الحق فی
اور اونکا دشمن فاسق ہی اور اپنی گمان مین بہرحال حق پر ہین اور مظلوم ہین اور دشمن باطل پر ہی اور ظالم ہی تو کہتی ہین کہ حق والی دنیا مین

الدنیا مغلوب ومقهور واهل الباطل مرفوع ومنصور مع ان الامر فی الحقیقة لیس کذلك بل قد یکون معه
مغلوب اور مقہور رہی ہوتی ہین اور اہل باطل سربلند اور فتحیاب ہوتی ہین باوجودیکہ حقیقت مین حال یون نہین ہی بلکہ کبہی وہ خود ہی

نوع من الظلم والباطل ومع عدوه نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لکونه مجبولا علی حب نفسه وعلی
کچہہ نہ کچہہ ظلم اور باطل پہ اور اوسکا دشمن ایک طرح کی حق اور عدل پر ہوتا ہی لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدایشی رکہتا ہی

بغض خصمه لا یری الا محاسن نفسه ومساوی خصمه بل قد یشتد حبه لنفسه حتی یری مساویها محاسن
پہر اسکو بجز اپنی خوبیون اور دشمن کی برائیون کی کچہہ نہین سوجہتا بلکہ بعضی دفعہ اپنی محبت اتنی بڑہ جاتی ہی کہ اپنی برائیون کو بہی حسنات سمجہتا ہی

ویشتد بغضه لخصمه حتی یری محاسنها مساوی وهذا من جهله المقرون بالظلم والهوی ویعمله بوعد
اور دشمن کی عداوت اتنی ہوجاتی ہی کہ اوسکی خوبیون کو بہی برا جانتا ہی اور یہہ جہالت اوسکی ظلم اور بیوقوفی ہی ہوتی ہی اور [illegible]

الله تعالى ووعيده وما معه من الدين الحق فانه تعالى قد ضمن في كتابه نصر دينه الحق والقائمين به علما

اور وعید کا اور اپنی دین حق کا علم نہین ہی بیشک اللہ تعالی اپنی کتاب مین دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قایم ہین انکی امداد کا ضامن

وعملا ولم يضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبه انه على الحق وكذا كل من العزة والرفعة انما يكون لاهل

ہو لیا ہی اور باطل کا مددگار نہین ہی اگرچہ باطل والا اپنی تئین حق پر جانا کری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطی دینداروں کی ہی

الدين الذي به بعث الله رسله وانزل كتبه كما قال الله تعالى ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين وقال

جسکی واسطی اللہ تعالی نی رسول بہیجی اور کتابین اوتارین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور زور اللہ کا ہی اور اوسکی رسول کا اور ایمان والون کا اور فرمایا

الله تعالى وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين فللعبد من العزة والرفعة بحسب ما معه من الايمان وحقائقه

اللہ تعالی نی اور تم ہی غالب رہو گی اگر تم ایمان رکہتی ہو سو آدمی کی لئی عزت اور رفعت وتنی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اوسکا ایمان

علما وعملا فاذا فاته حظ من العزة والرفعة ففي مقابلة ما فاته من حقايق الايمان علما وعملا وكذا النصر

اور ایمانی حقایق ہوتی ہین پہر اگر اوسکی عزت اور رفعت کچہہ گہٹ جاتی ہی سو وتنی ہی جو اوسکی ایمان مین باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری

التام والتائيد الكامل انما يكون لاهل الايمان الكامل وقد يقع الغلط في كثير من الناس ويعتقد انه تعالى

امداد اور کامل تائید اوسہی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگون کو غلطی ہو جاتی ہی کہ یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالی

لا يؤيد صاحب الدين الحق ولا ينصره ولا يجعل له العافية في الدنيا بوجه من الوجوه بل يعيش فيها طول

دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اوسکو کسی طرح کا دنیا مین آرام دیتا ہی بلکہ دنیا مین تمام عمر

عمره مظلوما مقهورا مع امتثاله بما امر به ظاهرا وباطنا وانتهائه عما نهي عنه ظاهرا وباطنا ويظن ان

مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ مامورات کی ظاہر و باطن مین اطاعت کرتا ہی اور منہیات سی ظاہر اور باطن مین بچتا ہی اور یہہ خیال کرتا ہی

اهل الدين الحق يكونون في الدنيا اذلاء مقهورين فاذا ذكر بما وعده في القران يقول هذا في الاخرة فقط ولا يثق

کہ دین حق والی دنیا مین خوار اور مغلوب ہی ہوتی ہین اور جب اوسکی سامنی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی لگی یہہ صرف آخرت ہی مین ہی اور اللہ کی وعدہ

بوعد الله تعالى بنصر دينه واهله في الدنيا والاخرة وهذا من سوء الفهم لانه تعالى بين في كتابه انه ينصر

پر یقین نہین کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونو مین مددگار ہی اور یہہ اوسکی نافہمی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہی کی

المؤمنين في الدنيا والاخرة قال انا لننصر رسلنا والذين امنوا في الحيوة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد وقال تعالى

کہ مؤمنون کی دنیا اور آخرت مین مدد کریگی فرمایا ہم مدد کرتی ہین اپنی رسولون کی اور ایمان والون کی دنیا کی جیتی اور جب کہڑی ہونگی گواہ اور فرمایا اللہ تعالی

ولو قاتلكم الذين كفروا لولوا الادبار ثم لا يجدون وليا ولا نصيرا سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد

اور اگر لڑتی تمسی کافر تو پہیرتی پیٹہہ پہر نہ پاوینگی حمایتی نہ مددگار رسم پڑی اللہ کی جو چلی آتی ہی پہلی سی اور نہ تو دیکہیگا

لسنة الله تبديلا وهذا خطاب للمؤمنين القائمين بحقائق الايمان ظاهرا وباطنا وقال الله تعالى

رسم اللہ کی بدلتی اور یہہ خطاب اون مؤمنون کو ہی جو حقایق ایمان پہ ظاہر و بطن مین قایم ہین اور فرمایا اللہ تعالی نی

والعاقبة للمتقين والمراد بالعاقبة العافية في الدنيا قبل الاخرة لانه تعالى ذكر ذلك في سورة الاعراف حكاية عما

اور آخر بہلا ہی ڈروالون کا اور مراد عاقبت سی دنیا کا انجام ہی آخرت سی پہلی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اسکو سورۂ اعراف مین موسی نبی علیہ السلام کی

قال موسى النبي عليه السلام لقومه استعينوا بالله واصبروا ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده

زبانسی قوم کی لئی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اللہ سی اور ثابت رہو زمین ہی اللہ کی اوسکا وارث کری جسکو چاہی اپنی بندون مین سی

والعاقبة للمتقين بل ذكر مثل ذلك في سورة هود عقيب قصة نوح النبي عليه السلام ونصره على قومه

اور آخر بہلا ہی ڈروالون کا بلکہ ایسا ہی سورۂ ہود مین بعد قصۂ نوح علیہ السلام کی اونکی قوم پر نصرت کر کر فرمایا ہی

فقال تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان العاقبة
یہہ بعضی چیزین ہین غیب کی کہ ہم بہیجتی ہین تیری طرف انکو جانتا نہتا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سو تو ٹہرا رہ البتہ آخر بہلا ہی
للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة النصر تكون لك ولمن تبعك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولمن تبعه و
ڈرنیوالون کا سو اب معنی یہہ ہونگی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتہیونکی ہوگی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اوسکی ساتہیون کی ہوئی تہی اور
قال تعالى وكان حقا علينا نصر المؤمنين وقال تعالى فايدنا الذين امنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين فمن نقص
فرمایا اللہ تعالی نی اور حق ہی ہمپر مدد ایمان والون کی اور فرمایا اللہ تعالی نی پہر زور دیا ہمنی اونکو جو یقین لائی تہی اونکی دشمنون پہ پہر ہو رہی غالب پہر جسکی
عمله بمقتضى الايمان ينقص نصيبه من النصر والتائيد ولهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او
اعمال مقتضای ایمان سی کمتر ہوتی ہین اوسکا حصہ بہی نصر اور تائید کا کمتی ہوجاتا ہی اسہی لئی کہا گیا ہی کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی جان پر یا
ماله او بغلبة العدو عليه فانما هو بذنوبه اما بترك واجب او فعل محرم ثم ان ههنا امورا لا بد من معرفتها
مال پہ یا دشمن کی غلبہ سی تو یہہ سب گناہون کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہی یا حرام عمل مین آتا ہی پہر یہان کئی بات ہین سمجہنی چاہئین
الاول ان ما يصيب الانسان في بعض الازمان من غلبة العدو عليه وايذائه له فامر لازم للطبيعة البشرية
اول یہہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہی دشمن کا غلبہ اور اوسکی ایذا دہی سو یہہ بات موافق ارادۂ الہی اور حکمت ربانی کی
والنشأة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحر الشديد والبرد القوي والامراض والهموم و
طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جاڑی کی ٹہر اور بیماریان اور غم و غصہ
الغموم اللاحقة له حتى الاطفال والبهائم فلو تجرد الخير عن الشر والنفع عن الضر واللذة عن الالم لكان هذا
جو آدمی پر گذرتا ہی یہان تک کہ بچون اور جانورون پر پہر اگر خیر شر سی اور نفع ضرر سی اور لذت الم سی خالی اور صاف ہوکری
العالم عالما اخر غير هذا العالم ونشأة اخرى غير هذه النشأة والثاني ان الانسان مدني بالطبع لا يمكنه ان
تو یہہ عالم اور ہی عالم ہوجاوی یہہ عالم نرہی اور پیدایش اور ہوجاوی سوا اس پیدایش کی اور دوسری بات یہہ ہی کہ آدمی ملن سار ہوتا ہی اکیلا
يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس وللناس ارادات واعتبارات يطلبون منه ان يوافقهم عليها
زندگی نہین کرسکتا بلکہ اوسکو ضرور ہی کہ آدمیون کی ساتہہ رہا کری اور اون لوگون کی کچہہ کچہہ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہین کہ اونمین دوسری کو اپنی موافق
وان لم يوافقهم يؤذونه ويعذبونه وان وافقهم وكان موافقته اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من
کیا کرتی ہین اور اگر موافق نہو تو ایذا دیتی ہین اور ستاتی ہین اور اگر اوسنی موافق ہوا اور وہ موافقت باطل پہ ہوئی تو اوسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہوویگا
وجه اخر ولا ريب ان الم المخالفة لهم في باطلهم اسهل من الالم المرتب على موافقتهم فالم يسير يعقبه لذة
اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ باطل مین مخالفت کا الم اوس الم سی بہت سہل ہی کہ اونکی موافقت سی ہوویگا پس تہوڑا سا الم کہ اوسکی پیچہی بڑی لذت
عظيمة دائمة اولى بالاحتمال من لذة يسيرة يعقبها الم عظيم دائم والثالث ان البلاء الذي يصيب
دائمی ہووی اوٹہانا اولی ہی بہ نسبت ایسی تہوڑی سی لذت کی کہ اوسکی بعد بڑا الم دائمی ہووی تیسری بات جو بلا کہ آدمی پر حق کی راہ مین گذرتی ہی
الانسان في طريق الحق لا يخلو اما ان يكون في نفسه او ماله او عرضه او اهله واشد هذه الاقسام ما كان
اس حال سی خالی نہین ہی کہ اوسکی جان پہ ہووی یا اوسکی مال پر یا آبرو پر یا اہل پر ان قسمون مین سی بڑی سخت وہ ہی
في نفسه وغايته ان يقتل ويكون شهيدا وهذا اشرف الموتات واسهلها لان الشهيد لا يجد من الالم الا
جو جان پر ہووی اور اوسکا انجام یہہ ہی کہ مارا جاوی اور شہید ہوجاوی اور یہہ موت سب موتون مین اشرف ہی اور سب سی سہل اسلئی کہ شہید کو اتنا ہی الم ہوتا ہی
مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم زائد على ما هو المعتاد لبني ادم عند موتهم على فرشهم ولا موت مقدم على
کہ جیسی پسو کاٹی یا چٹکی لو اور شہید کی قتل مین کوئی الم زائد ایسا نہین ہوتا جو بنی آدم کی بستر پر مرتی ہوئی ہو اور کوئی موت حیات مقرری پر مقدم ہی

اجله لان المسطور في الكتب الالهية ان الميت مقتول باجله فمن فر من الموت او من القتل وظن انه
اسلئے کہ عقائد کی کتابوں میں یہہ لکھا ہوا ہی کہ مقتول اپنی اجل پر مرتا ہی پہر جو شخص موت سے یا قتل سے بہاگے اس خیال پر کہ بہاگنے سے عمر دراز
بفراره يطول عمره ويتمتع بالعيش الكثير فقد كذبه الله تعالى في هذا الظن وقال قل لن ينفعكم الفرار ان فررتم
ہوگی اور خوب عیش اوڑاؤنگا تو اللہ تعالی اوسکو اس خیال میں جہٹلاتا ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بہاگنا اگر بہاگوگی
من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قليلا فانه تعالى بيّن في هذه الاية ان الفرار من الموت او القتل لا ينفع
مرنے سے یا مارے جانے سے اور پہر بہی پہل نہ پاؤگے مگر تہوڑی دنوں پس اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان کر دیا کہ موت یا قتل سے بہاگنا کچہہ فائدہ نہیں دیتا
الا قليلا اذ لا خلاص لاحد من الموت بل لابد له منه فيفوته بهذا الفرار ما هو خير له منه من الحيوة الابدية
مگر کچہہ تہوڑا کیونکہ موت سے کسیکو مخلصی نہیں ہی بلکہ موت ضرور ہی سو اس بہاگنے میں جو موت سے بہتر ہی اوسے جاتی رہتی ہی یعنی ہمیشہ کی زندگی
التي تحصل للشهيد عند ربه فان من اختار في الدنيا الراحة على التعب في سبيل الله اتعبه الله تعالى اضعاف
کہ رب کی یہاں شہید کو ملتی ہی بیشک جو شخص دنیا کا آرام پسند کرتا ہی اللہ کی رستے کی محنت پر تو اللہ تعالی اوسکو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہی
ما ناله في غير سبيل الله تعالى الا ترى ان ابليس لما امتنع من السجود لادم النبي عليه السلام فرارا من الخضوع له
جو اوسنے مین اوٹہاتا ہی کیا نہیں دیکہتا کہ ابلیس نے جو آدم نبی علیہ السلام کی سجدہ سے ذلت سے بچنے کو باز رہا تو اللہ تعالی نے اوسکو
جعله الله تعالى اذل الاذلين وصيره خادم الفساق ذريته وفجارهم الى يوم الدين وكذلك كل من يمتنع
سب سے زیادہ خوار کر کر قیامت تک آدم کی ذریت میں سے فساق اور فجار کا خادم بنا دیا اور ایسے ہی جو شخص اپنی ذات کو
ان يذل نفسه لله تعالى ويتعب بدنه في طاعته ومرضاته لابد ان يذل لمن كان اظلم خلق الله تعالى
ذلیل کرنے سے واسطے اللہ کی اور بدن کو اللہ کی طاعت اور مرضی کی محنت اوٹہانی سے بچاوے تو ضرور ہی کہ وہ شخص ایسے کی سامنے ذلیل ہو کہ تمام خلق اللہ میں
وافسدهم ويتعب نفسه وبدنه في طاعته ومرضاته عقوبة له من الله تعالى ولذلك قال بعض العارفين
ظالم اور مفسد ہو اور بسبب عقوبت الہی کی اوسکی جان اور بدن اوسیکی طاعت اور مرضی کی محنت میں مبتلا ہی اور اسیلئے بعضے عارف کہتے ہیں جو شخص
من لم يعبد الحق اختيارا يعبد الخلق اضطرارا فينعزل عن خدمة الخالق الى خدمة المخلوق فعلى هذا كان
اپنے اختیار سے حق کی بندگی نہیں کرتا تو وہ لاچار ہو کر خلق کی بندگی کرتا ہی پس خالق کی خدمت سے معزول ہو کر مخلوق کی خدمت کرنے لگتا ہی اس بیان کی موافق
الواجب على العبد ان يشتغل بعبادة الله تعالى وطاعته ويترك الاعتراض عليه ويرضى بقضائه في كل ما
آدمی پر واجب ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت اور طاعت کیا کرے اور کسیطرح کا اعتراض نکرے اور اوس حکم پر راضی رہے اوسکی یہاں سے جو
جاء من عنده من النفع والضر والصحة والمرض والمنع والعطاء والالم والاذى ويلاحظ قوله تعالى عسى ان تكرهوا
آوے نفع یا نقصان صحت یا مرض روک یا بخشش الم یا تکلیف اور اس آیت کا مضمون کو لحاظ کرے شاید تمکو
شيئا وهو خير لكم وعسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم والله يعلم وانتم لا تعلمون ويتيقن انه تعالى ارحم بعباده من
بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو اور اللہ جانتا ہی اور تم نہیں جانتے اور یقین کرجاوے کہ اللہ تعالی اپنی بندوں پر اس سے زیادہ
الوالدة بولدها وانه تعالى اعلم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء يشكر الله تعالى واذا وقع بلاء يحاسب نفسه
رحمت والا ہی کہ ماں اپنی اولاد پر اور اللہ تعالی اوسکی مصلحت کو اوس سے زیادہ جانتا ہی پہر اگر عطا ظاہر ہوئی تو اللہ کا شکر بجالاوے اور اگر بلا آوے تو اپنا حساب لیوے
فيما صدر منها حتى استحق ذلك اذ قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير
کہ ایسی کیا خطا ہوئی کہ جسمیں اس بلا کا سزاوار ہوا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو پڑتی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتہوں نے اور معاف کر دیتا ہی
فانه تعالى بيّن في هذه الاية ان ما اصاب العبد من مصيبة اي مصيبة كانت فهي بسبب ذنوبه التي اكتسبها
بیشک اللہ تعالی نے اس آیت میں یہہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی کوئی مصیبت ہو سو وہ گناہوں کا وبال ہی جو آپ کمائے ہیں

بنفسه

بنفسه والله تعالی یعفو عن کثیر منها فلا یعاقب علیها فی الدنیا واما فی العقبی فهو فی مشیة الله تعالی
اور الله تعالی بہتیری گناه معاف کر دیتا ہی سو اونپر دنیا مین عذاب نہین کرتا اور عقبی مین اگر توبہ نہین کی تو مشیت الہی مین ہی
ان لم یتب عنها فانه تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذب به فی جهنم
بیشک الله تعالی چاہی معاف کرکر بلا عذاب جنت مین داخل کر دی اور چاہی گناہون کی موافق دوزخ مین عذاب دی
بقدر ذنوبه ثم یخرجه منها ویدخله الجنة قال علی المؤمن عند الله تعالی خمس نقمات فاولها المرض
پہر دوزخ سی نکال کر جنت مین داخل کری حضرت علی کہتی ہین مؤمن کی حق مین الله تعالی کی ان پانچ عقوبت مین پہلی تو دکہہ
ثم المصائب فان کانت ذنوبه اکثر من ذلك یعذب فی قبره فان کانت اکثر من ذلك یحبس علی الصراط وان
پہر مصیبتین پہر اگر اسکی گناه اس سی بہی زیاده ہوئی تو گور مین عذاب ہوگا پہر اگر اس سی بہی زیاده ہین تو پلصراط پر رکیگا اور اگر
کان اکثر من ذلك یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها بالتوحید

المجلس الحادی والتسعون

اس سی بہی زیاده ہین تو گناہون کی موافق دوزخ مین ره کر پہر توحید کی برکت سی نکلیگا اکیانوین مجلس

فی بیان ان الشیطن یجری من الانسان مجری الدم

اس بیان مین کہ شیطان انسان کی اندر مثال خون کی پہرتا ہی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا
ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم هذا الحدیث من صحاح المصابیح روته ام المؤمنین صفیة
بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ام المؤمنین صفیہ کی روایت سی
والمراد بالشیطان ههنا وسوسته لا نفسه فی المجری یحتمل ان یکون اسم مکان فیکون المعنی ان کید
اور شیطان سی مراد اسجگہہ شیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہین ہی پس اب لفظ مجری مین احتمال ہی کہ اسم ظرف ہو دی اب معنی یون ہو جاینگی کہ
الشیطن ووسوسته یجری فی الانسان جریان الدم فان الدم کما یجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان
شیطان کا مکر اور وسوسہ انسان مین لوہو کی طرح پہرتا ہی بیشک لوہو جیسی انسان کی اعضا مین پہرتا ہی اور آدمی کو اوسکی خبر نہین ہوتی
بجریانها فکذلك وسوسة الشیطن تجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان بجریانها وقیل یجوز
ایسی ہی شیطانی وسوسہ انسان کی اعضا مین پہرتا ہی اور آدمی کو خبر نہین ہوتی اور کوئی کہتا ہی کہ جایز ہی
ان یراد بالشیطان نفسه لا وسوسته فانه لکونه غیر کثیف لا یبعد ان یجری فی عروق الانسان لان غیر
کہ عین شیطان مراد لین وسوسہ نہ مراد لین اسلئی کہ شیطان مادی جو نہین ہی تو کیا تعجب ہی کہ انسان کی رگون مین پہرتا ہو اسلئی کہ بی ماده شئی
الکثیف یدخل فی الکثیف کالهواء النافذ فی البدن فیجری الشیطن فی الانسان مجری الدم ویصادف نفسه
ماده مین گہس جاتی ہی جیسی ہوا بدن مین سو اب شیطان ہی انسان کی اندر خون کی طرح پہرتا ہی اور اوسکی جان کی پاس ہوکر
ویسئلها عما تحبه وتریده فاذا عرف مقصودها ومرادها یستعین بها علی الانسان فی ضلاله واخراجه
پوچہتا ہی تجہکو کیا پسند ہی تیرا کیا اراده ہی پہر اوسکا مقصد اور مراد پاکر راه سی بچلا نی مین اور طریق مستقیم سی نکالنی مین
عن الطریق المستقیم فانه یورده الموارد التی یتخیل الیه ان فیها منفعة ثم یصدره المصادر التی فیها عطبه
انسان کی مدد کرتا ہی پس وه شیطان آدمی کو ایسی گہاٹ لگا دیتا ہی جہان یہہ خیال ہو کہ اسمین یہہ فائده ہی پہر ایسی جگہ پہنچاتا ہی جہان عطب آوی
ثم یتبرأ منه ویسلمه ویقف یشمت به ویضحك منه فانه یامره بالسرقة والزنا وقتل النفس ثم یدل علیه
پہر اوس سی الگ ہوکر اوسہی کی حوالہ کر دیتا ہی اور آپ ٹہٹہا مارتا اور ہنستا ہی سو وه آدمی سی پہلی تو چوری اور زنا اور خون کرا دیتا ہی پہر ظاہر کرکر
ویفضحه کما فعل بالراهب الذی زنا بامرأة فلما ولدت امره بقتلها وقتل ولدها ثم دل علیه اهلها وکشف
فضیحت کر دیتا ہی جیسی ایک راہب کی ساتہہ کیا کہ اوسنی ایک عورت سی زنا کیا پہر وه جنی تو اوسنی اوسکو اور اوسکی بچہ کو قتل کرایا پہر عورت کی مالکون کو بتا دیا

لهم امره فلما ارادوا صلبه امره بالسجود له لینجیه فلما سجد له فرّ منه وترکه وفیه نزل قوله تعالیٰ
اور اوسکا سب حال کہول دیا جب وہ لوگ اوسکو صولی دینی لگی تو اپنی تئین سجدہ کرایا کہ بچا دون گا جب اوسنی سجدہ کیا تو اوسکو چہوڑ کر بہاگ گیا اسہی قصہ مین یہہ آیت اوتری
کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منك انی اخاف الله رب العلمین ولا
جیسی کہاوت شیطان کی جب کہی انسان کو تو منکر ہو پہر جب وہ منکر ہوا کہی مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ساری جہان کا اور
یختص هذا بالذی ذکرت هذه القضیة عنه بل هو عام فی کل من یطیع الشیطان فی امره بالکفر والعصیان
شیطان کا یہہ مکر کچہہ اوس سی خاص نہین ہی جسکا یہہ قصہ مذکور ہوا بلکہ علی العموم ہر ایک سی جو شیطان کا کفر اور معصیت مین مطیع ہی
لینصره ویقضی حاجته ثم یتبرأ منه ویسلمه کما یتبرأ من جملة اولیائه یوم القیمة ویقول
تاکہ وہ نصرت کری اور حاجت روا کری پہر اوسکو اوسہی پہ ڈال کر الگ ہو جاتا ہی جیسی اپنی تمام دوستون سی قیامت کو الگ ہو جاویگا یہہ کہہ کر
لهم انی کفرت بما اشرکتمون من قبل فانه یوهم المواد فی الدنیا ثم یتبرأ منه یوم القیمة فعلی هذا ینبغی للعاقل
مین نہین قبول رکہتا جو تمنی مجہکو شریک ٹہرایا تہا پہلی بیشک یہہ شیطان اپنی دوستون کو دنیا مین ایک کہاٹ پر لگا دیتا ہی پہر اونسی قیامت کو الگ ہو جاویگا اس لیے
ان یجتهد فی دفع وسوسته عن نفسه اذ لیس تسلطه علی الانسان بالقهر والالجاء بل تسلط علیه بالتزیین
عاقل کو لازم ہی کہ اپنی دلین سی اسکا وسوسہ جسطرح بنی دور کری اسلیے کہ انسان پر شیطان کا غلبہ کچہہ قہر اور زور سی نہین ہی بلکہ معاصی کی زینت دینی اور
والاغواء لما روی انه علیه السلام قال خلق ابلیس مزیّنا ولیس الیه من الاضلال شیٔ فانه علیه السلام
بہکانی سی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ابلیس زینت دینی کو پیدا ہوا ہی اور گمراہ کرنی کی کوئی بات اوسکی اختیار مین نہین ہی بیشک نبی علیہ السلام
بیّن فی هذا الحدیث ان الشیطان لیس بمسلط علی بنی ادم بحیث یامرهم بالمعصیة ویلجئهم علیها اذ لو کان
اس حدیث مین فرمایا کہ شیطان بنی آدم پر اسطور غالب نہین ہی کہ معصیت کا حکم کر کر گناہ پر لاچار کردی اگر یہہ حال ہوتا
الامر کذلك لما نجا من شره احد بل شانه ان یوسوس فی صدورهم ویزیّن المعصیة الیهم ولیس بیده اکثر
تو اسکی بدی سی کوئی بہی نہ بچتا بلکہ اسکا یہہ طریق ہی کہ بنی آدم کی دلون مین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور معصیت کو اونکی نظرون مین خوبصورت بنا دیتا ہی
من ذلك کما اخبر الله تعالی عنه انه یقول لاهل النار یوم القیمة وما کان لی علیکم من سلطن الا ان دعوتکم
اس سی زیادہ کچہہ مقدور نہین ہی چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر دیتا ہی کہ قیامت کی دن دوزخیونسی یون کہیگا اور تم پر مجہکو حکومت نہ تہی مگر مین نی تمکو بلایا
فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم یعنی ان دعوتی ایاکم الی الباطل لم یکن بطریق القهر والالجاء ولا
پہر تم نی مان لیا سو مجہکو مت الزام دو اور الزام دو اپنی تئین مراد یہہ ہی کہ میرا بلانا تمکو باطل پہ کچہہ بطور قہر اور لاچار کر نہین تہا اور نہ
بحجة وبرهان یدل علی صدقی بل بمجرد تزیین وتسویل فاستجبتم لی لموافقة دعوتی اهواءکم واغراضکم
کسی حجت اور دلیل سی تہا کہ میری صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور آرایش سی تہا سو تمنی میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضون کی موافق دیکہہ کر مان لیا
ولم تستجیبوا لربکم الذی دعاکم الی الحق دعوة مقرونة بالحجج والبینت لعدم موافقة دعوته اهواءکم
اور اپنی رب کا کہا نہ مانا جسنی حق پر دلائل اور بینات کی ساتہہ بلایا تہا کیونکہ اللہ کی طلب تمہاری ہوا ہوس اور غرض کی
واغراضکم فان عدو الله تعالی لما امتنع عن السجود لادم النبی علیه السلام واخرج من زمرة الملئکة المقربین
مطابق نہ تہی بیشک شیطان نی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ نکیا اور مقرب ملائک کی زمرہ سی یا جنت مین سی نکالا گیا
او من الجنة وسال ان ینظر الی یوم یبعث فیه ادم النبی علیه السلام وذریته للجزاء فانظر الی یوم الوقت
اور اسنی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبی ع او اوسکی اولاد جزا کی لئی اوٹہائی جاوین مہلت ملی پہر اوسکو اوسوقت
المعلوم الذی هو وقت النفخة الاولی التی علم الله تعالی ان من فی السموت ومن فی الارض یصعق عندها
معلوم تک مہلت ملی جو کہ وقت پہلی نفخہ کا ہے اللہ جانتا ہی کہ جو آسمان اور زمین مین ہین اوسوقت سب بیہوش ہو جاوینگی

الا من شاء الله تعالی قال رب بما اغویتنی لازینن لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین الا عبادك

مگر جسکو الله بچاوی کہا تو شیطان نی یہہ کہا ای رب جیسا تونی مجھکو راہ سی کہویا مین انکو بہار دکہلا ؤنگا زمین مین اور راہ سی کہودونگا سبکو مگر جو تیری

منهم المخلصین واستثنی عباد الله الذین اخلصهم الله تعالی لطاعته وعبادته وطهرهم عن تاثیر

چنی بندی کی ہین اور اوسنی او ن بندون کو جدا کیا جنکو الله تعالی نی واسطی اپنی طاعت اور عبادت کی خاص کیا ہی اورانکو اوسکی بہکاوی کی اثر سی

اغوائه فیهم فلما استثناهم وکان طریقهم مرضیا عند الله تعالی قال الله تعالی هذا صراط علی مستقیم

پاک کر رکہا ہی پہر جب اونکو جدا کیا اور اونکا چلن الله تعالی کو پسند تہا تو الله تعالی نی فرمایا یہہ راہ ہی مجھ تک سیدہی

ان عبادی لیس لك علیهم سلطان الا من اتبعك من الغاوین فانه تعالی قد اخبر فی هذه الایة ان عباده

جو میری بندی ہین مجہکو اونپر زور نہین مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگون مین بیشک الله تعالی نی اس آیت مین خبر دی ہی کہ میری بندی

الذین اخلصهم لطاعته وعبادته لیس لعدوه علیهم سلطان بل سلطانه علی الذین اتبعوه من الغاوین واخبر

جو خالص طاعت اور عبادت کی لئی ہین اونپر میری دشمن کو غلبہ نہین ہی بلکہ اوسکا غلبہ اون لوگون پر ہی جو گمراہ اوسکی تابع ہین اور دوسری

فی ایة اخری ان عباده المؤمنین المتوکلین لا سلطان له علیهم فقال انه لیس له سلطن علی الذین امنوا

آیت مین خبر دی ہی کہ بیشک میری بندی مؤمن اور متوکل اونپر شیطان کو غلبہ نہین ہی فرمایا اوسکا زور نہین چلتا اونپر جو یقین رکہتی ہین اور

علی ربهم یتوکلون انما سلطانه علی الذین یتولونه والذین هم به مشرکون وهذه الایة تضمنت امرین احدهما

اپنی رب پر بہروسہ کرتی ہین اوسکا زور اونہی پر ہی جو اوسکو رفیق سمجہتی ہین اور جو اوسکو شریک ٹہراتی ہین اور اس آیت مین دو باتین ہین ایک تو یہہ

نفی سلطانه علی اهل الایمان وعلی الذین یفوضون امرهم الی الله تعالی فی کل ما یاتون ویذرون فان وسوسته

کہ ایمان والون پر اور جو لوگ اپنی کاروبار الله پر حوالہ کر دیتی ہین تمام جو کرتی ہین یا نہین کرتی اون پر غلبہ نہین ہی بیشک شیطان کا وسوسہ

لا تؤثر فیهم ودعوته غیر مستجابة عندهم والثانی اثبات سلطانه علی اهل الشرك وعلی الذین یتخذونه ولیا

اونمین اثر نہین کرتا اور اوسکا بولاوا اونکو مقبول نہین ہی اور دوسری یہہ کہ مشرکون پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکہتی ہین

ویطیعون وسوسته ویستجیبون دعوته والمراد بسلطانه علیهم تسلطه علیهم بالوسوسة والدعوة المستتبعة

اور اوسکی وسوسہ کی مطیع ہین اور اوسکا بولاوا مانتی ہین اونپر غلبہ ثابت ہی اور اونپر غلبہ جو ہی تو اوس ہی یہہ مراد ہی کہ تسلط وسوسہ سی اور بولانی سی ہی

للاستجابة لا بالقسر والالجاء لانه منتف من الکل لما سبق من قوله تعالی حکایة عنه وما کان لی علیکم من سلطن

کہ ترغیب دی لین کچہہ زور سی اور لاچار کر کر نہین ہی کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پر بہی نہین ہی اسلئی کہ اوسکا قول بطور حکایت کی گذر چکا ہی اور مجہکو تمپر حکومت نہ تہی

الا ان دعوتکم فاستجبتم لی ولما علم عدو الله تعالی انه تعالی لا یسلطه علی عباده المخلصین قال فبعزتك

مگر مین نی تمکو بلایا پہر تمنی مان لیا اور جب شیطان کو یقین ہوا کہ الله تعالی اپنی خاص بندون پر غلبہ نہین دیتا بولا تو قسم ہی تیری عزت کی

لاغوینهم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین وقد اخبر الله تعالی ان عدوه ابلیس حین وبخ بقوله تعالی

مین گمراہ کرونگا ان سبکو مگر جو بندی ہین انمین تیری چنی اور الله تعالی نی خبر دی تہی کہ جب شیطان کو یہہ جہڑکی ملی

وما منعك الا تسجد اذ امرتك قال فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطك المستقیم ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم

اور تجھکو کیا مانع تہا کہ سجدہ نکیا جب مینی فرمایا بولا تو جیسی تونی مجھی مراہ کیا ہی مین بیٹہونگا واسطی اونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پہ پہر اونپر آونگا آگی سی اور پیچہی سی

وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین قال جمهور المفسرین والنحاة کلمة علی ههنا ونصب صراطك

اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اکثر اونمین شکر گذار تمام مفسر اور نحوی کہتی ہین کہ یہان سی لفظ علی کا محذوف ہی اور زبر صراط کا

علی نزع الخافض کانه قیل لاقعدن علی صراطك المستقیم ثم لاتینهم من جمیع جهاتهم وهذا تفصیل لما جمله

حرف جر دور کر نی سی ہی گویا عبارت یون ہی لاقعدن علی صراطك المستقیم پہر اون پاس سب طرفون سی آونگا اور یہہ تفصیل اوس اجمال کی ہی

فی قوله فبعزتك لاغوینهم اجمعین و تمثیل لوسوسته الیهم وتسویله علیهم ما امکنه وقدر علیه اذ ما من

جو اس عبارت میں ہی قسم تیری عزت کی مین سبکو گمراہ کرونگا او تمثیل اونکی وسوسہ کی اور آرایش کی ہی جو او نپر آویگی اور جسپر قادر ہوگا کیونکہ جو

طریق خیر الاوالشیطان قاعد علیه یقطعه علی السالکین فیه بانواع مکائده وغروره فانه یشام نفس الانسان

خیر کا رستہ ہی سو اوسپر شیطان بیٹھا ہوا چلنی والون پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ مارتا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پر غور کر کر

لیعلم ای القوتین غالب علیها هل هی قوة الاقدام ام هی قوة الاحجام فان رای ان الغالب علیها قوة الاحجام یاخذ

معلوم کرتا ہی کہ دونو قوت مین سی اسپر کونسی غالب ہی آیا قوت عمل کی یا قوت باز رہنی کی پہر اگر دیکہتا ہی کہ اوسپر قوت باز رہنی کی غالب ہی تو او وہر کی

فی تشبیطه واضعاف همته وارادته عن المامور به ویثقله علیه ویهون علیه ترکه حتی یترکه جملة

ہمت یعنی سستی کا بڑہانا اور مامور بہ سی ارادہ کا پہیرنا شروع کرتا ہی اور اوسپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کردیتا ہی آخر وہ اوسکو سراسر ترک کرتا ہی

او یقتصر فیه ویتهاون به وان رای ان الغالب علیها قوة الاقدام یاخذ فی تقلیل المامور به عنده ویوهم انه

یا اوسمین قصور کرتا ہی یا اوسمین سستی کرتا ہی اور اگر دیکہتا ہی کہ اوسپر قوت عمل کی غالب ہی تو مامور بہ کو اوسکی نظر مین کہٹانا شروع کرتا ہی اور وہم مین ڈالتا ہی

لا یکفیه بل یحتاج الی مبالغة وزیادة ویقصر بالاول ویتجاوز بالثانی وقد قال بعض السلف ما امر الله بامر الا

کہ یہکو کافی نہوگا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہی اور اول مین تقصیر ہوتی ہی اور دوسری مین بڑہ جاتا ہی اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ اللہ تعالی جو

وللشیطان فیه نزغتان اما الی تفریط وتقصیر واما الی فرط وغلو ولا یبالی بایهما ظفر وقد قطع کثیرا من

حکم ہی سو اوسمین شیطان کی دو جہتکی ہین یا بطرف کوتاہی اور تقصیر کی یا بطرف زیادتی اور افزایش کی اور یہہ پروا نہین کرتا کسپر فتحیاب ہو اور اکثر

الناس فی هذین الوادیین وادی التفریط والتقصیر ووادی الافراط والتجاوز والثابت منهم علی الطریق

لوگون پر شیطان نی اون دونو میدان مین رہزنی کی ہی ایک میدان تفریط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان لوگون مین سی اوس

الذی کان علیه رسول الله علیه السلام واصحابه قلیل جدا اذ منهم الذین یبنون المساجد والمدارس

رستہ پر قایم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی اصحاب کا ہی بہت ہی کمتر ہین اسلئے کہ بعضی ایسی شخص ہین کہ مسجدین اور مدرسی

والقناطر والرباط من اموال جمعوها من الظلم بالغصب والنهب والرشوة والجهات المحظورة ویظنون انهم

اور پل اور خانقاہ ایسی مال سی بناتی ہین کہ جو ظلم سی اور چہین جہپٹ اور رشوت اور بیجا طریق سی جمع کیا ہی اور خیال باندہ رکہا ہی کہ ہم

استحقوا بذلك مغفرة من الله تعالی وثوابا کثیرا ولا یعرفون انهم تعرضوا لسخط الله تعالی فی جمعها وانفاقها

اسکی بدلہ مین اللہ کی طرف سی سزاوار مغفرت کی اور بڑی ثواب کی ہین اور یہہ نہین سمجہتی کہ وہ قابل غضب الہی کی ہین اس مال کی جمع کرنی مین بہی اور خرچ کرنی مین

اذ کان الواجب علیهم الامتناع عن جمعها علی هذا الوجه فلما عصوا الله تعالی بجمعها علی هذا الوجه کان الواجب

بہی اسواسطی کہ اونپر یہہ واجب تہا کہ اس وجہ سی مال جمع نکرتی پہر اگر اونہون نی اس وجہ سی جمع کرنی مین نافرمانی کی تو اب اونپر یہہ واجب تہا

علیهم التوبة والرجوع الی الله تعالی وردها الی اصحابها ان امکن والا فالی ورثتهم ان وجدوا والا کان الواجب

کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرتی اور مال مالکون کو ہٹا دیتی اگر ہو سکتا اور نہین تو اونکی وارثون کو اگر پاتی اور نہین تو یہہ واجب تہا

علیهم تفریقها علی الفقراء بنیة ان تکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها الی اصحابها یوم القیمة وهم لعدم

کہ فقرا پر اس نیت سی تقسیم کرتی کہ اللہ تعالی کیہان امانت رہی قیامت کی روز مالکون کو پہنچا دیوی اور وہ مال جو فقرا پر

تفریقها علی الفقراء بقیت علیهم وتوخذ من اعمالهم یوم القیمة ومنهم من یستغفر الله تعالی ویسبحه ویهلله

تقسیم نہوی تو اونکی ذمہ باقی رہی قیامت کی روز اونکی اعمال مین سی لیئی جاویگی اور بعضی لوگ خدا سی مغفرت مانگتی ہین اور زبان سی ہر روز سبحان اللہ

بلسانه فی الیوم مائة مرة ثم لا یزال یغتاب الناس ویشتمهم ویمزق اعراضهم ویتکلم بما لا یرضاه الله تعالی

سو سو مرتبہ پڑہتی ہین پہر متصل لوگون کی غیبت کرتی ہین گالیان سناتی ہین اور اونکی بی آبروئی کئی جاتی ہین اور برخلاف رضامندی خدا تعالی کی

طول نهاره من غیر حصر ولا عد ویظن ان حسناته اکثر من سیاته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقد معاصیه
تمام دن بی انتہا اور بی شمار باتین بکی جاتی ہین اور گمان یہہ رکہتی ہین کہ ہماری حسنات گناہونسی زیادہ ہین کیونکہ اپنی نفس کا محاسبہ اور گناہون کی تلاش نہین کرتی

ویکون نظره الی عدد تسبیحه وتهلیله ویغفل عن هذیانه الذی لو کتب لکان مثل تسبیحه وتهلیله مائة
اب اپنی تسبیح اور تہلیل کی گنتی پر تو نگاہ ہی اور بیہودہ باتون کا اگر لکہی جاوین تو تسبیح اور تہلیل کی برابر سو بار بلکہ ہزار بار ہو جاوین

مرة بل الف مرة وقد کتبه کرام الکاتبون ووعد الله تعالی علی کل کلمة عقابا حیث قال ما یلفظ من قول الا لدیه
کچہہ خیال نہین اور بیشک کرام الکاتبین اوسکو لکہہ چکی ہین اور اللہ تعالی ہر ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ کر چکا ہی چنانچہ فرمایا نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس

رقیب عتید فهو ابدا یتامل فی فضائل التسبیحات والتهلیلات ولا یلتفت الی ما ورد فی عقوبة المغتابین والنمامین
ایک راہ دیکہتا طیار سو وہ شخص ہر دم تسبیحات اور تہلیلات کی فضایل تو سوچتا رہتا ہی اور ادہر خیال نہین کرتا کہ غیبت کرنیوالون اور سخن چینون

والکذابین وغیر ذلک ممن لا یحترز من آفات اللسان ولعمر الله لو کان الکرامون الکاتبون یطلبون منه اجرة لما
اور جہوٹون کی لئی کیا عقاب تجویز ہوا ہی اور سوا اسکی اور زبان کی آفات جن سی احتراز نہین ہی اور قسم ہی اگر کرام کاتبین اوسی اجرت لیا کرتی کہ جو جو

یکتبونه من هذیانه الذی زاد علی تسبیحه وتهلیله الف مرة لکان یکف لسانه حتی عده جملة من مهماته وکان یعد
اوسکی بیہودہ باتین کہ تسبیح اور تہلیل سی ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہین اور وہ لکہتی ہین تو بیشک اپنی زبان بند رکہتا اور اوسکو اپنا ضروری کام سمجہتا اور بولنی کو

ما نطق به فی فتراته ویحسبه ویوازنه بتسبیحاته حتی لا یفضل علیه اجرة الکتابة فیا عجبا لمن یحاسب نفسه
اپنی لغزش مین گنتا اور حساب کرتا اور تسبیحات کی برابر رکہتا ایسا نہو کہ کتابت کی مزدوری زیادہ دینی آجاوی پہر بڑا تعجب ہی کہ اپنی نفس کا حساب

ویحتاط خوفا من ذهاب قیراط فی الاجرة ولا یحتاط خوفا من فوات فردوس الاعلی جنة الماوی فی الآخرة ولیس هذه
اور احتیاط اس خوف کا مارا تو کری کہ کوئی کوڑی اجرت مین نہ جاتی رہی اور اس خوف کی احتیاط نکری کہ فردوس اعلی اور جنت الماوی آخرت مین ہاتہہ نہ آویگا اور یہہ

الغفلة الا مصیبة عظیمة لمن یتفکر فیها وقد وقعنا فی امر ان شککنا فیه نکون من الکفرة الجاحدین وان صدقنا
غفلت تو بڑی مصیبت ہی اسمین جو کوئی فکر کری اور ہم ایسی بلامین آگئی ہین کہ اگر اسمین شک کرین تو منکر کافر ہوتی ہین اور اسکی تصدیق کرین

به نکون من الجهلة المغرورین ولیس هذا عمل من صدق بما جاء به القرآن ورسول رب العلمین المجلس الثانی و
تو جاہل مغرور ہین اور یہہ کام اوسکا نہین ہی جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہی بانوین مجلس

التسعون فی بیان عدم المواخذة بالوسوسة ما لم تعمل بها او تتکلم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اس بیان مین کہ وسوسہ پر کچہہ مواخذہ نہین ہی جبتک عمل مین نہ آوی اور یا زبان پر نگذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان الله تعالی تجاوز عن امتی ما توسوست به صدورها ما لم تعمل به او تتکلم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
بیشک اللہ تعالی نی میری امت کو معاف کیا ہی جو اونکی دلون مین خیالات آوین جبتک عمل نہ کرین یا زبان پر نہ لاوین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

ابو هریرة وفیه دلیل علی ان المرفوع عن هذه الامة لم یکن مرفوعا من الامم السالفة لان التخصیص بالذکر لا بد له
ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین یہہ دلیل ہی کہ جو اس امت کو معاف ہی پہلی امتون کو معاف نہین تہا اسلئی کہ اس امت کی خاص مذکور ہونیکا کوئی فائدہ چاہئی

من فائدة والمعنی انه تعالی عفی عن هذه الامة ما یخطر فی قلوبهم من الخواطر المذمومة واحادیث النفس فان ما یقع فی
اور معنی یہہ ہین کہ اللہ تعالی نی اس امت کو خیالات بد اور نفسانی وہم جو اونکی دلون مین گذرتی ہین معاف کردئی ہین پہر دلین جو خیالات نکمی

القلب من الخواطر الدنیة المذمومة یسمی وسوسة وما یقع فیه من الخواطر المرضیة الحسنة یسمی الهاما ثم الوسوسة
بد گذرتی ہین وسوسہ کہلاتی ہین اور دلین جو خیال پسندیدہ نیک آتی ہین الہام کہلاتی ہین پہر وسوسہ

اما ضروریة او اختیاریة فالضروریة هی الخواطر التی تدخل فی القلب من غیر اختیار وهذا معفو عن جمیع الامم لکونه
یا تو ضروری ہوتا ہی یا باختیار پہر ضروری تو وہ خیالات ہین جو دلین بی اختیار آجاتی ہین اور یہہ تو تمام امتون کو معاف ہوئی ہی اسواسطی

خارجا عن حد الاستطاعة والاختيارية هي الخواطر التي تدخل في القلب وتستجلبها الطبع وتتبعها النفس وترددها
که حد استطاعت سے باہر ہے اور اختیاری وہ خیالات ہیں جو دل مین آتی ہین اور طبیعت اونکو کھینچ لاتی ہے اور نفس اوسکی پیچھے لگا رہتا ہے اور بار بار اوسکا

وتتلذذ بها فتميل الى العمل او التكلم بها وهذا النوع هو الذي عفي عن هذه الامة دون سائر الامم تشريفا لنبينا وتفضيلا
ہی اور لذت اوٹھاتا ہی پھر او سپر عمل کی یا بیان کی رغبت کرتا ہی اور یہہ ہی وہ قسم ہی جو اس امت سے علاوہ تمام امتون سے بسبب شرافت ہمارے نبی اور فضیلت اونکی امت کی

لامته واما العقائد الفاسدة ومساوي الاخلاق وما ينضم اليها من اعمال القلوب فهي بمعزل عن الدخول في جملة ما
معاف ہوا ہی اور رہی فاسد عقیدے اور عادات بد اور جو انکے ملی ہوئی ہین یعنی اعمال قلوب سو یہہ وسوسہ دلی مین داخل ہونے سے الگ ہین

وسوست به الصدور بل هي من اعمال القلوب التي يؤاخذ بها الانسان والحاصل ان ما يقع في القلب على خمس مراتب الاولى
بلکہ یہہ وہ اعمال قلوب ہین جسمین انسان سے مواخذہ ہوویگا اور حاصل یہہ ہی کہ دل کی خیالات پانچ درجہ پر ہین پہلا تو

الهاجس وهو ما يقع فيه ابتداء ثم الخاطر وهو جريان ما يقع فيه ثم حديث النفس وهو التردد فيما يقع فيه هل يفعل
ہاجس کہ وہ دل مین پہلی ہی آتا ہی پھر اوسکی بعد خاطر یعنی اوسکا جاری ہونا جو دل مین آیا ہی پھر حدیث النفس یعنی اوسمین تردد جو دل مین آیا ہی کہ کرون

ام لا ثم الهم وهو ترجيح جانب الفعل ثم العزم وهو القطع على الفعل والجزم به وهذه الخواطر ان كانت في المعاصي ففيها
یا نہین پھر ہم یعنی کرنی کی جانب کو غالب کرنا پھر عزم یعنی فعل پر ٹوٹ پڑنا اور جزم کرنا اور یہہ خیالات اگر گناہون کی ہوتی ہین تو اسمین

تفصيل اما الهاجس فلا يؤاخذ به احد اجماعا لانه ليس من فعل العبد وانما هو شيء ورد عليه لا قدرة له على دفعه ولا
تفصیل ہی ہاجس سی تو متفق علیہ ہی کہ مواخذہ نہین ہی کیونکہ یہہ بندہ کا کیا ہوا نہین ہی یہہ تو ایسی بات ہی کہ خود بخود آجاتی ہی کہ اسکی قدرت نہین کہ دفع کردی یا

على منعه واما الخاطر الذي بعده فالعبد قادر على دفعه بصرف الهاجس اول وروده ومع هذا هو وما بعده من حديث
روکدی اور خاطر جو اسکی بعد ہی سو آدمی کو اسکی دفع پہ قدرت ہوتی ہی کہ ہاجس کو آتی ہی پھیر دی تسپر بھی یہہ اور اسکی بعد کا یعنی حدیث النفس

النفس مرفوعان عن الامة بالحديث الصحيح الوارد في ارتفاع حديث النفس عن هذه الامة وهو قوله عليه السلام عفي عن امتي
اس امت کو سب معاف ہین بدلیل حدیث صحیح کی جو اس بات مین آئی ہی کہ حدیث النفس اس امت کو معاف ہی وہ حدیث یہہ ہی کہ میری امت کو معاف ہی

ما حدثت به نفوسهم فاذا ارتفع حديث النفس يرتفع ما قبله بالطريق الاولى وهذه الثلثة لو كانت في الحسنات لا
جو اونکی نفس حدیث کرتی ہین پھر جب حدیث النفس معاف ہوا تو اوسی پہلی کی خیالات بطریق اولی معاف ہونگی اور یہہ تینون اگر حسنات مین ہین تو اسکا

يكتب له بها اجر لعدم القصد واما الهم فقد بين في الحديث الصحيح ان الهم بالحسنة يكتب حسنة وان لم تفعل لظهور
کچھہ ثواب نہین ہوتا کیونکہ قصد نہین ہی اور رہا ہم سو حدیث صحیح مین آیا ہی کہ نیک ہم کا ثواب ہوتا ہی اگرچہ بسبب کسی مانع کی عمل مین

مانع والهم بالسيئة لا يكتب سيئة بل ينتظر فان تركها العبد لله تعالى يكتب عليه حسنة وان فعلها يكتب عليها
نہ آوی اور بد ہم کا کچھہ گناہ نہین ہوتا بلکہ ملتوی رہتا ہی اگر آدمی نی اوسکو لله ترک کیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہی اور اگر کر بیٹھا تو نری عمل کا گناہ

اثم الفعل وحده لا اثم الهم لان الهم مرفوع عن هذه الامة واما العزم على السيئة فبعض العلماء وان جعله من الهم المرفوع
ہوتا ہی ہم کا کچھہ گناہ نہین ہوتا کیونکہ ہم اس امت کو معاف ہی اور رہا عزم بدی کا سو بعضی علماء نے اسکو اگرچہ اوس ہم مین داخل کیا ہی جو معاف ہی

الا ان المحققين على كون العبد مؤاخذا به لكن ان ندم على عزمه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة
پر محقق اسپر ہین کہ اسمین بندہ سے مواخذہ ہوویگا لیکن اگر اپنی عزم پہ نادم ہوا اور الله کی خوف سے وہ کام نکیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہی

لان عزمه على السيئة وان كان سيئة لكن امتناعه عنها حسنة فيكتب حسنة واما اذا فات عنه الفعل بعائق او
کیونکہ عزم گناہ کا اگرچہ گناہ ہی لیکن اوسی باز رہنا نیک عمل ہی سو ثواب ہوتا ہی اور جس صورت مین کہ وہ کام کسی مانع کی سبب یا

تركه بعذر لاحق لا خوفا من الله تعالى يكتب عليه سيئة لان عزمه فعل اختياري من افعال القلوب فيؤخذ به
کسی عذر کی مارے نہین ہوا کچھہ اوسکو خوف الہی سے نہین چھوڑا تو اب گناہ ہوتا ہی کیونکہ عزم افعال قلوب میں سے فعل اختیاری ہی سو عازم کی پکڑ ہوگی

صاحبه اذ قد روی انه علیه السلام قال یحشر الناس علی نیاتهم ولا شك ان من عزم فی اللیل ان یصبح ویقتل مؤمنا
اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگ اپنی اپنی نیتوں پہ محشور ہونگی اور اسمین کچھہ شک نہین ہی کہ جو شخص رات کو یہہ عزم کری کہ صبح ہوتی ہی کسی مسلم کو قتل

او یزنی بامرأة او یشرب خمرا او یرتکب غیر ذلك من الذنوب فمات اللیلة یموت عاصیا مصرا علی الذنب ویحشر علی
یا کسی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پہر وہ اوسی شب مین مرگیا تو گناہ پر اڑا ہوا گنہگار مریگا اور اپنی نیت پہ اوٹہیگا

نیته مع ان الواقع منه العزم علی المعصیة دون فعلها والدلیل الدال علیه ما روی انه علیه السلام قال اذا التقی
باوجودیکہ اوسکو صرف معصیت کا عزم ہی تہا کچہہ عمل نہین کیا اور دلیل اس مطلب پہ یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان

المسلمان بسیفیهما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد قتل
تلوار لیکر مقابل ہوتی ہین تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہین کسینی عرض کیا یا رسول اللہ بہلا یہہ تو قاتل تہا اب مقتول نی کیا کیا فرمایا اسلئی کہ یہہ بہی اپنی

صاحبه وهذا نص فی کون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فکیف لا یؤخذ العبد بالنیة
یار کی قتل کا ارادہ رکہتا تہا اور یہہ نص ہی کہ مقتول نری ارادہ سی جہنمی ہی باوجودیکہ مظلوم قتل ہوا ہی پہر کیونکر آدمی سی نیت کا مواخذہ نہین ہی

والعزم وکل ما یدخل تحت اختیاره فهو مواخذ به الا ان یکفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة فلذلك یکتب
اور عزم اور جو جو آدمی کی اختیاری ہی سو اوسکا مواخذہ ہوتا ہی ہان اگر نیک کام سی اوسکا بدلا کردی تو خیر اور ندامت سی عزم کا توڑ دینا بہی نیک کام ہی اسی لئی

حسنة واما فوات المراد بعائق فلیس بحسنة فلذلك یکتب سیئة فیؤخذ بها فکیف لا یؤاخذ العبد باعمال القلوب
ثواب ہوتا ہی اور رہی وہ صورت جو کسی مانع کی سبب سی عمل فوت ہو جاوی سو یہہ حسنہ نہین ہی اسلئی گناہ ہوتا ہی پہر مواخذہ ہوگا اب کیونکر آدمی کا مواخذہ اعمال قلوب

والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالی ان السمع والبصر والفؤاد کل
اور کبر اور تکبر اور ریا اور حسد اور نفاق پر نہو ویگا اور جتنی خباثتین ہین سو اعمال قلوب ہین اور بیشک اللہ تعالی نی فرمایا ہی بیشک کان اور آنکہہ اور دل ان سبکی

اولئك کان عنه مسئولا فانه تعالی قد بین فی هذه الآیة ان العبد بکل واحد من تلك الاعضاء یکون مسئولا فیما یدخل
اوس سی پوچہہ ہی اب اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان کیا کہ آدمی سی بعوض ہر ہر عضو کی پوچہہ ہوگی جو جو کام اسکی اختیار مین ہین

تحت اختیاره مثلا لو وقع بصره علی اجنبیة بغیر اختیار منه لا یؤاخذ بهذه النظرة فان اتبعها نظرة ثانیة یکون
مثلا اگر نامحرم عورت پر بطور عادت کی بی اختیار نگاہ پڑجاوی تو اس نگاہ کا کچہہ مواخذہ نہین ہی پہر اگر اوسپر دوبارہ نظر دوڑائی تو اس دوسری نظر کا

مواخذا بهذه النظرة الثانیة لکونه مختارا فیها کذلك خواطر القلوب تجری هذا المجری بل القلب اولی بالمواخذة لانه
مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمین اختیار تہا ایسی ہی دلکی خیالات اسی کی قایم مقام ہین بلکہ دل کا مواخذہ اولی ہی کیونکہ سبکی اصل ہی

الاصل فان من حکم قلبه بشیء وکان مخطأ فیه یصیر مجزیا به ان خیرا فخیر وان شرا فشر کمن ظن انه متطهر وحضر
بیشک جسکا دل کسی بیجا بات پر حکم کری تو ویسی ہی بدلا ملیگا اگر نیک ہی تو نیک اور اگر بد ہی تو بد جیسی کسینی گمان کیا کہ مین باوضو ہون اور

الجمعة وصلاها ثم تذکر انه کان غیر متطهر یکون مثابا بفعله وان ترکها ثم تذکر یکون معاقبا علی ترکه ومن وجد علی فراشه امرأة
جاکر جمعہ کی نماز ادا کی پہر یاد آیا کہ پاک نہین ہی تو بہی اسکا ثواب ہوگا اور اگر جمعہ کو ترک کیا پہر یاد آیا تو اس ترک پر عقاب ہوگا اور جسنی اپنی بستر پر عورت پائی

فظنها زوجته فوطئها لا یکون عاصیا بوطیها وان کانت اجنبیة وان ظنها اجنبیة فوطئها بهذا الظن یکون عاصیا
اور گمان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اوس سی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگار نہین ہوگا اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اوس عورت کو غیر سمجہا پہر اوسی اپنی خیال پہ جماع کیا تو اس جماع سی

بوطیها وان کانت زوجته کل ذلك بالنظر الی القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تکون مرفوعة عن هذه الامة اذا
گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہو یہہ تمام باعتبار دل کی ہی جوارح کا لحاظ نہین ہی کیونکہ وسوسہ تو سراسر اس امت کو معاف ہی ہی جبتک

لم تبلغ رتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة فلا تکون مرفوعة بل یؤاخذ به العبد فیلزم علیه نقضها بالندم والاستغفار
عزم کا مرتبہ نہ پاوی پہر اگر اوس درجہ تک جا پہنچی تو پہر معاف نہین ہی بلکہ اسپر آدمی سی مواخذہ ہوتا ہی سو لازم ہی کہ اس عزم کو ندامت اور استغفار سی توڑ دی

حتی تنقلب حسنة لكن ينبغي ان يعلم ان الوسوسة قد تكون من جهة تلبيس ابليس فان الشيطان قد تلبس على
تاکہ پلٹ کر عمل نیک ہو جاوی لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ وسوسہ بعضی وقت ابلیس کی فریب سی ہوتا ہی بیشک شیطان بعضی وقت انسان پر یہہ شبہ ڈالتا ہی

الانسان فيقول العمر طويل والصبر على ترك الشهوات طول العمر الم شديد فكيف تترك اللذات والشهوات فعند ذلك
کہتا ہی کہ عمر بہت دراز ہی اور ترک شہوات پر تمام عمر صبر کرنا بڑا ہی سخت عذاب ہی اب لذتیں اور شہوات کیونکر ترک کر دیجیی اب ایسی وقت آدمی کو

يلزم للعبد ان يذكر عظيم ثواب الله تعالى واليم عقابه ووعده ووعيده ويجدد ايمانه ويقينه ويقول نعم الصبر عن
لازم ہی کہ اللہ تعالی کا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور اوسکی وعدی اور وعید یاد کری اور از سر نو ایمان اور یقین کو سنبہالی اور کہی البتہ صبر کرنا

الشهوات شديد لكن الصبر على النار اشد فلابد من اختيار اخفهما فاذا ذكر العبد ذلك يخنس الشيطان ويهرب اذ لا يستطيع
شہوات سی سخت ہی لیکن آگ پر صبر کرنا اور بہی بہت سخت ہی سو کمتر کو اختیار کرنا چاہیی جب آدمی یہہ بات یاد کرتا ہی تو شیطان پس پشت بہاگ جاتا ہی کیونکہ شیطان کی

ان يقول ليس الصبر على النار اشد من الصبر على المعصية ولا يملك ان يقول المعصية لا تفضي الى النار لان
یہہ طاقت نہین ہی کہ کہوی آگ پر صبر کرنا معصیت پر صبر کرنی سی سخت نہین ہی اور نہ کہہ سکتا ہی کہ معصیت دوزخ مین نہ لیجاویگی اسواسطی کہ آدمی کا

ايمان العبد يدفعه وينقطع عنه وسوسته بنور الايمان فان العبد اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا بل
ایمان اسکو دفع کر دیتا ہی اور ایمان کی نور سی اوسکا وسوسہ کٹ جاتا ہی بیشک جب آدمی کا ایمان حقیقی ہوتا ہی نرا زبانی نہین ہوتا بلکہ

قلبيا يقينيا يدفع عن نفسه وسوسة الشيطان ويتخذه عدوا امتثالا لقوله تعالى ان الشيطان لكم عدو
دلی یقینی ہوتا ہی تو اپنی دلسی شیطانی وسوسہ دور کر دیتا ہی اور شیطان کو دشمن جانتا ہی اس آیت کی مواقف تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہی

فاتخذوه عدوا فانه تعالى بين في هذه الاية ان الشيطن عدو لبني ادم وامرهم ان يتخذوه عدوا لانه
سو تم سمجہ رکہو اوسکو دشمن اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان کیا کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہی اور یہہ حکم کیا کہ وہ بہی اوسکو دشمن سمجہین کیونکہ

يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يعرف عدوه ويجتهد في دفع وسوسته
اونکو گمراہ کیا چاہتا ہی تاکہ اپنی ساتہہ دوزخ مین کہینچ لیجاوی اس بیان کی موافق عاقل کو چاہیی کہ اپنا دشمن پہچان کر اوسکا وسوسہ بزور دفع کر دیی

ولا يندفع وسوسته الا بمخالفة الهوى فمن منع نفسه عن الهوى يكون من عباد الله الذين لا يتسلط عليهم
اور بدون مخالفت ہوا ہوس کی اوسکا وسوسہ دفع نہین ہوتا پہر جسنی اپنی نفس کو ہوا سی روک رکہا تو وہ اون لوگون مین ہوتا ہی جن پر شیطان غالب نہین ہوتا

الشيطن على ما اخبر الله تعالى بذلك وقال ان عبادي ليس لك عليهم سلطن فدلت الاية على ان الشيطان
موافق مضمون اس آیت کی وہ میری بندی ہین اونپر نہین تیری حکومت یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ شیطان

لا يتسلط على من كان من عباد الله تعالى وانما يتسلط على من لم يكن من عباد الله تعالى فمن يتبع الهوى لا يكون
اونپر جو اللہ کی عبادت کرنیوالی ہین غلبہ نہین کر سکتا اونہی پر غلبہ کرتا ہی جو اللہ کی عابد نہین ہین پہر جو شخص اپنی ہوا کا تابع ہی وہ

من عباد الله تعالى بل يكون من عباد الهوى اذ قال الله تعالى ارءيت من اتخذ الهه هويه اشار الى كون
اللہ تعالی کا عابد نہین ہی بلکہ ہوا کا پوجنی والا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی بہلا دیکہہ تو جسنی پوجنا پکڑا اپنی چاؤ کا یہہ اشارہ ہی کہ

الهوى الهه ومعبوده والى كونه من عباد الهوى لا من عباد الله تعالى فمن لم يكن من عباد الله تعالى بل كان
ہوا ہی اوسکا خدا اور معبود ہی اور وہ ہوا کا بندہ ہی اللہ کا بندہ نہین ہی پہر جو شخص اللہ کا بندہ نہووی بلکہ ہوا کا

من عباد الهوى يتسلط عليه الشيطان بواسطة الهوى الذي يتشعب منه الشهوت فكما ان الشهوت
بندہ ہووی تو اوسپر شیطان بوسیلہ ہوا کی جسمین سی شہوات کی شاخین نکلتی ہین غالب رہتا ہی سو جیسی شہوتین انسان کی

سارية في لحم الانسان ودمه كذلك سلطنة الشيطان سارية في لحم الانسان ودمه ومحيطة به من
گوشت پوست اور خون مین پہیلی ہوئی ہین ایسی ہی شیطان کی سلطنت آدمی کی اندر گوشت اور لہو مین سیر کرتی ہی اور ہر طرف سی گہیری ہوئی ہی

جميع جوانبه ولذلك قال النبي عليه السلام ان الشيطان ليجري من ابن ادم مجرى الدم فضيقوا مجاريه
اسیسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ شیطان ابن آدم مین مثل خون کی پہرتا ہی اسلئے اوسکی آمد کا رستہ بہوک سی بند کرو

بالجوع وانما امر النبي عليه السلام بتضييق مجاري الشيطان بالجوع لان تسلط الشيطان على الانسان ليس
اور نبی علیہ السلام نی شیطان کا رستہ بہوک سی بند کرنی کو اسلئی فرمایا ہی کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدون وسیلہ شہوت کی

الا بواسطة الشهوة والشهوة تنكسر بالجوع فمن يريد ان يسلم من تسلط الشيطان عليه فعليه الملازمة بالصوم حتى يسلم
نہین ہوسکتا اور شہوت بہوک سی ٹوٹ جاتی ہی پہر جو شخص چاہی کہ مین شیطان کی غلبہ سی سلامت رہون تو اوسکو روزی رکہنی چاہئین

من تسلط الشيطان عليه فان من يتبع مقتضى الشهوة المنشعبة عن الهوى يظهر تسلط الشيطان عليه بواسطة
تاکہ شیطان کی غلبہ سی سلامت رہی بیشک جو شخص شہوت کی پیچہی پڑا رہتا ہی جو ہوا کی شاخ ہی تو اوسپر بوسیلہ ہوا کی شیطان کا غلبہ ہوجاتا ہی

الهوى لان الهوى مرعى لشيطان ومرتعه ولما لم يكن احد خاليا عن الشهوة المنشعبة عن الهوى لم يوجد احد
کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی بیٹہ اور چراگاہ ہی اور چونکہ کوئی شخص شہوت سی جو شاخ ہوا ہوس کی ہی خالی نہین ہی تو ایسا بہی کوئی نہین ہی

خاليا عن ان يكون للشيطان فيه تسلط ولذلك قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابن مسعود ما منكم من
کہ اوسپر شیطان کا کچہہ بہی غلبہ نہو اور اسیسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی حدیث مین جو ابن مسعود سی روایت ہی تم مین سی ایسا کوئی نہین کہ

احد الا وله شيطان قالوا وانت يا رسول الله قال عليه السلام وانا الا ان الله تعالى اعانني عليه فاسلم فلا يامرني
اوسکا شیطان نہو عرض کیا اور تم یا رسول الله فرمایا اور مین بہی پر اتنا ہی کہ الله تعالی نی اوسپر میری مدد کی سو وہ مسلمان ہوگیا اب وہ سوا

الا بخير بيانه على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان الشيطان لا يتصرف في الانسان الا بواسطة الشهوة فمن
خیر کی کچہہ نہین کہتا اسکی تفصیل موافق بیان امام غزالی کی احیاء مین یہہ ہی کہ شیطان انسان مین بدون وسیلہ شہوت کی تصرف نہین کرسکتا پہر جسکی

اعانه الله تعالى على كسر شهوته حتى يصير لا ينبسط الا حيث ينبغي والى الحد الذي ينبغي فشهوته لا تدعوه
الله تعالی نی شہوت توڑنی پر امداد کی یہان تک کہ ایسا بن جاوی کہ ادہر متوجہ ہو کہ جہان چاہئی اور اس حد تک جو سزاوار ہی سو اوسکی شہوت شر کی طرف نہین بلاتی

الى الشر والشيطان المتدرع بها لا يامر الا بالخير فعلم من هذا الحديث ان بني ادم لا يتصور ان ينفك الشيطان عنهم
اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنی ہوئی ہی سوا خیر کی نہین کہتا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ خیال مین نہین آتا کہ کوئی آدمی شیطان سی جدا ہو

وانما يتميز بعضهم عن بعض بموافقتهم اياه ومخالفتهم اياه فمن يغلب عليه مقتضيا الشهوة يجد الشيطان
اور آپسمین ایکو دوسری سی اتنا ہی فرق ہی کہ شیطان سی کتنا موافق ہی یا اوس سی کتنا مخالف ہی پہر جسپر مقتضیات شہوت کی غالب ہین اوسمین شیطان

فيه مجالا فيتسلط عليه ولاكتناف الشهوات للانسان من جوانبه قال ابليس على ما اخبر الله تعالى عنه لاقعدن
بہی قدرت پاتا ہی اور اوسپر تسلط کرلیتا ہی اور انسان کو جو شہوات نی ہر طرف سی گہیر رکہا ہی تو ابلیس کا یہہ قول ہی جیسا کہ الله تعالی خبر دیتا ہی مین بیٹہون گا

لهم صراطك المستقيم ثم لاتينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اكثرهم
اونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پر پہر اونپر آؤنگا آگی سی اور پیچہی سی اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اونمین سی اکثر

شاكرين فانه ياتي الانسان من جميع جهاته بانواع مكائده ويحبب اليه الفعل الذي يضره حتى يخيل اليه
شکر گذار پہر شیطان انسان کی ہر یک طرف سی طرح طرح کی مکر لاتا ہی اور وہ کام اوسکو پسند کرادیتا ہی جو مضر ہی یہان تک کہ وہ خیال کرتا ہی

انه من انفع الاشياء اليه ويكره اليه فعل الذي ينفعه حتى يخيل اليه انه من اضر الاشياء اليه وبهذا الطريق
کہ یہہ کام سب سی زیادہ مفید ہی اور وہ کام ناپسند کرادیتا ہی جو نافع ہو یہان تک کہ خیال کرتا ہی کہ یہہ کام سب سی زیادہ مضر ہی اور اس طریق سی

كاد كثيرا من الناس حتى القاهم في اللهو المختلفة والاراء المتنوعة واوصلهم الى الكفر والضلال واوقعهم في الاثم
بہت لوگون کو فریب دیا ہی یہان تک کہ اونکو مختلف لہو مین اور الگ الگ رایون مین لگا دیا ہی اور کفر اور گمراہی مین پہنچا دیا ہی اور گناہ اور وبال مین

والوبال ومع هذا يعدهم الفوز بالجنان مع الكفر والفسوق والعصيان ويخوف المومنين من جنده واوليائه

پھنسا دیتا ہی اور تسپر اس کفر اور فسق اور عصیان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہی اور مؤمنوں کو اپنی لشکر اور رفقا سی اتنا ڈراتا ہی

حتى لا يجاهدونهم ولا يامرونهم بالمعروف ولا ينهونهم عن المنكر وهذا من عظيم كيده لاهل الايمان وقد اخبر الله تعالى

کہ وہ اونسے جہاد نہیں کرتی اور نہ امر بالمعروف اور نہ نہی عن المنکر کرتی ہیں اور اہل ایمان کو یہہ بڑا ہی دم دی رکھا ہی اور اللہ تعالی

بذلك في كتابه فقال انما ذلكم الشيطن يخوف اولياءه فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين والمعنى عند جميع

اپنی کتاب میں فرماتا ہی یہہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنی دوستوں سی سو تم اونسی مت ڈرو اور مجھسی ڈرو اگر ایمان رکھتی ہو اور تمام مفسروں کی

المفسرين انه يخوفكم باوليائه فلا تخافوهم قال قتادة يعظمهم في صدوركم ولهذا قال فلا تخافوهم وخافون ان كنتم

نزدیک یہہ معنی ہیں کہ شیطان تمکو اپنی رفیقوں سی ڈراتا ہی سو تم اونسی مت ڈرو قتادہ کہتی ہیں اونکو بڑا اور بھاری کر کر دکھاتا ہی اسی واسطی کہا تم اونسی مت ڈرو اور مجھسی ڈرو اگر تم

مؤمنين فان ايمان المؤمنين كلما كان قويا يزول عنه خوف اولياء الشيطان فيامر بالمعروف وينهى عن المنكر

مؤمن ہو بیشک مؤمن کا ایمان جتنا قوی ہوتا ہی وتنا ہی شیطان کی رفیقوں کا خوف دور ہوتا ہی پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کرتا ہی

وكلما كان ضعيفا يقوى فيه خوف اولياء الشيطان فلا يامر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر ومن كيده ايضا انه يخدع

اور جتنا ضعیف ہوتا ہی وتنا ہی اوسپر شیطان کی رفیقوں کا خوف قوی ہو جاتا ہی پھر نہ امر بالمعروف کری اور نہ نہی عن المنکر اور یہہ بھی اوسکا کید ہی کہ اونکو فریب دیتا ہی

الذين احكموا العلوم الشرعية العلمية والعملية حتى انهم كانوا يشتغلون بها ويتعمقون فيها لكنهم يهملون تفقد

جنہوں نی علوم شرعی علمی اور عملی خوب یاد کئی ہیں یہاں تک کہ وہ اوس علم میں مشغول رہتی ہیں اور غور کئی جاتی ہیں پر اعضا بدن کو معاصی سی

الجوارح ولا يحفظونها عن المعاصي ولا يستعملونها في الطاعات ويظنون انهم بلغوا عند الله تعالى من العلم مرتبة

نہیں بچاتی اور نہ اونکو طاعات میں صرف کرتی ہیں اور گمان یہہ رکھتی ہیں کہ ہمکو اللہ تعالی کی ہاں وہ مرتبہ حاصل ہو گیا ہی

لا يعذبون ولا يطالبون بذنوبهم بل يقبل في الخلق شفاعتهم فانهم لو تاملوا العلم لعلموا ان العلم علمان علم المعاملة

کہ عذاب نہیں ہوگا اور نہ گناہوں کی پرسش ہوگی بلکہ خلقت کی حق میں ہماری شفاعت منظور ہوگی یہہ لوگ اگر تامل کریں تو جان لیں کہ علم دو ہوتی ہیں ایک علم معاملہ

وعلم المكاشفة فاما علم المعاملة فهو معرفة الحلال والحرام ومعرفة الاخلاق المحمودة والمذمومة وهي علوم لا تراد

یعنی ظاہری اور علم مکاشفہ کا یعنی باطنی علم معاملہ کا تو یہہ ہی دریافت کرنا حلال اور حرام کا اور پہچاننا اخلاق نیک اور بد کا یہہ ایسی علم ہیں کہ انہیں عمل ہی

الا للعمل ولولا الحاجة الى العمل لم تكن هذه العلوم قيمة فكل علم يراد للعمل لا يكون له قيمة بدون العمل فمن احكم

مقصود ہی اور اگر عمل کی طرف حاجت نہوتی تو ان علوم کی بھی کچھ قدر نہوتی اب جو علم کہ عمل کی لئی مقصود ہوتا ہی اوسکی قدر بدون عمل کی نہیں ہوتی پھر جسنی علم

علم الطاعات ولم يفعلها واحكم علم المعاصي ولم يجتنبها واحكم علم الاخلاق المحمودة ولم يزين نفسه بها واحكم علم

طاعات کا خوب سیکھا اور طاعت نکی اور علم معاصی کا خوب سیکھا اور معاصی سی باز نہ آیا اور علم اخلاق محمودہ کا خوب یاد کیا اور اپنا اخلاق سی مزین نکیا اور علم

الاخلاق المذمومة ولم يطهر نفسه عنها فهو مغرور بكيد الشيطان اذ يقول له الشيطان مطلبك القرب

اخلاق ذمیمہ خوب یاد کیا اور اپنی آپکو اونسی پاک نکیا تو وہ شیطان کی فریب میں پھنسا ہوا ہی اسلئی کہ شیطان یوں سمجھاتا ہی کہ تیری غرض تو قرب الہی

من الله تعالى ونيل ثوابه والعلم يقربك من الله ويوصلك الى ثوابه ويتلو عليه الايات والاخبار الواردة

اور ثواب حاصل کرنا سو علم اللہ تعالی سی قریب اور ثواب حاصل کر دیتا ہی اور اسکی سند آیات اور احادیث جو علم کی فضایل میں آئی ہیں پڑھ سناتا ہی

في فضائل العلم فمن كان من اهل الهوى يريد ذلك موافقا لهواه فيطمئن اليه قلبه ويهمل العمل ومن كان

پھر جسکا دل برا ہی اوسکو تو مرضی کی موافق سوتی ہیں اوسکی تو وہ جمعیہ ہوتی ہی کچھ کام نہ رہا اور جو عالم

من اهل التقوى يقول للشيطان تذكرني ما ورد في فضائل العلم ولا تذكرني ما ورد في العلماء التاركين للعمل

ڈرنی والی ہوتی ہیں تو شیطان سی کہتی ہیں تو وہ روایات تو یاد دلاتا ہی جو علم کی فضائل میں ہیں اور وہ یاد نہیں دلاتا جو علماء تارک عمل کی حق میں آئی ہیں

فان الذی اخبر بفضیلة العلم هو الذی اخبر بعقوبة العلماء السوء فانه تعالی قال مثل الذین حملوا التورٰیة
بیشک جسنی فضیلت علم کی بتائی ہی اوسہی نی علماء بد کار کا عذاب بہی بتایا ہی بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی کہاوت ہی اونکی جنہیر لادی توریت

ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا وقال اللہ تعالی فی اٰیة اخری فمثله کمثل الکلب فای خزی اعظم
پہر نہ اوٹہائی اونہون نی جیسی کہاوت گدہی کی پیٹ پر لدی کتابین اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی تو اوسکا حال جیسی کتا گدہی اور کتی کی مشابہت سی

من التمثیل بالحمار والکلب وقال النبی علیه السلام اشد الناس عذابا یوم القیٰمة عالم لم ینفعه اللہ بعلمه وقال
کونسی رسوائی زیادہ ہی اور نبی علیه السلام نی فرمایا سب سی زیادہ عذاب مین قیامت کی دن وہ عالم ہوگا جسکی علم سی اللہ نی اوسکو نفع نہ دیا اور نبی

علیه السلام فی حدیث اٰخر من ازداد علما ولم یزدد هدی لم یزدد من اللہ الا بعدا وبعد ورود امثال تلك
علیه السلام نی ایک اور حدیث مین فرمایا جو شخص علم مین بڑہا اور ہدایت مین نہ بڑہا تو اللہ تعالی کی ان سوای دوری کی نہین بڑہیگا اور بعد وارد ہونی

التشدیدات مما لا یحصی فی حق العالم التارك العمل کیف یعتقد انه علی خیر مع تاکد حجة اللہ تعالی علیه
ایسی ایسی شدائد بیشمار کی عالم تارک العمل کی حق مین کیونکر اعتقاد کرتا ہی کہ وہ نیک راہ پر ہی باوجودیکہ اوسپر حجت الہی خوب قایم ہی

واما علم المکاشفة فهو العلم باللہ تعالی وصفاته واسمائه فمن احکم هذا العلم ثم اهمل العمل وضیع امر
اور علم مکاشفہ کا یعنی باطنی سو وہ علم معرفت الہی اور اوسکی صفات اور اسماء کا ہی سو جسنی یہہ علم خوب حاصل کیا پہر عمل نکیا اور امر الہی کو ضایع کیا

اللہ تعالی فهو مغرور ایضا فغروره یدل علی انه لم یحصل من معرفة اللہ الا الاسامی دون المعانی لانه لو
تو وہ بہی شیطان کی فریب مین ہی بس اوسکی شوریدگی دلالت کرتی ہی کہ اوسکو معرفت الہی سی سوا نام کی کچہہ حاصل نہین ہوا معانی تک نہین پہنچا کیونکہ اگر

عرف اللہ تعالی حق معرفته لخشیه واتقاه کما قال اللہ تعالی انما یخشی اللہ من عباده العلماء نسال اللہ تعالی
عارف باللہ ہوتا جو حق ہی تو اوسی ڈرتا اور تقوی کرتا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ سی ڈرتی وہ ہی ہین اوسکی بندون مین جسکو سمجہہ ہی ہم سوال کرتی ہین

ان یجعلنا ممن یخشی اللہ تعالی المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطن لمة بابن ادم و
کہ ہمکو اللہ سی ڈرنیوالا بنادی ترانوین مجلس اس بیان مین کہ ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور

للملك لمة قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان للشیطن لمة بابن ادم وللملك لمة فاما لمة الشیطن فایعاد
فرشتی کو ایک قرب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نی فرمایا بیشک ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور فرشتہ کو ایک قرب ہوتا ہی پہر قرب شیطان کا تو

بالشر وتکذیب بالحق واما لمة الملك فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلك فلیعلم انه من اللہ تعالی
برائی کا خیال اور حق کی تکذیب اور فرشتہ کا قرب خیر کا الہام اور حق کی تصدیق پہر جس شخص دلین یہہ ہی پاوی تو جان لی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی

فلیحمد اللہ تعالی ومن وجد الاخری فلیتعوذ باللہ تعالی من الشیطن الرجیم هذا الحدیث من حسان المصابیح
اب اللہ کی حمد کری اور جسنی دوسرا پایا تو شیطان راندہ سی اللہ کی پناہ مانگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابن مسعود واللمة المذکورة فیه من الالمام وهو القرب فان کل واحد من الملك والشیطان یقرب
ابن مسعود کی روایت سی اور لفظ لمہ جو اس حدیث مین آیا ہی الام سی مشتق ہی یعنی قرب بیشک ہر ایک فرشتہ اور شیطان انہین دونو کام کی

من الانسان بهذین الامرین وهما الایعاد بالخیر والایعاد بالشر والمراد بهما الالهامان اللذان یقع فی القلب احدهما
لیی انسان کی ساتہہ ہوتی ہین یعنی ایعاد بالخیر اور ایعاد بالشر اور ان دونو سی مراد وہی دو الہام ہین جو کسیکی دلمین آتی ہین ایک

بواسطة الملك والاٰخر بواسطة الشیطان فما یقع بواسطة الملك یسمی الهاما وما یقع فیه بواسطة الشیطان
فرشتہ کی واسطی سی اور دوسرا شیطان کی جہت سی اور جو فرشتہ کی واسطی سی ہوتا ہی الہام کہلاتا ہی اور شیطان کی جہت سی جو ہوتا ہی

یسمی وسوسة والقلب متجاذب بینهما [illegible] باصل فطرته [illegible] لقبول اثار الملائکة وآثار الشیاطین
وسوسہ کہلاتا ہی اور دل دونو مین جای کارزار ہوتا ہی اسلیی کہ باعتبار اصل پیدایش کی فرشتون کا اثر بہی لیسکتا ہی اور شیطان کا اثر بہی

صلاحاً متساویا لا یترجح احدهما علی الاخر لا باتباع الهوی ولا کباب علی الشهوات او بمخالفة الهوی والاعراض
برابر برابر کسیجانب کو دوسری پر غلبہ نہین ہوتا مگر یا عتبار پیروی ہوا کی اور شہوت پر اوندہا گرنے کی یا باعتبار مخالفت ہوا کی اور شہوات سی

عن الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضی الشهوة والغضب یظهر تسلط الشیطان علی قلبه بواسطة الهوی ویصیر
منہہ پہیرنی کی بیشک انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتاہی تو اوسکی دل پر شیطان کا غلبہ بوسیلہ ہوا کی ظاہر ہوا کرتاہی اور اسکا دل

قلبه عش الشیطان ومقره لکون الهوی مرعی الشیطان ومرتعه واذا جاهد نفسه ولم یتبع مقتضی الشهوة و
شیطان کا گھونسلا اور مقام ہوجاتاہی کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی چراگاہ اور بیٹھک ہی اور اگر اپنی نفس کو مارا اور لوازم شہوت اور

الغضب یکون قلبه مستقر الملئکة ومهبطهم لکن لما لم یکن قلب من القلوب خالیا عن الشهوة والغضب والحرص
غضب کی پیروی نکی تو اوسکا دل ملائکہ کا مقام اور گذرگاہ ہوجاتاہی لیکن چونکہ کوئی دل کیسا ہی شہوت اور غضب اور حرص

والطمع وغیر ذلک من الصفات البشریة المنشعبة عن الهوی لم یتصور ان یوجد قلب خال من ان یکون فیه
اور طمع وغیرہ صفات بشری سی جو ہوا کی شاخین ہین خالی نہین ہوتا تو خیال مین نہین آتا کہ کوئی دل ایسا ہو کہ جہان شیطان کی وسوسہ

للشیطان جولان بالوسوسة ولا یزول وسوسته الا بذکر شیء سوی ما وسوس به فیه اذ عند حصول ذکر شیء
کا گذر ہوتا ہو اور اوسکا وسوسہ کبھی نہین جاتا بدون ذکر کسی اور بات بجز اوس وسوسہ کی اسواسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتاہی

فیه ینعدم ما کان فیه من قبل الا ان کل شیء سوی ذکر الله تعالی وما یتعلق به یجوز ان یکون مجالا للشیطان
تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر ایک بات سواء ذکر الہی کی اور جو اوسی متعلق ہی گذرگاہ شیطان کا ہوسکتاہی

فذکر الله تعالی هو الذی یؤمن جانبه ویعلم انه لیس مجالا للشیطان فان القلب مثاله مثال حصن له ابواب
سو ایسا تو ذکر الہی ہی کہ جسکی طرف سی خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گذرگاہ شیطان کا نہین ہی بیشک دل کی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کئی دروازہ والا

کثیرة والشیطان یرید ان یدخل فیه من کل باب ویملکه ویستولی علیه فلا بد للعبد من حفظه ولا
اور شیطان چاہتاہی کہ اوسمین ہر ایک دروازہ سی آکر مالک اور مستولی ہوجاوی اب آدمی کو اوسکی حفاظت کرنی چاہئی اور

یقدر علی حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مداخله ومواضع ثلمه وابوابه ومداخله الصفات المذمومة
اوسکی حفاظت بدون نگہبانی دروازون کی اور روکنی آمد کی راہ اور کہسنی کی رخنہ کی نہین ہوسکتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ مین

فلیس للادمی صفة من صفات المذمومة الا وهی قوت من اقوات الشیطان وسلاح من اسلحته وباب من
سو آدمی کی کوئی صفت صفات مذمومہ مین سی ایسی نہین ہی کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اوسکی ہتیارون مین کا ایک ہتیار اور اوسکی دروازون

ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب والمداخل کثیرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وکلها
مین سی ایک دروازہ اور اوسکی آمد کا راہ نہو اور یہہ دروازی اور آمد کی راہ بہت ہین بعضی ظاہر ہین اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئی سب

مفتوحة للشیطان ولیس للملک فیه الا باب واحد وقد یلتبس ذلک الواحد بهذه الکثیر فالعبد فیه مثاله
کہلی ہوئی ہین اور اونمین سی فرشتہ کی لئی ایک ہی دروازہ ہی اور کبھی وہ ایک بہی ان سب مین ملجاتاہی اسصورت مین آدمی کی کہاوت ایسی ہی

مثال المسافر الذی بقی فی بادیة کثیرة الطرق غامضة المسالک فی لیلة مظلمة فلا یکاد یعلم الا بعین بصیرة وطلوع
جیسی مسافر تنہا جنگل مین جہان چارطرف باریک رستی جاتی ہون اندہیری رات مین سو یہہ مسافر بدون عین بصیرت اور روشنی چمکتی

شمس مشرقة والمراد بعین البصیرة ههنا هو القلب المصفی بالتقوی والمراد بالشمس المشرقة هو العلم المستفاد من
سورج کی نہین سنبہل سکتا اور عین بصیرت سی یہان تقوی سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو

کتاب الله تعالی وسنة رسوله اذ بهما یعلم غوامض طرقه وابوابه ومداخله التی یدخل منها فی القلب الامراض
کتاب اللہ اور سنت رسول سی حاصل ہوا ہو کیونکہ انہی دونوسی باریک رستی اور اوسکی دروازی اور دلکا رستہ جسی بیماری علاج کی ایسا

المحتاجة الى العلاج وعلاج الشئ لا يكون الا بضده وضد جميع الوساوس الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة
محتاج دل مین اسکی ہوسکتی ہین اور ہر مرض کا علاج اوسکی ضد سی ہوتا ہی اور تمام وسوسہ شیطانی کی ضد الله کا ذکر ہی ساتھہ اعوذ بالله کی

والتبرى من الحول والقوة بان يقال اعوذ بالله من الشيطن الرجيم لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم
اور بری ہونا حول اور قوت سی اسطورسی پڑہی پناہ لیتاہون الله کی شیطان مردودسی اور نہ پہرنا گناہ سی اور نہ قوت طاعت کی مگر الله بزرگ برترسی

فان قيل هل يكفى فى الدفع مجرد ذكر الله تعالى ام لابد فيه من العلاج فما العلاج فيه فالجواب ان العلاج فيه سد
اگر کوئی پوچہی آیا دفع کی لئی صرف ذکر الله کافی ہی یا اسمین کچہہ علاج بہی چاہئی پہر اسمین علاج کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ اسمین علاج یہہ ہی

مداخله بتطهير القلب من الصفات المذمومة وتعميره بالتقوى حتى يتمكن الذكر فيه ولا يقدر على ذلك
کہ اوسکی آمد کی راہ دلکو صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی سی آباد کرکر بند کردی تاکہ دل کی اندر ذکر قایم رہی اور اسپر سوا متقیون کی

الا المتقون الذين طهروا قلوبهم من الصفات المذمومة وعمروها بالتقوى وغلب عليهم ذكر الله تعالى فان
کسیکی قدرت نہین ہوتی جنہون نی اپنی دل صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی کاسی آباد کرکہی ہین اور اونپر یاد الہی غالب ہوگئی ہی بیشک ذکر الہی

الذكر لا يتمكن فى القلب الا بعد عمارته بالتقوى وتطهيره من الصفات المذمومة فلابد من تطهيره ليتمكن الذكر
دلمین جب ہی قایم رہتاہی کہ تقوی سی آباد اور صفات مذمومہ سی پاک ہوچکی اب اوسکا پاک کرنا ضرور ہوا تاکہ اوسمین ذکر قایم رہی

فيه لان الذكر لو لم يتمكن فيه يصير حديث النفس فلا يدفع وسوسة الشيطن ولذلك قال الله تعالى ان الذين
اسلئی کہ اگر ذکر دلمین قایم نہ ہوا تو وہ حديث النفس ہوگا پہر اس سی شیطانی وسوسہ دفع نہین ہوسکیگا اور اسہی لئی الله تعالى فرماتاہی جو لوگ

اتقوا اذا مسهم طئف من الشيطن تذكروا فاذا هم مبصرون فانه تعالى قد خص ذلك بالمتقين فان القلب اذا
ڈر رکہتی ہین جہان پڑ گیا اونپر شیطان کا گذر چونک گئی پہر تبہی اونکو سوجہہ آگئی بیشک الله تعالى نی اس بات کو پرہیز گاروںسی خاص کیاہی کیونکہ دل اگر

تطهر من الصفات المذمومة لا يكون للشيطان فيه استقرار بل انما يكون فيه اجتياز ويمنعه من الاجتياز
صفات مذمومہ سی پاک ہوجاتاہی تو اوسمین شیطان کا قیام نہین ہوتا بلکہ یہہ ہی آمد رفت ہوتی ہی اور آمد رفت سی بہی اوسکو ذکر الہی بند کردیتاہی

ذكر الله تعالى فمثاله مثال كلب جايع يقرب منك فان لم يكن بين يديك شئ من الطعام ينزجر بقولك اخسأ فمجرد
سو اوسکی مثال ایسی ہی جیسی ہو کا کتا تیری پاس چلا آوی پہر اگر تیری سامنی کچہہ کہانا نہو تو اتناہی کہنی سی چلا جاتاہی ادب پس صرف

الصوت يدفعه وان كان بين يديك شئ من الطعام يهجم عليه ولا يندفع بمجرد الكلام فالقلب الخالى عن الهوى
دہتکار اوسکو دفع کردیتی ہی اور اگر تیری سامنی کوئی کہانا موجود ہو تو حملہ کرتاہی اور صرف دہتکار سی نہین جاتا سو جو دل ہوا سی خالی ہو

ينزجر الشيطان عنه بمجرد الذكر اذ لا يطرقه الشيطان الا عند غفلته وخلوه عن ذكر الله تعالى فاذا عاد الى الذكر
تو شیطان وہان سی صرف ذکر سی چلا جاتاہی کیونکہ شیطان غفلت ہی کیوقت دلمین جب ذکر الہی سی خالی پائی تو جاسکتاہی پہر جب وہ ذکر کرتاہی تو

يخنس الشيطان فاما القلب المعلق بالهوى فيكون الهوى قوى الشيطان يستقر فيه الشيطان ولا يندفع بالذكر
پچہلی پانوٴ بہاگتاہی اور جو دل ہوا مین لگاہواہی تو ہوا ہوس جو شیطان کی قوت بازو ہی تو وہان شیطان جگہہ پکڑ لیتاہی اور ذکر سی نہین ٹلتا

والحاصل ان القلب مهما غلب عليه مقتضيات الهوى يجد الشيطان مجالا فيوسوس فيه ومهما اشتغل بالذكر يرتحل
خلاصہ یہہ ہی کہ دل پر اگر لوازم ہوا کی غالب ہوجاتی ہین تو شیطان کا گذر ہوجاتاہی پہر اوسمین وسوسہ پیدا کرتاہی اور جب ذکر مین مشغول ہوتاہی تو شیطان

عنه الشيطان ويقبل اليه الملك فيه ويلهم فيه والتطارد بين جندى الملك والشيطان فى معركة القلب
وہانسی چلدیتاہی اور فرشتہ وہان آکر الہام کرتاہی اور قلب کی معرکہ مین درمیان دونو لشکر فرشتہ اور شیطان کی ہمیشہ جنگ دہکاپیل رہتی ہی

دائم الى ان ينفتح القلب لاحدهما فاكثر القلوب قد فتحها الشيطان وملكها فامتلأت بالوساوس الداعية الى ايثار
آخر کو کسی ایک کی فتح ہوجاتی ہی سو اکثر دل تو شیطان فتح کرکر مالک ہوگیاہی پہر وہ ایسی وسوسون سی پر ہوگئی ہین جو کہ طرف اختیار کرنی دنیا

الدنیا واطراح الاخرۃ ومبدء امتلاءھا اتباع الھوی ولا یمکن فتحہا بعد ذلک الا بتخلیتہا عن الھوی وتحلیتہا بذکر
اور الگ کرنی آخرت کی بلاتی ہین اور سبب وسوسہ ہونیکا ہوا کی پیروی ہی اب اوسکا فتح ہونا ممکن نہین ہی بدون اسکی کہ ہواسی خالی کرکر ذکر الٰہی سی رونق پاوی

اللہ تعالی وذلک لا یتیسر الا بمعرفۃ الخواطر الداخلۃ فیہا فان الخواطر الداخلۃ فیہا تنقسم الی ما یعلم قطعا انہ داع
اور یہہ حالت میسر نہین ہوتی بدون دریافت خطرات کی جو دلون کی اندر ہوتی ہین کیونکہ اندرونی خطرات کی ایک تو یہہ قسم ہی کہ یقینی معلوم ہی کہ وہ خیر کی طرف بلاتی ہی

الی الخیر فلا یخفی فی کونہ الہاما والی ما یعلم قطعا انہ داع الی الشر فلا یخفی فی کونہ وسوسۃ والی ما یتردد فیہ فلا
اب وہ بلاشبہ الہام ہی دوسری یہہ کہ یقینی معلوم ہی کہ بدی کیطرف بلاتی ہی پہر وہ بلاشبہ وسوسہ ہی تیسری تردد یعنی دودلی نہین

یدری انہ من لمۃ الملک او من لمۃ الشیطان اذ من مکائد الشیطان ان یعرض الشر فی معرض الخیر وتمییز ذلک
معلوم کہ وہ فرشتہ کی اثر سی ہی یا شیطان کی اثر سی کیونکہ شیطان کا مکر یہہ بہی ہوتا ہی کہ بدی کو خوبی کی لباس مین پیش کردی اسکی تمیز بہت

غامض وبہ یہلک کثیر من العباد والزہاد والعلماء والصلحاء والفقراء والاغنیاء وسائر اصناف الخلق ممن یکرہون
دشوار ہی اور اس مکر سی بہت لوگ عابد اور زاہد اور عالم اور صالح اور فقیر اور غنی اور تمام قسم کی خلقت ہلاک ہوگئی ہی جو جو لوگ

ظاہر الذنب ولا یرضون لانفسہم الخوض فی المعاصی الصریحۃ فان الشیطان لا یقدر ان یدعوہم الی الشر الصریح
کہ ظاہر گناہ کو ناپسند کرتی ہین اور اپنی لیے صریح گناہ مین خوض کرنی پر راضی نہین ہوتی تو شیطان کی طاقت نہین ہی کہ اونکو صریح گناہ پر بلاوی اب اوس گناہ کو

فیصورہ بصورۃ الخیر وتلبیساتہ من ہذا الجنس لا نہایۃ لہا ومکائدہ فیما یتعلق بالعقائد والاعمال لا حصر لہا فان
خیر کی صورت دیدیتا ہی اور اسطرح کی تلبیسات کی کوئی نہایت نہین ہی اور شیطان کی مکر جو عقاید اور اعمال سی علاقہ رکہتی ہین بیشمار ہین بیشک

تلبیسہ فی الاعتقادات والعبادات قد انتشر فی البلاد وشاع بین العباد فینبغی للعبد ان یقف عند کل ہم یخطر
شیطان کی مکر اعتقادات اور عبادات کی تمام شہرون مین منتشر اور تمام خلقت مین مشہور ہین اب انسان کو چاہیئی کہ ہر ہر ہم جو اوسکی دلمین گذرتا ہی

ببالہ لیعلم انہ من لمۃ الملک او من لمۃ الشیطان ویمعن النظر فیہ بنور البصیرۃ لا بہوی الطبع لان الوسواس یجاذب
تامل کرکر سوچی تا کہ معلوم ہووی کہ فرشتہ کا اثر ہی یا شیطان کا اثر اور بصیرت کی نور سی اوسمین خوب غور کری ہوای طبیعی سی نہ سوچی اسلئی کہ وسوسہ دلکو کہینچکر

القلب وینازعہ ویلہیہ عن ذکر اللہ تعالی فلا بد من المجاہدۃ وہذہ المجاہدۃ لا اخر لہا الی الموت ولا یتخلص
جہگڑتا ہی اور اللہ کی ذکر سی بہلا کر لہو مین ڈالدیتا ہی سو اوسمین مجاہدہ ضرور چاہیئی اور یہہ مجاہدہ موت تک پورا نہین ہوتا اور زندگی بہر شیطان سی کوئی

احد من الشیطان ما دام حیا فانہ ما دام حیا فابواب القلب للشیطان منفتحۃ غیر منغلقۃ ومہما کان الباب
نہین چہوٹتا کیونکہ آدمی جبتک زندہ رہتا ہی تو شیطان کی واسطی دروازی دلکی کہلی رہتی ہین بند نہین ہوتی اور جب دروازا

مفتوحا والعدو غیر غافل لا یدفع الا بالحراسۃ والمجاہدۃ ولذلک لما قال رجل للحسن یا ابا سعید اینام ابلیس تبسم
چوپٹ اور دشمن چوکس ہوا تو بدون نگہبانی اور مجاہدہ کی دفع نہین ہوگا اسہی لئی جب کسی شخص نی حسن سی پوچہا کہ ای ابو سعید کیا ابلیس سوتا ہی تو تبسم کرکر

وقال لو کان ینام لوجدنا راحۃ فان قیل ہل یواخذ العبد بجمیع وساوس القلوب وخواطرہا او لا یواخذ بجمیعہا
کہا اگر ابلیس سویا کرتا تو ہم آرام سی ہی رہتی اگر کوئی پوچہی کیا انسان سی تمام وسوسون دلی اور خواطر کا مواخذہ ہوویگا یا سبکا مواخذہ نہین ہی

بل ببعضہا فالجواب ان ذلک غامض لا یوقف علیہ ما لم یعلم تفصیل وساوس القلوب وخواطرہا من مبدء وقوعہا فیہا
بلکہ کسی کسی کا ہی تو جواب یہہ ہی کہ یہہ امر بہت مشکل ہی معلوم نہین ہوسکتا جبتک تفصیل دلکی وسوسون اور خطرات کی ابتدا پیدا ہونی سی معلوم نہووی

الی ان یظہر فی الجوارح اثارہا فان ما یقع فی قلب الانسان کما ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء علی اربع مراتب الاولی
یہان تک کہ اعضاء پر کیا اثر ظاہر ہوا اسلئی کہ انسان کی دلی خطرات موافق ذکر امام غزالی کی احیاء مین چار مرتبہ پر ہین پہلا مرتبہ یہہ ہی

ان یرد علی قلبہ ابتداء من غیر قصد وہو الخاطر ویسمی حدیث النفس کما لو خطر علی قلبہ النظر الی امرأۃ کانت
کہ اوسکی دل پر چہوٹتی ہی بی قصد خیال آوی اور اسکو حدیث النفس کہتی ہین جیسی اسکی دلمین یہہ خیال آوی کہ عورت کو جو پس پشت

وراء ظهره في الطريق بحيث لو التفت اليها لراها والثانية هيجان الرغبة في قلبه الى الفعل الذي هو النظر اليها
راستہ مین ہی دیکھنا چاہئی ایسا کہ اگر منہہ پہیری تو البتہ دیکھہ لی اور دوسرا مرتبہ دلمین اوس کام کی رغبت کا جوش کرنا یعنی رغبت اوس عورت کی دیکھنی کی

وهو حركة الشهوة التي تكون في الطبع وتتولد من الخاطر الاول ويسمى ميل الطبع والثالث حكمه بان هذا الفعل
اور یہہ شہوت کی حرکت ہی جو خود بخود طبیعت مین ہوتی ہی اور اوس پہلی خیال سی پیدا ہوتی ہی اسکو میل طبع کہتی ہین تیسری مرتبہ حکم کرنا کہ یہہ کام

الذي هو النظر اليها ينبغي ان يفعل وهو يتبع الخاطر والميل ويسمى اعتقادا والرابعة تصميم عزمه على الفعل الذي
یعنی اوس عورت کا دیکھنا ہی چاہئی اور یہہ مرتبہ خاطر اور میل دونو کی پیچھی ہوتا ہی اور اسکو اعتقاد کہتی ہین اور چوتہا مرتبہ اوس کام پر عزم کا مصمم مقرر کرنا

هو النظر اليها ويسمى هذا همًّا وقصدا ونية وهذا الهم قد يكون له مبدأ ضعيف لكن اذا اصغى القلب الخاطر حتى
یعنی عورت کی دیکھنی پر اور اسکو ہم اور قصد اور نیت کہتی ہین اور اس ہم کا مبدا کبہی ضعیف ہوتا ہی لیکن اگر دل خاطر کو صاف کرتا ہی یہان تک

طالت محادثته للنفس يتاكد هذا الهم ويصير ارادة مجزومة اذا ثبت هذا فالخاطر لا يؤاخذ به العبد لانه لا
کہ آپ مین بات کرنا نفس کی دراز ہو جاوی تو ہم پکا ہوتا ہی اور ارادہ بالجزم ہو جاتا ہی جب یہہ معلوم ہو چکا تو خاطر پر بندہ سی مواخذہ نہین ہی کیونکہ یہہ خیال

يدخل تحت الاختيار وكذا الميل وهو هيجان الشهوة لا يؤاخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختيار وهو
اختیاری نہین ہی اور ایسی ہی میل یعنی جوش شہوت کا آدمی سی مواخذہ نہین ہی کیونکہ اختیار مین نہین ہی اور اسی حدیث مین یہہ ہی مراد ہی

المراد بقوله عليه السلام عفي عن امتي ما تحدثت به انفسها لان حديث النفس عبارة عن الخواطر التي يقع
میری امت سی حدیث النفس معاف ہوا ہی اسلئی کہ حدیث النفس خیالات ہوتی ہین جو دلمین بی قصد آجاتی ہین اور اونپر

في القلب ولا يتبعها عزم اذ لا يسمى العزم حديث النفس واما الثالث وهو اعتقاد وحكم القلب فمتردد بين ان
کچہہ عزم نہین ہوتا کیونکہ ہم اور عزم حدیث النفس نہین کہلاتا اور رہا تیسرا مرتبہ کہ وہ دلکا اعتقاد اور حکم ہی سو وہ دو حال سی زیادہ نہین ہی

يكون اختياريا او اضطراريا فالعبد يؤاخذ بالاختياري ولا يؤاخذ بالاضطراري واما الرابع وهو الهم فيؤاخذ
یا اختیاری ہوگا یا اضطراری سو اختیاری مین آدمی سی مواخذہ ہی اور اضطراری مین مواخذہ نہین ہی اور رہا چوتہا مرتبہ یعنی ہم سو آدمی

به العبد الا انه ان ندم على همه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة لان همه وان كان
بندہ سی مواخذہ ہی اتنا ہی کہ اگر اپنی ہم پر نادم ہو کر اوس کام کو اللہ تعالی کی خوف سی ترک کیا تو ثواب ہوتا ہی اسواسطی کہ ہم انسان کا اگرچہ

سيئة لكن امتناعه ومجاهدة نفسه يكون من الحسنات التي يستحق بها صاحبها الثواب وان تعوق
بدی ہی پر اوس سی باز رہنا اور اوسپر نفس کا مجاہدہ حسنات مین ہی جسکی عوض مین انسان مستحق ثواب کا ہوتا ہی اور اگر وہ کام

الفعل بعائق وتركه لعذر لا خوفا من الله يكتب له سيئة لان همه فعل اختياري للقلب فيؤاخذ به صاحبه
کسی اور مانع کی سبب نہوسکا اور کسی عذر سی نکیا کچہہ خوف الہی سی نہین چہوڑا تو گناہ ہوتا ہی کیونکہ ہم تو دل کا فعل اختیاری ہی سو اوسپر مواخذہ ہوتا ہی

فان من عزم على معصية وتعذر عليه فعلها بسبب او غفلة لا يكون تركه خوفا من الله تعالى فكيف يكتب
بیشک جسنی معصیت پر عزم کیا اور کسی سبب سی اوسپر عمل دشوار ہو گیا یا غفلت سی رہ گیا تو یہہ خوف الہی کی سبب سی باز نہین رہا اب اوسکو ثواب

له حسنة وقد روي انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم ولا شك ان من عزم في الليل ان يصبح ويقتل
کیسا ہووی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ آدمی اپنی اپنی نیتون پر اوٹہینگی اور اسمین شک نہین ہی کہ اگر رات کو کسینی یہہ عزم کیا کہ صبح ہوتی فلانی کو

مسلما او يزني بامراة او يشرب الخمر او يفعل غير ذلك من الذنوب فمات تلك الليلة يموت عاصيا مصرا على الذنوب
قتل کرونگا یا فلانی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پہر اوسی رات مین مرگیا تو گنہگار گناہون پر ڈٹا ہوا مریگا

ويحشر على نيته مع ان الواقع منه العزم على المعصية دون فعلها والدليل عليه ما روي انه عليه السلام قال اذا
اور اپنی نیت پر اوٹہی گا باوجودیکہ اوس سی صرف گناہ کا عزم واقع ہوا تہا کیا کچہہ ہی نہین ہی اور اسکی دلیل یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب

التقی المسلمان بسیفہما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول اللہ ھذا القاتل فما بال المقتول قال لانہ اراد
دو مسلمان تلوار لیکر مقابل ہوتی ہیں تو قاتل مقتول دونو جہنمی ہین کسیتی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل تہا مقتول کی کیا خطا ہی فرمایا اسلئی کہ وہ بہی

ان یقتل صاحبہ وھذا نص فی کون المقتول من اھل النار بمجرد الارادۃ مع انہ قتل مظلوما فکیف لا یواخذ
تو یار کو قتل کیا چاہتا تہا اور یہہ صاف بیان ہی کہ صرف ارادہ ہی مقتول بہی دوزخی ہی باوجودیکہ مظلوم مارا گیا ہی اب بندہ سی نیت اور عزم پر کیونکر مواخذہ نہیں

العبد بالنیۃ والعزم وکل ما یدخل تحت اختیارہ فھو مواخذ بہ الا ان یکفرہ بحسنۃ ونقض العزم بالندم حسنۃ
ہوگا اور جو بات اختیاری ہی سو اوسمین مواخذہ ہی یا اوسکا عوض کسی حسنہ سی کردی اور عزم کا ندامت سی توڑنا ہی حسنہ ہوتا ہی

فلذلک یکتب حسنۃ واما فوات المراد بعائق فلیس بحسنۃ فلذلک یکتب سیئۃ فیواخذ بہا العبد فکیف لا یواخذ
اسیلئی ثواب لکھا جاتا ہی اور رہا کام کا فوت ہونا کسی مانع سی سو یہہ حسنہ نہیں ہی اسی لئی گناہ لکھا جاتا ہی اور اوسپر آدمی سی مواخذہ ہی اب آدمی سی

العبد باعمال القلوب والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملۃ الخبائث من اعمال القلوب وقد قال اللہ تعالی
افعال قلوب یعنی کبر اور خودبینی اور ریا اور کینہ اور نفاق پر کیونکر مواخذہ نہو اور خباثث تمام اعمال قلوب سی ہین اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسؤلا فانہ تعالی اخبر فی ھذہ الایۃ ان العبد بکل واحد من
بیشک کان اور آنکہ اور دل ان سب کی اوسی پوچہ ہوگی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ خبردی ہی کہ آدمی سی بعوض ہر ہر عضو کی

تلک الاعضاء یکون مسؤلا عنہ فیما یدخل تحت اختیارہ مثلا لو وقع بصرہ علی محرم بغیر اختیارہ لا یؤاخذ بھذہ
جو باتین اختیاری ہین پوچہ ہوگی مثلا اسکی نگاہ کسی حرام پر بی اختیار جا پڑی تو اس نظر کا کچہہ مواخذہ نہیں ہی پہر اگر اسکی بعد دوبارہ

النظرۃ فان اتبعہا نظرۃ ثانیۃ یکون مؤاخذا بھذہ النظرۃ الثانیۃ لکونہ مختارا فیہا وکذلک خواطر القلوب تجری
نگاہ کی تو اس نگاہ ثانی کا مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمین اختیار تہا اور ایسی ہی دلی خطرات کا یہہ ہی

ھذا المجری بل القلب اولی بالمواخذۃ لانہ الاصل فان من حکم قلبہ بشئ وکان مخطئا فیہ یصیر مجزیا بہ ان خیرا
راہ ہی بلکہ دل پر مواخذہ اولی ہی کیونکہ سب کی اصل ہی بیشک جسکی دل نی کسی بیجا بات پر عزم کیا تو اوسکا عوض ہوتا ہی اگر نیک ہی تو نیک

فخیر وان شرا فشر کمن ظن انہ متطھر وحضر الجمعۃ وصلاھا ثم تذکر انہ کان غیر متطھر یکون مثابا بفعلہ وان
اور اگر بد ہی تو بد جیسی کوئی خیال کری کہ مین پاک ہون اور جاکر نماز جمعہ ادا کی پہر یاد آیا کہ مین پاک نتہا تو اس نماز کا ثواب ہوگا اور اگر نماز

ترکہا ثم تذکر یکون معاقبا بترکہ ومن وجد علی فراشہ امرأۃ فظن انہا امرأتہ فوطئہا بھذا الظن لا یکون عاصیا بوطئہا
یون ہی ترک کی پہر یاد آیا تو نماز چہوڑنیکا عقاب ہوگا اور اگر کسینی اپنی بستر پر عورت دیکہی گمان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اسی خیال پر اوس سی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگار

وان کانت اجنبیۃ وان ظن انہا اجنبیۃ فوطئہا بھذا الظن یکون عاصیا بوطئہا وان کانت زوجتہ کل ذلک بالنظر
اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اسکو اجنبی خیال کیا پہر اسی خیال پر جماع کیا تو اس جماع پر گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہی ہوئی یہہ تمام باعتبار عزم

الی القلب دون الجوارح فان الوسوسۃ انما تکون مرفوعۃ من ھذہ الامۃ اذا لم یبلغ مرتبۃ العزم فاما اذا بلغت تلک المرتبۃ
دل کی ہی جوارح پر نہیں ہی کیونکہ وسوسہ اس امت کو جبتک عزم کی درجہ کو نہ پہنچی معاف ہی اور اگر اوس درجہ کو جا پہنچا

فلا تکون مرفوعۃ بل یواخذ بہا العبد فیجب علیہ ان ینقضہا بالندم والاستغفار حتی تنقلب حسنۃ والا یکون
تو پہر معاف نہیں ہی بلکہ آدمی سی اسپر مواخذہ ہی سو اوسکو واجب ہی کہ عزم کو ندامت سی توڑی اور استغفار کری تاکہ ثواب ملی اور نہیں تو

الشیطان مستولیا علی مملکۃ القلب وینجز اللعین وعدہ الذی حکاہ اللہ تعالی عنہ حیث قال لئن اخرتن الی
شیطان دلکی مملکت پر غالب ہو جاویگا اور لعین اپنا وعدہ پورا کریگا جسکی اللہ تعالی حکایت کرتا ہی چنانچہ فرمایا اگر تو مجکو ڈہیل دی

یوم القیمۃ لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا والمعنی انک ان اخرتنی حیا الی یوم القیمۃ لاقود نہم حیث ما شئت و
قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈہانٹی دیلون مگر تہوڑی اور معنی یہہ ہین کہ اگر تو مجکو قیامت تک زندہ باقی رہنی دیگا تو البتہ مین اونکو جہان چاہونگا کہینچ لیجاونگا

لاستولین علیہم استیلاءً قویا الا قلیلا منہم وہم المخلصون من عبادک الصلحین وھذا کقول اللعین لازینن

اور پہر خوب قابو کر لونگا مگر کچہہ تہوڑوں پر جو تیری بندی مخلص صلحاء ہونگی اور یہہ ایسا ہی ہی جیسی لعین کا یہہ قول ہی البتہ میں

لہم فی الارض ولاغوینہم اجمعین وانما عرف اللعین حصول ھذا المطلب لہ مع انہ لایعلم الغیب استدلالا بما رای

اونکو بہاریں دکہاؤں گا زمین میں اور راہ سی کہو دونگا سبکو اور شیطان مردود اس حصول مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہیں ہی اس دلیل سی جان گیا

فیہم من کون مبدء الشر متعددا ومبدء الخیر واحدا اذ فی نفس الانسان قوۃ بھیمیۃ شھوانیۃ وقوۃ سبعیۃ

کہ اونمیں آثار بدی کی بہت پائی اور مبداء خیر کا ایک کیونکہ انسان کی نفس میں قوت بہیمی شہوانی ہوتی ہی اور قوت سبعی غضبی

غضبیۃ وقوۃ وھمیۃ شیطانیۃ وھذہ الثلثۃ مستولیۃ علیہ من اول الخلقۃ داعیۃ لہ الی الشر وبعد ھذہ

اور قوت وہمی شیطانی اور یہہ تینوں قوتیں تو آدمی پر ابتداء پیدائش سی غالب ہوتی ہیں شر کیطرف بلاتی ہیں اور ان

الثلثۃ فیہ قوۃ عقلیۃ ملکیۃ وھی وان کانت داعیۃ الی الخیر لکنہا انما تکمل بعد استیلاء الثلث الاول علی القلب

تین کی بعد قوت عقلیہ ملکی ہوتی ہی اور یہہ قوت اگرچہ خیر کی راہ بتاتی ہی پر کامل جب ہوتی ہی کہ یہہ تینوں پہلی قوتیں دل پر غالب ہو چکیں

فلما رای اللعین ذلک علم ان ما یریدہ یمکن حصولہ فان الشھوۃ والغضب قد ینقادان للانسان انقیادا تاما

پہر جب لعین نی یہہ حال دیکہا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہو جانا ممکن ہی کیونکہ شہوت اور غضب بعضی دفعہ انسان کی خوب مطیع ہوکر

فیعینانہ علی طریقہ الذی یسلکہ ویحسنان مرافقتہ فی سفرہ الذی ھو بصددہ وقد یستعصیان علیہ استعصاء

جس راستہ وہ چلتا ہی اوسکی امداد کرتی ہیں اور وہ جس سفر کی درپی ہوتا ہی اوسمیں رفاقت خوب کرتی ہیں اور کبہی اوسپر نہایت سرکشی بغاوت

وتمردا حتی یملکانہ ویستعبدانہ وفیہ ھلاکہ وانقطاعہ عن سفرہ الذی بہ وصولہ الی سعادۃ الابد فینبغی لہ

اور تمردی کرتی ہیں یہاں تک کہ اوسکی مالک ہوکر اوسکو مطیع کر لیتی ہیں اور اسمیں انسان ہلاک ہو چکتا ہی اور اوس سفر سی جسمین سعادت ابدی وصول ہوتی رہ جاتا ہی

ان یستعین علیہما بالعقل وان ترک الاستعانۃ بہ وسلطہما علی نفسہ یہلک ھلاکا بینا ویخسر خسرانا عظیما و

اب انسان کو یوں تدبیر کرنی چاہئی کہ اونپر عقل سی مدد لیوی اور اگر عقل سی مدد نہ لی اور اپنی اوپر اونکو تسلط دیدیا تو ظاہر مارا گیا اور بڑا ہی ٹوٹا اوٹہایا اور

ذلک حال اکثر الخلق فان عقولہم صارت مسخرۃ لشھواتہم فی استنباط الحیل لقضاء الشھوۃ وکان من حقہم ان یکون

اکثر خلق کا یہہ ہی حال ہی کیونکہ اونکی عقلیں قضاء شہوت کی لئی حیلہ حوالی نکالنی کو شہوت کی مطیع ہوگئی ہیں اور اونکو یوں چاہئی تہا کہ

شھواتہم مسخرۃ لعقولہم فیما یفتقر الیہ العقل فان المؤمن قد یقع فی قلبہ خاطر الھوی فیدعوہ الی الشر فیلحقہ

اونکی شہوات عقلوں کی مطیع ہوتیں جہاں عقل حاجت کیجئی بیشک مومن کی دلمین کبہی خطرہ ہوا کا آکر بدی کی طرف بلاتا ہی تو پہر اوسکو

خاطر الایمان فیمنعہ عن الشر ویدعوہ الی الخیر فینبعث الشیطان الی نصرۃ خاطر الشر فیقوی داعی الھوی ویحسن التمتع

خطرہ ایمانی بدیسی روک کر خیر کی طرف بلاتا ہی اب شیطان بد خطرہ کی قوت کو اوبہارتا ہی سو خواہش ہوا کی زور پکڑ جاتی ہی اور دنیا کی لذتوں سی

والتنعم بملاذ الدنیا فیمیل النفس الیہا فینبعث العقل الی نصرۃ خاطر الخیر ویوبخ النفس ویقبح فعلہا وینسبہا الی الجہل و

عیش اور حظ کو پسند کرتا ہی اب نفس کو اودہر رغبت ہوتی ہی پہر عقل اوسکی مدد کو اوٹہہ کر نیکی دلمین ڈالتی ہی اور نفس کو جہڑکتی ہی اور اوسکی فعل کو برا کہہ کر اور جہل کیطرف

یشبہہا بالبہایم فی ھجومہا علی الشر وعدم اکتراثہا بالعواقب فیمیل النفس الی نصح العقل فیحمل الشیطان علی النفس حملۃ و

نسبت دیکر ڈنگروں میں ملاتی ہی کہ تجہکو برائی کی کثرت اور انجام سی بی پرواہی ہی اب نفس کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہی پہر شیطان نفس پہ یکبار حملہ کرکر سمجہاتا ہی

یقول لہا مالک تمتنعین عن ھواک وھل یوجد احد من اھل عصرک یخالف ھواہ اما ترین ان اکثر علماء زمانک لا

تجہکو کیا ہوا کہ اپنی عیش سی الگ ہوتا ہی تیری زمانہ مین کوئی ایسا ہی جو عیش سی الگ رہتا ہو دیکہتا نہیں کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء

یحترزون عن الھوی ولو کان شرا لامتنعوا عنہ افتترکہم ملاذ الدنیا یتمتعون بہا وتبقی محروما متعبا یضحکون علیک

عیش رانی سی پرہیز نہیں کرتی اگر عیش و آرام برا ہوتا تو وہ بہی باز رہتی کیا عیش اور لذت دنیا کی اونکو دیتا ہی اور تو مشقت میں محروم رہی تجہہ پر تیری ہمسر

۷ کہ وہ چیں اور مشقتیں م

اهل وقتك فیمیل النفس الی وسوسة الشیطان فیحمل العقل علی النفس حملة ویقول لها هل هلك الا من اتبع هواه ونسی
اب نفس کو وسوسہ شیطانی پر رغبت آنی لگتی ہی پہر عقل نفس پر حملہ کر کر سمجہاتی ہی کہ وہی خراب ہوا جو ہوا کی پیچہی لگا اور

الآخرة وما واه آن تقنعین بلذة یسیرة وتترکین لذة الجنة التی لا یتناهی نعیمها ابد الآباد ام تستحقین الم النار وتغترین
آخرت کی ٹہکانیکو بہول گیا کہ تو اس تہوڑی لذت پر قناعت کر کر جنت کی بی انتہا لذت جو کبہی تمام نہووی چہوڑ دیتا ہی کیا مناوار دوزخ کے عذابکا ہوا چاہتا ہی

بغفلة الناس واتباعهم اهواءهم مع ان عذاب النار لا یخفف عنك بمعصیة غیرك افتری ان الناس کلهم لو وقفوا فی الشمس
اور لوگون کی غفلت سی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیچہی لگ رہی ہین دہوکہ مین آتا ہی باوجودیکہ تجہسی دوزخ کا عذاب اور کی معصیت کی سبب ہلکا نہین ہوگا دیکہہ تو اگر تمام خلقت

یوم الصیف وکان لك بیت بارد کنت تساعدهم علی القیام فی الشمس ام تخالفهم وتذهب من الشمس الی ظل بیتك
دہوپ مین ہون اور تیری لئی سرد خانہ ہو تو کیا تو اونکی ساتہہ دہوپ مین کہڑا رہیگا یا اونکی برخلاف تو دہوپ مین سی گہر کی سایہ مین چلا جاویگا

فانك اذا کنت تخالفهم فرارا من حر الشمس فکیف لا تخالفهم فرارا من حر النار فعند ذلك تمیل النفس الی رای العقل وهی لا تزال
پہر تو جب اونکی برخلاف آفتاب کی گرمی سی بہاگتا ہی پہر کیونکر اونکی برخلاف آگ کی گرمی سی نہین بہاگتا پہر اب اس فہمایش عقلی سی نفس عقل کی مشورہ پر متوجہ ہوتا ہی

تتردد متجاذبة بین هذین الجدالین الی ان یغلب علی قلب الانسان ما هو اولی به فان کان الغالب علیه الصفات الشیطانیة
اسیطرح دولی مین کبہی ادہر کبہی اودہر تردد کئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہی غالب آجاتا ہی جو اوسکی حال کی مناسب ہو اگر اوسپر صفات شیطانی غالب ہوئین

یمیل الی الشر ویجری علی جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لبعده من الله تعالی وان کان الغالب علیه الصفات الملکیة
تو شر کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکی اعضا سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہی ہوتا ہی جو اللہ تعالی سی دور ڈالدی اور اگر اوسپر صفات ملکی غالب ہوئین

یمیل الی الخیر ویظهر علی جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالی وهذه الطاعات والمعاصی اذا ظهرت تکون
تو خیر کیطرف جہکتا ہی اور اوسکی جوارح سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل مین آتا ہی جس سی قرب الہی حاصل ہو اور یہہ طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہین

علامات یعرف بها سوابق القضاء والقدر وهی انما تظهر من خزائن الغیب بواسطة خزائن القلب فانه خزائن الملکوت
تو یہہ نشانیان ہین کہ انسی قضا اور قدر کا حکم معلوم ہو جاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانہ غیب سی بواسطہ خزانہ دل کی ظاہر ہوا کرتی ہین کیونکہ دل خزانہ

فمن خلق للجنة یسرت له الطاعات واسبابها ومن خلق للنار یسرت لها المعاصی واسبابها فانه تعالی خلق الجنة وخلق
باطنی ہی پس جو شخص جنتی پیدا ہوا ہی اوسکو طاعات اور اسباب طاعات میسر ہو جاتی ہین اور جو شخص دوزخی پیدا ہوا ہی اوسکو معاصی اور اسباب معاصی سہل ہو جاتی ہین

لها اهلا فاستعملهم بالطاعات وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملهم بالمعاصی ثم عرف للخلق علامة اهل الجنة واهل النار
بیشک اللہ تعالی نی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کر کر طاعات مین لگادئی ہین اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کر کر معاصی مین لگادئی ہین پہر خلقت کو نشانی جنتی اور

فقال ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم نسأل الله تعالی ان یجعلنا من اهل الجنة ولا یجعلنا من اهل النار المجلس
دوزخی کی بتادی ہی فرمایا بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین الہی ہمکو جنتی کرنا اور نہ گردان ہمکو اہل نار مجلس

الرابع والتسعون فی بیان ظهر الاسلام غریبا وسیعود غریبا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بدأ
چورانویں اس بیان مین کہ اسلام غریب شروع ہوا تہا اور پہر ہو جاویگا جیسا ظاہر ہوا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اسلام ابتدا مین

الاسلام غریبا وسیعود غریبا کما بدأ فطوبی للغرباء هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة ومعناه ان
غریب شروع ہوا تہا پہر غریب ہو جاویگا جیسی شروع ہوا تہا اب غریبون کو خوشی ہووی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ابوہریرہ کی روایت سی

الاسلام فی ابتدائه ظهر فی احاد من الناس وقلة منهم ثم انتشر وشاع وصار قویا وبعد ذلك سیلحقه النقص والاختلال
اسکی معنی یہہ ہین کہ اسلام ابتدا مین کسی کسی آدمی سی ظاہر ہوا اور بہت تہوڑا پہر پہیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہو گیا اور بعد اسکی پہر اوسپر نقصان اور خلل آویگا

حتی لا یبقی الا فی احاد من الناس وقلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسیر الغرباء فی حدیث اخر انهم النزاع من القبائل یعنی
یہانتک کہ نہین رہیگا مگر کسی کسی مین بہت تہوڑا یعنی غربا مین اور غرباء کی تفسیر ایک اور حدیث مین یون آئی ہی کہ وہ تہوڑی ہین قبیلون مین سی یعنی

انهم الذین کانوا قلیلا فلا یوجد فی کل قبیلة منهم الا الواحد او الاثنان بل لا یوجد واحد منهم فی القبائل والبلدان
یہہ وہ لوگ ہین جو تہوڑے ہی تہی سو ہر قبیلہ مین انمین سی سوا ایک یا دو کی نہین ہوتی بلکہ ایک بہی انمین کا قبیلون اور شہرون مین نہین ہوگا

کما کان کذلک فی اول الاسلام وفی حدیث آخر انهم الذین یصلحون اذا فسد الناس یعنی انهم قوم صالحون عاملون بالسنة
جیسی اول اسلام مین نہین تہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ یہہ وہ لوگ ہین جو بہلائی کرتی ہین جب لوگ بگڑ جاتی ہین مراد یہہ ہی کہ وہ اصلاح پر ہین سنت پر عمل کرتی ہین

فی زمن فساد الناس وفی حدیث آخر انهم الذین یصلحون ما افسده الناس بعدی من سنتی فهؤلاء هم الغرباء الممدوحون
جس زمانہ مین لوگ فساد کرتی ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ یہہ وہ لوگ ہین جو درست کرینگی جو کہ اور لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ ڈالینگی سو یہہ جماعت غربا کی ہی

المغبوطون ولقلتهم فی الناس جدا سموا غرباء وهم قسمان احدهما من یصلح نفسه عند فساد الناس والثانی من یصلح
جسکی مدح ہوئی اور اونکی سی مرتبہ کی آرزو ہوگی اور چونکہ یہہ لوگ بہت کمتر ہین تو انکا نام غربا ہوا انکی دو قسم ہین ایک تو وہ جو اپنا حال درست کرلی جب لوگ بگڑ جاوین دوسری قسم کا وہ

ما افسده الناس من السنة وهو اعلی القسمین وهم القائمون بوظیفة الامر بالمعروف والنهی عن المنکر فهؤلاء اقل الناس
جو اور لوگون کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کرین اور یہہ دونون مین اعلی درجہ کی ہین یہہ ہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ پر قایم ہونگی سو یہی لوگ سب سی کم ہونگی

فی آخر الزمان ولذلک وصفوا بالغربة لقلتهم کما جاء فی بعض الروایات انهم قوم صالحون قلیل فی قوم سوء کثیر من
آخر زمانہ مین بہت کمتر ہونگی اور اسہی لئی غربت انکا وصف ٹہرا ہی کیونکہ قلیل ہین چنانچہ بعضی روایات مین آیا ہی کہ وہ لوگ صالح ہین اور کمتر بری قوم کی اندر

یبغضهم اکثر ممن یطیعهم وفی هذا اشارة الی قلتهم وقلة المستجیبین لهم وکثرة المخالفین لهم والعاصین لامرهم وهذا
جو بہت ہون اونکی بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنیوالون کی بہت زیادہ اور اسمین اونکی اور انکی توابع کی قلت کا اور دشمنون کی اور نافرمانون کی کثرت کا اشارہ ہی اور اس

الفضل العظیم الموعود لاهل الغربة انما هو لغربتهم بین الناس وتمسکهم بالسنة بین ظلم الاهواء فاذا رای المؤمن ما کان
فضل بزرگ کا جو اہل غربت کی لئی وعدہ ہوا ہی تو اسہی لئی کہ وہ لوگ سب لوگون مین غریب ہین اور ہوا ہوس کی تاریکی مین وہ سنت کو پکڑتی ہین پس جب کوئی مؤمن اس زمانہ کی لوگونکا

علیه الناس فی هذا الزمان من البدع والضلالات وعدولهم عن الصراط المستقیم الذی کان علیه رسول الله علیه السلام
حال دیکہی یعنی بدعتیں اور بی راہیان اور سیدہی راہ سی الگ چلنا جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واصحابه ودعاهم الیه وقدح فیما هم علیه من المنکرات فهناک تقوم قیامتهم وینصبون له الحبائل ویجلبون
اور اوسکی اصحاب تہی اور انکو اوس راہ مستقیم پر بلائی اور اونکی عمل منکرات کو توڑی پس اوسوقت اوسمین قیامت برپا ہوگی اور اوس مؤمن کی لئی جال بچہاوینگی اور اوسپر

علیه بخیلهم ورجلهم فهو غریب فی دینه لفساد ادیانهم غریب فی تمسکه بالسنة لتمسکهم بالبدع غریب فی اعتقاده
اپنی سوار اور پیادی چڑہاوینگی اب وہ شخص اپنی دین مین غریب ہی کیونکہ اونکی دین سب فاسد ہین اور یہہ شخص سنت سی تمسک کرنی مین غریب ہی کیونکہ وہ سب لوگ بدعتون سی

لفساد عقائدهم غریب فی طریقه لفساد طرقهم غریب فی معاشرته معهم لانه لا یعاشرهم فیما تهوی نفوسهم وبالجملة
تمسک کرتی ہین اپنی اعتقاد مین غریب ہی کیونکہ اونکی عقائد فاسد ہین اپنی طریق مین غریب ہی کیونکہ اونکی سب طریقی فاسد ہین اونکی ساتہ گذران مین غریب ہی کیونکہ اونکی ساتہ نہین

فهو غریب فی امور دنیاه وآخرته لا یجد مساعدا ولا معینا وقد قال الله تعالی تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا
کہ وہ تمام امور دنیا مین اور اخروی مین غریب ہی نہ اوسکا کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی آپسمین مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو

علی الاثم والعدوان فهو عالم بدینه بین قوم جاهلین بدینهم صاحب سنة بین اهل بدع داع الی الله تعالی ورسوله
گناہ پر اور زیادتی پر پس وہ ہی ایک اوس قوم مین جو اپنا دین نہین جانتی اپنی دین کا عالم ہی بدعتیون مین صاحب سنت ہی اللہ اور اوسکی رسول کی طرف

بین دعاة الی البدع والضلال آمر بالمعروف ناه عن المنکر بین قوم المعروف عندهم منکر والمنکر معروف ولهذا قال النبی علیه السلام
بلاتا ہی اوس قوم مین جو بدعتون اور گمراہیون پر بلاتی ہین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی اون لوگون مین کہ معروف اونکی عندیہ مین بدی ہی اور بدی اونکی عندیہ مین نیکی

یاتی علی الناس زمان الصابر فیهم علی دینه کالقابض علی الجمر فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الذی یاخذ النار
لوگون پر ایک زمانہ آویگا کہ اونمین دین پر صبر کرنیوالا ایسا ہی جیسی ہاتہ مین چنگاری ہو بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جو شخص ہاتہ مین آگ لیلیوی

بالكف كما لا يمكنه الاخذ بالسهولة الا بالصبر الشديد فكذلك من يتمسك بالسنة ويعمل بها في اخر الزمان لا يمكنه المحافظة
جیسی اوسکو آگ کا لینا بدون سخت صبر کی سہل نہین ہی ایسی ہی وہ جو سنت سی تمسک کرتا ہی اور سنت پر عمل کرتا ہی آخر زمانہ مین اوسکو دین کی محافظت

على دينه بالسهولة الا بالصبر الشديد ولذلك كان اجره كثيرا كما قال النبي عليه السلام من تمسك بسنتي عند فساد
بدون بڑی صبر کی سہل نہین ہی اسہی واسطی اوسکا ثواب بہی بہت بڑا ہی چنانچہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص میری سنت کو اختیار کری جب میری امت

امتي فله اجر مائة شهيد وروی عن ابی امامة انه عليه السلام قال ان لكل شئ اقبالا وادبارا وان من اقبال الدين ما كنتم
فاسد ہوجاوی تو اوسکی لئی سو شہید کا ثواب ہی اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر شی کا اقبال ہوتا ہی اور ادبار اور بیشک دین کا اقبال یہہ ہی

عليه من العمى والجهالة وما بعثني الله به وان من اقبال الدين ان تفقه القبيلة باسرها حتى لا يوجد فيها الا الفاسق
کہ تم سب اندہی اور جاہل تہی مجہکو اللہ نی بہیجا اور اقبال دین کا یہہ ہی کہ تمام قبیلہ دانا ہوگیا یہان تک کہ اوسمین فاسق سوای ایک

والفاسقان فهما مقهوران ذليلان وان من ادبار الدين ان تجفو القبيلة باسرها حتى لا يرى فيها الا الفقيه او الفقيهان
یا دو کی نہین ہی سو وہ مغلوب اور خوار اور دین کا ادبار یہہ ہی کہ تمام قبیلہ مین ڈہونڈہ پہرو تو اوسمین سوای ایک یا دو فقیہون کی نہ ملی

وهما مقهوران ذليلان لا يجدان على ذلك اعوانا ولا انصارا فانه عليه السلام وصف المؤمن العامل بالسنة الفقيه
اور وہ بہی مغلوب اور خوار اس حال پر نہ پاوینگی کوئی مددگار اور نہ کوئی یار پس نبی علیہ السلام نی مؤمن کا وصف جو سنت پر عمل کری دین کا فقیہ ہو

في الدين بانه يكون في اخر الزمان عند الناس مقهورا ذليلا لا يجد معينا ولا نصيرا ولذلك قال الثوري اذا رايت العالم
یہہ بیان کیا کہ وہ آخر زمانہ مین جب تمام لوگ فاسد ہوجاوینگی مغلوب ہوگا اور خوار نہ معین پاویگا اور نہ مددگار اور اسہی لئی ثوری نی کہا ہی جب تم دیکہو کہ عالم کی

كثير الاصدقاء فاعلم انه مخلط لانه ان نطق بالحق ابغضوه وعن كعب الاحبار انه قال لياتينكم زمان تكره فيه الموعظة
بہت دوست ہین تو سمجہو کہ وہ خالص نہین ہی کیونکہ اگر وہ حق بولتا تو اوسکی سب دشمن ہوجاتی اور کعب احبار سی روایت ہی کہ اونہونی کہا البتہ تمپر ایک ایسا زمانہ آویگا

حتى يختفي المؤمن بايمانه كما يختفي الفاجر بفجوره ويعير المؤمن بايمانه كما يعير الفاجر بفجوره وانما يعظم ذل المؤمن في
یہان تک کہ مؤمن اپنا ایمان لیکر ایسی چہپتا پہریگا جیسی بدکار بدکاری لیکر چہپتا ہو اور مؤمن اپنی ایمان مین مطعون ہوگا جیسی کہ بدکار فجور سی مطعون ہوتا ہی اور مؤمن کی ذلت آخر

اخر الزمان لكثرة اهل الفسق والظلم والبدع ويكون بينهم غريبا كانهم يكرهونه ويؤذونه لمخالفة طريقه لطريقهم
زمانہ مین اسہی لئی بڑہ جاویگی کہ فاسق اور ظالم اور بدعتی بہت ہوجاوینگی اور وہ اونمین تنہا ہوویگا سب کی سب اوسکی تحقیر کرکر ایذا دینگی کیونکہ اوسکا رستہ

ومباينة مقصوده لمقصودهم وعدم موافقته لهم فيما هم عليه لا سيما ان امرهم بمعروف ونهاهم عن منكر كما قال حذيفة
اونکی رستہ سی مخالف اور اوسکا مقصود اونکی مقصود سی الگ ہوویگا اور اونکی چال چلن سی موافق نہین ہوگا خاص کر اوس وقت کہ معروف کا اونکو حکم اور بدیسی اونکو منع کری

اليماني ياتي على الناس زمان يكون فيهم جيفة حمار احب اليهم من مؤمن يامرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر وروی عن ابن عباس
بن الیمان نی کہا ہی کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ اونکو مردار گدہا زیادہ محبوب ہوویگا ایسی مؤمن سی کہ اونکو نیک بات بتاوی اور گناہ سی بند کری اور ابن عباس سی

انه عليه السلام قال ياتي على الناس زمان يذوب فيه قلب المؤمن كما يذوب الملح في الماء قيل بم ذلك يا رسول الله قال
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ مؤمن کا دل ایسا گہل جاویگا جیسی پانی مین نمک گہل جاتا ہی کسینی عرض کیا کسلئی یا رسول اللہ فرمایا

مما يرى من المنكر فلا يستطيع تغييره فان من السلف من راى منكرا فلم يقدر على ازالته فبال دما ومنهم من مرض
اسلئی کہ منکرات دیکہیگا اور بدل نہ سکیگا بیشک بعضی متقدمین نی منکر کو دیکہا اور ممانعت کی قدرت نہین ہوئی تو خون موتنی لگا اور بعضا مدت

ايماما وقد قال النبي عليه السلام اشد الناس بلاء الانبياء ثم الصالحون فكما ان الانبياء لم يخلو عن الابتلاء بالجاحدين
اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگون سی زیادہ بلاء مین انبیاء ہین پہر صلحاء سو جیسی انبیا منکرون کی ابتلاء سی خالی نہین ہوتی

كذلك لا يخلو العلماء والصلحاء والامرون بالمعروف والناهون عن المنكر عن الابتلاء بالمصرين على المعاصي فان من
ایسی ہی علماء اور صلحاء اور معروف کی امر کرنیوالی اور منکرات سی روکنی والی اون لوگون کی ابتلاء مین ہین جو معاصی پر اڑی ہوئی ہین بیشک جو شخص

امر بالمعروف ونهی عن المنکر فی هذا الزمان یکون قائما بالرکن الاعظم فی الدین والمهم الذی بعث الله به جمیع
اس زمانہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا تو گویا دین کا بڑا ہی رکن سنبھال رکھا ہی اور بڑا ضروری کام جسکی لئی اللہ تعالی نی تمام مرسلین کو بھیجا ہی
المرسلین ولذلك قال النبی علیه السلام من امر بالمعروف ونهی عن المنکر فهو خلیفة الله فی ارضه وخلیفة
اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی امر بالمعروف کیا اور منکر کی ممانعت کی تو وہ زمین میں اللہ کا خلیفہ اور اوسکی کتاب
کتابه ورسوله وانما کان کذلك لان الانبیاء ما بعثوا الا للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وذلك وظیفتهم التی
اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ درجہ اسلئی ہی کہ انبیاء اسہی واسطی بھیجی گئی ہین کہ نیک بات بتا دین اور بدی سی منع کرین اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو
جاءوا بها فمن تبعهم فیها وامر ونهی یکون نائبا عنهم فی هذا الامر العظیم وتلی منزلته منزلتهم فی هذا الخطب الجسیم
لیکر آئی ہین پہر جو شخص اونکا تابع ہوا اس باب مین اور امر کیا اور نہی کی تو اس امر عظیم مین اونکا نائب ہوا اور اسکا مرتبہ اونکی مرتبہ سی اس کار بزرگ مین قریب ہو جاویگا
کما اشیر الیه فی قوله تعالی ان الذین یکفرون بایت الله ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون
چنانچہ اسکا اشارہ اس آیت مین ہی جو لوگ منکر ہین اللہ کی آیتون سی اور مار ڈالتی ہین نبیون کو ناحق اور مار ڈالتی ہین جو کوئی کہی
بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب الیم فانه تعالی ذکر الذین یامرون بالعدل بعد الانبیاء فی الترتیب وقد
انصاف کو لوگون مین سی سو اونکو خوشخبری سنا دکہہ والی مار کی سو اسنی اول لوگون کا جو عدل کا حکم کرتی ہین بعد انبیاء کی ترتیب سی ذکر کیا اور اس
ذکر فی تفسیر هذه الایة انه علیه السلام قال قتل بنو اسرائیل ثلثة واربعین نبیا فی اول النهار فی ساعة واحدة
آیت کی تفسیر مین مذکور ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ بنی اسرائیل نی تینتالیس نبی اول روز ایک ساعت مین قتل کئی پہر
فقام مائة واثنا عشر رجلا من عباد بنی اسرائیل فامروهم بالمعروف ونهوهم عن المنکر فقتلوهم جمیعا فی اخر
ایک سو بارہ شخص بنی اسرائیل کی عابد مستعد ہوئی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کیا سو آخر وقت اون سبکو قتل کیا
النهار وهم الذین ذکرهم الله تعالی فی قوله ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فان اهل الدین من الامرین
یہہ وہ لوگ ہین جنکا ذکر اللہ تعالی نی اس آیت مین کیا اور مار ڈالتی ہین جو کوئی کہی انصاف کو لوگون مین سی بیشک دیندار امر بالمعروف
بالمعروف والناهین عن المنکر قلما ینفك عن ضروب الاذی وانواع البلاء بالاخراج من البلاد والسعایة
اور نہی عن المنکر کرنیوالی اقسام تکلیفون سی اور انواع بلیات سی بہت کم بچتی ہین شہر وطن سی انکا نکالا جانا اور
الی السلاطین والحکام والشهادة علیهم بالکفر والخروج عن الدین ونسبتهم الی ما یجب فسقهم من البدع والمعاصی
سلاطین اور حکام کی پاس اونکی چغلی کہانی ہین اور ساوا پر کفر کی اور دین سی بی دینی کی گواہی دیتی ہین اور ایسی امور کی نسبت کر دیتی ہین جسمین اونکا فسق ہو جاتا ہی
وغیر ذلك مما هو خیر لهم فی الدنیا والاخرة فعلی هذا ینبغی للامر بالمعروف والناهی عن المنکرات یوطن نفسه علی الصبر
جیسی بدعتین اور معاصی وغیرہ جو کہ اونکی حق مین دنیا اور آخرت مین بہتر ہی سو اس بیان کی موافق جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مستعد ہو دل کو لازم ہی
علی ما یصیبه من اذی الخلق لانه تعالی قد ذکر الصبر فی مواضع من کتابه وامر به فی بعضها وقال یا ایها الذین
کہ خلقت کی ہاتہہ سی جو تکلیف پہنچی اوسپر خوب صبر کری اسلئی کہ اللہ تعالی نی صبر کو اپنی کتاب مین کئی جگہہ ذکر کیا ہی اور بعضی جگہہ صبر کا حکم فرمایا ای ایمان والو
امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون وقال فی ایة اخری واصبروا ان الله مع الصبرین
ثابت رہو اور مقابلہ مین مضبوطی کرو اور لگی رہو اور ڈرتی رہو اللہ سی شاید تم مراد کو پہنچو اور ایک اور آیت مین فرمایا اور ٹہری رہو اللہ ساتھ ہی ٹہرنیوالون کی
وقد جمع الله تعالی للصابرین من الاجور ما لم یجمعها لغیرهم وقال اولئك علیهم صلوت من ربهم ورحمة و
اور اللہ نی صبر کرنیوالون کی لئی اتنا ثواب جمع کیا ہی جو اوروں کی لئی جمع نہین کیا اور فرمایا ایسی لوگ اون ہی پر شاباشین ہین اپنی رب کی اور مہربانی اور
اولئك هم المهتدون قال العلماء کفی بالصبر اجرا ان الاعمال کلها تضاعف بعشر امثالها الی سبعمائة الا
وہ ہی ہین راہ پر علماء کہتی ہین صبر کا یہہ ہی اجر بہت ہی کہ تمام اعمال دس گونہ ہو جاتی ہین سات سو تک سوا

الصبر فان اجره یوفی بغیر حساب کما قال الله تعالی انما یوفی الصبرون اجرهم بغیر حساب وقد جاء الامر
صبر کی کہ اوسکا ثواب بے حساب ہی چنانچہ الله تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالوں ہی کو ملتا ہی اونکا نیک انکے گنت اور بیشک صبر کا حکم

بالصبر مقارنا بالامر بالمعروف والنهی عن المنکر مصرحا فی قوله تعالی وامر بالمعروف وانه عن المنکر واصبر علی ما
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ساتھ اس آیت میں صاف ہوا ہی اور سکہلا بہلی بات اور منع کر برائی سی اور سہار جو

اصابك ان ذلك من عزم الامور وفی هذه الایة اشارة الی ان من یامر بالمعروف وینهی عن المنکر قد یوذی فاذا
تجہپر پڑی بیشک یہہ ہین ہمت کی کام اور اس آیت میں یہہ اشارہ ہی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالی کو تکلیف دیتی ہین جب

اوذی یجب علیه ان یصبر ویعلم ان ما یجری علیه من اذی الخلق فهو بمشیة الله تعالی وقضائه وقدره فیراه کالتاذی
اوسکو تکلیف دیوین تو اوسکو واجب ہی کہ صبر کری اور سمجہی کہ جو اوسپر خلقت کیطرف سی تکلیف گذرتی ہی سو موافق مشیت اور قضا اور تقدیر الٰہی کی ہی سو اوسکو ایسا سمجہی جیسی

بالحر والبرد والمرض فاذا شاهد هذا یستریح ویتیقن ان ذلك کائن لا محالة لان ما شاء الله تعالی یکون ویجب وجوده
تکلیف گرمی جاڑی کی دکہہ بیماری کی جب یہہ سمجہیگا تو رنج نہو دیگا اور یقین کریگا کہ یہہ تکلیف بالضرور ہونی ہی تہی کیونکہ جو الله چاہتا ہی ہوکر رہتا ہی اوسکا ہونا ضروری

وما لم یشا لا یکون بل یمتنع وجوده فلیس للجزع منه وجه بل لا بد له فیه من الصبر لان من لا یصبر علی ما یصیبه
اور جو نہیں چاہتا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اوسکا ہونا محال ہی اب گہبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں ہی بلکہ اسمین صبر ضروری ہی اسلئی کہ جو شخص مصیبت پر با اختیار صبر نہیں کرتا

اختیارا وهو محمود یصبر علی اکثر منه اضطرارا وهو مذموم فینبغی له ان یصبر ویترك الانتقام لانه ان لم یترك
تو اگرچہ محمود ہی تو وہ اوسی بڑی مصیبت پر لاچار ہوکر صبر کرتا ہی اور یہہ مذموم ہی سو یہہ ہی چاہیی کہ صبر کر کر انتقام کی درپی نہو اسلئی کہ اگر انتقام معاف

الانتقام بل اشتغل به یعقبه الخوف والذل والندامة اذ یحصل بسببه العداوة والعاقل لا یامن من عدوه ولو کان
نکریگا بلکہ انتقام مین مصروف ہوویگا تو اوسکی بعد خوف اور ذلت اور ندامت ہوویگی اسلئی کہ عداوت پیدا ہوجاتی ہی اور مرد عاقل دشمن سی اگرچہ حقیر ہووی ڈرتا ہی ہمیشہ

حقیرا فاذا غفر وعفی ولم یشتغل بالانتقام یامن من حصول العداوة ویحترز من وقوع الندامة مع ان فی العفو
اور اگر بخشدیگا اور معاف کردیگا اور انتقام پر متوجہ نہوگا تو عداوت سی کچہہ خوف نہوگا اور ندامت سی بہی بچیگا باوجودیکہ عفو مین

عزة اذ قد صح انه علیه السلام قال ما زاد الله عبدا یعفو الا عزا بل ینبغی له ان یقابله بالاحسان الیه لانه قد
بڑی عزت ہی اسلئی کہ ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ الله تعالی معاف کرنیوالی بندہ کو عزت ہی دیتا ہی بلکہ اوسکو چاہیی کہ اوسپر کچہہ احسان کردی کیونکہ اوسنی

اهدی الیه حسناته ونقلها من صحیفته الی صحیفة نفسه ویری ان اساته الیه نعمة من الله تعالی علیه حیث
اپنی حسنات تحفہ دی ہیں اور اپنی نامہ اعمال میں سی اوسکی نامہ اعمال میں بدل دی ہیں اور یہہ سمجہی کہ میری ساتہہ اوسکی برائی میری حق میں الله کی نعمت ہی کیونکہ

جعله مظلوما یرتقب النصر فی الدنیا والاجر فی العقبی ولم یجعله ظالما یرتقب المقت فی الدنیا والاخرة والعاقل لو
مجہکو مظلوم بنایا کہ دنیا میں اوسکی لئی نصرت ہی اور عقبی میں ثواب اور ظالم نہیں بنایا کہ دنیا اور آخرت میں ہلاکت ہوتی اور جس عاقل کو

خیر بین هاتین الحالتین لاختار ان یکون مظلوما لان ما یصیبه من اذی الخلق تکون کفارة لخطایاه اذ لا یصیب
ان دونو حالت کا اختیار دین تو البتہ مظلومیت کو پسند کری اسلئی کہ اسکو جو تکلیف خلقت سی پہنچی ہی اوسکی گناہون کا عوض ہوویگا کیونکہ مومن کو

المومن هم ولا غم ولا اذی الا کفر الله تعالی به من خطایاه وذلك فی الحقیقة دواء یستخرج به ادواء الخطایا لان ما
جو ہم یا غم یا کوئی تکلیف ہوتی ہی تو الله تعالی اوسکی بدلہ اوسکی گناہ اوتار دیتا ہی اور حقیقت مین یہہ اوسکی دوا ہی کہ اوسی گناہون کی دکہہ نکلتی ہین کیونکہ

یصیبه من اذی الخلق یکون له کالدواء المر الکریهة فینبغی له ان لا ینظر الی مرارة الدواء وکراهته ولا الی من
اسکو جسقدر خلقت سی تکلیف ہوگی گویا وہ بیمزہ دوا ہی سو یوں چاہیی کہ دوا کی تلخی اور بدمزگی پر نظر نہ کری اور نہ اوسپر جسکی طرف سی آتی ہی

یصل الیه من جهته بل ینبغی له ان ینظر الی نفعه ووصوله الیه من جهة من ینفعه بمضرته المجلس الخا
بلکہ یوں چاہیی کہ نفع پر نگاہ کری اور جسکی طرف سی آئی وہ اپنی مضرت سی فائدہ دیتا ہی پچانویں مجلس

والتسعون فی بیان نعمة الصحة والفراغ وبیان مغبونیة صاحبهما قال رسول الله صلی الله علیه

اس بیان مین کہ تندرستی اور فراغت نعمت ہی اور اس بیان مین کہ صحت اور فراغت والیکو کیا غبن ہوتا ہی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا

وسلم نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عباس

دو نعمتین ہین کہ اونمین اکثر لوگ خسارہ ہی اوٹھاتی ہین تندرستی اور فراغت یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی

ومعناه ان الصحة والفراغ نعمتان عظیمتان لکن لا یعرف کثیر من الناس قدرهما مادامو فیهما حیث لا یعملون

اسکی یہہ معنی ہین کہ تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتین ہین پر اکثر لوگ انکی قدر نہین جانتی جبتک تندرست اور فارغ رہتی ہین کیونکہ نہ اعمال صالح

الصالحات ولا یتهیأون لیوم الممات فان الانسان فی حال صحته یقدر علی کسب الخیرات ببدنه وماله

کرتی ہین اور نہ موت کی دن کا کچھہ سامان کیونکہ انسان تندرستی کی حالت مین اپنی بدن اور مال دونوسی خیرات حاصل کرسکتا ہی

واذا مرض یضعف بدنه عن العمل ویقصر یده عن ماله فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی الطاعة ببدنه ولا علی

اور جب بیمار ہوا تو بدن تو عمل سی تھک رہتا ہی اور ہاتھہ تہائی مال کی زیادہ سی کوتاہ ہوجاتا ہی اب نہ بدن کو طاعت پر قدرت ہوتی ہی اور نہ

التصرف فی ماله الا مقدار ثلثه فینبغی له ان یغتنم صحته ویجتهد فی اکتساب الخیرات ببدنه وماله وکذا فی

مال پر قابو سوای تہای حصہ کی سو لایق یہہ ہی کہ اب صحت کو غنیمت جانکر بدن اور مال سی خیرات کرلی اور ایسی ہی

حال فراغه یقدر علی الطاعة بلا مانع فاذا ابدل الفراغ بالاشتغال یظهر الموانع فلا یقدر علی الطاعة فان

فراغت مین طاعت پر بی روک ٹوک قدرت ہوتی ہی پہر اگر فراغت کی بعد دہندی مین لگ گیا تو موانع پیدا ہوجاوینگی پہر طاعت کا اختیار کہان رہتا ہی کیونکہ

الانسان قد یکون صحیحا لکن لا یکون متفرغا بل یکون مشتغلا بامر المعاش وقد یکون مستغنیا لکن لا یکون

انسان کبہی بہلا چنگا ہوتا ہی لیکن فارغ نہین ہوتا بلکہ کمائی کی کاربار مین لگا ہوتا ہی اور بعضی وقت تونگر ہوتا ہی پر تندرست نہین ہوتا

صحیحا فاذا اجتمع فیه الصحة والفراغ فغلب علیه الکسل عن الطاعة فهو مغبون تبیان ذلک ان الدنیا مزرعة

اور جب اسکو صحت اور فراغت دونو ہون پہر سستی کی مارے طاعت نکری تو وہ ٹوٹی مین ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ دنیا آخرت کی کہیتی

الاخرة وفیها التجارة التی یظهر ربحها فی الاخرة فمن استعمل فراغه وصحته فی طاعة الله تعالی فهو المضبوط لان

ہی اور دنیا مین ایسی تجارت ہوتی ہی جسکا فائدہ آخرت مین ملتا ہی پر جسنی اپنی فراغت اور تندرستی کو الله تعالی کی عبادت مین صرف کیا تو وہ ضبط والا ہی

الفراغ یعقبه الشغل والصحة یعقبها السقم ومن استرسل فی الصحة مع نفسه الامارة بالسوء الخالدة الی الراحة

کہ فراغت کی بعد کاربار لگجاتی ہین اور تندرستی کی بعد بیماری لگی ہوئی ہی اور جو شخص صحت مین ہمراہ نفس امارہ کی جو ہمیشہ آرام طلب ہی بی مہار پہرتا رہا

فترک المحافظة علی الحدود والمواظبة علی الطاعات یکون مغبونا وکذلک اذا کان فارغا فان المشغول قد یکون

اور نگہبانی حدود پر اور مداومت طاعات پر نکی تو وہ خسارہ اوٹھاویگا اور ایسی ہی اگر فارغ ہووی کیونکہ کاری کو بعضی وقت

له معذرة بخلاف الفارغ اذ یرتفع عنه المعذرة ویقوم علیه الحجة فینبغی له ان یغتنم فراغه ویسعی فی

عذر ہوتا ہی برخلاف فارغ کی اسلئی کہ فارغ کو کوئی عذر نہین ہوتا اوسپر حجت قایم ہوتی ہی اب لایق یون ہی کہ فراغت کو غنیمت سمجھکر صالح اعمال مین

تحصیل الاعمال الصالحات ولا یضیع عمره فیما لا یعنیه فان کل نفس من انفاس العمر جوهرة نفیسة لا قیمة لها لانها

خوب سعی کری اور عمر کو بیہودہ برباد نکری کیونکہ عمر مین سی ہر ہر دم ایک نفیس بی بہا جوہر ہوتا ہی اسواسطی

صالحة لان توصله الی سعادة الابد وتنقذه من شقاوة السرمد فای جوهرة انفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعها

کہ اوسکی وسیلہ سی سعادت ابدی میسر ہوسکتی ہی اور ہمیشہ کی بدبختی سی بچ سکتا ہی پہر اس جوہر سی کونسا جوہر بہتر ہوگیا پہر اگر اسکو غفلت میں کہو دیا

فی الغفلة قد خسر خسرانا عظیما واذا صرفها الی المعصیة فقد هلک هلاکا مبینا فان عمر الانسان میدان لاعماله

تو بڑا ہی ٹوٹا اوٹھایا اور جب اسکو معصیت مین لگایا تو بیشک ظاہر مارا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی لئی فراخ میدان ہی

الصالحة المقربة له من الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب في يوم الحساب وهذه هي السعادة التي ليس
جو اللہ تعالی سے نزدیک اور قیامت کے دن بڑا ثواب واجب کر دے اور یہہ ہی وہ سعادت کہ انسان کی لئے

للانسان منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فكل وقت يفوت من عمره خاليا من عمل صالح
اسمیں سے وہ ہی ہوتا ہے جو کر چکے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہے جو کیا پہر جو دم زندگی کا عمل صالح سے خالی گذرتا ہے

يكون حسرة وندامة عليه يوم القيمة على ما جاء في الخبر ما من ساعة ياتي على العبد لا يذكر الله تعالى فيها الا كانت
وہ پہر قیامت کے روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گذرتی ہے کہ اسمیں اللہ کی یاد نہیں کرتا وہ ہی اوسپر

عليه حسرة وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول
حسرت ہوگی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی مرتا ہے سو نادم ہوویگا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی

الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ازداد وان كان مسيئا ندم ان يكون نزع وروى عن ابن عباس انه قال
فرمایا اگر وہ نیکوکار ہے تو یوں نادم ہوگا کہ زیادہ کیوں نکیا اور اگر بدکار ہے تو یہہ ندامت ہوگی کہ نیکی میں باز آتا اور ابن عباس سے روایت ہے

في تفسير النفس اللوامة ما من احد الا ويلوم نفسه يوم القيمة يلوم المحسن نفسه ان لا يكون ازداد احسانا ويلوم
کہ نفس لوامہ کی تفسیر میں کہا ہے جو کوئی ہے سو قیامت کے دن اپنی آپکو ملامت کریگا محسن تو اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ حسنات زیادہ کیوں نکئے اور بدکار

المسيء نفسه ان لا يكون رجع عن اساءته فيا ايها العاقل لا تضيع عمرك في الغفلة فاجتهد في تحصيل امتعة الاخرة قبل
اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ بدی سے باز کیوں نہ آیا سو اے عاقل اپنی عمر غفلت میں مت کہو اور آخرت کا سامان حاصل کرنیمیں کوشش کر اوس وقت سے پہلی

ان يجيء يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعاين ذلك اليوم فتندم على ما فات من عمرك في غير طاعة
کہ ایسا دن آجاوے کہ تو اوس روز کچھہ حاصل نکر سکیگا اور اب تو جلد اوس دن کو دیکھہ لیگا اور گذری ہوئی عمر پر جو رب کی عبادت سے خالی گئی ہے

ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا وكان شغله يمنعه من العمل واحال ذلك العمل على فراغه
ندامت اوٹھائیگا اور ندامت سے کچھہ فائدہ نہوگا بیشک جب آدمی دنیا کی کسی دہندہ میں لگا رہتا ہے اور وہ مشغلہ عمل سے روک رکہے اور اوس عمل کو فراغت کی وقت پر ٹالتا ہے

وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقته من وجهين احدهما ايثار الدنيا على الاخرة وليس هذا من شان العقلاء وثانيهما
اور کہے کہ جب فرصت ہوگی تو کرونگا سو یہہ اوسکی حماقت ہے دو وجہ سے ایک دنیا کا اختیار کرنا آخرت پر سو یہہ عقلاء کی شان سے نہیں ہے

قال الله تعالى بل تؤثرون الحيوة الدنيا والاخرة خير وابقى وثانيهما تسويفه العمل الى اوان فراغه فانه قد لا يجد مهلة
اللہ تعالی فرماتا ہے کوئی نہیں تم آگے رکہتی ہو دنیا کا جینا اور پچہلا گہر بہتر ہے اور رہنے والا اور دوسری وجہ عمل کو فراغت کی وقت تک مہلت دینا کیونکہ بعضے وقت

بل يختطفه الموت قبل فراغه او يزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلا زاد ليوم المعاد
فرصت نہیں ملتی بلکہ موت فرصت سے پہلے اچک لیتی ہے اور دہندہ بڑھ جاتا ہے کیونکہ دنیا کے کاروبار آپسمیں ملے ہوئے مسلسل ہوتے ہیں پہر یہہ شخص معاد کی لئے خالی ہاتہ رہ جاتا ہے

فالواجب على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحات على اي حال كان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله تعالى
پس آدمی پر واجب ہے کہ اعمال صالحہ میں جلدی کرے کیسا ہی وقت ہووے موت سے پہلے اور فوت ہونے سے آگے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے

وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموت والارض اعدت للمتقين فان من تعلق قلبه بالدنيا و
اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاؤ ہے آسمان اور زمین تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگاروں کی بیشک جسکا دل دنیا میں الجہتا ہے اور

اخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على
دنیا میں سے حاجت سے زیادہ کہانا پینا لباس حاصل کر چکتا ہے تو اسکی حق میں مضر ہوتی ہے ان اگر اوسسے طاعت الہی کی استمداد لے

طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله تعالى يعذب
تو مضر نہیں کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہے اور حاصل کر لیتا ہے تو بالضرور اوسسے جدا ہوویگا اگر اوسکی محبت سواء اللہ کی اور وجہ سے تہی تو اوسکا فوت ہونا

به بفواته اذ يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه فان من معه ما يكفيه فهو فارغ القلب فلو وجد مائة
ہی عذاب ہوویگا اسلئی کہ وہ تنا ہی الم ہوتا ہی جتنا اوسکی دل کو لگاؤ ہوتا ہی کیونکہ جسکی پاس سرمایہ بقدر کفایت ہوتا ہی تو فارغ دل ہوتا ہی پہر اگر سو

دينار ينبعث من قلبه عشر شهوات يحتاج كل شهوة منها الى مائة دينار فلا يكفيه ما وجده بل يحتاج
اشرفیاں اوسکو ہاتہ لگ جاوین تو اوسکی دلین شہوت کی دس شاخین ایسی پیدا ہوتی ہین کہ ہر ہر شہوت مین سو سو دینار کی حاجت ہووی اسین جو ہاتہ آیا تہا کافی نہین ہوتا بلکہ

الى تسعمائة اخرى وقد كان قبل وجود المائة مستغنيا فالان وجدها وظن انه صار غنيا بها ولا يشعر انه
نوسو کی اور حاجت ہوتی ہی اور حال یون ہی کہ جب یہہ سو نہ تہی تو مستغنی تہا اب جو وہ پائی تو گمان کرتا ہی کہ غنی ہوگیا اور یہہ نہین سمجہتا

صار محتاجا الى تسعمائة اخرى ليشتري دارا ويعمرها ويشتري جارية ولباسا فاخرا ولنفسه وكل منها
کہ نوسو کا اور محتاج ہوگیا تاکہ مکان خریدی یا چنوا دی اور لونڈی مول لیوی اور اوسکی اور اپنی لئی سنہری پوشاک بنلوا دے اور ہر ایک کی لئی

يستدعي ما يناسب ويليق به مما لا آخر له فيقع في هاوية آخرها قعر جهنم ولا آخر لها سواه وقد حكى ان واحدا
لوازم جو اوسکی مناسب اور لایق ہو بیشمار چاہین سو یہہ ایسی گڑہی مین گرتا ہی جسکا انجام دوزخ کا گہراو ہی سوا اوسکی کوئی انتہا نہین ہی اور حکایت ہی کہ ایک

من الملوك حمل اليه قدح من فيروزج وكان ذلك القدح مرصعا بالجواهر ولم ير مثله ففرح به الملك فرحا شديدا
بادشاہ کی پاس فیروزہ کا پیالہ آیا اور اوسمین جواہرات جڑی ہوئی تہی اوسکی مثل دیکہنی مین نہین آیا تہا بادشاہ اوس سی بہت خوش ہوا

وكان عنده حكيم فقال له الملك كيف ترى ذلك قال اراه عليك مصيبة وفقرا قال كيف قال لان كل ما يملكه
اور اوسکی پاس ایک حکیم تہا بادشاہ نی فرمایا حکیم جی تم کہو کیسا ہی عرض کیا مجہکو تو تیری حق مین مصیبت اور فقر معلوم ہوتا ہی کہا کیونکر عرض کیا اسلئی کہ انسان کی ملک

الانسان في الدنيا لا يدوم فهذا القدح ان ضاع او انكسر تصير محتاجا اليه ولا يوجد مثله ويكون عليك مصيبة
دنیا مین جو ہوتی ہی ہمیشہ نہین رہتی پہر یہہ پیالہ اگر جاتا رہا یا ٹوٹ گیا تو تمکو اسکی حاجت ہوویگی اور ایسا نہین ملیگا تو تمپر ایسی مصیبت ہوویگی

لا جبر لها وقد كنت قبل ان يحمل اليك في امن من المصيبة والفقر ثم في يوم من الايام قد اتفق ان القدح قد انكسر فعظمت
جسکا کچہہ علاج نہین ہی اور بیشک تم اسکی پہلی کہ یہہ پیالہ تمہاری پاس آوی مصیبت اور احتیاج سی امن مین تہی پہر ایک روز اتفاقا وہ پیالہ ٹوٹ گیا تو

فيه مصيبة الملك وقال ما قال الحكيم كان حقا ليته لم يحمل الي وامثال هذه المصيبة بل اعظم منها تنزل بكل
بادشاہ کو بڑا ہی رنج ہوا اور کہا حکیم جی سچ کہتی تہی کاشکی یہہ پیالہ میری پاس نہ آتا اور ایسا ہی رنج ہوتا ہی بلکہ اس سی بہی بہت زیادہ جو شخص دنیا سی

من له علاقة بالدنيا فانهم معذبون بالحرص عليها والتعب العظيم في تحصيلها والحسرة الشديدة عند فواتها
علاقہ رکہتی ہین یہہ لوگ بہی اوسکی حرص مین جلا کرتی ہین اور اوسکی لئی سخت محنت اوٹہاتی ہین اور اوسکی حسرت مین تڑپا کرتی ہین جب جاتی رہتی ہی

ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على تحمل المصائب فان محبها لا تنفك عن ثلث مصائب
اور اسہی لئی بعض متقدمین کا قول ہی کہ جسنی دنیا کو دوست کیا تو اپنی جان کو مصیبتوں کی لئی تیار رکہی کیونکہ دنیا کا دوست تین مصیبتوں سی خالی نہین ہوتا

هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لمحبها من العذاب العاجل الا هذا يكفي له مصيبة فكيف اذا حيل
فکر ہر وقت کا اور تعب دایمی اور حسرت بی انتہا اگر دنیا کی دوست کو حال کا عذاب سوا آیندہ کی کچہہ نہوتا تو یہہ ہی مصیبت کافی تہی پہر کیا حال ہوگا جب اوسمین

بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذته التي شغلته عن
اور اوسکی تمام محبوبات اور لذات مین موت حایل ہو جاویگی اور عذاب دیکہیگا جتنی لذت اوٹہاتا تہا موافق اوسہی لذت کی جسنی زاد اخروی کی سعی سی روک رکہا تہا

سعيه في طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان لاحد الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه
اسلئی کہ اگر کسیکی ہزار محبوب ہوں تو مرتی وقت ایکدم مین اوسپر ہزار مصیبتین پڑ جاوینگی کیونکہ اوسکی سب

كان يحب جميعها ويسلب عنه في لحظة واحدة كلها ويبقى في حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب
محبوب تہی اور ایک لحظہ بہر مین سب سی جدا ہوگیا اور موت کی بعد حسرت اور ندامت مین پڑا رہیگا اور یہہ تو وہ الم ہی جو مرتی ہی پیش آویگا

موته من الالم فضلا عما اعده الله تعالى من عذاب النار للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها والحاصل
علاوہ اوسی جو اللہ تعالی نی دوزخ کا عذاب تیار کر رکہا ہی اونکی لئی جو دنیا کی زندگی دوست رکہتی ہیں اور پسند کرتی ہیں غرض یہہ ہی
ان من احب شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل
کہ سوای اللہ کی جو کسی شئی کو محبوب رکہتا ہی اور اوسکی محبت واسطی اللہ کی نہو اور نہ اسلئی کہ وہ طاعت الہی پر امداد کرتی ہی تو اوسی ضرر حاصل ہوتا ہی
له به الضرر سواء ظفر به اولم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به
برابر ہی کہ وہ شئی حاصل ہو جاوی یا نہ حاصل ہو کیونکہ اگر نہ ہاتہ آئی تو غصہ میں رہتا ہی اور تعب سی آرام نہیں پاتا اور اگر میسر آگئی
يكون ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة ولو نال
تو میسر آنیسی پہلی کا الم جو ہو چکا اور بعد اوسکی گم ہونی کی حسرت جو لذت سی چند در چند ہوگی اور اگر آدمی کو
العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل سعادة الاخرة يصير
دنیا کی تمام عیش اور دنیا کی ساری لذتیں میسر آئیں اور عمر اسی میں تمام کردی اور سعادت اخروی کی تحصیل میں سعی نکی تو مرتی ہی
عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ واللذات عذابا له ويصير معذبا
گویا کچہہ نہ تہا نہ کوئی عیش تہا اور نہ کچہہ لذت تہی اور وہ ہی عیش اور چین عذاب ہو جاویگی اور دو وجہ سی عذاب
بنفس ما كان منعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له
بہگتی کا جسکا آرام پاتا تہا اس جہت سی کہ وہ فوت ہوئی اور دلکو اوسی بڑا لگاؤ تہا اور اس جہت سی کہ جو بہت نافع
وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب موته من
اور دوام کی لئی تہا حاصل نہوا سو محبوب اتہ آیا ہوا جاتا رہیگا اور بڑا محبوب حاصل نہوگا یہہ تو وہ عذاب ہی جو مرتی ہی دوزخ کی عذاب سی پہلی
العذاب قبل عذاب النار لان الموت ليس بعدم محض وفناء صرف بل هو مفارقة الدنيا وقدوم على الله تعالى و
بہگتی گا اسلئی کہ موت عدم محض اور صرف فناء نہیں ہی بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہی اور اللہ کی سامنی ہونا اور
لا يبقى مع العبد عند الموت الا شيئان العلم والعمل وهما للعبد من المنجيات والباقيات الصالحات ويوصلانه
آدمی کی ساتہہ مرتی دم دو ہی چیزیں رہتی ہیں علم اور عمل اور یہہ آدمی کو نجات دیتی ہیں اور نیک پس ماندہ ہیں اور اللہ تعالی کی
الى الله تعالى والى لذة لقائه وهذه هي السعادة التي تتعجل له عقيب الموت ويصير قبره روضة من رياض
دیدار کی لذت تک پہنچا دیتی ہیں اور یہہ ہی سعادت ہی کہ مرنی کی بعد جلدی سی حاصل ہوتی ہی اور اسکی گور ایک چمن بہشت کا بن جاتی ہی
الجنة الى ان يدخل اوان الرؤية في الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى وصفاته وافعاله وملئكته وكتبه ورسله وسائر
یہاں تک کہ وقت جنت میں کی دیدار کا آجاتا ہی اور علم سی مراد علم معرفت الہی کا ہی اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا
ما يجب العلم به من الاعتقاديات والعمليات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه الله تعالى الموافقة لكتاب
اور اور جو جو علم واجب ہیں اعتقادیات اور عملیات کا اور عمل سی مراد عبادت ہی جو خالص للہ اور کتاب اللہ
الله تعالى وسنة رسوله ثم كل من العلم والعمل لا يحصل الا ببقاء البدن وصحته وبقاؤه وصحته لا يتيسر الا
اور سنت رسول کی موافق ہو پہر کوئی علم اور عمل حاصل نہیں ہو سکتا بدون باقی رہنی بدن اور تندرستی کی اور بدن کی بقا اور تندرستی نہیں میسر ہوتی
بالقوت واللباس والمسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالقدر الذي لا بد منه من هذه الثلثة ان اخذه
بدون کہانی پہنی اور گہر کی اور ان سبکی لئی اسباب چاہئی پہر وہ مقدار جو ان تینوں کی لئی کافی ہو اگر آدمی نی دنیا میں سی
العبد من الدنيا للاخرته لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا في حقه مزرعة الاخرة فان الدنيا والاخرة
آخرت کی لئی پیدا کی تو یہہ شخص دنیا داروں میں نہیں ہی بلکہ دنیا اسکی حق میں آخرت کی کہیتی ہی کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارتان عن حالتين من احوال الانسان فالقريب الدنى يسمى دنيا وهو كل ما ينقضى لذته قبل الموت والمتاخر

انسان کی دو حالتین ہوتی ہین. سو اول حالت نزدیک کی دنیا کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت موت سی پہلی ہولی اور پچھلی حالت

المتاخر يسمى آخرة وهو كل ما لا ينقضى لذته بعد الموت فعلى هذا ان جميع ما يكون للانسان اليه ميل ويكون له

درنگ کی آخرت کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت بعد موت کی تمام نہووی اس بیان کی موافق جو جو چیزین کہ آدمی کو اوسیہ رغبت ہوتی ہی اور اونکا

حظ عاجل ليس بمذموم بل كل ما كان له فيه حظ عاجل قبل الموت ولا يبقى له ثمرة بعد الموت فهو من الدنيا فى حقه

حظ ابہی ہی سب مذموم نہین ہین بلکہ جسمین کہ ابہی حظ ہووی موت سی پہلی اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد نرہی وہ بیچا اسکی حق مین دنیا ہی

وكل ما يكون له فيه حظ عاجل قبل الموت ويبقى ثمرته بعد الموت كالطاعات والعبادات وما يكون له اعانة عليها فهو

اور جسکا حظ ابہی موت سی پہلی ہو اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد بہی باقی رہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو اسباب عبادت کی مدد گار ہین سو وہ

ليس من الدنيا فى حقه بل هو من الآخرة اذ روى انه عليه السلام قال حبب الى من دنياكم ثلث الطيب والنساء

اوسکی حق مین دنیا نہین ہین بلکہ آخرت مین داخل ہین اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مجھکو تمہاری دنیا مین سی تین چیزین محبوب ہین خوشبو اور عورتین

وقرة عينى فى الصلوة فانه عليه السلام جعل الصلوة من جملة ملاذ الدنيا ولذلك اضافها اليها لان التلذذ بتحريك

اور ٹہنڈک میری آنکہون کی نماز مین ہی اب نبی علیہ السلام نی نماز کو دنیا کی لذتون مین ٹہرایا اسیلئی دنیا کی طرف نسبت کیا اسلئی کہ تلذذ ہاتہہ پانو ہلانیکا

الجوارح فى الركوع والسجود انما يكون فى الدنيا وكل ما يدخل فى الحس والمشاهدة فهو من عالم الشهادة فيكون من الدنيا

رکوع اور سجود مین دنیا ہی مین ہوتا ہی اور جو چیز محسوس اور مشاہد ہوتی ہی سو وہ عالم ظاہری سی ہی دنیا ہی کی ہوگی

لكن لا يعد منها بل يعد من الآخرة لبقاء ثمرته يسرنا الله تعالى المجلس السادس والتسعون فى بيان من اكل

لیکن آخرت مین شمار ہوتی ہی کیونکہ اوسکا ثمرہ باقی رہتا ہی الہی ہمکو عمل موافق اپنی پسند کی آسان کر چہیانوین مجلس بیچ بیان ممانعت اوس شخص کی جو

ما فيه رائحة كريهة من دخول المسجد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن

بودار چیز کہاوی مسجد مین آنی سی رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص اس درخت بدبو سی کہاوی تو ہماری مسجد کی نزدیک

مسجدنا فالملئكة تتاذى مما يتاذى منه الانس هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة واسم الاشارة

ہرگز نہ آوی کیونکہ فرشتی ایذا پاتی ہین جس سی آدمیون کو ایذا ہوتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسم اشارہ یعنی لفظ

الواقعة فيها اشارة الى جنس ما له رائحة كريهة والمعنى ان من اكل شيئا مما له رائحة كريهة فلا يقربن مسجدنا والظاهر من

ہذہ جو اس حدیث مین آیا ہی اشارہ ہی طرف جنس بدبو کی اور مراد اس سی یہہ ہی کہ جو شخص بودار چیز کہاوی تو ہرگز ہماری مسجد کی نزدیک نہ آوی اور اضافت سی

الاضافة ان يكون المراد من المسجد مسجد النبى عليه السلام لكن الجمهور قالوا هو عام لكل مسجد لقوله عليه السلام

ظاہر یہہ ہی کہ مسجد سی مراد مسجد نبوی ہی صلی الله علیہ وسلم لیکن تمام علما کہتی ہین کہ یہہ سب مساجد کی حق مین عام ہی اسلئی کہ ایک اور

فى حديث آخر فلا يقربن المساجد بل الحقوا به كل مجمع الخير كمجلس العلم ومصلى العيد والجنازة وغيرها لوجود العلة

حدیث مین یون آیا ہی وہ مسجدون کی نزدیک نہ آوی بلکہ علماء نی تمام انبوہ خیر کو جیسی مجلس علم کی اور عید گاہ اور جنازہ وغیرہ کو مساجد مین داخل کیا ہی کیونکہ علت

التى هى تاذى الملئكة والناس فيها ثم ان هذا ليس نهيا عن دخول المسجد وحضور الجماعة لان الجماعة سنة مؤكدة تشبه

موجود ہی یعنی ملائکہ کی اور آدمیون کی تکلیف پہر یہہ مسجد مین آنی سی اور جماعت مین ملنی سی منع نہین ہوئی ہی اسلئی کہ جماعت سنت موکدہ واجب سی ملتی ہوئی ہی

الواجب فلا ينبغى تركها باستعمال ما يمنع من حضورها بل هو نهى عن تناول ما يمنع من دخول المسجد وحضور الجماعة

سو جماعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال سی جو جماعت سی بند رکہی لایق نہین ہی بلکہ یہہ ممانعت ہی ایسی چیز کی کہانی کی جو مسجد مین آنی اور حضور جماعت سی منع کری

وقد روى انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل فى المسجد ريح البصل او الثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اگر کسی شخص مین سی بو پیاز یا لہسن کی پاتی تو حکم کرتی کہ اوسکو بقیع مین نکال دیتی اسیلئی فقہاء کہتی ہین

الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى به الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من يده او رجله

جسمین سے ایسی بو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو اوسکا مسجد مین سے نکالدینا لازم ہے اگرچہ ہاتھہ یا پاؤں کھینچکر

دون اللحیة وشعر راسه فعلی هذا یلزم ان یمنع من قربان المسجد من یتناول الدخان الذی ظهر فی هذا الزمان

پر ڈاڑہی اور سر کی بال نہ کھینچے سواس بیان کی موافق لازم ہے کہ مسجد مین آنے سے جو لوگ دہوان کھینچتے ہین یعنی حقہ نوش منع کئے جاوین کہ اس زمانہ مین

من قبل الکفرة العدوة لاهل الایمان وابتلی به کافة الانام من الخواص والعوام لکراهة رائحته اشد من کراهة

کفار کی طرف سے جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہے اور تمام خلقت خاص اور عام اوسمین مبتلا ہوگئین ہین کیونکہ اسکی بو پیاز اور لہسن کی بو سے بدتر ہے

رائحة البصل والثوم بل یلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من یده او رجله کما هو رای الفقهاء فی کل من یوجد

بلکہ اوسکا مسجد مین سے نکالدینا لازم ہے اگرچہ ہاتھہ یا پاؤں سے کھینچکر چنانچہ فقہاء کی یہہ ہی رای ہے ہر شخص مین کہ ایسی بدبو آتی ہو

فیه رائحة کریهة یتاذی به الخلق واما عند عدم اتیان المسجد فهل یحل استعماله کما یحل اکل البصل والثوم ام لا

کہ خلقت کو ایذا ہوئے اور جس صورت مین کہ مسجد مین نہ آوے تو آیا اوسکا استعمال حلال ہے یا نہین جیسے پیاز لہسن کہانا حلال ہے

لاشك انه لیس کالبصل والثوم لانهما من مصلحات الطعام ومما یکون للفقراء الغذاء والادام وهذه الدخان

اسمین کچھہ شک نہین کہ حقہ مثل پیاز اور لہسن کی نہین ہے کیونکہ پیاز لہسن سے تو کہانا سنورتا ہے اور فقراء کی لئے غذا اور سالن ہے اور حقہ مین ہرگز

لا یصلح لشیء من ذلك اصلا وقد کثر فیه الاقاویل والحق الذی علیه التعویل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف

کچھہ بھی نہین ہوسکتا اور اسمین گفتگو بہت ہے اور حق بات جسپر اعتماد ہے یہہ ہے کہ اختیاری کام جو آدمی عاقل بالغ سے عمل مین آوے

ان لم یترتب علیه فائدة دینیة او دنیویة فهو دائر بین العبث واللعب واللهو وفی کتاب اللغة لم یفرق بین هذه الثلثة

اگر اوسمین کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہین ہوتا تو وہ یا عبث ہے یا لعب ہے یا لہو ہے اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچھہ فرق نہین

لکن لابد من الفرق لعطف بعضها علی بعض فی القران وهو علی ما ذکره بعض الفضلاء وکان حقیقا بالقبول ان العبث

بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہیے کیونکہ قرآن مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہے اور وہ فرق موافق ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہے یہہ ہے کہ عبث وہ کام ہوتا ہے

الفعل الذی لیس فیه لذة ولا فائدة واما الذی فیه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ

جسمین نہ لذت ہوتی ہے اور نہ فائدہ اور جس کام مین لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہے اور ایسا ہی لہو ہوتا ہے پر اسمین حظ نفس

النفس بحیث تشتغل به عما یهمها والکل حرام لانها لم تذکر فی القران الا علی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو

زیادہ ہوتا ہے ایسا کہ اسمین ضروری کام رہ جاتے ہین اور یہہ سب حرام ہین اسواسطے کہ جہان قرآن مین آئی ہین سو بطریق ہجو کی آئی ہین پہر جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فی اللعب او العبث او فی اللهو بل هو بالعبث انسب لخلوه

اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی اسلئے کہ حقہ یا لعب ہے یا عبث ہے یا لہو ہے بلکہ وہ عبث سے زیادہ مناسب ہے کیونکہ اسمین

عن اللذة التی فی اللعب او اللهو اللهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له بتسویل شیطان فحینئذ یدخل فی

لذت نہین ہے یا الٰہی شاید کہ کسی حقہ پینے والے کو بسبب تسویل شیطانی کی کچھہ لذت آتی ہو اب لعب مین داخل ہوگا

اللعب او فی اللهو مع کونه عاریة عن الفائدة الدینیة وهو ظاهر وعن الفائدة الدنیویة ایضا لانه لا یصلح لشیء من

یا لہو مین باوجودیکہ فائدہ دینی سے خالی ہے یہہ تو ظاہر ہے اور فائدہ دنیاوی سے بہی کیونکہ ہرگز کچھہ نہین بن سکتا

الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء علی ان مطلق الدخان مضر قال ابن سینا لولا الدخان والقتام

نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہے اسواسطے کہ تمام طبیب متفق ہین کہ مطلق دہوان یعنی سب مضر ہین شیخ ابن سینا کہتا ہے اگر دہوان اور گرد غبار نہوتا

لعاش ابن ادم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة ولا حاجة لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن

تو آدمی ہزار برس تک جیتا اور جالینوس کہتا ہے کہ تین چیز سے بچو اور چار چیز اپنے اوپر لازم کرلو اب تمکو طبیب کی حاجت نہوگی دہوین اور غبار اور بدبو سے بچو

وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام وذكر في القانون ان جميع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضي وفيه
اور چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون میں مذکور ہی کہ تمام قسم کی دہوئیں اجزا ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہیں اور اسمیں
نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنية
کچہہ تہوڑی ناریہ یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہیں جب تمام قسم کا دہواں مجفف یعنی خشکی کرتا ہو تو حقہ رطوبات بدنیہ کو خشک کرتا ہوگا
فيكون موديا لحصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب
پہر تو اسی بہت ہی امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جایز نہیں ہی اسلئی کہ ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی
ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه
کہ مضر شی کا برتنا حرام ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی طبیب کبہی کبہی بعضی مرضون کا کسی قسم کی دہوئیں سی علاج کیا کرتی ہیں اور اوسکا فائدہ ظاہر ہوکرتا
فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التخفيف فان
پہر ممانعت تمام قسم کی دہوئیں سی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی لئی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی لئی نہیں کرتی تاکہ اوسمیں خشکی پیدا ہوجاوی پہر اگر
قيل ما ذكر من التخفيف لا يضر في البلغمي لكثرة رطوباته وانتفاعه بتخفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب
کوئی کہی کہ خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہی اور خشکی سی نفع ہوتا ہی اب حقہ کی ممانعت کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی
ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي ينتفع به والا فالاقدام
کہ انتفاع کی حد معلوم نہیں ہی سو اسکا معلوم کرنا ایسی طبیب حاذق سی جو مزاجونسی واقف ہو اور اوس مقدار کا معلوم کرنا جسمیں نفع ہو ضرور چاہئی ورنہ تو پینا
عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فالعدل ممن كان يستعمله قد اختلفوا فيه فمنهم من يقول بضرره
مطلق حرام ہی کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی میں تردد ہی بیشک عادل اشخاص جو حقہ پیتی ہیں اختلاف کرتی ہیں بعضا ضرر کا قایل ہی
ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذي جانب الحق اليه اقرب لمزيد ديانتهم يقول
اور کوئی کہتا ہی ضرر نہیں کرتا اور کسیکو اسمیں شک ہی لیکن فریق اغلب جنکی طرف باعتبار افزونی دیانت کی حق پایا جاتا ہی کہتا ہی
انه يحدث في ابتداء قوة في الجسم وحدة في البصر ونشاطا في الاعضاء وهضما في الطعام فاذا حصلت المداومة يورث
کہ ابتدا میں تو جسم میں قوت اور بینائی میں تیزی اور اعضا میں نشاط اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہی اور جب عادت پڑجاتی ہی تو بینائی پر
غشاوة في البصر وثقلا في الاعضاء وامساكا في الهاضمة وضعفا في البدن لانه كما قال الاطباء يجفف مع نوع حرارة
پردہ سا اور اعضا میں بوجہہ اور ہاضمہ میں امساک اور بدن میں سستی آجاتی ہی اسلئی کہ موافق قول طبیبوں کی حرارت کی ساتہہ خشکی کرتا ہی
فيفعل في ابتدائه ما ذكروه اولا وفي انتهائه ما ذكروه اخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ
سو اول اول تو وہی تاثیر ہوتی ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو وہ ہی ہوتا ہی جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی اگر نفع ثابت بہی ہو تو بعد نفع کی پینا منع ہی اسلئی کہ اب
يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص
دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کی جایز نہیں ہی اسلئی کہ جب مرض نہیں ہوتا جسی دوا دور کری تو بدن میں اثر کرتی ہی دیکہو تو شراب قطعی حرام ہی اور قرآن
قد اخبر القران بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
سی اوسکا نفع ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بہی لوگون کو اور انکا گناہ فائدی
لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يحمي جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان في شيء وجوه كثيرة توجب الحل والجواز ووجه
سی بڑا ہی لیکن نفع کی جانب جب ضرر کی مقابل پڑتی ہی تو ضرر کا لحاظ کیا کرتی ہیں یہانتک کہ فقہا کہتی ہیں اگر ایک شی میں کئی وجہ حلت اور جواز کی ہوں اور ایک
[illegible] يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا ثم في معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجه حسن يرجع الى
[illegible] جواز [illegible] ہو تو احتیاط کی لئی حرمت کی جانب کو [illegible] اور حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی اچہی وجہ ہی مرجع

الی الاصول وھو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثۃ ان لا یکون فیھا حکم وبعد البعثۃ اختلف العلماء فیھا علی ثلثۃ اقوال

اوسکا اصول کی طرف یعنی حق یون ہی کہ اشیاء مین نبوت سی پہلی پہلی کسیطرح کا خاص حکم نہو اور بعد نبوت کی علماء کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ ہی

الاول انھا متصفۃ بالحرمۃ الا ما دل دلیل الشرع علی اباحتہ والثانی انھا متصفۃ بالاباحۃ الا ما دل دلیل الشرع علی

اشیاء سب حرام ہین سوائی اوسکی کہ شرعی دلیل اوسکی اباحت بیان کری دوسرا قول کہ تمام اشیاء مباح ہین سوا اوسکی کہ شرعی دلیل حرمت پر

حرمتہ والثالث وھو الصحیح ان یکون فیھا تفصیل وھو ان المضار متصفۃ بالحرمۃ بمعنی ان الاصل فیھا الاباحۃ لقولہ تعالی

دلالت کری اور تیسرا قول جو صحیح ہی یہہ ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ ضرر کی چیزین حرام ہین یعنی اصل اوسمین حرمت ہی، اباحت ہی بدلیل اس آیت کی

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فانہ تعالی ذکرہ فی معرض الامتنان ولا یمتن الا بالحلال الجائز فکانہ تعالی قال ھو

وہ ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھہ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی اسکو امتنان کی جگہہ فرماتا ہی اور منت بدون حلال اور جایز کی نہین ہوتی سو اللہ تعالی گویا یہہ

الذی خلق لاجلکم جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا بھا وعلی ھذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم ھذا الدخان ایضا فانہ

فرماتا ہی کہ اللہ وہ ہی کہ تمام جو زمین مین منافع ہین تمہاری لئی پیدا کئی ہین تاکہ اون سی فائدہ لو اور اسی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بہی نکل آتا ہی کیونکہ حقہ

لو کان نافعا لکان الاصل فیہ الاباحۃ لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انہ مضر ولو فی الاجل فیکون الاصل فیہ الحرمۃ

اگر مفید ہوتا تو اصل اوسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبون کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ وہ مضر ہی اگرچہ انجام مین سو اصل اسمین حرمت ہی ہوویگی

بل لو وقع الشک فی امرہ تغلب جانب الحرمۃ کما ھو القاعدۃ الشرعیۃ فانہ علیہ السلام قال الحلال بین والحرام بین و

بلکہ اگر اسمین شک ہووی تو بہی حرمت کی جانب غالب ہوگی چنانچہ یہہ ہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی اور

بینھما مشتبھات لا یعلمھن کثیر من الناس فمن اتقی الشبھات فقد استبرأ لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبھات کان

انکی بیچمین مشتبہات ہین اکثر لوگون کو معلوم نہین ہوتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شخص شبہات مین پڑگیا تو

کالراعی یرعی حول الحمی یوشک ان یقع فیہ واختلف العلماء فی حکم ھذہ الشبھات فذھب بعضھم الی حرمتھا لانہ علیہ السلام

ایسا ہی جیسی چرواہا بیڑ کی گرد چراتا ہوا بہی بیڑ کی اندر جا گھسیگا اور علماء کو ان شبہات کی حکم مین اختلاف ہی سو بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہین اسلئی کہ نبی

اخبر فی ھذا الحدیث ان من ترک ما اشتبہ علیہ حکمہ ولم ینکشف لہ حقیقۃ امرہ یکون دینہ سالما مما یفسدہ

علیہ السلام نی اس حدیث مین خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا عمل جسکا حکم مشتبہ ہوا اور حقیقت حال اوسکی معلوم نہوئی ہو تو اوسکا دین مفسدہ اور نقصان سی

او ینقصہ ونفسہ ناجیا مما یعیبہ ویلام علیہ ومن لم یترک بل فعلہ یقع فی الحرام وھذا الدخان مما اشتبہ حکمہ

سلامت اور اوسکا نفس عیب اور ملامت سی بچا ہوا ہی اور جسنی نچھوڑا بلکہ عمل کیا تو حرام مین مبتلا ہوگا اور حقہ کا حکم مشتبہ ہی

ولم ینکشف حقیقۃ امرہ فمن ترکہ ولم یستعملہ یکون دینہ سالما من الفساد والنقصان ونفسہ ناجیا من العیب و

اور اسکی حقیقت حال ظاہر نہین ہوئی پہر جسنی چھوڑا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی اور اوسکا نفس خلقت مین عیب اور ملامت سی

اللوم بین الانام ومن لم یترکہ بل استعملہ یکون واقعا فی الحرام وذھب بعضھم الی کراھتھا لما جاء فی حدیث اخر انہ علیہ السلام

بچا رہا اور جسنی نچھوڑا بلکہ پیا تو وہ حرام مین واقع ہوگا اور بعضی علماء کہتی ہین کیونکہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال الامور ثلثۃ امر تبین لک رشدہ فاتبعہ وامر تبین لک غیہ فاجتنبہ وامر اختلف فیہ فدع ما یریبک الی ما لا یریبک

امور تین طرح کی ہین ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہی سو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی کجی ظاہر ہو سو اوس سی بچتا رہ اور ایک وہ امر ہی جسمین اختلاف ہو سو چھوڑ شک مین ڈالنی کو

ولا شک ان امر الدخان مما ارتاب ووقع فی الاضطراب فاقل مراتبہ الکراھۃ ولا یظن انہ ینتھی الی درجۃ الاباحۃ بتعلل

طرف اوسکی جو شک مین نہ ڈالی اور اسمین کچھہ شک نہین ہی کہ حقہ کا حکم مشکوک ہی اور اضطراب مین ڈال رکہا ہی اسکا حکم کم سی کم مرتبہ کراہت کا ہی اور یہہ گمان نہین ہی کہ اباحت کا درجہ لیلی

کثیر مما یتعاطاہ انہ نافع ودواء لکل داء وانھم وجدوا فی استعمالہ دواء لامراضھم لان ذلک من تلبیس ابلیس علیھم وتزیینہ

ان دلائل سی کہ اکثر بیان کرتی ہین کہ فائدہ کرتا ہی اور ہر دکھہ کی دوا ہی اور بعضی نی اپنی امراض کو مفید پایا اسلئی کہ یہہ تقریر بن شیطانی شبہات ہی اور ابلیس کا تزئین ہی

لهم حتی تتولد من تکاثفه الادواء فی عاقبة امره لان تکراره یؤذی ما یقابله فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امره داء
تاکہ آخر کو اوسکی کثافت سے بیماریاں پیدا ہو جاویں کیونکہ اسکا تکرار اپنی مقابل کو ایذا دیتا ہے پھر اوس سے حرارت پیدا ہو جاتی ہے آخر کو مرض ہو جاتا ہے
لا دواء ثم یلزم علی قولهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون مرضهم فی جمیع الفصول الاربعة من نوع واحد وان یکون
دوا نہیں ہوتا پھر اونکی قول کی موافق لازم آتا ہے کہ تمام لوگ بیمار ہوں اور اونکا مرض بھی تمام چاروں فصلوں میں ایک ہی طرح کا ہووے اور اونکا
معالجتهم فیها بشیء واحد علی جهة واحدة وبطلانه غیر خفی علی احد من العقلاء ثم فیه اضاعة المال لانه یشتری
علاج بھی تمام فصلوں میں ایک ہی شے سے ایک ہی طرح پر ہووے اور اسکا بطلان کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے پھر اسمیں مال ضایع ہوتا ہے کیونکہ خوب مہنگا
بثمن غال فیدخل فی الاسراف المحرم وقد کتب بعض المالکیة فی الدیار الحجازیة جوابا عن سوال یتعلق بالدخان وهو ان
خریدتا ہے اب اسراف ہوتا ہے جو حرام ہے اور کسی مالکی مذہب والے نے دیار حجاز میں ایک سوال کا جواب لکھا ہے جو دھوئیں کی باب میں ہے یعنی
استعمال الدخان حرام کاصله لان اصله الخشب والنار لکونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء من النار وهو من حیث اجزائه
دخان کا استعمال کرنا حرام ہے جیسے اوسکی اصل اصلی کہ اوسکی اصل لکڑی ہے اور آگ کیونکہ لکڑی ہی کی اجزا آگ کی اجزا میں ملی ہوتی ہیں اور وہ باعتبار اجزا ناری کی
الناریة التی فیه یحرم استعماله لقوله تعالی ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا فدل النص
استعمال کرنا حرام ہے بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہیں یتیموں کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہیں اپنی پیٹ میں آگ اب اس نص سے
علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وایضا انه تعالی جعله مما یعذب به حیث قال فی حق قوم یونس علیه السلام
حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو دھواں بھی حرام ہوا جو آگ سے نکلتا ہے اور یہہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے دھوئیں کو عذاب کی اسباب میں مقرر کیا ہے چنانچہ یونس علیہ السلام کی
لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا فان العذاب المکشوف عنهم کان دخانا وقال فی اٰیة اخری فارتقب
قوم کی حق میں فرماتا ہے جب یقین لائے کہول دیا ہمنے اونپر سے ذلت کا عذاب دنیا کی جیتے کیونکہ جو عذاب اونپر سے دفع ہوا تھا دہواں ہی تہا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے
یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس هذا عذاب الیم والمراد بالدخان المذکور فی هذه الاٰیة معناه الحقیقی علی قول
سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لاوے آسمان دہواں صریح جو گہیر لے لوگوں کو یہہ ہے دکہہ کی مار اور دخان سے اس آیت میں جو مذکور ہے ایک قول کی موافق حقیقی معنی مراد ہیں
وعلی هذا القول یکون النظم الکریم صریحا فی کون الدخان عذابا الیما وما به التعذیب یحرم استعماله فان الفقهاء
اور اس قول کی مطابق مضمون آیت کا صریح ہے کہ دخان سخت عذاب ہوتا ہے اور جس شے میں تعذیب واقع ہوئی ہے اوسکا استعمال حرام ہے کیونکہ تمام فقہا
قد اتفقوا علی وجوب الفرار من محل العذاب کبطن محسر فانه علی لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم واد اهلک الله تعالی
متفق ہیں کہ محل عذاب سے بہاگنا چاہیے جیسے بطن محسر محسر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر میں سے ایک جنگل کا نام ہے جہاں اللہ تعالی نے اصحاب فیل کو
فیه اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولی ثم ان المستعملین له ترا هم انه یخرج
ہلاک کیا تہا اور جب محل عذاب سے بہاگنا واجب ہوا تو جس شے سے عذاب ہوا ہو اولی تر بہاگنا واجب ہے پھر حقہ پینی والوں کو تو دیکھتا ہے کہ اونکی حلق
من حلوقهم وانوفهم وفیه تشبیه باهل النار وبالذی یهلکون فی اخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الخبر انه یکون فی اخر
اور ناک سے دہواں نکلتا ہے اور اسمیں دوزخیوں کی مشابہت ہے اور اونکی مشابہت ہے جو آخر زمانہ میں شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں
الزمان دخان یملاء الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه منه کهیئة الزکام واما الکافر فیخرج من انفه واذنیه
دہواں پیدا ہو کر تمام زمین کو بہر دیگا لوگوں پر چالیس دن تک رہیگا مومن کو تو اوسکا اتنا اثر ہوگا جیسے زکام اور رہا کافر سو اوسکی ناک میں سے اور کانوں میں
وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالراس الحنید ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل
اور آنکہوں میں سے دہواں نکلیگا یہاں تک کہ ایک ایک کا سر جیسا بہنا ہوا ہو جاگا اب مؤمن کو لایق نہیں ہے کہ عذاب والوں کی مثل بنے اور نہ یہہ چاہیے کہ ایسی چیز برتے
ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمع من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما ثبت فی
جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علما لوہے اور تانبے کی انگوٹھی پہننا مکروہ کہتے ہیں کیونکہ حدیث میں ثابت ہو چکا ہے

الحدیث انهما حلیة اهل النار وصح علی ما ذکره البلالی فی مختصر الاحیاء انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن
کہ یہہ دونو دوزخیوں کی زیور ہین اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء مین ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ جانتی تہی

ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا وهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط باجزاء ناریة کما مر فلو لم یکن فی استعماله
اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہین بتای اور یہہ دخان تو اولی تر مکروہ ہی اسلئی کہ اجزار ناری سی ملا ہوا ہی چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر اسکی استعمال مین

الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصل الی اضرار اهل الایمان لکان باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا اورون طریقہ کفار کی جنہون نی ایجاد کر کر بلاد اسلام مین پہیلایا تا کہ ایمان والون کا ضرر ہووی اتنا ہی عاقل کی واسطی اجتناب کرنیکو

علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه بل لو لم یکن فی استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الریح والانتان لکان
بڑا باعث تہا اور اختیار کرنی سی بڑا مانع تہا بلکہ اسکی استعمال مین اگر کچہہ نہوتا سوا سیاہ ہونی کپڑون اور بدن کی اور بو اور سڑاہند کی تو بہی

زاجرا للعاقل عن استعماله لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم جامدة صعبة الانقیاد مائلة دائما الی ما لا یعنیهم ان نصحوا
عاقل کو اسکی استعمال سی روکنیوالا موجود تہا لیکن اس زمانہ کی طبیعتین اکثر کند غیر مطیع ہین ہمیشہ بیہودہ کام کی طرف متوجہ رہتی ہین اگر پہلی بات کہو مانی

لا یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فهموا لم یفهموا وان فهموا لم یعملوا بما فهموا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد
اور اگر سکہاؤ نہ سیکہین اور اگر سمجہاؤ تو نہ سمجہین اور اگر سمجہین تو اوسکی موافق کبہی عمل نہ کرین یہہ اون لوگون مین ہین اگر دیکہین راہ سنوارکی

لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه سبیلا یسر لنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وکرمه
وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ اولٹی اوسکو ٹہراوین راہ الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی آسان کر

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترک ما لا یعنیه من القول والفعل

ستانوین مجلس اس بیان مین کہ ترک بیہودہ کا لازم ہی بات ہو یا کام

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة ومعناه ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مرد کی اسلام کی خوبی ہی بیہودہ کا ترک کرنا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ

اسلام الرجل لا یکون کاملا وحسنا الا اذا ترک من الاقوال والافعال ما لا منفعة له فیه اصلا لا فی الدنیا ولا فی الاخرة
ہین کہ اسلام آدمی کا کامل اور خوب نہین ہوتا مگر جب وہ اقوال اور افعال چہوڑ دی جنمین اوسکا ہرگز کچہہ فائدہ نہووی نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا

ومما لا منفعة له فیه اصلا الدخان الذی ظهر فی هذا الزمان من قبل الکفرة العدوة لاهل الایمان وابتلی
اور جسمین ہرگز کچہہ منفعت نہین ہی حقہ بہی ہی جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اوسکی

بمصه کافة الانام من الخواص والعوام فانه قد ظهر فی اوائل القرن الحادی عشر وصار فتنة عظیمة علی عامة البشر
پینی مین تمام خلق خاص و عام مبتلا ہوگئی ہین بیشک حقہ گیارہوین قرن کی اول مین نکلا اور تمام خلق پر بڑا ہی فتنہ ہوگیا ہی

اذ شاع تناوله فی البلدان بین الرجال والنساء والصبیان فلزم علی علماء الدین بیان حکمه للمسلمین هل یحل استعماله
اسواسطی کہ اسکا پینا شہرون کی اندر مردون اور عورتون اور بچون مین پہیل گیا ہی سو علماء دین پر مسلمانون کی لئی اسکا حکم بیان کرنا لازم ہی آیا اسکا پینا حلال ہی

ام یجب اجتنابه فاستمعوا یا اولی الالباب ما یقال لکم فی هذا الباب قد کثر فیه الاقاویل والحق الذی علیه التعویل ان
یا اسی اجتناب واجب ہی سو ای ہوش والو جو اس باب مین مذکور ہوتا ہی سنو اسمین بہت سی گفتگو ہی اور حق جسپر اعتماد ہو سو یہہ ہی

الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف ان لم یترتب علیه فائدة دینیة او دنیویة فهو دائر بین العبث واللعب
کہ فعل اختیاری جو عاقل بالغ سی صادر ہوتا ہی اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا یا دنیا کا نہووی تو اس تفصیل پر ہی کہ عبث ہی یا لعب ہی یا

واللهو وفی کتب اللغة لم یفرق بین هذه الثلثة لکن لا بد من الفرق لعطف بعضها علی بعض فی القران وهو علی ما ذکره
لہو اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچہہ فرق نہین بیان کیا پر فرق ضرور چاہئی کیونکہ قرآن مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان

بعض الفحول لو كان حقيقا بالقبول ان العبث الفعل الذي ليس فيه لذة ولا فائدة واما الذي فيه لذة بلا فائدة

بعض علماء کی جو قابل قبولیت کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ فعل ہوتا ہی جسمیں نہ کچھ فائدہ ہو اور نہ لذت　　اور جس کام میں لذت ہو وی بلا فائدہ

فهو لعب ومثله اللهو الا ان فيه زيادة حظ النفس بحيث تشتغل به عما يهمها والكل حرام لانها لم تذكر في القرآن

تو لعب ہوتا ہی اور ایسا ہی لہو اتنا ہی کہ اسمیں نفس کو زیادہ حظ ہوتا ہی ایسا کہ لہو میں ضروری کار رہی رہ جاتی ہیں اور یہہ سب حرام ہیں انکا ذکر قرآن میں

الا على طريق الذم فلما علم حرمة هذه الثلثة علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما في اللعب او في اللهو او في

جہاں آیا ہی سو بطور ہجو کی ہی پہر جب ان تینوں کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی　　اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا لہو ہی　　یا

العبث بل هو بالعبث انسب لخلوه عن اللذة التي في اللعب واللهو اللهم الا ان يستلذه نفوس بعض المستعملين له

عبث ہی بلکہ عبث سی زیادہ تر مناسب ہی کیونکہ حقہ میں وہ لذت نہیں ہی جو لعب اور لہو میں ہوتی ہی یا الٰہی شاید کہ بعضی پینی والوں کو شیطانی تسویل یعنی دہوکہی سی

بتسويل شيطاني فحينئذ يدخل في اللعب واللهو وعلى اي وجه كان فهو عار عن الفائدة الدينية وهو ظاهر وعن الفائدة

لذت حاصل ہوتی ہو　　پہر اب لعب یا لہو ہوگا　　اور بہر صورت فائدہ دینی سی تو خالی ہی　　یہہ بات تو ظاہر ہی اور دنیا کی فائدہ سی بہی

الدنيوية ايضا لانه لا يصلح لشيء من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء على ان مطلق الدخان مضر

خالی ہی　　کیونکہ ہرگز کسی کام کا نہیں ہی نہ غذا ہی اور نہ دوا ہی　　بلکہ وہ مضر ہی　　کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہیں کہ مطلق دہواں مضر ہوتا ہی

قال ابن سينا لولا الدخان والقتام لعاش ابن ادم الف عام وقال جالينوس اجتنبوا ثلثة وعليكم باربعة ولا حاجة

شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہواں اور گرد و غبار نہوتا تو البتہ آدمی ہزار برس جیتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیزسی بچتی رہو اور چار چیز کو لازم کرلو پہر تمکو طبیب

لكم الى الطبيب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام وذكر في القانون ان جميع

کی کچہہ حاجت نہیں ہی دہواں　　اور غبار　　اور بدبو سی بچتی رہو اور چکنائی اور مٹہائی　　اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون میں مذکور ہی

اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضي وفيه نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون

کہ دہوئیں کی سب قسمیں جوہر ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہیں اور اسمیں کچہہ ناریت یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلا کہتی ہیں جس صورت میں کہ دہوئیں کا تمام اقسام خشکی کرتی ہیں تو حقہ

هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنية فيكون مؤديا الى حصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة

بدنی رطوبات کو خشک کرتا ہی　　اب اسمیں بہت امراض پیدا ہوینگی　　سو اسکا پینا جایز نہیں ہی کیونکہ مضرشی سی نفس کا بچانا واجب ہی

النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر في نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض

اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی　　کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی　　اگر کوئی کہی کہ بعضی طبیب کبہی کبہی　　بعضی

الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهدون نفعه فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون

بیماریوں کا علاج کسی قسم کی دہوئیں سی کیا کرتی ہیں اور اوسکا نفع ظاہر ہوتا ہی　　اب ممانعت تمام قسم کی دخان کی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہرکی

به لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر في البلغمي لكثرة رطوباته

لئی علاج کرتی ہیں مداومت کی لئی نہیں کرتی تاکہ اوس سی خشکی پیدا ہووی　　اگر کوئی کہی خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ اوسمیں رطوبات بہت ہوتی ہیں

وانتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد في معرفة ذلك من طبيب

اور خشکی سی فائدہ ہوتا ہی اب حقہ سی وجہ ممانعت کی کیا ہی　　سو جواب یہہ ہی کہ حد انتفاع کی معلوم نہیں ہی اب اسکی معرفت کسی طبیب حاذق سی

حاذق عارف بالامزجة والقدر الذي ينتفع به والا فالاقدام عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فان

جو مزاجوں کو جانتا ہو اور اوس مقدار کی جسمیں منفعت فائدہ ہو ضرور چاہئی اور نہیں تو اودہر کو قدم رکہنا مطلق حرام ہی کیونکہ صحت اور مرض میں تردد ہی　　کیونکہ

العدول من مستعمليه قد اختلفوا فيه فمنهم من قال بضرره ومنهم من قال بعدم ضرره ومنهم من شك فيه لكن

عادل لوگ حقہ پینی والی اسمیں اختلاف کرتی ہیں بعضی تو اسکی ضرر کی قائل ہیں اور بعضی کہتی ہیں ضرر نہیں کرتا　　اور بعضوں کو اسمیں شک ہی　　لیکن

الفریق الاغلب الذی جانب الحق الیه اقرب قال انه یحدث فی ابتدائه قوة فی الجسم وحدة فی البصر ونشاطا فی
فریق اغلب جسکی جانب قریب بحق ہی کہتی ہیں کہ حقہ پہلی پہل جسم میں قوت اور نظر میں تیزی اور اعضا میں نشاط

الاعضاء وهضما فی الطعام فاذا حصلت المداومة یورث ضعفا فی البدن وثقلا فی الاعضاء وغشاوة فی البصر
اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہی پہر جب مداومت ہوجاتی ہی تو بدن میں ناتوانی اور اعضا میں بوجہہ اور نظر پر پردہ

وامساکا فی الهاضمة وذلك لانه کما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فیفعل فی ابتدائه ماذکر اولا وفی انتهائه
اور ہاضمہ میں امساک پیدا کردیتا ہی اور یہہ ثابت ہی اسلئی کہ طبیب اسکو کچہہ حرارت کی ساتہہ مجفف کہتی ہیں سو اول میں تو وہ ہی پیدا کرتا ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو

ماذکر اخرا علی انه لو تحقق نفعه فبعد النفع یمنع من استعماله لانه حینئذ یکون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد
جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی کہ اگر نفع ثابت بہی ہووگا تو بعد نفع کی پینا ممنوع ہی اسلئی کہ اب دوا ہوویگا اور صحت میں دوا کا استعمال کرنا جایز نہیں ہی

زوال المرض لانه اذا لم یجد مرضا یزیله یاخذ من البدن فیودی الی الضرر وما یودی الی الضرر یمنع من استعماله الا تری ان
اسلئی کہ دوا جب بیماری کو نہیں پاتی کہ جسی دور کری تو بدن میں اثر کرنی لگا پہر ضرر ہو جاتا ہی اور جو چیز نقصان کرتی ہو اوسکا استعمال جایز نہیں ہی دیکہہ تو

الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القران بنفعها کما قال الله تعالی یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس
شراب نص سی حرام ہی اور اوسکی نفع کی قرآن خبر دیتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجسی پوچہتی ہیں حکم شراب اور جوئیکا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بہی ہیں لوگوں کو

لکن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر یحمی جانب الضرر حتی قال الفقهاء لو کان فی شیء وجوه کثیرة توجب الحل والجواز
لیکن نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل پڑتی ہی تو نقصان کا لحاظ کرتی ہیں یہان تک کہ فقہا کہتی ہیں اگر ایک شی کی حلت اور جواز کی وجہیں لازم آتا ہو

ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطا فان قیل ان المستعملین له یدعون انهم یجدون
اور ایک وجہ سی حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطا غلبہ دینگی اگر کوئی کہی کہ حقہ پینی والی کہتی ہیں کہ ہم حقہ پی کر

عقیب استعماله خفة فی البدن فکیف یصح القول بعدم النفع فیه فالجواب علی ما ذکره بعض المتناولین له لتجربة نفعه
بدن میں خفت پاتی ہیں اب بی فائدہ کہنا کیونکر صحیح ہی تو جواب موافق بیان حقہ پینی والوں کی جو نفع ضرر کا تجربہ کرچکی ہیں یہہ ہی

وضرره ان المستعملین له یحصل لهم حال استعماله الم شدید وعند فراغهم عنه ینجون من ذلك الالم ویحصل لهم
کہ حقہ پینی والوں کو حقہ پیتی ہوئی سخت الم ہوتا ہی اور جب پی چکتی ہیں تو اوس الم سی نجات اور راحت ہوتی ہی

راحة فیظن هؤلاء المساکین ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا یدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله
سو یہہ بیچاری بہلی سمجہتی ہیں کہ یہہ راحت حقہ پینی سی ہوئی یہہ نہیں سمجہتی کہ حقہ بند کرنی سی ہوئی ہی

ثم فی معرفة حرمة الاشیاء واباحتها وجه حسن یرجع الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة ان لا یکون فیها حکم وبعد
پہر اشیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی خوب وجہ جسکا مرجع اصول ہی یہہ ہی کہ حق یون ہی کہ نبوت سی پہلی اشیا میں کوئی حکم نہو اور نبوت کی بعد

البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة
علما کی مختلف تین قول ہیں قول اول یہہ کہ اشیا سب حرام ہیں بجز اوسکی کہ دلیل شرعی سی مباح معلوم ہوجاوی اور دوسرا قول یہہ ہی

بالاباحة الا ما دل دلیل الشرع علی حرمته والثالث هو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان
کہ سب اشیا مباح ہیں بجز اوسکی جو دلیل شرعی سی حرام معلوم ہوئی تیسرا قول یہہ ہی اور یہہ ہی صحیح ہی کہ اشیا میں تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزیں سب حرام یعنی

الاصل فیها الحرمة وان المنافع متصفة بالاباحة بمعنی ان الاصل فیها الاباحة لقوله تعالی هو الذی خلق لکم ما فی الارض
اصل [illegible] اور نفع کی چیزیں سب مباح یعنی اصل اونمیں اباحت ہی دلیل اس آیت کی وہ ہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچہہ زمین میں

جمیعا وانه تعالی ذکره فی معرض الامتنان ولا یکون الامتنان الا بالنافع المباح فکانه تعالی قال هو الذی خلق لاجلکم
سب [illegible] احسان [illegible] اور احسان جب ہی ہوتا ہی کہ نافع اور مباح ہو تو گویا [illegible] ارشاد ہی [illegible]

جميع ما في الارض من المنافع لتستنفعوا بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه لو كان
فائدہ کی لئے جو زمین میں ہی پیدا کیا تاکہ تم نفع اوٹھاؤ اور اسہی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بہی نکلتا ہی کیونکہ حقہ اگر
نافعا لكان الاصل فيه الاباحة لكن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو كان في الاجل فيكون الاصل فيه
نافع ہوتا تو اصل اسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبوں کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ حقہ مضر ہی اگر چہ انجام کو ہو سو اصل اسمین
الحرمة بل لو وقع الشك في امره لغلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية اذ روي انه عليه السلام قال الحلال بين والحرام
حرمت ہی ہی بلکہ اگر اسمین شک بہی ہو تو بہی حرمت کی جانب غالب ہو گی چنانچہ شرعی قاعدہ یہہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا حلال ظاہر ہی
بين وبينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات
اور حرام ظاہر ہی اور ان دونوں کی بیچمیں مشتبہات ہیں انکو اکثر لوگ نہیں جانتی پہر جو شخص مشتبہات سی بچتا رہا اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شبہات میں پڑ گیا
وقع في الحرام كالراعي حول الحمى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فذهب بعضهم الى حرمتها لانه
حرام میں مبتلا ہوا جیسی چرواہا بیڑ کی گرد اپنی بیڑ کی اندر کہیں جا دہگا اور علما کو ان مشتبہات کی حکم میں اختلاف ہی بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہیں اسلئی کہ نبی
عليه السلام قد اخبر في هذا الحديث بان من ترك ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف له حقيقة امره يكون دينه سالما
علیہ السلام نی اس حدیث میں خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم مشتبہ ہی اور حقیقت حال ظاہر نہیں ہی تو اسکا دین فساد اور نقصان سی
مما يفسده او ينقصه ونفسه ناجيا مما يعيبه ويلام عليه ومن لم يتركه بل فعله يقع في الحرام وهذا الدخان مما اشتبه
اور اوسکی جان عیب اور ملامت سی سلامت بچی اور جسنی نچہوڑا بلکہ عمل میں لایا تو وہ حرام میں واقع ہوا اور حقہ کا حکم بہی مشتبہ ہی
حكمه ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه سالما من الفساد او النقصان ونفسه ناجيا من العيب
اسکی حقیقت حال ظاہر نہیں ہی تو اب جسنی اسکو ترک کیا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی پاک اور اوسکی جان خلقت میں عیب
واللوم بين الانام ومن لم يتركه بل استعمله يكون واقعا في الحرام وذهب بعضهم الى كراهتها لما جاء في حديث آخر
و ملامت سی صاف ہی اور جسنی نچہوڑا بلکہ پینی لگا تو وہ حرام میں واقع ہوا اور بعضی اسکو مکروہ کہتی ہیں اسلئی کہ اور حدیث میں آیا ہی
انه عليه السلام قال الامور ثلثة امر تبين لك رشده فاتبعه وامر تبين لك غيه فاجتنبه وامر اختلف فيه
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کام تین طرح پر ہوتی ہیں ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہو تو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی برائی ظاہر ہی سو اوسی پرہیز کر اور ایک وہ جسمین اختلاف
فدع ما يريبك الى ما لا يريبك ولا شك ان امر الدخان مما ارتاب واوقع في الاضطراب وادنى مرتبته الكراهة ولا يظن
ہو وہی سو چہوڑ شک میں ڈالنی کو اور لی جو شک میں نہ ڈالی اور اسمین شک نہیں ہی کہ حقہ نی بہی شک میں اور اضطراب میں ڈال رکہا ہی اور اسکا کم سی کم درجہ کراہت کا ہی
انه ينتهي الى مرتبة الاباحة بتعلل كثير ممن يتعاطاه انه نافع ودواء لكل داء وانهم وجدوا في استعماله دواء لامراضهم
اور یہہ گمان نہیں ہوتا کہ اباحت کی مرتبہ کو پہنچ جاوی ان دلایل سی کہ حقہ نوش بیان کرتی ہیں کہ حقہ نافع ہی اور ہر مرض کی دوا ہی اور ہمنی حقہ پیکر اپنی بیماریوں کی لئی
لان ذلك من تلبيس ابليس عليهم وتزيينه لهم حتى يتولد من كثافته في عاقبة امره الادواء فان تكراره يسود ما يقابله
شفا پایا کیونکہ یہہ تمام شیطان کی شبہات اور تزیین ہی تاکہ اسکی کثافت سی آخر کو بیمار ہو جاویں اسلئی کہ اسکا بار بار پینا اپنی مقابل کو سیاہ کر دیتا ہی
فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء لا دواء ثم يلزم على دعوهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون
پہر اوس سی حرارت پیدا ہوتی ہی اور آخر کو مرض ہو جاتا ہی دوا نہیں ہوتا پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام خلقت بیمار ہو وی اور انکا
مرضهم في جميع الفصول الى الاربعة من نوع واحد وان يكون معالجتهم فيها بشيء واحد على جهة واحدة وبطلانه
مرض بہی تمام چاروں فصلوں میں ایک ہی طرح کا ہی اور سبکا علاج اون فصلوں میں ایک شی سی ایک ہی طرح پر ہووی اور اسکا بطلان
[illegible] ثم مال فيدخل في الاسراف المحرم [illegible]
کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہی پہر اسمین مال ضایع ہوتا ہی کیونکہ [illegible] قیمت دیکر لیتی ہیں اب اسراف [illegible] ہوا باوجودیکہ اسکی بدبو

وإذنية لمشامة الذين لا يستعملونه وقد جاء فی الحديث كل مؤذٍ فی النار وقال المكناسی الرائحة المنتنة
حقہ نہ پینی والون کی دماغ کو تکلیف دیتی ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ ایذا دینی والا دوزخی ہی اور مکناسی کہتا ہی کہ بدبو نتھنون کو

تخرق الخياشيم وتصل الى الدماغ وتؤذی الانسان ولذلك قال النبی عليه السلام من اكل من هذه الشجرة
پہاڑکر دماغ مین گہس جاتی ہی اور آدمی کو ایذا دیتی ہی اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اس درخت مین سی کہایا

فلا يقربن مسجدنا لانه يؤذينا بريحه والمراد من هذه الشجرة جنس ماله رائحة كريهة يتاذی بها الانسان
تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی کہ ہمکو اپنی بو سی ستاتا ہی اور مراد ہذہ الشجرہ سی جنس ہی جسمین ایسی بدبو ہووی کہ آدمی ایذا پاوین

بدليل تعليله عليه السلام والمعنی ان من اكل شيئا ماله رائحة كريهة يتاذی بها الانسان فلا يقربن مسجدنا
اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی بدبو کو علت ٹہرایا ہی اور مراد یہہ ہی کہ جسنی کہایا کچہ ایسی بدبو ہووی کہ آدمیون کو تکلیف ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی

لانه يؤذينا برائحته الكريهة وقد ثبت فی صحيح مسلم انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل فی المسجد ريح البصل او
اسلئی کہ ہمکو بدبو سی ستاتا ہی اور صحیح مسلم مین ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کو اگر مسجد کی اندر کسی شخص مین سی پیاز یا لہسن کی بو آتی

الثوم امر به فاخرج الی البقيع ولهذا قال الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذی بها الانسان يلزم اخراجه من
تو اوسکو بقیع کی طرف نکلوا دیتی اور اسیلئی فقہاء نی کہا ہی کہ جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ آدمیون کو تکلیف ہوتی ہو تو اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی

المسجد ولو بجره من يده او رجله دون لحيته وشعر راسه فعلی هذا يلزم اخراج كثير من الائمة والمؤذنين من المسجد
اگرچہ ہاتہہ یا نوسی کہینچکر داڑہی اور سر کی بال سی نہ کہینچی اس روایت کی موافق بہتیری امام اور مؤذنون کا مسجد

والجامع فی هذا الزمان لوجود الرائحة الكريهة فيهم بسبب ما ومنهم علی استعمال الدخان الكريهة الرائحة بل انهم قد
اور جامع مسجد مین سی اس زمانہ مین نکالدینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمین بسبب مداومت بدبو حقہ نوشی کی بدبو موجود ہوتی ہی بلکہ یہہ لوگ

يستعملونه فی داخل المسجد والجامع فيكون الكراهة فی حقهم اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية فی الديار الحجازية
کبہی کبہی مسجد اور جامع کی اندر پیتی ہین سو اونکی حق مین کراہت سخت تر اور زیادہ تر ہی اور کسی مالکی مذہب نی حجازی دیار مین

جوابا عن سؤال يتعلق بالدخان وهو ان استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء
ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو حقہ سی متعلق ہی اور وہ یہہ ہی کہ استعمال دخان کا حرام ہی جیسی اوسکی اصل کیونکہ اوسکی اصل لکڑی اور آگ ہی کیونکہ اوسکی اجزاء

من الخشب ممزوجة باجزاء من النار فهو من حيث اجزائه النارية التی فيه يحرم استعماله لقوله تعالی ان الذين ياكلون
لکڑی کی اجزاء ناری سی ملی ہوتی سو وہ باعتبار اجزاء ناری کی جو اوسمین ملی ہین استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین

اموال اليتامی ظلما انما ياكلون فی بطونهم نارا فدل النص علی حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالی
یتیمون کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ اس نص سی آگ کی حرمت معلوم ہوتی ہی سو دہوان بہی جو آگ سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور اللہ تعالی نی

جعله مما يعذب به حيث قال فی حق قوم يونس النبی عليه السلام لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحيوة الدنيا
اسکو عذاب کی اسباب مین بہی ٹہرایا ہی چنانچہ یونس نبی علیہ السلام کی قوم کی حق مین کہتا ہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اون پر سی ذلت کا عذاب دنیا کی زندگی

فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال فی اية اخری فارتقب يوم تاتی السماء بدخان مبين يغشی الناس هذا
بیشک جو عذاب کہ اون پر سی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی سو تو راہ دیکہہ جسدن کہ لاوی آسمان دہوان صریح گہیر لی لوگون کو

عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور فی هذه الاية حقيقة الدخان علی قول وعلی هذا القول يكون النظم الكريم صريحا
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین معنی حقیقی دخان کی ہین ایک قول پر اور اس قول پر مضمون آیت کریمہ کا اس باب مین صریح ہی

فی كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا علی وجوب الفرار عن محل العذاب كبطن
کہ دخان عذاب الیم ہی اور جس شی سی تعذیب واقع ہوتی ہی اوسکا استعمال کرنا حرام ہی کیونکہ فقہاء متفق ہین کہ محل عذاب سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن

محسّر فانه على لفظ اسم الفاعل من التحسير اسم وادٍ اهلك الله تعالى فيه اصحاب الفيل فاذا وجب الفرار من

محسّر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر سی اوس وادی کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا

محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولى واحرى ثم ان المستعملين له تريهم انه يخرج من انوفهم وحلوقهم

تو عذاب کی چیز سی بہاگنا اولی اور لایق تر ہی پہر تو حقہ نوشون کو دیکہتا ہی کہ اونکی ناک مین سی اور حلق مین سی دہوان نکلتا ہی

دخان وفيه تشبيه باهل النار وبالذين يهلكون في اخر الزمان من الاشرار كما جاء في الحديث انه يكون في اخر الزمان دخان

اور اسمین دوزخیون کی اور اونکی جو اخیر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی مشابہت ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان

يملا الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من منخريه واذنيه

پیدا ہوویگا کہ زمین کو پر کردیگا اور لوگون پر چالیس روز تک قایم رہیگا مؤمن کو تو اتنا اثر ہوویگا جیسی زکام اور رہا کافر اوسکی نتہنون مین سی اور کانون

وعينيه حتى يصير راس احدهم كالراس الحنيذ اي المشوي فلا ينبغي للمؤمن ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل

مین سی اور آنکہون مین سی نکلیگا یہان تک ایک ایک کا سر ایسا ہوویگا جیسی سر جلا بہلسا سو مؤمن کو لایق نہین ہی کہ اہل عذاب سی مشابہت پیدا کری اور نہ یہہ لایق

ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جمع من العلماء التختم بالحديد والنحاس لما جاء في

ہی کہ عذاب کی چیز کو استعمال کری اور نہ جو چیز کہ اہل عذاب کی مناسب ہی اور تمام علماء بالاتفاق لوہی اور تانبی کی انگہوٹی کو مکروہ کہتی ہین اسلیے کہ حدیث مین آیا ہی

الحديث انهما حلية اهل النار وصح على ما ذكره البلالي في مختصر الاحياء انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن

کہ یہہ دوزخیون کا زیور ہی اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء مین ثابت ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ کہتی تہی

ويقول ان الله تعالى لم يطعمنا نارا فهذا الدخان اولى بالكراهة لانه مختلط باجزاء نارية كما ترى فلو لم يكن في

اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہین بتائی اب یہہ دہوان اولی تر مکروہ ہی کیونکہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی جیسی کہ دیکہتا اور اگر اسکی

استعماله الا تسويد الثياب والابدان وكراهة الريح والانتان لكفى زاجرا للعاقل عن استعماله بل لو لم يكن في استعماله

استعمال مین بجز سیاہی کپڑون اور بدن کی اور سوای بدبو اور سڑاہند کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی اسکی استعمال کا بڑا زاجر تہا بلکہ اگر اسکی استعمال مین

الا احياء سنة الكفار الذين اخترعوه واظهروه في بلاد الاسلام توصلا الى اضرار اهل الايمان لكفى باعثا للعاقل

کچہہ نہوتا سوا رونق طریقہ کفار کی جو اوسکو نکال لائی ہین اور واسطی ضرر دینی اہل اسلام کی بلاد اسلام مین رواج دیا ہی تو بہی عاقل کی لئی

على اجتنابه ومانعا عن ارتكابه لكن اكثر اهل الزمان طبايعهم جامدة صعبة الانقياد مائلة دائما الى الاعيبهم

اسکی اجتناب کرنیکو کافی باعث اور اسکی اختیار کرنیکا بڑا مانع تہا لیکن اس زمانہ مین اکثر طبیعتین کند ہین اور بڑی نافرمان ہمیشہ بیہودگی کیطرف متوجہ

ان نصحوا لم يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان نبهوا لم ينتبهوا وان فهموا لم يعملوا وهم من الذين ان يروا سبيل الرشد

اگر اونکو نصیحت کیجیی تو نمانین اور اگر سکہاؤ کبہی نہ سیکہین اور اگر سمجہاؤ تو کبہی نہ سمجہین اور اگر سمجہین تو کبہی عمل نہ کرین یہہ اون لوگون مین ہین اگر دیکہین

لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه سبيلا

سنوا کی راہ وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ الٹی اوسکو ٹہرادین راہ

المجلس الثامن والتسعون في بيان الوصية في حق النساء حال المعاشرة لهن

اٹہانوین مجلس بیچ بیان وصیت کا عورتون کی حق مین اونکی ساتہہ گذران کرتی ہوئی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في خطبة حجة الوداع اتقوا الله

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حجۃ الوداع کی خطبہ مین فرمایا اللہ سی ڈرو

في النساء فانكم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله ولكم عليهن ان لا يوطئن فرشكم احدا

عورتون کی حق مین تمنی انکو اللہ کی امن مین لیا ہی اور انکی فروج کو کلمۂ اللہ سی حلال کرلیا ہی اور تمہارا حق ہی اونپر یہہ ہی کہ تمہاری بستر پر قدم نرکہنی دین جس سی

تكرهونه فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف وهذا الحديث من

تم بیزار ہو اور اگر وہ ایسا کرین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا حق تمہاری اوپر کہانا اور پہنا موافق دستور کی یہہ حدیث

صحاح المصابیح رواہ جابر فکانہ علیہ السلام قال اتقوا اللہ فی امر النساء فلا تؤذوھن بالباطل بل عاشروھن
مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی جابر کی روایت سی پس گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ڈرو اللہ سی عورتون کی باب مین سو تم اونکو ناحق نہ ستاؤ بلکہ اونکی ساتہہ

بالمعروف کما قال اللہ تعالی و عاشروھن بالمعروف فانکم اخذتموھن بعھد اللہ الذی عھد الیکم فیھن من الرفق بھن والشفقة
گذران کرو جیسی اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتون کی ساتہہ معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو اونکی حق مین تمہاری ساتہہ عہد ہوا ہی یعنی اونکی ساتہہ

علیھن واستحللتم فروجھن بامر اللہ تعالی وحکمہ فان نقضتم عھدہ الذی عھد الیکم وخنتم فی امانتہ ینتقم
نرمی اور اونپر شفقت برتو اور تمنی اونکی فروج امر الہی اور اوسکی حکم سی حلال کرلین ہین اگر تمنی اوسکا عہد توڑ ڈالا جو تمہاری ساتہہ ہو چکا ہی اور تمنی اوسکی امانت مین

منکم لھن وذلک لانھن اماء اللہ تعالی فاذا تزوجتموھن بامر اللہ تعالی وحکمہ یکن عندکم امانة و ودیعة من
خیانت کی تو اونکی لئی تمسی انتقام لیگا اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ تعالی کی لونڈیان ہین جب تمنی اونکو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ تمہارے پاس امانت ہین اور

اللہ تعالی فاذا اذیتموھن بالباطل ولم تعاشروھن بالمعروف فکانکم نقضتم عھدہ تعالی وخنتم فی امانتہ فینتقم منکم
اللہ کی طرف سی سپرد ہین پہر اگر تمنی اونکو ناحق ستایا اور دستور کی موافق گذران نکی تو گویا تمنی اللہ تعالی کا عہد توڑ ڈالا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اونکی لئی تمسی انتقام

لھن ولکم علیھن من الحق ان لا یاذن احدا ان یدخل بیوتکم بغیر اذنکم فان فعلن ذلک فاضربوھن ضربا غیر مبرح
لیویگا اور تمہارا حق اونکی اوپر یہہ ہی کہ کسیکو یہہ اجازت ندین کہ تمہاری گہرون مین تمہاری بی اجازت آسکی اور اگر وہ آنی دین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی

بحیث یولمھن ولا یکسر عظمھن ولا یدمی جسمھن ولھن علیکم من الحق رزقھن وکسوتھن بالمعروف فعلم من ھذا
اسطور کہ دکہہ پہنچی اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا بدن لہولہان نہو جاوی اور تمپر اونکا حق کہانا اور پہنا دستور کی موافق اسی معلوم ہوا

ان بین الزوجین حقوقا یجب مراعاتھا اما ما کان علی الرجل من حقوق النساء فالانفاق علیھن بالمعروف اذ قد قال الفقھاء
کہ زوج زوجہ مین ایسی حقوق ہین کہ اونکی رعایت واجب ہی اور عورتون کی حق جو مرد پر ہین تو انکا خرچ ہی دستور کی موافق اسلئی کہ فقہاء کا قول ہی

یجب علی الرجل نفقة زوجتہ سواء دخل بھا او لم یدخل بھا وسواء کانت مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة لان غناھا
کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی برابر ہی کہ اوس سی صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کنگال ہو یا دولتمند اسلئی کہ اوسکی دولتمندی اوسکا حق نفقہ کا

لا یبطل حقھا فی النفقة علی زوجھا سواء کانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیہ نفقتھا
جو خاوند پر ہی باطل نہین کر دیتی برابر ہی کہ کبیرہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو گی تو اوسکا نفقہ واجب نہین ہی

والنفقة الواجبة علی ما روی ھشام عن محمد الطعام والکسوة والسکنی اما الطعام فالدقیق والماء والملح والدھن فان
اور نفقہ واجب موافق روایت ہشام کی امام محمد سی کہانا ہی اور کپڑا اور مکان رہنی کا کہانا تو آٹا اور پانی اور نمک اور روغن پہر اگر

قالت المرأة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی فتاواہ لا تجبر علی الطبخ والخبز وعلی الرجل ان یاتیھا الطعام المھیأ او یاتیھا
عورت کہی مین سالن نہین پکاتی اور نہ روٹی پکاؤن قاضی خان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی کہ روٹی اور سالن پکانی پر زبردستی نہین چلتی مرد پر لازم ہی کہ اوسکو تیار کہانا

بمن یکفیھا عمل الطبخ والخبز ھذا فی القضاء واما فی الدیانة فیجب علیھا ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز
لاوی یا ایسا آدمی کہ سالن روٹی پکا دیا کری یہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت مین عورت پر واجب ہی کہ جو کاربار گہر کی اندر کا ہو وی جیسی سالن روٹی پکانا

وغسل الثیاب وغیرھا حتی لو لم تفعل شیا منھا تکون اثمة وان لم یجبر علیھا وان کان لھا خادم یجب علی زوجھا نفقة
کپڑی دہونی اور سوا اسکی تمام کیا کری یہان تک کہ اگر کچہہ بہی نکریگی تو گنہگار ہو گی اگرچہ اوسپر زور نہین ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہووی تو خاوند پر اوسکی

خادمھا ان کان الخادم یطبخ ویخبز وان کان لا یطبخ ولا یخبز لا یجب علیہ نفقتہ لان نفقتہ فی مقابلة خدمتہ فاذا
خادم کا بہی خرچ واجب ہی جبکہ وہ خادم سالن روٹی پکایا کری اور اگر وہ نہ سالن پکائی نہ روٹی تو اوسکا خرچ واجب نہین ہی اسلئی کہ خادم کا خرچ خدمت ہی کی بدلہ تہا

لم یطبخ ولو یخبز لا یجب علیہ نفقتہ بخلاف المرأة فان نفقتھا لیست فی مقابلة الخدمة بل فی مقابلة الاحتباس
اور اگر وہ سالن روٹی نہین پکاتا تو اوسکا خرچ بہی واجب نہین ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اسکا خرچ خدمت کی بدلہ مین نہین ہی بلکہ اپنی گہر روک رکہنی کی بدلہ ہی

فقد حبست نفسها لحق زوجها فكانت نفقتها على زوجها وينبغي له ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله عليه
سو وہ اپنی آپکو خاوند کی حوالہ کر چکی اب اوسکا خرچ خاوند پر لازم ہوویگا اور خاوند کو چاہیی کہ خرچ مین بی بی پر فراخی کردی جب خدا اوسکو زیادہ عنایت
ويعتدل فيها من غير تقتير ولا اسراف كما قال الله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما يجب عليه ان يطعمها
کری اور اوسمین اعتدال رکہی بدون کمی زیادتی کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہاؤ اور پیو اور مت اڑاؤ اور خاوند پر بڑا ضروری یہہ لازم ہی کہ اوسکو حلال
من الحلال ولا يدخل لاجلها مداخل السوء فان ذلك خيانة عليها لا رعاية لحقها وينبغي له ان يامرها بالتصدق
کہانا دیا کری اور اوسکی خاطر برا طریقہ چوری وغیرہ کا نہ اختیار کری کیونکہ یہہ بی بی کی حق تلفی ہی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہیی کہ اوسکو یہہ اجازت
ببقايا الطعام وما يفسد لو ترك واما الكسوة فقدرها محمد بدرعين وخمارين وملحفة في كل سنة واراد بالدرعين
دی کہ بچا کہانا اور جو چیز رکہنی سی بگڑ جاوی خیرات کردیا کری اور کپڑیکا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی دو درع اور دو اوڑہنی اور ایک لحاف ہر سال مین اور درعین
والخمارين صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون دقيقا يصلح لزمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح
اور خمارین سی مراد گرمی جاڑی کی ہین سو گرمی کی دونون کا باریک ہو جو گرمی کی لائق ہی اور جاڑیکا گاہڑہ جو سردی کو دفع کری
لدفع البرد ولم يذكر الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج
اور موزی اور جوتی کا ذکر نہین کیا کیونکہ انکی حاجت باہر نکلنی کی لئی ہوتی ہی اور خاوند کا ذمہ باہر پہرنیکی سامان کا نہین ہی
ولم يذكر السراويل ايضا ولا يلبسه في الشتاء حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل
اور پائجامہ کا بہی ذکر نہین کیا اور جاڑون مین اسکی ضرورت ہوتی ہی یہان تک کہ قاضی خان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی یہہ لباس انکی چلن کا ہی اور ہمارا ملک سو پائجامہ
وثياب اخر كالجبة والفراش الذي ينام عليه واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكساء وخف لانها
و دیگر اور کپڑی جیسی کرتہ اور بستر جسپہ سوتی ہی اور لحاف اور جو چیز گرمی اور جاڑی کو دفع کری واجب ہی اور عورت کی خادم کی لئی قمیص اور ازار اور چادر اور موزہ
تحتاج الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى فحقها
واجب ہی کیونکہ خادم کو کاروبار کی لئی باہر جانا ضرور ہی کہ بی بی اپنی ماباپ کی پاس اور کسی کام کو بہیجی اور خادمہ کی لئی اوڑہنی کی حاجت نہین اسلئی کہ اوسکی بال عورت نہین مین اور
في الدار بيت على حدة تامن على متاعها ولا تستحي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت
مکان سکونت مین اوسکا حق احاطہ کی اندر علیحدہ کوٹہری چاہیی جسمین اوسکا اسباب محفوظ رہی اور خاوند کی سات معاملہ مین غیر سی پردہ رہی اور اگر خاوند کا کوئی اپنا یعنی ماں
وولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة كان لها ذلك لانها لا تامن على متاعها وتستحي عن المعاشرة مع زوجها
یا بہن اور دوسری بی بی سی اولاد اب بی بی کہی کہ مجھکو گہر علیحدہ تجویز کردی تو بی بی کا یہہ حق ہی اسلئی کہ اسباب کی کم ہونیکا خوف ہی اور خاوند کی ساتہہ معاشرت مین شرم
ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم تكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن
آویگی اگر احاطہ کی اندر ایک ہی کوٹہا ہووی اور اگر کئی کوٹہی ہون اور خاوند نی ایک کوٹہا اوسکو دیدیا کہ جب چاہی بند کری اور جب چاہی کہولی تو اب اوسکا یہہ حق نہین کہ اور
في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم
کوٹہا طلب کری اگر احاطہ کی اندر جیٹہہ دیور یعنی خاوند کی بہائی بند ستانی والی نہون مگر اس صورت مین کہ خاوند اوسکو مارتا ہو اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی سامنی نالش کری اور کہی
صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم
کہ مجھکو ایسی صلحا قوم مین مکان دلوی کہ اسکی بہلی بری کو دیکہتی ہین سو قاضی کو اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو جہڑک دیوی اور تعدی سی منع کردی اور اگر
يعلم ان الامر كما قالت ينظر في جيران الدار ان كانوا قوما صالحين يسألهم هل الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت
یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اب اوس گہر کی ہمسایون کو دیکہی اگر وہ صلحا ہون تو اونسی دریافت کری کہ آیا یہہ عورت سچی ہی اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہی
يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين
تو اوسکو جہڑک دی اور تعدی سی منع کردی اور اگر وہ کہین کہ عورت غلط کہتی ہی تو اوسکو اوسی گہر مین رہنی دی اور اگر ہمسایہ صلحا نہون

اوكانوا يميلون اليه يامره ان يسكنها بين قوم صالحين كي يعرفوا احواله في حقها ويخبروا عن ذلك عند الحاكم اذ لا

یا خاوند کی طرف دار ہوں تو خاوند کو یہہ حکم دی کہ بی بی کو کسی صلحا قوم میں گھر تجویز کردی تا کہ خاوند کا معاملہ بی بی کی حق میں دیکھتی رہیں اور حاکم کو خبر دیا کریں

يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء بل يلزمه حسن الخلق معهن واحتمال الاذى منهن وعدم الالتفات الى

اسواسطی کہ مرد کو جایز نہیں ہی کہ عورتوں کی حق میں تعدی کری بلکہ مرد کو عورتوں کی ساتھہ خوش خلقی برتنی چاہیئی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور اونکی بعضی عیبوں پہ

بعض معایبهن ما لم يكن اثما ترحما عليهن لقصور عقولهن بل ينبغي له ان يزيد على احتمال الاذى الملاعبة فيلاعبهن

جبتک عیب گناہ کی نہوں اونپر رحمت کی لئی توجہ نکری کہ عورتیں بی وقوف ہوتی ہیں بلکہ مرد کو چاہیئی کہ ایذا کی برداشت پر ملاعبۃ بڑہادی پہر ایسی ملاعبت کیا کری

بما لا اثم فيه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من اللهو الباطل الذي نهي عنه في الدين بل هي من اللهو الجائز رخص

جسمیں گناہ نہو بیشک مرد کی ملاعبت بی بی کی ساتھہ لہو باطل کی قسم نہیں ہی جو دین کی اندر ممنوع ہی بلکہ یہہ لہو جایز ہی دین میں اسکی اجازت ہی

فيه في الدين فانه عليه السلام كان يمزح مع نسائه ويتنزل الى درجات عقولهن حتى روي انه عليه السلام كان

کیونکہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج کی ساتھہ ہنسا کرتی تہی اور اونہوں کی وضع پر کام کرنی لگتی یہاں تک کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام عائشہ کی

يسابق مع عائشة في العدو وجاء في الخبر انه عليه السلام كان من افكه الناس مع نسائه اي من اطيبهم وامزحهم معهن

ساتھہ شرط کر کر دوڑتی اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام سب سی زیادہ ازواج کی ساتھہ ظرافت اور چہل کرتی یعنی بہت خوش مزاج اونسی ملی جلی رہتی

وروي انه عليه السلام قال اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله وفي حديث اخر انه عليه السلام

اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ ایمان میں بڑا کامل مؤمن وہ ہی جو اپنی اہل سی خوش خلق اور لطف پر ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال خيركم خيركم لاهله لكن ينبغي له ان لا ينبسط معهن في حسن الخلق والملاعبة الى حد يفسد خلقهن ويسقط

فرمایا تم میں اچہا وہ ہی جو اپنی اہل سی اچہا ہو لیکن مرد کو یوں چاہیئی کہ خوش خلقی میں اتنا انبساط اور ملاعبت بہی نکری کہ عورتوں کی عادت بگڑ جاوی اور اونپر سی

بالكلية هيبته عندهن بل يراعي الاعتدال في ذلك فلا يدع الهيبة والانقباض مهما راى منكرا ولا يفتح باب المساعدة

ہیبت سراسر جاتی رہی بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکہی سو ہیبت اور درشتی کو او ٹہاندی جب بری بات دیکہی اور بری باتوں میں امداد کا دروازہ

في المنكرات البتة بل مهما راى منهن ما يخالف الشرع يمنع ويغضب لان الله تعالى جعله قواما عليهن حيث قال

ہرگز نہ کہولدی بلکہ اونسی جب کچہہ شرع کی خلاف دیکہی تو منع کردی اور غصہ کری اسلئی کہ مرد کو اللہ تعالی نی عورتوں پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی

الرجال قوامون على النساء فيلزمه ان يقوم عليهن بالامر والنهي ولا يتغافل عن مبادي الامور التي يخشى غوائلها

مرد حاکم ہیں عورتوں پہ سو مرد کو لازم ہی کہ بی بیوں پر امر اور نہی کرتا رہی اور ایسی کاموں میں غفلت نکری جنکی انجام کا خوف ہو وی

بل ينبغي له ان يكون صاحب غيرة لكن لا يبالغ في التعنت واساءة الظن وتجسس البواطن اذ روي انه عليه السلام نهى

بلکہ یوں چاہیئی کہ صاحب غیرت رہی لیکن کمال درجہ کی عیب جوئی اور بدگمانی اور باطن کی تلاش ہی نکری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

ان يتبع عورات النساء وفي لفظ اخر ان يتعنت النساء فان غيرة الرجل على اهله من غير ريبة يبغضها الله تعالى

عورتوں کی عیب ڈہونڈہنی سی منع کیا ہی اور دوسری عبارت میں کہ عورتوں کی عیب کی تلاش سی منع کیا کیونکہ مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی اللہ تعالی کو

كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يبغضها الله تعالى وهي غيرة الرجل على اهله من غير ريبة لان ذلك من

ناپسند ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک ایسی غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی یعنی مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی کیونکہ یہہ

سوء الظن الذي وقع النهي عنه فان بعض الظن اثم واما الغيرة في محلها فلا بد منها وهي محمودة لما روي انه عليه السلام

بدباطنی ہی جسکی ممانعت آئی ہی اسلئی کہ بعضی گمان گناہ ہیں اور رہی وہ غیرت جو ٹہیک سر ہو وہ تو ضرور چاہیئی اور محمود ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان ياتي المؤمن ما حرم الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال

نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور بیشک مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کی غیرت یہہ ہی کہ مؤمن وہ عمل کری جو اللہ نی اوسپر حرام کیا تہا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام

الی لغنیمۃ وما امرۃ الا یغار الا منکوس القلب والطریق المغنی عن الغیرۃ ان لا یدخل علیہن رجل ولا یخرجن الی
کمنہ بہت غیرت والا ہون اور نہیں ہی کوئی جو غیرت نکری مگر اوندہی دل والا اور جو چیز کہ بی پروا کرتی ہی غیرت سی وہ یہہ ہی کہ داخل نہو پاس کوئی مرد نہ آدمی اور وہ رستون پر نہ پہرین

الطرقات لان خروجہن یعد من عدم الغیرۃ فیلزم للرجل ان یمنع زوجتہ عن الخروج من البیت ولا یاذن لہا
کیونکہ اونکا نکلنا بی غیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ اپنی بی بی کو گہر مین سی نکلنی ندی اور سوای کئی خاص جگہہ کی نکلنی کی اجازت ندی

بالخروج الا فی مواضع مخصوصۃ وہی ما قال صاحب الخلاصۃ نقلا عن مجموع النوازل یجوز للزوج ان یاذن لہا
وہ جگہہ جو خلاصہ والا مجموع النوازل سی نقل کرتا ہی اور خاوند کو جایز ہی کہ اپنی بی بی کو

بالخروج الی سبعۃ مواضع زیارۃ الابوین وعیادتہما وتعزیتہما او احدہما وزیارۃ المحارم وبعد بیان ہذہ
سات جگہہ جانی کی اجازت دیوی ماباپ کی ملاقات اور دونو کی بیمار پرسی اور دونو کی یا ایک کی تعزیت اور محرمون کی ملاقات اور یہہ سات جگہہ بیان

السبعۃ قال فان کانت قابلۃ او غسالۃ او کانت لہا حق علی اخر او لاخر علیہا حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن
کرکر کہا ہی پہر وہ عورت اگر دائی یا مردہ شو ہوئی یا اوسکا کسی پر حق آتا ہو یا اور کسیکا حق اسپر آتا ہو تو جایا کری اجازت سی اور بی اجازت

وفیما عدا ذلک من زیارۃ الاجانب وعیادتہم والولیمۃ لا یاذن لہا ولو اذن وخرجت کانا عاصیین والاذن
اور انکی سوای غیرون کی ملاقات کی واسطی یا غیر کی عیادت کو یا ولیمہ مین جانی کی اجازت ندی اور اگر اسنی اجازت دی اور وہ گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت

قد یکون بالسکوت وہو کالقول لان النہی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس
کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی اور سکوت مانند بولنی کی ہوتا ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات کی فرض ہی اور اگر عورت علم کی مجلس مین بغیر خوشی خاوند کی جانا چاہی

لہا ذلک الا ان تقع لہا نازلۃ وامتنع الزوج من السوال لہا فحینئذ یسعہا الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم
تو یہہ اختیار نہین ہی ہان اگر عورت پر کوئی واقعہ گذری اور خاوند اوسکو نہ پوچہہ دیوی تو اب مضائقہ نہین ہی کہ بی مرضی خاوند کی چلی جاوی اسلئی کہ علم کی تلاش

فیما یحتاج الیہ فرض علی کل مسلم ومسلمۃ فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرہا بذلک لا یسعہا
حاجت کی وقت ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہی سو یہہ تلاش خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی کسی عالم سی پوچہہ کر بتادیا تو اب نکلنی کا اختیار نہین ہی

الخروج وان لم یقع لہا نازلۃ لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلۃ من مسائل الوضوء والصلوۃ ان
اور اگر عورت کو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر مجلس علم مین اسلئی جانا چاہتی ہی کہ کچہہ مسئلہ وضوء اور نماز کی سیکہہ لی اگر

کان الزوج یحفظ المسائل ویذکرہا عندہا فلہ ان یمنعہا وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لہا احیانا
اوسکا خاوند مسائل یاد رکہتا ہی اور اوسکو بتا دیتا ہی تو خاوند کو اختیار ہی کہ نجانی دی اور اگر اوسکو مسائل نہین آتی تو بہتر ہی کہ کبہی کبہی جانی دیا کری

وان لم یاذن لا شئ علیہ ولا یسعہا الخروج ما لم یقع علیہا نازلۃ وان خرجت من بیت زوجہا بغیر اذنہ یلعنہا
اور اگر نہ جانی دیوی تو اوسکو کچہہ گناہ نہین ہی اور نہ اوسکو جانیکا اختیار ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر وہ خاوند کی گہر مین سی اوسکی بی اجازت چلی جاوی

کل ملک فی السماء وکل شئ تمر علیہ الا الانس والجن فخروجہا من بیتہ بغیر اذنہ حرام علیہا قال ابن الہمام وحیث
تو آسمان وزمین کی فرشتی اور ہر شئی جسپر گذرتی ہی وہ لعنت کرتی ہین سوائی انسان اور جن کی سو عورت کا نکلنا خاوند کی گہر مین سی بی اجازت حرام ہی ابن ہمام کہتا ہی

ابیح لہا الخروج فانما یباح بشرط عدم الزینۃ وتغییر الہیئۃ الی ما لا یکون داعیا الی نظر الرجال واستمالتہم قال اللہ تعالی
اور عورتکو جہان جانا مباح ہی تو بشرط نہونی زیب زینت کی ہی اور بدون ایسی صورت کی جس سی مردون کو اودہر دیکہنی کی رغبت اور چاؤ ہو اسواسطی اللہ تعالی فرماتا ہی

ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی والتبرج علی ما ذکرہ فی الصحاح اظہار المرأۃ زینتہا ومحاسنہا للرجال فالمرأۃ کلما
اور دکہاتی نپہرو جیسی دیکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج موافق بیان صحاح کی عورت کا ظاہر کرنا اپنی زینت اور خوبی کو سامنی مردون کی سو عورت جب تک

کانت مخفیۃ من الرجال کان دینہا اسلم لما روی انہ علیہ السلام قال لابنتہ فاطمۃ ای شئ خیر للمرأۃ قالت ان
مردون سی پوشیدہ ہی تو اوسکا دین سلامت ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی لئی کیا بات بہتر ہی عرض کیا

لا تری رجلا ولا یراها رجل فاستحسن قولها وضمها الیه وقال ذریة بعضها من بعض وکان اصحاب

نہ وہ کسی مرد کو دیکھے اور نہ کوئی مرد اوسکو دیکھے اور آپنی اونکا قول پسند کر کر سینہ سی لگا لیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور اصحاب

النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسدون الثقب والکوی فی الحیطان لئلا تطلع النساء علی الرجال ورای معاذ امراتہ

نبی علیہ السلام کی دیواروں کی سوراخ اور جہروکی بند کر دیا کرتی تہی تاکہ عورتین مردوں کی سامنی نہ آوین اور معاذ نی اپنی بی بی کو دیکھا

تطلع فی کوۃ فضربہا فینبغی للرجل ان یفعل کذلک ویمنع امراتہ عن مثل ذلک ثم ان کان فی قلبہا بدعۃ یزیلہا

کہ سوراخ سی جہانکتی تہی سو اوسکو مارا اب مرد کو چاہیی کہ ایسا ہی کیا کری اور اپنی بی بی کو ایسی حرکات سی منع کری پہر اگر عورت کی دل مین کوئی بدعت ہو دی تو دفع

ویلقنہا اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ ویعلمہا من احکام الصلوۃ والحیض والنفاس ما تحتاج الیہ وان تساہلت

کر دی اور اوسکو عقیدہ اہل سنت اور جماعت کا بتا دی اور احکام نماز کی اور حیض اور نفاس کی جتنی حاجت ہو سکہا دیوی اور اگر عورت دین کی

فی امر الدین او کانت تارکۃ للصلوۃ یؤدبہا لکن یتدرج فی تادیبہا فیقدم اولا الوعظ والتخویف باللہ تعالی

باب مین سستی کری یا بی نماز ہووی تو اوسکو ادب دیوی لیکن آہستہ آہستہ ادب دیوی پہلی سمجہاوی اور خدا سی ڈراوی

فان لم ینجع یولی الیہا ظہرہ فی المضجع او ینفرد عنہا بالفراش ویہجرہا الی ثلث لیال فان لم ینجع یضربہا ضربا

اگر وہ نمانی تو سوتی ہوئی اوسکی طرف سی منہہ پہیر کر بیٹہہ کر دی یا اوسی جدا سوئی اور تین رات تک چہوڑی رکہی پہر بی نہ مانی تو اوسکو اتنا ماری

غیر مبرح ولا یضرب وجہہا لورود النہی عنہ فان لم ینجع یطلقہا کما قال قاضیخان فی فتاویہ رجل لہ امراۃ

کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور مونہہ پر نماری اسکی ممانعت آئی ہی پہر بہی نمانی تو طلاق دیدیوی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی ایک مرد ہی کہ اوسکی بی بی

لا تصلی یطلقہا وان لم یکن لہ مال یوفی مہرہا وقال البزازی لان یلقی اللہ تعالی ومہرہا فی عنقہ اولی من

بی نماز ہی طلاق دیدی اگرچہ اتنا مال نہووی کہ اوسکا مہر پورا کر دی اور بزازی کہتا ہی اگر مہر گردن پر لیکر اللہ سی ملی تو اس سی بہتر ہی کہ بی نماز عورت سی وطی کری

ان یطئ امراۃ لا تصلی وقد مدح اللہ تعالی اسمعیل النبی علیہ السلام بقولہ وکان یامر اہلہ بالصلوۃ والزکوۃ

اور بیشک اللہ تعالی نی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا اپنی گہر والون کو نماز اور زکوۃ کا

وقالوا حمل اہل بیتہ علی الصلوۃ سبب لافتتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصۃ للزوج ان یضرب المراۃ علی

اور کہتی ہین اپنی اہل بیت کو نماز پر قایم کرنا سبب کشادگی دروازہ رزق کا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ بی بی کو چار عادتون پر

اربع خصال وما ہو فی معنی الاربع احدہا خروجہا عن منزلہ بغیر اذنہ بعد ایفاء مہرہا والثانیۃ ترک الزینۃ

ماری یا کوئی اور بات ان چار کی مانند ہو ایک تو خاوند کی گہر سی بی اجازت باہر جانا بعد مہر لینی کی دوسری سنگار نہ کرنا

اذا اراد الزوج الزینۃ والثالثۃ ترک الاجابۃ اذا اراد الزوج الجماع وہی طاہرۃ والرابعۃ ترک الصلوۃ وبمنزلۃ

اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی تیسری کہا نہ ماننا جس وقت خاوند جماع کا ارادہ کری اور وہ عورت پاک ہو چوتہی نماز نہ پڑہنی اور قایم مقام

ترک الصلوۃ ترک الغسل عن الجنابۃ والحیض ثم انہ ان اراد ان یتزوج باخری وعلم انہ یعدل بینہما یجوز لہ ذلک

ترک نماز کی ہی جنابت یا حیض سی غسل نہ کرنا پہر مرد اگر اور عورت سی نکاح کیا چاہی اور جانی کہ مین دونو مین عدالت کرونگا تو یہہ امر جایز ہی

لکن ان لم یفعل فہو ماجور لترکہ ادخال الغم علیہا لا سیما اذا کانت امراۃ صالحۃ فان صلاحہا وعفتہا نعمۃ عظیمۃ

لیکن اگر نکری تو ثواب پاویگا کیونکہ اپنی بی بی کو غم نہین دیا خاص ایسی صورت مین کہ وہ بی بی صالحہ ہو بیشک عورت کی صلاحیت اور عفت بڑی نعمت ہی

لا یکافیہا شکر وان خاف انہ لا یعدل بینہما لا یجوز لہ ان یفعل ذلک لان اللہ تعالی وان جعل لہ ذلک حلالا حیث

اسکا شکر ادا نہین ہو سکتا اور اگر یہہ خوف ہو دی کہ دونو مین عدالت نہو سکی گی تو دوسرا نکاح جایز نہین ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اگرچہ حلال تو کر دیا ہی چنانچہ

قال فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع الا انہ تعالی عقیب ذلک قال فان خفتم ان لا تعدلوا فو

فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار لیکن اسکی بعد فرماتا ہی پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہو گی تو ایک ہی بس ہی

فان من كانت له امراتان او اكثر يجب عليه ان يقسم ويعدل بينهن سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند

بیشک جسکی نکاح مین دو عورتین یا زیادہ ہوں تو اوسپر واجب ہی کہ اونمین وقت کی تقسیم اور عدالت کری برابر ہی کہ اچھی بچھی ہون یا بیمار سو ہر ایک کی پاس

كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها ولا يقيم عند احدهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثيب و

ایک دن رات یا تین دن رات رہا کری اور کسی کا پاس اس سی زیادہ نہ رہا کری مگر اون کی اجازت سی اور اس تقسیم وقت مین

البكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة والكتابية والصحيحة والمريضة سواء في القسم وكذا

رانڈ اور کواری اور قریب بجوانی اور جوان اور ہوشیار اور باولی اور مسلمہ اور کتابیہ اور اچھی بچھی اور بیمار سب برابر ہین اور ایسی ہی

الجديدة والعتيقة سواء في القسم عندنا سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان اقام عند الجديدة ثلثة ايام

نئی اور پرانی قسم مین ہماری نزدیک برابر ہین برابر ہی کہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ اگر چاہی کہ نئی کی پاس تین دن

او سبعة ايام يقيم عند العتيقة كذلك ولا يميل الى بعضهن لما روي انه عليه السلام قال من كانت له امراتان

یا سات دن رہی تو پرانی کی پاس بھی اوتنا ہی رہی اور کسی ایک کی طرف زیادہ میلان نرکھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی نکاح مین دو جوروان

فمال الى احدهما دون الاخرى وفي رواية ولم يعدل بينهما جاء يوم القيمة واحد شقيه ساقط يعني ان احد جنبيه

ہوئیں پھر ایک طرف پیار رکھی سوا دوسری کی اور ایک روایت مین ہی اور دونو مین برابری نکری تو قیامت کی دن آویگا اور اوسکی ایک کروٹ گری ہوئی ہو گی مراد یہہ ہی کہ ایک

يكون مجروحا ساقطا بحيث يراه اهل العرصات ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الافتضاح اشد العذاب

کروٹ زخمی ہو گی گری ہوئی ایسا کہ اوس میدان والی سب دیکھین گی تاکہ یہہ اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ بیعزتی کا بڑا عذاب ہوتا ہی

لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب في العطاء والمبيت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار

لیکن جاننا چاہی کہ تقسیم اور برابری خرچ دینی مین اور سونی مین واجب ہی محبت مین اور صحبت مین واجب نہین ہی اسلئی کہ محبت اختیاری نہین ہوتی

والوقاع يبتني على النشاط فلا يقدر على التسوية فيهما لما روي انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه فيعدل ثم

اور صحبت کرنا نشاط پر موقوف ہی سو ان دونو مین برابری اختیار مین نہین ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج مین عدالت سی تقسیم کرتی تھی

يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك قيل اراد به الحب لان عائشة رض كانت احب نسائه

پھر فرماتی الہی یہہ میری تقسیم ہی جسمین مین مختار ہوں سو مجھکو ملامت نکرنا جسکا تو مالک ہی اور مین مالک نہین ہوں کہتی ہین اس سی مراد محبت ہی اسلئی کہ عائشہ رض آپکو سب ازواج

اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام كان يقسم بينهن ويعدل في العطاء والبيتوتة حتى

سی زیادہ محبوب تھین اور تمام ازواج اس حال سی آگاہ تھین لیکن نبی علیہ السلام سب کو دینی مین اور سونی مین برابر برابر رکھتی تھی یہان تک

في مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام كان يطاف به محمولا في مرضه في كل يوم وليلة فيبيت عند كل

کہ اوس مرض مین بہی جسمین وفات پائی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر ہر روز و شب اوٹھائی پھرتی تھی پھر اونمین سی ایک ایک کی ہر ایک کی ہان شب باش ہوتی

واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا فعلمت ازواجه انه يريد يوم عائشة فاذن له ان يكون حيث شاء فقال

تھی اور پوچھا کرتی کل کہان کی باری ہی سو ازواج مطہرہ سمجھہ گئین کہ عائشہ کی باری پوچھتی ہین پھر سب نی اجازت دیدی کہ جہان چاہین رہین پھر آپنی

فقد رضيتن بذلك فقلن نعم قال حولوني الى بيت عائشة فكان في بيتها حتى مات عندها ومما يجب على الزوج من

پوچھا تم سب اسپر راضی ہو سب نی عرض کیا ہان فرمایا مجھکو عائشہ کی گھر لی چلو سو عائشہ کی گھر رہی یہان تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حق بی بی کا خاوند پر

حقها ان يؤدي اليها مهرها كاملا ان كان قادرا على ادائه وان لم يكن قادرا على ادائه ينوي ان يؤدي اليها اذا قدر

یہہ ہی کہ اوسکا مہر پورا ادا کر دی اگر ادا کر سکتا ہی اور اگر ادا نہین کر سکتا تو ادا کرنی کی نیت رکھی جب طاقت پاوی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

لانه تعالى قال واتوا النساء صدقتهن نحلة اي فريضة من الله تعالى فان اعطاء النساء مهورهن مما فرضه الله تعالى

اور دی ڈالو عورتون کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ کا فرض کیا ہوا ہی بیشک عورتون کا مہر دیدینا اللہ تعالی نی ملت اور دین مین

فی الملة والدین فمن نوی ان لا یؤدی الیها مهرها یجیء یوم القیمة زانیا لما روی انه علیه السلام قال ایما رجل تزوج
فرض کیا ہی پہر جسکی یہہ نیت ہووی کہ بی بی کا مہر ادا نکری تو قیامت کی دن زانیوں کی صورت مین آویگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص عورت
امراة علی اقل من المهر او اکثر لیس فی نفسه ان یؤدی الیها حقها لقی الله تعالی یوم القیمة وهو زان ولا یطلب منها
سی نکاح کری مقدار مہر کی کمتر پر یا اتنی زیادہ پر کہ اوسکا حق ادا کرنیکی قدرت نہو تو قیامت کی دن خدا کی سامنی ایسا ہو ویگا جیسا زانی اور بی بی سی ادا مہر کی
المهلة لاداء مهرها الا ان یکون فقیرا او توجله المرأة طوعا لا کرها ولا یکلفها ان تهب له مهرها لان الله تعالی بعدما
لئی مہلت نہ مانگی ہان اگر کنگال ہو یا بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی زورسی نہین اور بی بی کو تکلیف نکری کہ بخشو الی اسواسطی کہ اللہ تعالی بعد اس آیت کی
قال واتوا النساء صدقتهن نحلة قال فان طبن لکم عن شیء منه نفسا فکلوه هنیئا مریئا فمعناه علی ما فی التیسیر وانوار
اور دی ڈالو عورتون کو مہر انکی خوشی سی پہیر فرماتا ہی پہر اگر وہ اوسمین سی کچہہ چہوڑ دین تمکو دلکی خوشی سی تو وہ کہاؤ رچتا پچتا سو اسکی معنی موافق تفسیر اور انوار
التنزیل انهن ان وهبنا لکم بعضا من الصداق عن غایة الرضا وطیب القلب بلا اکراه ولا افتداء من سوء العشرة فانتفعوا
التنزیل کی یہہ ہین کہ عورتین اگر تمکو کچہہ مہر مین سی اپنی عین رضامندی اور دلکی خوشی سی بی زور اور بی خوف بدمعاملگی کی بخشدین تو کہاؤ پیو
به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستکثار فی الاستیهاب مکروه لانه تعالی کما جعل عقد النکاح بید الزوج ان شاء
پیچہی نہ پڑو اس سی معلوم ہوا کہ بہت کچہہ کر بخشوانا مکروہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی جیسی عقد نکاح کو خاوند کی اختیار مین رکہا ہی چاہی
یمسکها وان شاء یرسلها بلا اختیار منها کذلک جعل حلقة سلسلة المهر فی رقبته وذمته فعقد النکاح یجرها الیه
عورت کو رکہی اور چاہی چہوڑ دی عورت کو کچہہ اختیار نہین ایسی ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اوسکی گردن مین اور ذمہ پر رکہا ہی سو عقد نکاح سی عورت کو خاوند
وسلسلة المهر تجره الیها فاستیهاب کل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفیه ترک المعادلة وهو نوع من الظلم ولا یطلقها
کہینچتا ہی اور مہر کی زنجیر سی عورت خاوند کو کہینچتی ہی سو تمام مہر کا بخشوا لینا اوسکی حق تلفی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمین بی انصافی ہی اور یہہ طرح کا ظلم ہی اور بی ضرورت
بغیر ضرورة الا ان تکون سیئة الخلق فاسدة الدین تارکة الصلوة لان الطلاق وان کان مباحا لکنه من ابغض
بی بی کو طلاق ندی ہان اگر بدخو بددین بی نماز ہووی اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر یہہ مباح اللہ کی ہان
المباحات عند الله تعالی لما فیه من ایذاء للغیر ولا یباح ایذاء الغیر من غیر ضرورة الا بجنایة من جانبها فاذا عزم
بہت ناپسند ہی اسلئی کہ اسمین غیر کی ایذا ہی اور بی ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی ہان اگر اوسکی کچہہ خطا ہووی پہر اگر کسی
علی تطلیقها بسبب الضرورة ینبغی له ان یراعی عدة امور احدها ان یطلقها فی طهر لم یجامعها فیه لان الطلاق فی الحیض
ضرورت سی طلاق کا ارادہ کری تو لایق یون ہی کہ کئی باتون کا لحاظ رکہی ایک یہہ کہ اوسکو ایسی طہر مین طلاق دیوی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین
والطهر الذی جامعها فیه حرام والثانی ان یقتصر علی طلقة واحدة ولا یجمع الثلث لانه بدعی قبیح والطلقة الواحدة
اور جس طہر مین کہ جماع کیا ہو حرام ہی دوسری یہہ کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق نہ جمع کردی اسلئی کہ طلاق قبیح ہی اور ایک طلاق مین ہی
بعد انقضاء العدة تفید المقصود مع انها ابعد من الندم لتمکنه من التدارک بالرجعة فی العدة وتجدید النکاح بعد
بعد گذرجانی عدت کی مقصود حاصل ہوسکتا ہی باوجودیکہ ندامت سی بچا ہی کیونکہ عدت کی اندر رجعت سی اور بعد عدت کی از سر نو نکاح سی تدارک کا اختیار
العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما یندم ولا یمکنه التدارک الا بالحلة وعقد الحلة منهی عنه ویکون هو الساعی فیه
باقی رہتا ہی اور اگر اوسکو تین طلاق دین تو بعضی وقت شرمسار ہوتا ہی اور اوسکا تدارک بدون حلالہ کی نہین ہوسکتا اور عقد حلالہ ممنوع ہی اور اس عقد کا یہہ ہی ساعی بنتا ہی
ویحتاج الی الصبر مدة مع کون قلبه معلقا بزوجة الغیر یرجوان یطلقها حتی تعود الیه بعد انقضاء عدتها وکل
اور مدت تک صبر کرنا پڑتا ہی اس حال مین کہ اسکا دل بیگانی بی بی سی لگا رہتا ہی اس امید پر کہ طلاق دی تو بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ تمام خرابی
ذلک ثمرة الجمع وفی الواحدة یحصل المقصود من غیر محظور والثالث ان یتلطف فی تطلیقها من غیر عنف ولا استخفاف
طلاق جمع کرنیکا پہل ہی اور ایک طلاق مین بلا کراہت مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی خشونت اور حقارت نکری

ويطيب قلبها بان يعطيها شيئا زائدا على مهرها على سبيل المتعة وهي درع وخمار وملحفة عوضا عن ايحاشها

اور اوسکا دل خوش کر دی اسطور کہ مہر سی زیادہ کچھ جوڑہ وغیرہ بطور متعہ کی یعنی کرتا اور دوپٹہ اور چادرہ وحشت اور غم کی بدلہ میں دیدی

والرابع ان لا يفشي سرها ثم انه ان طلقها على مال وهو خلع يكره له ان ياخذ ذلك المال ان كان النشوز من

اور چوتھی یہہ کہ اوسکا بھید نہ ظاہر کری پھر اگر اپنی مال کی بدلہ طلاق دی جسی خلع کہتی ہین تو خاوند کو مکروہ ہی کہ اوس مال کو لیلی اگر بدخوئی ناسازکاری

جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا يزيد في ايحاشها باخذ المال وقد قال الله تعالى وان اردتم استبدال زوج مكان

خاوند کی طرف سی ہی اسلئی کہ اوسکو چھوڑنی سی ایک تو رنج دیا پھر اوسکا مال لیکر وحشت نہ بڑہاوی اور اللہ تعالی فرماتا ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ

زوج وآتيتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا فانه تعالى نهى عن اخذ الشيء اليسير من القنطار الذي هو المال

دوسری عورت اور دی چکی ہو ایک کو ڈھیر مال تو پھیر نہ لو اوسمین سی کچھ بیشک اللہ تعالی نی قنطار مین سی جو بہت مال ہوتا ہی تھوڑا سا بھی لینی سی منع کیا ہی

الكثير فضلا عن الكثير وان كان النشوز من جانبها يكره له ان ياخذ الزائد على ما دفع اليه من المهر ثم انه ان

بہت لینی کا تو کیا بات ہی اور اگر ناسازکاری عورت کی جانب سی ہی تو اوس سی زیادہ لینا جو مہر اوسکو دی چکا ہی مکروہ ہی پھر اگر مرد نی

اكرهها على الخلع والتزمت ان تعطيه مالا للخلاص منه واسقطت ما عليه من المهر ونحوه يقع الطلاق بلا لزوم

اوسپر خلع کی زبردستی کی اور عورت نی اپنا پلہ چھڑانی کو مان لیا کہ مال دونگی یا جو خاوند کی ذمہ مہر وغیرہ تہا ساقط کر دیا تو بدون لازم ہونی

ما التزمته من المال وبلا سقوط ما عليه من المهر ونحوه لان الرضا شرط في لزوم المال وسقوطه والاكراه يعدم

مال ماننی ہوئی کی اور بدون ساقط ہونی مہر وغیرہ کی جو خاوند کی ذمہ تہا طلاق پڑجاویگی اسلئی کہ مال لازم ہوجانی مین اور ساقط ہونی مین رضامندی شرط ہی اور

الرضا على ما بين في موضعه هذا الذي ذكر الى هنا ما كان على الزوج من حقوق الزوجة واما ما كان على الزوجة

زبردستی مین رضامندی نہین ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہو چکا ہی یہان تک وہ حقوق بیان ہوئی جو بی بی کی حق خاوند کی ذمہ ہین اور رہی خاوند کی حقوق

من حقوق الزوج فالقول الشافي فيه ان النكاح نوع رق والزوجة رقيقة الزوج كما قال النبي عليه السلام

جو بی بی کی ذمہ ہین سو قول شافی اوسمین یہہ ہی نہ نکاح غلامی کی قسم ہی اور زوجہ خاوند کی لونڈی ہوتی ہی چنانچہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

النكاح رق فلينظر احدكم اين يضع كريمته فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الاحتياط في حقها اهم

کہ نکاح غلامی ہی سو تم دیکہہ لو کہ اپنی پیاری بچی کو کہان دیتی ہو بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ عورت کی حق مین احتیاط ضرورتر ہی

لكونها رقيقة بالنكاح لا مخلص لها بوجه من الوجوه الا بتطليق الزوج واما الزوج فهو قادر على الخلاص منها

کیونکہ وہ نکاح کی سبب سی لونڈی ہوجاتی ہی بدون خاوند کی چھوڑنی کسیطرح نہین چھوٹ سکتی اور رہا خاوند سو طلاق دیکر عورت سی آپ چھوٹ سکتا ہی

بتطليقها فاذا كانت المرأة رقيقة الزوج يلزمها ان تصبر على غيرته وترجو على ذلك من الله الثواب فان ذلك

پھر جب عورت خاوند کی لونڈی ہوئی تو لازم ہی کہ خاوند کی غیرت پر صبر کری اور اسپر اللہ تعالی سی ثواب کی امیدوار رہی اور بیشک اوسکا یہہ ہی

جهادها لما ورد في الحديث ان جهاد المرأة حسن التبعل وهو حسن المعاشرة مع زوجها فعليها ان تطيعه في كل

جہاد ہی اسلئی کہ حدیث مین آیا ہی کہ عورت کا جہاد حسن تبعل ہی یعنی خاوند کی ساتہہ نیک گذران پس عورت کی ذمہ ہی کہ خاوند کی اطاعت کری

ما يامرها مما لا معصية فيه اذ قد ورد في عظيم حقه عليها اخبار كثيرة من جملتها ما روي انه عليه السلام قال

جو کہی جسمین گناہ نہووی اسواسطی کہ حدیثین بہت وارد ہوئی ہین کہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی ازانجملہ وہ کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لو كنت آمر احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها وقالت عائشة اتت فتاة

اگر مین کسیکو سجدہ کا حکم دیتا کسیکی لئی تو البتہ عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کیا کری کیونکہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی اور عائشہ رض کہتی ہین ایک جوان عورت

الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا نبي الله اني فتاة اخطب فما حق الزوج على الزوجة فقال النبي عليه السلام لو

نبی علیہ السلام کی پاس آئی عرض کیا ای نبی اللہ کی مین جوان عورت ہون نکاح کیا چاہتی ہون سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی پس نبی علیہ السلام نی فرمایا

كان من قرنه الى قدمه صديدا فلحسته ما ادت شكره وقال ابن عباس اتت امراة الى النبي صلى الله عليه وسلم
اگر خاوند کی سر سی پاؤنتک پیپ بہتی ہو پہر بی بی چاٹ لی تو بہی اوسکا شکر ادا نہین کیا اور ابن عباس کہتی ہین ایک عورت نبی علیہ السلام کی پاس آئی

وقالت يا نبي الله اني امراة ايم واني اريد ان اتزوج فما حق الزوج على المراة فقال النبي عليه السلام من حق الزوج
عرض کیا یا نبی اللہ کی مین عورت بی خاوند ہون میرا ارادہ نکاح کا ہی سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی . نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک حق خاوند کا

على المراة اذا ارادها في نفسها وهي على ظهر البعير ان لا تمنعه ومن حقه ان لا تعطي شيئا من بيته الا باذنه
بی بی پر یہہ ہی کہ اگر خاوند اوسکی طرف رغبت کری اور وہ عورت اونٹ کی کمر پر ہو تو انکار نکری اور خاوند کا ایک یہہ حق ہی کہ اوسکی گہر مین سی اوسکی بی اجازت

فان فعلت كان الوزر عليها والاجر له ومن حقه ان لا تصوم تطوعا الا باذنه فان فعلت جاعت وعطشت
کچہہ نہ دی اگر دیگی تو وہ گنہگار ہوگی اور ثواب خاوند کو ہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ نفل روزہ اوسکی بی اجازت نرکہی اگر روزہ رکہی گی تو بہوکی پیاسی مریگی

ولم يقبل منها ومن حقه ان لا تخرج من بيته الا باذنه فان فعلت لعنتها الملئكة حتى ترجع الى بيتها وروي
اور قبول نہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ اوسکی گہر مین سی بی اجازت باہر نجاوی اگر جاویگی تو جبتک پہرکر آویگی اوسکو فرشتی لعنت کئی جاوینگی اور روایت ہی

انه عليه السلام قال اني رايت ليلة اسري بي امراة معلقة بلسانها فقلت يا جبرئيل ما شانها فقال انها
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین نی ایک عورت دیکہی کہ زبان کو لٹکی ہوئی ہی مین نی پوچہا یا جبرئیل اسکی کیا خطا ہی عرض کیا یہہ عورت

كانت تؤذي زوجها وجيرانها بلسانها ورايت امراة اخرى معلقة بثديها وهي التي ترضع بغير اذن زوجها و
زبان سی اپنی خاوند اور ہمسایوں کو ستاتی تہی اور ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پستان لٹکی ہوئی ہی وہ ایسی تہی کہ خاوند کی بی اجازت دودہ پلاتی تہی اور

رايت اخرى معلقة برجليها وهي التي تخرج بغير اذن زوجها ورايت اخرى معلقة بيديها وهي التي تفسد مال زوجها
ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پاؤن لٹکی ہی وہ خاوند کی بی اجازت گہر سی چلی جاتی تہی اور ایک اور دیکہی کہ اپنی ہاتہہ لٹکی ہی وہ وہ تہی کہ خاوند کا مال خراب کرتی تہی

نسخہ: یا زبانسی لٹکا ہوئی تہی
نسخہ: یا پستانسی لٹکا ہوئی تہی
نسخہ: یا پاؤنسی لٹکا ہوئی تہی
یا ہاتہہ سی لٹکائی ہوئی تہی

وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فبات غضبان لعنتها الملئكة
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمانی پہر وہ مرد خفا ہوکر سو رہی تو صبح تک فرشتی اوسپر لعنت

حتى تصبح وفي رواية انه عليه السلام قال والذي نفسي بيده ما من رجل يدعو امراته الى فراشه فتابى الا
کرتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اپنی مالک کی کہ جو مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمانی تو

كان الذي في السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها والحاصل ان اللازم لها ان تطلب رضاه ولا تمنع نفسها عنه
جو کہ آسمان مین ہی اوس سی بیزار ہوگا جبتک خاوند راضی ہووی خلاصہ یہہ ہی کہ بی بی کو لازم ہی کہ خاوند کی رضا طلب کرتی رہی اور آپکو اوسکی حوالہ کردی

ولا تتعلل بالحيض ولا تؤخر الاجابة بل تطيعه فور طلبه ان كانت طاهرة عن الحيض واما في حال الحيض فتخبر
اور حیض کا بہانہ نکری اوسکی حکم پہیر پر نہ رکہی بلکہ ترت کہتی ہی اطاعت کری اگر حیض سی پاک ہووی اور حیض کی حالت مین اپنا حال

عن حالها وتلبس اخلاق ثيابها تقليلا لميل الزوج اليها ويستحب لها اذا دخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس في
جتاوی اور پرانی کپڑی پہن لی تا کہ خاوند کا دل اودہر نلوبہاوی اور حائضہ کو مستحب ہی کہ جب نماز کا وقت آوی تو وضو کرکر گہر مین

مسجد بيتها وتسبح وتهلل قدر اداء الصلوة كيلا يزول عنها عادة العبادة وقد روي انه عليه السلام قال اذا استغفرت
نماز کی جگہہ پر جتنی دیر نماز کو لگتی ہی سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑہا کری تا کہ عبادت کی عادت نہ جاتی رہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب حائضہ عورت

الحائض في وقت كل صلوة سبعين مرة كتب له الف ركعة وغفر لها سبعون ذنبا ورفع لها درجة واعطي لها لكل
ہر نماز کی وقت ستر بار استغفار پڑہتی ہی تو اوسکو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہی اور ستر گناہ معاف ہو جاتی ہین اور اوسکا درجہ بڑہ جاتا ہی اور استغفار کی

حرف من استغفارها نور وكتب بكل عرق في جسدها حج وعمرة وفي غير حال الحيض تلبس احسن ثيابها وتتطهر
ہر ہر حرف کی بدلہ نور ملتا ہی اور بدن کی رگون کی شمار پر حج اور عمرہ لکہا جاتا ہی اور اگر پاک ہو تو اچہا لباس پہنا کری اور جہان تک ہوسکی

المودة الی زوجها ما استطاعت وتکون متعطرة متنظفة فی نفسها ومستعدة فی الاحوال کلها لاستمتاع الزوج

خاوند سے پیار ظاہر کیا کرے اور خوشبو اور پاکیزہ رہے اور ہر وقت خاوند کی تمتع کے لئے جب وہ رغبت کرے تیار رہا کرے

بها متی شاء وتکون قاعدة فی قعر بیتها ملازمة لمغزلها من حین زفت الیه الی ان تزف الی القبر فلا تخرج من بیتها

اور گھر کے اندر تنہا بیٹھی رہا کرے اوسدن سے کہ خاوند کے ہاں گئی ہے یہاں تک کہ قبر میں جاوے اور گھر میں سے خاوند کی بے اجازت

الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه تخرج مخفیة فی هیئة رثة وتطلب المواضع الخالیة دون الشوارع والاسواق

نہ جایا کرے اور اگر با اجازت جاوے تو چھپ کر بری صورت بنا کر اور خالی اوجاڑ رستے کو جاوے سڑک اور بازاروں میں کو

ولا تخرج عطرة متبرجة ولا تتحدث مع رجل فی الطریق لما روی ان عمر رای امراة مع رجل یتحدثان فی الطریق

اور خوشبو لگا کر زیب زینت سے نہ جاوے اور رستہ میں کسی مرد سے بات نہ کرے کیونکہ روایت ہے کہ عمر رض نے ایک عورت کو مرد سے رستہ میں بات کرتی ہوئی دیکھا

فضربهما بالدرة فقال رجل یا امیر المؤمنین هی امراتی فقال له عمر لو کانت امراتك فلم لم تدخلها فی بیتك

سو دونوں کو تعزیر دی اوس مرد نے عرض کیا یا امیر المؤمنین یہہ میری بی بی ہے عمر رض نے جواب دیا اگر تیری بی بی ہے تو اپنے گھر میں کیوں نہیں بیٹھاتا

حتی لا یتهمك احد فی الطریق ولا تخرج الی الحمام وان اذن لها زوجها لما روی عن عائشة انه علیه السلام قال الحمام

تا کہ رستہ میں تجھپر کوئی تہمت نہ لے اور حمام میں نہ جاوے اگرچہ خاوند اجازت دیدے کیونکہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حمام

حرام علی نساء امتی فان اقتضت الضرورة الی دخولها فی الحمام لعذر المرض والنفاس یشترط ان تدخل بمیزر ولا تکون

میری امت کی عورتوں پر حرام ہے اور اگر بسبب مرض یا نفاس کی حمام میں جانیکی ضرورت آلگی تو شرط یہہ ہے کہ ازار پہن کر جاوے اور حمام میں کوئی

فیه احد من النساء مکشوفة العورة ولا تخرج بزینة فاذا لم یوجد واحد من هذه الشروط لا یحل لها الخروج الی الحمام

عورت ننگی نہووے اور سنگار کر کر نہ نکلے اور ان شرطوں میں سے ایک بھی فوت ہوویگی تو حمام میں جانا حلال نہیں ہے

وکذا لا یحل لها الخروج الی المقابر لما ذکر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراة الی المقابر فقال لا

اور ایسی ہی عورت کو گورستان میں جانا حلال نہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ قاضی سے کسینے پوچھا کیا عورت کو گورستان میں جانا جایز ہے جواب دیا

تسئل عن الجواز فی مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج کانت فی لعنة الله تعالی

اس باب میں جواز کو کیا پوچھتا ہے یہہ پوچھہ اوسپر کتنی لعنت پڑتی ہے کیونکہ عورت جب جانیکا ارادہ کرتی ہے تو خدا کی اور فرشتوں کی

وملئکته واذا خرجت تحفها الشیاطین من کل جانب واذا اتت القبر یلعنها روح المیت واذا رجعت کانت فی

لعنت میں ہوتی ہے اور جب چلی تو ہر طرف سے شیطان اوسکی ساتھ ہوتے ہیں اور جب قبر پر پہنچی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہے اور جب ہٹتی ہے تو

لعنة الله تعالی وملئکته حتی تعود الی منزلها وفی الخبر ایما امراة خرجت الی مقبرة یلعنها ملئکة السموات

اللہ تعالی کی اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جبتک اپنے گھر میں آئے اور حدیث میں ہے کہ جو عورت گورستان میں جاتی ہے تو اوسکو فرشتے ساتوں آسمان

والارضین السبع وتمشی فی لعنة الله تعالی وایما امراة دعت للمیت بخیر ولم تخرج من بیتها یعطیها الله تعالی

اور زمین کی لعنت کرتے ہیں اور خدا کی لعنت میں جاتی ہے اور جو عورت گھر میں بیٹھی ہوئی مردے کی حق میں دعاء خیر کرتی ہے تو اوسکو اللہ تعالی ثواب حج

ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابی هریرة انه علیه السلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب داره واتت

اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد سے نکل کر اپنے گھر کی دروازہ پر ٹھہر گئے پھر حضرت فاطمہ رض آگئیں

فاطمة فقال لها من این جئت قالت خرجت من منزلة فلانة التی ماتت فقال علیه السلام هل ذهبت

آپ نے فرمایا تو کہاں سے آئی عرض کیا فلانی عورت جو مر گئی ہے اوسکی گھر سے آئی ہوں پھر نبی علیہ السلام نے پوچھا کیا اوسکی قبر پر بھی گئی تھی

قبرها قالت معاذ الله افعل بعد ما سمعت منك فقال علیه السلام لو زرت قبرها لم تریحی رائحة الجنة

عرض کیا خدا کی پناہ کیا آپسے سنکر جو سنا ہے ایسا کرتی پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگھتی

وروي انه عليه السلام لما قدم المدينة خرج الى جنازة فراى النساء يتبعن الجنازة فقال لهن أتحملن مع من
اور روایت ہی کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ مین آئی تو ایک جنازہ کی ساتھ چلی پھر عورتون کو دیکھا کہ جنازہ کی پیچھی آتی ہین آپ نی اونسی پوچھا کیا تم سب کی ساتھہ

يحمل فقلن لا فقال عليه السلام اتصلين مع من يصلي فقلن لا فقال عليه السلام انصرفن مأزورات
جنازہ اوٹھاؤگی عرض کیا نہین پھر نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا تم سب کی ساتھہ نماز پڑھوگی عرض کیا نہین پھر آپنی فرمایا گنہگار ہوکر بی ثواب جاؤ

غير مأجورات فدل ذلك على ان المرأة لا يباح لها الخروج الى المقبرة ولا تشييع الجنازة بل يلزمها ان يكون من همتها
اس سی معلوم ہوا کہ عورت کو گورستان مین جانا جایز نہین ہی اور نہ جنازہ کی ہمراہ جایا کری بلکہ عورت کو لازم ہی کہ تمام ہمت

اصلاح شانها وتدبير منزلها ولا تدخل في بيت زوجها من يكره دخوله فيه من الرجال والنساء وتقدم حقه على
اپنا حال درست اور گھر کا کاروبار کیا کری اور خاوند کی گھر مین کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند ناپسند کرتا ہو نہ آنی دی اور اپنی اور تمام سکی سودھ رکی

حق نفسها وسائر اقاربها ولا ترفع صوتها فوق صوته ولا تجهر له بالقول ولا تكون منفعتها عن كسبه اذا
حق پر خاوند کا حق مقدم رکھی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیچھی چیخ کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کمائی مین سی نکری

كان حراما اذ قد كانت النساء في السلف اذا خرج الرجل من منزله تقول له امرأته وابنته اياك وكسب الحرام فانا
کیونکہ سلف کی عورتین ایسی تہین کہ جب مرد گھر مین سی باہر جاتا تو اوسکی جورو بیٹی کہہ دیتیان حرام کمائی سی پرہیز کرنا ہمسی بھوکہ پر صبر ہوسکتا ہی آگ پر

نصبر على الجوع ولا نصبر على النار وتكون قانعة من زوجها بما رزقه الله تعالى ولا تكلفه ما لا يطيقه ولا تدخل
صبر نہین ہوسکتا اور جو خدا تعالی نی خاوند کو رزق دیا ہی اوسپر قناعت کری اور خاوند کو طاقت سی زیادہ تکلیف ندی اپنی خرچ کا غم نڈالدی

غما في امر النفقة بل تكون صابرة متوكلة كما حكي ان رجلا من السلف هم بالسفر فكره جيرانه سفره فقالوا لزوجته
بلکہ صبر سی توکل پر رہی جنانچہ حکایت ہی کہ ایک شخص سلف مین سفر کا ارادہ کیا ہمسایون کو اوسکا سفر پسند نہ آیا ہمسایون نی اوسکی بی بی سی کہا

لم ترضين بسفره ولم يدع لك نفقة فقالت زوجي عرفته اكالا وما عرفته رزاقا ولي رزاق يذهب الاكال ويبقى
تو اوسکی سفر پر کیون راضی ہوگئی اور تجہہ تیری لئی خرچ نہین دئی جاتا اوسنی جواب دیا مین ہکو کہا نی والا جانتی ہون رزاق نہین جانتی اور میری لئی رزاق اور ہی سو کہال جاتا ہی

الرزاق ولا تفتخر بجمالها بل تكون كما روي عن الاصمعي انه قال دخلت البادية فرايت امرأة من احسن الناس وجها
اور رزاق باقی ہی اور اپنی جمال پر ناز نکیا کری بلکہ ایسی ہی جیسی اصمعی سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین جنگل مین گیا تو مینی ایک عورت نہایت خوبصورت پاس

تحت رجل قبيح الوجه في الغاية فقلت يا عجبا مثلك تحت مثله فقالت يا هذا قد اخطأت في قولك لعله احسن
ایک مرد نہایت بدصورت کی دیکھی مین نی کہا کیا عجب ہی تجہسی پری ایسی دیوکی پاس وہ بولی ای شخص تو نی بیجا کہا شاید کہ اسنی اپنی خالق کی

فيما بينه وبين خالقه فجعلني ثوابه ولعلي اسأت فيما بيني وبين خالقي فجعله عقوبتي افلا ارضى الله لي وهما
کوئی عبادت کی ہی سو مجہکو اوسکی لئی اوس عبادت کا ثواب ٹھہرایا ہی اور شاید مجہسی اپنی خالق کی کوئی خطا ہوگئی ہی سو اسکو میری لئی عذاب مقرر کیا ہی پھر اللہ سی

يجب من حقه عليها ديانة ان تفعل كل خدمة في داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل
کیون نہ پسند کرون اور جو حق خاوند کا بی بی پر ازروی دیانت کی واجب ہی یہ ہی کہ گھر مین تمام کاروبار جیسی سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر کچھہ

شيئا منها تكون آثمة وان لم تجبر عليها وترى التقصير في خدمته ولا تسأل طلاق ضرتها لان لها ما قدر لها ولا
بہی نہ کری گی تو گنہگار ہوگی اگرچہ اسمین کچہہ اوسپر زور نہین ہی اور خاوند کی خدمت مین اپنی آپکو مقصر سمجھتی رہی اور اپنی سوکن کی طلاق کی خواہش نکری کیونکہ جو اوسکی قسمت کا ہی

تمنعه عن نكاح ثلث سواها لانه تعالى جعل له ذلك حلالا بشرط العدل حيث قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء
سو ملیگا اور خاوند کو اور تین نکاح سی منع نکری کیونکہ اللہ تعالی نی اوسکو یہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حلال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین

مثنى وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة وتصبر على غيرة الضرائر راجية من الله تعالى الثواب كما صبرت
دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نرکہو گی تو ایک ہی اور سوکنون کی رشک پر صبر کرکر اللہ تعالی سی امیدوار ثواب کی رہی جیسی نبی علیہ السلام کی

ازواجه النبی علیه السلام حتی وهبت سودة نوبتها لعائشة حین یئست وعلمت محبته علیه السلام لعائشة ولا

ازواج نے صبر کیا یہاں تک کہ سودہ نے بڑھاپی میں اپنی باری عائشہ رضی کو دے دی جب اونکو عائشہ کی حق میں نبی علیہ السلام کی محبت معلوم ہوئی اور

تسال الطلاق من غیر بأس وفاقة لما روی انه علیه السلام قال ایما امرأة سالت زوجها الطلاق فحرام علیها

بدون ناامیدی اور فاقہ کی طلاق نہ مانگی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو عورت اپنی خاوند سی طلاق مانگی تو اوسپر جنت کی بو حرام ہی

رائحة الجنة ولا تظهر زینتها لغیر زوجها ومحارمها لانه تعالی قال فی حق المؤمنات ولا یبدین زینتهن

اور سوائی اپنی خاوند اور محرموں کی اپنا سنگار نہ دکہلاوی اسلئی کہ اللہ تعالی نے مؤمنات کی حق میں فرمایا ہی اور نہ کہولیں اپنی سنگار

الا لبعولتهن او آبائهن او آباء بعولتهن او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بنی اخوانهن او بنی اخواتهن

مگر اپنی خاوند کی آگی یا اپنی باپ کی یا سسری یا اپنی بیٹی کی یا سوتیلی بیٹی کی یا اپنی بہائی کی یا اپنی بہتیجوں کی یا اپنی بہانجوں کی

او نسائهن والزینة ما تتزین به المرأة من الثیاب والحلی وغیرهما وهی ظاهرة وباطنة اما الظاهر فلا یجب

یا اپنی عورتوں کی اور زینت وہ ہی جو عورت کپڑوں اور زیور وغیرہ سی سنگار کرتی ہی اور زینت ایک ظاہر کی ہی اور ایک باطن کی ظاہر کی زینت کا چہپانا تو واجب نہیں ہی

سترها ولا یحرم للاجنبی النظر الیها لقوله تعالی ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها لکن اختلف فیها فقیل هی

اور اجنبی مرد کو اودہر دیکہنا بہی حرام نہیں ہی بدلیل اس آیت کی اور نہ دکہاوین اپنا سنگار مگر جو کہلی چیز ہی لیکن اسمیں اختلاف ہی کوئی کہتا ہی کہ زینت

الثیاب وهذا قول ابن مسعود وقیل هی الکحل والخاتم وهذا قول ابن عباس وروی عن اصحابنا انه اراد بهما

ظاہری صرف کپڑی ہیں یہہ قول ابن مسعود کا ہی اور کوئی کہتا ہی سرمہ اور انگوٹہی یہہ قول ابن عباس کا ہی اور ہماری علما سی روایت ہی کہ ان دونوں سی مراد

الوجه والکفین لان الکحل من زینة الوجه والخاتم من زینة الکف فلما ابیح النظر الی زینة الوجه والکف کان

چہرہ اور دونوں ہاتہ ہیں اسلئی کہ سرمہ چہرہ کی زینت ہی اور انگوٹہی ہاتہ کی زینت ہی جب چہرہ اور ہاتہ کی زینت کا دیکہنا مباح ہوا تو یہہ ہی

اباحة النظر الی الوجه والکف وهذا اذا کان النظر بغیر شهوة واما اذا کان بالشهوة فلا یجوز الا عند العذر وهو

اباحت چہرہ اور ہاتہ دیکہنی کی ہی اور یہہ اباحت اوس صورت میں ہی کہ بغیر شہوت نظر کری اور اگر نگاہ شہوت سی ہووی تو جایز نہیں ہی مگر عذر کی وقت اور وہ عذر

القضاء من القاضی والشهادة من الشاهد والعلاج من الطبیب وکذلک اذا اراد الرجل ان یتزوج امرأة فیجوز

قضا قاضی کی ہی اور گواہی گواہ کی اور علاج طبیب کا اور ایسی ہی اگر کوئی مرد کسی عورت سی نکاح کا ارادہ کری تو اوسکو جایز ہی

له ان ینظر الیها لکن لا یجوز له ان ینظر الیها حاسرة ولا الی شیء ما هو عورة فی حقه بل انما یباح له ان ینظر الی وجهها

کہ اوس عورت کو دیکہہ لی پر یہہ جایز نہیں ہی کہ ننگی کرکر دیکہی اور نہ ایسا عضو جو اوسکی حق میں عورت ہو بلکہ اتنا ہی مباح ہی کہ فقط چہرہ

وکفیها فقط لانها لیست بعورة فی حقه وذکر فی شرح الکرخی ان النظر الی وجه الاجنبیة لیس بحرام لکن یکره

اور دونوں ہاتہ دیکہہ لی کیونکہ اوسکی حق میں عورت نہیں ہی اور شرح کرخی میں مذکور ہی کہ اجنبی عورت کا مونہہ دیکہنا حرام نہیں ہی لیکن بی ضرورت مکروہ ہی

بغیر حاجة اذ لا یؤمن عن الشهوة وذکر فی نصاب الاحتساب ان الحرة تمنع من کشف الوجه والکف والقدم فیما

اسلئی کہ شہوت کا ڈر ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ حرہ کو مونہہ اور ہاتہ پانو کہولنا جہاں اجنبی کی نظر پڑی ممنوع ہی

یقع علیه نظر الاجنبی لانها لا تامن عن شهوة بعض الناظرین الیها الا ان یکون عجوزا فحینئذ یجوز النظر الی وجهها

کیونکہ یہہ ڈر ہی کہ بعضی دیکہنی والی شہوت سی نظر کرینگی ان اگر بڑہیا ہو تو اب اوسکا چہرہ دیکہنا جایز ہی

ویحل مصافحتها عند الامن عن الشهوة لکن لا تخلو برجل شابا او شیخا لان الخلوة بالاجنبیة وان کان معها غیرها

اور بی شہوت اوس سی مصافحہ کرنا بہی حلال ہی لیکن ہمراہ کسی مرد کی خلوت میں نہ جاوی جوان ہو یا بوڑہا اسلئی کہ خلوت اجنبی عورت کی ساتہہ اگرچہ اوسکی ساتہہ اور

من النساء مکروهة کراهة تحریم لما روی عن ابن عباس [illegible] لا یخلون رجل بامرأة الا ومعهما محرم

عورتیں ہوں مکروہ تحریمی ہی کیونکہ ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا [illegible] خلوت میں ہووی مگر [illegible]

واما الزینة الباطنة فهی القرط والقلادة والدملج والخلخال واختلف فی السوار فروی عن عائشة رض انها من
اور باطنی زینت بالی اور ہار اور بازوبند اور پازیب اور کنگن میں اختلاف ہی سو عائشہ رض سی روایت ہی کہ کنگن
الزینة الباطنة وهو الاشبه لمجاوزتها الکف وهذه الزینة الباطنة یحرم ان ینظر الیها الاجانب لا المحارم
باطنی زینت میں ہی اور یہیہ ہی رای حق معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ کف سی دور ہوتا ہی اور اس زینت باطنی پر اجنبی مرد پر نظر کرنا حرام ہی محرم کو حرام نہین
لانه تعالی قد سوی فی ذلک بین الزوج ومن ذکر معه فاقتضی ذلک اباحة النظر الی مواضع الزینة لهؤلاء المذکورین
اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس باب میں خاوند کو اور جو اوسکی ساتھ آیت میں مذکور ہیں سبکو برابر کر دیا ہی یعنی ان لوگون کو موضع زینت پر نظر کرنی مباح ہی
کما صح للزوج والمراد من نسائهن المؤمنات قال ابن عباس رض لیس للمسلمة ان تتجرد بین نساء اهل الذمة ولا تبدی
جیسی خاوند کو جایز ہی اور مراد نسائهن سی مؤمنات ہیں ابن عباس رض کہتی ہیں مسلمہ کو جایز نہین ہی کہ اہل ذمہ کی عورتون مین کپڑی اوتاری اور کافر عورت کی
للکافرة الا ما تبدی للاجانب الا ان تکون امة لها ان تظهر زینتها الباطنة للاجانب فانها ان اظهرها لهم لا یکون لها
سامنی وہی ظاہر کری جو اجنبی مرد کی لئی جایز ہی ہان اگر لونڈی ہو تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی باطنی زینت اجنبی مرد سی ظاہر کردی لونڈی اگر باطنی زینت اجنبی مرد کو دکہاویگی تو حرام
حرمة کما روی عن ابی بکر الاعمش انه خرج الی بعض الرستاق وکانت النساء علی شط النهر کاسفات الرءوس والذراع
نہیں ہی چنانچہ ابو بکر اعمش سی روایت ہی کہ وہ کسی شہر میں گیا وہان عورتین نہر کی کنارہ پر سر ننگی اور باہین کہولی ہوئی تہین
وهو جعل یخالطهن ولا یتحامی عن النظر الیهن فقیل له کیف فعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما اشک فی ایمانهن
اور یہہ اونکی ساتہہ مل رہا تہا اور اونکی دیکہنی سی پرہیز نہین کرتا تہا کسینی اوس سی کہا تونی یہہ کیا کیا جواب دیا انکی حرمت نہین ہی مجہکو انکی ایمان مین شک ہی
کلهن حربیات وروی عن عمر انه هجم فی المدینة علی نائحة وضربها بالدرة حتی سقط خمارها فقیل له یا امیر المؤمنین
یہہ تمام حربی عورتین ہیں اور عمر رض سی منقول ہی کہ وہ مدینہ میں کسی نوحہ کر عورت کو جا پکڑا اور درہ سی اتنا مارا کہ اوڑہنی اوتر گئی کسینی کہا یا امیر المؤمنین
قد سقط خمارها فقال لا حرمة لها فی الشریعة فقوله لا حرمة لها فی الشریعة قیل معناه انها لما اشتغلت بما لا یحل
اسکی اوڑہنی اوتر پڑی ہی جواب دیا اسکی شریعت میں کچہہ حرمت نہین ہی پس اس عبارت سی کہتی ہین مراد یہہ ہی کہ جب اس عورت نی ایسا کام کیا جو
فی الشریعة اسقطت حرمة نفسها والتحقت بالاماء فلا یلزم الاحتراز عن النظر الیها المجلس التاسع والتسعون والمائة
شریعت میں حلال نہین ہی تو اسنی اپنی حرمت آپ کہو دی لونڈیون میں مل گئی سو اسکی دیکہنی سی احتراز ضروری نہین ہی ننانوین مجلس اس حدیث کی بیان مین

فی بیان قوله علیه السلام استوصوا بالنساء الخ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم استوصوا بالنساء خیرا
اچہی وصیت کرو عورتون کی حق مین آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا عورتون کی باب مین اچہی وصیت پکڑو
فان المرأة خلقت من ضلع فان اعوج شیء فی الضلع اعلاه فان ذهبت تقیمه کسرته وان ترکته لم یزل اعوج
کیونکہ عورت پسلی سی پیدا ہوئی ہی بیشک پسلی میں ٹیڑہی جگہہ اوپر کی ہی اگر تو اوسکو سیدہی کرتا ہی تو توڑ دیگا اور اگر اوسہی حال پر رہنی دیگا تو ٹیڑہی رہیگی
هذا الحدیث منه رواه ابو هریرة ومعنی الاستیصاء قبول الوصیة فکانه علیه السلام قال انی اوصیکم بالنساء
یہہ حدیث بقیہ سہی کا ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور معنی استیصاء کی وصیت قبول کرنی سو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا مین تمکو عورتون کی باب مین
خیرا فاقبلوا وصیتی فیهن واعملوا لهن خیرا ولا تغضبوا علیهن اذا فعلت فعلا غیر مرضی عندکم ما لم تکن فیه
اچہی وصیت کرتا ہون اونکی حق میں میری وصیت قبول کرو اور اونکی ساتہہ بہلائی کرو اور اگر تمہاری نامرضی کوئی کام کر بیٹہین تو اوپر غصہ مت کرو جبتک اوس کام مین
اثم فانهن خلقت من شیء اعوج وهو الضلع مما ثبت فی الاخبار ان اول النساء وهی حوا خلقت من ضلع آدم النبی علیه السلام
گناہ ہو کیونکہ عورتین ٹیڑہی چیز سی پیدا ہوئی ہین یعنی پسلی سی پسلی کہ حدیثون سی ثابت ہی کہ پہلی عورت یعنی حوا آدم نبی علیہ السلام کی پسلی سی پیدا ہوئی ہی
کما قال الله تعالی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها فیکون فی هذا الحدیث اشارة الی المرأة خلقت خلقا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بنایا تمکو ایک جان سی اور اوسی سی بنایا اوسکا جوڑا سو اس حدیث مین یہہ اشارہ ہی کہ عورت کی ایسی پیدایش ہی

فيه اعوجاج لا يستطيع احد ان يقيمها او يغيرها عما خلقت عليه فلا ينكر اعوجاجها لانها من ابتداء خلقتها

کہ جسمین کجی ہی کسیکی بہہ طاقت نہین ہی کہ اوسکو سیدہی کردی یا اوسکی عادت بدلدی سو اوسکی کجی برکا نہین ہی کیونکہ ابتدا پیدایش

واصل فطرتها ركب فيها الاعوجاج فلا يمكن الانتفاع بها الا بمداراتها والصبر على اعوجاجها اذ لو شرعت ان تقيمها

اور اصل فطرت سی عورت کی ذات مین کجی داخل ہی سو عورت سی منفعت حاصل کرنی بدون مدارات کی اور اوسکی کجی پر صبر کرنیکی نہین ہوسکتی اسلئے کہ تو اوسکو راست

وتجعلها مستقيمة في افعالها واقوالها لا يمكنك الانتفاع بها بل يؤدي الى كسرها وهو طلاقها فلما علم من هذه

درست کیا چاہی اور تمام افعال اور اقوال مین سیدہی بنادی تو ممکن نہین کہ تو اوس سی نفع لی سکی بلکہ آخر کو ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق ہو گی پہر جب اس حدیث سی عورتون

الحديث حال النساء في ابتداء خلقتهن لزم للرجل حسن المعاملة معهن ورعاية حقوقهن والانفاق عليهن بالمعروف

کی ابتداء پیدایش کا حال معلوم ہوا تو مرد کو لازم ہی کہ انکی ساتہہ معاملہ نیک اور حقوق کی رعایت کیا کری اور انکا خرچ اچہی طرح اوٹہادی

اذ قال الفقهاء يجب على الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم يدخل بها وسواء مسلمة او ذمية او فقيرة او غنية

اسواسطی کہ فقہاء کہتی ہین کہ خاوند پر بی بی کا خرچ واجب ہی خواہ وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ وہ مسلمہ ہو یا ذمیہ ہو یا کنگال ہو یا تونگر

لان غنائها لا يبطل حقها في النفقة سواء كانت كبيرة او صغيرة قابلة للوطي وان لم تكن قابلة للوطي لا يجب عليه

اسلئی کہ تونگری سی اوسکا حق نفقہ کا باطل نہین ہوتا خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو تو خرچ واجب نہین

نفقتها والنفقة الواجبة الطعام والكسوة والسكنى على ما روى عن هشام انه قال سألت محمدا عن النفقة فقال هي الطعام

ہی اور نفقہ واجب کہانا ہی اور کپڑا اور رہنی کا گہر موافق روایت ہشام کی کہ وہ کہتا ہی مین نی محمد سی مقدار نفقہ کی پوچہی جواب دیا کہانا

والكسوة والسكنى اما الطعام فالدقيق والماء والحطب والملح والدهن فان قالت المرأة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضيخان في

اور کپڑا اور رہنیکا گہر کہانی مین تو آٹا اور پانی اور ایندہن اور نمک اور روغن پہر اگر بی بی کہی کہ مین سالن روٹی نہین پکاتی تو قاضیخان اپنی

فتاواه لا تجبر على الطبخ والخبز بل على الرجل ان يأتيها بطعام مهيأ او يأتيها بمن يعمل لها عمل الطبخ والخبز هذا في القضاء و

فتاوی مین کہتی ہین سالن روٹی پکانی پر زبردستی نہ کی جاوے بلکہ خاوند کا ذمہ ہی کہ پکا پکایا دیا کہانا حاضر کری یا ایسا آدمی دی کہ اوسکی لئی سالن روٹی تیار کیا کری

اما في ديانة فيجب عليها ان تفعل بل خدمة في داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا

اور رہی دیانت سو عورت کو واجب ہی کہ گہر کی اندر کی تمام کاروبار سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ سب کیا کری اگر کچہہ ہی نہ کیا کریگی

منها تكون اثمة وان لم تجبر عليها وان كان لها خادم يجب على زوجها نفقة خادمها ان كان الخادم يطبخ ويخبز لان نفقته

تو گنہگار ہو گی اگرچہ اوسپہ کچہہ زور نہین ہی اور اگر بی بی کی پاس کوئی خادم ہو تو خاوند پر اوس خادم کا خرچ بہی واجب ہی اگر وہ خادم سالن روٹی پکاتا ہو اسلئی کہ

في مقابلة خدمته واذا لم يطبخ ولم يخبز لا يجب عليه نفقته بخلاف المرأة فان نفقتها ليست في مقابلة الخدمة بل في

اسکا خرچ بعوض خدمت کی ہی اور اگر سالن روٹی نہ پکاوے تو اوسپر خرچ نہین برخلاف عورت کی کیونکہ بی بی کا خرچ واجب بعوض خدمت کی بدلہ نہین ہی بلکہ

مقابلة الاحتباس فقد حبست نفسها لحق زوجها فكانت نفقتها على زوجها وينبغي ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله

رک رہنی کی بدلہ ہی سو وہ اپنی تئین خاوند کو دی چکی اب اوسکا خرچ خاوند کی ذمہ ہی اور لایق ہی کہ جب اللہ تعالی خاوند کو وسعت دی تو عورت کا خرچ

تعالى عليه ويعتدل فيها بلا تقتير ولا اسراف اذ قال الله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما يجب عليه ان يطعمها من

بہی بڑہادی اور بدون کمی زیادتی کی اعتدال پر رکہی اسی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہاؤ اور پیو اور مت اوڑاؤ اور ضروری خاوند پر یہہ ہی کہ اوسکو

الحلال ولا يدخل مداخل السوء لاجل نفقتها فان ذلك خيانة عليها لا رعاية لحقها وينبغي له ان يأمرها بالتصدق

حلال کہانا کہلاوی اور اوسکی خرچ کی لئی برا طریقہ یعنی چوری چکاری نہ اختیار کری کیونکہ یہہ اوسکا حق نفی ہی اوسکی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہئی کہ اجازت دی

ببقايا الطعام وما يفسد لو ترك واما الكسوة فقد قدرها محمد بدرعين وخمارين وملحفة في كل سنة والمراد بالدرع

بچتا کہانا اور ایسی چیز جو رکہی رکہی بگڑ جاوی خیرات کر دیا کری اور کپڑی کا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی کہ دو کرتی اور دو اوڑہنی اور ایک چادر ہر سال اور مراد کرتہ سی

والخمار صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح في زمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح لدفع البرد ونعم يذكر
اور دوا اوڑهنی سے گرمی جاڑے کی ہین گرمی کا باریک ہو جو گرمیون مین کام آدے اور جاڑے کا وہ جو گاڑھا ہو جسمین سردی دور ہو اور موزی

الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج ولم يذكر السراويل ولا بد منه في الشتاء
اور جوتی کا ذکر نہین کیا اسلئے کہ اوسکی حاجت باہر جانیکی لئے ہوتی ہے اور خاوند کی ذمہ نہین ہے کہ باہر پھرنیکا سامان تیار کیا کرے اور ازار کا بھی ذکر نہین کیا اور ازار جاڑے مین

حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل وثياب اخر كالجبة والفراش الذي تنام عليه
ضرور چاہیے یہان تک کہ قاضی خان نے اپنی فتاویٰ مین کہا ہے یہہ اونکا چلن ہے اور رہا ہمارا ملک سو ازار بھی واجب ہے اور اور کپڑے جیسے جبہ اور بچھونا جسپر سووے

واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكساء وخف لانها تحتاج الى الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة
اور لحاف اور اور جس سے گرمی جاڑا دفع ہو اور خادم کی واسطے قمیص اور ازار اور چادر اور جوتی واجب ہے کیونکہ خادم کو باہر کی کاروبار کی واسطے باہر جانے کی حاجت ہے

الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى فحقها في الدار بيت على حدة تامن على متاعها
جیسے اپنی ماںباپ کے پاس بھیجنا اور مانند اسکی اور اوسکی لئے اوڑهنی بھی واجب نہین ہے کیونکہ اوسکی سر کی بال عورت نہین ہین اور رہنے کا گھر سو اوسکا حق احاطہ کی اندر الگ کوٹھی ہے اپنی جدی حجرہ

ولا تستحي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت او ولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة
بھی فکر ہے اور خاوند کی ساتھہ رہنے مین غیر سے حیا نہ آوے پھر اگر خاوند کی اخیافی بھائی ہون یا بہن ہو یا اور بی بی کی اولاد ہو اور بی بی کہے مجھکو اور گھر تجویز کر دے

كان لها ذلك لانها لا تامن على متاعها وتستحي عن المعاشرة مع زوجها ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا
تو بی بی کا حق ہے اسلئے کہ چیز بست کا ڈر رہتا ہے اور خاوند کی ساتھہ رہنے مین حیا آتی ہے اگر وہ کوٹھا احاطہ مین ایک ہی ہووے اور اگر کئی کوٹھی ہون

فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم يكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون
اور اسکو ایسا کوٹھا حوالہ کیا جسمین کھولنی بند کرنیکا بلا شرکت اختیار ہو تو اب اسکا حق نہین کہ اور گھر مانگے اگر اوس احاطہ مین خاوند کی بھائی بند ستانیوالے نہون مگر اوس صورت مین

الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي
کہ خاوند اوسکو مارتا اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی ہان فریاد کر کر یہہ کہے کہ مجھکو بھی صالح قوم مین مکان دے کہ اسکی بھلائی برائی دیکھتے رہین پھر قاضی کو

ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم يعلم ان الامر كما قالت ينظر الى جيران الدار فان كانوا
اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہے تو خاوند کو دھمکا دے اور تعدی سے منع کر دے اور اگر یقین نہو کہ عورت سچی ہے تو اوسکی گھر کی ہمسایون کو دیکھے اگر وہ

قوما صالحين يسئلهم هل هذا الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا
قوم صلحاء ہون تو اونسے یہہ حال جو عورت بیان کرتی ہے دریافت کرے پھر اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہے تو خاوند کو دھمکا دے اور تعدی سے منع کر دے اور اگر وہ

ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين او كانوا يميلون اليه يامره ان يسكنها بين قوم
ہمسایہ کہین کہ عورت سچی نہین ہے تو اوسے گھر مین رہنے دے اور اگر وہ ہمسایہ صلحاء نہین ہین یا خاوند کی طرفدار ہون تو اوسکو حکم دے کہ اس عورت کو صلحاء مین

صالحين يخبرونه باحسانه واساءته اذ لا يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء لما روي انه عليه السلام قال الله
مکان بنا دے کہ وہ بھلی بری کی خبر کیا کرین اسلئے کہ مرد کو جائز نہین ہے کہ عورتون کی حق مین تعدی کرے اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا عورتون کی باب مین

الله في النساء فانهن عوان عندكم اخذتموهن بعهد الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله فانه عليه السلام حذر
اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو بیشک عورتین تمہاری مددگار ہین تمنے اونکو اللہ کی عہد سے لیا ہے اور اللہ کی کلمہ سے اونکی فروج حلال کی ہین بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث مین

امته في هذا الحديث عن سوء العشرة مع نسائهم لان قوله عليه السلام الله الله في النساء بمنزلة ان يقال اتقوا الله في
اپنی امت کو عورتون کی ساتھہ بدمعاشگی سے ڈرایا ہے اسلئے کہ قول علیہ السلام الله الله في النساء بمنزلہ اس قول کے ہے عورتون کی باب مین اللہ سے ڈرو

امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل لكونهن في ايديكم كالاسارى بل عاشروهن بالمعروف كما قال الله تعالى وعاشروهن
سو اونکا حق نہ ستاؤ کیونکہ وے تمہاری قابو مین قیدیون کی مثال ہین بلکہ اونکی ساتھہ خوبی سے گذران کرو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور گذران کرو عورتون

بالمعروف فانکم اخذتموهن بعهد الله الذی عهد الیکم من الرفق بهن والشفقة علیهن واستحللتم فروجهن
معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پہ لیا ہی جوکہ اللہ تعالی نی اونکی ساتہہ نرمی کا اور اون پر شفقت کا تمسی عہد کیا ہی اور تمنی اونکی فرج کو اللہ کی

بامر الله تعالی وحکمه فان نقضتم عهده الذی عهد الیکم فی حقهن وخنتم فی امانته ینتقم منکم لهن
حکم سی حلال کیا ہی پہر اگر تمنی اللہ کا عہد توڑا جو تمہاری ساتہہ اونکی حق میں کیا ہی اور اوسکی امانت مین خیانت کی تو اللہ تمسی اونکا بدلہ لیگا

وذلک لانهن اماء الله تعالی فمن تزوجهن بامر الله تعالی وحکمه تکن عنده امانة وودیعة من الله تعالی
اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ کی لونڈیان ہین پہر جسنی اونکو اللہ تعالی کی حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ اوسکی پاس اللہ تعالی کی امانت اور سپردگی مین ہین

فاذا اذاهن بالباطل ولم یعاشرهن بالمعروف بصبر کانه نقض عهده تعالی وخان فی امانته فینتقم منه لهن
پہر جسنی اونکو ناحق ستایا اور خوبی سی گذران نکی تو گویا اوسنی اللہ کا عہد توڑ دیا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اللہ اوس سی اونکا بدلہ لیگا

فعلی هذا یلزم للرجل حسن الخلق معهن واحتمال الاذی منهن وعدم الالتفات الی بعض معایبهن ما لم یکن اثما
اس بیان کی موافق مرد کو لازم ہی کہ اونکی ساتہہ نیک چلن برتی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور بعضی عیبون پر ترحم کی راہ سی جبتک گناہ نہون توجہ نکری

ترحما علیهن لقصور عقولهن وقد کان بعض العلماء یقول الاحتمال علی اذی واحد من المراة فهو فی الحقیقة احتمال
کیونکہ کم عقل ہوتی ہین اور بعضی علماء کا قول ہی کہ عورت کی ایک ایذا پر برداشت کرنی حقیقت مین بہت سی ایذاؤں کی برداشت ہی

علی اذیة کثیرة اذ فی ذلک الاحتمال الواحد نجاة الولد من اللطمة والقدر من الکسر والثوب من الخرق بل ینبغی له ان
کیونکہ ایک برداشت کرنی مین فرزند کی نجات طمانچہ کہانی سی اور ہانڈی کی نجات ٹوٹنی سی اور کپڑی کی نجات پہٹنی سی ہی بلکہ خاوند کو لازم ہی

یزید علی احتمال الاذی الملاعبة معهن فیلاعبهن بما لا اثم فیه فان ملاعبة الرجل مع نسائه لیست من اللهو
کہ ایذا کی برداشت پر اونکی ساتہہ ملاعبت زیادہ کری سو اونکی ساتہہ وہ کہیل کیا کری جسمین گناہ نہو بیشک ملاعبت خاوند کی بی بی کی ساتہہ لہو باطل مین داخل

الباطل الذی نهی عنه فی الدین بل هی من اللهو الجائز الذی رخص فیه فی الدین فانه علیه السلام کان یمزح مع
نہین ہی جسکی دین مین ممانعت ہی بلکہ یہہ لہو جائز ہی جسکی دین مین اجازت ہی بیشک نبی علیہ السلام ازواج کی ساتہہ خوش طبعی کیا کرتی تہی

نسائه وینزل الی درجة عقولهن حتی روی انه علیه السلام کان یسابق مع عائشة فی العدو وجاء فی الخبر انه ع
اور اونکی ہی موافق پہنچاتی تہی یہان تک روایت ہی کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کی ساتہہ شرط کرکر دوڑتی اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام

کان من افکه الناس مع نسائه ای من اطیبهم وامزحهم معهن وروی انه علیه السلام قال خیرکم خیرکم لاهله
ازواج کی ساتہہ سب سی زیادہ ظرافت کرتی یعنی اونکی ساتہہ بہت خوش خلقی اور بہت مزاح فرماتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم مین اچہا وہ ہی جو اپنی بی بی کی

وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله لکن لا ینبغی له ان ینبسط
اچہا ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سب مومنون مین کامل ایمان والا وہ ہی جو اپنی اہل کی ساتہہ نیک خلق اور لطف برتی لیکن ایسا بہی نچاہئی

معهن فی حسن الخلق والملاعبة الی حد یفسد خلقهن ویسقط بالکلیة هیبته عندهن بل یراعی الاعتدال فی
کہ اونکی ساتہہ اس درجہ کا حسن خلق اور ملاعبت برتی کہ اونکی عادت بگڑ جاوی اور اونسی سراسر ہیبت جاتی رہی بلکہ اس باب مین اعتدال کا لحاظ رکہی

ذلک فلا یدع الهیبة والانقباض مهما رای منهن منکرا ولا یفتح باب المساعدة البتة بل مهما رای منهن ما یخالف الشرع
سو ہیبت اور دباؤ موقوف نکری اگر اونسی کچہہ بری بات دیکہی تو دروازہ امداد کا بالکل نکہولی بلکہ اونسی جب کوئی امر خلاف شرع دیکہی

یغتضب لان الله تعالی جعله قواما علیهن حیث قال الرجال قوامون علی النساء فیلزمه ان یقوم علیهن بالامر والنهی
تو غصہ کری کیونکہ اللہ تعالی نی مرد کو عورتون پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی مرد حاکم ہین عورتون پر سو مرد کو لازم ہی کہ اونپر حکومت کی ساتہہ قایم رہی

ولا یتغافل عن مبادی الامور التی یخشی غوائلها بل ینبغی له ان یکون صاحب غیرة لکن لا یبالغ فی التعنت واساءة
اور ایسی کام کی ابتداء ہی سی غفلت نکری جسکی بد انجامی کا خوف ہو بلکہ یون چاہئی کہ غیرت کی ساتہہ رہی لیکن غایت درجہ کی عیب جوئی اور بدگمانی

الظن وتجسس البواطن اذ روي انه عليه السلام نهى ان تتبع عورات النساء وفي لفظ ان يتعنت النساء فان غيرة
اور باطن کی تلاش نکری اسلیئے کہ روایت ہی نبی علیہ السلام سی کہ عورتوں کی چھپی باتین تلاش کیجاوین اور ایک روایت مین ہی کہ عورتوں کی عیب جوئی کریں

الرجل على اهله من غير ريبة يبغضها الله تعالى كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يبغضها الله تعالى
کیونکہ مرد کی غیرت بی بی پر بدون وقوع شبہ کی اللہ تعالی کو ناپسند ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی

وهي غيرة الرجل على اهله من غير ريبة لان ذلك من سوء الظن الذي وقع النهي عنه فان بعض الظن اثم واما الغيرة
یعنی مرد کی غیرت بی بی پر بدون شبہ کی کیونکہ یہہ صرف بدگمانی ہی جسکی ممانعت واقع ہوئی ہی بیشک بعضی گمان گناہ ہین اور جو ہی وہ غیرت

في محلها فلا بد منها وهي محمودة لما روي انه عليه السلام قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان ياتي
جو ٹہیک سر ہو وہ تو ضرور چاہیئی اور محمود ہی اسلیئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کو غیرت اسپر آتی ہی

المؤمن ما حرمه الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اني لغيور وما امرء لا يغار الا منكوس القلب والطريق
کہ مؤمن ہوکر حرام کام عمل مین لاوی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مین بڑا غیرت والا ہون اور کون شخص ہی کہ غیرت نکری مگر اوندہی دل اور وہ طریق

المغني عن الغيرة ان لا يدخل عليهن رجل ولا يخرجن الى الطرقات بعد من عدم الغيرة فيلزم للرجل ان يمنع زوجته
کہ بیغیرتی سی بچا دی یہہ ہی کہ کوئی مرد انکی پاس نہ آنی پاوی اور عورتین باہر رستہ پر نجایا کرین کیونکہ عورتون کا رستہ پر جانا یہہ ہی بیغیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ

عن الخروج من البيت ولا ياذن لها بالخروج الا في مواضع مخصوصة وهي ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل
بی بی کو گہر مین سی نہ نکلنی دی اور سوا کسی خاص جگہ کی نکلنی کی اجازت ندی اور وہ جگہہ ہین جو خلاصہ والی نی مجموع النوازل مین سی نقل کی ہین

يجوز للزوج ان ياذن لها بالخروج الى سبعة مواضع زيارة الابوين وعيادتهما وتعزيتهما او احدهما وزيارة المحارم
خاوند کو جائز ہی کہ بی بی کو سات جگہ جانی کی اجازت دی ماباپ کی ملاقات کو بیمار پرسی کو اور دونو کی یا ایک کی تعزیت کو اور محرمون کی ملاقات کو

ويعد بيان هذه السبعة قال فان كانت قابلة او غسالة او كان لها حق على اخر او لاخر عليها حق تخرج بالاذن وبغير الاذن
اور یہہ سات جگہ بیان کرکر کہا پہر اگر وہ عورت دائی ہو یا مردہ شو یا اوسکا حق کسی پر یا کسیکا حق اسپر آتا ہو تو با اجازت اور بلا اجازت چلی جایا کری

وفيما عدا ذلك من زيارة الاجانب وعيادتهم والوليمة لا ياذن لها ولو اذن وخرجت كانا عاصيين والاذن قد
اور ایسی موقع کی سوا جنبیون کی ملاقات اور بیمار پرسی کو اور ولیمہ مین اجازت ندیوی اور اگر خاوند نی اجازت دی اور وہ چلی گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت بعضی

يكون بالسكوت وهو كالقول لان النهي عن المنكر فرض وان ارادت ان تخرج الى مجلس العلم بغير رضى الزوج ليس لها
وقت خاموشی سی بہی ہو جاتی ہی اور یہہ خاموشی مانند بولنی کی ہوتی ہی اسلیئے کہ ممانعت بری بات سی فرض ہی اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس مین بدون مرضی خاوند کی جاوی

ذلك الا ان يقع لها نازلة وامتنع الزوج من السوال لها فحينئذ يسعها الخروج من غير رضى الزوج لان طلب العلم فيما
تو اوسکو اختیار نہین ہی ہان اوس صورت مین کہ کوئی واقعہ پیش آوی اور خاوند پوچہہ کر نہ بتاوی تب اب بی مرضی خاوند کی جانی کی گنجایش ہی اسلیئے کہ علم کی تلاش حاجت

يحتاج اليه فرض على كل مسلم ومسلمة فيقدم على حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا يسعها الخروج وان
کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہی سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی عالم سی پوچہہ کر بتا دیا تو پہر باہر جانی کی گنجایش نہین ہی اور اگر

لم يقع لها نازلة لكن ارادت ان تخرج الى مجلس العلم لتتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان كان الزوج يحفظ المسائل
اوسکو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر دل چاہتا ہی کہ مجلس علم مین جاوی تاکہ مسائل وضو اور نماز کی سیکہہ لی اب اگر خاوند کو مسایل یاد ہین

ويذكرها عندها فله ان يمنعها وان كان لا يحفظ فالاولى ان ياذن لها احيانا وان لم ياذن لا شيء عليه ولا يسعها
اور اوسکو بتاتا رہتا ہی تو اوسکو منع کرنیکا اختیار ہی اور اگر خاوند کو مسایل نہین آتی تو اولی یہہ کہ کبہی کبہی اجازت دیا کری اور اگر اجازت ندی تو اوسپر کچہہ الزام نہین ہی اور نہ وہ

الخروج ما لم يقع لها نازلة وان خرجت من بيت زوجها بغير اذنه يلعنها كل ملك في السماء وكل شيء تمر عليه الا الانس والجن
جا سکتی ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر بی بی خاوند کی گہر مین سی بی اجازت چلی جاوی تو اوسپر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ مین آتی ہین لعنت کرتی

والحاصل

والحاصل ان خروجها من بیت زوجها بغیر اذنه حرام علیها واذا خرجت باذنه تخرج غیر متزینة فی هیئة رثة وتطلب
خلاصہ یہہ ہی کہ عورت کا خاوند کی گہر مین سی بی اجازت باہر نکلنا اوسپر حرام ہی اور اگر اجازت سی نکلی تو پردہ بہی نہ کالا ہیئت بنا کر نکلی اور ڈھونڈے
المواضع الخالیة دون الشوارع والاسواق ولا تخرج عطرة متزینة ولا تتحدث مع رجل فی الطریق لما روی ان عمر رای
رستہ سی جاوی شارع بہ بازار اور مجمعون کو نہ جاوی اور خوشبو لگا کر بن ٹھن کر نجاوی اور رستہ مین کسی مرد سی نہ بولی کیونکہ روایت ہی کہ عمر رض نی ایک
امراة مع رجل یتحدثان فی الطریق فضربها بالدرة فقال الرجل هی امراتی یا امیر المؤمنین فقال له عمر لو کانت امراتك
عورت کو مرد سی رستہ مین بات کرتی دیکہا تو درہ لکڑی کوڑی ماری اوس مرد نی کہا یا امیر المؤمنین یہہ عورت میری بی بی ہی عمر رض نی جواب دیا اگر تیری بی بی ہی تو
فلم لم تدخلها فی بیتك حتی لا یتهمك احد فی الطریق ولا تخرج الی الحمام وان اذن لها زوجها لما روی عن عائشة انه علیه
گہر مین کیون نہ بیٹھائی تا کہ رستہ مین کوئی تجہہ پر تہمت نہ لیتا اور عورت حمام مین نجاوی اگرچہ خاوند اجازت دیوی اسلئی کہ عائشہ رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ
السلام قال الحمام حرام علی نساء امتی فان اقتضت الضرورة الی دخولها فی الحمام لعذر المرض والنفاس یشترط ان تدخل
السلام نی فرمایا میری امت کی عورتون پر حمام حرام ہی پہر اگر حمام مین جانیکی کوئی ضرورت آ لگی کسی مرض یا نفاس کی عذر سی تو یہہ شرط ہی کہ ننگی
بمئزر ولا یکون فیه احد من النساء مکشوف العورة ولا تخرج بزینة فاذا لم یوجد واحد من هذه الشروط لا یحل لها
نہ جاوی اور وہان کوئی عورت ننگی نہو اور سنگار کر کر نہ نکلی پہر اگر ایک بہی شرط فوت ہوویگی تو حمام مین جانا
الخروج الی الحمام وکذا لا یحل لها الخروج الی المقابر لما ذکر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراة الی
حلال نہین ہی اور ایسی ہی عورت کو گورستان مین جانا حلال نہین ہی اسلئی کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کسینی قاضی سی پوچہا کہ عورت کو گورستان مین جانا
المقابر فقال لا تسئل عن الجواز فی مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج کانت فی
جایز ہی یا نہین جواب دیا ایسی مقام پر جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہہ کہ اوسپر کتنی لعنت برستی ہی کیونکہ وہ عورت جبہی جانیکا ارادہ کرتی ہی تو اللہ تعالی
لعنة الله تعالی وملئکته واذا خرجت تحفها الشیاطین من کل جانب واذا اتت القبر یلعنها روح المیت واذا رجعت
اور اوسکی فرشتون کی لعنت مین رہتی ہی اور جب نکلتی ہی تو ہر طرف سی شیاطین کہیر لیتی ہین اور جب قبر پر آتی ہی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب پہرتی ہی
یکون فی لعنة الله تعالی وملئکته حتی تعود الی منزلها وفی الخبر ایما امراة خرجت الی مقبرة یلعنها ملئکة السموت
تو اللہ تعالی اور اوسکی فرشتون کی لعنت مین ہوتی ہی جبتک اپنی گہر پہنچی اور ایک اور حدیث مین ہی جو عورت گورستان مین جاوی اوسپر ساتون آسمان
السبع والارضین السبع وتمشی فی لعنة الله تعالی وایما امراة دعت للمیت بخیر ولم تخرج من بیتها یعطیها الله تعالی
اور ساتون زمین کی فرشتہ لعنت کرتی ہین اور اللہ کی لعنت مین جاتی ہی اور جو عورت گہر مین بیٹھی ہوئی مردہ کیلئی دعاء خیر کرتی ہی تو اوسکو اللہ تعالی
ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابی هریرة انه علیه السلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب داره فاتت فاطمة
حج اور عمرہ کا ثواب دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد مین سی نکل کر اپنی گہر کی دروازہ پر ٹہر گئی وہین فاطمہ آ گئین
فقال لها من این جئت قالت خرجت الی منزلة فلانة التی ماتت فقال هل ذهبت قبرها قالت معاذ الله ان افعل
آپ نی پوچہا تو کہان سی آتی عرض کیا مین فلانی عورت کی گہر گئی تہی وہ جو مرگئی ہی پہر آپنی پوچہا کیا اوسکی قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا کی پناہ مین ایسا کرتی
شیئا بعد ما سمعت منك فقال لو زرت قبرها لم تریحی رائحة الجنة وروی انه علیه السلام لما قدم المدینة
بعد اسکی کہ آپ سی سن چکی ہون جو سنا پہر فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہ سکتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لائی
خرج الی جنازة فرای النساء یتبعن فقال هن اتحملین مع من یحمل فقال لا فقال علیه السلام اتصلین مع من یصلی
تو ایک جنازہ کی ساتہہ چلی دیکہا کہ عورتین پیچہی چلی آتی ہین آپ نی فرمایا کیا تم سب کی ساتہہ جنازہ اوٹہاؤگی عرض کیا نہین پہر آپ نی فرمایا کیا سب کی ساتہہ نماز
فقلن لا فقال انصرفن مازورات غیر ماجورات فدل ذلك علی ان المراة لا یباح لها تشییع الجنازة ولا الخروج الی المقبرة
پڑہوگی عرض کیا نہین پہر آپنی فرمایا کہ ہٹو کی گنہگار۔ وکری ثواب اس سی معلوم ہوا کہ عورت کو جنازہ کی ساتہہ جانا مباح نہین ہی اور نہ قبرستان مین جانا

بل لا بد لها ان تكون قاعدة في قعر بيتها ملازمة لمغزلها من حين تزفت الى زوجها الى ان تزف الى قبرها ولا تخرج من

بلکہ عورت کو یہہ لازم ہی کہ گہر کی اندر بیٹہی ہو چرخہ کاتا کری جب سی کہ خاوند کی پاس آئی ہی جبتک کہ گور مین جاویگی اور گہر سی باہر

بيتها بغير اذن زوجها قال ابن الهمام وحيث ابيح لها الخروج فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة الى ما لا يكون

بدون اجازت خاوند کی نہ نکلی ابن الہمام کہتی ہین عورت کو جہان جانا مباح ہی تو اس شرط سی کہ سنگار نہ کری اور ایسی ہیئت بنالی کہ اوسپر مرد کو

داعيا الى نظر الرجال واستمالتهم اذ قال الله تعالى ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى والتبرج على ما ذكر في الصحاح اظهار

نظر کی رغبت اور میلان نہوئی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور دکہلاتی نہ پہرو جیسی دکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج کی معنی مطابق بیان صحاح

المرأة زينتها ومحاسنها للرجال وكان ذلك عادة نساء اهل الجاهلية الاولى وهي على ما قيل ما بين آدم ونوح عليهما السلام فنهى

دکہلانا عورت کا اپنا سنگہار اور خوبی مردون کو اور جاہلیت اولی مین عورتون کی یہہ عادت تہی اور جاہلیت اولی موافق ایک قول کی آدم علیہ السلام سی نوح علیہ

الله المومنات عن التشبه بهن وامرهن بالقرار في بيوتهن فان المرأة كلما كانت مخفية من الرجال يكون دينها اسلم لما

السلام تک ہی سو اللہ تعالی نی مومنہ عورتون کو اونکی مشابہت سی منع کیا اور انکو حکم دیا کہ اپنی گہرون مین بیٹہی رہو بیشک عورت جبتک مردون سی پوشیدہ رہیگی اوسکا دین

روي انه عليه السلام قال لابنته فاطمة اي شيء خير للمرأة قالت ان لا ترى رجلا ولا يراها رجل واستحسن قولها

سلامت رہیگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی حق مین کیا بہتر ہی عرض کیا نہ وہ مرد کو دیکہی اور نہ مرد اوسکو دیکہی سو آپ نی اونکا قول

وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب النبي عليه السلام يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا

پسند کر کر سینہ سی لگالیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور نبی علیہ السلام کی اصحاب دیوارون کی سوراخ اور روشندان بند کردیا کرتی تہی تاکہ

تطلع النساء على الرجال ورأى معاذ امرأته تطلع في كوة فضربها فينبغي للرجل ان يفعل كذلك ويمنع امرأته عن مثل ذلك

عورتین مردون کو نہ جہانکین اور معاذ نی اپنی بی بی کو روشندان سی جہانکتی ہوئی دیکہلیا تو اوسکو خوب مارا سو مرد کو بہی لازم ہی کہ ایسا ہی کیا کری اپنی بی بی

ثم انهم ان كان في قلبها بدعة يزيلها ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس

منع کری پہر اگر عورت کی دلمین کوئی بدعت ہو تو اوسکو دفع کری اور اوسکو عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ کا تلقین کری اور مسائل نماز کی اور حیض اور نفاس کی

ما تحتاج اليه وان تساهلت في امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤدبها لكن يتدرج في تاديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف

اور جو حاجت پڑتی ہو سب سکہادیوی اور اگر دین کی باب مین سستی کرتی ہو یا بی نماز ہو تو ادب دیوی لیکن اسکی ادب دینی مین آہستگی برتی پہلی تو زبانی پندد ی اور خدا سی

بالله تعالى وان لم ينجع يولي اليها ظهره في المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها ثلث ليال وان لم ينجع يضربها ضربا

ڈرادی اگر باز نہ آوی تو سوتی مین غصہ سی اوسکی طرف پشت کر لی یا اوس سی جدا سوئی اور تین رات تک اوس سی الگ رہی پہر بہی نہ باز آوی تو اتنا ماری

غير مبرح بحيث يولمها ولا يكسر عظمها ولا يدمي جسمها ولا يضرب وجهها لورود النهي عنه فان لم ينجع يطلقها كما

کہ ہڈی نہ ٹوٹی ایسا کہ دکہہ تو ہو اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اوسکا بدن ہی لہو لہان نہو جاوی اور مونہہ پر نہ ماری اسکی ممانعت آئی ہی اب بہی نمانی تو طلاق دیدی چنانچہ

قال قاضيخان في فتاواه رجل له امرأة لا تصلي يطلقها وان لم يكن له مال يوفيها مهرها وقال البزازي لان يلقى الله تعالى

قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی ایک شخص کی بی بی بی نماز ہو اوسکو طلاق دیدی اگرچہ خاوند کی پاس اتنا مال نہو کہ مہر پورا کردی اور بزازی کہتا ہی اگر مرد مہر

ومهرها في عنقه اولى من ان يطأ امرأة لا تصلي وقد مدح الله تعالى اسمعيل النبي عليه السلام بقوله وكان يامر

گردن پر لیکر اللہ کی سامنی جاوی تو اس سی بہتر ہی کہ عورت بی نماز سی وطی کری اور بیشک اللہ تعالی نی اسمعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا

اهله بالصلوة والزكوة وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لانفتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان

اپنی گہر والون کو نماز اور زکوۃ کا اور کہتی ہین کہ اہل بیت کو نماز پر مستعد کرنی سی دروازہ روزی کا کہلتا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ

يضرب المرأة على اربع احدها الخروج عن منزله بغير اذنه بعد ايفائها مهرها والثانية ترك الزينة اذا اراد الزوج الزينة

بی بی کو چار بات پر ماری ایک تو اوسکی بی اجازت گہر سی نکلنی پر جب کہ اپنا مہر لی چکی ہو اور دوسری سنگار نکرنی پر اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی

والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة ترك الصلوة ترك الغسل
اور تیسری کہا نہ ماننی ہے جس وقت خاوند جماع کی رغبت کرے اور وہ عورت پاک ہی ہو اور چوتھی نماز نہ پڑھنی ہے اور جنابت اور حیض سے غسل نہ کرنا بھی قائم

عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج اخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك لكن ان لم يفعل فهو اجود
مقام ترک صلوۃ کی ہی پھر اگر خاوند دوسرا نکاح کیا چاہے اور یقین کرتا ہو کہ دونوں میں عدالت کریگا تو جائز ہے لیکن اگر نکاح نہ کریگا تو ثواب ہوویگا

لترك ادخال الغم عليها لاسيما عند كونها امراة صالحة فان صلاحها نعمة عظيمة لا يكافيها شكر وان خاف ان لا يعدل
کیونکہ بی بی کو غم سے بچایا خاص اس صورت میں کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اوسکا تقوی بڑی نعمت ہے اسکا شکر ادا نہیں ہو سکتا اور اگر یہہ خوف ہو کہ عدالت

بينهما لا يجوز ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا بقوله فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث
نہ کر سکونگا تو جائز نہیں کہ دوسرا نکاح کرے اسلئے کہ اللہ تعالی نے اگرچہ اوسکو حلال تو کیا ہے اس آیت میں سو نکاح کرو جو تمکو خوش آویں عورتیں دو دو اور تین تین

وربع الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم الا تعدلوا فواحدة فان من كانت له امرأتان او اكثر يجب عليه
اور چار چار پر اللہ تعالی نے اوسکی بعد فرمایا ہے پھر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نکرو تو بس ایک ہی بیشک جسکی پاس دو عورتیں ہوں یا زیادہ تو اوسپر واجب ہے

ان يقسم ويعدل بينهن سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام ولياليها
کہ اونمیں برابر قسم اور عدالت کرے برابر ہے کہ بیبی چنگی ہو یا بیمار پھر اونمیں سے ہر ایک کے پاس ایک دن رات یا تین دن تین رات رہا کرے

ولا يقيم عند احديهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثيب والبكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة
اور کسیکے پاس اس سے زیادہ نہ ٹھہرا کرے ہاں اونکی اجازت سے مضائقہ نہیں اور رانڈ اور کنواری اور قریب بلوغ اور بالغہ اور ہوشیار اور باولی اور مسلمہ

والكتابية والصحيحة والمريضة سواء كانت الجديدة بكرا او ثيبا فانه ان قام عند الجديدة ثلثة ايام او سبعة
اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہیں اگرچہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ بیشک اگر خاوند نئی کے پاس تین دن یا سات دن رہے

ايام يقيم عند العتيقة مثل ذلك ولا يميل الى بعضهن لما روي انه عليه السلام قال من كانت له امرأتان فمال الى
تو قدیمی کے پاس بھی وتنا ہی رہے اور بعضی کی طرف زیادہ میلان نہ کرے اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جسکی پاس دو عورتیں ہوں پھر ایک کی طرف

احديهما جاء يوم القيمة واحد شقيه ساقطة يعني ان احد جنبيه يكون مجروحا ساقطا بحيث يراه اهل العرصات
رغبت کرے تو قیامت کے دن ایسی حالت میں آویگا کہ اوسکی ایک جانب گری ہوئی ہوگی یعنی اوسکی کروٹ ایسی زخمی گری ہوئی ہوگی کہ اہل عرصہ سب دیکھینگے

ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الافتضاح اشد العذاب لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب
تاکہ یہہ رسوائی اور زیادہ عذاب ہووے کیونکہ رسوائی میں سخت تر عذاب ہوتا ہے لیکن یاد رکھنی کی بات ہے کہ قسم اور عدالت یہہ بھی خرچ دینے میں

في العطاء والمبيت دون الحب والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار والوقاع يبتني على النشاط فلا يقدر على التسوية
اور سونے میں واجب ہے محبت میں اور جماع میں واجب نہیں اسلئے کہ محبت اختیاری نہیں ہوتی اور جماع نشاط دلی پہ موقوف ہے انمیں برابری کی قدرت نہیں

فيهما لما روي انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه ويعدل ثم يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك
ہے اسواسطے کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں قسم اور عدالت کیا کرتے پھر کہتے یا الہی مجھسے یہہ ہو سکتا ہے جسکا مجھے اختیار ہے سو مجھکو ملامت مت کرنا

ولا املك قيل اراد به الحب لان عائشة كانت احب نسائه اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام
جسمیں تیرا اختیار ہے اور میں مختار نہیں کہتے ہیں کہ اس سے محبت مراد ہے اسلئے کہ عائشہ رض آپکو سب ازواج سے زیادہ تر محبوب تہیں اور تمام ازواج کو یہہ حال معلوم تھا لیکن نبی علیہ السلام

كان يقسم ويعدل في العطاء والبيتوتة حتى في مرضه الذي توفي فيه اذ روي انه عليه السلام كان يطاف به
دینے میں اور رہنے میں برابر قسم و عدالت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ مرض الموت میں بھی اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو مرض کے اندر ہر روز اوٹھا کر پھرا کرتے

محمولا في مرضه كل يوم وليلة فيبيت عند كل واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا اين انا غدا ففطنت ازواجه انه يريد
تھے پھر شب کو ہر ایک کی ہاں رہا کرتے اور پوچھا کرتے کل کہاں کی باری ہے کل کہاں کی باری ہے اس سے ازواج سمجھ گئیں کہ عائشہ کی باری

يوم عائشة فاذنّ له ان يكون حيث شاء فقال هل رضيتن بذلك فقلن نعم قال عليه السلام حولوني الى بيت عائشة

پوچھتی ہین پہر سب نی اجازت دیدی کہ آپ جہان چاہین رہین پہر آپنی پوچہا تم سب اسپر راضی ہو عرض کیا ہان علیہ السلام نی فرمایا مجکو عائشہ کی گھر پہنچاو

فكان في بيتها حتى مات عندها ومما يجب على الزوج من حقها ان يؤدي اليها مهرها كملا ان كان قادرا على ادائه وان لم

پہر عائشہ کی گہر رہی یہان تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی کا جو حق خاوند پر واجب ہی یہہ ہی کہ اوسکا پورا مہر ادا کردی اگر قدرت ادا کی رکہتا ہو اور اگر

يكن قادرا على ادائه ينوي ان يؤديه اذا قدر واذ قال الله تعالى واتوا النساء صدقتهن نحلة اى فريضة من الله تعالى فان

ادا کی قدرت نہین ہی تو ادا کی نیت رکہی جب قدرت پاوی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی دیدو اور عورتون کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ تعالی کا فرض کیا ہوا بیشک

اعطاء النساء مهورهن مما فرض الله تعالى في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدي اليها مهرها يجيء يوم القيمة زانيا لما

عورتون کو مہر دیدینا دین وملت مین اللہ ہی کا فرض کیا ہوا ہی پہر جسکی یہہ نیت ہو کہ بی بی کا ادا نکری تو قیامت کی دن زانی ہو کر آویگا اسلئی

روي انه عليه السلام قال ايما رجل تزوج امرأة على ما قل من المهر او كثر ليس في نفسه ان يؤدي اليها حقها لقي الله تعالى

کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ جس شخص نی کسی عورت سی نکاح کیا مقدار مہر کمتر پر یا اتنی زیادہ پر کہ اوسکی ادا کرنی کی نیت نہین تو اللہ کی پاس

وهو زان ولا يطلب منها المهلة لاداء مهرها الا ان يكون فقيرا ان توجله المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تهب له مهرها

زانی ہو کر آویگا اور مہر ادا کرنیکی واسطی بی بی سی مہلت نہ مانگی ہان اگر کنگال ہو تو بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی کچہہ زور نہین ہی اور یہہ دباؤ نہ ڈالی کہ

لانه تعالى بعد ما قال واتوا النساء صدقتهن نحلة قال فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا فمعناه

مہر بخشدی اسلئی کہ اللہ تعالی اس آیت کی بعد اور دی ڈالو عورتون کو اونکی مہر فرماتا ہی پہر وہ اگر دلکی خوشی سی تمکو کچہہ چہوڑ دین تو وہ کہاؤ رچتا پچتا سو اس

على ما في التفسير وانوار التنزيل انهن ان وهبن لكم بعضا من الصداق عن غاية الرضاء وطيب القلب بلا اكراه ولا اقتداء

آیت کی معنی تفسیر انوار التنزیل میہ ہین بیشک اگر عورتین تمکو کچہہ مہر مین سی بخشدین عین رضا اور دلکی خوشی سی بی دباؤ اور نہ بد معاملگی کرنیسی

من سوء العشرة فانتفعوا به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستكثار لاستيهابه مكروه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح بيد الزوج ان شاء

سووہ کہاؤ پیؤ بدون بہجی پرسی اس آیت سی معلوم ہوا کہ زیادہ خواہش کرنی مہر بخشوانی کی مکروہ ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی جیسی کہ عقد نکاح خاوند کی اختیار

يمسكها وان شاء يرسلها بلا اختيار منها كذلك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وذمته فعقد النكاح يجرها اليه وسلسلة

مین رکہا ہی اگر چاہی بی بی کو روک رکہی اور اگر چاہی اوسکو چہوڑ دی عورت کو کچہہ اختیار نہین ہی ایسی ہی مہر کی زنجیر خاوند کی گردن مین ڈالدی ہی اوسکا ذمہ کیا سو عقد نکاح عورت کو خاوند کی

المهر يجره اليها فاستيهاب كل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة ونوع من الظلم ولا يطلقها بغير ضرورة

خاوند کو عورت کی طرف کہینچتی ہی سو کل مہر بخشوانا عورت کی حق تلفی ہی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمین بی انصافی اور ایک طرح کا ظلم ہی اور بی بی کو بی ضرورت

الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من ابغض المباحات عند الله تعالى

طلاق نہ دیوی ہان اگر بد خو بد مزاج بی دین بی نماز ہووی تو خیر اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر مباحات مین سی اللہ تعالی کی نزدیک بہت ناپسند

لما فيها من الايذاء ولا يباح ايذاء الغير من غير ضرورة الا بجناية من طرفها فاذا عزم على تطليقها بسبب الضرورة ينبغي له ان

ہی کیونکہ اسمین ایذا دہی ہی اور بلا ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی مگر عورت کی خطا پر پہر جب کسی ضرورت مین طلاق دینی کا ارادہ کری تو چاہیئی

يراعي عدة امور احدها ان يطلقها في طهر لم يجامعها فيه لان الطلاق في الحيض والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني

کہ کئی بات کا لحاظ رکہی ایک تو یہہ کہ ایسی طہر مین طلاق دی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین اور ایسی طہر مین کہ جماع کر چکا ہو حرام ہی دوسری یہہ

ان يقتصر على طلقة واحدة ولا يجمع بين الثلث لانه بدعي قبيح والطلقة الواحدة بعد انقضاء العدة تفيد المقصود مع انه

کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق اکہٹی نہ دی کیونکہ یہہ بدعی قبیح ہی اور ایک طلاق سی ہی بعد گذر جانی عدت کی وہ ہی مقصود حاصل ہوتا ہی

ابعد من الندم لتمكنه من التدارك بالرجعة في العدة وبتجديد النكاح بعد العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك

باوجودیکہ ندامت سی بہت الگ ہی کیونکہ اسکا تدارک کر سکتا ہی عدت مین تو رجعت سی اور بعد عدت کی نئی نکاح سی اور اگر اوسکو تین طلاق دیدین تو بعضی دفعہ خاوند

الا بالحلة وعقد الحلة منهي عنه وورد فيه اللعن ويكون هو الداعي فيه ويحتاج الى الصبر مدة مع كون قلبه متعلقا

اوسکا تدارک نہیں ہو سکتا اور حلالہ کی ممانعت آئی ہی اسمین لعنت وارد ہوئی ہی اوراسمین یہہ ہی شخص باعث ٹہریگا اور مدت تک صبر کرنا پڑیگا ایسی حالت

بزوجة الغير فيرجوان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل ذلك ثمرة الجمع وفي الواحدة يحصل المقصود من

مین کہ دل بیگانی جورو کی طرف لگا رہیگا اس امید پر کہ وہ کب طلاق دیگا کہ بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ سب ثمرہ ایسا تین طلاق کی ثمرہ ہین اور ایک طلاق مین

غير محذور والثالث ان يتلطف في تطليقها من غير عنف ولا استخفاف ويطيب قلبها بان يعطيها شيئا زائدا على مهرها على

بی خطرہ مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی زشتی اور تحقیر سی پیش نہ آوی اور اوسکا دل خوش کردی اسطور کہ مہر کی سوا کچہہ اور بہی

طريقة المتعة وهي درع وخمار وملحفة عوضا عن ايحاشها والرابع ان لا يفشي سرها ثم ان مات طلقها على مال وهو الخلع يكره له

بطور امداد فائدہ کی اونکو دیا کا یعنی کرتا اور اوڑہنا اور لحاف یہہ وحشت دینی کا عوض ہی اور چوتہی اوسکا بہید نہ ظاہر کری پہر اگر اوسکو مال پر طلاق دی جو خلع

ان ياخذ ذلك المال ان كان النشوز من جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا تزيد في ايحاشها باخذ المال وقد قال الله تعالى

کہلاتا ہی تو مرد کو وہ مال لینا مکروہ ہی اگر خاوند کی طرف سی بد مزاجی ہوئی ہی اسلئی کہ ایک تو طلاق دیکر ستایا پہر مال لیکر زیادہ نہ ستاوی اور بیشک اللہ تعالی فرماتا

وان اردتم استبدال زوج مكان زوج وآتيتم احديهن قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا فانه تعالى نهى عن اخذ شيء

ہی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور دی چکی ہو ایک کو ڈہیر مال تو پہیر نہ لو اوسمین سی کچہہ کیونکہ اللہ تعالی تہوڑا لینی سی بہی منع کرتا ہی

يسير من القنطار الذي هو المال الكثير فضلا عن الكثير وان كان النشوز من جانبها يكره ان ياخذ الزايد على ما دفع

قنطار مین سی جو بہت مال ہوتا ہی بہت لینی کا تو کیا ٹہکانا اور اگر عورت کی طرف سی بد مزاجی ہو تو جتنا مہر ادا کیا ہی اوس سی زیادہ لینا مکروہ ہی

اليها من المهر ثم ان اكرهها على الخلع والتزمت ان تعطيه مالا للخلاص منه او اسقطت ما عليه من المهر ونحوه لا لرضا

پہر اگر خاوند نی اوسپر خلع کی لئی زور کیا اور عورت نی ادا بنا تسلیم کیا تا کہ اوسکی پنجہ سی بچی یا مہر وغیرہ اوسکی ذمہ سی ساقط کر دیا تو

شرط في لزوم المال وسقوطه والاكراه عدم الرضاء على ما بين في موضعه وان مات زوجها وارادت ان تكون في

اسلئی کہ مال لازم ہو جانی مین اور ساقط ہونی مین رضامندی شرط ہی اور اکراہ مین رضامندی نہیں ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہو چکا ہی اور اگر اوسکا خاوند مر جاوی اور

الاخرة زوجته ينبغي لها ان لا تتزوج زوجا آخر لان المراة تكون في الاخرة لآخر ازواجها على ما روي ان ابا سفيان خطب

بی بی یہہ آرزو کری کہ آخرت مین ہم خاوند کی بی بی ہوں تو اب دوسرا خاوند نہ کری اسلئی کہ عورت آخرت مین پچہلی خاوند کی جورو ہو گی سابق اس

ام الدرداء بعد وفات ابي الدرداء فابت وقالت سمعت ابا الدرداء يحدث عن النبي عليه السلام ان المراة لآخر

ام درداء سی بعد وفات ابو درداء کی نکاح کا پیغام بہیجا سو اونہ مانا اور جواب دیا کہ مینی ابو الدرداء سنا ہی کہ نبی علیہ السلام سی روایت کرتا تہا کہ عورت آخرت

ازواجها في الاخرة وقال لي ان اردت ان تكوني زوجتي في الاخرة فلا تتزوجي بعدي وقيل هي في الاخرة لاحسن ازواجها

مین پچہلی خاوند کی بی بی ہو گی اور مجھکو وصیت کی ہی اگر تو چاہی کہ آخرت مین میری بی بی ہو تو میری بعد اور خاوند نکرنا اور کوئی کہتا ہی کہ عورت آخرت مین نیک خاوند

خلقا لما روي ان ام حبيبة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم سالت النبي عليه السلام

خاوند کو ملی گی اسلئی کہ روایت ہی کہ ام حبیبہ نبی علیہ السلام کی زوجہ نی نبی علیہ السلام سی پوچہا

ان المراة تكون لها زوجان فلايهما تكون في الاخرة فقال عليه السلام تخير فتختار احسنهما خلقا معها تمت

جس عورت کی دو خاوند ہوں تو آخرت مین کسکو ملی گی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا عورت کو اختیار ملیگا پس وہ اچہی کو پسند کریگی

خاتمة الطبع الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله والصلوة على نبيه اشرف الكائنات

واكمل الموجودات محمد صلى الله عليه وسلم وعلى اله واصحابه اما بعد احقر العباد سبحان بخش عفي الله عنه ساکن قصبہ شکارپور ضلع مظفرنگر عرض کرتا ہی

کہ کتاب مجالس الابرار جسکی حال مین مولوی شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ اپنی دست مبارک سی یہہ لکہتی ہین کتاب مجالس الابرار ومسالك الاخيار

في علم الوعظ والنصيحة يتضمن فوائد كثيرة من باب اسرار الشرايع ومن باب الفقه ومن ابواب السلوك ومن ابواب رد البدع

[illegible] الطلاق بلا عوض ما اذا سقط ما عليه من المال [illegible]

والعادات الشنيعة لا علم لنا بحال مصنفه الا ما يكشف عنه هذا التصنيف ومن تدينه وتورعه وتفننه في العلوم الشرعية ولنعم ما قيل لا تنظر الى من قال واسمع الى ما قال فانما يعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال والله اعلم بالصواب واليه حسن العاقبة والمآل. انتهى رد بدعتیں بی بی مثل اور فن نصایح اور وعظ میں بی نظیر اور تحقیق حقایق دینی میں بی مانند اور بعض مسائل علمی میں لاثانی و بی اسہیم سبحان اللہ جوبات مصنف کی قلم سی نکلتی ہی سو مدلل بآیات صریح اور جو مضمون اوسکی زبان پر آتا ہی سو مبرہن باحادیث وروایات صحیح کوئی مطلب ایسا نہیں جسکی سند آیت یا حدیث نہو کوئی ذکر ایسا نہیں کہ اوسکا حامی کسی بزرگ کا قول قدیم یا حدیث نہو نواب صاحب مستغنی عن الاوصاف جناب مولانا والمنا مولوی حاجی محمد قطب الدین خان صاحب کو واسطے افاضہ عام اور فیض تام کی اسکی ترجمہ کا خیال آیا کہ اس کتاب کی مضامین عام فہم ہو جاوین اور تمام صغیر و کبیر جو اردو پڑھ سکتا ہو مستفیض او مستفاد ہوین اور اپنی تئین کم فرصت دیکھکر اس نا کارہ ہیچمیرز کو ارشاد فرمایا مین نی باوجود بی سامانی کی بمقتضای المامور معذور ترجمہ لکھنا شروع کیا آخر مہینے ربیع الثانی سنہ بارہ سو انتالیس ہجری میں لکھکر تمام کیا فبحمد اللہ کما یروق النواظر ویسقی الغلیل ویشفی العلیل ویشحذ الاذہان ویجدد الخواطر اور اسکا نام خزینۃ الاسرار فی ترجمۃ مجالس الابرار تجویز کر کر جناب موصوف کی خدمت میں پیش کیا مولانا صاحب نی ساری ترجمہ کو بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا اور پسند کر کر اجازت طبع کی دی اب ناظرین باصفا اور کاملین بی ریاسی امید ہی کہ بلحاظ اصلاح غور فرماکر دیکھیں اور بتعمق نظر مطالعہ کرین اور جہان سقم پاوین اصلاح دیکر درست کر دین وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۵ **اشتہار** احقر العباد سبحان بخش مترجم مجالس الابرار کا صاحبان مطبع کی خدمت میں عرض کرتا ہی کہ مین نی حق ترجمہ کی اپنی کا شیخ محمد حسین ولد حاجی غلام حسین عطار دہلوی ہی لیکر اسکی طبع کا ہمیشہ کو مالک کر دیا آیندہ کو کوئی صاحب بدون شیخ محمد حسین موصوف کی اجازت اور رضامندی کی اسکی چھاپنی کا ارادہ نکرین میری اجازت اور رضامندی اصلا معتبر نہیں اب مین محمد حسین چونکہ حق مترجم کا دی چکا اور یہہ ترجمہ بصدق رجستری بنام میری ہو گیا اس کتاب کو حسب منشاء قانون یازدہم سنہ ۱۸۳۵ء بغیر اجازت میری کی کوئی نہ چھاپی نہیں تو بموجب اس قانون کی ثمرہ پاویگا فقط **صورۃ ما قرظہ الفقیر محمد حسین صانہ اللہ عن سوء وشین** سجود الاقدام بارض حمد موجبۃ لعز الجباۃ وصفایح القلوب بنور ثنائہ ممتنسۃ لبیاض العز والجاہ صنیعتہ البلیغۃ تقلب اللیل والنہار ورحمتہ العمیمۃ تنزل علی مجالس الابرار وتہدی الفجار الی التوبۃ والندامۃ والاستغفار والصلوۃ والسلام الاتمان من اللہ العزیز الرحمن علی من عرج منتہی القصر المعلی فاستوی ثم دنی فتدلی خاتم الانبیاء والمرسلین شفیع العصاۃ رحمۃ للعالمین منشور افضالہ الم نشرح لک صدرک مزین بخیام رفعنا لک ذکرک وعلی آلہ وصحبہ الباذلین فی سبیل اللہ واعلاء کلمۃ اللہ انفسہم واموالہم وعلی الذین اتبعوہم باحسان واحسنوا اعمالہم **وبعد** فیقول العبد الحقیر محمد حسین الفقیر الراجی لرحمۃ الغفار عفا اللہ عما ہو مستخف باللیل وسارب بالنہار یوم تکون سرابیل المجرمین من قطران وتغشی وجوہہم النار ہذا در منثور یلیق ان یدرج فی حق الصدور سراج لنجاۃ المحسنین الاخیار مصباح لمجالس المتقین الابرار نذیر عریان للغافلین مذکر مبین للناس کلہم اجمعین انیس نفیس للواعظین ریاض ذات افنان وانہار للناصحین جواہر سنیۃ تصلح لاعناق عروس حفظ العلماء ویواقیت ثمینۃ تستاہل لترصیع تاج الوعاظ الاذکیاء اعنی تحفۃ الاخیار الکتاب المستطاب المسمی بمجالس الابرار رحم اللہ من صنفہ وجمعہ والفہ وجعل جنۃ الفردوس ماوئہ واوصلہ الی ما کان تمناہ رضی اللہ عنہ وارضاہ ہو الذی فی فہمہ الانتباہ والتذکیر مغنی الواعظین وفی اداب الارشاد والترغیب والترہیب کاف للناصحین فما اعجب کتابہ ہذا وما احسن وما شاء اللہ اودع فیہ نادرات الزمن بیجولیدتہ من الافاق ویثبت السنۃ السنیۃ النبویۃ ویتمم حسن الاخلاق حوی من فوائد لطیفۃ خلت عنہا الاذہان واحرز نکات رشیقۃ لم تنظرہا الاعیان لا یصنف مثلہ بمرور الدہور والزمن اذ فیہ ما تشتہیہ الانفس وتلذ الاعین اکب علیہ العلماء الفحول وکابر بعد کابر تلقاہ بالقبول لا مرية فی کونہ کافیا للواعظ ولا ریب فی ان استحضارہ مغنی الحافظ ولعمری انہ لحری ان یرسم باقلام غصون الطوبی ویجدیر بالکتابۃ علی ورق شمس الضحی لا بل علی خدود الحور باقلام النور ینبغی ان تکون خطوط الشعاع خیوط المسطر ویصرف فی مدادہ ماء السلسبیل والکوثر لکن لم یکن تیسیر للمستفیدین لقلۃ النسخ فی دیارنا الآن لانہا ما کان عند احد لندرتہ بشار الیہ بالبنان فتوجہ عنان العنایۃ الحبر الادیب والفاضل الکامل الادیب العالم البارع ذو الباع الوسیع واقف اسرار المصنف کاشف اللثام عن وجوہ المشکلات مزین عرائس العربیۃ بالترجمۃ الہندیۃ المولوی المعنوی مولانا **سبحان بخش الشکاپوری** عظمہ الرحمن وادامہ بالفیضان ففتح مغلقاتہ بالترجمۃ الہندیۃ باحسن ما یکون وسہل مقاماتہ بحیث یغبطہ الناظرون اجاد غایۃ الاجادۃ فی ربطہا

وضبطہا علی حسب محاورات اہل اللسان وبرع نہایۃ البراعۃ فی حل لغاتہ مع اختصارہا کالترجمۃ القادریۃ للقرآن ثم عمد الیہ عند
کتابتہ للطبع بالنظر المکرر لان کل تکریر تقرر فجاء بحمد اللہ المستعان کما تہوی الانفس وتلذ بنوع الانسان بسط اللہ نور فیضہ لدینا
علی المقتبسین مادام بقاء السموات والارضین فحقق للمشتاقین بغیتہم وتیسر للطالبین منیتہم فبادروا الیہ ایہا المشتاقون لعلکم بعد
ایام لا تجدون وقد زین عند طبعہ بکتابۃ کاتبہ **محمد منصور علی** الیوسفی البنیری البرکزوی الحنفی عفی اللہ عنہ المولی
جعل اللہ الخلق منتفعا بہ انہ قریب مجیب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب قطعہ تاریخ طبعہ جاءنا النور من مجاز الطبع
اعنی ہذا الکتاب بالاسرار ینبغی ان یکون فی الآفاق کالسراج لمنزل الاخیار عام ختم یلیقہ من ان اقرءہ شمع مجالس الابرار

مزیل الاغلاط کتاب مجالس الابرار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	ص	س	غ	ص	ص	س	غ	صحیح	صفحہ	س	غ	صحیح
۴	۴	سعادتمند	سعادتمندے	۴۳	۲۱	جمیع	بجمیع	۹۹	۲۰	جاتی	جاتی ہی	۱۴۰	۲۳	مستیقضا	مستفیضا
۷	۱۳	احمق	احمق کا	۴۴	۱۷	لم یجز	لم یجیر	۱۰۱	۳۰	کی	کی ہی	۱۴۱	۲۵	تذکر	نذکر
۱۰	۱۷	الظلمت	الظلمات	۴۹	۲۳	نورہم	نورہ	۱۰۲	۲۰	سنی والی	دینی والی	〃	۲۹	سولبتنہ	تو البتہ
〃	۲۰	وصولہا	اصولہا	۵۶	۳۲	نہوگا	نہوگا	۱۰۵	۹	دریافت کی	دریافت کرلی	۱۴۶	۱۷	احدہما	احدہا
۱۱	۴	کی	سی	۵۹	۱۶	پہلی ہین	پہلی ہی	۱۰۶	۲۸	علم	الم	۱۴۹	۱۲	پیدا ہو	پیدا ہوا
〃	۲۹	للاحکام	لاحکام	〃	〃	ہوگی	ہوگا	۱۱۴	۲۷	وجود	وجوب	۱۵۰	۳۱	الوقعۃ	الواقعہ
۱۳	۲۸	سزا	سزا کی	〃	۱۸	مین ہوتی	مین ہوتا	۱۱۵	۱	وما بالنظر	واما بالنظر	〃	۲۹	مشتغلۃ	مشتغلہ
〃	۳۲	توجہ	لتوجہ	۶۰	۶	پہلی ہوگی	پہلی ہوگا	〃	۶	بکہ وشی	بلکہ وشی	۱۵۱	۱۱	الذین	الذی
۱۴	۲	چاہئی	ہو	۶۳	۱۵	اللہ	للہ	〃	۱۸	فقہا سی	فقہا	۱۵۳	۲۸	معصیت	مصیبت
〃	۱۵	الہام	الالہام	۶۷	۸	اسرار	اصرار	〃	۳۱	تنظیم	بعظیم	۱۵۴	۲۶	دنیا مین سی	دنیا کی
۱۵	۲۴	[illegible]	[illegible]	〃	۱۸	لا الہ اللہ	لا الہ الا اللہ	۱۱۶	۴	معجزہ	معجزی	۱۵۵	۱۰	وہ بہی	وہ بہی
〃	۳۰	تکلیف	تکلف	۶۹	۶	علیہ نی	علیہ السلام نی	〃	۱۵	والسفی	والشقی	〃	۳۰	اور حاجی	[illegible]
۱۶	۱۱	زلا	اذلا	〃	۱۷	اوما لا	وما لا	〃	۳۱	فیتحیل	فیتحول	〃	۳۲	[illegible]	شیطان
۱۷	۲۰	ذکر دل	ذکر کا دل	۷	۳۲	اسباب ہین	[illegible]	۱۱۸	۱۲	اور گناہ	یا گناہ	۱۵۸	۸	مرحبین	اور [illegible]
۱۹	۱	ممن ادخل	ممن لم یدخل	۷۲	۵	ہذا الحالۃ	ہذہ الحالۃ	۱۱۹	۳	یقربوا	تقربوا	〃	۱۴	پہر نیت	پہر حبیب
۲۰	۲۲	ہوتی	ہین	۷۰	۶	دشوار	ضروری	〃	۱۹	جتہ	[illegible]	〃	۳۲	کہڑا ہو	کہڑا ہو
۲۳	۳۰	شخص	شخص حج	۷۸	۴	[illegible]	[illegible]	〃	۲۰	اسلام ہو	جاہل	۱۶۰	۵	فعل امی	فعل
۲۴	۳۱	لمرلفہ	لمزدلفۃ	۷۹	۳۲	ثواب	ثواب	۱۲۱	۳	الموقف	الموافق	۱۶۲	۱۴	دوہرا کر تنگی	دوہرا
〃	〃	حکم	حکم ہی	۸۰	۱۸	کہ تنبول ہر	کہ توبہ	۱۲۶	۹	زیادہ تہا	زیادہ تہا	〃	۱۷	سبیل	سبیلہ
۲۶	۴	طرف ہی	طرف سی ہی	۸۴	۳۰	دو محال	دونو محال	۱۳۰	۲۰	لوگ کم	لوگ علم سی کم	۱۶۴	۲۸	کم بجل	کہ بیٹہیں
۳۳	۹	یقضی	یقتضی	۹۳	۱۸	کا یہ ہی	کی یہ ہی	۱۳۱	۱۰	انکسا سی	انکسا سی	۱۶۷	۸	پڑہی	پڑہتی ہی
۳۶	۱۶	عقل	عقلی	〃	۲۰	ماضی سی	ماضی ہی	۱۳۲	۲۹	ہر یک	ہر یک کی	۱۶۸	۲۳	بلجد	باخذ
۴۰	۱۷	لہم	لہ	〃	۳۲	کریگا	کرینگا	〃	۳۱	انہ تقرر	الا تقرر	۱۶۹	۲۷	بیس بفس	بئس النفس
〃	۲۹	فما	فیہا	۹۴	۲۶	آیتی	آئی	۱۳۴	۱۱	قولہ	قول	۱۷۱	۱۸	محرم	حرام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	ص	س	غ	ص	صفحہ	س	غ	ص	صفحہ	س	غلط	ص	ص	س	غ	ص	ص	س	غ	ص
۱۷۳	۱۰	کدورت تیلوی	کدورت تیلوی	۲۴۳	۲۴	ذالجا	ذوالجا	۲۹۷	۱۴	کیاکن	کرسکن	۳۴۵	۶	کہیں دوسر	کہیں دوسر	۴۱۱	۱۶	اپنی	اکی	۵۲۷	۲۶	جوجو	جو
۱۷۴	۱۶	جس روز	[illegible]	//	۲۹	حقہ	حلقہ	//	۲۵	البراز	البرازی	۳۰۱	۴	بتہ سر	بتہ سری	۴۱۳	۲	لایا	لائے	۵۳۴	۱۱	فقالوا	فقال
//	۲۷	بین رمضان	بین رمضانیہ	۲۴۳	۱۹	کرتہا	کرتا	۲۹۹	۲۲	اختیار	اختیار کر	۳۴۴	۸	کری گہرا	کری گہرا	۴۱۴	۱۴	آتاہی	آتا ہے	۵۳۵	۷	والغر	والشر
۱۸۲	۸	پچاس آدمی کا ہو	پچاس آدمی ہو	//	۱۷	یاپتقنع	بالیتقنع	۳۰۳	۱۷	اوفر	اقتصار	۳۵۵	۱۳	صدروا	صدروا	۴۱۴	۸	کہاتھی	کہاتھی	۵۳۷	۵	یوثر	یوثر
۱۸۳	۱۶	اور یہ دلیل	اوردلیل	۲۴۶	۲۳	دہو	ہو	//	۱۳	الاقلب	الاولان	۳۵۶	۱۶	بریرہ	بریرہ	۴۲۰	۱۲	ماانوخرہ	[illegible]	۵۴۳	۲	خواکرن	خوارکن
//	۲۲	یہہ حکم	یہی حکم	۲۴۸	۲۹	الفطر	الفطر	۳۰۵	۱۰	ابواکی	ابوالکی	۳۵۷	۱۲	ہوسناہی	ہوسناہی	//	۲۷	البطال	البطال	۵۴۹	۴	اور انجو	اوریا
۱۸۹	۳۲	عبادۃ ہوئی	عبادت	۲۴۹	۲	روزہ	روز	//	۲۹	لاالفصل	لاالوصل	۳۵۹	۳	مذہب	مذہبا	۴۳۲	۱۱	فتابعامتبا	[illegible]	۵۵۴	۱۶	اوراث	احاث
۱۹۳	۱۹	دلیل	دلیل	۲۵۰	۲۸	حدیثین	حدیث	۳۰۶	۱	الغاشیۃ	الفاتحۃ	//	۳۲	وضعا	نمازجنازہ	۴۴۲	۲۶	خیانت	[illegible]	//	۲۸	انجام	ارام
//	۱۸	تمام زمین	تمامی	۲۵۵	۱۵	النظم	النضم	//	۵	متعددہ	متعددۃ	۳۶۲	۱۶	انگہوٹہکی	انگوٹھی	۴۴۳	۲	صیوت	صیغت	۵۵۶	۸	جوتو	جوبات
۱۹۸	۲۶	فرمایا	فرمایا ہے	۲۵۶	۳۲	یہ امر	یہ امر	۳۰۷	۳۲	عمدہ	عمدا	۳۶۳	۸	اوس ہی	اوسی	۴۴۴	۲۸	لفظ دو	لفظوں	۵۵۸	۸	وہ تجز	[illegible]
۲۰۰	۱۱	یقتصر	یقتصر	۲۵۸	۱۳	یشتیعہ	یشتیعہ	۳۰۸	۷	لاپکو	لیکو	۳۶۹	۲۲	فاحشہ کی	فاحشی	۴۴۷	۳۲	اورپا	اورگر	۵۶۱	۱۷	تکون	تکون
//	۳۰	مین سی	مین سی پڑ	۲۶۵	۲۰	سیر	سیر	۳۱۰	۳۸	مسافر	مسافر ہو	۳۷۰	۲	طالب تھی	ہی	۴۴۸	۲۹	کاذکر	کاذکر	۵۶۴	۱	تکیس	یلیبس
//	۲۸	کی مستحب	کی ہی مستحب	//	۲۶	یابی کہا	یابی	۳۱۱	۲۱	الحجاج	الحاج	۳۷۱	۹	اما	وامابعد	۴۵۲	۲	اہی	اس	۵۶۶	۱۶	اان	الاظلم
۲۰۶	۲	بہ	[illegible]	۲۶۸	۱	نحوہا	نحوا	۳۱۸	۱۹	فلیحی	قلت	۳۷۴	۱۸	النبی	النبی	۴۴۶	۹	لایصلح	لایصح	۵۶۸	۱۹	مداخلۃ	مداخلہ
۲۰۷	۳	تاکہ اصل	تاکہ اصل عمل	۲۶۹	۲۰	اینڈنکردی	[illegible]	//	۲۹	لکرتا	کرتا	۳۷۵	۲۲	بسبب	بسبب	۴۷۴	۷	البیع	المبیع	۵۶۹	۲۸	گذر	گذرگا
۲۰۸	۱۰	حاصل ہوگی	حاصل ہوگی	۲۷۲	۶	اشجع	اشجعی	۳۱۹	۱۱	مانم	بونہم	۳۷۷	۳	حمک	حرکت	//	۱۷	العدد	العددی	۵۷۰	۲	سبب	سبب
//	//	پہراوسکا	اوراسکا	//	۱۴	اسوسطی	اسوسطی	//	۱۹	الرجا	الرجاء	//	۱۶	[illegible]	[illegible]	۴۵۸	۱۳	فی الملک	[illegible]	۵۷۵	۱۱	بالغرفۃ	بالغرفۃ
//	۲۶	تمام قسم	انجام قسم	۲۷۴	۸-۶	[illegible]	[illegible]	۳۲۳	۲۴	توبکری	توبکری	//	۲۲	توالیسی	توالیسی	۴۶۴	۲	یہی جایز	جایز	۵۷۸	۲۴	بنایا	بنایا
۲۱۳	۱۴	ہکولوگی	ہمکوانی	۳۲۳	۲۸	جلسہ	جلسہ	۳۷۸	۳۱	فرع	فرع	۴۷۳	۲	بچہڑالو	بچہڑالو	۵۸۲	۲۲	پیداکی	پیداکی				
۲۱۴	۲۲	کی ہی بنا	کاسابا	//	۳۴	جوانس	جوانس	۳۲۵	۳۲	جوتقریر	جوتقریر	۳۷۹	۱۰	پیستر	پر	۴۷۹	۲۶	لئی ہی	لئی	۵۸۳	۱۶	لیکن اخر	لیکن
//	۲۴	برتنی کو مکرڈنیا	سینی کی	۲۷۶	۱۵	جمع الیہ	جمع فیہ	۳۲۷	۳۰	ایقدرہو	ایقدر	۳۷۹	۲۷	بعد	بعید	۴۹۳	۱۶	کچہ اوکا	کچہ اوردو	۵۹۷	۲	مسئلہ	مسئلی
۲۱۶	۱۸	لیکن جو	اورجو	//	۲۹	صلی اللہ	صلی اللہ علیہ وسلم	۳۲۸	۹	ایکی	ایک ہی	۳۸۶	۱۰	ثواب کا	ثواب کاہو	//	۲۴	غلام	غلام ہی	۶۰۰	۱۶	یہ طرحکا	یہ ایک طرحکا
۲۱۷	۲۷	لیستونی	لیستوی	۲۸۴	۵	بالغلطۃ	بالغلطۃ	//	۱۳	والغتاد	واعتاد	۳۹۱	۴	ابن عباس	ابن عباسی	۴۹۹	۲	تحہر	تجویز	//	۲۱	بدعی	بدعی
۲۲۹	۱۳	بشادتہا	بشہادتہا	//	۱۱	یراعی	براعی	۳۳۳	۲۲	پربرکہ	پربرکہ	۳۹۳	۶	کیا	مانگا	۵۰۳	۱۰	بزایہ	بزازیہ	//	۲۲	کہ طلاق	کہ طلاق
۲۳۱	۲۹	المعاصی	العاصی	//	۱۳	فمن	من	۳۳۷	۲۱	الحسنا	الحسنات	۳۹۵	۱۰	المحسنا	المحسنات	۵۰۴	۳	علامۃ	علامۃ	۴۴	۴	جاو	چل جاو
۲۳۵	۳۰	لازم	لازم	۲۸۷	۴	لیسی شی	السی شی	//	۲۳	عند	عند	۳۹۶	۶	گنہگا	گنہگار کی	//	۱۱	ب	الظرب	۶۰۵	۸	سنر	سسری کی
۲۳۶	۲۹	تفریج	تفریح	//	۱۱	یجیلہ	بجبلہ	//	۲۶	بقلہ	بطور	//	۲۱	النجبۃ	النجیۃ	۵۰۵	۲۰	فسوخ	فسخ	//	۲۹	شیخا	شیخ
۲۴۰	۳۱	وہم	فہم	۲۸۹	۳۲	مشکوۃ	مشکوۃ کی	//	۲۸	بانو	بانو	۳۹۷	۲۲	نادسی	نادانی	۵۱۱	۳۰	صوت	صوت	۶۰۶	۴	مردپر	مردکو
۲۴۲	۱۹	جزاق فسیر	جزاق فانہ	۲۹۰	۱۸	افریکو	آفرکو	۳۳۸	۴	سبب	سبب	۳۹۸	۷	تجوا	تجو	۵۲۱	۲۲	حسن	جس	//	۶	یعنی	اسی
۲۴۳	۱۰	ایام محری	ایام نحرکی	۲۹۷	۱۳	یخفنها	بخفنہا	//	۲۲	جماتو	جماہتی	۴۰۱	۸	ہوتاہی	ہوئی	۵۲۲	۶	سلام	سلام	//	//	ہی	ہوئی
//	۳۱	تمیتہا	تمیتہا	//	//	الالوکی	الالکی	۳۴۴	۲۴	ادمی کبیر	چوتہی تکبیر	//	۱۴	ہوتین	ہوتاہی	۵۲۳	۱۰	رکس	پہرگیا	//	۱۶	کرہ	کہ